COLUMBIA
UNIVERSITY
LIBRARIES

۱۷

قصہ طلسم ہوشربا

جلد اول

REM
O
O

TILISM
HOSH
RUBA
Vol. I

بقیہ

طلسم ہوشربا

جلد اوّل

12/

17

REMAIN-DER OF TILISM HOSH RUBA Vol. I

بہ عون صناع ملکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

نمونۂ سحر بابل نشتر رگ دل اندھیرے گھر کا اُجالا راتون کی نیند کھونیوالا دفتر بے مثیل و یکتا یعنی

[illegible] داستان

طلسم ہوشربا

جلد اول

مصنفہ شاعر ہمہ دان نثار سحر بیان ثناخوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص قمر دام ظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہ حسن و خوبی چھپا

اعلان ۔ یہ کتاب بصرف زر کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

للعــــہ جزو

اطلاع - الحمد للہ کہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شایق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے بلاحظہ و معاینہ سے شایقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین اُنمین قصہ جات نظم و نثر اُردو درج کیے جاتے ہین تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہی اُسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نظم

الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت مین ہین جلد اول - از حضرت نسیم دہلوی

ایضاً - جلد دوم از منشی طوطا رام شایان -

ایضاً - جلد سوم مترجمہ منشی طوطا رام شایان -

ایضاً - جلد چہارم از منشی شادی لال -

مجموعۂ قصص باتصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصۂ سوداگر بچہ (۲) قصۂ ماہی گیر (۳) قصۂ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصہ شاہ روم -

قصہ جات نثر

داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر شاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین داستان گویان کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخہ نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جاے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہی اور اسکے نامون کی تصریح حسب ذیل ہی

۱ - نوشیروان نامہ جلد اول
۲ - " جلد دوم
۳ - کوچک باختر
۴ - بالا باختر
۵ ایرج نامہ جلد اول -
۶ - " جلد دوم
۷ - طلسم ہوش ربا جلد اول
۸ - " جلد دوم -
۹ - " جلد سوم
۱۰ - " جلد چہارم
۱۱ " جلد پنجم کا حصۂ اول
۱۲ " " حصۂ دوم
۱۳ " جلد ششم
۱۴ " جلد ہفتم
۱۵ - صندلی نامہ دفتر ششم
۱۶ - تورج نامہ دفتر ہفتم
۱۷ - طلسم نوزبا فشان جلد اول و دوم و سوم
۱۸ - لال نامہ جلد اول و دوم زیر طبع ہی -

به عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

نمونہ سحر بابل نشتر رگ دل اندھیرے گھر کا اجالا راتون کی نیند کھونیوالا دفتر بے مثل و کتاب یکتا اعنی

طلسم ہوشربا

مصنفہ شاعر ہمہ دان نثار سحر بیان ثنا خوان سبط رسول الثقلین منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر دام ظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بحسن و خوبی چھپا

اعلان - یہ کتاب بصرف زر کثیر مطبع تصنیف ہوئی ہے لہذا حق تصنیف اسکا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہے کمال وجلال حاکم یکتا جسے طریقۂ رنگا رنگ ہوشربا رب اکبر خالق شمس و قمر وحدہٗ لا شریک
جسنے عجائب وغرائب طلسمات دنیا کے دمرحلہ جات شب و روز بحکمت بنا کیے گمگشتگان وادی خلقت کو
سرفراز فرمایا کیا طریقۂ رفعت قدرت وحکمت وصنعت کو بہ کیفیت دکھایا ان حالات عجائب وغرائب
کو دیکھکر وجد کنان زبان خامہ دوزبان ہی حمد رب کارساز مین لسان کا امتحان ہی زبان کو کیا شرف دیا
کیا گیا گل بوٹے پیدا ہوے کوئی ناظم کوئی نثار کسی کا کلام عبرت آثار ایک زبان سے ہزارون رنگ
پیدا ہین رنگینی کلام پر بلبلین شیدا ہین غنچۂ کلک سے کام لیا گل مضمون نام ہوا فصاحت وبلاغت سے
کیا پھل پایا حمد خدا اسے لطف ملا غنچۂ ناشگفتۂ خاطر کھلا بلبل نغمہ سرا چہچہہ زن ہوتی ہی زبان کی رنگینی سے
گلون کو عرق خجالت مین ڈبوتی ہی یہ حقیر کج مج زبان قصد کرتا ہی کس رنگ مین حمد الٰہی لکھون مجبور و
ناچار ہون زبان یاری نہین دیتی کلام سے لاکلام عجز پیدا ہی اپنی لاعلمی پر آپ شیدا ہی یہی اعتقاد
ٹھیک ہی کہ وہ وحدہٗ لا شریک ہی

نعت سرور کائنات جناب اشرف انبیا پیغمبر آخر الزمان حبیب رب دوجہان

سبحان اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کیا عنایت فرمائی کیسی راہ ہدایت دکھائی کیا اپنے بندون پر احسان کیا اپنے حبیب کو براے
ہدایت گمگشتگان وادی ضلالت مبعوث فرمایا وہ ملک عرب کے سب عرب بے ادب جلالت اشرف انبیا
پر رشک کرتے تھے باطل پرستی پر مرتے تھے حضرت نے کس کس طور سے ہدایت کی وہ بیچارے کب مانتے تھے

Rare Book PK 2198 .R66 1892g V.24 Folio

معجزات وکرامات کو سحر و ساحری جانتے تھے جب حضرت کو وہ بیحیا آزار پہونچاتے تھے زبان
معجز بیان سے ارشاد فرماتے تھے یہ جاہل واجہل ہین ان سب کے طریقے جہل ہین ابوجہل
جہل مرکب متعصب بے ادب اکثر امتحان لیتا تھا پھر یہ جواب دیتا تھا کہ بڑا سحر کیا حضرت چاہتے تھے
کہ ابوجہل مسلمان ہو یہ بیحیا کب مانتا تھا آخر واصل جہنم ہوا ایک روز اشرف انبیا مسجد مدینہ مین
جلوہ فرما تھے ایک شخص نیک طینت عمدہ خصلت حاضر خدمت جناب اشرف انبیا ہوا عرض کی
ای آقاے دوجہان وای یادی انس وجان یہ حقیر چاہتا ہی کہ زبان معجز بیان سے کچھ ارشاد ہو
کہ اعتقاد میرا زیادہ ہو مذہب لات وہبل سے دل کو نفرت ہی سائل خواہان ہدایت ہے
زہے جلالت گل بوستان رسالت خہے رنگ اعجاز وکرامت سامنے حضرت کے دو نخل خشک صحن
مسجد مین تھے کہ سایہ بھی اُنکے پاس سے بھاگتا تھا پھل کا نام نہین سرسبزی کو کام نہین حضرت نے
آواز دی جلد ہمارے پاس حاضر ہو دونون نخل سرسبز ہو کر زبان برگ سے لبیک لبیک کہتے ہوئے قریب
حاضر ہوئے شور درود مسجد مین بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا زہے قدرت باغبان قضا وقدر
خہے جاہ وجلال بہار پیراے شمس وقمر اتنے ہی عرصے مین راہ روی کرنے مین جو نخل
بیتاب ہوئے اتنی ہی دیر مین سب سرسبز وشاداب ہوئے برگ زرد سبز ہوئے غنچہ وگل
رنگین شاخین ہلال تمکین یا دست معشوقان مہجبین سرخی پھولون کی ہمصورت لبہاے عقیق یمنی
پھل رشک سیب ذقن محبوب سرکشی نخلون کی مثل قد مطلوب حضرت نے فرمایا اپنے مقام
پر جاؤ وہ نخل اُسی طرح زمین کو پھاڑتے ہوئے اپنے مقام پر پہونچے مصنف معارج الفضائل
تحریر فرماتے ہین کہ وہ نخل ہمیشہ سرسبز وشاداب رہے میوہ ہاے لذیذ سے کامیاب رہے اگر
مختصر سے مختصر معجزات لکھون ہزار جز دن مین بخط ریحان نہ لکھ سکون یہی لفظ کافی ہی کہ پیغمبر
آخر الزمان حبیب رب دوجہان ہین میری کیا مجال ہی کہ ایک حرف بھی صفت مین آپ سے پیغمبر کی
لکھ سکون یہ تین شعر تبرکاً تحریر کرتا ہون

نظم

کہہ کے بسم اللہ لکھیے وصف ایسے شاہ کا ۔۔۔ مد بسم اللہ بھی جادہ ہی جسکی راہ کا
میکدہ قرآن ہی مجھ میخوار عالیجاہ کا ۔۔۔ ہی مزہ مُنھ مین کباب مرغ بسم اللہ کا
کیا بساط معجزہ ختم رسالت ہی وسیع ۔۔۔ کار آسان ہی بڑھانا نعمت کوتاہ کا

منقبت جناب حیدر کرار صاحبِ ذوالفقار وصی احمد مختار شیر پروردگار کرار غیر فرار

خوشا مراتب جناب علیؑ مرتضیٰ کہ رب دوسرا ارشاد فرماتا ہی کہ مرتبہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو در مرتبہ علیؑ کو مین نے پہچانا د مرتبہ جناب احمد مجتبیٰ کو مین نے اور علی نے پہچانا اور میرے مقدمہ وحدانیت کو علیؑ و محمدؐ نے پہچانا کیا خوب بات ہی کہ جن مراتب ذات با برکات کو خود رب اکبر پہچانے انسان کی کیا مجال کہ ایک لفظ بھی صفت مین اُس شہنشاہ بحر و بر کی تحریر کرسکے یہی لفظ کافی ہی کہ جیسا نبی ویسا وصی وحی مین پروردگار اُنسے کلام کرتا تھا انکو الہام ہوتا تھا وہ حاکم دار السلام حبیب رب اکبر یہ قاسم حوض کوثر وہ رسول یہ امام وہ صاحب معجزات یہ مملو از کرامات وہ پیغمبر برحق یہ کنندہ بتان کعبۂ حق وہ براق در فرق پر سوار ہوئے انکو جگہ دوش رسول مختار پر ملی بتون کو خانۂ کعبہ سے نکالا گھر کو خدا کے لات و ہبل سے پاک کیا شمع ہدایت روشن ہوئی خارستان دنیا فیض قدوم جرأت لزوم سے رشک گلشن ہوئی شکر کرتا ہون کہ میرا امام عالیمقام علی مرتضیٰ قاتل اشقیا فراش راہ دین اسلام ہادی انام شہنشاہ خاص و عام دشمن انکا ناکام جہنم اُسکا مقام یہ چند اشعار جلالت آثار منقبت مین اُنکی تحریر کرتا ہون کہ مومنین پر جلالت و جرأت آپکی ظاہر ہو ہر خرد و کلان مراتب سے اُس مقدس کے ماہر ہو نظم

کیون نہ تاجِ فرقِ عالم ہو کلاہِ بوتراب ۔ پائے ختم المرسلین ہی سجدہ گاہِ بوتراب
کم نہین اکسیر سے کچھ گردِ راہِ بوتراب ۔ مس کو کرتا ہی طلا فیضِ نگاہِ بوتراب
جھک پڑین سجدے کو نُہ افلاک روے خاک پر ۔ جس جگہ پڑجائے ظلِ بارگاہِ بوتراب
صف ہوئی آراستہ مسجد مین جب بہرِ نماز ۔ ہم یہ سمجھے ہی یہ میدان وہ سپاہِ بوتراب
دیکھ سکتے طور پر کیونکر تجلی نور کی ۔ چشمِ موسے مین نہ تھی تابِ نگاہِ بوتراب
آسمان ہی یا بلند اُس شاہِ دین کی بارگاہ ۔ کہکشان ہی یا طنابِ بارگاہِ بوتراب
دعوی یکتائی ایمان کرے جبدن وہ شاہ ۔ کون پیغمبر سے بہتر ہی گواہِ بوتراب
چڑھ سکے دوشِ مصطفےٰ پر توڑے کعبے کے صنم ۔ کیا بت پندار ہوتا سنگِ راہِ بوتراب
غنچۂ دل جو شگفتہ ہو گیا مانندِ گل ۔ آگئی شاید نسیمِ صبحگاہِ بوتراب
فرش پا انداز مولا ہی جسے کہتے ہین عرش ۔ ہی مقامِ قربِ حق آرامگاہِ بوتراب

تھے وزیر احمدِ مرسل علی مرتضےٰ
بعد احمدؐ شکل احمد کے ہوئے مشتاق جب
کچھ کلاہ بادشاہی کی نہین ہر احتیاج
انبیا ہمراہ اکلیلِ شفاعت زیب سر
ہر یقین دینگے فرشتے اسکو سولی روز حشر
ہر مسلمانون کی نصرت کے لیے کافی اسیر

جس طرح ختم رسالت بادشاہ بوتراب
دل نے رکھا آئنہ پیش نگاہ بوتراب
حشر مین تاج شفاعت ہر کلاہِ بوتراب
دیکھنا روزِ قیامت عز و جاہِ بوتراب
غصب سے جسنے لیا برگِ گیاہِ بوتراب
ایک سلمان کسلیمان دستگاہِ بوتراب

ایک ادنا بزرگی جناب حیدرؓ کرار کی تحریر کرتا ہون کہ ناظرین وجد کرین دشمن بھی دم محبت کا بھرین یعنی جب اشرف الانبیا آسمانون پر شب معراج تشریف لیگئے جو تھے آسمان پر دیکھا کہ ایک شیر نے آکر حضرت کا راستہ روکا جبرئیل نے عرض کی یہ شیر آپ سے کچھ طلب کرتا ہر حضرت نے دست حق پرست سے انگشتر اُتار کے اُسکو دی شیر علحدہ ہوا جب حضرت قریب پردۂ اسرار پہونچے کاسہ شیر برنج واسطے حضرت کے آیا حضرت نے عرض کی کبھی نبیرے بندۂ ذلیل نے ای رب جلیل تنہا طعام نہین کھایا پردے سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا ہمصورت دست یداللہ نامور تھا اور وہی انگوٹھی جو شیر کو دی تھی وہ اُس دست زبردست مین موجود تھی حضرت اپنے مقام پر تشریف لائے زنجیر در ہل رہی تھی بستر کو گرم پایا حضرت حیران کہ کل عجائبات صنعت رب اکبر دیکھے اسقدر جلد اپنے مقام پر آگیا کہ بستر گرم ہر اس خیال مین تھے کہ ہمارے آقاے نامدار جناب حیدر کرار زوج زہراؑ ے نامدار تشریف لائے وہی انگشتری دست حق پرست پر رکھکے بطور نذر سامنے جناب اشرف الانبیا کے پیش کی اور عرض کی معراج حضرت کو مبارک ہو جو حالات حضرت پر گذرے حضور فرمائینگے کہ مین عرض کردن جناب حبیب خدا ارشاد فرمانے جاتے تھے جناب علی مرتضےٰؑ عرض کرتے تھے یہ معاملہ بھی حضرت نے ملاحظہ فرمایا حضرت حیران تھے کہ جو سانحے مجھپر گذرے علیؑ نے کیونکر دیکھے فرماتے تھے کہ مجکو بطور وحی پیام ہوتا ہر علیؑ کو ہر وقت الہام ہوتا ہر قربان مراتب جناب غالب کل غالب مظہر العجائب سلطان المشارق والمغارب مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ اب سبب تصنیف کتاب تحریر کرتا ہون

وجہ تصنیف داستانہاے بقیۂ طلسم ہوش ربا

یکہ تاز میدان سخاوت وشیر بیشۂ جرأت وہمت والاحشم مرجع لطف وکرم جناب منشی پراگ نرائن صاحب فرزند دلبند منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم نے بعد ختم ہر سہ جلد طلسم فتنۂ نور افشان کمترین سے ارشاد فرمایا کہ ابین تحریر طلسم مذکور اخبار مین اشتہار دیا گیا تھا کہ بقیۂ طلسم ہوشربا بعبارت سلیس و باشعار نفیس تحریر ہوگا اب تو آپ کو مہلت ہی ظاہرا وقت فرصت ہی بسم اللہ قلم اُٹھائیے یہ حال بھی تحریر فرمائیے حقیر نے بسر وچشم قبول کیا اصلی بقیۂ طلسم ہوشربا یہ چیز ہی کہ اول حال سلطنت شہنشاہ لاچین وسبب انتزاع بدست افراسیاب خانہ خراب اور سبب اُسکا کہ کیا باعث ہوا کہ تمام رئیسان سلطنت ومشیران باہت آپسمین ملگئے ودشمنی سے لاچین کی ہاتھ اُٹھایا ثمکرام کو بادشاہ بنایا یہ اسباب بوجہ احسن ناظرین پر ظاہر ہونگے دیگر وہ داستانین کہ تصنیف کردۂ حقیر متعلق جلد اول ودوم وسوم وچہارم بھین چونکہ حقیر نے جلد پنجم سے تحریر کیا اُن داستانون کو لکھ نہ سکا اب مالک مطبع اودھ اخبار جناب منشی پراگ نرائن صاحب نے حقیر کو حکم دیا وہ داستانین نگاہ سے ناظرین کی جب گذرینگی ہر چند کہ ملاحظۂ حجرۂ ہفت بلا سے سرشار جام بادۂ تحریر وتقریر ہو رہے ہین یقین کہ اس عجائبات کو دیکھکر مخمور ہون نہایت مسرور ہون عشق لالہ زار صندلی پوش از برآن نہایت داستان نایاب ہی ملاحظے پر موقوف ہی حقیر تحریر مین مصروف ہی دیگر داستان ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشنضمیر برادر خُرد کوکب عجب داستان حیرت عنوان ہی کس کس کا پتہ دون انشاء اللہ جلد ہذا نظر سے گذریگی ناظرین پر واضح ہوگا

دو کلمۂ داستان ابتداے سلطنت شہنشاہ لاچین والاتمکین وسبب انتزاع سلطنت مذکور بدست افراسیاب خانہ خراب ودیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

چل ای توسن کلک رنگین رقم
لکھون داستان جلالت قرین
یہ ہنگامہ رنگ ہے برملا

بقیے کا سامان ہوا ہی بہم
سر نخل بلبل کے ہون چہچہے
قمر نے عجب اِسکی دعویٰ کیا

مرے ہوش اُڑتے ہین ای ہمنشین
اُڑاتے ہین کبک دری قہقہے
وہ ہین داستانین کہ جنکا نظیر

نہ ممکن ہو سے لکھے جو کوئی دبیر
سبھی بزم دلکش مین چرچا ہوا
کہ شاخ تمنا بھی ہوگی ہری
بقیہ لکھون چار جلدونکا حسات
کہ محظوظ ہون سنکے سب خاص و عام
مضامین عالی ہوئے نامور
کہ ہون شاعرون کو بھی دلسے پسند
جو ہی ہوشربا دفتر ای ذیشعور
کہا اب یہ طبع حق آگاہ نے
نشان جلالت پہ مغرور ہون
ہنر کی ہی تحقیق ای باصفا
وہ طرز سخن سے بنادون ضرور
کہ حیرت پہ عاشق ہوا ہی یہ ماہ
کہ دختر کا عشق اسکی قاسم سے ہی
تو محظوظ ہون ناظران ظریف

مجھے ساقیا کام سے کام ہی
کہ رنگ سخن باغ مین جم گیا
کہ باقی جو تھین داستانین نفیس
نہ ہو رنگ فقرات کے برخلاف
یہ ناظر کہین دیکھکر بر ملا
یہ نخل بیان خوب لایا ثمر
سبھی جانتے ہین یہ اہل ہنر
چھپی داستانین بوجہ ضرور
کمی ہو بیان مین نہ ای ذی ہنر
فصاحت سے نزدیک یا دور ہون
شہنشاہ لاچین والامقام
کہ ہو طبع کو ناظرون کے سرور
سہیل خردمند پیدا رنجبت
کردن منزل عشق و الفت کو طی
اٹھاؤ قلم ای قمر سبخطر

کہ تحریر و تقریر مین نام ہی
ذہانت متانت قمر کی کھلی
شگفتہ ہون پڑھکر انھین سب رئیس
ربائندۂ ہوش ہی یہ کلام
قمر رنگ اس جلد کا جم گیا
یہ وہ داستانین ہین ای ہوشمند
کہ روشن بیانی ہی رنگ قمر
لکھا تا چہارم جو تھا چاہئے
کہ آگاہ کرتا ہی سب کو قمر
مگر سلسلے پہ ہی طبع رسا
کہ جس طرح شاہی کا ہی انتظام
لکھون عشق فرزند بادشاہ
کہ چھوٹا ہی کس وجہ سے تاج و تخت
سناؤن جو یہ داستانین لطیف
کہ مشتاق ہین ناظرین سربسر

چہرہ حاکمان محکمۂ عشق و الفت داور نگ نشینان ممالک ہمت و سخاوت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف مرصع نگاران فرخندہ پی + رہ عشق و الفت کو کرتے ہین طی + حقیر مصنف کج مج زبان زلّہ ربای خوان نعمت شاعران بے ہنر منشی احمد حسین قمر عرض کرتا ہی واضح ہو کہ مقام طلسم ہوشربا کہ اٹھارہ سو ملک جسکے متعلق ہین بارہ سو کوس مین طلسم ظاہر باقی مرحلہ جات باطن شاہان دربند اپنے اپنے مقام پر سلطنت کرتے ہین کل طلسم کا بادشاہ آسمان سخاوت کا ماہ یعنی شہنشاہ لاچین والاتمکین حاکم طلسم مذکور ہی اسکے عہد دولت معدلت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا سر دست ہاتھ باندھا جاتا ہی شمع کا چور جلتا ہی معشوق آنکھ نہین چراتے ہین عاشقون کی دلدہی فرماتے ہین فیض و سخا کا شور

نہ کوئی گرہ کاٹ نہ چور مشیران سلطنت و وزیران اسہت دربار مین حاضر رہتے ہین جب فصل مین
کہ جشن ولادت سامری ہوتا ہی اٹھارہ سو تاجدار و وزیران نامدار دربار شاہی مین حاضر
ہوتے ہین بڑے دھوم سے جشن ہوتا ہی جب زمانہ جشن کا آیا شہنشاہ لاچین نے اٹھارہ سو
ممالک مین نامے لکھے کہ زمان جشن خداوندی ہی جملہ شاہ و شہریار قریب باغ سیب آکے
حاضر ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین بازارین درست منتظم چالاک وچست پانچ سو عیار بچیان
آکر شاہ کو خبر دیتی ہین کہ فلان بادشاہ تین لاکھ فوج سے فلان دو لاکھ چار لاکھ سے حاضر ہوا
بادشاہ و وزرا اندر باغ کے آئے اہالی فوج بیرون باغ اُترے کل سلطنت کا منتظم
افراسیاب خانہ خراب ہی پہلوے تخت شہنشاہی مین دنگل یاقوت نگار اسکا بچھتا ہے
اُس وقت جملہ شاہان جلیل ساحرون کے کفیل تاجداران بے عدیل حاضر دربار دربار
شہنشاہ لاچین ہین بلکہ بلقیس بایہ تخت چہارم پر شہنشاہ لاچین کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہی
نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کئی ہزار طائفہ حاضر ہی اپنے اپنے کمال دکھا رہی ہین
غزلین عاشقانہ بصد ناز و ادا گا رہی ہین نظم

نظر کہین ہین یہ حسنہ ہی جانی تمھاری	ابھی دیکھنی ہی جوانی تمھاری
کہا مین نے ٹھہرو تو بوسے یہ ہنسکر	کبھی پھر سنین گے کہانی تمھاری
نثار اُسکے جائین جو سچ جانے اسکو	فسانہ ہمارا زبانی تمھاری
بڑی خندہ منتین کہین اب آزاد کردو	بہت دیکھ لی مہربانی تمھاری
چھپاؤن نہ کس طرح سے جان بدن مین	مری جان یہ ہی نشانی تمھاری
نسیم اب تو گھبرا گیا دل ہمارا	سُنے کون پہرون کہانی تمھاری

اس وقت بارگاہ مین جلسہ آراستہ ہی ہر طرح کے ذکر اس وقت ہو رہے ہین قضاے کار
ذکر مذہب نکلا افراسیاب اس ذکر کو بڑھانے لگا شہنشاہ لاچین نے زبان فصاحت بیان سے
فرمایا کہ ای افراسیاب و ای حاضرین و ای واقف کاران مذہب لات پرستی سب طرح کے
لوگ اس وقت دربار مین جمع ہین ہمین شرف مذہب سے آگاہ کرو کہ روح کو راحت قلب کو
قوت حاصل ہو صد ہا پنڈت اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اوصاف سامری و جمشید

بیان کرنے لگے لاچین نے کہا یار ولات و منات پتھر کے پتلے ہین تمھین نے انکو بنایا آپ ہی تم سب
انکو سجدہ کرتے ہو پس انکے تم خالق ہو بڑا اعتقاد سامری و جمشید پر ہی کہ یونے دوسری ہین انسے کون بہتر و
برتر ہی وہ مثل ہمارے تمھارے انسان تھے چند کس نے پیروی کرکے اُنکو خداوند بنایا شعبدے و سحر
سے معاملہ عجائب و غرائب دکھاکر مثل ہمارے تمھارے مرے جلائے گئے پتھرت نے کہا اُنکی خاک مین تاثیر ہی
چادر جو اُنکو اُڑھائی گئی اور چیزین اسی طرح کی ہین کہ اُنپر سحر تاثیر نہین کرتا ہی یہی اُنکا اظہار خداوندی ہی لاچین
نے کہا یار وہ یہ تاثیرین تو ہمارے بھی اُستاد مین موجود ہین پھر یہ کس طرح کے معبود ہین لیکن یارو تم
سب عالم جمع ہو کسی نے ایسی دلیل نہ بیان کی کہ دل کو تسکین ہوتی میرے دل کو مقدمہ مذہب مین بڑا
انتشار ہی لیکن مین چند عرصے سے ازروے کتب تحقیق کر رہا ہون جون جون دریافت کرتا ہون شک
بڑھتا جاتا ہی قلب ٹھہراتا ہی ایک کتاب مین نے مسلمانون کی دیکھی اُسمین لکھا تھا کہ خدا ہمارا اکیلا ہی اور
بہت سے دلائل تحریر تھے مین نے جو عقل کو لڑایا اُس مذہب کا طریقہ مجکو پسند آیا مجبور و ناچار ہون
کہ اس ملک مین کوئی مسلمان نہین ہی ورنہ مین اُسکو بلاتا اور مسلمان ہوجاتا لیکن اسکی فکر ضرور کرونگا
سب اہالیان دربار خاموش ہوگئے کوئی جواب باصواب نہ دیسکا بعد جشن جب جلسہ برخواست ہونے لگا
تو افراسیاب جادو نے آواز بلند پکار کر کہا سب صاحب کوہ بلور پر تشریف لائین مین نے نذر
سامری و جمشید مانی تھی سب صاحبون کا اس جلسے مین شریک ہونا بہت مناسب ہی دوسرے دن
کوہ بلور پر افراسیاب نے سب شاہون کو جمع کیا جب سب جمع ہوچکے اور جلسہ معمور ہوا تو اپنے
مقام سے افراسیاب اُٹھا اور پکار کر کہا یارو کل تمنے باتین شہنشاہ لاچین کی سُنین اُنکے اعتقاد مین
فرق آیا مسلمان ہونے کے طالب ہین بڑی خیر یہ ہی کہ ان ممالک مین کہین مسلمانون کا نام نہین ورنہ اُبتک
ہمارے شاہ مسلمان ہوجاتے آپ سب صاحب کیا فرماتے ہین سب سے پہلے نیلم جادو اپنے مقام سے اُٹھا
کہا ای افراسیاب اب اس شاہ کا رہنا بہتر نہین ہی ہم اُنکے وزیر ہین خزانہ شاہی کا مجکو اختیار ہی
جسقدر روپیہ مانگوگے دونگا اُسنے کہا ہم یہی چاہتے ہین کہ اس بدزبان کو سزا ملے مجمع عام مین اسنے
خداوندون کی بُرائیان ظاہر کین اب تو سب امرا و وزرا اُٹھنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا اے
افراسیاب حقیقت مین یہ شاہ قابل سلطنت نہین ہی اگر یہ شاہ رہیگا تو مذہب لات پرستی مٹجائیگا
ہر ایک کارگزار سے افراسیاب نے کہا اگر آپ سب صاحب قبول کرین تو مین سلطنت کا دعوی

رکھتا ہون سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق مین ابکے سال شمار افراسیاب مین جو گیا علوم سحر کا بزرگان دین کو امتحان دیا سب نے مجکو سند کامل لکھدی کہ ایسا ساحر اب تک نگاہ سے نہین گذرا تھا جب تحفہ جات آپ لوگ مجکو دینگے پھر کون میرا سامنا کر سکتا ہی نیلم نے کہا ہم روپے پر قبضہ کرا دینگے توسن نے کہا مین تحفہ جات بزرگان نکالدونگا زمہریر نے کہا ہم سب طرح تمھارے ساتھ ہین سرما وابریق نے کہا ہمنے بھی دشمنی پر کمر مضبوط باندھی باغبان قدرت نے کہا ای افراسیاب جادو ہم کل باغات پر قبضہ کرا دینگے صنعت سحر ساز نے بھی دعوی کیا کہ کل عجائبات پر میرا قبضہ ہی وہ سب اسباب نادرہ تمھارے قبضے مین کرا دونگی مصنف عرض کرتا ہی کہ افراسیاب نے تین دن کامل قصر بلور مین سب کو مہمان رکھا اور کتاب سامری پر سب نے ہاتھ رکھا کہ ہم سب نے دل وجان سے افراسیاب کی اطاعت کی یہان شہنشاہ لاچین جانتے ہین کہ کوہ بلور پر ہمارے نائب افراسیاب نے جلسہ کیا ہی وہی انتظام ہو رہا ہی ملکہ ملقیس ثانی نے کہا ای شہنشاہ ہمکو سردارون کا رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی آپ کو مناسب ہی کہ وہانکی خبر تو منگائیے کہ تین دن سے وہان کیا ہو رہا ہی ایک کنیز نے مجکو ایک خبر وحشت اثر سنائی ہی شہنشاہ لاچین نے فرمایا افراسیاب میرا بھانجہ ہی اور کل امورات اُسی کے سپرد ہین اگر کوئی باعث ہوتا تو وہ مجکو ضرور خبر دیتا یہ تو اس غفلت مین رہے وہان سب انتظام ہو گیا وقت نکال لینے سلطنت کا بھی قرار پا گیا افراسیاب نے کہا مین بعد دو روز کے فلان وقت شہنشاہ کو تخت سے اُٹھا دونگا تم لوگ اپنے اپنے کام پر موجود رہو سب وزرا و امرا شہنشاہ لاچین سے پھر گئے سلطنت پر افراسیاب کی راضی ہوئے پانچون عیار بچیان بھی زوجۂ افراسیاب جادو سے محبت رکھتی ہین اسی پر راضی ہوئین کہ اب سلطنت شہنشاہ لاچین سے نکال لو افراسیاب بادشاہ ہو جسقدر کار گزار تھے سب نے نمکحرامی پر کمر باندھی سب اسپر راضی ہوئے کسی نے شہنشاہ لاچین کو یہ خبر نہ پہونچائی چند تحفے اُسی وقت افراسیاب جادو کو زمہریر نے نکالکر دیے نیلم جادو کہ وزیر تھا اسنے افراسیاب کے قبضے مین تمام خزانہ دیدیا نیلم جادو کو شہنشاہ نیلم کا خطاب دیا کوہ نیلم و سامری محل کا انتظام اسکے سپرد ہوا عہدے تقسیم ہو گئے افراسیاب پھولا نہین سماتا ہی آگے حیرت سے کہا لو ملکہ آج سلطنت لینے جاتا ہون لاچین کو تخت سے اُٹھاتا ہون حیرت بھی

آمادہ ہوکر ساتھ ہوئی صنعت سحر ساز و باغبان قدرت و سرما و ابریق وغیرہ ساتھ تھے یہان
شہنشاہ لاچین تخت پر بیٹھے تھے صرف ملکہ بلقیس ثانی پاس بیٹھی ہین کنیزین خادم و خدمتگار حاضر ہین
تین دن گذرے کہ کوئی کارگزار نہین آیا کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ لاچین غضب ہوا
سب سردار آپ سے پھر گئے افراسیاب سب کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہی زن و شوہر کو گرفتار کرینگے
افراسیاب کو تخت پر بٹھائینگے اب جو لاچین نے سر اُٹھا کر دیکھا سوا لے کنیزون اور غلامون کے
کسی وزیر و امیر کو اپنے پاس نہ پایا بلقیس نے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا وہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا
آخر اُسی روز سیاہ کا سامنا ہوا تحفہ جات اپنے قبضے مین کرو اور یہان سے نکلچلو اب یہ بلوہ ہمارے
تمھارے سنبھالے سے نہ سنبھلیگا اُس وقت شہنشاہ لاچین کی حسرت سے عجب کیفیت تھی زوجہ کے
مُنھ کو دیکھکر گھبرائے فقط ساٹھ ہزار غلام ساٹھ ستر ہزار کنیزون کے سوا اور کسی کو نہ پایا شہنشاہ
لاچین حیران کھڑے ہین در باغ پر باغ سیب کے ٹہل رہے ہین تحفہ جات کو دیکھا کسی شئ کو
نہ پایا اور زیادہ پریشان ہوئے خزانے پر آئے دیکھا خزانے کا دروازہ کھُلا ہی صندوقچے جواہرات
کے ندارد بلقیس سے کہا لو صاحب سب چیزین نکلگئین دشمنون نے اپنا کام کرلیا یہ ذکر تھا کہ شہر مین
ہلڑ ہوا کنیزون نے خبر دی افراسیاب آپڑا شہر لٹ رہا ہی ہزارہا بندگان سامری مارے گئے
سب امرا و وزرا افراسیاب کے ساتھ ہین سب سے زیادہ سرما و ابریق کوشش کررہے ہین اور شہر
ناپرسان مین دخل افراسیاب کا ہوگیا افراسیاب کو تخت پر بٹھا دیا سب سے پہلے نیلم جادو نے
نذر دی اُنکا شہنشاہ نیلم خطاب ہوا اب آپ کی گرفتاری کی آرزو مین آتے ہین اُس وقت لاچین
و بلقیس اُن لونڈی غلامون کو ساتھ لیکر پریشان و مضطر بیقرار و ششندر تخت پر سوار ہو کے بھاگے
دریاے خونزوان سے اُترے تھے کہ ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا الکہ ہاے ابر آسمان پہ چھگئے دیکھا
افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت طاؤس زرین بال پہ سرما و ابریق و باغبان و صنعت و
نیلم و توسن و زمہریر سب آمادہ بہ گرفتاری لاچین ہین افراسیاب نے دہن سے نعرہ کیا اس مسلمان کو
گرفتار کرلو لاچین نے آواز دی او نمکحرام کیا تیری مجال ہی کہ ہمکو گرفتار کرے یہ کہکے سحر کرنے لگا
اُس وقت کنارے دریاے خونزوان کے دریاے خون جاری ہوا مچھلیون کا تڑپنا پڑیا دو دن
نے بال کھولدیے نہنگان خون آشام غل مچاتے تھے کہ عادل کے قبضے سے ملک نکلا قبضے مین جلاد کے گیا

اب بندگان سامری وجمشید کو آرام نہ ملیگا اور زیادہ ظلم و بدعت ہوگی مچھلیاں غل مچا تی تھیں کہ ہیبت اصلی سے کون ماہر ہی سامری وجمشید ارشاد فرما گئے تھے کہ انتزاع سلطنت شہنشاہ لاچین باعث بربادی طلسم ہوشربا ہی اب عمر طلسم تمام ہوئی اب کوئی سامری پرست نہ بچیگا طلسم کشا آئیگا سب ظالمون کو مٹائیگا اُس ہنگامے مین ان باتون کو کون سُنتا ہی ہنگامہ گرم رہا لاچین وملقیس لڑتے بھڑتے نکلگئے قلم کوہ پر پہونچے وہانکے بادشاہ نے جو خبر پائی کہ شہنشاہ لاچین تشریف لاتے ہین واسطے استقبال کے عنفوان جادو باہر نکلا دیکھا زن وشوہر دریاے خون مین نہائے ہوئے غلام کنیزین بدحواس خزانہ بھی ساتھ نہین کوئی وزیر وامیر بھی نہین عنفوان لاچین کو لیکر قلم کوہ پر آیا تخت پر بٹھایا تمام کیفیت پوچھی لاچین نے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ اے عنفوان جادو افراسیاب نے سلطنت لے لی نمکحرام شریک ہوگئے عنفوان جادو نے کہا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا مین نے قبول نہین کیا یہی جواب دیا کہ مین حاضر نہین ہوسکتا مگر جو آپ سب صاحبون کی صلاح ہی اُسپر مین بھی راضی ہون یہ مین نہ سمجھا تھا کہ یہ نمکحرامی کرہی. بیٹھینگے لاچین نے کہا اے عنفوان جادو مین بھی ان نمکحرامون کو بے مارے نہ چھوڑونگا قیامتین برپا کردونگا لاشون سے ان نامردون کی جنگل بھر دونگا عنفوان جادو نے بڑے اعزاز واکرام سے زن وشوہر کو رکھا شہنشاہ لاچین بالاے قلعہ بیٹھے ہین افسوس کرتے ہین کہ ہم یکایک یون بیدست و پا ہوگئے تحفہ جات وخزانہ وغیرہ سب نمکحرامون نے لے لیا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی لکہاے ابر سُرخ وسفید علمہاے زنگاری کے پھریرے کُھلے ہوئے افراسیاب جادو تخت پر تاج طلسمی سر پر تحفہ جات جسم پر آراستہ سب امرا ووزرا گھیرے ہوئے چارون وزیر پایہاے تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے شہنشاہ لاچین نے حکم دیا کہ قلعہ بند کرلو خندق کو پُر آب کیا شعلہاے آتش گرد قلعے کے بلند چند پتلے فولادی تیغے ہاتھ مین حاضرباش وناظرباش کی آوازین دے رہے ہین افراسیاب جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چہار جانب سے کہا قلعے کو گھیرلو بائیس لاکھ فوج لیکر افراسیاب جادو آیا ہی پانچون عیار بچیان آگے آگے پایہاے تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے قلعے کو چہار جانب سے گھیر لیا بارگاہین استادہ ہوئین ناچ راگ رنگ ہونے لگا دن بھر تو لاچین نے تامل کیا شب کو زن وشوہر اسباب سحر جسم پر آراستہ کر کے مع عنفوان جادو ستر ہزار غلام رومی وچینی ساٹھ ہزار کنیزین ہمراہ لیکے قلعے سے نکل پڑے لاچین وملقیس نے نکلکر

سحر کیے چند پتلے فولادی بھی ساتھ تھے فوج کو قتل کرنا شروع کیا پتلے فولادی عرض کرتے ہین
افراسیاب کے جسم پر تحفہ جات طلسمی آراستہ ہین اُس نمکحرام کے پاس نہین جا سکتے مجبور و ناچار ہین
مصنف عرض کرتا ہی کہ شہنشاہ لاچین نے تین لاکھ آدمی فوج کے مارے صبح ہوتے ہوتے
زن و شوہر مع غلامون اور کنیزون کے داخل قلعہ ہوئے افراسیاب مع مشیرون وزیرون
کے بھاگ گیا تھا جب لاچین قلعے مین چلے گئے پھر آ کے قلعے کو گھیر لیا آب و آزوقہ نمکحرامون نے
بند کیا ہی جب تیسرے چوتھے دن لاچین و بلقیس گھبراتے تھے اور فاقہ کشی سے عاجز آنے تھے
نکلکر دو چار لاکھ کو قتل کیا بارگاہین جلائین آب و آزوقہ لوٹ کر لیا پھر قلعے مین جا کر داخل ہوئے
مصنف عرض رسا ہی کہ اسی طرح شہنشاہ لاچین ایک سال پانچ مہینے لڑے افراسیاب
عاجز ہوا تمام طلسم پر قبضہ ہی مگر بادشاہ پر قبضہ نہین ہوتا جب سترہ مہینے گذرے افراسیاب
نے شمار کیا چالیس لاکھ آدمی مارا گیا ہزارہا بارگاہین جلین کروڑہا روپئے کا مال ضائع ہوا
ایک شب کو افراسیاب نے سب سردارون کو جمع کیا انجمن مشاورت کو منعقد کیا افراسیاب
نے پکار کر کہا یارو سترہ مہینے گذرے کہ شہنشاہ لاچین ایک طور سے ہین انتظام طلسم بھی
معطل ہی آج تک کچھ خبر نہین معلوم ہوئی کہ لوح پر کیا گذری سب سردار آتے ہین مگر اتنا
زمانہ ہوا قہقہہ فیلسر میرے پاس نہین آیا مجھکو یاد ہی کہ جب کوہ بلور پر مین نے جلسہ کیا ہی
سب نے کلام کیے قہقہہ اس معاملے کو ہنسی سمجھا تھا کسی بات کا اُسنے جواب نہ دیا چپکا سر جھکائے
بیٹھا رہا کچھ مُنہ سے نہ بولا جبھی روز سے یہان فساد شروع ہوا اور مین نے لاچین کو معزول کیا
سب اہالیان دربند آئے خراج بلطف آرہا ہی کسی نے سرکشی نہین کی قہقہہ نے نذر بھی نہین دی
صاف ثابت ہی کہ اُسکو خیال سرکشی ہی لیکن مین یہانسے مہلت پاؤن تو اُسکو طلب کرون اگر
نہ آئے تو سزا دون مگر مجکو معلوم ہوتا ہی کہ لاچین سے لڑتے لڑتے عمر گذر جائیگی جب تک زن و شوہر
قید نہ ہونگے انتظام معقول نہ ہوگا سب وزرا خاموش ہوئے کوئی کہتا ہی ایک دن بلوہ کرو
قلعہ کوہ مین گھس پڑو زن و شوہر کو پکڑ لین افراسیاب نے کہا یارو میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ
مین شہنشاہ پر ہاتھ ڈالون وہ سحر مین بمثل و بےنظیر ہین جب وہ نمکحرام کھلکے نکلتا ہی دل پر اسطرح کا
ہول ہوتا ہی کہ قدم اُٹھ جاتے ہین فوج کو بھاگنا دشوار ہوتا ہی سارا علم سحر اُسکے سامنے بیکار ہوتا ہے

یارو کوئی تدبیر نکالو ورنہ اب انتظام بگڑ جائیگا مجکو خوف ہے کہ صاحبان مرحلہ بغاوت نہ کرین پھر انپر
دست اندازی مشکل ہوگی اگر اسی طرح چھوڑکر لاچین کو چلا جاؤن تو بھی باعث خرابی ہے بادشاہ
اصلی زور پکڑیگا شاہان بنگالہ سے میل کریگا عرصہ دراز تک افراسیاب نے جو یہ باتین کین
سب سرداروں نے سر جھکا لیا کہا آپ بہت بجا ارشاد فرماتے ہین اب فساد کرکے تعاقب چھوڑنا باعث
خرابی ہے دل کو ہم سب کے بیتابی ہے اُس وقت زہر سر و نیلم جادو و توسن جادو جسکو شہنشاہ توسن
لقب دیا ہے اس طرح کے بارہ ساحر اپنے مقام سے اُٹھے کہا ای شہنشاہ آپ نہ گھبرائین ہم جاکر
شہنشاہ لاچین سے ملتے ہین پردے مین دوستی کے دشمنی کرینگے سوتے مین پکڑ لائینگے افراسیاب
نے کہا یارو اگر ایسا کرو تو بڑا احسان ہے یہ زن و شوہر گرفتار ہو جائین باقی سب انتظام مین کرلونگا
بارھون نے عرض کی ہم اس ہفتے کے اندر لاچین و بلقیس کو لاتے ہین یہ کہکے بارھون کے
بارہ غائب ہوئے شہنشاہ لاچین بالاے قلعہ بیٹھا ہے بلقیس پہلو مین ہے لشکر افراسیاب مین ہنگامہ ہو
لاچین دیکھنے لگے دیکھا کہ زہر سر و نیلم و توسن وغیرہ بارہ جادوگر آکر بازار غلہ فروشان پر گرے
سب تو خوف جان سے بھاگ گئے ان بارھون نے تین سو چھکڑے غلے کے اپنے قبضے مین کیے سامنے
قلعے کے آئے پکار کر آواز دی ای شہنشاہ ہم وہی ملازم قدیم ہین ناچار رہتے افراسیاب نے
اپنے قبضے مین کر لیا تھا آج ہمنے فرصت پائی دل و جان سے آپ کے تابعدار ہین یہی چاہتے ہین کہ
آپ کی خدمت مین رہین دشمنون سے آپ کے لڑین جان نثاری کرین اس بکھراہم کی کیا مجال ہے کہ
آپ پر دست انداز ہو امیدوار ہین کہ ہمکو اندر بلائیے لاچین چونکہ پریشان ہو رہا تھا قلعے مین
غلے کا قحط تھا اکثر دو دو فاقے اس بادشاہ عالیجاہ پر گذرے لاچین ان افسرون کو دیکھکر
خوش ہو گئے کہ تین سو چھکڑے غلے کے لیکر آئے دروازہ کھولنے چلے اُس وقت بھی ملکہ بلقیس نے
دامن پکڑا کہا ای شہنشاہ آپ دھوکا کھاتے ہین ہرچند کہ فاقہ کشی ہے اپنے اختیار مین تو ہین یہ حیلہ
مکر سے آئے ہین ایسا نہ ہو یہ آکر کچھ فتور برپا کرین افراسیاب جنگ سے عاجز آچکا ہے کل بھی ہرکارن
نے خبر پہونچائی تھی کہ لاچین کو یون ہی چھوڑکر چلا جاؤن ایسا نہ ہو یہ مکر کرین لاچین نے کہا نہین صاحب
یہ اصل مین میل کرنے کو آئے ہین ملازمان قدیم پرانے ندیم ہین بلقیس نے کہا آپ کو اختیار ہے میرا
دل دھڑکتا ہے لاچین نے دروازہ کھولکر ان سپاہیون کو بلا لیا چھکڑے اپنے قبضے مین کیے سب

فوج فاقے سے تھی غلہ اُسی وقت تقسیم ہونے لگا شہنشاہ لاچین ان بارہ کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے ہیجیا باتین بنانے لگے کہ حضور افراسیاب کو مارینگے اُسکی زوجہ کو پکڑ لائینگے لاچین کا تو دل صاف مزاج مین انصاف سمجھے کہ یہ اصل مین آکر ہمسے ملے ہین نیلم و توسن نے اپنا اعتبار بڑھانا شروع کیا کئی مرتبہ قلعے سے باہر بھی نکل پڑے ہزار دو ہزار کو قتل بھی کیا افراسیاب کی بارگاہ پر گولے مارے کچھ مال بھی لوٹ کے لائے بازار مین لوٹین لاچین نے رات کو ملقیس سے کہا دیکھو صاحب ان سردارون کے آنے سے بڑا آرام ہوا فاقہ کشی سے تو مہلت پائی جب نیلم و توسن نکلتے ہین غلہ ہی لوٹ کے لاتے ہین سردارون کو قتل کر آتے ہین ملقیس ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ صاحب تم جو چاہو کہو سوائے بہت خوب کے کیا جواب دون نیلم و توسن پر جب میری نگاہ پڑتی ہی قلب کانپ جاتا ہی رونا چلا آتا ہی لاچین نے کہا صاحب ہمارا ملک و مال چھوٹا فلک نے ہمکو یون لوٹا اٹھارہ سو تاجدارون مین عنفوان ثابت قدم نکلا جب باغ سیب سے بھاگے جس ملک پر پہونچے اُسنے دروازہ بند کر لیا دامن پناہ نہ دیا عنفوان براے استقبال نکلا مین اب ان سب کو ساتھ لیکر بلوہ کر کے نکلونگا افراسیاب کا سر کاٹ لونگا یہ سب نمکحرام قبضے مین آجائینگے باغ سیب مین چلکر داخلہ کرین پھر وہی سلطنت وہی شوکت وہی جلال ملکہ ملقیس بہت روئین کہا صاحب اب سلطنت کا ملنا بہت دشوار ہی آج میرا دل بہت گھبراتا ہی اشک حسرت لاچین نے پاک کیے دو پہر رات گئے تک زن و شوہر اسی طرح کی باتین کیا کیے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری توسن و نیلم کمینگاہ مین لگے ہوئے تھے جب انکو معلوم ہوا کہ زن و شوہر سو گئے دونون ساحران زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست سحر کرتے ہوئے چلے جن جن مقامات پر نگہبان و پاسبان تھے سحر سے ان ہیجیاؤن کے بیکار ہوئے مقامات طی کرتے ہوئے اُس قصر مین پہونچے جہان زن و شوہر سو رہے ہین دونون ہیجیاؤن نے کھڑے ہو کر سحر کیا زن و شوہر بیہوش ہوئے توسن نے کہا ای نیلم بڑھکر دونون کی زبان مین سوزن دے ہر چند کہ لاچین بیہوش ہی مگر نیلم جا کے قریب پلنگ کے گر پڑا پکار کر کہا ای توسن میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ شاہ کی زبان مین سوزن دون توسن ملعون جھپٹ کر آیا قریب پلنگ کے آکر ملقیس کی زبان مین سوزن دی بلا اس نمکحرام نے دونون کی مشکین باندھین وہ بارہون جادوگر بھی آئے اب کھڑے ہو کر سحر کرنے لگے افراسیاب سے وعدہ کر کے آئے تھے جب قلعے مین ہنگامہ ہو آپ فوراً لشکر لیکر آئیے گا افراسیا

جاگ رہا تھا کل فوج کو لیکر چلا سرما و ابریق و باغبان و صنعت سحر کرتے ہوئے فولادی پتلے جو
گرد قلعے کے پھر رہے تھے آواز دی اونکو اموکہان آتے ہوا فراسیاب نے بڑھکر اپنے ہاتھ سے
جو گولے مارے اور نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہی کئی سو پتلے فولادی آکر حاضر ہو گئے ایک طرف سے
حیرت نے سحر کیا ایک طرف سے سحر افراسیاب چارون وزیرون نے آگ برسادی وزیر نیلم
مواج بن گرداب آدمخوار بیٹا مواج کا لطمۂ صدکوش دریانوش لط غوطہ زن مرغابی سحر
افراسیاب نے پتلون کو ماراان بیچارون نے سحر کیا دریاے قہار موج مارکر آیا یا تو خندق آتش سے
مملو تھی پانی نے آگ کو ٹھنڈھا کیا یہ سب قلعے مین گھس پڑے عنفوان جادو پڑا سو رہا تھا کنیزون نے
جگایا کہا اے شہریار اُٹھیے ہلڑ ہو کہ لاچین و بلقیس پکڑ لیے گئے عنفوان گھبرایا ہوا باہر آیا دیکھا کہ
کوہ برزن مین ہزار ہا لاشہ پڑا ہوا ہی نعرۂ افراسیاب کی آواز آتی ہی مرنے پر کمر باندھی اور تاج کو
سر سے دے مارا کہا یارو مین تمکو امون کے شریک نہ ہونگا رفقا بھی اسکے ساتھ وہ وہ سحر کیے مہلکے
ڈالدیے کبھی آگ برسائی تصر دشمنون پر گرائے بڑھکر افراسیاب سے ہرکارون نے خبر دی کہ عنفوان
لڑتا بھڑتا آتا ہی اگر لاچین و بلقیس کو اُسنے چھڑالیا پھر پناہ نہ ملیگی اہالیان قلعہ لڑ رہے ہین سیات لاکھ
جادوگر آپ کا مارا گیا عنفوان بلاے روزگار ہی افراسیاب یہ کہکر بڑھا کہ اسکی کیا حقیقت ہی نعرے
کرتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ جہان عنفوان لڑ رہا تھا للکار کر آواز دی او عنفوان کیون شامت آئی ہی
اٹھارہ ہو تاجدار نے میری اطاعت کی تو نے بغاوت پر کمر باندھی خیر جو کیا وہ کیا خطا معاف کرونگا
رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آ ستارہ سحری آسمان پر چمک چکا جلاد مہر تابان خنجر برہنہ ہاتھ مین نیزہ
خطوط شعاعی بھی لیے ہوئے فوج ضیا ہمراہ چرخ زبرجدی پر آکر مصروف کار جلادی ہوا افراسیاب
و عنفوان سے مقابلہ پڑا عنفوان نے بڑے بڑے سحر کیے افراسیاب کب مانتا ہی جو سحر عنفوان
نے کیا افراسیاب نے اشارون مین دفع کر دیا تحفہ جات طلسمی زیب جسم تاج طلسمی سر پر لڑتا بھڑتا
چلا آتا ہی آخر عنفوان سحر کر کے عاجز آیا تلوار پکڑ کے افراسیاب پہ جا پڑا اکئی ہاتھ تلوار کے مارے
افراسیاب روکتا جاتا ہی پیچھے ہٹ کے ایک گولہ مارا سینے پر عنفوان کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
یہ دیندار مارا گیا تبھی افراسیاب تیغہ پکڑ کے گرا قتل کرنا شروع کیا ہر چند اہالی قلعہ و رعایا فریاد کرتے ہین
افراسیاب کب سنتا ہی اسقدر لوگ قتل کیے کہ قلم کوہ بیچراغ کر دیا شہنشاہ لاچین و بلقیس جو

بیدار ہوئے دیکھا زبانون مین ہماری سوزن گرد سب رہزن افراسیاب نے وہ بدعت کی کہ کسی کو زندہ نہ چھوڑا ملکہ بلقیس نے اشارے سے کہا کیون صاحب جو ہمنے کہا تھا وہی پیش آیا لاچین نے آنکھون مین آنسو بھر کے سر جھکا لیا اشارے سے کہا جو منظور پروردگار افراسیاب قید کو لیے ہوئے بیرون قلعہ آیا صلاح ہوئی کہ ملکہ بلقیس و لاچین کو قتل کرو کاہنان طلسم موجود تھے اُنھون نے کہا حضور اگر زن و شوہر کو قتل کیجیے گا طلسم پر وہ آفت آئیگی کہ جسکا سنبھالنا دشوار ہوگا انکو قید کیجیے لیکن زن و شوہر کا رہنا ایک مقام پر مناسب نہین جسدن زن و شوہر ایک مقام پر ہونگے طلسم ٹوٹ جائیگا یہ بھی واضح رہے کہ اب طلسم پر بلائین نازل ہونگی طلسم کشا راہ شہر ناپرسان سے آئیگا پہلے بنانے طلسم کشائی یہ ہے کہ کوتوال شہر قتل ہو ایک ساحرہ بھی ماری جائے اسکے بعد فساد برپا ہو عمر طلسم تمام ہو رہی ہے افراسیاب نے ناچار ہو کر لاچین کو توسن جادو کے سپرد کیا شہنشاہ توسن خطاب دیا زندانخانہ طلسمی کا بادشاہ کیا ملکہ بلقیس کو حجرۂ ہفتم بلا پر روانہ کردیا کہ جلد ہفتم مین ذکر آچکا ہے ناظرین آگاہ ہین مکرر ذکر کی کیا ضرورت افراسیاب انکو قید کرچکا اب بوستان سلطنت بیخار ہوا سلطنت کا زور و شور بیشمار ہوا قضائے کار بادشاہ بنگالہ تزلزل جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کچھ تاجر اسباب تجارت لیکر آئے بعد خرید و فروخت اسباب ضروری تزلزل نے کہا ای تاجران جلیل تم لوگ جہان گرد ہو ہوشربا کی کیا کیفیت ہے اُڑتی ہوئی خبر سُنی تھی کہ افراسیاب نے نمکحرامی کی شہنشاہ لاچین سے مقابلہ پڑگیا یہ سُنکر تاجر رو دیے کہا ای شہریار کیا عرض کرین طلسم ہوشربا مین افراسیاب نے وہ بدعت کی ہے جسکے ذکر سے دل کانپتا ہے لاچین و ملکہ بلقیس کو افراسیاب نے قید کرلیا اب سلطنت کررہا ہے وزیر و امیر سب اُسکے شریک ہین سب انتظام اُسکے ٹھیک ہین یہ سُنکر شاہ بنگالہ کو غصہ آیا کہا یارو اس نمکحرام نے بڑا غضب کیا سلطنت کو بظلم لیا فوراً لشکر ہمارا طیار ہو ہم اس نمکحرام کو سزا دینگے ورنہ اور نائبون کو بھی حوصلہ ہوگا کہ اپنے بادشاہ کو پکڑ لین یہ نمکحرامی اچھی نہین یہ حکم دیکر تخت سے اُٹھا عیار اسکا حصین حیلہ گر ہے اُسنے عرض کی ای شہنشاہ عجب ملک ہے حُسن و جمال کا تو ہوشربا پر خاتمہ ہے زوجۂ افراسیاب ملکہ حیرت جادو حسن مین بے نظیر رشک ماہ منیر افراسیاب کو مار کر اُسپر قبضہ کیجیے فوراً جمال شہنشاہ دیکھکر عاشق ہوگی مین نے نام ملکہ صرصر شمشیرزن کا سُنا ہے بڑی حسین و جمیل عیارہ ہے اور فنون عیاری مین بھی کامل و اکمل لیکن ہمارے سامنے کیا عیاری کریگی ایسے ہی فقرے مین رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر ہوگی اور یہ بھی یقین ہے کہ جب افراسیاب حضور کی

آمد سنبگا فوراً شہنشاہ لاچین کو قید سے رہا کرکے برائے قدمبوسی حاضر ہوگا کبھی شاہان بنگالہ اپنے ملک کے باہر نہین نکلے غرض دو دن مین ستر لاکھ ساحر جمع ہوکر سامنے تزلزل کے آئے لشکر کی جمعیت دیکھکر شاہ بہت خوش ہوا چار ہزار آتشین نے آکر تخت اسکا کاندھے پر اُٹھایا بڑے دھوم سے شاہ بنگالہ نے کوچ کیا منزلین طی کرتے ہوئے چلے گذر لشکر کا طرف سے توسن حصار کے ہوا شہنشاہ کو پیام خبر ہوئی کہ شاہ بنگالہ خبر انتزاع سلطنت لاچین سُنکر برائے مقابلۂ افراسیاب جادو جاتا ہی یہ سُنکر اُسی وقت توسن نے ایک نامہ نوا افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ شاہ بنگالہ میری سرحد سے جاتا ہی مین اسکو روکتا ہون لیکن تزلزل ساحر زبردست ہی نشۂ بادۂ سحر سے مست ہی غلام اپنی فوج لیکر روکتا ہی مقابلہ پڑیگا تب اُسکو حال کُھلیگا کہ یہ طلسم ہوشربا ہی لیکن آپ کا بھی آنا ضرور ہی یہ نامہ لکھکر روانہ کیا اور خود بیرون توسن حصار بارہ لاکھ فوج ساتھ لیکر فروکش ہوا تیسرے دن دیکھا کہ تزلزل تخت سحر پر سوار پرے فوج کے جمے ہوئے علمہاے زنگاری کے پھریرے کُھلے ہوئے اُسپر تعریف جوگی جیپال ہرقوم آمد فوج کی دھوم دھمیر حیلہ گر نے یہ خبر اسکو پہونچائی کہ سرحد دار افراسیاب آپکے روکنے کو آیا ہی اسی کی قید مین شہنشاہ لاچین ہین تزلزل نے ایک نامہ شہنشاہ توسن کو لکھا کہ اونمک حرام تم سب نے بغاوت کرکے شاہ اصلی کو قید کرلیا بہتر اسی مین ہی کہ شہنشاہ لاچین کو لیکر حاضر خدمت ہو توسن نے جواب لکھا کہ اے شہنشاہ بنگالہ میرے پاس قید لاچین نہین ہی جو آپ سے ہوسکے قصور نہ کیجیے بڑا افسوس یہ ہی کہ اسقدر قلیل فوج لیکر آپ ملک ہوشربا پر لشکر کشی کرکے آئے ہین بہت پچتائیے گا ایک سرحد دار افراسیاب ہی مثل میرے شہنشاہ نیلم اُسکا لقب ہی اُسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدمخوار چالیس لاکھ فوج کا مالک ہی یہ حقیر بھی بارہ لاکھ فوج لیکر برائے مقابلۂ حضور حاضر ہوا ہی یقین ہی کہ سرکار کو بڑی تکلیف ہو لہٹجائیے اپنا سامان عیش و راحت نہ مٹائیے اس طرح کے جو پیام و سلام آپسمین ہوئے تزلزل کو تردد ہوا وزیر سیماب زمین کن اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اب نامہ و پیام نہ کرین کرور فوج کو ایک سحر مین مٹادونگا میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے تزلزل نے اُسی وقت حکم دیا نام پر سیماب کے طبل جنگی بجا یہ خبر توسن کو ہوئی توسن نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین طیاریان ہونے لگین جبکہ مبارز چرخ چہارم نے جنگ شہنشاہ انوری کو فتح کیا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت و سیارگان فرار بر قرار کرکے قلعۂ مغرب مین چھپا شہنشاہ مہر منور بصد کر و فر مع فوج ضیاد شعاع میدان چرخ زبرجدی مین

آکر صف بستہ ہوا یہ دونون لشکر علی الصباح میدان کارزار مین آئے سیماب زمین کن تڑپتا ہوا بڑے جوش وخروش مین آگے فوج تزلزل کے بڑھا ہوا چار ہزار آتشین تخت شہنشاہ تزلزل کو کاندھے پر اُٹھائے ہوئے پشت پر سترہ لاکھ فوج دریائے قہار کی موج اس جوش وخروش مین لشکر شہنشاہ بنگالہ میدان کارزار مین آکر پہونچا شہنشاہ توسن نے بھی لشکر کو جمایا جب دونون فوجین جم چکین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کا کہکر ہٹے سیماب زمین کن نے اپنا اژدر آتش فشان بڑھایا سیماب نام ہر چاہتا ہی ساحران توسن کو کشتہ کرون براے مردان عالم یہی اکسیر ہی بیابنانے کی تدبیر ہی میدان مین بلحشوری کرنے لگا عجائب و غرائب سحر یہ دکھایا ایک سحر کیا سب نخل صحرا کے مثل جھاڑ کے روشن ہوگئے شاخین مثل شمع کافوری تھے مثل برق جہندہ بیخ سے شعلے نکل رہے ہین بعض نخل مثل چراغ جل رہے ہین چراغ لالہ نے سوزش دکھائی گلہاے خودرو نے گرمی بڑھائی توسن نے ہنس کر آواز دی ای سیماب ایسے سحر تو ہمارے غلام کرتے ہین بس ہم تمھاری لیاقت سمجھ گئے یہ مقام طلسم ہوشربا ہی ایک ایک ساحر یہان حید دکھاتا ہی چاہتا تھا سیماب کہ مبارزطلبی کرے کہ آسمان سے آواز نوبت ونقارے کی آئی لکۂ ابر ہفت رنگ بصد شوکت ظاہر ہوا تزلزل بحیرت دیکھنے لگا زیر ابر ہزارہا طائران زمزمہ سرا با لحان یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

زاہد نے خاک لطف اُٹھائے شباب کے
دو گھونٹ بھی گلے سے نہ اُترے شراب کے

طوفان گریہ میرا یہانتک ہوا بلند
سب حرف دھو دیے ورق آفتاب کے

کی می کشی ہے بحر مین کس بحر حسن نے
دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے

دیکھو تو پاس عزت جلاد پردہ پوش
زخمون کے منہ مین قفل دیے ہین حجاب کے

ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو
دیکھو تو حوصلے دل خانہ خراب کے

صحن زمین و بام فلک دونون غرق ہین
دریا ہین جوش پر مری چشم پر آب کے

بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین
بدلے ہوئے ہین ڈھنگ ابھی سے جناب کے

جس جا نظر پڑی مد ابرو کی کھنچی کشید
دیکھے گئے جو بند ہمارے حساب کے

پیری مین بھی گئے نہ سیہ کاریون کے ڈھنگ
چمکے ہوئے ہین رنگ بہار خضاب کے

نالو ان کے زمزمون سے کسی دم نہین فراغ
نغمے خوش آتے ہین کسے چنگ ورباب کے

سینہ بہجوم داغ سے گلزار ہی نسیم
تختے کھلے ہوئے ہین برابر گلاب کے

ابر کی رعنائی و زیبائی طاؤس رقصان آمد بہار کے سامان فقط آمد بہار دیکھکر نزلزال مبہوت ہوگیا اپنے ساتھ والون سے کہتا تھا کہ کیا عمدہ ابر ہی اس ابر مین کون بزرگ آتا ہی وزرا نے عرض کی اس وجہ سے دل بیتاب ہی کہ آمد افراسیاب ہی حقیقت مین جو سامان و لیاقت اسکو ممکن ہی کسی شاہ کو ایسا عظم و شان ظاہری نصیب نہ ہوگا شاہ بنگالہ بنگاہ غور دیکھنے لگا ابر ہفت رنگ شق ہوا دیکھا افراسیاب جادو تخت زبرجدی پر سوار پھول و مروارید برستے ہوئے اس زور و شور سے افراسیاب آکر پہونچا شہنشاہ توسن نے استقبال کیا افراسیاب آگے قلب سپاہ مین داخل ہوا گرد وزیر و امیر گھیرے ہوئے افراسیاب نے بہ نگاہ قہر لشکر نزلزال کو دیکھا نزلزال نے جو عظم و شان افراسیاب جادو کو دیکھا گھبرا گیا اپنے وزرا و امرا سے کہ رہا ہی حقیقت مین افراسیاب کا بڑا جاہ و جلال ہی ساحر کیا بادشاہ طلسم ہوشربا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ملکہ بہار گلعذار پہلوے تخت حیرت مین کمال لطف سے کھڑی ہوئی ہین چہرہ آفتاب عالمتاب ابروون پر بل پڑے ہوئے نیمچہ اصفہانی جنبش مین ترچھی نگاہین قتل عاشق کی کوشش مین بوٹا سا قد پھولون کا گہنا زیب جسم آڑی ترچھی بدھیان پڑی ہوئین زیور مین پھولون کے لدی ہوئین سیماب جادو میدان مین تھا وزیر شہنشاہ بنگالہ جیسے ہی اسنے پکار کر آواز دی کہ نمک حرامون کی طرف سے کون نکلیگا افسوس کا مقام ہی کہ شہنشاہ لاچین کو قید کیا بہتر اسی مین ہی کہ یا تو شہنشاہ کو قید سے چھوڑ دو ورنہ کسی کو مقابلے مین ہمارے بھیجو افراسیاب نے پلٹ کے داہنی جانب دیکھا جمال جہان آراے بہار پر نگاہ پڑی بہار نے ہاتھ باندھکر عرض کی مین جاؤن اگر حکم ہو سیماب کو کشتہ کرون اسکے قتل کی تدبیر ہی حکم شہنشاہ ہمارے واسطے اکسیر ہی افراسیاب جادو نے مسکرا کے کہا ای ملکہ تمھین اختیار ہی سیماب بہت بیقرار ہی ملکہ بہار نے طاؤس زرین بال بڑھایا سیماب نے گولہ اُٹھاکر مارا ملکہ بہار کے تیور پر بل پڑا انگلی اُٹھائی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اسپر طرہ یہ کہ طرہ پھولون کا نکالکر پھینک مارا طرہ جاکر بکھرا ہوا ٹھنڈھی چلی پھولون نے آنکھین کھولین غنچے مسکرائے شاخون نے ہاتھ بڑھائے جو پتے مثل چہرہ مدقوق زرد تھے وہ سبز ہوئے عروسان چمن نے گھونگھٹ اُلٹے صبا عطر ائی بوے خوش آئی درخت وجد کرنے لگے سیماب کو دیکھا حیران جمال جہان آراے ملکہ بہار کو دیکھ رہا ہی ضبط کرتے کرتے پکار اُٹھا

نظم

دکھاتا ہی چہری پھر مژدۂ بیداد دیتا ہی
مبارکباد بیتابی ہمین صیاد دیتا ہی

کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی مزاج یار کی صورت — مزا آنکھون مین کیا کیا عالم ایجاد دیتا ہی
وہ محتاجی ہوئی ہی دولت تقدیر سے حاصل — کہ سایہ بھی نہین یان دامن فریاد دیتا ہی
نہ بازو مین ترے قوت نہ خنجر مین روانی ہی — ہمین تکلیف بیجا کسلیے جلاد دیتا ہی
لہو کیسا فراق روح ہوتا ہی کوئی دم مین — ندامت کیون ہمین اے نشتر فصاد دیتا ہی
نہ توڑین آجتک بھی بیڑیان زور جنون تونے — جھکاؤن کیون نہ سر طعنے مجھے حداد دیتا ہی
یہ کیون گھبرا گئے فریاد بیتابی سے اے پیارے — دعائین تمکو کوئی بندۂ آزاد دیتا ہی
سنائینگے نوید قتل وہ شاید کہ پہلے سے — مجھے جوش مسرت ماتم مبارکباد دیتا ہی
نسیم دہلوی تو بھی مگر شاگرد مومن ہے — کہ ہر ہر شعر لطف بندش استاد دیتا ہی

جوش وخروش مین یہ غزل پڑھتا ہوا آگے بڑھا کہ بہار نے پوچھا کیسا مزاج ہی ہاتھ باندھ کر عرض کی مین تو غلام ہون بہار نے کہا اے سیماب انصاف کر کہ تجھ ایسا چاہنے والا بات کا بنانے والا ہمین ممکن ہو مگر جان کا ہمکو خوف ہی بادشاہ بنگالہ وعدہ کرکے آیا ہی کہ فصل بہار کو مٹادونگا اسکے مٹانے سے فصل بہار مٹ نہین سکتی بہار پیرائے عالم باغبان قضا و قدر بہار وخزان کا حاکم ہی کل امورات کا ناظم ہی اب تم اُسکا سر لاؤ سیماب بل کرتا ہوا چلا تزلزل دیکھ رہا ہی کہ سیماب پلٹا چہرہ سُرخ ابرو ہلتے ہوئے تلوار کو نیام انتقام سے کھینچا ہی تزلزل نے کبھی اسطرح کا سحر دیکھا بھی نہین تھا بے اختیار پکار اُٹھا یا خداوند جوگی جیپال یہ کیا حال ہی سیماب پلٹا ہوا آتا ہی خداوند اس ظالم کے ہاتھ سے بچائین سیماب نے آکر گولہ مارا آواز دی او بیحیا تجھکو بادشاہ بنگالہ کسنے بنایا تجھکو یہان آتے خوف نہ آیا حکم ملکۂ عالم ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو ورنہ قیامتین برپا کرونگا سر تیرا کاٹ کے لیجاؤنگا اہالی لشکر جو سیماب سے متعلق ہین بیقرار ہوکر دوڑے پکارتے ہوئے ارے کہان آتا ہی لیکن سیماب کب سُنتا ہی اُسی جوش وخروش مین قتل کرتا ہوا قریب تخت شاہ بنگالہ پہونچا چاہا تخت پر ہاتھ ماردن شاہ بنگالہ نے بہت بہت سمجھایا جب اُسنے نہ مانا شاہ بنگالہ کے مُنھ سے نکلا تیری قضا آئی ہی سیماب نے جیسے ہی تلوار کھینچی تزلزل نے ایک دستہ تخت پر مارا شعلہ بھڑک کر سر سیماب کے گرا سیماب مثل ہیمۂ خشک جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود مہمیز حیلہ گر عیار پہلوے تخت تزلزل مین کھڑا ہی اُسنے کہا اے شاہ بنگالہ اب جانیکا قصد نہ کیجیے کسی کو میدان مین نہ بھیجیے طبل بازگشت

بجوا کر بیٹھے ساکنان طلسم ہوشربا کا سحر قیامت کا ہی پکار کر کہدیجیے کہ ای افراسیاب تجکو ایک ہفتے کی مہلت دی
وہ اس دھوکے مین رہیگا مین وعدہ کرتا ہون کہ افراسیاب کو پکڑ لاؤنگا آج دن اچھا نہین ہی ترلزل بھی
سیماب کو قتل کرکے پچتا رہا تھا عیار نے جو اس طرح سمجھایا اسکے بھی خیال مین آیا کہ ساحران طلسم ہوشربا
بہت ساحران زبردست ہین اُسی وقت طبل امان بجوایا پلٹ گیا اسی سوچ مین چپ بیٹھا ہی عیار اسکا لشکر سے
نکلکر چلا لشکر افراسیاب مین آیا پھرتا پھرتا قریب دربار گاہ پہونچا دیکھا چوبدار لیے ادل در بارگاہ شہنشاہ
افراسیاب پر بڑے بڑے ساحر ٹہل رہے ہین ہوا کا بھی اُس جگہ گذر نہین مہمیز حیلہ گر اس سوچ مین کھڑا ہی کہ
کیونکر اندر بارگاہ افراسیاب کے جاؤن جو اپنے بادشاہ سے وعدہ کیا ہی اُس وعدے کو بجا لاؤن کہ آواز
زنانی کی آئی پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیرزن معشوقۂ پُرفن با ہنائے عیاری سے آراستہ جست وخیز
کرتی ہوئی آتی ہی نگاہ جو مہمیز حیلہ گر کی پڑی کبھی قریب سے نہ دیکھا تھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ٹھہرا گیا
چاہتا ہی خاک پا توتیائے چشم کرون گرد اس محبوب کے پھرون جست وچالاک طرار وفرار صرصر کی بھی
نگاہ پڑی کہ ایک شخص غیر وضع کھڑا ہوا مجکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی صرصر قریب آئی سمجھ تو گئی کہ یہ کیسی کی
فکر مین آیا ہی شخص غیر کیا عجب ہی کہ عیار شاہ بنگالہ ہو ہنستی ہوئی قریب آئی مسکرا کے جو پوچھا کہ کیون صاحب
کسکی فکر مین ہو مہمیز مر گیا کہا حضور مین ایک شخص غریب ہون تلاش مین روزگار کے نکلا ہون صرصر نے
باتون مین لگا کر حلقہ ہائے کمند مارے مہمیز کو یہ کیا لیاقت تھی کہ حلقہ ہائے کمند صرصر سے نکلتا صرصر نے
حباب مار دیا مہمیز بیہوش ہوا صرصر نے پشتارہ باندھا چاہتی ہی کہ لیکر چلیون وہان ترلزل بادشاہ
بنگالہ تخت پر بیٹھا تھا وزرا و امرا کہ رہے ہین نہین معلوم مہمیز پر کیا گذری ای شہریار اگر سحر کا مقابلہ پڑا بڑی
مشکل پڑ گی ایک سحر عورت نے ایسا کیا کہ سیماب ایسا شخص قتل ہوا ترلزل نے کہا یارو تم میرے سحر
سے آگاہ نہین ہو زمین کے طبقے ہلا دون اس وقت بتاؤن کہ میرا عیار کیا کر رہا ہی میرا عیار بلائے روزگار
ہی یہ کہکے آواز دی یا جوگی جیپال مہمیز کی خبر چاہتا ہون آسمان پر برق چمکی آواز آئی ای مقبول بارگاہ
خداوندوای بادشاہ ہنرمند مہمیز حیلہ گر کو صرصر نے پکڑ لیا خدمت مین افراسیاب کے لیجایا چاہتی ہی
یہ سنکر ترلزل تخت سے اُٹھا تڑپکر پر پرواز پیدا کیے یہان صرصر شمشیرزن نے جب پشتارہ باندھا تو ٹرہ تیورونکا
کسوت عیاری دیکھکر یہ تو سمجھ گئی کہ یہ کوئی عیار ہی شہنشاہ قبلوا لینگے پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا دور
سے صبا رفتار بھی دیکھ رہی تھی کہ ہماری اُستانی نے کسی کو گرفتار کیا کہ ایک برق چمککر آسمان سے گری

صرصر کی آنکھ بند ہوگئی لکۂ ابر گرا صرصر کو اُٹھا کے لیچلا صبا رفتار نے جو دیکھا کہ اُستانی کو کوئی لیے جاتا ہی صورت بدلتی ہوئی چلی رنگ در دعین عیاری کا لگاتی ہوئی مرد کی صورت بنتی ہوئی ابر پچھی خیال ہی وہ لکۂ ابر بارگاہ نزلزل مین جاکر اُترا صبا رفتار کمند انداز اندر بارگاہ کے پہونچی اب دیکھا اسنے کہ شاہ تخت پر بیٹھا ہی سامنے ایک عیار کھڑا ارد رہا ہی اور صرصر کا پشتارہ بیچ بارگاہ مین رکھا ہی شاہ بنگالہ فخر کر رہا ہی کہ بھائیو دیکھا تمنے یہین بیٹھے بیٹھے مجکو معلوم ہوگیا کہ عیار پکڑ گیا چشم زدن مین لے آیا عیار سنے رو کر کہا ای شہنشاہ مین اسکے دام گیسو مین گرفتار ہوگیا تعریف حُسن وجمال سُنکر خواہشمند تھا جب اس ظالم سے آنکھ ملی زخمی تیغ ابرو ہوا امیدوار ہون اسکو سرکار میرے واسطے راضی کردین نزلزل نے سحر اُتارا کہا ای ملکہ صرصر ہمارا عیار مہمیز حیلہ گر نصف سلطنت کا مالک ہی اسکو بہ شوہری قبول کرو دست بستہ عرض کرتا ہی دم محبت کا بھرتا ہی اسکی خواہش قبول فرمائیے سارے لشکر کا تمکو حاکم کرونگا بجوش محبت عرض کر رہا ہی جب بادشاہ نے اس طرح کہا مہمیز حیلہ گر نے ہاتھ باندھکر عرض کی ای سرد باغ محبوبی وای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی

نظم

سُنا سے کیا تمھین بیمار ناتوان فریاد کہ دل سے آنہین سکتی ہی تا زبان فریاد
شب فراق مین تا صبح میرے ساتھ رہی بہت دنون مین ہوئی مجھسے مہربان فریاد
فراز چرخ سے تا عرش کون سا ہی سفر ابھی نہ جائیگی دیکھو کہان کہان فریاد
صدا نکلتی ہی ہر استخوان سے وقت شکست مین گر کے خاک پہ کرتا ہون بے زبان فریاد
فلک کے ظلم سے ہر وقت لب پہ آہین ہین جفاے پیر سے کرتے ہین نوجوان فریاد
وہ لطف کرتے ہین دل دیکھنا جو ہی منظور مجھے ہی ڈر نہ رُکے وقت امتحان فریاد
ہزار طور سے ڈھونڈھا پتا نہین ملتا نکل کے مُنھ سے ہوئی بے نشان کہان فریاد
بلند یان جو سمائین مزاجِ عاشق مین بہت دنون سے ہی سیاحِ آسمان فریاد
یقین ہی کہ دکھائے نسیم کچھ تاثیر نہ جائیگی کبھی عاشق کی رائگان فریاد

صرصر نے مُنھ پھیر کر جواب دیا کہ مین افراسیاب کی کنیز ہون ملکہ حیرت کی خدمتگار خبردار ایسے کلمات کبھی زبان پہ نہ جاری کرنا ورنہ بہت پچھتائیگا میرا شاہ میری ضرورہ دکو آئیگا شاہ بنگالہ و صرصر سے کلام سخت ہونے لگے شاہ بنگالہ نے دیکھا صرصر خوف نہین کرتی جواب سخت دیتی ہے

صبا رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا فوراً وہان سے بھاگی دربار مین افراسیاب کے آئی
افراسیاب بصد شوکت دربار مین بیٹھا ہو کہ صبا رفتار نے آکر سب کیفیت بیان کی اور رو کر عرض کی
ایسا نہ ہو کہ اُستانی کو قتل کر ڈالے یہ سُنکر افراسیاب جادو اُٹھا کہا کیا مجال ہو کہ میری عیارہ کو
قتل کرے جب افراسیاب تیغہ پکڑ کر اُٹھا باغبان نے دامن تھام لیا کہ مین حضور کو نہ جانے دونگا
آپ کا کیا کام ہو مین ابھی جا کر صرصر کو لاتا ہون مہمیز حیلہ گر کی شامت آئی ہو دم بھر مین آفت
برپا کر دونگا یہ کہکے افراسیاب کو روکا اور آپ بہ قہر و غضب تمام چلا اُس وقت پہونچا کہ تزلزل نے
صرصر کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شلنگین لگا رہا ہو حکم شہنشاہی کا مشتاق ہو کہ باغبان آسمان پر آکر ٹھیرا ایک
گیند پھولون کا مارا گیند پھٹا بارگاہ تزلزل مین اندھیرا ہوا باغبان نے اُتر کر تخت تزلزل اُلٹ دیا
تزلزل گرتے گرتے سنبھلا یا جوگی جیپال کہکے چاہا سحر کرون باغبان نے للکارا او شاہ بنگالہ
کیون شامت آئی ہو تزلزل و باغبان سے سحر چلنے لگے باغبان نے چاہا تزلزل کو زخمی کرون ممکن
نہ ہوا ایک گیند مار کر صرصر کو پنجے مین دبایا غصہ تو بہت تھا بارگاہ پر ایک لات ماری بارگاہ
لہرائی قریب تھا کہ گرے تزلزل بارگاہ کو سنبھالنے لگا باغبان اُتنے عرصے مین صرصر کو
اُٹھا کر بر وسعے ہوا اُڑا تزلزل نے چاہا روکون باغبان مثل بوے گل نکلا باہر لشکر والون پر کچھ
ماش کے دانے پھینک مارے کئی ہزار ساحر جلے لشکر اسکا طے کرتا ہوا نکل گیا تزلزل بیرون بارگاہ
آیا دیکھا باغبان جا چکا بارگاہ مین بگڑنے لگا کہ یارو تمنے باغبان کو نہ روکا ما یدولت کے سامنے
بے ادبی کر گیا آج طبل جنگی بجے کل سر میدان افراسیاب سے سمجھونگا مہمیز سے کہا اب تم عیاری کا
ارادہ نہ کرنا مہمیز کے دل کو لگی بجھی سامنے تو کہا بہت اچھا لیکن طرف لشکر افراسیاب کے چلا یہان
افراسیاب بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ شاہ بنگالہ کو موت لیکر آئی ہو ایک سحر مین بیکار کر دونگا مجکو اُسپر
سحر کرتے شرم آتی ہو کہ باغبان صرصر شمشیر زن کو لیکر آیا کہا حضور یہ حاضر ہو صرصر نے
سب کیفیت بیان کی افراسیاب نے کہا وہ دیوانہ ہو ملک اُسکا تباہ ہوا چاہتا ہو زندہ اُسکو ہرگز
نہ جانے دونگا گرفتار کر لونگا یہ باتین کر رہا تھا کہ صداے طبل جنگ آئی ہرکارون نے آکر خبر دی کہ
تزلزل نے طبل جنگی بجوا دیا افراسیاب جادو نے کہا کل اسکی قضا ہو ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے
یہان بھی تیاریان ہونے لگین باغبان کہ رہا ہو سرکار کو نہ تکلیف پڑیگی کسی سحر مجھ پر شاہ بنگالہ نے کیے

کچھ اُسکی حقیقت نہین ہی مجھے فکر تھی کہ صرصر پر کوئی افتاد نہ پڑے اسواسطے صرصر کو لے نکلا بنگالے کے
سحر کچھ مہمل ہین غلام نے جواب بھی دیے آپ کے تعلیم کردہ سحر ہین سے اگر ایک بھی کرتا وہ کیا دفع کرسکتا
کل میدان کارزار مین ملاحظہ فرمائیے گا رات بھر یہی فکر ین رہین صنعت کا قول ہی کہ زمین کے طبقے
اُڑا دون بارگاہ دشمن آسمان پر پہونچا دون وہ سحر کرون کہ مُنھ سے بات نہ نکلے زبان بند ہوجائے
سمرہا و ابریق کہتے ہین برق گرے پتھر برسائین دشمن کو ڈھونڈھا کرین زندگی دشوار ہوا اُنکا سحر بیکار رہے
بیکایک ساحر زرین پوش بصد جوش وخروش ہومخانہ مغرب سے نکلا جھولی ضیا کی گلے مین ڈالے ہوئے
اسباب سحر شعاع جسم پر آراستہ اس کر وفر سے میدان چرخ زبرجدی مین قائم ہوا دونون لشکر
مقابلے مین آکر ٹھہرے صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے مسمار فلک سیر طرف
سے شاہ بنگالہ کے نکلا میدان مین آکر للکارا صنعت طاؤس سے کودی عرض کی ای شہنشاہ آج
لونڈی کو جانے دیجیے افراسیاب نے رخصت دی صنعت کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی بل کرتی ہوئی
آتی ہی مسمار فلک سیر نے آگ برسادی صنعت ہنس دیتی ہی عجائب وغرائب پر مگر کسی ہی دفع سحر
گویا ہنسی ہی آگ برسا کی صنعت چپ کھڑی رہی مسمار نے آگ برسائی برف گرائی ہوا ٹھنڈھی چلی
کچھ زاغ وزغن پیدا ہوئے غل مچا کر چلے گئے صنعت نے کسی سحر کو نہ مانا یہی کہا کی او بنگالے کے
بنگالی یہ سحر نہین ہی ہماری کنیزین کھیلنے مین یہ سحر کرتی ہین آگ برسائی ہمکو گرمی بھی نہ معلوم ہوئی
پانی اسقدر برسا آبرو پر زوال نہ آیا طائرون کو دیکھکر ہوش نہ اُڑے دیکھ سحر اسکا نام ہی یہ کہکے
ایک طائر مٹھی سے چھوڑا طائر اُڑکر غائب ہوا مسمار نے ایک نخل کو اشارہ کیا وہ نخل اپنے مقام سے
اُکھڑا مسمار کی مراد یہ تھی کہ صنعت پر جاکر گرے بیخ عمر کو کاٹے صنعت نے آواز دی او نخل اپنے
مقام پر جم جا وہ نخل قائم ہوا پتے گرنے لگے شاخین دست ہوس بیخ مین کسمس شاخ کلان شق ہوئی ایک
آشیانہ بنکر تیار ہوا صنعت نے آواز دی ای طائر طلسمی کیون چھپا بیٹھا ہی اسکے ہوش نہین اُڑا اتا
اُس شاخ شکستہ سے ایک زاغ پیدا ہوا ایک زغن آسمان سے آئی زاغ وزغن مین منقار وپنجہ چلا
زغن نے زاغ سیہ رو کو چیر کر پھینکدیا زاغ کے شکم سے اُسی وقت دو بیضے نکلے زغن نے بیضون کو
پرون پر سنبھالا آشیانے مین آکر بیٹھی انڈون کو سینے لگی چند ساعت مین دونون بیضے شق ہوئے
ایک بیضے سے ایک طائر بصورت موسیقار پیدا ہوا ایک بیضے سے زاغ نکلا نکلتے ہی زاغ نے زغن کو

کاندھے پر سوار کرلیا مثل انسان کے آواز دی ای زغن طلسمی باغ سنبیدا مین چلو وہان چلکے بسیرا کرین یہان میان موسیقار کی عملداری ہی زاغ و زغن اُڑتے ہوئے غائب ہوئے وہ طائر بصورت موسیقار شاخ نخل پر بہ رعنائی بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا پکار کر آواز دی مسمار فلک سیر ہمپر نگاہ کرو نہ آہ کرو نہ واہ کرو چند اشعار ہمکو یاد ہین سن لو نظم

ہنس رہے ہین شور سن سنکر مری فریاد کے
اپنو نالے ہوگئے مژدے مبارکباد کے

برق کے مانند کڑکی گر پڑے قصر بلند
رہ گئے افسانے دنیا مین مری فریاد کے

دل اگر شادان رہے دیتا ہی چہرہ روشنی
اور ہی ہوتے ہین جلوے خانۂ آباد کے

شکل اُنکی پھر نہ دیکھی جبکہ ٹپکے آنکھ سے
اشک بھی کیا ناز تھے یار ستم ایجاد کے

اشک پہونچے بہتے بہتے دامن محبوب تک
حوصلے کیا بڑھ گئے اس کو رنا درزاد کے

التفات آرزو سے جز ندامت کیا حصول
چاہیے بندے کہ شایق ہون خدا کی یاد کے

منہ سیے دیتا ہی اپنا رشتۂ امید وصل
شکوے کر سکتے نہین ہم یار کی بیداد کے

واہ کیا کیفیتین تھین دل نہ گھبرایا کبھی
مدتون دیکھے تماشے عالم ایجاد کے

پوچھتے ہو جس لیے تم وہ مجھے معلوم ہی
کیا سُنوگے حال میری خاطر ناشاد کے

مستیون سے حسن کی آنکھین ہا کرتی ہین بند
کب خیال آتے ہین اُس غافل کو میری یاد کے

سخت طینت کے لیے لکھی گئی پانی کی موت
بارہا تیزاب سے کشتے بنے فولاد کے

آہ کیون دی جان اجل کو ہائے کیونکر جی اُٹھون
ڈھونڈھتے ہین اب مجھے احسان مرے جلاد کے

پھول پتے ڈالیان سب منتشر ہین ای نسیم
رنگ سب بیرنگ ہین اس گلشن ایجاد کے

ان اشعار عبرت آثار کو اس رنگ مین طائر نے ادا کیا کہ سن سنکر مسمار سُن ہوگیا بحسرت پکارتا ہی ای طائر تو نے ہوش تو اُڑا ئے کچھ سمجھ مین بھی تو آئے کہ مین کیا کرون صنعت سے لڑائی پڑی ہی نگاہ میری تجھسے لڑی ہی جو کچھ کہنا سمجھ کے کہنا ادھر صنعت نے پنجہ اُٹھایا کہا کیون نگوڑے طائر دشمن کا کام تمام نہین کرتا خالی رقص کرنے سے تجکو کیا فائدہ ہی ہمارے سحر کا یہی قاعدہ ہی مین مشہور ساحرۂ یکتا ہون منتظم سلطنت ہوشربا ہون جسنے سلطنت لاچین کو بگاڑا اُنکے سحر کا جھنڈا اُکھاڑا یہ کہنا تھا کہ طائر اُڑا سر پر مسمار کے عکس ڈالا آواز دی اب ہوشیار نہ ہونا نوشتۂ تقدیر کو پڑھ پڑھ کے

رونا اب دیرینہ ہوا ملک ہمارا خفا ہوتا ہی کیون اپنی مشقت کھوتا ہی سامری وجمشید یاد کرتے ہین آتش جہنم
سے جل جلکر فریاد کرتے ہین یہ کہکر طائر غائب ہوا مسمار فلک سیر نے ایک چیخ ماری وجد کرنے لگا ٹھنڈی
سانسین بھرنے لگا تلوار کمر سے کھینچی اپنے گلے پر رکھی ایک آواز آئی جلد کھینچ بہادر کہین ڈرتے ہین اپنے کو
مطعون بدنام نہین کرتے ہین مسمار فلک سیر نے تلوار کھینچی سر کٹ کے گرا اندھیرا ہو گیا لیکن یہ صنعت کا
سحر دوپہر مین تیار ہوا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من مسمار فلک سیر بود صنعت نے
نعرہ کیا او شاہ بنگالہ کیون اپنے کو مصیبت مین ڈالا تزلزل تخت سے کود از نجیرزن سے کمر باندھنے لگا
قصد ہوا کہ میدان مین جاؤن افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صنعت خود شہنشاہ بنگالہ
چاہتا ہی بدولت خود آئین صنعت نے کہا حضور آکر کیا کرینگے اس سحر کو بھی حضور نے دیکھا یہ زاغ کہانکا
رہنے والا تھا زغن نے کیا کمال کیا زاغ و زغن سے موسیقار پیدا ہوا یہ سحر ساختہ جمشید تاجدار تھا ایسے سحر
ہزارون طبیعت مین پڑے ہین یہ میرے مقابلے مین آئے اور مین نے انکی گردن لی صنعت تو یہ
باتین افراسیاب سے کر رہی ہی جھولی مین ہاتھ ڈالکر کچھ اسباب سحر بھی نکالا منتظر کھڑی ہی کہ تزلزل
نکلے تو مین جا پڑون سحر کرکے اسکو بھی قتل کرون آئندہ جو حکم سامری وجمشید ہو یہ سلطنت بنگالہ
سے ناامید ہو تزلزل کمر باندھکر بقہر و غضب تمام چاہتا ہی کہ نکلون پہلوے کوہ سے ایک ابر سیاہ
اٹھا رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا اژدہے قلابہ آتشین چھوڑتے ہوئے نمایان ہوئے سب اسی جانب
دیکھنے لگے یکایک ایک دناٹا ہوا کہ زمین کانپی ابر شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام کالی کالی صورت
حقیقت مین کالی کی مورت تاج سر پر اس سے شعلہاے آتش نکلتے ہوئے پشت پر تین لاکھ ساحر
ترسول پنجسول ہاتھ مین جی سامری وجمشید کی بولتے ہوئے اس دھوم دھام سے وہ بادشاہ آکر
پہونچا تزلزل کو سلام کیا پکار کر آواز دی ماموجان آپ سرحد جمشیدیہ سے آئے غلام کو سرفراز نہ کیا
جب غلام نے مفصل کیفیت سنی تاب نہ آئی فوراً چل نکلا شکر ہی وقت پر آکر پہونچا یہ کسکے مارے جانیکی
صدا بلند ہی رنگ روے انور کیون متغیر ہی دل کو تردد ہوتا ہی تزلزل نے کہا ای اژدران بن ماران
تمکو بڑا فخر حاصل ہی تمہارے قلعہ جمشید پرستان مین خداوند جمشید پیدا ہوئے مقام ولادت پر میلا ہوتا ہی
تمنے ناحق تکلیف فرمائی دو وزیر میرے مارے گئے مسمار فلک سیر کو صنعت نے نئے رنگ کا شعبدہ دکھا کر
اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مسمار مرا اب بھی صنعت للکار رہی ہی مین خود مقابلے کو چلا تھا اژدران نے

کہا واہ اموں جان آپ ایک وزیر کے مقابلے مین جائین مین جاتا ہون ابھی حرامزادی کی مشکین باندھکر
لاتا ہون ہرچند تزلزل نے منع کیا اژدران بل کر رہا ہی کہتا ہی ای شہنشاہ مجکو سُنکے بہت ناگوار ہوا
اس نمکحرام نے لاچین کو پکڑ کے بڑا دعویٰ کیا غرور اسکا ظاہر ہی ہمارے حال سے نہین ماہر ہی یہ کہکے
اژدہے پہ سوار ہوا تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین تھا اژدر پر کوڑا کیا اژدر تڑپکر چلا جیسے ہی میدان مین پہونچا
صنعت نے گولہ مارا اژدران نے گولے کو کاٹا گولہ جو پھٹ کر زمین پر گرا کئی سو ماران سیاہ اُس گولے
سے پیدا ہوئے قصد کرتے تھے کہ اژدران کو کاٹین کنچے اُٹھائے تھے ارادہ تھا کہ اژدران کو مٹائین جب
اژدران نے اُن ماران سیاہ کو اپنی جانب آتے دیکھا یا جمشید کہکے نعرہ کیا ایک اژدہا زمین سے پیدا ہوا
اُسنے مُنھ کھولا ماران سیاہ دہن مین اژدہے کے گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ شمع پر پروانہ گرا اور
جلگیا تین گولے اسی طرح کے صنعت نے مارے مگر سب سانپ دہن اژدر مین جا کر غائب ہوئے
چہار جانب ہنگامہ ہی کہ یارو کس غضب کے سحر ہو رہے ہین مصنف عرض کرتا ہی دو پہر کامل صنعت اژدران
سے لڑی بڑے بڑے سحر ہوئے ہزارون سانپ نکلے جوگی آئے فیل پہونچے شیر نکلے طائر اُڑے کوئی کسی
سحر مین بند نہ تھا غروب نیر اعظم ہو چکا چاند نکلا تارے نکل آئے کبھی دن کبھی رات سحر دن کی کرامات صنعت
بھی کسی مقام پر کمی نہین کرتی ہی نئے نئے سحر کر رہی ہی تارے ٹوٹ ٹوٹ کے آسمان سے گرے اژدران پر
ماران کے کئی سو ساحر جلے جسپر ستارہ گرا گویا اُسکا ستارہ گردش مین آیا کسوف وخسوف کے سامان
ظاہر ہو رہے ہین صنعت نے کئی مرتبہ نیر اعظم مین گہن لگایا آپ تاریکی مین چھپی لکہ ہاے ابر سیاہ اژدران
پر گرے اسنے اپنے کو بچایا دن بھر اسی کدوکاوش مین گذرا جب دن تھوڑا باقی رہا اصل مین دن قلیل تھا
ثابت یہ ہوتا تھا کہ وقت دوپہر ہی نیر اعظم کی حرارت دھوپ کی حدت دھوپ تھرا رہی ہی آواز ہیبتناک
آ رہی ہی اژدران گھبرایا اُف اُف کرنے لگا صنعت کا بھی چہرہ سُرخ ہی سحر کر رہی ہی چاہتی ہی اسی گرمی
مین گرفتار کرون لیکن اژدران بڑا ہوشیار ہی ایک دستک دی کہ ابر تیرہ وتار آسمان پر چھایا پانی برسنے لگا
حدت موقوف ہوئی صنعت گھبرائی کہ یہ سحر تو مین نے انجام کا کیا تھا یہ کیا غضب ہوا ہوا ٹھنڈھی چلی گرمی
موقوف ہوئی برف برسنے لگی کئی ہزار جوان اسمین بھی ٹھنڈے ہوئے اب پھر صنعت نے چاہا تھا کہ بڑھکر
سحر کرے اژدران زمین پہ گرا غلطک مار کے ایک اژدہا بنا دم کھینچا صنعت گری مثل تنکے کے
لوٹ مارتی ہوئی قریب دہن اژدر پہونچی اژدر نے صنعت کو اپنے دہن مین لے لیا غلطک مار کے

انسان بناسب نے دیکھا کہ صنعت سحر ساز ایک قفس آہنی مین بند ہی زبان مین سوزن آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سر جھکا ہوا اشارون سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حوصلہ سحر کا دل مین رہگیا ہر مرتبہ کف افسوس ملتی تھی آتش حسرت مین جلتی تھی اژدران صنعت کو لیکر پلٹا پکار کر آواز دی او نمک حرام تو نے ماموں جان کا کہنا نہ مانا اس مکارہ پہ بڑا ناز تھا کل تیرے سامنے اسکو قتل کرونگا ہم خاص خداوند جمشید کے نواسے ہین جو تحفہ جات بطور وراثت ملے ہین اگر انکو صرف کرون تو تو ہوشربا کو چھوڑ کر بھاگ جائے افراسیاب کا قصد تھا اسی وقت جا پڑون ملازمون نے روکا کہا حضور شب ہو چکی ہی اب مناسب وقت نہین ہی سر میدان دیکھا جائیگا زلزل نے اژدران کو بیچ مین لے لیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے پلٹے مرقوم جادو سپہ سالار لشکر زلزل کر اسکے بھی سحر کا شہر بنگالہ مین غل ہی پنجرا صنعت کا زلزل نے مرقوم کو دیا مرقوم نے اپنی بارگاہ الگ استادہ کرائی چالیس جادوگر سامنے لیکر کرسی بچھا کے بیٹھا لیکن افراسیاب جادو رنجیدہ و کبیدہ غصے مین کانپتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کسی سے کلام نہین کرتا سر جھکائے بیٹھا ہی کہ صدائے طبل جنگ کان مین آئی کہا ارے دریافت تو کرو کہ یہ کیسی آواز ہی صرصر آکر پہونچی کہا حضور شاہ بنگالہ نے پھر طبل جنگی بجوا دیا میدان خونی کی تیاری ہو رہی ہی صبح کو صنعت کو قتل کر کے میدان مین آئیگا افراسیاب نے کہا کیون ای صرصر ہم زندہ ہین اور صنعت قتل ہو جائے بڑے افسوس کی بات ہی صرصر نے کہا کیا مجال ہی صبح نہ ہونے پائیگی صنعت کو چھڑا لاؤنگی یہ کہکے صرصر چلی سوچتی ہوئی کہ کس تدبیر سے صنعت کو رہا کرون کچھ سوچ کے طرف جنگل کے گئی مرقوم جادو بیٹھا ہی تقدیر کا لکھا پیش آیا چاہتا ہی دو پہر رات گذری ہی اٹھ کے ٹہلنے لگا کہ صحرا سے ایک آواز آئی ای طغرا کش خط محبت وای شیرازہ بند کتاب مودت نام مرقوم ہی ہر کتاب مین تمھاری دھوم ہی ذرا ہمارے پاس آؤ ہمین تمھارا بڑا اشتیاق ہی فراق شاق ہی نظم

جانتے ہین ہمسے شرمائینگے آپ
مہربانی آج فرمائینگے آپ
جانتا ہون بندہ پرور عادتین
رند ہون کیا مجکو سمجھائینگے آپ
کیا ارادہ ہی ذرا ہم بھی سنین
سمجھے ہم کوئی بلا لائینگے آپ

عمر بھر ای جان ترسائینگے آپ
کوئی دم تسکین دل ہو جائیگی
کسطرح دل میرا بہلائینگے آپ
دیکھیے مین بھی کہونگا کچھ ضرور
بندہ پرور کس طرف جائینگے آپ
آئیے اب جلسہ مین مہمان ہون

کیا بھلا ہمکو یقین آتا ہی یہ
میرے پہلو مین اگر آئینگے آپ
یہ نصیحت حضرت ناصح معاف
پھر بشکل زلف بل کھائینگے آپ
بے سبب آرایش گیسو نہین
پھر بھلا مجکو کہان پائینگے آپ

کل کے سب اقرار پورے ہو گئے
آج بھی کوئی قسم کھائینگے آپ
خیر ہی بستر اُٹھایا کیون نسیم
اب یہان سے کسطرف جائینگے آپ

اس طرح کی یہ آواز دلفریب آئی کہ مرقوم ٹہلتا ہوا طرف صحرا کے چلا کنارے سے لشکر کے نکلا تھا کہ دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک حور خصال پری جمال معشوق خوشخو عنبرین مو خال ہند و چشم جادو نخل کے سائے مین کھڑی ٹہل رہی ہی کچھ اشعار پڑھتی ہی تاردن کو آسمان کے دیکھکر آواز دیتی ہی گردش سیارگان سے ثابت ہی کہ معشوق سرکش سے ملون انجام فراق ہو قطع اشتیاق ہو لیکن کیون دیر ہی تقدیر کا پھیر ہی مرقوم یہ نقطہ دیکھکر دائرہ حیرت مین پھنسا حیران تھا کہ یہ نازنین میرا نام کیا جانے مین نے کبھی اسکو دیکھا بھی نہین مگر جمال پر مائل ہوا پکارکر آواز دی یہ خیرخواہ حاضر ہی خلاف نہ ہوا اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا او جلاد صاحب بیدرد کیون آتا ہی ارے ہمکو فریاد کرتے کئی دن گذرے تو نے خبر بھی نہ لی دیکھ تو یہ کیا لکھا ہی تیرا نام مرقوم ہی ہمارے مالک نے تجکو خط بھیجا ہی عورت کو یہ مناسب نہ تھا کہ بلاتکلف تیرے لشکر مین چلی آتی آج قریب لشکر کے اپنے کو پہونچایا شکر ہی کہ تمکو خبر ہوئی مجکو بہ نگاہ محبت کیا دیکھتے ہو مین جس شاہزادی کی کنیز ہون اُسنے اشتیاق نامہ تمھارے نام بھیجا ہی اب تردد نہ کرو اُس نازنین نے یہ کہکے جیب سے نامہ نکالا ہاتھ مین دیا مرقوم نے دیکھا سر نامے پر ایک چھوٹی سی مہر اُسمین نام لکھا ہی ملکہ آئینہ رخسار عاشق مرقوم نامہ بہدست گلگونہ غزال چشم حیران ہوکر مرقوم نے کہا کیون صاحب بی آئینہ رخسار کون صاحب ہین اُس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق تیری تصویر ایک سوداگر نے بیچی ملکہ عالم تیری تصویر کو دیکھکر عاشق ہوئین آٹھ پہر رویا کرتی ہین مین نے ایک دن حال پوچھا ملکہ عالم نے رو رو کر کیفیت بیان کی مین نے عرض کی مین نامہ لیکر جاؤن اُس ظالم خودسر کو سمجھاؤن اے مرقوم اُنکے باپ سکندر والاحشم بادشاہ قلعہ مرآت نما صاحبزادی اُنکی آئینہ رخسار سلطنت بجار قلعہ بالائے کوہ واقع ہی نہایت تکلف سے وہ شاہ سلطنت کرتا ہی ملکہ کی خواہش مین بڑے بڑے شاہون نے نامے لکھے آج تک ملکہ نے کسی کو قبول نہین کیا مگر تمھاری تقدیر نے زور مارا مرقوم حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہی خوشی کے مارے بند قبا ٹوٹ گئے دل سے کہتا ہی کہ جسکی کنیز ایسی ہی وہ شہنشاہ ملک خوبی کیسی ہوگی اُس نے کہا حیرت مین کیون ہو نامہ کھولو تمھارے دیوانہ کرنے کی تدبیر ہی اُسی معشوق کی تصویر ہی مرقوم نے نامہ کھولا دیکھا ایک محبوب مطلوب کی تصویر کھنچی ہوئی ہی اپنی تصویر کو اُسکے ہاتھ مین پایا بلائین لینے لگا تصویر کے گرد پھرنے لگا

اُس نازنین نے کہا اے مرقوم کیون گھبراتا ہی ملکہ نے خود تجکو طلب کیا ہی نامے مین اشتیاق لکھا ہی نامے مین بھی
وہ مضمون جان گزا پائے دل بیقرار ہوگیا اُس نازنین نے کہا اے مرقوم ملکۂ عالم نے ایک گلوری اپنے ہاتھ
لگا کے دی ہی اگر مناسب ہو تو نوش کرو اپنے پاس سے گلوری نکالکر دی مرقوم نے گلوری کو کھولا کھایا ہوا
پان بھی اُسمین پڑا ہی گویا یاقوت احمر کے ٹکڑے تھے جلدی مین کھا گیا گھبرا کے کہا اے نامہ بر میرا دل گھبراتا ہی
نازنین نے کہا اُٹھکر ٹہلو مرقوم ٹہلنے کو اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا نازنین نے نعرہ کیا کہ منم
ملکہ صرصر شمشیر زن بیٹھکر مرقوم کی زبان مین سوزن ۔ یا اُٹھا کر ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا مرقوم کی
شکل بنکر صرصر چلی نگہبانون نے کہا کون آتا ہی کہا مرقوم جادو تمھارا افسر سب جادوگر واسطے استقبال کے
اُٹھے مرقوم نقلی آکر کرسی پر بیٹھا کہا بجائیو ایک پتلہ شراب کا لاؤ ملازم جا کر شراب لائے شراب سب کو
پلا کر بیہوش کیا اسی مرقوم کی شکل بنی ہوئی اندر خیمے کے آئی ملکہ صنعت کا قفس اُتارا صنعت نے کہا اے
صرصر زبان سے سوزن نکال مین تڑپکر نکلون صرصر نے بڑھکر سوزن نکالا صنعت نے سحر کیا ہتھکڑیان
بیڑیان کٹین صنعت نے چاہا قفس سے بھی نکلون قضا نے کار مشہور شبگرد طلایہ پھرتا ہوا آتا تھا دل مین
سوچا خیال آیا کیا باعث ہی کہ نگہبان آواز نہین دیتے جھپٹ کر قریب آیا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک عیارہ
نے صنعت کو رہا کیا صنعت قفس کو توڑکر نکلا چاہتی ہی مشہور نے آواز دی ارے تو کون صرصر
نے جھپٹ کر حباب مارا مشہور کو توال زمین پر گرا صرصر نے اسکا سر کاٹ لیا مشہور کا مرنا آواز جو
بلند ہوئی ساتھ والے دوڑ پڑے صنعت جو قفس توڑکر نکلی اُڑکر سنگریزے مارے سحر کرتی ہوئی نکلی
کسکی مجال تھی کہ صنعت کو روکے صنعت نے پتھر برسا دیے کئی بارگاہین جلا دین اژدران پڑا ہوا
سورہا تھا لشکر کا ہلڑ سنکر باہر آیا پوچھا لشکر مین کیا سعر کہ ہی ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ ملکہ صنعت کو
جو قید کیا تھا وہ چھوٹ مین وہ ہی لڑ رہی ہین شعلۂ جوالہ بنی ہوئی ہین اژدران غصے مین چلا اُس وقت آکر
پہونچا کہ ملکہ لڑتی بھڑتی نکلگئی تھین اژدران نے کہا میدان مین سمجھونگا یہ کہکے پلٹ گیا ستارۂ سحری
چمک چکا تھا تخت پر سوار ہوکے طرف میدان کارزار کے چلا یہان افراسیاب متردد بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے
خبر دی کہ ملکہ صرصر نے ملکہ صنعت کو چھڑا لیا لیکر آتی ہین افراسیاب خوش ہوکے اُٹھ کھڑا ہوا صنعت
آکر پہونچی گلے سے لگا لیا صرصر کو موتیون کا مالا دیا کہ نوسن نے آکر خبر دی بڑے زور و شور سے
اژدران بن ماران مع شہنشاہ بنگالہ میدان مین آگیا آپ کا لشکر بھی پہونچ چکا ہی حضور کے مشتاق ہین

افراسیاب اُسی وقت گھوڑے پر سوار ہو صنعت کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا صرصر ایک گوشے مین آئی جب دونون لشکر میدان کارزار مین آئے کڑکیت کڑکا کہنے لگے تزلزل نے کہا اژدران بن ماران آج مین میدان مین نکلونگا افراسیاب کو جاکر ٹوکونگا مین نے خبر پائی ہی اسی توسن حصار مین قیدخانہ ہی اُسی مین شہنشاہ لاچین قید ہین اگر توسن جادو کو مارا اور شہنشاہ لاچین کو رہا کرلیا بڑا نام ہوگا کل بادشاہ اپنے مقام پر کہینگے کہ شہنشاہ بنگالہ نے بڑا کام کیا ایسے بادشاہ کو رہا کرلیا اژدران نے کہا مین ایسا ہی کرونگا توسن ہی کو جاکر للکارتا ہون اُسپر سواری گانٹھونگا ساری بدلگامی بھولینگے یہ کہکر اژدران چلا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی نمکحرام کامل کہان ہی توسن جادو ہمارے مقابلے مین آئے تو معلوم ہوئے یہ سُنتے ہی توسن نے مرکب اُڑایا سامنے افراسیاب کے آیا کہا ای شہنشاہ اجازت میدان آج وہ میرا نام لیکر للکارتا ہی صنعت بھی طاؤس سے کودی عرض کرتی تھی ای شہنشاہ اژدران سے مجھسے دو پہر کامل سحر چلے مگر ابھی حوصلہ باقی ہی کہ جاکر اس نامرد سے لڑون توسن نے کہا ای ملکہ صنعت اب وہ میرا نام لیکر پکارتا ہی مجکو جانا مناسب ہے مین تمھارے مقابلے مین اسکے سحر دیکھ چکا جاتے ہی قتل کرونگا یہ کہکے مرکب اُڑایا جیسے ہی توسن سامنے اژدران کے آیا افراسیاب کی بھی نگاہ لڑی ہوئی ہی توسن کا بڑا خیال ہی کہ ایسا نہ ہو توسن پر کوئی افتاد پڑے زندانخانۂ طلسمی کی کون حفاظت کریگا توسن جادو نے وہ انتظام کیا ہے کہ آج تک کسی کو ثابت نہین کہ شہنشاہ لاچین یہان قید ہین اژدران و توسن سے سحر چلنے لگے قیامت برپا تھی جھونکے ہوائے گرم کے چلنا زمین سے شعلۂ آتش نکلنا لشکرون کی تباہی توسن کی خیر خواہی ہنچہ ہاتھ مین بڑے زور و شور سے گراہی توسن وار اژدران سے وار چل رہا ہی ایک مقام پر اژدران نے نعرہ کیا آنکھون کے نیچے توسن کے اندھیرا آیا بغور جو دیکھا اژدران کو سامنے نہ پایا گھبرا کے توسن چہار جانب دیکھنے لگا پشت پر سے آواز آئی منم اژدران بن ماران یہ صدا سُنکر توسن پلٹا دیکھا وہ صحرائے ویران نہین ہی باغ مختصر مین کھڑا ہون چہار جانب گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا ایک طائر ہفت رنگ شاخ نخل پر بیٹھا یہ غزل گار ہا ہے نظم

کسقدر قید تعلق سے طبیعت پاک ہی
دامن مدفن ہمارا سو جگہ سے چاک ہی

ہاتم خاموشش یہ کسکا تہ افلاک ہی
غنچے ہین لب بند ہر گل کا گریبان چاک ہی

کوئی بھی عریان زمانے مین نظر آتا نہین — جسم سمجھے ہین جسے وہ روح کی پوشاک ہی
عصمت جاوید شکل دیدۂ زنجیر ہی — آنکھ اپنی تہمت نظارگی سے پاک ہی
کس غضب کی شوخیان ہین حلقۂ زنجیر مین — بے نگاہی ہی مگر گیا دیدۂ بیباک ہی
ایک دن وہ تھا کہ تھین بالاے مسند کرسی — ایک دن وہ ہی کہ ہم ہین یا کنار خاک ہی
رخصت ای توبہ معاف ای پاس تقوی . ں — ولولے ہین مستیون کے دخت رز کی تاک ہی
ع ک آرایش نہ کر قاتل مرا سر کاٹ لے — ہان اسی تمغے کے قابل حلقۂ فتراک ہی
اپنے دم تک ہی فقط آبادی زندان کی دھوم — ہم نہین تو دیدۂ زنجیر مین بھر خاک ہی
مژدۂ راحت مبارک ہو تجھے ای ہمنفس — یان تو اک دل ہی سو وہ بھی سو طرح غمناک ہی
اب خدا رکھے ہماری عصمت دیوانگی — گھورتے ہین دیدۂ زنجیر بدوضع تاک ہی
جھک رہے ہین زیر مدفن سوز الفت سے نسیم — مر کے بھی دل کو خیال روے آتشناک ہی

توسن زمزمہ سرائی سنکر منھ زور بیان کرنے لگا آنکھین سرخ ہوئین جست وخیز کرتا ہوا پو فندے پر لگا قریب اژدران کے پہونچا اژدران نے کہا ای شہنشاہ توسن ہمنے تمکو اس واسطے تکلیف دی کہ قید شہنشاہ لاچین کہان ہی توسن سنکر خاموش ہوا ہرچند اژدران پوچھتا ہی توسن منھ سے نہین بولتا اژدران نے کچھ ماش کے دانے پھینکے اب تو توسن قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای اژدران اصل یہ ہی کہ شہنشاہ لاچین پر بڑی بدعت ہوئی زندانخانۂ طلسمی مین قید ہی میرے وہ قید سپرد ہی مین نے پوزینہ جادو کو وہان کا حاکم کیا ہی اژدران نے کہا جلد جاؤ شہنشاہ لاچین کو رہا کر کے لاؤ یہ سنتے ہی توسن پلٹا باغبان نے افراسیاب سے کہا لو غضب ہوا توسن نے قبول دیا شہنشاہ لاچین کو چھڑانے جاتا ہی یہ سنکر افراسیاب غصے مین کانپنے لگا تخت سے کودا ایک چیخ ماری کہ کیا طلسم ہوشربا ٹوٹ گیا ارے جس طرح ہو سکے توسن کو اٹھا کر لیجاؤ اگر نہ ہو سکے تو ما بدولت کسی بات مین عاجز نہین ہین خود بھی غائب کر سکتے ہین توسن نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے اڑون ایک زنگی سامنے سے پیدا ہوا اسنے آواز دی او توسن کہان جاتا ہی اور بڑھ کر سلام کیا توسن نے کہا مین پاس پوزینہ کے جاؤنگا شہنشاہ لاچین کو رہا کر کے لاؤنگا زنگی نے کمر مین پنجہ دیا کہا ای توسن یہ بدلگامی اچھی نہین اب تھان پر چلیے مصالح کھائیے لاکھ توسن تڑپا پھڑکا زنگی پنجہ کمر مین دیکر لے اڑا جا کر انکے قصر مین انکو

پہونچا یا بادبان جادو انکی زوجہ بیٹھی تھی زنگی نے کہا انکی خبر لیجیے ایسا نہ ہو جا کر لاچین کو رہا کرین بادبان نے سحر کرکے توسن کورو کا یہان افراسیاب اژدران پر جا پڑا اژدران نے چاہا سحر کرون افراسیاب نے آواز دی ای رقاص دلفریب اژدران کو لینا یہ جو افراسیاب نے پکار کر کہا ایک آواز دلفریب آئی کہ ای شہنشاہ حاضر ہوتی ہون کہ پہلوے صحرا سے طبلے سارنگی کی آواز آئی گت بجتی ہوئی دو سارنگیان چھڑ رہی ہین طبلے کی آواز دلنواز معلوم ہوتی ہی بوندیان پڑ رہی ہین مجیرے کی جھنکار ایک نازنین چہاردہ سالہ نہایت حسین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار سرو قد دل آویز نازک اندام کبک خرام سامنے اژدران بن ماران کے آکر پہونچی گت ناچنے لگی اژدران دل سے متوجہ ہی تھوڑے ہی عرصے مین گت کو تمام کیا آنکھ ملا کر اژدران سے یہ غزل گائی نظم

دل جگر باہم ہدف ہون سینۂ نخچیر مین — دوز بانین چاہیے قاتل سنانِ تیر مین
سلسلہ تھا عقدۂ پر پیچ کا تقدیر مین — دی گرہ حداد نے ہر حلقۂ زنجیر مین
دور سے ناآشنا ہوتے ہین اکثر تیرہ دل — حشر تک آنسو نہ دیکھا دیدۂ زنجیر مین
خواب چشمِ منتظر کو باعثِ تقصیر ہی — اسلیے بیداریان ہین دیدۂ زنجیر مین
میرے رقت کی جو کھینچی دستِ مانی نے شبیہ — جز ہجوم اشک خامہ کچھ نہ تھا تصویر مین
اسقدر ٹکرائیے سر جس سے آہن ہو شگاف — جی مین ہی پیدا کرین در خانۂ زنجیر مین
پیرہن کچھ کہہ رہا ہی میری قربانی کا حال — رنگ ہی جلاد ہر تحریر دامنگیر مین
کم نہ ہوگی اپنی گردش چارہ گر تدبیر سے — صورت گرداب ہی سرگشتگی تقدیر مین
عصمت دیوانگی نے دی نہ رخصت دشت کی — عمر بھر بیٹھے بسر کی خانۂ زنجیر مین
سادگی دیکھو تمنا ہے وصال یار سے — آج تک ہم ہین فریب آہ بے تاثیر مین
گر کوئی جاہل نہ سمجھے شعر تیرے ای نسیم — کون سا ترکِ ادب ہو جائیگا تو قیر مین

اس دھن مین اس غزل کو گایا کہ اژدران مبہوت ہو گیا نازنین کی بلائین لیتا تھا کہتا تھا ای جان جہان تیرے شمع جمال عالم سوز کا پروانہ ہوا اُس نازنین نے مسکرا کے کہا مین اپنے فعل کی حاکم نہین ہون میری اتی جان باغ زنگار رنگ مین تشریف رکھتی ہین سب کاملون کا وہان جماؤ ہی روز گانا رہتا ہی میرے واسطے نامے جابجا سے آتے ہین مگر تم شہنشاہ جلیل ہو شاہ بنگالہ کے کفیل ہو میرے ساتھ جلو مین اپنی

اپنی جان

امی جان سے عرض کرونگی وہ مجھکو تمھارے ساتھ کر دیگی جسدن تمھو بنی پھرے سب برادری والے جمع ہون
سب کو معلوم ہو کہ رقاص دلفریب جسکو دیکھنے سے دل ناشکیب اژدران بن ماران کے ساتھ
کتخدا ہو گئی اژدران قدمون پر گر پڑا کہا مین تمھارے ساتھ جاؤنگا مجھے اپنے ساتھ لو اُس نازنین نے طرف
سازندون کے دیکھا کہا حقیقت مین مجھے بھی اسنے خوف ہی ہنگامہ والون سے کبھی وفا نہ ہوئی لیکن تخت
لاؤ اُن سب نے جھٹ پٹ شاخہاے نخل کاٹ کر تخت بنا کر سامنے کیا رقاص دلفریب نے اژدران
کا ہاتھ پکڑا تخت پر بٹھا لیا ڈھلنے بجنے بھی اُسی تخت پر بیٹھے اُسی طرح گاتے بجاتے ہوئے اژدران کو
لیکر رقاص دلفریب تخت اُڑاتی ہوئی طرف آسمان کے روانہ ہوئی یہ نہ کوئی سمجھا کہ کہان لیگئی
افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ او تنزلزل تو نے ادنیٰ شعبدہ ماہ بدولت کا دیکھا کوئی دنیا مین
ایسا ہو کہ اژدران کو بلوالے توسن کو ہمنے روکا تم نہ روک سکے اب جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین نکلے یا آکر اطاعت کرے شاید ماہ بدولت خطا معاف کرین تنزلزل نے آواز دی ارے
اس نمکحرام کو مار لو کیا غضب کا کمبخت نے سحر کیا اژدران کو ناچنے والی لیگئی تم مین کوئی ایسا نہین
کہ اسکو سزا دے یہ کہکے بارہ لاکھ فوج کو اشارہ کیا سرخان کوہ در سپہ سالار نے عرض کی غلام جاکر
افراسیاب کا سر لاتا ہی شاہ بنگالہ نے تو سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا سرخان افراسیاب پر جا پڑا افراسیاب
سے سحر چلنے لگا افراسیاب ان سحرون کو کب مانتا ہی جو سحر اسنے کیا افراسیاب نے اشارہ کر دیا سحر دفع ہو گیا
جب سرخان نے دیکھا میرے کسی سحر نے تاثیر نہ کی حیران ہوا کہ اب کیا کرون تیغ سحر کھینچکر جا پڑا افراسیاب
پر کئی سحر کیے ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا یا ساحری کہکے ایک طمانچہ مارا سر
سرخان کا اُڑ گیا کل فوج کا یہ سپہ سالار تھا فوج والے لینا لینا کرکے آ پڑے تلوار چلنے لگی افراسیاب نے
جو اشارہ کیا باغبان قدرت و صنعت سحر ساز و سرماے برف انداز و ابریق کوہ شگاف و
برق لامع و رعد و برق و سرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن جاکر جو گرے ان ساحرون کے سحر
باغبان نے زمین ہلادی برق لامع آڑی ترچھی گر رہی ہی افراسیاب کے ہاتھ سے گولہ چل رہا ہی جب
افراسیاب نے گولہ مارا ہزارون کے سر چٹکے صنعت نے آگ برسائی سرما کے سحر نے برف گرائی
ہزارون ساحر برف مین ٹھنڈے ہوئے حیرت جادو بھی مصروف جنگ ہی یاقوت و زمرد و زبرزادیون
کے عجائب و غرائب سحر فوج کو لڑوا رہی ہین ایک طرف سے مصور جادو و اسباب نقش کشی ہاتھ مین تختے کے تختے تصویر کے

لیے ہوئے جب مقراض سے کاٹے سیکڑونکے سر کٹ کے گرے تھوڑے ہی عرصے مین تین لاکھ جادوگر تزلزل کے مارے گئے افراسیاب نے سب بارگاہین جلادین تزلزل کو کچھ بن نہ پڑا گھبرا کے ساتھ والون سے کہا ان نمکحرامون نے بڑا زور پکڑا ہی اگر ایسے نہ تھے تو لاچین کو کیونکر پکڑ لیا بہتر یہ ہی کہ طبل امان بجوادو اُسی وقت طبل امان بہ چوب پڑی دونون لشکر میدان کارزار سے پلٹے افراسیاب کے ساتھ والے کہتے ہین ای شہنشاہ اسنے ایسا جلد طبل امان بجوایا ہمارے دل کا حوصلہ نہ نکلا ہم تو جانتے تھے کہ بنگالہ والے بڑے ساحر ہونگے پھر پھر مغلوبہ ہوئی میان تزلزل کو بھاگتے راستہ نہ ملا افراسیاب تو بخوشی اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا لیکن تزلزل جب پلٹا ساتھ والون سے کہتا ہوا کہ یارو دیکھیے اب کیا ہوا ثردران نے کیا معقول فکر کی تھی مگر کچھ بن نہ پڑا یہ کہتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا تنہائی مین سر جھکا کر بیٹھا سردارون سے کہا اپنے سحر تیار کرو ابکی ایسی مغلوبہ ہو کہ افراسیاب والے دنگ ہون رفیق اسکے جاکر ہومحالون مین داخل ہوئے تزلزل جب بیٹھا ہی کہ مہمیز حیلہ گر آیا دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کو بہت پریشان پاتا ہون غلام نے دریافت کیا آپ کے تین لاکھ ساحر مارے گئے افراسیاب کے بھی لاکھ ساحر قتل ہوئے مگر افراسیاب جادو بلاے روزگار ہی دیکھین فلک کیا دکھلائے تزلزل نے کہا ای یار وفادار کیا کہون جیسا قلق ہی اگر بدون حصول مطلب پلٹا بنگالے والے کہینگے شاہ ناچار ہو کر پلٹ آئے مجھے ایک ایک سے حجاب ہوگا دل کو پیچ و تاب ہوگا مہمیز کہتا ہی حضور خاصہ نوش کرین غلام تدبیر کریگا آج جاکر افراسیاب کو پکڑ لائیگا تزلزل یہ سنکر خوش ہو گیا کہا ای مہمیز اگر تو افراسیاب کو لایا دولت دنیا سے نہال کر دونگا مہمیز لشکر تزلزل سے نکلا صورت بدلکر لشکر افراسیاب مین آیا دیکھ رہا ہی کہ جابجا بازارون مین چہلین ہو رہی ہین ہر جگہ ناچ و رنگ ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ابکی مرتبہ تزلزل کو گھیر کر پکڑ لینگے یہ باتین سنتا ہوا قریب بارگاہ افراسیاب آیا ایک فقیر کی شکل بنا ہوا دیکھا کیا اب دو پہر سے زیادہ شب گذری مہمیز نے پشت بارگاہ افراسیاب پر دیکھا ایک نخل ہی مہمیز جھپٹ کر وہین پہونچا نخل کے سائے مین بیٹھکر نقب کھودنے لگا کھودتے کھودتے مہرہ نقب کا گوشہ بارگاہ افراسیاب مین توڑا سر نکال کے دیکھنے لگا دیکھا افراسیاب غافل سو رہا ہی جھپٹ کر قریب پلنگ کے آیا کانٹے سے دوشالہ ہٹایا دیکھا افراسیاب غافل پڑا سو رہا ہی کنچے مین دارو ے بیہوشی رکھی یہ نہ سمجھا کہ یہ ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوشربا آسانی سے گرفتار نہ ہوگا جیسے ہی اسنے کنچے مین دارو ے بیہوشی رکھی پہلو سے ایک پتلی سنہری پیدا ہوئی کنچے پر

ہاتھ مارا کنجہ ہاتھ سے مہمیز کے چھوٹ کر دور گرا مہمیز نے چاہا کود کر بھاگون تپلی نے کہا او نگوڑے اب کہان
جائیگا مہمیز نے تپلی کو خنجر مارا تپلی نے خنجر شانے پر لیا زخم کا نشان بھی نہوا مگر مہمیز گرا تپلی نے کلائی پر ہاتھ ڈالا
ایک ہاتھ پانون پر افراسیاب کے رکھا آواز دی ای شہنشاہ گیتی ستان ای سرپرست ساحران نیند سے
بیدار ہو جیسے لونڈی حفاظت کے واسطے حاضر تھی مین نے اسکو پکڑ لیا سرکار کو بیہوش کرنا چاہتا تھا
افراسیاب نے آنکھ کھولی دیکھا ایک عیار طرار تپلی اُسکا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑی ہی افراسیاب نے کہا
ارے تو کون ہی مہمیز خلاف باتین کہنے لگا افراسیاب نے کہا دیکھ یہ کہکے ایک چٹکی خاک کی اُسکے
سر پر ڈالدی مہمیز کانپ گیا بعد دم بھر کے ہاتھ باندھکر سب حال مفصل کہدیا کہ تزلزل آپ کی جناب
سے عاجز ہو رہا ہی مجکو بھیجا تھا کہ شاہ کو پکڑ لاؤ افراسیاب نے تپلی سے کہا اسکو لیجا کر صحراے ہوشربا
مین چھوڑ دے گنہگارون کے ساتھ ٹوکری ڈھویا کریگا تپلی نے کمر مین پنجہ دبا نے بھاگی یہان تزلزل
رات بھر انتظار مین رہا صبح کو ہرکارون نے خبر دی آپ کا عیار پکڑ لیا گیا تزلزل رنجیدہ اُٹھا تنہائی مین
آکر رونے لگا پکارتا ہی یا خداوند جوگی جیپال مین اپنے ملک سے آکر کس بلا مین پھنسا میری مدد کیجیے یہ
کہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی ایک آواز آئی بندۂ من کیون گھبراتا ہی مین تیری مدد کو آپہونچا دیکھا ایک جوان
بلند بالا سیہ رو تیرہ دردن لباس چرمی پہنے ہوئے زمین سے نکلا کہا ای شاہ بنگالہ مین تیری مدد کو
آیا ہون نام میرا قاہر بن قہار غضب خداوند جوگی جیپال میرے نام پر طبل جنگی بجوا دے تزلزل نے کہا
ای قہر خداوند اژدران کو ایک گانے والی لیگئی ہو سکتا ہی کہ تو اُسکو لے آئے جوان نے سر جھکا لیا بعد
عرصۂ دراز جواب دیا ای شاہ بنگالہ جہان وہ گئی ہی اژدران کو قید کیا ہی اور بھی صدہا گنہگار وہان
قید ہین مین نہین جا سکتا اگر قصد کرون جلکر خاک ہو جاؤن لیکن فکر کرونگا تزلزل خوشی خوشی اپنی بارگاہ مین لیکر
آیا کہا یارو مبارک ہو خداوند جوگی جیپال نے اپنے قہر کو بھیجا یہ افراسیاب کے باپ کو پکڑ لیگا سب
خوش ہو گئے تزلزل نے حکم دیا نام پر قہر خداوند کے طبل جنگی بجے نقارے پر چوب پڑی افراسیاب کو بھی
خبر ملی کہ ایک جوان کریہ منظر آیا ہی افراسیاب نے کہا چیر پھاڑ کر حرامزادے کو پھینکدونگا کل اس جنگ کو
بھی فتح کرونگا ہرکارون نے عرض کی حضور سنا ہی کہ وہ جوان زمین سے پیدا ہوا افراسیاب نے کہا
ایسے ایسے شعبدے میرے دروازے پر پڑے رہتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی یہان بھی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر

میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین وہ جوان دھڑو کا مار کر میدان مین آیا پکار کر آواز دی ای افراسیاب کسی کو بھیج یا خود آ باغبان قدرت جا پڑا آپسمین سحر ہوئے اُس جوان کر بہ منظر نے ایک چیخ ماری زمین کانپ گئی باغبان چرخ کھا کر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا یہ جوان بڑھا کہ باغبان کو چیر پھاڑ کر پھینکدون افراسیاب کو تاب نہ آئی بے اختیار دوڑ پڑا آواز دی او ملعون کیا کرتا ہی صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی یہ میرا وزیر اعظم ہی دستور معظم ہی یہ کہکر جھپٹا کہتا ہوا کہ جوگی جیپال کیا ملعون تھا جسکا تو قہر ہی ہنگامے والون کے واسطے تیرا نام زہر ہی اس جلدی مین افراسیاب پہونچا کہ گویا برق چمک کر آئی باغبان کو پشت پر لیا آپ اُسکا مقابلہ کیا اُس جوان نے ایک چیخ ماری افراسیاب تھرایا چہرہ سُرخ ہوا قریب تھا کہ غش کھا کر گرے کہ آسمان سے آواز آئی ای افراسیاب نہ گھبرا نا تیسری معین آ پہونچی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین سُنہرے کپڑے پہنے ہوئے گلوری کلے مین دبی ہوئی لچھا کنجیون کا ازار بند مین بندھا ہوا افراسیاب نے کہا ای کندن کیا لائی کندن نے تاج طلسمی سر پر افراسیاب جادو کے رکھدیا جیسے ہی تاج طلسمی سر پر آیا پھر افراسیاب چست و چالاک ہوا پریشانی چہرے کی موقوف ہوئی کندن تو تاج پہنا کر چلی گئی افراسیاب سے اُس جوان سے مقابلہ پڑا اب وہ چیخین مارتا ہی افراسیاب پر تاثیر نہین ہوتی افراسیاب نے کئی سنگریزے اُسپر مارے پتھر برسے اُس جوان کے جسم پر تاثیر نہ ہوئی افراسیاب جب سحر کرتا ہی وہ جوان جھوم کر رہجاتا ہی آخر اس جوان نے جھلا کر آواز دی یا خداوند جوگی جیپال بڑے سخت ظالم سے مقابلہ پڑا ہی آکے مدد کیجیے ایک طرف تیغہ کھینچکر وہ جوان اول چلا دوسرا جوان بھی تیغہ لیے ہوئے زمین سے پیدا ہوا طرف افراسیاب کے چلا ارادہ ہی کہ دونون ملکر افراسیاب پر وار کرین افراسیاب نے آواز دی ای محافظان من کوئی حاضر ہی بہ جوا افراسیاب نے کہا آسمان سے ایک جوان خوشرو مرکب پر سوار پیدا ہوا بیچ مین کودا کہا ای شہنشاہ ہٹجائیے مین برائے مدد آیا ہون ان دونون سے سمجھ لونگا بیچ مین اُن دونون کے آگیا اُن دونون نے ہاتھ مارا جوان خوشرو نے دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا بقہر و غضب کہ مارا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین دونون کی کمرین ہاتھ ڈالکر اُٹھالیا زور جو کیا دونون کے سر ٹکرا دیے دونون واصل جہنم ہوئے مرتے ہی ان دونون کے میدان مین اندھیرا ہوگیا تلوارین آسمان سے برسنے لگین سنگباری و برغباری ہوئی بعد اُسکے آواز آئی کشتی مرا نام من قہر جوگی جیپال بود نتر لزل کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دوڑ پڑا فوج کو بھی اشارہ کیا

کل فوج افراسیاب پر جا پڑی ادھر سے سرما و ابریق پہونچے دونون لشکر آپسمین ملگئے ملکہ حیرت جادو
بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین بہار کے گلدستے چلے برق لامع مثل تلوار کے چمک رہی ہی جب
آڑی ترچھی گری دو دو سو کے سر کاٹ کر نکلگئی باغبان کا گیند چل رہا ہی سرما و ابریق نے برف و پتھر
برسائے ہزارون کو پامال کیا افراسیاب نے جب گولہ مارا دس ہزار کے سر پھٹگئے ہر ایک کا یہی قول ہی
کہ افراسیاب کے مقابلے مین کون جائے ایسے ساحر کا ہمکو دیکھے تھے بعض کہتے ہین یار حقیقت یہ ہی
کہ افراسیاب ایسا ساحر پردۂ دنیا مین نہین ہی کوئی اسکے سحر کی برداشت نہین کر سکتا تزلزل نے بھی
آج زمین ہلا دی کسی کا پانون زمین پر نہین جمتا زمین کانپ رہی ہی لرزتا بھرتا جاتا تھا کہ قریب تخت حیرت
پہونچا حیرت نے اپنا سحر قدیم کیا کہ بال سر کے کھولدیے یا سامری کہکے تین چرخ مارے موے مشکین
حیرت پر جو تزلزل کی نگاہ پڑی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب ٹھرایا یقین تھا کہ چرخ مار کر گرے یکایک
زمین شق ہوئی ایک پتلی نکلی اُسنے تزلزل کی بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا کہا ای شاہ بنگالہ ہوش مین آئیے
اسقدر نہ گھبرائیے مین آپ کے ساتھ موجود ہون تزلزل نے سنبھل کر آواز دی یا جوگی جیپال مجکو اس عورت
کے شعبدے سے بچائیے ایک غبار زرد زمین سے پیدا ہوا حیرت اُس غبار مین چھپگئی مع تخت غائب ہونے لگی
زمرد جادو نے افراسیاب کو پکارا ای شہنشاہ ملکہ عالم کی خبر لیجیے افراسیاب نے جو دور سے یہ
معاملہ دیکھا آواز دی او ناہنجار کیا کرتا ہی یہ کہتا ہوا قریب آیا تزلزل سے سحر چلنے لگا شعلہ ہاے آتش
بھڑکے تلوارین دونون پر گرین لیکن دونون بچ رہے ہین جب گنبد خاکی مین مخفی ہوتے ہین مثل ستارے کے
دونون چمککر نکلتے ہین افراسیاب نے عکس تاج کا حیرت پر ڈالا حیرت گنبد خاکی سے نکلی مگر چہرہ اُداس
دل پر عالم یاس ایک مقام پر تزلزل نے نعرہ کیا یا خداوند جوگی جیپال ایک سگ سیاہ زمین سے نکلا
افراسیاب پر چلا افراسیاب نے آواز دی یا سامری اس سگ سیاہ سے مجکو بچانا فوراً ایک
خوک صحرائی پیدا ہوا اُسنے سگ سیاہ کو روکا آپسمین لڑنے لگے آخر سگ نے خوک پر ایک پنجہ مارا کہ خوک
کی آنتین نکل پڑین افراسیاب نے سگ پر ایک گھونسا مارا کہ سگ کا سر پھٹ گیا اب دونون مین تلوار
چلنے لگی افراسیاب نے ایک ہاتھ مارا کہ سر تزلزل کا زخمی ہوا بس تزلزل نے بھی خون اپنے سر کا
لیکر پھینک مارا افراسیاب کے جسم مین آبلے پڑ گئے رنگ رو متغیر ہوا کہ آسمان پر برق چمکی سب نے
دیکھا کہ آفات چہار دست آپہونچی دو پتلیان سنہری پہلو مین آفات کے باتین کرتی ہوئین ہر مرتبہ

عرض کرتی ہین جدہ شاہان عالم کو یہ فعل شہنشاہ ناگوار ہوا یہ معاملہ تو خیر گذر جائیگا لیکن زمان انقلاب قریب ہی اصلی طلسم کشا آئیگا سب کو ملال پہونچینگے جدہ تمپر بھی زوال ہوگا نہین معلوم ہمارا کیا حال ہوگا آپ کو شناخت بھی بتاتے ہین کہ طرف سے شہر نا پرسان کے آئیگا اول صحرائے حیرت مین قید ہو وہین سے فساد ڑبیگا بڑے بڑے ساحر مارے جائینگے آفات نے کہا بیبیو یہ باتین نہ کرو میرا دل تھراتا ہی بچے نے میرے جو کچھ کیا وہ اچھا کیا یہ ہم بھی جانتے ہین کہ عمر طلسم کا خاتمہ ہی جب عمر طلسم کم ہوئی فتاح بھی ضرور آئیگا اُس وقت دیکھا جائیگا کہ آفات کی نگاہ افراسیاب پر پڑی دیکھا تز لزل کا سر زخمی ہی افراسیاب کے جسم پر آبلے پڑے ہین آواز دی بیٹا ہٹجا مین آپہونچی یہ دو تیلیان جو میرے ساتھ آئی ہین سب کام کرلینگی یہ کہکے آفات بیچ مین پھاندی دونون تیلیون نے اپنا سایہ سر پر تز لزل کے ڈالا آواز دی اوبنگالی ذرا ہوش مین آ شاہان ہوشربا سے بھڑا ہی یہ وہ مقام ہی کہ سامری و جمشید یہان پیدا ہوئے نشو و نما پائی ان گلیون مین پھرتے تھے ذرا ہمسے آنکھ ملا وہ صدائے دلفریب تھی کہ تز لزل نے سر اُٹھایا دونون تیلیون نے گنگنا کے یہ غزل گائی

نظم

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون — سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون
نزدیک آچکی ہی سواری بہار کی — برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون
دل اسقدر رگداز ہی برسون ہی غم رہے — آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون
ٹلتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح — جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون
فصل بہار آئی ہی کپڑون کو پھاڑیے — دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون
یہ تنگ کر رہا ہی تو اُلجھا رہے ہین وہ — دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون
وحش و طیور کو مری آہین کرین ہلاک — آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون
ممکن نہین نجات اسیران عشق کو — یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون
مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین ا ی جنون — یہ آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون
گردش سے چشم یار کی آتش عجب نہین — جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

اُن دونون تیلیون نے جو یہ اشعار گائے تز لزل مبہوت ہوگیا ناچنے لگا گریبان چاک کیا تاج سر سے دے مارا پکار کر آواز دی ای کنیزان سامری تمھاری صدا نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو تمنے

غم و الم سے بھر رہا ہین جدہ کے ساتھ قصر زبرجدی مین جلونگا مین جدہ کا غلام ہون ان کنیزان سامری کا
تابعدار ہون آفات نے آواز دی ارے تلوار کھینچ گلا اپنا کاٹ لے تزلزل نے تلوار کھینچی چاہا اپنا
گلا کاٹون ایک آواز ہیبتناک آئی کہ او تزلزل کیا کرتا ہی خبردار گلا نہ کاٹنا ملک بنگالہ بیچراغ ہوجائیگا
ایک عقاب آسمان سے آکر گرا کمر مین تزلزل کے پنجہ دیا لیکر طرف آسمان کے اُڑ گیا سرنام جادو
وزیر اعظم تھا اُسکو عقاب نے آواز دی ای سرنام جادو فوج کو لیکر چلے آؤ یہان نہ ٹھہرو بنگالہ
مین چلکر صلاح کیجائیگی خداوندجوگی جیپال سے پوچھکر لشکرکشی ہوگی جیسا خلاف کیا ویسا انجام ہوا
اب سمجھا جائیگا سرنام نے چاہا تھا کہ لشکر کو لیکر بھاگون افراسیاب تلوار پکڑ کر جا پڑا ایک طرف
سے افراسیاب جادو ایک طرف آفات چہاردست بدست ایک طرف حیرت ایک طرف
وزرا و امرا ہر چند سرنام چاہتا ہی کہ نکلجاؤن ملازمان افراسیاب نے چار جانب سے گھیر ا ہی
سحر ہو رہے ہین سرنام نے دیکھا یہان سے نکلنا بہت دشوار ہی افراسیاب کو کچھ داغ دے دن
حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کیا سرنام بچا اور ایک چیخ ماری دہن سے اسکے ایک کارد نکلی
کارد نے سر حیرت کا زخمی کیا حیرت نے ایک چیخ ماری آفات جا پڑی سرنام سے سحر چلنے لگا
آفات نے دنگ کر دیا چاہا سر کاٹ لون وہی عقاب آسمان سے پیدا ہوا صدا عبرت آمیز دیتا ہوا
زمین پر گرا سرنام کی کمر مین پنجہ دیا لیکر بلند ہوا افراسیاب نے کل فوج کو گھیر کر قتل کیا بارگاہین
لوٹ لین سب بنگالے والے مارے گیے سو دو سو جان بچا کے نکلگئے افراسیاب بفتح و فیروزی پلٹا لشکر کو
ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے چلا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا بارہ لاکھ ساحرون کا لشکر پیدا ہوا فیروز
کلنگ سوار بادشاہ ملک جمشید یہ بھی خبر سُنکے چلا ہی کہ افراسیاب نے بادشاہ لاچین کو قید کیا ہے
یہ بھی خبر پائی تھی کہ شاہ بنگالہ مقابلے مین اُترا ہوا ہی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہ بنگالہ کو شکست
دیکر آتا ہی فیروز کلنگ سوار ٹھہر گیا افراسیاب کو تخت پر دیکھکر آواز دی او نمک حرام بدانجام اب
کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے شکست کھائیگا آفات تو چلی گئی تھی افراسیاب جادو مقابلے مین
فیروز کلنگ سوار کے اُتر پڑا فیروز نے جو دیکھا کہ افراسیاب کے وزرا و امرا ساتھ ہین پکار کر
آواز دی او نمک حرام دیکھ تو تیرے ساتھ کیا آفت برپا کرتا ہون آج تو مابدولت تھکے ماندے آئے ہین
کل طبل جنگی بجوائینگے یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب اپنی بارگاہ مین آیا افراسیاب تو اس

دھوکے مین رہا کہ فیروز کل طبل جنگی بجوائیگا میدان کارزار مین مقابلہ ہوگا پہر رات گئے دربار برخاست
کرکے اپنی آرامگاہ مین آیا فیروز اکیلا اپنی بارگاہ مین بیٹھا رہا جب دیکھا سناٹا ہوا زلف لیلاے شب
کمر سے گذر چکی فیروز چلا لشکر مین افراسیاب کے آیا جادوگرون سے پوچھا ملکہ حیرت جادو کس
بارگاہ مین ہین جادوگرون نے بیان کیا سرخ بارگاہ جو پہلوے لشکر پر استادہ ہی جسکے گرد کنیزین
پہرا دے رہی ہین وہی بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ حیرت ہی فیروز چلا جب سامنے بارگاہ ملکہ حیرت کے
پہونچا دیکھا بارہ ہزار کنیزین پہرہ دے رہی ہین صدا سے حاضر باش و ناظر باش بلند طائر کو بھی
اُدھر سے نہین جانے دیتی ہین فیروز کلنگ سوار نے سحر کیا کہ ہواے سرد چلی سب کنیزون کی
آنکھین بند ہونے لگین دم بھر مین سب سو گئین فیروز اندر آیا دیکھا ملکہ حیرت پلنگ پر سو رہی ہین
دو شیر ببر بیٹھے ہوئے دھڑو کے مار رہے ہین فیروز نے چٹکی خاک کی اُٹھا کر دونون شیرون
کے سر پر ڈالدی دونون شیر جلکر رہگئے ادھر شیر جلکر گرے اُدھر حیرت کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش
کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی حیرت نے کہا ارے تو کون فیروز نے چٹکی خاک کی حیرت پر ڈالدی ملکہ
حیرت بھی بیہوش ہوئی فیروز نے کمر مین پنجہ دیا حیرت کو لیکر چلا قضاے کار باغبان قدرت
طلائے پر تھا نگاہ پڑی کوئی ساحر ایک ستارے کو پنجے مین دبائے لیے جاتا ہی باغبان نے آواز دی کون ہی
فیروز نے جواب نہ دیا باغبان چمکر بلند ہوا جیسے ہی سامنے پہونچا دیکھا ایک ساحر حیرت
کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی قلب ٹھر اگیا آواز دی او بیحیا تو کون ہی فیروز نے گولہ مارا
باغبان نے کاٹا اُس گولے سے دھوان نکلا کہ باغبان بھی بیہوش ہوا فیروز نے باغبان کو بھی
لیا پانچون عیار بچیان بازار مین براے حفاظت پھر رہی تھین انھون نے دور سے دیکھا کہ ایک ساحر
باغبان و حیرت کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی صرصر شمشیر زن نے کہا ای صبا رفتار
باغبان و حیرت کو فیروز لیے جاتا ہی بڑا ساحر زبردست ہی چلکر اسکی فکر کرو پانچون عیار بچیان
صورتین بدلکر بھاگین فیروز انکو لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا مصاحبون نے بڑھکر پوچھا اسنے
کہا بی حیرت و باغبان کو لایا کل اُس نمکحرام کو بھی لاؤنگا اسی طرح خاتمہ کرونگا بس فرد الاچین
کو چھڑالونگا سلطنت اُسکی قائم کرکے چلا جاؤنگا لیکن افسوس ہی کہ مجھے کچھ حال شہنشاہ بنگالہ کا
نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری شاید قتل ہو گیا یا نکلگیا مارا جانا اُسکا دشوار ہی خداوند جوگی جیپال

اُسکے نگہبان ہین سب مصاحب ساتھ ہین دونون قیدیون کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا دو قفسون مین دونون کو بند کیا دونون قفس بارگاہ مین لٹکا دیے دمبدم ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی کہتا ہی یارو مین گیا تھا دشمن کو مٹانے ایک سودا مول لایا ہون جس وقت سے جمال جہان آرائے ملکہ حیرت دیکھا دل قابو مین نہین ہی جی چاہتا ہی طرف صحرا کے نکلجاؤن کچھ بن نہین پڑتا یہ ظالم قبول نہ کریگی صورت مین مہوش لیکن معشوق سرکش دیکھین تقدیر کیا دکھائے کیا پیش آئے دل قابو مین نہین اس ظالم کو کسی طرح چین پہلو مین نہین سب مصیبتین دل ہی پر گذرتی ہین اول عشق و عاشقی آنکھو ںسے شروع ہوتی ہی نظم

نہین دیکھے یہ تصور کے بھی زنجیر کے پیچ ۔ کس بلا کے ہین تری زلف گرہ گیر کے پیچ
لاکھ انسان ہو ہشیار مگر ای دل زار ۔ فہم مین آتے ہین کسکے خط تقدیر کے پیچ
ایک دو ہون تو گلہ اُنکا زبان پر آئے ۔ روز ہوتے ہین نئے اُس بت بے پیر کے پیچ
سرگذشت اپنی سُنائین تجھے کیا خاک نسیم ۔ ہمسے جاتے ہی نہین اُس فلک پیر کے پیچ

مصاحبون نے عرض کی حضور بڑے مشکل کی بات ہی حیرت جادو دختر حیات جادو بادشاہ طلسم حیاتیہ زوجۂ افراسیاب ساحر لاجواب اُسکی زوجہ پر دست اندازی ہونا نہایت مشکل ہی بڑے بڑے فساد پڑینگے آپ کو یہی منظور ہی کہ حیرت پر قبضہ کرون جس وقت آپ سوال کرینگے افراسیاب سے آپ زیادہ خوبصورت ہین دیکھتے ہی حیرت کی جان پہ بنیگی دل و جان سے آپ کو قبول کریگی ان باتون پر فیروز کلنگ سوار خوش ہوگیا مثل گل شگفتہ ہوا کہا ابھی حیرت کو ہوشیار کرون اپنی کیفیت بیان کردون کہ میری جان جاتی ہی سب نے کہا اپنے ملک کو چلیے یہان ٹھہرنا بہتر نہین یہ سُنتے ہی فیروز نے کہا لشکر تیار کرو چُپکے چُپکے لشکر تیار ہونے لگا کہ ایک ہرکارہ دوڑا ہوا آیا کہا حضور شہنشاہ تیگالہ تشریف لاتے ہین چار خدمتگار ساتھ ہین فیروز خوشی خوشی باہر نکلا دیکھا شہنشاہ تزلزل تشریف لاتے ہین فیروز نے جُھککر سلام کیا شہنشاہ نے کہا ای فیروز ہمارا کیا حال پوچھتا ہی عجب مصیبت پڑی سارا لشکر تباہ ہوا بارگاہین لٹین قصد ہوا تھا کہ طرف وطن کے چلے جائین بداقبالی نے دامن تھام لیا نہ جاسکے فیروز نے کہا اب حضور آگئے ہین مثل مشہور ہی ایک اور ایک ملکر گیارہ ہوتے ہین افراسیاب کو گھیر کر مارینگے تزلزل نے کہا مین کل سے بُھوکا پیاسا مارا مارا پھرتا ہون کھانا جلد منگاؤ پہلے دور شراب چلے فیروز نے اشارہ کیا واسطے شہنشاہ کے شراب لاؤ اُسی وقت گلابیان شراب کی

آگے رکھی گئین تزلزل اپنے ہاتھ سے رکھتا جاتا ہی چارون خدمتگار بھی شریک ہین تزلزل نے جام بھرا ہنس کر کہا بھائی فیروز پہلے تم پیو پھر ہم بھی پئین گے فیروز نے جھککر سلام کیا جام پی گیا اب تزلزل نے مصاحبون کو دینا شروع کیا چالیس مصاحبون کو شراب پلائی بیہوشی سب مین ڈالدی تھی فیروز گھبرا کے اُٹھا لڑکھڑا کے گرا مصاحب اُٹھے وہ بھی گر کر بیہوش ہوئے جو بصورت تزلزل تھا اُسنے نعرہ کیا کہ منم ملکہ صرصر شمشیر زن عیارہ پر فن کسی کو قتل نہین کیا حیرت کی زبان سے سوزن نکالا چاہا ہوشیار کرین ہر چند چھینٹے پانی کے مارے حیرت و باغبان نے آنکھ نکھولی اب پانچون عیار بیچیان گھبرا گئین کہ کیا کرین یہ کسی طرح سے ہوشیار نہین ہوتے صبار فتار نے کہا فیروز کو قتل کرو صرصر غصے مین بچھ کھینچکر چلی کہ فیروز کو قتل کرون آواز آئی خبردار ایسی حرکت نہ کرنا صرصر نے گھبرا کے چہار جانب دیکھا کسی آواز دینے والے کو نہ پایا کہا اے صبار فتار اسکے سحر کا شعبدہ ہر بار ہاتھ کے نگوڑے کا سر اڑ جائے صبار فتار چلی تھی کہ فیروز کو قتل کرون زمین شق ہوئی ایک زنگی سیاہ رو زمین سے نکلا عیار بچیون نے چاہا جست کرکے نکلین ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا پانچون عیار بچیان لڑکھڑا کے گرین زنگی نے فیروز کو بیدار کیا زنگی تو زمین مین غرق ہوکر غائب ہوا فیروز نے کہا اے عیار بچیو مین خداوند جمشید کا عزیز ہون کیا کھیل تھا کہ ہلکو قتل کرتین ہم افراسیاب کی فکر مین آئے ہین دیکھنا تو کیا حال کرتے ہین نگھراموکو سنا بنگ ان پانچون کو بھی پانچ قفسون مین بند کیا ساتون قفس لٹکا دیے یہان صبح کو افراسیاب جو اُٹھا ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ حیرت و باغبان کو فیروز بزور سحر لیگیا پانچون کنیزون نے آپ کی جا کر عیاری کی آخر گرفتار ہوئین یہ سنکر افراسیاب کو سناٹا آگیا کہا اب کون ایسا بچا ہی ان دونون نے بڑی سرکشی کی فیروز کو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی یہان سے تا قلعۂ جمشیدیہ لاشون کے انبار کر دونگا دن بھر اسی گفتگو مین کٹا شام کو فیروز نے طبل جنگی بجوایا افراسیاب کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صف آرائی ہوئی سب سے پہلے میدان مین فیروز نکلا پکار کر آواز دی او نمکحرام کسی کو بھیج افراسیاب نے بائین جانب دیکھا سرما سے برف انداز نے مرکب بڑھایا سامنے افراسیاب کے آیا اجازت مانگی افراسیاب نے کہا دیکھ ملکہ عالم کے قید ہونے کا بڑا قلق ہی اے سرما ایسی لڑائی لڑ جسے کہ آج ہی ملکہ کو رہا کرون سرما نے کہا کیا کچھ ہم اُٹھا رکھینگے یہ کہکر سرما میدان مین آیا برف برسائی فیروز نے دستک دی غیر علم مین

مدت ہوئی برق نے تاثیر نہ کی دو چار سحر آپسمین چلے کسی پر تاثیر نہ ہوئی فیروز نے جھلا کر ایک چیخ ماری
کہ یا خداوند جمشید کی جیپال سامری وجمشید والے آپ کے نام پر غالب آئین بڑے شرم کی بات ہی
میری مدد کیجیے آسمان سے ایک ستارہ گرا سر پر سرما کے ایک دنا ٹا بھی ہوا زمین سے ایک غبار اُڑا
سرما سے برق انداز بیہوش ہو کر گرا فیروز نے گرفتار کر لیا صنعت سحر ساز غصے مین جا پڑی آواز دی
اونا مرد ازلی وابدی ہمارے شہنشاہ سے یہ بے ادبی بڑھکر صنعت نے ایک بیضۂ دندان فیل جھولی
سے نکالا اُسکو کاٹ کر ہوا پر پھینکا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اپنے پرون مین بیضے کو لیا بیضے سے
بچہ پیدا ہوا وہ جانور زاغ سیاہ تھا وہ زاغ کاؤن کاؤن کرکے بلند ہوا صنعت نے کہا میرے سامنے
کیا کاؤن کاؤن کرتا ہی فیروز کو بڑھکر لینا خبردار کمی نہ کرنا یہ سُنکر وہ زاغ سیاہ چلا فیروز پیچھے ہٹا
جون جون فیروز پیچھے ہٹتا ہی زاغ بڑھتا جاتا ہی فیروز نے آواز دی ای شاہباز شکاری اس
زاغ سیاہ کو لینا ایک جانب سے فرّاٹے کی آواز آئی دیکھا ایک باز سفید اُڑا ہوا آتا ہی زاغ باز کو
بھی دیکھکر باز نہ آیا سر پر فیروز کے پہونچکر کاؤن کاؤن کرنے لگا باز کُندے باندھکر گرا کہ زاغ کو شکار کرن
زاغ بلند ہوا باز نے جو پنجہ مارا سر زاغ کا ہاتھ مین نہ آیا بیضۂ دندان فیل پر مُنھ پڑا بیقرار ہو کر ایک
چیخ ماری زاغ کا سایہ جو فیروز پر پڑا مبہوت ہونے لگا باز و زاغ سیاہ سے منقار و پنجہ چل رہا ہی
جب باز کڑک کر گرتا ہی زاغ ہٹجاتا ہی ایک مقام پر باز گرا صنعت نے ماش کا دانہ مار دیا باز کے
پر پُرزے جلکر گرے اب تو زاغ چالاک وچست ہوا منقار کھُولکر درست ہوا سر پر فیروز کے آکر ایک چیخ ماری
مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا خود جلکر خاک ہوا وہ خاک سر پر فیروز کے گری فیروز دیوانہ وار وحشی مثال باتین کرنے لگا
گریبان چاک کیا سامنے ملکہ صنعت کے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو بجا لاؤن پھر کہا ای ملکۂ عالم
آپ کے حکم کا مشتاق ہون مبتلائے دام فراق ہون صنعت نے کہا جلد جاؤ ملکہ حیرت و باغبان و
پانچون عیار بچیون کو لاؤ یہ تو طرف اپنی بارگاہ کے چلا صنعت نے اتنے عرصے مین سرما کا سحر اُتارا
سرما اپنے مقام سے اُٹھا صنعت نے کہا لشکر مین جاؤ سرما لشکر مین آیا اپنے مقام پر کھڑا ہوا لیکن
فیروز جو چلا مُنھ سے کف جاری راہ مین ساحرون نے پوچھا کیون حضور آپ کیون پلٹ آئے کہا
صاحبو مین تمسے کیا بیان کرون حیرت کا قید کرنا سراسر خلاف ہی فیروز خیمے مین آیا آکے قفس حیرت
اُتارا حیرت کو نکالا سحر اُتار کر ہوشیار کیا کہا ای ملکۂ عالم تشریف لیجائیے حیرت نے پر پرواز پیدا کیے

فیروز نے باغبان کو بھی نکالا سحر اُتار کے ہوشیار کیا پانچون عیار بچیون کو بھی رہا کیا عیار بچیان شلنگین
لگاتی ہوئی چلین حیرت و باغبان جو بالائے آسمان آئے لشکر فیروز کو دیکھکر سحر کیا آگ برسائی
تلوارین گرائین لشکر مین فیروز کے فریاد کی صدا بلند ہوئی فیروز روتا ہوا سامنے صنعت کے آیا کہا ای
ملکہ عالم مین تو آپ کا حکم بجالایا دیکھیے ملکہ حیرت و باغبان نے میرے لشکر کو تباہ کیا صنعت نے
پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم امان دیجیے انکی کیا مجال ہی جو آپ پر سحر کرین ملکہ حیرت و باغبان نے
ہاتھ روکے آکر لشکر مین داخل ہوئے صنعت نے ہاتھ ہلایا فیروز کو ہوش آیا غصے مین لشکر کو لیکر
پلٹا سب سردار آکر جمع ہوئے کہا ای شہریار آپ نے یہ کیا کیا اب افراسیاب جادو قیامتین
برپا کریگا فیروز نے کہا یارو مین اپنے ہوش مین نہ تھا جب تو مین نے حیرت و باغبان کو رہا کیا
آج شب کو افراسیاب کو لاؤنگا تم لوگ سب ہوشیار رہنا اگر مجھسے کوئی حرکت خلاف ہو اُسکو
نہ ماننا ناچار و مجبور سب نے کہا حضور کو اختیار ہی فیروز رات کو چلا صورت بدلے ہوئے لشکر مین
افراسیاب کے آیا دور سے دیکھا بارگاہ افراسیاب استادہ ہی دروازے پر چوبدار بسیاول حاضر
ہین کھڑے ہوکر سحر کیا کہ نگہبان بیہوش ہوئے فیروز پردہ اُٹھاکے اندر آیا دیکھا افراسیاب پڑا
سورہا ہی فیروز نے کانٹے سے دوشالہ ہٹایا افراسیاب پر فیروز سحر کرنے لگا پٹی پلنگ کی ٹوٹی
اس زور سے ایک آواز آئی کہ افراسیاب کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیہ پوش کھڑا ہوا سحر کررہا ہی
افراسیاب نے آواز دی کون فیروز بھاگا افراسیاب نے آواز دی یہ جانے نہ پائے دروازے
کون روکے سب بیہوش پڑے ہین جب کسی کی آواز نہ آئی افراسیاب خود اُٹھکر دوڑا در بارگاہ سے
بیس قدم فیروز نکلا تھا کہ افراسیاب نے آواز دی ارے اسکو لینا سرہنگ نیلی پوش کو توال
لشکر مین طلایہ پھیرتا ہوا آتا تھا اسنے جو نعرۂ افراسیاب کی صدا اُسنی جھپٹ کر آیا فیروز پر سحر کیا
فیروز نے گولہ کھینچ مارا اسنے پر اسکے پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا مرنے کی اُسکے آواز آئی پانچ چار
پیادون کو مار کر فیروز نکلا افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا افراسیاب کا اس طرح بارگاہ سے نکل آنا
وزرا و امرا دوڑ پڑے ہر طرف سے آواز آئی ای شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا وہ ہی مکار
جعلساز و شعبدہ باز ہی قدرت سامری و جمشید کی مابدولت کو گرفتار کرنے آیا تھا انبو وزرا و
امرا چلے فیروز بھاگ کر اپنے لشکر مین پہونچا ہی کشکول شگر کو توال طلائے پر تھا اسنے بڑھ کر پوچھا ای

شہنشاہ کیا ہوا فیروز نے کہا مین براے گرفتاری افراسیاب گیا تھا وہ خفتہ بخت جاگ پڑا ای کشکول آگے بڑھکر دیکھو کشکول بڑھا دیکھا افراسیاب بقہر وغضب تمام آتا ہی کشکول نے پیادون کو اشارہ کیا جسن پیادے نے بڑھ کر نیزہ یا تلوار کا وار کیا افراسیاب نے مع گھوڑے اُسکو اُٹھا کر زمین پر مارا کئی سو جوانون کو واصل جہنم کیا کشکول کو بڑھ کر ایک طمانچہ مار دیا کشکول کا سر اُڑ گیا سر ماوابرلق بھی آپڑے شب تیرہ وتار مین سحر جو کئیے آگ لگ گئی خیمے جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے فیروز یا تو بارگاہ مین پہونچا تھا ہلڑ سُنکر نکل آیا دیکھا افراسیاب نے لشکر کو تہ و بالا کر دیا ہی جب نعرہ کرتا ہی زمین کانپ جاتی ہی فیروز نے للکارا او نمکحرام بد انجام اپنی نمکحرامی پر تجکو بڑا ناز ہی یہ کہکے سحر کرنے لگا کئی فیلان مست افراسیاب پر آگرے افراسیاب نے جسپر گھونسا مارا ہاتھی کا سر پھٹ گیا کئی اژدہے سامنے قلابہ آتشین چھوڑتے ہوئے آئے افراسیاب نے اژدہون کو بھی چیر ڈالا کئی سو عقاب افراسیاب پر گرے چاہتے ہین منقارون سے افراسیاب کو غربال کرین افراسیاب نے آواز دی ای مرغ زرین طلسم ہوشربا ان سب کو لینا یہ سب تیری خوراک ہین دم بھر مین قصے پاک ہین آسمان سے ایک مرغ زرین بال پیدا ہوا عقابون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا کسی پر منقار مار دی کسی پر پنجہ مارا تھوڑے ہی عرصے مین مرغ زرین بال نے سب عقابون کو مارا بڑھ کر سر پر فیروز کے سایہ ڈالا فیروز گھبرا گیا غل مچاتا تھا کبھی آواز دی ای شہنشاہ الامان مجکو معاف فرمائیے مین اطاعت کرنے کو حاضر ہون یہ کہکر ہاتھ باندھے ہوئے بڑھا ایک طرف سے آواز آئی او نامرد کیا کرتا ہی جان بچانے پر مرتا ہی تیرا یہ کیا کرسکیگا ایک زنگی بڑے قد کا جوان سامنے فیروز کے آیا فیروز کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا نہ گھبرا تا مین تیری مدد کو موجود ہون زنگی ترغیب دیکر فیروز کو لیچلا افراسیاب پر دونون جا پڑے دونون نے تلوار کے ہاتھ مارے افراسیاب نے دونون کی کلائیون پر ہاتھ ڈالدیا دونون کی تلوارین چھینکر پھینکدین ایک ایک طمانچے مین دونون کا کام تمام کیا فیروز کا مرنا اندھیرا ہو گیا گریبان سحر چاک ہو چکا تھا لشکر فیروز نے فرار پر قرار لیا بے لڑے بھڑے بھاگے ملازمان افراسیاب نے پیچھا کیا ہمراہیان فیروز کتے کی موت مارے گئے بارگاہین لوٹ لین جو بچے وہ بھاگ کر غائب ہوئے افراسیاب بفتح وفیروزی پلٹا لشکر مین آکر پہونچا تین روز اسی جگہ پر مقام کیا ہرکارون سے کہا چہار جانب دریافت کرو اور کسی کی تو قضا نہین آئی ہے

جابجا شاہون کو یہ سودا پیدا ہوا ہی کہ نا بدولت پر لشکر کشی کرکے آتے ہین ہین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون اگر تمام عالم کے ساحر ایک مقام پر ہو جائین تو بھی مین خوف نہین کرتا ان ہنگامے والون کی کیا حقیقت ہی یہ کہتا ہوا بفتح و فیروزی طرف باغ سیب کے جاتا ہی اب یہان وہی نشان ہی جس طرح جلد اول مین مرقوم ہی بدیع الزمان کا آکر طلسم ہوشربا مین قید ہونا بطور مذکور اسد غازی کا آنا پانچون عیارون کا پہونچنا پشتۂ رنگین حصار پر خواجہ نے لشکرون کا جماؤ کیا بطور مذکور میلا ہوا اسکے بعد خواجہ اور مخمور بطرز نستطیر پاس کوکب کے پہونچے کوکب نے بڑی خاطر کی اے ناظرین والا مقام مصنف عرض کرتا ہی کہ خواجہ کو کوکب سے کوئی باعث ملاقات نہ تھا کوکب نے کیون خواجہ کو دامن پناہ دیا اسکے سبب مین ایک داستان حیرت عنوان تحریر کرتا ہون کہ ناظرین پر واضح ہو جائے کہ اس وجہ سے کوکب نے خواجہ کو دامن پناہ دیا اور جان و مال سے شریک ہوا واضح ہو وہ زمانہ ہی کہ ابھی میلا جاہ زمرد کا نہین ہوا افراسیاب کے ساحر فرداً فرداً خواجہ پر لشکر کشی کرکے آتے ہین ہاتھ سے عیارون کے یا بدست مہرخ و بہار مارے جاتے ہین ابھی خواجہ طرف طلسم نور افشان کے نہین گئے عجب داستان حیرت عنوان ہے

دو کلمۂ داستان حیرت عنوان بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا مع اپنی معشوقہ حناے گلگون پوش کے واسطے گشت کے نکلنا ملک یاقوت نگار پر غائب ہونا ملکہ حناے گلگون پوش کا و طلسم گردا باد کو فتح کرنا صاحبقران کا بشرط مقدمہ مذہب اسلام و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف ساقی نامہ

پلا ساقیا جام لطف وصال
کہ پیر مغان در پئے جنگ ہے
گلابی بکف جام در دست ہے
کہ در پیش ہے رند مشرب سے جنگ
تجھے ابر گوہر فشان کی قسم
خبر کب ملی وصل کی رات کی
دلائے مرا جام دل مین رہے

کہ ہو دل سے بھی رفع رنج و ملال
کدھر ہے مرا ساقی مہ لقا
کہ یہ رند مشرب سدا مست ہے
نہ اب ساقی مہروش دیر کر
تجھے رند پیر مغان کی قسم
ہوئی ہجر ساقی مین کیونکر بسر
محبت تری آب و گل مین رہے

لنیا میکدے مین یہ کیا رنگ ہے
خوش آتی ہے اُس مہروش کی ادا
ہوئی نشۂ مے کی دل کو اُمنگ
کہ لائی ہے خواہش یہان گھیر کر
قسم تجکو ساقی خرابات کی
رہا نشۂ مے سے دل بیخبر
جو ہو نشۂ مے سے دل باخبر

تو ہو مے پرستی کا دل مین اثر
سر بزم ساقیِ بیباک ہی
نہ ہو ہجر ساقی مین میکش تنگ
یہ کیون رند میکش اکڑنے لگے
زبان و دہان نے بھی پایا مزا
ہوائے وصال جنون خیز ہی
نہ اب ساقیِ مہ لقا دیر کر
نہال تمنا ہوا بارور
کہ تکلیف رندون کی بھی دور کی

یہی مے پرستی کی تاثیر ہی
تجھے تشنۂ مے کی پھر تاک ہی
نہ کیون تشنہ مے سے دل سیر ہو
کہ ساقی سے آ کے لڑنے لگے
پھرے گرد ساقی کے باشد و مد
زبان رند میکش کی کیا تیز ہی
گلابی بھی دیتی ہی پیہم صدا
ملی بلبل و گل کو رنگین خبر
قلم داستان رنگ پر آگئی

کہ راہ جہالت کو کرتا ہی طی
دکھاتا ہی ابر گہربار رنگ
پلانے مین ساقی کو بھی دیر ہو
اٹھایا ہو جام شراب ولا
نہ کیون رند میکش کی ہوگی مدد
سناتا ہی میکش کو ہر دم خبر
کہ لو ساقیِ مہروش آگیا
کہ آمد ہی ساقی میخوار کی
طبیعت جو لطف سخن پاگئی

چہرہ سیاحان منازل افسونگری و طی کنندگان مراحل سحر و ساحری اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین نظم مصنف

لکھون داستانِ جلالت نشان
طلسمات کے فتح کی فکر ہی
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہو

قلم طبع روشن بھی ہی جوش پر
کہ ہی رنگ پر آج طبع روان
کہ معشوقۂ کوکب ذیحشم
کہ فتاح اسکا جہانگیر ہو

رہا تشنۂ مے بھی مینوش پر
امیر عرب کا بیان ذکر ہے
اٹھائے طلسمات مین رنج و غم

واضح ہو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سحر و ساحری مین بھی یکتا ہی مگر بادشاہ طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب کا دستور ہی کہ بعد سال کے ایک مہینے مین سب ملکون کی گشت کرتا ہی حکم عام ہی کہ جسپر کوئی ظلم ہوا اس زمانے مین ہمسے عرض و معروض کرے ہم اسکا انتظام کر دینگے و امن سائل نقد عدالت سے بھر دینگے تمام خراج گزار مشتاق رہتے ہین کہ فلان زمانے مین شہنشاہ تشریف لائینگے لشکر صاحبقران مین تو یہ معرکہ گذرا ہی کہ ایک ساحرہ موسومہ بہ حسین جادو برائے مدد لقا آئی طبل جنگی بجوا کے جب میدان مین پہونچی جمال بیمثال عملشاہ دیکھکر عاشق ہوئی سحر سے گرفتار کرکے لائی گلدستہ سنگھا دیا رستم اسکے سحر مین پھنسے دل و جان سے حسین پر عاشق ہوئے سوال وصل کیا حسین نے کہا سر صاحبقران مہر مین دیجیے رستم نے قبول کیا طبل جنگی بجوایا اسی رات کو صاحبقران کو کوئی بستر خواب سے چرا کے لیگیا حالات رستم تو جلد اول مین درج ہین جب صاحبقران عالیشان

غائب ہوئے بادشاہ نے گھبرا کر چالاک کو برائے خبر روانہ کیا چالاک بصورت مبدل چلا اب حال کوکب روشنضمیر تحریر کرتا ہون کہ کوکب گشت کرتے ہوئے پہلو مین معشوقہ ملکہ حنا سے گلگون پوش تخت اُڑتا ہوا جاتا ہے سوائے معشوقہ اور کوئی ہمراہ نہین راہ مین ایک ملک ہے کہ حاکم اُسکا یاقوت تاجدار ہے یاقوت اپنی سرحد پر برائے استقبال کھڑا ہے کہ آسمان پر برق چمکی یاقوت نے دیکھا کہ کوکب روشنضمیر تخت پر پہلو مین معشوق پری پیکر ملکہ حنا ے گلگون پوش تاج یاقوتی سر پر دریاے جواہر مین غوطہ زن یاقوت نے بلند ہو کر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا جب تخت زمین پر آیا یاقوت شہنشاہ کوکب کو لیکر چلا جب قریب زنانی ڈیوڑھی کے پہونچے یاقوت نے دست بستہ عرض کی زوجہ حقیر کی ملکہ الماس جمال جہان آرا ے ملکہ حنا ے گلگون پوش کی بہت مشتاق ہین آج شب کو حضور کی باہر دعوت ہے ملکہ حنا کی خدمتگزاری وہ کنیز بجالائیگی کوکب نے حکم دیا ملکہ حنا اندر گئین ملکہ الماس بہ استقبال ملکہ حنا کو لیکر کوٹھے پر آئین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا کنیزان حسین و جمیل آکر حاضر ہوئین رقص و سرود کی ترقی ہوئی غزلین ٹھمریان بہ الحان گانے لگین ایک سیمبر نے یہ غزل شروع کی

نظم

آج تو وہ بھی بہنایت مجکو مضطر دیکھکر
کچھ پکارے جانبِ چرخِ ستمگر دیکھکر

دل کو چین آیا خرامِ نازِ دلبر دیکھکر
نیند سی آنے لگی سامانِ محشر دیکھکر

مسکراکر ہمسے دو باتین جو کہین اُس شوخ نے
ہنس دیا اس رنگ کو اپنا مقدر دیکھکر

ہم دکھا دین یار کا جلوہ اِدھر آئین کلیم
طور پر سے وہ پھرے کیا خاک پتھر دیکھکر

کچھ تو اس کافر کو سمجھے تھے سزا ملجائیگی
دل دیا تھا آپ کو ہمنے ستمگر دیکھکر

غیر سے تکرار بزم یار مین ہونے لگی
کیا ستم ہمنے کیا اُسکو مکرر دیکھکر

چشم بسمل سے مقرر لڑ گئی قاتل کی آنکھ
چلتے چلتے رُک رہا ہے کچھ تو خنجر دیکھکر

داغ دل داغ جگر مین تھین مرے جو شکین
لطف اُٹھائے وہ تماشا تمنے کیونکر دیکھکر

شب کو دھوکا تھا رقیب روسیہ کا بار بار
اپنے سائے کو کہین اپنے برابر دیکھکر

دل کے آنے کی خبر مجکو نہ تھی تمکو تو تھی
کہدیا ہوتا تمھین نے میرے تیور دیکھکر

کچھ تو بیداری کا حیلہ ہو پریشانی سہی
چونک اُٹھے خواب ہی کوئی مقدر دیکھکر

دل نصیحت ہمکو کرتا ہی بتون کے عشق مین / جو سنتے ہی چھوڑ دینا بچاری تیہر دیکھکر
کوئی فریادی کسی بت کا خدا سے پھر نہ تھا / فیصلہ اُنکا ہمارا روز محشر دیکھکر
جان اس مردے کی آنکھون مین ہم سمجھے وہ جلا / وا ہماری چشم حسرت کو مقرر دیکھکر

ملکہ حنانے گانے کو اسکے بہت لپسند کیا دو پہر رات گئے تک راگ ورنگ رہا اب ملکہ حنانے فرمایا ای الماس دیکھو پنڈا ہمارا اچھیکا ہی سر کے خلل کا بھی عارضہ ہی اب ہم آرام کرینگے الماس نے جلسہ برخاست کیا سب کنیزین جابجا چوکی پہرے پر آئین ملکہ حنانے چھپرکھٹ پر آرام فرمایا قلیل رات باقی تھی ایک جھونکا ہوائے سرد کا چلا کنیزین سب سوگئین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی ملکہ حنا کو چھپرکھٹ پہ نہ پایا جابجا ڈھونڈھنے لگین ستارۂ سحری جہاں چپکا تھا الماس بھی بیدار ہوئین کنیزون کو پریشان پایا پوچھا ارے خیر تو ہی سب نے عرض کی حضور ملکہ حنا پلنگ پر سے غائب ہوگئین سارا امکان چھان ڈالا کہین نشان نہین ملتا یہان تک غُل ہوا کہ خبر باہر پہونچی یاقوت نے خدمت مین کوکب کے سب کیفیت عرض کی کوکب کا رنگ رو متغیر ہوگیا گھبرا کے اُٹھے کہا جہان پلنگ ملکہ حنا کا تھا وہان سے عورتون کو ہٹا دو ہم خود چلینگے دیکھین تو یہ کسکا شعبدہ ہی عورتون کو بہ تعجیل ہٹایا کوکب اندر آئے دیکھا جس مقام پر چھپرکھٹ بچھا ہے چند دانے ماش کے پڑے ہین کوکب نے وہ دانے ماش کے اُٹھوائے پسوا کر اُسکا پتلہ بنایا سامنے اُسے استادہ کرکے بقہر وغضب پوچھا ارے تو کسکا سحر ہی پتلے نے آواز دی یہان سے بارہ کوس پر ایک گنبد سیاہ ہی اُسمین خداوند گرد آباد جادو رہتے ہین اُنھین کی خدائی کا یہان زور ہی سب اہالی قصر یہ اُنھین کو سجدہ کرتے ہین وہ شب کو برائے سیر نکلے تھے ملکہ حنا کو دیکھکر پس گئے ملکہ کو اُٹھا لیگئے یہ سُنکر کوکب غصّے سے کانپنے لگا کہا کیون ای یاقوت یہ گرد آباد کون ملعون ہی یاقوت نے عرض کی حضور سال بھر سے یہ گنبد ظاہر ہوا اُسی سرا اہالی قصر یہ سجدہ کرتے ہین یہ سُنکر کوکب نے مرکب طلب کیا کہا اسکی شناشین آئی ہین یاقوت بھی ساری فوج ساتھ لیکر ہمراہ ہوا سب کو اشتیاق ہی کہ یہ شہنشاہ کوکب ہین اُسنے بھی دعوی خدائی کیا ہی مگر کوکب بہ قہر وغضب تمام چلے جب بارہ کوس قلعے سے نکلے دیکھا ایک گنبد سیاہ اُسپر ایک ابر تیرہ و تار سایہ فگن ہی ہزارون قربانی جمع ہین یا خداوند یا خداوندکی آوازین بلند کررہے ہین اندر گنبد کے ایک ساحر سیہ فام ایک قفس اسکے آگے رکھا ہی اسمین ملکہ حنا سے گلگون پوش سرنگون بیٹھی رو رہی ہین یہ جو معاملہ کوکب نے دیکھا قلب تھرا گیا دہن سے نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر

او بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی یہ کہکے مرکب اُڑایا طرف گنبد کے چلے ابر سے برقین گرنے لگین کوکب اپنے کو بچاتے جاتے ہین ایک برق جو کڑک کر گری مرکب کے چارون پانون اُڑ گئے زیر ران سے نکلگیا کوکب نے اپنے کو ہوا پر روکا تلوار کھینچی ابر سے تلوار تیر خنجر نیزے تیر و تفنگ کوکب پر گرنے لگے کوکب کبھی تلوار سے ان اشیا کو ہٹاتے کبھی اسم سحر پڑھکر ان سب بلاؤن کو دفع کرتے ہوئے قریب ابر پہونچے دو تین گولے ایسے مارے کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ رو بدخو ایک چبوترے پر بیٹھا سحر کر رہا ہے کوکب نے للکارا وہ ساحر بھی اپنے مقام سے اُٹھا کوکب پر تلوار پکڑ کے جا پڑا ابر سے ہا تھہ نہین رکتا جب کوکب نے کئی وار اسکے دفع کیے کبھی تلوار کو تلوار پر روکا کبھی خالی دیا ایک مقام پر جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا کوکب نے غصّے مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر اُس ساحر کا اُڑگیا لاشہ جلکر خاک ہوا ابر لخت لخت ہوکر غائب ہوگیا اب کوکب طرف گنبد کے چلے مگر لباس پارہ پارہ تاج سر پر ڈھلکا ہوا آنکھون سے قطرات خون ٹپک رہے ہین یاد محبوب مین دل پریشان غربت ت ملکہ حنا سے گلگون پوش کے دل کو بیقراری زبان سے دمبدم یہ اشعار نکلجاتے ہین نظم

سوز فرقت سے یہ گرمی ہے مرا نشیمن ہے
جو گرا اشک یہان آبلۂ دامن ہے

بلبلِ روح دمِ قتل جہک کر نکلی
چمن جوہر شمشیر نہین گلشن ہے

مرگئے ہم مگر اُسکی نہ گئی خاموشی
دہن زخم بھی گویا دہن مدفن ہے

کسقدر زخم مژہ جلد بھرا دامن سے
جانب اشک پڑی آنکھ تو بے روزن ہے

بچ رہا تھا جو ستم چادر گل نے بخشا
قطرہ شبنم کا مجھے آبلۂ مدفن ہے

محتسب کیون ہے میری طرف سے بدظن
آبلہ کا ہیکو ہے شیشۂ بے گردن ہے

کیون جنازے سے لپٹ کر وہ بہت روئے نسیم
کفن لاش بھی کیا پیرہن دشمن ہے

آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال اسقدر گولے گنبد پر مارے کہ ہزارہا روزن ہوگیا سر گنبد کو اُڑا دیا اب کوکب دیکھ رہے ہین کہ وہی جوان سیاہ رو قفس پر جب ہاتھ رکھتا ہے ملکہ بلک جاتی ہین اور پکار کر کہتی ہین ارے او ظالم مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا وارث میرے واسطے آتا ہے کوکب لڑتا بھڑتا قریب گنبد پہونچا گنبد سے ہزارون بلائین کوکب پر نازل ہو رہی ہین کوکب اُن بلاؤن کو اشارون مین دفع کرتے ہین اینٹین گنبد سے سن سن چل رہی ہین کوکب اُن اینٹون کو اپنے

قریب نہین آنے دیتا اڑنے بھرتے قریب گنبد پہونچے دونون پہر جماکر جھپٹے کوکب کو دے اب جوان سیہ رو اُٹھا چاہا کہ قفس لیکر نکلجاؤن کوکب نے جھپٹ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اُسکا چمبر گردن سے اُڑگیا بہ اشتیاق تمام کوکب نے قفس اُٹھا یا دامن اپنا ڈال لیا قفس کو چھاتی سے لگائے ہوے جب بیرون گنبد آئے پلٹ کر ایک گولہ مار دیا کہ گنبد بھی گرا اب کوکب کو آکر ملازمان یاقوت نے گھیر لیا قفس ملکہ حنا کوکب کے ہاتھ مین بفتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے دارالامارہ شاہی مین آئے اب کوکب تخت پر آکر بیٹھے چاہا کہ ملکہ حنا کو قفس سے نکالون حنا کا رنگ رو متغیر گوشے مین قفس کے دبی جاتی ہین کوکب کہتے ہین اے ملکۂ عالم باہر آؤ تمنے بڑے ملال اُٹھائے کیون شرماتی ہو تمھارا کیا اختیار تھا میری زندگی مین کس کی مجال ہے کہ تمھارا موے جسم میلا کرے بمشکل کوکب نے حنا کو قفس سے نکالا دیکھا حنا سر جھکائے ہوئے قفس سے نکلین جب کوکب نے بہت کہا کہ ملکہ کچھ کلام کرو تمھاری پریشانی پر دل کے ٹکڑے ہوتے ہین یاقوت تاجدار نے بھی کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال کچھ بات کیجیے شہنشاہ کی بات کا جواب دیجیے جب سب رفیقون نے منت کی تو حنا نے جواب دیا کہ اے یاقوت کوکب نے مجھپر بڑا ظلم کیا میرے عاشق صادق کو میرے سامنے مار ڈالا مین اب انکے کام کی نہین ہون مجھے آزاد کرین اُسکی قبر پر فقیرنی بنکر بیٹھونگی اسنے مجھے نفرت ہوگئی یہ کلمہ جو کوکب نے سُنا غصے سے چہرہ سُرخ ہوگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا تیغہ خون آلود ہاتھ مین تھا وہی تیغہ اُٹھاکر کہا او حرامزادی وہ تیرا عاشق صادق تھا مین دشمن ہون وہ راہبر تھا مین رہزن ہون پھر تیرا زندہ رہنا کس کام آئیگا یاقوت ہان ہان کرتا رہا کوکب سے یہ کلمات کب سُنے جاتے ہین اُسنے مگر ایسے ہی کلمات کہے کوکب نے ہاتھ تیغۂ خون آلود کا مارا دھڑ سے سر کٹ کر حنا کا گرا سب دربار والے کانپ گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ کوکب نے یہ کیا غضب کیا ہر چند کہ اس وقت کوکب نے غصے مین حنا کو مارا آخر اپنی بھی جان دیگا مگر جب سر کٹ کے زمین پر گرا کوکب غصے مین اُٹھا تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جان دیگا مگر کوکب غصے مین جو اُٹھا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہے سر اُچھل رہا ہے اُس سر پر اب جو کوکب کی نگاہ پڑی دیکھا کہ سر حنا نہین ہے ایک زنگن سیاہ رو تیرہ دردن بڑے بڑے دو دانت مُنہ سے نکلے ہوئے اُنپر میل جما ہوا ہمنس ہمش کے وہ سر کہہ رہا ہے او کوکب اب حنا کہان حنا کے واسطے پیو گے حنا پر کسی اور کا رنگ جما منم تاریک جادو یہ کہکر وہ سر سرد ہوا یہ حال حسرت مآل دیکھکر حاضرین وقت کے ہوش اُڑ گئے ہر ایک کہتا تھا کہ یہ کیا

معرکہ ہوا حقیقت مین یہ تو نہین معلوم کون عورت ہی اتنو کوکب نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا یارو مین حیران تھا کہ حنا تو میری خود عاشق صادق ہی جسکے واسطے مین نے گھر بار چھوڑا یہ کیسے کلمات کہتی ہی اب کوکب نے علم کہانت کو طرح دی زائچہ تیار کیا لیکن کچھ حال نہین کھلتا کہ حنا کو کون لیگیا کہان لیگیا کسی علم سے نہین معلوم ہوتا پنڈت نجومی رمال جمع ہین کوکب گھبرا کے اُنسے سوال کرتا ہی کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی سب علم میرے بیکار ہین تم بتاؤ کہ حنا کو کون لیگیا یہ کیا معرکہ تھا یہ شعبدہ میری سمجھ مین نہین آیا سب پنڈتون نے پوتھیان ٹٹولین کہا اے شہنشاہ آپ ایسا کامل و اکمل جب عاجز ہی ہم آپ کے سامنے کیا بنا سکتے ہین حیران و پریشان ہین پوتھیان بیکار ہو گیئن کچھ پتہ نہین ملتا اُس وقت دربار مین عجب پریشانی ہر کامل سرنگون غم سے کلیجہ خون کیسا کھانا کیسا پینا چرچا شراب وکباب کا بھی نہین اُسی ہنگامے مین ایک وزیر نے کان مین یاقوت تاجدار کے کچھ کہا یاقوت نے جھلا کر کہا اس وقت اس بات کا کیا ذکر تھا دیکھ رہے ہو کہ ہمارے شہنشاہ کو کیسا ملال ہی کسی اور وقت پر قتل کرینگے ہرچند کہ آج روز منگل ہے سامری پرستون کے واسطے سب طرح اشگل ہی قیدخانے مین اُس شخص کو پڑا رہنے دو یہ جو یاقوت نے کہا کوکب نے گھبرا کر کہا اے یاقوت تاجدار یہ کیا معاملہ ہی وزیر نے تمھارے کان مین کیا کہا تمنے کیا جواب دیا کسکو قید کیا ہی وہ کون شخص ہی کسکے قتل کا وعدہ تھا جو آج ملتوی رہتا ہی یاقوت نے دست بستہ عرض کی حضور اپنے کام مین مصروف ہون اس بات کا پھر ذکر کرونگا کوکب نے کہا جب تک یہ ذکر بخوبی نہ سن لونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا جب کوکب نے بہت کہا تب یاقوت نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ طلسم نور افشان اصل یہ ہی دو مہینے کا عرصہ گذرا دربار مین میرے چالیس نجومی ستارہ شناس فلک اساس جمع ہوئے ہر طرح کے حکم لگا رہے تھے خبر غیب کی سُنا رہے تھے میرے منھ سے نکلا یہ تو بیان کرو کہ ہمارا مذہب کون مٹائیگا یا یہ مذہب ہمارا تا روز قیامت قائم رہیگا چالیسون نے زائچہ کھینچا سمجھ کے حکم لگایا عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ ایک شخص ہی کہ اُسکا حمزۂ عرب نام ہی کافر کشی اُسکا کام ہی سیکڑون مالک لات پرستون کے سامری پرستون کے مٹا دیے وہ ہی آپ کے ملک کو مٹائیگا یہ مذہب باقی نہ رہیگا مین نے اُن لوگون سے کہا حمزۂ عرب کہان ہی پنڈتون نے عرض کی کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر خداوند زمرد شاہ باختری سے لڑ رہے ہین اگر وہ شخص مارا جائے پھر تا روز قیامت آپ کے مذہب کو زوال نہ ہوگا مین نے چالیس پیکیے روانہ کیے چند سے مین وہ عیار وہان پہونچے صحرا سے نقب لگا کی جاکے

اُس شخص کو پکڑ لائے جس طرح بیہوش کر کے لائے تھے اُسی طرح قید خانے مین بھیجدیا پنڈتون نے کہا
اب اس شخص کو قتل کر کے خون اسکا بتون پر چھڑکا جائے تا روز قیامت آپ کے مذہب پر زوال نہ آئیگا
ایک دیوتا بھی مین نے بنایا ہو آج کے دن کا وعدہ کیا تھا کہ اُس شخص کو قتل کر کے خون اُسکا بتون پر
چھڑک دینگے وزیر نے اس وقت اطلاع کی مین نے یہ جواب دیا کہ ہمارے شہنشاہ نرد مین ہین اسکا
کیا ذکر ہی سمجھا جائیگا یہ سنکر کوکب نے کہا اُس شخص کو دربار مین بلاؤ ہم بھی دیکھین کہ وہ کون شخص ہی
یاقوت نے حکم دیا اُس شخص کو ہوشیار کر کے دربار مین لاؤ داروغہ زندانخانے کا سرور جادو گیا
صاحبقران کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیا صاحبقران کی جو آنکھ کھلی یا تو
اپنے پلنگ پر سوتے تھے یا اپنے کو اس قید شدید مین پایا پوچھا ارے بیحیا تو کون ہی مجھے یہان
کون لایا سرور جادو نے کہا تمھارا خون خداوندون پر چھڑکا جائیگا ہمارے بادشاہ یاقوت تاجدار
نے بلوایا ہی صاحبقران کو کشان کشان لیکر چلے امیر کو نہایت غصہ ہی بل کرتے ہوئے آتے ہین جرأت
و شوکت سے تو شُتُلِ ہی خانۂ زنجیر مین بھی غل ہی اندر بارگاہ کے پہونچے ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے
کہ کوکب تخت پر پہلو مین یاقوت تاجدار صدہا امرا و وزرا جا بجا بیٹھے ہین کئی سو رفقا ساحران غدار
علم سحر مین طاق شہرۂ آفاق صاحبقران جو اس دربار کفر مدار مین پہونچے انتہا کا غصہ تھا پکار کر
آواز دی سلام من درین مجلس و درین ماوی بر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایک است و دین
پیغمبر خدا برحق است ہان ہان کی صدا بلند ہوئی کوکب کو بھی بہت ناگوار ہوا کہا اوسرور اس شخص کو
منع کر یہ لفظین ہمکو بہت ناگوار گذرتی ہین ای سرور اسکو چپ کر سرور نے سونٹا اُٹھایا کہا مارون کہ
سر پھٹ جائے شاہ کے سامنے تعریف خدائے نادیدہ کی کرتا ہی شعلۂ غضب صاحبقران بھڑکا
چہرہ سرخ ہوا زلفین خلیلی کو پیچ و تاب زنجیر کو پکڑ کے جھٹکا مارا جیسے ہی سرور جھکا اوپر سے ہتھکڑی ماردی
سر سرور کا پھٹ گیا صاحبقران نے غصے مین قید توڑ ڈالی ایک تلوار اُٹھالی نعرۂ شیرانہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون وار
گذر چون بجولانگہ قاف شد

منم صاحب چتر و تیغ و علم
زتیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر ہمہ از عدل و انصاف شد

امیر عرب حمزۂ نیکنام
چو رفتم بہ سنجان بے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف

بلرزہ فتادند دیوان قاف	سمندون بدبخت گشتہ شکار	شدار جنگ بیدین ذلیل و نزار
درانجا چو جاہ و ادب یافتم	سلیمان ثانی لقب یافتم	نعرہ کرکے جا پڑے سب ساحرون

سے سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سحر اُلٹا پلٹ کر اُنھین کے سینے پر پڑا کہ توڑکر پشت کو پار گذرا
دو تین سو ساحر مر کر گرے یاقوت نے اُٹھکر سحر کیا کوکب کہہ رہے ہین ای یاقوت یہ کیسا شخص ہی
کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا یاقوت کیسے کیسے سحر کر رہا ہی جھپٹ جھپٹ کر گولے مارے صاحبقران پر
تاثیر نہین ہوئی صاحبقران لڑتے بھڑتے طرف تخت کے جاتے ہین کوکب دیکھ رہا ہی کہ یہ شیر
بیشۂ جرأت کس دھوم سے لڑتا ہوا آتا ہی کسی کے روکے نہین رُکتا کسی پر قبضہ مار دیا جو کوئی قریب
آیا اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے گردن کھینچ لی کسی کو چیر کے پھینکدیا صدہا جادوگر صاحبقران کے
ہاتھ سے مارے گئے لاشے پڑے پھڑک رہے ہین صاحبقران لڑتے ہوئے جاتے ہین جب کوکب نے
دیکھا کہ صاحبقران قریب آگئے اپنے ہاتھ سے گولہ اُٹھا کر مارا کئی پتلے فولادی پیدا ہوئے تیغہاے
برہنہ ہاتھ مین امیر پر آگرے امیر نے اسم اعظم پڑھا پانی ہو کر پتلے بہ گئے کوکب نے کہا ای یاقوت
یہ وہ پتلے تھے کہ اگر پہاڑ کو اشارہ کرتا یہ پتلے اُکھیڑ کر پھینکدیتے لیکن ایسے جھٹ پٹ بیکار ہوئے یہ جوان
ساحر نہین ہی جو الفاظ اسکی زبان سے نکلتے ہین سحر مین یہ الفاظ نہین سُنے نہین معلوم کیا باعث ہی امیر
لڑتے بھڑتے قریب تخت کوکب پہونچے نیزے تیر و تلوار صاحبقران پر بہت پڑے امیر ہمہ تن
چشم بنے ہوئے ہین تمام جسم سے سراٹے خون کے بلند دہان زخم کھلے ہوئے اگر اُنپر تیر پڑے دہان زخم
مین زبان پیدا ہوئی صاحبقران ان زخمون کو کب مانتے ہین اس سطوت و صولت سے لڑتے بھڑتے
آتے ہین کسی کے روکے سے نہین رُکتے جب قریب تخت کوکب پہونچے کوکب نے ہاتھ تلوار کا مارا
امیر نے خالی دیکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کوکب سمیت تخت کو اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا کوکب تو
کود کر الگ ہو گیا ورنہ ہاتھ پانون ٹوٹ جاتے امیر جھپٹے تخت کے ٹکڑے اُڑ گئے کوکب الگ جا کر کھڑا ہوا
شوکت و صولت صاحبقران دیکھکر حیران ہو رہا ہی یاقوت کو قریب بُلا یا کہا ای یاقوت تاجدار
حقیقت مین یہ جوان وحید عصر ہی کسی کے گرفتار کیے گرفتار نہ ہو گا کوئی اسکو قتل نہ کر سکیگا مین تو کلام
نہ کرونگا تم بڑھکر یہ پوچھو کہ ای جوان تو کیا چاہتا ہی ملک بملک چڑھ جانے سے کیا فائدہ آخر تمھارا کیا
مطلب ہی اصلاح کرکے پوچھو یہ بھی ثابت ہو کہ سحر جو تاثیر نہین کرتا اسکا کیا باعث ہی مین نے اس وقت

وہ سحر کیا کہ زمین ہلجاتی آسمان پھٹ کر زمین پر گرتا یہ شخص دبجاتا مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی اس طرح کوکب نے سمجھا یا
یاقوت نے بڑھکر کہا ای شہریار آپ تلوار رد کیجیے آپ سے کچھ کلام کرنا چاہتے ہین صاحبقران نے ہاتھ روکے
کوکب آکر تخت پہ بیٹھے امیر کو دنگل زرین دیا امیر اُس دنگل پر بیٹھے یاقوت نے کہا ای شہریار آپ کا نام
کیا ہی صاحبقران نے فرمایا تمنے سنا ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان داماد شہپال
بن شہرخ فراش راہ دین اسلام عنایت پروردگار سے دمامہ و حشمتش کو مارا اُن ملکون کو باسلام آباد کیا
یاقوت نے کہا کیا باعث ہی کہ جو سحر آپ پر تاثیر نہین کرتا امیر نے فرمایا بعنایت پروردگار اسم الٰہی بفیض
نامتناہی مجکو مرحمت ہوئے ہین پھر سحر کی کیا لیاقت ہی کہ جو تاثیر کرے کلام فصاحت نظام صاحبقران دل سے
سُن رہا ہی وجد کرتا ہی کہ کیا فصاحت و بلاغت ہی کیا شوکت و لیاقت ہی باتون سے مزا ملتا ہی غنچۂ آرزو
کھلتا ہی کوکب یاقوت سے اشارے کرتا جاتا ہی یاقوت نے کہا کیون شہریار آپ نے عجائب و غرائب
طلسمات کیونکر فتح کیے امیر نے فرمایا بحکم رب اکبر جب کسی عجائب و غرائب مین جاتا ہوتا ہی ہم بزرگان دین
کا واسطہ دیکر مدد و مطلب کرتے ہین حال پھر ظاہر ہوتا ہی جو بات پوچھو اُسکا جواب باصواب دین یاقوت
نے کہا ایک عورت موسوم بہ حنائے گلگون پوش اُسکو ایک جادوگر لیکر نہین معلوم کہان چلا گیا آپ فرمائیے
کہ وہ کہان گیا آپ بتا سکتے ہین اس عورت کو ہمسے لا سکتے ہین صاحبقران نے فرمایا بعنایت خدا
یہ بھی حال بتائینگے اُس عورت کو تمسے ملائینگے کوکب نے خوش ہو کر کہا کیا سامان چاہیے صاحبقران نے
فرمایا ایک مکان پاک و صاف خالی کر دو وہان بخورات و سجادۂ عبادت بچھوا دو ہم عبادت کرینگے شب کو
بزرگان دین ہمکو بتا جائینگے کوکب نے کہا اگر آپ اُس عورت کو ہمسے ملا دینگے تو اس قلعے مین سات لاکھ
آدمی رہتے ہین سب مسلمان ہونگے ہم بھی اسلام اختیار کرینگے امیر نے فرمایا آج ہی شب کو یہ انتظام کر دو
کل صبح کو انشاء اللہ سب حال بتا دینگے کوکب کو بڑی حیرت ہی کہ ہمارے علم سحر و نیرنج و شعبدے کی کچھ
حقیقت نہین ہی یہ اپنے خدائے نادیدہ سے پوچھ لینگے کوکب نے اُسی وقت ایک مکان خالی کرایا اُسمین
شمع ہائے مومی و کافوری روشن کرا دین سجادہ بچھوا دیا صاحبقران بعد مغرب مین اُس قصر عالی مین
داخل ہوئے کوکب کو ایک حیرت ہی یاقوت کو سمجھا دیا کہ میرا نام اصلی نہ بتانا بادشاہ ہے یا کہ
جب صاحبقران اُس قصر مین داخل ہوئے سجادہ بچھا نماز واجب ادا کر کے دست دعا بدرگاہ
مجیب الدعوات بلند کیے پکار اُٹھے ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی

جو عرض کیا وہ قبول ہوا امیدوار ہون کہ ان کافرون کے سامنے میری آبرو کو رکھنا تیری ذات والاصفات سے سب طرح کی امید ہے نظم

درجہان از ہر نشان ظاہر نشان وحدت ہست	در وجود عالم ایجاد جان وحدت است
از مکان و لامکان بالامکان وحدت است	از فنا و از بقا بیرون نشان وحدت است
ہست از واحد شمار یکہزار و سد ہزار	صورت کثرت نہفتہ درمیان وحدت است
نکتۂ عرفان بفہمد ہر کہ باشد نکتہ دان	محرم اسرار وحدت راز دان وحدت است
عشق می بازد بیک گل در گلستان جہان	ہر کسے کو عندلیب بوستان وحدت است

تو رحیم و کریم سمیع و علیم ہے میں بندۂ خاک تیرا لقب اقدس جبار و قہار مجکو معلوم ہو جناے گلگون پوش کو بیجانیوالا کہان لیگیا اے کریم مجکو ان کافرون کے آگے حقیر نہ کر تو نے بچپن سے میری نازبرداری کی جو ضد کی اسکو تو نے پورا کیا سات لاکھ بندگان خدا دائرۂ اسلام میں آتے ہین یہ سرگشتگان وادی ضلالت ہدایت پاتے ہین کوکب روشنضمیر صداے دردناک صاحبقران سن رہا ہے وجد کرتا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے کہ حقیقت میں فصیحان عرب ہین کس خضوع و خشوع سے دعا کر رہے ہین دل پانی ہوتا ہے الفاظ پر لٹنے جی چاہتا ہے چیخین مار کر روئیے یہ دعا خالی نہ جائیگی ضرور قبول ہوگی سعادت حصول ہوگی پہر رات رہے کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران روتے روتے بیہوش ہو گئے کوکب روشنضمیر نے ساتھ والون سے کہا دیکھو صاحبو اب صاحبقران بیہوش پڑے ہین مگر یہ خواب بھی مثل بیداری ہے کسی بزرگ کا شاید گذر ہوا سوتے مین فرما رہے ہین مجھسے مفصل فرمائیے کہین دھوکا نہ کھاؤن عورت کو اس شاہ سے ملاؤن کوکب کو فراق جنا مین نیند کب آتی ہے سب وزرا و امرا جاگ رہے ہین ناگاہ عابد شب زندہ دار ماہ نے تسبیح انجم کو سجادۂ فلک اخضری پر رکھا سر بسجود مغرب ہوا کوکب نے صداے صاحبقران سُنی کہ واجب سحری ادا کر رہے ہین اب سب کو اشتیاق ہے کہ دیکھین باہر آکر کیا فرماتے ہین کہ صاحبقران زمان بصد شوکت و شان تسبیح ہاتھ مین وظیفہ پڑھتے ہوئے باہر تشریف لائے سب واسطے تعظیم کے اُٹھے سب سے پیشتر کوکب نے پوچھا کیون شہریار آپ کو کیا معلوم ہوا صاحبقران نے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ ٹھہر جاؤ چند الفاظ پڑھکر فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ باعث یہ تھا کہ تمکو از روے نجوم کے معلوم ہوا واضح ہو کہ ایک ساحر ہے جسکا گرد آبادجادو نام ہے سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہے

جس مقام کو جا کر تم نے برباد کیا یہ شعبدہ تھا نہ اُس عورت کا قفس تھا گرد آباد نے چند غلام اپنے مقرر کیے تھے اُنھون نے یہ شعبدے دکھائے تمھارے ہاتھ سے مارے گیے وہ قفس ملکہ حنا کا لیکر طلسم گرد آباد مین چلا گیا یہی وجہ ہی کہ نجوم و رمل والے مقدمۂ طلسم مین حیران و پریشان رہتے ہین احوال لوح وغیرہ نجوم و رمل سے نہین معلوم ہوتا ہمکو بزرگان دین نے تعلیم کیا اسی حوالی مین طلسم گرد آباد موجود ہی ہمارے ساتھ چلو لیکن ہمارے کسی مقدمے مین دخل نہ دینا خواہ ہمپر ہزارہا ساحر حملہ کرین یا ہمکو کوئی قتل کرنیکا ارادہ کرے تم دخل نہ دینا یہ بھی ہمکو طریقے سے معلوم ہوا کہ تمکو بھی اپنے سحر و ساحری پر بڑا ناز ہی مگر یہان تمھارا کچھ دخل نہ چلیگا کوئی علم کام نہ آئیگا کوکب سر جھکائے بیٹھا سُن رہا ہی کہا چلیے ہم آپ کے ساتھ چلتے ہین اسی حوالی مین وہ طلسم ہی صاحبقران نے فرمایا اسی پانچ کوس کے اندر طلسم ہی مقام لوح و مرحلہ جات قلعۂ طلسمی کا سب حال کھُل جائیگا کوکب حیران و پریشان امیر سب کو لیکر بیرون قلعہ تشریف لائے آٹھ سات لاکھ جادوگر جمع ہین رہبان شہر بھی حاضر ہوئے سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھین کیا ہوتا ہی کوکب ایسا بادشاہ یون مجبور و ناچار ہو اخداے نادیدہ کے پرستار کو ایسا اختیار ہو اجب امیر بیرون قلعہ آئے پھر مکرر فرمایا کہ ای شہنشاہ حقیقت مین مقدمہ ناموس بہت نازک ہوتا ہی ایسا نہ ہو کہ تم معشوق کو دیکھکر گھبرا جاؤ اور کسی بات مین دخل دو تو بڑی خرابی ہوگی طلسم مین عجائب و غرائب ہوتے ہین کوکب نے کہا نہین مین دخل نہ دونگا اب صاحبقران ان سب کو سمجھا کر اکیلے اُس صحرا مین آئے ایک نخل کے سائے مین بیٹھکر جو دعائین بزرگون نے تعلیم کی تھین وہ دعائین پڑھین اُٹھکر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑا ایک اژدر آتش فشان نے سر نکالا قلابۂ آتشین مُنھ سے چھوڑتا ہوا طرف صاحبقران کے دیکھ رہا کہ امیر اپنے پروردگار کو یاد کرکے دہن اژدر مین کود پڑے اژدر بھی غائب ہوا نقب کا مُہرہ بند ہوگیا کوکب حیران کہا صاحبو لو خاتمہ ہوا یہ شخص صاحب غیرت تھا دہن اژدر مین کود کر اپنی جان دی اب مرحلۂ طلسمی کہان طلسم ایسا بادشاہ ایسا جلیل اس جری نے اپنی جان دی سب رؤسا و امرا افسوس کر رہے ہین کہ درۂ کوہ سے ایک صداے مہیب آئی سب اسی جانب دیکھنے لگے دیکھا ایک دیو مہیب صورت عجیب و غریب بال سر کے کھڑے ہوئے ایک بڑا صندوق نہین معلوم اُسمین کیا ہی کاندھے پر لیے بھاگا ہوا آتا ہی سب حیران ہو کے دیکھنے لگے درۂ کوہ سے صداے نعرۂ امیر بھی آئی اب تو

سب کی وحشت اور بڑھی دیکھا صاحبقران تیغۂ عقرب بلند کیے ہوئے اُس دیو کو للکارتے ہوئے آتے ہین چاہتے ہین دیو پر جا پڑون دیو ملپٹ کے نہین دیکھتا کوکب نے پکار کر آواز دی یا صاحبقران اگر آپ فرمائیے ایک دانہ ماش کا ماردون دیو بھاگ نہ سکے زمین اسکے پانُون تھام لے صاحبقران نے فرمایا او بادشاہ خبردار کسی مقدمے مین دخل نہ دینا ورنہ بہت پچتائیگا جب وسط صحرا مین دیو پہونچا صندوق زمین پر رکھدیا ایک چنگل مارا کہ گولی بناکر صاحبقران کو کھاجاؤن صاحبقران نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر آیا کوکب گھبرا رہا ہی کہ ایسا نہو یہ دیو اس جوان کو ہلاک کرے امیر نے دو گھونسے ایسے مارے کہ دیو چیخنے لگا آواز دیتا تھا او آدمی مجکو چھوڑ دے اس صندوق مین سب کچھ ہی تو ہی لے لے میری جان تو بچے کوکب کہتا ہی یارو یہ جوان بڑا صاحب قوت و طاقت ہی دیو کو بھی پچھاڑ دیے امیر سے اور دیو سے کشتی ہو رہی ہی آخر امیر نے کولے پر لادکے مارا دیو زمین پر گرا چاہا غلطک مار کر بھاگون امیر جھپٹ کر سینے پر سوار ہوئے فرمایا او نامرد شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہی دیو نے کچھ جواب سخت دیا امیر نے سر دیو کا کھینچکر پھینکدیا دریا خون کا جاری ہوا وہ صندوق اُٹھاکر امیر سامنے کوکب کے لائے کوکب نے ہاتھ چوم لیے کہا اے شہریار آپ نے کیا کارنمایان کیا ہی ایسے دیو خونخوار کو کس زور و شور سے قتل کیا امیر نے فرمایا اسکی کیا حقیقت تھی یہ نگہبان لوح تھا اب تم مین سے کوئی ایسا ہی بڑے بڑے ساحر و کاہن و نجومی جمع ہین صندوق مین قفل لگا ہی کنجی موجود ہی کسی کو دعوی قفل کھولنے کا ہی سب ساحر قریب آئے ہزار تدبیر سے قفل کھولتے ہین کلید کو گردش دیتے ہین قفل کسی طرح نہ کھلا کوکب نے عاجز ہو کر کہا آپ اپنے ہاتھ سے کھولیے امیر نے ایک اسم پڑھکر کلید کو گردش دی قفل جھٹ سے کھلگیا سب حیران ہوگئے کوکب کا تو رنگ رو متغیر ہی کہ یہ شخص بڑا کامل و اکمل ہی قفل کا کھلنا کیا کمال ہوا اب امیر نے پٹرا کھولا ایک صندوقچی خرد نکلی امیر نے فرمایا اسمین لوح طلسمی ہی ہمارے واسطے سلاح طلسمی بھی موجود ہین لباس بھی ہی اب کوکب نے دیکھا کہ امیر نے خود زرین نکالا سر پر رکھا بہت عمدہ دا گئے چار آئینے جسم پر آراستہ کیے اُس چھوٹی صندوقچی کو کھولا ایک برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین اُسمین سے لوح طلسم گرد آباد نکلی الماس کی تختی حروف یاقوت احمر کے امیر نے اُسکو گلے مین ڈالا کوکب کے اس معاملے کو دیکھکر ہوش اُڑے ہوئے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یہ چیزین کسنے رکھی تھین اب امیر لوح گلے مین ڈالکر کوکب سے پھر رخصت ہوئے

چلنے وقت پھر سمجھایا کہ ہم مرحلہ جات پر جاتے ہین تم کسی بات مین دخل نہ دینا کوکب کے ہوش اُڑے ہوئے ہین دمبدم یہی خیال ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی دیکھیے مرحلہ جات پر جاتے ہین کہان ملین امیر ایک نخل کے سائے مین آئے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر اسم حاشیۂ لوح پڑھنا شروع کیا تھوڑی دیر اسم پڑھا تھا کہ آسمان پر فراٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ برابر مرکب کے اُڑتا ہوا زمین پر آیا منقار بڑھائی چاہا کہ امیر کو لے اُڑون امیر بحکم لوح طائر کی پشت پر سوار ہوئے طائر لیکر امیر کو اُڑ گیا کوکب تو سر پیٹنے لگا کہا لو یارو یہ کیا غضب ہوا اُس جوان کو طائر لیگیا مجھسے کہتا مین سحر کرکے روک لیتا سب ساحر کہ رہے ہین حضور یہ معاملے سمجھ مین نہین آتے کیا معاملہ عجائب و غرائب ہی عقل کو حیرانی طائر وہم خیال کو سرگردانی حمزہ عجب شخص ہی یارو اب دعا مانگو کہ سامری و جمشید اُسکو بچائین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے ہاہو کی صدا بلند ہوئی اُسی طائر نے لاکر امیر کو زمین پر اُتارا اگر ایک ساحر سیہ فام بدانجام بڑے قد و قامت کا جوان ہاتھ مین گولے ترنج و نارنج لیے ہوئے پکارتا ہوا او طلسم کشا تو نے باغ پُر بہار کی کیون سیر کی ہماری صحبت مین کیون دراندازہوا تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اگرچہ وہ طائر بھاگ گیا اُسکو بھی ڈھونڈھ کے مارونگا اسنے ساحر کی صحبت کا تماشا دکھایا کوکب نے ساحر کو دیکھکر آواز دی یا صاحبقران واسطہ اپنے مذہب کا مجکو حکم دیجیے ایک اشارے مین اس ساحر کو مارلون اسکی کیا حقیقت ہی ہاتھ ہلانا کافی ہی یہ آپ کو کلمات سخت کہتا ہی امیر نے جھلاکر آواز دی ای بادشاہ خبردار میرے مقدمے مین دخل نہ دینا یہ ساحر تمھارے سحر سے قتل نہ ہوگا اتنے جو امیر کی پلک جھپکی وہ ساحر زمین پر آیا ایک گولہ مارا امیر پر آگ برسنے لگی شعلہ ہاے آتش مین چھپگئے کوکب کف افسوس ملتا ہی کہ یارو یہ جوان جل جائیگا مین ابھی باران سحر برسادون کیفیت برسات کی دکھادون امیر لوح چمکاتے ہوئے آگ سے نکلے بغیظ و غضب آواز دی او بادشاہ پانی نہ برسانا ورنہ مشکل ہوگی ساحر نے دوسرا گولہ مارا امیر پر تلوارین خنجر برسنے لگے کوکب کہتا ہی ہائے مین کیا کرون ابھی ایک پتلہ فولادی بھیجون وہ سب تلوارون کو توڑ ڈالے خنجرون کو پانی کرکے بہادے وہ جوان نہین مانتا ایک خنجر بھی پڑجائیگا تو اسکی جان جائیگی لیکن وہ مجکو منع کرتا ہی مین کیا کرون دو چار سحر اسنے امیر پر ایسے ہی کیے کہ تلوارین خنجر تیر و تفنگ کوئی ایسا حربہ نہ تھا کہ آسمان سے نہ برسا ہو صاحبقران زمان ہر مرتبہ لوح کو چمکاکر نکلتے ہین وہ سب چیزین باطل ہوجاتی ہین کوکب اُچھل پڑتا ہی کہتا ہی یارو حمزہ بھی

بڑا ساحر ہی علم شعبدے سے خوب ماہر ہی دیکھو کیا کیا کام کر رہا ہی بہت بڑا صاحب اختیار ہی اسی سے
مجکو منع کر رہا ہی اپنی شوکت نمائی چاہتا ہی خیر اُسکا خدا اُسکو بچائے لیکن ابھی تک حنا کا پتہ نہین ملا
اسی پر کف افسوس ملتا ہون یہان وہ ساحر سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا تیغہ کمر سے کھینچا
اتنے کوکب چیخ اُٹھا کہ یا صاحبقران شوکت نمائی کو کام نہ فرمائیے تلوار کو آگر مین رکھو تو ہون اس ملعون کو
چیر کر پھینکدون امیر نے ہاتھ ہلایا کہ ایسا ارادہ نہ کرنا کوکب نے غصے مین سینے پہ ہاتھ مارا کہا یارو
یہ جوان بالکل جاہل ہی مجکو اسکی جان کا بڑا افسوس ہی یہان ساحر نے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تلوار کو تلوار
پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر نعرہ کر کے تیغہ مارا ساحر نے سر آگے کر دیا گویا سر کو سپر کیا ساحر
کے دو ٹکڑے ہوئے کوکب نے آواز دی یا صاحبقران کیا کہنا اُن دونون ٹکڑون کے دو جادوگر
بنکر تیار ہوئے امیر پر حربے کرنے لگے امیر نے پھر ایک کو مارا جون جون امیر قتل کرتے ہین ایک ہی صورت
کے ساحر بڑھتے جاتے ہین تھوڑے ہی عرصے مین ہزارہا ساحر ایک ہی صورت کے امیر کو گھیرے ہوئے ہین
حربہ ہائے سحر کر رہے ہین امیر نہنگانہ و پلنگانہ اُن ساحرون سے لڑ رہے ہین لاشہ کسی کا زمین پر نہین معلوم ہوتا
کوکب کہتا ہی یارو یہ علم شعبدہ ہی مین ابھی جا کر مٹا دون مگر وہ جوان نہین مانتا اب بچنا دشوار ہی امیر
کو لڑتے لڑتے خیال آیا کہ مین نے اس ساحر کو قتل کیا لوح کو نہین دیکھا یہی خرابی کا باعث ہی بیچ
مین سے اُن ساحرون کے لڑتے ہوئے نکلے لوح کو ملاحظہ کیا حکم دیکھکر سر اُٹھایا کاندھے سے کمان اُتاری
ترکش سے تیر لیا دیکھا کہ ایک ساحر شاخ نخل پر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی اسی کے سحر سے ساحر تیار ہوتے ہین
امیر پر حربے کرتے ہین بسبب لوح کے پاس نہین آسکتے دور سے لینا لینا کر رہے ہین امیر نے تاکا اُسکی
پیشانی پر ایک خال سیاہ تھا تاک کر تیر مارا تل بھر کا فرق نہ ہوا اُسی خال سیاہ پر جا کر پڑا توڑ کر بھرہ
سر کو پار گذرا اُس ساحر کے جسم سے شعلۂ آتش نکلے سب ساحر جلنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین وہ سب ساحر
جلکر خاک ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیل جادو دربان طلسم بود افسوس مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نہ رسیدیم کوکب کا یہ حال ہوا کہ وجد کرنے لگا صاحبقران جب قریب آئے تو ہاتھ لیکر
آنکھون سے لگائے کہا مین آپ کی جرأت کا قائل ہون اسقدر ساحرون کا بلوہ تھا مگر آپ کو کچھ ہراس
نہ ہوا صاحبقران نے فرمایا اے بادشاہ عالیجاہ لوح طلسمی ہمارے پاس موجود ہی ہمنے نہ دیکھا اسوجہ سے
اتنی آفت برپا ہوئی اگر ہم پہلے سے لوح دیکھ لیتے تو یہ آفت کاہیکو برپا ہوتی یہ بھی یقین کامل ہی کہ

برکت لوح سے کوئی ساحر ہمکو قتل نہین کر سکتا کوکب نے کہا یہ آپ ہی کا کلیجہ ہے ورنہ ایسے مقام پر انسان
بدحواس ہوجاتا ہے امیر نے کہا اگر ایسا کلیجہ نہوتا تو طلسم کشائی پر کیون ہاتھ ڈالتے یہ مقدمات جانبازی ہین
اب ہم دوسرے مرحلے پر جاتے ہین ای بادشاہ اتنا خیال رکھنا کہ کسی مقدمے مین ہمارے دخل نہ دینا
کل منسوبات طلسمی اسی صحرا مین ہین اب ظاہر ہونگے کوکب نے کہا اچھا جائیے جب امیر آگے بڑھے کوکب
نے ساتھ والون سے کہا یارو اصل یہ ہے کہ یہ جوان پتھر کا کلیجہ رکھتا ہے ہم تو اسکی بہتری کو کہتے ہین وہ
اپنی کہے جاتا ہے اب ان ساحرون کے مقابلے مین اتنا عرصہ گذرا مین ایک گولے مین سب کا کام تمام
کردیتا ساتھ والے کہتے ہین حضور ایسے ہی ہین یہ جوان اپنی شوکت نمائی چاہتا ہے اب جو باتین بڑی کی ہے
کیا فقرے بناتے ہین کہ اسی صحرا مین منسوبات طلسمی ہین یہ خیالی باتین ہین انکو سب کچھ معلوم ہوگیا یہان تو
ایسی ایسی باتین ہو رہی ہین امیر نے صحرا مین آکر ایک نعرۂ شیرانہ کیا اور آواز دی ای سبزان دمخوار
کیون دیر لگائی ہے میرے مقابلے مین نہین آتا یہ کہکر کوئی اسم پڑھا کوکب نے دیکھا اسی صحرا مین ایک
باغ ظاہر ہوا دروازے پر باغ کے ایک فیل مست کھڑا جھوم رہا ہے امیر قریب اُسکے پہونچے کوکب کے
تو ہوش اُڑے کہا لو یارو غضب ہوا یہ جوان زبردستی ہاتھی کے پاس جاتا ہے دیکھیے اسپر کیا گذرتی ہے
اگر سخن ناشنو نہ ہوتا تو مین جاکر ایک چٹکی خاک ڈالدیتا فیل جلکر خاک ہوجاتا سب نے کہا حضور وہ کاہکو
مانیگا مگر صاحبقران بڑھکر چاہتے ہین کہ اندر دروازے کے جاوین فیل مست سد راہ ہوا امیر نے
تلوار کھینچی فیل مست نے دھڑ کا مار کر ایک گھونسا مارا امیر نے لوح کو چمکایا فیل نے چیل مارکر نابینا ہوا
بھسونڈے سے امیر کو ٹٹولنے لگا امیر اُسکے پہلو سے نکلکر باغ مین داخل ہوئے کوکب نے کہا یارو
کیا عقلمند ہے کس مزے سے اندر باغ کے گیا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاحبقران اندر باغ کے گئے
روش پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین دریائے جواہر مین غرق لباس فاخرہ پہنے ہوئے ٹہل رہی ہے
جھکلر صاحبقران کو سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی قربانت شوم آپ اسقدر کیون تکلیف کرتے ہین
میرے ساتھ چلیے مین بادشاہ طلسم کا سامنا کرودن بحکم لوح اُسکو قتل کیجیے ورنہ راہ دور و دراز ہے
سالہا سال مین بھی آپ نہ پہونچینگے مین عرصۂ دراز سے بندگان عالی پر عاشق ہون میرے بزرگون
نے مجکو سمجھا دیا تھا کہ طلسم کشا کے ساتھ سرکشی نہ کرنا ورنہ قتل ہوگی مین نے بزرگون سے کہا طلسم کشا
کی تصویر مجکو دکھادو اُن ستارہ شناسون نے آپ کی تصویر کھینچکر دی مین تصویر دلپذیر دیکھکر

مائل ہوئی انتظار مین بیٹھی تھی کہ طلسم کشا صاحب تشریف لائین تو مین شراکت کرون فیلان جادو نے نہ مانا آپ کے روکنے کو گیا آخر بھڑوے نے سزا پائی اندھا ہوا اب آپ میرے ساتھ آئیے مین سامنے بادشاہ طلسم کے لیچلون اس ناز و نیاز سے اُس نازنین نے باتین کین کہ صاحبقران بیقرار ہوگئے اُس نازنین نے ہاتھ بڑھا کر نہایت تکلف سے گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنا شروع کیے نظم

غرق بحر اشک ہین کیا حاجت دامن ہمین
چشم تر ہر روز پہناتی ہی پیراہن ہمین

رہنمائی تیرگی ہی منزل مقصود مین
شمع کی صورت فروغ رشتۂ گردن ہمین

امتحان تیغ قاتل آج کرنا ہی ضرور
چاہیے ہی اور بھی گردن تہ گردن ہمین

دیکھکر مجکو گریبان چاک کہتا ہی ہلال
لیجیے ہمسے گریبان دیجیے دامن ہمین

بعد مردن بھی نہین شان جنون مین کچھ کمی
چاک ہر جا سے ملا ہی پہلو مدفن ہمین

فرط کاہش سے یہ حالت ہی کہ برسون ہوچکے
خواب مین بھی اب نہین آتا خیال تن ہمین

اب کسے ہی فرصت منت کشی ای باغبان
داغ دل دکھلا رہے ہین جلوۂ گلشن ہمین

آہ آتش بار سے طوق و سلاسل ہین گداز
موم سے بھی نرم ہی سنگینی آہن ہمین

غیر ممکن ہی امید صحبت پہلوے دوست
کم نہین رنج قضا سے منت دشمن ہمین

اس سوز و گداز سے یہ اشعار اُس مہ جبین نے پڑھے کہ امیر کو پسینہ آگیا ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کوکب نے یہان لوگون سے کہا ہائے کیا معشوقہ حور پیکر طلسم کشا کو ملی ہے معشوق عاشق مزاج امیر اسکے ساتھ ساتھ بمحبت باتین کرتے ہوئے چلے وہ نازنین قدم بقدم عذر کرتی جاتی ہی کہ مجھپر یہی عنایت صرف رہے تھوڑے ہی عرصے مین طلسم فتح کیجیے مین آپ کو خبر دیتی ہون کہ بادشاہ طلسم آمادۂ جنگ ہی لشکر جمع کر رہا ہی آپ ایسے وقت پر پہونچین کہ وہ لشکر نہ جمع کرنے پائے اگر اُسنے لشکر جمع کرلیا مشکل پڑیگی ایک جان کے لاکھون دشمن ہین آپکا خدا آپکو بچائے امیر باتین کرتے ہوئے بارہ دری مین تشریف لائے کوکب وغیرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین اُس نازنین نے امیر کو لاکر مسند پر بٹھایا اور پکار کر آواز دی ارے سب مرگئین ہمارے یہان مہمان آیا تم سب کہان گئین اری گلشن و غنچہ دہن و شیرین ادا و سرو قد اس طرح دس پانچ نام لیکر پکارا کنج باغ سے چالیس کنیزان مہ جبین بہ ناز و کرشمہ سامنے آئین جھک کر سب نے سلام کیے شعلہ جوالہ بنی ہوئین

کوکب نے کہا یارو جیسی معشوقہ خوبرو ہی ویسی ہی کنیزین بھی حاضر ہوئین اب وہ معشوقہ کے ساتھ چہلین کرینگے طلسم کشائی ہو چکی سب کہ رہے ہین حضور ایسی عاشق ملی اب کاہیکو وہان سے اُٹھینگے جب کنیزین آئین تو اس نازنین نے کہا ارے کمبختو کیا ٹکر ٹکر دیکھتی ہو مہمان عزیز کے واسطے شراب لاؤ ایک کنیز دوڑ کر گلابی شراب کی لائی جام بلورین لبریز کیا اسنے پنجۂ نگارین پر رکھکر عرض کی یہ جام محبت ہی نوش فرمائیے کوکب رشک مین مرا جاتا ہی کہا لو صاحبو اب شراب وکباب کا چرچا ہوا اب عیش وعشرت ہین کوکب آتش رشک پر لوٹ رہا ہی کہتا ہی یارو یہ جوان کیا صاحب نصیب ہی معشوقہ خاطر کر رہی ہی اپنے ہاتھ سے جام پلاتی ہی وہ چپکے بیٹھے ہین مُنھ سے بھی نہین بولتے یہان یہ نازنین مہ جبین جو جام ہاتھ پر رکھکر مسکرائی سفیدی وبراقی دانتون کی برق چمکی خرمن ہوش وحواس کو جلا دیا صاحبقران کا دل دھڑکا یا تو ہاتھ بڑھایا تھا کہ جام لیلیون دل جو دھڑکا ہاتھ رُکا اس نازنین نے کہا کیون حضور عرصہ کرتے ہین یہ جام نوش فرمایئے خیال خیر وشر دل سے دفع ہو یہان کوکب کہ رہا ہی یہ نخرہ تو جوان کا دیکھو وہ مہ جبین تو محبت جام پلاتی ہی وہ ہاتھ نہین بڑھاتے نہین معلوم کیا منظور ہی میرا دل گھبراتا ہی اس شخص کی نامنصفی پر غصہ آتا ہی یہ نہین منھ سے نکلتا کہ صاحب بیٹھ جاؤ یہان امیر کو خیال آیا کہ تمنے لوح کو نہین دیکھا اُسی وقت طرف لوح کے متوجہ ہوئے دزدیدہ نگاہ لوح پر ڈالی نوشتہ پایا ای طلسم کشا وای سیار این عجائبات اگر گلشن جادو اپنے دام مکر مین پھنسائے اور شراب پلانیکا ارادہ کرے خبردار شراب نہ پینا لوح قبضے سے نکلجائیگی پتھر کے ہو جاؤ گے کوئی رہا نہ کر سکیگا جام اسکے ہاتھ سے لیکر اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر جب نوشتہ لوح سے مطمئن ہوئے ہاتھ بڑھایا کہ لاؤ صاحب شراب پلاؤ اُس نازنین نے ہاتھ باندھکر کہا میرا دل گھبراتا ہی ایسا نہ ہو کہ آپ میرے ساتھ دغا کرین امیر نے فرمایا ای معشوقۂ خوبرو کون ایسا کور ظاہر اور کور باطن ہو گا کہ تیرے ساتھ بُرائی کرے کہا مین ڈرتی ہون بڑے بڑے مکارون سے آپ کو سابقہ پڑیگا مین مدت سے آپ کی مشتاق تھی اب جو جمال جہان آرا دیکھا میرے ہوش درست نہین ہین سب طرح کے خیال آتے ہین ہاتھ بڑھاتی ہی کہ جام دے انجام کے خیال سے رُکجاتی ہی اگلی جو اسنے ہاتھ بڑھایا امیر نے زبردستی جام لیلیا گلشن ہان ہان کرتی رہی امیر نے وہ جام اُسی پر پھینک مارا اُسنے ایک چیخ ماری کہ او ظالم یہ کیا کیا مین تو مٹتی ہون تو بھی زندہ نہ بچیگا او فیلان خود سر لینا ایسے فقرات کہتی جاتی ہی ہر موے جسم سے شعلۂ آتش نکلے

مثل ہیزم خشک جلنے لگی اور کنیزین سپٹ رہی ہین پکارتی ہین او ظالم ہمنے پہلے ہی کہا تھا کہ طلسم کشا کے مزاج مین رحم کہان ہمارا کہنا نہ مانا اپنے کو بلا مین پھنسایا کنیزین جو لپٹتین وہ بھی جلنے لگین باغ سے صدائے ہاہو آنے لگی کوکب نے یہان سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو طلسم کشا نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو جلایا وہ ہاتھی جو نابینا دروازے پر کھڑا تھا اُسنے جو یہ آواز مہیب سُنی در باغ پر ایک ٹکر ماری مثل انسان کے آواز دی ای فیلان فیلسوار اب اپنے کو ظاہر کر طلسم کشا نے گلشن کو جلا دیا مین تو نابینا ہوا تیری جرأت کا وقت ہی یہ جو کہا اندر سے اُس دیوار کے ایک جادوگر بشکل مہیب بصورت عجیب و غریب نکلا تیغہ برہنہ ہاتھ مین کہتا ہوا ارے غضب کیا میری معشوقہ کو مارا مین آج لٹگیا معشوق پر پھیرہ سے جھپٹ گیا یہ کہکر فیل پر سوار ہوا تیغہ برہنہ لیکر چلا صاحبقران ایک گوشے مین کھڑے ہین وہ فیلسوار تیغہ چمکاتا ہوا جب قریب امیر پہونچا کوکب سے ضبط نہ ہو سکا پکار کر آواز دی ای طلسم کشا واسطہ اپنے دین و مذہب کا حکم دے تو مین آ جاؤن یہ ساحر زبردست ہی قیامتین برپا کریگا ایک اشارہ کرون کہ برق اسپر چمککر گرے مع فیل دو ٹکڑے ہون امیر نے فرمایا خبردار میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ سب معاملہ بگڑ جائیگا کوکب نے سر پیٹ کے کہا یارو سُنتے ہو اپنی ہی کہے جاتا ہی یہان فیلسوار نے جیسے ہی ہاتھ مارا امیر نے بجائے سپر کے لوح کو آگے کر دیا وار اُسکا قریب سر صاحبقران نہ آیا تلوار سے ایک شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ ہی جلنے لگا کوکب نے کہا لو یارو اسکا سحر اُلٹ گیا جو اُسنے چاہا تھا وہ نہ ہوا اگر پورا تیغہ پڑتا دو ہی ٹکڑے ہوتے اب جو وہ ساحر جلنے لگا جسم سے اُسکے شعلۂ آتش اسقدر نکلے کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر دیوار و در سے آگ نکلتی تھی امیر باغ سے باہر نکل آئے تھوڑے ہی عرصے مین وہ باغ جلکر خاک ہوا کوکب نے دیکھا کہ ایک لاشہ بڑھیا کا پڑا ہی فیلسوار اور فیل کا پتہ نہین امیر نے پکار کر آواز دی ای بادشاہ یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا یہ وہی معشوقہ خوبصورت ہی دیکھو اب کیا کیفیت ہی کوکب نے کہا دیکھین ہمارا مطلب کب ظاہر ہو امیر نے فرمایا انشاء اللہ سب کیفیتین ظاہر ہونگی کل منسوبات اسی صحرا مین ہین یہ کہکر امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا ایک مرتبہ آواز دی ای افسر لشکر گرد آباد اپنے کو ظاہر کر اُس صحرا مین ایک نخل چنار تھا یہ کہتے ہوئے قریب اُس نخل کے پہونچے آخر اُس نخل کو بقوت صاحبقرانی اُکھیڑا نخل زمین پر گرا ایک مُہرہ نقب کا ظاہر ہوا صاحبقران اُسمین پھاند پڑے کوکب نے کہا اور غضب دیکھیے

نقب میں کودنا کیا ضرور تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جادوگر گرگدن پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحر ہاتھوں میں حربہ ہاے سحر لیے ہوئے وہ ساحر للکارتا ہوا او طلسم کشا کہاں گیا کوکب نے کہا میں جاکر اس کل لشکر کو ایک سحر میں غارت کردون سب نے کہا آپ دخل نہ دیجیے وہ ہر مرتبہ منع کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کوکب نے دیکھا کہ صاحبقران پشت پر طائر کے سوار بتعجیل چلے آتے ہیں طائر نے آکر صاحبقران کو اُتارا زمین پر آتے ہی امیر نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم قاتل کافران جہان
پذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ وادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان پے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شندار جنگ ببدین ذلیل و نزار

تلوار کھینچکر مجمع ساحران پر جا پڑے تین لاکھ ساحرون نے امیر کو چار جانب سے گھیرا ہے امیر مصروف جنگ ہیں لوح چمکار ہے ہیں جس پر عکس پڑا وہ نابینا ہو گیا وہ جو سب کا افسر ہے اُسنے پکار کر آواز دی یارو کیا کرتے ہو اس جوان پر سحر نہ کرو تلوار و تیر و تفنگ سے ارلو اب سب ساحرون نے تلوار کھینچی صاحبقران پر حربے پڑنے لگے کوکب سر پیٹ رہا ہے پکارتا ہے اے امیر اپنے دین و مذہب کا واسطہ میں آپ کی جرأت پر ناز کرتا ہون اب مجھے اپنے پاس آنے دیجیے میں ایک سحر میں زمین اُلٹ دونگا یہ لوگ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے ایک سحر میں بھاگ جائینگے اگر کہدون تو اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کاٹ لین تم اپنے کمال کے آگے کسی کی حقیقت نہیں جانتے امیر نے بآواز بلند فرمایا خبردار اے بادشاہ میری شرکت کا ارادہ نہ کرنا انشاءاللہ اس لڑائی کو فتح کرلونگا ان سب بیچاؤن کو شکست دونگا تمھاری آمد کا وقت بھی آتا ہے تم فقط تماشا دیکھو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ غضب ہوگا کوکب نے منہ پیٹ کر کہا لو یارو سنا وہ تو بڑا مغرور ہے عقل و فراست سے دور ہے اپنی ہی کہے جاتا ہے تین لاکھ آدمی ایک شخص کو گھیرے ہیں کس کس کو جواب دیگا ایسا نہ ہو کہ دشمن اسکے مارے جائیں میرا دل کانپ رہا ہے کہ اسپر کوئی زوال نہ آجائے سب جادوگر کہتے ہیں آپ تو ہر چند فرماتے ہیں اُنکو اپنی جرأت پر

تا ہی یہان امیر مصروف جنگ ہین یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ آپڑے تو باعث خرابی ہو
لڑنے مین بھی منع کرتے جاتے ہین جب چہار جانب سے تلوارین خنجر نیزے وغیرہ پڑنے لگے ہر چند کہ
صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے لڑ رہے ہین ہزار ہا حربہ پڑ رہا ہی کس کس کو ردکین زخمی بھی ہونے لگے
جسم جو صاحبقران کا تیرون سے مشبک ہوا کوکب نے ساتھ والون سے کہا کیون صاحبو دیکھو
اب ساحرون نے گھیر لیا اکیلے کس کس کو مارینگے زخم بھی جسم پر پڑنے لگے کئی زخم کھا چکے اب سامری
وجمشید اسکو بچائین ایک سحر مین سب خاتمہ کر سکتا ہون مگر وہ نہین مانتا اپنی ہی کیے جاتا ہی زخم بھی
اُٹھائے یہی کلام ہی کہ میری مدد کو نہ آنا افسوس ہمارا کچھ مطلب نہ ہوا اُس شخص کی جان پر بنی ہی ہم
آخر کیا کرین تمام ساحر وغیر ساحر یہی کہینگے کہ کوکب روشنضمیر نے امیر کو قتل کرایا صاحب اختیار ہو کر
مجبور رہا اس حال کو کون دیکھے کہ مین دمبدم کہتا ہون تین لاکھ ساحرون سے اکیلے کی جنگ سراسر
عقل سے دور ہی یا خداوند سامری وجمشید بندہ آپ کا کسی بات مین کم نہین لیکن اس شخص کے غرور
نے اسکی جان لی یہ کہتا ہوا ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ بڑھون صاحبقران منع کرتے ہین کوکب بڑھکر
رُکجاتا ہی لیکن امیر نہنگانہ دلیرانہ لڑتے ہوئے طرف افسر کے جاتے ہین چاہتے ہین کہ جا کر افسر کو
مارون افسر دور کھڑا ہی ساتھ والون کو ترغیب دے رہا ہی ہر مرتبہ پکار کر کہتا ہی یارو کیا غیرت کی
بات ہی ایک اکیلے پر تین لاکھ ساحر ٹوٹے ہوے ہین مقام غیرت ہی ارے چہار جانب بلوہ کر کے
ٹوٹ پڑو کیا ایک ہی مرتبہ سب قتل ہو جاؤ گے امان نہ پاؤ گے افسر جادو جو سب کا افسر ہی جب
اس طرح ترغیب دیتا ہی تمام ساحر جو بلوہ کرتے ہین ہزار ہا تلوار و خنجر امیر پر پڑ رہے ہین کس کس سے
اپنے کو بچائین ضرور ایک دو وار جسم اقدس پر پڑتے ہین تمام جسم غربال بنا ہوا ہی مگر رستانہ لڑ رہے ہین
جس غول پر جا پڑے درہم و برہم کر دیا میدان لاشون سے بھر دیا جسم سے سرلٹے خون کے بلند
نہایت دردمند مرکب طرارے بھر رہا ہی صاحبقران کو بچاتا ہی مگر چہار جانب سے حربے پڑ رہے ہین
کبھی لوح کو چمکاتے ہین ہر مرتبہ یہی قصد ہی کہ اپنے کو تا بہ افسر جادو پہونچاؤن ساحر نہین جانے
دیتے ہین اگر ایک غول ہٹا یا دس غول آکر جمگئے امیر کو بڑھنے نہین دیتے کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا
گھبرا کر گھوڑے سے کود آستینین چڑھائین ساتھ والون سے کہا یارو اب مین نہ رکونگا اب حمزہ
قتل ہوا چاہتا ہی میرا دل نہین مانتا کیا سخن ناشنو ہی مجکو پکارتا نہین اگر آواز دیتا مین فوراً

جا پڑتا ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دیتا مگر ہائے وہ میری بات نہین مانتا اپنی جرأت پر ناز ہی مین طعن تشنیع نہ کرتا
اُنکو یہی بڑا خیال ہی کہ جرأت مین فرق پڑیگا مجکو اسکا خیال بھی نہین ہماری اُنکی صلاح سے یہ معاملہ ہوا ہی
ناحق کا اُنکو خیال ہی یہ کہتا ہوا کوکب صف سے بڑھا یہان صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب علمدار پہونچے
علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے روک کے وار کیا مع علم علمدار کے دو ٹکڑے کیے علم لشکر سرنگون افسر کا
کلیجہ خون ہلڑ ہوا کہ طلسم کشا نے علمدار کو مار اقضاے کار امیر نے پلٹ کر دیکھا کہ شہنشاہ کوکب تاج کو کج کرتا ہوا
دس قدم آگے بڑھ آیا چاہتا ہی کہ گولہ نکالون مدد کو صاحبقران کی جا پڑون امیر نے پکار کر آواز دی ای
بادشاہ خبردار میری مدد کو نہ آنا یہ سنکر کوکب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو سنا تمنے ابھی تک وہ ہی باتین چلی جاتی ہین
وہ کبھی میرا کہنا نہ مانیگا آخر کار مارا جائیگا انتہا کا بلوہ ہی اکیلا کس کس کو روکے کس کس کو ٹوکے یکہ تاز میدان
جلالت شیر مبشیہ جرأت کیا تعریف کرون جہان یہ جلالت ہی وہان یہ حماقت بھی ساتھ ہی کسی کی بات نہین سُنتے
وہان امیر نے لوح کو دیکھا اسم حاشیۂ لوح پکار کر پڑھا نعرے کرتے ہوئے چلے قضاے کار افسر نے جو دیکھا
کہ علمدار کو طلسم کشا نے مارا میری جانب آتا ہی حیران ہو گیا سمجھا کہ طلسم کشا سے میری جان نہ بچیگی زمین پر گرا
غلطاک مار کر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلا امیر کی نگاہ لوح پر پڑی نوشتہ پایا کہ اگر یہ اُڑ کر نکلگیا تو بڑا فساد کریگا
امیر نے قربان سے کمان ترکش سے تیر تین پھال کا نکالا تاک کر مارا تو وہ سینے پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا
جسم سے اسکے بجاے خون شعلہ ہاے آتش نکلے ساحرون پر گرے ساحر جلنے لگے کوکب اُچھل پڑا کہا صاحبو
ناز اسکا بیجا نہین ہی کیا کمال کیا افسر کو بھی مارا ساتھ والے بھی اُسکے جلنے لگے مگر مقام افسوس ہی کہ ہمارا
مطلب ابتک ظاہر نہ ہوا نہ توحنا ے گلگون پوش کا حال معلوم ہوا نہ وہ ملعون گرد آباد جادو
معلوم ہوا کوکب تو مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی لیکن افسر جادو کے مرتے ہی اسطرح کا دناٹا ہوا کہ زمین
تھرا گئی اسطرح کا غبار اُڑا کہ تمام صحرا تاریک ہو گیا اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم ہوتا زمین تھرا رہی ہی کوکب
کہتا ہی یاروا ابتو میرا ضرور کام ہی مشعلہاے سحر روشن کرون رات کا دن کردون مگر وہ ظالم میرا کہنا نہ مانیگا
کس غضب کا اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی نہین معلوم اُس شیر مبشیہ جرأت پر کیا گذری کوکب یہ کہ رہا تھا کہ پھر
ایک صداے مہیب آئی صحرا تمام روشن ہوا کوکب نے دیکھا اُس صحرا مین ایک قلعہ سر بہ فلک کشیدہ برج بار
کنگرے سے آراستہ لکھ در لکھ ساحر اندر سے قلعے کے چلے آتے ہین یہی ہلڑ ہی کہ طلسم کشا کو پکڑ لو زندہ نہ بچنے پائے
اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا اپنے بھائیون کا بدلہ لین مراد بر آئے جو طلسم کشا گرفتار ہوا در بالا

قلعہ ایک تخت زبرجدی بچھا ہی ایک ساحر سیہ فام تاج یا قوتی سر پر بکبر و نخوت وہ بد سیرت تخت پر بیٹھا ہی
ہزار ہا وزیر و امیر گھیرے ہوئے بیٹھے ہین اور قفس ملکہ حنائے گلگون پوش کا آگے رکھا ہی ہر مرتبہ
قفس پر ہاتھ رکھکر کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان تیرے واسطے مین نے یہ جفا اٹھائی سا
طلسم برباد ہوا مقام خدائی چھوٹا مرحلہ جات شکست ہوئے طلسم کشا لڑتا ہوا آتا ہی دیکھیے اب کیا ہو
جان بچے یا نہ بچے یہ جو کوکب نے دیکھا اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور یہ بھی دیکھا کہ صاحبقران کو لاکھون
جادوگر گھیرے ہین وار پڑ رہے ہین مگر نہنگا نہ و لپنگا نہ لڑتے ہوئے جاتے ہین نعرے پر نعرہ بلند ہی ہر مرتبہ
فرماتے ہین او ملعون و بیدین مین نے تجکو پہچانا خبردار معشوقۂ شاہ کو ہاتھ نہ لگانا اگر مرد ہی تو زیر قلعہ آکر
مجھسے مقابلہ کر تو جرأت تیری دیکھین مثل دزدون کے کیا حرکات بیباکانہ کرتا ہی کسی کے ناموس پر
دست اندازی یہ حیلہ سازی وہ ساحر جواب دیتا ہی او طلسم کشا تو نے آکر یہ قیامت برپا کی ورنہ اس
بادشاہ کی کیا حقیقت تھی کہ ما بدولت تک آتا یا مجھسے آنکھ ملاتا یہ کلمات جو گردآباد نے کہے کوکب نے
کہا اور مزا دیکھیے یہ ملعون مجھسے مقابلہ کرتا ایک سحر مین پھونکدون خاک مین ملادون اب مین نہ رکونگا یہ کہکر
کوکب چلا امیر نے پھر آواز دی ای بادشاہ خبردار لڑائی مین شریک نہ ہونا اب تھوڑا زمانہ تکلیف کا
اور باقی ہی کوکب نے کہا اب مین کب مانتا ہون میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین معشوقہ کو دیکھتا ہون
قفس مین گرفتار میرا دل کیونکر مانے جان دونگا ایک اشارے مین آگ لگا دونگا اس ملعون کا غرور مٹا دونگا
لاکھ کہا کرین مین اب نہ سنونگا ضرور جا پڑونگا اپنی تو یہ کیفیت ہی نظم

غور کرنا دوستو مجھ ناتوان کے حال کو
دیکھنا تھا ہائے کس پردہ نشین کے حال کو
سر کٹے لاکھون بلا سے آبرو باقی رہی
بڑھتے بڑھتے اشک دامن تک گذر کرنے لگے
کاتب تقدیر کو کچھ اور بھی منظور تھا
تاج گو ہر سر پہ پہنا آبلون سے خار نے
بے تکلف جلوۂ حسن صنم تھا اسقدر
اب نہین حاجت جو ہون ممنون عیسی و قضا

آئنہ محتاج ہی نظارۂ تمثال کو
خاک کے پتلے مین آئی روح استقبال کو
شمع نے جنبش نہین دی پائے استقلال کو
رفتہ رفتہ گود مین لینا پڑا اطفال کو
لکھتے لکھتے رہگیا نقطہ بنا کر خال کو
وقف صحرا کر دیا ہمنے جنون کے مال کو
مہر کو رخ مہ کو عارض برق سمجھا چال کو
جنبش لب یار کی کافی ہی دونون حال کو

روشن و تاریک مین یکسان ہر امجکو ملا
مصطفےٰ سے ہی تجھے چشم شفاعت ای نسیم

مصحف رو کا ترے نقطہ مین سمجھا خال کو
بخش دیگا ایزد بر حق ترے اعمال کو

اس بیقراری سے کوکب نے یہ اشعار پڑھے کہ سننے والے رونے لگے سب نے عرض کی ای شہنشاہ صبر کیجے
دل پر جبر کیجیے حقیقت مین آپ نے بڑے صدمے اُٹھائے اب وقت ملاقات قریب آگیا کوکب نے کہا
اب مین نہ مانونگا یہ کہکر بڑھا ہر چند ساتھ والون نے کہا کوکب نے کسی کا کہنا نہ مانا آگے بڑھتا ہوا
چلا جاتا ہی امیر اب بھی پکار رہے ہین کہ ای بادشاہ میرے پاس آنیکا ارادہ نہ کرنا ورنہ بہت پچتائیگا
کوکب غیظ و غضب مین سنکر نہ رہے اتنے مین آگے بڑھا وہان امیر خندق سے چند قدم پیچھے ہٹے ہوئے
لڑ رہے ہین کہ کوکب کا نعرہ ہوا آواز دی باشید ای ساحران بچیا مین آپہونچا دیکھون تو کیسا سحر
کرتے ہو یہ کہکر گولہ مارا کئی ہزار ساحرون کے سر کٹکر گرے زمین کانپی دو تین سحر جو کوکب نے کیے کئی لاکھ
جادوگر مر کر گرے کوکب بڑھتا چلا جاتا ہی ہر چند کہ وہ وقت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہین پہچانتا
مگر امیر اُس حال پر ملال مین بھی پکار رہے ہین کہ ای شاہ کیا کرتا ہی کوکب کب سُنتا ہی چلا ہی جاتا ہی آخر
قریب خندق پہونچا یہ تو ظاہر ہی کہ کوکب کا سحر بے مثل نہین ایک گولہ جو مارا یا تو خندق مین آگ جل رہی تھی
پانی برسا آگ بجھ گئی شعلے بھڑکنا موقوف ہوئے امیر بھی ایک جانب لڑ رہے ہین علمدار کو مارا علم فوج کو
قلم کیا کسی مقام پر نہین رُکتے کوکب تو شعلۂ جوالہ بنا ہوا خندق کو فرا یا جادوگرون نے جو آکر روکا
ایک سحر مین دس دس ہزار کو مارا کبھی دو پتھر زمین پر مارا غار پیدا ہوا دس بیس ہزار ساحر اُسمین
غرق ہو گئے نخل گرائے اُسمین ہزارون کو پامال کیا امیر بھی خندق کو فرائے اُس پار پہونچے کوکب تو
برق جہندہ ہی امیر سے ہزارون قدم آگے بڑھ گیا پھاٹک کو آکے گرا دیا ٹیک کر تلوار کو حسبت کی اُس وقت
امیر کی بیقراری کہ ای بادشاہ کہان آتا ہی کیون میری مشقت کو مٹاتا ہی کوکب کیونکر رُکے ملکہ حنا
کوکب کو دیکھکر بیقرار ہی چیخ رہی ہی کہ ای شہنشاہ عالیجاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے سات روز
گذرے یہ مصیبت اُٹھاتے ہوئے کاشکے میری جان نکلجائے اس ظالم کے ظلم سے سامری بچائے اب
صبر نہین ہو سکتا ای میرے بادشاہ مجکو اس ظالم کے ہاتھ سے آکر بچائیے کوکب یہ صدائین سُنکر اپنے
ہوش مین نہین ہی امیر تو لڑتے بھڑتے تا بہ در قلعہ پہونچے ہین اودھر کوکب تو جست و خیز کرتا ہوا بالا سے قلعہ
پہونچا گرد آباد جادو سے کلام ہونے لگے دو گولے گرد آباد نے کوکب کو مارے کوکب بھلا اسکے سحر کو کب

قبول کرتا ہی اشارہ دن مین دفع کردیے آپ تیغے کو ٹیک کر حسبت کی چھجّے پر پاؤن جمایا للکارا او بچیا مین
آپہونچا تو نے غضب کیا ایک عورت کو لاکر ایسا مبتلا با مردان عالم سے مقابلہ کر خبردار قفس سے ہاتھ ہٹا لے بوٹیان
کاٹ کے پھینکدونگا کئی افسر بڑھے اُن افسرون نے کوکب پر سحر کیا کوکب نے کسی کو قبضہ مارا اُسکا سر پھٹ گیا
کسی کی کمر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چورنگ ہوائی قلم کیا چالیس پچاس افسرون نے اُس مقام پر سحر کیے کوکب نے
سب کو جواب دیے کسی کے سحر سے ضرر نہ پہونچا اُن سب سردارون کو مار کر جب قریب گرداباد پہونچے ابتو
گرداباد اُٹھ کھڑا ہوا کچھ ہاتھ ہلایا کچھ آنکھون کو گردش دی پکارا یا سامری دجمشید میری مدد کو آؤ اس
ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ کوکب جو برابر پہونچا گرداباد نے ہاتھ تلوار کا مارا کوکب کی آنکھون کے نیچے اندھیرا تھا
فوج غم والم نے گھیرا تھا انتہا کا غصہ ہی کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کے پھینکدی اس بے ادب نے خنجر مارا
کوکب نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا سر گرداباد کا اُڑگیا یہان زیر قلعہ امیر نے علمدار لشکر کو مارا
علم فوج سرنگون ہوا ساحرون مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کوئی پکارتا تھا ای شہریار آپ کا مذہب
قبول کرتے ہین دل وجان سے اطاعت کرتے ہین آپ کے دشمن کو مارین امیر فرماتے ہین تم اپنی فکر کرو
دوسرے کا خیال نہ رکھو ساحر گرد پھر رہے دیکھ رہے ہین کہ ایک ایک کو سرفراز کر رہے ہین وہان کوکب
نے جو گرداباد کو مارا ایک دہماکا ہوا زمین کانپی برقین چمکنے لگین صدائے ہاہو بلند آسمان سے آگ
برس رہی ہی اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ کوکب گرداباد کو مارکر قفس ٹٹولتے پھرتے ہین قفس دستیاب
نہین ہوتا اس وقت کوکب کا گھبرانا چاہتا ہی کسی سے پوچھون کبھی مشعل سحر روشن کی کبھی آواز دی کہ
ارے کوئی حاضر ہی چونکہ صاحب حکومت بادشاہ با اختیار ہی جیسے ہی یہ آواز دی کہ کوئی حاضر ہی ایک
سُنہرا پتلہ حاضر حاضر کہکے سامنے آیا کہا کیا ارشاد ہوتا ہی کہا ارے دیکھ تو قفس ملکہ حنا کا کہان ہی میری نظرون
سے نہان ہی پتلے نے چہار جانب نگاہ ڈال کے کہا اس مقام پر قفس نہین ہی کوکب نے کہا آخر قفس کہان گیا
عرض کی غلام واقف نہین اب کوکب کی پریشانی آئینہ رخسار پر حیرانی یہان امیر نے سب کو تسخیر کرلیا
سب ساحر مطیع الاسلام ہوئے اب روشنی ہوئی کوکب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ لاشہ ایک زنگی کا پڑا لوٹ رہا ہی
قفس کا کہین نشان نہین سر جھکائے قریب امیر کے آیا کہا ای شہریار بڑا غضب ہوا مین تو لٹ گیا کسی کام کا نہ رہا
ملکہ حنا کے قفس کا کہین پتہ نہین ملتا امیر نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ای بادشاہ تمنے ہمارا کہنا نہ مانا مقدمۂ طلسم مین
دخل دینا مناسب نہ تھا ہم ہر مرتبہ منع کرتے تھے وزیر دل امیرون کو بُلاؤ وزرا و امرا حاضر ہوئے امیر نے فرمایا

کچھ تمکو معلوم ہی کہ گرد آباد جادو کہان ہی اور قفس ملکہ حنا بھی لیگیا وزرا نے عرض کی جسدن سے خداوندائس
عورت کو لائے آٹھ پہر منت و خوشامد کرتے تھے لیکن ایسی عورت صاحب عصمت ہماری نگاہ سے نہین گذری
آب و دانہ بھی بند رہا قفس مین قید بھی کیا لیکن اُسنے یہی کہا کہ ای شخص قتل کرنیکا تجکو اختیار ہی اگر میری عصمت
کو ہاتھ لگائیگا مجکو زندہ نہ پائیگا سر ٹکرا کے جان دونگی ہاتھ مین الماس کی انگوٹھیان ہین انکو چبا جاؤنگی
میرا شوہر مجکو چھڑانے آئیگا نہین معلوم اُسپر کیا گذری لیکن غلام بخوبی جانتے ہین کہ گرد آباد فقرہ دیکے نکلگیا
پنجرا بھی ملکہ حنا کا لیگیا آپ کو دھوکا دیگیا امیر کو سناٹا آگیا کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب نے بعد عرصہ دراز
آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای شہریار آپ لوح کو ملاحظہ فرمائیے دیکھیے لوح مین کیا نکلتا ہی امیر نے
لوح کو ملاحظہ فرمایا لوح مین یہ مضمون نکلا کہ ای طلسم کشا دالسلام والاکرام مرحلے سب شکست ہوئے
لیکن گرد آباد جادو قفس ملکہ حنا کا لیکر نکلگیا اب مناسب یہ ہی کہ طرف مشرق کے جائیے ضرور دستیاب ہوگا
امیر نے فرمایا ای بادشاہ ہمنے منع کیا تمنے دخل دیکر معاملے کو بڑھایا اگر تم دخل نہ دیتے تو بادشاہ طلسم
مارا جاتا ہم بحکم لوح قتل کرتے اسی وجہ سے ہمنے کئی مرتبہ منع کیا تمنے ہمارے کہنے کو خلاف جانا مقدمہ طلسم
مین ہم کیا کہین ہم ہی تلاش کرینگے اب بھی ہمارا کہنا مانو تم اس قلعے مین بیٹھو ہم برائے تلاش گرد آباد
جاتے ہین سر بھی اُس مفسد کا لائینگے حنا کو بھی تمسے ملائینگے مناسب یہ ہی کہ تم یہانسے قدم نہ ہٹاؤ ہم
جاتے ہین تلاش کر کے لاتے ہین یہ کہکے مرکب منگوایا پشت مرکب پر سوار ہوئے کوکب کو خوب سمجھایا
آپ پشت مرکب پر سوار ہو کے بحکم لوح طرف مشرق کے چلے اب حال بدمآل اُس خرس بادیۂ ضلالت کا
تحریر کرتا ہون کہ امیر تو پشت مرکب پر سوار ہو کر بتلاش گرد آباد جاتے ہین جہان پہونچینگے حال خجستہ آل
تحریر کرونگا مگر جب کوکب سحر کرتا ہوا مثل شیر غضبناک بالائے قلعہ پہونچا جس طرح تحریر کر گیا ہون اُسی طرح
مقابلہ کیا گرد آباد نے اپنی صورت کا جوان بنا کر سامنے کوکب کے کر دیا کوکب نے بطور مذکور مارا وہ
گرد آباد نہ تھا زنگی قتل ہوا گرد آباد سوچا کہ کوکب تو میرا کیا کر سکتا ہی مگر طلسم کشا جو لڑتا ہوا آتا ہی اسکے
سامنے مشکل پڑیگی یہ سوچکر صحرا مین اندھیرا کر دیا اُسی اندھیرے مین قفس لیا پرواز پیدا کر کے ایک جانب
بھاگا ملکہ حنا متموج ہوا سے بیہوش ہو گئی تھین گرد آباد جب دس پانچ کوس نکل آیا ملکہ حنا قفس مین
بیہوش پڑی ہین ایک پہاڑ پر اُترا سوچنے لگا کہ اسی عورت کی وجہ سے مقام خدائی چھوٹا طلسم مین آکر
چھپا وہان بھی نہ رہ سکا اب کسی اور ملک مین دعوی خدائی کرونگا جاہلون کو تسخیر کرلونگا پھر وہی رنگ

بندھ جائیگا لیکن جس واسطے یہ جفا اُٹھائی وہ مطلب تو حاصل کرون خوشی سے تو یہ عورت نہ مانیگی ایک موہنی پڑھون کہ قلب اسکا اُلٹجائے مثل میرے مجھپر عاشق ہو یہ سوچکر اُسی پہاڑ پر فرش بچھایا مسند تکیہ لگایا چند گلدستے سحر کے بنائے اُسی مقام پر رکھ رکھدیے ملکہ حنا کو ہوشیار کیا قفس سے نکالکر بٹھا دیا اب جو ملکہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی جلاد صاحب بیداد دست بستہ بیٹھا ہی منتین کررہا ہی ملکہ حنا نے کہا ای شخص کیون اپنی اوقات ضایع کرتا ہی مجھکو قتل کر مین تیرا کہنا کبھی نہ مانونگی گرد آباد نے سر پیٹ لیا کہا ارے ظالم مین تو تباہ ہوا دل پر چھریان چل رہی ہین ہڈیان جسم کی جل رہی ہین ملکہ حنا نے کہا او ظالم ایک ہاتھ تلوار کا مار دے بار سر اُتر جائے اب دل قابو مین نہین ہائے میرا چاہنے والا میرے پہلو مین نہین نظم

اشک آنکھون مین ڈر سے لا نہ سکے
رہگئے دیکھکر بُلا نہ سکے
کیا ہوے تیرے حوصلے ای اشک
گالیان بھی مجھے سُنا نہ سکے
پانؤن چوما کیے حنا کی طرح
لب تک اپنے سوال آ نہ سکے
اضطراب قضا ہوا یہ نسیم

دل کی بھڑکی ہوئی بُجھا نہ سکے
تھین جو اُسمین حیا کی کچھ باتین
حرف تقدیر کو مٹا نہ سکے
گو بہت پاس غیر تھا لیکن
جب کوئی اور رنگ لا نہ سکے
نہ ملی اُسنے پانؤن مین مہندی
کہ گلے بھی اُسے لگا نہ سکے

نہ ہلی جب زبان نزاکت سے
شکوہ میرا وہ لب پہ لا نہ سکے
تھا یہ خطرہ کہین پسند نہ ہون
آنکھ ہمسے بھی وہ چُرا نہ سکے
خامشی تھی بشکل زخم مجھے
رنگ اپنا عدو جما نہ سکے

ملکہ حنا نے اس طرح بیقرار ہوکے یہ اشعار پڑھے کہ گرد آباد اور بھی پس گیا ہاتھ باندھنے لگا ملکہ نے جب نہ مانا منت و خوشامد سے عاجز آیا ایک گلدستہ اُٹھا کر سُنگھا دیا گلہائے سحر کی جو بو دماغ مین پہونچی رنگ حنا متغیر ہوا تھرا کے گری بیہوش ہوگئی گرد آباد نے اور سحر کیے بعد تھوڑے عرصے کے جو ملکہ کی آنکھ کھلی قلب اُلٹ گیا صورت گرد آباد کی دیکھکر کہا ای گرد آباد مجھے بھی تجھسے محبت قلبی ہی جو تیری خواہش ہو مین بسر و چشم حاضر ہون ایسے چاہنے والے کسے ملتے ہین یہ جو حنا نے بمحبت کہا گرد آباد دچھولگیا ہاتھ باندھکر کہا مین تو غلام ہون عمر بھر خدمتگزاری کرونگا ملکہ حنا نے کہا جو تیری خوشی مین سب طرح موجود ہون اب تو گرد آباد ملکہ کو پہلو مین لیکر بیٹھا کہتا ہی سُنو صاحب مین کسی ملک مین چلکر سامان خدائی درست کرونگا تمکو نائب بناؤنگا آپ خداوند بنکر بیٹھون رنگ بندھ جائیگا لاکھون مطیع ہونگے حنا کہتی ہین جو تمھاری خوشی مین سب طرح تابعدار ہون اب عاشق و معشوق باتین کررہے ہین معشوق بھی عاشق مزاج حسینان جہان کے سر کا تاج خوش بیٹھا ہی

باتین راز و نیاز کی جانبین مین ہو رہی ہین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا کیون ای خداوند آج اگر ہمارے قلعے مین ہوتے چالیس ہزار کنیزین ستر ہزار غلامان ترکی و رومی و چینی براے خدمتگزاری حاضر رہتے اسوقت دست لبستہ حاضر ہوتے ہمارے تمھارے وصل کا سامان اور یہ بے لطفی شراب و کباب بھی میسر نہین یہ سنکر گرد آباد بھی رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین بھی اُس گنبد پر خدائی کرتا تھا لاکھون بندے آتے تھے نذر و نیاز لاتے تھے جس شی کا نام لے دیا ہزارون من حاضر ہوتی تھی اب ایک گلابی بھی شراب کی ممکن نہین مین ابھی شراب لاتا ہون یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا ساحر بر دست بادۂ کبر و نخوت سے مست پر پرواز پیدا کر کے چلا کسی بھٹی سے ٹھرا مول لیا کچھ کابلی مٹر کچھ کچالو لیکر بتعجیل آیا وہ سب سامان ملکہ حنا کے سامنے رکھدیا کہا لو صاحب یہ حاضر ہی ملکہ حنا شراب کو دیکھکر اور زیادہ بیقرار ہوئین کہا کیون صاحب ہم نہین جانتے کہ شراب کیونکر پیتے ہین جس وقت چرچا شراب و کباب کا ہوتا تھا غلامان گلعذار و ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار بصد لطف بیشمار لیکر حاضر ہوا کرتے تھے بخوشامد شراب پلاتے تھے آج یہ بے سامانی یہ حیرانی و پریشانی افسوس ایک ساقی بچہ بھی ممکن نہین ان کلمات حسرت پر عاشق و معشوق ہاہاکار کر رونے لگے اپنے سامان عیش و نشاط یاد آتے ہر مرتبہ یہی کہتے ہین کہ ہائے اب شراب کیونکر پئین کوئی اونڈیل کے پلانے والا بھی نہین دونون عاشق و معشوق اس انتشار مین تھے کہ جنگل سے گانے کی آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

ارمان نکلجائین کچھ عاشقِ مضطر کے
آنسو نہ مرے پونچھو رو لینے دو جی بھر کے

مین دل کی طرح انکو پہلو سے لگائے ہون
سب زخم ہین راحت مین قاتل ترے خنجر کے

دیکھے جو غضب تیرے کچھ کہ نہ سکے ظالم
ناسور مرے دل مین رہ رہ گئے منھ کر کے

کہ دیتے ہو باتون مین جو حال گذرتا ہی
پڑھ لیتے ہو تم انتو الفاظ مقدر کے

کسواسطے بیرخ ہو گھبراتے ہو کیون اتنا
دو باتین ہین عاشق کی قصے نہین دفتر کے

کچھ سیکھ لیا شاید انداز تمھارا سا
کیون صبح کے دامن مین منھ چھپگئے اختر کے

پڑتی ہی نظر جسجا خالی نہین روزن سے
عاشق کے بھی دل مین ہین انداز ترے گھر کے

گرد آباد و حنا نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک گویے کا لڑکا زعفرانی جوڑا پہنے ہوئے کلاہ بھاری سر پر

مشروع کا پائجامہ پائچے چڑھائے ہوئے بھاری جوتا پاؤن مین ڈفلی ہاتھ مین اس رنگ سے گاتا ہوا آتا ہی کہ جانور آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین آہوان صحرا کرچھالین بھرتے ہوئے صحرا سے نکلتے ہین آنکھین گردش کرتی ہوئین گانیوالے کا منھ دیکھکر روتے ہین کسی جانب سے شیر دھڑ وکا مار کر نکل آیا صدا گانیکی سنکر ایسا مبہوت ہوا کہ آہو کو شکار نہ کرسکا ٹہلتا ہوا جنگل کو نکلگیا اس رنگ سے وہ لڑکا چلا آتا ہی حنا نے بیقرار ہوکر کہا یا خداوند کیا موزون تقدیر کی ہی حقیقت مین تو خداوند ہی یہی ہمکو شراب پلائیگا سامنے بیٹھکر گائیگا دل کو لبھائیگا اسکو بلائیے حقیقت مین کیا گاتا ہی ہر تان پر نشتر پڑتے ہین گرد آباد نے کہا مین ابھی لایا یہ کہکے گرد آباد سحر کرکے گرا جس طرح باز گنجشک کو اُٹھاتا ہی اس طرح اُس لڑکے کو اُٹھا لایا سامنے حنا کے لاکر بٹھا دیا جب ہوا چلی لڑکے کی آنکھ کھلی سامنے ایک زن حسین کے ایک ساحر سیہ فام کو دیکھا ہزارون دعائین دینے لگا حنا سے کہتا ہی آپ کی ترقی حسن وجمال ہو گرد آباد سے کہتا ہی آپ کا ترقی پر جلال ہو ایسے فقرات کہے کہ دونون اس فصاحت و بلاغت پر خوش ہوگئے لڑکے سے کہا کچھ گاؤ لڑکے نے کہا مجھے فرصت نہین اسوقت شراب کی بھٹی پر جاؤنگا سامنے شراب پینے والون کے گاؤنگا پیسہ پیسہ سب دیتے ہین چار چھ گنڈے ملجائینگے باداکوٹھے پر سے گر پڑے انکا کولہ اُتر گیا تان سنوار خان انکا لقب ہی سارے شہر مین مشہور ہین اب گھر کی روٹی ہمارے ذمے ہی گرد آباد نے کہا صاحبزادے دو چار آنے کیسے ہمسے روپیہ لو یہ کہکے روپیہ سامنے لڑکے کے پھینکا لڑکے نے کہا واہ حضور ہم پیسہ چیز لیتے ہین مان نے ہماری بتا دیا ہی چینی کے ٹکڑے نہ لینگے ہم پیسہ چیز لیتے ہین ملکہ حنا قہقہہ مار کر ہنسین کہا صاحب اس بیوقوف کی باتین سُنتے ہو کیا کہتا ہی روپئے کو بُرا جانتا ہی گرد آباد نے کہا مین ابھی پیسے لاتا ہون یہ کہکے دوڑا ہوا گیا پیسے لایا کہا لو صاحب مین نے اس لڑکے کی خوشی کی پیسہ نکالکر پھینکا لڑکے نے پیسہ پائے ہی ڈفلی کو درست کیا گنگنا کے یہ غزل گانے لگا نظم

پہونچی جو دمِ شوق نظر یار کے سر تک
اللہ ری نزاکت کہ لچک آئی کمر تک

ای روح نہ اٹکنا قفسِ جسم سے ہوتنگ
آپہونچے ہین تیرِ نظرِ یار جگر تک

مرجائینگے پہلے دمِ رخصت طلبی سے
ہم خود سفری ہونگے ترے وقت سفر تک

کچھ دور نہین تیری نزاکت سے جو بل کھائے
موزلف کے آئینگے اگر موے کمر تک

پابوسی کا کل کوئی آسیب نہ پہونچائے
شانہ بھی نہ آجائے کہین موے کمر تک

گو تجھکو خبر ہو کہ نہ ہو مین نہین غافل — آہین مری ہو آتی ہین ہر شب ترے در تک
گر بندہ نوازی کا ارادہ ہی تو جلد آ — ہون آج کی شب اور بھی مہمان سحر تک
کیا کیا نہ ارادے تھے مرے جوش جنون کے — پہونچا نہ مگر ہاتھ گریبان سحر تک
وہ ضعف ہی اک لفظ زبان پر نہین آتا — جا سکتی نہین میری دعا باب اثر تک
اک طرفہ تماشا ہی ذرا دیکھ لو تم بھی — لے آئینگے اُنکو ہی کتنے ہوئے گھر تک
ہر چند ہون دیوانہ مگر ہی ادب اتنا — آتی ہی قدم لینے کو وحشت مرے گھر تک
ای ضعف اجازت دے کہ ہین برہنہ آنسو — آتا نہین دامن بھی مرا دیدۂ تر تک
وہ حال نسیم اب ہی کہ دشمن بھی ہی محجوب — مُنھ اپنا چھپاتا ہی مرا زخم جگر تک

اس رنگ مین یہ غزل لڑکے نے گانا شروع کی کہ ملکہ حنانے گلگون پوش و گرد آباد جادو جوش عشق مین رونے لگے ملکہ حنا نے کف افسوس ملکر کہا کیون صاحب دورنگی زمانے کی ظاہر ہی کبھی شادی کبھی غم کبھی عیش کبھی الم تمھاری خدائی مٹی ہمارے ملک کا نشان گیا اب بھلا کوکب اپنے ملک مین کاہیکو آنے دیگا نام سُنکر بیزار ہو جائیگا کیون صاحب اُس سے مقابلہ پڑیگا اُس جلا دسے کون لڑیگا وہ سحر مین بلاے روزگار ہی اُس سے کون مجادلہ کرسکتا ہی سحر اُسکا غضب سامری و جمشید ہی اُسکے سحر مین بڑا بھید ہے گرد آباد نے کہا کہ ای جان جہان نہ گھبراؤ وہ کیا کرسکتا ہی دونون عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہین صحرا ے پُر فضا طائرون کی زمزمہ سرائی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی پھولون نے آنکھین بند کرلین طفلان غنچہ نے بھی غون غان شروع کی ان سب کو ناگوار ہی کہ یہ گلعذار اس بجیا کے پہلو مین ماہ تابان مبرج عقرب کے قابو مین ہی مقام افسوس ہی گرد آباد نے کہا ای ملکۂ عالم خدائی میری حمزہ نے مٹائی تمھاری محبت مین مبہوت تھا کچھ نہ بن پڑا اتنا بڑا طلسم چھوٹا فلک کج رفتار نے لوٹا لیکن مابدولت کو سب طرح کا اختیار ہی اُس سے بہتر طلسم بنا سکتا ہون اُس سے زیادہ عجائب و غرائب ہون بے لوح کا طلسم بناؤنگا اور کسی مقام پر دعوی خدائی کرونگا سب بندے جمع ہو جائینگے بیمار صحت پائینگے مراد مند دوڑے ہوئے آئینگے حنا سے یہ باتین کرکے لڑکے کی جانب اشارہ کیا کہ جام شراب مملو کرو مجکو اور ملکۂ عالم کو پلاؤ اُس لڑکے نے گنگنا کے دو چار شعر عاشقانہ گائے جسمین کا ایک شعر یہ ہی ناسخ پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی + گرد آباد سے آنکھین ملاکر پکار اُٹھا

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند + چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند + گرد آباد جادو نے کہا
ای طفل تو نے دل خوش کردیا دونون ہاتھ بڑھا کر جام لیا انجام کا خیال نہ ہوا جوش محبت معشوقہ مین پی گیا
دوسرا جام لڑکے نے ملکہ حنا کو دیا ملکہ نے بھی خوشی خوشی جام پی لیا سحر مین گرد آباد کے مبہوت ہو رہی ہی
اپنے نیک و بد کا ہوش نہین جام پیتے ہی آنکھون مین سُرخی آئی چہرہ گلنار ہوا وہ لڑکا غزلین گا رہا ہی
شراب پلا رہا ہی دو دو جام جب دونون کو پلائے گرد آباد نے خوش ہو کر کہا صاحبزادے کیا کہنا
کیا کیا غزلین گا رہے ہو دل کو لبھا رہے ہو اسوقت سامان خدائی آنکھون کے نیچے پھر گیا سب بندے
ہمارے سجدہ کرنیکو آئے ہین سجدے کر رہے ہین بہت سے دور کھڑے ہین چاہتے ہین ابدولت کے
پاس آئین جی چاہتا ہی سب کو بُلا لون سب بندے ہمارے عذر کر رہے ہین لڑکے نے کہا ضرور بلائیے سب کو
پہلو مین بٹھائیے گرد آباد نشے کے جوش مین اُٹھا کہتا ہوا بڑھا کہ ای بندگان من میرے پاس آؤ خداوند
تمھارے مشتاق ہین چند قدم اُٹھکر چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا ملکہ یہ کہکر اُٹھی کہ ارے
میرے وارث کو کیا ہوا چند قدم چلکر یہ بھی گری لڑکے نے کمر سے خنجر نکالا نعرہ کیا نعرۂ چالاک

بہ عیاری من آنم چیست و چالاک		بچشم دشمن اندازم کفِ خاک
نہ آید باد گردِ تیز گامم		خلیفہ اولم چالاک نامم

لپک کر گرد آباد کو خنجر مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی
آوازین چھیب آئین آخر کو صدا آئی کشتی مرا نام من گرد آباد جادو بود اب اندھیرے مین چالاک
ٹٹولتا پھرتا ہی کہ اُس عورت کو پاؤن اُسکو بھی قتل کرون لیکن ہوائے تند سے حیران و پریشان ہی کبھی سوچتا
ہی کہ یہ دونون کون ہین پھر دل سے کہتا ہی کہ کوئی ہون ساحرون کا قتل کرنا ہی مناسب ہی یہی قبلہ و کعبہ کا
حکم ہی کہ جہانتک ہو سکے ساحرون کو مٹانا چالاک تو اس فکر مین ہی قضائے کار شہنشاہ کوکب روشنضمیر جو
آسمان پر اُڑا ہوا آتا تھا اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کسی نے گرد آباد کو مارا حیران تھا کہ کیا امیر پہونچ گئے
اُسی مقام پر آیا آسمان پر سے دیکھا کہ لاشہ گرد آباد کا زمین پر تڑپ رہا ہی ایک عیار طرار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے
ٹٹولتا پھرتا ہی چاہتا ہی کہ حنا کو قتل کرے غون گھبرا کر آواز دی خبردار او عیار کیا کرتا ہی منم شہنشاہ کوکب
چالاک نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک بادشاہ زبردست آسمان سے نعرے کر رہا ہی چالاک گھبرا گیا
ناچار بخوف جان پہاڑ سے کودا ایک درے مین چھپا دیکھ رہا ہی کہ وہ ہی بادشاہ زمین پر آیا اُس نازنین کو

ہوشیار کیا اب جو دیکھین اُٹھی ساحر تو مر چکا ہی سحر اُتر گیا ہی اپنے وارث کو دیکھکر لپٹ گئی چیخین مارکر رونے لگی
کہتی تھی ای شہنشاہ اس ملعون کو سامری وجمشید نے غارت کیا اس بےحیا نے بڑے بڑے صدمے دیے
آبرو میری آپ کے اقبال سے بچی اسوقت اُسنے سحر کرکے مبہوت کر دیا تھا ایک گوتا آیا اُسنے اُس ملعون کو
مارا میری آبرو بچی ورنہ مین اپنے آپ مین نہ تھی نہین معلوم یہ کون دوست صادق تھا کہ جسنے آبرو بچائی
کوکب نے کہا ای ملکۂ عالم بڑی خیر ہوئی اگر امیر آجاتے تو غضب ہوتا مین اُسنے وعدہ کر چکا تھا کہ مسلمان
ہو جاؤنگا اب چلو نکل چلین ایسا نہ ہو کہ امیر آجائین اُسی وقت اُس بادشاہ نے ایک تخت بنایا اُسپر
آپ سوار ہوا اُس نازنین کو بھی بٹھا لیا سحر سے تخت اُڑاکر چلا جب وہ آسمان پر روانہ ہو گیا چالاک
اُس درے سے نکلا حیران تھا کہ یہ کیا شعبدہ ہی آخر مجبور ہوکر ایک جانب چلا بڑا تردد تھا کہ امیر کو کہان جاکر
ڈھونڈھون اسی سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ امیر پشت مرکب پر سوار بگٹٹ گھوڑا اڑائے
چلے آتے ہین چالاک امیر کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہو گیا امیر نے دور سے چالاک کو دیکھا بے اختیار
پکار اُٹھے ای مہتر والاگہر کیونکر آنیکا اتفاق ہوا برائے خدا بتاؤ کہ لشکر پر کیا گذری علمشاہ نے کیا کیا
چالاک رونے لگا کہا ای شہریار کس زبان سے بیان کرون کہ کیا کیا قیامتین گذرین لشکر تباہ بادشاہ
جمجاہ حیران ومضطر رستم پیلتن اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا جو سامنے پہونچا اُس ظالم کے ہاتھ سے
زخمی ہوا غلام آپ کی تلاش مین نکلا شکر ہی کہ آپ سے ملاقات ہوئی اب جلد چلیے ورنہ کسی کو زندہ نہ
پائیے گا یہ حال مصیبت مآل سُنکر صاحبقران گھبرا گئے جملہ امورات بھولے فرمایا ای چالاک جلد چلو
بدعت رستم سُنکر قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آگیا سب کو جاکر خیر سے دیکھون تو دل کو تسکین ہو یہ کہکر
صاحبقران ساتھ چالاک کے چلے راہ مین امیر نے سب حال اپنا بیان کیا چالاک نے کہا مین نے بھی
ایک جادوگر کو مارا کہ نام اُسکا گرد آباد تھا امیر نے فرمایا اُسی کے مرنے پر ایک بادشاہ مسلمان ہونیکو
تھا مین اُسی کی فکر مین تھا اب مجھے لشکر مین پہنچنا واجب ولازم ہی یہ باتین کرتے ہوئے امیر اپنے لشکر کیجانب
چلے اب حال لشکر کا تحریر کرتا ہون جو جو ظلم ہاتھ سے علمشاہ کے اہالی لشکر پر گذرے جلد اول مین وہ
سب حال موجود ہین انجام داستان ضرور ہی علمشاہ عشق مین ملکہ حسین کے بیقرار ہین ساتوین دن پھر
طبل جنگی بجوا دیا بادشاہ کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا شب بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر
میدان کارزار مین آئے حسین جادو دریائے جواہر مین غوطہ زن معشوقۂ پُرفن بارہ ہزار جادوگرنون کو

ساتھ لیے ہوئے ایک جانب آکر ٹھہری علمشاہ سے اشارے ہو رہے ہین علمشاہ کی بیقراری کمر بہ
باد رفتار کو بڑھایا سامنے تخت لقا کے آئے اجازت خواہ ہوئے بت پرستون کے حق مین بہتری ہوئی عشق
مین حسین کے مبہوت بختیارک نے کہا ای رستم ملکہ تمہاری محبت مین رات بھر بیقرار رہتی ہین اب
بارگاہ سلیمانی لاؤ امیر کو تو اُنکے سردارون نے چھپا دیا علمشاہ نے کہا مین ابھی بارگاہ لاتا ہون
صاحبقران کو بھی تلاش کر کے لاؤ نگا جب سو دو سو سردار مارے جائینگے آپ ہی بیقرار ہو کر دوڑے
آئینگے یہ کہتے ہوئے میدان کارزار مین آئے پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان بارگاہ سلیمانی
و سر صاحبقران کی مجکو تلاش ہی یا تو اُنکو بھیجو ورنہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آئے لندھور وغیرہ نے
قصد کیا تھا کہ نکلین بادشاہ نے سب کو منع کیا فرمایا مین اپنے عم نامدار کو سمجھا کر لے آؤنگا کوئی صاحب
قصد نہ کرین یہ کہکر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے سب سردار قدمون سے لپٹ گئے
کہتے تھے ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین ایسا نہ ہو سرکار کے ساتھ بے ادبی کرین ہملوگون
کو کچھ بن نہ پڑیگا بادشاہ نے فرمایا مین اگر جاؤنگا میرے عم نامدار میرے ساتھ بے ادبی نہ کرینگے
یہ فرماتے ہوئے میدان کارزار مین آئے سامنے رستم کے ٹھہرے رستم نے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا
ای عم نامدار مقام افسوس ہی کہ آپ فرزند دلبند صاحبقران ہین آپ نے یہ کیا وضع بنائی ہی لشکر
مین چلیے ایسا نہ ہو کہ بدنامی ہو حقیقت مین صاحبقران لشکر مین نہین ہین ورنہ فساد بڑھتا آپکے واسطے
ایک زن بازاری کے یہ فساد برپا کیا ہی مین آپ سے وعدہ کرتا ہون کہ حسین کو بلوا دونگا آپ کے پہلو
مین بٹھا دونگا بادشاہ نے زن بازاری جو کہا علمشاہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا کہ آپ میری معشوقہ کا
نام بے ادبی سے لیتے ہین سر کاٹ لونگا بادشاہ نے سر جھکا کر فرمایا اگر اس سر سے آپ کا مطلب حاصل ہو
تو میری عین خوشی ہی یہ سُنکر علمشاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا تاج شہنشاہی کٹا سر بھی شاہ کا زخمی ہوا
سردارون نے جو دیکھا سب دوڑ پڑے یہ کہتے ہوئے کہ رستم نے بڑا غضب کیا بادشاہ کو ہمارے
زخمی کیا اس ظالم کو قتل کرو کئی سو سردارون نے آکر رستم کو گھیر لیا تلوارین پڑنے لگین علمشاہ شیرانہ
لڑ رہے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ جھول پڑا بختیارک نے کل فوج کو اشارہ کیا
حسین کو آواز دی لو ملکۂ عالم آج رستم پر غضب کا بلوہ ہی ایسا نہ ہو کہ تمہارا معشوق مارا جائے جلد
سحر کرو حسین پڑھی سحر جو پڑھ کر کیا بارہ ہزار کنیزون نے بھی پڑھ پڑھ کے سحر کیے سردارون کے گھوڑے

شیے کرنے لگے بدعت علمشاہ حسین کا سحر بادشاہ گھبرائے لشکر پامال ہونے لگا سمجھے کہ اسکے سحر سے سردار کیونکر بچین لیکن ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہ ہو کہ لشکر پر شکست ہو تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہین اصل یہ ہی نظم

نطفہ را انسان تو ای خلاق اکبر ساختی	قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی
گاہ بر را بحر کردی بحر را بر ساختی	گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی
مہر تابان ساختی و ماہ انور ساختی	شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی
تابع فرمان خود کردی شہان ملک را	گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی
اہل دولت را گہے کردی تو درویش و فقیر	تنگدستان را بمال و زر تو نگر ساختی
گمرہان راہِ الفت را تو گشتی رہنما	خاکساران جہان را کیمیا گر ساختی

بالک کر جو بادشاہ نے دعا کی سب سرداروں نے آمین کہی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردۂ بیابان گرد بے برخاست دیکھا کہ صاحبقران لپشت مرکب پر سوار چالاک رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے صاحبقران تشریف لاتے ہین امیر نے بھی دور سے دیکھا کہ رستم کی بدعت جادوگرنیون کی حماقت تمام سردار حیران و پریشان یہ حال پر ملال دیکھکر صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا وہین سے نعرہ کیا ادبے ادب خبردار یہ کیا حرکت ہی اب آگے نہ بڑھنا چالاک نے عرض کی کہ ای شہریار رستم اپنے ہوش مین نہین ہین سمجھ کے مقابلہ کیجیے گا اول علاج حسین کا واجب و لازم ہی صاحبقران نعرہ کر کے جا پڑے جو سردار گھوڑون سے گرے تھے یا مرکب بدلگامی کر رہے تھے صاحبقران نے جو پکار کر اسم اعظم پڑھا سبھون کے مزاج درست ہوئے چالاک دحیت ہوئے شمشیر زنی کرنے لگے پھر جگر تلوار چلی حسین کے سحر نے قیامت برپا کی ہی جدھر بڑھکر سحر کرتی ہی غول کے غول پامال ہوتے ہین امیر اسم اعظم پڑھتے پھرتے ہین اگر ہزار بچے دو ہزار پامال ہوئے صاحبقران ہر طرف جاتے ہین اپنے سردارون کو بچاتے ہین مگر اتنے بڑے لشکر مین اکیلے کدھر کدھر جائین کس کس کو بچائین زخمی ہونے لگے لشکر لقا بڑے زور و شور سے جنگ کر رہا ہی لقا نے اشارہ کر دیا تمام کفار جنگ کر رہے ہین چالاک فکر مین پھرتا ہی قضائے کار ملکہ حسین سحر کرتی ہوئی جاتی ہی ایک مقام پر

کسی جوان نے بڑھکر رستم کو نیزہ مارا حسین نے بڑھ کر دانہ ماش کا پھینکا مارادہ جوان جلکر
خاک ہوا چاہتی ہی کہ رستم کو بے بھاگون بختیارک نے سُنا دیا ہی کہ آج غضب ہو جائیگا حمزہ
صاحب اسم اعظم ہی بہتر ہی کہ اُنکا سامنا نہو اگر سامنا ہو گیا تو سحر نہ چلیگا بقول شخصے کالے کے سامنے
چراغ نہ جلیگا حسین فکر کر رہی ہی کہ لڑبھڑ کر نکلجاؤن رستم کو بھی لے نکلون ایک مقام پر کھڑی ہوئی
سحر کر رہی ہی کئی سو کو بے دست و پا کیا ہی گھوڑے دوڑے دوڑے پھرتے ہین سوار مرکبون سے گرتے ہین
کہ ایک کنیز لباس فاخرہ پہنے ہوئے دوڑی ہوئی قریب آئی کہا اے ملکۂ عالم صاحبقران کے آنے سے
اہل اسلام تھمگئے اور جمے ہوئے لڑ رہے ہین آپ حمزہ پر سحر کیجیے ہین گرفتار کر لو نگی حسین اُس طرف پلٹی
صاحبقران پر سحر کرنے لگی جیسے ہی اُس طرف پلٹی پشت پر نعرہ ہوا او ملعونہ کہان جاتی ہی منم مہتر
بن مہتر چالاک بن عمرو یہ کہکے خنجر مارا حسین کا شکم چاک قصہ پاک مرنا حسین کا یا تو رستم لڑ رہے تھے
یا گھوڑے سے گرے بیہوش ہو گئے سمک بلداقی عیار لڑتا بھڑتا قریب پہونچا تھا اُسنے جو اپنے
آقا کو اس حال پُر ملال مین دیکھا آکر اُٹھایا گرد و غبار چہرے کا پاک کیا علمشاہ نے آنکھ کھولکر پوچھا
ای یار وفادار یہ بت کسنے میرے گلے مین ڈالدیے سمک بلداقی رونے لگا کہا ای شہریار
آپ سے عجب حرکت سرزد ہوئی اپنے قبلہ وکعبہ کے قتل پر کمر باندھی تھی فرزند کو اپنے زخمی کیا
صاحبقران وقت پر آگئے حسین قتل ہوئی اب آپ اپنے ہوش مین آئے علمشاہ نے کہا اب
قبلہ وکعبہ کو کیا مُنھ دکھاؤنگا کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکراؤنگا علمشاہ گھوڑے پر سوار ہو کے
ایک جانب چلے یہان کنیزان حسین لاشہ حسین کا لیکر طرف ہوش ربا کے بھاگین لقانے
طبل امان بجوایا صاحبقران بفتح و فیروزی پلٹے سمک بلداقی نے بڑھ کر خبر دی کہ حضور
چلکر خبر لین رستم نکلے جاتے ہین آپ کے سامنے آتے شرماتے ہین صاحبقران زمان نے
گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی ای نور نظر کہان جاتے ہو ہمکو ثابت ہوا کہ تم اپنے ہوش مین نہ تھے
اسکا حجاب کیا جلد پلٹو مین وہین آتا ہون علمشاہ نے جو باپ کو روتے ہوئے دیکھا
گھوڑے سے کود پڑے رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی معاف فرمائیے امیر نے
گلے سے لگا لیا خوشی خوشی فرزند کو ساتھ لیکر پلٹے لشکر مین عید ہوئی قاسم وغیرہ سامنے علمشاہ
کے آئے علمشاہ نے سب کو گلے سے لگایا سب نے عرض کی آپ شرمندہ ہون ہمکو معلوم ہوا

یہ باعث سحر حسین جادو تھا چالاک نے اُسکو مارا تب آپ ہوش مین آئے عذر آپ کا بیکار رہی سب سرداروں نے آکر گھیر لیا ایرج نوجوان نے قدمون کو بوسہ دیا جملہ سردار علمشاہ کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئے دورہ سردارون کا بند ہوا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی بادشاہ نے جشن کیا وہان زمرد شاہ باختری شکست خوردہ اپنی بارگاہ ضلالت مین آیا پکار کر آواز دی ای بندگان من قدرت مرادیدی اُس ملعونہ کو غرور ہو گیا تھا قدرت نے اُسکو جہنم مین بھیجا قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین افراسیاب کو نامہ لکھو کسی ایسے ساحر کو بھیجے کہ غرور نہ کرے بختیارک نے اُسی وقت نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ ای افراسیاب تمسے خداوند خفا ہین تمہارے طلسم کو برباد کردینگے جلد کسی اور ساحر کو بھیجو کہ کبر و غرور نہ کرے یہ نامہ بطور قدیم جاتا ہے کہ ذکر اسکا وقت پر تحریر ہوگا یہ داستان متعلق جلد اول ہے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مروارید گلنار پوش دختر بلند اختر سہیل روشنضمیر برادر کوکب و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مضمون مقام

طبع سنبل کدہ گاہیست پریشان از من — کہ کدورت بدل دشت و بیابان از من
چہ کسم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من — نہ ہمی می رمد آن نو گل خندان از من
میکشد خار درین بادیہ دامان از من

لطف ہی پر ستم آلودہ کرم مین آزار — دل کہین اور ہی بیٹھا ہی بغل مین ناچار
ایک دم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار — با من آمیزش او الفت موج ست و کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

کسکو ڈھونڈھون مین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم — کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم — قمری ریختہ بالم بہ پناہ کہ روم
تا بکے سرکشی ای سرو خرامان از من

ابتلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ — کچھ کبھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
کوئی دلدار ہو اور کوئی ادا ے دلخواہ — بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

میتوان برد بہر شیوہ دل آسان از من

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے حذر
ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بر سر

ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم
گر کوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم
ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمہ
گرچہ مورم ولے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ بخشم بود ار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہین ہی مرا احوال سقیم
تجکو مومن کی سی الفت ہی نہ ویسا تو حکیم
رو گئے سر پہ مرے سارے اطباے فہیم
اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم

گرد غم را نتوان شست بطوفان از من

چہرہ سیاحان منازل عجائب و غرائب وطی کنندگان منازل پرہول مصائب اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مرصع خیال سخن آفرین + سخن را بکرسی نشاند اینچنین + واضح رأے بیضا ضیاے ناظرین والا مقام ہو ناظرین کو یاد ہوگا کہ جب ملکہ بران نے دریاے خونروان کو خشک کیا اور پل پر یزادان کو توڑا بڑی قیامت کی اُس دن تلوار چلی تھی تین شبانہ روز ایک طور پر جنگ رہی جلد چہارم مین مذکور ہی کہ جب ملکہ بران دریا کو خشک کرکے نکلین اُس وقت عشاق سبزہ رنگ اُستاد افراسیاب آکر پہونچا اسنے ملکہ کو تیغۂ سحر کش سے قتل کیا کوکب نے آکر سب کو بھگایا اور نور افشان نے آکر خبر دی کہ جب عشاق مار جائیگا تب ملکہ بران زندہ ہونگی اُسی کے سحر مین مبتلا ہین کوکب نے لاشہ ملکہ بران کا تالاب جمشیدی مین رکھا اب ایک جملہ عرض کرتا ہون کہ ناظرین بغور ملاحظہ فرمائین کہ کوکب کا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا سہیل روشنضمیر ہی ملک سہیلیہ کا حاکم جس روز قصر نور افشان مین خواجہ عمرو و نور افشان سے مناظرہ ہوا سات سو پنڈت جمع تھے سب ملکر سوال کرتے تھے خواجہ عمرو سب کو جواب دے رہے تھے آخر بعد تھوڑے عرصے کے کوکب و نور افشان پکار اُٹھے کہ ہمین ثابت ہوا مذہب خداے نادیدہ ٹھیک ہی وہ کافر ہی کہ جسکو اُسکی وحدانیت مین تشکیک ہی سب پنڈت چلے گئے سہیل روشنضمیر بھی اُس

جلسے مین تھا اپنے مکان پر آیا وزیرون امیرون سے کہا آج سے مین کوکب کا مُنھ نہ دیکھونگا وہ مسلمان ہوگیا آمد و رفت موقوف کردی مگر کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنے دختر بلند اختر کہ نام نامی اسکا ملکہ مروارید گلنار پوش ہی حسن و جمال مین بینظیر سحر و ساحری مین بلاے روزگار ہمراہ ملکہ برّان کے پرورش پائی ہی سہیل کو فکر تھی کہ کسی سے اسکی شادی کرون اکثر بادشاہون کے نامے بھی آئے سہیل نے نامنظور کیا ایک بادشاہ عالیجاہ چالیس ملک کا مالک راہ سحر و ساحری کا سالک موسوم بہ شہنشاہ شعلہ خیز اُسکا نامہ سہیل نے منظور کیا بڑے دھوم سے مانجھا روانہ کیا مگر لکھ بھیجا کہ تم مع فوج و لشکر ہمارے ملک مین آؤ یہان سے مروارید کو بیاہ کے لیجاؤ وہ خوشی خوشی مانجھا پہن کے سات لاکھ فوج ساتھ کئی سی چھکڑا اسباب ضروری کا ہمراہ طرف ملک سہیلیہ کے چلا کہ پہونچنا اسکا سرحد ملک سہیلیہ مین تحریر ہوگا لیکن ملکہ مروارید نے جب زعفرانی جوڑا پہنا اور کنگنا ہاتھ مین بندھا اُس روز سے آب و دانہ ترک کیا اسقدر روئی کہ انیسین جلیسین گھبرا گئین بوقت سحر سہیل سے اطلاع کی کہ شب سے صاحبزادی نے کھانا نہین کھایا یہ سُنکر سہیل دوڑا ہوا آیا بیٹی کو گلے سے لگایا پوچھا اے فرزند کیون اسقدر بیقرار ہو جو کہو وہی سامان کردون مروارید نے کہا اپنے چچاجان سے چھوٹے ملکہ برّان سے اور مجھسے وعدہ تھا کہ ایک کی شادی مین ایک شریک ہو جب تک ہمشیرہ صاحبہ نہ آئینگی مین شادی نہ کرونگی سہیل نے کہا اے فرزند تمھین اختیار ہی نامہ لکھو بہن کو بلاؤ اُسنے کیا دشمنی کی ہی فقط کوکب سے نہ ملونگا مروارید نے اُسی وقت ایک عرضی لکھی کہ اے عم نامدار اگر آپ کو والد سے رنج ہی مجھے ان باتون مین کیا دخل اس کنیز کی شادی درپیش ہی ہمشیرہ صاحبہ کو ضرور بھیجیے ورنہ مین تڑپ تڑپ کے اپنی جان دونگی نرگس نام کنیز سامنے حاضر تھی کہا یہ نامہ لیکر جاؤ نامہ چچاجان کو دینا اور عرض کرنا کہ ہمشیرہ صاحبہ کو ساتھ لیکر آئین کنیز نامہ لیکر چلی یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب قصر جمشیدی مین داخل ہین وزرا و امرا حاضر ہین دربار مین ذکر ملکہ برّان کا ہو رہا ہی کوکب کہتا ہی کہ یار و عشاق کا مارا جانا بہت مشکل ہی کون اُسکو تلاش کریگا ہمکو زندگی سے برّان کی یاس ہی یہ ذکر تھا کہ نرگس کنیز آکے پہونچی کوکب کو سلام کیا عرضی پیشکش کی کوکب نے کھولکر عرضی کو پڑھا جب نام ملکہ برّان کا آیا چیخین مار کر رونے لگا نرگس نے کہا کیون شہنشاہ خیر تو ہی کیا اس کاغذ مین لکھا ہی جو حضور اسقدر بیتاب ہوئے کوکب نے کہا اے نرگس ملکہ مروارید نے برّان کو شادی مین بلایا ہی برّان سیر گلشن جہان ہو مین تالاب مین

لاشہ رکھا ہی عشاق سبزہ رنگ نے مار ڈالا اُس بیحیا کا وار چلگیا ہماری طرف سے کہنا کہ شادی تمکو مبارک ہو تیرا ان کی ملاقات غیر ممکن ہی اس وقت غم تازہ ہو گیا اتنا نجومیون نے کہا کہ جب عشاق مارا جائیگا تو تیرا ان زندہ ہونگی شاید ہماری زندگی مین یہ معاملہ ہو یا نہ ہو یہ حال مصیبت مآل سُنکر نرگس روتی پیٹتی چلی ملکہ مروارید اُسی حال مین بیٹھی ہین کہ نرگس روتی پیٹتی سامنے آئی مروارید نے گھبرا کر پوچھا ارے نرگس کیا ہوا نرگس نے تمام کیفیت رو رو کر بیان کی کہا آپ کے چچا کے رونے پر کلیجہ پھٹتا ہی ایسی بیٹی جوان صاحب شوکت و لیاقت سحر مین طاق حُسن مین شہرۂ آفاق باپ کی نظرون سے پنہان ہو گیا اُسکی کیفیت بیان کرین عالم کو کب دیکھا نہین جاتا یہ خبر وحشت اثر سُنکر مروارید نے ایک چیخ ماری روتے روتے بیہوش ہو گئین جب ہوشیار ہوئین کہا کیون صاحبو ہمارا زندہ رہنا بیکار ہی ایک دغاباز حیلہ ساز ہمشیرہ صاحبہ کو قتل کرے اور ہمسے کچھ نہ ہو سکے صاحبو مین تمسے کہتی ہون کہ جبدن سے مین نے سُنا تھا کہ ہمشیرہ مسلمان ہوئین پوجنے دوسری خداوندون کو چھوڑا مین نے بھی اپنے دل سے عہد کیا تھا کہ مین بھی وحدانیت کی معتقد ہونگی اور ہوئی جسکو میرا ساتھ دینا ہو اس مذہب کی اطاعت کرے ورنہ ہمارا ساتھ چھوڑے مین ابھی جاتی ہون یا اپنی جان دونگی یا اُس ملعون کو ڈھونڈھ کر مارونگی ہماری ہمشیرہ کو یون قتل کرے اور بیٹھکر مصروف عیش ہو جہان ملیگا وہین جاکر مارینگے اب اُسے زندہ نہ چھوڑینگے یہ کہکر اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزین دریاے سحر مین غوطہ مار کر سامنے آئین مروارید گلنار پوش ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر بقہر و غضب تمام بتلاش عشاق بدانجام چلین جانے مین ملکہ کے ہلڑ جو ہوا سہیل اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آکر خبر دی آپ کی صاحبزادی تلاش مین عشاق سبزہ رنگ کے گئین یہ سُنکر سہیل گھبرا گیا کہا ای یارو بڑھ کر اُسکو روکو کہو کہ مین جاکر عشاق سے مقابلہ کرونگا یہ سُنکر کچھ چوبدار کچھ مشیر و وزیر پہونچے ملکہ تو نکل گئی تھین چند کنیزین جو عقب مین تھین اُسنے کہا شہنشاہ کا حکم ہی کہ میری بیٹی کو عقل و فطرت سے روکو کنیزین اس فکر مین بڑھین وزیر نے آکر سہیل کو خبر دی کہ حضور ملکہ کا رُکنا دشوار ہی ایسا نہ ہو کہ مقابلہ پڑ جائے تو باعث خرابی ہی حضور بھی ساتھ چلین سہیل اُسی وقت تخت پر سوار ہوا سات لاکھ فوج لیکر چلا مگر ملکہ مروارید بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیکر طاؤس کو اُڑائے ہوئے جاتی ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تیوری پر بل زبان پر نام عشاق کہ یہ بیحیا شعبدہ باز

حیلہ ساز جہان ملیگا بوٹیان کاٹکر حرامزادے کی پھینکدونگی خدا چاہے تو نکلے جینا کرے دیوانہ بناکر اگر نہ مارا تو اپنا نام نہ پایا جاتے جاتے قریب کوہ سیاہ کے پہونچین دامن کوہ سیاہ مین کنیزون نے سمجھا کر اُتارا یہ عقلمندی سمجھا رہی ہین کہ حضور ہم ابھی دریافت کرتے ہین کہ عشاق سبزہ رنگ کہان رہتا ہی ملکہ مروارید ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرین شاخ نخل پر ہاتھ رکھا بلک بلک کر رونے لگین اپنے اپنے طور سے کنیزین سمجھاتی ہین یہی قصد ہی کہ ملکہ کو بہیر پھلین یہان کوہ سیاہ کا حاکم سیہ تاب جادو طرف سے افراسیاب کے درۂ کوہ مین رہتا ہی ساٹھ ہزار ساحر گرد اُسکے بیٹھے ہین کہ اسنے عورتون کی آواز سُنی گھبرا کے درۂ کوہ سے نکل آیا دیکھا کہ ایک پری پیکر رشک قمر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے شاخ نخل پر ہاتھ رکھے ہوئے سر برتہ یہی قول ہی کہ ارے کمبختو مجکو پتہ بتاؤ کہ عشاق کہان رہتا ہی مین ابھی اُس سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کرون ابھی بہن کو جاکر زندہ کردون سیہ تاب جادو نے جمال جہان آرا دیکھا جمال بیمثال عابد کُش و زاہد فریب بیقرار ہو گیا دل دھڑکا کلیجہ پھڑکا بے اختیار پکار اُٹھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان ہماری جان جاتی ہی ذرا ادھر نگاہ اُٹھا کر دیکھو ہاے کیونکر جان بچیگی ایسے کلمات اُس بیحیا نے پکار کر کہے پھر اُسی بیتابی مین پکار اُٹھا نظم

کیون حوصلہ ستم کا مری جان رہا نہین
کیا تیرے دل مین اب کوئی ارمان رہا نہین

یہ رحم ہو نصیب عدو مین تو مر چکا
اب میرا حال قابل احسان رہا نہین

اُس بت کو دیکھ آئے اُسی کی سی کہتے ہین
کوئی جہان مین صاحب ایمان رہا نہین

حورین خوش آئین کب کہ بہلتا ذرا مزاج
کیا آپ کا خیال مجھے وان رہا نہین

ڈرتا ہون بد مزاج کہون کس طرح کہ ہین
دو روز گھر پہ آپ کے مہمان رہا نہین

بس بس معاف حوصلے اپنے ٹھکانہ تو
ای چارہ گر مین قابل درمان رہا نہین

امید وصل ہین ہی وہ خود رفتگی مجھے
تیرا ابھی خوف ای شب ہجران رہا نہین

مدت ہوئی فراغ تعلق ہی ای جنون
اب ہاتھ کیا بڑھین وہ گریبان رہا نہین

کسکو فروغ حُسن سے تیرے امان ملے
کیا میری طرح آئینہ حیران رہا نہین

پیری مین التفات محبت ہی کیون نسیم
گذرا شباب عمر وہ سامان رہا نہین

اس طرح بلک بلک کر جو یہ اشعار سیہ تاب نے پڑھے ملکہ مروارید نے پلٹ کر کنیزون سے کہا یہ بے ادب

کون ہی اسکو منع کرو کیا بیہودہ بکتا ہی کنیزون نے بڑھکر منع کیا سیہ تاب نے ساتھ والون سے کہا کہ ایک
ایک کنیز تم بھی لے لو ملکہ کو میرے واسطے لاؤ ساٹھ ہزار جادوگر لبوہ کرکے چلے کنیزون سے سحر چلنے لگا دوچار
کنیزین قتل ہوئین دیکھا کہ سیہ تاب لبلاتا ہوا آتا ہی ملکہ مروارید کو بہت ناگوار ہوا موتیون کا مالا
گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھکر پھینک مارا دانے ٹوٹے سحر نے آبروپائی ہوا سے سر دچلی سیہ تاب مع ساٹھ
ہزار جادوگرون کے صف جما کر کھڑا ہوا جھومنے لگا بعد تھوڑی دیر کے چہرہ سُرخ ہوا ہاتھ پانون مین
رعشہ ہاتھ باندھکر پکارا اُٹھا حضور مین تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا ای سیہ تاب
ہم تیری ملاقات کو آئے ہین ایک ہمارا بڑا دشمن ہی اگر ہم تمسے ملینگے وہ ہمکو قتل کریگا زندہ نہ چھوڑیگا
اگر چاہتے ہو کہ ہم تمھاری خوشی کرین تو افراسیاب و حیرت جادو کا سر لاؤ ہم تمھارے ساتھ شادی
کرینگے وہ ہی سرہمارا گھر ہی سیہ تاب نے مبہوت ہوکر کہا آپ کے کہنے پر عمل کرتا ہون ابھی جاکر
دونون کا سر لاتا ہون یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا ساٹھ ہزار ساتھ والے بھی اسی حال مین ہین گینڈے کو
اُڑا کر چلا یہان وہ زمانہ ہی کہ ملکہ حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہین افراسیاب بھی آیا ہوا ہی
تمام بارگاہ ساحرون سے معمور ہی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو سُنا کہ افراسیاب آگیا سب شاہزادیان
گھبرا رہی ہین کہ ایسا نہ ہو افراسیاب ہمپر آپڑے برق کو واسطے نگہبانی کے بھیجا برق دربار مین
افراسیاب جادو کے بصورت مبدل کھڑا ہی کہ ایک صدائے ہیبتناک آئی لینا لینا کا ہلڑ ہوا افراسیاب
نے کہا دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی چند ساحر گئے خبر لیکر آئے کہا ای شہنشاہ سیہ تاب جادو مالک کوہ سیاہ
آپ کے لشکر کو قتل کررہا ہی ساٹھ ہزار نے کئی لاکھ کو مارا آپ کے نام پر و ملکہ عالم کے نام پر ایسے کلمات
کہتا ہی کہ لائق عرض کرنے کے نہین یہ سُنکر افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا ملکہ حیرت ساتھ مین
اب جو نکلکر دیکھا کہ سیہ تاب نے تمام فوج کو تہ و بالا کردیا ہی افراسیاب نے کہا ای حیرت سیہ تاب
کا سامنا تمھاری بہن سے ہوگیا اپنے ہوش مین نہین ہی یہ کہکے بڑھا سیہ تاب نے آواز دی او افراسیاب
مین تیرا سر لینے آیا ہون ساری سلطنت مٹا دونگا کل لشکر کو خاک مین ملا دونگا افراسیاب نے دیکھا
کہ نشان سحر بہار نہین پایا جاتا سیہ تاب لڑتا بھڑتا آتا ہی افراسیاب نے غصے مین ہاتھ ہلایا سیہ تاب
کے ساتھ والون کے سر کٹکر گرنے لگے سیہ تاب گالیان دیتا ہوا افراسیاب پر جا پڑا آکر ہاتھ تلوار کا
مارا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین ایک طمانچہ مارا کہ سر سیہ تاب کا اُڑ گیا ایک اشارے مین

ساحرہ والان

ساتھ والون کو مٹا دیا چندکس بیہوش ہو گئے بعد عرصہ دراز کے اُنکو ہوشیار کیا تب اُنسے حال پوچھا
اُنھون نے سب کیفیت بیان کی کہ ملکہ مروارید گلنار پوش دختر سہیل روشنضمیر پر اُسنے چاہا تھا
کہ دست انداز ہون اُسنے سحر کرکے سب کا قلب اُلٹ دیا افراسیاب جھلایا ہوا بارگاہ مین آیا
پُکار کر آواز دی صاحبو سُنا تمنے کیا غضب ہوا اگر مین قصد کرون تو ایسے جادوگر تعلیم کرکے چھوڑ دون صدہا
غلامان جانباز اُس سے بہتر و برتر ہین اگر نامے لکھکر اپنے ملازمونکو بلاؤن تو گاؤ زمین اُنکا بار نہ اُٹھا سکے ایک
ملازم بادولت کا شہنشاہ نیلم ہے کہ جب وہ قصد کرتا ہے چالیس لاکھ فوج صف آرا ہوتی ہے وزیر اعظم
اُسکا امواج بن گرداب آدمخوار اگر لشکر کشی کرے تو زمین تھرا جائے بھاگنے کا راستہ نہ ملے بادولت
کسی بات مین عاجز نہین ہین خود ایسا سحر کرون کہ آسمان کو زمین پر کھینچون زمین کو آسمان پر پہونچا دون
دنیا مین کوئی میرا ہم نبرد نہین ہے جب غار افراسیاب مین گیا کہ مقام امتحان ساحران ہے کوئی امتحان
میرا نہ لے سکا وہ جو بڑے دہان کے گرو گھنٹال ہین اور سامری و جمشید کے نائب کہلاتے ہین جب
وہ میرا امتحان لینے کو بیٹھے تو مین نے کہا میرا امتحان وہ لے کہ جو میرے سحر کا جواب دے مین سحر کرتا ہون
یہ طبقہ زمین کا مع تمھارے آسمان پر جائیگا تم سحر کرکے روکو تب مین امتحان دون پس وہ امتحان
لینے والے میرا امتحان نہ لے سکے اور یہ جواب دیا کہ ہم نہ روک سکینگے آخر تمام حاضرین غار
نے میری سند پر دستخط کیے کہ افراسیاب کا سحر مین کوئی عدیل و نظیر نہین ہے پس مین کسی بات مین
عاجز و ناچار نہین ہون ایہا الحاضرین تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اُس گیسو بریدہ کو کشان کشان
میرے سامنے لائے مین اُسکو سزاے معقول دون افراسیاب نے جو یہ آواز دی مصور جادو
اپنے مقام سے اُٹھا صورت نگار کو تخت پر سوار کیا مصاحبون کو اپنے ساتھ لیا مانی و بہزاد
و نقاش و قلم کش وغیرہ تین لاکھ کا لشکر تیار کرکے سامنے آئے بڑی دھوم سے مصور جادو
چلا مہتر برق فرنگی دربار مین حاضر تھا فوراً بھاگا خدمت مہرخ مین گیا بعد دعا کے عرض کی سارا
معرکہ لفظ بلفظ بیان کیا یہ بھی کہا کہ مصور براے گرفتاری ملکہ مروارید گیا ہے مہرخ نے کہا کہ
کیون خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا آپ بھی کسی کو بھیجیے کہ مصور جادو کو راہ مین روک لے
ملکہ نے باواز بلند فرمایا کہ تم مین کوئی ایسا ہے کہ جاکر مصور کو روکے ملکہ مخمور سُرخ چشم اپنے مقام سے
اُٹھین بارہ ہزار کنیزون کو ساتھ لیکر چلین ہرکارون نے یہ خبر افراسیاب کو پہونچائی افراسیاب نے

آواز دی کہ ایک سردار جائے مخمور کو روکے سرما برف انداز اپنے مقام سے اُٹھا دو لاکھ
فوج کو لیکر برائے مقابلۂ مخمور چلا چرند و پرند نے ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ سرما دو لاکھ فوج سے
گیا ملکہ نے غصے مین آواز دی کہ تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ سرما کو راہ مین ٹھنڈھا کرے یہ سُنکر
ملکہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہار کے اُٹھتے ہی بارہ ہزار کنیزین سمن و یاسمن و غنچہ دہن
و شمشاد و صنوبر و نرگس و لالہ زار یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ آپ کے اقبال سے جاتے ہی سرما
کو ٹھنڈھا کرینگے ملکہ بہار بھی روانہ ہوئین پھر یہ خبر افراسیاب کو پہونچی جھلاکر آواز دی کہ کوئی ایسا
ساحر جائے کہ ان سب کی مشکین باندھ کر لائے یہ سُنکر ابر یق کوہ شگاف اپنے مقام سے اُٹھا
دو لاکھ فوج لیکر چلا پھر ملکہ مہرخ نے سُنا باغبان قدرت کو کچھ فوج قلیل دیکر روانہ کیا
افراسیاب نے یہ کیفیت سُنکر حکم دیا یاقوت و زمرد وزیر زادیان ملکہ حیرت کی چار لاکھ فوج لیکر
چلین اسی طرح دو دو ادھر ادھر جانبین سے کئی سو سردار روانہ ہوئے آخر مین افراسیاب نے جھلاکر
ملکہ حیرت جادو کو مع بائیس لاکھ فوج کے روانہ کیا یہ خبر وحشت اثر سُنکر خود ملکہ مہرخ سوار ہوئین
افراسیاب نے حکم دیا کہ تا بدولت کا بھی مرکب تیار کرو مرکب پرند مشکی آیا ساز و یراق جواہر دوز اُسپر
سوار ہوکر چلا نہایت غصہ ہی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ ملکہ مروارید کوہ سیاہ پر ہین سہیل روشن ضمیر
جوش محبت دختر مین سات لاکھ فوج ساتھ رہ روی کرتا ہوا جاتا ہی کہ صحرا سے گردا اُڑی مصور جادو
آکر پہونچا سہیل جادو کو دیکھکر للکارا کہ او سہیل تیری دختر نے غضب کیا شہنشاہ افراسیاب کے
ساتھ بے ادبی ہوئی یہ کہکر جا بجا پڑا سحر ہونے لگا مصور نے پڑھ کر وہ وہ سحر کیے کہ لاکھون ملازم سہیل
کے مارے گئے سہیل بھی ہاتھ سے مصور کے زخمی ہوا قریب ہی کہ فوج کو شکست ہو سہیل پریشان تھا
کہ ملکہ مخمور سُرخ چشم آکر پہونچی وہ وہ سحر کیے کہ مصور کے لاکھون آدمی مارے گئے مصور گھبرایا ہوا تھا
کہ سرما برف انداز آکر پہونچا لشکر مخمور کو تہ و بالا کیا یہ ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ
سب لڑتے بھڑتے طرف کوہ سیاہ کے جاتے ہین قریب تھا کہ مخمور شکست کھائے کہ یکایک ہوائے
سرد چلی طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی
سوسن صد زبان کی غمازی نسیم عنبر شمیم نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مبتلائے شجر سے سر
ٹکراتی ہی طائران زمزمہ سرا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے نظم

دیکھنا تاثیر میرے نالۂ جانکاہ کی
سُنکے اُس بیرحم نے بے اختیار اک آہ کی

رہتے ہین عشق ذقن مین اشک آنکھون سے روان
دیکھنا پھوٹی ہی سوت آکر کہان اس چاہ کی

اوّل و آخر ہی یکسان ہیچ کا کیا اعتبار
ہی حقیقت ایک نظر دل مین گدا و شاہ کی

پاس کعبے کے پہونچکر بھولجاتا ہون مین راہ
جب کشش کرتی ہی الفت اُس بتِ گمراہ کی

جاے عبرت ہی سنبھلکر پانون رکھ ای باغبان
تونے سرسبزی کبھی دیکھی ہی برگ کاہ کی

حُسن ارباب فنا دیکھو کہ بس جلنے کے ساتھ
برگ گل سے بھی ہی رنگت سُرخ برگ کاہ کی

چہرۂ خورشید کا غازہ بنایا چرخ نے
گرد اُڑی ای ماہ جب تیری تجلی گاہ کی

ای مصور مو قلم کے بدلے ہون خط شعاع
صفحۂ خورشید پر تصویر کھینچ اُس ماہ کی

خط سبز آیا جو مُنھ پر کم ہوئی زلف دراز
راہِ ظلمت معجزے سے خضر نے کوتاہ کی

مین ہی کچھ ڈوبا نہین دریاے مے مین ساقیا
کشتی مہ بھی خبر لینے گئی ہی تھاہ کی

رات دن ایسا فراق یار مین روتا ہون مین
اب مرا کمرہ نہین کوٹھی ہی گویا چاہ کی

سجدہ کرتا ہی جو بُت کو طعن ای زاہد نہ کر
یاد ہی ناسخ کو آیت ثم وجہ اللہ کی

یہ ہنگامہ جو صحرا مین ہوا سب دیکھنے لگے دیکھا کہ ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار جملہ اسباب سحر سے معمور پھولون کو آمد بہار سے سرور آتے ہی بہار گلعذار نے سحر کیا اشارے سے ابروے خمدار کے تلوار چلنے لگی ہاتھ جو ہلا دیا سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے پھول برسے جسنے سونگھے بو دماغ مین پہونچی گریبان چاک کیے خاک مُنھ پر ملی بیقرار ہوکر پکارتے ہین

ای شہنشاہ خوبی و ای سروِ باغ محبوبی نظم

توڑ دیے توبہ کو کیجیے بادہ خواری اندنون
موسم گلُ ہی کہان پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہی شوقِ زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہی بیقراری اندنون

جان بلب رکھتا ہی اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکلجائے یہ حالت ہی ہماری اندنون

شوق آرایش ہی اُس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہی دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہِ حُسن کے
تو تیا ے چشم ہی گردِ سواری اندنون

لو لگی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا ہی شوق
خون ہی زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

کاہشون سے عشق کی ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار کی بھی دن ہی بھاری اندنون

فصل گل ہی یاد آتی ہی مجھے رفتار یار
چلتی ہی بن بن کے کیا بادِ بہاری اندنون

سامنا رہتا ہی اشکِ سُرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون

دوستدار اُسکا جو مجھسا اُٹھ گیا دنیا سے ہی
بیکسی پھرتی ہی کیسی ماری ماری اندنون

بستر غم پر پڑا رکھتی ہی مردے کی طرح
بیخودی بیطاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہی آتش آسمان ہی برخلاف
کون سُنتا ہی ہماری آہ و زاری اندنون

سر ٹکراتے پھرتے ہین کبھی مُنھ کے بھل گرتے ہین کوئی پُکارتا ہی اے ملکۂ عالم ہماری جان جاتی ہی عاشقون پر نگاہ رحم چاہیے ملکہ بہار مسکرائین گوہر دندان جو کُھلے برق چمکی سب کے خرمن ہوش وحواس جلگئے اس طرح کے سحر جو ملکہ بہار نے کیے کئی لاکھ ساحرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے ہزارہا لاشہ پھڑک رہا ہی دریاے خون جاری ہی اُس ہنگامے مین ابر یق کوہ شگاف دیا قوت و زہرہ آکر پہونچے بائیس لاکھ فوج سے آکر ملکہ حیرت پہونچین حیرت نے بڑے بڑے سحر کیے ایک طور پر جنگ ہو رہی ہی لشکر حیرت و بہار سے معرکہ پڑا ہی ملکہ بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت قریب آگئین اور دو چار سحر ایسے کیے کہ ہزار دو ہزار کے سر کٹکر گرے کچھ لوگ دیوانے ہوئے کسی کو اپنا جمال دکھایا کبھی مُسکرادین گوہر دندان سے برق چمکی حُسن و جمال ملکہ حیرت کا عابد کُش و زاہد فریب ہی کہ جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب ہی ملکہ بہار نے پُکار کر آواز دی کہ تُو اغریبون پر رحم کر وایسے سحر نہ ہون کہ غربا تباہ ہوئے جاتے ہین اری کمبخت یہ سب تیرے ملک کے رہنے والے ہین انکو اگر قتل کریگی تو سلطنت کسپر ہوگی اجماع عالم سے سلطنت ہی ملکہ حیرت نے ان باتون کا جواب بھی نہ دیا جب تو ملکہ بہار پلٹین اور آواز دی ای نکہت وگل اندام کیا کسی باغ مین سو رہی ہو جلد آؤ اس باغ مین بھی اپنا رنگ جماؤ یہ جو ملکہ بہار نے آواز دی ایک کنیز ہم شبیہ بہار بیچ نخل سے ہنستی ہوئی نکلی پُکار کر آواز دی لونڈی حاضر ہی ظہور بہار ہی مجھے شگفتہ کرنے مین کیا انکار ہی یہ کہکر ملکہ بہار کو گلدستہ دیکر وہ تو غائب ہوئی ملکہ بہار نے گلدستہ لیتے ہی طرف نخلستان کے دیکھا وہ گلدستہ طرف لشکر حیرت کے مارا اِدھر تو گلدستہ چلا اُدھر طائرون نے نقارے پیٹ کر لیس اوروپر پرواز پیدا کیے ہزار دو ہزار کے سر پر سایہ ڈالا ہواے سرد چلی پھول ہنسے غنچے مسکرائے شاخہاے نخل نے ہاتھ بڑھائے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہنگامۂ بہار ہوا حقیقت یہ

اس زور وشور سے جنگ ہورہی ہو کہ جملہ سردار اپنے کمال دکھا رہے ہین ملکہ مخمور نے بڑھ کر بہار کے سحر کی پیروی کی کچھ زیور اپنا اُتار کر پھینکا آسمان سے خون برساجسپر قطرہ پڑا جلگیا ملکہ حیرت پر بہار و مخمور نے وہ وہ سحر کیے کہ ہرطرف سے صدائین آتی ہین کہ ہم عاشق بہار و مخمور ہین نشۂ بادۂ محبت سے چور ہین ہم کیونکر دل کو سنبھالین کسطرح حسرت دل نکالین **نظم**

ایسی وحشت نہین دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
صورت بیسو ہین تنگ نکل جاؤنگا

وہ نہین ہون کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا
آج جاتا تھا تو منہ سے تری کل جاؤنگا

شام ہجران کسی صورت سے نہین ہوتی سحر
منہ اندھیرے مین چھپا کر مین نکل جاؤنگا

کھینچکر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو
ناف بیمار نہین ہون جو مین ٹل جاؤنگا

شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہی
کچھ مین لڑکا تو نہین ہون کہ دہل جاؤنگا

کوچۂ یار کا سودا ہی مرے سر کے ساتھ
پائون تھک تھک کے ہون ہرچند کہ شل جاؤنگا

ضبط بیتابی دل کی نہین طاقت باقی
کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہی ٹل جاؤنگا

طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہی مجھکو
تیری حسرت ہی مین ای حسن عمل جاؤنگا

چار دن زیست کے گذرینگے تاسف مین مجھے
حالِ دل پر کفِ افسوس مین مل جاؤنگا

شعلہ رویون کو دکھاؤ نہ مجھے ای آنکھو
موم سے نرم مرا دل ہی پگھل جاؤنگا

چھلّے گل کھانے کو ہوتے ہین عنایت مجکو
گرمیان ہین جو یہی آپ کی جل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج ای آتش
مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

ان اشعار نے غزیو برپا کیا دس بیس ہزار اپنے ہوش مین نہ رہے آپسمین تلوار چلنے لگی بہار نے پکار کر کہا ای مخمور کیا کہنا خوب ان بد مستون کو مست کیا کیا سحر زبردست کیا اپنے اپنے رنگ سب جمارہے ہین عین گرمی جنگ مین قیامت برپا ہی گولے چل رہے ہین اپنے اپنے عجائب و غرائب سب دکھارہے ہین قصلے کار ملکہ مرواریدِ گلنار پوش کہ کوہ سیاہ پر ٹھہری ہین کنیزین سمجھا رہی ہین کہ ملکہ عالم پلٹ چلیے مروارید روتی ہی کہتی ہی صاحبو مقام افسوس ہی مین جس واسطے آئی اُسکا ظہور نہ ہوا قلب کو سرور نہ ہوا اسی بیابان مین اپنی جان دونگی گھر پلٹ کر نہ جاؤنگی ہمشیرہ صنم کا مردہ پڑا ہو مین اپنی شادی کرون مجھسے کبھی نہ ہوسکیگا دل یہی چاہتا ہی کہ یا جان ددن یا

عشاق سبزہ رنگ کو ڈھونڈھ کر قتل کردن یہ ذکر تھا کہ ہنگامہ گیرودار بلند ہوا دریاے آتش نے
جوش مارا لکہ ہاے ابر کڑک کڑک کر گرنے لگے ملکہ مروارید نے جو سر اُٹھا کر دیکھا کہ باپ انتہا کا
زخمدار ہی ملازمان افراسیاب چاہتے ہین کہ گرفتار کرلین ملازمان ملکہ مہرخ شکیل و رعد و برق
برق لامع و باغبان قدرت و مخمور و بہار وغیرہ نے سہیل کو بچایا ہی تخت سے اُتار کر اُسکو
ایک ہوادار پر ڈال لیا ہی ملکہ بہار آگے بڑھی ہوئی مصروف سحر خوانی ہین کبھی پھول برسائے باغ
بیدر کے بنائے کبھی دریاے آب پیدا ہوا باغبان قدرت کا گیند چل رہا ہی رعد چیخین
مارتا پھرتا ہی ہزارون کے سر پھاڑ ڈالے جب چیخ ماری ہزار دو ہزار گرے ناک و کان سے خون جاری
برق لامع اپنی چمک دکھا رہی ہی اب مروارید کو ثابت ہوا کہ خاص میرے واسطے یہ آفت
برپا ہی گاتی باندھی کنگنا ہاتھ مین مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی زعفرانی جوڑا زیب جسم مروارید
گلنار پوش موتیون کے الے ہاتھ مین لیکر بڑھین جب بالا سے ڑاک سے مارا ہزارون کے سر کٹ کر گرے دانے
موتیون کے چٹک رہے ہین ادہر مروارید گلنار پوش نے آفت برپا کردی زمین ہلادی چمک
چمک کے لڑ رہی ہین ملکہ حیرت جادو بھاگتی پھرتی ہین کفار کے ہوش درست نہین کوئی ساحر
چالاک و چست نہین قریب تھا کہ ملکہ حیرت جادو شکست کھا کر بھاگے سبزہ خوابیدہ بھی
جاگے تمام سرداران نامی و ساحران گرامی مثل مخمور و بہار و ملکہ شرخ موے کا کلکشا
وغیرہ ملکہ مروارید گلنار پوش کے ہمراہ مصروف جنگ ہین ملازمان افراسیاب اپنی جان سے
تنگ ہین یکایک زمین تھرائی نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ افراسیاب جادو
مرکب پر سوار بقہر و غضب تمام آکے پہونچا اپنے لشکر کا بھی حال دیکھا آتے ہی سحر کرنے لگا
سحر مین افراسیاب تو بلاے روزگار ہی سرداروں کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا کوئی ساحر سامنے
افراسیاب جادو کے نہین جاتا ڈرتے ڈرتے سحر کیا اور بھاگے دو ہی چار سحرون مین افراسیاب
نے مجمع ساحران کو متفرق کردیا لاشون سے میدان بھر دیا کبھی زمین پر دو ہتھڑ مارا غار پیدا ہوا
اُسمین ہزارون غرق ہوگئے کبھی پتھر برسائے کبھی آگ گرائی ملکہ مروارید ایک جانب بھاگی
مصور کی جو نگاہ ملکہ مروارید گلنار پوش پر پڑی ہاے جان جہان کہکے دوڑا گھوڑے سے
کود پڑا ملکہ مروارید اُدھر سے ہٹی ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوکر سحر کرنے لگی اُدھر سے

لڑتا ہوا افراسیاب آیا ملکہ مروارید نے موتیون کا مالا اچھینک مارا ہزارون برقین افراسیاب پر گرین افراسیاب اشارون سے سحر دفع کرتا ہو نگاہ اٹھاکے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین نہایت حسین شہرۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق غمزہ و ناز مین مشاق بوٹا سا قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار مہ جبین پری پوش معشوقہ مہوش سایۂ نخل مین کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہو جب ٹھٹہ کر مسکرائی دشمنون پر بجلی گرائی افراسیاب نے دل تھام لیا سامری و جمشید کا نام لیا پسینے پسینے ہو گیا ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا کلیجہ کانپا بے اختیار پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی و ای رنگ بوے گل حدیقۂ محبوبی

نظم

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری / خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری
یقین ہو اٹھیگی جان اپنی آکے گردن مین / سنا ہو جا سے قریب رگ گلو تیری
وہ گل ہون مین کہ نرا رنگ جس سے ظاہر ہو / وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہو جسکی بو تیری
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال / تلاش کی ہو صنم ہمنے چار سو تیری
شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا / خدا گواہ ہو شاہد ہو آرزو تیری
دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہو / صبا ہی کے نہین [illegible] مین آئی بو تیری
پڑھا ہو ہمنے بھی قرآن قسم ہو قرآن کی / جواب ہی نہین رکھتی ہو گفتگو تیری
شب فراق مین ای روز وصل تا دم صبح / چراغ ہاتھ مین ہو اور جستجو تیری
یہ چاک جیب کے حق مین دعاے مجنون ہو / نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری
کسی طرف سے تو نکلیگا آخر ای شہ حسن / فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری
چمن مین صبح کو جا کر نہ منہ دکھانا تھا / برنگ آئنہ حیران ہو آبجو تیری
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہو سیف زبان / رہیگی معرکے مین آتش آبرو تیری

ملکہ مروارید گلنار پوش نے جو دیکھا کہ افراسیاب جادو اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا تیری جانب آتا ہو بہت سے سحر کیے کسی سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب اشارے کرکے سحر مٹاتا ہو جوش عشق مین دوڑا ہوا آتا ہو آخر ملکہ مروارید بخوف عصمت سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب سحر کرتا ہوا چلا ملکہ مروارید پلٹ پلٹ کے کبھی چپاچپان کمکے پکارتی ہو کبھی کوستی ہو ہم ناہدار

آپ کو سودا ہوا ہی مین تو آپ کے سامنے مثل آپ کے فرزند کے ہون آئندہ آپ کو اختیار ہی افراسیاب کہتا ہی اے جان جہان میری تجھپر جان جاتی ہی تجھکو بادشاہ طلسم ہوش ربا کرونگا وہ مرتبہ کرون کہ عالم عالم رشک کرے ملکہ مروارید کچھ جواب نہین دیتی ہین بھاگی چلی جاتی ہین افراسیاب بھی جھپٹا ہوا جاتا ہی آگے آگے مروارید بھاگی جاتی ہی افراسیاب جادو دوڑا ہوا جاتا ہی دونون لشکرون مین سحر موقوف ہی سب کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہین دونون لشکرون مین ہلڑ ہی کہ دیکھو کیا غضب ہوا دیکھیے مروارید پر کیا گذرے ایک طرف مصور بھی دوڑا ہوا جاتا ہی جوش محبت ملکہ مروارید مین نعرے مارتا ہی کبھی بیقرار ہو کر پکارتا ہی اے شہنشاہ خوبی و اے لیلائے عصر و اے سلمائے دہر مجھے قریب تو آنے دے میری جان پر بنی ہی یہ کہتا ہوا مصور بھی جاتا ہی کبھی بیتابی دل سے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی نظم

تمکو بھی مشکل پڑیگی عاشقون کی داد مین	دونون عالم ہین ہمارے حلقۂ فریاد مین
پوچھ لو ہم جانتے ہین خوب گھٹ بڑھ رات کی	چشم وا پیمانۂ شب ہی تمھاری یاد مین
بار ایجاب دعا ہی سر اُٹھاؤن کس طرح	حلقۂ احسان پڑے ہین گردن فریاد مین
کس تماشا دوست نے محو تماشا کر دیا	کون لے آیا ہمین اس عالم ایجاد مین
منھ سے نکلی بھی نہین تھی صاف بسم اللہ عشق	پہلے ہی رونے لگے ہم خدمت اُستاد مین
جانب بتخانہ جو ہمنے قدم رنجہ کیا	جام چھلکے خم لنڈھے رسم مبارکباد مین
لطف تکلیف قفس کچھ ہمسے پوچھا چاہیے	مدتین آخر ہوئی ہین خدمت صیاد مین
اور بھی تکلیف اے قاتل کہ ایذا دوست ہون	زخم منھ کھولے ہوئے ہین لذت بیداد مین
برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا	سیکڑون باتین ہین ایسی خاطر ناشاد مین
غیرت دیوانگی کا سلسلہ کیا توڑیے	ننگ آتا ہی کہ جائین صحبت حداد مین
بلبل بستان وحدت ہی بیانسے چل نسیم	عمر کو ضایع نہ کر اس گلشن ایجاد مین

رو رو کر یہ اشعار پڑھتا ہی بیتابی دل سے خاک اُڑا رہا ہی گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی ہی جب آہ کرتا ہی منھ سے دھوان نکلتا ہی صاف ظاہر ہی کہ آتش عشق سے دل جلتا ہی لیکن مروارید بحواس عالم یاس جان کے خوف سے قریب ایک تالاب کے پہونچی افراسیاب بھی برابر پہونچا مروارید کو

اپنی عصمت کا ڈر ہی سیڑھیون پر پہونچین افراسیاب بھی برابر پہونچا مروارید کو خوف ہوا کہ ایسا نہو افراسیاب مجکو پکڑلے خوف عصمت مین اپنی جان جانے کا خیال نہ کیا یون آبرو بچائی جب پناہ پانی مشکل ہوئی اپنے کو تالاب مین گرا دیا افراسیاب سیڑھی پر کھڑا ہو کے افسوس کر رہا ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای افراسیاب کیا غضب ہوا اس ظالم نے اپنی جان دیدی پُکار کر آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیون اپنے کو تالاب مین گرایا مین تیری خوشی کرتا کوئی جبر نہ کرتا کیون جان دینے کا ارادہ کیا مین بڑا افسوس کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا تیرے واسطے موجود ہی جو تو کہیگی وہ مین قبول کرونگا قسم ہی سامری وجمشید کی تیرے فراق مین زندگی دشوار ہی تیرا عاشق مجبور و ناچار ہی دل پر چھریان پھر رہی ہین پھر افراسیاب نے بیقرار ہو کے پکارا نظم

عنبر ہی حسرت گزارے حال بلبل	دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو ای گلچین	مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگے گی تو نہ تراشونگا قلم	آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا پھولی ہوئی بیٹھی ہی	دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
گل ہین مصروف عزاداریون مین پھولون مین آگ	ہو گیا سُنتے ہین گلشن مین وصال بلبل
داخل طبلق عشاق ہی چہرہ اُسکا	لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہین	جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل
باغ شاداب کو کیا باد خزان نے لوٹا	حیف ہی آگئے ایام زوال بلبل
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہین	نہ تصور رہے مجھے گل کا نہ خیال بلبل

افراسیاب بیقراریان کر رہا تھا کہ یکایک تالاب مین غرض پیدا ہوئی افراسیاب جادو نے دیکھا کہ ایک مورپنکھی تالاب مین پیدا ہوئی کشتی طاؤس چہرہ بنہایت تکلف سے آراستہ دو ماہجبین قوم کی بنگالین گنگام کے لہنگے چندریان اوڑھے ہوئے الوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن مین جوڑے ترچھے بندھے ہوئے ڈانڈین گنگا جمنی ہاتھ مین پانی سے ڈانڈ امینڈی پڑی ہی مروارید کشتی پر سوار بالون سے قطرے پانی کے ٹپک رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ ابر نیسان تار سے بارش مروارید ہو رہی ہی اس سج دھج سے جو افراسیاب نے کشتی کو آتے ہوئے دیکھا

بے اختیار پکار اُٹھا ای جان جہان مجھسے کیون ڈرتی ہی بدون تیرے حکم کے ہاتھ نہ لگاؤنگا خاص
طلسم ہوش ربا مین تخت سلطنت پر تیرا جلوس ہوشاہان طلسم آکر نذرین دین تب میری خوشی ہو
ملکہ مرواریدہ گلنار پوش نے ہاتھ باندھکر کہا مجکو خوف تھا کہ ایسا نہ ہو آپ مجھے قتل کرین جان
کے خوف سے بھاگی تھی اب آپ نے مطمئن کیا حاضر ہوتی ہون یہ کہتی ہوئی کشتی کنارے پر پہونچی
ملکہ مرواریدہ کشتی سے اُتری کنیزون سے اشارہ کیا کہ اری کمبختو مہمان نے تمکو سرفراز کیا ہی
مہمان بھی کون ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کنیزون نے لاکر کرسیان بچھائین ایک کرسی پر
افراسیاب ایک پر ملکہ مرواریدہ گلنار پوش بیٹھین کنیزون کو آواز دی کہ ارے سامان عوت
مہیا کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکے رکھین ملکہ مرواریدہ نے کہا ارے کمبختو گزک کا سامان
مہیا کرو ایک کنیز نے ڈگن لاکر ہاتھ مین دی اُسمین چارہ لگایا ملکہ مرواریدہ نے ڈگن کو تالاب
مین پھینکا پھینکتے ہی ایک مچھلی پھنسی کوئی ماہیت سے اُسکی آگاہ نہ تھا ملکہ مرواریدہ نے جھٹکا مارا
مچھلی پھڑکی باہر آئی ملکہ نے اشارہ کیا کنیزون نے درست کرکے کباب لگائے قاب مین رکھکر
ملکہ مرواریدہ کے آگے پیش کیئے پھر ہو حق کی آواز آئی دیکھا مصور جادو بد حواس و پریشان
اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا آتا ہی افراسیاب جادو مصور کو دیکھکر بگڑا ملکہ مرواریدہ نے
اشارہ کیا کہ آپ کیون خفا ہوتے ہین مین ٹالدونگی مجھے تو آپ سے مطلب ہی ایسا چاہنے والا
کہان ملیگا یہ کہکے جام لبریز کیا پنجۂ نگارین پہ رکھکر افراسیاب کے سامنے پیش کیا کہا ای
شہنشاہ یہ جام محبت ہی نوش فرمائیے افراسیاب بے اندیشۂ انجام پی گیا ملکہ مرواریدہ نے
قاب سامنے کی کہا کباب نوش فرمائیے افراسیاب جادو بے اختیار پکار اُٹھا مطلع
پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی + دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی + یہ کہکر کباب
اُٹھائے کباب کھانے لگا ملکہ مرواریدہ نے ایک جام مصور کو بھی دیا اور کباب بھی کھلائے
مصور کی آنکھین سُرخ ہوئین چہرہ گلنار مبہوت ہوکر مصور نے کہا کہ ای جان جہان و ای
آرام دل مشتاقان مین ہر طرح تابعدار ہون جوش محبت سے مجبور و ناچار ہون چاہتا ہون
کہ خدمتگزاری کرون آٹھ پہر خدمت مین حاضر رہون ملکہ نے کہا ای مصور انصاف شرط ہے
زوجہ تمھاری ملکہ صورت نگار میرے ساتھ کس طرح پیش آئینگی ضرور فساد لائینگی اگر آپ کو

میرے ساتھ شادی منظور ہی قلب آپ کا ناصبور ہی تو ملکہ صورت نگار کا سر لائیے مین ہر طرح
حاضر ہون مصور نے کہا مین ابھی لایا اب تردد نہ ہوگا یہ کہکے کچھ اسباب سحر ہاتھ مین لیا تیغے کے قبضے پر
ہاتھ ڈالا بقہر و غضب تمام برائے قتل صورت نگار چلا یہان افراسیاب سے باتین ہو رہی تھین لیکن جال
افراسیاب کا بھی غیر ہی گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی ڈھنڈھی سانسین بھر رہا ہی کبھی کہتا ہی کیون ملکہ
اس عاشق زار کے مقدمے مین کیا ارشاد ہوتا ہی ملکہ نے کہا نہ گھبراؤ تدبیر نکلی آتی ہی آپ کو مناسب ہی
کہ جو مین عرض کرون اُسکو بگوش ہوش سماعت فرمائیے پہلے تو یہ بخوبی آپ پر ظاہر ہی کہ یہ کنیز کوکب روشن ضمیر
کی بھتیجی ہی باپ میرا سہیل روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر آپ کے مرتبے سے مرتبہ میرے چچا کا کم نہین
علمداری حکومت مثل آپ کے قرار پائی ہی حکومت دلیاقت و سخاوت و جرأت و شوکت مین بھی مشہور
عالم ہین ہمیشہ اپنی عملداری کو بتکلف تمام درست کیا عدل و انصاف کا بھی چچا صاحب کے شہرہ ہی یقین تھا یہ ہم
کہ کنیز کو آپ حقیر نہ کرین سلطنت طلسم ہوش ربا مین بڑا تامل ہی آپنے اپنی زوجہ صاحب کو بادشاہ طلسم ہوشربا
کیا کیا کہنا اُنکا حُسن و جمال عابد کُش و زاہد فریب لیکن خاص آپ کی پابند نہین ہین فلان رسالدار سے
پھنسی ہین راتون کو وہ اُنکے خیمے مین آتا ہی آپ سے پردہ ہی ہم آپ پر ظاہر کرتے ہین کہ اُنکا طریقہ خلاف
ہی ضرور کنیز سے فساد کرینگی اگر آپ کو منظور ہی تو جاکر اول حیرت کا سر لائیے یہ کنیز خدمتگزاری کو
موجود ہی اگر کچھ عذر ہو تو صاف صاف فرمائیے افراسیاب نے کہا اے ملکۂ عالم جو تم فرماؤگی بسر و چشم
بجا لاؤنگا یہ کہکے قبضے پر ہاتھ ڈالا جھومتا ہوا چلا اول حال مصور جادو تحریر ہوتا ہی کہ ملکہ صورت نگار
تخت پر سوار قریب تخت ملکہ حیرت بیٹھی ہوئی ہین کہ سامنے سے ہو حق کی آواز آئی مصور کو دیکھا
شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا سامنے آیا پکارا کہ او کسبو بریدہ مین تیرے حرکات سے آگاہ ہوا میرے گھر سے
نکلجا مین تجھے طلاق دیتا ہون جو تیرے حالات تھے اُنسے خوب آگاہ ہوا اُس زنگی سیاہ رو کو بلا کر
مُنہ اپنا کالا کیا تجکو کچھ خوف نہ آیا سامری و جمشید کی ہوا ایسی آوارہ حیرت نے پکار کر کہا
مرشد زادے ایسی باتین زوجہ کو نہ کہو سر بازار تمھین شرم نہین آتی ہی کوئی ایسے کلمات سخت کہتا ہی
مصور نے کہا کہ ملکہ تم اس مقدمے مین دخل نہ دو تم نہین جانتی ہو یہ بڑی فاحشہ ہی اسکو نکالدونگا
یہ کہکے تلوار کھینچ کے چلا کہ صورت نگار کو قتل کرون سب اہالی لشکر قہقہہ مار کر ہنستے ہین کہ
مرشد زادے کو کیا ہو گیا دوسری طرف سے آواز اشعار عاشقانہ کی آئی ملکہ حیرت نے دیکھا

ساحر کینا شہنشاہ طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو بلبلاتا ہوا آتا ہی اشعار عاشقانہ زبان پر
بیقرار و مضطر آواز دیتا ہی او حیرت تجھے ناک چوٹی کاٹ کر گدھے پر سوار کرونگا سب تیرے حالات
مجکو معلوم ہین فلان رسالدار شب کو تیری خدمت مین آتا ہی مجھے اب تیرا حال سب معلوم ہوا
ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا لو صاحبو مین مرشدزادے کو سمجھاتی تھی شہنشاہ کو کیا ہو گیا
بقول شاعر مطلع قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو + خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو +
ملکہ مروارید گلنار پوش یہ شعبدہ کر کے مہرخ و بہار وغیرہ کے بیچ مین آئی کہا صاحبو
مین نے افراسیاب جادو و مصور جادو کو اس بلا مین پھنسایا اپنی آبرو بچائی اب خدا انجام
بخیر کرے مہرخ و بہار و مخمور وغیرہ گھبرا گئین کہا ای مروارید خوب کار نمایان کیا کہ جو آجتک
کسی سے نہ ہوا تھا افراسیاب ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ پر تیرے سحر نے
تاثیر کی ای مروارید کیا کہنا مگر انجام بخیر ہو افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی
جس وقت ہوش مین آئیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا جب کبھی اُسنے جو ارادہ کیا وہی کر لیا
میلے کے دن ذرا یاد تو کرو کہ جب چاہ زمرد پر افراسیاب جادو نے سب ساحرون کو جمع کیا
بخوبی یاد ہی کیسے کیسے تاجداران جلیل سحر و ساحری مین بیعدیل آکر جمع ہوئے تھے بعد ختم میلے کے
جب افراسیاب جادو کو غصہ آیا کوئی جواب نہ دیسکا سب نے شکست کھائی کسی کو بھاگنے
رستہ نہ ملا وہ ہمارے قتل سے منھ نہ موڑیگا سب کا ارادہ ہوا کہ یہان سے بھاگین کہین جا کر چھپین
لیکن مصور جادو کلمات سخت کہتا ہوا طرف صورت نگار کے چلا افراسیاب طرف حیرت
کے متوجہ ہوا لشکرون مین ایک غریو ہی حیرت و صورت نگار تختون سے کود کود کر بھاگین
مصور نے پکار کر آواز دی بھاگ کر کہان جائیگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگی افراسیاب بھی ایسے
ایسے کلمات کہتا ہوا طرف حیرت کے جھپٹا پکارا کہ ارے مجھسے کہان بھاگ کے جائیگی اس وقت
اہالی لشکر افراسیاب جادو و سرداران اہل اسلام مین یہی غریو ہی کہ ای ملکہ مروارید
کیا کہنا حقیقت مین تمہارا عدیل و نظیر نہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا آواز مہیب آئی او افراسیاب
ہوش مین آ خبردار کیا غضب کرتا ہی بیگناہ کے خون سے کیون ہاتھ بھرتا ہی بس اب آگے
نہ بڑھنا سب نے دیکھا آفات چہار دست بدست پکارتی ہوئی کہ او افراسیاب کیا غضب کیا
کیا

ایک چھوکری کے شعبدے پر کیا پھنس گیا بادشاہ طلسم ہوشربا کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ جسپر
نگاہ قہر ڈالدے وہ جلکر خاک ہو تو نے اپنے کو غرور مین خراب کیا یہ کہکر آفات چہار دست
زمین پر آئی افراسیاب بیہوش پڑا ہوا تھا آفات نے قریب آکے افراسیاب کے پیٹ پر ہاتھ
پھیرا کچھ اسم سحر کا پڑھا مصور پر حباب پھینک مارا مصور تو شرما کر کنارے ہوا لیکن افراسیاب
پر سے جو سحر اُترا اور حال اُسنے اپنا سنا غصے سے کانپنے لگا کہا آج کسی باغی کو زندہ نہ چھوڑونگا
آفات سے کہا آؤ جدہ ہم تم ملکر سحر کرین آج سب کو مٹا دین دیکھون تو یہ لوگ کیونکر بچتے ہین
اب جو یہ دونون دادی پوتے بڑھے حقیقت مین قیامت برپا ہو گئی کُل سرداران مطیع اسلام ملکر
ان دونون پر سحر کرنے لگے مگر یہ دونون بلاے روزگار سرداروں کے سحر کو کب مانتے ہین
آفات چہار دست نے مروارید کو لوکا کہا او چھوکری مجھپر تو سحر کر دیکھون تیرا شعبدہ کیسا
ہی افراسیاب نے بڑا دھوکا کھایا مروارید نے سب اپنا زیور اُتارا کچھ اسماے سحر پڑھے آفات
پر سب زیور پھینک مارا آگ برسی برفین گرین پتھر برسے تلوارین خنجر گرے آفات چہار دست
نے ان سب سحرون کو دفع کر دیا غصے مین پکار کے آواز دی او چھوکری مجھے بڑی حیرت ہی کہ
تو موم کی پتلی نہین بنجاتی یہ جو آفات نے پکار کے آواز دی فوراً مروارید گلنار پوش
چرخ کھاکے زمین پر گری موم کی پتلی بنگئی حرارت آفتاب سے پگھلنے لگی ملکہ بہار و باغبان
و مخمور نے اپنی جان دیکر مروارید گلنار پوش کو اُٹھایا ایک تخت پر ڈال لیا ملکہ بہار نے گرد
گلدستے رکھے مخمور نے برف برسائی باغبان کے سحر سے ہوا ٹھنڈی چلنے لگی موم کا پگھلنا
موقوف ہوا آفات چہار دست نے پکار کے آواز دی دیکھو مین اب تم سب کا بھی یہی حال کرتی
ہون یہ کہکے دادی پوتے شانے سے شانہ ملا کے بڑھے اُسوقت اہل اسلام کی بیقراری و اشکباری
کہ ای معبود بے نیاز و ای رب کارساز ان ظالمون کے ہاتھ سے ہم لوگون کو بچا لے اِنکے سحر سے
ہم کیونکر بچینگے دونون دادی پوتے بڑھتے ہوے چلے آتے ہین بلک کے جو سرداران اسلام
نے دعا کی یکایک آسمان سے نعرہ ہوا او آفات چہار دست او افراسیاب خبردار آگے
نہ بڑھنا کیون بندگان سامری و جمشید کا خون اپنے اوپر لیتا ہی تو بادشاہ ہی ای آفات مین
تجھسے مناظرہ کرنا چاہتا ہون آفات چہار دست و افراسیاب جادو و کل حاضرین وقت نے

سر اُٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر یکہ و تنہا تخت پر سوار اسباب سحر آگے رکھا ہوا
ایک چھتری سر پر آراستہ اور ایک نئی بات دیکھی کہ تین بانس تخت پر کھڑے کیے ہین اُسپر ایک
حلقۂ ریشمی کھنچا ہوا ہی کوکب روشنضمیر پکارتا ہوا آیا اے آفات میری بات کا جواب دے آج
میرے اور تیرے فیصلہ ہی اگر یہ لوگ قتل ہونگے تمھارے ہی ملک کے ہین مین نے دل سے ان
مسلمانون کا ساتھ نہین دیا ہمارے تمھارے فیصلہ ہو جائے مسلمانون کو ابھی ملک سے نکالدین
غیر مذہب والے ہمارے تمھارے ملک مین نہ رہنے پائین آج سحر مین ہمارے تمھارے
امتحان ہو جائے آفات نے کہا کیا امتحان چاہتے ہو کوکب نے کہا یہ حلقۂ جمشیدی جو مین نے
کھینچا ہی تم دونون دادی پوتے سحر کرتے ہوے اس حلقے سے نکل جاؤ پھر مین اطاعت کرونگا
خراج دیا کرونگا مسلمانون کو اپنے ملک مین آنے نہ دونگا آفات نے کہا اے کوکب کیون
دیوانہ ہوا ہی ہم وہ ساحران زبردست ہین سوئی کے ناکے سے نکل جائین اس حلقے کی کیا
حقیقت ہی کوکب روشنضمیر نے کہا دیکھین افراسیاب و آفات نے شانے سے شانہ ملایا
اور پکار کے آواز دی او کوکب نادان دیکھ ہم اس ریشم کے حلقے سے نکلتے ہین تمام لشکر افراسیاب
و لشکر مسلمانان دیکھ رہا ہی کہ دادی پوتے شانے سے شانہ ملا کے کڑکتے ہوے چلے جب قریب
اُس حلقے کے پہونچے دونون نے سر ڈالا چاہتے تھے کڑک کر نکلین کہ کوکب نقلی نے نعرہ کیا یا شید
اے افراسیاب و آفات منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن
امیۂ ضمری نامدار یہ کہکر جھٹکا مارا وہ حلقے کمند آصفاے با صفا کے ہین گلے مین افراسیاب
و آفات کے پڑے وہ چھتری جو سر پر تھی چوڑی ہو کے خیمہ بنگئی اب عمرو نے جھٹکا مارا کہ
دونون دادی پوتے گرے عمرو نے دو گرگے زنبیل سے نکالے ایک گرگا چھاتی پر افراسیاب
کی سوار ہوا ایک نے گھٹنہ چھاتی پر آفات جہاردست کی رکھا اندر بارگاہ دانیالی کے ہین
سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش لشکر اسلام سے احسنت و آفرین کی صدا بلند ہوئی ہر ایک
یہی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کا کیا کہنا کس لطف سے دونون کو پھنسایا لشکر کفار مین سناٹا پڑ گیا
ہر ایک کہتا ہی یارو کیا غضب ہوا ہمارے سرون پر کوہ الم گرا افراسیاب و آفات جہاردست
کو کیسا پھنسایا ہی اب دیکھین کیونکر رہائی ہو عمرو نے بڑا کمال کیا ایسے ساحرون کا یہ حال کیا

ہمت

عمرو نے پکار کے آواز دی کہ اے مہرخ و بہار وغیرہ تم لوگ تامل کرو تو مین اسی ہفتے مین واپس آؤنگا یہ وہ لوگ ہین کہ آج تک انپر کسی کا ہاتھ نہین پڑا اب مین انکو عقیق گلزار سلیمانی پر لیے جاتا ہون مقام بارگاہ سلیمانی پرست زبردست صاحبقران زمان سے انکو قتل کرا دونگا طلسم بیکار رہجائیگا سب نے فریاد کی کہ خواجہ برائے خدا ہمکو بھی اپنے ساتھ لیچلو ہم لوگ بھی ملازمت صاحبقران سے مشرف ہون نہین معلوم تمھارے جانیکے بعد ہمپر کیا آفت برپا ہو ہرچند عمرو نے سمجھایا کون مانتا ہے ستر ہ سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی یہی فریاد کر رہے ہین کہ ہمکو بھی لیچلو خواجہ عمرو نے کہا ایسا نہو کوئی بلا نازل ہو مہرخ و بہار و مخمور کہتی ہین خواجہ آپ کے جانے کے بعد حیرت ہمپر دباؤ ڈالیگی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگی تمام اہالیان طلسم ہمپر ٹوٹ پڑینگے تمھارے ساتھ چلنے مین ہماری جان بچ جائیگی عمرو نے ناچار ہو کے کہا اچھا تخت سحر تیار کرو اُسپر تم سب سردار سوار ہو لو اسطرح میرے ساتھ چلو ملکہ بہار گلعذار نے ایک تخت سحر تیار کیا قصد تھا ہم دس پانچ سردار اُسپر سوار ہونگے جیسے ہی ملکہ بہار نے تخت تیار کیا مخمور کا ہاتھ تھام کے اُسپر بیٹھین اور اب ارادہ ہے کہ ہم جب کسی کو بلا لینگے وہ آکے اسپر سوار ہوگا مگر جان کا خوف تو بری چیز ہے کئی سے سردار اُچک اُچک کے سوار ہو بیٹھے ہرچند اب ملکہ بہار گلعذار منع کرتی ہین لیکن کوئی نہین سنتا بہ مجبوری چار تخت سحر اور تیار کیے ایک ایک تخت پر دو دو سو چار چار سے سردار سوار ہو بیٹھے پانچ تخت جو تیار ہوے تھے وہ ڈھائی ہزار سرداران پانچون تختون پر سوار ہوے ہرچند ملکہ بہار گلعذار چیختی ہین اور کہتی ہین کہ صاحبو اتنی دور کا جانا کیونکر تخت اُڑینگے جس تخت پر ملکہ مہرخ سوار ہین اُسپر بھی چند کمیدان و چند رسالہ دار سوار ہوے ہین خواجہ عمرو کا تخت بلندی پر اُڑ رہا ہے بارگاہ دانیالی استاد ہے چار پانچ گز سے افراسیاب جادو و آفات چہار دست کو پکڑے ہوے بیٹھے ہین اور موٹے موٹے سونٹے ہاتھون مین لیے ہوے ہین اس ارادے پر کہ اگر ذرا یہ سرکشی کرین اور سونٹا مارو مین سب سردار تختون پر سوار ہو چکے ہین اب چاہتے ہین کہ تخت اُڑائین یکایک سناٹا ہوا زمین کانپنے لگی شعلے چمکے سب نے دیکھا کہ زمین شق ہوئی اُسمین سے ماہیان نمرد پوش تڑپ کے نکلی دونون ہاتھون مین اُسکے دو پڑیان خاک کی تھین نکلتے ہی وہ خاک سب پر

پھونک ماری سب سردار نابینا ہو گئے ٹٹولنے لگے ماہیان زمردپوش نے پکار کے آواز دی
او ساربان زادے مہتر اب اسی مین ہی کہ آفات چہاردست و افراسیاب کو چھوڑ دے
ورنہ ان سب کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاجاؤنگی ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگی سب
سردار فریاد فریاد کر رہے ہین کہ ای خواجہ عمرو برای خدا ہمکو اس آفت سے بچاؤ آنکھون سے
نابینا ہوئے کچھ ہمکو سوجھتا نہین چنگاریان بدن سے نکل رہی ہین آتش سحر ماہیان سے
تمام ہڈیان جل رہی ہین اب عمرو کے ہوش پراگندہ ہوئے کہ ہاے کیا کرون یہ کیا غضب
ہوگیا ماہیان زمردپوش بصد جوش و خروش کہہ رہی ہی کہ ای خواجہ اگر ایک قدم تمنے
تخت بڑھایا ادھر مین نے سب کو مار ڈالا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی کسی کے قتل سے منھ
نہ موڑونگی اور دم بدم تکلیف سرداران تخت نشین کی بڑھتی جاتی ہی آخر ناچار ہوئے خواجہ عمرو
نے کہا ای ماہیان زمردپوش اول مروارید گلنارپوش کو انسان بنا دے سب سردارون کو بینا
کردے تو مین افراسیاب و آفات چہاردست کو دیدون اور ایک عہد واثق کر کہ اس مقام
پر افراسیاب جادو فساد برپا نہ کرے جو جو عمرو نے کہا ماہیان زمردپوش نے سب قبول کیا
مروارید پر سے سحر آفات چہاردست کا اُتارا سب کو بینا کیا اب خواجہ عمرو نے افراسیاب و
آفات کو ماہیان زمردپوش کے حوالے کیا ماہیان نے اشارہ کیا دو پریزادین پیدا ہوئین اُنسے
کہا آفات چہاردست کو کوہ زہرجدی پہ پہونچا دو اُسی حال مین آفات کو پریزادان دُرور گوش
مرصع پوش لیکر روانہ ہوگئین افراسیاب جادو کو اپنے پنجے مین دبا یا حیرت جادو سے
پکار کے کہا لشکر کو اپنے لیکر اپنے مقام پر جا نا راہ مین مسلمانون سے نہ اُلجھنا خواجہ عمرو
اب زمین پر اُترے سب لشکر کو ہمراہ لیا طرف اپنے مقام کے چلے کہ راہ مین برق ملا کہا اُستاد آج
آپنے دھو کا کھایا افراسیاب قبضے مین تھا اسد کو نہ مانگ لیا عمرو نے سر پیٹ لیا کہ مین نے بڑا
دھوکا کھایا افسوس کرتے ہوئے رنگین حصار پر آئے سہیل روشنضمیر بسبب زخمداری کے بیہوش ہی مروارید
سب کے ساتھ گھلی ملی ہوئی آکے داخل قلعہ ہوئین اور کہا یقین کامل ہی کہ باواجان ہمراہ اہل اسلام
رہینگے اب شادی ہونا کیسا جب تک ہمشیرہ کو نہ جلا لینگے عشاق سبزہ رنگ کو قتل
نہ کرینگے تب تک ہم اپنی شادی ہرگز نہ کرینگے گو کب روشنضمیر کو کیسا صدمہ ہوگا سب کے ساتھ بیٹھی ہین

بہار و مخمور سے کہہ رہی ہین اب مجھکو نہ جانے دینا عمرو نے سہیل کو شفا خانے مین روانہ کیا جراحون
نے زخمون مین ٹانکے دیے تیسرے دن سہیل صحت پاکر دربار مین آیا بیٹی کو دیکھا سب کے ساتھ
خوشی خوشی بیٹھی ہو ذکر تلاش عشاق کر رہی ہی سہیل کو تو مذہب اسلام سے نفرت ہی ملکہ مہرخ
سے کہا مجھے رخصت مرحمت ہو بیٹی کو ساتھ لیکر جاؤن اب بیٹی کی شادی کیا کرونگا شعلہ خیز کو رخصت
کر کے چلا آؤنگا ملکہ مہرخ نے کہا ای مروارید ہم پھر تمھین بلوا لینگے ملکہ مروارید ناچار ہو کے سب سے
رخصت ہو کر باپ کے ساتھ روانہ ہوئین سہیل جب اپنے ملک مین آیا شہنشاہ شعلہ خیز سات لاکھ
فوج لیکر براے شادی آیا ہی بیرون قلعۂ سہیلیہ اترا ہوا ہی سہیل نے اپنے ملک مین پہونچکر بیٹی کو
گھر مین بٹھایا سامان شادی کا ہونے لگا درمیان کی سب رسمین ہو گئین اب وعدہ ہوا کہ فلان
شب شب برات ہی تم ساتھ لیکر صاحبان برات کو آنا مروارید کو بیاہ کے لیجانا مروارید نے
جو یہ کیفیت سنی رو رو کے اپنا حال ابتر کیا جب یہ ثابت ہوا کہ آج شب کو برات ہی بیقرار ہو کے
ایک عرضی خواجہ عمرو و مہرخ کو لکھی مضمون یہ تھا کہ باپ نے آپ لوگون کو دھوکا دیا آج شب کو
شہنشاہ شعلہ خیز آئیگا رخصت کر کے ہمکو لیجائیگا کنیز کو شادی نہین منظور ہی اگر میری مدد کیجیے
اس ظالم کے ہاتھ سے مجھکو بچائیے مقام افسوس ہی کہ ہمشیرہ کا تو لاشہ پڑا ہوا اور ہماری شادی
ہو اگر آپ سب صاحب تشریف لائین شعلہ خیز کے ہاتھ سے مجھکو بچائین تو مین آپ کے ساتھ نکل چلون
کنیز عرضی لیکر چلی وہ عرضی لا کر ملکہ مہرخ کے ہاتھ مین دی عرضی دیکر کنیز تو چلی گئی مہرخ نے عرضی
مجمع عام مین پڑھی خواجہ عمرو نے کہا آپ سب صاحبون کا چلنا مناسب وقت ہی ہم بھی وقت پر
آئینگے شادی کو مبدل بہ غم کرینگے فرداً فرداً سب سردار چلے یہان سہیل نے ایک عرضی افراسیاب
کو لکھی کہ مین کوکب روشنضمیر سے نہایت بیزار ہون بیٹی کی وجہ سے یہ معرکہ پڑگیا ملکہ حیرت کو
آپ یہان بھیجیے مع سرداران نامی و گرامی کے آئین مین بھی بیٹی کی شادی کر کے آپکی خدمت مین
حاضر ہونگا کوکب سے مقابلہ کرونگا افراسیاب جادو کو یہ عرضی پہونچی افراسیاب نے عرضی کو
پڑھکر ملکہ حیرت کو حکم دیا کہ اپنے سردارون کو ساتھ لیکر جاؤ اُسکی بیٹی کی شادی کرا کے سہیل کو
اپنے ساتھ یہان لے آؤ وہ بھی ہمارا بڑا دوست ہی ہم اُسکو بادشاہ طلسم نور افشان کرینگے حیرت
اپنے سرداران نامی پہلوانان گرامی کو ہمراہ لیکر روانہ ہوئین یہان سہیل نے ایک بڑی بارگاہ استاد

کرائی ہی بیچ مین بارگاہ کے ایک تخت عمدہ بچھوادیا سرِ شام آسمان پر دیکھا لگا ابر سیاہ نمایان ہوے ملکہ حیرت بڑے سامان سے آکر پہونچین سرمایۂ برف انداز و ابرلق کوہ شگاف و صنعت سحر ساز و یاقوت زمرد پوش وغیرہ ہمراہ آٹھ سات لاکھ ساحرون کا لشکر اس زور و شور سے آکر پہونچین سہیل نے ہر ایک کا استقبال کیا ملکہ حیرت کو لاکر تخت پر جگہ دی سردار اُسکے گرد آکے بیٹھے سہیل خوشی سے پھولے نہین سماتا کہ ملکہ حیرت زوجۂ افراسیاب جادو میرے یہان شادی مین تشریف لائین باہر بارگاہ کے کھڑا ہوا اپنے وزرا سے باتین کررہا ہی کہ آسمان پر لکۂ ابر سیاہی نمایان ہوا سہیل گھبرا کے دیکھنے لگا کہ یہ کون آتا ہی وہ ابر قریب آکر پھٹا سہیل نے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و مخمور و باغبان وغیرہ اپنے بادشاہ کو گھیرے ہوے لشکر بید پشت پر سہیل ملکہ مہرخ کو دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہی ان لوگون کے آنے کا کیا سبب ہوا تخت آکے ملکہ مہرخ کا زمین پر اُترا سہیل نے ناچار استقبال کیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا تمھارے میان برات مین آئے ہین سہیل نے جواب دیا آپ نے بڑی سرفرازی فرمائی سب کو ساتھ لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا مہرخ نے حیرت کو تخت پر دیکھا مسکرائے آگے بڑھین آکے سلام کیا کہا اُٹھیے مین کچھ عرض کرونگی حیرت نے دیکھا چار ہی سردار ملکہ مہرخ کے ساتھ ہین ناچار اُٹھی جب تخت سے حیرت اُٹھین ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھ گئین باغبان آگے بڑھا سرما سے کہا بھائی صاحب مجھے آپ سے کچھ کہنا ہی سرما بھی مجبور اُٹھے باغبان مقام پر سرما کے بیٹھ گئے ملکہ حیرت ایک کرسی پر بیٹھین سرما دور جاکر بیٹھا سرداران مہرخ اس طرح بارگاہ مین بیٹھے ہین جہان پر ایک سردار ملکہ حیرت کا تھا چار سردار اس مقام پر آکے بیٹھ گئے سہیل نے آکر دیکھا تمام بارگاہ معمور ہوگئی سہیل حیران حیران دیکھ رہا ہی یہ کیا ماجرا ہوا کہ ملکہ مخمور نے سہیل سے کہا ہم دُلھن کے دیکھنے کے مشتاق ہین ہم ساتھ اُس پر چہر کے حاضر رہینگے سہیل سے کچھ نہ بن پڑا ملکہ مخمور کو لیکر اندر محل کے آیا ملکہ مخمور سرخ چشم جاکر پاس مروارید کے بیٹھین چپکے سے کان مین کہا اے مروارید نہ گھبرانا سب سردار تمھاری مدد کو موجود ہین بارگاہ مین چھپے ہوے ہین مروارید خوش ہوگئی کہ اب میرے وارث آگئے اب مجھکو کون لیجا سکتا ہی سہیل باہر آیا دو پہر سے شب گذری تھی کہ دیکھا خواجہ عمرو بھی آکے پہونچے برق و جانسوز و ضرغام و قران بھی ساتھ ہین سہیل سے آکر کہا ہم لوگون نے خود ارادہ کیا کہ چلکے شریک شادی ہون

سہیل نے گھبرا کر کہا تشریف رکھیے خواجہ عمرو اندر بارگاہ کے آئے ملکہ مہرخ نے اپنے پہلو مین جگہ دی سہیل بیرون بارگاہ گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ایک باغ ہی کہ اُس مین ایک اندازہ بنا ہی کہ اُسی مقام پر شہنشاہ پر مجلس گرم ہوگا کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے آکے سہیل کو خبر دی کہ شہنشاہ شعلہ خیز برات لیے ہوے آتے ہین بڑے دھوم سے برات آرہی ہی قلعے آتشبازی کے جابجا چھوٹتے ہوے لاکھون جوانان گلنار پوش ہمرا ہین معلوم ہوتا ہی کھیت گل لالے کا لہک رہا ہی سہیل نے آکے ملکہ مہرخ سے کہا دولہا آ پہونچا نوشاہ کے لیے تخت کی ضرورت پڑیگی آپ دنگل زرین پر آکر جلوہ فرما ہون خواجہ عمرو نے کہا اے سہیل ہم تمھارے مہمان ہین اور تخت بچھواؤ اُسپر لاکر بٹھاؤ جو سردار جس مقام پر بیٹھا ہی اُسی مقام پر بیٹھا رہیگا سہیل نے سامنے اور ایک تخت بچھوایا اُسپر لاکے شعلہ خیز کو بٹھایا سردارون کے بیٹھنے کی جگہ نہین کھڑے کھڑے پھرتے ہین نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بارگاہ مین آکے پہونچین ایک نازنین نے بہ ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

اُس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین — کعبے مین چل کے سجدہ تجھے چارسو کرین
عاشق جو حسن پاک مین کچھ گفتگو کرین — دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین
شرمندہ ہون زمین پہ گرین فرو کرین — استادگی جو سرو ترے روبرو کرین
لیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار — سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین
دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے — دامن کو پھاڑ لے جو گریبان رفو کرین
اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے — عاشق دعاے خیر تجھے کو بکو کرین
دیدار عام کیجیے پردہ اُٹھائیے — تا چند بندہ ہاے خدا آرزو کرین
مستی مین مجھسے بے ادبی ہوگی یار سے — مجھکو گناہگار نہ جام و سبو کرین
ورد زبان ہی روز و شب انکی ثناے حسن — شایان ہی جس قدر کہ یہ شاغل غلو کرین
حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا — سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین
مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے — ہنگامہ گرم شیفتہ رنگ و بو کرین
موجود گو کہ تو ہی مگر چاہتا ہی شوق — آوارہ ہون تلاش تری چارسو کرین
آتش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین ہی قول درد — دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

میان تو محفل مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی ملکہ مہرخ کے سردار شگفتہ بیٹھے ہین ملکہ حیرت سرنگون
کہ ملکہ مہرخ تخت پر بیٹھی ہین اور یہ کرسی پر دیکھ رہی ہی کہ انجام کیا ہوتا ہی کہ پنڈتون نے آکے
سہیل کو خبر دی وقت بھونری پھرنے کا آگیا سہیل نے آکے شعلہ خیز کو اٹھایا سب سردار بھی اٹھے
ملکہ مہرخ آگے آگے حیرت پیچھے پیچھے بیرون بارگاہ آئے اب اُس باغ مین پہونچے جہان وہ کنوان
بنا ہی پنڈت جاپ کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ اب دُلھن کو لاؤ پنڈت حکم لگا رہے ہین
انیسین جلیسین پہونچین آکر ملکہ مرواریدہ کو مقام سے اٹھایا دولھن سر جھکائے ہوے گھونگھٹ
بڑا سا نکلا ہوا ساتھ ساتھ ملکہ مخمور نے دولھن کو لاکر برابر کنوئین کے پہونچایا سہیل نے بھی فوجین تیار
کی ہین صفین جمی ہوئی کھڑی ہین ایک طرف فوج اسلام ایک طرف لشکر ملکہ حیرت خواجہ عمرو بھی
گھسے ہوے کھڑے ہین کہ ہرکارون نے خبر دی اے شہنشاہ سہیل سب سامان تیار ہی اب گٹھبندھن
کرائیے جیسے ہی پنڈت بڑھا کہ دولھا کا دامن اور دولھن کا دوپٹہ لیکر گرہ دے کہ عمرو نے حقہ آتشبازی
مارا مرواریدہ نے گھونگھٹ ہٹایا آگ برسنے لگی اب تو سب طرف سے سحر چلا ملکہ مرواریدہ جھپک جھپک کے
لڑنے لگین میان دولھا کی پگڑی ٹھوکرون مین ماری ماری پھرنے لگی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ دولھا
کو قتل کرو شعلہ خیز نہایت زخمی ہوا اسکی فوج والے دوڑے ادھر سے لشکر اسلام نے روکا جانبین
سے لشکر آپسمین ملگئے گولہ ترنج نارنج چلنے لگا ہنگامہ گیر ودار بلند ہی شعلہ خیز نے بڑھکر دو چار سحر کیے
نخل جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے ملکہ بہار گلعذار نے بڑھکر گلدستہ مارا گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے
ٹھنڈھی ہوا چلی غنچے چٹکے پھولون نے آنکھین کھولین سہیل نے دیکھا چار پانچ سو آدمی مبہوت ہوے
سر ٹکرانے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہم عاشق بہار ہین اے شہنشاہ خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی
یک نظرے خوش گذرے جمال کے مشتاق ہین ذرا ادھر بھی نگاہ اُٹھائیے مشتاقان جمال کو صورت
زیبا دکھائیے جب ملکہ بہار نے سر اُٹھایا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ اور زیادہ مبہوت ہو گیا بہار ڈولن سے
سر ٹکرانے لگا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے لشکر مین ہنگامہ برپا ہی مخمور کے سحر نے آفت برپا کر دی
شرابی جھومتے پھرتے ہین رعد نے وہ چیخین مارین کہ ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون نے جانین دین ملکہ
برق کڑک کڑک کے گر رہی ہین مہرخ نے وہ گولے مارے کہ ہزارون کے سر پھٹے ساری رات اس
ہنگامے مین گذری حیرت رات بھر تو خاموش رہی صبح ہوتے ہی اسنے بھی سحر کیا ہزارون کو قتل کیا

ملکہ مہار گلعذار نے مہرخ سے کہا اب بی حیرت بھی جھپک چمک کے لڑرہی ہین ایسا نہو لڑائی بگڑے یہ کہکر آگے بڑھین مہار و حیرت سے سحر چلا عجب کیفیت تھی دونون کے سحر چل رہے ہین جسکا جسپر وار چلگیا کبھی مہار جھومی کبھی حیرت مبہوت ہوئی ایک مقام پر حیرت نے پنجہ کھینچکر چلی زمین سے چند قدم بلند ہوئی تھی چاہتی ہی مہار پر جا پڑے ون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے زمین سے سر نکالا حیرت کو دیکھکر ایک چیخ ماری حیرت غفلت مین تھی الٹ گئی زمین پر بیہوش ہوکے گری برق نے چاہا کہ لڑک کر گردن حیرت کے دو ٹکڑے کرون کہ ایک پتلہ فولادی ہان ہان کرتا ہوا زمین سے پیدا ہوا حیرت کو اٹھا لیا افراسیاب کی طرف لیکر نکلگیا حیرت کا جانا لشکر سہیل و شعلہ خیز پر شکست واقع ہوئی جادوگر بھاگنے لگے ملکہ مہرخ نے پیچھا کیا مروارید نے کہا اب نکل چلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین خدا نے اپنا فضل شہزادی کیا فتح حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ نے مروارید کو بیچ مین لیا اسباب یہان کا سب لوٹا خواجہ عمرو نے بھی خوب ہاتھ مارے گئی بہ فتح و فیروزی ملکہ مہرخ نے سب سردارون کو ساتھ لیا طرف لشکر کے روانہ ہوئین مگر شعلہ خیز جو شکست کھا کر بھاگا افتان و خیزان حیران و پریشان کہ اپنے وطن سے بھی چھوٹا مدعاے دلی حاصل نہوا یہان افراسیاب بارگاہ حیرت مین آیا ہی مشتاق ہی کہ حیرت وہان گئی ہی دیکھیے کیا گذرے اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ حیرت کو پتلہ لیکر آیا افراسیاب نے ہوشیار کیا حیرت نے رو رو کے سب حال بیان کیا افراسیاب غصہ کر رہا ہی کہتا ہی کہ اب مسلمانونکو زندہ نہ چھوڑونگا ان لونڈی غلامون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہی کہ شعلہ خیز آکے پہونچا افراسیاب کے سامنے کلاہ دے ماری کہا اے شہنشاہ غلام تباہ ہوگیا وطن چھوٹا گھربار ترک ہوا معشوقہ بھی نہ ملی مین آپ کے پاس فریاد کرنے آیا ہون مسلمانون نے بڑی زبردستی کی میری معشوقہ کو لے گئے اسباب سب لوٹ لیا اب مین اپنے ملک مین جا کر کیا جواب دونگا لوگ کہینگے شادی کرنے گئے تھے وہان سے تباہ ہوکے آئے دولھن کو نہ لائے کیون شہنشاہ مین کیا جواب دونگا افراسیاب نے گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند نہ گھبراؤ مین نے تمکو اپنا بیٹا کیا مین تمھاری معشوقہ کو دلوا دونگا یہ کہکر افراسیاب نے اپنی بارگاہ مین جگہ دی ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سحر چشم کو پہونچائی ملکہ مروارید تو خوشی خوشی سردارون کے ساتھ بارگاہ مین بیٹھی ہین نہایت خوش ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ شعلہ خیز افراسیاب کے پاس فریادی آیا ہی افراسیاب نے وعدہ کر لیا ہی کہ مین تیری معشوقہ کو دلوا دونگا

مروارید گھبرائی ملکہ مہرخ نے کہا اے مروارید کیون گھبراتی ہو اُس ملعون کی کیا حقیقت ہی اب تمپر کوئی نگاہ نہین ڈال سکتا مہتر برق فرنگی یہ کہکر اُٹھا کہ میان شعلہ خیز کو لاتا ہون ملعون کو قتل کر ڈالو جھگڑا مٹے یہ کہکر بصورت مبدل چلا یہان افراسیاب نے شعلہ خیز کو ایک بارگاہ دی چند کنیزین و چند غلام واسطے خدمتگزاری کے دیے وعدہ کیا کہ تم چلکر اُترو ہم مروارید کو لا دینگے شعلہ خیز اپنی بارگاہ مین آیا آکے بیٹھا کہ خدمتگار نے عرض کی دروازے پر ایک کنیز کھڑی ہی کہتی ہی مین شہنشاہ سے کچھ عرض کرونگی شعلہ خیز نے کہا بلا لو کنیز اکڑتی ہوئی سامنے آئی جھککر سلام کیا قریب آکے بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان چپکے سے کہا دولھا میان ذرا کنارے چلیے مین کچھ عرض کرونگی دولھا میان کے نام سے شعلہ خیز خوش ہو گیا جلد اُٹھا تخلیے مین آیا پوچھا تم کہان سے آئی ہو کنیز نے کہا دلھن نے مجھکو بھیجا ہی نام دلھن کا سنکر شعلہ خیز بیقرار ہو گیا کہا او نیک بخت تیرا کیا نام ہی کنیز نے چٹکی لیکر کہا او نگوڑے کیا تیری آنکھون مین ہو سنی ہی ملکہ مروارید تیرے واسطے بیقرار ہین مجھکو بھیجا ہی اور فرمایا ہی جا کے میرے وارث سے کہنا کہ مین مجبور تھی مسلمان زبردستی مجھکو پکڑ لائے ہین اور قید کیا ہی جسوقت مہلت پاؤنگی اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤنگی تم گھبرانا نہین اب تو شعلہ خیز پھول گیا کہا ارے سچ کہ کنیز نے کہا تمھارے سر کی قسم ملکہ نے آب و دانہ ترک کر دیا کہتی ہین کہ ہاے میرے وارث کو بڑا صدمہ پہونچا مسلمانون نے مجھپر سحر کر دیا مین مبہوت تھی کہ اپنے وارث سے لڑی کنیز نے جو یہ باتین فصاحت و بلاغت سے کین شعلہ خیز نے کہا تم مجھے قید خانے کا نشان بتا دو مین رات کو اپنے کو وہان پہونچاؤنگا ملکہ کو قید خانے سے جاکے نکال لاؤنگا کنیز نے اپنے پاس سے ایک گلوری نکالی سونے کے ورق مین لپٹی ہوئی کہا لو یہ ملکہ مروارید گلنار پوش نے دی ہی کہ ہمارے وارث کو کھلانا شعلہ خیز خوش ہو گیا گلوری کھائی جیسے ہی پیک حلق سے اُتری سر پھرنے لگا کہا ارے اس گلوری مین کیا تھا کنیز نے کہا مین بھول گئی اسمین سنکھیا ملی تھی ذرا ٹھہرکر ٹہلیے شعلہ خیز اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا گر کر اوندھے گرا کنیز نے تڑپ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	تڑپنے مین ہون برق رفتار ہون ارسطوے ذی علم شاگرد ہی	لقب ہی مرا برق خنجر گزار کہے کون مکار غدار ہون ور مکر پر میرا [illegible]

تڑپ سے مری چرخ بھر رہا | بزیر قدم غرب ہی شرق ہی | اچھلا ہون مین نام بھی برق ہی

بہ تعجیل زبان مین سوزن دیا شعلہ خیز کا پشتارہ باندھا سر انچہ چالاک کرکے لے بھاگا دبتا ہوا ٹھٹا بیٹھتا لشکر اسلام مین آیا یہان وہ وقت ہی کہ ملکہ مہرخ بیرون بارگاہ مع سب سردارون کے جلوہ فرما ہین خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ برق آکے پہونچا پشتارہ سامنے ڈالدیا ملکہ مروارید بھی بیٹھی ہوئی ہین ملکہ مہرخ سے کہا حضور برق نے بڑا کام کیا اس ملعون کو قتل کر ڈالیے خواجہ نے کہا اسکو ہوشیار کرو فوراً ہوشیار کیا جیسے ہی اسکی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ملکہ مہرخ کے پایا مشکین بندھی ہوئین زبان مین سوزن پکار کے ملکہ مہرخ نے آواز دی او شعلہ خیز دیکھ قدرت پروردگار کہ تو گرفتار ہوکر آیا اب بہتر یہ ہی کہ ادیان باطلہ پر لعنت کر کیا عجب ہی کہ تیری شادی ساتھ مروارید گلنار پوش کے ہو مروارید نیمچہ کھینچکر اٹھی کہا حضور اس ملعون کو قتل کیجیے یہ سیاہ دل کبھی مسلمان نہوگا سب ہان ہان کرتے ہین مگر مروارید نیمچہ کھینچے ہوے قریب آکے پہونچی چاہتی ہی اسکو قتل کر ڈالون وہان افراسیاب بارگاہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے آکے خبر دی کہ شعلہ خیز کو برق فرنگی پکڑ لیگیا دربار مسلمانان مین قتل ہوا چاہتا ہی افراسیاب غصے مین اٹھا کہتا ہوا کہ آج سب کو مٹا دونگا مسلمانون نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی ہی کچھ ہمارا ابھی خیال نہ آیا یہ کہکر بہ قہر و غضب تمام چلا یہان مروارید نے قصد کیا ہی کہ نیمچہ مارون کہ افراسیاب مثل شعلۂ جوالا آکر گرا مروارید تو قریب شعلہ خیز کے موجود ہی نگاہ پڑی ایک معشوق طرحدار سینے پر ابھار قد موزون چہرہ گلگون آنکھین رشک دیدۂ غزال ابرو مثل ہلال عارض انور ماہ آسمان کمال تیر مژگان جو کمانخانۂ ابرو مین برائے قتل عاشقان لیس تھے تو دؔہ دل پر لب معشوق ہوے بے اختیار پکار اٹھا ای جان جہان وای سرتاج حسینان میری تجھپر جان جاتی ہی مروارید نے چاہا سامنے سے بھاگون افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پاؤن مروارید کے تھام لیے ایک پنجہ اسنے مروارید کی کمر مین دیا ایک پنجہ کمر مین شعلہ خیز کے دیا دونون کو لیکر بلند ہوا سرداران اسلام نے ہرچند روکا بھلا افراسیاب انکے روکے سے کب رکتا ہی بلاے روزگار ہی اب راہ مین اسنے سرتاپا مروارید کو بغور دیکھا شعلہ خیز بیہوش ہوگیا بلکہ خود افراسیاب نے شعلہ خیز کو بیہوش کر دیا ہی کہ میرے حرکات یہ آنکھون سے نہ دیکھے سراپاے مروارید کو جو بغور دیکھا بیتاب ہوگیا جی مین کہتا ہی کہ ہوشربا مین تو ایسی نازنین نہین ہی حیرت نہ بہار کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہی مخمور اسکے شمع جمال کا پروانہ ہی

کوئی منہ چھپاتا ہی اسکے مثل نہین ہی یہ سوچتا ہوا ایک کوہ ویران پر آیا اُس پہاڑ پر آکے اُترا شعلہ خیز کو ایک
گوشے مین ڈالدیا ایک طرف آپ آکے بیٹھا سحر سے فرش وغیرہ درست کیا مروارید بھی متوحش ہوا سے
بیہوش ہوگئی تھی اسکو ہوشیار کیا اب جو مروارید نے اپنے کو تنہائی مین پایا تڑپ گئی مثل بید کانپنے لگی
افراسیاب نے کہا اے مروارید میری تجھپر جان جاتی ہی کل ہوشربا کا مین تجھکو حاکم کرونگا وہ تیرا مرتبہ
کرونگا کہ تیرے مرتبے پر تمام شاہان جہان رشک کرینگے تیرا حکم سارے ملک مین جاری ہوگا اور سکہ
تک تیرے نام کا جاری کرونگا مروارید نے کہا اے شہنشاہ اگر آپ کو میرا قتل کرنا منظور ہی تو مین آپ کے
قبضے مین ہون قتل کرڈالیے اور کوئی امید مجھسے نہ رکھیے افراسیاب نہایت منتین کر رہا ہی مگر مروارید
نہین مانتی رو رہی ہی چاہتی ہی رہائی پاؤن جان دیدون افراسیاب جادو حیران و پریشان ہی کہ
اب کیا تدبیر کرون جو یہ راضی ہو قضائے کار سرمایۂ برف انداز وزیر اعظم افراسیاب تخت پر سوار
چار ہزار ملازم ہمراہ اپنے معشوق کی ملاقات کو جاتا تھا افراسیاب جادو کو جو پہاڑ پر دیکھا فوراً
اُتر آیا جھکجھک کے سلام کیا حال پوچھا افراسیاب نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہ میری اسپر
جان جاتی ہی یہ سرکش مجھکو قبول نہین کرتی اے سرما تمھین ذرا اسکو سمجھاؤ سرما نے دست بستہ عرض
کی اے شہنشاہ یہ امر تو بہت آسان ہی خداوند لقا سب کے پیدا کرنے والے بالائے کوہ عقیق موجود
ہین اُنکے پاس اسے بھیجدیجیے اُنھون نے پیدا کیا ہی وہی دل پلٹ دینگے پھر آپ یہ عاشق ہو جائیگی
افراسیاب نے کہا ذرا تمھین تکلیف کرکے لیجاؤ سرمایۂ برف انداز نے کہا بہت خوب مین مدت سے
خداوند کے دیدار کا مشتاق بھی تھا اس حیلے سے زیارت سے بھی مشرف ہو جاؤنگا آپ کا مطلب
بھی نکلجائیگا مین عرض کرونگا یا خداوند شہنشاہ افراسیاب جادو نے دست بستہ عرض کی ہی کہ اسکا دل
پلٹ دیجیے قدرت فوراً دل پلٹ دینگے مین لیکر چلا اُڑونگا افراسیاب نے کہا جاؤ سرما نے ملکہ مروارید
کو اپنے تخت پر ڈال لیا زبان مین سوزن دیا اپنے سحر مین مسلسل و مطوق کیا لیکر طرف کوہ عقیق کے
چلا افراسیاب نے شعلہ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچوا دیا آپ رنجیدہ کبیدہ طرف باغ سیب کے چلا
سرمایۂ برف انداز منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی دربند جالندر پایا کہ یہ دربند آخر ہی وہان کے حاکم سے
ملاقات کی گھڑی دو گھڑی وہان ٹھہرا شراب و کباب سے مہلت کرکے چلا اب سرحد کوہ عقیق مین
پہونچا رات بھر راستہ طی کرکے آیا ہی صبح کا وقت ہی شاہزادہ خاور سپاہ نبیرۂ صاحبقران عالی جاہ

طلایہ دیگر کنارے پر لشکر کے آکے ٹھہرے ہین سمک یلداقی ساتھ ہو لشکر کی خیر و عافیت دریافت کر رہے
ہین کہ دیکھا طرف سے ہوشربا کے ایک ابر پیدا ہوا سمک سے کہا جا کر دریافت تو کرو کوئی جادوگر طرف سے
ہوشربا کے آیا ہی سمک فوراً روانہ ہوا خواہر بن عمرو و شعبان خنجر گزار ٹہلتے ہوے اُس طرف آئے
قاسم نے اُنکو بھی روانہ کیا جس عیار نے سنا وہ چلا چالیس پچاس ہیک بچے بہ صورت میدل دربار
لقا مین پہونچ گئے کوئی بہ صورت خدمتگار کوئی بہ صورت چوبدار کوئی بہ طور سپاہی کھڑے ہوے
تھے گوش بر آواز ہین کہ سرما کانپتا ہوا در بارگاہ لقا پر آیا درگہ سالار سے پوچھکر اندر پہونچا ایک شخص کو دیکھا
قد و قامت مثل دیو کے ڈاڑھی لمبی موے ریش مین مروارید بے بہا نصب تاج نخوت سر پر بہ صد
کبر و غرور تخت پر بیٹھا ہی سرما سمجھا یہ کوئی غلام خداوند کا ہوگا خداوند کہین اور ہونگے سلام کر کے کہا
خداوند لقا کہان ہین بختیارک نے کہا او بے ادب دیکھتا نہین کہ قدرت بیٹھے ہین جلد سجدہ کر ورنہ ہلاک
خاک ہو جائیگا سرما کہتا ہی اس خداوند سے تو شہنشاہ ہمارا رعب و دبدبہ زیادہ رکھتا ہی یہ تو خرس صحرائی
ہی مگر برائے سجدہ جھکا عرضی افراسیاب کی پیش کی لقا نے وہ عرضی بختیارک کو دی بختیارک نے
وہ عرضی بہ آواز بلند پڑھی لقا قہقہہ مار کے ہنسا تمام بارگاہ ہلگئی لقا نے کہا ای بندۂ من یہ تقدیر تو ہمنے
نوّے ہزار برس پیشتر کی تھی جلد اُس عورت کو ہمارے سامنے لاؤ ابھی قلب پلٹ دین بختیارک
چٹکیان لے رہا ہی چپکے چپکے کہتا ہی یا خداوند لکارکے تقدیر نہ کیجیے بات سمجھکر فرمائیے ایسا نہو وہ عورت
راضی نہو بختیارک کو لقا جھڑک دیتا ہی کہتا ہی او شیطان تو کیا جانے قدرت کے کارخانے قدرت ہی
پر موقوف ہین سرما جا کے ملکہ مروارید کو لایا مروارید کو آبرو کا خیال قلب پر ہجوم رنج و ملال بد حواس عالم
یاس موے سر سراسر پریشان زنجیرین کمر مین بندھی ہوئین اپنے کو سنبھالا لقا پر جو نگاہ کی کانپنے لگی
سر جھکا کر کھڑی ہوئی لقا کی نگاہ جو جمال جہان آرائے ملکہ مروارید گلنار پوش پر پڑی زانو بدلنے لگا
پسینہ آگیا پکارا اُٹھا قدرت اسکے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے سرمایۂ برف انداز بنا آیا ہی کبھی لقا کو
دیکھا نہ تھا چپکا سر جھکائے بیٹھا ہی جب لقا نے کہا ہم نور قدرت اسکے پیٹ مین اُتارینگے سرما نے
دست بستہ عرض کی قدرت ایسا نہ فرمائین شہنشاہ بہت بیتاب ہین آپ کی خدمت مین اسواسطے بھیجا ہی
کہ اسکا قلب اُلٹ دیجیے لقا نے کہا او بندۂ مغضوب خاموش رہ ورنہ قدرت ابھی تجھکو گدھا بنا دینگے سرما
خاموش ہو رہا لقا نے پکار کے آواز دی ای بندی من قدرت سے راضی ہی مروارید غصے مین کانپنے لگی چونکہ

زبان مین سوزن ہی لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نکر لقا
نے دار کا حکم دیا اور کہا ارے کوئی جلاد حاضر ہی ایک جلاد گوشے سے نکلا حاضر حاضر کہتا ہوا قریب آیا کہا
یا خداوند کیا حکم ہی جو حکم ہو بجالاؤن کہا ذرا اس نازنین کو سمجھاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوے قریب مروارید
کے آیا کہا او نازنین قدرت کیا فرماتے ہین مروارید حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہی کہ کوہ عقیق وہ
مقام ہی کہ جہان صاحبقران زمان فروکش ہین کوئی ہماری رہائی کے واسطے نہین آیا ہمنے سنا تھا
کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ وہان موجود ہی کہ جلاد نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ مین تیری زبان سے
سوزن لیتا ہون غلامان خواجہ عمرو یہان موجود ہین مروارید گلنار پوش نے بھی اشارہ کیا میری زبانسے جلد
سوزن نکال پھر مین سمجھ لونگی جلاد نے ہاتھ کے اشارے سے کہا بیٹھ جاؤ مین ابھی تجھے قتل کرونگا جیسے ہی
مروارید بیٹھی جلاد نے پکار کے آواز دی یا خداوند اب مین اسکو قتل کرتا ہون سرمایہ برق انداز نے کہا
یا خداوند شہنشاہ نے اسکا دل اُلٹ دینے کو کہا ہی آپ قتل کا حکم نہ دیجیے لقا نے کہا تجھے کیا دخل ہی
قدرت جو مناسب جانینگے وہ کرینگے جلاد نے بٹھاتے بٹھاتے زبان سے مروارید کی سوزن نکالی
اور آواز دی منم شعبان خنجر گزار جیسے ہی ملکہ مروارید کی زبان سے سوزن نکلی اب جو سکتی ہی سب
قید ٹوٹ گر گری ایک چوبدار نے چاہا دوڑکر پکڑ لون دوسرا چوبدار پہلو مین کھڑا تھا اُسنے بڑھکر کہا دیکھو
خداوند کیا کہتے ہین چوبدار اُدھر پلٹا اُسنے عصا مارا کہ چوبدار کا سر پاش پاش ہوا نعرہ کیا منم جوا ہر بن
عمرو مروارید نے دیکھا چالیس پیک بچے چالیس جوانون کو مار کر قریب آئے کہا اے ملکہ اب لڑتی بھڑتی
نکل چلو مروارید نے دو پتھر اُٹھا کر طرف بارگاہ کے پھینکے کہ پتھر برسنے لگے مروارید گلنار پوش لڑتی بھڑتی
سحر کرتی ہوئی بیرون بارگاہ آئی چالیسون پیک بچے ساتھ ہین لقا نے سرما سے کہا او ناہنجار تو
کیسا وزیر ہی بڑھکر روکتا نہین سرما نے کہا غلام سمجھا تھا قدرت تقدیر کرینگے قدرت نے تقدیر اُلٹی کی
لقا نے کہا قدرت نے تقدیر کی تمھارے ہاتھ سے مروارید کو گرفتار کرائینگے تمھاری آبرو بڑھائینگے
سرما بہت خوب کہکر اُٹھا چار ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہوے لقا تخت پر سوار ہوا تمام فوج تیار ہوئی لینا
لینا کہکر سب دوڑے مروارید نے دیکھا فوج لقا بلوہ کیے ہوے آتی ہی گاتی باندھی پائچون مین گرہ دی
سحر کرنے لگی چالیسون پیک بچون نے حقہ ہاے آتشبازی نکال کر داغے ہزار ہا ملازمان لقا چلے لیتا
پکار رہا ہی کہ گرفتار کر لو ملازمان سرما نے بڑھکر سحر کیے عیارون کے پاؤن زمین نے تھام لیے مروارید نے

بڑھکر اُسی جادوگر کو مارا شاہزادہ خاور سپاہ سمک کو روانہ کر کے کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے انتظار کر رہے ہین کہ کوئی عیار پلٹے تو خبر معلوم ہو کہ کون جادوگر آیا ہی کہ ایک عیار دوڑا ہوا آیا اُسنے عرض کی حضور ہمراہیان خواجہ عمرو سے ایک نازنین شاہزادی موسوم بہ مروارید گلنار پوش گرفتار ہو کر آئی تھی عیارون نے رہا کیا اب لڑائی ہو رہی ہی نام ہی سنکر قاسم کو اشتیاق ہوا پشت مرکب پر سوار ہوئے عقب مین انکے سردار قیماس خان وغیرہ چلے اُسوقت آگے پہونچے کہ ساحر و غیر ساحر کا مروارید پر بلوہ ہی قاسم نوجوان نے وہین سے نعرہ کیا نعرۂ قاسم نو تصنیف مصنف

منم قاسم نقد فتح و ظفر
منم ابن رستم یل نامور
منم شیر میدان جنگ و جدل

منم نعمت خوان جنگ و جدل
فریدون حشم رعب اسکندری
فن جنگ من غیرت ساحری

ز سیف الملک جنگ شد آشکار
منم حامل رایت گیر و دار
منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم ابن فرزند صاحبقران

اسطرح قاسم نے نعرہ کیا فوج کفار مین مہلکہ پڑ گیا مروارید نے پلٹکر دیکھا ایک جوان شیر دل رستم خصال صاحب جاہ و جلال صف شکن تیغزن کس شوکت و شان سے لڑتا ہوا آتا ہی جسنے ٹوکا اُسی پر جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا قاسم نے روک کر وار کیا مع مرکب وراکب چار ٹکڑے ہوئے صفون کو درہم و برہم کر دیا دامن صحرا لاشون سے بھر دیا سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت پر لصد کر و فر جنگ کر رہے ہین جس غول پر جا پڑے اُسے درہم و برہم کر دیا مروارید صورت زیبا دیکھکر بیقرار ہو گئی جھپک جھپک کر لڑنے لگی ایک جادوگر نے بڑھکر گولہ مارا مرکب قاسم کا جلنے سے رُکا وہ ساحر تیغہ کھینچکر دوڑا کہ قاسم کو قتل کرون دور سے مروارید نے دیکھا کہ ایک ساحر کے سحر مین شاہزادہ پھنسا ہوا ہی جھپٹ کے سنگ یزہ پھینک مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا قاسم نے رہائی پائی اب جو پلٹے نگاہ جمال بمثال مروارید پر پڑی جانبین سے آنکھین چار ہوئین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے جب کفار کا بہت بلوہ ہوا ہرکارون نے آکر خبر صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ حضور قاسم جا کر فوج کفار مین گھر گئے ہین وہ نازنین جو آئی ہی مصروف جنگ ہی مگر اپنی زندگی سے تنگ ہی صاحبقران یہ حال سنکر فوراً سوار ہوئے صاحبقران کے سوار ہوتے ہی جملہ سردار چلے امیر نے سامنے آکے دیکھا وہین سے نعرہ کیا باشیدا ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہیر عالیشان شکست دہندۂ کافران نعرۂ صاحبقران نو تصنیف مصنف منم صاحب چتر و تیغ و علم

امیر عرب حمزۂ ذی حشم
چو رستم بہ سنجان پے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

منم قاتل کافران جہان
بہ یرقت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بہ جولانگہ قاف شد
شداز جنگ بیدین ذلیل و نزار

ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر برار ز عدل و انصاف شد
دران جا چو جاہ و ادب یافتم

نعرہ کرکے صاحبقران لڑنے لگے جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی فرداً فرداً آکر پہونچے جو آگے پہونچا اُسنے زمین ہلادی سرمایہ برف انداز نے دیکھا کہ جملہ سرداران حمزہ آگئے یہ بھی سحر کرتا ہوا چلا برف برساتا ہی کبھی دریاے سحر بہاتا ہی جب صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سب سحر باطل ہوے جو سردار سحر مین پھنسا صاحبقران زمان نے بڑھکر اسم اعظم پڑھا اُس سردار کے ہوش و حواس درست ہوے سرمایہ برف انداز حیران ہی کہ مین کیا کرون جو سحر کرتا ہون وہ باطل ہوتا ہی مروارید کو صاحبقران چاہتے ہین کہ اپنے قبضے مین کرون مگر مروارید لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی قریب لشکر قاسم پہونچی قاسم نے بہ اعزاز اپنے بیچ مین لیا جنگ ہو رہی ہی کہ سرمایہ برف انداز سحر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے پہونچا چاہا کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑون امیر نے ہاتھ تلوار کا مارا سر سرما کا زخمی ہوگیا ہاے کہکر اپنے کو گرادیا لوٹ مار کے بھاگا کہتا ہوا ایسے خداوند پر لعنت ہی کہ اُنکے دربار مین آکے یہ ذلت اُٹھائی یہ کہکر طرف ہوشربا کے بھاگا کہ ذکر اسکا کیا جائیگا لقا نے جب دیکھا کہ جملہ سرداران صاحبقران لڑتے بھڑتے آکر پہونچ گئے ہین لقا نے گھبراکر طبل بازگشت بجوادیا صاحبقران زمان بہ فتح و فیروزی پلٹے مگر قاسم ملکہ مروارید کو ساتھ لیے ہوے اپنی بارگاہ مین آئے صحبت عیش و نشاط آراستہ کی آپسین وعدہ و وعید ہونے لگے مروارید نے سب اپنا حال بیان کیا کہا اب میان سے پلٹ کر جانا مشکل ہوگا قاسم نے کہا ای ملکۂ عالم اب جانا تمھارا مشکل، مروارید نے کہا ای شہریار جانا ہمارا واجب و لازم ہی آجکل ملکہ بران کا لاشہ تالاب جمشیدی مین رکھا ہی کوکب خود نگہبانی کیا کرتے ہین اسوقت مین جاکر شریک نہونا باعث بدنامی ہی انشاءاللہ اگر زندہ ہین تو ملینگے قاسم نے حکم دیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و سبو لیکر حاضر ہوے جام مئے ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی ایک سیہ حسین خوش گلو سامنے آکے کھڑی ہوئی پہلے گت ناچی بعد اُسکے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

دل شہید رہ داماں نہوا تھا سو ہوا ٹکڑے ٹکڑے جو گریبان نہوا تھا سو ہوا
برق بے نور ہی اُس رخ کی چمک کے آگے عالم نور کا انسان نہوا تھا سو ہوا
رونے پر میرے ہوا ہنسکے وہ گل شرمندہ غنچہ ساں سر بہ گریبان نہوا تھا سو ہوا
مین نے رنگین نہ کیا اُسکا تڑپ کر دامن سر جلاد پہ احسان نہوا تھا سو ہوا
ہوگیا دیکھکے قاضی بھی طرفدار اُسکا بیگنہ خون مسلمان نہوا تھا سو ہوا
ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہی نسخۂ شوق پریشان نہوا تھا سو ہوا
عرق آلودہ جبین دیکھکے دل ڈوب گیا شبنم باغ سے طوفان نہوا تھا سو ہوا
قتل کرکے مجھے تلوار کو توڑا اُسنے خون ناحق سے پشیمان نہوا تھا سو ہوا
یار کے روے کتابی کی کرون کیا تعریف بعد قرآن کے جو قرآن نہوا تھا سو ہوا
آنسو آنکھون سے لکلتا ہی سو چنگاری ہی پردۂ دل سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
آتشِ عشق سے ہی داغ سراپا میرا آدمی سرو چراغان نہوا تھا سو ہوا
گرد رہ بنکے ہوا صندلِ پیشانی یار ذرہ خورشید درخشان نہوا تھا سو ہوا
پھرون ہی مصرع سودا ہی رلاتا آتش تجھسے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا

وہ نازنین بڑے لطف سے یہ غزل گا رہی ہی عجب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی بارگاہ مین قاسم کی چپ و راست تمام سرداران نوجوان جمع ہین شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط رہا صبح کو صاحبقران زمان تشریف لائے ملکہ مروارید قدمبوس ہوئین سب حال اپنا اور لشکر خواجہ عمرو کا بیان کیا کہ اب افراسیاب جادو سے سب کے بڑے ہین یقین ہی انشاء اللہ رہائی اسد کی صورت ہوگی کنیز اب رخصت ہوتی ہی ایسا نہو میرے باپ وہان کچھ فساد برپا کرین مجھکو جانا ضرور ہی صاحبقران نے اور بادشاہ حجاہ نے اور جملہ سردارون نے واسطے خواجہ عمرو کے نامے لکھے ملکہ مروارید سب سے رخصت ہوکے طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین طرف طلسم ہوشربا کے چلین یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہوا مشتاق آمد ملکہ مروارید تھا کہ ارل سرمایہ برق انداز آکے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہا حضور مروارید کو عیاران اسلام نے بہکا دیا وہ لشکر صاحبقران مین پہونچ گئین افراسیاب کو نہایت ناگوار ہوا ایک نامہ مصور کو لکھا کہ اے مرشد زادے آپ جاکر راہ مین چھپ رہیے اُدھر سے مروارید آئیگی اُسکو گرفتار کر لیجیے گا مین نے کتاب سامری مین

دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُسی طرف سے آئیگی مصور کے پاس یہ نامہ پہونچا مصور نے وہ نامہ پڑھا اُسی وقت
سرداروں کو اپنے ساتھ لیکر طرف دربند جالندریا کے چلا میہان مروارید نے وہ راستہ قدیم چھوڑا اور
راستے سے جاتی ہی کوہستان وخارستان کو طی کرتی ہوئی قریب ایک کوہ کے پہونچی چہار جانب سر اُٹھاکر
دیکھ رہی ہی کہ کس راہ سے جاؤن کیونکر لشکر خواجہ عمرو مین پہونچون اس صحرا کا حاکم نعمان ابلق سوار
ہی بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیے ہوے سیر صحرا دیکھتا ہوا آتا ہی کہ اسکی نگاہ جمال جہان آراے مروارید
پر پڑی دیکھا ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن رشک چمن بالاے کوہ کھڑی ہی حیران حیران چہار جانب
دیکھ رہی ہی نعمان ابلق سوار نے ساحرون سے کہا دیکھو یارو خداوند سامری و جمشید نے یہ معشوقہ میرے
واسطے بھیجی ہی چہار جانب سے اسکو گھیر لو مین گرفتار کرلون چہار جانب سے اُس پہاڑ کو سب ساحرون نے
ملکر گھیر لیا ملکہ مروارید نے جھک کر دیکھا ہزار ہا ساحرون نے پہاڑ کو گھیرا ہی ایک ساحر کریہ منظر خوف پیکر
سحر کرتا ہوا آتا ہی ملکہ نے کہا غضب ہوا بھیاؤن نے چہار جانب سے گھیرا ہی دل مین کہا اے مروارید
یہان سواے خدا کے کون بچانے والا ہی سحر کرتی ہوئی پہاڑ سے کودی موتیون کا مالا گلے سے اُتار کر
پھینک مارا گئی ہی کے سر پھٹے کچھ دیوانے ہو کے طرف صحرا کے بھاگے نعمان ابلق سوار نے جو دوسرے
یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا سوچا کہ ساحرہ زبردست ہی خاک قبر جمشید کی لیکر بڑھا پکار کر آواز دی اے نازنین کیون
بیوجہ لڑتی ہی مجھسے اپنا حال تو بیان کر تیرا نام نامی کیا ہی یہان آنے کا کیا باعث ہی ساحرون کو بھی
آواز دی خبردار اب کوئی سحر نہ کرے مین قریب جاکر سمجھا لونگا مروارید بھی رُکی نعمان ابلق سوار قریب
پہونچا کہا اے ملکۂ عالم تمہارا نام نامی کیا ہی تمھین ہمارے شہنشاہ ہوشربا سے کیا تعلق ہی مروارید
سوچی کہ اگر مین نے مفصل کہا اور زیادہ دشمنی کریگا یہ سوچکر کہا مین ایک سوداگر کی بیٹی ہون میرے
والد کو قزاقون نے صحرا مین لوٹ لیا مین آوارہ ہوکر اسطرف نکل آئی اب نعمان ابلق سوار نے اسکو
باتون مین لگاکر خاک قبر جمشید کی برابر دماغ کے لاکر اُڑا دی مروارید گلنار پوش بیہوش ہوکے گری
نعمان ابلق سوار نے بڑھکر زبان مین سوزن دیا گرفتار کرلیا اب خیال مین آیا کہ اس سے وصول وصل کردن
یہ سوچکر اُسی مقام پر بارگاہ استاد کرائی جلسہ آراستہ کیا ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر سامنے بیٹھا عرض
کی اے شہنشاہ خوبی واے سرو خرامان باغ محبوبی مین غلام ہون یہ تمام صحرا میرے قبضے مین ہی طرف سے
افراسیاب جادو کے مالک ہون عمر بھر خدمتگاری کرونگا مروارید کے تیور پر بل پڑ گئے اشارہ کیا

اوبیجا کیا بیہودہ بکتا ہی تو ہمکو قتل کر ایسے کلمات واہیات زبان سے نہ نکال جب زبان سے سوزن
نکلیگی اپنی جان دیدو نگی اب تو مین تیرے قبضے مین ہون جسطرح چاہے ستالے نعمان ابلق سوار
منتین کرتا ہی کبھی کہتا ہی ای ملکۂ عالم کیا کہون جو میرے دلپر گذرتی ہی دیکھیون تقدیر کیا دکھائے اب تو یہ
کیفیت ہی کہ دلپر چھُریان چل رہی ہین دل چاہتا ہی جان دون تڑپ تڑپ کے مرون ہر طرح منتین کرتا ہی
کبھی کہتا ہی اس عشق خانہ خراب نے کیسی پریشانی مین ڈالا ہی عجب مصیبت مین پھنسایا ہی بقول جناب

خواجہ حیدر علی آتش نظم

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول
فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول
ہو اوصاف بندی مژگان سے ظاہر
سنین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول
بہادر تیغ جیرے پر ہین کھاتے
ہماری جان کی تھی اک نظر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نکلا
شکر کو ہی لیے لیتا لبتر مول
عوض مین دلکے بوسہ دیکے ہمکو
نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول
تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے
کرائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
وہ سودا ہی تری زلفون کا جسکو
کرے کالا جو منھ وہ لے سپر مول
ملینگی گالیان قیمت کے بدلے
لیے ہمنے ہزارون نیشکر مول
سنگھا زلفون کو پیچھے پہلے لے
خدا کا لے لیا اس بت نے گھر مول
بھروسا زندگانی کا نہین کچھ

پسند دل ہوا ہی حسن صورت
اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
لب و دندان تمھارے بے بہا ہین
سیاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول
اُٹھائی آنکھ تمنے مرگئے ہم
نہ لگا بیکے دل و مفت پر مول
عجب دولت ہی یہ احسان اس سے
جو کچھ ہو مشک کا ای سیمبر مول
یہ حسن یار نے قیمت بڑھالی
کفن نے رکھے ای آتش بشر مول

لاکھ لاکھ طرح پر نعمان نے منتین کین مرواریدہ جان دینے پر آمادہ ہو مین مگر وصل پر نہ راضی ہوئین
نعمان گھبرایا سوچا کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ ہوشربا کے لے چلون وہان جاکر درست ہو جائیگی
رات تو اسنے تڑپ تڑپ کے کاٹی بوقت سحر ملکہ مرواریدہ کو ایک اراسپے پر سوار کیا آپ گھوڑے پر سوار
ہوا بارہ ہزار جادوگرون کا لشکر ساتھ منزل در منزل جاتا ہی شب و روز سمجھاتا ہی منتین خوشامدین کرتا
ہی مگر ملکہ مرواریدہ کا یہ قول ہی کہ مجھکو قتل کر ڈال چوتھی منزل ہی ادھر سے نعمان ابلق سوار جاتا
ہی اُدھر سے مصور بحکم افراسیاب جو چلا تھا آکے ایک صحرا مین اُترا ہی نعمان کو جو معلوم ہوا کہ مرشدزادے
اس مقام پر فروکش ہین دل مین سوچا مرشدزادے سے فریاد کرونگا یہ سوچکر چند خادم خدمتگار

ساتھ لیکر برائے قدمبوسی مصور چلا مصور کو خبر پہونچی کہ نعمان ابلق سوار مالک صحرائے ویران ہماری
ملاقات کو آتا ہی مصور نے حکم دیا آنے دو نعمان اندر آیا آکے قدمون سے لپٹ گیا کہتا ہی ای مرشدزادے
ایک بڑی مشکل ہی امیدوار ہون کہ حل فرمائیے مصور نے پوچھا کیا مشکل ہی مین نانا دادا سے کہکر تمھاری مشکل
آسان کرادونگا نعمان نے کہا میرے صحرا مین جو کوہ ویران ہی اُسپر ایک نازنین آئی مین اُسکو دیکھکر عاشق
ہوا یہ مشکل گرفتار کیا اُسپر میری جان جاتی ہی امیدوار ہون کہ اُسکا قلب اُلٹ دیجیے مصور نے کہا اُسے
ہمارے سامنے بلاؤ نعمان دوڑا ہوا گیا ملکہ مروارید کو سرزنجیر تھام کر سامنے مصور کے لایا مصور کی
جو نگاہ پڑی جمال جہان آرائے مروارید کو دیکھکر سکتا ہو گیا حیران حیران دیکھتا تھا دل سے کہتا ہی ای مصور
یہ تو وہی معشوقہ پریرو ہی جسکے واسطے مین رسوا ہوا کہا کیون او نعمان تونے ابتک مفصل حال نہ کہا نعمان
نے کہا ایک تاجر کی بیٹی ہی مصور نے کہا تو مفصل حال نہین کہتا جلد بیان کر نعمان ابلق سوار نے تھرا کر
کہا یہ نازنین پہاڑ پر کھڑی تھی مین نے چار جانب سے گھیر کے گرفتار کیا مگر مین دیکھتے ہی اسکی صورت زیبا
وطلعت جہان آرائے مر گیا مصور نے کہا یہ دختر بلند اختر سہیل شگفتہ ضمیر ہی کوکب کی بھتیجی ہی خبردار اسپر عاشقی کا
نام نہ لینا اسپر شہنشاہ کی نگاہ پڑتی ہی مابدولت بھی اسکے جویا تھے شہنشاہ نے مجھکو خبر دی تھی کہ مروارید
کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے ملتی ہوئی آتی ہی ہمارے نانا دادا نے تقدیر کرکے تیرے ہاتھ سے گرفتار
کرا دیا جسقدر تیر النقصان ہوا اُسکا چوگنا ہمسے لے لے اب مین اسکو خدمت افراسیاب مین نہ لیجاؤنگا
اپنے واسطے راضی کرونگا اب توبہ کر اس سے محبت کا نام نہ لینا مابدولت اسکے واسطے مطعون وبدنام ہوے
اسکے سحر مین پھنسے صورت نگار کے قتل کا ارادہ کیا نعمان ابلق سوار نے گھبرا کر کہا مرشدزادے ایسا تو
نہ فرمائیے میری اسپر جان جاتی ہی مین روپیہ لیکر کیا کرونگا جس امید پر آپ کی خدمت مین لایا ہون
آپ اپنے نانا دادا سے کہکر تقدیر کرا دیجیے کہ یہ مجھکو قبول کرے ورنہ غلام زندہ نہ رہیگا مصور نے کہا او
بیجیا ہم تجھکو منع کرتے ہین تو وہی کہے جاتا ہی افراسیاب کا تو مین خیال نہین کرتا تیری کیا حقیقت ہی اگر وہ
کچھ کہیگا مین صاف جواب دیدونگا کہ مروارید پر مابدولت نے قبضہ کیا یہ بھی کہونگا کہ ابھی سال بھی تقدیر کی
ہی کہ مروارید کے ساتھ مین شادی کرونگا کسی کی کیا مجال ہی کہ مروارید کا نام لے نعمان ابلق سوار
بہت جھلایا کہا ای مرشدزادے یہ مصیبت مجھسے نہ اُٹھیگی میری جان پر بڑا صدمہ ہوگا مصور نے معترض
ہاتھ مین لی تصویر جیب سے نکالی وہ تصویر ملکہ مروارید کی بنی تھی کہا دیکھ یہ مجھے محبت ہی کہ تصویر لیکے جیتا ہون ۱۸

مجھے حوالے کر دے مین اپنے ملک کو پلٹ جاؤن نعمان نے کہا اے مرشدزادے یہ تو مجھسے نہو سکیگا مین نے مکر وحیلہ کر کے اسکو گرفتار کیا مین اسکو لیجاؤنگا یہ کہکر نعمان ابلق سوار نے سر زنجیر کو تھاما کہا مین اسکو لیکر پلٹ جاؤنگا مصور نے کہا خبردار اسکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ ابھی قتل کر ڈالونگا یا تو ما بدولت بھولے ہوے تھے یا اسکو دیکھکر عشق زیادہ ہوا کلیجہ مُنھ کو آیا نعمان نے چاہا کے نکلون مصور نے اپنے مصاحبون سے کہا اسکو گرفتار کرو معنی نے چاہا اُٹھکر اسکے ہاتھ سے چھینلون نعمان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر معنی کا زخمی ہوا اب مصور خود اُٹھا ایک گولہ مار دیا سینے کو توڑکر نعمان کے پار گذرا فوج والون کو اشارہ کیا تملوگ اگر دخل دوگے سب کا یہی حال کرونگا ساتھ والے نعمان ابلق سوار کے تھرا گئے لاشہ نعمان کا لیکر روتے پیٹتے روانہ ہوے اب مصور نے ملکہ مروارید پر قبضہ لیا کہا اے جان جہان وا اے آرام دل عاشقان دیکھو تو تم کسطرح میرے پاس پہونچین اب مجھکو قبول کرو مشہور ہے کہ نبیرہ سامری ہون میرا بھائی خدائی کرتا ہے جو کچھ کہلا بھیجون فوراً قبول کر لیگا اب مجھسے انکار نہ کرو تمام ہوشربا کے ساحر تمکو اپنا بزرگ جانینگے باعزاز واکرام ملاقات کرینگے مروارید گلنار پوش نے اشارہ کیا خبردار دیجیا مجھکو ہاتھ نہ لگانا مصاحبون نے کہا اے مرشدزادے ابھی یہ طائر نو گرفتار ہے دو چار روز قید رکھیے آپ کو ضرور قبول کریگی آپ جسپر مائل ہون وہ مقدمہ خالی جاسکتا ہے مصور نے قفس آہنی مین ملکہ مروارید کو بند کیا لیکر پلٹا ادھر سے تو مصور جاتا ہے مگر افراسیاب نے جو شعلہ خیز کو اسکے لشکر مین پہونچا دیا تھا جب یہ اپنے لشکر مین آیا حیران تھا کہ شہنشاہ افراسیاب نے مجھکو رہا کیا تھا مین یہان کیونکر پہونچا ساتھ والون نے کہا حضور ایک پنجہ سحر آپ کو یہان پہونچا گیا شعلہ خیز سمجھا کہ افراسیاب نے مجھکو یہان بھجوا دیا اب مین شہنشاہ افراسیاب کے پاس چلون اگر وہ میری معشوقہ دلوا دین تو بہتر ہے ورنہ مین خود مسلمانون سے مقابلہ کرون کیا مین اُنسے کسی بات مین کم ہون یہ سوچتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر چلا یہ ایک مقام پر اُترا ہوا ہے کہ لشکر مصور بھی اُسی مقام پر آکے اُترا ہے کارون نے اسکو خبر دی کہ آپ کی معشوقہ مرشدزادے کے پاس ہے لیے ہوے جاتے ہین سنا ہے کہ وہ بیٹی ہوگی کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے آتی تھی نعمان ابلق سوار نے گرفتار کیا مرشدزادے نے اُسکو مارا اب مروارید کو ایک قفس آہنی مین بند کیا ہر روز سمجھاتے ہین وہ نہین مانتی یہ سنکر شعلہ خیز بہت جھلایا ایک جادوگر مصاحبون مین شعلہ خیز کے سکبار جادو ساحر زبردست ہے اس سے کہا تم خدمت مین مرشدزادے کی جاؤ میری جانب سے عرض کرنا کہ آپ مرشدزادے ہین مین اسی معشوقہ کے واسطے اپنے ملک سے کوچ کرکے آیا ہون اُسکو آپ

میرے پاس بھیجدیجیے ورنہ آپ سے مقابلہ کرونگا جسطرح سے بنیگا آپ سے اپنے معشوق کو لے لونگا سنگبار نے جاکر یہ پیغام مصور سے کہا مصور یہ کلام سنکر بہت بگڑا کہا لو صاحب اور غضب سنو ہمنے نعمان کو مارا اسکی کیا حقیقت ہے اُسنے اپنی جان کو غنیمت جانکر نکل جا ورنہ قیامت برپا کرونگا پیغامبر نے جاکر یہ حال شعلہ خیز سے کہا شعلہ خیز نے غصے مین حکم دیا طبل جنگی بجے فوراً نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر مصور کو پہونچائی مصور نے جھلاکر کہا اُسکی شامتین آئی ہین اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر افسوس کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے مصور نے بھی طبل جنگی بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آتے جاتے ہین کہ برق پھرتا پھرتا ایک پہاڑ پر چڑھ گیا دیکھا دو لشکر مقابلے مین ہین فوجین میدان مین آتی جاتی ہین اب یہ پہاڑ سے اُترا حیران حیران کہ یہ کسکے لشکر ہین صورت بدل کے لشکر شعلہ خیز مین آیا لوگون سے پوچھا معلوم ہوا کہ شعلہ خیز و مصور جادو آمادہ جنگ و جدل ہین یہ سنتے ہی برق فرنگی لشکر شعلہ خیز سے نکلا ٹہلتا ہوا لشکر مصور مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ مروارید لشکر مصور مین قید ہے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک نامہ طرف سے افراسیاب کے لکھکر ہاتھ مین لے لیا دروازے پر بارگاہ مصور کے آیا خدمتگار سے کہا جاکر مرشدزادے سے عرض کرو شہنشاہ افراسیاب نے اپنے ملازم کو بھیجا ہے خدمتگار نے جاکر کہا ملازم شہنشاہ دربارگاہ پر کھڑا ہے مصور نے کہا بلالو مصور میدان مین جانے کی تیاری کر رہا ہے کہ ملازم آکے پہونچا جھک کے سلام کیا کاغذ مصور کے ہاتھ مین دیا مصور نے سرنامے پر مہر افراسیاب کی پائی نامہ کھول کر پڑھا مرقوم تھا کہ اے مرشدزادے آپ جانتے ہین کہ جیسا مین آپ کو مانتا ہون خیر مجھکو دریافت ہوئی کہ نعمان کو مار کر آپ نے مروارید کو اپنے قبضے مین کیا ہے ماہ دولت کو بدل و جان منظور ہے کہ وہ آپ کی خدمت مین رہے مجھے اُس سے کچھ واسطہ نہین مین نے آپ کے پاس شبدیز خوشخرام کو روانہ کیا ہے وہ اپنی آنکھین قدمون سے مروارید کے ملیگا وہ آپ کو قبول کرلیگی مصور یہ مضمون دیکھکر خوش ہو گیا کہا ارے شبدیز خوشخرام میری تو جان جاتی ہے مین تمھین پاس مروارید کے لیے چلتا ہون تم اُسکو میرے واسطے راضی کرو مصور شبدیز خوشخرام کو لیکر اُس خیمے مین آیا کہ جہان ملکہ مروارید کا قفس رکھا ہے مصور نے کہا اے شبدیز تم ملکہ کو سمجھاؤ مین جاکر شعلہ خیز کو منع کرون اُسنے بڑا فساد برپا کیا ہے شبدیز خوشخرام نے کہا آپ جائیے قفس مجھکو عنایت کیجیے مین تنہائی مین بیٹھکر اسکو راضی کرونگا

مصور

مصور راضی ہوا انتہائی کے خیمے مین قفس منگوا کر رکھدیا مصور نکلکر سوار ہوا اُدھر سے شعلہ خیز آیا ادھر سے
مصور پہونچا صفین جمین نقیبون نے نقابت کی گرگیت کڑکا کہکر ہٹے شعلہ خیز نے گیند نکالا پکار کے آواز دی
او مصور میرے مقابلے مین آیا تجھے کچھ خوف نہ آیا تیری قضا لیکر اس مقام پر آئی ہے مصور جادو نے حرب
اپنا بڑھایا جیسے ہی مصور و شعلہ خیز کا مقابلہ ہوا آپسمین سحر چلنے لگے شعلہ خیز بھی بلاے روزگار ہے جو سحر
مصور نے کیا شعلہ خیز نے اسکو فوراً دفع کردیا یہ دونون تو آپسمین مقابلہ و مجادلہ کر رہے ہین یہان میان
برق جو اندر آئے کہا کیون اے مروارید آپ مرشدزادے کو کیون نہین قبول کرتی ہین مروارید نے
اشارے سے جواب دیا خبردار اُس ہیچیا کا میرے سامنے نام نہ لے مین اُسکے نام سے بیزار ہون برق فرنگی
نے کہا اے ملکۂ عالم آپ نے مجھے نہین پہچانا منم مہتر برق فرنگی جوان یک رنگی سب سرداران نامی آپ کے
واسطے نہایت بیتاب ہین مین بہ مشکل آپ تک پہونچا مروارید نے کہا اے برق تمنے بڑا کار نمایان کیا اب جلد
میری زبان سے سوزن نکال لے برق نے ملکہ مروارید کو قفس سے نکالا بتعجیل تمام زبان سے سوزن نکولیا
مروارید نے کہا اے برق میدان کارزار مین چلو مین جاکے مصور کو زخمی کرون اور شعلہ خیز کو مار کر لشکر اُون
اپنے کو خدمت خواجہ عمرو مین پہونچاؤن یہ کہکر برق فرنگی کو رخصت کیا مروارید نے مشتی خاک کی اُٹھاکے
پھینکی اندھیرا ہوگیا اُسی اندھیرے مین نکلگئی برق فرنگی بھی باہر آیا اور صورت بدل کے میدان کارزار مین
پہونچا تماشاے جنگ دیکھ رہا ہے کہ دونون آپسمین لڑ رہے ہین شعلہ خیز نے خون اپنا کاٹ کر مصور پر
پھینک مارا ایک چادر سرخ نے مصور کو گھیر لیا مصور اندر چادر سرخ کے تڑپ رہا ہے نکلنا دشوار ہے کہ آسمان سے
نعرہ ہوا منم مروارید گلنار پوش یہ کہکر کان کی بجلی اُتاری کچھ اسماے سحر پڑھکر وہ بجلی کھینچ ماری اُسکی یہ
تاثیر ہوئی کہ سر پر شعلہ خیز کے زخم آیا شعلہ خیز نے سر اُٹھا کے دیکھا کہ ملکہ مروارید گاتی باندھے ہوے خون کی
چھینٹین جسم پر پڑی ہوئین ہوا پر ٹھہری ہے شعلہ خیز نے چاہا سحر کرون مروارید نے دوسری بجلی بھی پھینک ماری
ایک برق کڑک کے گری شعلہ خیز نے ہرچند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچا آخر مارا گیا شعلہ خیز کا مرنا مصور جادو
کو بہت ناگوار ہوا مصور نے مروارید پر سحر کیا مروارید نے ایک دستک دی ایک برق مرشدزادے
پر گری انکا بھی سر زخمی ہوا اب ملکہ مروارید چمک کر بلند ہوئین منظور ہوا کہ اب لشکر خواجہ عمرو مین چلون
مصور نے ہرچند قصد کیا کہ مروارید کو روکون مروارید نہ رک سکی ملازمان شعلہ خیز اپنے مالک کا لاشہ لیکر
بھاگے مصور بیقرار و اشکبار اپنے لشکر مین آیا مروارید کے نکلجانے کا بڑا قلق ہوا اور یہ کلمہ زبان پر جاری ہے

کہ یارو نانا دادا نے اپنے فرزند کا پاس نہ کیا تقدیر خلاف کردی مین بھائی صاحب سے بہت شکایت کرونگا جسکا بھائی خدائی کرے وہ اپنے معشوق کے وصل سے محروم رہے ہاے کیا بیان کرون کہ جو دل پر میرے گذر رہی ہی

نظم

اے سحر اب اپنی نورانی دکھا صورت ہمین — کب سے منھ کالا دکھاتی ہی شب فرقت ہمین
چھوڑ دیتے دست جانان کیون نہ اپنے ہاتھ سے — زندگی بھر ہاے ملنے تھے کف حسرت ہمین
روگ الفت کا لگائے پھرتے ہین ساتھ اپنے ہاے — لوگ مرتے جاتے ہین ہوتی نہین عبرت ہمین
غم سے قاصد ہوگیا کاغذ کا بند اب جسم زار — ہاتھ مین لے لین قلم اتنی نہین طاقت ہمین
خار صحرا چبھیکر دم بھر لگا لین پانون سے — ہو اگر سر پیٹنے سے اے جنون فرصت ہمین
چشمۂ خورشید کار چشمۂ حیوان کرے — ورنہ یارب مارڈالیگی شب فرقت ہمین
نقش پاے یار پر رکھیے بھلا کیونکر قدم — سر سے کوے یار مین چلنے کی ہی عادت ہمین
وہ جنون تھا جو بہ رنگ سایہ تیرے ساتھ تھے — اے پری اب تو ترے سائے سے ہی وحشت ہمین
جل رہے ہین آتش داغ جدائی سے جو ہم — وادی دوزخ ہوا ہی وادی غربت ہمین
کھینچیے تصویر یا دل مین تصور باندھیے — یار کی صورت نظر آئے کسی صورت ہمین
ساقیا شیرین ادا پانی پلا دیگا اگر — صاف وہ معلوم ہوگا میکشو شربت ہمین
فرقت محبوب مین مثل جنازہ ہی پلنگ — کیون نظر آوین نہ تکیے صورت تربت ہمین
بادشاہی خوش نہین آتی ہی نوشاہ اسطرح — تین دن کو اے فلک کیا چاہیے نوبت ہمین
کیجیے کس وقت اے ناسخ بھلا فکر سخن — نامے لکھنے سے کبھی ہوتی نہین فرصت ہمین

مصاحبون نے کہا اے مرشدزادے صبر کیجیے ناچار اسنے زحمد وزی کرائی اب سوار ہوا اور راہ روی کرتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا لیکن مروارید گلنار پوش بعد جوش و خروش تلاش لشکر خواجہ عمرو جاتی ہی باپ اسکا سہیل شوخ ضمیر لشکر کے ساتھ ہوے ایک صحرا ہی فروکش ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ اے سہیل بڑے افسوس کی بات ہی اگر افراسیاب کے ساتھ میرے بھائی کی نسبت ہوتی بڑا مرتبہ حاصل ہوتا مذہب جدو آبا بھی بچ جاتا بھائی صاحب تو ہمارے مسلمان ہوگئے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا اب وہ میرا کہنا کاہے کو مانینگے اس سوچ مین کھڑا تھا کہ آسمان پر برق چمکی سر اٹھا کے اسنے دیکھا کہ مروارید طاؤس زرین بال پر سوار

اُڑی ہوئی آتی ہے سہیل نے جو بیٹی کو دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہوگیا پکار کر آواز دی ای نور نظر وای پارۂ جگر مین تمھاری تلاش مین پریشان پھرتا ہون میرے پاس آؤ جو تمھاری خوشی ہوگی وہی کرونگا مروارید مجبور و ناچار اُتر آئی سہیل بہ اعزاز و اکرام بیٹی کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا ظاہر مین خاطر کرنے لگا مگر فکر مین ہے کہ اسکو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کی پہونچاؤن سوچتے سوچتے ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ مین آپکا دل و جان سے تابعدار ہون یہ کنیز آپ کی ملکہ مروارید گلنار پوش حضور کے واسطے حاضر ہے مین نے یہ بھی سنا اور آنکھون سے بھی دیکھا کہ اسنے آپ کو بڑا ملال پہونچایا سزا دینا آپ کو اختیار ہے خیر جو گذرا سو گذر را معاف فرمائیے یہ بھی چاہتا ہون کہ اسکو آپ کی کنیزون مین منسوب کرون مین زیر سایۂ دامن دولت اپنی بسر کرون بھائی تو میرا مسلمان ہوگیا اُسکا منھ نہ دیکھون بلکہ اُسکو پاؤن تو قتل کرون بہت کچھ اُس نامے مین لکھکر ظہیر جادو سے کہ اسکا مصاحب خاص ہے کہا یہ نامہ لیکر خدمت شہنشاہ ہوشربا مین جاؤ جیسا ارشاد فرمائین وہ بجا لاؤن کنیز کو لیکر خدمت مین آؤن ظہیر جادو یہ نامہ لیکر روانہ ہوگیا مروارید کو اسکی کچھ خبر نہین سہیل جب نامہ روانہ کر چکا تو رات کو اسنے بیٹی کو اپنے پاس بلایا کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر شعلہ خیز تو مارا گیا اُسکا گھر تباہ ہوا اب مین نے نسبت تمھاری شہنشاہ افراسیاب سے ٹھہرائی ہے شہنشاہ خود تمھارے جویا ہین سلطنت ہوشربا ملیگی مذہب مین بزرگون کے فرق نہ آئیگا عرضی مین نے خدمت شاہ مین بھیجی ہے جواب اُسکا آتا ہوگا شہنشاہ بڑی دھوم سے برات لیکر آئینگے تمام خراجگزاران ہوشربا ساتھ ہونگے یہ باتین سنکر مروارید رونے لگی چونکہ قاسم پر عاشق ہے کسی مرد کا نام لینا بھی نہین چاہتی عرض کی ای والد نامدار آپ نے جو واسطے کنیز کے سوچا بہت مناسب ہے لیکن انصاف تو کیجیے سامری و جمشید ساحر تھے مثل ہمارے آپ کے خدا کیسے لات و منات پتھر کے پتلے تھے مذہب تو خواجہ عمرو کا مثل آفتاب کے روشن ہے قصر نور افشانی مین چار سو پنڈتون کو قائل کیا جب تو نور افشان مسلمان ہوئے آپ ایسا فرماتے ہین ہر چند کہ کنیز ابھی اچھی طرح طریقۂ مذہب اسلام سے واقف نہین مگر آپ میری بات کا جواب تو دیجیے سہیل نے کہا یون بیٹا کیا ہمارے باپ دادا بالکل بیوقوف تھے مذہب کو نہین سمجھا ہم انھین کی پیروی کرتے ہین مروارید خاموش ہو رہی اب قصد یہ ہوا کہ کسی طرح انکے پنجے سے نکل جاؤن ایسا نہو کہ شہنشاہ افراسیاب کے پاس بھیجدے مگر جواب نامہ تو آلے یہ تو اس سوچ مین ہے لیکن پلو چہار دست جو طرف کوکب کے برلنے مقابلۂ افراسیاب آیا تھا خواجہ عمرو سے رخصت ہوکر طرف طلسم نور افشان کے چلا ہے

صحرا مین اُترا ہوا ہی خواجہ عمرو بھی پھرتے ہوے یہان آئے ہین بلور سے باتین کر رہے ہین کہ برق فرنگ
بھی آکے پہونچا خواجہ سے بیان کیا کہ مین نے مروارید کو قید سے چھڑا دیا یقین ہی لشکر مین پہونچی ہون
عمرو نے کہا ابھی تک تو لشکر مین نہین پہونچین بلور بھی ان باتون کو سن رہا ہی کہتا ہی کہ خواجہ مروارید کے
مقدمے نے بہت طول کھینچا یہ باتین ہو رہی ہین کہ دیکھا ظہیر جادو گھوڑا اُڑائے ہوے آتا ہی بلور نے
پہچانکر کہا خواجہ یہ مصاحب سہیل روشن ضمیر کا ہی نہین معلوم کہان جاتا ہی خواجہ نے کہا اسکو بلاؤ بلور نے
پکار کر آواز دی ای ظہیر جادو کہان جاتے ہو چند ساعت ٹھہرو ظہیر جادو آکے ٹھہرا بلور نے پوچھا ای
برادر کہان جاتے ہو ظہیر یہ نہ جانتا تھا کہ سہیل نے یہ مقدمہ اہل اسلام سے پوشیدہ کیا ہی کہا مین اپنے
شاہ کے پاس سے آتا ہون شاہ نے ایک نامہ شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہی بلور نے پوچھا اُس نامے مین
کیا مضمون ہی کہا ہمارے شاہ نے دختر بلند اختر ملکہ مروارید گلنار پوش کو ساتھ افراسیاب کے منسوب کیا
بلور نے کہا وہ نامہ ہم بھی دیکھین ظہیر نے فوراً نامہ نکال کر دیدیا بلور نے نامہ کھولکر پڑھا خواجہ عمرو کو بھی
سنایا خواجہ نے کہا یہ تو بڑا غضب ہوا یہ بیحیا اگر افراسیاب کے شریک ہو جائیگا راز و نیاز ہمارے سب
افراسیاب کو بتائیگا بلور نے کہا مین ابھی چڑھ چلتا ہون سند بغاوت تو دستیاب ہوئی بلور چہار دست
نے چپکے چپکے لشکر تیار کرنا شروع کیا منظور ہی کہ نامہ دار کو بھی گرفتار کرلین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بصد جاہ و توقیر پشت مرکب پر سوار شکار کھیلکر پلٹے ہین بہلیے قراول میر شکار ہمراہ ہین
بلور نے کہا لو خواجہ خود شاہ آگئے اب جو مناسب ہوگا وہ خود کرینگے بلور نے بڑھکر استقبال کیا لاکر دنگل زرین
پر جگہ دی نامہ ہاتھ مین دیا کہا ذرا اسکو ملاحظہ فرمائیے جو حکم ہو بجا لائین کوکب روشن ضمیر نے جو نامے کو پڑھا
نہایت قلق ہوا کوکب نے کہا ای ظہیر تم سمجھا ہوا اپنے بادشاہ کے نوکر ہو جو اُسنے حکم دیا اُسکے پابند ہوے
تم تو جاؤ تمھین اختیار ہی خواہ خدمت مین اپنے بادشاہ کی جاؤ خواہ اپنے گھر جاؤ لیکن ہم جاکر اس بیحیا کو
سزا دیتے ہین اُسنے مذہب پر طعن کی ہی ظہیر نے سر جھکا لیا کہا ای شہریار حقیقت مین مروارید کو یہ مقدمہ بہت
ناگوار ہی اُسنے مقدمۂ مذہب مین بحث کی اُسپر سہیل نے جواب دیا کہا ہمارے باپ دادا بیوقوف تھے وہ بیچاری
چپ ہو رہی کوکب نے کہا سمجھا جائیگا ظہیر کو روانہ کیا آپ پشت مرکب پر سوار ہوے بلور چہار دست
کو ساتھ لے لیا چاہتے تھے روانہ ہون کہ صحرا سے گرد اُڑی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا سہیل روشن ضمیر
تمام لشکر کو ساتھ لیے ہوے ملکہ مروارید ایک محلسرے مین سوار ہی رونے کی آواز آتی ہی سہیل نے نہایت

بدعت کی ہی یہ کہکر لے چلا ہی کہ شکین باندھکر افراسیاب کے حوالے کر دونگا ملکہ محا نے مین رو رہی ہین جیسے ہی
کوکب نے سہیل کو دیکھا پکار کے آواز دی اے سہیل ذرا یہان آؤ مین تمسے کچھ کہنا ہی سہیل نے کہا مجھے فرصت
نہین ہی یہ سنکر کوکب کو غصہ آیا بلور کو اشارہ کیا بلور فوج لیکر جا پڑا سحر چلنے لگا مگر سہیل ساحر زبردست
بادۂ کبر و نخوت سے مست جسپر سحر کیا کسی کو جلا دیا دریاے سحر بناکر کسی کو ڈبویا کبھی برقین چمکائین اُس برق سے
صدہا کے سر اُڑ گئے ہزارہا ساحر ہاتھ سے سہیل کے مارے گئے بلور چار دست نے چاہا بڑھکر سحر کرون سہیل نے
اشارہ کیا بلور کی مٹھیان بند ہوگئین پتلے نہ نکلے بلور پریشان ہوا سہیل نے بڑھکر بلور کو زخمی کیا بلور کا زخمی ہونا
کوکب کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو چمکاکر آواز دی او نامرد میری طرف آ مجھسے مقابلہ کر غریبون کو کیا قتل کرتا
ہی سہیل اُدھر پلٹا کوکب پر جا پڑا کئی سحر کیے جھپٹ جھپٹ کے گولے مارے کوکب روشنضمیر نے سب سحرون کو
دفع کیا لڑتا بھڑتا چلا جدھر کوکب نے رخ کیا پرے کے پرے اشارون سے پامال کر دیے جب ملازمان سہیل
کوکب کے سامنے فریاد کرتے ہین کہ اے شہریار ہم مجبور ہو نا چار ہین ہماری مجال ہی کہ آپ سے لڑین کوکب فوراً
ٹھہر جاتا ہی جسنے سرکشی کی بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا اُس پرے مین آگ لگ گئی کسی مقام پر برق چمکائی صدہا
ساحرون کے سر اُڑ گئے اس طرح لڑتا ہوا کوکب روشنضمیر قریب سہیل کے پہونچا سہیل نے ہاتھ تلوار کا مار دیا
کوکب نے کہا اے سہیل اگر ایک طمانچہ مار دون تو تیرا سر اُڑ جائے مگر مجھکو یہ خیال آتا ہی کہ شاید تو کبھی
راہ راست پر آئے یہ کہکر کلائی پکڑ کر تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے قاش زین سے اُٹھا لیا گردن
پکڑ کے زبان مین سوزن دیدیا مروارید گلنار پوش نے جو سنا کہ چچا جان نے آکر میرے والد کو گرفتار کر لیا محافے
سے پھاند پڑی قدمون سے لپٹ گئی چیخین مار مار کے روئی کہا اے عم نامدار خدا نے آپ کو عین وقت پر پہونچا
بھیجا مجھکو بخدمت افراسیاب لے چلا تھا کوکب نے کہا مجھے سب احوال معلوم ہوگیا تھا مین نے نامہ
ظہیر جادو کے ہاتھ سے پایا بڑے بڑے راز و نیاز لکھے تھے شکر ہی کہ مین وقت پر پہونچگیا تمکو خیر و عافیت سے
پایا اب کسی طرح کا تردد نہ کرو تم لشکر اسلام مین جاؤ مین انکو لیجا کر قصر جمشیدی مین قید کرتا ہون جبتک
یہ اسلام نہ اختیار کریگا اور راہ راست پر نہ آئیگا مین اسکو قید سے رہا نہ کرونگا یہ کہکر مروارید کو گلے سے لگا لیا
کہا بیٹا مین جانتا ہون کہ تمکو بران کا بڑا قلق ہی مروارید نے کہا اے عم نامدار کیا بیان کرون یہی جی چاہتا
ہی کہ گلا کاٹ کے اپنا مر جاؤن مقام افسوس ہی عشاق سبزہ رنگ نے اُنکو مارا اور ہمسے کچھ نہو سکا اگر وہ بیچیا
سامنے آتا تو احوال معلوم ہوتا ہم بھی دیکھتے کہ کیسا ساحر زبردست ہی مگر افسوس کی یہ بات ہی کہ وہ بھاگ گیا بھاگا پھرتا ہی

کوکب نے کہا اے نور نظر خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ فکر مین ہین وہی انشاء اللہ اُسکو قتل کرینگے عمرو اسکے واسطے بران کے ہلاک ملک کے رونین کوکب نے گلے سے لگاکر کہا اے نور نظر صبر کرو دل پر جبر کرو انشاء اللہ وہ دن بھی خدا دکھائیگا کہ وہ نامرد مارا جائیگا اب تم بلور کے ساتھ لشکر ملکہ مہرخ دمہار مین جاؤ وہان جاکے رہو انشاء اللہ جو کچھ سب پر گذریگی وہ دیکھنا یہ کہکر کوکب نے سہیل کو قید کرکے اپنے ساتھ لیا ملکہ مرواریدکو بلور چہار دست کے ساتھ کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ کیا یہ داستان متعلق ہو اُس جلد کے کہ جسمین دریاے خون روان شکست ہو اس داستان کا وہان سے تعلق ہی

دو کلمہ داستان حیرت بیان عشق شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش از ملکہ بران شمشیر زن فرزند خداوند داؤد و ولیعہد عشق بران شمشیر زن عشق لالہ زار از ملکہ حیرت جادو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ موافق مقام خمسہ

کیست تا پیشش پیام شوق کام من برد
گر برد پیک خیال فتنہ کام من برد
کیست تا غمنامۂ خونی کلام من برد
بسکہ قاصد را بیازارد چو نام من برد
رسم مگذارد کہ بگذارم پیام من برد

یہ کہان قسمت کہ کانون سے سنون وہ گفتگو
ہاے ناکامی رہی دل ہی کی دل مین آرزو
ہان مگر قاصد ہمہ پیدا بعد بجد جستجو
بر نگردد قاصد از شرم جواب تلخ او
چون پیام من بر شیرین کلام من برد

میری ہی قسمت مین تھا یارب عذاب جاودان
بعد مردن بھی ہون پامال غم حرمان کہان
جیتے جی تو تھے الماے فزون تا وقت جان
رشک دارم بر قبول آنکہ پیش از دیگران
مژدۂ مرگ بہ وخوشخرام من برد

اس اسیری مین گرفتار کمند مشکبو
اے تغافل لا پھنسا اُسکو کہ ہو دام یکو
دل سے ہو صید صیاد اپنی ہر تدبیر جو
مرغ دل بستم پئے صیدش بدام آرزو
آہ اگر آن مرغ وحشی کو بدام من برد

ہجر شیرین لب مین ہو نہین تلخ عیش و تلخ روز　　کیون مرے ماتم مین جلنا کیون یہ شور غم فروز

فی الحقیقت گرچہ ای ارباب شور و اہل سوز　　تلخ باشد زہر مرگ اما بشیرینی ہنوز

میتواند تلخی ہجران بکام من برد

گو ولا باتون مین آکھلنا تھا یون اکبار　　شکوہ اُسکا غیر سے کرنا نہ تھا بے اختیار

لیک اب کیون ہی پشیمان کسلیے ہی بیقرار　　خاطرم جمع ست از بدگوئی دشمن کہ بار

گوش بر حرفش نیندازد چو نام من برد

کل ملا مومن اگرچہ تھی تو وحشت سے بھی　　پر ہوا ہی عاشق اب ہی اور ہی دیوانگی

بھاگتا تھا دور دور اور دل بیتاب تھی　　رام شد وحشی دل ملی بہ ادا از سرکشی

ہر زمان آرام خود آہوے رام من برد

چہرہ رازداران رموز عشق و الفت و نقاشان نقوش مصیبت محبت اس داستان عشق عنوان کو اسطرح زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا　　عنان سخن شد ز چنگم رہا　　دگر بار در گفتگو آمدم

بہ دیدار نیکان نکو آمدم　　بشست آورم بار دیگر کہ حوت　　بہ فرمان حی الذی لا یموت

ناظرین والا مقام و سامعان بلند احتشام آگاہ ہون کہ خداوند داؤد جو شہر داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی اُسکی دو اولادین ہین ایک دختر بلند اختر ملکہ لالان خوش لقا کہ جس سے اسد غازی سے عشق ہوتا ہی کہ یہ داستان دفتر مین تحریر ہی دوسرا فرزند کہ جسکو شاہزادہ لالہ زار صندلی پوش کہتے ہین خداوند داؤد کا چچا کہ جسکا جمشید ثانی لقب ہی گنبد جمشیدی اُسکا مقام ہی لالہ زار کو اُسنے بفرزندی لیا ہی کبھی کبھی اپنے باپ کی خدمت مین بھی آتا ہی ایکروز خداوند داؤد تخت خدائی پر بیٹھا تھا کہ ابر صندلی سامنے سے پیدا ہوا داؤد نے کہا ہمارا فرزند آتا ہی ایسا غم نادار سے محبت رکھتا ہی کہ کبھی کبھی مہمان آتا ہی چند ساعت ٹھہر کے چلا جاتا ہی مشیران سلطنت و وزیران با ہیبت سے کہا کہ اسکو ایسا کھیل مین لگاؤ کہ دو چار دن یہان رہے سب نے عرض کی ایسا ہی ہوگا جب لالہ زار آیا باپ کو سلام کیا داؤد نے بیٹے کو گلے سے لگا لیا کہا اے فرزند یہان سامان خدائی مہیا ہی شیر شکار کرو مکانات دیکھو اور عجائب و غرائب سب طرح کے موجود ہین انکی سیر کرو مشیرون کو اشارہ کیا مشیر و وزیر لالہ زار کو لیکر قصر مین آئے کہ سامنے خانہ باغ ہی مکانات نہایت

عمدہ عمدہ بنے ہوے تمام کوٹھے بند ہین مشیرون نے سب مکانات کی سیر کرائی کہ لالہ زار پہلے جب سب مکانون کی سیر کر چکے تو ایک کوٹھا کھولا اُسمین سب تصویرین بھری ہوئی تھین تصویر طلسم ہوشربا کی دکھائین لالہ زار بہ نگاہ غور تصویرون کو دیکھا کیا مشیرون نے اور تصویرین نکالین پھر طلسم نور افشان کی تصویرین نکالین پہلے مرقع دکھایا پھر فرداً فرداً تصویرین دکھائین ایک تصویر لپٹی ہوئی تھی لالہ زار نے اُسکو اُٹھا کر دیکھا مثل تصویر تصویر حیران ہو گیا ماتھے پر پسینہ آیا قلب تھرایا بے اختیار پکار اُٹھا نظم

نقاشش چون شمائل آن ماہ می کشد	نوبت بہ زلف او چو رسد آہ می کشد
مانی چو نقش آن بت بدست می کشد	چون مہر رسد بہ ساعد او دست می کشد

آہ کرکے بیہوش ہو گیا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ تصویر دل پذیر کسکی ہی محبوب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کی ہی عرصہ دراز تک لالہ زار بیہوش رہا مگر جب ہوشیار ہوا کہا سب تصویرین بند کرو اُس تصویر کو کلیجہ سے لگائے ہوے کنارے جا بیٹھا مشیرون وزیرون سے کہا تم لوگ باہر جاؤ میرا دل گھبراتا ہی مشیر وزیر سب باہر چلے گئے لالہ زار اکیلا تنہائی مین پڑا ہوا تڑپ رہا ہی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی کبھی بیقرار ہو کے یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی اشعار

ہی چشم بند تو بھی ہی آنسو روان ہنوز	جی سرد ہو گیا ہی رہے دل طپان ہنوز
یہ دن دکھائے ہین شب فرقت نے ہمکو اور	وہ رشک آفتاب نہین مہربان ہنوز
مر بھی گئے جدائی مین پردہ نشین کے پر	آیا نہین زبان پہ ورد نہان ہنوز
ہم تیرہ بخت خاک مین بھی مل گئے ولے	کچھ کم نہین غبار دل آسمان ہنوز
یان امتحان مرگ سے فارغ ہوے ہین یار	وان اپنے ہی پہ مرنے کا ہی امتحان ہنوز
تشبیہہ دی تھی مین نے کہین انگبین سے	تبخالہ خیز ہی لب شیرین دہان ہنوز
باغ جہان مین گو مہ خُرداد آگیا	یان ہی اُسی بہار پہ فصل خزان ہنوز
روز جزا نہ قتل کا انکار کر کہ ہین	دامن پہ تیرے میرے لہو کے نشان ہنوز
یان اپنا اُنکی چاہ مین مرنا ہوا یقین	وان اور ہی کے چاہنے کا ہی گمان ہنوز
مومن تو مدتون سے ہوے پہ بقول درد	دل سے نہین گیا ہی خیال بتان ہنوز

راتین ہجر کی نہین کٹتین تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہی راتون کو گھبرا گھبرا کے کمرے سے نکل آتا ہی خادم و خدمتگار

دو ڈہ پڑتے ہین اُنسے کہتا ہی یارو میرے پاس کوئی نہ آئے دیو شب غم کا سامنا ہی یہ دیو مجھکو کھا جائیگا اب
قلب کو آرام نہ آئیگا ہر طرف اُجاڑ ہی رات تو میرے واسطے پہاڑ ہی دیکھون تقدیر کیا دکھائے خادم و
خدمتگارون سے بیزار ہی دل ہجران کشیدہ بیقرار ہی کہتا ہی اب زندگی کی کون صورت ہی جوش زن دریاے
محبت ہی جب کئی دن اسی حال مین گذرے مشیرون وزیرون نے جاکر خداوند داؤد سے عرض کی کہ
آپکے فرزند کا عجیب حال ہی کئی دن گذرے کہ آب و دانہ ترک ہی نیند راتون کی موقوف ہوگئی داؤد
نے کہا ارے جاکر دریافت تو کرو کہ کیا خواہش ہی کس بات کی کاہش ہی جو کہے ممکن کردون تارے آسمان کے
منگادون ماہ تابان مہر درخشان اُسکے مکان مین نصب کرون بہشت و دوزخ کا تماشا دکھاؤن مردے
کو زندہ زندے کو مردہ کردون جو کہے وہ ہو جائے مشیر و وزیر دوڑے خدمت مین لالہ زار کی آئے عرض کی
اے شاہزادہ والا قدر آسمان خدائی کے بدر زبان سے اپنی خواہش ارشاد فرمائیے آپکے والدنے فرمایا ہی جو کہو
وہ کردون جب مشیرون نے بہت کہا لالہ زار رونے لگا تصویر ملکہ بران کی دکھا کر کہا یارو اس ظالم نے
مجھکو بیتاب کیا ہی دیکھون وصل ہوتا ہی یا قضا لیکر آئی ہی مشیرون نے یہ حال جاکر داؤد سے کہا داؤد نے جواب دیا
کہ یہ کتنی بڑی بات ہی جاکر پوچھو اے نور نظر کیا چاہتے ہو معشوق کو میان بلوا دون کوکب دلہن بناکر لائے
معشوق خود دوڑی آئے جو تمھاری خوشی ہو وہی انتظام کیا جائے مشیر و وزیر آئے یہ سب حال بیان کیا
لالہ زار صندلی پوش نے کہا والد نامدار سے جاکر عرض کرو کہ حضور ایک نامہ بنام کوکب تسخیر ضمیر لکھدین
مضمون یہ ہو کہ فرزند ہمارا تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا ہی اپنی بیٹی کو دلہن بنا کر اسکے پاس سلادو قدرت کی بھی
یہی خوشی ہی مشیرون نے جاکر داؤد سے کہا داؤد نے اُسی وقت نامہ لکھا کہ اے کوکب فخر کر وہ ہمارا فرزند نور چکیدۂ
خالص قدرت تمھاری بیٹی پر عاشق ہوا تشریف لاتا ہی ایک قصر آراستہ کرکے بران کو دلہن بنا کر میرے فرزند کے
پہلو مین سُلادو تم اطاعت مین حاضر ہو اگر اس بات پر عمل نہ کیا تو سب کو گدھا بنا دونگا کوئی زندہ نہ بچیگا
طلسم نور افشان کو برباد فنا کردونگا بہت طولانی نامہ لکھا کہا اے فرزند اب جاؤ لالہ زار صندلی پوش
خوشی خوشی کمرے سے نکلا لباس نہایت عمدہ زیب جسم کیا ابر صندلی تیار کیا اُسمین تصویرین شاہان
گذشتہ کی درست کین دریاے جواہر مین غوطہ مارکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانان صندلی پوش
ہمراہ لیے ابر سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر تاج یاقوتی بالاے سر اس کر و فر سے طرف طلسم نور افشان
کے چلا آتے آتے اُس مقام پر پہونچا اکثر دفتر مین ذکر کیا ہی کہ جس مقام سے سرحد کوکب تسخیر ضمیر شروع ہوئی ہی

وہان پر ایک مولسری کا درخت ہی یہ نشان سرحد ہی سنہری زنجیر از مشرق تا بہ مغرب کھنچی ہوئی ہی دو پتلے
سنہری نیچے ہاتھون مین آڑی بتیان باندھے ہوے سایۂ نخل مین ٹہلا کرتے ہین دونون پتلون نے
دیکھا کہ ایک ابر صندلی کڑکتا ہوا آتا ہی یہ دونون پتلے نگہبان ہین پکار کے آواز دی یہ کون بے ادب
ادھر آتا ہی یہ سرحد طلسم نور افشان ہی یہان بے ادبی مناسب نہین ابر کو ٹھہراؤ لالہ زار صندلی پوش
نے جواب بھی نہ دیا ابر کو بڑھایا ایک پتلہ جھپٹ کر بلند ہوا چند سوار آگے بڑھے ہوے تھے اودھر سے تیغ کی
منھ پر گھوڑون کے لگا لی اور آواز دی او بے ادب رکتا نہین سوار نے نیزہ مارا پتلے نے نیزہ توڑ ڈالا ایک
نیمچہ مارا سوار کے دو ٹکڑے ہوے اور سوارون نے پتلے کو گھیرا پتلے نے جس سوار کو نیمچہ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے
ہوے جب پانچ سات سوار مارے گئے پھر پتلہ لالہ زار کو آواز دیتا ہی او بے ادب اپنے ساتھ والون کو منع نہین
کرتا ہمارے مالک نے ہمکو مقرر کیا ہی ہم ہرگز نہ جانے دینگے لالہ زار صندلی پوش نے غصے مین آکر دانہ
موتی کا تاج سے نکالا کچھ اسم سحر کا پڑھکر پتلے کے سینے پر کھینچ مارا پتلے کے سینے کو توڑ کے دانہ پار نکل گیا
پتلہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا لالہ زار صندلی پوش ابر کو بڑھا کر چلا غصے مین زنجیر کو بھی کاٹ ڈالا دوسرے پتلے نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی بڑا ساحر زبردست ہی مین جا کے شاہ سے اطلاع کرون ایک پتلہ تو
مارا گیا دوسرا پتلہ بھاگا یہان وہ وقت ہی کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دربار مین بیٹھے ہین برہمن رویین تن
بھی آیا ہوا ہی تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی سے دربار معمور ہی دورہ سرداروں کا بندھا ہوا ہی
ذکر لشکر افراسیاب جادو ہو رہا ہی کہ پتلہ گھبرایا ہوا آکے پہونچا عرض کی اے شہنشاہ اسطرح ایک تاجدار
آتا ہی اُسنے ہمارے رستے کو نہ مانا میرا بھائی بھی اُسکے ہاتھ سے مارا گیا غلام برائے اطلاع حاضر ہوا ہی
زنجیر بھی اُسنے کاٹ ڈالی کوکب نے گھبرا کر برہمن سے کہا اُستاد ذرا بڑھکر دیکھو تو کون ایسا زبردست
ہی کہ جسنے میرے نگہبان کو مارا ہی برہمن اپنے مقام سے اُٹھا چمک کے بلند ہوا سو قدم بلند ہو کر دیکھا لالہ زار
کو پہچانا برہمن رویین تن گھبرا کے پلٹا مصنف عرض کرتا ہی کہ جبتک اس طلسم مین خواجہ عمرو کا داخلہ ہوا تھا
افراسیاب جادو و کوکب روشن ضمیر آپس مین ایک تھے کوکب بھی جا کر داؤد کو سجدہ کرتے تھے بزرگی دل مین
بھری ہوئی ہی جب خواجہ عمرو تشریف لائے کوکب و برہمن وغیرہ مطیع اسلام ہوے مگر پہلے سالہا سال
اُسکو سجدہ کیا ہی اب جو برہمن نے اُسکو آتے ہوے دیکھا گھبرائے ہوے پلٹے آکر کوکب سے کہا اے شہنشاہ
غضب ہوا فرزند خداوند داؤد آتا ہی چلکر استقبال کرو کوکب بھی اُٹھے کہا اُستاد چلیے استقبال واجب و لازم ہی

برہمن و کوکب بڑھے لالہ زار کو جو آتے ہوے دیکھا جھک کر دونون نے سلام کیا پایہ تخت پہ ہاتھ رکھدیا باتین
کرتے ہوے چلے اس اعزاز و اکرام سے لالہ زار کو اُنکے دربار مین پہونچایا تخت پہ جگہ دی لالہ زار اُچک کے
تخت پر بیٹھا کوکب نے بیٹھتے ہی دست بستہ عرض کی آج آپ کو ادھر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ زار تو
گھبرایا ہوا تھا یہ سنتے ہی فوراً نامہ نکال کے ہاتھ مین کوکب کے دیدیا کہا اسکو پڑھیے اور بہت جلد اسپر کاربند
ہو جیے ما بدولت کا کئی دن سے آب و دانہ ترک ہی کوکب نے نامے کو کھول کر پڑھا بادشاہ جلیل صاحب غیر
تھر تھر کانپنے لگا جی چاہتا تھا کہ اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھون مگر خوف جان بھی لگا ہوا ہی بسہولیت اپنے مقام سے
اُٹھے برہمن کو الگ بلایا برہمن بھی حیران ہی کہ اس کاغذ مین کیا مضمون لکھا تھا کہ کوکب اسکو دیکھکر متغیر ہو گیا کوکب
برہمن کو لیکر ایک گوشے مین آیا بسہولیت بٹھا کر کہا اُستاد اس کاغذ کو پڑھو اور مجھکو صلاح معقول دو کہ اب
مین کیا تدبیر کرون مقدمہ نازک ہی برہمن نے نامے کو لیکر پڑھا پڑھکر سر جھکا لیا کہا اے شہنشاہ حقیقت مین
مقدمہ نہایت نازک ہی مین کچھ نہین کہہ سکتا یہ تو سرکار کو واضح ہی کہ مین خیر خواہ دولت ہون افراسیاب سے
بگاڑ ہو چکا جا بجا سرکار سے مقابلے ہوے حضور نے جرأت کو کام فرمایا لیکن اگر داؤد سے دشمنی ہوئی تمام عالم
دشمن ہو جائیگا میرے نزدیک تو یہی بہتر ہی کہ جو خواہش کرتا ہی حوالے کر دیجیے ایک عورت کے واسطے گھر بار کا
مٹنا اچھا نہین ورنہ فساد عظیم ہوگا کوکب یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا او نامرد ہٹجا میرے سامنے سے آبرو کا صدقہ
جان ہی اب تو مجھے منھ نہ دکھانا جس مقام پر کوکب نے برہمن سے باتین کین وہان ایک کمرہ بنا ہوا ہی کہ مقام
عیش گاہ کوکب ہی کوکب برہمن سے یہ کہکر اس کمرے مین گھس گیا دروازہ بند کر لیا وہان بیٹھکر سوچنے لگا کہ اے
کوکب اب کیا تدبیر کرون اگر اسکو مار کر نکالدون داؤد لشکر کشی کریگا مگر برہمن نے جو کوکب سے یہ باتین نہین
سنین کہتا ہی اے برہمن افسوس کوکب نے ہمکو اپنا دشمن جانا اب زندگی بیکار ہی اسی دروازے پر اپنی جان دیدینا
کہ کوکب بھی بعد ہمارے یاد کرے کہ خیر خواہ دولت تھا اتنا بڑا کلمہ ہمکو کہا جب اندر سے نکلے تو ہمارا لاشہ دیکھے
یہ سوچکر برہمن بہت رویا تلوار کھینچی کہ اسی سے اپنا گلا کاٹ ڈالون برہمن تو آمادۂ مرگ تھا تلوار کھینچکر
گلے پر رکھلی ہی کہ اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ ڈالون لیکن کوکب اندر کمرے کے بیٹھا سوچ رہا ہی کہ اے کوکب اگر انکار کرون
اگر داؤد مجھپر لشکر کشی کریگا تمام عالم دشمن ہو جائیگا گھر سے دشمن پیدا ہو گئے سب وزیر امیر میرے اُسکے معتقد ہین
میری مشکین باندھکر حوالے کر دینگے چار جانب سے ہمپر لشکر کشی ہوگی بس اے کوکب مجبور ہونا پڑیگا اب بہتر یہی ہی
کہ اپنی جان دیدین جب ہم نہ ہونگے پران شمشیر زن کو اختیار ہی خود شادی کرے خواہ نہ کرے اب کوکب بھی

اس فعل پر آمادہ ہوا کہ اپنے کو ہلاک کرون ناگاہ نگاہ پڑ گئی کہ میز پر تصویر ملکہ حناے گلگون پوش رکھی ہی جوش محبت مین تصویر کو اُٹھا لیا گلے سے لگایا باتین کرنا شروع کین کہا او جان جہان وای آرام دل مشتاقان اب ہم رخصت ہوتے ہین ہمارے سوگ مین بال نہ پریشان کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا روح کو قبر مین راحت ہوگی فاتحہ خیر پڑھنا جب کبھی ہچکی آئے تو ہمارا نام لیکر ہمکو یاد کرنا کبھی فریاد کرنا بقول شاعر بیت رشک آن روز کہ میرفت زدنیا میگفت ٭ ای فلک یار مرا یار کرا خواہی کرد ٭ یہ شعر پڑھکے کوکب بہت روئے سر مرتبہ یہی فرماتے تھے کہ ای ملکۂ عالم ہمسے تمسے محبت رہی کسی خدمتگزاری مین فرق نہین آیا ہماری تو اب عجب کیفیت ہو گیا کہین کہ جو حالت ہی نظم

ملا ہی دل بھی محبت سے داغدار مجھے	خدا نے آنکھ بھی دی ہی تو اشکبار مجھے
ہوا دو نیم مین تیغ دو نیم ابرو سے	دکھایا یار نے اعجاز ذو الفقار مجھے
ہوس یہ تھی کہ ہنسینگے سواب رُلاتا ہی	تبسم لب زخم دل فگار مجھے
عدم بھی ہو کے چھٹا مین نہ قید ہستی سے	بنایا کاہش غم نے میان یار مجھے

یہ اشعار پڑھکر کوکب زار زار مثل ابر نوبہار رویا اب آمادہ ہوا کہ اپنی جان دیدون خیال مین آیا اگر تلوار سے اپنا گلا کاٹا ہاتھ نے دستگیری نہ کی اور زندہ بچگئے سب ہنسینگے اگر کچھ کھا لیا تو عرصے مین جان نکلیگی طعن و تشنیع لوگون کی سُننا پڑیگی کیا تدبیر کرون کہ جھٹ پٹ دم نکلجائے طعن و تشنیع کسی کی نہ سنون میز پر سب ہتھیار رکھے ہین اُنمین سے ایک قرولی اُٹھالی دستہ اُسکا شیر ماہی کا نیام جو جدا کیا مثل برق چمک گئی خیال مین آیا کہ اسی سے اپنی جان دو قبضہ زمین مین دفن کرودن و نبالہ اُبھار ہے اپنے کو میز سے گرا دون سینے کو توڑ کے پار نکل رجائے جھٹ پٹ دم نکلجائے یہ سوچکر قرولی کو اُٹھایا قبضہ اُسکا زمین مین دفن کیا دنبالہ مثل برق چمک رہا ہی دو میز مین برابر بچھا مین جسطرح پر انسان ڈنڈ پیلتا ہی اسطرح کوکب اُن میزون پر آئے منظور یہ ہی کہ اپنے کو قرولی پر گرا دون جھٹ پٹ دم نکلیگا قلب تسکین پائیگا کشاکش سے چھوٹین عدم مین پہونچین جو جسکو مناسب ہوگا وہ کریگا یہان لالہ زار بیٹھا ہوا البلار ہا ہی دمبدم خورشید روشن رائے سے کہتا ہی ای وزیر عالم اب کیا دیر ہی کوکب کہان تشریف لیگئے وزیر حیران ہی کہ یہ کیا شئی مانگتا ہی مین کیا جواب دون جی ہان جی ہان کر رہا ہی سب اہالی دربار حیران ہین کہ کیا جواب دین سب کے ہاتھ پائون مین رعشہ ہی کہ خداوند داؤد کا بیٹا آج کیدن آیا کیا شئی مانگتا ہی یہان کوکب نے دونون ہاتھ ایک میز پر رکھے دونون پائون ایک میز پر رکھے اب منظور ہوا کہ ہکہ مارکے اپنے کو گرا دون

قرولی سینے کے پار گذر جائے جھٹ پٹ روح قالب سے نکلے کشاکش منہو کوئی طعن نہ کرنے پائے یہ سب
باتین دلمین سوچکر کشتاب مین جان دیتاہون اپناخون اپنی گردن پر لیتاہون مگر دل پر ٹھن گئی ہر کہ جان ہی دینا بہتر ہر ادھر تو
کوکب نے اپنے کو مکہ مارکر قرولی پر گرادیا اُدھر برہمن نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی منظور یہ ہر کہ جان دیدین
جیسے ہی کوکب نے اپنے کو گرایا جھپٹ سے برق چمکی ایک پنجہ سینے پر کوکب کے پڑا کوکب الگ جاکے گرے
برہمن کے ہاتھ پر پھکی پڑی کہ تلوار قبضے سے نکلگئی برہمن تو گرکر بیہوش ہو گیا کوکب نے دیکھا کہ شہنشاہ
نورافشان تاج سر پر رکھے ہوے پیدا ہوا تھرتھر کانپتا ہوا کہا اے فرزند ایسی کیا مصیبت پڑی کہ جان دیتے ہو
کوکب نے گلے مین نورافشان کے ہاتھ ڈالدیے کہا اُستاد آپ نے غضب کیا مجھے کیون بچا لیا عجب مجھپر
مصیبت ہر سب حال رورو کے بیان کیا نورافشان نے کہا اے فرزند جان دینے کی آسمین کیا بات ہر ہم اسکو
ابھی رخصت کیے دیتے ہین کوئی ایسی حرکت کرتا ہر برہمن نے کیا کہا وہ بھی اپنی جان دینے کو آمادہ تھا مین نے
اسکو بھی بچایا کوکب نے کہا اُستاد مین نے اُس سے صلاح لی اُسنے ایسا کلمہ کہا کہ مجھکو بہت ناگوار ہوا مین نے
اُسکو نامرد کہا نورافشان نے کہا اے کوکب وہ تمھارا خیرخواہ ہر اُسے گلے سے لگا لو اور یہ عذر کردو کہ اب مین کبھی
تمکو ایسا کلمہ نہ کہونگا مین ابھی اُس لونڈے کو رخصت کردونگا گھر سے تو ہمارے نکلجائے پھر دیکھا جائیگا کوئی
اور تدبیر کرینگے ہر آن کو کیا بیجا سکتا ہر ہمین اُسکی خدائی پر اعتقاد کب ہر وہ ایک مکار و بے ادب ہر نورافشان
نے بخوبی کوکب کو سمجھا یا باہر آکر برہمن کو گلے سے لگا لیا کوکب و برہمن بجمعیت آسمین ملے غنچہ ہاے آرزو کھلے
اب نورافشان جادو آگے آگے کوکب و برہمن خاموش پیچھے پیچھے سامنے تخت کے آئے خود لالہ زار کو
سلام کیا لالہ زار نے پوچھا اے شہنشاہ نورافشان کہان سے آتے ہو نورافشان نے کہا اے نور جلیبۂ خالق قدرت
ذرا الگ چلیے مین کچھ عرض کرونگا لالہ زار تخت سے اُٹھا نورافشان اسکو لیکر کنارے آئے کہا کیون اے
شاہزادہ والا قدر یہ کیا حرکت کی کیا خدائی کے مٹانے کا ارادہ ہر اگر مشہور ہو جائے کہ نور جلیبۂ خالق قدرت
اپنی بندیون پر عاشق ہوتے ہین اور گھر گھر جاتے ہین ابھی کارخانۂ خدائی مین فرق آجائیگا ہمنے آپ کے
دادا صاحب کی خدائی کو بنایا گھر گھر جاتے تھے قدرت جاکر ایک ایک سے پوچھتے تھے لڑکے بالے
اچھے ہین کسی نے رنج و ملال تو نہین اُٹھایا ہم تمھارے خداوند ہین تب اُنکی خدائی قائم رہی تھی کوئی ایسا
غضب کرتا ہر عاشق ہوکے گھر سے نکلتا ہر سراسر خدائی کے خلاف ہر کسی مشیر و وزیر کو بھیجتے پیغام دیتے
مگر خیر جو کیا وہ کیا اب شکار کھیلتے ہوے گھر کو چلے جاؤ راہ مین کوئی پوچھے بھی تو بیان کرنا ہم واسطے شکار کے

آئے تھے ہم بران کو دلھن بنا کر لائینگے آپ کے قدمون پر لا کے گرا دینگے آپ انکار کیجیے گا کہ بندی اور بندے بجاے فرزند کے ہوتے ہین ہم نہ قبول کرینگے جب ہم قدمون پر گرین عجز و انکسار کرین تب بمشکل قبول فرمایے گا اسطرح بدنام ہو جائیے گا جب اعتقاد خدائی نہ رہا منصب جاگیرین نکل جائینگی کوئی باج و خراج نہ دیگا خدائی سجہا جائیگی خبردار خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا خوب خوب لالہ زار صندلی پوش کو دھمکایا ڈرایا کہ لالہ زار کانپنے لگا کہا استاد مجھسے خلاف تو ہوا لیکن اب کبھی ایسا نہو گا نور افشان نے کہا جسوقت ہم بران کو دلھن بنا کر لائین بہت انکار کرنا جب ہم بہت منت و خوشامد کرین تب قبول کرنا کوکب کو بڑا شرف حاصل ہوا اُسکے یہان خداوند زادہ پیدا ہو گا خدائی آپ کے خاندان سے نکل جائیگی لالہ زار کو بخوبی سمجھا کر زیر قصر جمشیدی لائے پشت مرکب پر سوار کیا کہا یونہی شکار کھیلتے ہوے چلے جاؤ لالہ زار ٹھنڈھی سانسین بھرتا ہوا آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شکار کھیلتا ہوا روانہ ہو گیا مشیرون وزیرون نے راہ مین بہلایا کہ حقیقت مین حضور نور افشان نے فقرے معقول کہے خداوند زادے بندون کے گھر پر نہین جاتے ہین یہان کوکب نے نور افشان سے پوچھا استاد کیا کہہ دیا کہ چپکا چلا گیا اُسوقت بہت بلبلایا ہوا تھا نور افشان نے کہا بیٹا بڑی خیر گذری کہ اسوقت مین نے تمھارا حال قصر نور افشانی سے ملاحظہ کیا برہمن سے نور افشان نے کہا تم اپنے مقام پر جاؤ اور اسی طرح نیک و بد کا خیال رکھو نقشے تیار رہین اپنے کام مین مصروف رہو برہمن رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا نقشے دیکھنے لگا مگر لالہ زار شکار کھیلتا ہوا جاتا ہے قضاے کار صفدر و صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طرف کہسار ورے گئی تھین وہان کا انتظام کر کے پلٹی ہین طاؤس زرین بال پر سوار اُڑی ہوئی آتی ہین لالہ زار کی نگاہ پڑی دیکھکر مر گیا یا تصویر کو دیکھا تھا یا اب صاحب تصویر کو دیکھا پسینہ آگیا بے اختیار پکار اُٹھا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان

نظم

مری جان رنج گھٹائیے قدم آگے اب نہ بڑھائیے
ادھر آیئے ادھر آیئے ادھر آیئے ادھر آیئے

گھڑے کب سے ہم سر راہ ہین کہین مر چلین کہ تباہ ہین
ہدف خدنگ نگاہ ہین ذرا آنکھ ادھر بھی ملائیے

بھلا آنا آپ کا کام ہی یہ غلط تمام کلام ہی
ابھی بس ہمارا سلام ہی کہین اور باتین بنائیے

یہ تیغ تیز ہی اک جہان کوئی کشتہ ہی کوئی نیمجان
جو نہو دریغ تو مہربان کوئی ہاتھ ادھر بھی لگائیے

کبھی مے سے نہ منھ کو موڑیے ہوس شراب نچھوڑیے
سر محتسب ہی نہ توڑیے جو کمال غیظ پہ آئیے

یہ کمال لطف ہی ساقیا یہی ہی ہوس یہی مدعا
رہے ہوش بھر نہ خیال یا اگر ایسی مے ہی تو لائیے

جو نور چشم پر آب ہو تو جہان تختہ آب ہو ۔ ابھی نوح کا سا عذاب ہو اگر اشک چند بہائیے
وہ کہا عدو سے ہی مین نے کیا کہ ہوے ہین آپ جو یون خفا ۔ یہ غضب یہ جھوٹ یہ افترا مرے سامنے تو بلائیے
غزل ایسی کامل وزن سن متفاعلن متفاعلن ۔ ہی نسیم طاقت ہوش سن کوئی شعر اور سنائیے

کبھی پکارتا ہی اے ماہ آسمان خوبی واے نجم درخشان برج محبوبی ذرا میرے پاس آؤ مین تمھارے واسطے گیا تھا کئی دن سے آب ودانہ ترک ہی اب تو جمال بیمثال اچھی طرح دیکھ لون یہ جواسنے پکار کے آواز دی ملکہ بران نے بہ قہر وغضب تمام دیکھا اور کہا او یاوہ گو کچھ تجھکو خوف خدا نہین ہیرے مقدمے مین ایسے کلام بد انجام کہتا ہی اور خاموش نہین رہتا ہی خبردار اب ایسے کلمات زبان پر نہ لانا یہ کہکر چاہا طاؤس اڑا کے نکلجاؤن لالہ زار نے ایک دستک دی کہ طاؤس زمین پر آ گئے گرا ملکہ بران ایک جانب جا کے گرین اب تو نہایت غصہ آیا چمک کے سحر کیا کئی سو ساحرون کے سر اوڑ گئے لالہ زار گھبرایا اب بچا بچا کے سحر کرتا ہی ملکہ بران چاہتی ہین کہ مین نکلجاؤن مگر ممکن نہین ہوتا سب ساحر سحر کر رہے ہین لالہ زار بھی ترغیب دے رہا ہی کہ سب بلوہ کر کے پکڑ لو بران سے کہتا ہی اے جان جہان واے آرام دل مشتاق میری تم پر جان جاتی ہی ذرا دم بھر ٹھہر جاؤ پھر چلی جانا ہین بہ نگاہ غور دیکھلون کلیجے پر چھریان چل رہی ہین آتش عشق سے ہڈیان جل رہی ہین ملکہ گر کے گرین کئی ہزار جادوگرون کو قتل کیا چاہا چمک کے بلند ہون لالہ زار نے قریب پہونچکر خاک قبر جمشیدی اڑادی ملکہ بران بیہوش ہو کر گرین لالہ زار نے کنیزون کو آواز دی ملکہ کو اٹھا کر بارگاہ مین لیچلو بارگاہ تجمیل استادہ ہوئی لالہ زار ملکہ کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین آیا خوشی کے مارے پھولا ہوا ہی کنیزون سے کہا تخت پر رکھکر باہر جاؤ جب کنیزون نے ملکہ بران کو تخت پر لٹا دیا لالہ زار نے بہ خیال حفاظت ایک حباب شیشے کا بنا کر اوپر سے ڈھانک دیا منظور یہ ہی کہ مین خوب آراستہ ہو لون تو ملکہ کو ہوشیار کرون اس سوچ مین دوسری بارگاہ مین آیا تاج اور لکال کے پہنا لباس بھاری زیب جسم کیا عطر منگایا گئی وار بے سر پاؤ نڈیل لیے جواہر اعلیٰ منگائے موتیون کے ملے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پہنے تختیان الماس کی بازوون پر باندھین دریا سے جواہر مین غوطہ زن ہوا اب خوشی خوشی چلا شمشیر وزیر جابجا اترے ہوے ہین سب کہتے ہین دولھا میان آپ کو دلھن مبارک ہو لالہ زار کہتا ہی یار معشوق مجھسے راضی ہو جائے انکار نہ کرے بہت سرکش معلوم ہوتی ہی یہ کہتا ہوا بارگاہ مین آیا پردہ اٹھا کے دیکھا کہ حباب شیشے کا خالی رکھا ہی اسکے اندر بران نہین معلوم ہوتی یہ حال پر ملال دیکھکے بیقرار ہو گیا دور کر حباب کو اٹھا یا دیکھا بران تو نہین ہی مگر ہمین ایک پھول گلاب کا رکھا ہوا ہی پنکھڑیون پر کچھ لکھا ہی

پھول کو اُٹھا کے بغور دیکھا اُسپر لکھا تھا منم برہمن روئین تن او نا ہنجار بدکردار تو چاہتا تھا ہماری شاہزادی پر قبضہ کرے ہم اُٹھا کے لیگئے تیرے دکھانے کو پھول چھوڑ گئے یہ معاملۂ حیرت افزا دیکھکر لالہ زار گھبرا گیا قلب تھرا گیا اُس بیقراری مین مُنہ سے نکلگیا نظم

تشبیہ دمی ہلال سے ابروے یار کو | کیونکر نہ بدر باندھیے ابروے یار کو
باندھون اگر مین شعر مین گل روے یار کو | کیونکر کہون نہ خار بھلا موے یار کو
مصحف اگر سمجھتے ہین سب روے یار کو | لکھتا ہون ذوالفقار مین ابروے یار کو
آنکھون کو آہوان حرم کیون نہ جانیے | طاق حرم سمجھتے ہین ابروے یار کو
عالم ہی صید نرگس وحشی شکار کا | دیکھا زیادہ شیر سے آہوے یار کو
بھولے سے بھی نگہ نہ کرین سوے ساق عرش | دیکھین ملک جو ساعد و بازوے یار کو
سوؤن لپٹ کے گیا شب فرقت مین چین سے | پاؤن اگر مین تکیۂ پہلوے یار کو
کیا پائے مثل نرگس بیمار وہ شفا | دیکھا ہو جسنے نرگس جادوے یار کو
کیا جذب شوق ہی کہ ہوا جسطرف کی ہو | سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
فنجان چشم و شیشۂ گردن کا ذکر کیا | مے سے بھرا ہی کاسۂ زانوے یار کو
کیا سینہ و شکم کی صفائی کا ہو بیان | آئینہ ہم سمجھتے ہین زانوے یار کو
ناسخ کی ہی بشوق شہادت مین گفتگو | آج آزماؤن قوت بازوے یار کو

جیمین کہتا ہون ان سب کو سزا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے یہ کہکر جھلاتا ہوا بارگاہ سے نکلا مرکب طلب کیا پشت مرکب پر سوار ہوا اُسی طرح شکار کھیلتا ہوا چلا گیا برہمن روئین تن جو لیکر ہران کو آیا ہوشیار کیا کہا کیون بیٹا کوئی ایسی حرکت کرتا ہی وہ خداوند داؤد کا بیٹا سحر مین طاق شہرۂ آفاق اُس سے بچنا دشوار تھا باغ نگارین مین جا کے آرام کرو خدا نے اپنا فضل کیا تمھاری آبرو بچائی ملکہ بران شمشیر زن بہت خوش ہوئین برہمن کے سحر کی تعریفین کین لیکن لالہ زار صندلی پوش یہ صدمہ اُٹھا کر شکار کھیلتا ہوا جاتا ہی فضاے کار دامنۂ صحراے کوہ فیروزہ مین پہونچا ملکہ صورت نگار زوجۂ مصور رشتے مین اسکی چچی ہوتی ہی براے شکار آئی تھی ایک مقام پر کھڑی ہی کہ دیکھا لالہ زار شکار کھیلتا ہوا آتا ہی حیران ہوئی کہ لالہ زار شکار کھیلتا ہوا ادھر کہان نکل آیا بے اختیار ہاتھ پھیلا کر دوڑی کہا اے نور نظر تم آج یہان کہان آئے

لالہ زار نے جھک کر سلام کیا کہا اچھی امان شکار کو آیا تھا صورت نگار نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا لالہ زار
کو خوب پیار کیا چٹ چٹ بلائین لین لالہ زار نے صورت نگار کے منھ پر منھ رکھدیا کہا اچھی امان یہ کیا مقام ہی
صورت نگار نے کہا یہ مقام سرحد ہوشربا ہی یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال کر چلی کنیزون سے اشارہ کیا بارگاہ استاد
ہو سامان عیش و نشاط مہیا کروا ایک کنیز سے حکم دیا کہ تو دوڑی ہوئی پاس حیرت جادو کے جا کہنا کہ ای
ملکۂ عالم تمھاری مراد پوری ہوئی جو مسلمانون کا حال چاہو کرالو نور چلیدہ خالص قدرت قدرت کی تائید
سے یہان آگیا ہی مین اُسے لیکر آتی ہون تم آگے استقبال کرو جو تقدیرین چاہنا کرا لینا یہ ابھی کمسن ہی جو مین
کہونگی وہی کریگا جہان مین کہونگی میرے ساتھ چلا آئے گا کبھی انکار نہ کریگا سب طرح پر میرے اختیار مین ہی
بازارین آراستہ کرو تم بھی خوب بن ٹھن کر آنا سب مطلب نکل آئینگے یہ سب سمجھا کر اُس کنیز کو روانہ کردیا اب
کنیزون کو حکم دیا جلد تیار ہو لالہ زار صندلی پوش سے کہا ای فرزند چلکر اپنے بندون کو بھی دیکھو دیکھو تو
کیسے کیسے بندے ہین سب تمھاری صورت کے مشتاق ہین زوجۂ افراسیاب براے استقبال آئیگی
لالہ زار نے کہا کیا مضایقہ ہی اب صورت نگار لالہ زار کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان کنیز نے جا کے ملکہ
حیرت سے خبر کی کہ صورت نگار نے یہ فرمایا ہی کہ مین لالہ زار فرزند خداوند داؤد کو لیے ہوے آتی
ہون آپ براے استقبال انتظام درست رکھیے گا یہ سنکر حیرت جادو نے اُسی وقت حکم دیا کہ لشکر تیار
ہو بازارین آراستہ کیجائین حکم کی دیر تھی فورًا بازارین آراستہ و پیراستہ ہونے لگین نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین نے دوکانین اپنی آراستہ کین اشیاے نادرہ لیکر بیٹھین ایک جانب گلفروش
لیے ہوے کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی ملکہ حیرت نے لباس فاخرہ زیب جسم کیا دریاے
جواہر مین غوطہ مارا کئی ہزار کنیزین پشت پر لین براے استقبال لالہ زار صندلی پوش چلین
حیرت جادو کا حسن سایہ کش زاہد فریب کنیزان زرین پوش گرد گلدستے ہاتھون مین ادھر سے
حیرت جادو اس زور و شور سے جاتی ہی اُدھر سے صورت نگار لالہ زار کو تماشا دکھاتی ہوئی
لیے ہوے آتی ہی کہ حیرت جادو سامنے سے آکے پہونچی صورت نگار نے لالہ زار سے کہا ای
شاہزادہ والا قدر دیکھیے ملکہ حیرت زوجۂ افراسیاب براے استقبال سرکار آئی ہی اب جو لالہ زار
نے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ ایک معشوق ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض انور رشک قمر سیمبر بلند نظر
قد سرو باغ خوبی دونون ہاتھ شاخہاے نخل حدیقۂ محبوبی دریاے جواہر مین غوطہ زن سیمتن غنچہ دہن

رشک چمن سراپا خوب معشوق محبوب لالہ زار دیکھتے ہی مرگیا سلطان عشق کی ملک دل پر چڑھائی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد رنگت زرد حواس گرد برد گھبرا کر آواز دی اے ملکۂ عالم آئیے مین تو آپ کا مشتاق تھا حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا دلین کہا یہ تو نہایت بیتاب ہی بالکل سفلہ مزاج ہی جاہلون کے سر کا تاج ہی ملکہ حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا لالہ زار نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ملکہ حیرت گھبرا گئین دل مین کہتی ہین یہ تو بڑا بیہودہ ہی کبھی کاندھے پر ہاتھ رکھکر پوچھتا ہی مزاج اقدس کیسا ہی حیرت کچھ جواب نہین دیتی چپ سر جھکائے چلی آتی ہی مگر انتہا کا غصہ ہی چاہتی ہی کہ پلٹ کر ایک طمانچہ ماردون کہ سر اڑ جائے پھر یہ خیال آتا ہی کہ یہ خداوند زادہ ہی ایسا نہو کچھ آفت برپا ہو ہاتھ چھڑا لیتی ہی چاہتی ہی پاس سے ہٹ جاؤن لالہ زار صندلی پوش پھر ہاتھ پکڑ لیتا ہی بیتابیان کرتا چلا آتا ہی چاہتا ہی گلے سے لگالون حیرت بمجبوری بارگاہ تک آئی لالہ زار کو تخت پر بٹھایا اسنے کہا اے ملکۂ عالم تم بھی آکے بیٹھو حیرت نے جھلا کر جواب دیا آپ بیٹھیے مین حاضر ہوتی ہون مین ذرا اپنی بارگاہ مین ہو آؤن یہ کہکر ہاتھ چھڑا لیا جھلاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلین صرصر ساتھ تھی کہا اے صرصر تو نے دیکھا یہ تو بڑا بیہودہ ہی نہین معلوم اپنے دل مین کیا سمجھا ہی لالہ زار کی آنکھون کے سامنے سے جو حیرت مخفی ہوئی دلپر ولولۂ جنون ہوا کبھی گھبراتا ہی کبھی بیقرار کبھی اشکبار کبھی یہ اشعار عاشقانہ محبت حیرت مین پڑھتا ہی

نظم

یون ہی ستاے داغ مرے دل کے آس پاس | ہالہ ہو جسطرح مہ کامل کے آس پاس

ڈوبا جو کوئی آہ کنارے پر آگیا | طغیان بحر عشق ہی ساحل کے آس پاس

یہ غیرت وفا کا اثر ہی کہ بوالہوس | بسمل تڑپتے ہین ترے بسمل کے آس پاس

کیا دعوی آہ جب نہ رہا مین ہی کس لیے | ہین مجمع اقربا مرے قاتل کے آس پاس

اے قیس تیرے نالے کی غیرت کو کیا ہوا | لیلی نے زنگ باندھے ہین محمل کے آس پاس

کیا کیا چلی ہی بزم مین تجھسے نہ جب پھرے | پروانے شمع شعلہ شمائل کے آس پاس

ہی تو ہی بیوفا نہین باور تو دیکھ لے | گل جامہ در ہین نور عنادل کے آس پاس

کافر ہی کون ہم مین سے مومن پھرے ہی تو | کعبے کے آس پاس تو مین دل کے آس پاس

گھبرا کر صورت نگار سے کہا کیون چچی امان ملکہ حیرت جادو کہان تشریف لیگئی ہین آپ ذرا جائیے انکو سمجھا کر لائیے میری کیفیت بھی عرض کر دیجیے جو حکم ہو وہی تکفد بر کردون صورت نگار نے کہا مین ابھی سمجھا کے

لاتی ہون یہان حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی صرصر وغیرہ سے کہہ رہی ہی صاحبو سنا تمنے یہ کچھ
دیوانہ ہوا ہی اپنا عشق جتاتا ہی اپنے ہوش مین نہین آتا ہی ای صرصر تم جاکے صاف صاف کہدو کہ ہمسے
ملاقات ہو چکی آپ جائیے صرصر کہتی ہی واری یہ مناسب نہین ہی یہ ذکر تھا کہ لی صورت نگار ہنستی ہوئی
آئین کہا ای حیرت تیرا بڑا مرتبہ ہوا خداوندزادہ تمپر عاشق ہوا انکو طلب فرمایا ہی حیرت جادو نے کہا بوا
صورت نگار کچھ دیوانی ہوئی ہو مین تقدیر کرانے سے باز آئی وہ تشریف لیجائین نہین تو بہت ذلیل
ہونگے صورت نگار نے کہا ای حیرت بڑے فخر کا مقام ہی خداوندزادہ خواہش کرے اور تم انکار کرتی
ہو ایسا نہو کچھ تقدیر خلاف کر دے جہانتک ہو سکے اُسکو راضی کرو تھوڑی دیر اُسکے پاس بیٹھ کے
چلی آؤ حیرت نے کہا بوا صورت نگار بس جاؤ ایسی مہمل باتین مجھسے نہ کرو تقدیر وہ جاکر اپنے ملک مین کرین
اگر مین ایسا جانتی تو استقبال بھی نہ کرتی ایسے مہمل کی صورت نہ دیکھنا چاہیے جاکے اُس گدھے کو سمجھاؤ
نہ کہ اُلٹا مجھے سمجھاتی ہو مجھکو کیا کوئی بازاری مقرر کیا ہی صورت نگار رنجیدہ و کبیدہ پلٹی پاس لالہ زار کے
آئی لالہ زار نے گھبرا کر پوچھا کیون چچی اماں ملکہ حیرت تشریف نہین لائین صورت نگار نے غصے مین
کہا بیٹا اُنکو اپنے حسن پر بڑا گھمنڈ ہی وہ نہین تشریف لائینگی لالہ زار نے جھلا کر کہا آپ بیٹھیے مین بلوا لونگا
صورت نگار تو اپنی بارگاہ مین آئی لالہ زار کو منظور ہوا کہ اب مین متخیل سحر کرون قضاے کار مہتر
برق فرنگی جوان یکرنگی کنیز بنا ہوا یہ سب باتین سن رہا تھا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ لالہ زار تنہا بیٹھا ہی
صورت نگار اپنے خیمے مین گئی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک کنیز حیرت کی صورت
بنکر تیار ہوا مسکراتا ہوا چلا دربارگاہ لالہ زار پر آیا خادم خدمتگار دروازے پر بیٹھے تھے ایک خادم سے
کہا کہ جاکر خداوندزادے سے عرض کرو کہ ایک کنیز کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہی خدمتگار نے جاکر لالہ زار
سے کہا لالہ زار شاد ہو گیا کہا جلد بلاؤ خدمتگار نے جاکر کہا کنیز نوجوان ہنستی ہوئی اندر آئی جھک کے
سلام کیا کہا واہ خداوندزادے ملکہ فرماتی ہین تمنے مجھکو خوب بدنام کیا ہم تو خود تمپر عاشق ہوے
سارے لشکر مین یہی چرچا ہی کہ ملکہ حیرت پر لالہ زار عاشق ہوا ایسی میرے واسطے بدنامی ہی لیکن خیر
مین کسی تدبیر سے تمھارے پاس آؤنگی تم سب سامان مہیا رکھو مجھے تو خود قرار نہین ہی اگر تم مجھکو مطلوب
نہ کرتے مین ہزار مرتبہ آتی اب چھپ کر آؤنگی یہ سنکر لالہ زار بہت خوش ہوا برق نے بہ ناز و غمزہ ایسی
باتین کین اور اشتیاق حیرت کا ظاہر کیا کہ لالہ زار پھولا نہ سماتا تھا کنیز سے پوچھا تیرا کیا نام ہی برق نے

کہا میرا سوسن نام ہے آج ملکہ کو ضرور لاؤنگی یہ کہکر خاصدان نکالا کہا ملکہ نے گلوری دی ہے گلوری مین اپنا
اُگال ڈالدیا اور فرمایا ہے کہ کہنا یہ گلوری کھالینا خاص ہمنے تمھارے واسطے بھیجی ہے لالہ زار نے کہا لاؤ
گلوری مجھے دو برق نے گلوری نکال کے دی لالہ زار نے گلوری کو کھول کے دیکھا اُگال ہے کہ یاقوت احمر
کے ٹکڑے ہین خوشی خوشی کھا گیا برق زہر مار زہر مار کہتا جاتا ہے لالہ زار نے کہا بی سوسن یہ کیا کہتی ہو
برق نے کہا نوشی جان کے بدلے زہر مار کہتی ہون برا نہ مانیے مین آج ملکۂ عالم کو لاؤنگی جیسے ہی پیک
لالہ زار کے حلق سے اُتری گھبراکر کہا اے سوسن اس گلوری مین کیا تھا کہ میرا دل گھبرانے لگا برق نے
کہا ذرا اُٹھکر ٹہلو جیسے ہی لالہ زار اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا برق نے
بتعجیل زبان مین سوزن دی پشتارہ باندھکر پشت سے سراپچہ چاک کرکے لالہ زار کو لے بھاگا میان
صورت نگار اپنی بارگاہ مین آئی مصور سے کہ رہی ہے صاحب بڑے غضب کی بات ہے حیرت جادو
تو بالکل انکار کرتی ہین فرزند میرا نہایت بیقرار ہے بڑے افسوس کی بات ہے آخر کیا تدبیر کرون مصور
نے کہا صاحب چلو مین چلکر اپنے فرزند کو سمجھاؤن میان بی بی دونون چلے صرصر جاتی تھی اسکو بھی
بلا لیا بارگاہ مین آکے دیکھا تھیٹر مین ناچ رہا ہے میان لالہ زار ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان فرش پر
معلوم ہوتا ہے صرصر نے دیکھکر کہا لو غضب ہوا برق فرنگی کا پتہ معلوم ہوتا ہے صورت نگار
پیٹتی ہوئی دوڑی سامنے ملکہ حیرت کے آئی کہا حضور بڑا غضب ہوا برق فرنگی لالہ زار کو
گرفتار کرکے لیگیا حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ہاے کیا رسوائی ہے مذہب کا نام بدنام ہوا اب
مسلمان کیسے خوش ہونگے کہ خداوندزادہ مشکین بندھکر آیا اے صورت نگار مجھکو مذہب کا بڑا
خیال ہے ورنہ مین ہرگز دخل نہ دیتی مگر اب تدبیر رہائی کرنا واجب و لازم ہوا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر
حیرت جادو نے سحر کیا ستارۂ سحری بنکر چلی عقب مین صورت نگار و مصور بھی چلے سرباد
ابرلق و یاقوت و زمرد جنہنے سنا کہ ملکہ حیرت گئی ہین وہ بھی چلا یہان وقت سحر ہے ملکہ مہرخ
بیرون بارگاہ تخت پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران اسلام جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ دیکھیے یہ
لالہ زار کیا گل کھلاتا ہے چندو پرند نے خبر دی ہے کہ وہ ملکہ حیرت پر عاشق ہوا ہے ملکہ بہار کو یہ سنکر
بڑا قلق ہوا کہا بڑی خرابی کی بات ہے خدا اپنا فضل شریک کرے اسمین جھگڑا ہو تو مزا ہے یہ باتین
ہو رہی تھین کہ دیکھا سامنے سے برق فرنگی پشتارہ پشت پس آتا ہے خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی

ای برق کیسے لائے برق نے وہین سے آواز دی استاد خداوندزادے کی مشکین باندھکر لایا ہون
یہی بلبلاتا تھا ملکہ مہرخ نے کہا اسے ستون سے باندھدو جسنے سنا کہ لالہ زار گرفتار ہوکر آیا ہی سب سردار
دوڑے آئے کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے کہا اب ہوشیار کرو برق نے بڑھکر فتیلۂ دافع دارو بیہوشی
دیا ایک چھینک آئی لالہ زار نے آنکھ کھول کے اپنے کو بندھا ہوا پایا زبان مین سوزن سامنے ملکہ مہرخ
تخت پر بیٹھی ہین گرد تمام سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین ملکہ مہرخ نے پکار کے آواز دی
او لالہ زار تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا ساری خدائی نکل گئی مشکین بندھکر ہمارے سامنے آئے
اب بہتر یہی ہی کہ غرور کو دماغ سے نکالو پیدا کرنے والے کو پہچانو باپ دادا پر اپنے لعنت کرو تمکو
بادشاہ لشکر کرینگے انشاءاللہ وہ مرتبہ ہوگا کہ تم یاد کروگے لالہ زار آنکھین نکالنے لگا جب تو جھلا کے
خواجہ عمرو نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد آیا لالہ زار کو زیر تیغ بٹھایا اب لالہ زار کی حیرانی زلفون پر پریشانی
گھبرا گھبرا کے چہار جانب دیکھتا ہی کوئی دوست نہ مونس نہ غمخوار کوئی کلمہ خیر بھی بولنے والا نہین اب تو
لالہ زار نہایت گھبرایا جی مین کہتا ہی اب کیونکر میری جان بچیگی جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر دیا اور
پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم حکم اول ہی ذرا سمجھکر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین ملکہ مہرخ
نے فرمایا ہمنے خوب سمجھ لیا ہی کیون ای لالہ زار اعتقاد وحدانیت نہ کریگا یہ بیچارا بھولا ہوا بیٹھا ہی ملکہ نے
تیسرا حکم دیا جلاد چلا کہ سر کاٹ لون جیسے جلاد نے ہاتھ مارا ایک برق گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے
ہوے آواز آئی ای مسلمانان یہ بے ادبی منم ملکہ حیرت جادو اس زور و شور سے حیرت آگئے گری
کچھ اشیاے سحر بھی پھینکے کہ آندھی سیاہ چلی اندھیرا ہو گیا حیرت نے اُترکر لالہ زار کی کمر مین پنجہ دیا لے اُڑی
لالہ زار نے جو حیرت کو دیکھا ہاے پیاری کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے حیرت نے ایک طمانچہ مارا
کہ لالہ زار بیہوش ہوگیا تڑاقے کی آواز سب نے سنی کہ صورت نگار تڑپتی ہوئی آکے پہونچی دوڑ کے
حیرت سے کہا یہ کیا کرتی ہو خداوندزادے کو طمانچہ مارا حیرت نے کہا مین مار ڈالونگی حرامزادہ بیحیا
گلے مین ہاتھ ڈالتا ہی صورت نگار مصور نے لالہ زار کو گود مین لے لیا حیرت طرف اپنی بارگاہ
کے روانہ ہوئین مصور صورت نگار لالہ زار کو لیے ہوے اسکی بارگاہ مین آئے لالہ زار کی زبان سے
سوزن کو نکالا اب جو ہوشیار ہوا کہا کیون چچی امان حیرت مجھکو نہ قبول کریگی صورت نگار نے کہا
بیٹا اس خیال کو دل سے دور کرو وہ زوجۂ افراسیاب ہی ایسا نہو تمھارے باپ کو خبر پہونچے

اور فساد برپا ہو لالہ زار نے کہا آپ جا کر اپنی بارگاہ مین بیٹھیے مین وہ تدبیر کرونگا کہ بی حیرت جادو خود دوڑی آئین افراسیاب کو طلاق دینا پڑے مین کیا اس فعل سے باز آؤنگا مین لاکھ ضبط کرتا ہون لیکن نہین ہو سکتا نہایت پریشان ہون میرا دل نہین مانتا کوئی نہ کوئی تدبیر ایسی نکل آئیگی کہ وہ خود آئے میری تو عجب کیفیت ہو اب یہ حالت ہی

نظم

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہار گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتی مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو منہہ عاشقون کو دکھلائے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سنا جو حال دل زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہی چارہ کیا کرتا

ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھارے ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہن یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناک عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھلے دل ہی اشارہ کیا کرتا

خم شراب نے مجھ مست سے نہ منہہ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

گداز موم سے بد استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزش دل کا اشارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہی گلشن الفت
مری طرح کوئی اسمین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہی رکھنا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل تہو اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشے سے ہی سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا منہہ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

بہار گل مین تھا جامے سے باہر ہی آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

عرصہ دراز تک رویا کیا آنکھون کے نیچے تصویر ملکہ حیرت پھر رہی ہی تنہائی مین بیٹھکر ایک سحر کیا کچھ دستک دی کچھ ماش کے دانے چار جانب پھینکے ملکہ حیرت اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہی کہ ایک جھونکا ہوائے سرد کا چلا آنکھ حیرت کی بند ہوگئی حیرت نے عالم خواب مین دیکھا کہ لالہ زار قاعدے سے میرے پاس بیٹھا ہی حیرت نے گھبرا کر آنکھ کھولدی وزیرزادیون سے کہا اور غضب دیکھو اُس حرامزادے نے عجب طرح کا سحر کیا ہی مجھکو یہ باتین معلوم ہوتی ہین جو خواب مین دیکھا وہ سب بیان کیا اور کہا کہ مجھکو اب بیٹھنا بھی دشوار ہی

مین جاکے افراسیاب سے اطلاع کرتی ہون وہ آکے انکی گردن لیگا حرامزادے کو بھاگنا دشوار ہوگا
یہ کہکر حیرت جادو نہایت غصے مین طرف باغ سیب کے چلی راہ مین بھی حیرت کو یہی معلوم ہوتا ہی کہ
لالہ زار میرے سامنے سا تھا ہی اور غصہ بڑھتا جاتا ہی یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی گرد
اُنکے جلیسین مصروف عیش و نشاط کہ دیکھا سامنے سے حیرت جادو مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہی افراسیاب
گھبرا گیا کہتا ہی سامری و جمشید خیر کرین کہ حیرت آگے پہونچی افراسیاب کو ایک دو ہتھڑ مارا کہا او نامرد تجھکو
کچھ خبر بھی ہی کہ مجھپر کیا گذری افراسیاب نے کہا صاحب جلد بیان کرو حیرت نے کہا لالہ زار صندلی پوش
بیٹا خداوند داؤد کا آیا ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میان برق فرنگی تو بلائے روزگار ہین وہ پکڑ کے لیگئے تھے
مین نے جاکر رہا کیا اب اُسنے ایسا سحر کردیا ہی کہ مجھکو کسی مقام پر آرام نہین ہی یہی ثابت ہوتا ہی کہ وہ
میرے پاس بیٹھا مجھکو ستا رہا ہی یہ سنکر افراسیاب کانپنے لگا کہا مین ابھی جاکر مار ڈالونگا مشیر و وزیر
سب لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ جو کچھ کیجیے سمجھکر کیجیے ایسا نہو خداوند داؤد کے خلاف ہو تو بڑی مشکل پڑیگی
اب سب نے یہ صلاح دی کہ خداوند کے پاس چلکر فریاد کیجیے وہ خود سزا دینگے وہ ایسے امر کو کبھی گوارا
نہ کرینگے افراسیاب جادو حیرت کو ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف شہر داؤدیہ کے چلا راہ مین حیرت
کہتی جاتی ہی دیکھیے ای شہنشاہ سحر اُسکا بڑھتا جاتا ہی ابھی تک مجھکو وہی معلوم ہوتا ہی افراسیاب جادو
کہتا ہی قدرت کے سامنے سب حال بیان کرنا حیرت جادو کہتی ہی ایسا ہی ہوگا یہان خداوند داؤد
تخت پر بیٹھا ہی تمام وزرا و امرا حاضر ہین گھنٹہ و ناقوس بج رہے ہین کہ افراسیاب جادو آکے
پہونچا پایہ تخت کو بوسہ دیا جھک کے سجدہ کیا حیرت جادو ہاتھ باندھکے سامنے کھڑی ہوئی داؤد
نے کہا ای بندی خاص خیر تو ہی حیرت نے سر جھکالیا افراسیاب نے عرض کی یا خداوند آپ کے
صاحبزادے نے ہمپر بڑا ظلم کیا اُسکو عرض نہین کرسکتا آپے سے گذر گئے ہین انپر عاشق ہوے ہین سحر کردیا ہی
کہ حیرت کو ناگوار معلوم ہوتا ہی غلام نے قدرت کا پاس کیا ورنہ آپ نے مجھکو وہ شرف عطا فرمایا ہی
کہ مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا ہو سکتا تھا کہ مین جاکے اُنکو جواب دیتا لیکن قدرت کا خوف
غالب تھا کہ ایسا نہو آپ کے خلاف ہو ہم فریادی حاضر ہوے ہین امیدوار ہین کہ اپنی داد کو پہونچین
یہ سنکر داؤد کانپ گیا کہا قدرت کبھی گوارا نہ کرینگے یہ عدالت یاد رہیگی یہ کہکر پکارکر آواز دی ارے
کوئی کنیز سامری حاضر ہی اک پتلی گنبد سے اُتری حاضر حاضر کہکر سامنے آئی عرض کی کیا ارشاد

فیض بنیاد ہوتا ہی داؤد نے کہا لشکر افراسیاب مین جا فلان بارگاہ مین لالہ زار بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی
اُسکو جلد لاکے حاضر کر بہت اچھا کہکر تیلی چلی داؤد نے حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو آج ہم
اُسکو دار پر کھینچینگے تمام زر امرا کانپنے لگے کہ اب دیکھیے کیا ہوتا ہی حکم کی دیر تھی کہ آرہ کش تسمہ کش جلادان
خوک طینت میمون خصلت خرسہای بادیۂ ضلالت فوراً حاضر ہو گئے دارین استادہ ہوئین مگر تیلی جو چلی
تھی لشکر حیرت مین آئی اُس بارگاہ پر آنکے ٹھہرائی لالہ زار بیٹھا سحر کر رہا تھا کہ تیلی کڑک کے گری لالہ زار
نے چاہا اپنے کو بچاؤن مگر نہ بچ سکا تیلی نے کمر مین پنجہ دیا ہے اُڑی آسمان پر لیے ہوے جاتی ہی لشکر مین
ہُلڑ ہوا کہ تیلی فرستادۂ خداوند داؤد تھی لالہ زار کو لیگئی خواجہ عمرو برق وغیرہ صورتین بدل کر چلے
یہان داؤد غصے مین کھڑا ہوا ہی کہ تیلی نے لالہ زار کو لاکے سامنے داؤد کے ڈالدیا کہا یہ گنہگار حاضر ہی
داؤد نے لالہ زار سے کہا او بیحیا یہ تو نے کیا حرکت کی ہماری بندی کو جا کر ستایا ہم ان سب کے خداوند
ہین انپر پرورش کرتے ہین یا انکو ستانے کے لیے ہین تو نے کچھ خوف نہ کیا کان پکڑ کے دو تین طمانچے مار کے
جلاد سے اشارہ کیا اسے دار پر لٹکا دو قدرت اپنے جاہ و جلال کے پابند ہین جلاد نے بازو پکڑ کر لالہ زار
کو زنجیر مین باندھا سر دار مین سرنگون لٹکا دیا اُسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ عدالت
اسکا نام ہی بندے کے واسطے فرزند کو دار پر کھینچینا قدرت ہی کا کام ہی ہر شخص کانپ رہا ہی داؤد نے
حکم دیا کہ تیر و کمان لاؤ فوراً تیر و کمان آئی بارہ ہزار تیر انداز اسکی پشت پر آئے داؤد نے تیر کو بچر کمان مین
پیوست کیا بارہ ہزار تیر بچر کمان مین پیوست ہوے جب داؤد نے کمان کو کھینچا بارہ ہزار سہسر کڑکے
داؤد نے تیر کو رہا کیا بارہ ہزار طائران تیر پر کھول کے چلے جب قریب سینۂ لالہ زار کے تیر پہونچے ایک
جھونکا ہوا کا چلا برق کڑک کے گری تیر قلم ہوے داؤد تو بچا وہ تیر پلٹ کر اورون کے سینون پر پڑے
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے بارہ ہزار جادوگر مر گر گرے ایک صدائے مہیب آئی کہ زمین کانپ گئی آواز تھی
کہ او ناہنجار بدکردار تو نے غنیمت نہ جانا کہ ہم تیری خدائی پر راضی ہوے اگر ہم دعوی کرتے تو تجھکو کون
پوچھتا منم جمشید ثانی کڑک کے گرا دار کے ٹکڑے اُڑا دیے لالہ زار کو پنجے مین دبایا لے نکلا داؤد
نے چاہا جا پڑون وزرا و امرا لپٹ گئے کہا حضور آپ کے چچا ہین اُنھون نے آپ کے فرزند کو بارہ برس
پرورش کیا یہ خبر ہوئی آخر آپڑے بس سزا ہو گئی آپ اپنے نزدیک قتل کر چکے جمشید نے بلند ہو کر
آواز دی او افراسیاب خانہ خراب اگر اپنی خیریت چاہتا ہی حیرت جادو کو طلاق دے میرے فرزند کے

پہلو مین سلادے ورنہ قیامت برپا کرونگا طلسم ہوشربا مین رہنا مشکل ہوگا مگر یہ کہتا ہوا جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوے طرف گنبد جمشیدی کے روانہ ہوگیا داؤد نے کہا ای افراسیاب اگر تیرے ملک مین یہ ملعون آئے مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالنا افراسیاب نے کہا مین حضور سے ڈرتا تھا ورنہ ابھی سمجھا دیتا اسکی کیا مجال ہی کہ میرے ملک مین آسکے اب قدرت نے فرمادیا مین سمجھ لونگا افراسیاب جانی خداوند داؤد سے رخصت ہوا اپنے ملک مین آیا مگر جمشید ثانی لالہ زار کو لیے ہوے گنبد جمشیدی مین آیا مسند بچھائی لالہ زار کو اُسپر بٹھایا اور کہا ای فرزند تم نہ گھبراؤ مین حیرت کو تمسے ملاؤنگا لالہ زار صندلی کو پوش رونے لگا کہا ای والد ماجد کیا عرض کرون کلیجے پر میرے چھریان چل رہی ہین آتش عشق سے ہڈیان جل رہی ہین میری ثواب یہ کیفیت ہی

نظم

جو گلدستون کو دیکھون دھیان آئے سرو دلجو کا
تصور عین کعبے مین بندھے محراب ابرو کا
کرون تحریر گر مضمون کوئی اُسکے گیسو کا
تو خوشبوئی سے خامے پر یقین ہو شاخ شبو کا
سوال وصل مین ہلنا پریہ و تیرے ابرو کا
اشارہ ہی برات عاشقان پر شاخ آہو کا
گیا سجدے مین دیکھا جب تمھارے مصحف رخ کو
نہین کم سجدے کی آیت سے رتبہ بیت ابرو کا
چڑھائی ہی دماغ افلاک کو انسان کی کم ذرلی
کرے میل زمین سنگین جو ہو پلہ ترازو کا
اُسی دم مجھکو ہوتا ہی افاقہ درد ہجران سے
تصور باندھتا ہون جب ترے تعویذ بازو کا
نظر آتے ہین کیا پر درد مضمون فکر کرتے ہی
دکھاتا ہی مجھے عکس درون آئینہ زانو کا
جو کچھ ٹوٹے ہوے بال اُسنے کہ نسبت زلف مشکین کے
تو عالم سوزن دیوار مین ہی ناف آہو کا
نظر آتی ہی صاف اسمین مجھے انجام کی صورت
جو گورستان مین دیکھا ہی کوئی آئینہ زانو کا
یہ بیٹھا انتظار یار مین تکیہ لگا کر مین
کہ جوشن بنگیا ہون اپنے دروازے کے بازو کا
اگر لب سرخ ہین تو نشے سے آنکھین بھی ہین گلگون
بتون نے کر دیا ہی ایک رنگ اعجاز و جادو کا
مین ہون عالم کے دیوانون مین موزون طبع دیوانہ
کرے مجھکو نشانہ کوہ کے سنگ ترازو کا
دوائر حرفون کے بنتے ہین طوق گردن قمری
رقم کرتا ہون گر مضمون اپنے سرو دلجو کا
قرہ جو ہی وہ گویا اک زبان کا کام کرتی ہے
وہ عالم ہنسنے دیکھا ہی کسی چشم سخنگو کا
یقین ہی سنتے سنتے اُسکا سر پھرنے لگے ناصح
بیان مین سامنے جسکے کرون اپنی لگاوٹ کا

ملک مالک کے جو اسنے یہ اشعار پڑھے جمشید ثانی نے کہا اے فرزند نہ گھبراؤ مین ملکہ حیرت کو لاکر تمھارے
پہلو مین بٹھاؤنگا مزا سحر و ساحری کا جب ہی ہے کہ بخوشی تیرا وصل قبول کرے مجھکو یہ خیال ہے کہ سرکشی
کریگی تجھسے زیادہ اُسکو تیری خواہش ہو مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر جمشید ثانی عقاب بنکر چلا یہان
ملکہ حیرت جادو ساتھ افراسیاب کے آئی اپنی بارگاہ مین آکے داخل ہوئی باغ سیب مین جانا
لشکر مین آنا ہمیشہ ضرورت رہتی ہے قضاے کار ایک دن ملکہ حیرت جادو باغ سیب سے چلی طاؤس
زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے جاتی ہے تمام لشکر خواجہ عمرو مین یہ بات مشہور رہی کہ لالہ زار صندلی پوش
حیرت جادو پر عاشق ہوا ہے لالہ زار کے لیے سنر اجزا ابھی ہوئی جمشید ثانی کہہ گیا ہے کہ مین حیرت جادو
کو بیچاؤنگا وقت سحر ہے ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر جلوہ فرما ہین جملہ سرداران نامی حاضر خدمت ہین
خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہین کہ سب نے دیکھا ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار طرف اپنے لشکر کے
جاتی ہین یکایک آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم جمشید ثانی او حیرت کہان جاتی ہے حیرت نے
چاہا سحر کرون اس زور و شور سے جمشید گرا کہ حیرت کی آنکھ بند ہوگئی جمشید نے کمر مین پنجہ دیا حیرت
کو لیچلا یاقوت و زمرد نے جاکر افراسیاب کو خبر کی افراسیاب بہ قہر و غضب تمام طرف گنبد جمشیدی
کے چلا بعد جانے افراسیاب کے یاقوت و زمرد و مصور سرماد ابرلق دونون وزیر کئی سو سردار
پشت پر افراسیاب کے چلے خواجہ نے جو یہ معاملہ دیکھا اور مہیار نے بلک کے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
خدا حیرت کی آبرو بچائے جمشید بلاے روزگار ہے خواجہ نے کہا ملکہ مین ابھی جاتا ہون اگر خدا نے فضل کیا
تو حیرت کو بچاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بھاگے طرف گنبد جمشیدی کے چلے یہان لالہ زار صندلی پوش
یاد حیرت مین بیقرار بیٹھا تھا کہ جمشید نے آواز دی اے فرزند مین تیری معشوقہ کو لایا جو کہ گیا وہ کیا
لالہ زار خوشی خوشی اُٹھا کہا آپ نے مجھکو زندہ کر لیا حیرت کو لاکے جمشید نے مسند پر بٹھایا کہا اے
فرزند زبان مین سوزن دے تو تب ہوشیار کر و ساحرہ زبردست ہے جب انکار کریگی مین تدبیر کرونگا
مثل تیرے یہ تجھپر عاشق ہو جائیگی لالہ زار نے زبان مین سوزن دی حیرت کو ہوشیار کیا حیرت
کی جو آنکھ کھلی اپنے کو اس حال پرملال مین پایا بے اختیار رونے لگی جمشید نے قریب بیٹھکر کہا اے ملکہ
حیرت نئے طلسمات تیار کرونگا کہ ہوشربا سے بہتر ہوگا اسکا تجھکو بادشاہ کرونگا کیا مجال ہے کہ افراسیاب
تجھسے آنکھ ملا سکے حیرت نے اشارے سے کہا او جمشید مجھے قتل کر ڈال مجھے بے طور ہاتھ لگانا

لالہ زار صندلی پوش نے کہا اے والدہ نامدار دیکھیے وہی باتین پھر آئین سخت مشکل ہے کہ یہ مجھکو قبول کرے جمشید نے کہا اے لالہ زار یہ افراسیاب کے نام کی دشمن ہو جائے تیری خدمت مین کنیز بنکر رہیگی لالہ زار نے کہا مجھکو تو یقین نہین آتا جمشید نے کہا اے فرزند دیکھو ابھی ظہور ہوتا ہے یہ کہکر دوڑا ہوا گیا گنبد سے اپنے ایک گلدستہ لایا لاکے مسند پر رکھدیا جیسے ہی اُسکی بو دماغ مین حیرت کے پہونچی چہرہ سرخ ہو گیا آنکھون مین لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے تھرائے گری بیہوش ہو گئی جمشید ثانی نے کہا اے فرزند اب مین گنبد مین جاتا ہون یہ ہوشیار ہوتے ہی تیری اطاعت کریگی جو تیرا حال اسکے عشق مین ہے وہی اسکا بھی حال ہوگا یہ کہکر جمشید ثانی تو چلا گیا لالہ زار بیٹھا ہوا دامن کی ہوا دے رہا ہے کہ حیرت جادو کی آنکھ کھلی اُٹھکے بیٹھی لالہ زار کو بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے لالہ زار نے کہا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین تیرا عاشق صادق ہون ہماری بات کا جواب دو حیرت نے ٹھنڈی سانس بھرکر کہا اے لالہ زار میری خود تجھپر جان جاتی ہے مدت سے مین تجھپر عاشق تھی مگر مجبور تھی تجھ تک نہ آسکی اب مین حاضر ہون جو تیرا حکم ہو بجا لاؤن لالہ زار پھول گیا تصدق ہوا نثار ہوا حیرت جادو ہر مرتبہ کہتی ہے صاحب کیون اسقدر بیقرار ہوتے ہو مین تمھارے پاس حاضر ہون مین تو خود مدت سے تمھارے اوپر مرتی ہون مجبور رہی کہ ظالم کے اختیار مین تھی کیونکر آتی اب یہین عمر بھر رہونگی ہوشربا سے مجھے کیا کام ہے وہان کی سلطنت سے یہان کی فقیری بہتر ہے ہمکو آرام ملیگا وہان جمشید گنبد مین بیٹھا ہوا اپنے ساتھ والون سے کہ رہا ہے دیکھو حیرت جادو کیا مزے سے باتین کر رہی ہے اتنی بڑی ساحرہ بت ہوگئی میری زندگی بھر اسی حال مین رہیگی اگر افراسیاب دخل دیگا بہت پچھتائیگا مکرام نے شہنشاہ لاچین کی سلطنت چین لی کارندے ملگئے اُسکو قید سے چھڑالو بادشاہ کرونگا یہان حیرت نے گلابی کھینچی جام بلورین لبریز کیا کہا لو صاحب پیو لالہ زار نے خود ہاتھ بڑھا دیا پکار اُٹھا بیت الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ٭ کہ عشق آسان نمود اول ولے اُفتاد مشکلہا یہ شعر پڑھکے شراب پی گیا دوسرا جام اپنے ہاتھ سے بھرا حیرت جادو بھی بے اندیشہ انجام جام پیگئی بے اختیار پکار اُٹھی

نظم

آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا	مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا	گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام مے	عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا

آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
پتلہ وہ آگ کا ہے میں پتلا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے قمر
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشہ شراب کا

اس رنگ سے یہ اشعار حیرت نے پڑھے کہ لالہ زار بیقرار ہو گیا کہا صاحب سامنے کمرے میں چلو حیرت اٹھ کھڑی ہوئی لالہ زار جھومتا ہوا چلا حیرت ساتھ ساتھ جاتی ہے دونوں عاشق و معشوق کمرے میں داخل ہوں وہاں چھپر کھٹ لگا ہے کہ پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک لالہ زار صندلی پوش نے پلٹکر دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہے ہنستی ہوئی دیکھکر آواز دی اس جوڑی کے نثار ہے ملکہ حیرت اب تمکو معشوق ملا ایک خوشی کی خبر لیکر آئی ہوں اسکا تذکرہ سننے کو عاشق و معشوق چھپر کھٹ پر بیٹھے صرصر ہنس ہنسکر باتیں کر رہی ہے واری جب آپ کو جمشید لیکر آئے لشکروں میں ہلڑ ہوا سب سردار روتے پیٹتے پاس افراسیاب کے پہونچے افراسیاب نے جو یہ خبر سنی بہت رویا تلوار کھینچکر اپنا گلا کاٹ ڈالا اب چلکر ہوشربا پر قبضہ کیجیے سب مشیر و وزیر کہہ رہے ہیں کہ ملکہ حیرت کے پاس چلیں وہ ہماری شاہزادی ہے ایک کانٹا تھا وہ بھی اب نکل گیا آج لونڈی بھی شراب خوب پیے گی یہ کہکر جام بھرا ایک لالہ زار کو دیا اور کہا کل ملک ہے آپ کا قبضہ ہوگا لالہ زار نے وہ جام پیا ایک جام پی حیرت کو دیا یہ بھی بے اندیشہ انجام پی گئی ایک ایک جام جو دونوں نے پیے لالہ زار نے کہا کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہے حیرت نے کہا میرا بھی یہی حال ہے صرصر شمشیر زن نے کہا یہ شراب تو کشیدہ ہوگی ذرا اٹھکر ٹہلیے جیسے ہی اٹھے بیہوشی نے طمانچہ مارا دونوں لڑکھڑا کے گرے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر عیاران
اڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہے صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہے

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہر دم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہے خواجۂ خواجگان
مرے نام پہ غدر پیدا ہوا
مرا مکر ہے گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے

نیمچہ کھینچکر عمرو چلا یہاں جمشید ثانی نے بیٹھے بیٹھے نقشے میں دیکھا پر پرواز پیدا کر کے چلا یہاں آ کے دیکھا عمرو نیمچہ کھینچکر چلا ہے وہیں سے نعرہ کیا خبردار او ساربان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے دیکھا جمشید آتا ہے اور تو کچھ نہ بن پڑا بادھرے پاؤں میں باندھکر کوٹھے سے کود کے بھاگا ملازمان جمشید دوڑے عمرو بھاگا کہ نکل گیا اُن جمشید نے اتنے عرصے میں لالہ زار و حیرت کو ہوشیار کیا کہا اریے

کمبختو اگر مین نقشہ نہ دیکھتا عمرو نے مارا ہوتا جمشید کا ایک جادوگر ملازم ہی اُسکا نام قہر جادو عمرو ایک نخل کے سائے مین پہونچا تھا کہ قہر نے گیر کی آواز دی دونون پائون عمرو کے زمین نے تھام لیے جمشید نے کوٹھے سے آواز دی ای قہر عمرو کا سر کاٹ بے ساربان زادہ مجھکو بھی افراسیاب سمجھا ہی قہر جادو تلوار کھینچکر چلا خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ قہر جادو تلوار کھینچے ہوے آتا ہی بلک بلک کے دعا کرنے لگے

نظم

بود ہمیشہ دم مرد اہل دم محفوظ — بشاہراہ طریقت قدم قدم محفوظ
بحال نسبت بیک حال حالت انسان — نہ برقرار خوشی و نہ رنج و غم محفوظ
نہ ملک و دولت اسکندری سلامت ماند — نہ ماند تخت سلیمان نہ جام جم محفوظ
کسی بدہر رہائی ز دست مرگ نیافت — نہ مبش ماند سلامت ازو نہ کم محفوظ
نہ عرش ماند نہ کرسی نہ آسمان نہ زمین — نہ لوح گشت مبری نشد قلم محفوظ
بکن بدست سخا گنج سیم و زر تقسیم — منہ بکیسۂ حرص و طمع درم محفوظ
بود محافظ حسن عمل اگر ہمراہ — شود ز حملۂ رہزن رہ عدم محفوظ
ببوستان جہان باش مثل سرو آزاد — بہر بہار و خزان شو ز ہر الم محفوظ
بصلح کوش و سخاوت کہ در میان جہان — بود ز رنج و الم صاحب کرم محفوظ
کسے ز گردش گردون دون نہ جان بر شد — کسے نماند بدنیا ازین ستم محفوظ
نماند رہست رو براہ راستی ہندی — ز ہر فریب و ز ہر مکر و پیچ و خم محفوظ

عمرو تو بلک بلک کے دعا کر رہا ہی مگر افراسیاب کا حال تحریر کیا جاتا ہی کہ جب باغ سیب سے چلا راہ مین وزرا امرا اسلیے سہانے راہ مین کہا ای شہنشاہ ذرا دیکھیے تو کہ ملکہ حیرت کس حال مین ہین افراسیاب نے ران پر ہاتھ مارکر گرا اُسکو دیکھکر سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا جمشید نے سحر کردیا حیرت اپنے ہوش مین نہین ہی آمادہ وصل ہو گئی اگر کہین ایسا اتفاق ہوا اپنی جان دیدیگی یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی ہر مرتبہ ران پر ہاتھ مارتا ہی اور کہتا ہی یارو بڑی خرابی ہی خود حیرت تحریک کر رہی ہی لو غضب ہے ا لالہ زار کے ساتھ تخلیے مین جاتی ہی بڑے شور و شور سے اُڑتا ہوا آتا ہی وزیر و امیر پشت پر لاکھو ساحران غدار یکایک افراسیاب جادو قہقہہ مار کے ہنسا ساتھ والون نے پوچھا ای شہنشاہ کیا ہوا

کہ آپ ہنسے افراسیاب نے کہا عمرو نے اسوقت مجھپر بڑا احسان کیا صرصر کی شکل بنکر پہونچا دونون کو بیہوش
کیا لیکن جمشید آگیا عمرو بچا گا شکر ہی کہ وصل تو معطل رہا لو غضب ہوا قہر جادو نے عمرو پر سحر کیا میرے
دوست صادق کو قتل کیا چاہتا ہی آج مجھکو یہ بخوبی ثابت ہوا کہ عمرو دل و جان سے میرا دوست ہی
اگر وہ دخل نہ دیتا عصمت حیرت کی نہ بچتی کسوقت پر عمرو پہونچا یہ کہکر افراسیاب اور تیز چلا مثل شعلہ جوالہ
جاتا ہی کوٹھے پر سے لالہ زار حیرت دیکھ رہے ہین اور پکارتے ہین کہ عمرو کا سر کاٹ ے افراسیاب جادو
اسوقت آکے پہونچا کہ قہر چاہتا تھا ہاتھ تلوار کا مارون کہ سر اسکا کٹجائے افراسیاب نے آسمان سے ہاتھ
ہلا دیا ایک برق کڑک کے گری قہر کے دو ٹکڑے ہوے جمشید نے جو افراسیاب کو دیکھا جھلا کر دوڑا
ساتھ والون سے کہا افراسیاب کو مار لو چہار جانب سے کافر ٹوٹ پڑے افراسیاب اُن سب کے بیچمین
شمشیر زن لڑ رہا ہی قہر کے مرنے سے خواجہ جھوٹ کے حقہ ہاے آتشبازی مارنے لگے افراسیاب کہہ رہا ہی ای
خواجہ کیا کہنا خواجہ پکار کے آواز دیتے ہین مین تو حضور کا تابعدار ہون جان و مال سب آپ کے اوپر نثار
ہی لوگون نے مجھکو آپ سے جدا کر دیا افراسیاب نے کہا مین خوب پہچان گیا ہون افراسیاب جادو
بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی او خرمُش یہ اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا جمشید نے اشارہ
کیا لالہ زار و حیرت بھی آپڑے سب ملکر افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب انکے سحر کو کب مانتا ہی
جسنے سحر کیا افراسیاب نے دفع کر دیا حیرت نے بھی بڑھ بڑھکر سحر کیے افراسیاب اُنکو دفع کر رہا ہی
کبھی جھلا کر کہتا ہی ایک سحر کر دون مگر حیرت پر رحم آتا ہی ایک طرف سے لالہ زار نے سحر کیا جمشید کے
سحر کو برابر دفع کر رہا ہی ہر مرتبہ یہ ارادہ کرتا ہی کہ جمشید کو پکڑ لون مگر جمشید برق جہندہ بنا ہوا سحر کر رہا ہی
ایک جانب سے لالہ زار نے سحر کیا ایک جانب سے حیرت نے شعلہ چمکایا جمشید بھی تلوار و خنجر برسا
رہا ہی افراسیاب کو مہلت نہین ملتی چوٹی پر کوہ کی پہونچا وہان سے نعرے کر رہا ہی فوج والون نے
وہ بلوہ کیا ہی کہ افراسیاب کو دم لینا دشوار ہی یکایک سات سو نقارہ بجا دیکھا سب نے کہ سرمایہ برف انداز
تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا شیر یک جنگ ہوا ساحران افراسیاب نے آکے زمین ہلا دی اتنی جو مہلت
افراسیاب نے پائی کڑک کڑک کے گرنے لگا جس ساحر پر جا پڑا کسی کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھا لیگیا
چیر پھاڑ کر پھینک دیا کمزورون پر آگ برسائی برف برسانے ٹھنڈھا کیا ملازمان افراسیاب نے
گھبرا ڈالا خوب جمکر سحر کر رہے ہین سامنے گنبد جمشیدی کے ہنگامہ گرم ہی افراسیاب فوجون کو درہم برہم

کرتا ہوا جاتا ہی جس صف پر پہونچا ایک دو پتھر مارا غائب پیدا ہوا ہزارہا جادوگر غرق زمین ہو کے ہلاک ہو
فریاد و فریاد کی صدائین بلند ہین ہمراہیان جمشید دردمند ہین جمشید بھی بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی
جمشید کو افراسیاب ڈھونڈھتا ہوا جاتا ہی یہ بھی افراسیاب سمجھ گیا ہی کہ حیرت جادو نہایت پریشان
ہی لالہ زار کو افراسیاب نے زخمی کیا یہ زخمی ہو کے پیچھے ہٹا یہ بھی افراسیاب سمجھ چکا ہی کہ حیرت جادو
سحر مین جمشید کے مبتلا ہی جب تک جمشید نہ قتل کیا جائیگا حیرت اپنے ہوش مین نہ آئیگی جب لالہ زار کو
افراسیاب نے زخمی کیا اور چاہا کہ سر کاٹ لون جمشید نے جو دور سے دیکھا وہین سے گولہ مارا لالہ زار کو
آواز دی ای فرزند ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا یہ کہکر جمشید بڑھا لالہ زار تو کنارے آ کے ٹھہرا
اپنا زخم باندھنے لگا کبھی بیقرار ہو کے کہتا ہی ہاے افسوس وصل معشوق سے محروم رہا چچا جان نے
سب سامان کیا مگر تقدیر میری بری تھی افسوس صد ہزار افسوس کیا کرون کیونکر دل کو سمجھاؤن
میری تو اب یہ کیفیت ہی

نظم

اُس گل کی شکل پھرتی ہی چشم پر آب مین — اشکون مین لختِ دل نہین گل ہین گلاب مین
دونی بہار حسن ہی کیفِ شراب مین — بھڑکے نہ کیونکہ آتش رنگ گل آب مین
ساقی کہان شراب ہی دیر خراب مین — پانی کی ہی تلاش عبث اس سراب مین
روشن ہی داغ گریۂ چشم پر آب مین — پوشیدہ آفتاب نہین ہی سحاب مین
کرتا ہی اک جہان بسر شب کو خواب مین — ہون کیون نہ مست بادۂ غفلت شباب مین
دم بھر یہ بزم عیش غنیمت ہی ساقیا — ہم بادہ خواری کرتے ہین جام حباب مین
سب بولے برج قوس مین داخل ہوا آفتاب — رکھا جو اُسنے پاے حنائی رکاب مین
بالون مین یون وہ گوشۂ ابرو نظر پڑا — ہو جسطرح ہلال نمایان سحاب مین
بے بار جام مین مرے آنسو ٹپک پڑے — پیتے ہین جیسے پانی ملا کر شراب مین
چھوڑی نہین عذار عرقناک پر یہ زلف — گویا کہ تو نے مشک ملایا گلاب مین
بے وجہ زلف یار اُلجھتی ہے بار بار — کیونکر رہے نہ موے کمر پیچ و تاب مین
ہو رات چودھوین مجھے ساقی پلا شراب — روشن ہوا آفتاب شب ماہتاب مین
ناسخ نہین ہی اسکے سوا فخر کچھ مجھے — ہون امت جناب رسالت مآب مین

لالہ زار تڑپ رہا ہی چاہتا ہی لڑائی کا خاتمہ ہو مین معشوق کو لیکر اپنے پہلو مین بیٹھون لیکن جمشید ثانی افراسیاب
پر جا پڑا کیسے کیسے گوٹے مارے افراسیاب جب اشارہ کر دیتا ہی گوٹہ پھٹ کے گر پڑتا ہی جمشید نے برقین
چمکائین تلوارین برسائین خنجر گرائے پیکان تیر چمکائے افراسیاب نے ان سب سحرون کو دفع کیا اب جمشید
تلوار پکڑ کے جا پڑا افراسیاب پر برس پڑا کئی ہاتھ مارے افراسیاب خالی دیتا جاتا ہی ایک مقام پر نعرہ کیا
اور بچا ایک وار ہمارا اتو قبول کر منہ سے شعلہ چھوڑا شعلہ جوالہ سامنے جمشید کی آنکھون کے چمکا جمشید جھکا ہوا
سر جھکا لیا آنکھون کی روشنی کم ہوئی ادہر سے افراسیاب نے ہاتھ مارا جمشید نے سامری و جمشید کو پکارا
کئی سپرین فولادی اسکے سر پر حائل ہوئین مگر تیغ افراسیاب جو چاک کے گرا سپرین کٹین سر پر تلوار پڑی
ہر چند جمشید نے روکا مگر تیغہ برق تاب کب رکتا ہی جمشید کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا جمشید کا آندھی سیاہ اٹھی
سنگباری و برفباری ہونے لگی گنبد جمشیدی گرا افراسیاب پلٹا یا تو حیرت سحر کر رہی تھی یا لڑکھڑا کر گری
بیہوش ہوئی خواجہ عمرو نے قریب آکر دامن کی ہوا دی پانی کے چھینٹے بھی مارے اب حیرت جادو نے
آنکھ کھولی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا کہا خواجہ تمنے بڑا احسان کیا آبرو میری بچالی عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم
آپ میرے حال سے آگاہ نہین ہین مین دل و جان سے آپ کا خیر خواہ ہون حیرت نے کہا مجھے افراسیاب سے
بڑا حجاب ہی کہ مین نے کیسے کیسے سحر افراسیاب پر کیے اگر وہ کامل و اکمل نہوتے میرے سحر سے نہ بچتے
خواجہ نے کہا ملکہ شہنشاہ خوب آگاہ ہین کہ جمشید نے تمپر سحر کر دیا تھا خواجہ سے حیرت باتین کر رہی ہی کہ افراسیاب
بھی آکے پہونچا حیرت نے چاہا منہ چھپاؤن افراسیاب نے کہا ای ملکۂ عالم کیون شرماتی ہو مین بخوبی آگاہ
ہون کہ جمشید نے یہ فساد برپا کیا تھا تمنے دیکھا کہ خواجہ عمرو نے ہمارے ساتھ کیا احسان کیا مین بھی آج
خواجہ تمکو نہال کر دونگا دامن مدعا زر و جواہر سے بھر دونگا عمرو نے کہا ہم تو غلام ہین مجھے تو آپ سے
واسطہ ہی مین خاص اسواسطے آیا تھا کہ شہنشاہ کی ملازمت کرون یہان آتے ہی فساد برپا ہو گئے اگر مین
یہ عیاریان نہ کرتا کیونکر جان بچتی آج یہ حال سنکر میرا دل بیقرار ہو گیا سمجھا کہ یہ مقدمہ ناموس ہی آئین جانبازی
ضرور ہی افراسیاب نے کہا خواجہ عمرو تمکو تعویذ بازو بنا کر رکھونگا عمرو نے کہا مین بھی خوب راضی کر دونگا آپ
بہت خوش ہونگے حیرت غصے مین کڑک کے لشکر لالہ زار پر جا پڑی ایسے سحر کیے کہ لاکھون جادوگرون کو مارا
لالہ زار صندلی پوش زخمی ہو چکا تھا مگر دس ہزار آدمیون نے اسکا ساتھ دیا لیکن اب شکست کھا کے بھاگا
طرف صحرا کے روانہ ہو گیا اسکا ذکر زمانے مین تاریک شکل کش کے ہوتا ہی قصہ فیلسر اسکو بادشاہ بنا کر

لاتا ہی بعد لگچا نے لالہ زار کے ساحران باقی ماندہ چادر ہلانے لگے خدمت مین افراسیاب کی حاضر ہوے
لڑائی فتح ہوئی افراسیاب نے کہا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہو خواجہ عمرو کا ہاتھ نہین چھوڑتا ملازمون نے
اُسی مقام پر بارگاہ استاد کی افراسیاب خواجہ کو ساتھ لیے ہوے بارگاہ مین داخل ہوا کُل سو سرداران
نامی و ساحران گرامی موجود ہین کہ صرصر آئے پہونچی افراسیاب نے خواجہ کو بڑا بھاری خلعت دیا ہے
صرصر شمشیر زن نے دیکھا کہ آج تو خواجہ مرغ زرین بنے ہوے بیٹھے ہین صرصر نے خادمون سے پوچھا آج
ساربان زادے نے کیا دام پھیلایا ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر آج خواجہ نے وہ کارنمایان کیا
جی چاہتا ہی جان و مال دیدون حیرت کی آبرو بچائی اگر یہ نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا صرصر نے اشارہ کیا
حضور سراسر مکر ہی ساربان زادے کے فریب مین نہ آئیے افراسیاب نے غصے مین منہ پھیر لیا حیرت نے کہا
ای صرصر تم کہان تھین جب ہم مبتلاے مصیبت تھے عمرو نے آج وہ کارنمایان کیا کہ دوستی عمرو کی ہم
ظاہر ہو گئی اب انکے مقدمے مین کچھ نہ کہو ہمنے خواجہ کو ملازم کیا کسی ملک کا بادشاہ کرینگے تاج انکے
سر پر رکھینگے اگر تمکو ناگوار ہی اسوقت چلی جاؤ ہم تو خواجہ کو اپنا رفیق بنا کر رکھینگے خواجہ عمرو نے پکار کر
آواز دی ای ملکۂ عالم یہ میری ہمیشہ ہین یہ کبھی مجھکو اچھا نہ کہینگی جب ہم تمہاری سرکار مین رہینگے انکو کون
پوچھیگا ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا مہرخ و بہار کی مشکلین باندھکر لاؤنگا سب کو مین
شہنشاہ کے قدمون پر گرا دونگا جب مین جا کر اُنسے کہونگا کہ مین نے افراسیاب کی نوکری کر لی
تم لوگ اپنا ٹھکانا کرو سب کے جی چھوٹ جائینگے سب رومال سے ہاتھ باندھ لائینگے صرصر نے کہا
او ساربان زادے خوب تو نے دام مکر پھیلایا خواجہ عمرو نے کہا تمھارے باوا کا اجارہ ہی آج سب کو
بیہوش کرینگے بارگاہ لوٹ لینگے تمھارا جی چاہے بیٹھو جی چاہے چلی جاؤ اب تمکو یہان کوئی نہ پوچھیگا
صرصر تو بڑبڑاتی ہوئی چلی گئی باہر نکلکر اسنے صبا رفتار سے کہا آج تو ساربان زادے کا کیا جال پڑا ہی
حیرت و افراسیاب تسخیر ہو گئے شہنشاہ نے ایسے کلمات فرمائے کہ مجھے تو بڑی حیرت ہی نگوڑے کو بڑا
بھاری خلعت ملا ہی مرغ زرین بنا ہوا بیٹھا ہی صبا رفتار نے کہا اسوقت دخل نہ دیجیے ایسا نہو افراسیاب
بگڑ جائے جو باعث خرابی ہو دونون عیار بچیان بیرون لشکر ایک گوشے مین جا کر ٹھہرین مگر خیال لگا ہوا ہی
یہان خواجہ عمرو سامنے افراسیاب کے بیٹھے ہین صحبت آراستہ ہو رہی ہی کہ خواجہ نے کہا یون شہنشاہ آج
صحبت بے نمک رہیگی افراسیاب نے کہا تمھاری صحبت ہی جسطرح جی چاہے آراستہ کرو خواجہ نے کہا

اے شہنشاہ دل تو آج یہ چاہتا ہے اسقدر شراب پیجیے کہ بیہوش ہو جائیے اور پھر ہوشیار ہو جیے آپ کے سامنے غزلین گائین آپ کو راضی کرین یہ بھی مشہور رہے کہ ایسا جلسہ کبھی نہوا تھا افراسیاب نے کہا جسطرح چاہے صحبت آراستہ کرو خواجہ عمرو نے کہا امید وار ہون کہ کنجی میخانے کی مجھکو ملے مین ساقی ہون کوئی باقی نہ رہے افراسیاب نے کہا تمھین اختیار ہے حیرت نے کہا خواجہ اب ہمین تمسے کچھ شک نہین افراسیاب نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ عمرو میخانے مین پہونچے سب شراب کو خراب کیا اور پکار کے آواز دی یارو جسکا جی چاہے شراب لیجائے تمام ملازمان افراسیاب دوڑے شراب اُٹھا کے لیجانے لگے کوئی کنٹر لیلیا کوئی گلابی لیلیا کسی نے پتلہ اُٹھایا مثل مشہور ہے مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال ہے لشکر والے بے تکلف پینے لگے خواجہ عمرو سو کنٹر الماس نگار اُسمین مئے ارغوانی بھر کے نہایت تکلف سے محفل مین لائے حیرت نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لایا ہے کہ جسے دیکھکر جی چاہتا ہے کہ پیجیے خواجہ عمرو نے کشتیان لاکر محفل مین رکھین کہا اے شہنشاہ آج گانا بھی سن لیجیے یاد کرینگے ملک لوگ ذکر کرینگے کہ خواجہ سامنے شہنشاہ افراسیاب کے گائے تھے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ مین تمھارے گانے کا بہت مشتاق ہون خواجہ عمرو نے سازندون کو اشارہ کیا ساز درست ہوے خواجہ نے گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

اشعار

جی مرا مجھسے یہ کہتا ہے کہ اب جاؤنگا
ہاتھ سے دل کے ترے اب مین نکل جاؤنگا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جلجاؤنگا

چین دینے کا نہین زیر زمین بھی نالہ
شورتون کی نیند مین کرنے کو خلل جاؤنگا

قطرہ اشک ہون پیارے مرے نظارہ سے
کیون خفا ہوتے ہو پل مارتے ڈھلجاؤنگا

اس مصیبت سے تو مت مجھکو نکال اب گھر سے
لوگ کہتے آج ہی جا مین کہون کل جاؤنگا

میری صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ
شکل اس غم سے کوئی دن مین بدلجاؤنگا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکلجاؤنگا

ساحل بحر جہان پہ ہون کہ جون ہیزم خشک
ڈوبا پانی مین نہ تو آگ سے جلجاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہ ہر ناطق سے
آنکھ ہو نہ تو ابھی طوطی کے سے ملجاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہے سودا کا قصیدہ ہے خوب
انکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

اس رنگ سے خواجہ نے یہ غزل گائی افراسیاب وحیرت تعریفین کر رہے ہین تمام اہالی جلسہ کہتے ہین کہ اس فن خاص مین عمرو کا کوئی نظیر نہین ہی خواجہ نے کہا اے شہنشاہ ابھی کیا سنا ہی سب کو خوب راضی کرونگا سب خوش ہوگئے یہ کہکر شراب کا چرچا شروع کیا اول جام افراسیاب کو دیا افراسیاب ایسا عمرو سے راضی تھا فوراً جام کو پیگیا عمرو نے دوسرا جام ملکہ حیرت کو دیا حیرت بھی خوشی خوشی پیگئی اب تو خواجہ عمرو نے دور باندھا شراب چلنے لگی باہر والون نے بھی خوب شراب پی اب جو نشے ہوے جوتی پیزار چلنے لگی ایک نے ایک کی پگڑی اُچھالدی ایک نے دھول لگائی کسی نے پائجامہ اُتار کے پھینک دیا ننگے دوڑے جاتے ہین بعض نے ارادہ کیا کہ اپنے گھر چلے جائین نشے کے جوش مین اُٹھے سر جھکائے ہوے جاتے ہین گانے کی عادت بہت ہی کسی ٹھمری کا خیال آیا اُسکو گانے لگے لنگری جو لی اُسی کے ساتھ اُلٹ گئے بعض مدت سے ایک رنڈی کو چاہتے تھے وہ بھی نشے مین نائکہ سے لڑکر نکلی ایک نخل کے سائے مین کھڑی گا رہی تھی اُدھر سے تماشا بین صاحب آتے تھے پکارکر آواز دی اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان اب ضبط نہین ہوتا اپنا تو یہ حال ہی کہ عرض کرنا محال ہی نظم

الطاف جو وہ آپ کے پائے نہین جاتے — تکلیف تو کیا ناز اُٹھائے نہین جاتے
اللہ رے بے دردی سر مدفن عاشق — دو اشک بھی آنکھون سے بہائے نہین جاتے
جو ہم پہ گذرتی ہی کہین جلد گذر جائے — ہر روز کے صدمے تو اُٹھائے نہین جاتے
دشنام تمھارے لب شیرین سے سنین کیا — وہ تلخ نوا ہے ہین کہ کھائے نہین جاتے
ہی دینے مین یہ بخل ذرا سوچ تو ساقی — پانی کے بھی دو گھونٹ پلائے نہین جاتے
کوئی نہ پھرا قافلۂ ملک عدم سے — کیا پاؤن گڑے ہین کہ اُٹھائے نہین جاتے

یہ اشعار عاشقانہ جو تماشا بین نے پکار کے پڑھے رنڈی نے کہا صاحب کیون اپنی بیقراری بیان کرتے ہو مین خود تمھاری مشتاق ہون مبتلاے فراق ہون جلد آؤ دیر نہ لگاؤ تماشا بین اُدھر سے دوڑے ٹھوکر جو لگی مُنھ کے بھل گر کے بیہوش ہوگئے تمام لشکر مین افراسیاب کے ہنگامہ گرم ہی کوئی دوڑا دوڑا پھر رہا ہی کوئی اوک رہا ہی کوئی ڈاک رہا ہی کوئی دیوانہ وار وحشی مثال اُچھلتا کودتا پھرتا ہی کوئی ٹپہ گا رہا ہی کوئی نعرہ بلند کوئی بشاش کوئی دردمند دوکانداروں کی دوکانین تباہ علم لشکر سرنگون افسرون کے کلیجے خون میان دربار مین خواجہ عمرو نے سب کو شراب پہونچائی گاتے بھی جاتے ہین افراسیاب کا دل لبھاتے ہین

کہ بیٹھے بیٹھے افراسیاب نشے مین جھلایا کہا خواجہ آج تمھاری شراب نے خوب رنگ جمایا دیکھو تو نے دو دو خداوند آگئے یہ کہکر اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہو گیا حیرت ہان ہان کرکے اٹھی یہ بھی گرکے بیہوش ہوئی تمام اہالی دربار ہان ہان کرکے اٹھے سب گرکے برلب فرش ہوے اتو خواجہ نے تنکلے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہو صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا گھر ہی گلشن قیس و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

دوسرے پہلو سے ایک کنیز نے تڑپکر نعرہ کیا نعرہ برق تصنیف مصنف

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

عمرو نے کہا ابے تو کیونکر آیا برق نے کہا استاد مین بھی پھرتا ہوا اس طرف نکل آیا تھا آپ کے اوصاف حمیدہ سنے سب جادوگر یہی بیان کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو نے افراسیاب کی نوکری کر لی مین بھی ایک کنیز کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب غلام بھی شریک ہو گا خواجہ نے کہا آپ نے مہربانی فرمائی مجھکو سرفراز کیا مگر آجکل مہاجنون کا بڑا بلوہ ہی مین نے دم دیکے یہ سامان کیا ہی میری تہی کو ہاتھ نہ لگائیے گا برق نے کہا غلام برائے خدمتگاری حاضر ہوا ہی خواجہ نے کہا جائیے ٹہلیے ورنہ آپ میرے ہاتھ سے ذلیل ہونگے برق نے اتنے عرصے مین ایک نازنین مہ جبین کی انگوٹھیان اُتارلین خواجہ نے ایک تھپڑ مارا لاکھ لاکھ خواجہ مارتے پیٹتے ہین مگر برق لوٹے ہی جاتا ہی آخر خواجہ نے جھلا کر کہا ابے سب مال جمع کرتا جا اب تو برق کی خوب بن پڑی دس انگوٹھیان اُتارین پانچ خواجہ کو دین پانچ وہین زمین مین چھپا دین کچھ نشان کر دیا کپڑے سب کے اُتار کے جمع کرتا ہی خواجہ نذر زنبیل کرتے جاتے ہین برق نے دیکھا کہ خواجہ دیکھتے جاتے ہین ہال چھین لینگے ایک جادوگرنی کو نیچہ مار دیا مراد یہ ہی کہ جادوگرنی کے مرنے سے اندھیرا ہو گا علامت بھی برپا ہو گی اسمین اپنا کام کر لونگا حقیقت مین مرتے ہی

جادوگرنی کے اندھیرا ہوا خواجہ نے کہا اے یہ تو نے کیا کیا برق نے کہا تمکار بھی کھیلیے عمرو نے کہا مجھے تو سب کو لوٹنا منظور ہے اب جو دو چار جادوگرنیاں مرین علامت اُنکے مرنے کی برپا ہوئی صرصر و صبا رفتار ایک باغ ویران مین پڑی سو رہی تھین صرصر کی آنکھ کھل گئی کہا لو صبا رفتار عمرو کا پنجہ قائم ہوا دیکھو جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آرہی ہے دونون اُٹھکر دوڑین لشکر مین آکے دیکھا سب بیہوش پڑے ہین صرصر نے کہا مین تو کہتی تھی مگر میرا کہنا نہ مانا پردہ اُٹھا کے دیکھا دونون اُستاد و شاگرد لوٹ رہے ہین صرصر نے للکارا او ساربان زادے یہ کیا کرتا ہے عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا اے جان جہان میرا نقصان چاہتی ہو تمھارے ہی واسطے ساری مشقت کرتا ہون جاؤ اسوقت چلی جاؤ صرصر نے پتھر مارا عمرو نے پینترا بدل کے خالی دیا برق نے کہا اُستاد دونون کو سمجھا دین عمرو نے کہا بیٹا بڑا خوف یہ ہے کہ کہین افراسیاب کو نہ جگا دے صرصر اسی فکر مین ہے کہ افراسیاب کو ہوشیار کرون کئی پتھر عمرو کو مارے عمرو نے خالی دیے صبا رفتار نے بڑھکر افراسیاب پر حباب واقع دارو بیہوشی مارا افراسیاب نے کروٹ لی عمرو و برق بھاگے صرصر و صبا رفتار نے افراسیاب و حیرت کو ہوشیار کیا افراسیاب نے اُٹھکر دیکھا کہ تمام بارگاہ مزبلہ قصاب بنی ہوئی ہے صدہا کے سر کٹے ہوئے پڑے ہین بارگاہ لٹی ہوئی افراسیاب نے یہ دیکھکر سر پیٹ لیا اور کہا اے حیرت ساربان زادے کی حرکت دیکھی حیرت نے کہا حضور اس ظالم کی باتین سمجھ مین نہین آتین یہ کیا حرکت کر گیا افراسیاب نے کہا اے حیرت ساربان زادے کی قضا آئی ہے اسکو قتل کرونگا اب اسکو زندہ نہ چھوڑونگا حیرت سے کہا تم لشکر مین چلو مین وقت پر آؤنگا یہ کہکر افراسیاب جادو طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہو گیا

یہ داستان جلد سوم سے متعلق ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان آمد شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گہر بر از پردۂ ظلمات و عیاری برق فرنگی و خواجہ عمرو عجب داستان سحر عنوان ہے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا خمسہ عوض ساقی نامہ خمسہ

کسی لبنگہ تا کے بعہد محن باشد	زداغ رشک عدو گرم سوختن باشد

گہ شنہ جگر افشان و نعرہ زن باشد
خوش است خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

تنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہی اگرچہ ہی کم
ہمین پسند نہین بیوفا یہ لطف و کرم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہانتلک رہے خاطر مین حزن و رنج و ملال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
کہانتلک ستم رشک سے ہو جان پامال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار
کہان ہی جلد پہونچ ہد ہد صبا رفتار
پسند نالۂ زاغ اور بد نوائے ہزار
ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہی روز افزون
اگرچہ خوار و زبون دشت دشت پھرتا ہون
نہین ہی صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
ہوائے کوئے تو از سر نمیرود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیون وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ خجل
ہر ایک حرف ہی بیان دل شگاف و تاب گسل
وفور ولولہ کے التماس سے حاصل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد

ہی مومن آگے ترے کیا ہی دم بخود حافظ
تو رہنمائے سخن اور نا بلد حافظ
محال ہی جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
لسان سوسن اگر وہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد

چہرہ کشایان مرحلہ جات دشت پر ہول عیاری و طے کنندگان منازل خارستان طراری اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر ع قفائی کہ در سخن فرزند # شرح این داستان چنین کردند
زمانہ وہ ہی کہ لشکر خواجہ عمرو لشتۂ رنگین حصار پر فروکش ہی ملکہ حیرت جادو زوجۂ افراسیاب

مقابلے مین اُتری ہوئی ہی اکثر سردار افراسیاب نے بھیجے کچھ تو ہاتھ سے عیاران اسلام کے مارے گئے
کچھ ہاتھوں سے ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ کے داخل جہنم ہوئے ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہی کہ یارو
دریافت کرو کیا سبب ہی کہ لشکر حیرت مین طبل جنگی نہین بجا شاید کسی کا انتظار ہی مہتر برق و چالاک
صورتین تبدیل کرکے لشکروں مین آگے ملے برق تو غلہ مین رہا چالاک ایک کنیز کی شکل بنکر پشت پر ملکہ
حیرت کی آیا رومال ہاتھ مین لیکر مگس پرانی کرنے لگا یکایک ایک برق آسمان پر چمکی ایک طائر سفید رنگ
آسمان سے پیدا ہوا کاندھے پر حیرت کے آکے بیٹھا گلے مین اُسکے ایک نامہ بندھا ہوا تھا وہ نامہ کھول لیا
اب جو حیرت نے اُسکو کھول کر پڑھا طرف سے افراسیاب کے مرقوم تھا کہ اے ملکۂ عالم شہنشاہ شعلہ خیز و
زوجہ اُسکی مروارید گہر ریز جاکمان پردۂ ظلمات تمھاری مدد کو آتے ہین سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و
شعبدہ مین شہرۂ آفاق سات لاکھ فوج سے قریب گلستان کوہ فروکش ہین اسی ہفتے کے اندر آجائینگے
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑینگے حیرت جادو یہ نامہ پڑھتی جاتی ہی چالاک بھی پشت پر کھڑا پڑھ رہا ہی حیرت
کیا جانے کہ کنیز بھی پڑھی ہوئی کھڑی ہی نامے مین یہ مرقوم تھا اس مضمون کو ابھی مشہور نہ کرنا حیرت نے نامہ
پڑھکر چاک کرکے اُگالدان مین ڈالدیا اگر کسی نے پوچھا کہ شہنشاہ نے کیا لکھا تھا حیرت نے کہا کچھ مقدمۂ راز و
نیاز تھا وہ کہنے کے لائق نہین ہی سب خاموش ہو رہے چالاک ہٹا باہر نکلا کہ جاکر ملکہ مہرخ سے خبر کرون
برق نے دیکھا کہ چالاک نے کچھ دریافت کیا انسے پوچھنا چاہیے یہ سوچ کے برق بھی الگ ہوا راہ مین
چالاک سے ملاقات کی پوچھا کیون خلیفہ صاحب اسوقت اس کاغذ مین کیا مضمون تھا چالاک نے کہا تجھی
سے معلوم ہوتا ہی ایسا نہو تم دوڑے جاؤ برق نے کہا بھلا مین بے صلاح آپ کے کوئی کام کرونگا آپ
فرمائیے تو چالاک نے کہا میان شعلہ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردۂ ظلمات سے آتے ہین
مین جاکے ملکہ مہرخ سے عرض کرونگا برق نے کہا جب یہان آئینگے سمجھا جائیگا ذرا مین اپنے لشکر کو
دیکھلون چالاک تو بڑھ گیا برق ٹھہر گیا پھر تڑپ کے لشکر سے نکلا صحرا مین آکے سوچنے لگا کہ اے برق اگر
ان دونون زن و شوہر کو مارا یا گرفتار کر لائے تو بڑا نام ہوگا اُستاد سے ذکر کرینگے وہ منع کر دینگے چاہینگے
بیٹے کا نام ہو چالاک کو بھیجینگے یا خود جائینگے یہ دل سے سوچتا ہوا طرف گلستان کوہ نے چلا بعد
قطع منازل و طے مراحل ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا مین پہونچا دور سے دیکھا سات لاکھ ساحر کا
لشکر اُترا ہوا ہی ایک بارگاہ کلان استادہ ہی لشکر مین بڑی چہل پہل ہی برق فرنگی بیرون لشکر ایک نخل کے

سائے مین کھڑا ہوا تماشائے لشکر دیکھو رہا ہی صبح کا وقت ہی ایک مہترانی نوجوان خیمے سے بیت الخلا کے طشت لیکر آتی ہی صحرا مین پھینک کے چلی جاتی ہی برق نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک جوان خدمتگار کی شکل بنکر تیار ہوا وہ مہترانی طشت لیکر آئی پھینک کے پلٹی جاتی تھی کہ برق نے آواز دی میان جانے والے ذرا ادھر دیکھتے جاؤ ہم بھی ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین مہترانی نے پلٹکر دیکھا ایک نوجوان کمسن گردن مین طوق منت کے پڑے ہوے لباس معقول زیب جسم اشارے سے اپنے قریب بلاتا ہی اُس مہترانی نے ہنسکر کہا کیون صاحب کیا کام ہی برق نے ہاتھ باندھکر کہا ذرا میرے قریب آئیے تو دل کا حال کہون عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی بقول شاعر

نظم

تمسے آباد ہو دل جان رہے یا نہ رہے
تم رہو آکے یہ مہمان رہے یا نہ رہے

خواب غفلت ہی ہی بہتر کہ ہم آغوش ہی یار
آنکھ کھلنے پہ یہ سامان رہے یا نہ رہے

ڈھونڈھنا تھا دل گم گشتہ کو بس ڈھونڈھ چکے
اب کوئی زلف پریشان رہے یا نہ رہے

بندۂ عشق ہون اللہ سے کہتا ہون یہی
بت سلامت رہین ایمان رہے یا نہ رہے

جس پری نے ہمین دیوانہ بنا رکھا ہی
وہی کہدے کہ ہم انسان رہے یا نہ رہے

بھیجتے ہین کہین ہم دل کو مگر سوچ یہ ہی
پھر کے آنیکا کبھی کچھ دھیان رہے یا نہ رہے

میری حیرت کو نہ پوچھیگا تمھارے آگے
آئنہ بزم مین حیران رہے یا نہ رہے

کنگھی زلفون مین کرو کیا دل عشاق سے کام
ایسے دو چار پریشان رہے یا نہ رہے

سجدہ حسینون سے کیا اک بت کافر کو جلال
شاک ہی ہمکو کہ مسلمان رہے یا نہ رہے

اس حسرت سے یہ اشعار برق فرنگی نے پڑھے کہ مہترانی کو اسکے حال پر رحم آگیا قریب آکے کہا مین کام سے فرصت کرکے آؤنگی خنوا کا باپ ہر وقت بیٹھا رہتا ہی دیر ہوگی تو پوچھیگا برق فرنگی نے کہا ایک بات تو سن لو ہمکو پہلے ہی کپڑے پسند ہین جبسے تمکو دیکھا ہی آب و دانہ ترک ہوا کالی کالی راتین سحر کی تڑپ تڑپ کے کٹتی ہین کچھ تو میرے دل کو تسکین ہو مہترانی قریب آئی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے حباب مارکے بیہوش کیا کنارے لاکے ڈالدیا وہی لہنگا پہن طشت خالی ہاتھ مین لیا وہی صورت وہی وضع وہی خال وہی خط کوے کو مٹکاتا ہوا چلا لشکر مین سپاہیون سے لڑتا ہوا آوازے کستا ہوا کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کا منھ چڑھا دیا ساحر کہتے ہین لنگیا بڑی بلا کی

گاڑھے کی کرتی پہنے ہوے دونون نارپستان کلیجون کو برماتے ہین گنگیا بھی ہنستی ہوئی قریب خیمہ
بیت الخلا کے آکے کھڑی ہوئی کہ یکایک ملڑ ہوا چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا اری گنگیا ہوشیار
ہوجا ملکہ مروارید گہرریز آتی ہین برق فرنگی کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا مگر دل مضبوط کرکے
سر انچے سے لپٹ کے کھڑا ہوا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین وجمیل دریاے جواہر مین غوطہ زن
پائیچے تھامے ہوے چند کنیزین پشت پر نہایت ناز سے آتی ہو برق فرنگی نے جھک کے سلام کیا
مروارید گہرریز نے پوچھا اری گنگیا چپ کیون ہی برق فرنگی نے کچھ جواب نہ دیا پردہ اُٹھاکر کہا حضور اندر
چلین مروارید اندر خیمے کے گئی سب کنیزین باہر ٹھہرین برق فرنگی بھی بصورت مہترانی اندر آیا چوکی
وغیرہ درست کرنے لگا مروارید گہرریز کے کان مین ہچکیون کی آواز آئی مروارید گہرریز نے پوچھا اری
گنگیا خیر تو ہی کیون اسقدر روتی ہی برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور مردی میرا مجھکو بہت حیران کرتا ہی
یہ کہکر قریب آئی کرتی پیٹھ پر سے ہٹائے کہا دیکھیے نیل پڑے ہوے ہین مروارید گہرریز نے کہا نہ گھبرا
مین ابھی چلکر پٹوادونگی برق فرنگی نے باتین کرتے کرتے اسکو بھی بیہوش کیا مگر خوف سے کانپ رہا
ہی بہ تعجیل کپڑے اُتارے جلدی جلدی زیور بھی سب اُتار ارنگ اور روغن عیاری کا لگاکر مروارید گہرریز
کی صورت بنکر تیار ہوا مروارید گہرریز کو ایک چٹائی مین لپیٹ کر کونے مین کھڑا کردیا اب بہ صورت
مروارید برق فرنگی اُس خیمے سے باہر نکلا کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ کو اسوقت بڑا غصہ ہی تیوریہ بل
پڑے ہوے ہین کنیزون نے دست بستہ عرض کی حضور خیر تو ہی اسوقت حضور کو نہایت برہم پاتے
ہین برق فرنگی نے کہا اسوقت ہمارا دھگڑا کہان ہی کنیزون نے عرض کی اسکو لونڈیان نہین سمجھین
صاف صاف ارشاد فرمائیے برق فرنگی نے کہا یہ نگوڑا جلاد شعلہ خیز کہان ہی کنیزون نے کہا حضور
بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین مصاحبون سے کچھ باتین ہو رہی ہین کہا اُس نگوڑے کو مصاحب
کبھی چھوڑتے ہین جاؤ جاکر مصاحبون سے کہو باہر جاکر ٹھہرین ہم کچھ اُس جلاد سے باتین کرینگے
کنیزین دوڑی ہوئی گئین جاکے شعلہ خیز سے کہا ملکہ عالم کو آج بڑا غصہ ہی فرمایا ہی سب مصاحب باہر
ٹھہرین آپ سے کچھ باتین کرینگی شعلہ خیز سمجھا مین شب کو نشے مین سوگیا اُسی کی شکایت ہوگی یہ سوچکے
مصاحبون سے کہا باہر جاکر ٹھہرو گلابیان وغیرہ میز پر رکھوادین شعلہ خیز تنہا بیٹھا کہ مروارید گہرریز
غصے مین آئے پہونچی مروارید کو دیکھکر شعلہ خیز اُٹھکھڑا ہوا ہر چند کہ شعلہ خیز بھی بڑے خاندان سے تھا

قمر ظلماتی کا بیٹا ہو مگر وجہ سے بہت ڈرتا ہی کہا کیون صاحب مزاج کیسا ہی برق نے پٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے کہا کیون نگوڑے کیا مجھکو ننگا ہون مین کھا جائیگا مجھے ہر وقت گھورا نہ کر میرا خون بہت ہلکا ہی مجھے بخار چڑھ آتا ہی دیکھ بینڈا اچھیکا ہی گلابی اُٹھا اور کچھ دل مین نہ سمجھنا ایک جام مین پیون ایک تجھے پلاؤن مین کیا تیری صورت کو آگ لگاؤنگی اب مین جا کر منھ ہاتھ دھوؤن شعلہ خیز نے ہنسکر گلابی مینبر پر سے اُٹھائی کہا لو صاحب یہ حاضر ہی بے تمہارے حلم کے مین کبھی ہاتھ نہ لگاؤنگا برق فرنگی نے مسکرا کر کہا ارے بیحیا تجھے اختیار ہی کلیجے پر چھری پھیر دے ایک چٹکی بھی لے لی شعلہ خیز نہایت خوش ہی برق نے راز و نیاز کر کے جام شراب لبریز کیا کہا لے بیحیا پی شعلہ خیز نے جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی چاہا کہ لبون سے لگاؤن کہ بازو پر اسکے ایک سونے کا پتلہ بندھا ہی اُسنے سر ہلایا برق فرنگی نے اسکا بھی خیال نہ کیا چٹکی لیکر کہا ارے پیتا نہین شاید کچھ اور بات دل مین سوچ رہا ہی اور کچھ خیال نہ کر شعلہ خیز نے لبون کے قریب جو جام شراب پہونچایا اب تو پتلے نے مثل انسان کے آواز دی ای شہنشاہ اس جام کو نہ نوش فرمائیے گا انجام منتہر ہوگا اب تو شعلہ خیز نے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا ارے تو کون برق فرنگی نے ہنسکر کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی تیرے باپ نے کیا کہا یہ کہکر چاہا کہ جاب ماروں شعلہ خیز نے بہ نگاہ قہر طرف برق فرنگی کے دیکھا رنگ و روغن عیاری کا برق کے چہرے سے اُڑ گیا اب تو شعلہ خیز چھاتی پر چڑھ بیٹھا تلوار برہنہ گلے پر رکھکر کہا ارے تو کون ہی میری معشوقہ کو کیا کیا برق فرنگی نے ہاتھ باندھکر کہا حضور برق فرنگی میرا نام ہی خواجہ عمرو کا شاگرد ہون اب آپ خنجر میرے گلے پر سے ہٹا لیجیے ورنہ ملکہ کو صدمہ ہوگا مین بھوکا تھا نکل گیا ہون جو صدمہ مجھپر پہونچیگا وہی تکلیف آپ کی معشوقہ کو بھی ہوگی شعلہ خیز یہ کلام سنکر کانپنے لگا خنجر گلے پر سے برق کے ہٹا لیا منتین کرنے لگا کہا ای برق جو تو کہیگا مین وہی کرونگا مگر میری معشوقہ کو بتا دے کہ وہ کہان ہی ورنہ تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو جلد بتا ہائے مین اپنے دل کی کیا کیفیت کہون دل تڑپ رہا ہی مدلب پھڑک رہا ہی تو کیا جانے میرے تو کلیجے پر چھریان چل رہی ہین

نظم

فزا پاتے ہین خوان عشق کے جو ہم نوالے مین — مریدون کو ملا ہوگا نہ مرشد کے پیالے مین
کہانکی شوخیان یارب بھری تھین میرے نالے مین — تڑپنے کی صفت پیدا ہوئی تڑپانے والے مین
تڑپ لے نکلی ہی اپنی کسی جانب شب فرقت — اندھیرے مین چلے ہین گھر سے بجلی کے اُجالے مین

اُڑے جاتے ہین شوق وشت پیمائی مین دیوانے
سوار اک اک ہوا پر ہی جنون تیرے رسالے مین

پکارین چاند کو جس شب کوئی آنکھون مین پھرتا ہی
ہمارا چاند دھانون مین ہی تو ہر ایک ہالے مین

گلے کے ہار مین تیغ اپنی لٹکا لے اگر قاتل
تو پھر مالا سے ہے تلوار مین تلوار مالے مین

تو سینے کان رکھکر حال تم بیتابی دل کا
دکھا دیتا کہ مچھلی یون تڑپ جاتی ہی بالے مین

لبون تک ہجر مین آ کے رہ گیا ہی دم اپنا
نہ دو چاہیے اتنا مسافر کو نہ جانے مین

بھر آئے کیون نہ دل رہ رہ کے تیری بزم مین ساقی
نہ دیکھین اپنے چار آنسو بھی جب خالی پیالے مین

دل زخمی مین ایسی گدگدی کی یاد قاتل نے
ہنسی ہونے لگی زخم کہن مین اور آلے مین

دکھا دو آج تو سینے کا جوبن وصل کی شب ہی
چھپائے بیٹھے ہو کیا ان ترنجون کو دوشالے مین

عجب در پردہ شوخی کی ہر چلبن سے جلال اپنے
چھپا ہی خون مرغان گلستان کا نوالے مین

ان اشعار کو پڑھکر شعلہ خیز بہت رویا کہا ای برق فرنگی اگر تو نے میری معشوقہ کو نہ دیا تو تجھے بھی زندہ نہ چھوڑونگا اب برق نے فقرے دینا شروع کیے اور کہا تھوڑی دیر کی مجھے فرصت دیجیے تو مین آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلہ خیز کہتا ہی ای برق آخر تو نے میری معشوقہ کو کہان رکھا ہی برق ہر بات کو ٹال دیتا ہی جب شعلہ خیز بہت جھلاتا ہی تب برق کہتا ہی مین بتائے دیتا ہون شعلہ خیز رک جاتا ہی برق کہتا ہی کسی جادوگر کو میرے ساتھ کر دیجیے مین ملکہ کو ڈھونڈھ لاؤن شعلہ خیز کہتا ہی آخر بتا تو کہان ڈھونڈھنے جائیگا برق نے کہا راز و نیاز کی باتین نہ پوچھیے ایک لاکھ چپ ای ہزار یہ بچونگا بھائی ہون مین جھوٹ نہ بولونگا شعلہ خیز پھر خنجر کھینچتا ہی کہ تجھکو مار ڈالونگا برق فرنگی کہتا ہی حضور بہت غصہ نہ کیجیے میرا خون خشک ہوا جاتا ہی مجھکو مار کے بہت پچھتائیے گا میری زندگی مین امید ہی ورنہ پھر ملکہ کو نہ پائیے گا شعلہ خیز کہتا ہی ای برق مین کیونکر تجھے سمجھاؤن برق کہتا ہی مین سب کچھ سمجھتا ہون میرا کہنا مانیے شعلہ خیز کہتا ہی یہان سے ایک قدم نہ ہٹنے دونگا اگر ہٹا اپنی جان تیری جان ایک کرونگا برق کہتا ہی آپ میرا کہنا نہین مانتے یہ بڑے غضب کی بات ہی گئی ہوئی شی کا ملنا دشوار ہوتا ہی شعلہ خیز نے کئی لاکھ روپیہ کا جواہرات منگا کر سامنے رکھدیا کہا ای برق اسقدر تو نقد دیتا ہون اور تجھکو ملازم کرلونگا اور ہمیشہ احسان مانونگا مگر میری معشوقہ کو مجھسے ملا دے برق فرنگی سوچا کہ اب اسکے پنجۂ ظلم سے رہائی مشکل ہی اگرچہ فقرہ دیکر مین نکل بھی گیا تو مروارید گہر ریز کو لیجانا دشوار ہی

ہیچ بیشک مین خیمہ بیت الخلا ہی کا م استاد سے ہوگا وہ ارسطو فلاطون لقمان حکمت مین مجھکو بھی گمان ہیجانتا
اور اسکی زوجہ کو بھی لینگے مین شکل نسکونگا یہ دل مین اپنے سوچ کے چپ ہو رہا جب شعلہ خیز نے
نوکر رکھنے کے وعدے کیے اور جواہرات بھی سامنے رکھے برق فرنگی تڑپ کے اسقدر رویا کہ دامن و گریبان
تر ہو گئے شعلہ خیز نے کہا ای برق کیون اسقدر روتے ہو برق فرنگی نے کہا حضور آپ کی باتون نے
دل پر تاثیر کی اب مین بیان کیے دیتا ہون مگر رونا یہ ہی کہ اپنے بھائیون سے چھوٹتا ہون اُنہین کے
ساتھ پرورش پائی ای شعلہ خیز اصل یہ ہی کہ ہم لوگون کی تنخواہین تین تین روپے کی ہین بردہ فروشی
مین ہم اوقات بسر کرتے ہین کسی کی بہو بیٹی کو تاکا اُسے چرا لائے اُسکو بیچ ڈالا سب ملکے آپسمین بانٹ
لیتے ہین مین نے اب سب قبول دیا استاد ساتھ آئے تھے مجھکو یہان چھوڑ کے چلے گئے آپ کی زوجہ کو
وہی لیگئے ہین مفصل عرض کرون لیکن اب وہ لوگ اپنے مین مجھکو نہ ملا لینگے یہی مجھکو بڑا افسوس ہی اب
آپ استاد کو بلوا لیجیے تب فیصلہ ہو معشوقہ آپ کی یہ شکل ملیگی تلاش کرنا میرا کام ہی اتنا عرض کیے دیتا
ہون آئندہ آپ کو اختیار ہی شعلہ خیز نے کہا مین ابھی عمرو کو بلواتا ہون یہ کہکے شعلہ خیز نے بازو پہ سے
تصویر کھولی پکار کے آواز دی ای تصویر ساحری جلد جا عمرو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اُسکو اُٹھا لا تپلی
یہ سنکر بھاگی یہان وہ وقت ہی کہ خواجہ عمرو آ کے کرسی پر بیٹھے ہین ایک ساقی بچہ شراب پلا رہا ہی جام
بے پائون چل رہا ہی صرصر شمشیر زن ایک کنیز کی شکل بنی ہوئی ایک گوشے مین یہ بھی کھڑی ہوئی تماشہ
دیکھ رہی ہی کہ پتلی آ کے پہونچی خواجہ عمرو کو تاک کے تڑپ کر گری خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اور پکار کے
آواز دی ہم فرستادہ شہنشاہ شعلہ خیز حبیب تک سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھین پتلی خواجہ عمرو کو لیکر بلند
ہوگئی اسقدر کسی کو مہلت نہین ملی کہ سحر کر کے بچا تا جب پتلی جا چکی سب کو تردد ہوا کہ یہ کون تھی خواجہ عمرو کو
لیگئی ملکہ بہار نے کہا شعلہ خیز و مہ دار یدگہر ریز یہ دونون زن و شوہر پردۂ ظلمات سے آتے ہین اُسنے خواجہ کو
بلوایا ہی مین جا کر تلاش کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بہار گلعذار اپنے مقام سے اُٹھین بہ تلاش خواجہ عمرو چلین
مگر پتلی جو لیکر خواجہ عمرو کو بلند ہوئی تموج ہوا سے خواجہ بیہوش ہو گئے یہان میان برق فرنگی بیٹھے
باتین بنا رہے ہین کہتے ہین کہ ای شہنشاہ اب ہمنے عیاری و مکاری کو چھوڑا آپ ہی کی خدمت مین
بقیۂ عمر اپنی بسر کرینگے آپ کی خدمت گزاری مین مصروف رہینگے اب مین اُن لوگون سے چھوٹا وہ لوگ مجھکو
اپنے مین شامل کرینگے میری بدنامی ہوئی یہی فرمائینگے کہ اسنے سب حال کہدیا ہمارا پردہ کھولا اب

ہمارے

ہم مین رہنے کے لائق نہین ہی ہملوگون کا دستور ہی کہ جو گرفتار ہو قتل ہوجاے مگر حال مفصل نہ کہے مجھے
آپ سے محبت ہوگئی آپ کے فرمانے پر دل کو اعتقاد ہوا شعلہ خیز خاموش بیٹھا ان باتون کو سن رہا ہی کہ
تیلی نے لاکے خواجہ عمرو کو پہونچایا سامنے شعلہ خیز کے ڈالدیا شعلہ خیز صورت خواجہ عمرو کی دیکھکر بہت
ہنسا شعلہ خیز نے خواجہ کو ہوشیار کیا عمرو کی جو آنکھ کھلی ایک بادشاہ کو دیکھا ایک طرف میان برق فرنگی بیٹھے
ہین اب خواجہ گھبرائے برق نے کہا استاد آداب عرض کرتا ہون ہم تو اب آپ سے چھوٹے شہنشاہ شعلہ خیز
کے نوکر ہو گئے اب ہمین کیا پروا ہی انکی زوجہ کو دیدیجیے خواجہ عمرو نے کہا ابے کیسی زوجہ کیا کہتا ہی میری
سمجھ مین نہین آتا برق نے کہا غلام سے گستاخی نہ کرائیے مدتون آپ کی خدمت مین رہے ہیں آج سے
وہ پیشہ قدیم چھوڑا میرے حصے کے پیسے دیجیے اب مین بیہودہ فرقتی نہ کرونگا مجھے خدا نے مرتبہ اعلیٰ دیا
اس پیشے مین آگ لگے بندگان خدا کو ناحق ستانا عورتین انکی پکڑ لینا اب یہ ہمسے نہ ہوگا جب تو خواجہ
نے برق کے ایک گھونسا مارا کہا ابے بیہودہ پرائی بارگاہ مین پیشے کا نام لیتا ہی شعلہ خیز دیکھ رہا ہی کہ
شاگرد اور استاد مین چاؤن چاؤن ہو رہی ہی جب عمرو نے برق فرنگی کو مارا آپسمین چاؤن چاؤن
ہونے لگی شعلہ خیز نے جھلا کے کہا میرے مطلب کی باتین نہین کرتے آپسمین جھگڑ رہے ہو برق
نے کہا حضور آپ کیا جانے مدت کی باتین ہیں کیونکر تصفیہ ہو آپ گیارہ پیسے منگوا دیجیے مین اپنے حصے
کی رقم پھیر دون آپ کی معشوقہ کو نون ابھی فقط رہن ہوئی ہوگی اگر بک جاتی تو مجھکو اور پیسے ملتے یہ
سنکر خواجہ عمرو نے برق سے کہا ابے بیہودہ کیا بکتا ہی مین نے بیچ ڈالا شعلہ خیز نے یہ کلمات سنکر کہا
خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا یہ نہ کہو میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی خواجہ عمرو نے کہا صاحب مین کیا کرون
ایک سوداگر سے وعدہ تھا اُسے دیدیا اب اُسکا ملنا نہایت مشکل ہی جو ہمارا طریقہ تھا وہ ہمنے کیا یہ سنکر
شعلہ خیز نے ہاتھ باندھکر کہا خواجہ واسطہ سامری و جمشید کا جو روپیہ صرف ہوا ہو وہ روپیہ مجھسے لو
جسطرح سے بنے اُسے پھیر لاؤ خواجہ عمرو نے کہا بکے ہوئے سودے کا پھرنا مشکل ہی بڑی جستجو کرنا پڑیگی
شعلہ خیز نے کہا مین اسقدر روپیہ دینے کو موجود ہون جسطرح سے بنے میری معشوقہ کو دلواؤ خواجہ عمرو
نے کہا راہ پر آئیے خلاف راہ نہ چلیے کچھ نقدی خرچ کیجیے تو البتہ آپ کی زوجہ ملجائیگی ورنہ نہایت مشکل ہی
شعلہ خیز نے کہا ای خواجہ جو کچھ تم کہو وہ ابھی دینے کو موجود ہون یہ کہکر دو لاکھ روپئے کا جواہر منگایا
روپئے اشرفیان منگوا کے رکھین خواجہ سے کہا لو اسقدر حاضر ہی خواجہ عمرو نے کہا بڑا رونا تو یہی

کہ ہمارا شاگرد ہمسے چھوٹا میرے سب شاگردون مین کوئی ایسا عیار نہین ہی جیسا یہ تیز تھا ایک منیدال
کی زوجہ کو لایا تھا تین مہینے نالے مین پڑا رہا وہین کھاتا تھا وہین پیتا تھا عرصۂ دراز تک پڑا رہا
آخر اُس عورت کو لایا سات لاکھ روپیے کو ہمنے بیچا فی کس چھ چھ آنے ملے تھے شعلہ خیز نے کہا
خواجہ یہ واہیات باتین نہ بیان کرو ان باتون سے کیا فائدہ خواجہ عمرو نے کہا یہ باتین اسواسطے مین
بیان کرتا ہون کہ میرا شاگرد کامل و اکمل چھوٹتا ہی یہ کہکر خواجہ بلک بلک کے رونے لگے شعلہ خیز نے
کہا خواجہ برق فرنگی کو تو مین نے نوکر رکھ لیا خواجہ عمرو نے کہا مین صاف آپ سے کہون میرے فرزند
اب اسکو مار ڈالینگے اسکے زندہ رہنے سے ہمارا راز کھلیگا ایک لاکھ چوراسی ہزار ہیک بچہ کوہ عقیق پر رہتا
ہی وہان عورتین جو لیکر بیچتے ہین ہمارا حصہ لگاتے ہین ہم میان جو کام کرتے ہین اُنکا حصہ لگاتے
ہین سب ملکر بانٹ لیتے ہین میان برق نے یہ حرکت تو کی مین تو نہ بولونگا مگر اور انکے بھائی بند انکو
زندہ نہ چھوڑینگے اسنے بڑا غضب کیا ہمارا عیب کھولا شعلہ خیز نے کہا اب معاف فرمائیے میری معشوقہ
کے ملنے کی صورت بیان کیجیے اسقدر روپیہ حاضر ہی جب خواجہ و برق سے لڑائی ہوئی تب خواجہ نے یہ بھی
چپکے سے پوچھا اب مسخرے آپ تو قید تھا اور مجھکو پکڑوا بلایا یہ تو بتلا کہ مروارید گہر ریز کو کیا کیا برق نے
اشارے سے کہا اُستاد وہ بیت الخلا کے خیمے مین ہی خواجہ عمرو یہ سنکر چپ ہو رہے کہا ای شعلہ خیز خیر اب
ہم تمسے معاملے کی بات کرتے ہین خیر جو کچھ ہوا سو ہوا میان برق کو ہم اپنے مجمع مین نہ رکھینگے ایک دن کو
اپنے ساتھ لیجائینگے اس سال مین جسقدر عورتین پکڑی گئی ہین اُن سب کا جمع خرچ بنے گا حساب
پوچھکر انکو بھیجدینگے ہمکو یہ خوف معلوم ہوتا ہی کہ ہم تمھاری زوجہ کو دیدین تم ساحر ہو ہمکو قید سے نہ چھوڑو
تو ہم کیا کرین شعلہ خیز قسمین کھانے لگا کہا ای خواجہ ہم اپنے عہد کے خلاف نہ کرینگے خواجہ عمرو نے کہا
صاحب معاملے مین قسم کا کام نہین طریقے سے جو کچھ ہوگا وہ ہوگا اسکا اطمینان کیجیے کہ ہمکو قید سے رہا کر دیجیگا
مگر برق کو ہم اپنے ساتھ لیجائینگے حساب لکھوا کے چھوڑ دینگے یہ تمھارے پاس چلا آئیگا اب یہ آپ ہی کے
پاس رہنے کے لائق ہی ہم ایسے لُچے کو اپنے ساتھ نہ رکھینگے شعلہ خیز نے کہا خواجہ آپ کو اختیار ہی یہ
روپیہ اور جواہرات رکھا ہی جسطرح چاہیے لے لیجیے خواجہ عمرو نے کہا اسکی یہ تدبیر ہی کہ سب ہمارے
عیب آپ پر کھل گئے اب یہ تدبیر ہو سکتی ہی آپ کی زوجہ کو نہ بیچا نہ رہن کیا اگر حکم دیجیے تو مین بتلا دون
کہ وہ اب کہان ہی مین نے بڑی حفاظت سے رکھا ہی یہ جو میری زنبیل ہی اسمین وہ موجود ہی شعلہ خیز نے کہا

یہ روپیہ اور جواہرات کی کشتیان اُٹھا لیجیے خواجہ عمرو نے کہا مین یون نہ لونگا جنگل مین چلیے ایک نخل کے نیچے آپ روپیہ رکھدیجیے ایک نخل کے نیچے مین ملکہ کو لٹا دون مگر زیور کا خیال نہ کیجیے گا شعلہ خیز نے کہا زیور مین نہین مانگتا ہون معشوقہ میری مجھکو ملجائے عمرو نے کہا اسی ترکیب سے مین دونگا مین روپیہ لیکے بھاگون آپ اپنی معشوقہ کو لیجیے ہمین آپ سے خوف معلوم ہوتا ہی آپ معشوقہ کو لیکر روپیہ نہ دین تو ہم آپ کا کیا کر سکتے ہین شعلہ خیز نے کہا ای خواجہ مین آپ کے ساتھ کبھی بدعہدی نہ کرونگا آپ روپیہ لیجیے مین اپنی معشوقہ کو لے لونگا یہ کہکر عمرو نے کہا چلیے شعلہ خیز نے وہ روپیہ اور جواہرات اُٹھا لیا عمرو نے کہا جب اُس مقام پر پہونچیے گا اُسی طرح دونگا شعلہ خیز بہت سے جادوگر ہمراہ لیکر چلا خواجہ عمرو نے کہا ای شعلہ خیز اتنے جادوگرون کا کیا کام ہی آپ صرف اکیلے چلیے معشوقہ کو اپنی لیکر چلے آئیے گا شعلہ خیز نے جادوگرون کو منع کیا کہ ہمارے ہمراہ کوئی جادوگر نہ آئے فقط چند خدمتگار ساتھ لیے خواجہ عمرو عیار کا ہاتھ پکڑے ہوے شعلہ خیز کے ساتھ چلے برق سے خواجہ چپکے چپکے پوچھتے جاتے ہین ارے مروارید پائخانے کے خیمے مین ہی برق اشارے سے کہتا ہی اُستاد پھر کہان لیجاتا وہین بیہوش کیا وہین چٹائی مین لپیٹ کے ایک گوشے مین کھڑا کر دیا عمرو نے کہا وہ لباس و زیور تمکو دینا پڑیگا آپ نے میرا بڑا ہرج کیا برق فرنگی نے کہا اُستاد اب تو معاف فرمائیے مگر مروارید گہر ریز کو لیجیے خواجہ نے کہا انشاءاللہ اُسے لیکر چلتا ہون خواجہ شعلہ خیز سے باتین کرتے ہوے چلے آتے ہین جب قریب پائخانے کے پہونچے چلتے چلتے رُک گئے اور ایک چیخ ماری کہ میرا دم نکلا جاتا ہی یہ کہکر خواجہ نے کہا ای برق جلد میرا علاج کر برق نے شعلہ خیز سے کہا یہ دورہ اکثر اُستاد کو ہوتا ہی مین ابھی دفع کیے دیتا ہون چند دوائین لکھکر کہا اسکو منگا دیجیے اُسی وقت شعلہ خیز نے وہ دوائیان منگوا دین برق فرنگی نے جھٹ پٹ اُسکی بیس پاس کے گولیان بتائین وہ گولیان خواجہ کو نگلوا دین اوپر سے پانی پلا دیا جیسے ہی وہ گولیان حلق سے اُترین پیٹ مین گڑگڑ ہونے لگی غون غان کی آواز آتی ہی معلوم ہوتا ہی پیٹ مین بڑے بڑے گولے دوڑ رہے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق ذرا تم پردہ کرلو مجھکو اسی مقام پر دست آئیگا شعلہ خیز نے کہا خواجہ خیمہ بیت الخلا مین جاؤ یہ تو مطلب ہی تھا خواجہ دوڑ کے پائخانے مین گئے اول مروارید کو منذر زنبیل کیا گھر گھر پھڑ پھڑ کی آواز آئی برق کہ رہا ہی میان شعلہ خیز کیا تیز دوا ہی دیکھیے اُستاد کو کھلکر دست آیا ہی اب طبیعت درست ہو جائیگی شعلہ خیز سنتا ہی کہ دھڑ دھڑ کی آوازین آرہی ہین تھوڑی دیر کے بعد خواجہ عمرو اندر سے نکلے شعلہ خیز نے کہا سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا

درست آگیا طبیعت درست ہوگئی اب خواجہ عمرو کو شعلہ خیز ہمراہ لیکر طرف صحرا کے چلا برق نے اشارے
سے پوچھا اُستاد صحت ہوگئی یا ابھی کچھ اور رووادینا پڑیگی خواجہ عمرو نے کہا بخوبی صحت ہوگئی برق فرنگی
سمجھ گیا کہ اُستاد نے مروارید گہر ریز کو لے لیا شعلہ خیز سے باتین کرتا ہوا چلا کہا ای شہنشاہ ہم لوگون مین
یہ دستور ہی کہ جسکی عورت لے لیتے ہین پھر اُسکو واپس نہین دیتے مگر آپ نے ایسی مہربانی فرمائی کہ
مین نے اُستاد کو گرفتار کرادیا اب اُستاد ہمین اپنے جلسے سے نکال دینگے اب پڑی رہی مین آپ ہی کی خدمت
مین رہونگا علاوہ اس عیاری و مکاری کے کہ اسکو تو اب ترک کیا کھانا عمدہ پکاتا ہون شمع ڈھالتا ہون
باغ کے کام مین مجھکو بڑا دخل ہی ایسا درخت بنادون کہ ایک درخت مین دس طرح کا میوہ دس طرح
کے پھول پیدا ہون کسی رئیس کے مہان بھیج دیجیے گفتگو کر آؤن بڑے بڑے کام کا ہون مین نے بھید
کی بات کہدی اب سب عیار میرے دشمن ہوجائینگے مگر مجھے کیا پروا ہی آپ ایسا افسر سر پر رکھتا ہون جو کوئی
بولیگا اُسکے مقابلے کو موجود ہون مین کیا عمرو سے ڈرتا ہون سر میدان اُنکی مشکین باندھونگا اب میرے
اُستاد نہین رہے وہ اب ہمکو برا جانتے ہین ہم اُنکو لب مانتے ہین شعلہ خیز کہتا ہوا آتا ہی ای برق تجھکو
اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا کہ سب عیار و ملکہ رشک کرینگے برق باتین بناتے ہوے چلے آتے ہین جب
صحرا مین پہونچے شعلہ خیز نے کہا خواجہ صاحب اب تو مہربانی فرمائیے عمرو نے کہا وہ سامنے جو درخت ہی
آپ اُسکے نیچے روپیہ و جواہرات رکھدیجیے دوسرے درخت کے سائے مین مین آپ کی معشوقہ کو نکال کے
رکھدون آپ دوڑکے اُدھر جائیے مین آکے روپیہ اُٹھالون مگر افسوس یہ ہی کہ نئی بات ہوتی ہی پچاس
برس گذرے اس پیشے کو کرتے ہوے ہزارون عورتین بیچ ڈالین اس برق نے آج ہمارا حال لکھوادیا
نہیں آپ سے رسم رہا شعلہ خیز کہتا ہی خواجہ مین اب تمھارے ساتھ دشمنی نہ کرونگا مین زوجہ کو لیکر پلٹ جاؤنگا
شعلہ خیز ایک درخت کے نیچے آیا روپیہ و جواہرات رکھا خواجہ عمرو جو نخل کے سائے مین آئے شعلہ خیز
دیکھ رہا ہی کہ خواجہ نے ایک پھٹی سی دری نکالی ایک گاؤتکیہ بھی رکھا اب شعلہ خیز بغور دیکھ رہا ہی کہ خواجہ
نے زنبیل سے مروارید گہر ریز کو نکالا مگر بیہوش ہی ایک بھاری باندھے ہی خواجہ عمرو نے اُسکو لٹا دیا
اور ایک چادر اوپر سے اُڑھادیا پکارکے آواز دی ای شعلہ خیز اب تم اسطرف آؤ اپنی معشوقہ پر قبضہ
کرو یہ سنتے ہی شعلہ خیز دوڑا خواجہ جھپٹ کر ادھر آئے روپیہ و جواہرات اُٹھا کر بھاگے شعلہ خیز کے ساتھ چند
کنیزین بھی تھین ایک کنیز نشترن نامے مروارید کی دایہ تھی دوڑ کے قریب پہونچی مروارید گہر ریز کا تحفہ

پکڑ کے آواز دی بی بی اُٹھو ہاتھ جو کھینچا ہاتھ ٹوٹ کر ہاتھ مین کنیز کے آگیا یہ حال دیکھا اُسنے آواز دی ای شہنشاہ ملکۂ عالم تو گئین دوسری کنیز نے پیٹ پر ہاتھ رکھا ہاتھ پیٹ مین گھس گیا شعلۂ خیز ہاے کہکر دوڑا سر جو پکڑا سر ہاتھ مین شعلۂ خیز کے آگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر پیٹنے لگا ارے یہ سار بان زادہ میرے ساتھ کیا کر گیا اب جو بغور دیکھا میدے شہاب کا پتلہ بنا تھا کہا یار روپیہ و جواہرات بھی گیا اور زوجہ نہ ملی اب لشکر مین گھسکر عمرو کے سب کو قتل کرونگا عمرو و برق کو مار ڈالونگا بڑا فریب کر کے دونون استاد و شاگرد نکل گئے لیکن وہ اپنے حق مین کانٹے بو گئے اسکا انجام بہت برا ہوگا خواجہ مجھکو کیا کوئی احمق سمجھے ہین زمین جا کے ہلا دونگا طبقات آسمان زمین پہ پہونچا دونگا یہ کہکر اپنے مقام پہ آیا اُسی وقت لشکر مین قرنا کرائی سب لشکر تیار ہوا شعلۂ خیز اسباب سحر ہاتھ مین لیکر گھوڑے پر سوار ہوا طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلا خواجہ و برق جو بھاگے الگ الگ اُستاد و شاگرد چلے راستے مین خواجہ عمرو پکارتے ہین ابے برق ٹھہر جا برق فرنگی کب سنتا ہی یہ تو دونون بھاگ کے نکل گئے انکا ذکر تو ختم کیا جائیگا مگر ملکہ مہار گلعذار جو تلاش مین خواجہ عمرو کے چلی تھین اور حیرت جادو نے صرصر کو بھیجا ہی کہ جاکے مفصل خبر لا کہ شعلۂ خیز نے عمرو کو کیون پکڑوا منگایا ہی صرصر بھی تلاش کرتی ہوئی آتی ہی لیکن مہار جادو بہ تلاش خواجہ عمرو مین طاؤس زرین بال پر سوار دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے اُڑتی ہوئی چلی آتی ہین نیرنگ تاجدار خراجگزار افراسیاب بارہ ہزار فوج سے شکار کھیلتا ہوا آتا ہی ایک پہاڑ کے بیچ مین مہار گلعذار جو کڑک کر گذرین نیرنگ تاجدار کی نگاہ جمال جہان آرا نے ملکہ مہار پہ پڑی دیکھا کہ ایک نازنین پھولون مین لدی ہوئی کبک رفتار شیرین گفتار رشک قمر حور منظر ابرو ہلال آسمان خوبی سینے پہ دو نار پستان یا دو نقابدار اکڑ رہے ہین یا دو سنانین ہین کہ دل کے پار ہوتی ہین یا دو ڈبہان معجون حیات کی شکم تختۂ الماس فلک اساس سیمبر پری پیکر ہیبت مہر خندہ کہ لب برانگیختے بہ نمک بر دل خستگان ریختے ✦ دیگر زلف معنبر پر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ ✦ جامۂ صبر در کف عشقت دامن یوسف و دست زلیخا ✦ نیرنگ تاجدار مہار گلعذار کو دیکھکر مرگیا بیقرار ہوکر پکار اُٹھا

اِی جان جہان وای آرام دل عاشقان نظم

کرشمے غمزے سب او فتنۂ عالم سمجھتے ہین
تری اس چشم دزدیدہ کے ہم تیر سمجھتے ہین

نظر مین بے ثباتی ہی مہیا ستارہ و ارفانی کی
صدائے خندۂ گل نالۂ ماتم سمجھتے ہین

ہو تا ار گئے در غلط عذاب روز محشر سے
سوال مخلصی سے ہمکو ہو سیا و کیا حاصل
جگہ کیونکر نہ دین اپنے دل مجروح مین راحت ہین
گمان نطق سے کشتون پہ حکم سرمہ پاشی ہی
دل صد چاک کبھو آیا ہو بے تکلیف ہر دارو
نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین

قیامت اک خیال کاکل برہم سمجھتے ہین
بہار گلشن ایجاد کوئی دم سمجھتے ہین
انیس وقت تنہائی تجھے ای غم سمجھتے ہین
دہان زخم خمیدہ لب با ہم سمجھتے ہین
سر شک دیدہ خونبار ہم مرہم سمجھتے ہین
کوئی اردو کو کیا سمجھے گا جیسا ہم سمجھتے ہین

یہ اشعار بیقرار ہوکے نیرنگ نے جو پڑھے اور کچھ الفاظ بھی کہے مہبار نے جھانک کے دیکھا ایک جوان تاجدار اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہی ملکہ مہبار کو سخت ناگوار معلوم ہوا ایک بدھی نکال کے پھینک ماری کئی سو ملازم اسکے جل گئے اور کئی سو دیوانے ہوگئے نیرنگ نے دیکھا کئی سو آدمی دیوانے ہوگئے سر ٹکراتے پھرتے ہین اب جو نیرنگ نے سحر کیا گولہ اُٹھاکے مارا ملکہ مہبار کا طاؤس جلگیا ملکہ زمین پر آئین سحر چلنے لگا نیرنگ نے اپنے ساتھ والون کو پکار کے آواز دی یار و چہار جانب سے اسے گھیر لو اس معشوق پر میری جان جاتی ہی بارہ ہزار ساحرون نے چہار جانب سے گھیر لیا ہی چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے گرفتار کرلین ملکہ مہبار گلعذار مثل شعلۂ جوالہ ہر ایک غول سے نکلتی ہین پھر اسی بلوے مین پھنس جاتی ہین پھر کر کے نکلتی ہین نیرنگ نے دیکھا گرفتار ہونا اسکا نہایت دشوار ہی یہ سوچکر پکارتا ہوا چلا کہ ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان میری تجھپر جان جاتی ہی ملکہ مہبار رنگین آپسمین سحر ہونے لگے نیرنگ بڑھتا ہوا جاتا ہی جیسے ہی قریب مہبار کے پہونچا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکال کر خاک اُڑادی ملکہ مہبار لڑکھڑا کے گرین بیہوش ہوگئین نیرنگ نے قریب آئے ملکہ کو اُٹھایا زبان مین سوزن دیدی کہ ہوشیار ہوتے ہی قیامت برپا کرلی ملکہ مہبار کی جو آنکھ کھلی نیرنگ نے بارگاہ اپنی استادکرائی ہر شخص خوشامدین کررہا ہی دمبدم یہی قول ہی کہ ای ملکۂ عالم آپ پر میری جان جاتی ہی مجھکو شوہری قبول کرو مین آپ کا تابعدار ہون نظم

صدقے ترے جاؤن مرے پیارے مرے دلبر تو کیون ہی مکدر
حاضر ہون ترے در پہ جھکائے ہوئے مین سر لے ہاتھ مین خنجر
جبتک کہ ہون چپ جان غنیمت ا سے دلبر ہٹ کر نہ ستمگر

کھلوا نہ مرا منھ کہ نہایت ہون مکدر — کھلجا ئینگے دفتر

بیڈھب نظر آتے ہین جو دلبر ترے تیور — ہر وقت ہون مضطر
ہون زیست کے سامان میسر مجھے کیونکر — جب تو ہوئی مکدر

کیا پوچھتے ہو ہنسکے کہ تو کیون ہے مکدر — کیون رہتا ہی مضطر
ہر پارۂ دل آتش فرقت سے دہک کر — ہی سینے مین اخگر

یہ حسن خدا داد کہان اُسمین ہوا ی جان — تو کیون ہی پرارمان
کیا بات ہی یوسف مین مرے آفت دوران — ہو تجھسے جو بہتر

کیا منھ سے کہون اسکے سوا شکر خدا ہی — جو کچھ ہی بجا ہے
سب جانتے ہین حال مرا سب کو ملا ہی — معشوق ستمگر

کتنی ہی بڑی کشمکش رنج مین اوقات — آفت ہی ہر اک رات
سنتا نہین وہ ظالم و بیدرد مری بات — اے وا اے مقدر

ہوتا ہی نہین شور کسی وقت ذرا کم — آشفتہ ہی عالم
رہتا ہی بپا کوچہ سفاک مین ہر دم — ہنگامۂ محشر

دربان ہین تو بھی ستم و جور مین کامل — بہ کہنے سے حاصل
کیون ہمکو کھٹکتا ہی کہ قابو مین نہین دل — ہین عاشق مضطر

اک طرفہ تماشا یہ نمایان ہی مری جان — روتا ہون جو ہر آن
جو بوند گراتی ہی مری چشم دُر افشان — بنجاتا ہی گوہر

تدبیر ہی بیفائدہ اچھا نہین انجام — ہون عاشق ناکام
آئیگا شب ہجر مین کیونکر مجھے آرام — بے پہلوے دلبر

دل حاجت دنیا سے پریشان ہی کیسا — کوڑی ہی نہ پیسا
افلاس نے گھبرا ہی نسیم آپ کو ایسا — اے وا اے مقدر

رو رو کے نیرنگ نے یہ اشعار پڑھے کبھی قدمون پر گرتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ مہار اشارے سے کہتی ہین کیون شامت آئی ہی خبردار کبھی ایسا خیال نہ کرنا ہمبت پچتائیگا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا

نیرنگ کہتا ہی ای ملکۂ عالم اب تو میرے قبضے مین ہو کوئی میرا کیا کرسکتا ہی یہ باتین ہو رہی ہین قضاکار ملکہ صرصر شمشیر زن جو تلاش مین نکلی تھی اس مقام پر آکے پہونچی اب جو اسنے دریافت کیا معلوم ہوا نیرنگ تاجدار خراجگذار شہنشاہ افراسیاب نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہی طالب وصل ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی صرصر گھبرا گئی جھپٹ کے لشکر مین آئی بارگاہ نیرنگ مین پہونچی نیرنگ تاجدار کو جھکے سلام کیا کہا ای شہنشاہ ہرچند کہ افراسیاب کی یہ دشمن ہین انکے لشکر سے نکل گئین دشمنون کی جا کے شریک ہوگئین مگر ملکہ حیرت جادو اس فعل کو نہ گوارا کرینگی کہ میری بہن پر کوئی دست انداز ہو افراسیاب کو بھی نہایت خلاف ہوگا ملکہ بہار کو رہا کردیجیے نیرنگ جوش عشق مین گھبرایا ہوا تھا کہا ای صرصر یہ کیا باتین بناتی ہو اسپر تو میری جان جاتی ہی آخر شہنشاہ کسی کے ساتھ شادی کرینگے پھر مجھ مین کیا برائی ہی میرے ہی ساتھ شادی کردین مین ہمیشہ خدمتگذار رہونگا صرصر نے کہا ای نیرنگ تاجدار ہم براہ خیرخواہی سمجھاتے ہین ملکہ حیرت جادو کے خلاف گذریگا نیرنگ نے جھلا کر جواب دیا ملکہ حیرت کے خلاف ہوگا تو مین کیا کرون یہ کہکر پکار کر آواز دی یارو صرصر کو نکال دو ملازمون نے ملکہ صرصر کا ہاتھ پکڑکر باہر نکالدیا نیرنگ نے کہا مین کیا مجبور و ناچار ہون ایسا سحر کرون کہ بی بہار جادو خود مجھ پر عاشق ہوجائین بہت سی موہنیان مجھکو یاد ہین ایک موہنی مین انکا قلب اُلٹ جائیگا میری ہی محبت کا دم بھرینگی اور مین افراسیاب کو کیا سمجھتا ہون وہ کیا کریگا اور افراسیاب کو اسمین کیا دخل ہی سیدھی سیدھی بات ہی کہ میرے ساتھ شادی کردے یہ کہتا ہوا بیرون بارگاہ آیا ایک تخت بچھوا کر اسباب سحر منگایا سامنے ملکہ بہار کے بیٹھکر گلدستے بنانے لگا سحر سے گلدستون کو شگفتہ کرتا جاتا ہی اور کہتا ہی ای ملکہ عالم مین آپ کی نہایت خدمتگذاری کرونگا یہ کہتا جاتا ہی اور سحر کررہا ہی مگر صرصر شمشیر زن جو یہان سے نکلی دل مین سوچی کہ اگر بہار جادو سے اسنے زبردستی وصل حاصل کیا ملکہ حیرت جادو کو بہت ناگوار ہوگا مجھپر بہت خفا ہونگی اور کہینگی تو نے دیکھا اور ہمسے نہ کہا یہ سوچکر طرف لشکر حیرت کے چلی یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہین معلوم شعلہ خیز نے کیا کیا عمرو کو کیون بلوالیا وزیرزادیان عرض کرتی ہین ای ملکۂ عالم ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ کیا معرکہ ہوا شاید شعلہ خیز کو یہ منظور ہوگا کہ یہین سے بیٹھے بیٹھے خاتمہ کردون پہلے عمرو کو پکڑوا بلایا اب سردارون پر ہاتھ ڈالیگا یہ ذکر تھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن گھبرائی ہوئی آکے پہونچی مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے یہ حال صرصر شمشیر زن کا دیکھکر

ملکہ حیرت نے پوچھا ارے خیر تو ہی صرصر نے کہا واری غضب ہوا نیرنگ تاجدار نے ملکہ مہار جادو
کو گرفتار کر لیا چاہتا ہی کہ وصل حاصل کرون ملکہ مہار بڑی کشمکش مین ہین مین نے جو نیرنگ کو سمجھایا وہ
حرامزادہ کہتا ہی آخر شہنشاہ کسیکے ساتھ شادی کرینگے میرے ہی ساتھ شادی کردین مین بھی بادشاہ ہون
یہ سنکر حیرت کانپنے لگی کہا دیکھو صاحبو کیا غضب کی بات ہی ملکہ مہار نے اپنا یہ حال پہونچایا مجھکو یہ
افسوس ہی کہ اگر انکی عصمت پر حرف آیا تو کل کو والدمیرا دامن پکڑینگے شہنشاہ حیات اس ذلت کو
کیون کر جائز رکھینگے مین ابھی جاکر اُس حرامزادے کو سمجھاتی ہون اگر مانا فبہا ورنہ سزا اسے سخت دونگی
میری زندگی مین کیونکر ہوسکتا ہی کہ مہار کی آبرو جائے وہ مجھکو دشمن جانتی ہین مگر مین کیونکر گوارا کرون
کہ اُنکی عصمت پر حرف آئے اور مین دخل نہ دون یہ کہکے حیرت جادو اُٹھی طاؤس زرین بال پر سوار
ہوکر چلی ملکہ حیرت کا جانا کہ یاقوت و زمرد و مصور و صورت نگار وغیرہ جملہ سرداران نامی و پہلوانان نامدار
ساحران گرامی بعد ملکہ حیرت جادو کے چلے ہر ایک کا یہی قصد ہی کہ جاکر نیرنگ تاجدار کو مارین
ملکہ مہار گلعذار کو بچائین یہان نیرنگ تاجدار بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ حیرت
بقہر و غضب تمام آکر پہونچین وہین سے للکارا او نیرنگ کیا کرتا ہی کیون تیری شامتین آئی ہین
نیرنگ نے سر اُٹھا کر حیرت کو دیکھا ایک شعلہ جوالہ پری رو معشوق خوشنما آنکھون مین سرمہ دیا ہوا نرگسی چشم
ماہ رخسار صنوبر قد خورشید خد دیکھکر مر گیا پکار کر آواز دی اے صاحب آؤ مین تو تمھاری فکر مین تھا
دونون بہنون کے ساتھ شادی کرونگا اے شہنشاہ اقلیم خوبی واے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی
میری تم پر بھی جان جاتی ہی حیرت جادو جھلا کر جوگری گولہ اُٹھا کر پھینک مارا دس مرتبہ جا بجا ہو کر نکلے
سینے کو برما کر نکل گیا اب تو نیرنگ تاجدار کا غصہ بڑھا اپنے مقام سے اُٹھا حیرت پر سحر کرنے لگا
یہی خیال ہی کہ حیرت پر بھی قبضہ کرون کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر پیدا ہوا سب نے دیکھا مصور
و صورت نگار وغیرہ آکر پہونچے دیکھا حیرت جادو لڑ رہی ہین تلوار چل رہی ہی ہنگامہ گیر و دار
بلند ہلا زمان نیرنگ در و مند مصور و صورت نگار وغیرہ نے بھی آکے سحر کیا حیرت جادو نے زمین
ہلا دی یاقوت و زمرد لڑتی بھڑتی قریب حیرت کے پہونچین زمرد نے بڑھکر زبان سے مہار کی
سوزن کو نکالا اب جو مہار گلعذار اُٹھین وہی گلدستے جو نیرنگ نے بنائے تھے اُسی مین سے ایک گلدستہ
مہار نے اُٹھا لیا سحر کرکے مارا مہار نے جو گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد کے جھونکے چلے

طائروں نے آنکھیں کھولیں ہنگامہ گرم ہوا مہیار کے سحر نے کئی ہزار کے قلب الٹ دیے کئی سو دیوانے ہوگئے اشعار عاشقانہ پڑھتے پھرتے ہیں کبھی پکارتے ہیں نظم

ہوتا ہے جنون کے مقابل کئی دن سے
کچھ اور سمجھتا ہے مرا دل کئی دن سے

سینہ ہے تہ زانوے قاتل کئی دن سے
آسان نہیں ہوتی مری مشکل کئی دن سے

جاتا ہے غش ہر کشش آہ حزین میں
کھاتا ہے جو ٹھیس آبلۂ دل کئی دن سے

صیاد کی آمد سے ہے گلشن میں اداسی
سنتے نہیں فریاد عنادل کئی دن سے

رک جاتے ہیں نالے لب خاموش پر آکے
کھلتی نہیں منقار عنادل کئی دن سے

دامن سے مرے نور کی ریزش ہے زمین پر
آغوش میں ہے وہ مہ کامل کئی دن سے

خنجر کو مرے قتل نے بخشی یہ ندامت
منہ پر ہے لیے دامن قاتل کئی دن سے

جائیگی کسی عاشق جانباز کے سر پر
شمشیر ہے گردن میں حمائل کئی دن سے

اشکون نے کمی کی تو بڑھی اور ندامت
دامن ہے کشکول کف سائل کئی دن سے

وا عقدۂ زنجیر کیے زور جنون نے
صد چاک ہیں پیوند سلاسل کئی دن سے

مرنے بھی نہ دیگی مجھے محرومی تقدیر
کچھ آنکھ چراتا ہے وہ قاتل کئی دن سے

ہر ایک گل تر کی تمنا جو نسیم آہ
پھر صورت غنچہ ہے مرا دل کئی دن سے

یہ اشعار پڑھے گلے اپنے کاٹ ڈالے مگر حیرت جادو لڑتی ہوئی قریب نیرنگ کے پہونچیں للکارا اور بچایا اپنی معشوقہ پر قبضہ کر نیرنگ نے سحر کیا ملکہ حیرت نے ہاتھ ہلا دیا نیرنگ کا سر اڑ گیا نیرنگ جو مارا گیا ملازمان نیرنگ دست بستہ سامنے حیرت کے آئے عرض کی ہم مجبور و ناچار تھے اب ہم آپکے تابعدار ہیں حیرت نے سبکو امان دی ملکہ مہیار کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی بارگاہ میں لائیں کہا اے ملکہ مہیار تمنے دیکھا آخر ہمارے دل کو تاب نہ رہی ایک پیٹ میں دونوں نے پاؤں پھیلائے ساتھ کھیلکر پرورش پائی انتہائے محبت یہ ہے کہ جب ہم سسرال میں آئے یہاں بھی تمکو ساتھ لیتے آئے ہرچند کہ جانتے تھے افراسیاب کی نگاہ تم پر پڑتی ہے مگر ہمنے کبھی خیال بھی نہ کیا جنکو تمنے پناہ میں و مددگار قرار دیا تھا وہ لوگ اس مصیبت میں آکے نہ شریک ہوئے آخر ہمیں کو آنا پڑا بس ہمارے تمہارے جو رنج و ملال تھا اسکو دل سے اب نکال ڈالو ایسا نہیں چاہیے ذرا سی بات کو آنچل میں باندھا آج تک آپکا وہ غصہ نہیں اترا اب بہتر ہے

کہ ہماری اطاعت کرو چلئے تمھین بادشاہ سے ملادین جو تمکو خیال ہی کہ شہنشاہ کچھ سزا دینگے کوئی امر ہونے
پائیگا ہم سب خطائین معاف کرادینگے ملکہ مہار نے سر جھکا لیا جب حیرت نے بہت کہا تب ملکہ مہار
نے جواب دیا ان باتون کی امید مجھسے نہ رکھو مین اب لات پرستی نہ کرونگی ذرا سا احسان کرکے آپ
ایسا بلبلائین کہ ہم اطاعت کرین جب تو ملکہ حیرت کو غصہ آیا کہا کیون بہوا اسوقت کوئی مسلمان
نہ بچانے آیا یا کسی عیار نے آکر نہ بچایا یہ کلمات ملکہ مہار نے سنکر فرمایا ای ہمشیرہ اپنی بزرگی رکھو ایسا نہو
کہ ہماری زبانسے جواب سخت نکلجائے اور تمھین خطاوار کون بناتا ہی مذہب کے مقدمے مین مشتاک خیال ہو اپنے
دو سو خدا کیسے نگوڑے بھوت پلید انکو خدا بنایا ہی وہ وحدہ لاشریک ہی بس یہی اعتقاد ٹھیک ہی لو انخانہو
عقل کو دخل دو لات و منات کون ہین سامری و جمشید مثل ہمارے تمھارے ساحر علم شعبدے سے
ماہر انکو خدا کہنا کیسا ہان جادوگر تھے چند مکارون نے شریک ہوکے انکو خداوند بنایا آپکے طلسم مین
بنانے والے بھی موجود ہین بی تاریک شکل کش میان مشتعل داحتقاق شہنا نواز و میان شلم زمہریر
صاحب یہ سب انکے مصاحب ہین ان لوگون نے گھر گھر بھرکے انکو خداوند بنایا جب تو خدائی کو رونق ہوئی
عقل سے دریافت کرنا واجب و لازم ہی کبھی ہم اطاعت نہ کرینگے اب تو ملکہ حیرت کو بڑا غصہ آیا کبھی بگڑتی ہین
کبھی منت خوشامد کرتی ہین کبھی کہتی ہین کہ بہن اگر تم اطاعت نہ کروگی تو مین تمکو گرفتار کرکے افراسیاب
کے پاس لیجاؤنگی ملکہ مہار نے کہا یہ تمھاری مجال نہین ہی تم میری مصیبت مین آکر کیون شریک ہوئین
کیا مین نے تمکو بلایا تھا آپ نے رہا کرکے بڑا احسان کیا حیرت جادو نے کہا لو اب مین جانے نہ دونگی
مہار نے کہا جب میرا جی چاہیگا چلی جاؤنگی کوئی مجھکو روک نہین سکتا کیا مین کسی کی لونڈی ہون جو میرا جی چاہیگا
وہ کرونگی ملکہ مہار و حیرت سے آپسمین تکرار ہو رہی ہی انہین جلسین اصلاح کر رہی ہین چاہتی ہین کہ
بہنون مین فساد نہونے پائے قضائے کار خواجہ عمرو جو شعلہ خیز کو دم دیکر بھاگے تھے اس مقام پر آکے
پہونچے دیکھا ہزارہا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایک بارگاہ علیحدہ استادہ ہی آپ فقیر کی صورت بنکر لشکر مین داخل
ہوئے لوگون سے حال پوچھا سبھون نے حال مفصل بیان کیا کہ ملکہ حیرت نے آکے مہار کو بچایا اب
بہنون مین تکرار ہو رہی ہی ملکہ حیرت آج بہت بری طرح پیش آئیگی بی مہار کو ضرور اپنے ساتھ لیجائینگی
یہ حال مفصل سنکر خواجہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کنارے آکے صرصر شمشیر زن کی شکل بنکر تیار ہوے
لشکر مین آئے غل ہوا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین صرصر نقلی جادوگرون سے باتین کرتی ہوئی بارگاہ حیرت

مین آئی حیرت کو جھک کر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ حیرت نے کہا بی صرصر تمنے سنا بی بہار ہمسے
تکرار کرتی ہین پاس افراسیاب کے جانے مین انکار ہی صرصر نے اشارہ کر کے کہا آپ سے ملکہ بہار انکار
نہ کرینگی آپ نے وہ کام کیا جو بزرگ کرتے ہین اشارے سے کہا آپ مجھے حکم دیجیے مین الگ لیجا کے
سمجھاؤن عورت کی بات عورت مانتی ہی آپکے کلام سخت کرنے مین اور تکرار بڑھتی ہی اس سے کیا فائدہ
حیرت نے کہا اچھا صرصر لیجا کر سمجھاؤ صرصر ہاتھ پکڑ کر ملکہ بہار کا الگ خیمے مین لے گئی دست بستہ عرض
کی اے ملکۂ عالم آپ بہن کی اطاعت کیون نہین کرتین بہار نے کہا اے صرصر مین نے سامری و جمشید پر
لعنت کی مین اطاعت کر کے کیا کرون صرصر نے کہا آپ نے مجھکو پہچانا مین ہون غلام آپ کا خواجہ عمرو
ملکہ بہار مثل گل کے شگفتہ ہو گئین کہا خواجہ مجھے یہان سے نکال لیجلو عمرو نے کہا آپ چلکر بارگاہ
مین بیٹھیے اتنا فقط حیرت سے کہدیجیے کہ جو ملکہ صرصر شمشیر زن کہینگی وہی کرونگی اب تمھاری اطاعت سے
گردن تابی نہوگی ملکہ بہار گلعذار نے کہا مجھسے یہ بات نہ کہی جائیگی عمرو نے کہا پھر میرا روزگار
کیونکر ہو تمھاری وجہ سے مین دو چار کوڑی کا روزگار کر لونگا تم نکل جانا خواجہ نے کہا بے تمھارے
اچھا نہوگا مگر بہار نے کہا خواجہ خدا کے واسطے اسوقت حیرت کو لوٹنے کا ارادہ نہ کرنا اُسنے مجھپر بڑا
احسان کیا خواجہ عمرو نے کہا یہ نہ فرمائیے ایسا نہوگا ابھی جا کر کہدونگا کہ بی بہار نہین نہین ابھی تو وہ
گرفتار کر کے لیجائیگی بہار نے کہا خواجہ جو کچھ ہو مگر احسان اُسکا مجھپر ہی آج کوئی حرکت نہ کیجیے عمرو نے
کہا یہ نہوگا مین آج انکو ضرور لوٹونگا تمکو کچھ ہمارا حال بھی معلوم ہی مہاجنون نے مجھے آج کل گھیرا ہی قرضداری
بہت بڑھ گئی ہی ہم گرفتار ہو جائینگے بہار نے کہا خواجہ تمکو اختیار ہی مین تو یہی چاہتی تھی کہ آج کوئی
پریشانی حیرت کو نہو خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا بصورت صرصر بہار کو لیکر باہر آئے حیرت سے کہا اے
ملکۂ عالم مبارک ہو ملکہ بہار فرماتی ہین زبان سے مین کچھ نہ کہونگی باقی حکم سے آپ کے کیا عذر ہی
ملکہ حیرت نے بہار کو گلے سے لگا لیا کہا بوا بہار تمھارے نہونے سے باغ سیب مین سنناٹا ہو گیا
جس باغ مین بہار نہو اُسکی کیا کیفیت ہوگی ہر نخل پریشان گل بوٹے حیران نہ عندلیب غزلخوان نہ زلف
سنبل پریشان شہنشاہ بہت خوش ہونگے کہ ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا بہار گلعذار شرم سے
کٹی جاتی ہی ہر مرتبہ یہی جواب ہی آپ کو سب طرح کا اختیار ہی خواجہ نے دست بستہ عرض کی ملکۂ عالم
مبارک ہو آج خوشی کا دن ہی بچھڑی ہوئی بہن ملین جی چاہتا ہی خوب گائین شراب پئین کبھی بیہوش ہو جائین

اور کبھی ہوشیار ہون یہ کہکر تبلہ منگایا ہا یان چھیڑنا شروع کیا گنگنا کے بہ الحان تمام صرصر نقلی نے
یہ چند اشعار گائے نظم

نیند آتا ہی نظر جاتے ہین سو سو بار ہم
مانگتے ہین یہ دعا سونے کے وقت ای یار ہم
عین غفلت مین ہین مثل نرگس بیمار ہم
یاد کوے یار مین ہین رات دن بیدار ہم
نقد دل دیتے ہین اک محبوب بازاری کو آج
کیون جنازے کو اٹھا کے سب نے شرمندہ کیا
پھنس گئے ہین واعظا گرداب در جام مین
سب چھپا گا برگ مین کانٹا ہمارا دل دکھا
ناتوان ہر چند ہین پر ایک شب ای رشک ماہ
ہین جو غافل انکو سونے پر بھی آجاتی ہی نیند
ہی سراپا راست اور اسکا دہن معدوم ہی
دوڑتے ہین پیچھے قاتل کے گریبان پھاڑ کر
نفرت ایسی ہوگئی نظارہ بازی سے ہمین
سب رنگین تن پر نظر آتی ہین مثل تار سانا

جاتے ہین یار کے دروازے کو دیوار ہم
ہون ترے پائون کی آہٹ سے کہین بیدار ہم
دیکھنے کو اپنی آنکھین رکھتے ہین بیدار ہم
آنکھین چار رکھتے ہین مثل روزن دیوار ہم
روز سودا مول لیتے ہین سر بازار ہم
آپ کے دل پر نہ چھپے جی ہوے تھے بار ہم
زیست بھر ہونگے نہ اس دریاے غم سے پار ہم
نرگس بیمار کے غم مین ہوے بیمار ہم
پھاند نکلے دیوار مثل سایۂ دیوار ہم
پنبہ تو شاک پہ ہین منصور سان بیدار ہم
کیون نہ اسکے قد کو سمجھین تیر بے سوفار ہم
رکھتے ہین کیا اشتیاق زخم دامن دار ہم
گنتے ہین تار نظر کو رشتۂ زنار ہم
کرتے ہین ناسخ جو اک مطرب پسر کو پیار ہم

اس رنگ مین یہ اشعار صرصر نے گائے کہ حیرت نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا اتار کر دیدیا اب خواجہ یعنے صرصر نے کہا حضور شراب کا چرچا ہو تو کیفیت حاصل ہو تسکین دل ہو حیرت نے کہا ای صرصر تمھین اختیار ہی خواجہ میخانے مین گھسے سب شراب کو خراب کیا لشکر والون سے پکار کر کہا یارو اب موسم بہار ہی شراب لیجاؤ اور لیجا کر پیو ملازمان حیرت دوڑے کوئی گلابی اٹھا کر لیگیا کسی نے کنٹر لیا کوئی پتیلے بھاگا تمام میخانے مین ہنگامہ ہوگیا ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ آج بڑی خوشی کا دن ہی مہین مہین ملین بہار نے آج داخلہ کیا باغ سدیب مین روز آمد بہار ہی تمام باغ مین یہی پکار ہی سب خوشیان کر رہے ہین خواجہ عمرو چالیس پچاس گلابیان کنٹر الماس نگار مے ارغوانی سے معمور تھنتے جو

صحبت مین حیرت کی لیکر آئے حیرت نہایت خوش بیٹھی ہین مگر ملکہ مہار جادو کو یہ خیال ہی کہ اب گھڑی بھر کے بعد خواجہ سب کو لوٹ لینگے افراسیاب میرے ساتھ دشمنی کریگا دیکھیے کیا آفت برپا کرے یہ مشہور ہوگا کہ ملکہ مہار نے حیرت کو لٹوا دیا اے مہار رونے کی بات ہی اُسنے تو آبرو بچالی بہنے اُسکو لٹوا دیا چپ سنناٹے مین بیٹھی ہی دمبدم یہی سوچ ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہو خواجہ میرا کہنا نہ مانینگے اس سوچ مین بیٹھی تھی کہ خواجہ بصورت صرصر گلا بیان لیکر آئے پہلے جام لبریز کرکے حیرت کو دیا کہا لو بی بی یہ مبارک ہو بچھڑی ہوئی بہن کو سامری و جمشید نے ملایا آج ہم بڑی خوشی کرینگے آج روز سعید ہی خیر خواہان دولت کے واسطے روز عید ہی حیرت جادو نے خوشی خوشی جام پیا دوسرا جام خواجہ نے بنیہ کے سادہ مہار کو دیا مہار حیران حیران دیکھنے لگی خواجہ نے اشارہ کیا پی جاؤ مہار سمجھ گئی جام سادہ ہی اب تو خواجہ نے دورہ باندھا گاتے بھی جاتے ہین اب مصور کو جام دیا کہا کچھ انعام دلوایئے مصور نے پانچ اشرفیان نکال کے صرصر نقلی کو دین اب خواجہ نے سب پر ڈھنگ ڈالا کسی نے انگوٹھی کسی نے چھلا کسی نے نقد دیا خواجہ لیتے جاتے ہین طعنین مار رہے ہین چار گھڑی کے عرصے مین ساری محفل کو شراب پہونچائی لشکر مین جوتی پیزار چلنے لگی میان محفل مین سبھی دست درازیان ہونے لگین میان مصور کا یہ بیٹھے بیٹھے نقشہ ہوا نشے نے زور کیا یہ کہکر اٹھے کہ صرصر گائینگی اور ہم ناچینگے گت ناچتے ہوے اپنے مقام سے اُٹھے چند قدم چلکر گرے بیہوش ہوگئے سب سردار ہان ہان کرکے اُٹھے بر لب فرش ہوے حیرت یہ کہکر اُٹھی کہ مرشد زادے کو کیا ہو گیا حیرت جادو بھی لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوگئی اب تو خواجہ نے بڑھکر نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان | عمرو ذی حشم مہتر مہتران | مری نسل سے مکر پیدا ہوا
مرے نام پر عمر رشید اہوا | اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین | جھکاتا ہون دشمن کو ہردم کنوئین
مرا مکر ہی گلشن اُقتبیل وقال | مری چال سے ہی صبا پائمال | فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاپوش کا | مرا افسر ذی حشم نامدار | امیر عرب شیر پروردگار
ہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی | کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی | یہ کہکے کھینچ لے خواجہ عمرو چلے مہار

نے ہاتھ پکڑ لیا کہا خواجہ براے خدا میری بہن کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرو اور سبھون کو لوٹو حیرت کو ہاتھ نہ لگاؤ خواجہ نے کہا مین تو ضرور لوٹونگا یہ کہکر کنیزون کو لوٹنے لگے کسی کو برہنہ کیا کسی کا زیور

اُتار لیا کسی پر ہاتھ مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک طرف خواجہ لوٹ رہے ہین ملکہ بہار کانپ رہی
ہین یہی کہتی جاتی ہین خواجہ بس اب نکل چلو دیکھو کوئی آفت نہ آجائے حیرت کو ہاتھ نہین لگانے دیا
قضائے کار افراسیاب جادو بیٹھے بیٹھے گھبرایا نقشہ اُٹھاکے دیکھا تاج دے مارا اپنے مقام سے
اُٹھا بہ قہر وغضب تمام چلا دو کوس پر سے آواز سنی کہ جادوگرنیون کے مرنے کی آواز آرہی ہی بانسا د
ساربان زادے کہکر مثل شعلۂ جوالہ چلا یہان خواجہ بے خوف لوٹ رہے ہین کہ افراسیاب آسمان
پر آکے چمکا وہین سے نعرہ کیا کہ او ساربان زادے کیا کرتا ہی بہار نے کہا لو خواجہ افراسیاب آگیا بھاگو
خواجہ سوچے اگر بھاگا اسنے گرفتار کرلیا تو مین کیا کرونگا یہ سوچکر فوراً گلیم اوڑھ لی بہار جادو نے دونون
پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوکے اندر اندر چلین خواجہ بھی نکل گئے جب افراسیاب زمین پر آیا
کسی کو اُس مقام پر نہ پایا ناچار ہوا آکے حیرت جادو کو ہوشیار کیا حیرت سر پیٹتی ہوئی اُٹھی پکار کر
آواز دی کہ پانی مُنھ دھونے کو لاؤ چند کنیزین پانی لیکر آئین حیرت نے مُنھ دھویا مگر افراسیاب سے
کہتی جاتی ہی کہ ہمنے تو لو اہبار کو ہاتھ سے نیرنگ تاجدار کے بچایا اُنھون نے ہمارے ساتھ یہ سلوک
کیا ہم کیا جانتے تھے کہ ایسا کرینگی ساری بارگاہ کو تباہ کیا جو منصف ہین لو اہبار کو بُرا کہینگے اب مین
کبھی اُنکا اعتبار نہ کرونگی اُنھون نے اپنا اعتبار کھویا میرا کیا نقصان ہوا جسدن مین بگڑ جاؤنگی اُسدن
زمین ہلیگی بی بہار کو بھاگنے کی جگہ نہ ملیگی سامری وجمشید اُنسے اسکا بدلہ لینگے پونے دو سو خداوند
اُنکے ساتھ وہ بات کرین کہ اُنکی آبرو مین فرق آئے مجھے بڑا رنج دیا افراسیاب حیرت کو سمجھا رہا ہی کہ
صبر کرو مین اسکا بدلہ لونگا حیرت ساتھ والیون کو ہوشیار کر رہی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی سب دیکھنے لگے
افراسیاب نے دیکھا کہ شہنشاہ شعلہ خیز آگئے آگے سات لاکھ کا لشکر پشت پر بہ قہر وغضب تمام آتا ہی
افراسیاب وحیرت کو جو ایک مقام پر دیکھا گھوڑے سے کودا دوڑکر قریب آیا دامن افراسیاب کا پکڑ لیا
کہا اے شہنشاہ غلام کو عمرو وبرق نے ملکے لوٹ لیا مال بھی لیا زوجہ کو بھی میری لیگئے افراسیاب جادو
کو یہ سنکر سناٹا آگیا شرما کے سر جھکا لیا کہا اے شعلہ خیز اب کیا ارادہ ہی کہا منظور تو یہ تھا کہ یون ہی جا کر
لشکر مین عمرو کے گھس جاؤن سب سردارون کو قتل کرون لیکن اب آپ ملگئے کوئی تدبیر آپ ہی فرمایئے
کہ زوجہ میری مجھکو ملے مین لڑائی سے باز آیا اپنے ملک کو پلٹ جاؤنگا افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ
شعلہ خیز نہ گھبراؤ ہم تمھاری زوجہ کو دلوائے دیتے ہین اسطرح جاکر لڑنے مین زوجہ نہ ملیگی مگر تم کسی مقدمے مین

دخل نہ دینا ملکہ حیرت سمجھا لینگی شعلہ خیز نے کہا آپ کو اختیار ہی افراسیاب نے کہا اے حیرت تم جاکر
ایک رقعہ بہ مہر ہماری لکھنا عمرو کو بلوانا ہماری طرف سے لکھنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی کہ جسطرح ہوسکے
مروارید کو اسکے حوالے کرو اسی مین تمھارے واسطے بہتر ہی ورنہ قیامت برپا کرونگا حیرت نے کہا
ایسا ہی کیا جائیگا افراسیاب تو چلا گیا حیرت شعلہ خیز کو ساتھ لیکر چلی شعلہ خیز نے راہ مین سب حال
رو رو کر بیان کیا کہ جسطرح دم دیا مال بھی عمرو لیگیا میری زوجہ کو بھی نہ دیا حیرت کہتی ہی آپ نہ گھبرائیے
اب تدبیر نکل آئیگی شہنشاہ نے خوب تدبیر بتائی یہ باتین کرتی ہوئی حیرت اپنے لشکر مین آئی آکے
تخت پر بیٹھی شعلہ خیز دنگل زرین پر بیٹھا ایک نامہ افراسیاب جادو کی طرف سے لکھا ہر لفظ سے یہی
منت و خوشامد پیدا تھی کہ خواجہ جسطرح ہوسکے برائے ملاقات حیرت آؤ ایسا نہو کہ فساد برپا ہوجائے
محکوم جادو کو نامہ لکھکر دیا محکوم نامہ لیکر چلا لشکر اسلام مین آیا آکے خواجہ کو نامہ دیا خواجہ عمرو نے
نامے کو پڑھتے ہی کہا بہت خوب شہنشاہ کے حکم سے کیا مین انکار کرسکتا ہون مین ابھی چلتا ہون مہرخ د
مہار نے کہا خواجہ کیا ہم تمکو اکیلا جانے دینگے جسکو کہیے وہ ساتھ چلے عمرو نے کہا صاحب مین اپنے مالک
کے پاس جاتا ہون خوف کیا ہی یہ کہکر خواجہ محکوم کے ساتھ ہوے لشکر افراسیاب مین آئے ہرکارون
نے جاکر حیرت کو خبر دی کہ خواجہ محکوم کے ساتھ آتے ہین حیرت نے شعلہ خیز سے کہا تم کسی بات مین
دخل نہ دینا ہم سب طرح کلام کرلینگے شعلہ خیز نے کہا مین نہ بولونگا کہ خواجہ اندر آئے حیرت کو جھک کر سلام
کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا حیرت نے کرسی عنایت کی خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے حیرت نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
واے قطب فلک خنجر گزاری شاہ نے فرمایا ہی کہ جسطرح ہوسکے ملکہ مروارید کو حوالے کردیجیے عمرو نے کہا حاضر ہی
مین کچھ کان مین حضور کے عرض کرونگا حیرت نے کہا کہو خواجہ عمرو نے ہاتھ باندھکر حیرت کے کان سے
منھ ملا دیا کہا اے ملکۂ عالم آپ جانتی ہین کہ مین کس بلا مین مبتلا ہون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین
مگر مین ضبط کرتا ہون کچھ بن نہین پڑتا چاہتا ہون اگر وہ مجھکو ملے تو مین آپ کے زیر سایۂ دامن دولت بسر
کرون مسلمانون کو گرفتار کرکے لاؤن حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہی اب خواجہ سامنے شعلہ خیز کے ہاتھ
باندھکر کھڑے ہوے کہا مجھسے بڑی خطا سرزد ہوئی اب امیدوار ہون کہ معاف فرمائیے زوجہ کو اپنی لیجیے
مین غدر نہ کرونگا مگر صرصر شمشیر زن پر میری جان جاتی ہی آج اسکے ساتھ میرا نکاح کردیجیے شعلہ خیز
نے کہا مین ابھی انتظام کرتا ہون مجھے تمسے ملال نہین ہی بس عمرو نے مروارید گہر ریز کو زنبیل سے نکالا

دنگل پر بٹھا دیا کہا تو ملکہ حیرت ہین آپ کا حکم بجا لایا اب مین اپنی کیفیت کیا عرض کرون ملکۂ عالم آپ کے قدمون کی قسم اور شہنشاہ کے سر کی قسم جو مجھپر گذرتی تھی اپنا مالک جانکر سب حال بیان کر دیا اب وقت ہمارا ان باتون کا نہین ہی لیکن ہماری غربت پر خیال فرمائیے وہ آقاے نامدار جسکے ساتھ کھیلکر پرورش پائی اُس سے چھوٹے انصاف فرمایئے صاحبقران زمان پردۂ قاف تشریف لیگئے نوشیروان ایسا دشمن کرور سوار و پیدل مجھپر چڑھ آیا ملکہ مہرنگار جنت آرامگاہ میرے ساتھ تھین قلعہ گھرا ہوا آب و دانہ بند فوج کم مزاج برہم لندھور و بہرام و سرداران زبردست تھے وہ دونون پیشتر چلے گئے مین حیران تھا کہ آب و آزوقے کی فکر کرون یا ناموس کو آقا کے دشمنون کے ہاتھ سے بچاؤن مگر بعنایت پروردگار اٹھارہ برس نوشیران سے لڑا ناموس کو بھی بچایا اور ایک سائیس کو بھی قتل ہونے نہین دیا جب صاحبقران تشریف لائے سب کو بخیر و عافیت پایا اب وہ آقا چھوٹا اہل و عیال وہان تباہ ہین مین یہان پریشان اس ظالم کی محبت نے کسی کام کا مجھے نہین رکھا میری تو یہ کیفیت ہی

نظم

ایسے ہم آماجگاہِ تیر مژگان ہوگئے — رونگٹون کی جا بدن پر سارے پیکان ہوگئے
جب ہوا سے بال زلفون کے پریشان ہوگئے — مثل بلبل تار تار اکثر گریبان ہوگئے
باغ مین گلبن ہین گلدستے مزارون کے تمام — خاک مین کیا کیا ہی گلرخسار پنہان ہوگئے
دل مین جب لایا تصور اُسکو تب کہنے لگا — مثل یوسف ہم اسیر کنج زندان ہوگئے
گلشن عالم مین ہون وہ عندلیب نغمہ سنج — زاغ جسکے زمزمے سنکر خوش الحان ہوگئے
رشک کوے یار سے دنیا مین جتنے باغ تھے — گلشن شداد سان نظرون سے پنہان ہوگئے
وصل کی شب پھٹ گیا جبدم گریبان سحر — پیرہن مین یان گریبان ہی گریبان ہوگئے
دیکھی اُس گلگون قبا کی باغ مین جبدم بہار — پھاڑکر کپڑے ہزارون غنچے عریان ہوگئے
گلشن رخسار جانان سے ہوئی رخصت بہار — صورت برگِ خزان عاشق پریشان ہوگئے
ارمغان داغ سودا لیچلے سوے وطن — دو دن اس وحشت سرا مین ہم بھی مہمان ہوگئے
جتنے مین داغ جنون ہین سکۂ شاہان حسن — کشور دل مین روان کس کس کے فرمان ہوگئے
جس جگہ تھے قصر و منظر بن گئین گورین تمام — شہر جو آباد تھے شہر خموشان ہوگئے

شانہ کرتے غیر کو دیکھا تو یہ نفرت ہوئی — گیسوے پیچیدہ مجھکو مار پیچان ہو گئے
رات دن رہتی ہی ناسخ ہمکو از خود رفتگی — آہ جیسے عاشق رفتار جانان ہو گئے

یہ اشعار پڑھکر خواجہ اسقدر روئے کہ دامن و گریبان تر ہو گیا شعلہ خیز نے اُٹھکر آنسو پوچھے کہا خواجہ نہ گھبراؤ ہم تمھارے مقدمے مین جانبازی کرینگے شہنشاہ سے کہینگے مروارید گھر پر بھی کہہ رہی ہی اے شہنشاہ اوج عیاری برائے خدائے نادیدہ صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے عشق ایسی ہی چیز ہی انسان مجبور و ناچار ہوتا ہی اب تمھارا انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا حیرت کو بھی خوف ہوا کہ ایسا نہو روتے روتے خواجہ کا دم نکل جائے اب شعلہ خیز کو یقین ہوا کہ حقیقت مین مروارید اصلی ہی کنیزون نے لباس فاخرہ پہنایا زیور بھی منگا دیا حیرت کو بڑی خوشی ہی حیرت نے کہا خواجہ تمنے مجھپر بڑا احسان کیا یہ کہکر حکم دیا صرصر شمشیر زن کو تو باہر سے بلا لاؤ کنیزین گئین صرصر کو بلا کے لائین حیرت نے کہا اے صرصر کہنا ہمارا مانو کسی نہ کسی مرد کے ساتھ ضرور شادی ہو گی پس ہمارا کہنا مانو عمرو مدت سے تمپر جان دیتا ہی اب اسکو قبول کرو ہماری خوشی یہی ہی شعلہ خیز نے بھی یہی کہا کہ عمرو سا عیار کسکو ملتا ہی لائق اسکے ہی کہ اسکو تعویذ بازو بنائین صرصر نے مُنہ پھلا کر جواب دیا مین عمرو کے ساتھ شادی نہ کرونگی حیرت نے کہا ہم سمجھے تمھاری شامتین آئی ہین مشکین باندھکر عمرو کے ساتھ کر دینگے صرصر نے کہا اب کچھ نہ فرمائیے مین کسی کی لونڈی نہین ہون جو کوئی مجھپر زبردستی کریگا جان اپنی دیدونگی یہ کہکر اُٹھی کہا آج سے مین بارگاہ مین نہ آؤنگی یہ کہکر صرصر باہر چلی گئی خواجہ یہ حال دیکھکر رونے لگے کہا کیون اے ملکۂ عالم اب کیا ہوگا مین نے آپ کے کہنے سے وہ کیا جو کبھی نہ کیا تھا میان شعلہ خیز صاحب آپ کی تو مراد برآئی میری جان پر بنی ہوئی ہی شعلہ خیز نے کہا خواجہ آپ نہ گھبرائیے مین اپنا لاکھون روپیہ صرف کرونگا افراسیاب سے کہکر شادی کرودونگا خواجہ تم تردد نہ کرو خواجہ نے کہا میرا جو مدعاے دلی تھا وہ مین نے عرض کیا اب میرے مقدمے مین آپکو اختیار ہی جو منظور پروردگار ہوگا وہی ہوگا حیرت نے کہا خواجہ تم نہ گھبراؤ مین اسکی تدبیر دل و جان سے کرونگی یہ حرامزادی کہان جائیگی مین گرفتار کرا منگاؤنگی ہمسے بگڑ کے کہان جائیگی ہم اسکو پکڑوا بلائینگے ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ہمارے ساتھ بغاوت اُسکی نہ چلیگی خواجہ عمرو کو ملکہ حیرت و شعلہ خیز وغیرہ تسکین دے رہے ہین سب لوگون نے یہی کہا کہ خواجہ اب تمسے ملکہ حیرت جادو

اپنا

اقبال کرتی ہین ضرور یہ معاملہ ہوگا خواجہ نے کہا جان و مال سب راہ محبوب مین حاضر ہی ملکۂ عالم کا ارشاد
فرمانا باعث تسکین دل ہی مصاحبون نے کہا خواجہ نہ گھبراؤ شہنشاہ سے ذکر ہوگے اب یہ معاملہ ساتھ
نجتگی کے ہوگا عمرو نے کہا ایک مجھکو بڑا غم ہی مین نے ایسے مگر آپ کے ساتھ کیے کہ میری بات کا
اعتبار جاتا رہا ہرچند کہ مین ہمیشہ سے شہنشاہ سے محبت رکھتا ہون مگر دل کی بات ظاہر نہو سکی ایک ہی
دن مین سب مسلمانونکو پکڑ لاؤنگا خواجہ تو یہ باتین کر رہے ہین وہان ملکہ مہرخ نے گھبراکے برق سے
کہا ذرا جاکر دریافت تو کر و ملکہ خود آنکھ سے دیکھو آؤ کر خواجہ نے کیا کیا حقیقت مین وہ ارسطو فطرت لقمان
حکمت ہین جسکے قتل کا ارادہ کیا اُسکو نہ چھوڑا ہزار ہا سردار ملکر یہان چلے آئے صدہا سردار نامی و گرامی
جنکا عدیل و نظیر طلسم مین ممکن نہین وہ ہاتھ سے خواجہ کے قتل ہوے ماشاء اللہ خدا اُنکو سلامت رکھے
اس شیشہ رنگین حصار پر مین ساٹھ ہزار ساحر لیکر آئی تھی مگر آمادۂ مرگ و مہیاے قضا تھی یقین کامل تھا
کہ جسوقت افراسیاب کو ثابت ہوگا کہ ملکہ مہرخ نے نواسی کا ساتھ دیا اُسی وقت آکر فساد کریگا یا بہ ذلت قید کرکے
بلائیگا کیا عنایت پروردگار ہی کہ بائیس لاکھ کا لشکر یہ سرداران نامور ایک ایک ساحری عمدۂ جمشید زمان
لیکن خواجہ عمرو کا اکیلا اور بار ہین ایسے دشمن کے جانا خدا اُنکی آبرو بچائے ایسا نہو دشمنون کو گرفتار کرلے
ہم بہ اطمینان بیٹھے رہین اگر خبر منفصل ملے جاکر اپنی جان دین اے برق خبر لینا ضرور ہی قلب ناصبور ہی برق
نے کہ حضور ابھی جاتا ہون جاکے خبر لاتا ہون یہ کہکر ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ حیرت مین آیا دیکھا
خواجہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے بارگاہ مین بیٹھے ہین حیرت جادو سے باتین کر رہے ہین ایک کرسی جواہر نگار
پر مروارید گہر ریز بیٹھی خواجہ کی سفارش کر رہی ہی برق ستون کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہو رہا خواجہ عمرو کو دیکھ رہا
ہی خواجہ چار جانب متوجہ ہین کنکھیون سے برق کو دیکھا پہچانا ایک پرچہ لکھکر ملکہ حیرت کو دیا مضمون
یہ تھا کہ ستون کی آڑ مین جو خدمتگار سبز کپڑے پہنے کھڑا ہی برق فرنگی عیار ہی مین جاکے گرفتار کرتا ہون
شاید میری کمند سے نکلجائے تو آپ سحر کرکے گرفتار کر لیجیے گا ایک بار وہ تو اہل اسلام کا ٹوٹ جائے مین
یہی چاہتا ہون و سیدم زوران لوگون کا کم ہو فوراً اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالیے گا یہ باتین کرکے خوجہ
اُٹھے اور جانب دیکھتے ہوے چلے کہ برق کو گمان بھی نہو برق سمجھا کسی کام کو خواجہ اُٹھے مین خواجہ
نے پہلو مین آکر حلقہ ہاے کمند برق پر مارے اور نعرہ کیا مین نے پہچانا برق نے جست کی مگر حلقہ ہاے
کمند سے نہ نکل سکا خواجہ نے جھٹکا مارا برق منہ کے بل زمین پر گرا خواجہ نے چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین

بارگاہ مین ہنگامہ ہوا کہ برق پکڑا گیا خواجہ عمرو نے کہا اوبچیا ہم اب شہنشاہ ہوشربا کے ملازم ہوے اب تم لوگون کی دال نہ گلیگی نہ اس مقام پر آنے پاؤ گے سب کو گرفتار کرکے قتل کراؤنگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گے میان جانسوز و ضرغام وغیرہ میان ہونگے جا کے بی مہرخ سے عرض کرینا کہ خواجہ عمرو شہنشاہ ہوشربا کے نوکر ہو گئے تمھارے ساتھ جو برسون جانبازی کی کیا پھل پایا جو سرداد آیا اُسے مارا کیسی کیسی عیاریان کی مگر کوئی فائدہ نہوا یار و کہدینا کہ آپ کو یاد ہو گا کہ جب سوزادل آپ پشتۂ رنگین حصار پر تشریف لائی تھین ساٹھ ہزار فوج ساتھ تھی اسقدر کد و کاوش کی کہ تم ہمنبرد افراسیاب کہلاتی ہو کجا بادشاہ جمجاہ کجا لونڈیان باندیان ایک دن مین سب کو مٹا دونگا ریاست و امارت و سلطنت ہوچکی اب بہتر اسی مین ہی کہ رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت فیضدرجت شہنشاہ ہوشربا ہو ورنہ آؤنگا سب کی گردن پکڑ کے لیجاؤنگا یہ نہ سمجھنا کہ ہم ساحران نامی ہین سب سحر وساحری مٹا دونگا وہی تم لوگ ہو کہ جنکو گرفتار کرکے مسلمان کیا اب گرفتار کرکے سامری و جمشید کو سجدہ دلاؤنگا برق فرنگی کو ایک لات ماری کہا کیون بے میان عیاری کرنے آیا تھا حیرت جادو سے کہا ای ملکۂ عالم اس مکار کو جلد قتل کیجیے یہ آپ کے میان بڑے غضب کی بات ہی کہ گرفتار کرین اور قتل نہ کرین یہ سنکر حیرت نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری اب آپ نے سھورے کو گرفتار کیا آج ہی اسکا فیصلہ ہو جائیگا شہنشاہ کو عرضی لکھی جائیگی یہ حال سنکر شہنشاہ خوش ہو جائینگے لکھونگی کہ حسب ایماے حضور خواجہ عمرو تشریف لائے ملکہ مرجان ریدگوہر ریز کو دیدیا لیکن صرصر شمشیرزن کے خواہان ہین شہنشاہ فوراً صرصر کو سمجھا کر راضی کردینگے وہ اگر بخوشی نہ مانیگی شہنشاہ مشکین باندھکر آپ کے ساتھ عقد کردینگے خواجہ عمرو عقد کے نام پر بہت ہنستے ہین کبھی ملکہ حیرت کے تخت کے گرد پھرتے ہین کہتے ہین ای ملکۂ عالم کیا خوب کسی عجم نے یہ قطعہ فرمایا ہی وہ میرے حسب حال ہی قطعہ اگر بہر موے من گردد زبانے ✣ زتو رانم بہر یک داستانے ✣ نیارم گوہر شکر تو سفتن ✣ سر موے ز احسان تو گفتن ✣ ای ملکۂ عالم کیا عرض کرون اس ظالم کی محبت نے بیدست و پا کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا نظم

شمر شباب کو یون رائگان نہین کرتے	نبی ہو دلپہ تو ضبط فغان نہین کرتے
وہ لطف ضبط کبھی رائگان نہین کرتے	جو غم کے مرتبہ دان ہین فغان نہین کرتے
قفس سے پھینک دے مردہ سمجھ کے ناصیا د	اس آسرے پہ پڑے ہین فغان نہین کرتے

حضور آپ نے حسرت لضیب فرقت ہین
پکارتے ہین قضا کو فغان نہین کرتے

شگون بد ہی رہ اور یان امید شادی ہی
خیال دل مین اس سے فغان نہین کرتے

ہین چپ جو ہوتا ہون تو درد اُٹھکے کہتا ہی
شب فراق ہی اور تم فغان نہین کرتے

سرہانے رکھکے قفس سو رہا نہ کر صیاد
کہ تیرے خوف سے قیدی فغان نہین کرتے

بری طرح سے جو دل پر ہین چوٹ کھائے ہوے
ارے وہ ہجر مین کیونکر فغان نہین کرتے

زمانہ جانے نہ جانے اُنھین غرض کیا ہی
جو محو یاد بتان ہین فغان نہین کرتے

ہمارے ضبط پہ صیاد رحم کھائیگا
اسی امید پہ برسون فغان نہین کرتے

ہزار درد ہون دل مین خموش رہتے ہین
مزا ہی ضبط کا جبتک فغان نہین کرتے

قفس مین مرکے یہ ہم امتحان کرائے
وہ چھوٹتے ہی نہین جو فغان نہین کرتے

یہ کون در پہ مرے آکے لکھ گیا مصرع
جو رازدار ہین ہر گز فغان نہین کرتے

خموش بیٹھا ہی صیاد سر جھکائے ہوے
اسیر آج قفس مین فغان نہین کرتے

کلیجہ آتا ہی منھ کو غرض یہ گھٹتا ہی دم
جو دل کا حال کسی سے بیان نہین کرتے

برق نے دیکھا کہ اب استاد کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی جانسوز و خرغام و مہتر قران بیرون بارگاہ تھے اُنھون نے بھی خبر سنی کہ خواجہ عمرو نے برق کو گرفتار کر لیا اُسپر مار پڑ رہی ہی تینون عیار یہ خبر سنکر سیماگے جاکے ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ اب وہ دربار جانے کے لائق نہین ہی خواجہ عمرو سبکو گرفتار کر رہے ہین ہم لوگ اُنکے ہاتھ سے کیونکر بچینگے وہ تو ہر رنگ مین پہچان لیتے ہین برق فرنگی کو ابھی گرفتار کیا ہی اور مروارید لہریزر کو بھی دیدیا وہ اب پہلو مین اپنے شوہر کے بیٹھی خواجہ کی سفارش کر رہی ہی مگر یہان جب خواجہ اُٹھکر برق فرنگی کو لات مُکّی مارتے ہین تب برق چپکے سے کہتا ہی اُستاد میرے چوٹ لگتی ہی خواجہ جھلاکر ملکہ حیرت جادو کی طرف رجوع ہو کے کہتے ہین دیکھیے ملکہ عالم یہ مجھکو تسخیر کرتا ہی یہ نہین جانتا کہ مین دل و جان سے مطیع افراسیاب ہوا اور کبھی فرماتے ہین کہ مین تو اب خدمت فیضدرجت شعلہ خیز مین رہونگا یہ دونون صاحب مجھکو سرفراز کرینگے شعلہ خیز کہتا ہی خواجہ مین تمھارا وہ مرتبہ کرونگا کہ عالم عالم رشک کرے تمکو اپنے لشکر کا بادشاہ کرونگا خواجہ فرماتے ہین آپ کی مہربانی مین بھی خوب راضی کرونگا اسوقت دربار مین گرفتار ہونے سے برق کے

سب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب مسلمانون کا لشکر تباہ ہو جائیگا اسی کی ذات سے سارا انتظام تھا اب ملکہ بہار جادو کی شادی ساتھ افراسیاب کے ہو گی افراسیاب جادو مدت سے ملکہ بہار پر عاشق ہی جب کوئی ساحر زبردست آتا ہی اور اہل اسلام گرفتار ہو جاتے ہین تو افراسیاب جادو راز مین کہلا بھیجتا ہی کہ مخمور و بہار کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے آجتک افراسیاب کو بہار و مخمور سے وہی محبت ہی ہمیشہ سفارش کرتا ہی کہ خواجہ عمرو بیٹھے بیٹھے گھبرائے فرمانے لگے کہ اے ملکہ حیرت خالی صحبت مین دل گھبراتا ہی ایک دو غزلین گائین آپکا دل بہلائین ملکہ حیرت نے کہا خواجہ تمہارے گانے کے تو سب مشتاق رہتے ہین اگر خوشی ہو ایک آدھ چیز گاؤ یہ سنکر خواجہ عمرو نے خود بایان کھینچ لیا سیدھا سیدھا ٹھیکا چھیڑنے لگے حیرت جادو سے آنکھ ملا کر عرض کی دو چار اشعار سماعت فرمائیے شعلہ خیز و مروارید گہر ریز سے کہا براہ مہربانی آپ بھی متوجہ ہون مروارید نے کہا خواجہ ہم تو تمہارے گانے کے دل سے مشتاق ہین خواجہ نے یہ غزل شروع کی

نظم

ظہورِ آدمِ خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا لو وہ زہرہ جبین آیا

نہ گھبرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا

یہ حُبِ دل مقرر اک نظر اُسکو دکھا دینگے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق مین ہمنے
پسینہ پاؤن کا کس روز یان سر تک نہین آیا

نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور زمین بھیجے
سمجھ زیر زمین اُسکو جو بالائے زمین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہنما اسکا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
بمقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا

رجوع اپنے دلِ روشن سے گر آتش جو مضطر ہی
گیا با خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

ملکہ مروارید کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شعلہ خیز نے کہا حقیقت مین خواجہ تمہارا مثل نہین ہی ٦٠

تم اس لائق ہو کہ تمکو تعویذ بازو بنائین ساری محفل مین صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ خواجہ کا گانا سحر ہی خوش آواز صاحب سوز و گداز دل کو بیقرار کر دیتے ہین یہ سنکر خواجہ
رونے لگے کہا اے شہنشاہ شعلہ خیز ہمین اس حال پر بڑا افسوس ہوتا ہی اسقدر مکر کیے ہین کہ مُنھ
سے بات کرنے کو جی نہین چاہتا اسوقت موقع یہ تھا کہ گاتے بھی جاتے شراب بی پیتے جاتے
صحبت عیش و نشاط ہوتی سب لوگ خوش ہوتے مگر اب مُنھ سے نہین نکال سکتے عیب مین یہ کہینگے
کہ خواجہ نے جال پھیلایا اب سب کو بیہوش کرینگے اسوجہ سے مین کچھ نہین کہ سکتا آج دل کو
میرے بڑی خوشی ہی شعلہ خیز نے کہا خواجہ اب تمپر کوئی کسی قسم کا گمان نہ کریگا مشہور ہو گیا کہ
خواجہ نے دل و جان سے اطاعت کی یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا جو آپ کے دل کو تسکین ہی تو پھر ہمین
کسکا خوف ہی جو کوئی کہیگا مُنھ کی کھائیگا یہ کہکر کہا کلید میخانے کی مجھکو عنایت کیجیے تو مین ساقیگری
شروع کرون آج کوئی باقی نہ رہے ملکہ حیرت نے اشارہ کیا سب صاحب بیٹھ جائین شعلہ خیز
اپنے مقام سے اُٹھا کنجی ملکہ حیرت سے لیکر عمرو کو دی کہا لو خواجہ تمھین اختیار ہی سب سے پہلے ہم
پینگے ہمین سب سے زیادہ دینا خواجہ کا ہمکو اعتبار ہی خواجہ عمرو نے جو کنجی پائی دوڑ کے میخانے مین
آئے سب شراب کو خراب کیا بیہوشی دل بھر کے ملائی اور پکار کے آواز دی یارو دوڑو شراب تقسیم ہوتی ہی
شراب کا نام سنتے ہی سب لوگ دوڑے قرابے گلابیان پتلے اُٹھا اُٹھا کے لیجانے لگے سارے لشکر مین
یہی ہنگامہ تھا کہ آج ذات سے شہنشاہ شعلہ خیز کے یہ جلسہ ہوا ہی رق فرنگی بندھا بیٹھا ہی سب معاملہ
دیکھ رہا ہی دل مین کہتا ہی اُستاد کی خوب بن پڑتی ہی کیا خوشی خوشی شراب تقسیم کر رہے ہین مگر حیران ہی
کہ اُستاد نے کیا سوچکر یہ فعل کیا مروارید گہر ریز کو کیون حوالے کر دیا جب باہر والے شراب لیجا چکے تب
خواجہ عمرو ڈیڑھ سو گلابیان و کنٹر الماس نگار مے ارغوانی سے معمور کر کے محفل مین لائے دیکھنے والے
خوش ہو گئے کہ خواجہ کس سلیقے سے شراب لاتے ہین اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے اُسکا بھی
دل چاہے کہ آج شراب پیجیے خواجہ عمرو نے جام لبریز کیا پہلے شعلہ خیز ہی کے سامنے لائے کہا پیجیے
نوش فرمائیے شعلہ خیز نے کہا مین تو بندۂ بے زر ہون عمرو نے کہا مین نے وہ تدبیر کی ہی کہ اب کبھی
عاشق و معشوق جدا نہونگے شعلہ خیز جام لیکر بے اندیشۂ انجام پیگیا خواجہ نے دوسرا جام بھر کے
مروارید گہر ریز کو دیا مروارید بھی پیگئی شعلہ خیز نے پوچھا اے ملکۂ عالم خواجہ نے تمکو کہان قید کیا تھا

کس طرح رہین مردار ید نے کہا ای شہنشاہ کیا بیان کرون یہان تو خواجہ اکیلے بیٹھے ہین زنبیل مین انکی بڑی عملداری ہی جیسے مین زنبیل مین پہونچی پانچ چار کالی کالی لونڈیان دوڑ پڑین مجھکو گھیر لیا ایک کہتی تھی کپڑے اُتار و ایک کہتی تھی باورچی خانے مین کام کرو ایک کہتی تھی آٹا گوندھو مین حیران حیران سب کی جانب دیکھتی تھی ایک نے دو دست پٹے مار دیے ایک نے جلتا ہوا سوختہ منھ مین لگا دیا کھینچکر مجھکو باورچی خانے مین لے گئین کئی سو لونڈیان کھانا پکا رہی ہین ایک طرف پلٹکر دیکھا باغات کے دروازے کھلے ہوے ہین سب باغ سرسبز و شاداب ہر سمت جوش بہار طائران زمزمہ سرا کی پکار ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا ہوا مہین مہین بوندیان پڑ رہی ہین کنارے حوض کے بر سر سرو قمریان طوق محبت بہ گلو شور کوکو صاف جس سے ظاہر ہی کہ اپنے معشوق کو ڈھونڈھ رہی ہین یہ اشعار اُنکی زبان سے مفہوم ہوتے تھے

اشعار

راز مخفی لب تلک آئے کہان مقدور ہی
دل ہمارا جلوہ گاہ شاید مستور ہی

ایک شعلہ داغ سوزان کا ہی میرے آفتاب
آسمان نیلگون دود تن محرور ہی

دل مرا پیری مین ہی محو خیال زلف یار
نافۂ مشک ختن پر پردۂ کافور ہی

ساقیا ہین زخمی تیغ نگاہ مست ہون
ہر دہان زخم مین خون بادۂ انگور ہی

ناتوانی سے خط باریک ہی ایسا بدن
ہو چلی ہین مدتین زنجیر پاے مور ہی

حسن عالم تاب سے تیرے مثال مہر کیا
یہ تو نور ہی وہ اک چراغ دور ہی

کم کسی صورت نہین کا شانۂ تن خلد سے
ہر نفس دل جلوہ گاہ حسن رشک حور ہی

ہو گیا بیہوش جسپر آنکھ تیری پڑ گئی
کس قدر لبریز مستی نرگس مخمور ہی

اور بھی شاعر زمانے مین ہین اکثر ای تسنیم
پر غبار پاک کا کچھ اور ہی دستور ہی

کسی جانب عندلیبان خوشنوا مصروف زمزمہ سرائی محو رعنائی و زیبائی عجب رنگ کا وہ مقام ہی مطبوع خاص و عام ہی باغ کے بیان مین طول کلام ہی مختصر عرض کرتی ہون کہ قلعے جا بجا آراستہ و پیراستہ تو مین چڑھی ہوئین گولہ انداز برق انداز شل رہے ہین کہین قلعہ لڑ رہا ہی پہلوان لڑتا جاتا ہی اُس پہلوان کا یہی قول ہی کہ خواجہ کا حکم ہی خراج داخل کرو قلعے والا کہتا ہی میرے یہان ایکی خشک سالی ہوئی خواجہ سے عذر کرو ایک قصر مین ہزار ہا تاج رکھے ہین ایک طرف قصر مین

جواہرات کے صندوقچے رکھے ہین نگہبان پکار رہے ہین کہ حکم ہی خواجہ عمرو کا ان مکانون کی جانب
کوئی شخص راستہ نہ چلے اگر کوئی اسطرف آئیگا فورًا گرفتار ہو جائیگا ایک جانب دریا سے قبار
جاری ہی جہاز بجرے کشتیان آراستہ ہین شاہزادیان بجرون پر سوار ہو کے نواڑہ کھیل رہی ہین ہر ایک
یہی قول ہی کہ ہم خواجہ عمرو کی کنیزین ہین جدھر دیکھو عمرو ہی عمرو کا ذکر ہی بڑی عملداری ہی شہر آباد
رعایا دلشاد ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ خواجہ عمرو کی عملداری ہی کوئی ظالم مظلوم پر ظلم نہین کر سکتا ایک
شاہزادی بجرے سے جو اتری کئی سو کنیزین اُسکے ساتھ تھین اُسنے خود ہی پوچھا کہ آج کوئی لونڈی
نئی آئی کنیزون نے عرض کی باورچی خانے مین کام کر رہی ہی اُس شاہزادی نے فرمایا ہمارے
پاس بلا لاؤ وہی لونڈیان ظالم جو مجھے مارتی تھین وہ مجھکو اُس بی بی کے سامنے لیگئین اُس شاہزادی
نے مجھکو یہ محبت اپنی صحبت مین جگہ دی مہربانی فرمایا بی بی نہ گھبراؤ تم جلد قید سے چھوٹ جاؤگی
اور اگر شاید یہان رہنا ہو گا تو ہم تمکو اپنے قصر مین جگہ دینگے ہم سب خواجہ عمرو کے نوکر ہین
اُنکے حکم کے خلاف نہین کر سکتے ہین یہ سب مال و اسباب و جواہرات خواجہ عمرو ہی کا ہی مین
اُنسے باتین کر رہی تھی اپنی مصیبت بیان کر کر کے روتی تھی کہ آواز آئی اُس کنیز کو بھیجو وہی کالی
کالی لونڈیان مجھکو یہان پہونچا گئین اُسی شاہزادی نے کہا لو مبارک ہو کہ تمھاری رہائی ہوئی
اور جو جو حال گذرے مہینون بیان کرون تو بیان نہو سکین زنبیل مین خواجہ عمرو کی کئی ملک
آباد ہین آب و ہوا معقول شاہان عادل کوئی کسی پر ظلم و بدعت نہین کر سکتا کرورہا روپئے کا مال
جمع ہی جو خواجہ عمرو نے لوٹا زنبیل مین داخل کر دیا اتنے عرصے مین خواجہ عمرو نے حیرت وغیرہ کو
شراب پلائی برق فرنگی دمبدم کہتا ہی اُستاد میرے ہاتھ ٹوٹے جاتے ہین رسیان ڈھیلی کر دیجیے
خواجہ منھ پھیر لیتے ہین جواب نہین دیتے کبھی ایک لات ماردی کبھی پکار کے ملکہ حیرت سے کہا
دیکھیے یہ برق فرنگی مجھے بہکاتا ہی جلاد کو بلائیے اسکو قتل کیجیے ملکہ حیرت جادو فرماتی ہین خواجہ
شہنشاہ افراسیاب کو لکھا ہی جب وہ تشریف لائینگے اُنھین کے سامنے یہ قتل ہوگا خواجہ فرماتے
ہین ملکہ حیرت یہ انتظام تمھارے لشکر کا بُرا ہی دشمن کو جلد قتل کر ڈالا جب قید رہیگا کوئی نہ کوئی
چھڑا لیجائیگا اور یہ عیار جان لشکر اسلام ہین اگر یہ قتل ہو جائین جھگڑا پاک ہو حیرت جادو فرماتی ہین
اس قطع و برید مین تمھین کو اختیار دلوا دینگے خواجہ عمرو کہتے ہین اگر میرا اختیار ہوتا سب سے پہلے

اس بھورے کو قتل کرتا اسکی گستاخی دیکھ وجھٹ پٹ دوڑے آئے بیری فکر مین آئے ہونگے مین نے انکی گردن لی اب کہو کہان جائینگے کہ شعلہ خیز نے بیٹھے بیٹھے کہا خواجہ کچھ دو چار شعر تو گاؤ خواجہ نے گنگنا کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

وصل کی دولت ملی جذب دل بیتاب سے
کیمیا ہمنے بنا لی ہر مگر سیماب سے

دن کو رات اُسنے کیا ہو گیسو پر تاب سے
رات کو دن کر دیا ہو روے عالمتاب سے

اُسترا اُسکے ذقن پر جب پھرا ثابت ہوا
دور ہو جاتے ہین تنکے حلقۂ گرداب سے

بے حقیقت کو بلا سے کب ہو دنیا مین گزند
عکس تنکے کا بھی بہ سکتا نہین سیلاب سے

ہو مسرت راحتِ دنیا سے غفلت کے سبب
کون خوش ہوتا ہو بیداری مین عیش خواب سے

آسمان کے پاس سامان عیب پوشی کا نہین
کب کسی کا ستر ہوگا چادر مہتاب سے

آگے اُفتادون کے پاتے ہین کہین سرکشی فروغ
سرد ہو جائے نہ کیون بازارِ آتش آب سے

پڑتے ہی عکس رخ جانان کی ہی تشبیہ تام
جو گھٹے کو ہاے سے آئینے کو مہتاب سے

غیر سے لگوائی مہندی اُسنے ہاتھون پر جو سات
پنجۂ مرجان کو ہمنے بھی رنگا مہتاب سے

مدتین گذرین کہ رکھتا ہون فراق یار مین
دن کو پیدا نے سے صحبت رات کو سرخاب سے

ہونٹھ تیرے دیکھکر مجھکو ہوا جوش جنون
کرتے ہین کیونکر طبیب اصلاح خون عناب سے

کھائے ہین ایسے ترے محراب ابرو کے فریب
بھاگتے ہین دور ہم مسجد کی بھی محراب سے

خاکِ کوے یار ہی تا مرگ مرے تن پر لباس
کام کیا مجھکو حریر و اطلس و کمخاب سے

مروارید گھر ریز نے گھبرا کے کہا صاحب کس لطف سے عمرو نے یہ شعر گائے ہین کہ دلکو بیقرار کر دیا خانۂ دل غم و الم سے بھر دیا میرا جی چاہتا ہی کہ خواجہ عمرو گائین اور مین گت ناچون شعلہ خیز نے کہا مین بھی تمھارے ساتھ ہون میان بی بی کا ساتھ کسی مقام پر نہ چھوٹے خواجہ عمرو نے بھی فرمایا ہی کہ اب عاشق و معشوق کا ساتھ نہ چھوٹیگا بیہوشی تو تاثیر کر چلی تھی یہ کہکر دونون زن و شوہر گت ناچتے ہوے اُٹھے سب ہنسنے لگے چند قدم زن و شوہر چلے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا دونون لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے انکے ساتھ چند آدمی اُٹھے وہ بھی گر گر کر بیہوش ہوے ہان ہان کا غل ہوا ایک اُٹھا چاہ کر سے گوئی یہ کہکر اُٹھا کہ آج خوشی کا دن ہی یہ کہا اور گر کے بیہوش ہوا حیرت جادو

بہت ہوشیار عورت ہی شراب پیکر چپ بیٹھی ہی کسی سے بات نہین کرتی یکایک نشے کا جوش ہوا یہ کہکر اُٹھی
کہ شہنشاہ کو بلانے جاتی ہون اُٹھتے ہی گری بیہوش ہوئی جو اُٹھا گر کے بیہوش ہوا تھوڑے ہی عرصے مین
سب اہالی دربار برلب فرش ہوے اول تو خواجہ نے شعلہ خیز و مروارید گہر ریز کو اُٹھا کے تذ زنبیل
کیا برق سے کہا بیٹا صرف مادہ کو لیکر کیا کرتا اب زن و شوہر ایک مقام پر ہوے بچھون کی بھی امید
ہوئی برق جو کھلا رو تا تھا کہتا تھا اُستاد آپ کی تو عیاری پوری ہوئی میری سب پسلیان ٹوٹ گئین
آپ نے ایسا بیدرد ہو کے مارا آپ کو اپنی عیاری کے سامنے کسی کا خیال نہین رہتا جی چاہتا تھا کہ مین
پکار کے حیرت سے کہدون کہ خواجہ نے شراب مین بیہوشی ملائی ہی خبردار کوئی شراب نہ پیے خواجہ عمرو
نے کہا بچا جو تم کہتے تو مین تمھین آج قتل بھی کر ڈالتا برق نے کہا اُستاد معاف کیجیے جہان کہین اب
موقع ہوگا دیکھا جائیگا عمرو نے کہا اب آپ یہان سے جائیے مین دو چار کوڑی کا روزگار کرلون برق
کب مانتا ہی یہ بھی لوٹنے مین مصروف ہوا ہرچند خواجہ منع کرتے ہین کہ ابے یہ کیا کرتا ہی برق فرنگی کہتا ہی
استاد مین نے بہت بڑی تکلیف اُٹھائی آپ نے سارا رنگ عیاری کا میرے ہی اوپر جمایا اب غلام کچھ
نفع بھی نہ حاصل کرے خواجہ عمرو نے چند کنیزون کو قتل بھی کیا مگر جب یہ ارادہ کرتے ہین کہ قریب ملکہ
حیرت کے جاوُن ہاتھ پاوُن مین رعشہ آجاتا ہی قلب خود بخود تھراتا ہی ساری بارگاہ کو زلزلہ قصا بان نہادیا
مصور و صورت نگار کا مُنھ کالا کیا مصور کو بندر بنایا گلے مین پتا رسی اُسکی صورت نگار کے بائین ہاتھ مین
دہنے ہاتھ مین ڈگڈگی اس تماشے کو دیکھکر خود خواجہ عمرو خوش ہوے اپنے ہاتھ چوم لیے یہان تو بارگاہ
حیرت کا یہ رنگ ہی وہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان
مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین غنچہ دہن رشک چمن خوشرو و خوشخو ناز و کرشمے مین طاق حُسن مین شہرۂ
آفاق سامنے افراسیاب کے حاضر ہین باتین کر رہے گرتے ایک نے کہا حضور اسوقت صحبت ملکہ حیرت
مین کیا ہو رہا ہی دوسری کنیز نے کہا ای شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز یہ دونون زن و شوہر جو
پردۂ ظلمات سے تشریف لائے تھے اُنپر کیا گذری اُنکا کچھ احوال نہ معلوم ہوا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی
کلیجہ مُنھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی یہ سنکر افراسیاب جادو نے کہا ذرا کتاب سامری تو اُٹھا لاؤ ایک کنیز
گئی کتاب سامری اُٹھا کر لائی کہا لیجیے شہنشاہ یہ حاضر ہی افراسیاب نے کتاب کو جو کھول کے دیکھا
سارا نقشہ دربار ملکہ حیرت جادو کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ایک چیخ ماری کہا یارو بڑا غضب ہوا عمرو

دربار کو حیرت کے لوٹ سکا ہی مروار ید شعلہ خیز کو نذر ذمیل کر چکا حیرت پر دست انداز ہوا چاہتا ہی یہ کہکر افراسیاب غصے مین خود امثال شعلہ جوالہ چلا آسمان سے آکے دیکھا سارے لشکر مین ہنگامہ برپا ہی دو کا ندار ناچ رہے ہین رنڈیان دوڑی دوڑی پھرتی ہین تماشا بینون کی خوب بن پڑی جسنے جسکو پایا گود مین اُٹھایا اور لے بھاگا نائکہ الگ بیہوش پڑی ہی کون کسکو روکے دس پانچ رنڈیان لشکر سے غائب ہوگئین اب جو نائکہ ہوشیار ہوئی اپنی نوچی کے لیے سر پیٹ رہی ہی کہ ہاے میری بچی کہان غائب ہوگئی افراسیاب یہ رنگ لشکر کا دیکھکر بہت پریشان ہوا اِسی مین سے نعرہ کیا باش اوساربان زادے اب تیرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا عمرو نے نعرۂ افراسیاب کی آواز سنکر گلیم اوڑھ لی برق سر اُچکا چاک کرکے بھاگا افراسیاب نے پلٹکر دیکھا لشکر والون کی عجیب نوبت ہی دروازے پر چوبدار حاجب دربان کلموہے بنے ہوے ہین عمرو نے یہ تدبیر کی کہ ہاتھ مین اُنکے جوتی باندھدی آنکھ جو کھلی ہاتھ اپنا مُنہ پر پھیرنے کو اُٹھایا جوتی تڑسے مُنہ پر پڑی گھبرا کے دیکھا پہلو مین دوسرا کلموہا پڑا ہی پلٹکر کہا کیا کمبخت ہمکو جوتی مارکے پھر پڑ رہے اُچک کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے وہ اسکو کلموہا کہتا ہی یہ اُسکو کلموہا کہتا ہی چار جانب یہی ہنگامہ ہی ناچنے والے گانے والے فریاد فریاد کر رہے ہین بعض اپنی دھن مین کچھ گا رہے ہین دوسرے نے کہا میان کیا بڑاتے ہو یہ غزل عاشقانہ تو سنو کئی شعر متفرق میان قمر صاحب کے مجھکو یاد ہین وہ سناتا ہون یہ کہکے دھن مین گانے لگے

نظم

قمر ہم داغ بنکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین
گل لالہ مین مسکن ہی مہ کامل مین رہتے ہین

خیال مہ جبینان عاشقون کے دل مین رہتے ہین
یہ لیلی وش ہمیشہ نور کی محمل مین رہتے ہین

عدم سے شوق مین آئے چلے دنیا سے حسرت مین
نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

ہمارے گھر پتا کے ہنسکے وہ کہتے ہین عزیزون سے
قمر جنکا تخلص ہی اسی منزل مین رہتے ہین

دوسرے نے کہا کیا بیہودہ بکتے ہو کیا میان قمر صاحب سے تجھسے ملاقات نہین ہی چند شعر تمکو اُنکے ایسے سناؤن کہ حیرت مین ہو جاؤ سنو عرض کرتا ہون

اشعار

جنون کو چاک جگر کی ہی آرزو باقی
رکھا نہ تار گریبان پئے رفو باقی

کوئی ہوس ہی نہ دل مین نہ آرزو باقی
ہوا ہے کوچۂ گیسو ہر مو بمو باقی

جفا و جور کے چرچے ہین چار سو باقی
نہ تو نہ تیغ نہ ہم ہین نہ وہ گلو باقی

لنڈھائے دیتا ہے ساقی جو شام سے سب خم — سحر کے واسطے رکھو ایک تو سبو باقی
یہ عطر گل کو کہا سونگھ کر مرے گل نے — شبیہ ناز کی میرے ہے اسمین بو باقی
خزان مین کوئی نہ پوچھیگا اے گل رعنا — بہار حسن ہے جبتک ہے رنگ و بو باقی
کمر جو باندھی ہے عالم کے قتل پر ظالم — یہ قصد ہے کہ اکیلا رہے گا تو باقی
غبار نے بھی مرے خاک چھانی عالم کی — ہواے وصل کی اب تک ہے جستجو باقی
لگا ہی لائینگے نشتر کو ہم کبھی نہ کبھی — جو رہگیا کسی رگ مین کہین لہو باقی
دعا یہ کرتا ہے مینا صداے قلقل مین — کہ تا بہ حشر رہین ساقی و سبو باقی
چلا نہ زور رقیبون نے لاکھ سر پٹکا — وہی ہین ہم وہی صحبت وہی ہے تو باقی
چھری تو پھیر چکی گردن پہ اب تو کھولدے پر — کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی
تڑپ کے مرگئی بلبل ہوئی نہ گل کو خبر — رہی نہ باغ جہان مین وفا کی بو باقی
قمر ہو بحر جہان کی تو نعمتون کو زوال — یہی ہے چاہ کہ رہ جائے آبرو باقی

افراسیاب جادو دیکھ رہا ہے کہ ہر شخص اپنے حال مین کوئی ناچتا ہے کوئی گاتا ہے کوئی بھاگا جاتا ہے کوئی بڑے سمجھ دار چپکے چلے جاتے ہین ایک طائر اُڑکر جو سر پر سے نکلا سمجھے کہ کسی نے ڈھیلا مارا ارے کہکر پیچھے ہٹے لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوگئے سب اس کیفیت مین ہین کل ساحران غدار آفت و مصیبت مین ہین یہ رنگ باہر والون کا دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا سب بیہوش پڑے ہین افراسیاب نے باران سحر برسایا سب ہوشیار ہوے مصور نے اپنا یہ حال جو دیکھا گلے مین پٹا پڑا ہوا اُسمین رسن بندھی ہوئی ایک عورت سونٹا ہاتھ مین لیے ہوے رسن ہلا رہی ہے جھلا کر بولا او حرامزادی تو کون ہے مجھے بندر بنایا ہے صورت نگار سونٹا لیکر اٹھی ڈگڈگی بجا کے کہنے لگی ناچ کھلاڑی دھنک دھنا افراسیاب قہقہہ مار کر ہنسا کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آؤ زوجہ کو کلمات سخت نہ کہو مصور نے کہا یہ ملکۂ عالم ہین افراسیاب جادو نے سب کو ہوشیار کیا حیرت سے پوچھا ارے یہ کیا ماجرا ہے ملکہ حیرت نے کہا مین نے آپ کا لکھا ہوا رقعہ عمرو کے پاس بھیجا وہ رقعے کو دیکھتے ہی فوراً حاضر ہوا آگے مروارید گہر ریز کو دیا شہنشاہ شعلہ خیز نہایت خوش ہوے اُسنے اپنا زنار جلایا کہتا تھا اب مین سامری پرست ہوا آپ ہی کی خدمت مین رہا کرونگا سب مسلمانون کو پکڑ لاؤنگا برق فرنگی

عیار بصورت خدمتگار میرے دربار مین آیا تھا اُسے عمرو نے گرفتار کر لیا اب سب کو اعتبار ہو گیا
کہ اُسنے دل وجان سے اطاعت کی اور جب مروارید گہر ریز کو دیدیا تو کہا اب میری شادی ساتھ
صرصر کے کر دیجیے مین راضی ہو گئی صرصر سے جو کہا اُسنے نہ مانا بگڑ کے مجھسے باہر چلی گئی بعد تھوڑی
دیر کے عمرو نے شراب کا چرچا کیا شراب پی پیکر سب بیہوش ہوے مین بھی بیہوش ہو گئی اب
وہ دونون زن وشوہر کو لیگیا افراسیاب نے کہا صرصر کو بلاؤ جا کر خبر لائے یہ ذکر تھا کہ ملکہ
صرصر شمشیر زن مُلتفت ہوئی آئین افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر جاؤ دربار مہرخ مین ذرا
دریافت تو کرو کہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز پر کیا گذری صرصر یہ سنکر یہان سے روانہ ہوئی اب
دربار ملکہ مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہی کہ دربار مہرخ کا آراستہ و پیراستہ ہی سب ساحران نامی و سرداران
گرامی جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ ابھی تک عمرو و برق واپس ہو کے نہین آئے نہین معلوم اُنپر
کیا گذری کہ اول برق فرنگی تڑپتا ہوا آ کے پہونچا سب حال اُسنے مفصل بیان کیا کہ خواجہ نے
زن وشوہر کو لیا دربار حیرت کا لوٹا افراسیاب آگیا اُستاد گلیم اوڑھ کے بھاگے یقین ہی کہ وہ بھی
آتے ہون برق یہ باتین کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی آ کے پہونچے ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ خیر تو ہی عمرو
نے کہا کیا عرض کرون مین تو آج لُٹ گیا عین وقت پر افراسیاب آگیا ہم بھاگے دو صند وقچے
جواہرات کے میری کمر مین تھے وہ بھاگتے وقت کہین گر گئے اب مہاجنون کا بلوہ ہوگا مگر اُنکا روپیہ ضرور
ادا کرینگے ورنہ اعتبار جاتا رہیگا اُسی وقت ملکہ مہرخ نے دس توڑے منگوا کے حاضر کیے کہا خواجہ
یہ تو حاضر ہی عمرو نے کہا خیر جو ملا وہی سہی مین قرض اور کسی سے لیکر ادا کرونگا یہ سود مین داخل کر دونگا
ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ شعلہ خیز و مروارید کو اب نکالیے خواجہ نے دونون کی زبان مین سوزن دیکر
نکالا دونون کو ہوشیار کیا اب جو زن وشوہر کی آنکھ کھلی دربار دُربار خواجہ عمرو کو دیکھا کہ تمام سرداران
نامی و ساحران گرامی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین مرصع دربار تصویر سرداران سے معمور یہ کیفیت دیکھکر
دونون زن وشوہر گھبرائے کہ ابھی تو ہم دربار ملکہ حیرت جادو مین بیٹھے شراب خواری کر رہے تھے
یہ کیا معرکہ گذرا کہ ہم دونون زن وشوہر یہان آگئے یہ دونون اس سوچ میں متحیر و متردد تھے
کہ خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے شعلہ خیز و اے مروارید گہر ریز اب بہتر تمھارے واسطے اسی مین
ہی کہ اطاعت مذہب اسلام کرو مہرخ و بہار نے بھی بہت سمجھایا مخمور نے اُٹھ کر کہا تم خوف نہ کرو دیکھو

افراسیاب نے ہمارا کیا کر لیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے جو قصد کیا وہی کر لیا کبھی ہمکو قید نہ کر سکا اور یہ بھی تمنے سنا ہوگا کہ میعاد طلسم تمام ہوئی انشاء اللہ افراسیاب کو قتل کرینگے اب کیا افراسیاب زندہ بچیگا یہ سنکر زن وشوہر نے آپسمین اشارے کیے کہ جان بچانا ضرور ہو ظاہر مین تو اطاعت کرو عمرو کو گرفتار کرکے لیچلین یہ اشارے کرکے دونون پکار اُٹھے ای ملکۂ عالم ہم دونون زن وشوہر دل وجان سے اطاعت کو حاضر ہین ہمارے شریک ہونے سے آپ کو بڑا فائدہ ہوگا مہرخ نے فوراً حکم دیا کہ زبان سے دونون کی سوزن نکالو حکم کی دیر تھی فوراً سوزن نکالی گئی پہلوے تخت مین دونون کو کرسیان ملین دونون اُن کرسیون پر آکے بیٹھے کہ رہے ہین ای ملکہ مہرخ ہم مقام لوح کا بتائینگے مرحلہ جات کی بھی فکر کرینگے پردۂ ظلمات کے بھی حال سے بخوبی آگاہ ہین وہ سب راستے عرض کرینگے مگر دلون مین دونون کے یہی خیال ہو کہ آج ہی رات کو اپنا کام کرینگے عمرو کو گرفتار کرکے لیجائینگے ظاہر مین یہ باتین کر رہے ہین کہ ہم راستہ بتائینگے جا بجا مدد کرینگے لیکن صرصر جو واسطے دریافت کرنے ان دونون زن وشوہر کے حال کے چلی تھی دربار مین ملکہ مہرخ کے آکر دیکھا یہ دونون زن وشوہر مسلمان ہوگئے ملکہ مہرخ کے شریک ہوے کرسیون پر بیٹھے باتین کر رہے ہین صرصر نے یہ حال بمصیبت مآل اپنی آنکھون سے دیکھا بیقرار ہوکے بھاگی خدمت مین حیرت و افراسیاب کے آئی عرض کی حضور زن وشوہر دونون مسلمان ہوگئے دربار مین بیٹھے کہ رہے ہین کہ ہم چلکر پردۂ ظلمات فتح کرائینگے لوح بھی دلوا دینگے یہ سنکر افراسیاب جادو غصے مین کانپنے لگا کہا ای ملکہ حیرت حقیقت مین اگر یہ دونون زن وشوہر لشکر مسلمانان مین رہ گئے مدت سے راز ونیاز بتائینگے رازداران طلسم سے ہین یہ کہکر افراسیاب نے صرصر سے کہا جسطرح بنے آج رات کو ان دونون کو پکڑ لاؤ ای ملکہ حیرت سو ہزاران دونون کو سزا دینا حیرت نے کہا ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن تو یہان سے فکر مین ان دونون زن وشوہر کے چلی لیکن شام کو دربار ملکہ مہرخ کا برخاست ہوا ملکہ بہار طرف اپنے خیمے کے چلین خیال بادشاہ ہمجاہ کا بندھا ہوا ہی کنیزون نے جو بہار گلعذار کو پریشان دیکھا عرض کی واری کیسا مزاج ہی آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہین بہار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا کہین دیکھین فلک کیا دکھائے کب یہ مصیبت ہمارے سر سے دفع ہو

نظم

کب تک وہ زلف دیتی ہو آزار دیکھیے	کٹتی ہو کسطرح سے شب تار دیکھیے

بیمار عشق مرتے ہین اس اشتیاق مین
رغبت کی آنکھ ڈالیے ذرّون کی طرح سے
بے موت دو دو مرتے ہین عاشق خبر نہین
جاتے ہین کوے یار سے ہم ایسے ہو لیے تنگ
آہستہ پاؤن رکھیے قیامت نہ کیجیے
طاؤس و کبک کو ہی نکل چلنے کا خیال
بلبل کی طرح عشق جو ہمکو چمن سے ہو
قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
چن چن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہی
عاشق مسیح بھی تمھین کہتے ہین مہربان
مشتاق دل ہی جنبش ابروے یار کا
سو دیکھین ابروؤنکے ہون وہ ماہ ڈھونڈھتا
عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار

پی جائیے جو شربت دیدار دیکھیے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے
ای شاہ حسن پرچہ اخبار دیکھیے
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے
چلتا ہی یار کونسی رفتار دیکھیے
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے
کیا لوٹیے جو دولت دیدار دیکھیے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے
حال اُسکا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے
چلتی ہی کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے
جسمین کہ چاند دیکھکے تلوار دیکھیے
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

صرصر کنیزون مین ملکہ بہار کی ملی ہوئی ہی ایک کنیز سے پوچھا ہوا شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز پر کیا گذری اُس کنیز نے جواب دیا ایک بارگاہ اُنکو رہنے کو ملی ہی ملکہ مہرخ نے بڑی خاطر کی اب اُنکو عمدہ افسری ملیگا صرصر شمشیر زن یہ سنکر خاموش ہو رہی ایک کنیز سے پوچھا خواجہ عمرو کہان ہین اُسنے جواب دیا آج اُنھون نے سویرے سے آرام فرمایا ہوگا یا کسی بازار مین ہونگے صرصر شمشیر زن ہمراہی بہار گلعذار سے الگ ہوئی جا بجا سے خبرین دریافت کرتی ہوئی قریب بارگاہ شعلہ خیز کے پہونچی دیکھا دروازے پر حاجب دربان نگہبان حاضر ہین یہ دونون زن وشوہر کبھی باہر آتے ہین اور کبھی اندر جاتے ہین اسی فکر مین ہین کہ ذرا زیادہ رات جائے تو ہم عمرو کو گرفتار کرکے لیجائین سامنے افراسیاب و حیرت کے لیجا کے قتل کرین اسکے خون سے ہاتھ بھرین حکم سامری و جمشید مین رخنہ ڈالین اسی ظالم نے ہمارے ساتھ یہ آفتین برپا کین ہم بدلا ضرور لینگے باہر کھڑے ہوے تھے یہ کہتے ہوے بارگاہ مین آئے دونون زن وشوہر یہی صلاحین آپسمین کر رہے ہین صرصر نے کنارے آکے رنگ و روغن

عیاری کا نکالا خواجہ عمرو کی شکل بنکر تیار ہوئی جھپٹ کے دربارگاہ شعلہ خیز پر آئی دونون زن و
شوہر نے جو سنا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین دونون باہر نکل آئے کہا خواجہ صاحب ہم ابھی
آپ ہی کا ذکر کر رہے تھے آپ کی وجہ سے ہمنے بڑے مرتبے پائے ملکہ مہرخ نے بہت سرفراز کیا
ہم بھی وقت پر کام آئینگے راستے بتائینگے طلسم ہوشربا بہت وسیع مقام ہی وہ راستے ہم بتائینگے صرصر
ہان ہان کرتی جاتی ہی کہا اے شہنشاہ مین براے انتظام لشکر آیا تھا جی چاہا تمھاری بارگاہ مین
چلین ایک جام شراب پین کوئی گلابی ہی شعلہ خیز نے عرض کی حاضر ملکہ مہرخ کو خدا سلامت رکھے
اُنھون نے سب سامان عیش و نشاط ہمارے واسطے بھیجے ہین کسی شے کی کمی ہی یہ کہکر گلابی لاکے رکھدی
صرصر نے ہتھ پھیری کرکے شراب مین بیہوشی ملائی جام لبریز کیا چند شعر بھی سنائے جام بھر کے پہلے شعلہ خیز
کو دیا شعلہ خیز نے کہا بھی کہ خواجہ آپ نوش فرمائیے صرصر نے کہا یہ ادب کے خلاف ہی ایک ایک
جام آپ پی لین تو پھر مین بھی پیون شعلہ خیز بے اندیشۂ انجام پلیا دوسرا جام مروارید گھر ریزکو پلایا
با بیان چھیڑ کے یہ غزل گانے لگی

غزل

افزا لشون پہ تھا قلق دل تمام رات — کاٹی ہی ہمنے یار بہ مشکل تمام رات
ہر لحظہ ولین شوق شہادت کے جوش تھے — ہمکو رہا تصور قاتل تمام رات
محظوظ تھا وہ دیکھ کے اپنا فروغ حسن — آئینہ ماہ کا تھا مقابل تمام رات
فرصت نہ پائی ریزش گریہ سے ایکدم — جاری رہا ہی قافلۂ دل تمام رات
کیا پوچھتے ہو عاشق مضطر کی سرگذشت — بیتابیان تھین صورت بسمل تمام رات
فرصت نہین تصور جانان سے ایکدم — رہتا ہی سامنے مہ کامل تمام رات
دامن مین آکے اشک ٹپکتے ہین اے نسیم — لٹتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات

دونون زن و شوہر شراب پیکر بیہوش ہوئے صرصر نے دونون کا پشتارہ باندھا سر اُنچہ چاک کرکے
پیچھلی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی لشکر سے نکل گئی یہان صبح کا وقت ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہین
یہی ذکر ہی کہ اُن ہمکراہون کا کچھ حال نہ معلوم ہوا صرصر اسی فکر مین گئی تھی ابھی تک واپس نہین آئی
صبا رفتار نے کہا حضور استانی شام سے گئی ہین یقین ہی کہ لے ہی کے آئینگی یہ ذکر تھا کہ صرصر زن و
شوہر کا پشتارہ لیے ہوے آگری پہونچی دونون کے پشتارے ڈالدیے کہا حضور یہ دونون دل و جان سے

مطیع ہوئے ہین عمرو کی شکل بنگئی زن وشوہر بھی کہتے تھے کہ ہم راستہ بتائینگے مین نے دونون کو شراب پلاکر بیہوش کیا حیرت نے کہا دونون کی زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کرو اپنا حال زار تو دیکھین یہان تو صرصر نے انکو ہوشیار کیا ان دونون نے اپنے کو دربار حیرت مین پایا حیرت نے کہا کیون نمکحرامو تمنے کچھ ہمارا خوف نہ کیا اگر عمرو تمکو قید کرتا ہم رہا کر سکتے تھے ایسا تمکو جان کا خوف ہوا کہ اطاعت کی دونون نے کہا اے ملکۂ عالم ہمنے مکر سے اُنکا مذہب اختیار کیا تھا آپ نے غضب کردیا ورنہ ہم کا ہمایان کرگے آتے عمرو کو لاتے بی مہرخ کا سر کاٹتے حیرت نے کہا اور ذرا سنئیے ہمکو فقرے دیے جاتے ہین خوب مضمون بنایا اب تمکو وہ سزا ملیگی کہ دیکھنے والون کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے حیرت نے جو یہ کلمات سخت کہے یہ زن وشوہر بھی تو ساحران جلیل ہین نہایت غصہ آیا کہا اے حیرت تخت پر بیٹھکر کیا بیہودہ بکتی ہو دوست کو دشمن بناتی ہو کلمات سخت زبان سے نکالتی ہو جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرچہ ہمنے کیا ویسا پایا یہان تو حیرت و زن وشوہر سے گفتگو ہونے لگی وہان بوقت سحر خواجہ عمرو رات بھر اسی خیال مین رہے کہ دونون کچھ میرے ساتھ مکر نہ کرین یہ سوچتے ہوئے بارگاہ شعلہ خیز پر آئے دیکھا نگہبان رو رہے ہین عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا حضور زن وشوہر بارگاہ مین نہین ہین کوئی چرا کر لیگیا مگر ہم عرض نہین کرسکتے آپ ہی بارہ بجے تشریف لائے تھے اُسوقت سے پھر کوئی نہین آیا عمرو اصل مضمون کو سمجھا کہ کوئی میری صورت پر آیا زن وشوہر کو لیگیا یہ کہکر عمرو اندر آیا زن وشوہر کو نہ پایا پتیرہ صرصر کا بیچا عمرو نے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر آواز دی کہ یارو بڑا غضب ہوا دونون زن وشوہر کو چرا کے صرصر لیگئی یہ کہکر عمرو خدمت ملکہ مہرخ مین آیا کہا اے ملکۂ عالم آپ نے سُنا شہنشاہ شعلہ خیز و مروارید گہر ریز کو صرصر چرا کے لیگئی اب مین لشکر حیرت جادو مین جاتا ہون ملکہ مہرخ نے کہا ہم لوگ بھی آتے ہین اُنکی رہائی مین کد و کوشش ضرور چاہیے ایسا نہو اپنے مقام پر کہین کہ اہل اسلام نے ہماری مدد نہ کی خواجہ عمرو باہر نکلے برق سے ملاقات ہوئی برق نے پوچھا اُستاد خیر تو ہے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا بڑا غضب ہوا شعلہ خیز و مروارید گہر ریز کو تمھاری اُستانی چرا لیگئین برق نے کہا غلام جاتا ہے یہ کہکے برق روانہ ہوا جانسوز و ضرغام بھی چلے مہتر قران کو خبر پہونچی یہ بھی اپنے مقام سے روانہ ہوئے یہان ملکہ مہرخ نے لشکر کو تیار کیا بہار گلعذار نے اپنی کنیزون کو درست کیا مخمور سرخ چشم بھی اُٹھین رعد و برق بھی تدبیر کرنے لگے تمام لشکر مین ہنگامہ پڑگیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو جلد اپنے کو پہونچاو

ایسا نہو وہ بیچارے قتل ہو جائین تو صدمۂ عظیم ہوگا یہ بھی جا بجا چرچے ہین کہ اُنکی نیت کا اُنکو پھل ملا اُنھون نے چاہا تھا کہ مکر سے مسلمان ہوکر خواجہ کو پکڑ لیجائین اُسکا یہ انجام ہوا کہ صرصر شمشیر زن اُنکو گرفتار کرکے لیگئی وہان گفتگو ہوئی تھی حیرت نے عُذر اُنکا قبول نہین کیا سُنا ہی کہ سامان قتل مہیا ہوچکا ہی لیکن عیاران نامی صورتین بدل کے دربار مین حیرت کے پہونچے مقام مناسب پر جا کے ٹھہرے یہان حیرت زن و شوہر پر غصہ کر رہی تھی کہتی ہی ای نمکحرامو تمنے غضب کیا جاتے ہی اطاعت کرلی اگر مسلمان ہوئے قتل کا ارادہ کرتے ہم تمھارے چھڑانے مین عاجز تھے اگر قید ہوتے رہا کرکے لاتے ظلمات سے نکلتے ہی آفت مین مبتلا ہوگئے ہمنے ہر مقام پر خبر لی اپنے کو آفت مین پھنسایا مگر تمکو بچایا اور پردۂ ظلمات کیا تھا او بچایا تمکو غیرت نہین آتی اب سارے طلسم مین مشہور ہوگا کہ نمکحرام ہمارے کیے انجام بخیر نہوا شعلہ خیز نے جھلا کر جواب دیا او حیرت کیا بیہودہ بکتی ہی تخت پر بیٹھکر ایسی اترائی حقیقت مین اہل اسلام کا مذہب حق ہی ہماری نیت کا ہمکو پھل ملا ہماری نیت خراب تھی لیکن بآواز بلند کہتا ہون مین اب صدق دل سے مطیع مذہب اسلام ہوا اگر کوئی عیار یا ہرکارہ موجود ہو تو خواجہ عمرو سے خبر کرے غلام آپ کا بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوا لیکن غلامون کو مہلت نہ ملی راہی ملک عدم ہوئے ہمکو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجے گا ملکہ مہرخ کی خدمت مین آداب و تسلیمات پہونچاو اور وضح ہو کہ غلام راہی ملک عدم ہوے ہماری نیت کا انجام بد ہوا جیسا کیا ویسا پھل پایا مثل مشہور ہی چاہ کنندہ را چاہ درپیش یہ جو پکار کے شعلہ خیز و مرواریدنے کہا تمام دربار مین حیرت کے غریو بلند ہوا حیرت نے کہا ہم تو بخوبی جان چکے تھے کہ تم دونون دل سے مطیع اسلام ہوے ملکہ حیرت نے کہا مین ابھی قتل کرتی ہون اگر قید کرتی تو شاید ساربان زادہ کچھ فتور برپا کرتا اب کیا ہو سکتا ہی یہ کہکر حیرت نے پکار کر آواز دی جلاد کو بلاؤ یہ کہنا تھا کہ صف سے ایک جلاد نکلا ڈھاٹا باندھے ہوے خنجر برہنہ چمکاتا ہوا حیرت نے پکار کر آواز دی دونون کو قتل کر جلاد جھپٹ کر دونون کے قریب آیا زنجیرین پکڑ کر جھٹکا مارا کہا ای گنہگارو سر جھکا کر بیٹھو بادشاہ سے سخت کلامی کرتے ہو اب قتل کیے جاؤ گے امان نہ پاؤ گے چپکے سے کہا ای شہنشاہ شعلہ خیز منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری تمھاری رہائی کو آیا ہون تم دونون زن و شوہر کی زبان سے سوزن لیتا ہون خوب سمجھکر اُٹھنا ملکہ مہرخ وغیرہ بھی تمھاری مدد کو آتی ہین اب نہ گھبرانا شعلہ خیز مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مرواریدسے اشارہ کیا

ہمارے مددگار آگئے اب کیا خوف ہی وقت رہائی آگیا عمرو نے پکار کر کہا ای ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ کے
دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانا کام ساحری و جمشید کا حیرت نے کہا جلد قتل کر تین حکم برابر دیے عمرو نے ظاہر مین
خنجر چمکایا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

تصنیف مصنف

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شید اہوا
مرا مکر ہی گاشن قیل و قال
نشان تھاری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو نے نعرہ کرکے دونوں کی زبان سے سوزن لیا دونوں تڑپ کے
اٹھے ایک بڑے جادوگر کے پہلو مین مہتر برق فرنگی کھڑا تھا نعرہ کرکے خنجر مارا وہ تڑپ کے گرا نعرۂ برق

تصنیف مصنف

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی
اٹھے ایک جادوگر کو بغدہ مار کے نعرہ کیا

زعیاری من بہ لرزد زمین
چو من تیغ کین برکشم از غلاف
بمیدان جنگ آوران نامورا

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
پھلا و اہون مین نام بھی برق ہی
نعرہ کیا **نعرۂ مہتر قران**
منم مہتر ذی حشم نامدار
فتد لرزہ در کوہ و دشت مصاف

کہ استاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا
ایک جانب مہتر قران کھڑے
منم مہتر و گرد میدان کین
لقب گشت مہتر قران ذوالفقار
منم افسر مہتران عمرو

ایک ایک عیار نے ایک ایک افسر ناممی کو مارا یہ زن و شوہر اپنے
مقام سے تڑپ کے اوٹھے سحر کرکے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو نے اس اندھیرے
مین جال مارا کسی کی کلاہ کسی کی پگڑی عورتون کے دوپٹے تاجدارون کے تاج سب کھینچکر زنبیل کیے
حیرت نے جو دیکھا دونون سحر کرکے باہر نکلے جادوگرون کے مرنے سے اندھیرا ہوا ہوا ے تند چل رہی ہی
ایک دستک دی شعلہ چمکا اندھیرا طرف ہوا دوڑی ہوئی باہر آئی دیکھا لاکھون جادوگرون نے دونون کو گھیرا ہی
لیکن شعلہ جوالہ کیطرح اس بلوے مین لڑ رہے ہین جس غول پر جا پڑے برقین چمکائین خنجر گرائے کہ زمین ہلا دی
وس بیس ہزار کو مار الڑتے بھڑتے آگے بڑھے حیرت نے پکار کر آواز دی خبردار یہ جانے نہ پائین سب ملکے انکو گھیر لو

بڑے بڑے افسر بڑھے چہار جانب سے سحر ہونے لگے کسی نے برف برسائی کسی نے خنجر گرائے خنجر سے سر مروارید زخمی ہوا شعلہ خیز نے بڑھکر آگ برسائی خنجر گرائے اُس جادوگر کو بڑھکر مار ا جسنے مروارید کو زخمی کیا تھا جب طرف سے اُسپر سحر کی بوچھار ہی جسنے بڑھکر سحر کیا اُسکو للکار اکئی سحر جادوگرون کو مار احیرت نے بڑھکر دستک دی برق چمک کر گری سر شعلہ خیز کا بھی زخمی ہوا اب دونون لڑکھڑائے یقین تھا کہ گرفتار ہو جائین کہ ہوائے سرد چلی نعرہ ہوا منم ملکہ بہار جادو اُترتے اُترتے گلدستہ جو چلا آسمان سے پھول برسنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچے چٹک کر گل ہوئے عندلیبانِ خوشنوا نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

بہار غنچگی دیتا ہی جو دل خستہ ہوتا ہی
پس از خندیدگی کُھلا کے گل سربستہ ہوتا ہی

نشگونِ وصل ہی رنج جدائی چشم عرفان مین
کہ بعد از قطع شاخین ملکے اک گلدستہ ہوتا ہی

معانی زخم خوردہ لفظ ٹکڑے بندشین ابتر
دل عاشق کی صورت شعر اپنا خستہ ہوتا ہی

ہمین ذی ہمتی صیاد ظالم کیون دکھاتا ہی
کب آزادی کے قابل طائر پر بستہ ہوتا ہی

بھلا آسان ہو کیونکر موشگافی فکر مشکل کی
کہ ہر عقدہ بشکلِ زلف بستہ بستہ ہوتا ہی

کچھ ایسے دونون مصرع ایک ہو جاتے ہین مضمون مین
کہ سامع کو گمان ابرو پیوستہ ہوتا ہی

عندلیبانِ خوشنوا نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ ملکہ حیرت جھومنے لگی لیکن زوجۂ افراسیاب ہو زمین سے ایک طائر نکلا آواز دی ای ملکۂ عالم آپ زوجۂ افراسیاب ہین ساحرۂ لاجواب ہین ہوشیار ہو جیسے حیرت کو ہوش آیا ہوش آتے ہی بہار پر جا پڑی اسطرح کے سحر کیے ابرو ہلائے خنجر چمکائے کہ سر بہار کا زخمی ہوا ملکہ حیرت چلی زمین سے چند قدم اونچی ہوئی منظور یہ ہی کہ بہار کا سر کاٹ لون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا دونو کانون پر ہاتھ رکھکر گڑگڑا کر کے چیخ ماری حیرت اُلٹ گئی کئی سحر کے سر پھٹے کئی سحر لڑکھڑا کر گرے مانے جو بیٹے کے آواز سنی چمک کر گری کہ سر کاٹ کر حیرت کا نکل جاؤن گئی سحر بیٹے سد راہ ہو کے اپنے سر کٹوا دیے مگر حیرت کو بچایا اب رعد و برق گرنے لگے رعد کی گڑگڑاہٹ برق کی چمک ایک طرف سے مخمور ہو نچی ملکہ حیرت سب کے سحر روک رہی ہی قصد ہی کہ شعلہ خیز و مروارید گھر ریز کو مارون سردارون نے سینے سپر کیے لاشون سے میدان بھر دیے مگر حیرت بھی کڑک کڑک کے گر رہی ہی جسپر گری اُسکو زخمی کیا صفین کی صفین درہم و برہم کر دین کسی کے روکے سے نہین رکتی نہایت حیرت کو بھی غصہ ہی ہر مرتبہ یہی کہتی ہی کہ آج ان مسلمانون کو نہ نکلنے دونگی بڑے گستاخ ہو گئے ہین بارہ چودہ جادوگر جو مدد کو آئے تھے وہ بھی لڑ رہے ہین

حیرت کا ارادہ ہے کہ ان سبکو گرفتار کرلون ہر چند کد و کاوش کرتی ہے یہ سردار بھی جان لگا رہے ہین حیرت پر سحر کی بوچھار ہے کہ ڈنکے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بہ فر فریدونی و بہ حشمت جمشیدی مع کل لشکر کے آگے آگے بہو بختیار باغبان قدرت پایۂ تخت ملکہ مہرخ پر ہاتھ رکھے ہوئے چلا آتا ہے ایک طرف معمار قدرت ایک طرف ملکہ گلچین زوجۂ باغبان سردارون نے آتے ہی بلوہ کیا شعلہ خیز و مرواریدکو تخت ہوادار پر سوار کیا سردارون نے ہوادار کو گھیر لیا سردار لڑنے لگے ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار در دمند حیرت خود پسند تخت کی پابند ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہو رہی ہے مگر ملکہ مہرخ نے اشارہ کیا لڑتے بھڑتے نکل چلو اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ جنکو لینے آئے تھے انکو لے لیا سردارون نے جمکر سحر کیے لشکر حیرت ذرا ہٹا تھا کہ سرداران اسلام لڑتے بھڑتے نکلے ہر چند حیرت نے روکا یہ لوگ نہ رک سکے لڑبھڑ کر نکل گئے آخر حیرت رنجیدہ و کبیدہ پلٹی طرف افراسیاب کے چلی کہ جاکر افراسیاب سے یہ حال کہون اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوئے

دو کلمۂ داستان شجاعت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران روانگی امیر برائے شکار روانہ کرنا افراسیاب کا تہدید بلند رکاب جادو کو برائے انتظام لشکر مسلمانان پلٹنا صاحبقران کا شکار سے و بدعت تہدید باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

بیا ساقیا جام صہبا بیار	رحیق مصفا چو روے نگار	بیا ساقی ماہ طلعت بیا
بیا صاحب شان و شوکت بیا	ز دیدار رویت شوم بہرہ مند	تو سیم بہ اوصاف او سطر چند
بیا ساقی ماہوش بے نقاب	زلیخاے گلگون بیار آفتاب	زحت ماہ چرخ جلالت شعار
قدت سرو گلزار عز و وقار	سمن بو شکر لب دل آرام من	ز جامت شود عیش انجام من
منم قمری سرو بالاے تو	بیا بر سر چشم من جاے تو	توئی رونق محفل عاشقان
توئی شمع بزم فصاحت نشان	بدل اشتیاق تو ای سیمبر	ز ہجر تو بیتاب و غمگین و تسم
دلم مثل ماہی طپد در فراق	ستم کرد این چرخ نیلی رواق	ز ہجر تو بیتاب ہجران نصیب
ز وصل تو محروم حرمان نصیب	بدہ ساقیا جام آتش فشان	کہ در بزم رندان شود امتحان

عیار درشش سرمۂ چشم من
تنگر لب سمن بر بہ صورت پری
ز رفتار قلب و جگر پائمال
معطر دماغم ز خوشبوے تو
صنم مائل روے زیباے تو
رقم گشت با عز و جاہ و وقار

بہ پیش قدرت پست سرو چمن
دو ابروی او خنجر آبدار
بزیر قدم گشت سر پائمال
زخود رفتہ بر یاد رفتار تو
نہال بہشت است بالاے تو

دہن غنچۂ گلشن دلبری
نگاہش برد صبر و ہوش و قرار
صنم عندلیب گل روے تو
صنم محو دیدار و گفتار تو
قمر داستان جلالت شعار

سپہرہ شہور شعاران شمشیر زن و دلاوران جرات نشان صف گزار اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر سخن سنج وغواص دریای ہوش ؛ چنین ریخت گوہر بہ دامان گوش ؛ افراسیاب جادو باغ سیب مین فردکش ہی انسین جلیسین حاضر ہین کہ یکایک نامہ لقا کا آیا ساحر نے لا کر دیا افراسیاب نے حکم دیا پڑھو سرمایہ برف انداز نے بہ آواز بلند پڑھنا شروع کیا مضمون یہ تھا کہ او بندۂ خاطی قدرت کو کتنا زمانہ گذرا تیرے حوالی مین آئے ہوئے ان بچاؤنکو بھیجا کہ جو غرور کرتے ہین قدرت کو غرور پسند نہین جب غرور کرینگے قدرت غارت کردیگی کسی ایسے کو بھیج کہ جسمین غرور نام کو نہو قدرت کی خوشی پر کام کرین افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مار اکہا بار مین کیا کرون مین نے کیسے کیسے ساحر بھیجے اور وہان جاکر مارے گئے شدید بلند رکاب کو بلاؤ یہ جبا افراسیاب نے کہا آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام مخزون و ناکام فیل خرام بارہ ہزار ساحر پشت پر لیے گرد آگے پہونچا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا خدمت خداوند مین جاؤ خبردار غرور نکرنا ورنہ قدرت غارت کردیگی ایک بات کا اور لحاظ رکھنا اپنے کو عیارون سے بچانا اگر عیارون سے اپنے کو بچایا سب مسلمان غیر ساحر ہین صرف حمزہ عرب مالک اسم اعظم الٰہی ہی اُس سے خوف کرنا شدید نے کہا مجھے سب باتون کا خیال رہیگا ایکدن مین سب کا خاتمہ کردونگا اور بھی فوج افراسیاب نے ساتھ کردی ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوا برلے ملاقات خداوند جاتا ہی ور دیان فوج کی نئی اسباب عمدہ کے سانٹ چھکڑے لدے ہوئے منزل بمنزل جاتا ہی پہلوے کوہ مین ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ کوہستان کہتے ہین حاکم وہان کا چاوش قزاق ہی اپنے قلعہ پر بیٹھا ہوا صحرا کا تماشا دیکھ رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی آمد فوج شدید شروع ہوئی چاوش نے دیکھا چھکڑون پر صندوق لدے ہوے اُن پر غلاف مخمل کاشانی کے اہالی فوج وردیان زرق برق پہنے

اس سنج دہج سے اگرد اس صحرا مین فروکش ہوا چاوش قزاق لشکر کو دیکھکر بیقرار ہو گیا اپنی بارگاہ مین آیا
وزیرون مشیرون کو جمع کیا کہا یہ لشکر اگر اُترا ہی لاکھون روپیہ کا مال ساتھ ہی کسی طرح اُسکو لوٹ لیا چاہیے
شبرنگ سبک خیز عیار بھی اسکا جلسے مین موجود ہی اُسنے عرض کی اول مین جاکر دریافت کر لون کہ
کسکا لشکر ہی کہان جاتا ہی پھر تدبیر کی جائے کہ وہ بھی ساٹھ ہزار فوج ہی آپکی پچیس ہزار فوج ساٹھ ہزار کو نہین
لوٹ سکتی چاوش نے کہا جاکر دریافت تو کر کہ کون ہین کہان سے آتے ہین کہان جاتے ہین شبرنگ بانہاے
عیاری سے آراستہ ہو کر بشکل فقیر لشکر شدید مین آیا مخفی سب حال دریافت کیا وہان سے آکے سب حال
چاوش سے کہا اور کہا کہ یہ لشکر ساحرون کا ہی شدید بلند رکاب نام ہی برائے مقابلہ مسلمانان جاتا ہی اسکا
لوٹنا مشکل ہی خود ساحر زبردست ہی چاوش نے کہا اے شبرنگ کوئی بات تو نکال تو شبرنگ نے کہا ایک تدبیر
کہ شب کو مین جاکر اُسے بیہوش کرون شل و زدون کے دو چار صندوق ہم آپ چرا لائین اُنمین دو چار
لاکھ روپیہ کا مال ہوگا چاوش نے قبول کیا گیارہ قزاقون کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا شبرنگ پہلوے
بارگاہ شدید پر آیا نقب کھودنا شروع کی غرہ نقب کا بارگاہ شدید مین توڑا گیارہ آدمی اندر پہونچے
شبرنگ نے شدید کو بیہوش کیا بارگاہ مین دیکھا جابجا صندوق رکھے ہین گیارہ قزاقون نے گیارہ
صندوق اُٹھائے لے نکلے شدید کا اسباب سحر کرسی پر رکھا تھا وہ بھی اُٹھا لیا اور جو اشیاء عمدہ دیکھے
وہ بھی لیے اسیطرح اسباب لیکر یہ سب نکلے اپنے قلعے مین آکر صندوقون کو توڑا بڑا اسباب نکلا کئی لاکھ
روپیہ کا اسباب تھا خوب آپسمین تقسیم کیا مطمئن ہو کر بیٹھ رہے میان شدید کی جو آنکھ کھلی حیران ہوا کہ اسباب
کیا ہوا اسباب سحر بھی ندارد ملازمون کو بلایا چوکی پہرے والون پر غصہ کیا آخر اُس نقب کو دیکھا جادوگر
کہنے لگے یہ تو کسی بڑے بھاری جادوگر کا کام ہی شدید نے کہا قسم ہی سامری و جمشید کی جبتک اُس
چور کا پتا نہ لگے گا یہان سے نہ جاؤنگا خداوند لقا نے یہین سے تقدیرین خلاف کرنا شروع کین مجھ ایسے
جادوگر کا مال چوری جائے اور پتا نہ ملے بڑے افسوس کی بات ہی یہ بات مشہور ہوگی تو مین بدنام ہونگا
سب ساحرون نے کہا بہت مناسب ہی شدید نے کہا یقین ہی کہ اسی صحرا مین اُن چورون کا مقام ہو
گینڈے پر سوار ہو کر چہار طرف صحرا مین جاتا ہی پتا بھی لگاتا ہی نشان نہین ملتا ایک دن طرف قلعہ
کوہستان کے نکل گیا دیکھا ایک چھوٹا سا قلعہ پہلوے کوہ مین واقع ہی شدید کھڑا ہو کر دیکھنے لگا
بالاے قلعہ کمرے مین پردے پڑے تھے یکایک پردہ اُٹھا دیکھا ایک نازنین چہاردہ سالہ نوجوان

کمسن دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس مطول پہنے ہوے تیر ماکر پیچھے ہٹی شدید جمال دیکھکر بیتاب
ہوگیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عرصۂ دراز تک گھڑا رہا شمع شعلہ خو بھی جادو تق کی تیر ماکر
کنارے ہوگئی مگر اسنے دیکھا کہ وہ شخص حیران حیران کھڑا ہے بحسرت طرف پردے کے دیکھ رہا ہے شمع
کمسن ہے طبیعت کو اسکی بھی لگاؤ ہوا مگر شرما کر پردہ چھوڑ دیا شدید آخر گھڑے گھڑے چلا آیا لیکن نہایت ہی
بیقرار ہے لیے لشکر مین پلٹ آیا کھانا بھی نہ کھایا دن بھر تڑپ تڑپ کے کاٹا شام کو پریشان ہوکر اٹھا
ساتھ والون نے پوچھا آج حضور کا مزاج کیسا ہے دن کو خاصہ بھی نہین نوش فرمایا شدید کا دل بھرا تھا
کہا یارو اگر اُس قاتل کو پاتا دامن تھام کر کہتا نظم

مہربانی ہے دم مرگ یہ ای یار عبث
دیکھنے آئے ہین کیفیت گلزار عبث
کونسی بے ادبی کی جو کہا حال اپنا
ہونہ آزردہ کہین کرتے ہو تکرار عبث

دیکھنے آئے ہو تم صورت بیمار عبث
آپکے تحمل طبیعت سے اب امید نہین
ہمسے بل کرنے لگے گیسوئے خمدار عبث

غم نہ تھے داغ جگر سپر کو افسوس کہ ہم
لوٹنے آئے ہین ہم دولت دیدار عبث
ہان تو ہمسے جو کہتا ہے وہ عیار نسیم

اسطرح رو رو کر یہ شعر پڑھے کہ مصاحب پوچھنے لگے حضور کیا معرکہ
گذرا شدید نے رو رو کر بیان کیا کہ سامنے قلعۂ کوہستان ہے وہان ایک آفت جان کو دیکھا
مائل ہوا اب جاتا ہون صبر مجھسے نہین ہو سکتا سحر کرکے اٹھا لاؤنگا لاکر قدمون پر سر رکھونگا کیا عجب
کہ قبول کرلے سب خاموش ہو رہے شدید چھپٹا ہوا زیر قصر آیا شمع قصر پر بیٹھی تھی شدید نے یہین سے سحر کیا
شمع بیہوش ہوگئی شدید سحر کرکے کمرے پر آیا شمع کو اٹھایا پر پرواز پیدا کرکے اپنے لشکر مین آیا اسباب عیش
مہیا کرکے شمع کو مسند پر بٹھایا سحر اتارا ہوشیار کیا ہاتھ باندھکر قدمون پر گرا شمع نے کہا ای شخص تو کون ہے
مین اپنے مکان سے یہان کیونکر آئی شدید نے سب اپنا حال بیان کیا مال کا غائب ہونا اسکی تلاش مین
جانا جمال دیکھکر عاشق ہونا سحر کرکے اسکو اٹھا لانا سب بیان کیا شمع نے سر جھکایا کہا ای شدید مجھے
تجھسے انکار نہین لیکن اس حوالی مین ایک بادشاہ ہے وہ بھی ساحر ہے محکوم جادو اسکا نام ہے
میرے باپ نے اسکے ساتھ مجکو منسوب کیا ہے اُسنے تصویر بھی میری منگائی تھی اسی مہینہ مین شادی کا
سامان تھا یہان یہ کیفیت ہوئی والد ضرور اُس سے اطلاع کرینگے وہ ضرور فساد برپا کریگا ایک ہفتہ
تامل کرو مال بھی تمہارا والد ہی چرا لیگئے ہین شدید نے کہا مین اپنے مال کے واسطے قیامت برپا کردونگا
قلعے مین آگ لگا دونگا اگر ابھی اشارہ کرون اور سحر کرون ملازم اُسکے اُسکو قتل کر ڈالین مگر ہے

آفت برپا کرونگا محکوم جادو میرا کیا کریگا شمع نے کہا بہتر ہی مین تو تمہارے پاس موجود ہون ایک ہفتہ تامل کرو آئندہ اختیار ہی شدید تو خاموش ہو رہا صبح کو چاوش کو خبر ہوئی کہ بیٹی کوٹھے پر سے غائب ہو گئی اسنے فوراً محکوم کو نامہ لکھا کہ ای فرزند یہان یہ معرکہ گذرا منسوبہ تمہاری غائب ہو گئی سنتے ہی محکوم گھبرا گیا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر قلعۂ کوہستان مین آیا پوچھا ملکہ کہان سے گم ہو گئی چاوش نے کہا کوٹھے پر سے غائب ہو گئین محکوم نے کہا یہ تو کسی ساحر کا کام ہی مجکو وہان لیچلیے مین ابھی پتا لگا لونگا کسکی مجال ہی کہ میری معشوقہ کو رکھ سکے یہ کہکے کوٹھے پر آیا نقش پاے شدید کا دیکھکر خاک اُٹھائی اور خاک ملا کر اُسکا پتلا بنایا سحر کیا آواز دی بتلا تو کون ہی کہ ملکہ شمع کو لے گیا پتلے نے مثل انسان کے آواز دی شدید ملازم افراسیاب جسکا لشکر صحرا مین اُترا ہی وہ ملکہ شمع کو لیگیا فلان بارگاہ مین اُسکو رکھا ہی یہ سنتے ہی محکوم نے کہا ابھی جاکر آفت برپا کرتا ہون یہان شدید نے بھی کچھ لوگ تیار کیے تھے کہ قلعہ پر جاکر آگ برساؤن اپنا مال اُس سے واپس لاؤن کہ دیکھا آگے آگے محکوم پشت پر بارہ ہزار جادوگر ایک جانب چاوش بڑے زور و شور سے آتا ہی محکوم نے بڑھکر نعرہ کیا او شدید تو نے بڑا غضب کیا پرائے ناموس پر ہاتھ ڈالا دیکھ تو کیا کرتا ہون نعرہ کر کے لشکر شدید پر آگ برسائی خنجر گرائے منظور یہ ہی کہ لڑتا بھڑتا خیمے تک جاؤن ملکہ کو نکال لاؤن شدید کے دو چار ہزار جادوگر جو مارے گئے اب سنبھلا سحر کرنا شروع کیے اسکے ساحرون پر تلوارین گرائین کئی سو کے سر اُڑ گئے عیار شدید کا ساحر بھی ہی اور عیار بھی ہی یہ بھی ایک طرف کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی محکوم نے جو دیکھا کہ شدید ساحر زبردست ہی بارگاہ ملکہ پر اندھیرا کر دیا کہ بارگاہ نہین معلوم ہوتی محکوم نے سوچا لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور کسی فطرت سے ملکہ کو لونگا چاہا کہ تڑپ کے بگلون پر پرواز پیدا کیے شدید نے کارد اپنی جھولی سے نکالی اپنے خون سے اُسکو رنگین کیا محکوم پر کھینچ ماری سینۂ پر کینہ پر محکوم کے پڑی پشت کو توڑ کر نکل گئی اب ساحرون پر اسکے جا پڑا کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے کچھ پکڑے گئے دم بھر مین قیامت برپا ہو گئی اب شدید قراقون پر گرا سحر جو کیا آپس مین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا چاوش پر ایک گولا مار دیا اُسکا بھی سر پھٹا قراقون کو گھیر گھیر کر مارا لڑائی فتح کر کے پلٹا بڑی خوشی ہوئی قلعے پر بھی قبضہ کیا تین دن اُسی مقام پر رہا دل مین کہا مسلمانون کا خاتمہ کر کے شادی اپنی بڑی دھوم سے کرونگا کہ سب آگاہ ہو جائین یہ کہکر کوچ کیا طرف کوہ عقیق کے چلا یہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو ایک ہفتہ گذرا کہ لقا کے میان سے طبل جنگی نہین بجا معرفت عیاران

ظاہر ہوا کہ افراسیاب کو نامہ لکھا ہی جادوگر کا انتظار کر رہے ہین جب کوئی ساحر آئیگا طبل جنگی بجیگا اب آخر
وقت ہی صاحبقران بیرونِ بارگاہ جلوہ فرما ہین کہ آسمان پر ابر آیا کچھ بوندیان بھی پڑین امیر نے فرمایا عرصۂ
دراز سے شکار کا اتفاق نہین ہوا ہی بادشاہ جمجاہ سے متوجہ ہو کر فرمایا اگر حضور کے خلاف نہو تو شکار کھیل
آؤن بادشاہ نے کہا بسم اللہ مگر حضور جانتے ہین بختیارک ایسا دشمن موجود ہی جسوقت سنیگا کہ حضور
لشکر مین نہین ہین ضرور فساد برپا کریگا شب کو رہنے کا ارادہ نہ فرمائیگا امیر نے فرمایا انشاء اللہ دوپہر سے
پیشتر چلا آؤنگا مگر بادشاہ نے کچھ فوج بھی ساتھ کر دی مقبل غلام کو ساتھ لیا جانثار خنجر زن عیار ساتھ ہی
صبح کو قراول حاضر ہوئے اُن سب کو ساتھ لیکر صحرا مین آکر شکار کھیلنے لگے عرصۂ دراز تک پرندون سے
ہوا کو خالی کیا فرمایا اس صحرا مین کوئی چرند نہین دو گنوارون نے آکر خبر دی یہان سے تین کوس پر ایک
دھانون کا کھیت ہی وہان چالیس پچاس آہو چرا کرتے ہین صاحبقران مقبل وغیرہ کو ساتھ لیکر چلے
آگے دیکھا بارہ چودہ آہو چر رہے ہین امیر نے سردارون سے اشارہ کیا اپنے اپنے گھوڑے بڑھاؤ فلان
آہو کو ہم شکار کرینگے اور سب کا تم صاحبون کو اختیار ہی اب جو گھوڑے کڑکائے آہو بھاگے کر چھالین بھرتے
ہوئے چلے جس آہو کو امیر نے تاکا تھا اُسی کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی امیر نے بگٹٹ گھوڑا
ڈالا پہر بھر کامل آہو بھاگا ہوا گیا ایک مقام پر آگے چوکڑی بھولا تیر مارا امیر نے اُتر کر بقربانی پہونچایا
پلٹ کے دیکھا ہمارے ساتھ کوئی نہین پہونچا انتظار مین ہین کہ کوئی قراول وغیرہ آجائے تو پلٹین
کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا امیر نے اُسکو بھی تیر مارا وہ بھی گرا اُسکو بھی ذبح کر کے
اُسی مقام پر ڈالدیا کہ صحرا سے گرد اُٹھی ایک جوان دیو خصال کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ مین اپنے
شکار کی جستجو مین چلا آتا ہی شکار جو اپنا پڑا ہوا دیکھا غصے مین کانپنے لگا وہین سے نعرہ کیا اُو اجل گرفتہ
مابدولت کے شکار کو شکار کیا یہ کہکے قریب صاحبقران کے آیا گینڈے سے کودا تیغہ برق تاب پر
قبضہ کیے ہوئے کہا اے جوان اپنے نام سے آگاہ کر تو نے کیا سمجھ کے مابدولت کے شکار کو شکار کیا
امیر نے کہا صحرا مین کسکا اجارہ ہی شکار کو دیکھا تیر مار دیا تیرے نے بھی خطا نہ کی نام نامی تو نے سنا ہوگا
صاحبقران عالی شان دامادِ نوشیروان سرکوبِ لقا یہ سنکر اُس پہلوان نے آواز دی باش
و حمزہ مین تو تیری تلاش مین تھا شمشیر کوہی نخلِ حیات تیرا قلم کرونگا قدرت کو بڑے بڑے
صدمے پہونچائے ہین اکثر بھائی بند ہمارے گئے نہین معلوم کیا اُفتاد پڑی کہ وہ لوگ مارے گئے

مین تیرا سر کاٹ کے روانہ کرونگا امیر کو نہایت غصہ آیا فرمایا او بیحیا دور ہو شنجر کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے پاڑہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا ایک طمانچہ مارا شنجر کوہی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا امیر نے افسوس کیا یہ کیا جہالت سرزد ہوئی شنجر کو دیکھا کہ آنکھین کھولتا ہی امیر کو دیکھکر پھر بند کر لیتا ہی امیر نے فرمایا ای شنجر اُٹھ جہالت کا ثمر ملا اب مین کچھ نہ کہونگا شنجر جھاڑ پونچھکر اُٹھا جُھک جُھک کے سلام کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ جا شنجر نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور کسی سے اِسکا ذکر نہ کیجیے گا جُرات میری مشہور خاص و عام ہی عیب ہین قباح نکالین گے مین جڑ کی بات عرض کرتا ہون امیر نے فرمایا مین اِسکا ذکر نہ کرونگا شنجر کوہی گینڈے پر سوار ہو کر بھاگا تین کوس پر اِسکا لشکر تھا اُسمین جاکر پہونچا بارگاہ مین اکیلا جاکے بیٹھا خیال ذلت مین رو رہا ہی یہان صاحبقران اسی مقام پر اُتر پڑے مقبل نے اگر بارگاہ استاد کرائی صاحبقران نے فرمایا اب دن قلیل ہی انشاء اللہ صبح کو جائینگے سب ساتھ والے بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے امیر دن بھر کے تھکے ماندے تھے خاصہ نوش کر کے آرام فرمایا مگر شنجر کوہی بارگاہ مین اکیلا بیٹھا رو رہا ہی سلیم کوہی عیار اسکا ہی اسنے جو دیکھا کہ آقا بارگاہ مین اکیلے ہین جب سے شکار سے پلٹ کے آئے کسی کو یاد نہین کیا درِ بارگاہ پر آیا پُکار کر آواز دی غلام حاضر ہونا چاہتا ہی شنجر نے کہا آؤ سلیم نے آکر دیکھا شنجر کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عارض پر آنکھون سے آنسو جاری ہی سلیم قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کیون حضور خیر تو ہی مین بہت آپکو مکدر پاتا ہون ملال قلبی بیان فرمائیے غلام علاج کر سکتا ہی شنجر نے کہا ای سلیم کیا بیان کرون حمزۂ عرب سے مقابلہ ہُوا اگر غدر نہ کرتا مارا جاتا مین نے فریب کر کے اپنی جان بچائی مگر ای سلیم جی چاہتا ہی کہ حمزہ مشکین بندھ کر میرے سامنے آئے یا ابھی جان دیدون سلیم نے عرض کی حضور کیون گھبراتے ہین مین حمزہ کو گرفتار کر لاؤنگا یہ کتنی بڑی بات ہی حضور ابھی غلام جاتا ہی رنگ عیاری جماتا ہی کبھی حضور اِن مسلمانون پر کوئی سحرات غالب نہین ہوا یا عیار ہو یا ساحر سحر کر کے پکڑے ورنہ جرأت مین یہ لوگ یکتا ہین مین گرفتار کر کے لاتا ہون سرکار کی خدمت مین خداوند کی روانہ کر دیجیے شنجر کو بہت پسند آیا کہا ای خیرخواہ دولت اگر تو نے یہ کام کیا وہ تیری آبرو کرونگا کہ وزیر اور امیر رشک کرین سلیم یہ سنکر اٹھا طرف لشکر صاحبقران کے چلا اسی فکر مین چلا تھا کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لاؤن پسران عمرو کے دھبہ لگاؤن

دوپہر رات گئے لشکر امیر مین آیا صورت بدلے ہوے پھرتا پھرتا پشتِ بارگاہ امیر پر پہونچا
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا پہر رات رہے دوسرا مُہرہ نقب کا توڑا گیا دیکھا کہ بارگاہ
مثلِ عروسِ شبِ اول آراستہ ہی شمع ہاے مومی وکافوری روشن ہین سب روشنی اُسنے گل کردی
دوشالہ چہرے سے امیر کے ہٹایا امیر غافل سو رہے تھے اُسنے بیہوشی دماغ پر پہونچائی امیر کو
بیہوش کرکے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے لے نکلا شجرِ کوہی رات بھر انتظار مین بیٹھا رہا صبح کو
دیکھا سلیم پشتارہ بدوش آیا شجر نے پکار کر کہا ای سلیم شیر یارُ و باد عرض کی آپ کے اقبال سے
حمزہ کو لایا شجر کوہی خوش ہو گیا کہا ای سلیم تمنے بڑا کار نمایان کیا اب کیا کرنا چاہیے مین حمزہ کو
قتل کرون سر کاٹ کے خدمت مین خداوندی کی بھیجدون سلیم نے کہا ای شہریار حمزہ کے سردارانِ
نامی فرزندانِ گرامی بلاے روزگار ہین اگر خبر سُن پائینگے آپ کے قلعے مین دریاے خون
بہادینگے جان بچانا مشکل پڑیگی میرے نزدیک یہ مناسب ہی کہ امیر کو تو قید کیجیے ایک عرضی
بخدمت خداوند روانہ فرمایئے کہ ہمنے حمزہ کو بجرأت گرفتار کیا ہی کہیے زندہ روانہ کرون یا سر
بھیجون قدرت حمزہ کو قتل کر سکتے ہین آپ کی مجال نہین ہی کہ حمزہ کو قتل کرین شجر کو یہ بات
پسند آئی صاحبقران کو مسلسل کرکے قید خانے مین بھیجدیا ایک عرضی لقا کو لکھی سلیم کو دی کہا
ای برادر انھین لیکر خدمت خداوند مین جاؤ سب کیفیت بخوبی عرض کرنا کہ اپنے پاس بلوا لیجے
سلیم عرضی لیکر چلا مقبلؔ وغیرہ جو صبح کو اُٹھے صاحبقران کو نہ پایا مُہرہ نقب کا ٹوٹا معلوم ہوا
صاحبقران کو کوئی گرفتار کرکے لیگیا روتے پیٹتے لشکر مین آئے بادشاہ سے سب حال بیان کیا
بادشاہ نے ہرکارے واسطے تلاش کے روانہ کیے لیکن شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
حال دادا کا سنکر بہت پریشان ہوئے بادشاہ کے سامنے کچھ نہ کہا بیرون بارگاہ آئے شبرنگ
بن عمرو اپنے عیار سے فرمایا ای شبرنگ مقام افسوس ہی کہ دادا جان کو نہین معلوم کون گرفتار
کرکے لیگیا یہ بیچارے ہرکارے کیا پتا لگائینگے جی چاہتا ہی ہم خود تلاش مین اپنے دادا جان کی نکلین
شبرنگ نے کہا بسم اللہ نور الدہر نے مخفی مرکب اپنا منگلیا اسپ پری دش پر سوار ہوئے
شبرنگ کو ساتھ لیکر صحرا مین چلے چہار جانب نگاہ کی گھوڑے کو اڑاتے چلے آتے ہین دو روز
اُسی صحراے ہول خیز مین پھرتے ہوے گذرے ایک دن دوپہر کو ایک نخل کے سایے مین

ٹھہرے شبرنگ نے دیکھا کہ ایک عیار جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی شبرنگ نے عرض کی حضور اسی مقام پر ٹھہرین مین اس عیار کو جاکر گرفتار کرون کیا عجب ہی کہ نشان صاحبقران دستیاب ہو نورالدہر نے کہا بسم اللہ شبرنگ آگے بڑھا از رخنہ نخلستان مین چھپا کمندین سر راہ خس پوش کردین عیار جب قریب کمندون کے آیا جست خیز کرکے چلا تھا کہ شبرنگ نے شیر کی آواز دی عیار کو شبرنگ نے جھٹکا مارا عیار گرا شبرنگ نے حباب مار کے بیہوش کیا تو بڑا کھول کر تلاشی جو لی نامہ نکلا شبرنگ بہت خوش ہوا عیار کو تو ایک گوشے مین ڈالدیا نامہ لیکر خدمت مین نورالدہر کی آیا نورالدہر نے جو وہ نامہ پڑھا پڑھکر فرمایا شبرنگ اگر ہم اسطرف نہ آتے اور یہ عیار پاس لقا کے پہونچ جاتا تو باعث خرابی تھا جد عالی تبار کو سنجر کوہی نے گرفتار کیا ارادہ قتل کا رکھتا ہی اب وہین چلنا چاہیے اگر گھس کے بارگاہ مین نہ مارا تو اپنا نورالدہر نام نہ رکھا ملعون لکھتا ہی کہ مین نے امیر کو گرفتار کیا سراسر غلط ہی یہ فرماکر اسی جانب چلے لیکن سلیم عیار کو درہ کوہ مین ڈالدیا تھا گاہ کشون نے ہوشیار کیا سمجھا کہ کوئی عیار مجکو گرفتار کرکے یہان ڈال گیا طرف لشکر لقا کے بھاگا لشکر لقا مین آکر پہونچا کسی خدمتگار سے کہکر یاقوت شاہ سے عرض کرائی یاقوت نے لقا سے کہا لقا نے سلیم کو بلوایا سلیم نے لقا کو آکے سجدہ کیا سب حال کہا کہ حمزہ کو آقا سے نامدار نے قید کیا ہی نامہ میرے پاس تھا کسی عیار نے مجھسے لے لیا لقا نے کہا قدرت نے یہی تقدیر کی تھی تمکو اسکے ہاتھ سے بچایا سلیم نے کہا قدرت کی عنایت اب جو مناسب ہو وہ انتظام کیا جائے لقا نے کہا ایک پہلوان کو چاہتے ہین فوج اپنے ساتھ لیکر جائے سپہ سالار کا سر کاٹ لائے قدرت اسکی صورت دیکھنا نہین چاہتے مسبوق کوہی برادر زادہ سلیمان کوہی اُٹھا بیس ہزار فوج لیکر طرف سنجر کوہی کے چلا قضائے کار شاپور شیردل کسی کام کو یہان آیا تھا خبر مفصل دریافت کرکے جاکر ایرج نوجوان سے کہا اے شہریار صاحبقران جو واسطے شکار کے گئے تھے اب احوال معلوم ہوا کہ سنجر کوہی نے گرفتار کرلیا ہی مسبوق کوہی بحکم لقا گیا ہی ایرج نے کہا مین اسکو جاکر راہ مین روکتا ہون مگر کسی کو خبر نہونے پائے ورنہ دستہ اسی ہواداری نورالدہر کا دم بھرینگے فساد عظیم کرینگے شاپور نے کہا کسی کو خبر نہوگی شب کو سوار ہوکر چلیے ایرج نے یہی کیا شب کو گرہ بن اشقر پر سوار ہوے طرف صحرا کے چلے وہان شاہزادہ نورالدہر مرکب کو اُڑاتے ہوے چلے جاتے تھے

راہ مین ایک مقام پر ٹھہرے شبرنگ سے کہا ہمارے واسطے پانی تلاش کر کے لاؤ شبرنگ
برائے تلاش آب روانہ ہوا نور الدہر زیر نخل کھڑے سیر صحرا کی کر رہے ہین کہ ایک آہوے خوردہ
سامنے سے آیا نور الدہر نے تیر مارا آہو گرا بقربانی پہونچایا کہ نقاب دار بادلہ پوش بصد جوش و
خروش اگر پہونچا نور الدہر سے تکرار کرنے لگا کہ ہمارے شکار کو کیون شکار کیا یہ کہکے نیمچہ مارا
نور الدہر نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا دوسرا ہاتھ کمر مین ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا تکان
جو پہونچی بند نقاب چہرے سے اٹھ گیا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین گلرو سمن بو خوش خو خنجر آبدار ابرو
آنکھین رشک دیدۂ آہو سرو قد نور الدہر جمال بیمثال کو دیکھکر حیران ہو گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آیا ملکہ ہاتھ سے چھوٹین خود ہی لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہو گئے وہ نازنین سرہانے بیٹھ گئی اپنے بیمار کا
سر اٹھا کر زانو پر رکھا گلچینی گلشن جمال کر رہی ہی کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا شبرنگ بن عمرو عیار جو
برائے تلاش آب گیا تھا چلا آتا ہی یہ نازنین شبرنگ کو دیکھکر گھبرائی دیکھا کہ اسیطرف آتا ہی دل تو
جانے کو نہ چاہتا تھا مگر سر زمین پر نور الدہر کا رکھکر اپنی انگوٹھی نور الدہر کے ہاتھ مین پہنا دی انکی
انگوٹھی اپنی انگلی مین پہنی اپنی مادیان پر سوار ہو کر روانہ ہو گئی شبرنگ نے جو آکر دیکھا شاہزادہ
بیہوش پڑا ہی شبرنگ نے پانی چھڑکا شاہزادے نے آنکھ کھولی شبرنگ نے پوچھا آقا مزاج کیسا ہی
نور الدہر نے ٹھنڈھی سانس کھینچکر کہا **نظم**

میرے مرنے کی خبر سنکر وہ کچھ شادان نہین — ہائے اب کیا کیجیے یہ بھی اسے ارمان نہین
اشک میرے پاؤن دھوئین خون دل مل کے حنا — تم اگر آؤ تو حاضر کونسا سامان نہین
آہ میری نامرادی کسقدر منظور ہی — امانت بھی وہ اسنے سنو چاہسین کچھ احسان نہین
التماس حال کرتا ہون مین رو رو کر تو کہے — ڈر عبث ہی اشک کا قطرہ کوئی طوفان نہین
سرنگون مجکو کیا کیون اے ہجوم انفعال — یہ تو طرز گفتگو ہی شکوۂ جانان نہین
اس ترش روئی سے بے احسان نہ رہنا خوب تھا — گو لیے بوسے مگر کچھ بھی غرا اے جان نہین
کسکی دزدیدہ نگاہین سینے مین کرتی ہین گھر — پھر یہ کیون کہتے ہو میرے دل مین کچھ ارمان نہین
یہ تو مشکل ہی کہ مین ہون اور کبھی دیکھے نہ غیر — آدمی ہون کچھ تمہارا خندۂ پنہان نہین
ہی جو اس بیرحم کی مرضی تو برسون سے نسیم — کشمکش سے روح کو حاصل فراق جان نہین

یہ اشعار جو نور الدہر نے پڑھے شبرنگ سمجھ گیا کہ کسی پر عاشق ہوئے کسی محبوب مطلوب کو دیکھا عرض کی ای شہریار مین نے بھی ایک معشوق کو آپ کے سرہانے بیٹھے دیکھا تھا مگر مجکو آتے دیکھکر روانہ ہوگئی اب نور الدہر کی نگاہ ہاتھ پر پڑی دیکھا ایک انگشتری نہایت معقول یاقوت احمر کا نگینہ اور زیادہ شاہزادے کو بیقراری ہوئی کہا ای شبرنگ اُسکو بھی ہماری طلب ہے انگشتری پہنا جانے سے یہی مطلب ہے ای شبرنگ ہمکو اُس بغردرتک پہونچادو شبرنگ نے عرض کی حضور اسی مقام پر رہین مین برائے تلاش جاتا ہون یہ کہکر شبرنگ جسطرف سے مادیان گئی تھی اُسی راہ پر چلا نور الدہر زیر نخل بیٹھے ہین مسبوق کوہی جو طرف سے لقا کے چلا تھا اس مقام پر آکے پہونچا دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان آفتاب مثال خورشید جمال بیٹھا ہے مسبوق نے شاطر سے کہا دریافت تو کرے کون شخص ہے شاطر گیا نور الدہر کو سلام کیا کہا ای شہریار ہمارا آقا آپکا نام پوچھتا ہے شاہزادہ تو رنجیدہ بیٹھا تھا مفصل حال کہدیا شاطر نے جاکر مسبوق کوہی سے کہا نبیرہ حمزہ بیٹھا ہے مسبوق خوش ہوگیا کہا ای شاطر اسکو گرفتار کرنے کے لیے چلتا ہون یہ کہکے فوج کو اشارہ کیا اس جوان کو گرفتار کرلو بیس ہزار جوان لینا لینا کہکر چلے نور الدہر نے جو دیکھا گھٹا کفر کی چلی آتی ہے بپشت مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچی نعرہ کرکے جا پڑے نعرۂ نور الدہر تصنیف مصنف

هماے اوجِ رفعت شہبازِ عرصۂ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز ہیبش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند
دگر از طفلی بجرأت ہنر داشتم
لقا را بہ یک دست بر داشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم
فوجِ کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی

مگر شاہزادہ مبہوت لب پر مہر سکوت اسی محبوب مطلوب کا خیال قلب پر ہجوم غم و ملال یہی تصور ہے کہ دیکھین ہمارا یار وفادار ہمارے محبوب کی کیا خبر لائے دیکھین تقدیر کیا دکھائے اسی خیال محال مین لڑ رہے ہین مسبوق نے دیکھا کہ کئی سو جوان افسر ہاتھ سے نور الدہر کے مارے گئے شاطر اسکا گلیم سک رو ہے کہا ای شاطر اس جوان کے ہاتھ سے کتنے افسر مارے گئے کمند اندازون کو لے جاکر گرفتار کرلے گلیم سک رو اپنے چالیس پیک بچون کو لیکر چلا ایک رسالدار کو اشارہ کیا اُسنے سپاہ دکھایا نور الدہر رسالدار کیطرف چلے اُسنے گھوڑا بھگایا نور الدہر نے پیچھا کیا جب نخلستان مین پہونچے عیارون نے حلقہا ے کمند مارے شاہزادہ بند کی

گر اسب ہیچیا ٹوٹ پڑے از رو ے بلوے کے نور الدہر کو گرفتار کیا مسبوق نے اشارہ کیا آہنگر آئے شاہزادے کو مسلسل و مطوق کیا مرکب بھی شاہزادے کا گرفتار ہوا اب صلاح ہوئی کہ شیجر کوہی کے وہان چلکر دادا پوتے کو قتل کرینگے یہ سوچکر شاہزادے کو ارابے پر سوار کیا طرف شیجر کوہی کے چلا لیکن شبرنگ بن عمرو جو تلاش مین ملکہ کی نکلا تھا قریب ایک باغ کے اگر پہونچا اب جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ یہ باغ ہی دختر شیجر کوہی کا ملکہ ناہید مرصع پوش نام ہی شبرنگ دلمین سوچا کیا عجب ہی یہی معشوقہ ہو یہ سوچکر ایک کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر آیا محلدار نے کہا اری او اچھال چھکا شمشاد کہان اکڑتی پھرتی ہی کل سے ملکہ نے خاصہ نہین نوش فرمایا ہی اکیلی بارہ دری مین بیٹھی ہین تم کو کچھ بھی خیال ہی سنا ہی کہ اب اُٹھی ہین جلد جا آفتابہ لیکر حاضر ہو شبرنگ سمجھ گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا ملکہ اُٹھی ہین مگر خاموش بیٹھی ہین شبرنگ نے جاکر طشت سامنے رکھا آفتابہ لیکر کھڑی ہوئی چپکے سے عرض کی کیون واری مزاج کیسا ہی حضور کو ہم بہت پریشان پاتے ہین کچھ ارشاد ہو ہم اُس کام کو کرین جس کسی کی خواہش ہو اُسکو لائین آخر ہم لوگ کس واسطے ہین جب کنیز نے یہ بات کہی ملکہ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے شمشاد ہمارا درد لا علاج ہی کیا بیان کرین

نظم

رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین — حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین
وہ شاہ حسن ہی تو گیسوے عنبر فشان تیرے — ہما کو اپنے سائے سے سعادتمند کرتے ہین
یہ منت اُس صنم سے کیون نہون مین وصل کا سائل — دعا اللہ سے رو رو کے حاجتمند کرتے ہین
ارادہ ہی گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی — نصیحت سے مجھے دیوانے دانشمند کرتے ہین
دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین — ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین
تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے — ہزار آپس مین آمیزش گلاب و قند کرتے ہین
بھرونگا پنبۂ مینا کو مین کانون مین اے ساقی — بہت واعظ مرے گوش آشنائے پند کرتے ہین
محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے — نیاز اپنا وہی ہی نار وہ ہر جنس کرتے ہین
نہا کر معرکے مین آتش آب تیغ قاتل سے — خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

ملکہ نے رو رو کر جو یہ اشعار پڑھے شبرنگ نے عرض کی حضور یہ پہیلیان تو میری سمجھ مین نہین آتی ہین

مجھسے حال مفصل بیان فرمائیے مین انتظام کرونگی تسکین کی جو بات کہی ملکہ بھی مقام سے اُٹھی بارہ دری مین آکر کہا شمشاد بیٹھ جاؤ کیا کہون اگر مفصل بیان کرتی ہون راز عشق کا ظاہر ہوتا ہی اگر نکہون کلیجہ منہ کو آتا ہی دونون طرح مشکل ہی ترقی پر بیتابی دن ہی مین برائے شکار گئی خود بھی شکار ہوئی ایک جوان حسین جری بہادر صف شکن تیغ زن سے دُوچار ہوئی وہ شخص بیہوش ہوکر گرا مین نے چاہا اُس کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون ایک عیار کو دیکھا کہ اُسی طرف آتا ہی آخر کچھ نہ بن پڑا اُسی حال پُر ملال مین اُس اسیر طرۂ گیسو اور ذبیح خنجر ابرو کو چھوڑ امجبوری سے اُس آشفتۂ وادی محبت و سرگردان صحراے مودت سے منھ موڑ اُلٹ پلٹ کے دیکھا کہ اُسی عیار نے اُسکا علاج کیا مین پلٹ نہ سکی یہ دُو شبانہ روز عجب رنج و ملال مین گذرے رات ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹی ہی یہ کیفیت ہی

نظم

تو ضعف سے اب یہ حال تن ہی	سایۂ جسم بدن ہی		یان تن ہی نہین ہی لاغری سے
ہمکو کیا حاجت کفن ہی	مثل نکہت مین جامہ کیسا		اپنا تو بدن ہی پیرہن ہی
ہون بلبل بوستان تصویر	بیخوف خزان مرا چمن ہی		ہون کشتۂ تیغ شرم جانان
ہر زخم کا سبلے زبان دہن ہی	لاریب تنسیم دہلوی تو		اُستاد نزاکت سخن ہی

جب ملکہ نے رو رو کر سب حال بیان کیا شبرنگ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور نے نہین پہچانا مین اُنکا عیار ہون حضور ہی کی تلاش مین نکلا ہون آقا کا بھی یہی حال ہی جو آپ کی کیفیت ہی وہی اُنکی کیفیت ہی ایک صحراے ہول خیز مین زیر نخل مسکن قریب اُنکے نہ دوست نہ دشمن مین وعدہ کر کے آیا ہون کہ آپکی معشوقہ کو ڈھونڈھ کر لاونگا نہین معلوم اس دو دن مین آقا پر کیا گذری یہ سب حال جو شبرنگ نے بیان کیا ملکہ ناہید مرصع پوش بیقرار ہوکر رونے لگی کہا ای شبرنگ بڑا کمال کیا اگر ایک دو دن اور نہ آتے تو ہمکو زندہ نہ پاتے ہم ابھی تمھارے ساتھ چلینگے تمنے بڑا غضب کیا کہ اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کو اکیلا چھوڑ آئے ایسا نہو اُس شہریار کو کوئی آزار پہونچے شبرنگ نے کہا مین کیا کرتا حال ابتر تھا سوائے میرے اور کوئی ہمراہ نہ تھا آخر مین کیا تدبیر کرتا جو کیفیت اُس شہریار کی تھی جس حال پُر ملال مین چھوڑ کر آیا ہون اُسکو بیان نہین کرسکتا ملکہ نے کہا بھیا مجکو اپنے ہمراہ لے چلو شبرنگ نے دیکھا اُنکا دولہ اُنسے بڑھا ہوا ہی ای شبرنگ کیا کرون ایسی حسین شمیلہ کا ساتھ لیکر چلنا بڑی مشکل کی بات ہی خدا نخواستہ راہ مین کوئی اُفتاد پڑے تو مین کیا جواب دونگا

ملکہ کو جو دیکھا تو انتہا کا جوش و خروش ہی شبرنگ نے صورت اصلی بھی دکھائی مگر ناہید مرصع پوش یہی کہتی ہی ای شبرنگ چلو شبرنگ کہتا ہی ای ملکۂ عالم مجکو جانے دیجیے مین شاہزادے کو لاؤن ملکہ نہین مانتی کوٹھے پر بیٹھی ہوئی شبرنگ سے باتین کرتی ہی اور یہ بھی ملکہ نے شبرنگ سے بیان کیا کہ میرے ہی باپ نے صاحبقران کو قید کیا ہی یہان سے تین کوس پر لشکر فردکش ہی یہ حال سُنکر شبرنگ اور زیادہ گھبرا گیا کہا ای ملکۂ عالم شاہزادہ خاص اسی فکر مین نکلا تھا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی شبرنگ دیکھنے لگا ملکہ بھی کہہ رہی ہین کہ ای شبرنگ کسی کا لشکر آتا ہی کہین والد نے قصد نہ کیا ہو کہ اپنے قلعہ مین لے جاکر صاحبقران کو قتل کرین جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال سیہ فام بد انجام کرگدن مست پر سوار پشت پر بیس ہزار فوج علمہاے سیہ کے پھرہرے کھلے ہوئے نشان کفر و ضلالت ظاہر ایک رابے پر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان چہار جانب سے نیزہ دار گھیرے ہوئے شاہزادہ مسلسل و مطوق سرنگون یاد دلدار مین کلیجہ خون ملکہ تو دیکھکر رونے لگی کہا ای شبرنگ یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کسنے قید کرلیا شبرنگ نے کہا میرے آنے کے بعد یہ معرکہ گذرا شاہزادہ زیر نخل تھا یہ لقا پرست اُدھر سے آتا ہوگا اِسکو معلوم ہوا کہ یہ نبیر نبیرۂ صاحبقران ہی اور روے بلوے کے گرفتار کرلیا ہی مین جاکر دریافت کرتا ہون کہ یہ پہلوان کون ہی کیونکر گرفتار کیا کہان لیجائیگا ملکہ تو بیتاب ہی یہی کہتی ہی کہ مجکو جانے دو مین جاکر اس شہریار پر نثار ہون شبرنگ نے کہا مین جاکر خبر دریافت کرلون پھر آپ سے صلاح کرونگا ملکہ نے کہا بھیا جاؤ ہائے نہین معلوم کس مقام پر گرفتار کیا آب و دانہ بھی پہونچاتے ہین یا نہین شبرنگ نے کہا مین جاکر دریافت کرلونگا یہ کہکر شبرنگ اسی شکل پر کوٹھے سے اُتر صحرا مین آکر صورت بدلی ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر مسبوق مین آیا دریافت کیا معلوم ہوا کہ پاس شجر کوہی کے لیے جاتے ہین وہان جاکر قتل کرنے کا قصد کریگا شبرنگ سب حال دریافت کرکے پاس ملکہ کے پہونچا سب کیفیت کہی اور کہا کہ حضور نہ گھبرائین مین آج شب کو جاکر شاہزادے کو رہا کرلونگا ملکہ نے کہا بھیا مجکو تسکین دیتے ہو مین کیونکر یقین کرون کہ تم اکیلے اتنے بڑے لشکر مین جاکر شاہزادے کو چھڑا لاؤگے وہان تک رسائی بھی دشوار ہوگی ہر چند شبرنگ نے کہا ملکہ نے نہ مانا کہا مجھے یقین نہین آتا میری تو صلاح نہین ہی بھیا بڑی خیر گذری اگر اسکو معلوم ہوتا کہ یہان سے پانچ کوس پر شجر کوہی فردکش ہی

تو قصد کرتا اچھی طرح پہونچ جاتا بڑے شکر کی بات ہی کہ ہمارے باغ کے سامنے اُترا ہین سے چند کنیزین کہ میری ملازم ہین مین نے بھی فنون سپاہ گری حاصل کیے ہین مین بطور شب خون جاکر گردن تم کسی تدبیر سے شاہزادے کو رہا کر دو کیا عجب ہی کہ تدبیر موافق پڑے بھیّا یہ تو ہم بخوبی جانتے ہین کہ ہماری تقدیر مین رنج و ملال ہی لمحہ بھر کے واسطے شاد ہوے تھے کہ اب شاہزادے سے ملاقات ہوگی اُسکا انجام تقدیر نے یہ دکھایا نظم

زرگر و حداد خوش ہون وہ کرین تدبیر ہم
طوق زر تم پہنو پہنین آہنی زنجیر ہم

اور دیوانون سے رکھتے ہین ذرا توقیر ہم
ڈالتے ہین آپ اپنے پائون مین زنجیر ہم

کفر و دین کے قاعدے دو تون ادا ہوجائینگے
ذبح وہ کافر کرے مُنھ سے کہین تکبیر ہم

یونہین خوش کرتے ہین دل اپنا امید وصل مین
کھینچتے ہین ایک جا اپنی تری تصویر ہم

آگیا جسدن خیال جوشش دیوانگی
چاک کر ڈالینگے اپنا نامۂ تقدیر ہم

سُنتو او ظالم بھلا یہ بھی کوئی انصاف ہی
لائق الطاف اعدا قابل تعزیر ہم

وصل میرے اُنکے ہوگا کچھ اب اسمین شک نہین
کہدو آمین دیکھے اس خواب کی تعبیر ہم

زور کا جھگڑا اُٹھائے کون کر لیتے ہین آج
امتحانِ کاوشِ قاتل تہ شمشیر ہم

کیون نہ مستغنی رہین فضلِ خدا سے اے نسیم
رکھتے ہین ملکِ سخن کی واقعی جاگیر ہم

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہا بھیّا شبرنگ مجکو کچھ نہین بن پڑتا یہی تدبیر ہی کہ کنیزون کو آمادہ کرتی ہون انکو ہزار ہا روپیہ صرف کر کے تیار کیا ہی شبرنگ ناچار ہوا اُسی کنیز کی شکل بنا ہوا ہی ملکہ نے سب کنیزون کو بلایا کہا صاحبو تمنے سنا کہ ہم کس بلا مین مبتلا ہین سبھون نے کہا ذرا ابھی آگاہ نہین ملکہ نے رو رو کر اپنا حالِ عشقِ نور الدہر بیان کیا اور کہا اُسی شیر بیشۂ جرأت کو قید کر کے مسبوق کو ہی پاس والد ماجد کے لیے جاتا ہی وہان پہونچے اور اُسنے قتل کیا اپنا ارادہ ہی کہ رات کو شبخون مارین شاہزادے کو چھڑا لین کنیزون نے کہا واری اُنکو کوس کوس کر کھا جائینگے اس طور سے شبخون کرے کہ اُنکو بھاگنا مشکل ہو ملکہ نے سبکو آمادہ پایا سبکی سرگروہ بنفشہ نام جلشن خوب تیار ہی تیر اندازی مین طاق سحر و ساحری مین شہرۂ آفاق ہی اُسنے عرض کی واری پہلے تیرون کی بوچھار کرینگے پھر بھالے سنبھال سکے جا پڑینگے شبرنگ نے کہا بوا بنفشہ ایک

علاج اور مناسب ہی کہ خیمون مین آگ لگا دیجائے کہ کوہی سنگدل گھبرا جائین سب کنیزون کو ملکہ نے
آمادہ کیا کوٹھے کھل گئے سلاح نکلنے لگے سب کنیزون نے کمرین باندھین کما نہالے کیا نی باءین ہاتھہ مین
دو دو ترکش اُنمین تیر دل دوز بھرے ہوئے پیکان اُنکے زہر مین بجھائے سنا نہالے نیزہ کو درست
کرکے دو پہر رات گئے تک سبنے اپنے کو چالاک وچست کیا نقابین چہرون پر ڈالین شبرنگ نے کہا
اول مین جاتا ہون جاکر شاہزادے کو رہا کرتا ہون جب لشکر مین ہنگامہ ہو آپ اپنے کو پہونچائیے
اِس لطف سے شبخون پڑے کہ کوہی گھبرا جائین شاہزادے کو نکال لائیے ملکہ کو سمجھا کر اول شبرنگ
نکل گیا جو صورت منظور تھی وہ صورت بنکے لشکر مسبوق کوہی مین آیا دور سے دیکھا جس خیمہ مین
شاہزادہ قید ہی کیسے کیسے نگاہبان در خیمے پر رات کے جاگنے کے واسطے معین ہین ایک گھڑا
بیچ مین رکھا ہی اُسپر ایک چراغ ہی سُلفی کھیل رہے ہین غل ہی جسے اسے کہتے ہین ایک کہتا ہی سات ہین
ایک بول اُٹھا ہین نے نو آٹھ بدے تھے تو نکھو دیکھو دش آئے یہ پیسے روپے رکھے ہین غرضکہ
کھیل ہو رہا ہی شبرنگ نے خیال کرکے دیکھا کہ پشت پر خیمے کے سناٹا ہی شبرنگ اُسطرف گیا
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے نقب کھودنے لگا ملکہ یہان در باغ پر گوش بر آواز ہین مگر شبرنگ
اندر خیمے کے پہونچا دیکھا شاہزادہ سر زنجیر پر سر رکھے ہوئے سو رہا ہی شبرنگ نے جاکر شاہزادے
سے کہا حضور بیدار ہو جیے نورالدہر نے کنیز کو دیکھا کہ وہ آمادہ ہی کہ ہتکڑیان بیڑیان نکالون
نورالدہر نے کہا تو کون ہی شبرنگ نے کہا غلام آپکا شبرنگ بن عمرو حضور یہ کیا معرکہ ہوا
نورالدہر نے کہا ای برادر تمھارے آنے کے بعد ہم زیر نخل بیٹھے کہ یہ بیحیا مسبوق کوہی آکر
پہونچا از روے بلوے کے گرفتار کیا پاس شحر کوہی کے لیے جاتا ہی شبرنگ نے سب حال ملکہ کا
بیان کیا کہ ای شہریار اُسکا جوش وخروش آپ سے زیادہ ہی اگر دیر ہوگی بطور شبخون آئینگی
مین نے ہر چند روکا نہ مانا نورالدہر یہ سُنکے گھبرا گئے کہا ای شبرنگ اگر ملکہ آئین بڑی مشکل
ہوگی شبرنگ نے کہا اب تو یہی صلاح ہوئی ہی یہ کہکر شبرنگ نے سوہن نکالا ہتکڑی کاٹنے لگا
کھڑا کے کی آواز باہر پہونچی ایک سپاہی نے کہا ارے خیمے سے کیسی آواز آتی ہی دوسرا سپاہی پردہ
اُٹھا کر دیکھنے لگا دیکھا ایک سیاہ پوش قیدی کی ہتکڑی کاٹ رہا ہی کون کہکر بڑھا شبرنگ نے
جھپٹ کر نیمچہ مارا وہ سپاہی گرا اور سپاہی لینا لینا کہکر دوڑے شبرنگ قید نہ کاٹ سکا کود گیا

بھاگا اُدھر سے گلیم بسکر و عیار مسبوق کا چالیس ہیک بچون سمیت پھرتا ہوا آتا تھا لڑ سکے دوڑا شبرنگ کو عیارون نے گھیرا شبرنگ نیچہ کھینچ کر لڑنے لگا ملکہ نے جو غلغلہ سنا سمجھین کہ شبرنگ نے شاہزادے کو چھڑا لیا گھوڑے کو بڑھایا قریب لشکر کفار کے آکر کمان کاندھے سے اُتاری تین سہ تیر جوڑ کر مارے اور نعرہ کیا باشید ای نابکاران بر دغا منم نقابدار بادلہ پوش شبرنگ نے دیکھا ملکہ آ پڑین چند خیمون مین بھی کنیزون نے آگ لگا دی ہے جو ہوا مسبوق کو ہی آنکھین ملتا ہوا اُٹھا پوچھا ارے یہ کیسا ہلڑ ہی خادمون نے کہا کہ ایک نقاب دار بادلہ پوش بطور شبخون آیا ہی ایک عیار خیمے مین قیدی کے پہونچا تھا چاہتا تھا قید کاٹے نگہبانون نے اُسے للکارا آ پکڑے عیار نے گھیرا ابھی مگر نقاب دار نے خیمون مین آگ لگا دی لڑتا ہوا طرف اُسی خیمے کے جاتا ہی یہ سُنکر غصہ مین اُٹھا زنجیرون سے کمر باندھی تیغہ لیے ہوے خود آہنی سر پر سو ٹی کڑیون کی زرہ پہنے ہوے نکل کر گینڈے پر سوار ہوا دیکھا ہر طرف سے کہہ ہی لینا لینا کرتے ہوے جاتے ہین مسبوق نے بھی نعرہ کیا کہ یارو نقاب دار کو گھیر لو یا تو کوہی بھاگے تھے افسر کے نعرے کی آواز سنکر ٹھہر گئے مسبوق نے کہا قیدی کا تو سر کاٹ لو زندہ بچکے نہ جانے پائے کمیل کوہی تیغہ کھینچکر خیمے مین گیا نور الدہر سرنگون بیٹھے ہین کمیل نے بڑھ کر آواز دی او گنہگار کوئی حمایتی تیرا یہان بھی موجود تھا یہ سنا جو نکلا نکالا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے دونون ہاتھ اُٹھائے ہتکڑی کٹی نور الدہر نے قید آہن کو توڑ ڈالا بیڑی سر پر کمیل کے ماری کمیل کا سر پھٹ گیا نور الدہر نے اُسی کی تلوار اُٹھالی خیمے سے لڑتے بھڑتے نکلے نکلتے ہی نعرہ کیا نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بہ خشم و بہ قہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + ایک سوار نے بڑھ کر نیزہ مارا اُسکو نور الدہر نے قلم کیا سوار کو مار کر مرکب لیا لڑتے ہوے چلے مگر خیال کر کے دیکھا ایک طرف شبرنگ گھرا ہوا ہی زخم بھی کئی کھائے ہین پانچ سات ہیک بچے مار کر ڈال دیے ایک طرف نقابدار مصروف جنگ ہی مگر کوہیون نے جو بلہ کیا چند ہمراہیان نقابدار زخمی ہوے چند کس مارے گئے نقابدار گھرا ہوا لڑ رہا ہی نور الدہر اُسی طرف جا پڑے صفون کو درہم و برہم کیا پکار کر فرمایا ای نقابدار بہادر تمنے بڑا احسان کیا مین نے اب رہائی پائی مین اس نامرد سے سمجھ لونگا تمھارے ساتھ والو نکا زخمی ہونا یا مارے جانا مجھپر بہت شاق ہی نقابدار نے پکار کر آواز دی مین تو آپ کے ساتھ ہون ہر چند نور الدہر نے کہا کہ نکل جاؤ لیکن نقابدار نے نہ قبول کیا نقابدار پر بھی وقت تنگ نور الدہر

بیچ مین کوہیون کے گھڑے ہوئے ہین مسبوق کو ہی دور سے للکار رہا ہی کہ یارو قیدی کو مار لو یہ اکیلا ہزارون سے لڑ رہا ہی ہر طرف سے کوہی بلوہ کرکے آتے ہین کہ نورالدہر کو گرفتار کرین مگر ممکن نہین ہوتا قضائے کار نقد روح صد وان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش مین صاحبقران کی نکلے تھے پھرتے پھراتے اسی صحرا مین ایک نخل کے سائے مین آکر بیٹھے شاپور نے کہا حضور آرام فرمائین مین جاگتا رہونگا آخر رات مین آپ کو بیدار کردونگا پہر رات باقی تھی اُسوقت شاپور نے ایرج کو جگایا ایرج شاپور سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک کان مین آواز نعرۂ نورالدہر آئی گھبرا کر کہا ای شاپور کشتی گیر زادے کے نعرے کی آواز آتی ہی کہین لڑ رہا ہی دریافت تو کرو وہ کیا لڑیگا مین جا کے اُسکی مدد کرون جان اُسکی بچاؤن شاپور چلا ایک بلندی پر سے آگے دیکھا نورالدہر کو ہیون مین گھرے ہین ہر طرف سے بلوہ ہی شاپور نے کہا ای شہریار شاہزادہ نورالدہر گھرے ہوئے ہین کوہیون کا چہار جانب سے بلوہ ہی ایرج فوراً گھوڑے پر سوار ہوئے شاپور نے رکاب پر ہاتھ رکھا ایرج نوجوان گھوڑا اُٹھکرا کر چلے قریب لشکر آکر پہونچے اپنے نام کا

نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان
اگر تیغ کین برکشم از غلاف

ملک ایرج آن آفتاب منیر
تزلزل فتد در میانِ مصاف

کہ صاحبقرا ایم و آفاق گیر
پکار کر آواز دی کہ برادر نہ گھبرانا

مین آپہونچا نورالدہر نے جو صدائے نعرۂ ایرج سنی نہایت غصہ آیا پشت مرکب پر پٹری جمائی ہاتھون سے کہا کہ وقت دستگیری ہی پاؤن سے فرمایا وقت ثابت قدمی ہی تلوار چمکا کر بصد جوش و خروش کوہیون سے لڑنے لگے پرے کے پرے درہم و برہم کیے کہ ایرج بھی جنگ کرتا ہوا تیغۂ دودم سکندری بر قبضہ پشت کرہ بن اشقر پر سوار نورالدہر کو یہ مشکل ہی کہ سر برہنہ اپنا مرکب نہین تلوار بھی غیر کی لیے ہوئے ہین وہ جوہر اُسمین کہان کرتہ شنجوابی گلے پہنے ہوئے اس حال مین مصروف جنگ ہین گو زندگی سے تنگ ہین لیکن دل یہ کہتا ہی کہ ایرج کے سامنے کوئی حقارت نہ ہو ایرج نے چن چن کر افسرون کو مارا نورالدہر مرکب بڑھاتے ہین مرکب طرارے نہین بھرتا کرہ بن اشقر بلند پروازیان کر رہا ہی کافرون کے سر ٹھکراتا پھرتا ہی نورالدہر کو بڑا خیال نقابدار کا ہی طرف مسبوق کوہی کے چلے بیچ مین جسنے روکا اُسکو مارا مسبوق نے دیکھا کہ یہ شیر دلیر میری تلاش مین آتا ہی وہین سے للکارا کہ او جوان مین خود تیری تلاش مین ہون نورالدہر مرکب ٹھکرا کر سامنے پہونچے تلوار چلنے لگی

ایک سردار نے جو دیکھا کہ افسر سے ہمارے تلوار چل رہی ہی پشت پر سے آکر تلوار کا ہاتھ مار انور الدہر کا سر زخمی ہوا پلٹ کے قبضہ مارا کہ اُسکا سر پھٹ گیا مسبوق کو ہی نے نور الدہر کو زخمی دیکھا جاپڑا چاہا کہ بڑھکر سر کاٹ لون یہ سوچ کر ہاتھ مار انور الدہر کی آنکھون پر قطرات خون آئے تھے مسبوق نے تلوار جو ماری زخم سر چو پارہ ہو گیا اُس زخمداری مین دل کو مضبوط کر کے ہاتھ مارا کہ سر مسبوق کا بھی زخمی ہوا گینڈا ابھی اُسکا مارا گیا لوگ ٹوٹ پڑے مسبوق کو ہٹا لیگئے اب نور الدہر کو یہ معلوم ہو کہ آنکھون مین اندھیرا آتا ہی قلب تھراتا ہی تلوار کو نیام مین کیا دونون ہاتھ گھوڑے کی گردن مین حمائل کیے مرکب نے جو راکب کو سست پایا ایک جانب لے نکلا یہان شبرنگ عیارون سے لڑ بھڑ کر اپنے آقا کو تلاش کرتا ہوا آتا ہی مگر کان مین آقا کی آواز نہین آتی عیار قریب ملکہ آیا کہا ای ملکۂ عالم وقت انقلاب ہی دل بیتاب ہی شاہزادے کی آواز کان مین نہین آتی ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی آپ لڑتی بھڑتی نکلجایئے اب آپ کا ٹھہرنا بہتر نہین مین پتہ لگا کر آتا ہون آپ گھبرایئے گا ملکہ رونے لگی کہا ای شبرنگ اسی اشتیاق مین آئے تھے کہ شاہزادے کو چھڑا کر لیجائینگے تقدیر نے نہ چاہا شبرنگ نے کہا بہتر یہ ہی کہ نکل چلیے ملکہ بھی سمجھین کہ صبح کو حال کھلجائیگا باپ کا لشکر بھی قریب ہی بڑی خرابی ہوگی ملکہ نے مجبور و ناچار ستارۂ سحری کو دیکھکر مرکب کو صف سے نکالا کنیزون نے بڑھکر تیر اندازی کی کوہی ہٹے ملکہ گھوڑا ڈالکر نکل گئین مگر شمار سے معلوم ہوا کہ چالیس پچاس کنیزین قتل ہو گئین گھوڑے کو مہمیز کر کے پشت باغ سے داخل باغ ہوئین شبرنگ بن عمرو دیکھ رہا ہی کہ ایرج نوجوان یکہ و تنہا مصروف جنگ ہی شبرنگ کو یقین ہی کہ زخمداری مین گھوڑا نور الدہر کو نکال لیگیا خدا انجام بخیر کرے دعائین مانگ رہا ہی کہ صدائے مرغ سحر بلند ہوئی اب مسبوق نے دیکھا کہ ایک جوان اکیلا ہمصورت نور الدہر بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مسبوق نے اپنے عیار کو بلایا کہا کہ ای گلیم سبکرو یہ جوان گرفتار نہ ہوگا قتل بھی اسکا ہونا دشوار ہی تو عیارون کو لیکر جا اپنی تدبیر سے گرفتار کر لے وہ قیدی لڑ بھڑ کر نکل گیا نقابدار بھی طرف صحرا کے گیا نہین معلوم یہ نقابدار کون تھا گلیم سبکرو چند عیارون کو لیکر چلا پشت پر سے آکر حلقہائے کمند مارے عیار و سردار دونون بندھکر گرے کوہی ٹوٹ پڑے ایرج نے گرتے گرتے بھی چند جوانون کو قتل کیا مگر ایک ایک ہاتھ پر دو دو سپہ گرے بلوہ کر کے پکڑ لیا ملزم ہوا کہ عیارون نے سردار کو گرفتار کیا شبرنگ نے اپنی آنکھون سے دیکھا گرفتار ہونے کا

ابرج کے بڑا قلق ہوا جی مین کہتا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر کو ڈھونڈھ کر لاؤن وہ اگر انکو رہا کرین
یہ سوچ کر تلاش مین نور الدہر کی چلا یہان ملکہ جو پلٹ کر آئین وہ ہی بیقراری وہ ہی گریہ وزاری
کنیزین سمجھاتی ہین لیکن ملکہ فرماتی ہین صاحبو مجھے کیونکر آرام آئے لڑ بھڑ کر کوہیون سے نہین معلوم کس طرف
نکل گئے دل کو قلق ہی غم سے کلیجہ شق ہی بمشکل کنیزون نے سمجھا بجھا کر لباس خون آلود تبدیل کرایا مگر
شاہزادہ نور الدہر کو جو گھوڑا لیکر نکلا ہاہو سے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی تھی رات بھر رہ روی
کرکے آیا صبح کو ایک بیشے مین آکر پہونچا شاہزادہ زمین پہ گرا مرکب چرا مین مصروف ہوا اقبال تاجدار
کوہستان کا رہنے والا اسکے پاس بھی نامہ سلیمان عنبری موے کوہی کا پہونچا تھا بارہ ہزار فوج
ساتھ لیکر طرف لشکر لقا کے جاتا ہی اس صحرا مین آکر پہونچا ساتھ والون نے اسکے دیکھا کہ ایک
مرکب تیز جسم پر پڑے ہوئے باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرا مین مصروف ہی کہ ایک شخص کی
نگاہ پڑی کہا حضور گھوڑے کا سوار بھی پڑا ہی لیکن انتہا کا زخمی ہی اقبال کی نگاہ پڑی ستارہ سحری
زیر نخل چمک رہا ہی ملازمون سے کہا کہ اس جوان کو اٹھا کر لاؤ قزاقون نے چاہا کہ مال چھین لین مگر یہ
جوان خوب لڑا زخمی ہوا مگر مال نہین دیا دیکھو کسقدر زخم کھائے ہین مگر مال سب جسم پر باقی ہی موتیون
کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے سلاح بھی جسم پر نہین ہی صرف تلوار سے لڑا ملازمون نے آکر دیکھا
سینے پر ہاتھ رکھا کہا آمد و شد نفس کی باقی ہی ابھی زندہ ہی اٹھا کر اپنی بارگاہ مین لایا کہا مین اس جوان کی
جرأت پر ناز کرتا ہون جرأت مین بےمثل و بےنظیر حسن مین ماہ منیر اسکو اپنا رفیق بناؤنگا جراحون کو بلایا
کئی ہزار روپیے دیے کہا اسکے زخمون مین ٹانکے لگاؤ جس وقت صحت پائیگا تم سب کو نہال کردونگا
جراحون نے عرض کی کہ کوئی رگ و پٹھا ایسا نہین کٹنے پایا کہ جان کا ضرر ہو یہ کہکر ٹانکے لگائے زخم کو
دھویا پٹیان مرہم کی چڑھائین خود اقبال تاجدار رومال اپنے ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگا
آرام جو پہونچا نور الدہر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک تاجدار سرہانے بیٹھا ہی بارگاہ عمدہ گرد ملازم
اٹھنے کا ارادہ کیا اقبال نے کہا کہ ای جوان ایسا نہ ہو ٹانکے ٹوٹ جائین ابھی اٹھنے کا ارادہ نکرو
نور الدہر کو پھر غش آگیا اقبال چاہتا ہی کہ ذرا اس جوان کو صحت حاصل ہو تو مین حال پوچھون یخنی
تیار ہی جملہ اشیائے معقول تیار رکھی ہین کہ کسی طرح کی اس جوان کو تکلیف نہ ہونے پائے ملازمون
سے کہدیا کہ خبردار جس وقت جو ضرورت ہو اسی دقت درست کرنا کسی شی کی اسکو تکلیف نہ ہو ملازم

ہر وقت موجود ہین اگر نورالدہر کو ہوش آیا ملازم سب طرح سے خدمتگزاری کرتے ہین یہ نوبت نہین آئی
کہ اقبال تاجدار نورالدہر سے حال پوچھتا کہ آپ کون ہین اور کہان زخمی ہوئے تین دن اسی رنگ
سے گذرے کہ ایک دن صبح کو اقبال تاجدار نے جو ایک مرکب عربی عمدہ کہ کئی لاکھ روپئے کو اُسکو خریدا ہی
وہ کس کر سامنے آیا ملازمون نے عرض کی کہ یہ اب شایستہ ہوگیا حضور اسپر سوار ہون یہ سنکر
اقبال تاجدار نے سلاح جنگی جسم پر آراستہ کیے گھوڑے پر سوار ہوا چند خادم چند سوار ساتھ
گھوڑا ایک دھویان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا چاہتا ہی کہ سبزہ فلک کو پامال کرون سوارون نے
کہا کہ حضور صبح کا وقت ہی طرف صحرا کے چلیے تیز رفتاری اسکی ملاحظہ فرمائیے اقبال تاجدار گھوڑے
کو دوڑا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش کرگدن مست پر سوار بارہ چودہ
رفیق گرد و پیش صحرا کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی اقبال تاجدار کو گھوڑا دوڑاتے دیکھا بیقرار ہوگیا
ساتھ والون سے کہا کہ یہ گھوڑا ابدولت لینگے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ جا کر اس تاجدار سے کہو یہ
گھوڑا بطور نذر ابدولت کی خدمت مین پیش کرے سامنے پہاڑ پر ہمارا قلعہ ہی اقوال قزاق جرأت
مین مشہور عالم بڑے بڑے شاہون کو مین نے لوٹ لیا اگر بخوشی نہ دوگے تو جان جائیگی سوار نے آکر
یہ پیغام اقوال کا اقبال تاجدار سے بیان کیا اقبال نے کہا یہ مرکب تو ہمارا منظور نظر ہی یہ تو
ہم نہ دینگے اسکے بدلے مین کچھ نقد ہم بھجوا دینگے سوار نے جا کر جو یہ اقوال سے کہا اقوال بدفعال
گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا کہا ای شاہ اپنی جان کو غنیمت نہین جانتا ابھی سب اسباب چھین لونگا
اقبال نے ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو ادب نہین کرتا سوار نے اقبال تاجدار
کے اقوال پر نیزہ مارا اقوال نے نیزہ توڑ ڈالا سوار کو مع گھوڑے اُٹھا لیا اُٹھا کر زمین پر
مارا کہ سوار کے استخوان چور چور ہوئے اقبال تاجدار کانپنے لگا اقوال نے بڑھ کر کہا کہ گھوڑے
سے اُتر یے منم اقوال قزاق اب ابدولت کو غصہ ہی یہی حال تمھارا ابھی کردونگا ہمراہیان
اقبال نے گھوڑے بھگائے اقبال تاجدار نے اپنے کو تنہا پایا جان کا خوف ہوا ناچار گھوڑے
سے اُتر پڑا اگرچہ نہایت قلق تھا ساتھ کے سب بھاگ گئے اقوال نے کہا ای اقبال تاجدار سیدھے
اپنے گھر چلے جاؤ ورنہ جان بھی جائیگی اقبال تاجدار نے سر جھکا کر کہا کہ اونا منصف مین پیدل
کیونکر جاؤن اقوال نے ایک سوار سے اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اس تاجدار کو دے سوار اُتر پڑا

اقبال تاجدار رنجیدہ وکبیدہ اُس مرکب پر سوار ہوکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا یہان صبح کا وقت ہی
شاہزادہ نور الدہر اُٹھکر بیٹھے ہین جراح نے زخم کھولا کہا ای شہریار خداوندلات ومنات نے بڑا
فضل کیا زخم بہت لطف پر ہی پاک وصاف ہی بھرتا چلا آتا ہی آج بادشاہ سے عرض کرینگے ہمکو انعام
ملیگا نور الدہر پوچھ رہے ہین کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہی ملازمون نے عرض کی حضور ہمارے
بادشاہ کا اقبال تاجدار لقب ہی چاہتے ہین نور الدہر کچھ اور پوچھین کہ چند سوار سامنے سے
پریشان پریشان آئے نور الدہر نے پوچھا کہ بادشاہ کہان ہین سوارون نے کہا حضور آج بڑا
غضب ہوا بادشاہ سیر کرتے ہوئے طرف کوہ اقوال کے نکل گئے اقوال قزاق بھی بر اسے سیر نکلا تھا
مرکب شاہ کا پسند کیا ہمارے شاہ نے نہ دیا ایک سوار کو اشارہ کیا کہ اس بے ادب کو سزا دو
اُس سوار نے بڑھکر نیزہ مارا اُسنے نیزہ یون چھین لیا کہ جیسے لڑکے کے ہاتھ سے نیشکر سوار کو مع گھوڑے
اُٹھاکر زمین پر مارا کہ استخوان سوار کے ریزہ ریزہ ہو گئے اگر ہم جانتے تو اور فوج تیار کرکے ساتھ لیجاتے
نور الدہر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا اُسنے بڑی بے ادبی کی ہم جاکر اُسکو سزا دینگے یہ کہکے کمر باندھی
سلاح جسم پر آراستہ کیے سوارون نے کہا کہ ای شہریار حال اُسکے زور کا آپنے سنا اور پھر سزا
دینے کو کہتے ہین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا حکم دیا کہ ہمارا مرکب تیار کرکے جلد لاؤ ہماری بات
مین کوئی صاحب دخل نہ دین ورنہ ہمکو ملال ہوگا سوار وپیدل خاموش ہو رہے تھوڑی دور چلے تھے
کہ دیکھا اقبال تاجدار پریشان پریشان آکر پہونچا نور الدہر کو مسلح دیکھا کہا ای مہمان عزیز کیا
ارادہ ہی نور الدہر نے کہا آپ کا مرکب اقوال قزاق نے چھین لیا ہم اُسکو سزا دینے جاتے ہین
اقبال تاجدار گھوڑے سے کود پڑا کہا ای مہمان عزیز تم دخل نہ دو مین اُسپر لشکر کشی کرونگا قلعہ تک
کُھدوا کر پھنکوا دونگا وہ میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا نور الدہر نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ
بیجا زبردستی گھوڑا چھین لے قزاق پر لشکر کشی کیسی ہم ابھی اُسکو سزا دینگے ہر چند کہ اقبال تاجدار
نے خوشامد بھی کی یہ بھی بیان کر دیا کہ سوار کو مع گھوڑے اُٹھا لیا نور الدہر نے کہا یہ کیا دم بدم ذکر
کرتے ہو سوار تمھارا ایسا ہی نامرد تھا یہ کہکر مرکب کو مہمیز کیا طرف کوہ اقوال کے چلے اقبال تاجدار
نے کہا کہ یارو لشکر جلد تیار کرو اگر وہ میرے مہمان کے ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مجھپر بہت شاق ہوگا یہ سنکر
نور الدہر نے کہا لشکر کی کیا ضرورت ہی چلکر تماشا دیکھو اقبال خاموش ہو رہا پانچ ہزار سوار وپیدل

تیار ہوکر آئے اقبال ان سب کو ساتھ لیکر عقب مین چلا یہان اقوال قزاق اُسی مرکب صبا رفتار
پر سوار چند قزاق پہاڑ سے اُترے ہین اقوال گھوڑے کو مہمیز کر رہا ہی کہ پشت سے نعرے کی آواز
آئی صدا یہ بلند تھی کہ او مغرور بہتر یہ ہی کہ مرکب پر سے اُتر پڑ اگر اپنی جان بری چاہتا ہی منم
گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن
صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ کوچک سلیمان نعرۂ نور الدہر نظیر
حمزۂ صاحبقران بحشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + اقوال نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک جوان رعنا بلند بالا تنومند رستم زمان اسفندیار دوران جرأت مین لاثانی صورت مین
یوسف ثانی گھوڑے کو ڈالے ہوئے آتا ہی اقوال پلٹ پڑا کہا ای جوان جب مجکو زیر کریگا تب
مرکب دستیاب ہوگا آتے ہی نگاورزن ہوا ہر چند کہ مرکب نور الدہر کا اصیل نہین ہی غیر مرکب
پر سوار ہین مگر اس طرح پڑی جمائی کہ اگر مرکب پیچھے ہٹتا تو ہڈیان ٹوٹ جاتین چند قدم ہٹکر رہگیا
گھوڑا اقوال کا سات قدم پیچھے ہٹا سراپا نور الدہر کا دیکھکر اقوال عاشق ہوگیا دمبدم کہتا ہی
کہ ای نبیرۂ صاحبقران اگر تم میری اطاعت کرو تو اپنے لشکر کا بادشاہ کردون نور الدہر نے
کہا پہلے غرور تمھارے دماغ سے نکال لین پھر جو مناسب وقت ہوگا وہ کیا جائیگا اقوال نے کہا
کہ اول آپ وار کیجیے کہ کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے نور الدہر نے کہا کہ یہ ہمارا دستور
نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی حربہ کرینگے اقوال کے ملازم پشت پر جمے ہوئے
کھڑے ہین جب نیزہ اقوال نے مارا نور الدہر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی
کہ اقبال تاجدار بھی آکر پہونچا ایک طرف کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی لوگون نے بیان کیا کہ ای
بادشاہ عالیجاہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہی اب تو اقبال تاجدار کے ہوش گم ہوئے کہ یہ جوان یہانتک
کیونکر آیا اقبال تاجدار یہ سوچ رہا ہی کہ نور الدہر نے نیزہ اقوال کا ہوائی کیا اقوال نے
قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا اور آواز دی کہ ای جوان یہ تیغہ برق مثال ہی کبھی اسکا وار خالی نہین جاتا
اگر پہاڑ پر مارون تو وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے یہ کہکے ہاتھ مارا نور الدہر نے بڑھ بچاکر
کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا اُسنے گریبان پہ ہاتھ رکھا دونون لپٹے ہوئے زمین پہ آئے کشتی ہونے لگی
اقوال حیران ہی کہ پنجہ نہین قابض ہوتا جھلا جھلا کر لڑ رہا ہی دو پہر کامل کشتی ہوئی نور الدہر

بقوت صاحبقرانی لڑ رہے ہین دو پہر ڈھلتے ڈھلتے نعرہ شیرانہ کیا کمر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا اقوال کو
اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین اقوال نے آواز دی کہ ای شہریار الامان مین آپ کا تابعدار ہوا جسطرح
کہ آپ نے مجھکو زیر کیا اس طرح کبھی کسی نے میری پشت زمین سے نہین لگائی زمین پر نورالدہر نے
رکھدیا اقوال قدمون سے لپٹ گیا کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا اقبال تاجدار کو پکارکر
آواز دی کہ یہ مرکب حاضر ہی اسپر سوار ہوجیے لیکن آپ نے ہمپر احسان کیا جان بخشی کی ہم اُسکے
بدے آپکو دولت ایمان عطا کرتے ہین اقبال تاجدار بھی کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان اقوال کو ساتھ لیکر شہر اقبالیہ مین آئے اقبال تاجدار سے کہا اب ہم
رخصت ہوتے ہین ہمکو ایک مہم درپیش ہی مسبوق کوہی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تمھارے ملک
مین آکر پہونچے اب ہمین اُس سے مقابلہ کرنا ہی جدعالی تیار لشکر شجر کوہی مین قید ہین وہان بھی
جانا ضرور ہی ایسا نہ ہو کہ صاحبقران کو قتل کرڈالے اقبال نے عرض کی کہ ای شہریار مین بھی
آپ کے ساتھ چلونگا مین نے اس واسطے اسلام نہین اختیار کیا ہی کہ دامن دولت کو چھوڑدون
امید یہ ہی کہ تا حیات ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی
در دولت پر آپ کا عیار حاضر ہی نورالدہر نے کہا کہ بلالو شبرنگ اندر آیا نورالدہر نے
کہا کہ ای یار وفادار ہمارے آنیکے بعد کیا گذری شبرنگ نے کہا کہ ای شہریار ایرج و شاپور
گرفتار ہوگئے میرے سامنے ملکہ نکل گئین باغ مین اپنے پہونچین اب مسبوق کوہی ایرج کو لیکر
پاس شجر کوہی کے جائیگا اب جلد چلیے حال ایرج کا سنکر نورالدہر کو قلق ہوا اُسی وقت لشکر
تیار کیا اقبال تاجدار کو تخت پر سوار کیا اقوال کو بعہدہ سپہ سالاری بیس ہزار کا لشکر لیکر
طرف مسبوق کوہی کے چلے لیکن مسبوق کوہی ایرج و شاپور کو لیکر پاس شجر کوہی کے پہونچا
شجر نے بڑے اعزاز و اکرام سے لاکر اُتارا مسبوق نے حال رہائی نورالدہر و گرفتار کرنا
ایرج کو بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نے آکر شبخون مارا ای شجر کوہی
تمھاری عملداری ہی بتاؤ کہ نقابدار کون تھا اس طور پر اُسنے شبخون مارا کہ کئی ہزار کوہی
مارے گئے مین نے بمشکل ایرج کو گرفتار کیا جب تک نقابدار کا پتہ نہ لگیگا میرے دل کو آرام نہ ملیگا
شجر نے سلیم سبکرو عیار سے کہا کہ کیون ای سلیم تیری عقل مین کچھ آتا ہی کہ یہ نقابدار کون تھا

سلیم نے سر جھکا کر کہا مین عرض نہین کر سکتا مجکو دو دن کی مہلت ملے کہ مین مفصل دریافت کر کے عرض کرون مسبوق نے کہا کہ ای سلیم اگر تو حال نقابدار مفصل دریافت کر دے دولت دنیا سے نہال کر دونگا مجکو بڑا رنج پہونچا بڑے بڑے افسر میرے مارے گئے سلیم نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکے سلیم چلا باہر بارگاہ کے جب آیا شاگردون نے پوچھا کہ کیون اُستاد آپ کی عقل مین کچھ آیا کہ یہ نقابدار کون تھا سلیم نے کہا مین سمجھ گیا ملکہ ناہید مرصع پوش دختر سنجر کوہی کا یہ کام ہوا ور یہ سب طریقہ اُنھین کا ہی ہمیشہ سے فنون سپہ گری کا ذوق ہو مگر عقل یہ بھی کہتی ہی کہ ملکہ کو کیا غرض ہو جو اُنھون نے شبخون مارا اس باعث کو جا کر دریافت کرتا ہون سامنے بادشاہ کے نام نہین لے سکتا یہ کہکے چلا قریب باغ آیا شام کا وقت ہو در باغ پر سناٹا اندر سے باغ کے کچھ عورتون کے بولنے کی آواز آتی ہی سلیم پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیوار سے اُتر کر ایک کونے مین بیٹھا دیکھا کہ ملکہ ناہید مرصع پوش مسند پر سرنگون گرد کنیزین بیٹھی ہین عرض کر رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم صبر کیجیے بعنایت پروردگار شاہزادے سے ملاقات ہو گی ملکہ رو رو کر فرماتی ہین کہ ایسے ایسے خیال کر کے طبیعت کو تسکین دیتی ہون مگر دل نہین مانتا نظم

اور چندے صبر کر دل ہی فنا ہر کام کو ۔۔۔ ایک دن ہوتی ہی گردش گردش ایام کو
بعد خواب مرگ بھی آنکھین ہین وقف انتظار ۔۔۔ لطف بیداری مہیا ہی مرے آرام کو
کسکی پابوسی سے ہی اس سربلندی کا ظہور ۔۔۔ ہمسر عرش معلےٰ دیکھتے ہین بام کو

ملکہ رو رو کر یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہی ہین کنیزین سمجھاتی ہین کہ واری خدا نے فضل کیا وہ رہا تو ہو گئے لٹھو ڑا کسی طرف اُنکو نکال لیگیا انشاء اللہ ملاقات بھی ہو گی اگر شاہزادہ زخمی ہو کر نہ نکلجاتا تو صبح تک لڑائی فتح ہو جاتی کوئی کنیز کہتی ہی کہ واری دیکھیے میرے سر پر زخم لگا تھا ابتو خشک ہو گیا چند کنیزون نے اپنے اپنے زخم دکھائے سلیم نے سب معرکہ اپنے کانون سے سُنا آنکھون سے دیکھا جھلا کر باغ سے نکلا جی مین کہتا ہی کہ ای سلیم اس گیسو بریدہ نے بڑا غضب کیا ماں باپ کے قتل کرانیکا ارادہ کیا تھا ابھی تک اسکا وہی جوش و خروش ہی اسکا ذلیل ہونا ضرور ہی خود بادشاہ آئین اسکو گرفتار کر کے لیجائین ساتھ حمزہ و ایرج کے یہ بھی قتل ہو مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ نبیرۂ حمزہ پر مائل ہوئین اُنکے رہا کرنے کے لیے یہ کد و کاوش تھی

بکتا جھکتا لشکر مین آیا شاگردون نے پوچھا کہ کہیے اُستاد کچھ پتہ ملا اُسنے کہا کہ وہی ظالم دختر شاہ شاہزادہ نورالدہر پر عاشق ہوئی اور بیٹھی ٹسوے گھلا رہی ہی نشان یہ موجود ہی کہ چند کنیزین زخمی ہین پٹیان مرہم کی اُنکے سرون پر چڑھی ہین یہ جو اُسنے پکار کر کہا چوبدار ولیاول و حاجب و دربان وغیرہ نے بھی سُنا شجر کوہی و مسبوق کوہی دربار مین بیٹھے ہین مسبوق یہی ذکر کر رہا ہی کہ نقابدار نے بڑا ملال دیا قیدی رہا ہوگیا ایک چوبدار نے عرض کی میان سلیم صاحب آتے ہین آپ کی صاحبزادی کا نام لیتے ہین کون بول سکتا ہی کون کہے کہ یہ جھوٹ ہی یہ سُنتے ہی شجر غصے مین کانپنے لگا کہا ارے یہ کیا کہتا ہی جلد اُسکو یہان بُلالاؤ عیار گئے مہتر سلیم کو بلا لائے شجر کوہی نے کہا کہ کیون ای سلیم تجکو کچھ ہمارا پاس نہ ہوا سارے لشکر مین تو نے یہ ذکر کر دیا ہر خرد و کلان یہی ذکر کر رہا ہی کہ یارو غضب کی بات ہی کہ بیٹی باپ کے قتل کا ارادہ کرے سلیم نے سر جھکا لیا عرض کی کہ حضور خود چلکے ملاحظہ کرین کنیزین زخمی موجود ہین آپ دیکھینگے تو معلوم ہو جائیگا شجر کوہی و مسبوق کوہی لشکر مین ڈنکا کرا کے سوار ہوے طرف باغ ملکہ کے چلے حکم ہی کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو کہ کوئی نکل کے جانے نہ پائے بیس ہزار کوہی بلوہ کرکے چلے ایک کنیز ملکہ کی کسی کام کو نکلی تھی اُسنے جو لشکر کو آتے دیکھا احوال بھی دریافت کیا وہاں سے بھاگی ملکہ بیٹھی ہین کہ کنیز نے آکر خبر دی واری سلیم رات کو یہان آیا تھا سب حال دریافت کر گیا خود آپ کے باپ آتے ہین اور مسبوق کوہی بھی ساتھ ہی صاحبقران و ایرج نوجوان کو بھی اراب پر سوار کر لیا ہی کہ اپنے دوستون کا حال دیکھین ملکہ یہ سُنکر گھبرا گئین سب سے کہا کہ کیون صاحبو اب مین کیا کرون میرے دادا جان قید ہین مفت مین بھائی ایرج بھی گرفتار ہوئے وارث کو میرے مرکب نکال لیگیا اب مجکو کون بچالے کہ دوسری کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ حضور باغ گھر گیا ملکہ گھبرا کر اُٹھین بیقرار و اشکبار کنیزون سے کہا کوٹھون پر چڑھ جاؤ ان خطا شعارون کو تیر مارو جب تیر مارینگے وہ ہمکو آکر قتل کر ڈالینگے تو بہتر ہی وہ مالک بچانیوالا ہی اگر ہاتھ پانون نہ ہلائینگے وہ آکر گرفتار کرینگے گرفتار ہونے سے قتل ہونا بہت بہتر ہی سب راضی ہوئین ملکہ بیقرار ہو کر پکار اُٹھین ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ذلت و رسوائی سے مجکو بچالے قتل ہونا گوارا ہی پھر فرمایا کہ صاحبو کیون گھبراتے ہو وہ مالک ہی بقول شاعر نظم

کرد خلاق جہان انسان ترا	ساخت پیدا اشرف الحیوان ترا
مرحمت فرمود از راہ کرم	

پایۂ دین رتبۂ ایمان ترا — گنج اخلاص و یقین و صدق داد — کرد بخشش دولتِ عرفان ترا
بندگی در بندگان آموختن — کرد و بکسر بندۂ احسان ترا — از کمال فضل بر اوج شرف
کرد روشن چون مہِ تابان ترا — داد علم و فضل و عقل و فہم و ہوش — مرد دانا کرد ای نادان ترا
مردہ بودی پیش ازین ای حق شناس — حق عنایت کرد جسم و جان ترا — مفلس و نادار بودی و غریب
داد مولیٰ این ہمہ سامان ترا — حضرت خالق مدد از غیب کرد — ہند یا در نظم این دیوان ترا

ایسے اشعار پڑھ کر دل کو مضبوط کیا کوٹھون پر چڑھ کے کنیزین دیکھ رہی ہین جیسے ہی کفار بلوہ کرکے چلے تین سو تیر پہانسے مارے تین سو بہاگے لشکر مین ہلڑ ہوا اتو یہان تیر پڑنے لگے جب تیر مارے سو دو سو گرے سوارون کے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے پیدل پشت پر سوارون کے چھپتے ہین افسر بھاگ رہے ہین چند کس نے بڑھ کر مسبوق کوہی و شجر کوہی کو خبر دی کہ باغ سے تیر چل رہے ہین کئی سو جوان آپ کے مارے گئے آگے کیونکر بڑھین شجر کوہی نے گینڈا بڑھایا کہا کہ مین ابھی جا کر سب کو گرفتار کیے لیتا ہون مسبوق نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آیا باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہی عورتون کے حربے کیا لیکن اس گیسو بریدہ نے ہیشہ جرأت حاصل کیا ہی اُسکو اب یقین ہوا کہ قتل کیجاؤنگی آمادۂ رز و مہیاے قضا ہی یہ کہکے دونون نے گینڈے بڑھائے گرز پر ہاتھ ڈالے سپر فولادی فراخ دامن سے اپنے کو چھپایا اب دونون چلے یہان ملکہ ناہید مرصع پوش تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے آمادۂ حرب و پیکار ہین کہ ایک کنیز نے خبر دی حضور فوج والے تو رک گئے مگر وہ دونون بیچیا آتے ہین ملکہ بیتاب ہو گئین کہا صاحبو یہ دونون پہلوان زبردست ہین باپ نے میرے اکثر قلعے فتح کیے اُسکے نزدیک اس باغ کا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہی پروردگار سے دعا کرو کہ وہ معبود مدد کرے اس بلا کو رد کرے یہ کہکے بال کھولدیے بیقرار ہو کر پکار اُٹھی کہ ای بندہ نواز و ای سامع الدعوات و ای رفیع الدرجات ان دشمنون کے ہاتھ سے ہم بیکسون کو بچالے نظم

ای کہ در ہر مذہب و ملت توئی مقصود ما — درمیانِ ہر عبادت خانۂ معبود ما
بود تو شد باعثِ نابود ما و بود ما — گشت موجود از وجودت ہستی موجود ما
چہرہ دنیا تا شود بر اوج نیکو طالعے — روشن از نور سعادت طالع مسعود ما
گرم بازار محبت ساختی ہر چار سو — اندرین سودا بیفزودی تو اصل و سود ما

سر بخاک عاجزی سودیم مثل بندگان ۔۔۔ زانکہ بود اندر سجود بندگی بہبود ما
شعلۂ ہجرت بسوزد خرمن آب و گلم ۔۔۔ آتش جانسوز عشق از جان بر آرد دود ما
دائم از سوز دل سوزان گواہی میدہد ۔۔۔ رنگ زرد و آہ سرد و چشم خون آلود ما
باز کن ای فاتح ابواب الطاف و کرم ۔۔۔ چون بدست تست مفتاح در مسدود ما
دل منہ بر ہستی فانی این دنیاے دون ۔۔۔ زانکہ نابود است ہندی انتہاے بود ما

تمام کنیزین آمین آمین کی آواز دیتی ہین وہ دونون بڑھے چلے آتے ہین تیرون کو سپر پر روکتے ہوئے فوج والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارے جاتے ہین اپنے مقام سے بڑھے سپرون پر تیر روکے بعض نے قرولیان ہاتھ مین لین تیرون کو قلم بھی کیا دس مین قدم باغ باقی تھا سوار و پیدل بلوا کرکے آگئے ملکہ ناہید نے سر زمین پر رکھا عرض کی کہ ای مسجود عالم مین نے تو اپنے کو ناموس خلیل الرحمان مین داخل کیا تھا نہین معلوم میرے وارث پر کیا گذری ان دشمنون کے ہاتھ سے مجھے بچالے یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض ارواح کرے کافرون کے قبضے مین اب نہ جاؤن نہین معلوم کہ کس طرح پیش آئینگے ملکہ نے جو تہ دل سے بلک کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا کہ صحرا سے گرد اڑی ملکہ نے کوٹھے سے دیکھا کہ آگے آگے بیس علم نشان بیس ہزار سوار کا آگے آگے دو جوان قوی تن قوی ہن ایک گینڈے پر ایک تخت پر ایک بعہدۂ سلطنت ایک بعہدۂ سپہ سالاری سواران جنگی گھوڑون کو مہمیز کیے ہوئے بیچ مین ایک جوان حسین بعہدۂ صاحبقرانی حسن و جرأت مین لاثانی خود کی کلغی لچکتی ہوئی ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے زور و شور سے لشکر آتا ہے ایک کنیز نے پہچان کر کہا لیجیے حضور خدا نے کیا جلد فضل اپنا شریک حال کیا کہ آپ کے وارث آتے ہین یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شبرنگ نے شاہزادے کو خبر دی کہ شجر کوہی و مسبوق کوہی نے آکے باغ کو گھیرا ہے شاید ملکہ کا حال کھل گیا عورتین بلک رہی ہین نور الدہر نے وہین سے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ نور الدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ۔۔۔ کہ شاہانش جہانگیر و فلاک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بمیش ۔۔۔ عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

دیگر

ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ۔۔۔ لقا را بیکدست بر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم ۔۔۔ شہ نوجوانان لقب یافتم

ایک طرف سے اقبال تاجدار نے نعرہ کیا ایک طرف سے اقوال قزاق چلا شجر کوہی نے جو نورالدہر
کی آواز سُنی اور اقوال قزاق کو دیکھا کہ مثل فیل مست جھومتا ہوا آتا ہے دونوں پلٹے فوج کو اشارہ کیا
فوجین جا پڑین تلوار چلنے لگی دونوں لشکر ملگئے صاحبقران و ایرج نے ارابے پر سے دیکھا کہ
نورالدہر لڑتے ہوئے آئے ہین ایرج کو بہت ناگوار ہوا نورالدہر نے آواز دی کہ ای برادر
ایرج نہ گھبرانا مین آپہونچا ایرج کے بہت خلاف ہوا زنجیرین ہلانے لگے چاہتے ہین کہ قید توڑ ڈالون
ممکن نہین ہوتا مسبوق نے کہا کہ میرے قیدی کا تو سر کاٹ لے کہ ایک سوار گھوڑے کو بڑھا کر قریب
ایرج آیا کہا او قیدی چپ رہ کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے
ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی خانۂ زور مین آکر قید کو مثل تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اُسی سوار کو مارکر
تلوار لی گھوڑے پر سوار ہو کر جا پڑے لڑنے لگے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان

ملک ایرج آن آفتاب منیر | که صاحبقرانیم و آفاق گیر | اگر تیغ کین بر کشم از غلاف
تزلزل فتد در میان مصاف

صاحبقران زمان نے جو دیکھا کہ دونوں شیر لڑ رہے ہین عجب
کیفیت حاصل ہوتی ہے ایرج نے بڑھ کر گمبدان کو مارا نورالدہر نے جا کر رسالہ دار کو ٹوکا
افسر مار کر رسالے کو شکست دی دونوں آپسمین نگاہ ملا ملا کے لڑ رہے ہین ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ
بڑھ کر علم فوج کو قلم کرون شجر کوہی نے کہا کہ ارے حمزہ کا تو سر کاٹ لو کہ ایک افسر گینڈے
کو بڑھا کر چلا کہا کہ ای امیر مین ابھی حمزہ کا سر لاتا ہون قریب ارابے کے آکر گینڈے سے کودا
غصے مین ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے دونوں ہاتھ آگے کر دیے ہتھکڑی کٹی وہی ہتھکڑی
امیر نے اُس افسر کو کھینچ ماری سر اُسکا پھٹ گیا خون سر سے جاری ہوا امیر نے غصے مین قید کو
توڑ ڈالا اُسی افسر کی تلوار اُٹھالی بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ امیر تصنیف مصنف

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز بیمم گریزنده نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشته شکار

امیر عرب حمزۂ ذیحشم
چو رفتم بسنجان بگیر و دار
شده بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد ار چنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزه فتادند دیوان قاف
دران جا چو جاه و ادب یافتم

سلیمان ثانی لقب یا فتم | امیر کے نعرے کی صدا جو بلند ہوئی مسبوق کوہی نے بڑھ کر شجر کوہی
سے کہا کہ ای پہلوان دوران حمزہ نے رہائی پائی شجر کوہی تو صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہو چکا ہے
گھبرا کر کہا کہ حمزہ بڑا بہادر ہی مسبوق نے کہا کہ مین سر لاتا ہون یہ کہکے مسبوق کوہی چلا صاحبقران
کو للکارا کہ او حمزہ مابدولت موجود ہین بہتر اسی مین ہی کہ میرے سامنے دست لبستہ حاضر ہو اور قید
مین مردان عالم کی تھا قید کو کیونکر دور کیا صاحبقران مسبوق پر جا پڑے مسبوق نے کئی ہاتھ تلوار کے
مارے صاحبقران نے روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ مسبوق کے دو ٹکڑے ہوئے نور الدہر نے
بڑھ کر علم فوج قلم کیا مسبوق کا مارا جانا تھا کہ شجر کوہی نے چاہا بھاگ کر نکلجاؤن ایرج نے آکر دکا
کر او نامرد کہان جاتا ہی شجر کوہی ایرج کو دیکھکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے باڑھ بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ او کشتی گیرزادے
دیکھ مردان عالم پہلوان کو یون قتل کرتے ہین شجر کوہی کو چورنگ ہوائی قلم کیا فوج کو ہیان مین
کھلبلی پڑی سوار و پیدل بھاگنے لگے کچھ گرفتار ہوئے کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ کر نکلگئے تھوڑے ہی
عرصے مین لڑائی فتح ہوگئی مگر ایرج نے دیکھا کہ کشتی گیرزادہ فوج لیکر آیا مین نگاہ مین دادا جان
کی حقیر ہونگا شاپور سے کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین پروردگار فوج بھی مرحمت کریگا شاپور نے
بھی کہا کہ یہان ٹھہرنا بہتر نہین نکل چلیے ایرج نے گھوڑا اپنا لیا شاپور کو ساتھ لیکر ایک جانب
نکلگئے طرف ویرانے کے روانہ ہوئے یہان صاحبقران بعد فتح جنگ نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف
باغ کے چلے نور الدہر سرنگون کہ دیکھیے ناہید کے سامنے جا کر کیا گذرے شبرنگ کو اشارہ کیا کہ جا کر
ملکہ سے کہو کہ دادا جان آتے ہین براے استقبال آؤ خبردار مجھسے کچھ کلام نہ کرنا لیکن صاحبقران نے
پلٹ کر فرمایا کہ ایرج نہین معلوم ہوتے چند سوارون نے عرض کی کہ شجر کوہی کو قتل کر کے طرف صحرا
کے نکل گئے صاحبقران نے فرمایا کہ اُنکے مزاج سے وحشت نہین جاتی اُنکو خدا کے سپرد کیا فوج کو
قریب باغ اُترنیکا حکم دیا کہ ملکہ کو شبرنگ نے خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہین ملکہ اپنے
مقام سے اُٹھین کنیزین پشت پر قریب در باغ کے آکر ٹھہرین دیکھا کہ سامنے سے صاحبقران زنان
آتے ہین جھک کر سلام کیا صاحبقران نے بہت پسند فرمایا چاہتے ہین کہ در باغ کے اندر جاؤن کہ
آسمان سے ایک عقاب تڑپ کر گرا ملکہ ناہید مرصع پوش کو لے بھاگا کنیزون مین ایک شور گریہ وزاری

بلند ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ ارے کیا ہوا کنیزون نے عرض کی کہ ایک عقاب آسمان سے
آیا ملکہ کو اُٹھا لیگیا صاحبقران نے دیکھا کہ نور الدہر متغیر ہو گئے مگر بسبب صاحبقران کے
کچھ کہہ نہ سکے صاحبقران تین دن اُسی مقام پر رہے ملکہ کو بہت تلاش کیا کہین پتہ نہ ملا آخر لشکر
ساتھ لیکر مع نور الدہر و اقبال و اقوال طرف اپنے لشکر کے چلے شبرنگ بھی رہ روی کرتا ہوا
آتا ہی مگر ایرج نوجوان بارہ کوس نکلے تھے کہ ایک درخت کے سائے مین آکر ٹھہرے کہ صحرا
سے گرد اُڑی مقناطیس کو ہی بارہ ہزار فوج سے چلا ہی کہ بدلے مددلقا جاؤن ایرج کو دیکھکر
دریافت کیا کہ یہ نبیرۂ صاحبقران ہی فوج کو اشارہ ہوا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے
گھیرا ڈالا پڑے ایرج نے لڑبھڑ کر مقناطیس کو اُٹھا لیا وہ بصدق دل مسلمان ہوا ایرج نے
حال پوچھا اُسنے عرض کی کہ حضور یہان سے قریب ایک کوہ ہی اُسکو کوہ رستخیز کہتے ہین سُنا ہی
کہ اندر اُس کوہ کے بڑا مال ہی کوئی اندر اُس کوہ کے جا نہین سکتا جب قریب کوہ پہونچتا ہی
سایۂ کوہ پڑتا ہی ایک شیر پیدا ہوتا ہی اُس شخص کو اُٹھا لیجاتا ہی ایرج نے کہا چلکر ہم بھی دیکھینگے
مقناطیس کو ساتھ لیکر سامنے کوہ رستخیز کے آئے دیکھا کہ حقیقت مین کوہ بلند بر سر کوہ نخلہاے سرسبز و
شاداب طائرون کی زمزمہ سرائی کوہ بہت وسیع ہی کئی کوس کے گردے مین واقع ہوا ہی
ایرج سلاح سے آراستہ ہوکر طرف کوہ کے چلے مقناطیس نے بہت منع کیا کہ ای شہریار میرے
سامنے کئی سو جوان غائب ہوئے پھر اُنکا پتہ نہ ملا آپ قصد نہ کرین ایرج نے نہ مانا طرف کوہ کے چلے
جب سائے مین کوہ کے پہونچے ایک شیر درے سے نکلا ایرج پر حملہ آور ہوا ایرج نے جھکائی دی کلائی
تھام کر چاہا کہ ایک گھونسا مارون شیر نے ایرج کو مُنھ مین دبا لیا لیکر درۂ کوہ مین غائب ہوا مقناطیس
وغیرہ رونے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی صاحبقران زمان آکر پہونچے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کیون
روتے ہو سب نے حال ایرج نوجوان کا بیان کیا صاحبقران کو بڑا ملال ہوا اُسی وقت آمادہ
ہوئے ہرچند کہ اقبال تاجدار و اقوال قزاق نے منع بھی کیا صاحبقران نے نہ مانا فرماتے ہین
جب مین لشکر مین جاؤنگا قاسم کو کیا مُنھ دکھاؤنگا وہ کہیگا کہ حضور نے غلام کا حال سُنا اور کوشش
نہ کی مین کیسا محجوب ہونگا یہ کہکر چلے نور الدہر نے بھی قصد کیا شبرنگ نے بڑھکر سمجھایا کہ ای شہریار
آپ اپنے قاعدے کے خلاف کرتے ہین اول عبادت خانہ آراستہ ہو حضور بہ غیب رجوع کرین

دیکھیے توکیا حکم ہوتا ہی موافق اُس حکم کے کاربند ہوجیےگا اس طرح جانا مناسب نہین ہی شبرنگ نے
بڑھکر امیر سے بھی یہی عرض کی صاحبقران نے نہ قبول کیا فرمایا شیر جو آتا ہی کوئی ساحر ہوگا جب
اسم اعظم پڑھونگا سحر اُسکا باطل ہوگا مین درۂ کوہ مین داخل ہوجاؤنگا سب خاموش ہوئے امیر چلے
جب سایۂ کوہ مین پہونچے درۂ کوہ سے شیر پیدا ہوا صاحبقران پر چلا اُسنے حملہ کیا صاحبقران
نے اسم اعظم پڑھا شیر بھاگا صاحبقران چند قدم اور بڑھے ابکی دو شیر درۂ کوہ سے نکلے قصد کیا کہ
صاحبقران پر حملہ کرین امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا دونون شیر بھاگے ابکی مرتبہ تین شیر آئے قریب
درۂ کوہ پہونچتے پہونچتے بارہ شیر درۂ کوہ سے نکلے امیر پر حملہ کرنے لگے امیر ہر طرف جھپٹتے ہین شیر
ہٹجاتے ہین ایک شیر پر جو صاحبقران بڑھے زبان معجز بیان اسم اعظم الٰہی پڑھنے سے رُکی چاروطرف سے
شیر ٹوٹ پڑے صاحبقران کو لیکر بھاگے لشکر مین غریو ہوا نورالدہر کو نہایت قلق ہوا شبرنگ
سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہی دادا جان جائین تاجزادہ بھی داخل ہوگیا ضرور جاکر ملکہ
ڈالدیگا یہ مقام طلسم ہی مین بھی جاتا ہون شبرنگ نے کہا کہ آپ عبادت خانہ آراستہ کرین جس طرح
بزرگان دین کا حکم ہو اُسی طرح جائیے نورالدہر نے حکم کیا عبادت خانہ درست ہونے لگا
نورالدہر ٹہل رہے ہین کہ آسمان سے ایک پنجہ گرا نورالدہر کو اُٹھا لیگیا اقوال و اقبال
و مقناطیس کوہی سب لشکر کو لیکر کوس بھر ہٹکر اُترے انتظار مین ہین کہ صاحبقران آئین
تو یہا سے چلین یہان تو یہ ذکر ہی حال اُس کوہ کا تحریر ہوتا ہی کہ اس مقام کا نام طلسم سقرلات
آہن کلاہ ہی سقرلات جادو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ادل طیور جادو آکر پہونچا ملکہ ناہید
کو پیش کیا سقرلات نے کہا کہ ای طیور اس نازنین کا ہم محل کرینگے سحر بھی اِسکو سکھائینگے کیسی
عمدہ جادوگرنی ہوگی طیور سناٹے مین آگیا اتنا تو اسنے کہا کہ حضور ایک باغ مین مین نے اسکو
دیکھا جمال اسکا پسند آیا غلام تو اپنے واسطے لایا تھا سقرلات نے کہا کہ ہم اس سے بہتر ڈھونڈھکے
تمھاری شادی کردینگے طیور ناہید مرصع پوش کو دیکر چلا گیا مگر نہایت الم ہی کہ بادشاہ نے
مجھپر ظلم کیا میری معشوقہ کو چھین لیا سقرلات نے ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوشیار کیا اور اپنے
وصل پر ترغیب دی ملکہ ناہید نے کہا او کریہ منظر خوک پیکر ہمکو قتل کر ڈال سقرلات نے ملکہ کو
قید کیا سقرلات سرنگون بیٹھا ہی ساتھ والون سے کہ رہا ہی کہ یارو اس نازنین کو دیکھکر

دل بیتاب ہوگیا ہاے کیا کردن وہ تو انکار کرتی ہی کیا اُسکی صفت کردن نظم

عکس رخسار سے ناقص ہو تو کامل ہوجائے — مہ نخشب مہِ گردون کے مقابل ہوجائے
یار کے عارض انور کا اگر عکس پڑے — ماہ نو دم مین فلک پر مہ کامل ہوجائے
تبین جالونمری جانب سے کدورت نہ رہی — صاف جب صورت آئینہ ترا دل ہوجائے
خوب جی بھر کے نظارے رخ لیلے کے کردن — پردۂ چشم اگر پردۂ محمل ہوجائے
وصف مین یار کے گیسو کا بیان کرتا ہون — سننے والون کا پریشان نہ کہین دل ہوجائے
وہ حسین عارض انور سے اُٹھائے جو نقاب — دعوی حُسن مہ و مہر ابھی باطل ہوجائے
تیغ ابرو کا وہ سفاک اشارہ جو کرے — مرغ بسمل کی طرح دل مرا بسمل ہوجائے
گر بیان حال کرون دل کی پریشانی کا — بس پراگندہ ابھی یار کی محفل ہوجائے
نور دم بھر کو اگر وہ بتِ مغرور آئے — شمع رخسار سے روشن مری محفل ہوجائے

مصاحبون نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے جب تکلیف اُٹھائیگی آپ ہی راضی ہوجائیگی سقرلات یہ باتین کررہا تھا کہ کاہن طلسم آیا کہا اے شہنشاہ طلسم سقرلات آج طلسم کشا کا طلسم مین داخلہ ہوا اُسکو دربار مین بلوائیے اگر وہ آپ سے اقرار کرکے طلسم سے نکل جائے فتاحی سے ہاتھ اُٹھائے تو اِسکو غنیمت جانیے سقرلات نے حکم دیا کہ جو قیدی آج آیا ہی اُسکو دربار مین لاؤ سارے شہر مین ہلڑ ہوا کہ صدہا آدمی اس طلسم مین آئے قید پڑے ہین بہت سے مرگئے بہت سے زندہ ہین کبھی کاہن نجم جادو ایسا نہ گھبرایا تھا آج ایک شخص قید ہوا ہی اُسکو طلسم کشا بتاتا ہی بادشاہ نے دربار مین طلب کا حکم دیا ہی شمیم گیسو دراز بیٹی سقرلات کی اسنے جو یہ خبر سُنی کہ باپ نے طلسم کشا کو دربار مین بُلایا ہی باپ سے کہلا بھیجا کہ مین بھی اُس شخص کو دیکھونگی سقرلات نے ایک کمرہ خالی کرایا اُسمین شمیم آکر بیٹھی کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کرکے لائے ایرج نے آتے ہی مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی شمیم نے کمرے سے جمال جہان آرا دیکھا دل و جان سے عاشق ہوئی بیہوش ہوگئی کنیزون نے ہوشیار کیا ملکہ چپ ہو رہی ناچار ہو کر دیکھنے لگی کہ بادشاہ سے کیا کلام ہوتا ہی سقرلات نے کہا اے نبیرۂ صاحبقران آپ نے کیون یہان آکر قدم مارا یہان کا قیدی تا قید حیات رہائی نہین پاتا ایرج نے کہا کہ ہمارا طریقہ یہ ہی کہ جس عجائب و غرائب مین پہونچے بعنایت خدا اُسے

مسخر

فتح کیا بڑے بڑے طلسم توڑے سقرلات نے کہا کیا مجال جو اس طلسم کا پتہ بھی ملے بہتر یہ ہی کہ ہمارے آپ کے مصالحہ ہو آپ فتاحی طلسم سے دست بردار ہون ہم آپ کو قید سے چھوڑ دین ایرج نے کہا کہ مسلمان ہو مال طلسمی ہمکو دو سقرلات بہت بگڑا کہ ہم مسلمان کبھی نہ ہونگے لیجاؤ اس جوان کو قید کرو ایک مہینے کے بعد قتل کرینگے ایرج کو ملازمون نے لیجا کر پھر قید کیا کہ نجم جادو پھر دوڑا ہوا آیا کہا ای شہریار ردادا طلسم کشا کا امیر حمزہ طلسم مین آیا شور انگیز جادو نے بڑی جانکاہی کرکے گرفتار کیا بارہ جادوگر جب گئے تب وہ گرفتار ہوئے ایک جوان خوبصورت کو ناسوت جادو گرفتار کرکے لائی ہو اپنے مکان مین لیجا کر رکھا ہو دونون کی خبر لیجیے وہ بھی طلسم کشا کا عزیز ہی علامت مین یہ بھی لکھا ہو کہ تین شخص اور ایک نازنین طلسم مین آئینگے فوراً فتور برپا ہوگا وہ سب صورتین ظاہر ہین غلام تو جاتا ہو آپ کو آگاہ کرنے آیا تھا نجم جادو تو یہ کہکے چلا گیا سقرلات نے ایک ساحر کو بلا کر حکم دیا کہ ناسوت کو بُلا لاؤ وہ جادوگر گھر پر ناسوت کے پہونچا بُلا کر ناسوت سے کہا معرفت کاہن کے شاہ کو خبر پہونچی کہ تم ایک جوان کو گرفتار کرکے لائی ہو اُسکو لیکر خدمت شاہ مین حاضر ہو سُنکر ناسوت نے کہا کہ اچھا جادوگر کو تو رخصت کیا اور آپ یہ سوچنے لگی کہ اگر شاہ نے مجھسے لیکر اس جوان کو ارادہ قتل کا کیا تو مین اپنی جان دونگی شاہ میرا کہنا کا ہیکو مانینگے بہتر یہ ہی کہ نبیرہ حمزہ کو لیکر نکل چلو یہ سوچکر تخت سحر تیار کیا نور الدہر کو اُسپر سوار کیا لیکر ایک جانب چلی کاہن نے شاہ کو خبر دی کہ ناسوت جادو عزیزدار طلسم کشا کو لیے جاتی ہی سقرلات گھبرایا اور رنگ آدمخوار کو حکم دیا کہ جلد جا کر ناسوت کو چیر پھاڑ کے کھا جا اُس قیدی کو ہمارے پاس لا جیسا مناسب ہوگا ویسا کرینگے اور رنگ آدمخوار نے سو جادوگر ساتھ لیے تعاقب مین ناسوت کے چلا ناسوت ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری سوچ رہی ہی کہ کدھر سے نکلون نگہبان روکینگے کہ سامنے سے اور رنگ آدمخوار آکر پہونچا للکار کر آواز دی کہ او ناسوت کہان جاتی ہو ناسوت کے ہوش اُڑ گئے نور الدہر کے سامنے رونے لگی کہا ای جوان تیری محبت مین یہ انجام ہوا شاہ کی دشمن کہلائی ہائے اب کدھر جاؤن سو جادوگرون نے پہاڑ کو گھیر لیا ایک طرف سے اور رنگ خود چلا ناسوت نے سحر کیا اور رنگ آدمخوار نے سحر کو دفع کیا کئی سحر ناسوت نے کیے اور رنگ کب مانتا ہی چشم زدن مین کل سحر دفع کر دیے پہاڑ پر چڑھ آیا سو جادوگرون سے ناسوت اکیلی

لڑ رہی ہی کئی جادوگرون کو قتل کیا اورنگ جھومتا ہوا آتا ہی ناسوت نے دیکھا کہ اورنگ
قریب آپہونچا پیچھے ہٹ گئی ناسوت حیران ہی کہ کیا کرون جب بہت جادوگرون کا بلوہ ہوا تو آکر
نورالدہر سے لپٹ گئی اور خوب چیخین مار کر روئی کہا کہ ای جان جہان اگر اورنگ میرے پاس
آجائیگا تو فورًا چیر پھاڑ کے کھا جائیگا سنتی ہون کہ ایرج نوجوان کو شاہ نے طلب کیا تھا کہ اصلاح
کرین مگر سنا کہ وہ شاہزادہ نہین راضی ہوا کہتا ہی کہ مال طلسم دو اور اسلام اختیار کرو آپسمین
اصلاح نہین ہوئی کیا کرے بمجبوری نورالدہر کے سامنے رو رہی ہی مگر نورالدہر کچھ جواب نہین دیتے
لیکن اسکی حسرت پر دل ٹکڑے ہوتا ہی کہ اورنگ نے للکارا کہ کیون ای ناسوت اب روتی ہی
دھگڑے کا بڑا خیال ہی نورالدہر نے کہا کہ ای ناسوت اطاعت دین اسلام قبول کر ناسوت
بے اختیار پکار اُٹھی ای خدائے نادیدہ مین تیرا اعتقاد کرتی ہون مجھے بچالے جیسے ہی اسنے نام خدائے
نادیدہ کا لیا آسمان سے ایک ستارہ گرا اورنگ کو جلا کر خاک سیاہ کیا ساتھ کے جادوگر جلنے لگے
ایک دناتا ہوا وہی ستارہ ناسوت و نورالدہر کو اُٹھا کر لے گیا چند کنیزین جو باقی رہین
اُنھون نے دیکھا کہ کسی کا نشان نہین بدحواس ہو کر بھاگین کہ جا کر شاہ سے اطلاع کرین بعد تھوڑے
عرصے کے نورالدہر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جادوگرنی ضعیفہ میرے پاس بیٹھی ہی ناسوت بھی
ہوشیار ہوئی جیسے ہی ناسوت نے لمعان جادو کو دیکھا کہا کہ ای لمعان یہ احسان تمنے کیا
کہ مجکو بچا لائین لمعان نے کہا کہ ای ناسوت ہم نگہبانان طلسم مین سے ہین نشیب و فراز خوب دیکھے
بڑے بڑے حکیم و طبیب بہ ارادۂ فتاحی طلسم آئے یہان آکر گرفتار ہوئے کسی کی عقل و فطرت
نہ چلی لیکن کبھی دل کو ہول نہین ہوا جان پر صدمۂ عظیم ہی مجکو اسوقت بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ ناسوت
و نورالدہر کو بچا لاؤن جا کر مخفی سحر کیا اورنگ کو جلا دیا اب مراد یہ ہی کہ جس وقت ایرج نوجوان
طلسم کو فتح کرین یہ ہمکو اُنکے ہاتھ سے بچالین نورالدہر نے کہا وہ میرا ہمچشم ہی اگر مین کہونگا وہ
اُسمین کد کریگا بلکہ میرے کہنے کے خلاف کریگا بہتر یہ ہی کہ تم فکر کرو لوح طلسمی ہمکو ملے ہم طلسم کو فتح کرین
لمعان نے کہا کہ آج شب کو مین شاہ سے پوچھونگی کہ لوح طلسمی کہان ہی اگر اُسنے بتا دیا تو فورًا
اپنے کو وہان پہونچاؤنگی لوح طلسمی آپ کو دلواؤنگی یہ کہکے ایک مکان مین لا کر ناسوت و شاہزادہ
نورالدہر کو رکھا آپ فکر مین لوح کی چلی لیکن کاہن یعنے نجم جادو اپنے مقام پر آیا نقشہ جمشیدی

کھولا صاف صاف لکھا تھا کہ اسی ہفتے مین طلسم ٹوٹ جائیگا جو طلسم کشا کا ساتھ دیگا آبرو پائیگا ورنہ مارا جائیگا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا یہ سوچتا ہوا جاتا ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ طلسم کشا سے دوستی ہو کہ رونے کی آواز کان مین آئی سر جھکا کر جو دیکھا ملکہ شمیم گیسو دراز اپنے باغ مین بیٹھی ہوئی رو رہی ہے اُسکے ساتھ کی کنیزین بھی روتی ہین کاہن اُترا آکے ملکہ شمیم سے ملا کہا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہے اسقدر رونے کا کیا باعث دل بھرا ہوا تھا شمیم اور بیقرار ہو کر روئی نظم

آئینہ خانہ کرینگے دلِ ناکام کو ہم ۔۔ پھیرینگے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم
شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے ۔۔ روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم
یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت ۔۔ صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم
آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے ۔۔ شعبدہ جانتے ہین گردشِ ایام کو ہم
فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین ۔۔ سنتے ہین گبر و مسلمان سے ترے نام کو ہم
خون تا حد کو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال ۔۔ کسی غماز سے بھجوا ئینگے پیغام کو ہم
پانون پکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچے کی ۔۔ رہِ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم
دیدۂ یار کہین کیا اسے کینہ ہے مین ۔۔ بھونکر روز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
سبزۂ خط سے ہوئی اُسکی کدورت دچند ۔۔ اب صفائی کے لیے ڈھونڈھینگے جام کو ہم
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا ۔۔ مول لین دل کی اسیری کے لیے دام کو ہم
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے ۔۔ نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم
حُسن کو عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا ۔۔ کرتے ہین آتش اُسے آگئے ہین جس کام کو ہم

نجم جادو نے کہا کہ بی بی اس مطلب کو مین نہین سمجھا مجھسے صاف صاف فرمائیے ملکہ نے رو رو کر کہا کہ اے نجم جادو تمکو ہم غم نامدار کہتے ہین اس مقدمے مین ہمارا کوئی مونس و مددگار نہین اس وقت مین ہماری دستگیری کرو اصل یہ ہے کہ جب طلسم کشا کو والد نے بلوایا مجھ کمبخت بدنصیب نے باپ سے کہلا بھیجا کہ طلسم کشا کو ہم بھی دیکھینگے جس وقت سے اُس شیر بیشۂ جرأت کو دیکھا ہے راتون کی نیند اُڑ گئی آب و دانہ ترک ہوا اس وقت یہ قصد تھا کہ اپنی جان دے دون یہ جو تین نے کنیزون کے سامنے کہا سب رونے لگین کہ حضور ہمکو کون پوچھیگا یہ باعث بیقراری ہے یہ سُنکر نجم جادو خوش ہو گیا

کہا ای ملکۂ عالم مین نے نقشۂ جمشیدی مین دیکھا صاف لکھا تھا کہ اندر ایک ہفتے کے طلسم فتح ہوجائیگا
مین اسی فکر مین نکلا تھا کہ طلسم کشا سے دوستی پیدا کرون مین ابھی جاتا ہون طلسم کشا کو لیکر آپ کے مکان پر
آتا ہون مین ہر مقدمے کی خبر دینے والا تھا آپ کے عشق کی خبر نہ پہونچاؤنگا بادشاہ کو غفلت رہیگی
فتح طلسم کی تدبیر ہوجائیگی یہ کہکے کاہن فکر مین ایرج نوجوان کی چلا ادھر سے تو نجم جادو جاتا ہی
ادھر لوحدار جادو کہ جسکو آہنگ روشن رائے کہتے ہین اسنے اپنے مقام پر دیکھا کہ طلسم فتح ہوجائیگا
سقرلات نے آہنگ روشن رائے سے کہلا بھیجا کہ لوح لیکر ہمارے پاس آؤ آہنگ لوح لیکر
چلا مگر دل مین کہتا ہی کہ اسی کی وجہ سے میری آبرو ہی سب مجکو مانتے ہین جب لوح میرے پاس نہ رہیگی
پھر مجکو کون پوچھیگا لوح لیے ہوئے جاتا ہی مگر دل دھڑک رہا ہی یہی خیال ہی کہ بادشاہ لوح لے لیگا
پھر ہمکو کون پوچھیگا ادھر سے تو یہ جاتا ہی اُدھر سے کاہن طلسم فکر رہائی ایرج نوجوان مین اڑا ہوا
چلا آتا ہی راہ مین دونون سے ملاقات ہوئی نجم جادو نے پوچھا ای برادر کہانسے آتے ہو
کہان جاتے ہو آہنگ روشن رائے نے کہا کیا پوچھتے ہو عجب طرح کا معرکہ در پیش ہی کہ ہمکو اُتنا
کا پس و پیش ہی بادشاہ نے ہمسے لوح طلب کی ہی خواہ اپنے پاس رکھین خواہ کسی اور کو دین ہمارا
جو شرف تھا وہ مٹتا ہی کہ سب ساکنان طلسم ہماری خاطر کرتے تھے یہ سُنتے ہی نجم جادو خوش ہوگیا
کہا کہ ای آہنگ روشن رائے اصل یہ ہی کہ طلسم اب نہ بچیگا اسی ہفتے کے اندر فتح ہوجائیگا جو
طلسم کشا سے دشمنی کریگا مارا جائیگا اپنی جان بچانا ضرور ہی لوح چلکر طلسم کشا کو دو اسی حیلے سے
ہم تم ملاقات کرین طلسم کشا پر احسان ہوگا اہل اسلام محسن کو بہت عزیز رکھتے ہین ضرور وہ احسان مانیگا
اور تمکو ایک خبر دیتے ہین کہ دختر شاہ طلسم کشا پر عاشق ہی یقین ہی کہ طلسم کشا بھی اُسکو پسند کرے
ہماری تمھاری خاطر کرے اسپر آہنگ روشن رائے بھی راضی ہوا دونون چلے سقرلات جادو
اپنے مقام پر بیٹھا ہی مگر گھبرا رہا ہی وزیر اعظم اسکا مشتاق جادو پہلو مین بیٹھا ہی صلاح ہو رہی ہی
مشتاق نے کہا کہ ای شہریار طلسم کشا کو قتل کیون نہین کرتے سقرلات نے کہا میعاد مقرر ہی
جب تک میعاد نہ گذرے کیونکر قتل کرون مشتاق جادو نے کہا بہت آسان ہی بارہ ہزار
فوج میرے ساتھ کیجیے مین لیکر طلسم کشا کو بیرون طلسم جاؤن کسی صحرا مین قتل کر ڈالون بادشاہ کو
یہ بات پسند آئی کہا ای وزیر اعظم اگر تمنے طلسم کشا کو قتل کر ڈالا تمام اہالی طلسم کی جان بچائی

نا بدولت کا خو بخود دل گھبراتا ہی کئی دن سے خواب پریشان دیکھ رہا ہون مشتاق نے کہا مین ابھی
جاتا ہون بارہ ہزار فوج بادشاہ نے ساتھ کی مشتاق چلا آکر قید خانے سے ایرج کو نکالا تخت پر
سوار کیا قصد ہوا کہ لیکر چلون کہ آہنگ روشن رائے و نجم جادو گھبرائے ہوئے آکر پہونچے
ارادہ یہ تھا کہ در زندان پر لڑائی پڑیگی اب ایرج کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہاتھ پاؤن مین
مار سیاہ پٹے ہوئے ہین شاہزادہ حیران و پریشان نجم جادو نے بڑھ کر کہا کہ اے وزیر اعظم کیا
ارادہ ہی وزیر نے کہا کہ مین بیرون طلسم طلسم کشا کو لیجاؤنگا وہان جاکر قتل کرونگا نجم جادو نے
طرف آہنگ روشن رائے کے دیکھا آہنگ نے اشارہ کیا کہ مین لوح طلسم کشا کے گلے مین
ڈالے دیتا ہون نجم جادو نے اشارہ کیا بہتر ہی قضائے کار یہان تو یہ ارادہ ہی لیکن مشتاق جادو
خود حفاظت کو کھڑا ہی گھتا ہی کہ کوئی قریب طلسم کشا کے نہ جائے بادشاہ کی منادی ہی اسباب سحر
لیے گرد پھر رہا ہی مگر صاحبقران جہان قید ہین بارہ جادوگر بلکہ صاحبقران کو قید کرکے لائے ہین
اسباب سحر جسم پر صاحبقران کے آراستہ کردیا یعنے ماران سیاہ جسم مین لپٹے ہین افسر سب کا
لیس جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے بیٹھا ہی کہ صاحبقران کو ہوش آیا صاحبقران نے
جو اپنے کو اس حال پُر ملال مین پایا سوچے کہ اسم اعظم تو یاد ہی اسم اعظم جو پڑھا ماران سیہ جلکر
گر پڑے امیر نعرہ کرکے اُٹھے لیس جادو نے جو دیکھا کہ ماران سیہ جل گئے کہا لو یارو یہ اتنا بڑا
ساحر ہی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا ایک ساحر نے بڑھ کر گولہ مارا امیر نے اسم اعظم جو پڑھا گولہ پلٹ کے
اُسی جادوگر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا امیر نے اُس جادوگر کو مار کے اُسکی تلوار لی لیس
سحر کرتا ہوا چلا آتا ہی اور صاحبقران بھی لڑتے ہوئے آتے ہین بارہ ہزار جادوگرون کو رولتے
ہوئے لیس جادو نے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا اُس سحر نے اورون کو ہلاک کیا کئی ہزار
جادوگر مارے جاچکے ہین سحر کی بوچھار کر رہے ہین مشتاق جادو ایرج نوجوان کو تخت پر
سوار کرکے چاہتا ہی کہ لیچلون نجم جادو و آہنگ روشن رائے کوئی پہلو نہین پاتے کہ لوح گلے
مین طلسم کشا کے ڈالدین موقع نہین ملتا مشتاق نے اشارہ کیا تخت کو جنبش ہوئی چاہتا ہی کہ
لے اُڑون یا لات و منات کی صدا بلند ہوئی دیکھا کہ صاحبقران جادوگرون کو قتل کرتے
ہوئے آتے ہین لیس جادو بھاگا ہوا آتا ہی مگر بڑھ بڑھ کے سحر کرتا ہی اپنے سحر سے اپنے کو

آپ ہی بچاتا ہی یہ جو مشتاق نے دیکھا گھبرا گیا کاہن نے کہا کہ ای وزیر اعظم اب وقت انقلاب ہی بڑی بڑی آفتین دیکھتا ہون ای وزیر اعظم اپنے کو بچاؤ مشتاق نے بڑھ کر صاحبقران پر سحر کیا اتنی مہلت جو آہنگ روشن راے نے پائی جلدی سے لوح جو گلے مین ایرج نوجوان کے ڈالدی پا تو ایرج نوجوان سرنگون بیٹھے تھے لوح جو گلے مین آئی مارا ن سیاہ جلکر گرے ایرج بل کرکے اُٹھے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ با شیدا ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے نعرہ ایرج نوجوان

الک ایرج آن آفتاب منیر	که صاحبقرانیم و آفاق گیر
تزلزل فتد در میان مصاف	اگر تیغ کین بر کشم از خلاف

تلوار کسی کی اُٹھالی برکت لوح سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لبیس جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن ایرج نے بڑھکر اُسکو قتل کیا صاحبقران کو دیکھکر بجوش و خروش لڑنے لگے کئی مرتبہ پوچھا کہ حضور نورالدہر کہان ہین صاحبقران نے فرمایا مجھے خبر نہین اب مشتاق گھبرایا سحر تاثیر نہین کرتا نجم جادو کاہن و اور رنگ روشن راے پشت پر ایرج کے آ گئے سحر کر رہے ہین سیکڑون جادوگر انھون نے بھی قتل کیے ہر مقام پر عرض کرتے ہین کہ حضور لوح کو ملاحظہ کیجیے مشتاق نے آواز دی ای نکو امو شاہ تمکو سزا دیگا ایرج ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ مین قریب دادا جان کے جاؤن ممکن نہین ہوتا بیچ مین ہزارون جادوگر ہین قضلے کار لمعان جادو نے نورالدہر و ناسوت کو اپنے مکان مین بحفاظت رکھا تھا آپ اس فکر مین نکلی تھی کہ لوح کا پتہ لگاؤن اس مقام پر گذر ہوا کہ آسمان سے دیکھا لبیس جادو کا لاشہ پڑا ہی مشتاق جادو وزیر بارہ ہزار جادوگرون سے کھڑا ہوا سحر کر رہا ہی ایک طرف صاحبقران اسم اعظم پڑھکر لڑ رہے ہین ایک طرف ایرج نوجوان لوح گلے مین پشت پر نجم جادو و آہنگ روشن راے بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین لمعان نے جو یہ معرکہ دیکھا سحر کرکے کنارے اُتری حال دریافت کیا مفصل خبر معلوم ہوئی گھبرا کے پاس نورالدہر کے آئی کہا کہ ای شہریار طلسم کشا لوح پائی لوحدار نے خود جا کر لوح دیدی ابھی رہا ہوے تلوار چل رہی ہی یہی وقت ہی کہ آپ بھی چلیے شاہزادہ نورالدہر کو گھوڑے پر سوار کیا ایک طرف لمعان جادو ایک جانب ناسوت عاشق جمال اسباب سحر دونون کے

ہاتھ مین چار سو ملازم لمعان کی پشت پر اس کروفر سے چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ ایک طرف صاحبقران رستمانہ جنگ کر رہے ہین ایک جانب ایرج نوجوان مصروف جنگ ہین مشتاق جادو نے سحر کی بوچھار کر دی ہی آہنگ روشن راے و نجم جادو کو بھی زخمی کیا ہی ایرج کو دیکھکر بھاگتا پھرتا ہی کہتا ہی کہ یارو عجب مشکل کی بات ہی کہ سحر جواب دیتا ہی جب اُسنے لوح چمکا دی کیسے کیسے سحر مین نے کیے مگر باطل ہو جاتے ہین ایک ساحر جائے جا کر بادشاہ کو خبر دے کہ جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے طلسم کشا کو لوح ملگئی ایک جادوگر پر پرواز پیدا کرکے بھاگا کہ جا کر شاہ کو خبر کر دون کہ مشتاق نے دیکھا پشت پر سے ہلڑ ہوا جادوگر بھاگنے لگے نعرہ شیر کی آواز آئی نعرہ نور الدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر ایک جانب لمعان جادو ضعیفہ سر ہلتا ہوا موے سر سفید بقول شخصے نہ مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت مگر علم سحر مین طاق نہایت مشتاق ایک جانب ناسوت جمال جہان آرا پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ مشتاق جادو بدحواس ہو گیا اب چار جانب سے سحر ہو رہا ہی ہزارہا جادوگرون کے لاشے تڑپ رہے ہین اگر کسی ساحر کلان نے بڑھکر سحر کیا نور الدہر کا گھوڑا چلتے چلتے رکا ہاتھ دستگیری نہین کرتا پاؤن سے ثابت قدمی جدا بڑھکر ناسوت نے سینہ سپر کر دیا ایرج نے جو نور الدہر کا یہ حال دیکھا بڑھکر لوح کو چمکایا جس جادوگر کا یہ سحر تھا اُسکو ٹھوکر مارا نور الدہر سحر سے چھوٹے پھر مصروف جنگ ہوے ایرج نے جھوم کر نعرہ کیا مردان عالم یون جان بچاتے ہین سقرلات اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ جادوگر فرستادہ مشتاق جادو آکر پہونچا کہا کہ ای شاہ سُنا آپ نے حمزہ نے رہائی پائی ایرج نوجوان کو لوح ملگئی مشتاق سے لڑائی ہو رہی ہی سقرلات نے زانو پر ہاتھ مارا کہا ہاے طلسم بھی ہاتھ سے جاتا ہی اُس نازنین ماہ پیکر نے مجکو نہ قبول کیا میرا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

رشک حُسن روے جانان سے قمر مین داغ ہی
صورت لالہ یہان میرے جگر مین داغ ہی

ہجر مین اُس لالہ رو کے کسقدر گُل کھائے ہین
جس طرح طاؤس کے ہر بال و پر مین داغ ہی

جب سے گلکاری کی انگیا یار کی دیکھی نہین
تب سے لالے کی طرح میرے جگر مین داغ ہی

تیغ ابرو سبنگئے شعلہ فروغ حسن سے
پھول ہر اک اُس گُل تر کی سپر مین داغ ہی

پتلیان پتھرا گئیین دیکھا جو اُسکو گھور کر
آج تک فرقت کا اُس خورشید عالمتاب کی
دیکھا تا نیر مضمونِ تپ ہجر صنم
روے تابان کی صفائی خال سے جاتی رہی
آتش رنگ حنا اے لو ر سحر کی اسقدر

نقش رخسار سے پایے نظر مین داغ ہی
ماہ تابان کی طرح اپنے جگر مین داغ ہی
جل گیا قرطاس قاصد کی کمر مین داغ ہی
تل نہین رخسار پر جرم قمر مین داغ ہی
مثل موسلے صاف دستِ سیمبر مین داغ ہی

یہ اشعار پڑھ کے سقرلات بہت رویا کہا یارو جلتا ہون ایک آخر کا سحر ہی اُسکو کرتا ہون یہ سب الگ الگ ہو جائین ایک بڑی بات ہی کہ مرحلہ جات طلسم پر طلسم کشا کا گذر نہین ہوا یہ کہکے اپنے مقام سے اُٹھا افسران فوج نے قصد کیا کہ ہم بھی چلین سقرلات نے منع کیا کہ کسی اور کا کام نہین ہی یہ کہکر ایک کوٹھا کھولا کچھ اشیاے سحر نکالے کچھ تحفہ جات لیکر ایک خوک پر سوار ہوا بڑے زور و شور سے چلا یہان جو حال عرض کر گیا ہون اُسی طور سے جنگ ہو رہی ہی ایک طرف شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ ہین ایک جانب صاحبقران ایک طرف ایرج نوجوان مشتاق کے پاؤن اُٹھے جاتے ہین گو لمعان و ناسوت و نجم جادوگار ہین و آہنگ روشن راے لوحدار انپر جب مشتاق جادو جاپڑتا ہی زخمی کر دیتا ہی کسی کے جسم پر آبلے ڈالدیے کسی کا سر زخمی کیا کسی کا شانہ نشانہ کیا سب مجبور و ناچار مصروف جنگ ہین ایرج نوجوان لوح کو چمکا رہے ہین سب کو سحر مشتاق سے بچا رہے ہین ہر طرف غریو بلند ہی کہ آسمان سے آواز آئی او ناسوت او نجم او آہنگ روشن راے او لمعان تم سبھون کے مکان جلا دونگا خاک مین ملا دونگا یہان آکر مارتے ہو ورنہ ایک سحر ایسا کرونگا کہ زمین کانپے گی ایک بھی زندہ نہ بچیگا او لمعان تونے بڑا صدمہ دیا صدمے پر صدمے اُٹھائے سب نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ خود سقرلات جادو ایک خوک صحرائی پر سوار نعرہ کر رہا ہی سب دیکھنے لگے ہلڑ ہوا کہ بادشاہ طلسم آیا آہنگ روشن راے نے کہا کہ اے شہریار آپ کے ہاتھ سے یہ قتل ہوگا آپ فتاح طلسم ہین ایرج نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری ترکش سے تین بھال کا تیر نکالا چلہ کمان مین پیوست کیا اب جو سر اُٹھا کر دیکھا کسی کو نہ پایا تیر کے مارتے ہی خطا کار سحر گوشہ گیر ہو گیا ایرج مجبور ہوے کہا کہ اے آہنگ روشن راے وہ تو غائب ہو گیا آہنگ نے کہا کہ اے شہریار خدا خیر کرے کہ ایک آواز مہیب کان مین آئی آندھی سیاہ اُٹھی

اس زور سے جھوکے ہوا کے چلے کہ زمین ہلنے لگی اپنا ہاتھ اپنے کو آپ نہین معلوم ہوتا ہوا سے تند
چل رہی ہی اول تو کبھی ویرانے مین کوئی سنگ جمتی نہین گھاس تک ندارد نخل چند جا بجا تھے وہ جھوکون
سے ہوا کے گرے مشتاق کے کان مین آواز آئی کہ قدرت سے سامری و جمشید کی سب کام بوجہ احسن
بنگئے اب دیکھو سب کدھر غائب ہوئے سب آوارہ ہوکر تباہ ہونگے یہ کہکر وہ جادوگر تو الگ ہوا
اس زور سے ہوا چل رہی ہی کہ زمین کو جنبش فلک کو مٹانے کی کوشش اس وقت عجب کیفیت ہی
اُس عالم مین ایرج نوجوان نے پکار کر آواز دی کہ ای جد عالی تبار آپ کہان ہین ای شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان تم کس مقام پر ہو چاہتا ہون کہ اپنے کو تمھارے پاس پہونچاؤن ہر چند کہ
نورالدہر نے ایرج نوجوان کی آواز سُنی مگر جواب نہین دے سکتے ہین ایرج نے دیکھا کہ چار جانب
سے فوج غم والم نے گھیرا ہی پہر بھر کامل وہی اندھیرا رہا ہوا زور سے چلا کی بعد عرصہ دراز وہ
تاریکی دفع ہوئی اب جو امیر نے آنکھ کھولی دیکھا کہ نورالدہر مع جملہ سرداروں کے میرے ساتھ ہین
اور سامنے ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی ایک نازنین چہاردہ سالہ بوٹا سا قد
گُل نورس حدیقۂ خوبی قد سرو باغ محبوبی سینے پر اُبھار نار پستان کی رعنائی شکم صاف شفاف رُخ انور
رشک آفتاب ہی دل کو پیچ وتاب ہی ساق بلورین جسپر بناے قصر حسن قائم ہر نقش پا تاج سر
معشوقان افسر حسینان پشت پر بارہ سی کنیزین خرامان خرامان آتی ہی جب باہر باغ کے
وہ نازنین آئی صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران بنگاہ محبت جمال بیمثال
کو دیکھ رہے ہین اُسنے سلام کرکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا کہا تشریف لائیے مین تو مدت سے آپ کی
مشتاق تھی شکر ہی کہ پروردگار نے آپ کو یہانتک پہونچایا اب طلسم سقرلات پر آپ کا قبضہ ہوا
بانیان طلسم نے اسی بادشاہ کے نام پر طلسم بند کیا تھا یہ بھی لکھ گئے تھے کہ اس زمانے مین خاتمہ ہوگا
میرے بزرگون نے ہدایت کی تھی کہ صاحبقران کی اطاعت کرنا آپ کی تصویر بھی کھینچکر مجکو دی
وہ تصویر دلپذیر میرے دل کے پہلو مین رہتی ہی اس طرح کی باتین کرتی ہوئی دم محبت کا بھرتی ہوئی
صاحبقران کو لیکر باغ مین آئی دوسری نازنین کہ ستارۂ پہلوے ماہ تھی قریب شاہزادہ نورالدہر
کے آئی کہا ای شہریار بزرگون نے مجکو ساتھ حضور کے منسوب کیا تھا کتاب سامری مین صاف
صاف مرقوم ہی کہ نبیرۂ صاحبقران بھی ساتھ ہونگے تو اُنکی خدمت مین رہنا چاہیے ہجر نہ سہنا

شاہزادۂ نور الدہر نے اشارے سے کہا کہ سامنے دادا جان جاتے ہین اگر اس طرح مجکو اور تمکو ساتھ دیکھ لینگے یقین ہی کہ انکے خلاف ہوگا نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارا قصر الگ ہی چھپنون کبھی صاحبقران آگاہ نہ ہونگے کہ ہمارا فرزند کہان ہی اتنا انکو معلوم ہوگا کہ ہمارا فرزند فلان قصر مین صحبت آرا ہی کبھی وہان تشریف نہ لائینگے آپ مطمئن رہین اور جو آدمی صاحبقران کے ساتھ ہین سب کے پہلو مین ایک ایک نازنین موجود ہی لمعان جادو و ناسوت بھی ہمراہ ہین کہ ایک نازنین نے آکر لمعان جادو کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون نانی امان آپ کئی دن سے کہان تھین ہم آپ کے واسطے بیقرار تھے لمعان نے بلائین لیکر کہا کہ بی بی ہمارا بھی یہی حال تھا شکر ہی کہ ہمارا تمھارا ساتھ ہوا ایک نازنین قریب ناسوت کے آئی کہا کہ ای مادر مہربان مجکو چھوڑ کے کہان چلی گئی تھین ناسوت نے مسکرا کے کہا ہم تو تمھاری باتون کے مشتاق تھے اب عمر بھر ساتھ نہ چھوٹیگا صاحبقران کو نازنین لیے ہوئے بارہ دری مین آئی مسند پر بٹھایا شراب وکباب حاضر ہوے لیکن وہ نازنین نور الدہر کو لیے ہوے ایک کمرے مین آئی ناسوت و لمعان الگ جا کر بیٹھین ہر جگہ سامان عیش و نشاط مہیا ہی امیر و نور الدہر تو اس حال مین ہین شاہزادۂ ایرج نوجوان بعد اُس آندھی کے جو ہوش مین آکے دیکھا کہ جملہ سردار ہمارے بنلم و فیلم وغیرہ دست بستہ کھڑے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ ای شہریار آپ نے کیا کار نمایان کیا طلسم فتح ہوا چلیے باغ مین تشریف لیچلیے وہان مال طلسمی بھی ملیگا ایرج نوجوان اپنے سردارون سے باتین کرتے ہوے ایک باغ مین آئے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی ایرج نوجوان گھوڑے سے اُتر پڑے دیکھا کہ سب کے آگے ایک نازنین نہایت حسین آگے آگے بڑھی ہوئی پیچھے اُسکے چالیس پچاس کنیزین ایک ایک چنگ مرصعی سبھون کے ہاتھ مین تکلف سے اُنکو چھیڑتی ہوئین اشعار عاشقانہ ورد زبان ۔ نظم

کہو تو کیا ای چارہ گر تجھکو ہی منظور آج
گھورتا ہی بیطرح کچھ دیدۂ ناسور آج

دور سے آئے تھے شہرہ سُنکے یہ امیدوار
بات بھی تو نے نہ پوچھی او بت مغرور آج

کچھ عجب تاثیر کی تیغ نگاہِ مست نے
زخم کے منھ سے ٹپکتی ہی مئے انگور آج

ای خوشا قسمت کہ ہی پہلو مین وہ رشکِ قمر
جلوہ گر ہی بعد مدت خانۂ بے نور آج

حشر کے سامان سے کم سامان فرقت بھی نہین / آرہی ہی میرے نالون سے صدائے صور آج
ہٹ پر آئے ہین اگر وہ آئین تو کچھ غم نہ کھا / ہم بھی ای دل کب کمی کرتے ہین تا مقدور آج
پوچھتے کیا ہو تپ فرقت کی ای جان گرمیان / ہاتھ بھی رکھنے نہین دیتا تن محرور آج
برچھیان کھائین نظر کی اسقدر پیہم نسیم / دل ہمارا ہو گیا ہی خانۂ زنبور آج

اس رنگ سے گاتی ہوئی آئین کہ ایرج نوجوان یا تو سردارون سے متوجہ تھے یا کانون کیجانب دیکھنے لگے وہ نازنین جو سب کے آگے ہی بڑی بڑی انکھڑیان جنتی بھوین پیشانی تختی الماس عارض انور چاند کے ٹکڑے قد سرو باغ محبوبی گردن صراحی دار سینے پر ابھار کمر نازک موے میان معدوم یا طائر عنقا کہون یا آئینہ شکم مین بال آگیا مسکرا کر جو شکم کھولدیا ایرج نوجوان کی پریشانی بڑھی دوپٹہ سر سے معشوق کے ڈھلکا ہوا پہنچے جو ہاتھ سے چھوڑ دیئے دل عاشق پامال ہوا قلب نازک کا عجب حال ہوا اس ناز معشوقانہ سے وہ قریب آئی جھجک کر ایرج نوجوان کو سلام کیا کہا کہ ای رستم زمان مبارک ہو کہ طلسم فتح ہوا صاحبقران زمان باغ خوش رنگ مین داخل ہو کر مصروف عیش و نشاط ہین آپ کو بھی جشن کرنا چاہیے ایرج نوجوان اچھا اچھا کہتے ہوے اسکے ساتھ ہوے باغ دلکشا مین داخل ہوے وہ معشوق پری چہرہ ناز و غمزے کرتی ہوئی ایرج کو لیچلی نخلستان پر طائران زمزمہ سرا بصد سوز و گداز اشعار عاشقانہ گارہے ہین ایرج نوجوان جدھر نگاہ اٹھاتے ہین سامان عیش و نشاط پاتے ہین یکایک خوش رفتار کے پیچھے کبھی قمقمے ایکطرف سے کوئی عندلیب عاشق بدنصیب اڑتی ہوئی آئی پہلو مین گل کے پھول کے بیٹھی زمزمہ سرائی کرنے لگی یہ اشعار آبدار گارہی ہی ایرج کے دل کو لبھا رہی ہی نظم

پیا جام مے چشم بتان آج / ہوے پیر نہ سالی مین جوان آج
گریبان سایۂ دامن کریگا / کہ ہی مشق جنون کا امتحان آج
تصور بھی نہین جاتا وہانتک / مخل ہی خوف چشم پاسبان آج
اشارون نے خبر دی مدعا کی / ہوے باہم کلام بے زبان آج
اڑے اوراق گل باد خزان سے / ہوئی برہم کتاب بوستان آج
عدم ہی میرا لاشہ کاہشون سے / کہین ڈھونڈھو مزار بے نشان آج

نہین حال کمر ہین اول آخر — کہونگا درمیان کی داستان آج
اثر لینے لگا بوسے دعا کے — کہ تھا مطلوب اک غنچہ دہان آج
چمن ویران ہوا مرجہا چکے پھول — چلو پوچھین مزاج باغبان آج
کھنچے شمشیرہان خالی نہ جائے — یہ دولت ہو نصیب دشمنان آج
نگاہون سے جہان ہوتا ہی زخمی — لگاتے ہین وہ تیر بے کمان آج
نسیم اپنے کلام پاک سے ہی — بہار گلشن ہندوستان آج

جون جون ان اشعار کی آواز کان مین آتی ہی ایرج نوجوان کی محوبت بڑھتی جاتی ہی وہ نازنین باناز و کرشمہ ایرج نوجوان کو لیکر بارہ دری مین آئی لاکر مسند پر بٹھایا اور ایک مہ جبین سے اشارہ کیا کہ سامنے شاہزادے کے کچھ گاؤ سب نازنینان مہ جبین چنگ مرصع بجاکے گانے لگین یہ نازنین جو سب کی افسر ہی دامن تھامے ہوے ناز رہی ہی ایرج نوجوان بیقرار ہین سردار بھی ترغیب دیتے جاتے ہین کہ ای شہریار آپ کیا خوش نصیب ہین کیا معشوقہ پریچہرہ ملی حضور کیا گا رہی ہی شاپور شیر دل کھڑا اگس رانی کر رہا ہی کہ اُس نازنین نے گاتے گاتے طرف لوح کے اشارہ کیا ایرج نے بے اختیار لوح گلے سے اُتاری اُس نازنین کو دے دی اُس نازنین نے لوح کو لیکر رومال مین لپیٹ لیا بتاتے بتاتے تلوار مانگ لی سپر کو اشارہ کیا ایرج نوجوان نے سپر بھی بلاعذر اُسے دے دی جب سب سلاح لیچکی اُسی طرح گا رہی ہی ساتھ والیان کہہ رہی ہین کہ ای ملکۂ عالم کیا کار نمایان کیا حقیقت مین آپ کا مثل نہین نازنین کہتی ہی کہ دیکھو اب مطلب نکلیگا قضاے کار شاپور شیر دل اصلی جو ایرج سے جدا ہوا تھا بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر تلاش مین اپنے آقا کی چلا پھرتا ہوا اس صحرا مین پہونچا دیکھا کہ ایک جادوگرنی دوڑی ہوئی جاتی ہی شاپور شیر دل نے صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بنائی دوڑکے اُس سے ملاقات کی کہا کہ ای ملکۂ عالم کہان جاتی ہو اب ہم لوگ ساکنان طلسم کہان رہینگے سُنتے ہین کہ طلسم کشا آگیا دیکھیے کیا آفت برپا کرے جادوگرنی نے کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ ملکہ خوشرو کو شہنشاہ نے بھیجا ہی اُنھون نے جاکر اس تکلف سے ایرج کو گھیرا ہی یقین ہی کہ لوح لی لی ہو صاحبقران کو الگ کر دیا یہ سحر بادشاہ طلسم کا ہی خالی نہ جائیگا

شاپور نے کہا کہ ملکہ وہ باغ کہان ہی جادوگرنی نے کہا وہ سامنے ہی شاپور نے کہا کہ ملکہ تم نہ چلوگی اُس
جادوگرنی نے کہا نوخیز جادو میرا نام ہی صرف خبر لینے کو آئی تھی یہ مجکو یقین کامل ہی کہ اس سحر سے
کوئی نہ بچیگا لوح لیجائیگی میان نجم جادو یعنے کاہن صاحب و آہنگ روشن رائے بھی طلسم کشا
کے ساتھ مبہوت ہو رہے ہین اُنکو فوراً بادشاہ قتل کریگا ان دونون سے بہت جلا ہوا ہی سب غصہ
اُنھین کے اوپر اُتریگا اب تو شاپور شیر دل اس سے باتین کرتا ہوا چلا تھوڑی دور پر جا کے
کہا کہ دیکھو ایک ابر سیاہ اُٹھا ہی یقین ہی کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہی نوخیز نے اُدھر مُنھ پھیرا
شاپور شیر دل نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے نوخیز لپٹی شاپور نے حباب بارا مشکین باندھکر
اسکو تو ایک درۂ کوہ مین ڈالدیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھادی اب شاپور طرف اُسی باغ کے
چلا یہان خوشرو جادو نے گاکے بجاکے لوح لی سب سلاح لیے ایرج نوجوان نے چاہا کہ
گلے مین ہاتھ ڈالون اُس ساحرہ نے پکارکر آواز دی کہ او نبیرۂ حمزہ لوح ہمنے تجھسے لے لی
اب تم ہمارا کیا کرسکتے ہو حمزہ بھی گرفتار ہوکے آیا چاہتا ہی وہان صاحبقران کو بھی اسی طرح
اُس ساحرہ نے دم دیکر گرفتار کرلیا نور الدہر بھی گرفتار ہوئے لمعان جادو و ناسوت کی
زبانون مین سوزن دیا یہان ایرج نوجوان نے چاہا کہ اُٹھون ساحرہ نے سحر کیا نجم جادو
و آہنگ روشن رائے نے بھی چاہا کہ اُٹھین گرفتار ہو چکے تھے معشوقون نے جھولیان لیے بین
شراب مین پلاکے سحر فراموش کیا یہ بھی دونون گرفتار ہوئے ایرج نوجوان کو بھی گرفتار کیا
خوشرو بڑا ناز کررہی ہی اب ایرج نے دیکھا کہ جادوگرنیان بدصورت کریہ منظر سیہ فام بدانجام
سامنے ٹہل رہی ہین ہر ایک کا یہ قول ہی کہ ہماری مالکہ نے کس تکلف سے تمکو گرفتار کیا
خوشرو کہتی ہی صاحبو یہ سحر ہمارا کبھی خالی نہین جاتا یہ باتین تھین کہ ہرکارے نے آکر خبر دی
کہ صاحبقران و نور الدہر کو بھی گرفتار کرلیا آپ سے کہا ہی کہ خدمت شاہ مین آیے ہم بھی
لیکر اُنکو آتے ہین اب صلاح یہ ہی کہ اسی وقت چلکر سب کو قتل کرین کیسی میعاد اگر ان لوگون کو قید
کرینگے تو مددگار انکے زمین و آسمان سے پیدا ہونگے ان لوگون کو قید کرنا مناسب نہین ہی
جس وقت ان لوگون پر قبضہ پائے فوراً قتل کرے ہر مقام پہ کے جادوگرون نے تو کہنا کیا ہم
کسی کا کہنا نہ مانینگے کہ ایک کنیز نے بڑھکر خبر دی کہ اے ملکۂ عالم نوخیز بھی آتی ہین خوشرو نے کہا

کہان کر نوخیز نقلی نے آکر سلام کیا خوشترو نے پوچھا کہ کیون خیر تو ہی نوخیز نقلی نے کہا باشاہ نے تمھارے واسطے خلعت وزارت تجویز کیا دارین استادہین بادشاہ کہتے ہین ہم میعاد معینہ کو قبول نہین کرتے ایسا نہو کہ کوئی انکا اور مددگار پیدا ہو لمعان و ناسوت و اورنگ بروشن رائے و نجم جادوان جھون نے یکایک ہمارا ساتھ چھوڑا شاید اور بھی شریک ہو خوشترو نے کہا ہماری بھی یہی رائے ہو کہ فورًا انکو قتل کیا جائے سب نے اس رائے کو پسند کیا نوخیز نے کہا ای خوشترو لوح طلسمی کو تمنے کیا کیا خوشترو نے کہا کہ لوح مثل جان کے میرے پاس ہی سوائے بادشاہ کے اور کسی کے ہاتھ مین نہ دونگی مجھے کسی کا اعتبار نہین نوخیز نے کہا ابوا مین لوح لیکر کیا جو سطے مین ڈالونگی چند باتین رازکی شاہ نے کہی ہین وہ کسی کے سامنے نہ کہونگی ذرا علیحدہ چلیے خوشترو نے ہاتھ پکڑ لیا نوخیز ایک کمرے کی جانب چلی راہ مین کہتی ہوئی کہ آپ کو عہدۂ وزارت ملیگا سب تمسے دبینگے لوح بھی اپنے پاس رکھنا بادشاہ کو نہ دینا ہمیشہ بادشاہ پر تمھارا دباؤ رہیگا خوشترو نے کہا ہوا قاعدے مین لکھا ہو کہ اگر اس جوان کے ہاتھ سے طلسم بچگیا تو ہزار سال تک اسکو زوال نہوگا اب کیا خوف ہو نوخیز نقلی کہتی ہو کہ ہوا یہ نہ کہو ان لوگون کے مارے جانے کے بعد پانچ ہزار پانچ سو پچپن صاحبقران کے سردار و فرزندان عالیوقار اس طلسم پر یلوہ کرینگے ایک ایک نے دو دو چار چار طلسم فتح کیے ہین کوئی فرزند ایسا نہین ہو کہ جو قواعد طلسم کشائی سے آگاہ نہ ہو اس طرح کی باتین کرتی ہوئی نوخیز نقلی خوشترو کو لیکر ایک کمرے مین آئی کہا بی سنو عہدۂ وزارت کو سمجھ بوجھ کے کرنا لوح ایسے مقام پر رکھو کہ کمند وہم و خیال بھی وہان نہ پہونچے تب تمھاری وزارت کو زور ہوگا اور بادشاہ کو خوف ہوگا کہ خوشترو کو آزردہ نہ کرین ایسا نہو ہمسے بگڑ جائے برسون اس طلسم پر معرکے پڑینگے دیکھو خود بادشاہ آتے ہین خوشترو پلٹی جیسے ہی منھ پھیرا شاپور شیردل نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے ارے کہکے پلٹی شاپور نے جھٹکا مارکے حباب ماردیا خوشترو بیہوش ہوکے گری شاپور نے اسکے دماغ پر بٹی بیہوشی کی چڑھائی لوح جھولی سے نکال لی بشکل خوشترو باہر آیا کنیزدن نے پوچھا نوخیز کہان گئی خوشترو نے کہا کہ رازشاہی کی باتین نہ پوچھو کسی کام کو آئی تھی گئی ہوگی مین طلسم کشا کو قتل کرونگی اگر اسکو مار لیا پھر طلسم پر کوئی ضرر نہ پہونچیگا یہ کہکے تیغ کھینچکر دوڑی قریب ایرج کے

آکر کہا کہ ای شہریار ہوشیار رہو جیسے غلام آپکا آگیا منم شاپور شیر دل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے
ڈالدی قید ٹوٹ کر جسم سے گری جادوگرنیان بھاگین ہلڑ ہوا کہ ارے خوشترو نے غضب کیا اس
کدو کاوش سے لوح لی پھر حوالے بھی کردی ایک کہتی ہو کہ بوا نہین معلوم خوشترو پر کیا گذری یہ تو
طلسم کشا کا عیار ہی نہین معلوم خوشترو کو کیا کیا دو چار جادوگرنیان سامنے آئین اُنکو ایرج نوجوان
نے قتل کیا نجم جادو کاہن و آہنگ روشن رائے کو قید سے رہا کیا دونون شاہزادے سکے
گرد پھرنے لگے کہا ای شہریار خدا نے بڑا فضل کیا ورنہ اس ملعونہ نے دام مکر پھیلایا تھا
شاپور شیر دل نے کہا وہ ابھی زندہ ہی مین نے اُسے قتل نہین کیا کہ شاید اسکے مرنے پر کوئی
اور آفت برپا ہو اس وجہ سے زندہ رکھا اب لاکر اُسے قتل کرتا ہون خوشترو کو شاپور سامنے
شاہزادے کے لایا زبان مین سوزن تھی ہوشیار کیا اور سمجھایا اُسنے اشارہ کیا کہ مین اطاعت کرتی ہون آپ
مجکو یقین کامل ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی طلسم اب نہ بچیگا شاپور شیر دل نے سوزن نکالی
خوشترو قدمون پر ایرج نوجوان کے گری بصدق مطیع اسلام ہوئی عرض کیا کہ ای شہریار
جلدی کیجیے کہ جب شاہ نے سحر کیا تھا واسطے آپ کی گرفتاری کے مجکو مقرر کیا تھا گلریز جادو
کو برائے گرفتاری صاحبقران مقرر کیا تھا یقین ہی کہ اُسنے بھی صاحبقران زمان کو
گرفتار کرلیا ہو جلد تشریف لیچلیے اگر سامنے بادشاہ کے پہونچگئے فوراً قتل کریگا حکم ہو تو
کنیز آگے بڑھے ایرج نوجوان مرکب پر سوار ہوے نجم جادو و آہنگ روشن رائے نے کہا
ہم بھی ساتھ چلینگے ایسا نہ ہو کہ اسکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑے اس باغ مین چند قیدی تھے
اُنکو بھی رہا کیا اُن سبھون نے اسلام اختیار کیا برائے رہائی صاحبقران چلے خوشترو
و نجم کاہن و آہنگ روشن رائے پر پرواز پیدا کرکے چلے گلریز نے صاحبقران عالیشان
کو گرفتار کرکے بیہوش کیا لمعان و ناسوت کو بھی گرفتار کرلیا زبانون مین سوزن دی ایک
ارابے پر نور الدہر و صاحبقران ایک ارابے پر دونون جادوگرنیان گلریز لیکر چلی گوشۂ
باغ مین اسکی ساتھ والیان جو مخفی تھین وہ بھی نکلین پانچ سو جادوگرنیان ساتھ ہین ارابون
کو ساتھ لیکر جادوگرنیان چلین جیسے ہی باغ سے نکلین آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم خوشترو او گلریز
کہان جاتی ہو کہ ایک طرف سے نجم جادو و آہنگ روشن رائے آپڑے گلریز نے جادوگرنیو

اشارہ کیا کہ ارے خوشرو شریک طلسم کشا ہوئی اسکو گرفتار کرو جادوگرنیون نے گھیرا خوشرو لڑنے لگی نجم و آہنگ بھی سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ صاحبقران و نور الدہر کو رہا کرین گلریز مصروف سحر خوانی ہو آگ برسا رہی ہو ایک جادوگرنی سے کہا کہ جاکر بادشاہ سے اطلاع کرو کہ جلد تشریف لائیے خوشرو نے قیامت برپا کی ہو وہ جادوگرنی گئی سقرلات بیٹھا ہوا نقشۂ جمشیدی دیکھ رہا ہو کبھی اُٹھتا ہو کبھی بیٹھتا ہو ساتھ والون سے کہتا ہو کہ یارو غضب ہوا طلسم کشا قید ہوکے پھر چھوٹا خوشرو نے بڑا غضب کیا کمال بھی اُسنے ایسا کیا کہ طلسم کشا سے لوح لے لی عیار طلسم کشا نے غضب کیا اطاعت بھی خوشرو نے کر لی یہ باتین کرتا تھا کہ ایک کنیز گلریز کی آکر پہونچی کہا حضور گلریز کو آکر خوشرو و نجم جادو و آہنگ روشن رائے نے گھیرا ہی نہین معلوم کہ طلسم کشا کہان گیا گلریز نے عرض کی ہو کہ اگر صاحبقران کو دار پر کھینچا تو طلسم کشا تڑپ کر جان دیگا یہ سُنتے ہی سقرلات اُٹھا اب جو اسنے آواز دی تین لاکھ ساحر تیار ہوکے آئے سقرلات سوار ہوا تین لاکھ ساحرون کو لیکر چلا یہان خوشرو نے کئی سو جادوگرنیان ہمراہیان گلریز کو قتل کیا ہی گلریز پر کسی کا پنجہ قابض نہین ہوتا سحر سے آگ برسا رہی ہی جدھر جاتی ہی اُسکو زخمی کیا للکار رہی ہو کہ او خوشرو مین تیرے خون کی پیاسی ہون بے قتل کیے تجکو نہ پھرونگی خوشرو بھی جمکر لڑ رہی ہی ہر مرتبہ آواز دیتی ہی کہ او گلریز کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو اب طلسم کسی صورت سے نہ بچیگا حاکمان مرحلہ جات بھی قتل ہوے مین نے کچھ سمجھ کے اطاعت کی اپنی جان غنیمت ہو گلریز کہتی ہو مین تجکو قتل کرکے نکل جاؤنگی مگر صاحبقران کو نہ چھوڑونگی یہ ذکر تھا کہ ڈنکے پر چوب پڑی سقرلات تین لاکھ ساحرون سے آکر پہونچا آواز دی کہ او خوشرو کیون تیری شامت آئی ہو اے نجم و آہنگ تمنے غضب کیا کہ لوح طلسم کشا کو دلوادی اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے سقرلات کو دیکھکر ہاتھ پاؤن مین ان تینون کے رعشہ آگیا خوشرو نے کہا کہ اے نجم بڑا غضب ہوا سقرلات آگیا آہنگ نے کہا ملکہ دل کھول کر سحر کرو جمکر لڑو اگر قضا ہو تو مجبور و ناچار ہین اگر قضا نہین ہو تو کون قتل کر سکتا ہی یہ کہکر تینون ایک مقام پر ہوگئے سقرلات پر سحر کرنے لگے سقرلات بادشاہ طلسم ہو سحر انکے اشارون مین دفع کرتا ہو آہنگ جو قریب آگیا سقرلات نے للکارا کہ او نمکحرام کہان جاتا ہی

۱۱

یہ کہکے گولہ فولادی مارا آہنگ روشن رائے نے گولے کو کارد سحر سے کاٹا جیسے ہی گولہ کٹا اُسمین سے دھوان نکلا آہنگ بیہوش ہوکے گرا سقرلات نے چاہا کہ سر کاٹ لون نجم جادو جا پڑا اسقرلات نے کارد سحر واسطے دفع سحر کے نکالی نجم کی روشنی مٹی یہ بھی لڑکھڑا کر گرا خوشرو نے دوسرے دہا جھپٹ پڑی للکار کر آواز دی کہ خبردار کیا کرتا ہی مین آپہونچی کئی سحر سقرلات پر کیے کئی سرکش بین اُس مقام پر قتل ہوئین سقرلات جھوم رہا ہی جسپر سحر کیا اُسکا سر اُڑ گیا سیکڑون لاشے تڑپ رہے ہین جسپر سحر کرتا ہی وہ زخمی ہوا کوئی قتل ہوا خوشرو نے پکار کر آواز دی کہ یارو یہ بادشاہ طلسم ہی اسپر سحر ہمارا اتنا اثر نہین کرتا طلسم کشا کو کیون عرصہ ہوا اپنے معبود سے رجوع کرو وہ حافظ حقیقی ہی بچائیگا اس مصیبت مین سوا اُسکے کون کام آئیگا یہ کہکر خوشرو نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار اُٹھی کہ ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز و ای ارحم الراحمین و ای مالک یوم الدین تیری ذات بابرکات سے سب طرح کی امید ہی اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے نظم

ہست در وحدت توحید خدا اقرار شرط   بعد ازان ز اخلاص باطن از زبان اقرار شرط
میکند حق گرچہ آزار گنہ از توبہ دور   ہست آئندہ مگر پرہیز ای بیمار شرط
صورت دلدار در دل ہینما ید مر ترا   ہست آئینہ صفا ای طالب دیدار شرط
کار کن از کار خود فارغ مباش ای مرد کار   زانکہ بہر صاحب کار راست کردن کار شرط
بندہ باید کہ بہر بندگی بند د کمر   ہست در ہر حال خدمت بہر خدمتگار شرط
باش در عہد محبت دائما ثابت قدم   زانکہ میباشد وفا در اتحاد ای یار شرط
دم مزن اندر قضاے حضرت پروردگار   در قیام دوستی باشد رضاے یار شرط
جان اگر جانان طلب دارد دریغ از وے مدار   نیست اندر مذہب صدق و صفا انکار شرط
ہرچہ آید حکم آمنا و صدقنا بگو   چون نباشد در اطاعت بندہ را تکرار شرط
حق بشرط عاجزی و توبہ می بخشد گناہ   بندۂ ناکارہ لیکن بشکند ہر بار شرط
گرچہ می بخشد سخی گنجینۂ زر بے سوال   ہست زر کردن طلب ای بندی نادار شرط

ملک ملک کر سب لئے دعا کی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایرج نوجوان لوح گلے مین ڈالے ہوئے دہن سے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بجیا و ای نابکاران یہ دغا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + ایک امر اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ ایرج نوجوان کو
آنے مین دیر کا باعث یہ ہوا کہ چلتے وقت لوح کو ایرج نے ملاحظہ کیا مرقوم تھا کہ سامنے جو کنوان
ہے اُسمین اپنے کو گرا دو آبدار جادو کو قتل کرو کہ مرحلہ فتح ہو ایرج بحکم لوح کنوین مین پھاندے
جب زمین سے پائون آشنا ہوے دیکھا پانی نہین ہے ایک دروازہ سامنے لگا ہے اندر دروازے
کے آئے دیکھا کہ صحراے ریگستان ہے ایک مقام پر ایک نخل چنار ہے اُسکے پتون سے پانی ٹپک رہا ہے
ایرج جو پہونچے شاخون سے بھی پانی ٹپکنے لگا اسقدر پانی گرا کہ صحرا مین دریا جوش مارنے لگا
ایرج نوجوان پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین پانی کا جوش وخروش کم نہین ہوتا آخر مجبور ہو کر ایک درخت پر
چڑھ گئے پانی وہان بھی پہونچا اب ایرج حیران ہین کہ کہان جاؤن کہ اُسی دریا سے ایک نہنگ نکلا
مُنھ کھولکر طرف ایرج کے چلا ایرج نے تلوار چمکائی نہنگ غوطہ مار کے غائب ہوا دو نہنگ
پیدا ہوئے الغرض جب ایرج تلوار چمکاتے ہین نہنگ غوطہ مار کے غائب ہوتا ہے ایک زیادہ ہو کر
نکلتا ہے یہانتک نوبت پہونچی کہ بارہ نہنگ نکلے ایرج نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم
دای سیار این عجائبات سب مین جو نہنگ کلان ہے وہی آبدار جادو ہے پیشانی پر خال سیاہ ہے
لوح اُس مقام سے مس کرو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو ایرج نے لوح اُتار کر ہاتھ مین لی طرف
نہنگ کلان کے اشارہ کیا کہ یارو مجھے کیون گھیرا ہے یہ لوح طلسمی حاضر ہے لیجاؤ میری جان چھوڑدو
نہنگ کلان لوح دیکھکر بڑھا جیسے ہی قریب آیا ایرج نوجوان نے لوح خال سیاہ پر مس کردی
نہنگ جلنے لگا شعلے جسم سے نکلے اور نہنگون نے چاہا کہ بھاگ جائین اُنپر بھی شعلہ ہاے آتش گرے
سب جلکر خاک ہوے پانی بھی غائب ہوا اپنے کو شاہراہ پر پایا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی
کی کچھ اشعار عاشقانہ پڑھے ایرج نوجوان جھومنے لگے لوح پر نگاہ پڑگئی مرقوم تھا کہ اے فتاح طلسم
دای سیار این عجائبات اگر راہ مین طیران جادو ملے اور زمزمہ سرائی کرے لوح کا عکس اُسپر
ڈالدینا ایرج نے وہی کیا وہ طائر جلکر خاک ہوا ایسے ایسے کئی مقام ایرج کو ملے یہ باعث
دیر کا ہوا کہ سقرلات نے آفتین برپا کین اب خاتمہ قریب تھا کہ نعرہ کیا آکر گرے لوح جو چمکائی
ساحر نابینا ہو کر بھاگے کچھ منھ کے بھل گرے کچھ جلکر خاک ہوئے نئے قیدی جو ایرج نے
رہا کیے تھے سو جوان ساتھ ہین شاپور شیردل نے آکر حقۂ آتشبازی مارے سقرلات نے

جو دیکھا کہ ساحر طلسم کشا کے نام سے بھاگے جاتے ہین سحر جو ہوے بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ کو بیٹے نے مارا سقرلات نے پکار کر آواز دی کہ او نامردو تم تین لاکھ ساحران زبردست ہو مین آگ برساتا ہون پانی کا دریا جوش مار یگا بس آگ برسنے لگی زمین جا بجا سے شق ہوئی پانی کے فوارے پیدا ہوے ایک تھوڑے ہی عرصے مین تمام صحرا پانی سے مملو ہو گیا آسمان سے آگ برس رہی ہو مگر جس مقام پر ایرج کھڑے ہین وہان پانی کی تاثیر نہین ایک ٹاپو مین کھڑے ہین شعلے آگ کے انپر نہین گرتے مگر خوشرو ڈوبنے لگی شعلے بھی آگ کے گرے بدن پر آبلے پڑ گئے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار کنیز کی خبر لیجیے ایرج نوجوان نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ لوح کا عکس دریا پر ڈالو ایرج نے لوح چمکائی خوشرو بھی ہوش مین آئی آبلے مٹے طرف آسمان کے لوح کو چمکایا آگ برسنا موقوف ہوئی بارہ ہزار جادوگر سقرلات کے ڈوبے بارہ ہزار جلکر خاک ہوے سقرلات نے سر پیٹ لیا کہا یارو تم لوگ کمی کرتے ہو اگر سب ملکر ٹوٹ پڑو اکیلا طلسم کشا کیا کر سکیگا جادوگرون نے کہا ہم آپ سے زیادہ عقلمند ہین آپ کیون دور دور سے سحر کرتے ہین آپ طلسم کشا پر ہاتھ ڈالین ہم بھی سب ٹوٹ پڑینگے سقرلات نے کہا یارو آؤ سب بلوہ کر کے چلین سقرلات سب کے آگے آگے ایرج نے لوح کا ڈورا تھام کر لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا جلکر رہگیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مار دیا اس طرح شاہزادہ پامال کرتا ہوا جاتا ہی سقرلات پر جا پڑا سقرلات ایرج کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا سحر بھی کیا تلوارین گرین آگ برسی خنجر گرے ایرج پر کسی شے نے تاثیر نہ کی ایرج نے دیکھا یہ سب بلوہ کیے ہوئے آتے ہین سقرلات کا سحر جل رہا ہی ہلیلہ جادو اسکے پہلو مین کھڑا تھا کہا اے شہریار اگر آپ کا حکم ہو تو طلسم کشا پر جا پڑون سقرلات نے اشارہ کیا ہلیلہ جادو بل کرتا ہوا قریب ایرج آیا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نوجوان نے لوح چمکا دی یہ باعث ہی کہ کوئی جادوگر آگے نہین بڑھتا ایرج شیرانہ لڑتے جاتے ہین کہ کان مین آواز آئی اے طلسم کشا کیون اسقدر گھبراتا ہی فتح تیرے ہاتھ ہی جرأت و شوکت تیرا حصہ ہی لوح کو ملاحظہ کرکے کام کرنا ایرج نے دیکھا اُس حال پر ملال مین نجم جادو آواز دے رہا ہی اگرچہ زمین پر پڑا ہی بسبب زخم کے اُٹھ نہین سکتا مگر آمادۂ خیرخواہی ہی ایرج نے لوح کو چمکایا سقرلات اپنا سحر کیے جاتا ہی ایرج نے جاکر عکس لوح ڈالا نجم و آہنگ کھڑے اُٹھے

شیرانہ سحر کرنے لگے ہلیلۂ جادو نے سینک کی کمان نکالی سینک کا تیر اُسمین جوڑا طرف ایرج کے پھینکا ایرج نے لوح کو سامنے کردیا تیر اُلٹا پلٹا ہلیلۂ جادو کی پشت پر پڑا توڑ کر سینے کو پار گذرا آواز آئی کشتی ہرا نام مین ہلیلۂ جادو بود سقرلات نے جو سُنا سر پیٹ لیا کہا یار وغضب ہوا میرا بڑا دوست صادق مارا گیا جھلاکے بڑھا ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے لوح چمکا کے ہاتھ جو مارا سر اُس خود سر کا زخمی ہوا تڑپ کر زمین پر گرا چیخ ماری کہ یارو نکل چلو لشکر شکست نے ہمکو گھیرا ہی پھر سامان کرکے آؤنگا یہ کہکے بلند ہوا جادوگر اُڑنے لگے خوشترو نے آواز دی کہ شہریار اگر یہ نکلجائیگا پھر فساد برپا کریگا ایرج نوجوان نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری جب تک تیر بجر کمان مین پیوست کرین سقرلات بلند ہوگیا تیر اُس تک نہ پہونچا تیر نے خطا کی اور جادوگر مارے گئے نجم وآہنگ وخوشترو نے سیکڑون جادوگرون کو مارا جو طائر بنکر بلند ہونے سے رہگئے اُنھون نے فریاد کی کہ ہم اطاعت کرتے ہین آپ کا مذہب اختیار کرینگے سقرلات پر لعنت کرتے ہین ایرج نے آنکر صاحبقران کو رہا کیا نورالدہر پر بھی عکس لوح کا ڈالا نورالدہر بھی رہا ہوے ناسوت ولمعان نے بھی صحت پائی صاحبقران قلعۂ طلسمی مین آئے مال طلسمی کے چھکڑے لدوائے تین دن اُسی مقام پر قیام کیا کسی کو قلعۂ طلسمی کا حاکم کردیا لمعان وناسوت ونجم وخوشترو وآہنگ روشن رائے ان سبنے عرض کی کہ ہم ضرور ساتھ رہینگے صاحبقران نے فرمایا میرا دستور نہین ہی کہ ساحر کو ساتھ رکھون لمعان نے عرض کی کہ حضور کو لشکر مین پہونچا کے چلے آئینگے صاحبقران عالیشان نے فرمایا جلد تیاری کرو ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ معشوقۂ نورالدہر جو قید تھی یعنے ملکہ ناہید مرصع پوش کو بھی رہا کیا اُسکو بھی ساتھ لیا اور دختر سقرلات شمیم گیسو دراز قبضے مین ایرج کے آئی ساحر وغیر ساحر ستر استی ہزار کا لشکر ساتھ لیکر صاحبقران زمان ایرج نوجوان وشاہزادۂ نورالدہر کو لیے ہوے مع ساحران مذکور چلے جسدن امیر نے کوچ کیا مقناطیس کو ہی بھی آکر شریک ہوا اب لاکھ سوار وپیدل کا لشکر لیکر روانہ ہوے صاحبقران تو منزل بہ منزل جاتے ہین انکا حال وقت پر تحریر ہوگا لیکن سقرلات جو بھاگا بیس کوس پر ایک صحرا ہی اُس صحرا مین اُترا خستہ وشکستہ حیران وپریشان کچھ ٹوٹی ہوئی بارگاہین

جو ساتھ آئی تھین وہ استاد ہوئین سقرلات کہتا ہی کہ یارو نہین معلوم بعد میرے آنے کے وہان کیا گذری دوسرے دن چند ساحر بھاگے ہوے آئے عرض کی بعد آپ کے آنے کے صاحبقران نے قلعے پر قبضہ کیا دختر آپ کی طلسم کشا پر عاشق تھی اُسکو بھی صاحبقران لیگئے سقرلات نے کہا مین جاکر ابھی قلعے پر قبضہ کرتا ہون ساحرون نے کہا کوئی آپ کا وہان ہمنبرد نہین ہی جس وقت آپ کے جانے کی خبر جائیگی وہ سب بھاگ جائینگے آپ سے مقابلہ نہ کرسکینگے سقرلات اس فکر مین اُترا ہوا ہی کہ ساحر جمع ہولین تو جاکر اپنے قلعے پر قبضہ کرون آٹھ دن اسی فکر و تردد مین حیران و سرگردان ستر ہزار جادوگر جمع کرچکا ہی یہی قصد ہی کہ امروز فردا مین کوچ کردن سحر نیار ہو رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ابر تیرہ و تار پیدا ہوا سقرلات دیکھنے لگا ابر سامنے آکر شق ہوا شدید بلندرکاب جو طرف سے افراسیاب کے برسرِ صاحبقران چلا تھا معشوق ہمراہ عیش کرتا ہوا منزل درمنزل آتا ہی سقرلات حیران ہوا کہ یہ کون ہی شدید بلندرکاب نے بھی ہرکارون کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ یہ کسکا لشکر فروکش ہی ہرکارون نے جاکر شدید بلندرکاب کو خبر دی کہ بادشاہ طلسم سقرلات ہی موسوم بہ سقرلات جادو صاحبقران اسکے ملک مین پہونچے طلسم پر اُنھون نے قبضہ کیا یہ شکست خوردہ یہان فروکش ہی یہ سُنکر شدید کو بڑا ملال ہوا کہا ہم اسکا ملک آباد کرادینگے جاکر کہو کہ ہماری ملاقات کو آئے شدید بلندرکاب اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کراکے اُترپڑا سقرلات کو جو یہ خبر ملی کہ یہ ساحر لاجواب فرستادۂ افراسیاب برائے مقابلۂ مسلمانان جاتا ہی لباس فاخرہ پہنکر چند ملازم ساتھ لیے شدید کی بارگاہ مین آیا شدید نے بہت خاطر کی پہلو مین اپنے بیٹھنے کو جگہ دی حال پوچھا سقرلات نے رو رو کے سب حال بیان کیا شدید بلندرکاب نے کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ مین برائے قتل مسلمانان آیا ہون اُن سب کو قتل کرکے سر خدمت مین شہنشاہ افراسیاب جادو کے روانہ کرونگا اتنے عرصے مین تمھارا ابھی قبضہ کرادونگا اب تم میرے ساتھ چلو اپنے ملک کا بدلا اُنسے لو سقرلات راضی ہوا شدید و سقرلات نے آپسمین ملکر طرف لشکر صاحبقران کے کوچ کیا یہان بادشاہ جمجاہ مقابلۂ لقا مین فروکش ہین اگر صاحبقران کے واسطے انتشار ہی لقا اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ خبر پہونچی شدید بلندرکاب

طرف سے افراسیاب کے آتا ہی یاقوت کو واسطے لینے کے بھیجا کنارے پر اپنے لشکر کے جواہر بن عمرو کھڑا تھا کہ اسنے یاقوت شاہ کو جاتے ہوے دیکھا جھپٹ کے چلا ایک خدمتگار پیچھے رہگیا تھا اُسکو جواہر نے بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر ساتھ ہولیا شدید بلند رکاب نے جو خبر سُنی کہ خداوند کا فرزند جبرئیل قدرت آتا ہی بارگاہ سے نکل آیا سقرلات بھی ساتھ ہی یاقوت کو جھک کر سلام کیا بڑے اعزاز و اکرام سے اپنی بارگاہ مین لایا خاطر داری کی تمام حال سقرلات کا بیان کیا یاقوت نے کہا کہ قدرت نے تمکو یاد کیا ہی شدید نے کہا اسی وقت چلون یا آپ شب بھر یہین رہیے صبح کو آپ کے ساتھ چلونگا یاقوت کے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کیا جواہر بن عمرو کہ خدمتگار بنا ہوا ہی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی کہ شدید اشیاے نادرہ لا لاکر سامنے یاقوت کے رکھ رہا ہی مگر ایک خیمہ خالی ہی اُسمین دمبدم جاتا ہی پھر چلا آتا ہی جواہر بن عمرو بہت حیران ہوا کہ اس خیمے مین کیا ہی کہ شدید گھڑی گھڑی جاتا ہی آخر جواہر بن عمرو اپنے مقام سے اُٹھا ٹہلتا ہوا اُس خیمے کی پشت پر آیا سراپچہ چاک کر کے دیکھا کہ ایک معشوقہ پریچہرہ مسند پر بیٹھی ہی شدید اُسکے پاس آتا ہی خوشامدین کر کے چلا جاتا ہی جواہر حیران ہوا کہ یہ معشوقہ کون ہی ایک عورت کی شکل بنکر سراپچہ چاک کیا کترا کے سامنے آیا جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور مجھے بڑی حیرت ہی کہ میان شدید بلند رکاب آپ پر جان دیتے ہین مگر آپ کو ہمنے ملول و حزین پایا ہم طرف سے خداوند کے یہان لشکر مین آئے ہین اصل مین کیا معاملہ ہی دل تو شمسہ کا بھرا ہوا ہی رونے لگی کہا بُوا تجھسے کیا کہون اصل کیفیت یہ ہی کہ میان شدید بلند رکاب نے ان باپ کا گھر تباہ کیا ہمکو چھڑا کر لے آئے ایسی مجبور و ناچار ہون خوشامد کر کے اپنی جان و آبرو بچاتی ہون دیکھیے اس ظالم سے کیونکر آبرو بچے اگر نکل جاؤن تو یہ ساحر زبردست ہی سیکڑون کوس سے تلاش کر کے لے آئیگا یہی خوف ہی جواہر بن عمرو نے خوب گھُل مل کے باتین کین شمسہ نے سب دل کا حال کہا جواہر ڈرتا بھی جاتا ہی کہ ایسا نہ ہو شدید آجائے تو مشکل ہوگی باتین کرتے کرتے گلوری لگا کے ملکہ کو دی کتھے چونے مین بیہوشی ملائی ملکہ نے وہ گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئین جواہر نے اسکو تو پلنگ کے نیچے ڈالدیا اسی کی شکل بنکر بیٹھا پہر رات پچھلی باقی ہی کہ شدید پھر آیا کہا اے جان جہان مین بہت بیقرار ہون اب مجھے شربت وصل سے سیراب کرو جواہر نے ہاتھ پکڑ لیے

دو طمانچے مارے کہا حرامزادے مجکو کہا جا سحر کرکے چُرا لایا مان باپ سے چھڑایا اب تجھ سوا میرا
کون ہی لیکن دو چار روز تامل کر آرزو ہی کہ مین دُلھن بنون تم دولھا بن کے آؤ اور مجکو بیاہ کر
لیجاؤ اب تو تمکو جنگ درپیش ہی مجکو بڑا پس وپیش ہی کہ ایسا نہ ہو میرے وارث پہ کوئی افتاد
پڑے سُنا ہی کہ یہان فرزندان عمرو بلا کے عیار ہین ایسا نہ ہو کہ تمپر کوئی عیاری کرین مین کسکے
بھروسے پر جیونگی شدید نے کہا ملکہ مسلمان سب غیر ساحر ہین ایک پہر بھر کا کام ہی سحر کرکے
سب کے سر کاٹ لونگا خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا جواہر نے باتین کرتے کرتے ایک گلوری
لگا کر دی کہا نگوڑے جلا دمیرے ہاتھ سے گلوری تو کھا شدید پھول گیا کہ ملکہ نے کبھی ایسی باتین
نہ کی تھین آج تو مالامال محبت ہو ملکہ مجکو اپنا وارث جانتی ہی خوشی خوشی گلوری کھا گیا
جیسے ہی پیک حلق سے اُتری گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھا لڑکھڑا کر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا
جواہر نے دو ٹکر مشکین باندھین زبان مین سوزن دی سراچہ چاک کرکے لے بھاگا یہان
یاقوت نے کہا میان شدید بلند رکاب کہان چلے گئے ابتو سحر قریب ہی چلنے کی تیاری
کرین وہان قدرت مشتاق ہونگے ایک کنیز سے کہا کہ جا کر ہماری جانب سے کہو کہ تمکو
یاقوت شاہ نے بُلایا ہی کنیز اندر اُس بارگاہ کے گئی شدید کو نہ پایا سراچہ چاک دیکھا
ملکہ بھی سامنے نہین ہین گھبرا کے پاس یاقوت شاہ کے آئی یاقوت شاہ سے کہا نہ تو ملکہ کا
نشان ہی نہ شہنشاہ معلوم ہوتے ہین یاقوت نے گھبرا کر کہا ای سقرلات جا کر دیکھو شاید
کوئی عیار ہمارے ساتھ چلا آیا ای سقرلات آٹھ پہر یہی خوف ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار
پیک بچہ ہی اسی فکر مین پھرتے ہین کہ عیاری کرین سقرلات گھبرایا ہوا اندر خیمے کے
آیا دیکھا حقیقت مین سراچہ چاک ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی ستارہ سحری
چمک چکا ہی یاقوت نے کہا کہ ای سقرلات جلد تدبیر کرو کوئی عیار اُسکو لیگیا مسلمانون کا
دستور ہی کہ فوراً قتل کر ڈالتے ہین یا اطاعت کرے سقرلات نے آواز دی سب لشکر تیار ہو
یہ تو سُن چکا ہی کہ مسلمانون مین کوئی ساحر نہین ہی سب غیر ساحر ہین انپر پرواز پیدا کرکے
چلا لشکر سے کہا کہ عقب مین آنا لشکر تیار ہونے لگا یہان وقت صبح ہی بادشاہ جمجاہ بیرون
بارگاہ تشریف رکھتے ہین جملہ سرداران نامی وعیاران گرامی حاضر خدمت ہین ہرکارہ آیا

خبر پہونچائی کہ شدید بلند رکاب فرستادۂ افراسیاب ساٹھ ہزار جادوگرون سے آیا ہی اور
سقرلات جادو بھی اُسکے ہمراہ ہی یہ بھی غلامون نے خبر پائی ہی کہ سقرلات کے طلسم کو
صاحبقران وایرج ونورالدہر نے فتح کیا وہ بھی اس فکر مین آیا ہی کہ اپنے عزیزون کے
خون کا بدلا لون بادشاہ نے فرمایا خدا مالک ہی جس روز سے کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر آئے
ساحرون سے مقابلہ رہا ہمیشہ لقا اسی فکر مین رہتا ہی کہ ساحر طرف سے افراسیاب کے
آئے وہ ہی آکر مقابلہ کرے اب دیکھین شدید کیا شدت کرتا ہی یہ ذکر تھا کہ آواز زنگ کی
کان مین آئی دیکھا کہ جواہر بن عمرو ایک ساحر کا پشتارہ لیے ہوئے گرتا پڑتا چلا آتا ہی آتے ہی
پشتارہ ڈالدیا کہا حضور ہم کیا کرین آٹھ پہر اسی فکر مین رہتے ہین آپ کے اقبال سے شدید
کو لایا بادشاہ خوش ہوگئے کہا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے شدید بلند رکاب کو ہوشیار کیا
شدید کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل ومطوق پایا زبان مین سوزن ہزارون پیک بجیہ کھڑا ہوا ہی
ایک عیار پکار رہا ہی کہ ای شدید سامنے بادشاہ بیٹھے ہین بہتر یہ ہی کہ اطاعت اسلام قبول کرو
شدید بلند رکاب نے غصے سے اشارہ کیا کہ مین مسلمان نہونگا بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ
ایک جلاد سامنے آیا ہاتھ پکڑ کے شدید کو کھینچا سب سردار وعیار اُسی مقام پر جمع ہین سقرلات
جو پرپرواز پیدا کرکے چلا تھا آسمان پر آکے چمکا دیکھا کہ شدید زیر تیغ بیٹھا ہی جلاد شلنگین لگا رہا ہی
گھبرا گیا مگر ساحر زبردست ہی جھولی سے گولہ نکالا نکال کے مارا کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکے
گرے اُسی اندھیرے مین نعرہ کیا کہ منم سقرلات جادو زمین پر اُتر کے آیا زبان سے شدید کی
سوزن نکالی جلاد کو مارا کہا کہ ای برادر ہوشیار ہو لشکر بھی آتا ہی شدید بلند رکاب یہ کہکے
اُٹھا کہ مین لاکھون سے مقابلہ کرسکتا ہون زبان سے سوزن جو نکلی بل کرتا ہوا اُٹھا
سنگریزے اُٹھا کر پھینکے پتھر برسنے لگے اہل اسلام مین تلاطم ہوا وسواس وخناس نے یہ خبر
جا کر لقا کو پہونچائی کہ شدید وسقرلات اہل اسلام سے لڑ رہے ہین اہل اسلام پر بڑی تباہی
ہی لقا بھی لشکر کو لیکر آ پڑا ساحر بھی شدید بلند رکاب کے آ گئے کوہیون نے لشکر اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے چند جادوگر چند کوہی مرکر
گرے سقرلات وشدید نے وہ سحر کیا ہی کہ ہزارون اہل اسلام بیہوش پڑے ہین

اس بیکسی و بے لبسی پر کوہیون کی بن پڑی ہی جسکو سحر مین پھنسایا ہاتھ تلوار کا مار دیا اہل اسلام کو کچھ بن نہین پڑتا قتل ہو رہے ہین کئی سو عیار بھی مارے گئے عیارون نے آکر بادشاہ سے عرض کی سرکشی کفار کی حد کو پہونچی ہی ہزارون بندگان خدا مارے گئے سحر دولون جادوگرون کے قیامت کے ہین آگ برس رہی ہی اگر مناسب ہو ناموس کو سوار کرا کے نکل جائین بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا عورات کو تو لیکر نکل جاؤ مردون پر جو گذریگی دیکھا جائیگا اسی پریشانی مین پکار اُٹھے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم اس مصیبت مین سوائے تیرے کون کام آئیگا ان دشمنون سے تو ہی بچائیگا نظم

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض
با غرض دارد غرض ہر بندۂ زار غرض

دوست کی گردد بباطن بندۂ اہل نفاق
کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض

دوست خود مطلب اگر باشد مدارش دوستدار
یار مشمارش ہر آن شخصیکہ شد یار غرض

غنچہ باغ مرادش نشگفد اندر جہان
ہر منافق را کہ باشد در جگر خار غرض

عاقلان بر گفتۂ اہل غرض کی دل دہند
گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض

دور بگریز از وہر صاحب صدق و صفا
بر رخ اہل غرض بیند چو آثار غرض

اہل مطلب را بود ہر دم بمطلب اشتغال
ہست ہر اہل غرض مشغول در کار غرض

بے غرض کن با محبان صفا دل دوستی
تا کہ ننشیند بران آئینہ زنگار غرض

ہند یا ہرگز مکن بر اہل مطلب اعتبار
چون غرض حاصل شود گردد عدو یار غرض

بلک بلک کر سب دعا کر رہے ہین ناموس کو مقبل وفادار سوار کر کے لے نکلا بختیارک نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار غلام صاحبقران عالیوقار ناموس کو لیے جاتا ہی اس ملعون نے نخرہ اپنا بڑھایا شدید بلند رکاب سے کہا ناموس صاحبقران نکلے جاتے ہین بڑھکر روکو شدید بڑھا بڑھ کر سحر کیا کہارون نے محافے رکھدیے کہتے ہین ہمارے پاؤن نہین اُٹھتے مقبل نے بڑھ کر تیر اندازی کی ہزارون کو تیرون سے گرا دیا شدید نے بڑھ کر سحر جو کیا مقبل و ہمراہیان مقبل کے ہاتھون سے کمانین چھوٹین ناموس نے محافون سے دیکھا کہ کہار زمین پر تڑپ رہے ہین غلام بھی گرے پڑے ہین کمانین سبھون کے ہاتھون مین ندارد شاہزادیون نے

بلک بلک کر دعائین کین شدید نے بختیارک کو آواز دی ای شیطان درگاہ خداوندی کو ہیون کو بھیجو کہ ناموس پر قبضہ کرین کو ہی بلوہ کرکے چلے سرداروں نے اپنے سینے سپر کردیے مرنا گوارا کیا مگر کو ہیون کو بڑھنے نہین دیتے ہین لاش پر لاش گر رہی ہی ساحر بڑھ بڑھ کر سحر کر رہے ہین ہنگامۂ گیر دار بلند اہل اسلام در دمند بادشاہ جمجاہ سر برہنہ زخم کھاتے پھرتے ہین ناموس کے بچانے کی فکر تاجداران جلیل نے تاج سرون سے پھینکدیے بادشاہ جمجاہ کو بچاتے پھرتے ہین ہر طرف سے آواز الامان الامان آتی ہی بدعت کفار سے زمین تھراتی ہی بادشاہ نے کہا کیا زنانِ گھس گئین بیقرار ہو کر دعا کرو آج سب ناموس لٹا چاہتے ہین صاحبقران کو کیا مُنھ دکھائینگے یہ کہکے دونون ہاتھ بلند کیے کہا یارو آمین کہو وقت مصیبت ہی خاموش نہ رہو نظم

ایکہ بر نام تو قربان جسم ما و جان ما	دے بذات تو تصدق دین ما ایمان ما
تازہ از فیضان حسنت ہر گل بستان ما	روشن از شمع جمالت کلبۂ احزان ما
باوجود قرب ہستیم از بساط وصل دور	حیف بر مہجوری ما وای بر حرمان ما
بس توئی در دین و دنیا ای خبر گیر جہان	مالک ما صاحب ما شاہ ما سلطان ما
ہست عجز و انکسار و عذر تقصیر سجود	عزت ما حرمت ما عظمت ما شان ما
از زبان خامہ عرض حالِ داغِ دل کنیم	چون نریزد جوش خون کلک گہرافشان ما
گرچہ سرتاپا گنہگاریم یا مولے مگر	صرف بر فضل کمالت ہست اطمینان ما
حین ہر مشکل فقط مشکلکشاے ما توئی	وقت درد و رنج و بیماری توئی درمان ما
حمد حق در پارسی کردیم ما ہندی رقم	دفتر توحید ہست اندر سخن دیوان ما

تمام لشکر نے آمین کہی انجام مصیبت مین دل بھی رجوع ہوے جب بندہ دل سے دعا مانگتا ہی دروازے اجابت کے کُھلجاتے ہین بیقراری پر اہل اسلام کی دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا بدعت کفار حد پر پہونچی تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی مگر گرد عظیم بلند ہوئی لکہ ہاے ابر سرخ و سیاہ پیدا ہوے سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالیشان آگے بڑھے ہوے ایک جانب نور الدہر ایک جانب ایرج نوجوان پشت پر لاکھ ساحر وغیر ساحر شاپور شیر دل نے بڑھ کر خبر دی کہ لشکر کا حضور کے خاتمہ ہی یہ سنکر

صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ امیر تصنیف مصنف

کیومرث جاہ و فریدون خدم
شہنشاہ اقلیم جبرأت منم
لقب گشت در دہر صاحبقران

ز تیغم بود در صف کافران
مہ آسمان جلالت منم

امیر جہانگیر والاحشم
بنالہ الامان الامان
مسخر کن ملک ہندوستان

شاہزادہ نور الدہر نے بھی نعرہ کیا کہ منم گل گلزار خلیل الرحمان

نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم دلقہر + شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + ایک طرف سے ایرج نوجوان نے نعرہ کیا بیت ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم ذ آفاق گیر + اب پانچون جادوگر و جادوگرنیان ناسوت و آہنگ و خوشرو و ملعان و نجم وغیرہ اسباب سحر لیکر جو گرے مہلکہ ڈالدیا زمین ہلادی نیرنج و شعبدے کی لڑائی ہر طرف آگ برس رہی ہی کہین دریا کا جوش مچھلیون کا نکلنا جسکے سر پر پڑین توڑکے پار گذرین آپسمین کفار کٹتے ہوئے بھاگے کہ یار وغضب ہوا صاحبقران آگئے دو پوتے شیر دلیر برابر کے لڑنے والے ہین جادوگر بھی ساتھ آئے ہین اب وقت مشکل ہی اس طرح کی لڑائی دیکھنے کے قابل ہی ہر طرف یہی ہنگامہ ہی ملازمان صاحبقران مصروف جنگ جسکے ہاتھ مار دیا اُسکے دو ٹکڑے ہوے شیرانہ و نہنگانہ و پلنگانہ امیر جنگ کر رہے ہین جس وقت سے صاحبقران آئے اور آکر دیکھا کہ ناموس کی بربادی کی تدبیر ہی محافون کے گرد کفار جادوگرون نے کہارون کو بیکار کیا تھا چارون طرف بیچیاؤن نے آکر گھیر لیا تھا سردارون نے ایسی ہی جانبازی کی تھی نہین تو اب تک کفار نے ناموس کو لوٹ لیا ہوتا صاحبقران نے یہ حال جو دیکھا کہ ناموس کے بلکنے کی آواز آتی ہی طبع اقدس پہ بہت شاق گذرا شیرانہ جنگ کر رہے ہین اب کفار کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا سردارون نے بڑھ کر عرض کی کہ آج کفار نے بڑی بے ادبی کی صاحبقران نے فرمایا آپ لوگون نے بڑا کام کیا خوب جانبازی کی سقرلات کو ہی کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین فرماتے ہین وہ منفنی کہان ہی مین اُسکا جویا ہون ان بیحیاؤن نے بڑی بدعتین کین سقرلات نے دیکھا کہ صاحبقران تیری تلاش مین لڑتے ہوے آتے ہین پرے کے پرے درہم برہم کردیے ہین

لاشہ ہاے کفار سے میدان بھر دیے ہین نجم جادو و آہنگ روشن راے اسباب سحر ہاتھ مین جمے ہوے لڑرہے ہین ملازمان لقا ہمیشہ کے شکست خوردہ ہین نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنتے ہی ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ بھائی صاحب صاحبقران آگئے اب جان جانے کے سامان ہین جس طرح بنے نکل چلو فتح جنگ سے نا امید ہوے یہ آپسمین کہکر بھاگنے پر آمادہ ہوے پلٹنین رسالے خالی ہونے لگے کوئی طرف مشرق کے بھاگا زمرد شاہ باختری یا تو گینڈے پر سوار چکار تا ہوا آتا تھا کہ بندگان من دیدی قدرت مرا قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین جس وقت سے نعرۂ صاحبقران کی صدا سُنی رنگ چہرے کا فق دل مین قلق اشارے کر رہا ہی کہ ای بندگان من نکل چلو قدرت نے تقدیر گریز کی اب بھاگنا ہی بہتر ہی کچھ لوگ کہتے ہین خداوند کے مزاج کا ٹھیک نہین یا تو مسلمانون پر غصہ تھا کہ آج کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا یا اب فرماتے ہین کہ بھاگو ایسے کے مزاج کا کیا اعتبار نہین معلوم کیونکر خدائی کرتا ہی ہم تو اسکی باتون سے بہت گھبراتے ہین اب کسی طرح جان بچائین لڑ بھڑ کر نکلجائین فرزندان حمزہ کہ جنکو قدرت فرماتے ہین کہ جبتہٗ قدرت مین پرورش کیا وہ انپر لعنت کرتے ہین قدرت کچھ کر نہین سکتے صاحبقران زمان نے بڑھ کر علم فوج سرنگون کیا سقرلات جادو غصے مین ایرج نوجوان پر جا پڑا اگکار کر آواز دی کہ او جوان تیرے باعث سے مین غریب الوطن ہوا گھر بار چھٹ تمام مال و اسباب لٹا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر سحر کرنے لگا لوح گلے مین ایرج کے پڑی ہی سحر نے تاثیر نہ کی غصے مین جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پلٹا الجھادے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا لوح کا عکس پڑا سحر باطل ہوا تیغۂ برقتاب نے سپر کو کاٹا سر پر گری سراسر سر کو تراشا زمین کو آکر تلوار نے بوسہ دیا سقرلات کامرنا طلسم کا بادشاہ تھا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برغباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سقرلات جادو بود شدید بلندر کاب نے جو یہ آواز سُنی ساتھ والون سے کہا کہ لو یارو بھائی صاحب کو تو سامری و جمشید نے بُلالیا اب قیامت برپا کرونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین کانپ جائے آسمان سے آگ برسے ہر ایک اہل اسلام ایک ایک قطرۂ آب کو ترسے یارو وقت ثابت قدمی ہی جمکر لڑو کہ

اہل اسلام

اہل اسلام بھی جان جائین کہ لڑنیوالے ایسے ہوتے ہین یہ کہکر سب ساحرون کو ساتھ لیا پرے
جمائے سب نے اسباب سحر ہاتھ مین لیا بڑھ کے سحر کیا ہزارون بندگان خدا مار گیئے پرے کے
پرے درہم و برہم کردیے صاحبقران نے آکر ناموس کو بارگاہ سلیمانی مین داخل کرایا کہ یکایک
ہلڑ ہوا جواہر بن عمرو قریب تھا فرمایا ای جواہر بڑھ کر خبر تو لو پھر باعث انتشار ہوا جواہر گیا
چشم زدن مین واپس آیا عرض کی حضور نے سُنا شدید بلبندر کاب پرے جلائے ہوے لڑتا ہوا
آتا ہی یہ اُسکے سحر نے آفت برپا کی ہی حضور بڑھ کر اسم اعظم الٰہی پڑھین تب یہ بلا دفع ہو صاحبقران
پشت مرکب اشقر پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ امیر

امیر عرب حمزہ ذی حشم
چو رفتم بسنجان پے گیرودار
شدہ بر سرم فتح و نصرت نثار
زدم دیو عفریت را در مصاف
شد ار چنگ بیدین ذلیل و نزار

منم قاتل کافران جہان
بذیرفت گنجاب ملعون فرار
گذر چون بجولانگہ قاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف
در انجا چو جاہ و ادب یافتم

منم صاحب چتر و تیغ و علم
ز تیغم گریزندہ نوشیروان
چو در باختر جنگ شد آشکار
جزائر پر از عدل و انصاف شد
سمندون بدبخت گشتہ شکار
سلیمان ثانی لقب یافتم

اب جو نعرہ صاحبقران کی صدا بلند ہوئی یا تو شدید بلبندر کاب سحر کرتا ہوا جاتا تھا اب
فرزندان صاحبقران و سرداران نامی و پہلوانان گرامی اپنے آقا کی آواز سُنکر مصروف
جنگ ہوے ہر طرف سے برق شمشیر چمکی ساحرون نے بڑھ کر سحر کیئے سب سے زیادہ آہنگ
روشن رائے جانبازی کر رہا ہی ایسے ایسے سحر کیے کہ ساحران شدید جل رہے ہین زمین سے شعلہ ہا
آتش نکل رہے ہین صدہا جادوگر مر کر گرے شدید بلبندر کاب نے پلٹ کر دیکھا آواز دی کہ او
ساحر مغرور کیا مجکو سقرلات سمجھا ہی زمین ہلا دونگا مین ملازم افراسیاب جادو ہون ساحر
یکتا ساکن طلسم ہوش ربا کسی ملک کا ساحر ہمسے مقابلہ نہین کرسکتا آہنگ نے گار سیمر پھینکی شدید
نے دستک دی گار دپلٹ کے شانے پر آہنگ کے پڑی شانہ آہنگ کا نشانہ ہوا زخم کاری لگا
لڑکھڑا کر گرا شدید نے چاہا کہ سر کاٹ لون نجم چمک کر گرا شدید نے اُسکو بھی زخمی کیا پانچون
ساحران نامی و افسران فوج زخمدار ہوے فوج کو روندتا ہوا چلا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ پانچون افسر
زخمی ہوے شدید ساحر زبردست ہی فوج کو شکست دی صاحبقران کے کان مین جو یہ

آواز پہونچی کہ پانچون افسر زخمی ہوگئے فوج نے شکست کھائی صاحبقران بڑھے شدید پر جا پڑے
شدید نے بہت سحر کیے صاحبقران پر کب تاثیر ہوتی ہی اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو سحر اسنے کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ گیا شدید ناچار ہوا سامنے سے صاحبقران کے ہٹا
ایرج نوجوان لڑتے ہوے آتے ہین شدید نے بڑھ کر کمر مین پنجہ دیا لے بھاگا ساتھ والون سے
کہا کہ یارو نکل چلو مین اس جوان کا سر لیکر آؤنگا یہ کہکر بلند ہوا ایرج کو لیگیا نیلم و فیلم نے پکارکر
آواز دی کہ یارو شدید بلبندر کاب آقا کو لیگیا یہ صدا سنکر شاپور شیر دل بھاگا جدھر شدید
گیا تھا اُسی طرف چلا لقا نے شکست کھائی فرار پر قرار کیا طبل امان بجا صاحبقران بفتح و فیروزی
پلٹے ساحرون کو رخصت کیا کہ اب تم طلسم مین جاؤ میرے ساتھ رہنے کا دستور نہین ساحر گئے
جب صاحبقران بارگاہ مین آئے مفصل خبر پائی کہ ایرج کو شدید لیگیا امیر نے فرمایا کہ
شاپور گیا ہی اُنکو خدا کے سپرد کیا ہی مگر شدید ایرج کو لیے ہوے کوہ فیروز پر آیا حیران جادو
یہانکا حاکم ہی شدید کو باآبرو اُتارا شدید نے سب حال رو رو کر عرض کیا کہا ای برادر مین نے
شکست فاش کھائی بڑی مصیبت اُٹھائی نبیرۂ حمزہ کو لایا ہون آج شب کو قید کرو کل صبح کو اُسکو
قتل کرین سر لیکر طرف طلسم ہوش ربا کے جائین آئندہ جیسا حکم حاکم ہوگا بجالائینگے حیران جادو
نے کہا بہتر ہی ایرج کو اُسی وقت قید خانے مین بھیجدیا حیران نے شدید کی دعوت کی کہ غم و الم
اسکا دفع ہو رات بھر ناچ و رنگ رہا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہوئی کہا قیدی کو لاؤ لوگ گئے
جاکے دیکھا قید خانے مین قیدی نہین ہی پہرہ نقب کا لگا ہی آکر حیران سے بیان کیا شدید نے
کہا بڑا غضب ہوا اب مین اپنے بادشاہ کو کیا منھ دکھاؤنگا فرمائینگے تو نے جاکر کیا کیا حیران
نے کہا ای شدید نہ گھبراؤ میرے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا یہ کہکر آواز دی کہ ہمارے عیار طرار
شبخواب حیلہ گر کو بلاؤ اُسی وقت عیار آیا نہایت چست و چالاک و بیباک و طرار و مکار و غدار
کئی سو پیک نیچے پشت پر حیران جادو کو آکر سلام کیا عرض کیا کہ آج کیا معاملہ ہی کہ غلام کو آپنے
تکلیف دی حیران نے کہا کہ ای شبخواب بڑی ذلت کی بات ہی کہ شدید بلبندر کاب
مصاحب افراسیاب بطور مہمان آیا ایک قیدی کو لایا وہ رات کو غائب ہوگیا قلعے کے اندر
آکے یہ کام کیا جلد تلاش کرو آکے ہمکو خبر دو شبخواب نے کہا آج ہی سارا قلعہ چھان ڈالونگا

آپ کے قیدی کو کوئی رکھ نہین سکتا ہی یہ کہکر شبخواب چلا بازار مین جابجا سنگنی لیتا پھرتا ہی کوتوالی چبوترے پر آیا سنجاب شبگرد کوتوال سے کہا کہ بہتر انہون سے اقرار نامے لیجیے ڈھنڈھورا پٹجائے کہ کوئی اپنے گھر مین نئے آدمی کو نہ رکھے ورنہ گھربار ضبط ہوگا قضاے کار شاپور شیر دل فقیر بنا ہوا اپنے آقا کو ڈھونڈھتا ہوا اسی قلعے مین آیا دیکھا کہ اشتہار جابجا لگے ہین فقیر بنا ہوا اتھا باتون باتون مین پوچھا مفصل حال معلوم ہوا کہ شدید بلند رکاب ایرج کو یہان لایا ہی شب کو کوئی چرا لیگیا جی مین کہتا ہی فرزندان صاحبقران بڑے صاحب اقبال ہین یہ سوچ ڈھونڈھنے لگا معرکہ یہ گذرا کہ تین کوس پر ایک قلعہ ہی قلعۂ قزاقان مشہور ہی حاکم وہان کا ظہیر گرد اسکو خواب ہوا کہ نبیرۂ صاحبقران آکر قید ہوا ہی اے ظہیر قید خانے سے نکال لا ظہیر بارہ قزاقون کو لیکر آیا ایک خالی دوکان سے نقب دی ایرج کو نکالکر لیگیا اپنے قلعے مین لاکر مقام صدر پر بٹھایا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا عرض کی کہ اے آقاے نامدار مین نادیدہ مسلمان ہوا خواب مین میرے بزرگان دین آئے ایرج نے کہا کہ اے ظہیر تونے بڑا احسان کیا لیکن اب ہمپر واجب و لازم ہی کہ جاکر شدید کو قتل کرین حیران جادوگر کو مسلمان کرین ظہیر نے عرض کی کہ اے آقاے نامدار وہان سب جادوگر ہین ایک آتش کے دانے مین رستم ہو تو اسکو بیکار کردین ایرج نے کہا کہ اے برادر صدہا طلسم فتح کیے ساحر کش ہمارا لقب ہی بعنایت خدا اس قلعے کو بھی فتح کرینگے شدید کو بے مارے نہ چھوڑینگے ظہیر تنگ ناچار ہوا چار ہزار قزاق جو اُسکے پاس موجود تھے سب کو تیار کیا قلعۂ قزاقان سے باہر نکلے شبخواب ڈھونڈھتا ہوا اس طرف بھی آیا اب اسنے ایرج نوجوان کو دیکھا ظہیر مثل چاکران کمترین کے ہمراہ ہی شبخواب بھاگا اُسنے آکر حیران سے اطلاع دی حیران اُسی وقت سوار ہوا شدید بھی ساتھ ہی شاپور فقیر بنا ہوا ایک نخل کے نیچے کھڑا تھا اسنے جو لشکر حیران کا دیکھا ایک ساحر سے حال پوچھا حال معلوم ہوا کہ اُس قیدی کا پتہ ملا لشکر کشی کرکے جاتے ہین شاپور بھاگا ایرج وہان لشکر مین بیٹھے تھے کہ شاپور لشکر مین پہونچا ایرج سے ملاقات کی عرض کی اے شہریار حیران لشکر کشی کرکے آتا ہی ایرج نے کہا ہمین خود بھی منظور ہی کہ اُسپر لشکر کشی کرین شاپور نے کہا کہ آقا وہان سب ساحر ہین ایرج نے کہا پروردگار

ملا کب ہی انشاء اللہ اُسے قتل کرینگے یہ کہکے ظہیر کو حکم دیا کہ لشکر تیار کرو ہم اُسے راہ مین جا کر روکین
ظہیر خاموش ہی لشکر تیار ہوا شاپور بھی ہمراہ ہی حیران جادو دس ہزار ساحرون سے بیرون
قلعہ فروکش تھا ارادہ ہی کہ کل لشکر کشی کرونگا کہ خبر پہونچی وہ جوان مع قزاقون کے ہمارے
مقابلے مین آتا ہی شدید بلند رکاب نے کہا یہ لوگ بڑے سرکش ہین کل سب کو جلا کر خاک کر دونگا
قزاق کی بھی شامت آئی ہی یہ باتین کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایرج نوجوان
مرکب عربی پر سوار ظہیر قزاق مع چار ہزار قزاقون کے ہمراہ ہی حیران جادو نے کہا کہ ان
سب کو قضا کھینچ کر لائی ہی لشکر ایرج کا مقابلے مین حیران کے آ کر اُترا حیران جادو نے
دن سے طبل جنگی بجوا دیا لشکر ایرج مین بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی تیاریان ہونے لگین
ایرج نے فرمایا ای ظہیر ایک خیمہ ہمارے واسطے صحرا مین استادہ کرا دو شب کو اُسی مین ہینگے
جیسے ہمارے عیار کے کوئی اُس مقام پر نہ آئے ظہیر نے ایک خیمہ زربفتی استادہ کرا دیا روشنی بھی
کرادی ایرج مع شاپور اُس خیمے مین جا کر بیٹھے فرمایا کہ ای یارِ وفادار آج خود بخود دل پر
قلق ہی کچھ جان جانے کا خیال نہین ایسے ایسے معرکے بہت دیکھے غیب سے مدد ہوگی کوئی معین
آئیگا اس وقت کچھ گاؤ دل گھبرا رہا ہی شاپور شیر دل کا دل بھرا ہوا تھا چنگ مرصعی نکالا
ایرج کے سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

فصلِ گُل ہی لوٹیے کیفیتِ میخانہ آج — دولتِ ساقی سے مالا مال ہی پیمانہ آج
بادشاہِ وقت ہی اپنا دلِ دیوانہ آج — داغِ سودا ہمکو دیتا ہی جنون نذرانہ آج
دولتِ دنیا سے مستغنی ہون مین دیوانہ آج — گنج اُگل دیتا ہی میرے واسطے ویرانہ آج
نقشِ آسیب پری ہی صورتِ زیبا تری — ہوش مین آتا ہی تجکو دیکھکر دیوانہ آج
زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح — آئنہ اُنکا مصاحب ہی مقرب شانہ آج
کل ہمارا اور اُنکا امتحان ہو جائیگا — آشنائی کا تری دم تو بھرے بیگانہ آج
میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھ کے نماز — کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج
وصل کی شب ہی کہان ساقی تکلف برطرف — مین تمھین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند — بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

ال ہی اپنا جو یوسف آگیا بازار مین ۔ ہی زرِ قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج
عرش پر ہی اندلون مین اہل دنیا کا دماغ ۔ کونسا گھر ہی نہین ہی جسمین بالاخانہ آج
خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون ۔ قیمت خرمن بھی گر دیکر ملے یہ دانہ آج
نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہی آتش نہ ڈر ۔ شاہِ مردان سے طلب کر ہمتِ مردانہ آج

اس لطف سے شاپور شیر دل گا رہا ہی ایرج نوجوان تعریفین کر رہے ہین فرماتے ہین ای یار وفادار اس مزے سے گاتے ہو کہ دل بیقرار کر دیا شاپور دمبدم ٹھمریان غزلین عاشقانہ گا رہا ہی ایرج بہت خوش ہین وہان حیران و شدید ایک بارگاہ مین بیٹھے ہین حیران جادو کہہ رہا ہی کہ میری وجہ سے یہ فساد ہوا کل تم دخل نہ دینا مین سمجھ لونگا شدید کہتا ہی کہ ایرج کو مین قتل کرونگا سر خدمت مین شاہ کے لیجاؤنگا حیران نے جواب دیا کہ کل تم تماشا دیکھنا میرے سردار لڑینگے ایک سحر مین مسلمان اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹینگے اپنی جان سے بیزار ہونگے میرے سردار بہت عمدہ سحر کرتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان پر برق چمکی سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک نازنین رشک قمر سیمبر پری پیکر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے جوڑا ترچھا بندھا ہوا سوار ہی تخت آکر اُترا اُس نازنین نے حیران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اباجان ہم آپ سے بات نہ کرینگے آپ یہان چلے آئے ہمکو خبر بھی نہ کی مسلمانون کے نام سے دل کانپتا ہی مدت سے سُنتی ہون کہ جو ساحر مقابلے مین مسلمانون کے گیا آخر مارا گیا سالہا سال گذرے یہی خبرین مشہور ہین سنتے ہی دل گھبرا گیا اب آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگی ایسا سحر کرون کہ زمین کانپ جائے سب بیہوش پڑے ہون دیکھنے والون کو عبرت ہو حیران نے کہا بیٹا تمکو کیونکر اجازت دون میرا دل گھبراتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی ای خوش چشم ابھی بہت لڑنے والے ہین تمھاری کیا ضرورت ہی خوش چشم نے کہا مین نہ مانونگی مین ابھی جاتی ہون نبیرۂ حمزہ کو دیوانہ بناکر لاتی ہون یہ کہکر طاؤس پر سوار ہوکر چلی شدید بلند رکاب اسکا جمال دیکھکر مرگیا پسینے پسینے ہوگیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچنے لگا ایک عرصے تک چپکا بیٹھا رہا ہرچند دل کو سمجھایا دل نے نہ مانا حیران سے ہاتھ جوڑکر کہا کہ ای معین و مددگار تمھارے احسان سے سر نہین اٹھا سکتا میری بڑی خاطر کی ہر وقت سامان عیش مہیا ہی شراب و کباب کا مزا ہی ایک امر عرض کرتا ہون اگر قبول کیجیے

تو عمر بھر غلامی کرونگا شاہ سے کہکر اور ملک تمھارا بڑھوا دونگا عزت و آبرو پاؤ گے حیران نے
کہا وہ کیا بات ہی مین جان و مال سے موجود ہون جو کہو وہ بجالاؤن شدید بلندر کاب نے کہا
ابھی جو تمھاری صاحبزادی تشریف لائی تھین اُنپر میری جان جاتی ہی خوش چشم کی نگاہون نے
دل پر چھری پھیردی یہ سُنکر حیران جادو غصے سے کانپنے لگا چاہا کہ بات کو ٹالدون شدید نے
کہا کہ آخر کسی کے ساتھ شادی کروگے مجھ مین کیا بُرائی ہی اپنے ملک کا بادشاہ ہون مصاحب افراسیاب
ساحر میرا ادب کرتے ہین اور بھائی اگر نہ مانوگے تو مین کسی طرح پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون ایک اور
لاکھ میرے سحر کے آگے سب برابر ہین ابتو حیران کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ اے شدید بس خاموش
رہو اب ایسی باتون کا ذکر نہ کرو ورنہ مین جواب سخت دونگا شدید نے کہا کہ دیکھو غصہ کام
خراب کریگا ایسا نہ ہو کہ فساد بڑھ جائے آج ہی رات کو بھوری بھردادو گٹھ بندھن ہو جائے
نعمان جادو بھائی حیران جادو کا پہلو مین بیٹھا تھا اُسنے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ او شدید خاموش ہو
بھائی صاحب منع کرتے ہین تو اپنی کہے جاتا ہی ایسا نہ ہو کہ بھائی صاحب کو غصہ آجائے گردن
مین ہاتھ دیکر نکالدونگا شدید نے نعمان کو ایک طمانچہ مارا نعمان کا سر اُڑ گیا ابتو جادوگر لینا
لینا کہکر اُٹھے کوئی کہتا ہی کہ اسکا ہاتھ کاٹو کوئی کہتا ہی کہ اسکو بارگاہ سے نکالدو حیران بھی
اپنے مقام سے اُٹھا شدید بلندر کاب سحر کرنے لگا کئی جادوگرون کو مارا یہ کہکر سحر کرنے لگا
کہ مین تیری بیٹی کو لیکر جاؤنگا اسپر جادوگر اور بگڑے حیران نے کئی سحر کیے شدید نے دفع کیے
سب جادوگرونکا شدید پر بلوہ ہی شدید کسی کو نہین مانتا جب سحر کیا کسی کا ہاتھ کٹا کسی کا سر پھٹا
برق چمک رہی ہی شعلے بھڑک رہے ہین خنجر گرائے تلوارین چمکائین گھچا پیکان کا مارا تیر سے چلے
خطا شعار سہم سہم کے گرے زخمی ہو کے چلاتے تھے گوشون مین چھپنے لگے لیکن خوش چشم دختر
حیران جو گرفتاری ایرج مین چلی تھی لشکر مین پہونچی کسی سے پوچھا کہ ایرج کس خیمے مین ہین
کسی نے پتہ بتادیا کہ لشکر سے علحدہ جو خیمۂ زربفتی استادہ ہی اُسمین شاہزادہ اپنے عیار کا گانا
سُن رہا ہی خوش چشم اُس خیمے کے دروازے پر آئی نگہبانون کو سحر سے بیہوش کیا پردے کے
قریب کھڑے ہو کر گانا سُننے لگی اشعار جو عاشقانہ سُنے دل پر تاثیر ہوئی یا تو ارادہ تھا کہ ایرج
کو گرفتار کرکے لیجاؤن گانے کی آواز سُنکر بیقراری بڑھی پردہ اُٹھا کر اندر گئی نگاہ جمال جہان آرائے

شمشیر بیشۂ صاحبقرانی پر پڑی کہ خود زرین سر پر گرتۂ شبخوابی کا زیب جسم بازوون پر اکتے یاقوت احمر کے سراپا خوب جوان مرغوب سطوت وصولت چہرے سے ہویدا و ظاہر تھر اگئی ایرج کی نگاہ پڑی معشوقہ خوبرو کو پسند کیا فرمایا آئیے تشریف لائیے کیونکر آنیکا اتفاق ہوا خوش چشم نے ہنسکر کہا کہ تمھارے گرفتار کرنیکو آئے تھے اسیر طرۂ گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوے ہم محل صحبت ہوے گانا موقوف ہو گیا شاپور نو عیار شوخ و شنگ ہی کہا حضور آئیے گانا آپ کے سامنے ہوگا یہ کہکے شاپور نے چنگ مرصعی کو پھر اُٹھایا خوش چشم سے آنکھ لڑائی گُنگُناکے یہ غزل گائی **نظم**

ہو اہلِ کرم کیا مین کہون تم سے زیادہ
دہ می ہو مجھے بذل جو ہو حم سے زیادہ

مرنے کو مرے عیش سے بہتر ہو سمجھتے
ماتم کی تمنا ہی ترنم سے زیادہ

اشکون کی جو بارش سے نکلتی ہین صدائین
غل ہوتا ہی دریا کے تلاطم سے زیادہ

کیا سوچتے ہو آؤ گلے سے مرے لمجاؤ
گھبراتا ہی انسان توہم سے زیادہ

وہ رات کے مہمان نگران ہین یہ شب و روز
آنکھین مری وا رہتی ہین انجم سے زیادہ

رُکتی نہین برسون سے مری جوشش گریہ
ہی قصد کہ بڑھ جائیے قلزم سے زیادہ

شاکر رہے تقدیر پر انسان تو بہتر
ملتا نہین کچھ رنج و تا لم سے زیادہ

یہ زیر قدم آپ کے رہتا ہی شب و روز
عزت مرے بستر کی ہی قاقم سے زیادہ

افزایش بیجا سے بہائم بھی نہین خوش
رکھتے نہین وہ نعل جو ہو سم سے زیادہ

روتے ہین وہ منہ پھیر کے کیونکر کہون بیدرد
دُکھتا ہی جو دل میرے تظلم سے زیادہ

کہتے ہین جو کہنا ہو وہ دو باتون مین کہیے
گھبراتا ہون مین طول تکلم سے زیادہ

لاریب تسنیم آج ہو بے مثل جہان مین
اس فن مین نہین اور کوئی تم سے زیادہ

خوش چشم کی آنکھون سے آنسو جاری ہین تعریفین شاپور کی کر رہی ہی یہی قول ہی کہ ای مہتر والا گُہر حقیقت مین تمھارا مثل نہین ہی ایرج نوجوان سے پوچھا کہ آپ کس ارادے سے آئے ہین یہان سب ساحران زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین آپ سحر نہین جانتے کیونکر مقابلہ کیجیے گا مین ہی آپ کو گرفتار کرنے کو آئی تھی اگر کہیے تو سحر دکھا دون سارے لشکر کو آپ کے دیوانہ کر دون جانور بنا دون کہیے سب کو بیہوش کر دون یا ایک سحر ایسا کر دون ک

آپ کے ملازم جنکو آپ دوست سمجھتے ہین وہ ہی سب آپ کے دشمن ہو جائین سب کچھ ممکن ہی
آپ کیونکر اپنے کو بچائیے گا ایرج نے کہا کہ ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی ہم اپنے
پروردگار پر نگاہ رکھتے ہین ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا کہ طلسم سقرلات کو فتح کیا مسبب الاسباب
نے ایسے سبب پیدا کیے کہ لوح طلسمی ملی وہانکے ساحر ہمارے شریک ہوے طلسم کو فتح کیا
بعنایت پروردگار رمال طلسمی ملا غنچہ آرزو کھلا یہان بھی کوئی سبب پروردگار پیدا کر دیگا کیا اب
یہ مقام بچیگا ہم اسکو فتح کرکے جائینگے خوش چشم نے کہا کہ ہم آپ کے اعتقاد کے قائل ہوے
حقیقت مین مین اور کام کو آئی تھی آکے آپ کی دوست ہوئی آپ کے اعتقاد کا ظہور ہوا قلب
کو سرور ہوا اب مین رخصت ہوتی ہون جہانتک ہو سکیگا آپ کی بہتری کی فکر کیجائیگی صبح کو
ساحران زبردست میدان کارزار مین نکلینگے اُنکو کیا جواب دیجیے گا ایرج نے کہا کہ
کوئی سبب پیدا ہو جائیگا خوش چشم نے کہا کہ اب تو آپ کا بچانا منظور ہی جسکے پاس یہ انگشتر ہو وہ
مظفر و منصور ہو اسکو ہاتھ مین پہنیے یہ وقت پر دستگیری کریگی کسی ساحر کا سحر آپ پر تاثیر نہ کریگا
جب کوئی ایسا ہی بڑا جادوگر ہوگا اور سب کو سحر سے دریافت کریگا اور سحر بھی کامل رکھتا ہوگا
تب ہاتھ سے آپ کے انگشتر جدا کر سکتا ہی ہر ایک کا یہ کام نہین ہی انگشتر دیکر خوش چشم تو
روانہ ہوئی ایرج نے یہان آرام فرمایا خوش چشم پر پرواز پیدا کرکے چلی سوچتی ہوئی کہ جاکر
باپ سے کیا کہون کہ مین نے کیون نہ ایرج کو گرفتار کیا جب قریب لشکر کے پہونچی دیکھا کہ
لشکر مین قیامت برپا ہی شدید ایک جانب کھڑا ہوا سحر سے آگ برسارہا ہی ہزارون جادوگر
آگ برسا کے مارے حیران وغیرہ سحر کر رہے ہین چاہتے ہین کہ سب ملکر گرفتار کر لین کسی کا پنجہ
اسپر قابض نہین ہوتا بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی خوش چشم حیران ہوئی کہ یہ کیا غضب
ہوا ابھی تو مین سب کو آرام مین چھوڑ گئی تھی اُنکا قول کرسی نشین ہوا کہ اُنکے خدا نے سبب
پیدا کیا نہین معلوم کہ یہ کیا ہو گیا یہ سوچتی ہوئی اُتری شدید نے جو دور سے ملکہ خوش چشم کو
آتے دیکھا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان میری تمپر جان جاتی ہی
سر حاضر ہی کاٹ لو خوش چشم کو بہت ناگوار ہوا کچھ جواب نہ دیا خوش چشم نے باپ سے
پوچھا کہ کیون حضور یہ کیا معرکہ ہی حیران نے تمام کیفیت بیان کی کہ تمپر عاشق ہوا ہی مین نے

جھلا کے جنگ کی مگر یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہی دیکھین کیا گذرے خوش چشم نے کہا کہ ابھی جاکر اسکو
گرفتار کرتی ہون آئندہ جو مرضی خداے نادیدہ کی حیران نے گھبرا کر کہا کہ ارے خداے نادیدہ کو
تو کیا جانے خوش چشم نے کہا کہ ای والد نامدار اصل یہ ہی کہ سامری وجمشید مثل ہمارے تمھارے
انسان تھے لات ومنات پتھر کے پتلے اُنکو خدا بنا لیا وہ رحیم وکریم ہی سب کو پیدا کیا
اُسی کی قدرت کا یہ باعث ہی کہ مسلمان سحر نہین جانتے اور ہمیشہ غالب رہتے ہین پس مناسب یہ ہی
کہ آپ بھی ایرج سے مصالحہ کرلیجیے اور اُنکے مذہب مین جو فرقان حمید وکلام مجید ترجمہ ہوا ہی بڑے
بڑے اُنکے علمانے لکھا ہی اُسکو ملاحظہ فرمائیے دیدۂ دل روشن ہوگا حیران نے کہا کہ ارے یہ باتین
تجھے کیونکر معلوم ہوئین خوش چشم نے کہا حق ظاہر ہو جاتا ہی دیکھیے کہ شاہزادے کے دادا نے
چاہ باران وام الجبال وعنقلی آباد وزبرجد نگار وچاہ الماس وملک فرعونیہ یہ
سب مقامات ساحران نامی کے تھے سب کو صاحبقران نے فتح کرلیا اب اُن ملکون مین کوئی
سامری وجمشید کا نام بھی نہین لیتا حیران کو بہت ناگوار ہوا مگر خاموش ہو رہا ملکہ خوش چشم
چمک کر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے شدید پر جا پڑی آپسمین سحر ہونے لگے شدید بلند رکاب
ہر مرتبہ پکارتا ہی کہ ای ملکہ عالم تمھاری نگاہ سحر آلود کا مارا ہوا ہون جنبش ابرو میرے واسطے
کافی ہی ہر چند اسنے منتین خوشامدین کین ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا ایک سحر ایسا کیا کہ شدید کا
سر زخمی ہوا خون پوچھتا ہوا پیچھے ہٹا پکار کر آواز دی کہ صاحب تم یون نہ مانوگی یہ کہکر
سر کا خون چلو مین لیا خوش چشم پر پھینک مارا جیسے ہی خون کی چھینٹین جسم پر ملکہ خوش چشم کے پڑین
لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین شدید نے ملکہ خوش چشم پر قبضہ کیا اب تو لشکر مین حیران کے
ہلڑ ہوا شدید بلند رکاب نے ایک سحر ایسا کیا کہ دو سو جادوگر لشکر حیران سے نکلکر شدید
کے شریک ہوگئے اب تو شدید نے اور زیادہ شدت کی چمک کر سحر کرنے لگا حیران نے دیکھا کہ
ایسا نہ ہو کہ اور آفت برپا ہو جائے حیران نے آواز دی کہ طبل امان بجے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
دونون لشکر پلٹے اپنے اپنے مقام پر آکے اُترے خوش چشم کو شدید نے قفس مین قید کیا آپ سحر
تیار کرنے لگا کہتا ہی کہ مین حیران کو قتل کرونگا اور ملکہ کو اپنے ساتھ لیجاؤنگا بہتر یہ ہی کہ مجھسے
صلح کرلین اب دونون لشکر اُترے شدید کو بڑی کدوکاوش ہی کہا کہ کل میدان کارزار مین ہم جائینگے

ہماری ذات سے فساد ہی نبیرۂ حمزہ کو مٹالون تو پھر میان حیران سے سمجھونگا یہ کہکے صبح کو سوار ہوا اُسی وقت میدان کارزار مین آیا دو سو ساحر ساتھ ہین اُدھر سے ایرج نوجوان بھی میدان کارزار مین آئے انگوٹھی دی ہوئی ملکہ کی ہاتھ مین ہی جب دونون لشکر میدان رزم مین آئے حیران جادو بیٹی کے غم مین پریشان تماشا دیکھنے کو ایک طرف آکر ٹھہرا دل سے دعائین کر رہا ہی کہ شدید جس وقت ایرج کو گرفتار کریگا ہمپر بھی دباؤ ڈالیگا کیا تدبیر کرون یہان صفین جمین شدید نے اشارہ کیا نیرنگ جادو سب ساحرون کا افسر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو وہ نکلے نیرنگ نے جو یون پکارا ظہیر قزاق کھڑا کانپ رہا ہی کہ دیکھیے ہماری سرکار پر کیا گذرے مگر ایرج نے مرکب ٹھکرایا ظہیر آکر قدمون سے لپٹ گیا کہا آقا مجکو جانے دیجیے ایرج نے ظہیر کو گلے سے لگایا کہا کہ ای برادر نہ گھبراؤ دیکھو پروردگار کیا کرتا ہی یہ کہکے گھوڑا اٹھایا مرکب طرارہ بھر کے چلا مقابلے مین نیرنگ کے آئے نیرنگ نے گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکائی اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے عزیز جادو کو شدید نے اشارہ کیا عزیز مقابلے مین آیا ایرج نے نیزہ مارا اسکے سینے کو توڑ کر پار گذرا اُکھیڑ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوے اسی طرح پر ایرج کے ہاتھ سے شام تک گیارہ جادوگر مارے گئے شدید رنجیدہ و کبیدہ پلٹا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا حیران بھی اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہی کیون یارو یہ کیا معرکہ تھا مشہور ہی کہ مسلمان سحر نہین جانتے گیارہ جادوگر مارے گئے کسی ساحر کے سحر نے تاثیر نہ کی لیکن شدید نے شام کو چند ساحر جمع کیے کہا یارو مجکو بڑا افسوس ہی کہ یہ ساحر کیون مارے گئے مین آج ایرج کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجواتا ہون رات کو جا کر پکڑ لاؤنگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی طبل جنگی بجوایا ظہیر قزاق پھولا بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کہ مین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن ماشاءاللہ اس زور و شور سے ساحرون کو مارا ایک ایک کامل کو للکارا کل شدید بلند رکاب میدان مین خود نکلیگا ایرج نے کہا نکلیگا تو مارا جائیگا ظہیر کہہ رہا ہی کہ ای آقائے نامدار جادوگرون کے مارنیکا کیا باعث ہوا ایرج نے کہا کہ خدا کی قدرت سے اُنکی موت تھی میرے ہاتھ سے مارے گئے ہر چند ظہیر نے پوچھا ایرج نے سبب اصلی نہ بیان کیا پھر رات گئے دربار برخاست ہوا شاپور شیر دل سے کہا کہ ہوشیار رہنا یہ کہکے آرام فرمایا

شاپور ہیر دن بارگاہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دو پہر رات گئے شدید اپنے مقام سے اُٹھا
صورت بدلے ہوے لشکر ایرج مین آیا جسکو جہان جاگتے ہوئے دیکھا سحر کردیا کہ وہ بیہوش ہوا آپ
آگے بڑھا قریب بارگاہ ایرج آیا شاپور جو منھ لپیٹے پڑا تھا اسنے دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آتا ہی
شاپور دیکھا کیا شدید نے کھڑے ہوکر یہان بھی سحر کیا سب سوگئے یہ بارگاہ مین پہونچا ایرج
سوتے تھے بیہوش ہوگئے شدید بلندر کاب نے کمر مین پنجہ دیا لے اُڑا شاپور نے دیکھا کہ ایک
ساحر ایرج کو لیے جاتا ہی شاپور شیر دل عقب مین چلا شدید ایرج نوجوان کو لیے ہوے
اپنی بارگاہ مین آیا اُسی حالت مین مسلسل و مطوق کیا ایک ساحر کو پکار کر اُس سے کہا کہ اس جوان
کو قیدخانے مین لیجاؤ وہ جادوگر ایرج کو قیدخانے مین لیگیا شاپور نے چھپ کر یہ سب معاملے
دیکھے اب منظور ہوا کہ اپنے آقا تک پہونچاؤن نقب دیکر مُہرہ نقب ایک مقام پر توڑا بقدرت
پروردگار اُس خیمے مین مُہرہ نقب کا ٹوٹا کہ جہان ملکہ خوش چشم قید ہین شاپور شیر دل نے دیکھا
کہ ملکہ خوش چشم قفس آہنی مین بند زبان مین سوزن شاپور شیر دل قریب آیا کہا ای ملکۂ عالم
یہ کیا معرکہ ہی ہم جانتے تھے کہ آپ اپنے لشکر مین ہونگی ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو
شاپور نے سوزن زبان سے نکالی ملکہ نے اب جو ہاتھ ہلایا قفس کے ٹکڑے اُڑ گئے ملکہ نے کہا کہ ای
شاپور شکر ہی کہ تمنے اب بھی ہماری خبر لی جب ہم تمسے رخصت ہوکر آئے شدید اور والد سے
سحر ہو رہے تھے مین بھی جاکر لڑی شدید نے مجکو گرفتار کرلیا جب مجھسے سوال وصل کیا تب مین نے
کلمات سخت کہے اُسنے مجکو قید کیا ای شاپور دیکھو تو اس وقت کیا قیامت برپا کرتی ہون کہا
تم الگ ہوجاؤ مین جاتی ہون پہلے شاہزادہ والاقدر کو رہا کرون اُسکے بعد میان شدید کی
بھی خدمتگزاری کرون یہ کہکے بلند ہوئی اُس خیمے مین آئی کہ جہان ایرج نوجوان قید ہین
مسلسل و مطوق بیہوش ہین دشمنون نے ابتک ہوشیار نہین کیا تھا بڑھ کر ملکہ خوش چشم نے
ایرج کو ہوشیار کیا سحر شدید کا اُترا ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی معشوقہ کو قریب پایا ملکہ نے
کہا کہ آپ تلوار کھینچکر آئیے مین جاکر شدید پر گرتی ہون ایرج کو تلوار دی ایرج نوجوان تلوار
کھینچکر نکلے ہمراہیان شدید سے لڑنے لگے شدید بلندر کاب اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا مگر
باطن مین جاگتا تھا اسنے دیکھا کہ آسمان پر برق چمکی خود بھی سحر کرنے لگا ملکہ خوش چشم کڑک کر آئین

شدید بلندر کاب نے سحر کیا ملکہ کو ہوا نے ہٹایا خوش چشم کو دیکھا گھبرا گیا باہر نکلا نعرۂ ایرج کی آواز
کان مین آئی حیران تھا کہ یہ کیا ہوا اُٹھا کر ایرج کو گولہ مارا ایرج نے انگشتر چمکائی گولہ پھٹ کے گرا
ملکہ بھی زمین پر آئین ایک طرف سے ملکہ نے سحر کیا ایک طرف ایرج نوجوان لڑتے جاتے ہین بلرط
جو ہوا حیران کو ہرکارون نے خبر دی کہ آپ کی صاحبزادی شدید بلندر کاب سے لڑ رہی ہین
ایرج نوجوان شمشیر زنی کر رہے ہین حیران جادو چلا اُس وقت آکر پہونچا کہ شدید نے ملکہ
خوش چشم کو زخمی کیا ہو ایرج کے مقدمے مین دریافت کر رہا ہو کہ کیا باعث ہو اس جوان پر
سحر تاثیر نہین کرتا کہ حیران جادو کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ حیران کی صدا سُنکر شدید گھبرایا
دریافت نہ کر سکا کہ کس باعث سے ایرج پر سحر تاثیر نہین کرتا سحر کرنے لگا حیران پر بھی جا پڑا دستک دی
کہ برق چمک کر گری حیران کا بھی سر زخمی ہوا شدید بلندر کاب تیغہ کھینچکر چلا کہ حیران جادو
کا سر کاٹ لون شاپور شیر دل ایک گوشے مین کھڑا ہوا یہ معرکہ دیکھ رہا تھا ایک جادوگر کی
شکل بنکر چھپٹا پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ کیا کہنا حیران کا سر کاٹ لیجیے معشوقہ پر قبضہ ہو
شدید نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک ساحر تعریفین کرتا ہوا آتا ہو گولہ اُسکے ہاتھ مین ایک جھولی ڈالے ہے
قریب آکر کہا کہ واہ کیا کہنا خوب سحر آپ نے کیے افراسیاب کے سامنے آپ کے اوصاف
بیان کرونگا تمام عالم مین آپ کا نام ہو دیکھیے طرف سے طلسم ہوش ربا کے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہو
معلوم ہوتا ہو کہ کوئی آپ کی مدد کو آتا ہو شدید بلندر کاب خوش ہو گیا سمجھا کہ افراسیاب
ہمہ دان و ہمہ گیر ہو کسی کو میری مدد کو بھیجا ہوگا یہ سوچ کر پلٹا شاپور شیر دل تو برابر پہونچ چکا ہو
خنجر مارا شدید کا شکم چاک قصہ پاک جتنے جادوگر حیران کے اسکے شریک ہو گئے تھے سب پر سے
سحر اُترا عذر کرتے ہوے دوڑے حیران سے منتین کرنے لگے کہ ای شہریار معاف کیجیے کا ہم سب
اپنے ہوش مین نہ تھے حیران نے بھی قدمون پر ایرج کے سر رکھا اپنی بارگاہ مین لایا خوش چشم سے
ایرج نے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تمکو طلب کرینگے شکر ہو کہ شدید مارا گیا ہر چند حیران جادو
نے کہا کہ مین ہمراہ چلون لشکر تک تو آپ کو پہونچا دون ایرج نے کسی طرح قبول نہ کیا چند غیر ساحر
اپنے ساتھ لیکر طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوے کوئی دس کوس چلے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا
ایک پہلوان گینڈے پر سوار چالیس ہزار فوج پشت پر ایرج کی خبر دریافت کرکے اُتر پڑا کہلا بھیجا کہ

او نبیرۂ حمزہ فولاد فولاد شکن کوہی تمھارے ہاتھ سے مارا گیا چالیس عزیز ہمارے اُسکے ساتھ قتل ہوے فولاد ہمارا اچھا تھا اب ہمکو معلوم ہوا کہ تم اس حوالی مین آئے اب بھلا یہانسے زندہ بچ کے جاؤ گے اگر اپنی جانبری چاہتے ہو تو، وہاں سے ہاتھ باندھ کے چلے آؤ ہم جان بخشی کرینگے ورنہ سر میدان ہمسے اور تمسے مقابلہ ہو جسکو خداوند لقادے وہ لے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا کہ تمھاری موت کا پیغام ہی جب تو تمھارے دماغ مین یہ بات سمائی ہی طبل جنگی بجوا کر میدان کارزار مین آؤ سمجھا جائیگا اور جو تمسے ہوسکے قصور نہ کرو اوراق کوہی یہ جواب سُنکر بہت جھلا یا کہا مین مثل فولاد فولاد شکن کے نہین ہون یہ کہکے طبل جنگی بجوایا ایرج نوجوان نے بھی خبر سُنی یہان بھی طبل جنگی پر چوب پڑی ایرج کے ساتھ فوج بہت کم ہی رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے اوراق کوہی نے گینڈا اپنا صف سے نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا ایرج نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا مقابلے مین اوراق کے آئے بعد گفتگو نیزہ چلنے لگا شاپور شبیر دل کم ہونے سے فوج کے بہت گھبرا رہا ہی تھوڑی دیر کے بعد ایرج نے اُسکا نیزہ نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نے جی چھوڑ دیے اوراق کوہی کا شیرازہ کھل گیا کانپ رہا ہی ہر جزو بدن پر صدمہ پہونچا جب شام ہوئی تو اوراق نے کہا کہ ای نبیرۂ حمزہ بس اب لڑ چکے رات کو جا کر آرام کرو صبح کو پھر مقابلہ ہوگا ایرج نوجوان نے کہا کہ روشنی کرا دو رات کا دن ہو جائے اوراق کوہی نے کہا کہ مین رات کو نہ لڑونگا یہ کہکے چھوڑ کے الگ ہوا ہر چند کہ ایرج کہتے ہین کہ ہمارا دستور نہین حریف کو چھوڑین پہر دو پہر مین حال غالب و مغلوب کا کھلیگا اوراق کوہی کہتا ہی کہ مین ہرگز شب کو مقابلہ نہین کرتا یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا کہا اب کل سمجھ لینگے ہم کیا کسی سے کم ہین یہ کہتا ہوا طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا شاہزادہ ایرج ناچار پلٹ آئے لیکن اوراق کوہی جو لشکر مین آیا سر جھکا کر بیٹھا افسران فوج نے آکر عرض کی کہ ای شہریار کیسا مزاج ہی آج آپ کو نہایت پریشان پاتے ہین نبیرۂ حمزہ کو کیسا پایا اوراق نے کہا کہ یارو کیا بیان کرون نبیرۂ حمزہ بہت زبردست ہی اگر پہر دو پہر اور کشتی ہوتی تو مجکو زیر کرکے لیجاتا لات و منات نے مجکو بچایا حیلہ کر کے چلا آیا اب اگر مقابلہ پڑیگا تو ضرور مجکو زیر کرکے لیجائیگا سرداروں نے عرض کی

کیا مجال غلامان جانباز جانبازی کو حاضر ہین اوراق نے کہا کہ جب مجسپر وہ غالب آیا تو تمھاری کیا حقیقت ہی سب نے عرض کی کہ ہماری صلاح یہ ہی آج رات کو شبخون مارییے اس بات کو اوراق نے پسند کیا سات ہزار کا لشکر ساتھ ہی جوان بڑے بڑے قد کے دو پہر رات گئے سب لشکر تیار کیا شبخون لیکر چلے یہان چند سوار طلایہ دے رہے ہین کہ اوراق کو ہی آگر گرا قتل کرنا شروع کیا جب ہنگامہ ہوا شاپور شیر دل نے ایرج کو جگایا ایرج گھبرا کر اُٹھے ہتھیار لگائے گھوڑے پر سوار ہوکے نکلے نکل کے نعرہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + نعرہ کرکے لڑنے لگے جسپر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے کئی سو جوانون کو چشم زدن مین مار کر ڈالدیا اوراق نے نعرۂ ایرج نوجوان کی صدا اُسنی تھرا گیا کہا لو یارو غضب ہوا وہ ہی شوم دست آتا ہی پہلوانون نے کہا کہ چلیے گھیر لین کئی سو پہلوان ملکر آگئے اوراق کو ہی نعرہ کرکے بڑھا ایرج نے جو اوراق کو آتے دیکھا مثل شعلۂ جوالہ جا پڑے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نوجوان نے روک کر ہاتھ مارا اُسکا سر زخمی ہوا دو تین پہلوان ایرج کے ہاتھ سے مارے گئے آخر کو ہیون کو شکست فاش ہوئی ایرج نے دو کوس تک پیچھا کیا پڑاؤ آکے لوٹ لیا اب کو ہی لوگ دم شکست خوردہ بھاگے شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کو ردکا ایرج فتح کرکے پلٹے اُسی مقام پر آکر داخل بارگاہ ہوے مگر اوراق شکست کھاکے بھاگا ایک مقام پر جاکر اُترا اوراق کو ہی رونے لگا سرداروں سے کہا کہ یارو غضب ہوا اب کیا تدبیر کرون عیار اسکا مسواق کو ہی ہر اُسنے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر ایرج کو پکڑ لاؤن اوراق نے کہا کہ اے مسواق اگر ایسا کریگا تو تو نے گویا میری سلطنت بچائی عیار اُسی وقت روانہ ہوا لشکر مین ایرج کے آیا کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا بیچ مین جو بارگاہ ہی اُسی مین سردار رہتا ہی مسواق کو ہی پشت بارگاہ ایرج پر آیا نقب کھودنے لگا پہر نقب کا پہر رات رہے بارگاہ ایرج مین نوٹرا ایرج کو آکر بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر اُسی نقب سے لے نکلا بھاگا بھاگ جاتا ہی اوراق کو ہی رات بھر جاگا صبح کو آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ مسواق کو ہی پشتارۂ ایرج لیکر پہونچا اوراق نے کہا کہ ارے ایرج کو لایا مسواق نے کہا کہ آہنگرون کو بُلاؤ آہنگرون نے آکر ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق کیا اوراق نے اُسی وقت ایک عرضی لکھی مسواق سے کہا خدمت خداوند مین لیجاؤ ہم وہین قید لیکر

آتے ہین جیسا حکم خداوند ہوگا بجالائینگے یہ دختر زادۂ خداوند لقا ہی اسی وجہ سے جرأت مین یکتا ہی
مسواق کوہی عرضی لیکر چلا صبح کا وقت ہی لقا تخت پر بیٹھا ہی تمام اہالیان دربار جمع ہین یہ
ذکر ہو رہا ہی کہ عرصہ دراز سے کوئی ساحر طرف سے طلسم ہوش ربا کے نہین آیا شدید بلبند رکاب
ایرج کو طلسم ہوش ربا مین لیگیا افراسیاب نے قتل کیا ہوگا عیار نور الدہر بن بدیع الزمان
شبرنگ بن عمرو بصورت مبدل ایک طرف حاضر ہی خبر لے رہا ہی کہ چوبدار نے عرض کی کہ دروازے
پر ایک عیار حاضر ہی حکم ہوا بلالو مسواق اندر آیا لقا کو سجدہ کیا سب حال اوراق کوہی
کا زبانی بیان کیا کہا کہ مین ایرج کو گرفتار کر کے قید کر آیا ہون جیسا ارشاد ہو بجالاؤن
لقا نے جھوم کر کہا کہ ای بندگان من دیدی قدرت مرا کہان ایرج کو قدرت نے گرفتار کرایا
ای مسواق کوہی نامہ لکھنے مین دیر ہوگی قدرت زبانی حکم دیتے ہین کہ اپنے آقا سے کہنا قیدی
جلد لیکر یہان آؤ فوراً قتل کرینگے مسواق کوہی روانہ ہوا شبرنگ نے جو یہ خبر پائی بھاگا
لشکر مین آیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان برائے تسلیم صاحبقران اپنی بارگاہ
سے چلے تھے کہ شبرنگ سامنے سے آیا نور الدہر نے پکار کر کہا کہ ای یار وفادار آج تو
ایسے ایسے خوشی خوشی آتے ہو کیا کوئی عمدہ خبر لائے ہو شبرنگ نے عرض کی کہ ای آقائے نامدار
وای مولائے قدرشناس ایرج نوجوان کو شدید بلبند رکاب لے گیا تھا جا بجا معرکے پڑے
وہ مقامات فتح کیے اوراق نے گرفتار کر لیا حکم لقا گیا ہی کہ زندہ ہمارے سامنے لاؤ یہ حکم
لیکر مسواق روانہ ہوگیا چل کے اوراق کو مار یے تاجزادے پر احسان رکھیے وہین
نور الدہر نے کہا گھوڑا لاؤ مرکب تیار ہو کے آیا طہماس بھی گینڈے پر سوار ہوا چند سردار
رفیقان نامدار بھی ساتھ ہوئے بعد قطع منازل وطی مراحل قریب لشکر اوراق کے پہونچے کوہ
کے اُس پار اوراق کوہی ہی شام ہو چکی تھی کہ طہماس سے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ رات
کو جا کر اُس سے مقابلہ کرین صبح کو سمجھا جائیگا اس رائے کو سب نے پسند کیا ایک نخل کے سائے مین
اُتر پڑے وہان اوراق کوہی کہہ رہا ہی کہ کل لشکر خداوند مین پہونچ جائینگے رات کو عیار آگر
پہونچا کہا کہ ای اوراق کوہی قدرت نے تقدیر کر کے اس جوان کو گرفتار کرایا آپ کو قدرت
نے بلایا ہی اس جوان کو دار پر کھینچے گا طرۂ پیغمبری ملیگا اوراق خوش ہوگیا طرۂ پیغمبری کے

ملنے کی خوشی مین رات بھر نہ سویا چار گھڑی رات رہے سوار ہوا ایرج کو ارابے پر سوار کر لیا
لیکر چلے کہ ایک کوس بھر پر نکلے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان کو دیکھا غزال چشم شیر خشم
بہادر یکتا ایک جوان مثل فیل مست جھومتا ہوا پشت پر جوان حسین کے چلا آتا ہے اور بھی کئی جوان
لباس ہاے معقول پہنے ہوے خود ہاے زرین سر پر گھوڑون کو ڈالے ہوے آتے ہین اوراق
نے کہا کہ لو صاحبو پیغمبری کو میری اوج ہوا یہ فرشتگان رحمت آتے ہین اب مجکو مژدہ پیغمبری
سنائینگے نور الدہر نے دہن سے نعرہ کیا کہ او نامرد غضب کیا نبیرۂ صاحبقران کو مکر و فریب
کرکے گرفتار کر لیا اُسپر یہ نازہی منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ
زرہ دو بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر نظیر حمزۂ صاحبقران
بخشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نعرۂ شیر کی صدا بلند ہوئی نخل کانپے طائر
آشیانون سے اُڑے اوراق کوہی نے جھلا کر گینڈا بڑھایا کہا یارو ان چند دست و پا شکستہ
سے کب خوف کرتا ہون اسکی بھی مشکین باندھ کے لاتا ہون گینڈا چمکا کر مقابلے مین نور الدہر کے آیا
آتے ہی نیزہ مارا نور الدہر نے سنان کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ ڈالدیا نیزہ توڑ کے پھینکدیا اُسنے
ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بہ آسیب سپر اسکے وار کو رد کیا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا شمشیر خارا شگاف
سلیمانی نیام انتقام سے نکلی صاف ظاہر تھا کہ ناگنی کیچلی جھاڑ کے نکلی یا برق جہندہ پردۂ سحاب سے
باہر آئی آنکھون کے نیچے اوراق کے اندھیرا آگیا نور الدہر نے خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے شب فراق عاشقان کٹی
سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا زمین کو تلوار نے آکر بوسہ دیا زمین سے گرد اُڑی
نور الدہر نے نعرۂ شیرانہ کیا کوہیون نے جو دیکھا کہ اوراق کوہی کے اوراق حیات پراگندہ ہوے
سات ہزار جوان ہین چند کس کو دیکھکر دوڑ پڑے نور الدہر نے تلوار چمکائی پشت پر سے نعرہ ہوا
کہ منم ہزبر پر قہر بتیغہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور
ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ منم صدر ران ماہ منظر درج دردر گوش زرہاب خان و بجن خان
نو سردار جو آگرے طہماس نے جو ساطور ہلایا دس دس کے سر اُڑے مگر ایرج نے جو نور الدہر
کو دیکھا بیقرار ہو گیا جی مین کہتا تھا کہ ایسی رہائی سے موت بہتر ہے یہ کشتی گیر زادہ کیون آیا

چاہتے ہین قید توڑون نہین ٹوٹتی ایک کوہی نے چاہا قیدی کا سر کاٹ لون پلٹ کے ہاتھ مارا
ایرج نے دونون ہاتھ اُٹھا دیے ہتھکڑی کٹی اب تو ایرج نے سمٹ کر قید کو توڑا اپنے مقام سے
اُٹھے ایک کمیدان نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے اُسکی تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے طرف
آسمان کے پھینکا چو رنگ ہوائی کاٹا اڑتا ہوا ایرج بھی چلا کئی پہلوانون کو بڑھ بڑھ کے للکارا
علم فوج کو سرنگون کیا کفار کا نشان شکست ظاہر ہوا کئی پہلوانون کو ایرج نوجوان نے لڑکر مارا
جھلا جھلا کے جو نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اوراق کوہی تو کیا مارا مُردے پر ہاتھ اُٹھایا مردان عالم سے
چار آنکھین کرے تو معلوم ہو ایسے مُردون کو مارا تو کیا یہ کان مین آواز نور الدہر کے آئی پلٹ کر
دیکھا کہ ایرج بڑے زور و شور سے لڑتا ہوا آتا ہے نور الدہر نے جو یہ سُنا پکار کر آواز دی کہ
زیادہ زبان درازی نہ کرو اگر ہم نہ قید سے چھڑاتے تو کیونکر جان بچتی ایرج نے جھلا کر کہا کہ
او کشتی گیر زادے معاملہ طلسم فراموش کیا بادشاہ طلسم کو مارا تمکو رہا کیا نور الدہر نے کہا زبان
کو بند کرو ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر جب تک سپر اُٹھائین برق شمشیر چمک کر
گری سر نور الدہر کا زخمی ہوا نور الدہر نے زخم سر کو تھام کر ہاتھ تیغے کا مارا سر ایرج کا بھی زخمی ہوا
طہماس ہان ہان کر کے بڑھا ایرج نے ایک ہاتھ مار دیا طہماس کا شانہ جھول پڑا ایرج نے سب
سرداروں کو زخمی کیا شیدائے کوہی بارہ ہزار سوارون سے برائے مدد لقا چلا تھا اسوقت
آکر پہونچا کہ اسنے دیکھا صدہا کوہی مرے پڑے ہین چھ سات جوان سر زخمی جھوم رہے ہین بڑھ کر
شیدائے کوہی نے دریافت کیا معلوم ہوا کہ نور الدہر و ایرج آپسمین زخمی ہوے سات
سردار نور الدہر کے زخمدار ہین یہ سُنتے ہی شیدائے کوہی نے آواز دی کہ ان سب کو گرفتار
کرلو چار طرف سے کوہی ٹوٹ پڑے زخمی تو یہ سب ہو ہی چکے تھے حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار کرلیا نو
آدمی گرفتار ہوے شیدائے کوہی نے سب کو مسلسل و مطوق کیا بارہ ہزار سوار اپنے میں پچیس ہزار
اوراق کوہی کے اب فکر ہوئی کہ کہان اُترین وقت آخر ہے ہرکارون نے کہا کہ یہان سے تھوڑی
دور پر ایک باغ ہے وہان چلکر اُترے شیدائے کوہی چلا دیکھا کہ حقیقت مین چہار دیواری پختہ
دروازہ باغ کا کھلا ہے ایک امر ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ شاپور عیار ایرج نوجوان
و شبرنگ عیار نور الدہر جب اُنھون نے دیکھا کہ مالک ہمارے گرفتار ہوے صورتین بدل کر لشکر دیو مین

ل گئے ان سب کے ساتھ یہ بھی باغ مین آئے شیدا نے دیکھا کہ باغ وسیع چمن ہاے طولانی بیچ باغ مین ایک چبوترہ بلور کا مثل برق چمک رہا ہے ایک طرف آکر شیدا نے فرش بچھوایا ساتھ والون نے کمرین کھولین قیدیون کو بھی ایک چمن مین بٹھا دیا کسی طرح کا خوف نہین ناچ دیکھا کیا شراب پی کے سو رہا ایک ساتھ والے بھی تھکے ماندے تھے سب سو رہے ایرج نوجوان و نور الدہر جاگ رہے ہین شاپور و شبرنگ بن عمرو بھی آئے ہین اس فکر مین ہین کہ اپنے اپنے آقا کو رہا کرین یکایک باغ مین ایک ہواے سرد چلی دیکھا کہ بلور کے چبوترے پر خود بخود فرش مشجر بچھ گیا لالٹینین بھی روشن ہوگئین اب تو دونون عیار بغور دیکھ رہے ہین تھوڑے عرصے مین کچھ برقین چمکین ہواے سرد چلی دیکھا آسمان سے تخت پر ایک جادوگر گرد چند ملازم مگر ملول و حزین سر جھکائے ہوے آکر پہونچا مسند پر بیٹھا خدمتگارون سے کہا کہ اُس ظالم سرکش کو لاؤ اپنا حال دل بیان کرون اب تو لبون پر دم ہے عجب عالم ہے کس سے کہون کیا حال دل بیان کرون راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین فراق نصیب عیش و راحت سے دور رنج و غم کے قریب کوئی ساعت ایسی نہین کہ آرام ملے اصل یہ ہے

نظم

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا — لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے — ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبر دم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین — شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا
چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوے — خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد — واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے — شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا مینھ برسائے — مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہ ہوا جب کبھی ابرو سے — گیسوے یار ہوے درہم و برہم پیدا
شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر — کہین موتی نہ کرین قطرۂ شبنم پیدا
چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلواؤ — غافلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزم فکر مین ہر چند لگائے غوطے — دُر مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا
دوست ہی دشمن جان ہوگیا اپنا آتش — نوش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

از در مضمون سے دانتون کا [illegible] پیدا

مصاحبون نے کہا کہ حضور صبر کرین معشوقہ راضی ہو جائیگی آپ کی آہ تاثیر کریگی لیکن دیکھیے آج باغ
مین یہ کون لوگ اُترے ہوئے ہین جادوگر نے کہا کہ مجکو پہلے ہی معلوم ہوا میرا کسی کام پر دل نہین لگتا
ہو مسافر ہین رات کو رہینگے کل چلے جائینگے مصاحبون نے کہا کہ ہمنے عرض کردیا ان لوگون کے ساتھ کچھ
قیدی بھی ہین اُسنے کہا کہ یارو کیا کہون بقول شاعر بیت کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے + دل
ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے + یہ کہکر وہ ساحر بہت رویا دو خدمتگار جو گئے تھے وہ ایک قفس آہنی
لیکر آئے قفس مین ایک معشوقہ پریچہرہ آنکھین نرگس شہلا دہن غنچۂ باغ حسن وجمال ابرو رشک ہلال
یا خنجر آبدار یا کھنچی ہوئی تلوار تیر مژگان براے خلش دل عاشقان مثل سوزن آنکھین رہزن
شکم صاف وشفاف سینے پر اُبھار دونون ہونٹھ مسیحا دندان سلک دُر یکتا کمر بقول نکتہ سنجان باریک مین
عدم یا رگ گل کیسے یا طائر عنقا تمام اعضا درست لیکن مغموم ورنجور و سرنگون نقش یا تاج سر
عاشقان کس کس شی کی اُسکے تعریف کرون سب طرح سے چست وچالاک اس ساحر کا مرطوب جادو
نام ہی اُٹھ کھڑا ہوا قفس کو لیکر برابر مسند کے رکھا قفل کھولا کہا صاحب آؤ بیٹھو اُسنے آنکھون مین
آنسو بھر کر کہا کہ او ظالم مار ڈال مین تو جان دینے پر آمادہ ہون کیون نہین قتل کر ڈالتا جو تو
چاہتا ہی وہ کبھی نہ ہوگا ای مرطوب جادو کیون مجھپر بدعت کر رکھی ہی ایک دانہ ماش کا پڑھکر
مار دے کہ جلکر خاک ہو جائین اس کشاکش سے مہلت پائین قفس مین ہمکو بند کیا مثل جانورون کے
پنجرے مین رہتے ہین جفا ومصیبت سہتے ہین مرطوب منتین کرنے لگا کہتا ہی کہ ای ملکۂ عالم خطا تو مجسے
سرزد ہوئی مین خود محجوب ہون کسی سے بات کرنے کو دل نہین چاہتا کہ کوئی اور ہمارے پہلو مین
بیٹھے ملکہ نے کہا کہ ہمین جو کچھ کہنا تھا کہہ چلے شاپور نے جو یہ معاملہ دیکھا گرتا پڑتا قریب چبوترے کے
پہونچا پیچ نخل سے لپٹا ہوا بیٹھا ہی کہ ایک کنیز سوسن نامے بولا کر واسطے پیشاب کے اُٹھی جہان
شاپور بیٹھا تھا وہین آکر واسطے پیشاب کے بیٹھی شاپور نے حباب مارکے اُسکو بیہوش کیا
کھینچکر کنارے لایا سوسن کی شکل بنکر تیار ہوا خرامان خرامان محفل مین آیا آکر بیٹھا فکر مین ہی کہ مرطوب
کو بیہوش کرون جب مرطوب نے بہت منت کی ہاتھ باندھے اور ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا سوسن نقلی
جھلا کر اُٹھی حضور ناحق آپ اسقدر بیقرار ہین میری طبیعت کو انتشار ہوتا ہی اگر حکم ہو تو ملکہ بھر کے
واسطے بارہ دری مین لیجاؤن موافق اپنی عقل کے سمجھاؤن یقین تو ہی کہ راضی کر کے لاؤن یہ سنتے ہی

مرطوب خوش ہو گیا کہا کہ ای سوسن اگر اس سرکش کو راضی کرو تو مجھپر احسان ہو گا جو مانگو وہ دون
سوسن نے قفس اُٹھا لیا گوشے مین آکر قفس رکھا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا کہ ای ملکۂ عالم آپکا نام نامی
و اسم گرامی کیا ہی اور یہ کیا معرکہ گذرا مجھسے مفصل فرمائیے اُس مصیبت زدہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی
کہا کہ ای ہمدرد یہانسے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی زمین آباد رعایا دلشاد بادشاہ وہان کا داراب
صف شکن ہی مین بدنصیب موسوم بہ حسن دلکشا اُسکی دختر بلند اختر ہون ایک دن شب کو سوتی تھی
کہ عالم خواب مین ایک جوان رعنا کو دیکھا خلیق و حسین و جمیل و صفدر و صف شکن جوان تیغ زن مگر
دیکھا کہ ایک قید خانے مین بیٹھے ہین ایک جوان صاحب سطوت آیا لڑ پڑا اُس شخص کو مار ڈالا وہ جوان
چھوٹا مگر پھر کسی افتاد مین قید ہو گیا مین اس سوچ مین صبح کو حیران و پریشان کوٹھے پر کھڑی تھی
کہ یہ جادوگر بھیجا مجھکو اُٹھا لایا آج کئی دن کا زمانہ گذرا کہ بدعتین کرتا ہی مجھے اُسی جوان کی یاد ہی
یہ اپنی ہی کہے جاتا ہی یہ سنکر شاپور شیر دل نے کہا کہ ای ملکۂ عالم جس جوان کا آپ نے پتہ دیا
وہ میرا آقائے نامدار ہی شیدائے کوہی نے قید کیا ہی مین اُسکی رہائی کی فکر مین آیا ہون تمکو دیکھکر
دل بیقرار ہوا کنیز بنکر یہان آیا آپکو اس حال مین دیکھا مین اپنے آقا کے رہا کرنے کی فکر مین ہون
لیکن اب آپ ایک کام کیجیے مین ابھی چلکر اُسکو مارے لیتا ہون اتنا فقط زبان سے کہیے کہ مین خود
تمپر عاشق ہون تیری بدعت سے مجکو نفرت ہی مین تھوڑی دیر مین اُسکو قتل کر ڈالونگا یہ سنکر ملکہ نے
کہا کہ برادر تمنے اس وقت وہ مژدہ دیا کہ جی چاہتا ہی جان تمپر نثار کرین لیکن میرے مُنھ سے یہ کیونکر
نکلیگا کہ مین تجھپر عاشق ہون شاپور شیر دل نے کہا کہ بے اسکے نہ بنیگا آخر بمجبوری ملکہ راضی
ہوئین شاپور پنجرہ لیکر محفل مین آیا مرطوب جادو سے کہا کہ واہ سبحان اللہ آپ نے کیا کارنمایان
کیا یہان مقدمہ کچھ اور ہی مین نے اچھی طرح دریافت کیا بہر نوع ہم سمجھ لینگے شاپور شیر دل نے
کہا کہ چرچا شراب کا کیجیے مرطوب جادو نے حکم کیا گلابیان آنے لگین شاپور اُلٹ پلٹ
کرکے بیہوشی ملا رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ایک جادوگرنی طاؤس پر سوار چند کنیزین بھی
ساتھ گھبرائی ہوئی آکر پہونچی مرطوب جادو نے کہا کہ کیون بہن گلپوش اس وقت کیونکر
آنا ہوا گلپوش نے کہا کہ بھیا جب سے کوہ عقیق پر مسلمان آئے اور جادوگرون پر آفت آئی
ہزارہا جادوگر مارے گئے مین نے ایک دن مشقت کرکے سب عزیزون کے نام لکھے ایک گلدستہ بنایا

سب کے نام کے اُسمین پھول رکھے کہ جس عزیز پر کوئی آفت ہوگی پھول اُسکے نام کا مرجھا جائیگا آج شام
سے دیکھتی ہون کہ تمھارے نام کا پھول مرجھایا جاتا ہی مین نے پانی چھڑک چھڑک کر اُسکو شگفتہ کیا
آخر اس وقت نہ چین پڑا دوڑی آئی کہ جاکر اپنے بھائی کو دیکھ آؤن دیکھو بھائی تم معشوقہ بھی سرکش
لائے ہو وہ تمسے راضی نہین ایسا نہو کہ اسی کی ذات سے کوئی فتور پیدا ہو مرطوب جادو نے
کہا کہ نہین ہمشیرہ اسکی طرف سے کون آنیوالا ہی بارہ کوس پر اسکا قلعہ بالاے کوہ ہی ایک کنیز بھی
ساتھ نہین لایا کچھ سحر مین فتور ہوا ہوگا گلپوش نے کہا کہ بھیا مین کیا کہون مذہب مین ہمارے بڑی
احتیاط ہی نجوم مین اسی واسطے ہم لوگون نے دخل پیدا کیا ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرین ہم لوگون کو
کوئی مار نہین سکتا اگر لات و منات بھی ارادہ کرین تو مشکل پڑے مین اب جاتی ہون میری بات
کا خیال رکھنا شاپور شیر دل یہ باتین سُنکر کانپ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہو مرطوب کو جلدی ہی کہ یہ
ہوا جائے تو مین اپنی معشوقہ سے وصل حاصل کرون آخر گلپوش اُٹھی اپنے مکان پر آئی اُس گلدستے
کو دیکھا پھول کو مرجھایا ہوا پایا گھبرا گئی پھر پرواز پیدا کرکے چلی یہ تو آسمان پر اُڑی آرہی ہی یہان
شاپور شیر دل نے چند اشعار عاشقانہ گائے پہلے جام بھر کر مرطوب کو دیا مرطوب جادو کا
پینا تھا کہ سب پینے لگے شاپور شیر دل نے پھر جام لبریز کرکے ملکہ کو دیا اور کنیزین جو بیٹھی تھین
اُن سب کو بھی جام پلائے مرطوب بیٹھے بیٹھے بلبلایا گھبرا کر کہا کہ او سوسن صد زبان آج تو نے
بڑا احسان کیا میری معشوقہ کو راضی کر دیا مین تیرے گرد پھرونگا یہ کہکے اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرا سب کنیزین بھی گر کر بیہوش ہوئین شاپور شیر دل تڑپ کر اُٹھا ایک خنجر مارا مرطوب
کا شکم چاک قصہ پاک ایک دنناتا ہوا گلپوش آسمان سے دیکھ رہی تھی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا
نام من مرطوب جادو بود گلپوش جادو نے گھبرا کر آسمان سے دیکھا کہ بھائی کا لاشہ تڑپ رہا ہی
منہ پیٹ لیا تڑپ کے گری شاپور پر سحر کیا شاپور کے پاؤن زمین نے تھام لیے گلپوش
اُتری کہا کہ او ظالم تو کون ہی میرے بھائی کو کیون مارا ہاے میرا دل دھڑک رہا تھا اُس کمبخت
کے خیال مین نہ آیا مین کہتی تھی کہ تیرا وقت مرگ قریب آگیا ہی اُس ظالم کو گھمنڈ تھا آخر کو مارا گیا
سچ بتا کہ تو کون ہی کیون میرے بھائی کو قتل کیا شاپور شیر دل نے کہا کہ مین عیار ہون لشکر اسلام
کا اس طرف گذر ہوا اسکو قتل کیا ہم عیارون کا یہی کام ہی گلپوش نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین

جو یہان اُترے ہوے ہین شاپور نے کہا کہ یہ سب مسافر ہین یہان بھی اُتر پڑے اب گلپوش
شاپور کو لیکر بیٹھی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گلپوش نے دیکھا کہ جو لوگ اُترے ہوے تھے کمرین
باندھ کر جانے لگے گلپوش دیکھ رہی ہی ایرج و نور الدہر کو جو اَرابے پر سوار کیا اسکی نگاہ جمال
بمثال ایرج نوجوان پر پڑی دل و جان سے عاشق ہوئی اب دل نے چاہا کہ انکو ردکو مگر ملکہ
حسین دلکشا اُسی طرح قفس مین قید ہین گلپوش دیکھ رہی ہی کہ افسر لشکر شیدائے کوہی گینڈے
پر سوار چاہتا ہی سب کو لیکر باغ سے نکلون گلپوش نے سحر کیا ایرج اُن سب سے علیحدہ ہوگئے
شیدائے کوہی جب باہر نکلا دیکھا کہ ایک قیدی نہین ہی گھبرا گیا کوس بھر بڑھ کے اُترا سمند کوہی
عیار سے کہا کہ ذرا تلاش تو کر ایرج کو کون لیگیا سمند کوہی چلا حیران ہی کہ حقیقت مین یکایک
قیدی کہان غائب ہوا شبرنگ بن عمرو جو لشکر مین خدمتگار بنا ہوا داخل تھا یکایک ہلڑ سُنا کہ
ایرج غائب ہوگئے شیدائے کوہی نگہبانون پر غصہ کر رہا ہی شبرنگ پلٹ کے باغ مین آیا
دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہی اور ایک نازنین بھی قفس مین ہی شاپور کو بھی مسلسل و مطوق پایا وہ
ساحرہ ایک لاشے کے اُٹھانے کی فکر کر رہی ہی شبرنگ ایک گوشے مین چھپا گلپوش نے چند کنیزون
کو حکم دیا کہ لاشہ بھائی صاحب کا لیجاؤ جنگل مین جلاؤ ہم بھی وقت پر آئینگے جب کنیزین لاشہ مرطوب
کا لیکر چلی گئین تو دیکھا اُسی مقام پر ایرج نوجوان ظاہر ہوے وہ ساحرہ منتین کرنے لگی شاپور
سے اشارہ کیا کہ اسکو راضی کردو مین تمکو رہا کردونگی شاپور نے جو یہ پہلو پایا کہا کہ حضور مجھے
رہا کر دین مین ابھی اسکو راضی کردونگا گلپوش نے کہا کہ او ظالم تجھسے خوف معلوم ہوتا ہی کہ تونے
بھائی صاحب کو جھٹ پٹ قتل کیا شاپور نے کہا کہ حضور اُنھون نے میری قدر نہ کی آپ تو
قدردانی فرماتی ہین آپ کے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگا شبرنگ نے گوشۂ باغ سے یہ سب باتین
سُنین سوچا کہ مین اپنا رنگ جماؤن اس ملعونہ کو قتل کرون میرے آقا کا اسپر احسان ہو یہ سوچ کر
کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک کٹھے برہمن کی شکل بنا دوڑا ہوا سامنے گلپوش
کے آیا کہا کہ حضور فریاد کرنے آئے ہین مرگھٹ قریب تھا کنیزون نے چاہا کہ آپ کے بھائی صاحب کا
لاشہ جلائین زمیندار دہانکا کہتا ہی کہ ساحر کا لاشہ نہ جلانے دینگے ساحر کے جلنے سے زمین نجس
ہوتی ہی لیکن ہمیشہ سے ہماری برت ہی آپ کے باوا دادا کو جلایا سب کا کریاکرم کیا آج کیا یہ

نئی بات ہی کہ جو زمیندار روکتا ہی گلپوش نے کہا کہ زمیندار کو کیا دخل ہی ادھر کی سب زمین ہمارے
قبضے مین ہی برہمن نے کہا کہ ذرا کھڑے کھڑے حضور چلین زمیندار کو سمجھا دین پھر ہم سمجھ لینگے یہ سنتے ہی
گلپوش جادو کو اسوقت کا جانا بہت ناگوار ہوا کہا برہمن دیوتا تم ہماری طرف سے جا کر زمیندار
کو سمجھاؤ لاشہ جلوا دو برہمن نے کہا کہ حضور وہ نہین مانتا مین بھی دم بھر کے واسطے ٹھہر جاؤنگا
حضور کو ساتھ لیکر چلون گلپوش کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا اے دیوتا اسی ظالم کی محبت
مین بھائی صاحب مارے گئے نہین معلوم اسکو کہان سے لائے پوچھا کہ یہ جوان کون ہی گلپوش نے کہا
کہ ان کو ہیون کا افسر اسکو لئے قتل لیے جاتا تھا مین نے چھڑا لیا ایک بھائی اسکا قید ہی اگر اسنے
مانا تو مانا ورنہ اسکو عذاب الیم سے قتل کرونگی مجھے اپنے بھائی کا بڑا قلق ہی اس عورت کو اپنی
کنیزون مین رکھونگی برہمن نے کہا کہ حضور کوئی چیز گاؤن یہ کہکے تالیان بجا کے گانے لگا دو چار
شعر ایسے گائے کہ گلپوش خوش ہو گئی کہا کہ دیوتا خوب گاتے ہو برہمن نے کہا کہ آپ کو بہت
راضی کرونگا یہ کہکے گلابی کھینچی کہا کہ ایک جام پیجیے اس جوان کو جلائیے ایرج حسین دلکشا
آپسمین بحسرت ایک کو ایک دیکھتا ہی ایرج نوجوان کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے حسین دلکشا
کہتی ہی کہ اب وقت مرگ قریب آیا اب یہان سے بچنا دشوار ہی دیکھین کیونکر نکلین کہ برہمن نے
بہ تعجیل جام شراب لبریز کیا کہا کہ ملکہ میرے ہاتھ سے نوش فرمائیے گلپوش نے ہاتھ بڑھایا
خوشی خوشی پی لیا شبرنگ بن عمرو نے اور دو چار شعر پڑھے شراب بھی حلق سے گلپوش کے اتری
چہار جانب دیکھنے لگی کہا کہ میان برہمن کچھ اور گائیے شبرنگ نے کہا کہ اے ملکۂ عالم کیون
مزاج کیسا ہی گلپوش نے کہا کہ اس وقت گرمی بہت معلوم ہوتی ہی جی چاہتا ہی کہ سر زمین پر
دے مارون ہائے افسوس یہ مجھے قبول نہین کرتا بڑے افسوس کی بات ہی کہ مین خود طلبگار وصل
ہون اور یہ نہین سنتا ذرا اسکی بیمروتی کو دیکھو کہ کسی کا کہنا نہین مانتا شبرنگ بن عمرو نے جھکا کے
کان مین ایرج نوجوان کے کہا ایرج کچھ مسکرائے گلپوش نشے مین بلبلا کر اٹھی چاہا کہ ٹہلون
بیہوشی تاثیر کر چکی ہی لڑکھڑا کر گری شبرنگ کا نعرہ ہوا گلپوش کو خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
آواز مہیب آنے لگی شبرنگ نے ایرج نوجوان سے کہا کہ اے شہریار نکل چلیے ایرج نے کہا
کہ اے برادر تمنے بڑا احسان کیا ایک مرکب کی تدبیر کرو شاپور شیر دل نے بھی قید سے رہائی پائی

شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار چلکر اُنکو قید سے چھڑائیے ورنہ بڑی قیامت ہوگی شیدائے کوہی
صحرا مین اُترا ہی دونون عیار جاکر ایک مرکب لائے ایرج نوجوان اُسپر سوار ہوے باغ کے باہر
آئے شاپور سے کہا ملکہ کو پشتارے مین باندھ کرے لو شاپور نے یہی کیا کہ پشتارہ ملکہ کا باندھ لیا
ایرج نے آتے ہی اپنے نام کا نعرہ کیا کہ باشیدای کافران بیحیا دای نابکاران پر دغا اب میرے
ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہو نعرہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقران عالم و
آفاق گیر + تلوار کھینچکر لڑنے لگے چہار طرف سے کوہی دوڑے ایرج کو گھیر لیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے جو ایرج کو لڑتے ہوے دیکھا طہماس سے کہا کہ ای برادر بڑی شرم کی بات
ہی ہر مرتبہ ایرج ہمکو رہا کرتا ہی بارگاہ صاحبقران مین بیٹھ کر لاف و گزاف کریگا یہ دست پیچیے
چاہتے ہین کہ ہماری تعریف کرو بارگاہ صاحبقران مین کسی کی مجال نہین کہ بیطور کلام کرسکے
بادشاہ جمجاہ کو دست راستیدن پر توجہ ہی یہ سُنتے ہی طہماس کو بہت شرم آئی کہا کہ ای آقائے نامدار
غلام قید کو توڑتا ہی یہ کہکے طہماس نے کلمہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی اب تو جملہ سرداروں نے قید کو
توڑا نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے سردارون کو رہا دیکھا طہماس چلے تھے کہ نورالدہر
کی ہتھکڑیان کاٹین نورالدہر نے بقوت صاحبقرانی ہتھکڑی کو توڑا اپنے نام کا نعرہ کیا قید کو
مثل تار عنکبوت توڑ کے پھینکدیا ایک سپاہی کو مارکے تلوار لی ایک ایک افسر نے ایک ایک
سپاہی کو مارا تلوار لیکر فوج کفار پہ گرے نہایت لطف سے لڑنے لگے یہ سب دلیر جو اپنے اپنے مقام
سے اُٹھے دونون عیارون نے حقہ ہاے آتشبازی مارے لشکر مین شیدائے کوہی کے صدائے
الامان الامان بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ نورالدہر نے بھی رہائی پائی بڑے لطف سے لڑ رہے ہین
جس کسی نے کہ ان شیرون پر وار کیا وار اُسکا خالی دیکر تلوار چھین لی اُسکو قاش زین سے اُٹھالیا
چرخ دیکر طرف آسمان کے پھینکا چورنگ ہوائی قلم کیا ہر کسی کا یہی قصد ہی کہ افسر کو مارین سب
اُسی طرف جاتے ہین نورالدہر نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا علمدار لشکر کفار بھی مارا گیا مگر ایرج
لڑتے بھڑتے قریب شیدائے کوہی کے پہونچے للکارا کہ او نامرد کہان جاتا ہی ہم آ پہونچے
شیدائے کوہی پلٹا ایرج سے تلوار چلنے لگی نورالدہر نے جو دور سے دیکھا گھوڑے کو چمکا کر
چلے خیال ہی کہ جاکر افسر کو مارین بیچ مین گھوڑے کو ڈالدیا تلوار کھینچکر جھپٹے تھے افسرون کو

بہت

قتل کرتے ہوئے آتے ہین کہ شیداے کوہی سے مقابلہ ہوا شیدا نے ہاتھ مارا ایرج نے آواز دی کہ
اے نور الدہر خبردار ہاتھ نہ ڈالنا میرا حریف ہے اگر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا تو بہت بُری طرح
پیش آؤنگا تمکو بھی قتل کرونگا نور الدہر جوش جرأت مین کب سُنتے ہین جیسے ہی شیداے کوہی نے
ہاتھ مارا تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالکر تلوار کا ہاتھ مارا شیدا کے دو ٹکڑے ہوے
نور الدہر نے بہت خوش ہوکر صداے تکبیر بلند کی ایرج کو بہت ناگوار ہوا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آگیا للکار کر کہا کہ او کشتی گیر زادے تو نے مجکو پھر بانکپن دکھایا نور الدہر نے کہا کہ ہمیشہ
دست چپ مُردہ کُشتی کرتے رہے کبھی کسی بہادر سے مقابلہ بھی نہین پڑا اتنے ایرج نوجوان کو تاب
نہ باقی رہی جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا کہا زبان کاٹ لونگا طہماس وغیرہ بڑھے پُکارتے ہوے
کہ اے شہریار لشکر کفار دباؤ ڈالیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ جو قریب آئیگا میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا طہماس گھوڑے سے کود پڑے کہا کہ حضور یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے مگر براے خدا
آپسمین مقابلہ نہ ہو ورنہ خرابی ہوگی ایرج نہین مانتے نور الدہر نے بھی کہا کہ اے ایرج مجکو
چھوٹے قبلہ وکعبہ کا خیال ہے ورنہ تمکو ابھی سمجھا دیتا اور ایرج کو زیادہ غصہ آیا کہا آج تمکو بے
قتل کیے نہ چھوڑونگا تمھاری قضا آئی ہے نور الدہر نے کہا کہ ہان ایک نجومی نے کہا تھا ایک نامرد
کے ہاتھ سے تمھاری قضا ہے شاید وہ تمھین ہو سر حاضر ہے ایرج نے کہا کہ قبضے پر ہاتھ رکھو تمکو تو
برابری کا دعوی ہے دیکھو تو کتنے ہاتھ مارتا ہون پلک نہ جھپکے اور تلوار چلے شاہزادہ نور الدہر
نے کہا کہ بس یادہ گوئی نہ کرو اتنے نور الدہر نے بھی قبضۂ شمشیر خاراشگاف سلیمانی پر ہاتھ
ڈالا قریب تھا کہ تلوار چلے سردارون کی بیقراری کہ پروردگار کیا غضب ہوگا اگر یہ دونون شیر
نرے ایک کو بھی چشم زخم پہونچا تو صاحبقران ہم لوگون سے ضرور پوچھینگے کہ صحرا سے گرد اُڑی
نقابدار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہے عیار نے اُسکو خبر دی کہ نور الدہر
و ایرج آپسمین لڑا چاہتے ہین جلد اپنے کو پہونچائیے نقابدار زرین پوش نے آتے ہی بیچ مین گھوڑا
ڈالدیا ایرج کی جانب بنگاہ قہر دیکھا کہا کہ کیون اے ایرج نوجوان کفار کا حوصلہ بڑھاتے ہو
آپسمین لڑنا کیسا پلٹ کر شاہزادہ نور الدہر سے فرمایا کہ تمھاری سعادتمندی مشہور ہے لیبر الگ ہو جاؤ
ایرج ایسا آتشخو جواب نہ دیسکے سر جھکا کے الگ ہوے نقابدار نے کہا کہ تم دونون صاحب آؤ لشکر

کفار پر جرأت دیکھین یہ کہکے بڑھا چند ساعت شمشیر زنی کی لشکر کفار نے فرار پر قرار کیا لقا بدارنے بارگاہ استادگرائی ان سب شیرون کو لیکر بارگاہ مین آیا شراب وکباب کا چرچا رہا ایک شب مہمان رکھا صبح کو بہ اعزاز واکرام رخصت کیا سب کو پیغام دیا کہ میری جانب سے صاحبقران اعظم کو آداب وتسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ غلام امیدوار ہاے صاحبقرانی ہی جرأت غلام کی سرکار پر بخوبی ثابت ہی سب سردار بہت اچھا بہت اچھا کہ کے طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوے بخیر وخوبی لشکر ظفر پیکر مین آکر پہونچے سُنا کہ لقا نے نامہ طرف طلسم ہوشربا کے بھیجا تھا وہانسے ساحر آیا چاہتا ہی صاحبقران مصروف عیش ہین لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی یہ داستان متعلق جلد دوم ہی

دو کلمہ داستان شوکت بیان طلسم ہوشربا عیاری خواجہ کی لشکر حیرت مین عین وقت پر آنا افراسیاب کا سب کو بچانا بقہر وغضب جاکر گرفتار کرنا عمرو کو اور لیجانا کوہ کاوسیہ پر و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقی مجھے جام مے پلانا
رندون کی مدد کا ہی زمانہ

کسکو نہین آرزوے دیدار
مین بادۂ عیش سے ہون سرشار

ہر دم ہی خیال زلف جانان
ہی دل مین ملال زلف جانان

گیسوے کلام ہی سخن سنج
آگاہ نہین کہ کیا غم و رنج

ہی گیسوے یار عنبر افشان
تارے ہین میان زلف جانان

لیلاے خیال کا ہون پابند
ظلمات کی راہ ہی بھلا بند

کس کسکو خیال سرکشی ہی
اس راہ کو کر سکے نہ ہمسری

مضمون سے باغ ہی ہنرمند
ہی جوش بہار سے سمرقند

ای ساقی ماہرو ہمارے
دن ہجر کے کس طرح گذارے

سامان ہو وصل کا سراسر
ہو مہر قمر پہ ای سمنبر

شیدا رخ و زلف کا ہونگا
دن رات کی آفتین سہونگا

میناے قلم ہی بر سر جوش
کردے مجھے وصل سے ہم آغوش

اک رات تو عیش سے گذر جائے
کیا باغ مراد سے ثمر پائے

ای دلبر دلبران عاشق
قربان ہی تجھپہ جان عاشق

ہر دل مین خیال بادہ نوشی
کردیگا غفور عیب پوشی

ہم پیر و رند مشربان ہین
میخانے مین آج امتحان ہین

کیون پیر مغان کو ہمسے ہی کد
ہی حسن مین رنگ طور سرمد

جو حسن مین بیمثال ہوگا
ابرو رشک ہلال ہوگا

قد سرو ریاضِ دلبری ہو
ضو جس مین ہو ماہ و خور سے بہتر
عارض ہین کہ پھول ہین چمن کے
کیونکر ہو خزان نہ رنگ بلبل
عیاریون کا نشان بتاؤن

ہر آن مین دلبری بھری ہو
چہرے سے اگر نقاب اُٹھیگی
ہم تو بندے ہین بانکپن کے
ہر بات ہین دلبری نزاکت
حیرت ہو وہ داستان سُناؤن

ہو زلف سیاہ سنبل تر
خورشید کو تاب کب رہیگی
ہو دُرج دہن کہ غنچۂ گُل
ہو باغ جہان مین رنگ شہرت
چہرہ عیاران طرار و طراران

خنجر گزار اس داستان عجائب بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقم این کلام حسرت خیز اشہب کلک راکند مہمیز + یہ داستان حیرت بیان متعلقۂ جلد چہارم ہی افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی حیرت جادو مقابلۂ مہرخ مین فردکش ہین کہ مصور جادو برائے ملاقات افراسیاب آیا افراسیاب نے پوچھا کہ کیون مرشدزادے جنگ کا کیا رنگ ہی مصور نے کہا کہ ای شہنشاہ کیا عرض کرون مین نے چالیس دن مشقت کرکے کل مسلمانون کی تصویرین کھینچین شاگرد عمرو برق نامور خدمتگار بنکے صندوقچہ عیاری کرکے لیگیا مین میدان کارزار مین نہ جاسکا آرزو تھی کہ میدان کارزار مین جاکر اُن تصویرون کو مسلمانون کے سامنے پیش کرونگا سب دیوانے ہوجائینگے وہ دن نصیب نہ ہوا جاکر لڑا آخر شکست کھائی ایسا ملال اُٹھایا کہ دو دن کھانا نہین کھایا کیا عرض کرون کہ کیا گزری افراسیاب نے کہا کہ مرشدزادے کو مسلمانون نے ستایا وہ صدمہ پہونچاؤن کہ تڑپ تڑپ کر اپنی جان دین کہا کہ قنطور بلا خیز کو بلاؤ یہ کہکے افراسیاب نے ایک دستک دی کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا رعد گرجا برق چمکی طائرون نے زمزمہ سرائی کی آواز آئی غلام حاضر ہی افراسیاب نے کہا کہ آؤ ای خیرخواہ دولت دیکھا کہ ابر شق ہوا ایک جادوگر سر کھلا ہوا بال کمر تک یہ معلوم ہوتا ہی کہ شب دیجور اسی مین سما گئی ہی یا سواد شب تیرہ کہون یا سواد دیدۂ آہو سے مثال دون یا پردۂ ظلمات مین سیاہی شب ہجران کی اسکے سامنے مات ہی ستر ہزار جادوگر بشکل ہائے مہیب پشت پر علم ہائے سُرخ و سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے اُنپر تعریفین سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم قنطور بلا خیز نے آکر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا آج کیا تھا کہ جو غلام کو طلب فرمایا افراسیاب نے کہا کہ ای قنطور مغرور لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا تم جاؤ سب کی مشکین باندھ کر لاؤ

ما بدولت سزا دینگے قنطور نے عرض کی کہ وہ کون لوگ ہین افراسیاب نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا کہ ای قنطور کیا کہون بہار گلعذار جا کر دشمنون سے ملین بی مخمور بھی نکل گئین کیا کہون کیا دل پر گذرتی ہی نظم

اُس انگلے کو آج تو کچھ ہمسے میل ہی
تقدیر کے تماشے ہین قدرت کا کھیل ہی

سونگھا ہوا ہی گیسوؤن مین جو پھلیل ہی
یہ تو کہو تمھارے تلون مین بھی میل ہی

لین بوسہ اُن لبون کا جنھین چوستا ہی غیر
دیتے ہو وہ شراب ہمین جسمین میل ہی

طول امل سے ہوتی ہی نشو و نما کسے
چڑھتی نہین منڈھے جو کبھی یہ وہ بیل ہی

آنکھین کسی کے جلوے سے روشن خدا نے کین
گھی کے چراغ جلتے ہین کب انمین تیل ہی

جا ہے جو عشق کیون نہ لہو پانی ایک ہو
کیا خون دل کا آنکھ کے آنسو مین میل ہی

فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی
رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی

آنکھون مین کٹ رہی ہی شب ہجر یار آج
میرے چراغ خانے مین کس تل کا تیل ہی

بوچھار ہم پہ سنگ حوادث کی ہی جلال
چرخ خمیدہ پشت نہین ہی غلیل ہی

قنطور نے عرض کی کہ ای شہنشاہ چشم زدن مین گرفتار کر لاؤنگا افراسیاب نے کہا کہ عیارون سے بچنا قنطور نے کہا کہ عیارون کی یہ مجال ہی کہ میرے لشکر مین آئین اور آکر عیاری کرین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کہ یہ نہ کہو عیار بلاے روزگار ہین انسے بچنا مشکل ہی لیکن حفاظت کرنا قنطور نے یہ سب باتین سنکر اپنے ملازمون کو نگاہ مین کیا کچھ پڑھ کر پھونکا قنطور بلاخیز کوچ کر کے چلا کئی منزل جا چکا ہی کہ زیر کوہ بلور آکر ٹھہرا ملکہ مہرخ اپنے دربار مین بیٹھی ہین تمام سرداران نامی و عیاران گرامی اپنے اپنے مقام پر موجود ہین کہ چرند پرند نے آکر خبر دی کہ قنطور بلاخیز ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے براے مقابلہ سرکار آتا ہی یہ سنتے ہی برق فرنگی اٹھا عیارون نے کہا کہ میان برق کہان چلے برق نے کہا کہ جا کر قنطور کی خبر لون یہ کہکے چلا خواجہ یہ کہکے اُٹھے کہ انشاءاللہ مین بھی خبر لونگا اگر بن پڑا تو اُنکو لاتا ہون یہ کہکر خواجہ بھی چلے مگر برق فرنگی فقیر بن کے لشکر قنطور مین آیا پھر رہا ہی قنطور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی اور ایک آئینہ سامنے رکھا ہی اُسکو دیکھ کے ہنسا بلور جادو پہلو مین بیٹھا ہی کہا کہ مہتر برق فرنگی فلان بازار مین فقیر بنا ہوا خبر دریافت کر رہا ہی جا کر اُسکو ہمارے پاس

بُلاؤ بلور چلا یہان برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑا تھا کہ بلور جادو نے کہا میان برق چلو تمکو شاہ نے
بُلایا ہی ہوش تو برق کے اُڑ گئے مگر ضبط کر کے کہا کہ آپ کس سے کہتے ہین بلور نے کہا کہ اب زیادہ باتین
نہ بنائیے چلیے آپ کو قنطور بلاخیز نے بُلایا ہی برق نے کہا کہ مین بیچارہ برق کو کیا جانون فقیر ٹکڑ گدا
بلور نے مُنھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن اسکے چہرے کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہوگیا کمندین بازوون
پر تو بڑا عیاری کا لٹک رہا ہی لباس بھی معقول پہنے ہوے ہر چند انکار کرتا ہی بلور جادو نہین مانتا
ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ چلیے برق ناچار ہو کر اسکے ساتھ ہو لیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک جادوگر اور
آیا اُسنے بھی کہا کہ میان برق صاحب چلیے اسی طرح سات جادوگر پے در پے آئے ہر ایک نے یہی
کہا کہ میان برق فرنگی چلو برق اپنے دل مین کہتا ہی خوف کیا معلوم ہوا ساحر زبردست ہی
سمجھ گیا ہی چلکے بات کرین جواب و سوال ہوگا ہمنے اُسکا کیا نقصان کیا ہی جو کچھ ہوگا سمجھ کر جواب دینگے کچ کاندھے
پر رکھے ہوے چلے جب دروازے پر پہونچے جادوگرون سے کہا کہ جا کر شاہ سے عرض کرو کہ آپ کا نیازمند
حاضر ہی ایک جادوگر نے جا کر عرض کی حکم ہوا تم سب باہر رہو برق کو یہان بھیجدو آکر کہا کہ میان
برق صاحب جائیے برق اندر آیا قنطور کو جُھک کر سلام کیا کہا اصل کیفیت تو یہ ہی کہ ہمنے ہزارون
جادوگر قتل کیے لیکن آپ ایسا جلیل ہماری نگاہ سے نہین گذرا ایسا بیدار مغز کون ہوگا کہ ہم لشکر مین آئے
آپ کو معلوم ہوگیا آپ نے ہمکو بلا لیا قنطور ہنسا کہا کہ میان برق صاحب اصل تو یہ ہی کہ جب آپ نے لشکر مین
داخلہ کیا ہمکو خبر ہوگئی بس ہمپر کوئی کیا عیاری کر سکتا ہی برق نے کہا کہ حضور کیا مجال جو آپ پر عیاری
کرے مین نے تو ابھی تک کوئی خطا نہین کی فقط حاضر ہوے کہ حضور سے ملاقات کرینگے شکر ہی کہ بڑے
لطف سے ملاقات کی ہم چاہتے ہین کہ آپ کی خدمت مین رہین جو کامل ہوتا ہی وہ قدردان بھی ہوتا ہی
پس آپ کی قدردانی میری عزت افزائی کریگی مین جا کر سب کو آگاہ کر دون کہ خبردار ہمارے آقا
کے لشکر مین کوئی جانے کا ارادہ نہ کرے اگر آپ فرمائین تو مین عمرو کو پکڑ لاؤن اگر اُس ساربان زادے
کو قتل کیا تو سب سردار بلا تکلف آپ کی خدمت مین آئینگے آپ کی معرفت اصلاح ہوگی عمرو عیار
کے بھروسے پر سب سردار ہین کہ اُسی آئینے کی جانب پھر قنطور نے دیکھا مسکرا کر کہا کہ ای برق
خواجہ عمرو بھی تشریف لائے ہین ایک خدمتگار کو آواز دی کہ فلان بازار مین خواجہ عمرو بھی
بصورت ساحر پھر رہے ہین جا کر بُلا لاؤ وہ خدمتگار چلا دروازے پر چند جادوگر بیٹھے تھے وہ سب چلے

یہان خواجہ عمرو داخل لشکر بصورت ساحر ہوے ہین کہ ایک ساحر نے آکر سلام کیا کہا کہ خواجہ صاحب
چلیے آپ کو قنطور بلاخیز نے بُلایا ہی خواجہ عمرو اپنے دہنے بائین دیکھنے لگے فرمایا کہ یہان تو کوئی نہین
اتنے عرصے مین چار پانچ جادوگر اور آکے پہونچے اُن سب نے بھی یہی کہا کہ قنطور بلاخیز نے بُلایا ہی
ایک نے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیا خواجہ نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ناچار اُن سب کے ہمراہ ہوے
در بارگاہ قنطور پر پہونچے کہا شاہ سے عرض کرو کہ خواجہ عمرو حاضر ہی قنطور نے اندر بُلا یا دیکھا کہ
میان برق بھی بیٹھے ہین باتین بنا رہے ہین قنطور نے کہا کہ خواجہ صاحب آئیے مین آپ کا
بہت مشتاق تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے شہنشاہ اس جعلساز کو آپ نے کیون بُلایا برق نے
کہا کہ ہم تو اب شہنشاہ کے نوکر ہو گئے اب آپ کچھ نہ فرمائیے مہرخ و بہار کو پکڑ لائینگے پہلے میان
باغبان کی گردن لونگا قنطور کہتا جاتا ہی کہ میان برق فرنگی حقیقت مین تمھارا بڑا نام ہی برق
نے کہا کہ حضور سب آپ کی وجہ سے یہ لیاقت حاصل ہوئی اب مجھے ملکہ مہرخ و بہار سے کیا
کام ابتو مین خدمت مین شاہ کی رہونگا ملکہ مہرخ و بہار کو معلوم ہوگا تو میرا کیا کرینگی مین
کسی کا غلام نہین ہون خواجہ نے کہا کہ میان برق ذرا ہوشیار رہنا جس دن ملکہ مہرخ کی گرفتاری
کا قصد کروگے اُس دن تمھارے واسطے بڑی خرابی ہوگی تمھین جان بچانا مشکل ہوگی تم ایسے
لونڈے بہت سے میرے شاگرد ہین اُنکو تعلیم کر دیا آجتک تجکو عیاری نہین آئی ایسا نالائق کون ہوگا
کہ ابھی آئے ابھی نوکر بھی ہو گئے برق نے کہا کہ مالک لئیق پایا اُسکے مطیع ہو گئے جب عمرو نے برق
کو نالائق نالائق کئی مرتبہ کہا تو قنطور بھی بول اُٹھا کہ خواجہ تمھارے شاگردون مین تو کوئی ایسا
نہین خواجہ نے کہا کہ آپ میرے شاگردون کو کیا جانیے برق نے کہا اے شہنشاہ اب خواجہ جب
آئینگے پہچان لیے جائینگے قنطور نے کہا کہ بہر نوع ہمارا یہ مطلب تھا اے شہنشاہ اوج عیاری
کہ اب ہمارے لشکر مین آنے کا ارادہ نہ کیجیے گا میرے پاس مرآت مکر موجود ہی خواجہ نے کہا کہ
ہم اُس مرآت کو بھی دیکھ لینگے میان برق صاحب اب آپ ہمارے لشکر مین بھی نہ آئیے گا برق
نے کہا کہ ہم خود حاضر نہ ہونگے ہماری وجہ معاش کا سامان اچھی طرح ہو گیا وہان ٹوٹے ہوئے خیمے
مین پڑے رہتے تھے یہان بارگاہ زر بفتی مین آرام کرینگے اور ہمسے ہوشیار رہیے گا خواجہ و
برق سے خوب تکرار ہوئی قنطور نے بھی کہا کہ خواجہ آپ کو بڑے صدمے پہونچینگے مجھے کسی

سے

عیار کی ضرورت نہین مگر برق فرنگی پڑا رہیگا خواجہ یہ باتین سُنکر اُٹھے قنطور نے کہا کہ خواجہ اب ہمارے لشکر مین نہ ٹھہریے گا عمرو نے کہا کہ ہماری پاپوش ٹھہرتی ہی یہی فخر آپ کے واسطے بھی ہوگا عمرو تو بڑبڑاتا ہوا چلا گیا برق نے کہا کہ اے شہنشاہ اب مین لشکر اسلام مین بھی جانے کے لائق نہ رہا قنطور نے کہا کہ میان برق تم یہان رہو تمھارے واسطے سب سامان ہو جائیگا برق نے کہا کہ آپ میرے کمالات سے تو آگاہ ہو جیے یہ کہکے بایان اُٹھایا یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

مزا وصال کا کیا گر فراق یار نہ ہو — نہین ہی نشے کی کچھ قدر گر خمار نہ ہو
نہ روئے تا کوئی عاشق یہ حکم ہی اُسکا — کہ شمع بھی مری محفل مین اشکبار نہ ہو
جو ہچکی آئی تو مین خوش ہوا کہ موت آئی — کسی کو یار کا اتنا بھی انتظار نہ ہو
ذقن ہی سیب تو عناب ہی لب شیرین — نہین ہی سرو وہ خوش قد جو میوہ دار نہ ہو
برنگِ حسن بتان ہی دل شگفتہ مرا — جو اس چمن مین خزان ہو تو پھر بہار نہ ہو
گئی ہی کیسی زمانے سے رسم سرگرمی — عجب نہین ہی جو پتھر مین بھی شرار نہ ہو
نہ ہنسنے سے کبھی ہم راز پوش واقف ہون — برنگِ غنچہ جگر جبتلک فگار نہ ہو
تری مژہ کی جو تشبیہ اُس سے ترک کرین — کسی کے تیر سے کوئی کبھی فگار نہ ہو
دمِ اخیر تو کرین نظارہ جی بھر کے — الٰہی خنجر سفاک آبدار نہ ہو
کمال صورتِ بیدرد سے تنفر ہی — نہ دیکھین ہم کبھی اُس گل کو جسمین خار نہ ہو
ہزارون گور کی راتین ہین کاٹنی ناسخ — ابھی سے روز سیہ مین تو بیقرار نہ ہو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ قنطور بہت خوش ہوا کہا کہ اے برق تم خوب گاتے ہو برق نے کہا کہ ابھی آپنے کیا سُنا آپ کو بہت راضی کرونگا برق نے باتین کرتے کرتے کسوت عیاری سے کچھ پرچے کاغذ کے نکالے قنطور نے پوچھا کہ اے برق اسمین کیا ہی برق نے کہا کچھ تصویرین خیالی ہین کچھ اصلی ہین قنطور نے کہا کہ یہ تصویرین تمنے کیون کھینچین برق نے کہا کہ ہم عیارون مین ایک پیشہ اور بھی ہوتا ہی اپنا عیب بھی آپ سے بیان کرتا ہون رئیسون زمیندارون کی بہو بیٹیون کو پکڑ لاتے ہین تاجرون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین ایک ایک عورت مین دو دو آنے تین تین آنے اکثر پائے ہین قنطور نے کہا یہ کیا برق نے کہا کہ حضور ایک لاکھ چوراسی ہزار

عیار ہین سب ہمکو حصہ دیتے ہین ہم بھی سب کو دیتے ہین اسی مین بسر اوقات ہوتی ہی اب جو مین لاؤنگا کسی کو حصہ نہ دونگا یہ کہکے برق نے ایک تصویر نکالی کہا کہ دیکھیے اس عورت کی تلاش مین کئی مہینے سے پھر رہا ہون لیکن قابض نہین ہوتا تصویر جو لیکر قنطور نے دیکھی عجب نازنین مہ جبین کو دیکھا کہ لو نور کی چہرے سے نکل رہی ہی پتلے پتلے ہونٹھ کہ جنمین مسیحائی و رعنائی و زیبائی معشوقہ دلفریب کمسن خوش ادا صاحب ناز وغمزہ قنطور نے گھبرا کے کہا کہ ای برق یہ نازنین کہان ہی برق نے کہا کہ یہان سے تین کوس پر ایک زمیندار رہتا ہی یہ اُسکی دختر بلند اختر ہی صدہا اُسکے عاشق ہین اُسکے باپ نے ابھی کسی کو قبول نہین کیا اپنے قصر پر آکے بیٹھتی ہی عاشق تن آکر جمع ہوتے ہین مین بھی فکر مین جاتا ہون ای شہنشاہ اگر آپ تشریف لیچلین تو سحر کرکے نکال لائیے گا بیچ مین دو ہزار روپے اب لونگا اور دو ہزار روپئے بعد کو دینا ہونگے ابتو مین خواجہ سے جدا ہوا کسی کو حصہ بھی نہ دینا پڑیگا بنک گھر مین داخل کرکے ماہواری لیا کرونگا قنطور نے کہا کہ ای برق تم خاطر جمع رکھو مین اس محبوب مرغوب پر عاشق ہوا ایسا کچھ تمکو دونگا کہ تم عمر بھر یاد کرو برق نے کہا کہ اگر حضور مجھے اپنی خدمت مین رکھین مین لشکر اسلام سے بہار و مخمور کو چرا کر دس پانچ ہزار روپئے کو بیچ لاؤن یہ محبوب آپ کی خدمت مین رہے قنطور نے کہا چلو برق نے کہا کل چلیے گا قنطور نے کہا کہ ای برق مجھپر رات نہ کٹیگی میرا تو عجب حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی

نظم

کہتے ہین سُنکے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے
افسانے کون سُنتا ہی حالِ شنیدہ کے

کیا اپنی مشت خاک کی ہم جستجو کرین
ملتے نہین نشان غبار پریدہ کے

مین خاک بھی ہوا نہ گئی پر کشیدگی
غصے وہ ہی رہے مرے دامن کشیدہ کے

جو تم مین بات ہی وہ کسی اور مین کہان
جلوے کچھ اور ہی ہین گلِ نو دمیدہ کے

سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہی
شکوے کہان کہان ہین مرے آب دیدہ کے

کچھ انتہا نہین ہی کہانتک سنائیے
قصے دراز ہین دل نا آرمیدہ کے

قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن
خواہان رہے نہ لوگ گلاب چکیدہ کے

آہون کی دھوم ہی کہین نالون کے غلغلے
سامان نئے ہین روز ترے غم کشیدہ کے

آرام گاہ اشک ہی ویران ای جنون
دامن ہین تار تار قبائے دریدہ کے

او مست ناز کیف یہ تیرے سخن مین ہی	دھو کے کلام پر ہین شراب چکیدہ کے
دیوان مین وصف ہی عرق جسم یار کا	مضمون کہان کہان ہین گلاب چکیدہ کے
مژگان ہے یا نسیم کہ ابرو کے پاس ہین	یہ تیر بیٹھا ہین کمان کشیدہ کے

برق نے کہا کہ حضور کیون گھبراتے ہین اس سے بہتر تو مین نے سیکڑون پیچ ڈالین اگر حضور چلین تو آج ہی لے آئین ورنہ وہ ایک دیر مین برو ز منگل پوجا کرنے آتی ہین اُس دن مے آؤنگا قنطور نے کہا کہ ای برق مین چلونگا برق نے کہا کہ خوشی آپ کی مین خدمتگزاری کو حاضر ہون کسی مقام پر کمی نکرونگا قنطور پلا خبر لباس پہنکر تیار ہوا وہ تصویر تو کلیجے پر رکھے ہوے ہی برق نے بہت کہا کہ تصویر تو مجھے دیدیجیے قنطور نے کہا کہ جب صاحب تصویر کو پاؤنگا تصویر دیدونگا برق قنطور کو لگا کر لیچلا راہ مین باتین کرتا ہوا کہتا جاتا ہی کہ حضور آپ کو سامری و جمشید نے وہ جاہ و جلال دیا ہی کہ وہ خود دیکھکر عاشق ہوجائیگی قنطور کہتا ہی کہ جان و مال ایسے محبوب پر نثار ہی مین کیا کرون دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی جب یہ معشوقہ قبضے مین آئے تب قلب کو تسکین ہو برق کہتا ہی کہ حضور آج شب کو ٹرا چھپر کھٹ بچھائینگے معشوقہ کو آپ کے پہلو مین لٹائینگے شراب و کباب حاضر ہو یہ حقیر آپ کا بیٹھکر غزلین ٹھمریان گائے حضور خوش ہون وہ بھی راضی ہو قنطور جادو کہتا ہی کہ ای برق تمھارے آنے سے مین بہت خوش ہوا مجھپر کوئی عیار عیاری نہین کرسکتا جس وقت لشکر مین تمنے داخلہ کیا مجکو معلوم ہو گیا آج ہی میرا جی چاہتا تو عمرو کو قتل کر ڈالتا لیکن تین روپیے کے پیادے کو قتل کرنے سے کیا نفع مہرخ و بہار کو قتل کرونگا میان باغبان پر دام سحر بڑیگا دیکھون تو کیسے ساحر ہین رعد و برق سے سمجھونگا یہ برق لامع پر سحر کرونگا کہ جنکو دعوی ہی ہماری کوئی صورت تبدیل نہین کرسکتا تڑپ اُنکی مٹاؤن خاک مین ملاؤن برق درست کہتا ہوا چلا آتا ہی جب کوس بھر لشکر سے نکل چلے ایک مقام پر برق رکا کہا کہ حضور دیکھیے یہین سے وہ پہاڑ معلوم ہوتا ہی درہ ہاے کوہ مین عاشق بیٹھے ہین ہو حق کر رہے ہین وہ سامنے جو قصر کلان معلوم ہوتا ہی اُسی مین ملکہ آکر بیٹھتی ہین قنطور پلٹا کہا بھائی برق کہان برق نے ہاتھ اُٹھا کر کہا کہ وہ سامنے بلندی معلوم ہوتی ہی قنطور کہان کہکے پلٹا برق نے دل سخت کرکے حلقہاے کمند گلے مین ڈالدیے خوشی مین آکر نعرہ بھی کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
درِ کمر پر میرا پہرا رہا
چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چسخ بھرا رہا

تڑپنے مین مین برق رفتار ہون
ارسطوے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

ارے کہ کے قنطور پلٹا برق نے حباب ار کر بیہوش کیا فوراً زبان مین سوزن دیا پشتارہ قنطور کا باندھ کرلے بھاگا مگر ساحر زبردست ہی برق دبا جاتا ہی پشتارہ دمبدم بھاری ہوتا جاتا ہی کبھی برق گھٹنے ٹیک دیتا ہی اس رنگ سے لیے جاتا ہی لشکر کوس بھر پر ہی خیال مین ہی کہ ای برق کیونکر لشکر مین پہونچینگے گرتا پڑتا چلا بمشکل کوس بھر کا راستہ طی کیا لشکر کے نشان معلوم ہوے کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی کہ صحرا سے گرد اُڑی برق نے نخل کی آڑ پکڑی دیکھا کہ صرصر و صبا رفتار دونون عیار بچیان افراسیاب کی دوڑی ہوئی آتی ہین برق نے چاہا کہ اپنے کو مخفی کردن کہین چھپ جاؤن لیکن صبا رفتار نے دیکھ لیا صرصر سے کہا کہ اُستانی نگوڑا بھورا کھڑا ہی پشتارہ بدوش ہی صرصر نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کرین کسی سردار کو لایا ہوگا ہمکو دیکھکر چھپتا ہی لیکن ہمارے لشکر کا کوئی سردار معلوم ہوتا ہی ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے وہین سے للکارا کہ او بھورے بتا کہ اس پشتارے مین کون ہی برق سوچا کہ ان دونون سے بچنا دشوار ہی صرصر بڑی مکار و غدار ہی پشتارہ لیکر سامنے آیا کہا اُستانی تمسے پردہ کیا مین جان اپنی دیکر قنطور کو لایا ہون اس وقت اگر بولو گی تو اُستاد کا بھی پاس نہ کرونگا آج تمھاری ناک کاٹ لونگا صرصر نے سر پیٹ لیا کہا کہ او ظالم غضب کیا کہ تو قنطور ایسے سردار کو پکڑ لایا اسی کے مقدمے مین افراسیاب فرماتے تھے کہ ہمارے گھر مین اتنی فوج ہی کہ اگر لشکر کشی کرین تو گاوِ زمین بار نہ اُٹھا سکے اسی حال پر ملال مین صرصر نے پتھر مارا برق نے اک دائی ہو کر خالی دیا ایک طرف سے صبا رفتار چلی ایک طرف سے صرصر دونون بلاے روزگار ہین پنجہ پکڑ کے گرین نیچے مار رہی ہین جواب مین تلوار مارنا تو کیا برق کو جان بچانا دشوار ہی کبھی خالی دیتا ہی کبھی سپر پر گانٹھتا ہی دونون عیار بچیان چاہتی ہین کہ پشتارہ چھین لین برق نے دیکھا کہ اب جان نہ بچیگی پشتارہ کھولا کھسکا کر زمین پر گرایا گرد اُسکے پھر رہا ہی اپنے کو بھی بچاتا ہی پشتارے پر بھی آنچ نہین آنے دیتا صرصر چاہتی ہی کہ یہ پشتارے کے پاس سے ہٹے تو مین قنطور کو ہوشیار کردن برق نہین ہٹتا صبا رفتار نے ایک مقام پر

بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا برق نے جست کی چند قدم پیچھے ہٹا تھا کہ صرصر نے پشتارے پر قبضہ کیا
ابتو برق گھبرایا کہ ایسا نہ ہو صرصر قنطورکو ہوشیار کردے لڑتا جاتا ہے اکثر چاہتا ہے کہ نکل جاؤن
تو وہ دونون اسکو روکے ہوے ہین جانے نہین دیتی ہین ہر طرف سے روک رہی ہین برق کی
ذرا پلک جھپکی تھی کہ صرصر نے قنطور کی زبان سے سوزن نکالی صبا رفتار نے بڑھکر حباب دافع
دارو بیہوشی مار دیا قنطور نے کروٹ لی برق بھاگا صرصر نے کہا کہ ای شہنشاہ قنطور اٹھیے
صبا رفتار نے ایک پتھر برق کو مارا پشت پر برق کی پڑا برق نے کچھ خیال بھی نہ کیا صرصر
نے کہا کہ ای صبا رفتار یہ جانے نہ پائے صبا رفتار نے اور پتھر مارا پانون برق کا زخمی ہوا دونو
عیار بچیان سد راہ ہوئین یا سامری و جمشید کہکر تیغے مارنے لگین برق کو ہٹنے نہین دیتی ہین
برق نے بلک کر دعا کی کہ ای حافظ حقیقی وای مالک تحقیقی ان ظالمون کے ہاتھ سے بچالے بلک کر جو
برق نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ کشیر جادو ملازم افراسیاب ہوپر اُڑی ہوئی
جاتی تھی اُسکی جو نگاہ برق فرنگی پر پڑی جی مین کہتی ہو کہ ای کشیر جادو برق کو لینا چاہیے اسنے
تو بڑے صدمے شہنشاہ کو پہونچائے ہین انعام و اکرام ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا یہ سوچی اور تڑپ کے
گری برق تو مصروف جنگ تھا کشیر نے گرتے ہی کمر مین پنجہ دیا برق کو لے اُڑی طرف کوہ نیسان
کے چلی یہان صرصر و صبا رفتار نے قنطور کو ہوشیار کیا تھا یہ تڑپ کے اُٹھا صرصر نے سب
کیفیت بیان کی کہا برق کو کوئی لے گیا ابتو آپ اپنے لشکر مین جائیے مین جاکر شہنشاہ کو اطلاع
کرتی ہون جو کوئی لے گیا ہوگا شہنشاہ کو معلوم ہوجائیگا دونون طرف بلاغ سبب کے چلین
قنطور کہتا ہو کہ بڑے عیب کی بات ہو کہ برق مجھکو کس فطرت سے پکڑلایا مگر سامری و جمشید نے
بچایا اب مسلمان میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچینگے یہ کہتا ہوا اپنے لشکر مین پہونچا افسرون نے حال
پوچھا قنطور نے کچھ حال نہ بیان کیا بڑا احجاب ہو کہ عیار بچیون نے مجکو اس حال پر ملال مین دیکھا
اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلا دو منزلہ سہ منزلہ طی کرتا ہوا جاتا ہو لیکن کشیر
جو برق کو لیکر چلی اُڑی ہوئی جاتی ہو کہ جنگل مین اسنے دیکھا کہ ایک طفل خوش رو کھڑا ہوا گا رہا ہو کشیر
بیقرار ہوگئی آسمان سے اُتر آئی ایک نخل کی آڑ مین برق کو ڈالدیا قریب آکر کہا کہ میان صاحبزادے
کہان سے آتے ہو کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا کہ ہم عورتون سے بات نہین کرتے اُس شخص کی نانی کا

ساٹھ برس کا سن ہے مگر محلے میں اُنکی وجہ سے آبادی ہے عمدہ کپڑے پہنکر دروازے پر کھڑی رہتی ہیں محلے کے
لڑکے جمع رہتے ہیں جو راہگیر نکلا اُسکو بھی بھیا کہکے بُلا لیا دن بھر دروازے پر ہلڑ رہتا ہے مجکو منع کر دیا ہے
کہ کسی عورت سے بات نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤ گے بس میرے پاس سے جائیے میں پھنسنے والا نہیں ہون
کنیز نے کہا کہ میاں وہ غزل گاؤ جو ابھی گا رہے تھے لڑکے نے کہا کہ ہمیں شراب پلاؤ ایک پیسہ دو ہم ایک
پیسے میں ایک غزل اور ایک ٹھمری گاتے ہیں خالی نہ گائینگے کنیز نے کہا کہ شراب تو دور ہے پیسہ چیز لو گاؤ لڑکے
نے کہا کہ جب نشے میں ہوتے ہیں تو خوب تان اُڑاتے ہیں تم کون ہو کہاں سے آتی ہو کہاں جاتی ہو
کنیز نے کہا کہ میرا کنیز جادو نام ہے مصاحب افراسیاب برق فرنگی عیار کو پکڑ لائی ہون خدمت
میں شہنشاہ کے لیجاؤنگی تمھارا گانا سُنکے چلی آئی لڑکا رونے لگا کہا ہمکو نہ پکڑ لیجانا ہمنے سُنا ہے لڑکے پکڑے
جاتے ہیں ہم تو غریب گویے ہیں گا بجاکے چار پیسے پیدا کرکے لیجاتے ہیں ہم پکڑے جائینگے تو بڑا غضب
ہوگا نانی روتے روتے جان دینگی چھوٹی بہن بھیا بھیا کہکے روئیگی کنیز نے کہا کہ نہیں تمھیں پکڑنے سے
کیا فائدہ تم ٹھہر جاؤ ہم شراب بھی لاتے ہیں کنیز جاکے بھٹی پر سے بوتل شراب کی لائی کہا میاں لڑکے لو
پیو اب تو لڑکا بہت خوش ہوا پیالی بھر کے کہا نہیں تم پیو دونون کو نشہ ہوگا تو مزا ملیگا کنیز کو بھولی بھولی
باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں پیالی پی گئی لڑکے نے کہا کہ دہ مارا کنیز نے کہا میاں یہ کیا کہا لڑکے نے کہا
کہ اسمیں سنکھیا تھی اب کیا زندہ بچوگی نانی نے یہ نسخہ ہمکو تعلیم کیا ہے کنیز گھبرا کے اُٹھی لڑکھڑا کے گری گرتے ہی
بیہوش ہوئی خواجہ نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکے خنجر مارا برق بھی ہوشیار ہوا
خواجہ نے لباس کنیز کا اُتار لیا برق کو خواجہ نے ایک طمانچہ مار کہا اب کہاں گیا تھا کیون گرفتار ہوا
قنطور کے یہان کیا گذری برق نے سب حال بیان کیا عمرو نے کہا کہ وہ لشکر پر آئیگا خواجہ و
برق لشکر میں آئے دیکھا کہ سرداران حیرت واسطے استقبال قنطور کے جاتے ہیں عمرو نے کہا کہ خدا
خیر کرے پھر دن رہے صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ قنطور بلاخیز تخت پر سوار لشکر ساحران پشت پر
حیرت بارگاہ سے نکل آئیں قنطور نے حیرت کو سلام کرکے کہا کہ غلام اپنا لشکر الگ اُتارتا ہے
میں نے بڑا ملال اُٹھایا مگر آپ کی عیار بچیون نے بڑا کام کیا برق کو تو کوئی اُٹھاکے لے گیا حیرت
نے کہا کہ جسکی قضا آئی ہوگی وہ برق کو لے گیا ہوگا مارا جائیگا عیارون کے مقدمے میں جسنے
دخل دیا وہ مارا گیا قنطور نے کہا کہ خیر اب حضور ملاحظہ کرینگی کہ میں لشکر مسلمانان کا کیا حال کرتا ہون

جو سانحہ مجھپر گذرا اُسکا ذکر کرنا کیا ضرور ہی حضور ملاحظہ فرمائینگے جاکر طبل جنگی بجوائیے میان مہرخ وغیرہ کو بھی خبر پہونچی کہ قنطور بلاخیز آگیا خواجہ عمرو و برق بھی دربار مین موجود ہین برق نے کہا انشاءاللہ زبان نہ ہلانے دونگا خواجہ نے کہا بیٹا یہ کیسا ستم ہی کہ جہان لشکر مین اُسکے گئے اُسکو خبر ہو جاتی ہی بڑا ساحر زبردست ہی پہلے ہی سے تدبیر کر رکھی ہی یہ باتین تھین کہ چرند و پرند دوڑے ہوے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ملکہ حیرت نے نام پر قنطور کے طبل جنگی بجوا دیا قنطور لشکر کو لیکر الگ اُترا ہی لاف و گزاف کر رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا طیاریان ہونے لگین برق اپنے مقام سے اُٹھا تدبیر مین عیاری کی چلا خواجہ نے کہا بیٹا برق کہان جاتے ہو برق نے کہا استاد قنطور کی فکر مین جاتا ہون عمرو نے کہا معاملہ سب دیکھ چکے ہو سمجھ کے کام کرنا ایسا نہو جاتے ہی پھنس جاؤ برق نے کہا آپ چھوڑ دینگے یہ کہکر برق چلا گیا جب کنارے پر لشکر قنطور کے آیا سوچ رہا ہی کہ میرے جاتے ہی اُسکو خبر ہو جائیگی اے برق کیونکر جان بچیگی یہ سوچکر خود تو کنارے ہوا ایک گنوار کو دو روپئے دیے کہا اس لشکر مین جاؤ بازار بزازان تک ہو کے چلے آؤ وہ شخص بلا تکلف لشکر مین گیا قنطور بیٹھا ہوا آئینہ دیکھ رہا ہی سب حال آئینہ ہی ملازمون سے کہا فلان بازار مین جاؤ ایک شخص حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی اُسکو جاکے پکڑ لاؤ پانچ چار جادوگر چلے برق بیرون لشکر سے دیکھ رہا ہی کہ پانچ چار جادوگرون نے آ کے اُس گنوار کو گرفتار کر لیا وہ ہرچند غل مچاتا ہی کہ یارو مین مرد مسافر ہون لیکن کوئی نہین سنتا کشان کشان اُسکو لیے ہوے چلے برق ایک خدمتگار کی شکل بنکر لشکر مین آیا چہار جانب پھرتے پھرتے پیچھے پیچھے اُسی جوان کے یہ بھی چلا آتا ہی مگر جو کتا جادوگر اُس مسافر کو لیے ہوے سامنے قنطور کے آئے قنطور نے پکار کر کہا کیون او مکار پھر تو ہمارے لشکر مین آیا برق فرنگی خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا دست بستہ عرض کی حضور یہ بڑا دغاباز ہی اُسکو جھٹ پٹ قتل کیجیے قنطور غصے مین اُٹھا اشارہ کیا اسے لیجاکر قتل کرو برق باتین کرتے کرتے وہین بیٹھ گیا اُسکو لیجا کر لوگون نے قتل کیا برق بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی کہتا ہی حضور آج آپ نے بڑا کام کیا عمرو کے لشکر مین یہ برق فرنگی بلائے روزگار تھا ہر شخص اسطرح آنے کا ارادہ نہ کرتا قنطور کہہ رہا ہی دیکھو مسیح کو کیا تعیا متین بہ پا کرتا ہون دل میرا تڑپ رہا ہی وہ سحر تیار کیا ہی کہ لشکر مسلمانان تباہ ہو جائیگا کوئی امان نہ پائیگا برق بجا بجا کر رہا ہی قنطور نے کہا

سر اسکا نخلستان مین لٹکا دو لاشے کے مقدمے مین اختیار رہی برق نے کہا حضور مسلمانون کے حوصلے
شکست ہو جائینگے آپ کے ہاتھو سے امان نہ پائینگے قنطور کہتا ہی مین سمجھ لونگا وہ سحر کرون کہ بے
بہار و مخمور بھاگتی پھرین جو جو نامی و گرامی سردار ہین مین نے اُن سب کی تدبیر کر لی ہی ابھی رات بھر سحر تیار
کرینگے باتین کرتے کرتے قنطور کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی صاف ظاہر ہوا کہ برق فرنگی عیار مجھسے باتین
کر رہا ہی غصے مین آکر کلائی پر ہاتھو ڈالدیا برق ہان ہان کرتا ہی قنطور نے کہا او مکار مجھکو مرآت اسرار
نے خبر دی اب مین کب مانتا ہون ہلڑ ہوا کہ برق پکڑا گیا جب برق بہت تڑپا پھڑکا قنطور نے
منھ پر ہاتھ پھیر دیا رنگ و روغن عیاری کا چہرے سے اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی قنطور نے ملازمون
کو آواز دی ملازمون نے اُسکو مسلسل و مطوق کیا خواجہ عمرو کنارے لشکر کے کھڑے تھے طریقے سے معلوم
ہوا کہ برق فرنگی پکڑا گیا خواجہ کو تاب نہ باقی رہی ایک جادوگر کی صورت بنکر دوڑے لشکر مین پھرتے
پھراتے سامنے قنطور کے آئے کہا اے شہنشاہ ساحران آپ نے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کر لیا
ملکہ حیرت آپ کی تعریفین کر رہی ہین مجھکو دیجیے مین وہین لیجاؤن مردم خوار میرا نام ہی چیر پھاڑ کر
کھا جاؤن قنطور نے کہا لیجاؤ اُس ساحر نے کہا یہ تو فرمائیے کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ برق فرنگی
عیار ہی قنطور نے کہا مین نے مرآت اسرار مین دیکھا یہ آئینہ سامری و جمشید نے بنایا ہی عمرو نے سر زنجیر
برق کو پکڑا کھینچتے ہوئے لیچلے ایک خیمے کی آڑ مین آکے ہتھکڑیان بیڑیان برق کی کاٹ دین کہا جنا بھاگو
یہان قنطور نے آئینہ دیکھا منھ پیٹ لیا کہا یارو ایک سر ہزار سودے ہین ہر وقت کہانتک آئینہ دیکھا
کرون ذرا غافل ہوا غضب ہو گیا عمرو آکے برق کو لیگیا دونون اُستاد شاگرد بھاگے ہوئے جاتے ہین
سب نے کہا آپ ہر وقت آئینہ دیکھا کیجیے کہ سب حال آئینہ رہے قنطور نے کہا یارو مجھکو سحر تیار کرنا ہی
کیونکر ہر وقت آئینے کو دیکھون چند ساحر جائین فلان فلان مقام پہ دونون بھاگے ہوے جاتے ہین
اگر مل جائین تو گرفتار کر لائین چند جادوگر دوڑے سب جگہ تلاش کیا عمرو و برق کو نہ پایا مجبور ہو کے
پلٹ آئے قنطور تیاری سحر مین مصروف ہوا جادوگرون سے کہا تم حفاظت رکھو خواجہ عمرو و برق
بھاگ کر بیرون لشکر آئے کئی مرتبہ خواجہ گئے سب جگہ یہی ہلڑ ہوا حیران ہو کے پلٹ آئے چار پہر
رات گذر کر ستارۂ سحری چھپ کر آسمان پر نمایان ہوا قنطور سوار ہوا حیرت بھی سوار ہو کر ایکطرف
آکے ٹھہری قنطور میدان کارزار مین پہونچا اُدھر سے لشکر مہرخ نعبہ کر دو آیا سب سردار آکر جمے

قنطور نے اپنا مرکب نکالا کہا کیون ای اہل اسلام عیارون کے بھروسے پر شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ
جلد کسی کو ہمارے مقابلے مین بھیجو ملکہ مہرخ نے سر اٹھا کر سب کی جانب دیکھا نافرمان نے کہ مقدمۃ الجیش
لشکر اسلام ہی طاؤس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی سامنے قنطور کے آئی آپسمین سحر ہونے لگے
قنطور نے لڑتے لڑتے یا سامری و جمشید کہکر نعرہ کیا ایک برق تڑپ کر گری کہ سر ملکہ نافرمان کا زخمی
ہوا قنطور بڑھا کہ سر کاٹ لون کہ پہلو سے آواز آئی او نالائق بچیا کہان جاتا ہی ہم تیرے مقابلے
مین آتے ہین سر اٹھا کر قنطور نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار چھپکا موتیون کا سر پہ پھولون مین لدی
ہوئی بدھیان زیب جسم خرامان خرامان سامنے قنطور کے پہونچی قنطور و بہار سے سحر ہونے لگے
دونون لشکر دیکھ رہے ہین کسی مقام پر قنطور کمی نہین کرتا ایک مقام پر بہار نے گلدستہ مارا
پھول برسنے لگے اسنے گلدستے کو سحر سے کاٹا جی مین کہتا ہی ای قنطور اب تجھسے کون مقابلہ کرسکتا ہی
یہ کہکر دستک دی ایک برق چمکی سر بہار کو زخمی کیا چاہا بہار کو گرفتار کرلون باغبان نے
وہین سے نعرہ کیا او ملعون کیا کرتا ہی یہ کہکر باغبان آپڑا دونون مین سحر چلنے لگے دو گھڑی کامل تلوارین
برسین خنجر گرے ایک نے ایک کا سحر دفع کیا ایک مقام پر باغبان نے جلدی کرکے گیند پھولون کا
مارا قنطور نے اسکو کاٹا گیند سے پھول زمین پر گرے قنطور جھپٹا جبتک باغبان قصد کرے کہ
پیچھے ہٹون قنطور بلا خیز نے لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا باغبان کا بھی سر زخمی ہوا ملکہ سرخ موے کا کل کشا
جا پڑی مصنف عرض رسا ہی کہ یہ جنگ دو پہر قائم رہی قنطور کے ہاتھ سے چار سردار مارے گئے
چھ سردار زخمی ہوے قنطور یہ کہکر بلنا کہ ای مہرخ اگر تمکو اپنی جان بچانا منظور ہی تو رات کو آکے
حاضر ہو وعدہ کرتا ہون کہ شہنشاہ سے کہکر سب کی خطا معاف کرادونگا کسی کو سزا نہونے دونگا
دیر تک پکارا کسی نے جواب بھی نہ دیا آخر طبل بازگشت بجوا کر قنطور بلا خیز پلٹا لشکر مین آکر
داخل ہوا ایک ایک سے کہرہا ہی مین چاہتا تھا آج ہی خاتمہ کردون لیکن خیال آیا کہ شاید یہ مین
صلاح کرکے شریک ہو جائین اگر آج رات کو رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آئے تو خیر ورنہ ان سبکی
قضا دامن گیر ہی کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کسی مسلمان کے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکر حیرت
کے پاس آدمی بھیجا کہ جاکر ملکۂ عالم سے عرض کرو آج کی میدان داری تو حضور نے ملاحظہ فرمائی
اب کل بھی دیکھیے گا لیکن ملکہ بہار گلعذار کے مقدمے مین کیا حکم ہوتا ہی اگر آپکی میرے مقابلے مین آئینگی

تر قتل کر دونگا آدمی بھیجکر بٹھیا ہی چالیس پچاس جادوگر رفیق شفیق حاضر ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا کہ آسمان پر سنا ٹا ہوا قنطور نے سر اٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو تخت پر
سوار تخت کو اڑاتے ہوے آتے ہین قنطور نے اٹھکر سلام کیا افراسیاب نے آواز دی ای یار وفادار
بادولت نے ملاحظہ کیا کس لطف سے آج لڑے ہو قنطور نے سر جھکا لیا کہا آپ کی بندہ پروری
آپ قدردانی فرماتے ہین ابھی حضور نے کیا ملاحظہ کیا کوئی سحر مین نے ابھی تک نہین کیا جیسے تخت
قریب آیا قنطور نے اٹھکر پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالدیا اور کہا تشریف رکھیے اسوقت تشریف لانے کا
کیا باعث ہوا افراسیاب نے کہا ای قوت بازوی ای زینت پہلو مین نے کتاب سامری مین دیکھا
کہ آج عیار ضرور آئینگے شراب کا چہ چاہی ہوگا مین نے اسواسطے القاب سامری کتاب مین سے نکالا مین
وہ القاب پڑھکے شراب پلاؤنگا سو برس عمر بڑھ جائیگی پھر عیار کیا کر سکینگے اسوجہ سے چلے آئے
قنطور نے کہا آپ کی عنایت پرورش افراسیاب نے کہا قرابہ شراب کا منگاؤ مصاحبون نے عرض کی
ہم بھی فیضیاب ہونگے افراسیاب نے کہا کوئی باقی نہ رہیگا بادولت کا یہی طریقہ ہی تم لوگ پیشکر
مین بھی پہونچے کوئی خرد و کلان باقی نہ رہے یہ فیض سامری ہی یہ جو جادوگر جن نے سنا دربار
مین آکے حاضر ہوے باہر والے بھی مشتاق ہین کہ فیض شہنشاہی مین ہم بھی شریک ہونگے
گلابیان آئے گلین پتیلے لاکر رکھے گئے افراسیاب نے قرابے کو اٹھایا کچھ پڑھکر اسپر دم کیا کہا یہ شراب
کے پتیلون مین ملادو اُس قرابے کی شراب پتیلون مین گلابون مین ملائی گئی حکم ہوا لشکر والے پتیلے
گلابیان اٹھا کر لیجائین ایک ایک سانس مین جام پینا کہ انجام بخیر ہو اگر سانس ٹوٹ جائیگی
زندگی مین کمی ہوگی پچاس پچاس آدمیون مین ایک ایک پتیلہ باہر جانے لگا ساحر دوڑے کسی نے
گلابی اٹھائی کسی نے قرابہ لیا کوئی کشتی اٹھاکے لیگیا لیجا کر پینے لگے سارے لشکر مین یہی غل ہی کہ آج
شہنشاہ نے کیا فیض جاری کیا ایسے بادشاہ کی کیون نہ غلامی کرین اب عیار کیا کر سکینگے سر ٹکرا ٹکرا کر
خود مرینگے سو سو برس عمر بڑھیگی شہنشاہ نے القاب سامری پڑھکر دم کیا سب لشکر والے پی رہے ہین
یہان دربار مین افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے جام بھرا کہا ای قنطور بادولت کے ہاتھ سے شراب پیو
قنطور نے اٹھکر سلام کیا جام بے اندیشۂ انجام پیگیا افراسیاب نے آواز دی سب مصاحب وغیرہ بھی
پینے لگے سب محبت افراسیاب کا دم بھر رہے ہین کہ ہمارا بادشاہ بڑا منصف و عادل ہی علم نیرنج

شعبدہ مین کامل ہی تھوڑی دیر مین پی چکے بعض نے چھپا چھپا کر دو دو جام پیے یا تو افراسیاب کی تعریفین کرتے تھے یا پھپتیان کہ رہے ہین کوئی کہتا ہی لولو ہی کوئی کہتا ہی بادشاہ ہمارا قرتم ہی بعض کہتے ہین مسخرا ہی تاج پہنکر آیا ہی موتیون کے مارے بھی پہنے ہی دیکھو مسخرے نے اپنی جورو کی عمر نہ بڑھائی غیرون کو شراب پلوائی اُسکے منھ پر تھوکینگے یہ بڑا احمق ہی جورو کی کچھ حقیقت نہین جانثارات کو شراب پی کے سوجیتا ہی وہ رات بھر تڑپتی ہی ایک نے کہا ہمپر نگاہ ڈالتی ہی ہم اُس سے جا ملینگے قنطور نے جو یہ باتین جادوگرونکی سنین کہا یارو اُسکا نام نہ لو وہ میری معشوقہ ہی مین جاکر اُسکے پاس سوؤنگا افراسیاب سے متوجہ ہوکر کہا ہمکو حیرت نے بلایا ہی افراسیاب نے کہا جاؤ وہ تمھاری مان ہین قنطور جھوم کر اُٹھا کہا ارے مان تو تیری ہی ہم تو اُسپر مرتے ہین وہ ہمین چاہتی ہی ایک نے کہا ہمکو زوجۂ مصور نے بلایا ہی ہم بوسۂ مصور کا آج اور نقشہ کرینگے قنطور نشے کے جوش مین اُٹھا کبھی پکارتا ہی ملکہ حیرت ہم آتے ہین چند قدم چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا اب تو جادوگر اُٹھ اُٹھ کے گرنے لگے تھوڑے ہی عرصے مین سب گر کے بیہوش ہوئے افراسیاب نقلی نے بڑھکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا کمہ ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

نعرہ کرکے عمرو جھپٹا سر سے قنطور کے تاج لیا ہتھوڑا حضرت داؤد کا نکالکر مارا کہ سر قنطور کا پاش پاش ہوگیا اب تو عمرو نے لوٹنا شروع کیا رات بہت قلیل باقی ہی میان برق فقیر بنے ہوے اسکے لشکر مین پھر رہے تھے یہ ہنگامہ جو سنا تڑپ کے چلے آواز مرنے کی قنطور کے سنی سمجھے کہ اُستاد نے فیض جاری کیا یہ باہر لوٹنے لگے کسیکا پائجامہ اُتار لیا عورتون کا تمام زیور لوٹ لیا خنجر ہاتھ مین ہی قتل بھی کرتا پھرتا ہی باہر سے بھی مرنے کی جادوگرونکی آواز آنے لگی خواجہ حیران کہ باہر کون صاحب ہین پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ میان برق تڑپ رہے ہین پکار کے آواز دی ابے یہ کیا کرتا ہی سب چیزین میری چوری گئی ہین برق ایسے وقت مین کب جواب دیتا ہی اُدھر سے منھ پھیر لیا جادوگرون کو قتل کر رہا ہی کبھی گرپڑا مُردون مین لپٹ گیا زیور اُتار رہا ہی

خواجہ سوچے کہ مجبور پا اسوقت جواب نہ دیگا پردہ چھوڑ دیا اندر بارگاہ کے کارسازی کرنے لگے ساز مندون کو اُلٹا لٹکا دیا تمام بارگاہ کو فزلبہ قصابان بنا دیا ادنٰی سے اعلیٰ تک کی کملی کتھری کرلی تمام بارگاہ مین لوٹ مچی ہوئی ہی چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان خاصدان اُگالدان سب سمیٹ رہے ہین قضائے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا ہی ناچ دیکھ رہا ہی ایک نازنین پریچہرہ سامنے افراسیاب کے یہ غزل گا رہی ہی

غزل

ڈھلتی ہی عاشقانہ ہماری غزل تمام
چھائے ہوئے ہین کوے فرنگی محل تمام

وہ پھول کونسا ہی کہ سونگھا نہین جسے
چکھے ہوے ہین باغ جہان کے یہ پھل تمام

زیب کنار عطر وہ ملکر ہوے تھے شب
اب تک مہک رہی ہی ہماری بغل تمام

دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر
اپنے کیے ہوے ہین یہ حُب کے عمل تمام

ڈھونڈھا ہی جس جگہ وہین پایا ہی آپ کو
اس شش جہت مین ہین یہ تمھارے محل تمام

داغون سے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز
روشن نہین ہوے ہین ابھی یہ کنول تمام

آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ
پتھر ہون نرم جیسے کہ روئی کے پھل تمام

شانے کا کام کیجیے گستاخ ہاتھ سے
ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام

آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہی
آئی نہ اب اجل تو ہوے بے اجل تمام

کہتا ہی سنکے حالت دل روز وصل یار
فرقت کی شب مین ہو گی تمھاری ژٹل تمام

ہر عضو ہی مناسب اندام نازنین
سر سے ہی تا قدم وہ صنم بے بدل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہی از زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایک کنیز نے کہا کل تو قنطورہ نے بڑے زور و شور سے بیداری کی نہین معلوم اب اسپر کیا گذری افراسیاب نے کہا ذرا کتاب سامری تو لاؤ کتاب جو آئی کھول کر افراسیاب نے دیکھا ریش فش نوچنے لگا کہا ارے غضب ہو گیا عمرو نے قنطورہ کو مار ڈالا تمام بارگاہ لوٹ رہا ہی مابدولت خود جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب چلا بڑے زور و شور سے جاتا ہی یہان خواجہ عمرو بلا تکلف بارگاہ لوٹ رہے ہین برق نے جو دور سے افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا کود کے بھاگا یہ تو نکل گیا ایک جادوگر کی شکل بنکر دور سے کھڑا ہو کے دیکھنے لگا افراسیاب جادو

قریب بارگاہ قنطور پہونچا ہاتھ ہلا دیا قبۂ بارگاہ اُڑگیا دیکھا عمرو لوٹ رہا ہی مال سب جمع کرتا ہی جب پلٹکر دیکھتا ہی کہ انبار معقول ہوا جال مار کر نذر زنبیل کرلیا پھر لوٹنے لگا افراسیاب نے للکارا او ساربان زادے تین روپئے کے پیادے ہاے ہاے تو نے میرے افسر کلان کو مارا خواجہ نے افراسیاب کو دیکھکر گلیم اوڑھ لی افراسیاب حیران ہوگیا چار جانب دوڑا دوڑا پھرتا ہی کہین پتہ نہین ملتا باران سنگ برسایا جو زندہ تھے وہ اُٹھے افراسیاب کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کہ ای شہنشاہ غضب ہوا ہمارا بھائی مارا گیا کوئی کہتا ہی میرا نوجوان بیٹا قتل ہوا آخر جو ہوا ملکہ حیرت جادو بارگاہ سے نکل آئین ایک لڑکے سے کہا دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے آکر خبر دی عمرو نے قنطور کو مارا شہنشاہ تشریف لائے ہین مگر عمرو بھاگ کے نکلگیا حیرت دوڑی آکے دیکھا افراسیاب خاموش کھڑا ہی قنطور کے مارے جانے کا بڑا قلق ہی حیرت نے آکر سلام کیا افراسیاب نے کہا ملکہ تمنے قنطور کی حفاظت نہ کی قنطور کا مارے جانا بڑا غضب ہوا بھائی اسکا ناسور زخم نصیب ہلاے روزگار ہی زمانے سے شہنشاہ لاچین کے سب اُسکی آبرو کرتے ہین جس معرکے مین جاکر لڑا کبھی بے فتح کیے نہین پلٹا اگر وہ آئیگا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا ایک ہی دن مین سب کو قتل کریگا لیکن وہ مجھسے بڑی شکایت کریگا میرا بھائی مارا گیا آپ نے اُسکے قاتل کو سزا نہ دی مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون ایسے مقام پر جاکر پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے یہ کہکر حکم دیا لاشہ قنطور کا اُٹھا کر لیجاؤ ملازمون نے اُسکے لاشہ قنطور کا اُٹھایا کسی صحرا مین جاکر جلا دیا میان افراسیاب نے صرصر سے کہا لشکر مہرخ کی خبر تو لاؤ کہ ساربان زادہ کیا کرتا ہی ملکہ صرصر روانہ ہوئین یہان خواجہ جو بارگاہ مین آئے برق کو دو تین طمانچے مارے کہا کیون بے مشقت تو ہم کرین اور مال آپ لوٹین برق نے کہا اُستاد مین تو لشکر سے نکلا بھی نہین خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے ملکہ بہار وغیرہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہ خواجہ جانے دیجیے سمجھا بجھا کے خواجہ کو بٹھایا خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ذکر قتل قنطور کر رہے ہین کہ صرصر آکے پہونچی دور سے اسنے دیکھا کہ عمرو کرسی پر بیٹھا ہوا باتین بنا رہا ہی صرصر نے آکر افراسیاب سے کہا بس افراسیاب غصے مین اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کر اپنے اوپر ڈالی سب نے دیکھا کہ افراسیاب نظرون سے غائب ہوگیا حیرت نے صرصر سے کہا جاکر دیکھ تو کیا ہوتا ہی شہنشاہ بڑے غصے مین گئے ہین دیکھو کیا کرتے ہین صرصر صورت بدل کے بارگاہ مہرخ مین آئی

دیکھا خواجہ بیٹھے ہین ذکر قتل قسطور ہو رہا ہی سب نے دیکھا ستون پر بارگاہ کے ایک طائر آکے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا سب طرف طائر کے دیکھنے لگے عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا ثابت ہوا کہ زمزمہ سرائی مین وہ طائر یہ اشعار بہ الحان پڑھ رہا ہی اشعار

کون اے بت ہے تو خدا جانے
کہین ہوگا مری بلا جانے
ایک ہی ہین خدا و بت زاہد
چاہیے بوم کو ہما جانے
عشق ہی خوب شغل سمجھے ہم
کفر کیا شے ہی کوئی کیا جانے
مجھکو بیگانہ سمجھے ہی ظالم
وہی مشرک ہی جو جدا جانے
کشتی اُسکی نہ ڈوبے صورت موج
کوئی اسکو نجانے یا جانے
دل کو پوچھا جو مین نے وہ بولے
راہ چلتون کو آشنا جانے
جو کہ ہے بادشاہ ملک جنون
جو کہ طوفان کو ناخدا جانے

عمرو نے کہا یہ طائر کسی کا پالو چھوٹ گیا ہی مین اسے گرفتار کرتا ہون عمرو نے پہلو بر آکے حلقہ ہاے کمند مارے طائر کے گلے مین حلقے پڑے عمرو نے جھٹکا مارا طائر کا پو نازمین سے آشنا ہوا طائر نے اُف کی حلقہ ہاے کمند جلے طائر نے پنجہ کمر مین عمرو کی دیا لے اُڑا مہرخ و بہار نے سحر کیے طائر نے جس سحر پر نگاہ ڈالی وہ سحر باطل ہوا جب سب ساحرون نے پیچھا کیا طائر بلند ہوا اور آواز دی وہ صداے ہیبت ناک تھی کہ سبکے کلیجے ہل گئے آواز آئی باشیدای مسلمانان منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا سب نے دیکھا عمرو تو بیہوش و مدہوش ہی افراسیاب جادو عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے کہ رہا ہی ای ساحران باغی اب عمرو کو نہ پاؤ گے اسنے اُس شخص کو مارا جسکا مثل نہ تھا اُسکا بدلا یہ ہی کہ اسکو لیجا کر ایسے مقام پر پھینکون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے تڑپ تڑپ کے مرے بس اب عمرو سے صبر کرو ساحرون نے چاہا افراسیاب سے جا کر لپٹ جائین عمرو کو چھڑائین بہار نے سب کو روکا کہا جو کیون شامت آئی ہی آج افراسیاب بہت غصے مین ہی اس قطع سے کبھی نہ آیا تھا ایسا طائر بنکر آیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے آخر عمرو کو لیگیا خواجہ خود اپنی عقلمندی سے پھنسے اتنے عرصے مین افراسیاب نکلگیا سب سردار جمع ہوے یہی کہ رہے ہین کہ نہین معلوم افراسیاب عمرو کو کہان لیگیا نہین معلوم کہان قید کریگا چلکر عمرو کو رہا کرین خواجہ کی وجہ سے سب کی جان نکلتی ہی سب آمادہ ہین برق لامع کہتی ہی جہان عمرو قید ہوگا اُس مکان کو کاٹ کے نکلجاؤنگی رعد و برق کہتے ہین ہم زمین ہلا دینگے بہار نے کہا نگہبانون کو تنکہ چنوا کر مارون مخمور نے کہا ہمسقون کو دیوانہ کر دون اپنے اپنے طور پر سب کہ رہے ہین

کہ چالاک آکر پہونچا کہا برائے خدا آپ لوگ ایسا ارادہ نہ کرین مین اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش مین جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو لیکر آتا ہون مین سب صاحبون کی خدمت مین عرض کرتا ہون دربار مین حیرت کے یہی ذکر ہی کہ قنطور کا بھائی ناسور زخم نصیب بلکہ ناسور زخم خوار بھی اسی کو کہتے ہین خبر اپنے بھائی کے مارے جانے کی سنکر ضرور آئیگا سنا ہی کہ بلائے روزگار ہی عیاری کا کیا ذکر لشکر کے گرد حصار کرتا ہی عیار اُسکے سامنے گیا رنگ و روغن عیاری کا اُڑ جاتا ہی ایسے ایسے حالات اُسکے سنے ہین کہ دل نہین چاہتا کہ اس زمانے مین لشکر سے قدم باہر نکالین بھائی برق فرنگی اسکا خیال رکھنا جانسوز دخر غام بھی موجود ہین جہانتک ہوسکے تا بہ لشکر نہ آنے پائے وہین اُسکی فکر ہو جائے آئندہ خدا کے اختیار ہی اسوقت لشکر مین غریو بلند ہوا مخمور رو مہار نے کہا خدا نہ کرے کہ ناسور آئے چالاک نے کہا میرا جانا مشہور نہونے پائے ایسا نہو کہ افراسیاب راستہ روک دے تو جانا مشکل پڑے اول تو یہ معلوم نہین کہ وہ بیچارا کہان گیا کدھر لیگیا قبلہ و کعبہ سے جلا ہوا ہی چالاک سب کو بخوبی سمجھا کر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا جب لشکر سے نکلا خیال مین گذرا کہ اس راز کو حیرت سے پوچھیے شاید کوئی مطلب نکل آئے چالاک یہ سوچتا ہوا طرف لشکر حیرت کے چلا جب لشکر حیرت مین آیا کنیزان حیرت کو بخوبی پہچانتا ہی ایک ایک کا نام بھی جانتا ہی نسرین نامے خواص خاص خدمتگار ملکہ حیرت کی ہی اُسکو کنارے بلا کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر اندر بارگاہ کے آیا پشت پر کھڑا ہوکر مگس پرانی کرنے لگا جب شام کو حیرت دربار برخواست کرکے اپنے پلنگ پر آئی چالاک بیٹھ کر پاؤن دبانے لگا کہا کیون واری شہنشاہ عمرو کو کہان لیگئے کچھ مقام کا نام معلوم ہی سن تو لین کہ عمرو مارا گیا یا زندہ ہی یہ سنتے ہی حیرت نے پاؤن کھینچ لیے کہا نسرین آج تجھکو کیا ہوگیا ایسی باتین کرتی ہی کہ مجھکو شک ہوتا ہی یہ کہکر اُٹھ بیٹھی منھ سے کچھ کہا رنگ و روغن عیاری کا چالاک کے چہرے سے اُڑ گیا حیرت کوڑا لیکر اُٹھی کہا چالاک مارتے مارتے آج تجھکو ہلاک کر ڈالونگی بڑا گستاخ ہوگیا ہی یہ کیا حرکت کی جب تونے حال عمرو کا پوچھا مین اُسی وقت سمجھ گئی چاہا تھا کہ کوڑا مارے چالاک قدمون پر گر پڑا کہا ملکۂ عالم مین تو غلام ہون خیر جو موقع پڑیگا تو میری جانبازی دیکھیے گا قدمون سے لپٹ کر خوب رویا پاؤن حیرت کے تر ہوگئے اور کہتا جاتا ہی کہ جب کوئی مشکل پڑے تو سوائے حضور کے کسکے پاس جاؤن حیرت نے ناز معشوقانہ کرکے کہا اگوڑے تیری قضا آئی ہی افراسیاب اگر سن پائیگا بوٹیاں کاٹ کے کھا جائیگا خیر تو رونا ہی عیاری کی

فکر کر رہا ہی مجھے بھی اسوقت رحم آگیا چالاک نے عرض کی بقول مصنف کوڑے کی کیا ضرورت ہی اصل مین یہ کیفیت ہی

ابیات

زلف کو سونگھ لیا اتنی خطا میری ہی — بیڑیان پاؤن مین ڈالو یہ سزا میری ہی
آنسوؤن کی یہ تہین جمگئی ہین رونے مین — دامن ابر گہربار قبا میری ہی

حیرت نے سر جھکالیا کہا دور ہو میرے سامنے سے یہ جو حیرت نے کہا چالاک نثار ہونے لگا عرض کی اے شہنشاہ اقلیم خوبی ؎ اے رنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی یہ تو مین جانتا ہون فرو جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے ؎ ہنسکے قاتل نے کہا یہ نازِ معشوقانہ تھا ؎ حیرت نے کہا باتین نہ بناؤ میرے سامنے سے ہٹ جاؤ تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین کوئی کہانی سنے کل مین کسی تقریب مین تا بہ باغ سدیب جاؤنگی افراسیاب سے پوچھ کے تجھے کھونگی لیکن تو نے نسترین کو کیا کیا جسکی شکل بنکر آیا ہی چالاک نے کہا آپ کی خواص پر کوئی صدمہ نہ پہونچیگا مین اُسکو بخیر یہان پہونچاؤنگا وہ ایک درۂ کوہ مین ہی کہا جلد جا اُسکو ہوشیار کرکے یہان بھیجدے ورنہ مدت تری طرح پیش آؤنگی چالاک نے کہا بہت خوب اب مین اُدھر صورت پر آؤنگا یہ کہکر چالاک خوشی خوشی نکلا درۂ کوہ مین آیا نسترین کو لباس پہنایا ہوشیار کرکے الگ ہوگیا نسترین حیران کہ مجھکو یہان کون لایا آخر درۂ کوہ سے نکلی آکر خواصون مین ملگئی صبح کو حیرت تخت پر سوار ہوئی چند کنیزون کو ساتھ لیا کنیزون سے کہا مین حال پوچھنے ناسور کا جاتی ہون دیکھون کیا گذرے باتین کرتی ہوئی یہ تو ادھر سے جاتی ہی اب حال افراسیاب جادو کا تحریر ہوتا ہی یہ جو عمرو کو لیکر چلا کئی سو کوس کا راستہ طی کرکے برابر کوہ رنگا رنگ کے پہونچا ملکہ رنگین قبا یہان کی حاکم ہر سرِ کوہ بیٹھی ہی بارہ چودہ ہزار کنیزین بیٹھی ہین اسباب عیش و نشاط موجود ہی کہ سامنے سے دیکھا شہنشاہ افراسیاب کسی کو بغل مین دبائے ہوئے آتے ہین رنگین قبا کھڑی ہوگئی صف باندھکر سلام کیا افراسیاب پہاڑ پر آیا عمرو کو یون ہی ڈالدیا سحر سے افراسیاب کے بیہوش و مدہوش پڑا ہی افراسیاب کو اسقدر خیال ہی کہ عمرو کو ہوشیار بھی نہین کیا رنگین قبا نے پوچھا یہ کون ہی کہا کہ نام اسکا عمرو عیار ہی رنگین قبا نے کہا یہی عمرو عیار ہی اسنے ہزارون جادوگرون کو کیونکر مارا مین تو برسون سے نام سنتی ہون افراسیاب نے کہا ایسا ہی کہ مین وہان سے گرفتار کرکے لایا ابھی مین نے ہوشیار نہین کیا

کہ یہ راستہ دیکھ لیگا تمھارے کوہ رنگارنگ کے میلو مین کوہ جوش بلا ہو مردود جادوگو بلاؤ مین اُسے اُسکے سپرد کرونگا میان کا قیدی کبھی رہا نہین ہوتا مردود نے سیکڑون آدمیون کو مار ڈالا رنگین قبا نے ایک کنیز سے کہا مردود کو بلالاؤ کنیز گئی بعد تھوڑی دیر کے ایک آندھی سیاہ چلی تھر برسے ایک جادوگر پیدا ہوا بالکل سیاہ رنگ سواد ملک زنگ آکر افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب نے کہا ای مردود یہ عمرو عیار ہی عیاری مین بلاے روزگار ہی ہزار ہا جادوگر اسکے ہاتھ سے مارے گئے مین اب اسکو تمھارے پاس لایا ہون کہ اسکو قید کرو طلسم مین اسواسطے نہین لگیا کہ ایسا ہو وہان سے یہ ظالم رہائی پائے اور خاص طلسم مین غدر ہو تو مشکل ہی مردود نے کہا ای شہنشاہ بھلا یہ ساربان زادہ بیچارہ کس شمار مین ہی یہ تو عمرو عیار ہی اگر اُف کردون تو جلکر خاک ہو جائے اگر حضور خود ارادہ کرین تو دو چار دن کے بعد پتہ ملے آپ جانین مین سمجھ گیا کیا مجال کیا تاب و طاقت کہ یہان کچھ مکر و حیلہ کرے یہان سے چھوٹ کے کوئی جا سکتا ہی سیکڑون آدمی قید مین موت مانگتے ہین اُنکو موت نہین آتی پڑے تڑپ رہے ہین شہنشاہ کہین تو مین چار دن کے اندر اسکا سر سرکار کو دون جسم کو جلاکر خاک کردون افراسیاب نے عمرو کو حوالے کیا دیکھیے اب مردود کہان لیجاکر عمرو کو قید کرے وقت پر ذکر کیا جائیگا افراسیاب اُسی شب کو باغ سدیب مین آیا صبح کو بیٹھا تھا کہ ملکہ حیرت جادو آکے پہونچین افراسیاب نے کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی حیرت نے کہا مسلمانون کا بلبلانا مجھکو نہایت ناگوار ہی کئی مرتبہ دل چاہا کہ اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤن مگر ضبط کیا کہ بدون آپ کی اطلاع کے کیونکر کوئی کام کرون افراسیاب نے کہا ای ملکۂ عالم قنطور کا مارے جانا کیا بالا بالا جائیگا بھائی اُسکا ناسور زخم خوار آیا ہی چاہتا ہی دو چارون مسلمان اور بلبلالین ایک دن مین وہ سب کی گوشمالی کردیگا ایک سحر نہ چلیگا عیارون کا تو مین خاتمہ کرچکا عمرو کو ایسے مقام پر قید کیا ہی کہ اسی ہفتے کے اندر اُسکے مرنے کی خبر آجائیگی ایسے امور در پیش ہین کہ اسی ہفتے کے اندر سب حال کھلیگا مین نے بہت صبر کیا حیرت نے چپکے سے پوچھا آخر عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے کہا صاحب کسی سے ذکر نہ کرنا حیرت نے کہا مین کس سے ذکر کرونگی جو آپ کو ایسا گمان ہو تو مجھسے نہ کہیے افراسیاب نے کہا ای جان جہان و ای روح روان تمسے کیا پردہ ہی تم مالک طلسم ہو تمھین کو اختیار ہی چاہو طلسم کو آباد رکھو چاہے برباد کرو

کوہ رنگارنگ کے قریب ایک پہاڑ ہی اُس پہاڑ کو کوہ ویران بھی کہتے ہین مردود جادو وہان کا
حاکم و ناظم ہی اُسی کے سپرد کر دیا وہ بڑا سخت مزاج جاہل کے سر کا تاج ہی ابھی ہفتے کے اندر وہ سر
روانہ کریگا عمرو خود تڑپ تڑپ کے مرجائیگا وہان کوئی جا نہین سکتا اول تو کوہ رنگارنگ
ملیگا پہلے اُس سے گذرے تب تا بہ کوہ ویران پہونچے پھر وہان جا کے کیا کر سکتا ہی اگر ارسطو
بھی جائے تو گرفتار ہو عمرو کے ساتھ تو وہ بدعت ہوگی کہ عمرو خود اپنی موت مانگیگا سب چال کھلجائیگا
میرے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین کہ قنطورا یسے شخص کو مارا اُسکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا لیکن ایسی
سزا ہولی کہ عمر بھر یاد کریگا جب آب و دانہ بہم نہوگا فریاد کریگا وہان کون سننے والا ہی حیرت جادو
خاموش ہو رہی مطلب حاصل ہوا حیرت افراسیاب سے رخصت ہولی یہ بھی پوچھ لیا کہ ناسور
کب آئیگا افراسیاب نے کہا دو ہی چار دن مین آیا چاہتا ہی حیرت جادو وہان سے آئین
چالاک ایک جادوگر کی صورت بنا ہوا کرسی پر بیٹھا تھا کہ حیرت آکر پہونچی چالاک نے
اُٹھ کر سلام کیا حیرت جب اندر بارگاہ کے چلی چالاک نے اور سب کو باہر ہی روکا کہا شہزادۂ
ملکۂ عالم منع کرتی ہین یہ کہکر چالاک اندر آیا ہاتھ باندھکر عرض کی جو حضور نے وعدہ کیا تھا
وہ دریافت کیا حیرت نے کہا تو کون چالاک نے عرض کی غلام آپ کا حیرت نے ہنسکر مُنہ
پھیر لیا مسکراکر کہا افراسیاب نے ایسے مقام پر جاکر قید کیا ہی کہ تا قید حیات رہائی نہ پائیگا مردود جادو
وہان کا حاکم و ناظم نہایت سخت مزاج ہی وہان جانیکا ارادہ نہ کرنا کوہ رنگارنگ پر ملکہ رنگین قبا
سکونت پذیر ہی بارہ چودہ ہزار کنیزین اُسکی ملازم ہین چالاک نے کہا اگر آپ کا اقبال یاور اور طالع
مددگار ہی تو شاید اُس تک رسائی ہو ورنہ ممکن نہین کہ کوئی وہان جاسکے حیرت نے کہا ای چالاک جانیکا
قصد نہ کرنا ورنہ پھنس جاؤگے چالاک نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ حیرت نے کہا باہر جاؤ ایسا نہو کوئی آجائے
تو باعث خرابی ہو چالاک باہر نکلا با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف کوہ رنگارنگ کے چلا
آتے آتے سامنے کوہ رنگارنگ کے پہونچا دیکھا ملکہ رنگین قبا کوہ پر صحبت آرا ہی ایک خواص کو بیہوش
کرکے اُسکی شکل بنا اُسکو درۂ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی صورت پر بالاے کوہ آیا کہا واری ایک دو
چیزین مجھسے سنیے رنگین قبا نے کہا کیون گلنار تجھین بھی اس فن مین سواد ہی عرض کی سنیے لونڈی نے
جو کچھ کمایا اسی مین صرف کیا بڑے بڑے اُستاد جمع ہوے روپیہ اپنا کھلایا اس کمال کو اُنسے سیکھا

آج منظور ہوا کہ حضور کو بھی آگاہ کرون رنگین قبا نے کہا اچھا گاؤ گلنار نقلی نے بہ الحان تمام یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ہون مین عاشق جان جاتی ہی مری اُس نور پر — وہ جو آیا تھا نظر موسیٰ کو جلوہ طور پر
بسکہ لازم ہی حضوری عاشقون کے واسطے — دیکھو میرے دل مین دیکھا تھا جو موسیٰ طور پر
لطف دید بے تکلف مین ہی عاشق کے لیے — آنکھ بھی جھپکی تو کیا موسیٰ نے دیکھا طور پر
ہر تعلق سے بری رہتا ہون مین مثل ملک — کچھ طبیعت آگئی ہی ایک رشک حور پر
یہ نزاکت یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان — تجھکو دیکھا ہی پڑ گئی آنکھ کیونکر حور پر
ایک ہی گو نام مین لیکن جدا خصلت مین ہی — آنکھ رندون کی پڑے کیا زخم کے انگور پر
وقت بیہوشی جو لب پر نام انگور آگیا — ہاتھ ڈالا مین نے اپنے زخم کے انگور پر
وہ حرارت ہی کہ جو بہتا ہی آنسو آنکھ سے — آتے آتے سوکھ جاتا ہی تن محرور پر
وہ نہین آگاہ رسم دوستی سے جان جان — رحم کرنا چاہیے کچھ عاشق مجبور پر

یہ غزل جو چالاک نے گائی ملکہ رنگین قبا بہت خوش ہوئین کہا اے گلنار کیا کہنا تو نے بڑا کمال حاصل کیا حقیقت مین تیرا نظیر نہین یہ کہکر کہا ارے کئی دن سے مردود جادو نہین آیا آج کوئی جاکر اطلاع کر آئے وہ بھی آ کے جلسے مین شریک ہو تو گلنار کو گنوائین کچھ لطف حاصل ہو فرحت دل ہو ایک کنیز گئی جاکر مردود سے کہا کل ملکہ رنگین قبا نے جلسہ کیا ہی قریب قریب پہاڑون پر جو شاہزادیان رہتی ہین وہ بھی آ کے شریک ہونگی مردود نے کہا ملکہ رنگین قبا سے کہدینا کہ آج کل کسی غیر کو اپنی صحبت مین نہ آنے دینا عمرو یہان آکر قید ہوا ہی اُسکے شاگرد ضرور فکر کرینگے کنیز نے کہا غیر یہان کون آسکتا ہی ملکہ کی خواص خاص گلنار وہی گائیگی سب سنینگے شراب وکباب کا چرچا ہوگا مردود نے کہا مین نے احتیاطاً کہدیا ملکہ کو آگاہ کردینا کنیز نے کہا مین ضرور عرض کردونگی آپ خاطر جمع رکھین کنیز وہان سے پلٹکر آئی ملکہ رنگین قبا کو یہ سب خبرین آکے پہونچائین کہا حضور مردود کہتا تھا کہ زمانہ احتیاط کا ہی کسی غیر کو آج کل صحبت مین نہ آنے دیجیے ملکہ نے کہا مردود سے کہنا یہان کون آتا ہی ایسے مقام پر یہ کوہ ہی کہ اسطرف کوئی نہین آتا البتہ کل قصد ہی کہ شاہزادیان جو قریب قریب ہین اُن سب کو طلب کردن گلنار اسی لائق ہی کہ شوقین اسکا گانا سُنین حقیقت مین اسنے ایسا کمال حاصل کیا ہی کہ سب

گائین جنکا یہ پیشہ ہو وہ کان پکڑتی ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ گلنار کا حق واجب ہو یہ کہکر رنگین قبا نے جابجا نامے لکھے ہر ایک کا یہی مضمون تھا کہ کل ہمنے جلسہ قرار دیا ہو براہ مہربانی آپ لوگ بھی آکر اس جلسے مین شریک ہون کنیزون نے نامے پہونچا دیے دوسرے دن صبح سے ملکہ رنگین قبا نے حکم دیا پہاڑ پر تیاری ہو درختون مین جھاڑ لٹکائے جائین کنول کے دو شاخے وغیرہ بھی لگائے جائین روشنی کا بخوبی سامان ہوا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی درست کی گئین پلانے والیون کو بھی جوڑے ملے گلنار نقلی کو بھی بڑا بھاری جوڑا ملا چالاک اپنے کو خوب آراستہ کر کے صحبت مین آکے بیٹھا ملکہ رنگین قبا مسند پر آ کے جلوہ فرما ہوئین پہر دن پہلا باقی ہو کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا نہایت تکلف سے ابر آراستہ زمین پر آکے وہ ابر شق ہوا ایک نازنین چاردہ سالہ تخت پر سوار ملکہ سوسن رنگین پوش ملکہ رنگین قبا نے بہن بہن کہکر ہاتھ تھام لیا صحبت مین لا کے بٹھایا دوسرا ابر زعفرانی اٹھا ملکہ زعفران زعفران پوش بڑے تکلف سے آکے پہونچین پکار کر آواز دی بوا رنگین قبا آج ہمین کیون یاد کیا رنگین قبا نے کہا بوا گانا سنوانا منظور ہو ملکہ زعفران بھی آکر بیٹھین کہ تیسرا ابر اٹھا وہ ابر سیمابی تھا ملکہ سیماب ریحان پوش آکے پہونچین ملکہ سیماب کا آنا اکسیر ہوا سیماب نے پوچھا بوا آج کیسا جلسہ ہو رنگین قبا نے کہا آج بوا تمکو وہ گانا سنائین کہ بہت خوش ہو گی سیماب بھی آ کے بیٹھین ایک ابر اور اٹھا وہ بھی ابر آکے شق ہوا ایک نوجوان تاجدار تاج سر پر نہایت کمسن ملکہ رنگین قبا نے آواز دی ای شہسوار شور انگیز تمنے بڑی مہربانی فرمائی شہسوار نے کہا بہن آج کل طلسم مین غدر ہو جو گھڑی آرام سے گذرے اُسے غنیمت جاننا چاہیے عیارون نے جابجا قیامتین برپا کین جہان گئے اُس ملک کو برباد کیا مین نے سنا ہو کہ کوئی عیار یہان بھی آکے قید ہوا ہو ملکہ رنگین قبا نے کہا عمرو عیار پاس مردود جادو کے قید ہو خود شہنشاہ یہان پہونچ گئے ہین شہسوار نے کہا سامری و جمشید خیر کرین عمرو کا یہان آنا بہتر نہوا صاف صاف سامری نامے مین مرقوم ہو کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو ساحرون کی قضا عمرو کے ہاتھ سے ہو اور یہ بھی لکھا ہو سامری نے کہ ہمارے بندون کو چاہیے کہ عمرو سے احتراز کرین ملکہ رنگین قبا نے کہا بہیا یہ جھگڑے الگ کر دو یہ ذکر تھا کہ کئی ابر اور اُٹھے چار پانچ نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آکے پہونچین ملکہ رنگین قبا نے جلسہ آراستہ کیا شہسوار شور انگیز کہ رہا ہو بوا گانے والی کو تو بلاؤ

رنگین قبا نے پکار کر آواز دی گلنار کو محفل مین لاؤ شہسوار نے دیکھا برج کرہ سے ایک ماہ تابان بلکہ مہر درخشان حسین مہ جبین نازک اندام خوشخرام کبک رفتار شیرین گفتار رنگین ربتاب دیدہ غزال ابرو مثل ہلال دریاے جواہر مین غوطہ زن سیمتن غنچہ دہن نے آکر ملکہ رنگین قبا کو سلام کیا رنگین قبا نے کہا بوا گلنار آؤ گلنار آکر بیٹھین سازندون نے ساز ملائے گلنار نے بہ ناز و غمزہ گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

خوشخطون پر جو طبیعت مری آئی ہوتی — مجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی
آنکہ آئینے سے تمنے جو لڑائی ہوتی — رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی
تار سنبل کوئی کتنا ہو رگ گل کوئی — کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی
عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار — اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی
خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا — جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی
کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیتی — ناف تک تو ہر نگاہون کی رسائی ہوتی
صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا — دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی
چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے — بوے گل پیرہن یار سے آئی ہوتی
میرے گریہ کا فسانہ وہ پڑھی روشنتا — گوش گل تک دُرِ شبنم کی رسائی ہوتی
ہنستے جو ماہ دہن یار کو گستاخی سے — مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی
کلیان آب گہر کی بھی جو خوش رو کرتے — تیرے دانتون کی نہ دانتون مین صفائی ہوتی
سہل چھٹنا نہین مرس راحت جان کا آتش — روح وقالب مین ہی مشکل سے جدائی ہوتی

یہ غزل اس طور سے چالاک نے گائی کہ سب جلسے والے تعریفین کرنے لگے شور انگیز نے جب سے اس نازنین کو دیکھا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو حیران حیران جمال جہان آرا کو دیکھ رہا ہی کبھی گھبرا کے رنگین قبا سے کہتا ہی ہمشیرہ حقیقت مین یہ نازنین بہت حسین ہی رنگین قبا نے کہا برادر اسنے لاکھون روپیہ خرچ کیے بڑے بڑے کاملین سے سیکھا شور انگیز نے کہا بی گلنار ایک چیز اور گاؤ چالاک نے قصد کیا کہ چند اشعار اور گا کر تقریب شراب کرون کہ محفل مین غل ہوا ملکہ رنگین قبا نے پوچھا کیا ہی کہا حضور مردود جادو آتا ہی آج بہت بدمزاج ہی سب دیکھنے لگے شور انگیز نے دیکھا ایک

ساحر سیہ فام اکڑتا ہوا خود آہنی سر پہ زرہ لوہے کی پہنے ہوے آکر پہونچا سب نے اسکی تعظیم کی مردود آکر بیٹھا کوہ رنگا رنگ پر جلسہ آراستہ ہی چالاک اپنا رنگ جما رہا ہی قصد یہ ہی کہ شراب کی تقریب کرون مردود پر نگاہ ڈالتا ہی لیکن شور انگیز نگاہ محبت دیکھ دیکھکر گلنار نقلی سے اشارے کر رہا ہی چالاک بھی کبھی دوپٹہ کھسکا دیتا ہی شکم صاف و شفاف کا کھلنا ناربستان کا ابھار بقول مصنف شعر ناربستان کی کیا لکھون تعریف ✦ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا ✦ کبھی شرما کے سر جھکا لیا کبھی غصہ کر کے انگوٹھا دکھا یا کبھی منہ چڑھا دیا کبھی مسکرائی گوہر دندان کھلے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شور انگیز مبہوت لب پر مہر سکوت دل مین دھڑکن قلب نازک پر جلن ملکہ رنگین قبا نے کہا کیون ای برادر شہسوار شور انگیز تمنے ہماری خواص خاص کا گانا سنا شور انگیز نے کہا مین حقیقت تو یہ ہی کہ اسکا مثل نہین ہی خوش آواز حاکم عشوہ و ناز مین تمسے اپنے قلب مضطر کا کیا حال کہون اصل تو یہ کیفیت ہی نظم

گو چہ و کبر مین ہین بلبل چمن مین مست ہی — ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہی
نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہی — مرد مفلس حالت رنج و محن مین مست ہی
دور گردون ہی خداوندا کہ یہ دور شراب — دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہی
آجتک دیکھا نہین ان آنکھون نے روے خمار — کون محبسا گنبد چرخ کہن مین مست ہی
گردش چشم غزالان گردش ساغر ہی یان — خوش رہین اہل وطن دیوانہ پن مین مست ہی
ہی جو حیران صفاے رخ حلب مین آئینہ — بوے زلف یار سے آہوے ختن مین مست ہی
غافل و ہشیار رہین اس چشم میگون کے خراب — زندہ زیر پیرہن مردہ کفن مین مست ہی
ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہی غلط — ہی خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہی
وحشت مجنون و آتش مین ہی بس اتنا ہی فرق — کوئی بن مین مست ہی کوئی وطن مین مست ہی

ملکہ رنگین قبا نے فرمایا برادر تمھارے کلام حسرت انجام سے معلوم ہوتا ہی کہ تم گلنار پر عاشق ہوئے ہو تمھارے گھر کی لونڈی ہی اگر حکم ہو تو خدمت مین حاضر کرون شہسوار شور انگیز خاموش ہو رہا مردود جلسے مین شریک ہی ورنہ یہ ہر وقت زندانخانے پر موجود رہتا تھا خواجہ عمرو پر یہ معرکہ گذرا کہ ازراہ انکو عالم بیہوشی مین لایا تھا مردود کے حوالے کیا مردود جادو نے ایک مکان تنگ و تاریک مین

لاکر قید کیا خود آپ کرسی بچھائے بیٹھا رہتا تھا جب خواجہ کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مکان مین پایا اسقدر اندھیرا ہی کہ پردۂ ظلمات کہون یا بخت سیاہ مہجوران یا شب فراق عاشقان عرصہ دراز تک تو خواجہ ہر طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھتے تھے اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا تھا جب نگاہ قائم ہوئی دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی و مبہم کہتا ہی او ساربان زادے تیری موت در پیش ہی ناحق کا تجھے پس و پیش ہی کچھ عیاری کرو تمھارے مکر کا مشتاق ہون خواجہ عمرو کیا جواب دین یوجہ باتین سُناتا ہی کبھی غل مچاتا ہی کبھی نیرنگ سحر دکھاتا ہی کبھی زمین کو ہلاتا ہی دو شبانہ روز خواجہ کو اسی حال پر ملال مین گذرے آج دیکھا اُسی کرسی پر ایک زنگن بیٹھی ہی سونٹا سیہ ہاتھ مین کہہ رہی ہی کہ او ساربان زادے آج ہمارے آقائے نامدار و مولائے قدر شناس مردود جادو بالائے کوہ رنگا رنگ جلسے مین تشریف لیگئے ہین سامری و جمشید اپنا فضل شریک کرین کہ صبح کو تشریف لائین تجھکو بخیر و عافیت پائین عمرو نے کہا اے مادر مہربان یہ کیا مقام ہی اس قید خانے کا کیا نام ہی زنگن نے کہا اسکو زرہ ویران کہتے ہین ہمارا بادشاہ مردود جادو میان کا حاکم و ناظم ہی وہ آج جلسے مین تشریف لیگئے ہین عمرو نے کہا اے مادر مہربان کوئی صورت ایسی بھی ہی کہ ہم رہائی پائین زنگن نے کہا ارے نگوڑے تیرے نام سے ساحر کانپتے ہین سامری نامے مین بُرائیان تیری لکھی ہین سامری و جمشید صاف صاف لکھ گئے ہین کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہی ہمارے بادشاہ کو یہ منظور ہی کہ تحریر سامری و جمشید کو مٹائین تجھکو ایسے مقام پہ قتل کرین خطا تیری کون معاف کریگا عمرو نے کہا اگر قیدی کے پاس مال و اسباب ہو وہ کون لیتا ہی زنگن نے کہا وہی جلاد لے لیتا ہی لیکن تیرے بارے مین منظور ہی کہ شہنشاہ خود قتل کرین عمرو نے کہا ہم لوگون مین دستور ہی کہ تیجا دسوان چالیسوان بھی ہوتا ہی اگر یہ نہو تو روح ہماری ماری ماری پھرتی ہی امیدوار ہون کہ جو کچھ میرے پاس موجود ہی اسکو خدمت مین حاضر کرون زنگن نے کہا تیرے پاس کیا ہی عمرو نے کہا میرے ہاتھ کھولدیجیے جو کچھ میرے پاس ہی وہ حاضر کرون زنگن نے عمرو کا ایک ہاتھ کھولا عمرو نے کمر سے نکال کر کچھ روپیہ دیا زنگن خوش ہو گئی اب تو عمرو رسیان کھولنے لگا جب جھک کر روپیہ نکالا ایک حلقہ کھول لیا کئی مرتبہ روپیہ نکال کے دیا کئی حلقے کھول لیے اگلی دفعہ جو جیب مین ہاتھ ڈالا ایک ڈبیا نکالی کہا لو یہ وہ شی ہی کہ عمر بھر کو کافی ہی زنگن نے کہا مین اسے کھول کر دیکھون عمرو نے کہا اسکو کھولیے نہین یہ وہ

جائداد ہی کہ بادشاہون کو نصیب نہین ہوتی زنگن حیران کہ آخر اسمین کیا ہی خواجہ نے اسقدر مشتاق کیا
کہ زنگن کا ڈبیا کے کھولنے کا ارادہ ہوا جیسے ہی اُسنے ڈبیا کھولی اُسمین سے دھوان نکلا زنگن بیہوش ہوکر
گر ہی عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی زنگن مری وہ مکان گرا کئی سو جادوگر دوڑے عمرو
نے نیمچہ کھینچا صاف ثابت تھا کہ یہ سب ساحر اس مکان کی دیوارون مین مخفی تھے مکان گرتے ہی ظاہر
ہوے عمرو نے کسی کو کمند ماردی کسی پر بیہوشی اُڑائی کسی پر حباب مارا جب کئی سو جادوگر قتل کیے
زمین کانپی آواز آئی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ میری زوجہ کو مارا منم الگن جادو یہ کہکر
اسنے ایک دو تھپڑ مارا کہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے الگن تلوار کھینچکر دوڑا کہ عمرو کا سر کاٹ لون
جیسے ہی وہ قریب آیا خواجہ کے ہاتھ قابو مین تھے فقط پاؤن پر اسنے سحر کیا تھا عمرو نے حباب مارا
الگن لڑکھڑا کے گرا عمرو نے اسکو بھی خنجر مارا الگن کے مرتے ہی خواجہ نے دیکھا کہ ایک غبار بلند ہوا
اندھیرا ہوگیا صدائین مہیب آنے لگین اب عمرو خیال کرکے دیکھتا ہی کہ اپنا ہاتھ اپنے کو نہین معلوم
ہوتا صداے گیرودار آرہی ہی اور یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ کسی نے ہاتھ پکڑ لیا کوئی پاؤن تھامتا ہی
زنجیرون کی جھنکار کی صدا آتی ہی بعد عرصہ دراز کے صداے ہاہو موقوف ہوئی اب خواجہ نے دیکھا
کہ وہی مکان اُسی طور سے بنا ہوا ہی ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے بیٹھا ہون ناظرین پر واضح ہو کہ
یہ معرکہ کیونکر ہوا مردود جادو صحبت مین ملکہ رنگین قبا کے بیٹھا تھا بیٹھے بیٹھے گھبرایا گلے مین موتیون کا
مالا تھا اُسمین سے ایک موتی ٹوٹا جب موتی گلے کا ٹوٹا گھبرا کے مردود نے کہا غضب ہوا اے رنگین قبا
عمرو نے فتور برپا کیا یہ کہکر موتیون کا مالا زمین پر مارا اُسی مالے مین سے موتی ٹوٹا تھا جیسے ہی
موتیون کا مالا زمین پر مارا زمین شق ہوئی مردود جادو اُسی زمین مین غائب ہوا بعد تھوڑی دیر کے
پسینے پسینے زمین سے نکلا ملکہ رنگین سے کہا عمرو نے غضب کیا زوجۂ الگن کو مارا الگن کو بھی قتل کیا
مین پھر عمرو کو قید کرآیا اُسی طرح قید خانے مین قید ہی میرے دام مکر سے کب نکل سکتا ہی مین نے جاکر
قید کرلیا چالاک کے یہ سنکر ہوش اُڑگئے چالاک بشکل گلنار ہی خوب خوب گایا شہسوار شور انگیز دل وجان سے
عاشق ہوا ہی ہر مرتبہ لگاوٹ ڈالتا ہی قصہ کہتا ہی کہ سے اُڑون جب مردود جادو نے یہ بیان کیا کہ مین عمرو کو
قید کرآیا چالاک نے خیال کیا کہ قبلہ و کعبہ بڑے سخت مقام پر قید ہین اسنے یہان سے بیٹھے بیٹھے فتور
برپا کیا بڑا ساحر زبردست ہی شہسوار شور انگیز سے اشارون مین کہا کہ مردود جادو مجھکو محبت دیکھتا ہی

مین تو آپ سے راضی ہون شہسوار نے طرف مردود کے نگاہ پھر دیکھا مردود نے کہا کیون شہسوار تجکو
کیا خیال ہی جو میری جانب اسطرح دیکھتا ہی شہسوار نے کہا اصل کیفیت یہ ہی کہ جو ہمارے دل مین ہی
آپ اُدھر توجہ نہ فرمایئے مردود نے کہا تو تو سفلہ مزاج ہی مجھے کسی بات کا خیال نہین شہسوار نے کہا
تو سفلہ مزاج ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک عورت کو دیکھا سیہ فام بد انجام زمین پر آئی مردود کے پہلو مین
آکے بیٹھی مردود کو اُسوقت آنا اپنی معشوقہ نمرود کا بہت ناگوار ہوا نمرود نے تیوری پر بل ڈال کے کہا
کیون صاحب میان شہسوار تمسے کیون تکرار کرتے ہین مردود نے کہا ابھی کان تھام کے صحبت سے
اُٹھا دونگا شہسوار نے کہا تیری کیا مجال نمرود نے برق چمکائی شانے پر شہسوار کے پڑی شانہ اُسکا
نشانہ ہوا جب تو شہسوار اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی او فاحشہ تو اپنے دل مین کیا سمجھی ہی یہ کہکر گولہ
مارا نمرود نے گولے کو کاٹا ایک دو سہر زمین پر مارا برق گری سر شہسوار کا زخمی ہوا زعفران زعفران پوش
شہسوار کی عزیزدار ہی بگڑکر اُسنے کہا کہ او مردود جادو اب تجھکو بڑا گھمنڈ ہی افراسیاب نے جو تیرے
میان لاکر عمرو کو قید کیا ہی اُسپر پھولا نہین سماتا اپنے آپ سے باہر ہی مردود نے کہا ای زعفران
تمین کیا دخل ہی کیا کسی سے دبتا ہون یہ کہکر زعفران پر سحر کیا زعفران نے بھی سحر کیا اب تو سب
شاہزادیان اُٹھین کوئی مردود کی طرفدار ہوئی کوئی شہسوار کی شریک ہوئی کنیزین بھی لینا لینا کہکر
دوڑین ہزارہا کنیزونکے لاشے زمین پر گرے چالاک اُچک کے کنارے آیا منظور ہی کسی طور سے مردود جادو
کو مارون کہ وہان قبلہ وکعبہ ہائی پائین کیا قلق ہوگا کہ رہا ہوکر پھر قید ہو گئے یہ کھڑا اسوچ رہا تھا کہ شہسوار
کی نگاہ پڑی کہ گلنار کنارے جاکر ٹھہری ہی سوچا جب مین نہونگا لڑائی موقوف ہو جائیگی یہ سوچکر
تڑپا اسطرح گرا کہ گلنار کی کمر مین پنجہ دیکرے اُڑا یہان ملکہ رنگین قبا نے جھپٹکر کہا کہ صاحبو
مین شہنشاہ سے فریاد کرونگی میرے جلسے مین خلل ڈالا میرے مکان پر فساد برپا کیا اپنے اپنے مکانونپر
جایئے وہان جاکر مقابلہ ومجادلہ کیجیے یہ کہکر سب کو روکا ایک ایک سے ملوایا مگر شہسوار کو نہ پایا غل ہوا
کہ شہسوار گلنار کو لیگیا ملکہ نے کہا صاحبو لیجانے دو وہ میرا عزیز ہی میری کنیز کو لیگیا سب سردار
اپنے اپنے مکان پر گئے مردود نے جو سنا شہسوار گلنار کو لیگیا جھلاتا ہوا پلٹا قید خانے پر آیا دیکھا مکان
اُسی طرح بند ہی یاد معشوق مین جھومتا ہوا اپنے قصر مین آیا رفیق شفیق میان سب موجود ہین زنخا
نے عرض کی حضور کیسا مزاج ہی آج آپ کو بہت پریشان پاتے ہین مردود کا دل تو بھرا ہوا تھا آنکھونسے

آنسو ٹپک پڑے کہا یارو کیا پوچھتے ہو آج ملکہ رنگین قبا کے جلسے مین جا کر ایک ملال اُٹھا یا کیا اُسکا حال بیان کرون جو کچھ قلب پر صدمہ ہی کس زبان سے کہون کیونکہ خاموش رہون نظم

دہن پر ہین اُنکے گمان کیسے کیسے — کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا — بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے
تمھارے شہیدون مین داخل ہوے ہین — گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آئی ہی نشے مین جھومتے ہین — مریدان پیر مغان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن — لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
نہ مڑکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا — تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا — توانا کیے ناتوان کیسے کیسے
دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہی — تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان — ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے
ترے کلک قدرت کے قربان آنکھین — دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی — مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

مصاحبون نے عرض کی غلامان دولت اس معمے کو نہین سمجھے کہا یارو ملکہ رنگین قبا نے ایک کنیز کو تیار کیا ہی شعلۂ جوالہ ایسی صورت زیبا تھی کہ مین دیکھکر مرگیا وہ بھی مجھسے راضی تھی مگر شہسوار اُسکو لیگیا ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ شہسوار کیا کر رہا ہی مین وہین سے رجوع کر لاؤنگا چند ملازم چلے یہان شہسوار گلنار نقلی کو اُٹھا کر اپنے مقام پر لایا چالاک متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اُسے ہوشیار کیا چالاک نے دیکھا چند کنیزین برائے خدمتگزاری موجود ہین ایک باغ مین شہسوار لیکر آیا چپ سنائے مین کام چالاک یہ کیا ہوا انجو بی پتہ لگا تھا مردود کو مار کے قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا یہ کیا ستم ہوا چپ بیٹھا ہی کہ شہسوار نے کہا اے جان جہان وا آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے مین نے یہ فساد برپا کیے یہ بھی تمھارا گھر ہی بیٹھکر چین کرو چالاک نے کہا خیر جو کچھ ہوا وہ مناسب ہوا ہم تمکو دیکھکر مائل ہوے تھے باری جمشید نے اپنا فضل شریک کیا ہم بھی تمھین خوب راضی کرینگے یہ کہکر کہا دیکھو صاحب وہان بھی جلسہ ہوا

ہم جان توڑ توڑ کے گائے بے نمک کی صحبت تھی شراب و کباب کا چرچا کر و شہسوار نے آواز دی ارے گلابیان شراب کی لاؤ کنیزین شراب و کباب لائین چالاک نے بہ چالاکی سب مین بیہوشی ملائی یہ چند اشعار عاشقانہ مضمون شراب کے گائے اشعار

غیر کے ہاتھ مین شراب ہی آج	رشک سے دل مرا کباب ہی آج
روے جانان جو بے نقاب ہی آج	شرم سے زرد آفتاب ہی آج
روز یہ غل ہی اس خرابے مین	اسکا کوچہ اسکا پا تراب ہی آج
ہجر مین جاؤن کیا مین دریا پر	تیغ ہر ایک موج آب ہی آج
ہی صنم روز عید قربان ہے	ذبح کرنا مرا ثواب ہی آج
کل تو بوسے پہ بوسہ دیتے تھے	جان کس کا تمھین حجاب ہی آج
یہ مرا دود آہ چھایا ہے	آسمان پر نہین سحاب ہی آج
نو گرس گل کے ساتھ سویا ہی	کہ پسینا ترا گلاب سے آج

اسطرح کے اشعار گا کر شہسوار کو جام شراب پلایا اب تو چالاک نے دورہ باندھ دیا کنیزون کو پلا کر کہا سب پی رہی ہین کہ ملازمان مردود یہ حال دیکھکر بھاگے آگے مردود سے بیان کیا کہ شہسوار عاشق ہوکر بیٹھا ہی شراب چل رہی ہی وہ نازنین بھی خاموش بیٹھی ہی یہ سنتے ہی مردود جلگیا کہا ابھی جاکر آگ لگا دونگا غلامون اور کنیزون نے چاہا کہ ساتھ جائین مردود نے قبول نہ کیا کہا مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون ایسے ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا چلا قبۂ بارگاہ شہسوار پر آکے ٹھرا یا یہان وہ وقت ہی کہ شہسوار شراب پیکر نشے مین بلبلاتا ہوا اٹھا چاہا کہ گلنار پر دست اندازی کرے پاؤن کانپے لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کرکے خنجر مارا شہسوار کے دو ٹکڑے ہوے مردود نے یہ حال اپنی آنکھون سے دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا معرکہ ہوا لڑکے گے لڑا اور کئی کنیزون کے سر اڑ گئے آواز دی صنم مردود جادو کنیزین جو زندہ تھین وہ گر کے بیہوش ہوئین مردود زمین پر آیا منظور ہوا کہ سحر کرون لے اڑون قریب آکر گلنار نعلی کے قدمون کو بوسہ دیا کہا اے ملکۂ عالم میری تمپر جان جاتی ہی شہسوار کو بلا نسبت اچھا کیا مین ہر وقت یہی دعا کرتا تھا بیت رقیب یار کے گھر کے قریب رہتا ہی ٭ نصیب اسکو الٰہی وصال یار نہو ٭ لیکن اے جان جہان دلآرام دل مشتاقان تمنے شہسوار کو کیون قتل کیا چالاک نے کہا

صاحب ہمنے تمھاری محبت مین یہ کام کیا تمھین ہمسے پوچھتے ہو وہ چاہتا تھا کہ ہمپر دست اندازی کرے
ہمنے اُسے مار ڈالا اب یہ سر حاضر ہی تم کاٹ لو مرہ ودو اس بیان پر خوش ہو گیا کہا ملکۂ عالم بڑا احسان
کیا اُسکو بڑا دعوی تھا کتے کی موت مارا گیا چالاک خاموش دریاے حیرت کا جوش اب مرہ ودو نے
گلنار نقلی کے واسطے تخت سحر تیار کیا لیکر طرف اپنے قصر کے چلا راہ مین چالاک لگاؤ کرتا ہوا چلا آتا ہی
کبھی کہتا ہی کیون صاحب جس عیار کو تمنے قید کیا تھا اُسکا کیا انجام ہوا مرہ ودو نے کہا وہ بلاے روزگار
ہی قید خانے مین بیٹھے بیٹھے زن و شوہر کو مارا مین گلے مین موتیون کا مالا پہنے تھا ایک موتی اُسمین سے
خود بخود ٹوٹ گیا مین سمجھا کہ کسی نے میرے رفیق کو مارا سحر کر کے زمین مین غرق ہو کر پہونچا جا کر عمرو کو
پکڑ لا پھر اُسی طرح قید کر دیا مگر بڑا مکار ہی جب مکان پر آیا اور مرہ ودو جادو کو مہربان پایا شراب کا چرچا نکالا
چند شعر بھی گائے مرہ ودو خود بلبلایا ہوا تھا شراب کا قرابہ منگایا کہا لیجیے حاضر ہی چالاک نے بہ تعجیل
جام بھرا گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جیسے ہی مرہ ودو نے جام ہاتھ مین لیا خوشی خوشی چاہا پیجاؤن
ایک تڑاقہ ہوا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹوٹ کر گرا مرہ ودو نے کہا ارے تو کون چالاک نے سر
جھکا لیا مرہ ودو نے بہ نگاہ قہر دیکھا رنگ و روغن عیاری کا جل گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی چالاک
کو گرفتار کر لیا معلوم ہوا کہ یہ عمرو کا بیٹا ہی اپنے باپ کو رہا کرنے آیا تھا مسلسل و مطوق کر کے کہا اسے
بھی اُسی مکان مین لیجاؤ یہان خواجہ عمرو اُسی قید خانے مین بیٹھے تھے کہ زنجیر کے غل کی آواز کان
مین آئی اب دیکھا خواجہ نے کہ چالاک بندھا ہوا چلا آتا ہی کلیجہ منھ کو آیا قلب تھرایا جو جادوگر
لیکر آیا تھا وہ تو چالاک کو چھوڑ کر چلا گیا خواجہ نے کہا ہی فرزند یہ کیا ہوا چالاک نے سب کیفیت
بیان کی کہ کوہ رنگگار رنگ پر یہ اُفتاد پڑی یہان جام ٹوٹ گیا اُسنے گرفتار کر لیا غلام دو دن سے
اسی فکر مین تھا گلنار بنکر سب کو تسخیر کیا تھا اُسپر یہ فتور برپا ہوا عمرو نے بھی بڑا افسوس کیا کہا بیٹا بڑا کام
کیا تھا ہماری تقدیر مین رہائی نہ تھی عجب طرح کا شعبدہ ہی کہ جب مین نے زنگن کو مارا یہ مکان گر پڑا
جب مین گرفتار ہوا پھر اسی مکان مین آکر قید ہوا معلوم ہوتا ہی کہ یہ مکان نہ گرا تھا یہ شعبدہ سے کبھی
نگاہ سے نہ گذرے تھے افراسیاب کے یہان صدہا مرتبہ قید ہوے کبھی یہ رنگ نہ دیکھا جو عجائب و
غرائب یہان نظر آئے خیر جو تقدیر مین ہی ہو ہم جانتے ہین یہان قضا لیکر آئی ہی مجھسے تو پروردگار سے
وعدہ ہی کہ بندہ جو مرضی اُسکی مرد جادو کو تو ہر وقت خیال ہی جب چالاک کو بھجوا چکا ساتھ والون سے کہا

بار دعمرو قید خانے مین ہی ایسا نہو کہ فتور برپا ہو الکن مع زوجہ کے مارا گیا اہی کاؤس جادو تم جاؤ
بعد آٹھ پہر کے دو روٹیان خشک ایک آبخورہ پانی کا پہونچا دیا کرنا کاؤس اُٹھ کر چلا اُس مکان مین آیا
جہان خواجہ وچالاک قید ہین جیسے ہی کاؤس اندر آیا خواجہ نے جھک کر سلام کیا کاؤس نے دیکھا
ایک قیدی دُبلا پتلا بہت مودب ہو کے اُسنے سلام کیا کاؤس نے کہا اے شخص تو تو بہت غریب معلوم ہوتا ہی
کس جرم پر قید ہوا خواجہ رونے لگے کہا اے شہنشاہ ساحران آپ کیا پوچھتے ہین زبردستی مجھ غریب کو قید
کیا مین آپ کا بھچک ہون گانے آیا کوئی دھن بگڑ گئی خفگی ہوئی صبح کو حکم ہوا قید کرو ننھے ننھے بچے میرے
بھوکون مرتے ہونگے مین اکیلا گھر کا کمانے والا جورو خوش مزاج خدا اُسکو سلامت رکھے مین تو اُسکا شوہر
ہون کبھی اہل محلہ کا دل نہین دکھایا دل صاف بالانصاف تڑکے سو کر اُٹھنا مُنھ ہاتھ دھویا چار اُنگلیان
مسی کی لگائین اُجلے کپڑے پہنے دروازے سے باہر جا کے محلے مین جس کسی کا دل چاہا کام کاج کر آئی تمام
گھرون مین ذکر ہوتا ہی کہ فلانی قسمت کیا اچھی ہی جو کوئی عورت گھر پہ آئی اُس نیکبخت نے بلا تکلف بلا لیا مجھسے
آکر کہا میان کوٹھے پر جاؤ گھر مین ایک بی بی آئی ہین مین اُنکا پائجامہ بیونت دون یا فلان کام کر دون
بیجا جورہ دیا دہ بے لیے محلے والی کا بھی مطلب پورا کر دیا مجھسے ہمیشہ محبت رکھی کسی کے دل کو رنجیدہ نہین کیا
اب وہ بھولی عورت کیسی تڑپتی ہوگی محلے مین جا کر مُنھ ڈھانک کے روتی ہوگی یہی کہتی پھرتی
ہوگی کہ میرا بھولا شوہر غائب ہو گیا مین میان پھنسا بیٹھا ہون اگر جانتا اس مجرے کو سلام کرتا اسطرح
خواجہ نے رو رو کر یہ حال بیان کیا کہ کاؤس کانپ گیا جی مین کہتا ہی بڑی بدعت کی بات ہی ایسے
غریبون کو یون قید کیا ایسی باتین کرتا ہی کہ کلیجہ منھ کو آتا ہی کوئی اپنی زوجہ کا اسطرح حال بیان کریگا
جسطرح اسنے بیان کیا یہ قوم کے ڈوم ڈھاڑی دو پیسے زیادہ دیدیے خوش ہو گئے انکا قید کرنا کیا
کاؤس نے پوچھا بڑے میان تمھارا نام کیا ہی کہا حضور سارے شہر مین مشہور ہی تان توڑ خان حضور سنین
تو حال معلوم ہو آپ مجھکو قید سے چھڑوا دیجیے آپ کو بڑا ثواب ہوگا آج سے مین کہین مجرے مین نہ جاؤنگا
جورو بڑی محنتی ہی وہ کما ئیگی شام کو نمک تیل خرید لاؤنگا جو کچھ پک جائیگا سر جوڑ کر کھا لیا کرونگا کاؤس نے
کہا یہ دوسرا شخص کون ہی خواجہ نے کہا اسکا نام نہ پوچھیے یہ بڑا مکار ہی سنا ہی جادوگرون کو مار ڈالتا ہی
کوئی عمرو عیار ہی یہ اُسکا شاگرد ہی یہ نگوڑا خونی جنونی جادوگرون کو مارتا ہی کسی عورت کی شکل بنکر آیا
تھا میان مردود کے سبھی چونہ لگایا ہوتا وہ تو بڑے ہوشیار ہین اُنھون نے سحر کر رکھا تھا جب

اسنے اُنکو بیہوشی پلائی جام لوٹ گیا انجام بخیر ہوا اسکو قتل کیجیے مین حضور خونی کا ساتھ نہین دیتا مین نے
آپ سے صاف صاف حال کہدیا جب آپ ایسا مہربان ملا تو مین کوئی بات کیون چھپاؤن حضور
بزرگون سے سنتا چلا آتا ہون کہ سچ بولنے مین آدمی کے منھ پر رونق ہوتی ہی مین نے جورو سے چھپاکر
دو چار کوڑیان جمع کر رکھی ہین وہ لے لیجیے مگر مین قید سے چھوٹ جاؤن جسوقت گھر پہونچونگا جورو
لپٹ لپٹ کر رویگی تمام محلے مین ہلڑ ہو جائیگا ارے تان توڑ خان غائب ہو گیا تھا سب جگہ سے
ذیل ماش آئینگے یہ کہکر خوب سٹکے یہ دو چار اشعار گانے لگے اشعار

یون مرے گھر سے الٰہی شب یلدا نکلے ۔۔۔ جس طرح صبح کو بیمار کا صدقا نکلے
ساقیا رند بہت زور رون پہ ہین آ نکلے ۔۔۔ آج تو کوئی اُبلتا ہوا شیشا نکلے
مثل یوسف ہو تو بازار مین آنا کیا تھا ۔۔۔ کیا ہو کوئی جو خریدار تمھارا نکلے
یہ ہمین ہین کہ محبت مین لہو روتے ہین ۔۔۔ کہین دیکھا ہی کہ آنکھون سے کلیجا نکلے
چاندنی روزن در سے جو شب ہجر آ جائے ۔۔۔ جگنو بن بن کے مرے گھر سے اُجالا نکلے
سحر وصل ہو جاتے ہین وہ گھرا ای دل زار ۔۔۔ دم جو ایسے مین نکل جائے تو اچھا نکلے
وہ جہان دوست ہون ایذا پہ جو پہونچے ایذا ۔۔۔ نہ کبھی منھ سے مرے ایک کا شکوا نکلے
کل اُنھین مین نے کہا تھا کہ تمھین دل دونگا ۔۔۔ آج ہی کرتے ہوے گھر سے تقاضا نکلے
ہم وہ پیراک ہین طوفان الم مین نہ رُکے ۔۔۔ صورت موج رواں کاٹ کے دریا نکلے
ہم بھی آمادہ ہین نوک سر مژگان کی قسم ۔۔۔ آپ سے چھیڑ نکلتی ہی تو اچھا نکلے
کھل گیا خانہ بر اندازون پہ حال اپنا صفیر ۔۔۔ باندھ کر جب در دلبر کا ارادہ نکلے

اسطرح یہ اشعار خواجہ نے چہک چہک کر گائے تبا یا بھی لگا ؤس بہت خوش ہوا خواجہ نے کہا مجھ
غریب کے پاس آؤ یہ ایک ڈبہ چاندی کا ہی اسکو لے لیجیے جو کچھ اسمین ہی بخوشی مین نے آپ کو بخشا
میرا ہاتھ کھول دیجیے کاؤس نے خواجہ کا ہاتھ کھولا اب تو خواجہ نے باتین کرتے کرتے ہتھکڑیان
بیڑیان کاٹین کاؤس نے ڈبہ جو کھولا بیہوشی اُڑی کاؤس بیہوش ہو کے گرا گرتے گرتے خواجہ نے خنجر مارا
کشکول پاک قصہ پاک چالاک کی بھی ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دین کہا ارے کمبخت بھاگ چالاک تو
ایک جانب بھاگا عمرو نے بھی مارتے ہی کاؤس کے اندھیرا ہوا صدائین مہیب آنے لگین مکان گر

کئی جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے خیال کرکے دیکھا جیسے الکن کے مرنے سے ہزارہا جادوگر نکلے تھے اب چندکس گھبرائے ہوے لینا لینا کہکر دوڑے عمرو نے کسی کو حباب مارا کسی کو حلقہ ہاے کمند مین پھنسایا ایک جادوگر سیہ فام بدانجام یہ کہتا ہوا دوڑا او ساربان زادے تونے زندان تاریک مین آگ آفت برپا کردی میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا منم لرزان جادو جب راستہ چلتا ہو تو زمین کانپتی ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ زلزلہ آیا جب وہ تیغہ لیکر دوڑا خواجہ نے بھی سپر و شمشیر ہاتھ مین لی کہا او نامرد کیا مین تجھسے ڈرونگا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا پکارکر آواز دی اسکا سر کاٹ لے لرزان جادو سمجھا کوئی میری پشت پر آگیا اُسنے منھ پھیرا خواجہ نے ہاتھ مارا لرزان جادو کے دو ٹکڑے ہوے صداے گیرودار بلند ہوئی خواجہ نے دیکھا زمین شق ہوئی خواجہ لڑکھڑا کے گرے دیکھا ایک مکان لوہے کا بنا ہوا اُسپر ایک بڑا قفل لگا ہوا اُسمین سے آواز کراہنے کی آتی ہو کوئی دردرسیدہ جفاے گردون کشیدہ بصداے نحیف وضعیف یہ اشعار عبرت آثار اُسی بیقراری مین پڑھ رہا ہو اشعار

یون یہ نالے پس لخت دل شیدا نکلے — جیسے تابوت کے پیچھے کوئی روتا نکلے
ہاے کیون روتے مرے گھر سے احباب نکلے — اشک کے ساتھ مرے پارۂ دل کیا نکلے
ہاے رے وصل کی لذت کہ جو تڑپون تو بھی — زخم دل کا نہ مرے ایک بھی بخیا نکلے
جلوۂ برق تجلی نے کیا خاک سیاہ — طور کی اب نہ خبر لینے کو موسا نکلے
دل لگی کے لیے دی مجھکو زبانی تسکین — جسکو ہمراز بناؤن وہی جھوٹا نکلے
یاد ہے عالم ارواح مین تھے ہم مانوس — راز دل اپنے بہت روزون کے افشا نکلے
ہم بھی کچھ کہتے ہین جب چھیڑتے ہین ہمکو رقیب — شکل نو ہم لب اغیار سے گویا نکلے
چہچہے بلبل دل کے تھے غضب خیز آج — لو تصور مین تمھارے لب گویا نکلے
ہدہد شوق نے پہونچایا نہ وان تک نامہ — حرف مطلب کے نقوش پر عنقا نکلے
سوچتا ہون صف محشر سے کہان لیجاؤن — واے رسوائی اُسی دن ترا وعدا نکلے
باتین غیرون سے کرو ہمسے اشارے کیا خوب — اور اشارے بھی وہ ہین جنمین معما نکلے
نام الفت کا ڈبونے لگے یہ اشک صفر — جنکو اک قطرہ مین سمجھا تھا وہ دریا نکلے

ہرچند کہ خواجہ خود مصیبت مین مبتلا تھے ایسے قیدخانے مین قید ہوے مصیبتین اُٹھائین لیکن یہ صداے

دردناک سنکر دل بیقرار ہوگیا حیران تھے کہ یہ کون دردرسیدہ آفت کا مارا بلبک بلبک کے رو رہا ہی
کبھی آواز آتی ہو کہ ای آسمان کے خداے نادیدہ مین نے تیری وحدانیت کا اقرار کیا اب صدمات
مصیبت نہین اُٹھتے حکم دے ملک الموت کو کہ آ کے میری قبض روح کرے یا واسطے رہائی کے حکم
دے اب صبر بیقرار ہون تو مدد کر اس بلا کو میرے سر سے رد کر نظم

خدا است خالق و رزاق جملہ مخلوقات
بگیر گوشہ و فارغ ز رنج و راحت باش
تو عاقلی و شوی بے تمیز صد افسوس
مباز بازی ناحقہ در جہان ہر دم
تلاش حضرت حق کن بہ دار خود ہندی

خدا است موجد ایجاد جملہ موجودات
کہ دار فانی دنیا است مسکن آفات
تو آدمی و کنی کار وحشیان ہیہات
کہ وقت مرگ ہمہ بازی تو آید مات
مرد مجنانہ دیگر براے تحقیقات

اور کبھی آواز آتی ہو جن بزرگون کی صورت زیبا خواب مین دیکھی ہو انکے جمال جہان آرا سے مشرف کر
اب تو قوت و طاقت نے جواب دیا عمرو نے بیقرار ہو کر سوہن پاس سے نکالا خوف دل مین لگا ہوا
ہو کہ ایسا نہو مردود ملعون آجائے قتل کاؤس کی خبر اُسکو ضرور ہوئی ہوگی دل مین یہ خیال قلب پر
ہجوم غم و ملال مگر قفل کاٹ رہے ہین بہت جلدی ہو کہ قفل کاٹون دیکھون یہ کون دردرسیدہ ہی
جب عمرو نے قفل کاٹ کر دروازہ کھولا ایک برق چمک گئی کہ آنکھین خواجہ کی بند ہوگئین نگاہ کو
قائم کر کے بغور دیکھا ایک نازنین مہ جبین آفتاب جمال خورشید مثال عارض انور رشک قمر ہن نوسنبر
دہن تنگ حقۂ گوہر با مثل غنچۂ گل ترابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار لبون مین مسیحائی آمدین غنائی زیبائی ایک
ٹوٹا ہوا تاج سر پر ڈھلکا ہوا لباس بوسیدہ زیب جسم صاف ظاہر ہو کہ یوسف مصری درد و رنج کے
پیرہن ہین یا چاند گہن مین بسبب ترقی رنج و ملال پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین کیون خاموش ہون
موجۂ دریاے حسن سے مثال دون نار پستان کا اُبھار حباب دریاے نور کہیے یا جام معکوس زرین
بقول شاعر فرد یہی کرتا ہو اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن ✦ یون اُبھرتے ہین محل پا کے اُبھرنے والے
زلفین عنبرین پر بلاے پریشانی آئینۂ رخسار پر نور حیرانی شکم صاف و شفاف کو دریاے نور کہون
یا تختہ بلور سے مثال دون تشبیہ کمر مین خود گم ہون عدم کیونکر کہون طائر عنقا سے مثال دون یا
شکم کو دریاے نور کہا آئینۂ دریاے نور مین بال آگیا قتل عاشقان پر کمر جست جملہ اعضا درست

بقول شاعر شیرین کلام نظم

گردش چشم نے سرمے کا ضرر کیا ہوگا — دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے — پھیر لے ہم سے وہ بے دید نظر کیا ہوگا
خالق اُس رشک مسیحا کو سلامت رکھے — مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

ہاتھو مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر زبان مین سوزن سرنگون کلیجہ خون آنکھون سے آنسو جاری عین جوش پر بیقراری ان آنکھون کی کیا صفت کہون کیا خوب مطلع یاد آیا بعینہٖ مضمون بے نظیر ہے صاف صاف تقریر ہے مطلع جینے نہ دیگی آنکھین تری بے نقاب مجھے ✤ ان کھڑکیون سے جھانک رہی ہے قضا مجھے ✤ دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسیٰ بجانب صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا آنکھون سے جو آنسو جاری ہین صاف ثابت ہے کہ مشاطۂ تقدیر نے موتیون کا سہرہ چہرۂ زیبا پر آراستہ کیا ہے اگرچہ اشک گہر رشک سر مژگان پر اٹک کر رہ گئے صاف ظاہر ہوا کہ تیر سے آبداری بھی پیدا کی بقول شاعر بیت تیر نگاہ مست تو والی کجا نشست ✤ بر دل نشست و خوب نشست و بجا نشست ✤ دیگر مطلع مصنف مطلع انکھڑیان رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے ✤ ہر اشارے مین ہمارے قتل کی تدبیر ہے ✤ ملول و غمگین سر جھکائے بیٹھی اپنے حال زار پر مثل ابر ملک کے رو رہی ہے عمرو حیران جمال محو دیدار ہو گیا عرصہ دراز تک صورت زیبا کو دیکھا کیا اُسکے حال زار کو دیکھکر قلب تھرا گیا دل سے عمرو باتین کر رہا ہے کہ ایسی معشوق خوشرو خوشخو پر یہ مصیبت اُس نازنین نے بہ نگاہ یاس سر اُٹھا کر طرف خواجہ کے دیکھا غنچۂ دہن وا کیا گہر ریزی زبان معجز بیان سے فرمائی کہ کیون ای شخص میرے حال زار کو کیا دیکھتا ہے کاتب قسمت نے کلک قدرت سے جو کچھ صفحۂ پیشانی پر تحریر کیا ہے وہ ہر نوع پیش آتی ہے ہمارے حال زار پر ناحق کو حیرانی ہے لیکن اے شخص تو یہان تک کیونکر آیا یہ وہ مقام حسرت انجام ہے کہ ہوا بھی نہین آتی اگر کبھی کوئی جھونکا آیا ایسا گرم تھا کہ اعضائے نحیف و ضعیف کو جلا دیا ہوا کی ہوا نہ تھی اور زیادہ بربادی ہوئی تم یہان تک کیونکر پہونچے مردود جادو نگہبان ہمارا ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہر وقت بد نیتی پر کمر باندھے رہتا ہے کوئی نقشہ تیار کر لیا ہے ہر وقت بیٹھا ہوا دیکھا کرتا ہے کسکی مجال ہے کہ یہان تک آسکے

بقول کسی شاعر کے کیا خوب فرمایا ہے نظم

شب وصال محبان سحر نہین ہوتی — سوا ے صبح گلو کچھ خبر نہین ہوتی
نگاہ بازون کی خاطر یہ قید بند ای شوخ — کچھ اپنے ورد نظر پر نظر نہین ہوتی
یہ رنگ کھلگیا سچھو ن کی بند مٹھی سے — حسین مین ہمت تقسیم زر نہین ہوتی
وہ کون لوگ ہین جو ساتھیون کو چھوڑتے ہین — وبال دوش کو گرد سفر نہین ہوتی
شب فراق مین دست جنون سے لیجے کام — بغیر چاک گریبان سحر نہین ہوتی
وہ کون ہین کہ جو فرقت مین جیتے ہین برسون — یہان تو عمر دو روزہ بسر نہین ہوتی
جگر پہ چلتے ہین خنجر خیال ابرو مین — سیاہی شب ہجران سپر نہین ہوتی
نسیم صبح کے ہمراہ دل روانہ ہی — امید زیست ہی جب تک سحر نہین ہوتی
بشر سے بنتی نہین جب طبیعت آتی ہی — کچھ اپنے دل سے بدی جانکر نہین ہوتی
بجلینگے ہم بھی جہان تک جلائے جا ظالم — یہ شمع آہ کی گل عمر بھر نہین ہوتی
یہ آسرا ہی کہ پھر کر تو دیکھ لے شاید — تری نگاہ سے قطع نظر نہین ہوتی
صفیر بے ہنری سیکھ لو جو سیکھو سکو — کہ اس زمانے مین قدر ہنر نہین ہوتی

اسطرح ان اشعار کو رو رو کر اُس نازنین نے پڑھا کہ عمرو کا دل دُکھ گیا کہا ای نازنین والا قدر اپنا حال مفصل بیان کرو ان حالات کے سننے کی دل مین طاقت نہین ہم بھی گرفتار دام مصیبت ہین ایسا نہو مردود ملعون آجائے اُس نازنین نے کہا پہلے یہ فرمایئے کہ آپ کا نام نامی سربرندہ جادوگران دریش تراشندہ کافران طرار فرار خواجہ عمرو نامدار ہی عمرو نے گھبرا کر کہا آپ کو میرا نام کیونکر معلوم ہوا اُس نازنین نے کہا ہمین سالہا سال اس زندان مصیبت مین گذرے بزرگان دین عالم خواب مین آئے جمال جہان آرا ے صاحبقران دکھایا آپ کا نام نامی بتایا یہ بھی فرمایا تھا کہ سوائے خواجہ عمرو کے اس مقام پر کوئی نہین آسکتا اور ہمنے بھی اتنے عرصے مین دیکھا کوئی یہان نہین آیا آپ قفل کاٹ کے آئے دل کو یقین کامل ہوا کہ شہنشاہ عیاران آگئے عقل سے سب باتین ثابت ہوئی ہین یہان بیٹھے بیٹھے جملہ اُمور سے آگاہ ہوئی زبان سے سوزن لگا لیے مین قید سے رہائی پاؤن عمرو نے فورًا زبان سے سوزن کو لنکالا اُس نازنین نے ابرو ہلائے ماران سیاہ جو جسم سے لپٹے تھے حلقہ خاک ہوئے قید بدن سے جدا ہوئی کہا خواجہ ایک خبر اور آپ کو دیتی ہون کہ چالاک راہ مین پکڑ لیا گیا

بھاگا جاتا تھا صحراے آہوان مین پہونچا غزال جادو نے گرفتار کرلیا یہ بھی عرض کرون کہ آپ کس جرم
مین قید ہوے قنطور جادو کو آپ نے مارا ناسور زرخنخوار اُسکا بھائی آئیگا سب کو پکڑ لیگا بول توت
آلکی ہم بھی وقت پر پہونچینگے خواجہ نے پوچھا کہ ای ملکۂ عالم تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی یہی قرینہ
جلیل تمکو ملا غنچۂ آرزو کھلا کہ بزرگان دین نے خواب مین آکر ہدایت کی میان تو یہ ذکر ہو اُس نازنین نے
نام اپنا گلگونہ رنگین پوش تبلایا اور کہا خواجہ سب حال میرا تمپر ظاہر ہوگا خواجہ و گلگونہ جا بیٹھے ہین
کہ نکلین اب حال مردود و ملعون کا تحریر ہوتا ہی یہ اپنے مقام پر بیٹھا ہی شرابخواری مین مصروف کہ یکایک
گھبرایا کہا یارو غضب ہوا کاؤس مارا گیا ساتھ والون نے کہا آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ کاؤس مارا گیا
کہا یارو یاقوت احمر کا دانہ جو میرے گلے مین پڑا ہی یہ سیاہ ہوگیا اگر ٹوٹ جاتا بہتر ہوتا اب مجھکو جاکر دیکھنا
چاہیے کہ کیا معرکہ ہوا زندانخانۂ تنگ و تاریک میرے قبضے مین ہی اُسکی خبر لینا واجب و لازم ہی یہ کہکے
بہ قہر و غضب تمام اُٹھا چند ساحر ہمراہ چلے پیچھے تانتا بندھا ہوا ہی یہ بھی مردود کے مُنھ سے نکلگیا کہ صاحبو
سامری و جمشید خیر کرین ملکہ گلگونہ کئی سال سے قید ہین ایسا نہو ساربان زادہ وہان پہونچ جائے
تو شہنشاہ کو بڑے ملال پہونچینگے سامری نامے مین مرقوم ہی ہر ایک کو یہ راز معلوم ہو کہ اگر ملکہ گلگونہ
رہائی پائیگی اُسکے مان باپ رازدار طلسم ہین اُنکی بھی رہائی کی صورت ہوگی ہم شہنشاہ سے کہا کرتے
تھے کہ اسکو قتل کیجیے اُنھون نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ میری اُسپر جان جاتی ہی مین کیونکر قتل کرون اپنے
ہاتھ کہان سے لاؤن آخر انجام کچھ ہوگا یہ کہتا ہوا چلا یہان خواجہ و گلگونہ مکان سے نکلے ہین کہ
آندھی سیاہ چلی گلگونہ نے کہا خواجہ یہ مردود آتا ہی خواجہ تو گلیم اوڑھ کر الگ ہوے سیاہ آندھی
شق ہوئی دیکھا مردود مثل شعلۂ جوالہ آتا ہی وہین سے للکارا او گلگونہ غضب کیا قید سحر جسم سے دور کی
دیوانہ کر کے مارونگا ساربان زادے کو لشکر سے پکڑ لاؤنگا بی مہرخ و بہار کیا کر سکتی ہین گلگونہ نے
گانی باندھی پکار کر آواز دی او نمک حرام شہنشاہ لاچین کو تم سبھون نے ملکر قید کیا یہ بدعت بالا بالا نہ جائیگی
مردود جو زمین پر آیا چار ہزار جادوگر اسکے ہمراہ تھے اشارہ کیا یارو سب ملکر ملکہ کو گرفتار کرلو گلگونہ نے مسکرا کر کہا
او بیحیا تو خود آ ملیوس جادو کہ سب کا افسر تھا سحر کرتا ہوا بڑھا ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن وا ہوا گل سحر نے اپنا رنگ جمایا
گورے گورے ہاتھون کو ہلایا کہا کیون صاحبو ہمتو تمھارے مشتاق ہین یہ بھی نیرنگ زمانہ کے اتفاق ہین
تم ہمارے کیون دشمن ہو دیکھو صحراے پر بہار ہی نسیم چمن بادۂ محبت سے سرشار ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور ہی

کیفیت انتظار مین عجب سرور ہی زمزمہ سرا تمام جانور زمردی منقارین مرجان کے پاؤن ملبوس نے سر اُٹھا کر دیکھا نسیم سحری معتدل چل رہی ہی نہ گرمی نہ سردی نہرون کو بحر محبت کا جوش موجۂ آب کو بیہوشی کا ہوش صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر مینائے شجر سے سر ٹکراتی ہی عندلیبان خوشنوا کے جوش وخروش پہلوئے گل مین پھولکر بیٹھی ہین اشعار عاشقانہ گا رہی ہین پھولونکو پکار پکار کر سنا رہی ہین نظم

کھینچے صورت بلبل ہزار صحبت مین ۔ گلون کے دم کی ہی ساری بہار صحبت مین
محل عیش کا کیا کام یار صحبت مین ۔ عدو کا دخل نہو زینہار صحبت مین
لگی ہین جانب در خود بخود مری آنکھین ۔ یہ کس کے آنے کا ہی انتظار صحبت مین
نہ حیف ہوسکین کچھ ہمسے خاطرین اُنکی ۔ اُنھین بلاکے ہوا شرمسار صحبت مین
مین رند ہون مجھے کیفیتون سے مطلب ہی ۔ چلے شراب شب وصل یار صحبت مین
پٹے ہین کشتیون مین کیون شراب کے شیشے ۔ یہ کون آئیگا پروردگار صحبت مین
کسی کے سر سے دوپٹہ ہٹا ہی جو ای دل ۔ بسی ہی نکہت مشک تتار صحبت مین
ذرا حضور ادھر بھی ملاحظہ ہو جائے ۔ ہین جمع دیدۂ امیدوار صحبت مین
جگہ دو نور کو دل کی طرح جو پہلو مین ۔ سوا ہو اور تمھارا وقار صحبت مین

یہ اشعار عاشقانہ جو ملبوس نے سنے جھومنے لگا پلٹکر اپنے ہمراہیون کی جانب دیکھا سب جھوم رہے تھے سیر صحرا دیکھکر مست تھے پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم ہم سب غلام ہین چاہتے ہین کہ ہمبھی گلشن جمال مین مصروف رہین ملکہ نے ہنسکر کہا تم ہمارے کیسے چاہنے والے ہو مردود ہمارے قتل پر آمادہ ہو کر آیا ہی اسکا سر لیکر آؤ ہم تمھارے ساتھ ہین عندلیبان خوشنوا کی جانب دیکھکر آواز دی کہ سوا ے پہلوے گل مین بیٹھنے کے کچھ اور بھی آتا ہی عندلیبان زمزمہ سرا شاخہاے گل سے اُڑین گردن چار ہزار جادوگرون کے چرخ مارا جسپر سایہ پڑا جھوم گیا کوئی پکارتا ہی ای ملکۂ عالم ہم تو غلام حلقہ بگوش ہین خوف سے اس بیچیا کے خاموش ہین بعضے جھوم رہے ہین بعضے پسینے پسینے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین اشعار

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہگیا ۔ آگ کا شعلہ سا اک دل مین بھڑک کر رہگیا
پرتو خال رخ پر نور شام زلف مین ۔ کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہگیا
کس نہال حسن کی آمد تھی جو گلزار مین ۔ فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہگیا

تربیت کی امید کسکو تھی کیا خالق نے فضل
یاد آئی صندلی رنگت جو محبکو یار کی
باغ مین اُس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
شوق مین نظارۂ عارض کے تڑپا اسقدر
یاد جس پیکر لطافت کی جو آئی ہجر مین
کہتے ہین آوازے لاغر حد سے پاکر وہ مجھے
اُس پری تمثال کے یہ حسن کی شہرت اُڑی
نور عاشق ہی نہین محبسا زمانے مین کوئی

درد دل مین ای بت مصر و چمک کر رہگیا
رات کو مین ہچکیون سے سر پٹک کر رہگیا
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہگیا
دم رگون سے کھنچ کے آنکھون مین اٹک کر رہگیا
بر مین دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہگیا
کچھ مری آنکھون مین کانٹا سا کھٹک کر رہگیا
آشیان مین طائرِ سدرہ پھڑک کر رہگیا
جو حسین آیا نظر بس دل پھڑک کر رہگیا

عرصۂ دراز تک وہ سب اشعار عاشقانہ پڑھا کیے مردود نے پکار کر آواز دی ای لشکر امو ہم تمکو حکم دیتے ہین کہ اس عورت کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ یہ کیا حرکات لغو کر رہے ہو ملکہ نے کہا حقیقت مین سچ کہتا ہی جلد اسکو گرفتار کر کے ہمارے سامنے لاؤ یہ لایق سزا دینے کے ہی ملبوس چار ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر طرف مردود کے چلا ہر چند مردود سحر کرتا ہی کبھی ترنج و نارنج اُچھالتا ہی وہ سب بلوہ کر کے مردود پر ٹوٹ پڑے جبراً قہراً گرفتار کر لیا جب مردود سحر کر کے تڑپتا ہی ان سبھون کے ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہی ملبوس نے کہا اسکی زبان مین سوزن دو مردود نے چاہا تڑپکر نکلجاؤن ملبوس نے گردن لی زبان مین مردود کی سوزن دی کشان کشان سامنے گلگونہ کے لائے کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی ملکہ نے کہا قتل کرو ملبوس نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کٹکر مردود کا گرا آندھی سیاہ اُٹھی برق چمکی رعد گرجا اُن سب دیوانون کے بھی سر کٹکر گرے اب خواجہ عمرو ظاہر ہوے ملکہ کے ہاتھ چوم لیے کہا ملکہ ماشاء اللہ کیا سحر کیا ہی ملکہ نے کہا آپ اب طرف لشکر کے چلیے میری بارہ ہزار کنیزین قید ہین اُنھین رہا کر کے ہمراہ لیکر آتی ہون مقام کا مفصل نام بتائیے خواجہ نے کہا پشتہ نگین جہان پر لشکر فروکش ہی اُسی مقام پر آئیے خواجہ تو طرف لشکر کے چلے ملکہ نے راستہ بتا دیا کہدیا اس راہ کے خلاف نہ جائیے گا ملکہ پر پرواز پیدا کر کے ایک جانب گئین لیکن اولان اول حال چالاک بن عمرو تحریر ہوتا ہی چالاک جب قید خانے سے چھوٹکر بھاگا خائف و ترسان چہار جانب دیکھتا ہوا چلا کہ پھر گرفتار نہون ایک صحرا مین گذر ہوا ہزارہا آہو کالی کالی آنکھین گردش کرتی ہوئین اُس صحرا مین پھر رہے ہین چالاک اُن آہوون سے دیکھکر بھاگا لیکن آہو پیچھے دوڑے تھوڑی دور تک گیا مگر اپنے بیچ مین سے آہوون نے نہ نکلنے دیا قبل اسکے

اس کوہ پر لڑائی پڑ رہی تھی کہ ایک طرف سے دھڑوکے کی شیر کے آواز آئی زمین تھرائی چالاک رُکا ایک شیر
قریب چالاک کے آیا چالاک نے چاہا ٹر پکڑ نکلجاؤن شیر نے گردن لی چالاک کو لیکر بھاگا چالاک
بیہوش ہوگیا بعد تھوڑے عرصے کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک باغ پُر بہار ایک ساحرہ مسند پر بیٹھی ہی اُسنے
پوچھا کیون چالاک مردود کے پنجے سے کیونکر رہائی پائی چالاک نے کہا مین نہین جانتا کہ مردود کون
تھا مین تو راہ راہ جاتا تھا آپ نے ناحق مجھکو گرفتار کرلیا مین بیگناہ ہون جبدن سے مین ہوشربا مین آیا
صحرا مین رہتا ہون باپ کے ساتھ نہین رہتا مانگ جانچ کے اوقات بسر کرتا ہون افراسیاب سے اکثر
کہا مگر وہ نامنصف ہی آپ ہمکو ملازم کر لیجیے عمرو کی مشکین باندھکر لائینگے مشہور ہی کہ مہتر قران گرفتار نہین
ہوتے اُنکو گرفتار کرکے نہ لائین تو ہمارا نام نہین ملکۂ غزالہ جادو نے کہا سارے فتور عمرو کی ذات سے
برپا ہوے اُس سے تو کیا لڑیگا تجھکو مین ابھی قتل کرونگی سر خدمت مین افراسیاب کی روانہ کردونگی یہ کہکر
کنیزون کو آواز دی کہ خبر تو لاؤ زندان مردود پر کیا گذری چند کنیزین گئین روتی پیٹتی آئین عرض کی
کہ ای ملکۂ عالم قیدخانہ ٹوٹا عمرو عیار قید سے چھوٹا قریب قیدخانہ لاشہ مردود کا پڑا ہی اب تو ہر ایک
ساحر کی زبان پر یہی ہی کہ ہماری اقلیم کی آبرو مٹی اُسی کی ذات سے سب انتظام تھا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ایک
کنیز نے بڑھکر عرض کی ملکہ صرصر در دولت پر حاضر ہی ملکہ غزالہ نے حکم دیا بلالو ملکہ صرصر اندر آئین غزالہ
کو سلام کیا نامہ غزالہ کے ہاتھ مین دیا غزالہ نے پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ غزالہ تُنے بڑا کمال کیا کہ
چالاک کو پکڑ لیا جلد اُسکو ہمارے پاس روانہ کرو غزالہ نے کہا ای صرصر تم چالاک کو کسطرح لیجاؤگی صرصر
نے کہا بیہوش کرکے نشتارہ باندھکر لیجاؤنگی غزالہ نے کہا کیا مضائقہ ہی ای صرصر وہ سامنے نخل سر سبز و شاداب
ہی اُسکے سائے مین ہوکے چلی آؤ پھر اُسے لیجانا عمرو کو یقین کامل ہوا کہ اس نخل کے سائے مین جانے سے
کوئی خرابی ہی بس باتین بنانے لگے غزالہ نے دیکھا کہ صرصر کو سایۂ نخل مین جانے سے انکار ہی شک تو ہوچکا تھا
جھولی سے ایک پتلی نکالی کہا ای ہمشیرۂ سامری اپنا کمال تو ظاہر کرو پتلی مثل انسان کے ٹہلتی ہوئی قریب
عمرو کے آئی عمرو نے چاہا ہٹ جاؤن قریب آکر ہاتھ اپنا اُسنے عمرو کے مُنہ پر پھیرا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی اب تو ظاہر ہوا کہ یہ عمرو عیار ہی صرصر کی شکل بنکر آیا تھا ملکہ غزالہ نے کہا کمال کیا
مکر ساربان زادے کا کھل گیا ملکہ غزالہ نے کہا او عمرو تو نے کھیل سمجھا تھا کہ صرصر بنکے چالاک کو لیجاوے بھلا
ہم اسطرح قید حوالے کرتے یہ کہکر کنیزونکو آواز دی لو صاحبو طلسم ہوشربا ہی بچگیا میدان خونی کی تیاری کرو

اُسی وقت دارین استادہ ہونے لگین جلاد خنجر ہاے برہنہ لیے حاضر ہوے خواجہ عمرو فریاد کر رہے ہین کہ اے ملکہ
غزالہ مین نے آپ ایسی جادوگرنی نہین دیکھی امیدوار ہون کہ مجھکو ملازم کیجیے مین خدمت اقدس مین حاضر
رہونگا بادشاہون کو مار کر شہرون پر قبضہ کرادونگا یہ باتین سنکر ملکہ غزالہ کو بڑا لطف حاصل ہوا اُسی پتلی کو
پھر جھولی سے نکالا پوچھا کیون ای ہمشبیہ سامری عمرو میری اطاعت کرتا ہی تمھاری کیا راے ہی پتلی نے
کانون پر ہاتھ رکھکر کہا ملکہ یہ ساربان زادہ بڑا مکار ہی اسکی بات کا کیا اعتبار ہی چاہتا ہی فقرہ دیکر آپ کو
قتل کرے یہ سنکر غزالہ بہت جھلائی کہا ارے جلد میدان خونی کی تیاری کرو ہمشبیہ سامری نے عمرو کے
دل کا حال بتا دیا اُسی وقت جلادون نے عمرو و چالاک کو کھینچ لا کر زیر تیغ بٹھایا عمرو کا تڑپنا پھڑکنا
جلاد نے دونون کی گردن پر کوئلے کا خط کھینچا خنجر لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ حکم اول ہی سمجھکر دیجیے
یہ عمرو عیار ہی اسکے خون کے دعویدار بہت ہین غزالہ نے کہا جلد دونون کا سر کاٹ دے جلاد خنجر کھینچکر
چلا عمرو نے سر اُٹھا کر طرف آسمان کے دیکھا کہا ای کریم کارساز وای رب بینیاز مدد کر اس بلا کو ہمارے
سر سے رد کر بلا ٹال کر جو عمرو نے دعا کی باب اجابت وا تھا فوراً دعا قبول ہوئی ملکہ گلگونہ رنگین پوش
کنیزون کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار اُڑی ہوئی جاتی تھین سر جھکا کر دیکھا خواجہ عمرو و چالاک زیر تیغ بیٹھے
ہین جلاد قتل کیا چاہتا ہی یہ حال دیکھکر قلب تھرا گیا ہاتھ ہلا دیا برق تڑپکر گری دونون جلادون کے
سر اُڑ گئے گلگونہ نے پکار کر آواز دی او غزالہ مردود جادو مارا گیا ہے۔ ہائی ہائی اب افراسیاب سے
سمجھا جاویگا غزالہ نے گولہ مارا ملکہ نے کہا مین اسپر کیا سحر کرون کچھ اشارہ کر دیا ساتھ والیون نے آواز دی
او غزالہ تو نے غضب کیا ہماری ملکہ سے دشمنی کی چہار جانب سے کنیزون نے غزالہ کو گھیر لیا بلوہ کر کے
گرفتار کیا کشان کشان سامنے ملکہ گلگونہ کے لائین کہا حضور یہ گنہگار حاضر ہی گلگونہ نے چٹکی خاک کی
اُٹھا کر سر پر غزالہ کے ڈالدی ہر سر مو سے شعلہ ہاے آتش نکلے غزالہ جلکر خاک ہوئی جادوگرنی کنیزین
غزالہ کی سامنے ملکہ گلگونہ کے آئین عرض کی حضور ہم تو بیخطا ہین ہمین معاف فرمائیے ملکہ گلگونہ نے
اُن سب کو مطیع اسلام کیا خواجہ عمرو کو آکے رہا کیا چالاک کو بھی قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر کو چلین
مین بھی حاضر ہوتی ہون خواجہ عمرو و چالاک روانہ ہوے بعد ان دونون کے جانے کے ملکہ گلگونہ اُسی طرح
تخت پر سوار ہوئین طرف لشکر اسلام کے چلین افراسیاب طرف سے خواجہ کے مطمئن ہی کہ مین پاس
مردود کے قید کرا آیا ہون تا قید حیات وہان سے رہائی نہو گی اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ناسور نجومی

اگر پہونچا ساٹھ ستر ہزار ساحران زبردست ہمراہ ہین ایک طرف اگر بارگاہ استاد گرامی افراسیاب کا
اگر دامن پکڑ لیا کہا حضور غلام آپ کا فطور کہان گیا افراسیاب نے کہا اسکو عمرو نے مارا مین نے
اُسے پاس مردود کے قید کر دیا ہی خود برائے گرفتاری گیا مہرخ و بہار کی سرکشی بڑھتی جاتی ہی جو ساحر
گیا علف شمشیر آبدار ہوا ناسور نے کہا غلام کو حکم ملے کہ اُن سب کو گرفتار کر کے لاؤن ہر چند افراسیاب نے
کہا کہ اے ناسور ابھی تامل کرو ناسور نے کہا مین نہ مانونگا جاتے ہی قیامتین برپا کر دونگا عمرو کو بلوا لیجیے
مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون بھائی کے خون کا بدلا لون میرا بھائی مارا جائے اور قاتل اُسکا زندہ رہے
آپ کی عنایت سے غلام کو سب طرح کا اختیار ہی افراسیاب نے کہا طلسم مین قید میعادی ہی اندر میعاد کے نہین قتل کر سکتے
کاہنان طلسم کی ممانعت ہی اگر کسی کو قتل کرین تو طلسم مین فتور برپا ہو تم مہرخ و بہار کو گرفتار کر کے لاؤ بنام
مردود کے مین نامہ لکھونگا عمرو کو حوالے کر دونگا تم اپنے ملک مین جا کر قتل کرنا یہ بھی سامری نامے مین
مرقوم ہی کہ جہان عمرو کا خون گریگا وہ زمین آباد نہوگی ناسور نے اُسی وقت طرف پشتہ رنگین حصار کے
کوچ کیا منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی چند و پرند نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ناسور زخمخوار اپنے بھائی کے
خون کا معاوضہ لینے آتا ہی ملکہ مہرخ نے کہا کیا افسوس کا مقام ہی کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب پکڑ کے لیگیا
چالاک تلاش مین گئے ہین افراسیاب نے اُس ساحر کو روانہ کیا کہ جسکا مثل و نظیر نہین برق تڑپکر اپنے مقام
سے اُٹھا کہا آپ نہ گھبرائین مین اُسکی مشکین باندھکر لاتا ہون مخمور نے کہا ذرا سمجھ بوجھ کے جانا یہ بڑا ساحر
زبردست ہی اُسپر یکایک ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ مشکل ہوگی برق نے کہا مین ابھی لیکر آتا ہون یہ کہکر چلا پھرتا
پھرتا ایک پہاڑ پر پہونچا سر اُٹھا کر دیکھا لشکر ناسور فروکش ہی عقل سے سمجھ گیا کہ یہی لشکر ناسور کا ہی
پہاڑ سے اُتر کر لشکر مین آیا دیکھا کنارے پر لشکر کے ایک جادوگر بیٹھا ہوا پوجا پاٹ مین مصروف ہی برق
اُسکے پاس گیا جھک کر سلام کیا ساحر نے پوچھا کون کہا حضور آپ کے بھائی ہین نوکری کے واسطے آئے
ہین منظور ہوا اسی جادوگر کو مار کر سامنے ناسور کے جاؤن باتین کرتے کرتے شراب مین بیہوشی ملا کر پیش
کی اُس جادوگر نے جام ہاتھ مین لیا چاہتا ہی پیے وہان ناسور بیٹھا نقشہ دیکھ رہا تھا بے اختیار ہنس پڑا
ساتھ والون سے کہا میان برق آ پہونچے جادوگر کو گرفتار کیا چاہتے ہین ایک ساحر جائے جلد گرفتار کر کے
لائے ایک جادوگر تہمتن جادو مصاحب ناسور کا چلا یہان وہ ساحر جسکو برق نے جام دیا ہی یہ جام
ہاتھ مین لیے ہوے ہی برق اشعار پڑھ رہے ہین ہر مرتبہ فرماتے ہین یعنی ساقی سامری نوش فرمائیے القاب

جمشید پڑھتا ہون ساحر حیران دیکھ رہا ہی برق نے کہا اب دیر نہ کیجیے اُس جادوگر نے جام مُنھ سے لگایا پیتے ہی گھبرایا کہا اس شراب مین کیا تھا مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی برق نے کہا ذرا اُٹھ کر ٹہلیے وہ جادوگر اُٹھا لڑکھڑا کر گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک کیا آسمان سے نعرہ ہوا منم تہمتن فیلزور ارے غضب کیا ملازم شاہی کو مارا برق نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہی برق نے کمر سے ایک ترنج سبز نکالا آواز دی او تہمتن تجھے قضا لیکر آئی ہی تہمتن زمین پر قائم ہوا چاہا سحر کرون برق نے ترنج پھینک مارا اُسنے غصے مین ہاتھ مارا ترنج پھٹا پانی کی چھینٹین اُڑین چند قطرے دماغ پر پڑے لڑکھڑا کر گرا برق نے اُسکو خنجر مارا لشکر کے جادوگر لینا لینا کہکر دوڑے برق جست و خیز کرکے نکلگیا ناسور نے کہا غضب ہوا تہمتن کو مارکر برق نکلگیا ابھی بلاتا ہون ملکہ حیرت کے سامنے قتل کرونگا فوراً سوار ہوا ملکہ حیرت کو خبر ہوئی کہ ناسور آتا ہی عیارون نے بہت ستایا یاقوت و زمرد وزیرزادیون کو واسطے استقبال کے بھیجا خود کنارے پر لشکر کے ٹہلنے لگی کہ ناسور آکے پہونچا ملکہ حیرت کو سلام کیا کہا حضور نے سُنا برق عیاری کرکے نکلگیا دیکھیے مین ابھی بلواتا ہون کنارے پر لشکر کے اُتر پڑا ملکہ حیرت سے کہا آپ جاکر آرام فرمائین مین ابھی برق کو لیکر آتا ہون یہ کہکر خود چلا برق ایک غار مین چھپا ہوا تھا اُسنے غار سے دیکھا کہ ناسور جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہی برق غار سے نکلکر بھاگا جنگل مین دیکھا ایک گنوار چلا آتا ہی برق نے جھپٹ کر اُسے حباب مارا بیہوش کرکے اپنی صورت اُسے بنایا ہوشیار کرکے آئینہ ہاتھ مین دیا کہا دیکھو خداوند نے کیا مرتبہ تمکو دیا تم کایا پلٹ ہوئے یہان سے سیدھے چوک مین جاؤ ناسور زخم خوار تمھین تلاش کر رہا ہی پکار کر نعرہ کرنا منم مہتر برق فرنگی تجھے قتل کرنے آیا ہون وہ ساحر ہو گرفتار کریگا جسوقت قتل کرنیکا ارادہ کریگا سامری و جمشید تمکو بادشاہ کر دینگے گنوار اکڑتا ہوا چلا برق کنارے ہو گیا دور سے ناسور نے دیکھا برق فرنگی آتا ہی تڑپ کے گرا کمر مین پنجہ دیکر بے بھاگا گنوار نے نعرہ کیا او بیحیا مین تجھے قتل کرنے آیا ہون ناسور کب سنتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین بیٹھی ہین کہ پکڑا ہوا ناسور برق کو پکڑ لایا قتل کیا چاہتا ہی گھبرا کر چلین کہ جاکر منع کرون کہ خبردار برق کو بدون حکم افراسیاب نہ قتل کرنا ناسور نے لشکر مین پہونچتے ہی کہا ارے کوئی جلاد کو لاؤ جلاد نے آتے ہی حکم پوچھا ناسور نے حکم قطعی دیا جلاد نے ہاتھ تلوار کا مارا برق نقلی کا سر کٹکر گرا غُل ہوا برق مارا گیا ہرکارے لشکر اسلام کے میان موجود تھے یہ خبر لیکر بھاگے ملکہ مہرخ سے جاکر اطلاع کی مہرخ و بہار رونے لگین ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ایسا جانباز و سرفروش مارا گیا

سب سردار پریشان ہو رہے تھے کہ خواجہ عمرو و چالاک آکر پہونچے تمام سردارون کو گریان و نالان دیکھکر
عمرو نے پوچھا ارے کیا ہوا ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ غضب ہوا برق فرنگی کو ناسور زر تمخوار نے مار ڈالا
چالاک کا رنگ رو متغیر ہوگیا خواجہ نے سر پیٹ لیا کہا بڑا غضب ہوا کیا قیامت کی عیاری کرتا تھا آج میرا بازو
ٹوٹ گیا چالاک بھی پچھاڑین کھا رہا ہے خواجہ نے کہا او چالاک کیا مثل عورتون کے روتا ہے ہم زندہ ہون
اور برق مارا جائے جا کر اُسکے قاتل کو قتل کر چالاک روتا ہوا چلا جب چالاک جا چکا تو خواجہ نے کہا مین بھی
جاتا ہون ایسے جلاد سے خدا بچائے ناسور نے جب برق نقلی کو قتل کیا ملکہ حیرت نے آگے دیکھا سر پیٹ لیا
کہا اے ناسور یہ تمنے کیا کیا کیا افراسیاب اسکو قتل نہ کر سکتا تھا جب گرفتار کیا قید رکھا اسی خیال پر کہ ہین یہ
کے پیادے کو کیا قتل کرین انکو قتل کرنے سے کیا نفع ہوگا ناسور نے کہا اسنے بڑی بے ادبی کی میرے
ساحرون کو قتل کیا تہمتن میرا مصاحب خاص اسطرح مارا گیا کہ مجھسے صبر نہو سکا آپ کیون گھبراتی ہین
ملکہ حیرت نے کہا ہر چند کہ تا انتہا قید ہی رکھا لیا بندہ تانے پھرتا ہے اُس سے جان بچانا مشکل ہوگا شبیہ نے کہ
لشکر کا سپہ سالار ہے کہا اے ملکہ عالم آپ کیون گھبراتی ہین ہم سب انتظام کرینگے عمرو بچکر عیار کہان جائینگے
یہ کہتے کہتے شبیہ گالیان دینے لگا خدمتگار اُگالدان لیے پہلو مین کھڑا تھا اُسنے کہا حضور بقدرِ عیاران کلمات
سخت نہ کہیے وہ بھی قوم کے شریف ہین شبیہ نے کہا تجھے کیا دخل ہے خدمتگار نے کہا دیکھیے شہنشاہ ساحران
منع کرتے ہین جیسے ہی شبیہ اسطرف پلٹا خدمتگار نے نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک ہو قصہ پاک اندھیرے مین
کئی جادوگرون کو مار کر چالاک لنگا گیا ملکہ حیرت نے کہا اے ناسور تمنے دیکھا ناسور نے کہا مین ابھی
بلواتا ہون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے حیرت نے کہا غدر ہو جائیگا بیٹھنا اٹھنا مشکل ہوگا سب مین
زیادہ کالیا ہزارون جادوگرون کو مار ڈالیگا ناسور نے کہا آپ جا کر آرام فرمائیے مین سمجھ لونگا سردارون کی
بھی فکر کرونگا طبل جنگی بجواؤنگا بی بہار و مخمور کی مشکین باندھونگا اب انکو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر کہا اے
اشہب تیز گام چالاک کو جلد لاؤ دیکھا پہاڑ سے ایک مرکب با ساز و یراق مرصع کار مثل ماہ زنگندہ پہنے ہوئے
گلے مین ہیکل چھم چھم کرتا ہوا سامنے آیا ناسور نے کہا جلد جا فرزند عمرو کو لیکر آ وہ گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا
چالاک صحرا مین کھڑا تھا دیکھا اسنے ایک گھوڑا ساز سے آراستہ قریب آکے کھڑا ہوا چالاک جدھر ہٹتا ہے
گھوڑا اُسطرف جاتا ہے آخرکار چالاک قریب آیا گھوڑا اسطرح جھکا کہ چالاک کو اپنے اوپر سوار کر لیا اب
چالاک ناچار ہوا باگ پر ہاتھ ڈالدیا مرکب لیے ہوئے چالاک کو لشکر ناسور مین پہونچا ناسور نے

جو چالاک کو دیکھا کہا ای ملکۂ عالم دیکھیے عیارون کی یہ حقیقت ہی جادوگرون سے کہا اسے گرفتار کرلو چالاک
کو مسلسل کرکے سامنے لائے چالاک نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ حیرت کے دیکھا حیرت نے کہا ای ناسور
یہ عمرو کا بیٹا ہی جبتک عمرو گرفتار نہو اسکا قتل کرنا مناسب نہین ناسور نے کہا مین ابھی عمرو کو بلاتا ہون
یہ کہکر اُسی مرکب سے کہا ای اشہب جاؤ عمرو کو لاؤ گھوڑا طرارے بھرتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے دیکھا گھوڑا
میری جانب آتا ہی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی گھوڑا اُسی مقام پر آیا گرد خواجہ کے پھر رہا ہی خواجہ گلیم اوڑھے
کھڑے ہین مرکب کبھی شیہے بھرتا ہی ٹاپین مار رہا ہی عرصۂ دراز تک گھوڑے نے یہ حرکتین کین عمرو کو نہ پایا ناچار
ہوکر پلٹا ناسور اور حیرت کھڑے ہین کہ گھوڑا پلٹ کر آیا ملکہ حیرت نے کہا کیون ای ناسور دیکھا تو نے کہ
عمرو دستیاب نہوا ناسور زرخمخوار نے کہا ای ملکۂ عالم اب مجھے حال معلوم ہوا اُسکے پاس گلیم عیاری ہی وہ چیز
بزرگون کی دی ہوئی ہی اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا جب اُسنے گلیم اوڑھ لی اشہب گرد پھرا کیا اُسکو نہ دیکھ سکا
مین اُسکو اور تدبیر سے گرفتار کرونگا کل سردارون کو تو گرفتار کرلون عمرو کو اور طور سے پکڑ لونگا اب کہان
جائیگا آپ جاکر طبل جنگی بجوائیے دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا خواجہ لرزان و ترسان اپنی بارگاہ مین آئے
مہرخ نے پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا ناسور زرخمخوار جو آیا ہی یہ بہت بڑا جادوگر ہی خدا اسکے شر سے
بچائے چالاک کو گرفتار کرلیا بہار نے کہا خواجہ آج کل باہر نہ نکلیے دونون لشکرون مین تیاریان ہو رہی
ہین ناسور نے شہلائے مردارخوار ایک ساحر زبردست ہی اُس سے کہا کل میدان کارزار مین تم نکلنا
مین الگ سے مدد کرونگا بڑے بڑے ساحرون سے مقابلہ ہی مثل باغبان قدرت و معمار ایسے صاحبان
شوکت یہ میدان مین نکلینگے شہلائے مردارخوار نے عرض کی مین سمجھ لونگا جنکے آپ نے نام لیے انکی توکچھ حقیقت
نہین ہی اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا صدائے مرغ سحر بلند ہوئی لشکر میدان
کارزار مین جانے لگے ملکہ حیرت تخت پر سوار لشکر کو لیے ہوے آتی ہی اُدھر سے لشکر مہرخ تیار ہوکر میدان
مین آیا ملکہ مہرخ نے دیکھا لشکر کفار آکر جما ملکہ حیرت تخت پر سوار تمام ساحران غدار گھیرے ہوے ہین
شہلائے مردارخوار لشکر کو آراستہ کر رہا ہی کہ ناسور زرخمخوار بھی آکر پہونچا شہلا نے اجازت لی میدان کارزار
مین آیا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خداپرستان جسکو تمنائے مرگ کی ہو نکلے ملکہ مہرخ نے سر اُٹھا کر چہار جانب
دیکھا مخمور نے اپنا طاؤس بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی طاؤس بڑھا کر چلین جب قریب پہونچین شہلا
نے دستک دیکر آواز دی ای عقاب اسے لینا آسمان پر سنّاٹا ہوا ایک عقاب پیدا ہوا تڑپکر چلا کہ ملکہ مخمور کو

پنجے مین دبا کر اُٹھائے مخمور نے آواز دی ای طاؤس لینا ایک طاؤس پیدا ہوا طاؤس و عقاب مین سقفاٗ
نیچے چلکر پر ٹوٹ ٹوٹ کے زمین پر گرے دونون نے مُنھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑے اول عقاب جلا
اُسنے پرون سے چنگاریان گرائین طاؤس بھی جلا دونون نے پھر و سنگین دین شیران صحرا پیدا ہوئے آپسمین
لڑے آخر دونون نابود ہوئے شہلا نے غصے مین ایک دو پتھر زمین پر مارا زمین کانپی ایک شعلہ چمکا مخمور
کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قریب تھا کہ لہرا کر گرے کہ مخمور نے آواز دی ارے مجھپر بہت شاق ہی دل
تر دو منزل سحر جدید کا مشتاق ہی ایک نازنین مشعل ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوئی ضو مشعل کی جو مخمور پر پڑی
یا تو چہرہ اُداس تھا یا چہرے پر سرخی آئی کیا کیفیت بیان کرون مخمور نے جھوم کر آواز دی ای نعمان گلعذار
شہلا کو لینا پہلو سے آواز آئی حاضر شہلا نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین گلرخسار کبک رفتار شیرین گفتار
مسکرا کر سامنے آئی جھک کر سلام کیا شہلا نے جو جمال مہر تمثال دیکھا ہاتھ پانو مین رعشہ آگیا کہا کیون ملکہ
عالم کیونکر آنیکا اتفاق ہوا کہا تمھارے مشتاق ہو کر آئے ہین ملکہ حیرت نے پکار کر آواز دی ای ناسور خبر لو
شہلا کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی ناسور نے دستک دی کچھ ہونٹھ ہلائے ایک برق چمک کر گری کہ اُس نازنین کے
دو ٹکڑے ہوے مخمور کے ہاتھ پانون مین رعشہ آیا زمین سے غبار اُڑا اُس غبار نے خاک مین ملا دیا ملکہ مخمور
لرزکر اگر گرین شہلا نے چاہا گرفتار کر لون ناسور ملکہ حیرت سے کہ رہا ہی حضور نے خوبصورتی سحر کی دیکھی شہلا
نے چاہا مخمور کو اُٹھا لون کہ پہلو سے آواز آئی او ناہنجار او بد کردار دیکھ تو شہنشاہ کا کیا حکم ہی شہلا نے پلٹکر
دیکھا ایک شیر سوار شیر کو اُڑائے ہوے آتا ہی کاغذ ہاتھ مین تھا قریب پہونچکر نامہ ہاتھ مین شہلا کے دیا اُسنے
نامہ کھولا کاغذ جو کھلا بیہوشی اُڑی ارے کہکر گرا نامہ دار نے بندہ مار کر نعرہ کیا نعرہ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سہ سنگ در خنجر گزاری
منم مہتر قران شبیر ثریانم
بمیدان اژدر آتش فشانم

نعرہ کرکے جست کرکے بھاگے ایک شعلہ چمکا آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی
کشتی مرا نام من شہلا اے مردار خوار لود ناسور زخم خوار نے پلٹکر دیکھا ملکہ مخمور مثل برق جہندہ تڑپ رہی ہین
پکار کر آواز دی ای ملکہ حیرت جادو او رکسیکو بھیجو ملکہ حیرت نے کہا ای ناسور دیکھا تجنے ناسور نے کہا دیکھیے
تماشا دکھاتا ہون آپ علیحدہ رہین یہ کہکر کل لشکر کو لیکر چلا ملکہ بہار نے دیکھا کہ مخمور پر بلوہ کفار کا ہی اپنے
مقام سے بڑھین نسرین و نسترن و غنچہ دہن و سوسن و رشک چمن و شگوفہ و بنفشہ وغیرہ باغ
بے خزان پشت پر جیسے ملکہ بہار نے ہاتھ ہلایا کنیزون نے دف و دائرہ بجایا چند کنیزین خوش آواز ابید سوز و

گداز چند اشعار بہ الحان گانے لگین اشعار

ہستی سے میرا نام ونشان تک مٹا دیا
خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا

کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سُنا دیا
سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا

خط کا فروغ گالون سے گالون کا خط سے حسن
ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا

کہتا ہی سُنکے میرا پیام طلب وہ شوخ
کیون آئین کچھ کسی کا ہی ہمنے لیا دیا

پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے
جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اُٹھا دیا

فرقت مین تھا قیامتِ کبرا کا سامنا
نالون سے خفتگانِ لحد کو جگا دیا

اللہ رہی حرارتِ سوزِ فراقِ یار
ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

موسیٰ و فور نور سے غش کھا کے گر پڑے
تمنے جو اپنے حسن کا جلوہ دکھا دیا

ایسے اشعار بہت سے کنیزون نے گائے پھول برسنے لگے پچکاریان چلین رنگ نے اپنا رنگ جمایا پھولونکی خوشبو جسکے دماغ مین پہونچی پھول گیا منقار جادو بارہ ہزار فوج کا افسر یا تو سحر کرتا ہوا آتا تھا یا رُک گیا پلٹکر پوچھا کیون بھائیو کیا ارادہ ہی ساتھ والون نے کہا ہم تو عاشق گل رخسار بہار ہین جی چاہتا ہی جا کر نثار ہون منقار نے کہا ہم تمھارے ساتھ ہین بہار نے پکار کر آواز دی شادی ہی خون کا رنگ کھیلو دشمنونکو ہمارے مارو ناسور زن خونخوار کو گرفتار کرکے لاؤ معشوق کو بیاہ کے لیجاؤ وصل سے شادکام ہو عاشقان صادق مین نام ہو منقار جھوم گیا ساتھ والون کو لیکر ناسور پر جا پڑا ناسور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون نے آفت برپا کردی خون کے دریا بہہ گئے سب سے زیادہ منقار کو جوش ہی سحر کی بوچھار کردی گچھے پیکان کے مارے تیر برسنے لگے جسن خطاکار کے سینے پر پڑا سہمکر گرا چلا نہ سکا گوشہ گیر ہوا پتلے پر جاکر گرا زاغ لما لکا غلغلہ مزاج برہم خنجر بیدم شہنا کی آواز مین سپید قلیچے مین چھید تاشے چوبون سے سر پیٹتے تھے ہنگامۂ گیر و دار بلند تھا روز روشنہ ناسور نے جھلا کر ایک گولہ مارا منقار کا سر اُڑ گیا بارہ ہزار اسکے ساتھ والے لڑکھڑا کے گرے سب کے سر کٹے لاشے دریاے خون مین لوٹتے تھے کئی ہزار کو مخمور نے مارا جسپر سحر کیا جھومنے لگا آنکھون مین نشہ آیا رعد و برق نے قیامت برپا کی برق لامع آڑی ترچھی گری مصنف عرض کرتا ہی جب لاکھ جادوگر ناسور کے مارے گئے سارا میدان چمن لالہ زار بنا جست و خیز کرتا ہوا ناسور طرف بہار کے چلا ایک گولہ جھولی سے نکالا پیشانی پر نشتر مارا اپنے خون سے گولے کو تر کیا وہی گولہ بہار پر پھینکا بار

ملکہ بہار نے اُنگلی اُٹھا دی گولہ پھٹا غبار زرد ظاہر ہوا اُس غبار زرد کی یہ تاثیر تھی کہ بہار کا رنگ سحر مٹانے کی
تدبیر تھی ملکہ بہار گرین گر کر بیہوش ہوئین مخمور جا پڑین کہ مین بہار کو اُٹھاؤن قریب بہار ایک سر کٹا ہوا
پڑا تھا ثابت ہوتا ہی وہ سر اس سر سے آگاہ تھا قہقہہ مار کے ہنسا مخمور و بہار غائب ہوگئین باغبان جا پڑا
آسمان سے تڑپ کر ایک پنجہ گرا باغبان کو اُٹھا لیگیا رعد و برق بھی گر کے بیہوش ہوے برق لامع نے
چاہا تڑپکر گرون رعد و برق کو بچاؤن ناسور نے للکارا برق لامع بھی گر کر بیہوش ہوئی زمین شق ہوئی
رعد و برق و برق لامع اُسمین غائب ہوے ناسور مار مار کرتا ہوا چلا جسپر جا پڑا اُسے بیہوش کیا ملکہ
سرخ موے کاکل کشا وغیرہ دو سو سردار گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے کچھ اُسی خون کے دریا مین ڈوبے مہرخ
نے شکست فاش کھائی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکۂ عالم سب سرداران نامی آپ کے غائب ہوے
ناسور مغرور نے سردارون کو غائب کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا اب قدم نہین جمتا طبل امان بجوائیے
ملکہ مہرخ نے گھبرا کر کہا صاحبو دیکھو تو خواجہ کہان ہین ایک کنیز پشت پر ملکہ مہرخ کے حاضر تھی اُسنے دست بستہ
عرض کی مین خواجہ کو بلا لاؤن صلاح کیجیے یہ کہکر پشت تخت پر گئی مہرخ نے دیکھا خواجہ عمرو بیقرار و مضطر سامنے
آئے مہرخ نے کہا خواجہ آپ نے دیکھا کیسی لشکر کی تباہی ہوئی دو سو سرداران نامی و گرامی اُسکے سحر سے
غائب ہوے مقام افسوس ہی بہتر یہ ہی کہ طبل امان بجوا دیجیے ناسور نے چاہا کہ لشکر کو جمع کر کے پھر بلوہ کرون
کہ طبل امان پر چوب پڑی ناسور پلٹا ملکہ حیرت نے ناسور کو قریب بلا کر کہا اے ناسور حقیقت مین جیسا تمھارا
نام سنتے تھے ویسا ہی دیکھا کیا سحر کیے لیکن دو سو سردار ملکہ مہرخ کے لشکر کی جان کچھ غرق زمین ہوے
کچھ پنجے آسمان سے گرے وہ اُٹھا کر لیگئے تمکو کچھ حال معلوم ہی کہ اُنکے لیے کیا ہوا عرض کی سب حاضر ہین ہان
غائب جادو قیدیون کو لاؤ دیکھا ایک آرا بے پر دو سو سردار زبانون مین سوزن ہاتھ پاؤن مین مار سیاہ لپیٹے
ہوے اس حال زار سے سامنے آکر پہونچے ملکہ حیرت نے کہا انکو حفاظت سے قید کرو عمرو چھوٹا ہوا ہی ایسا
نہو چھڑا لیجائے ناسور نے کہا کیا مجال جو کوئی قیدخانے تک آسکے ہان اے غائب جادو اپنے کو ظاہر کرو
ایک جادوگر سیہ فام بدانجام اکڑتا ہوا زمین سے نکلا ناسور نے کہا اے غائب جادو جسطرح تمھارا جی چاہے
شب بھر کیواسطے ان سب کو قید کرو چالاک کو بھی انھین مین شریک کرلو غائب نے ایک خیمہ استادہ کرایا اُسمین
ان سب کو قید کیا آپ دروازے پر بیٹھا خیال ہی کہ اے غائب جادو یہ رات بہت سخت ہی ساربان زادہ
چھوٹا ہوا ہی ضرور آج عیاری کریگا اس خیال سے بیٹھا ہوا چار جانب دیکھ رہا ہی مطیر جادو اسکا خدمتگار قدیم

بالاکہ مصاحب ندیم سامنے حاضر ہو مطیر سے غائب نے کہا تم اسباب سحر لاکر رکھو صبح کو سب قتل کیے جائینگے یقین ہی
ہر طرح سے وہ کرے گا مگر اسکو بھی گرفتار کرینگے مطیر نے ماش کے دانے کچھ مرغ گرفتار شدہ لاکر پاس رکھدیے
غائب نے کہا ایک شیشہ پانی کا بھر کر لاؤ روئی بھی لاکر رکھو ایک ابر تیار کرونگا مسلمانون پر گراؤنگا مطیر
بازار مین آیا شیشے کی تلاش ہی کہ ایک جادوگر نے آکر سلام کیا کہا آپ کو کس شی کی تلاش ہی کہا ایک شیشہ
چاہیے ہی ہمارے مالک ابر سحر تیار کرینگے ساحر نے کہا میرے ساتھ آئیے مین آپ کو شیشہ دلوا دون اپنے
ساتھ وہ جادوگر لگا کر لیگیا ایک خیمے کی آڑ مین آکر کہا دیکھو میان غائب خود تشریف لاتے ہین مطیر پلٹا
ساحر نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے مطیر ارے کہکر پلٹا ساحر نے جھٹکا مارا حباب مارکر بیہوش کیا اسکو کنارے
ڈالدیا اُسکی شکل بنکر ایک شیشہ پانی کا لیا کچھ روئی کے گالے ہاتھ مین لیکر دوڑا ہوا آیا کہا ای شہنشاہ ساحران
جلد چلیے مین نے عمرو کو دیکھا ایک نرغہ نخلستان مین بیٹھا ہوا صورت بدل رہا ہی چلکر گرفتار کر لیجیے غائب خوشی
خوشی اُٹھا مطیر نقلی کے ساتھ چلا میان ناسور مغرور اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا نقشہ دیکھ رہا ہی جب مطیر نقلی اپنے
ساتھ غائب کو لیکر چلا یہان ناسور نے ہاتھ تلوار ٹیک کر اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ غضب ہوا غائب کو عمرو لیے جاتا ہی
کیونکر روکون اس تردد مین چھپا ہوا جاتا ہی خواجہ غائب کو لیکر ایک مقام پر آئے گھبرا کے کہا دیکھیے دو سامنے
ساربان زادہ بیٹھا ہی جیسے ہی غائب دیکھنے کو جھکا عمرو نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارکے
بیہوش کیا خنجر مارا اسکو چاک شکم پاک خواجہ اُسکے کپڑے اتارنے لگے کہ اُسی مقام پر زمین شق ہوئی ایک
جادوگر زمین سے نکلا پکارتا ہوا ادعمرو منم غائب جادو تیری ہی تو فکر تھی کہ پہلو سے آواز آئی ای غائب
کیا کہنا کس لطف سے عمرو کو پکڑا غائب نے پلٹکر دیکھا ہمارا افسر نعرہ تحسین کرتا ہوا آتا ہی غائب نے جھک کے
سلام کیا کہا حضور مین جانتا تھا کہ سب سردار قید ہین عمرو آکے ضرور عیاری کریگا مین نے ایک بیر کو اپنی
شکل پر بٹھا دیا آپ غوق زمین ہوگیا یہی تدبیر کام آئی ناسور نے کہا دیکھو ملکہ حیرت بھی آتی ہین غائب
پلٹا ناسور نقلی نے غائب اصلی کو خنجر مارا نعرہ کیا منم جانسوز بن قران مرتے ہی غائب کے ایک غبار بلند ہوا
آواز آنے لگی کشتی مرا نام مرن غائب جادو بود یہ آواز جو ناسور نے سنی چھپا ہوا آتا تھا آسمان پر سے دیکھا عمرو
نے جانسوز کو گلے سے لگا لیا کہ رہے ہین ای فرزند بڑا کام کیا مجھکو تو نے بچایا ناسور جلگیا دہن سے سحر کیا
دونون لڑکھڑا کے گرے ناسور زمین پر آیا دونون کو گرفتار کرکے لیچلا لاکر اُسی قید خانے مین عمرو و جانسوز کو
بھی قید کیا خر عام شیردل مکر مین عیاری کی تھا دور سے اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ خواجہ و جانسوز گرفتار ہوگئے

دوڑتا ہوا بھاگا خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلا ملکہ مہرخ بارگاہ مین پریشان بیٹھی ہین تمام ڈنگل و کرسیان خالی
پڑی ہین آنکھون مین آنسو بھر کر فرماتی ہین سب ساتھ والے گرفتار پنجۂ تقدیر ہوے ناسور بڑا احرزبرست
جب بہار وغیرہ گرفتار ہوئین میری کیا حقیقت ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے کہ ضرغام آکے پہونچا سب کیفیت
گرفتاری خواجہ وجانسوز بیان کی مہرخ نے کہا غضب ہوا خواجہ کے رہنے سے امید تھی کہ وہ سبکو چھڑا دینگے
افسوس لشکر اسلام کا یون خاتمہ ہوا کس مصیبت سے لشکر جمع ہوا خواجہ نے کس کسکو مسلمان کیا بہار وغیرہ
سب سردار گرفتار ہوے اے ضرغام اب تمھارا یہ کام ہی ہمکو خبر پہونچاؤ جسوقت وہ قتل کا انکے ارادہ کریگا ہم
بھی لڑ بھڑ کر جان دینگے اگر ہم زندہ رہے تو بیکار ہی نہین معلوم افراسیاب کس ذلت سے قتل کریگا بس دلیل
ہونا کیا ضرور اب تمھاری خبر کے مشتاق ہین ضرغام بھی بہت رویا اسکے رونے پر سرداران باقی ماندہ رونے
سحر کے انتظار مین آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین مہرخ نے کہا انشاءاللہ یا تو کل اس ناسور کو مارا اپنے سردارونکو
چھڑایا یا اپنی جان دی حیرت جادو سامنے ہوگی جنگ مین ضرور دخل دیگی بار سحر حیرت کون اٹھا سکیگا قیامت
سحر کرتی ہی کل ہمارے بھی سحر کا تماشا دیکھنا ناسور کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کہ چرند وپرند نے آکر خبر کی کہ لشکر مین
حضور کے بڑا انتشار ہی پلٹنین رسالے خالی ہوے جاتے ہین سیکڑون تاجر دوکانین چھوڑ کر بھاگ گئے ہر ایک
کا یہی قول ہی کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب یہان سے نکل چلو اب لشکر اسلام پر زوال ہی یہان ٹھہرنا مناسب
نہین ملکہ مہرخ نے فرمایا لشکر مین جاکر پکار دو کہ جسکو اپنی جان کا خوف ہو وہ نکل جائے ہم نہین چاہتے کہ ہمارے
ساتھ تم بھی جان دو ہم تو ضرور جان دینگے خواجہ ایسا محسن قتل ہو اور ہم اپنی جان بچائین چار پہر رات
اسی ہنگامے مین بسر ہوئی جبدم جلاد نیر اعظم خنجر انتقام ہاتھ مین لیکر نیزۂ خطوط شعاع علم فوج ضیا ہمراہ میدان چرخ
زبرجدی مین برآمد ہوا فوج ماہ تابان نے شکست کھائی قلعۂ مغرب مین جاکر فوج ثوابت وسیارگان چھپی ناسور
سفر و ریل کرتا ہوا اٹھا ہر طرف ہنگامہ ہی کہ آج مسلمان قتل ہوتے ہین دارین استادہ ہو رہی ہین جلادان حرص
طلبیت میمون خصلت ابرو ؤن پر بل پڑے ہوے خنجر برہنہ ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین پکار رہے ہین بیت
سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ✤ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ✤ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع
ہوا اسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت رکھتے ہین گنہگار موت کا مزا
چکھتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہی جلانا ہمارا کام نہین دل مین رحم کا نام نہین ناسور نے حکم دیا قیدیان بلا کو لاؤ
ساحر دوڑے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کو آرابے پر سوار کیا خواجہ عمرو وجانسوز و چالاک سرنگون غمسے کلیجہ خون

حسرت و یاس گریبان گیر قتل کی تدبیر حیران چار جانب دیکھ رہے ہین نہ معین نہ مددگار نام پروردگار زبان پر بیقرار و مضطر طرف آسمان کے ہاتھ بلند کیے بے اختیار پکار رہے ہین کہ اے معبود حقیقی رب تحقیقی اس آفت ناگہانی سے بچالے اگر تیری عنایت ہو یہ مشکل چشم زدن مین آسان ہی بندون پر تیرا احسان ہی

نظم

بنہ زداغ محبت درون سینہ چراغ — کہ مثل لالہ ازان داغ بشگفد صد باغ
مبال دولت دنیای دون نہ بند دل — چو شد مجرد و تارک فقیر اہل فراغ
برین قیام و برین زندگی چہ اوارد — امیر صاحب دولت بیاوج عرش دماغ
بگو ہر آنچہ بود راست خالی از کم و کاست — کہ نزد صاحب تفریق واجب است ابلاغ
بسرخ و زرد و سفید جہان منہ نازد — بچشم غور ببیند ہر آنکہ این اصباغ
گہے بگلشن عالم بہار گل باشد — بآشیانہ بلبل گہے نشیند زاغ
دوبارہ دیدہ زمستی بروے کس نکشاد — ہر آنکہ از می توحید نوشش کرد ایاغ
بجستجوے گل اندر جہان بحالت زار — گہے بباغ رود عندلیب گہ در راغ
ازین سراے جہان ہر کسیکہ رحلت کرد — کسی نیافت ازان گم شدہ دوبارہ سراغ
بہر زمان و بہر موقع و بہر موسم — بہ رنگ تازہ و ہر رنگ باغ را اصباغ

ملک مالک کے سب دعائین کر رہے ہین ادھر ہرکارون نے خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ جملہ سردار قریب دار پہونچ گئے قتل ہوا چاہتے ہین ملکہ مہرخ یہ سنکر گھبرائین طاؤس پر سوار ہوئین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ثابت قدمان کوے وفا ساحران یکتا سب ملکہ مہرخ کے ساتھ ہین عرض کرتے ہین جان دینگے اپنے سردار کو چھڑا لینگے یہان ناسور زرخنجوار انتظام کر رہا تھا قصد ہوا کہ سردارون کو دار پر کھینچون کہ ملکہ مہرخ کا نعرہ ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج سے اگر گرین سحر چلنے لگے ناسور نے دیکھا ملکہ مہرخ آج شعلہ جوالہ بنی ہوئین کسی پر برق بنکر گرین کسی پر خنجر پھینک مارا کبھی پیکان کے کھینچ مارے دس ہزار تیر برسے دس ہزار جادوگر مر گئے ناسور دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام پر ملکہ مہرخ قائم ہون تو سحر کرون زخمی کرون یا گرفتار کرون ملکہ مہرخ کسی مقام پر قائم نہین ہوتین کبھی کسی جادوگر کو صورت زیبا دکھائی اُسنے آہ کا نعرہ کیا بیقرار ہوکے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

اشعار

بے صبر کو کہان تپ داغ جگر سے فیض — گلچین کو کب ہوا شجر باردر سے فیض

زاہد نگاہ بھر کے وہ بے دید دیکھ لے
یاد خط نگار مین ہم زہر کھا مرے
بالطبع گر کرم ہو تو مفلس بھی ہے کریم
شب بھر کیا ہی سبد ز فیاض کا گلہ
ترسا صنم پہ مر گئے ہم آہ جب نہین
تصویر سے تری مجھے تسکین دل کہان
کیونکر نہ غم ہو خلق کو مومن کی مرگ کا

اتنا ہوا نہ خدمت اہل نظر سے فیض
کیا آب زندگی کا ہوا ہے خضر سے فیض
ہوتا ہے سایے کا شجر بے ثمر سے فیض
تو بھی عیان ہوا نہ دعاے سحر سے فیض
جاری مسیح کے لب اعجاز اثر سے فیض
کیا خاک تشنہ کام کو آب گہر سے فیض
تھا سب کو اسکی ذات سراپا ہنر سے فیض

اسطرح صدہا گلے کاٹ کر مر گئے ایک جادوگر فغفور رجا دونامے اسنے ملکہ مہرخ کو تاکا چھپے ہی ملکہ تڑپ کر زمین سے لگین اسنے گولہ مارا ملکہ مہرخ نے خالی دیکر کمر مین بخہ دیکر بالاے آسمان لائین ہر چند فغفور تڑپا پھڑکا مگر ملکہ کے پنجے سے نہ چھوٹا پھر کر فغفور کو پھینکدیا قتل کرنے مین جو فغفور کے عوصہ ہوا ناسور نے سحر کیا ملکہ نے چاہا مین اپنے کو مخفی کرون اس زور سے جھونکا ہوا کا چلا کہ زمین پر گرین قصد کیا کہ برق بنکر اسپر گرون ناسور نے کارد سحر اپنے خون مین رنگین کرکے پھینک ماری مہرخ نے اپنے کو بہت بچایا لیکن شانہ نشانہ ہوا دوسرا سحر ناسور نے پھر کیا خنجر پھینک مارا کہ سر اڑ جائے مہرخ نے ہاتھ مارا خنجر کے دو ٹکڑے ہوے قبضہ ٹوٹ کر الگ گرا پھل سر پہ پڑا سر زخمی ہوا ملکہ کا سر زخمی ہونا تھا کہ وہ تڑپن موقوف ہوئی ایک مقام پر قائم ہو گئین مثل شمع سحری چہرہ زرد لب پر آہ سرد دل مین درد میدان کارزار گرد پر داب ناسور طرف فوج کے متوجہ ہوا جب گولہ مارا دو سو کے سینے کو بہا کر نکل گیا کبھی دو ہتھڑ مارا زمین تھرائی ایک غار پیدا ہوا دو چار سو اسمین غرق ہو گئے تھوڑے ہی عرصے مین پچاس ہزار ساحر مارے گئے اب ہر چند ملکہ مہرخ نے چاہا لشکر کو روکون فوج کے قدم نہ رکے لشکر پر شکست فاش ہوئی ملکہ مہرخ نے جان لڑادی کہ بہار وغیرہ کو رہا کرون مگر وہان تک نہ پہنچ سکین ناسور گرد آرابون کے چرخ مار رہا ہے کسی کو قریب نہین آنے دیتا اسوقت ملکہ مہرخ کی بیقراری پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو افسوس جو ہمنے چاہا وہ نہوا جو اسکی مرضی ہماری تقدیر مین ان سب کے داغ اٹھانا تھے کلام حسرت انجام مہرخ پر سب رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہے کہ برسون مین لشکر تیار ہوا ایک دن مین تباہ ہو گیا ہم لوگ بھاگ کر کہان جائین جہان جائینگے امان نہ پائینگے ناسور کہتا ہے انہین سے کسی کو زندہ نہ جانے دونگا آج سب کا خاتمہ کردونگا بڑے زور و شور سے

سحر کر رہا ہی ہزارون جادوگر تڑپ تڑپ کے مرے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر آواز دی ای کریم کارساز خداوند رب بینیاز
اپنا رحم شریک کر اب تو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہین ای معبود وقت امتحان ہی بیقرار ہو کر جو ملکہ مہرخ
نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر ابر سحابی پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ ہزارہا طائران
نغمہ سراز زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر منقش نقش و نگار سے آراستہ گلہاے رنگارنگ نخلہاے بوقلمون تماشاے
عمدہ ثمرہاے گوناگون سے ہری بھری بلبلون کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی قریب آکر وہ ابر شق ہوا
سب نے دیکھا ملکہ گلگونہ رنگین پوش چالیس ہزار کنیزان خوش رو خوشخو نشست پر اسباب سحر سے آراستہ ملکہ گلگونہ
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کسی کو پہچانتی نہ تھین خواجہ کو آرابے پر پایا چالاک بھی قید تھا دونون کو پہچانا وہین سے
نعرہ کیا اور ناسور مغرور نے پہچانا ملکہ حیرت جادو کے ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا یاقوت و زمرد سے کہا
شہنشاہ نے غضب کیا ایسی معشوقہ خوبرو کو مردود کے سپرد کیا تھا معلوم ہوتا ہی شریک مسلمانون ہوگئی ای ناسور
اسکو روکنا اگر یہ زمین پر آگئی کوئی نہ بچیگا یہ بلاے روزگار ہی قہر سامری سے اسکے واسطے آواز آتی تھی جس دیر مین
گئی لات و منات کی تصویرین اسکو دیکھکے ہنستی تھین تحفہ جات بھی اسکو ملے ناسور بڑھا کہ ملکہ کو روکون تمام
فوج سد راہ ہوئی گلگونہ تڑپ کر گرین ایک دو پتھر مارا کئی ہزار جادوگرون کے سر کٹکر گرے دو ہانہ و نیمچہ ہلالی
کمر سے نکالا نیمچہ پھینک مارا وہ نیمچہ جو چمکا کئی ہزار کے سر اڑ گئے ہر طرف سے صداے فریاد و الغیاث بلند ہوئی
ناسور نے کئی گولے مارے ملکہ نے فقط ہاتھ ہلا دیا گولے پھٹکر زمین پر گرے صد ہا جلکر خاک ہوے ملازمون نے
آواز دی ای شہنشاہ ساحران ہاتھی کی مثل آپ نے پوری کی آپ کے سحر سے آپ ہی کے ساحر مارے جلتے ہین
چند افسر منہ چھپا چھپا کر بھاگے کنیزان ملکہ درختون کی آڑ پکڑے کھڑی ہین جو بھاگ کر نکلا اُس خطا شعار کو تیر
مار اغتاب تیر اُڑ رہے ہین ترکش سے منہ نکالے ہوے تاک رہے ہین اپنے اپنے حریف کو جھانک رہے ہین
کنیزین بھی تعلیم کردہ حسب گرین ہنس ہنسکر مارتی ہین جدھر سے غول نکلا ساحرون کی نگاہ پڑی سج دھج کو دیکھکر
کلیجے پکڑ لیے معشوقان پریچہرہ نے آواز دی کیا ہمین چاہتے ہو انھون نے ملاپ کر جواب دیا چاہنا کیسا جان تک
حاضر ہی کہا اچھا تلوار کھینچو دیکھین کیونکر جان دیتے ہو کلام پڑتا تیر قتل عاشقان کی تدبیر انکا ہنسنا انکا تقدیر کو
رونا ہو جہ جان کو کھونا تلوارین کھینچین گاون پر رکھین یہان ابروے خمدار سے ملے انھون نے تلوارین کھینچ لین
خود سرون کے سر کٹکر گرے آوازین مرنے کی بلند ہوئین ناسور نے پلٹکر دیکھا کئی ہزار کے لاشے پھڑک رہے
ہین کنیزین دوسرے غول مین جا پڑین افسرون سے بڑھکر لڑین زنان شیر دل علم شعبدہ مین کامل کسی کا ہنر نگا

پھینکا کسی کو مسکرا کے رُلا دیا ملکہ گلگونہ نے جمال جہان آرا دکھا کر ہزارون کو دیوانہ بنایا تیر قضا کا نشانہ بنایا
ایک طرف سے دس ہزار ساحر لڑتے ہوے آتے تھے اکثر کنیزین بھی اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئین ملکہ نے پکار کر
آواز دی او نامردو تمھین شرم نہین آتی ایسی نازنینون مہ جبینونکو قتل کیا ستارے زمین پر پڑے ہین تمکو افسوس آیا
اگر لڑائی کی خواہش ہی سحر کرنے کی کاہش ہی وہ سامنے دیکھو بی حیرت بادشاہ طلسم کی جورو لشکر جمائے کھڑی ہین
وہان جاکے مقابلہ کرو اُسکو قتل کر ڈالو کھلبلی ڈالدو کیا زبان مین تاثیر تھی مسلسل تقریر تھی دس ہزار ساحر
لشکر حیرت پر جا پڑے گولے ترنج و نارنج مارے حیرت حیران حیران دیکھ رہی تھی لشکر مین جو غریو بلند ہوا
دیکھا دس ہزار نے قیامت برپا کر دی زمین ہل رہی ہی ہین پچیس ہزار مارے گئے حیرت کڑک کڑک کر اُبھر
گری تھوڑے ہی عرصے مین دس ہزار کو مار کر پلٹی ناسور نے منھ پیٹ لیا پکار کر آواز دی حضور آپ نے یہ کیا
غضب کیا بھگتا ہون کو مارا حیرت نے کہا مین کیا کرون لشکر کو تباہ کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا ہان بڑھکر
مقابلہ کرو ای ناسور یہ بلا آئی ہی اتنی دیر جو ناسور ملکہ حیرت سے متوجہ ہوا ملکہ گلگونہ لڑتی بھڑتی قریب
آرا بے کے پہونچی پہلے سب سے مہار گلعذار کی زبان سے سوزن کو نکالا مہار نے اُٹھتے اُٹھتے مخمور کی
زبان سے سوزن لی مخمور نے برق لامع کو رہا کیا برق لامع نے رعد و برق کو چھوڑا یا سرخ مو کے کاکل کشا
کو بھی رہا کیا ہلال سحر افگن کہ انگشت نما تھی چھوٹتے ہی چلی باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے کچھ سنگریزے کھینچ مارے
تشکیل کا یہ نقشہ ہوا گویا شیر غضبناک اُٹھا سرخ مو نے بالون کو پریشان کر دیا تھوڑی دور تک اندھیرا ہو گیا
ساحر اندھیرے مین ٹٹولتے پھرتے تھے اُس تاریکی مین سرخ مو نے موے زلف عنبرین کو پیچ و تاب دیا زنجیر
مین سیکڑون کو پھنسایا کسی کے گلے مین طوق پڑے قمری پر فوق ہوا کسی نے ہتھکڑیان پہنین ہر طرف ہنگامہ
خانۂ زنجیر مین غل ہی دیوانون کا تسلسل ہی خواجہ عمرو نے جو رہائی پائی جانسوز چالاک کو ساتھ لیکر حقہ ہاے
آتشبازی مارے ہزارہا کے منھ جھلسے جو ساحر مر کر گرا خواجہ نے اُسکی کمر ٹٹولی اگر کمر مین ہمیانی نکلی تو خوش ہو گئے
ورنہ لباس اُتار لیا لاشہ ننگ خاندان کا برہنہ ہوا ناسور زخم خوار بھاگتا پھرتا ہی زبان بند دل دردمند سحر فراموش
دریاے نامردی کا جوش مثل تصویر تصور خاموش ان دو سو سردارون نے چھوٹتے ہی ملکہ مہرخ کو تخت پر
سوار کیا جمکر لڑنے لگے اب ناسور کو جان بچانا دشوار ہوا بھاگنے کا خیال دل مین کامل ہوا ناسور گھبرا کے
بھاگا گلگونہ نے للکارا ناچار ہو کر ناسور پلٹ پڑا کئی گولے مارے ملکہ نے سحر کو اسکے دفع کیا تلوار پکڑ کے
جا پڑا کئی سردار ملکہ کے بچانے کے خیال سے بیچ مین آئے تلوار سے ناسور کی زخمی ہوے اور زیادہ ناسور

دلیر ہوا اگلگونہ پر ہاتھ تلوار کا مارا ملکہ نے مسکراکر اشارہ کیا چند سپرہاٰ فولادی سر پر قایم ہوئین تلوار جو ناسور کی پڑی رو ہے سپر نشان شب ہجر تھا بڑی مشکل مین کٹا تلوار ناسور کی سپر مین الجھی اسنے زور کیا پھل ٹوٹکر سپر مین رہا مقابلے کا یہی پھل تھا کچھ ثمر حاصل نہوا غنچۂ آرزو نہ کھلا ملکہ نے وہی پھل ناسور پر کھینچ مارا گلوگاہ پر جو اگرا سر کو کاٹ کر پھل نکل گیا ناسور کے دو ٹکڑے ہوے مرنا ناسور کا آندھی سیاہ اُٹھی سنگباری و برفباری ہونے لگی کچھ زاغ و زغن اسکی لاش سے پیدا ہوے بلند ہو کر غلغلہ کرنے لگے ایک زاغ سیاہ نے آواز دی کشتی مرا نام من ناسور زرخجواربود یہ آواز جو حیرت نے سنی کہا صاحبو شہرا انقلاب ہوا ناسور ایسا جادوگر مارا گیا یہ کہکر لڑنے لگی جسپر جا پڑی کسیکو زخمی کیا کسیکا سر کاٹا کسی پر پتھر برسائے کہین برق چمکائی بہار نے جو ملکر دیکھا تو لشکر حیرت نے بلوہ کیا ہی حیرت بڑے زور و شور سے سحر کر رہی ہی پکار کے آواز دی اے شیر مروت شیر طاہی یہ کہکر گلدستہ مارا آواز دی اے نکہت و گل اندام مرگئین یہ صدا دیتے ہی ہواے سرد چلی طفلان غنچہ نے غون غان شروع کی نرگس شہلانے آنکھین کھولین سوسن صدزبان کی غمازی گل بوٹون کی حیلہ سازی شاخین خنجر بران پتے ایسے چمکے کہ آئینۂ رخسار حیران نوجوانان چمن سبز پوش اپنے شباب کا جوش عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی مین یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہین

نظم

اس رخکا ہی میرے دل بیتاب مین جلوہ
ہی آئینہ مہر کا سیماب مین جلوہ

رونے مین تصور رخ روشن کا بندھا ہی
اس غیرت خورشید کا ہی آب مین جلوہ

یوسف سا حسین کوئی مرے ہاتھ لگے گا
ایک حور کا مین دیکھتا ہون خواب مین جلوہ

ہر پھول مین آتا ہی نظر نور کا عالم
اُس مہر کا ہی ہر گل شاداب مین جلوہ

کس طرح نگہ عارض پرنور پہ ٹھہرے
ہی مہر کا اُس غیرت مہتاب مین جلوہ

دریا مین نظر آئے نہ کیون چاندسی صورت
عکس رخ پرنور کا ہی آب مین جلوہ

ایسی کسی آئینے مین ہوگی نہ صفائی
حسن شکم صاف کا ہی ذراب مین جلوہ

پرنور ہی خط عارض روشن کی ضیا سے
مہتاب کا ہی ہالۂ مہتاب مین جلوہ

اُس مہر جہانتاب کا ذرون کی روش سے
ای نور ہی ہر کرمک شبتاب مین جلوہ

ملکہ حیرت نے بگوش ہوش جو یہ اشعار سنے چہرہ سرخ ہوا آنکھون مین لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا پیشانی پر پسینہ آیا غلب تھا ایا طرف بہار کے چلین بہار کے سحر نے اور بہار دکھائی

حیرت چاہتی ہو زبان سے کہون ای بہار گلچینی گلشن جمال کی کرونگی مگر دیکھ بادشاہ طلسم ہو ایک طائر آسمان
سے پیدا ہوا اُس طائر نے گرد سر حیرت چرخ مارا ایک آہ کی اپنی آگ مین آپ جلا خاک جو سر پر گری حیرت
ہوش مین آئی بڑا غصہ آیا پکار کر آواز دی ای بہار کیون شامت آئی ہی یہ کہکر ایک دو ہتھڑ زمین مارا برق کڑک کے
گری کہ سر بہار کا زخمی ہوا کنیزون نے دوڑکر سنبھالا ملکہ حیرت غصے مین بڑھی اتنے مین گلگونہ نے بڑھکر سینہ سپر کر دیا
ملکہ حیرت سے سحر چلنے لگے عمرو نے دور سے دیکھا کہ حیرت و گلگونہ سے مقابلہ پڑگیا ملکہ گلگونہ جواب دے رہی
ہین کسی سحر مین ابھی تک کمی نہین ہوئی مزاج مین برہمی نہین ہوئی یقین ہی کہ حیرت غالب آئے عمرو بصورت
صرصر جادوگرنیون کو ہٹاتا ہوا قریب حیرت کے آیا کہا ای ملکۂ عالم یہ لگانہ کون ہی کہ سرکار کو برابر جواب دیتی
ہی حضور سحر کرین مین اسطرح حباب مارکر بیہوش کرون یہ کہتے ہی دس حباب مارے حیرت نے ہر چند چاہا
کہ بچون کئی حباب دماغ پر پڑے گرکر بیہوش ہوئی گلگونہ نے چاہا بڑھکر اُٹھا لون ایک پتلہ فولادی زمین سے
پیدا ہوا حیرت کو اُٹھا کر لیگیا مصور و صورت نگار یاقوت و زمرد وغیرہ پر جو گلگونہ گری مرشد زادے زخمی
ہوے جورو کا ہاتھ پکڑ کر بھاگے کہا بی بی نکل چلو ورنہ جان جائیگی سب سردار زخمدار و بیقرار فرار پر قرار کیا ملکہ
مہرخ نے آکر پڑاؤ حیرت کا لوٹ لیا بارگاہین جلادین بقچ و فیروزی پلٹین گلگونہ نے آکر ملکہ مہرخ کو سلام کیا
خواجہ عمرو نے سب سے گلگونہ کو ملوایا بڑی فتح نصیب ہوئی افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی نازنینان
مہ جبین پہلو مین بیٹھی ہین خود بخود گھبرایا کہا سامری و جمشید خیر کرین کچھ حیرت کو رنج و ملال پہونچا کنیزین دیتے
عوض کی لونڈیان جائین جاکر خبر لائین افراسیاب چاہتا ہی حکم دے کہ دیکھا پتلہ فولادی حیرت کو گود مین
لیے ہوے آکر پہونچا کہا حضور ملکہ بیہوش پڑی تھین مسلمان چاہتے تھے کہ قتل کرین غلام جانبازی کرکے
لایا افراسیاب نے پتلے کو رخصت کیا مگر حیران تھا کہ کل تو سب سردار گرفتار ہوے تھے آج کیا آفت آئی
کہ مصور و صورت نگار وغیرہ شکست خوردہ آکر پہونچے افراسیاب نے حال پوچھا مصور نے سب حال
گرفتاری سرداران و عیاری عمرو وغیرہ و آمد ملکہ گلگونہ سامنے افراسیاب کے ظاہر کیا افراسیاب نے کہا
ارے گلگونہ آگئی یہ کیونکر چھوٹی وہ بسواے میرے ہاتھ سے اور کسی کے سحر کو نمانیگی لیکن وہ تدبیر کرونگا کہ
گلگونہ پھڑک کر جان دے قلعۂ مرجان نگار پر باپ اسکا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم مان اسکی
دونون وہان رہتے ہین مابدولت جب اس مہ جبین پر عاشق ہوے مان باپ کو اسکے پیغام بھیجا مرجان نے
جواب لکھا ای شہنشاہ طلسم ہوشربا جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا ہمکو بدل و جان منظور ہی مگر گلگونہ قبول نہین کرتی

مین نے کئی دن کے بعد ایک صحرا مین جاکر اُسکو گرفتار کیا کوہ ویران پر لیگیا مردود کے سپرد کیا کئی سال کا زمانہ ہوا مان باپ بھی اسکے حیران تھے کہ بیٹی کیا ہو گئی ہمیشہ روتے تھے اُنکو بھی پتہ نہ ملا اب مین مان باپ کو اُسکے گرفتار کراکے بلواتا ہون ای ملکہ حیرت تم تو جاؤ مقابلۂ مسلمانان مین اُترو جیسا موقع ہو گا خبر کرینگے ملکہ حیرت تو اُسی وقت لشکر لیکر روانہ ہو گئین افراسیاب نے ایک دستک دی آسمان پر ہزار ہا اژدر پیدا ہوئے ایک اژدر آکر زمین پر گرا اغلطک مارکر بصورت انسان ہوا ایک ساحر قوی تن قوی من جتنے اژدہے تھے ہر ایک کے شکم سے چار چار چھ چھ جادوگر نکلے پشت پر ہر ہر اژدر سوار کے صف باندھکر کھڑے ہوئے افراسیاب نے کہا ای ہزبر تمھین اسواسطے تکلیف دی کہ جاکر مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم مان باپ کو گلگاونہ کے گرفتار کرکے لاؤ قلعے کو پامال کرو مکانون مین آگ لگادو کوئی ذیحیات باقی نہ رہے اگر فساد کرے سر کاٹ لاؤ کسی طرح اُن لوگون پہ رحم نہ کرنا انکی بیٹی نے صدمۂ عظیم دیے ہزبر نے عرض کی اگر حکم ہو تو گلگاونہ کو بھی لیتا آؤن افراسیاب نے کہا اُسکی اور تدبیر ہو گی ہزبر اُسی وقت ساٹھ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر شکمہاے اژدران مین مخفی ہوا اژدہے شعلہ ہاے آتشین مُنھ سے چھوڑتے ہوے طرف قلعۂ مرجان کے چلے حیرت مقابلۂ مسلمانان مین فروکش ہے کہ حیرت نے صرصر سے کہا جاکر بارگاہ مسلمانان کی خبر لاؤ گلگونہ کے تو بڑے مرتبے ہونگے دیکھو کیا مقام ملا ہے مہرخ نے اپنے وزیرون مین شریک کیا ہو گا صرصر بصورت مبدل بارگاہ مہرخ مین آئی دیکھا ملکہ گلگونہ کو کرسی قریب تخت مہرخ ملی ہے صرصر نگاہ حسرت دیکھ رہی ہے خواجہ عمرو کرسی پر بیٹھے ہین برق پشت پر خواجہ کی مگس رانی کر رہا ہے کہ عمرو کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز جھک جھک کر ملکہ گلگاونہ کو دیکھ رہی ہے عمرو نے پہچانا کہ صرصر ہے فکر گرفتاری گلگونہ مین آئی ہے برق نے کہا اُستاد گرفتار کرون عمرو نے اشارہ کیا صرصر بھی سمجھی ادھر سے برق چلا صرصر پیچھے ہٹی باہر بارگاہ سے نکل گئی برق نے پیچھا کیا صرصر بھاگی برق نے آواز دی اُستانی کہان جاتی ہو مین تمھاری خدمتگزاری کو آتا ہون صرصر نے کچھ جواب نہ دیا بھاگی چلی جاتی ہے برق نے پیچھا نہ چھوڑا پانچ چار کوس تک تعاقب مین صرصر کی آیا صرصر نے دیکھا بھوریا میرا پیچھا نہین چھوڑتا اُدھر سے صبا رفتار آتی تھی صرصر نے صبا رفتار کو پکارا نگوڑا بھوریا میرا پیچھا نہین چھوڑتا آؤ ہم تم ملکر گرفتار کرلین دونون پلٹین برق نے جو دونون کو آتے دیکھا تڑپ گیا بھاگا کئی کوس تک دونون نے پیچھا کیا برق ایک درۂ کوہ مین آکر چھپ رہا جب یہ ڈھونڈھکر چلی گئین برق درۂ کوہ سے نکلا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ مین بڑی دور نکل آیا دیکھون راستہ کیونکر ملے کہ آسمان سے ایک اژدر زمین پر آیا برق چھپکر دیکھنے لگا اژدر زمین پر لوٹا شکم سے چند ساحر نکلے اور ایک اژدر آسمان سے آیا اُسکی پشت پر اٹالہ بارگاہ زرنفتی کا

پیدا ہوا اُن جادوگرون نے وہ بارگاہ اُتاری بارگاہ استاد کی اب تو اژدہے آنے لگے ہر ایک اژدہے کے شکم سے چھ چھ آٹھ آٹھ جادوگر نکلے لشکر آراستہ ہونے لگا بعد تھوڑی دیر کے نوبت نقارے کی آواز بھی آئی برق دیکھ رہا ہے ایک اژدہا کلان زمین پر آیا اُسکے شکم سے ایک جادوگر نکلا تاج پہنے ہوے لباس فاخرہ زیب جسم وہ اژدہا بھی سب مین جا کر ملگیا اژدہے ریتی مین لوٹ رہے ہین برق حیران کہ یہ کیسا لشکر ہے ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر مین آیا دریافت کرنے لگا حال مفصل معلوم ہوا لیکن حفاظت معقول دیکھی حوصلہ نہ پڑا آخر خیال مین آیا کہ چلکر ملکہ سے اطلاع کرین برق بھاگا دربار مین ملکہ مہرخ کے آکر سب حال بیان کیا کہ ایک جادوگر ہزبر اژدر سوار نامے براے بربادی قلعۂ مرجان جاتا ہے ملکہ گلگونہ نے گھبرا کر کہا مین جا کر اپنے مان باپ کو بچاؤن چونکہ گلگونہ کا سب پر احسان ہے ملکہ مہار اپنے مقام سے اُٹھین کہا آپ تکلیف نہ کرین مین جاتی ہون اگر چاہا پروردگار نے تو سر لیکر حاضر ہوتی ہون ہرچند گلگونہ نے روکا مہار نے نہ مانا ساٹھ ہزار کنیزون کو لیکر چلین لشکر سے دو کوس نکلی ہین اُدھر سے صرصر آتی تھی لشکر مہار دیکھکر بشکل ضعیفہ لشکر مین آئی لوگون کی زبانی دریافت ہوا کہ واسطے روکنے ہزبر کے جاتی ہین صرصر یہ حال سنکر بھاگی خدمت مین حیرت کی آئی تمام کیفیت بیان کی حیرت نے فوراً نامہ افراسیاب کو لکھا افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہے کہ ایک کنیز نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھکر بہت جھلایا آواز دی کوئی حاضر ہے یہ کہنا تھا کہ سرجوش جادو نامے ایک جادوگر آکر حاضر ہوا عرض کی کیا حکم ہوتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ مہار جادو براے مقابلۂ ہزبر اژدر سوار جاتی ہین راہ مین روک تو سرجوش جادو چالیس ہزار فوج لیکر چلا افراسیاب نے نامے کی پشت پر حیرت کو جواب لکھا ای ملکۂ عالم سرجوش کو واسطے روکنے مہار کے بھیجا ہے کیا مجال مہار کی کہ وہان تک جا سکے راہ مین سرجوش روکیگا چالاک بن عمرو بشکل کنیز پشت پر ملکہ حیرت کی کھڑا مگس رانی کر رہا تھا کہ طائر نے آکر نامہ حیرت کو دیا حیرت نامہ پڑھنے لگین چالاک نے بھی جھانک کر پڑھ لیا حیرت نے نامہ پڑھکر چاک کر ڈالا چالاک یہ خبر لیکر بھاگا آکر ملکہ مہرخ سے سب حال کہا گلگونہ نے کہا مجھکو جانے دیجیے باغبان قدرت اپنے مقام سے اُٹھا کہا ملکہ آپ تکلیف نہ کرین مین جا کر سرجوش کا سر لاتا ہون باغبان بارہ ہزار جوانان صف شکن کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا لیکن مرجان الماس تن کی نہایت ساحرہ زبردست زوجہ اسکی الماس یاقوت چشم دختر کے غائب ہونے سے ہمیشہ رویا کرتی تھی جو بادشاہ کے قریب رہتے تھے اُنھون نے آکر قریات دبا لیے جب مرجان سے وزرا امرا نے کہا آپ کے قریات فلان شاہون نے دبا لیے جواب دیا ہمین ملک و مال کی کیا ضرورت ہے وارث سلطنت کا غائب ہوا آجتک حال نہ کھلا کہ کوئی دیو

یا جن میری بیٹی کو اُٹھا لیگیا بادشاہ کو ہر وقت یہی الم ہی ایک دن شاہ سر نگون بیٹھا ہی نہ وجہ یہی قصر سے نکل آئی
زن و شوہر رو رہے ہین بیٹی کا نام ورد زبان کہ ہرکارون نے آکر عرض کی غلام آج وہ خبر لائے ہین کہ موتیون سے
ہمارے مُنھ بھر دیے جائین یہ جو خبر حضور نے سنی تھی کہ عمرو عیار نے آکر افراسیاب سے لڑائی ڈالی کئی سو
سردار افراسیاب کے شریک مسلمانان ہوے عمرو کو قید کرکے افراسیاب نے کوہ ویران پر بھیجا تھا عمرو نے
وہان بھی عیاریان کین حضور کی صاحبزادی نے بھی رہائی پائی کوئی سردار مردود جادو تھا اُسکو ملکہ نے مارا
عمرو کی احسان مند ہوئین ناسور زرنخوار نے لشکر اسلام کو تباہ کیا تھا ملکہ نے عین وقت پر آکر ناسور کو مارا
ملکہ حیرت کو شکست دی اب ہمراہ مسلمانان صاحبزادی حضور کی فروکش ہین افراسیاب نے جو یہ خبر سنی
ہنر براژدر سوار کو براے گرفتاری حضور روانہ کیا ہی یہ سنکر زن و شوہر خواجہ عمرو کو دعائین دینے لگے اور کہا
ہم بھی دل و جان سے اُنکے شریک ہوے ہنر بر آتا ہی تو آنے دو لڑ بھڑ کر چلینگے یہ کہکر حکم دیا جسقدر لشکر موجود ہی
تیار ہو زن و شوہر تخت پر سوار ہوے ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر بیرون قلعہ آئے لشکر اُترنے لگا بارگاہین استادہ
ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی تمام جنگل مین اندھیرا ہو گیا زن و شوہر بارگاہ مین آکے بیٹھے پردہ بارگاہ کا
اُٹھا دیا ہزارہا اژدہے قوی ہیکل آتشین مُنھ سے چھوڑتے ہوے سامنے آکے پہونچے ایک اژدہے نے چیخ ماری
اسقدر آگ مُنھ سے چھوڑی کہ ایک گنبد آتشین بنکر تیار رہا تھوڑے عرصے کے بعد وہ گنبد پھٹا دیکھا ایک
تاجدار تاج پہنے ہوے کھڑا ہی لیکن کریہ منظر خوک پیکر ہنر براژدر سوار نے کہلا بھیجا کہ شہنشاہ نے تملوگون کو
طلب فرمایا ہی خوشی سے چلوگے تو بہتر ہی ورنہ گرفتار کرکے لیجائینگے مرجان الماس پوش نے جواب دیا کہ جاکر کہنا
جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ہم افراسیاب کے خراجگزار نہین ہین شام کو ہنر بر نے طبل جنگی بجوایا جانبین مین
تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہنر براژدر سوار فوج لیکر میدان کارزار مین
آیا ادھر سے لشکر مرجان کا آیا نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے ہنر بر نے پہلو کی طرف نگاہ کی
ماران سیہ رو ہنر بر کا غریدہ دار گھوڑے کو چمکاکر سامنے آیا کہا حضور ابھی مشکین باندھکر لاتا ہون یہ کہکر
ماران میدان مین آیا سلحشوری کرکے آواز دی میدان مین کسی کو بھیج مرجان نے ارادہ کیا ہی کہ مین خود
میدان مین جاؤن کہ ہواے سرد چلی غنچے چٹاک کر گل ہوے نخل سرسبز و شاداب عندلیبان خوشنوا یہ
اشعار عاشقانہ پڑھنے لگین

اشعار

عاشق روے گلعذار ہون مین | چمن حسن پر نثار ہون مین
کشتۂ ابروے نگار ہون مین |

جوہر تیغ آبدار ہون مین
بس رہی ہی جو بوے گل تن مین
مثل طاؤس داغدار ہون مین
گل داغ جگر ہی نقش تجبر
نور سب کی نظر مین خار ہون مین

شمع تو ہی تو مین ہون پروانہ
کسی گل کے گلے کا ہار ہون مین
آگ کی طرح دل دہکتا ہی
خلق مین بجز ان مہار ہون مین

تو اگر گل ہی تو ہزار ہون مین
اسقدر مین نے تن پہ گل کھائے
اہ پری غیرت شرار ہون مین
جب سے اُس گل سے آشنائی ہی

پھر دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ہزارہا نازنینان مہ جبین پیدا ہوئین سب کے آگے طاؤس پر ملکہ مہار گلعذار سوار دریا مین پھولون کے غوطہ مارتے ہوے ملکہ مہار نے ساتھ والیون سے اشارہ کیا کنیزون نے پکار کر آواز دی اہو مرجان ہمکو ملکہ گلگونہ نے تمھاری مدد کو بھیجا ہی یہ کہکر ملکہ مہار نے طاؤس اُڑایا افسرون نے دامن پکڑ لیا کہا حضور ایک ذلیل کے مقابلے مین آپ نہ جائین غلامان جانباز اسکو سزا دینگے مہار نے سب کو روکا کہا آپ لوگ تکلیف نہ کرین ملکہ گلگونہ کا ہمپر احسان ہی ملکہ مہار چاہتی ہین کہ چلین کہ صحرا سے ہزارہا جادوگر بازو لبط فرقرے پر سوار پیدا ہوے ایک ساحر لعبدۂ افسری اُسنے آتے ہی نعرہ کیا منم سرجوش آتشبار اہی ملکہ مہار تم یہان پہونچ گئین ہم تمھاری تلاش مین نکلے ہین حکم شہنشاہ ہی تمکو خدمت شہنشاہ مین لیجائین ملکہ مہار نے مسکرا کر کہا افراسیاب یا وہ گو ہی کیا ہم اُسکے باپ کے نوکر ہین یہ سنتے ہی سرجوش لشکر مہار پر جا پڑا کنیزان زرین پوش نے بڑھکر سحر کیا سرجوش چاہتا ہی کہ اپنے کو قریب ملکہ مہار کے پہونچاؤن جب ملکہ مہار سحر کردیتی ہین سرجوش ہٹجاتا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہی ہر ایک ساحر نے بھی اشارہ کیا کہ سب ملکر ملکہ مہار کو پکڑ لو ملکہ مہار نے جب گلدستہ مارا پھول برسے ہوے سرد چلی غنچے چٹک گل ہوے شاخون نے ہاتھ بڑھائے پتے آئینہ بن گئے مرجان الماس پوش نے اشارہ کیا اُسکا بھی لشکر آیا کہ صحرا سے اور ایک گرد اُڑی دیکھا باغبان قدرت بصد صولت وشوکت آکر پہونچا دیکھا ملکہ مہار لڑ رہی ہین تین لشکر آپسمین ملے ہوے ہین ہر طرف سے سحر ہو رہے ہین جب مہار نے گلدستہ مارا پھول برسنے لگے کوئی جھوما پکار کر آواز دی ہم گلچین گلزار حسن وجمال ہین قدمبوسی کے بڑے خیال ہین کسی نے گریبان چاک کیا بیقرار ہوکے پکارنے لگا

نظم

بزم مین اُسکی بیان درد وستم کیونکر کرین
مجھسے بعد امتحان بھی جور کم کیونکر کرین
لکھتے لکھتے ہی سیاہی حرف سے اُڑ جاتی ہی

وہ خفا جس بات سے ہو اُسکو ہم کیونکر کرین
وہ ستائین غیر کو ایسا ستم کیونکر کرین
ہاے احوال دل مضطر رقم کیونکر کرین

گر نگاہ ناز کو مشق ستم منظور ہو — دشمن اپنی نرگس تربت قلم کیونکر کرین
دو کلیجہ سے عکس رخ تو کیا نے پھر دیکھو تو — گئے اُسکے سامنے ای چشم نم کیونکر کرین
سب دل اغیار خون ہوکر مژہ تک آگیا — پھر لحاظ غمزہ و شمشیر دم کیونکر کرین
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو — جانب چلمن نظارہ دمبدم کیونکر کرین
ہر شب فرقت مین مرگ افسانہ خوان ہجیانہ — نام آرام آگیا خواب عدم کیونکر کرین
سب کو ہوتا ہی جہان مین پاس اپنے نام کا — ہم بھی تو مومن ہین دل نذر صنم کیونکر کرین

باغبان نے آواز دی ملکۂ عالم سبحان اللہ کیا رنگین سحر ہو رہے ہین گلچین گلشن جمال سکے اپنی جان کو بدر ہے ہین باغبان لڑتا بھڑتا قریب سرجوش کے پہونچا اُستے سحر کیا باغبان نے گیند مارا جتنے پھول گیند سے گرے اُتنے ساحرون کے سر کٹے فوج کو پامال کرتا ہوا قریب سرجوش کے پہونچ گیا اُسنے چاہا سحر سے اپنے کو بچاؤن باغبان نے مہلت ندی بڑے زور و شور سے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا سرجوش کے دو ٹکڑے ہوے مرنے کی جو اسکے آواز بلند ہوئی اسکے فوج والے فریاد فریاد کرتے ہوے بھاگے ہزبر نے جب یہ معاملہ دیکھا کہ باغبان و بہار نے قیامتین برپا کردین بہار کے سحر کا رنگ جما ہوا ہے ایک خوف خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ جھمپانے طولانی جو سحر سے ملکہ بہار کے تیار ہین جس ساحر کا اُس چمنستان مین گذر ہوتا ہی سر پہ ہاتھ رکھکر روتا ہی ہائے بہار ہائے بہار کرتا ہوا گریبان چاک کرتا ہی اس رنگ سے نجات نہین ہوتی بہار نے جب دیکھا کہ باغبان نے سرجوش کو مارا ساتھ والے اُسکے بھاگے پکار کر آواز دی ای باغبان کس لطف سے سرجوش کو مارا خود سر کا لشکر بھی بھاگا شاید اس ہیر سے آگاہ نہ تھا دفتر خود سری برہم ہوا آخر واصل جہنم ہوا اب کیا قصہ ہی ہزبر اژدر سوار ہمارا حصہ ہی باغبان نے کہا بسم اللہ ہمین کیا عذر ہی ایک طرف سے باغبان نے سحر کیا ملکہ بہار نے دو چار گلدستے مارے وہ باغ بیخزان اور زیادہ سرسبز و شاداب ہوا پھول برسنے پھولون نے سرکشی دکھائی موج نسیم غنچہ بہنگی ہزبر نے دیکھا میرے ملازم آپسمین لڑنے لگے بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا جب باپ بیٹے کو قتل کر چکا اب شرمندہ ہوا ہائے فرزند کہکر تلوار اپنے گلے پر پھیر لی ہزبر نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا حیران تھا کہ اب کیا کرون باغ کی بہار بڑھتی جاتی ہی جدھر جاتا ہی اُدھر گلون کا ہنسنا عندلیبون کا آوازے کسنا ہزار جا ہستا ہی اپنے کو بچاؤن کوچۂ سحر رنگین بہار سے نکلنا دشوار ہی باغبان نے جب دیکھا کہ ملکہ بہار کے دام سحر مین ہزبر پھنسیگا سحر سے ہاتھ کھینچا لڑتا بھڑتا قریب مرجان کے آیا

کہا ای برادر بجان برابر ملکۂ عالم نے آداب عرض کیا ہی یہ بھی کہا ہی کہ بروقت قدمبوسی سب کیفیت بدعت
افراسیاب بیان کرینگے اتنی بات کافی ہی کہ افراسیاب نے عاشق ہوکر ہمکو قید کیا تھا عنایت پروردگار
خواجہ نے ہمکو رہا کیا چونکہ افراسیاب سے مقابلہ درپیش ہی اسوجہ سے مین حاضر نہو سکی مرجان رونے لگا کہا
ای باغبان ہمارے فرزند سے کہدینا کہ بیٹا تمھین ہماری آس مراد ہو ہمین بھی اعتقاد مذہب مسلمانان ہوا ہم خود
فوج و لشکر لیکر آتے ہین افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے باغبان تو مرجان سے باتین کررہا ہی ہنر بر
بھاگا بھاگا پھرتا ہی ملکہ بہار رنگ سحر جارہی ہین ایک چمن نایاب بنایا ہی چاہتی ہین گھیرکر ہنر بر کو اس چمن مین
پہونچاؤن اس بھیا کو دیوانہ بناؤن کہ یکایک ایک شعلہ بھڑک کر اُس چمن مین آگ لگ گئی ملکہ بہار سمجھین کہ
ہنر بر نے سحر کیا قصد ہوا دوسرا گلدستہ ماروں کہ اور چمنون مین بھی آگ لگ گئی آتش گل نے آگ لگا دی
غنچہ ہاے گل کے منھ سے دھوئین نکلے عندلیبان زمزمہ سرا نے آہ کی آہ نے تاثیر دکھائی ہی نخل تماکمہ
خاک ہوا چمنہاے طولانی کا قصہ پاک ہوا ہر سمت شعلۂ آتش بلند ہوے ملکہ بہار بنگاہ حیرت دیکھ رہی
ہین حیران ہین کہ ہمارا سحر اُلٹا کیون ہوگیا تھوڑے ہی عرصے مین سب چمن جلکر خاک ہوے ہنر بر اپنی فوج
لیکر طرف دامن صحرا کے بھاگا بہار کو اور زیادہ پریشانی ہوئی مگر کچھ زبان سے کہہ نہین سکتین ایک گوشے مین
آکر ٹھہرین تین کنیزین پشت پر مگس پرانی کررہی تھین ملکہ مثل آئینہ حیران بصورت زلف پریشان کنیزین
بھی حیران حیران دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی یکایک ایک ہوا چلی تینون کنیزین لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوئین
بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہوئین ملکہ بہار کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزین رونے لگین دوڑی ہوئین قریب
باغبان کے آئین کہا ای وزیر اعظم دستور معظم اول تو چند شعلے آگ کے گرے چمن جل گئے پھر ایک ہوا کا جھونکا
چلا ہم بیہوش ہوے پھر جو آنکھ کھلی ملکہ بہار کو نہ پایا باغبان گھبرایا ہوا اُس مقام پر آیا سحر کرکے دستک دی
کچھ نشان نہ ملا اب تو باغبان ناچار اُسی مقام پر اُتر پڑا مرجان کو بلایا کہا ای برادر مقام تعجب ہی کہ ملکہ کا پتہ
نہین ملتا مرجان نے کہا ای باغبان میری عقل مین کوئی یہان دشمن نہین باغبان نے کہا مین یہان سے
کیونکر جاؤن جاکر ملکہ تموج سے کیا کہون معلوم نہین نیکی ہو یا بدی مرجان کو بھی بڑا تردد ہی مرجان نے کہا اگر حریف
پر گمان کرین ایک کو آپ نے مارا ایک شکست فاش کھا کر بھاگا ملکہ نے سحر کامل کیے اُسکو کیا لیاقت تھی
کہ اُنکو لیجاتا مقابلے مین نہ ٹھہر سکا بڑی مشکل کی بات ہی مین ایک عرضی خواجہ کو لکھتا ہون وہ ارسطو فطرت
اگر پتہ لگائینگے اگر شاید افراسیاب کا گذر ہوتا اُسکو کسکا خوف تھا ظاہر ہوکر سحر کرتا میری کیا حقیقت تھی

کہ مین اُس سے مقابلہ کرسکتا عرضی لکھکر ایک ساحر کو دی کہا یہ کاغذ جاکر ہاتھ مین خواجہ کے دینا باغبانِ مرجان
اُسی مقام پر اُتر پڑے کنیزان مہار روتی پھرتی ہین باغبان کبھی گھبرا کے صحرا مین جاتا ہی چہار جانب پتہ لگاتا
ہی کہین پتہ نہین ملتا تلاش مہار مین غنچۂ آرزو نہین کھلتا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین بیٹھی ہین جملہ سردار
بارگاہ مین جمع ہین خواجہ عمرو و برق وچالاک ملکہ گلگونہ کی تعریفین کر رہے ہین گلگونہ فرماتی ہین ہماری
شرکت کا لطف تلاش نوح مین کام آئیگا کہ ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک ساحر عرضی باغبان
کی لیکر آیا ہی عمرو نے پریشان ہو کر کہا خدا خیر کرے جلد بلاؤ لڑائی مین کچھ فتور ہوا وہ ساحر اندر آیا دعا و ثنائے
بادشاہی بجا لایا عرضی خواجہ کو دی خواجہ نے عرضی بہ آواز بلند پڑھی سبنے سُنا کہ مہار غائب ہو گئین گل سے
چہرے کمھلا گئے خواجہ عمرو یہ کہکر اُٹھے کہ برق چلو شاید کوئی شخص ملکہ مہار کو اُٹھا لیگیا خواجہ عمرو و برق
چلے پھرتے پھراتے لشکر مین باغبان کے آئے خواجہ نے کہا ای برق تم جاکر لشکر مین نہر بر کے پتہ لگاؤ
برق بھاگا لشکر مین نہر بر کے آیا جا بجا پوچھتا پھرتا ہی یہی سب لوگ کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے برق پہرات
تک سارے لشکر مین پھرا کچھ مہار کا پتہ نہ پایا کنارے لشکر نہر بر کے ایک نخل تھا اُسکے سائے مین
آکے بیٹھا اس سوچ مین کہ ای برق اب کہان جاؤن دو پہر رات سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ پہلوے کوہ
سے ایک مختصر سا لکۂ ابر اُٹھا وہ ابر بلند ہوا لشکر پر نہر بر کے محیط ہو گیا رعد گرجا برق چمکی موسلا دھار پانی برسنے لگا
برق اُسی نخل کی آڑ مین پڑا رہا دو پہر پانی برسا صبح کو برق نے دیکھا کہ لشکر نہر بر ندارد پچیس تیس ہزار کا لشکر
بھی غائب ہو گیا سو کہین اسپان جا بجا پڑا ہی خیمون کے اُکھڑنے کا نشان پایا جاتا ہی تمام جنگل مین تلاش کیا
مگر کہین پتہ نہ ملا آخر خدمت مین خواجہ کی آیا تمام کیفیت بیان کی خواجہ بھی حیران ہو گئے باغبان نے
کہا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ساحر زبردست اس حوالی مین رہتا ہی اُسکا یہ شعبدہ ہی خواجہ نے کہا مین
خود جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو و برق روانہ ہوے اُسی صحرا مین آکے پہونچے خواجہ نے کہا ایک طرف مین
جاتا ہون برق ایک جانب روانہ ہوا تین چار کوس راستہ طی کیا تھا کہ دور سے ایک باغ معلوم ہوا دیکھا اُسکے
دروازے پر کچھ چوبدار حاجب دربان بیٹھے ہین برق ایک مسافر کی شکل بنکر قریب اُنکے آیا بیٹھکر حقہ پینے لگا
کہتا جاتا ہی آج کی منزل سخت ہی بڑے بڑے پہاڑ ملے راستہ پہاڑ ہو گیا کیون صاحبو یہ باغ کن صاحب کا
ہی ملازمون نے کہا ملک آزاد عجائب نگار ہمارے شاہ کا نام ہی یہ باغ سیرگاہ ہی یہان سے بارہ
کوس پر قلعہ ہی اُسکو بھی عجائب نگار کہتے ہین یہان واسطے سیر کے تشریف لاتے ہین برق یہ حال دریافت کرکے

اُسی جنگل مین پھر اکیا شام کو پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا باغ مین آکر ایک چمن مین چھپ رہا دیکھا ملازمون نے روشنی کی چبوترے پر فرش بچھا اسباب عیش و نشاط رکھا پہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چمکی تخت پر ایک جادوگر اپنے کو آراستہ کیے ہوے چند خادم ساتھ تخت آکر اُترا مسند پر بیٹھا مگر ملول و حزین خادمون نے عرض کی گائنون کو بلائین اُس تاجدار نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا یارو کیا پوچھتے ہو دل قابو مین نہین بقول شاعر نظم

ہستی سے میرا نام و نشان تک مٹا دیا	خوش ہو گئے جو خاک مین مجھکو ملا دیا
کیا جانے تمنے کونسا فقرہ سنا دیا	سوتے ہوے کو خواب لحد سے جگا دیا
خط کا فروغ گالون سے گالونسے خط کا حسن	ہالے کو چاند چاند کو ہالہ بنا دیا
کہتا ہے سنکے میرا پیام طلب وہ شوخ	کیون آئین کچھ کسیکا ہی ہنسنے لیا دیا
پہلو مین دی جگہ نہ کبھی دل کی شکل سے	جب پاس آکے بیٹھ گیا مین اٹھا دیا
فرقت مین تھا قیامت کبرا کا سامنا	نالون سے خفتگان لحد کو جگا دیا
اللہ ری حرارت سوز فراق یار	ہر استخوان کو آگ کا شعلہ بنا دیا

خدمتگارون نے عرض کی حضور نے بیٹھے بیٹھے آپنے کو ہوا سے دام عشق مین پھنسایا عیش و آرام تلخ ہوا شیرین ادا گائن عرض کرتی تھی کہ سرکار کو بے ہمارے چین نہ پڑتا تھا اب کئی دن سے کیون نہین یاد فرمایا سرکار صبر کرین جو اپنے کو نہ مانے اسپر کیون جان دین آزاد نے کہا یارو مین کیا کرون دل پر اختیار نہین شیرین ادا کا نام جو برق نے سنا دیکھا چمنی مین ایک نازنین بنی ٹھنی بیٹھی ہے سازندے بھی گرد ہین عقل سے سمجھا کہ شیرین ادا یہی ہے ایک کنیز کی شکل بنکر دیوار باغ سے لپٹا ہوا قریب چمنی کے پہونچا شیرین ادا نے کہا تم کہان سے آتی ہو کیون شگوفہ مزاج کیسا ہے برق نے کہا آپ کی عنایت ہے یہ کہکر برق بیٹھ گیا کہا کیون شیرین ادا کئی دن سے تمکو کیون نہین بلایا شیرین ادا تو قوم کی ڈومنی ہے مٹکنے لگی کہا لو اایک چہیتی کولائے ہین وہ انکے نام پر خون بھی نہین مارتی برق نے کہا وہ کون ہے کہا بڑے خاندان کی ہے بی حیرت کی بہن شہنشاہ حیات کی بیٹی اب یہ مرتبہ ملا غنچۂ آرزو کھلا بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد اسپر عاشق ہوے اسوجہ سے انکو اور زیادہ نخرہ ہے ای بوا شگوفہ یا تو مجھپر ڈورے ڈالتے تھے مین نے منھ نہین لگایا جبدن سے اُس چربی کی تپلی کو لائے ہین تب سے مجھپر نگاہ بھی نہین ڈالتے مین نے بھی بوا نگاہ اٹھاکر نہین دیکھا برق نے کہا بوا ذرا کنارے چلو تمسے ایک بات

رازکی کہونگی شیرین ادا کو الگ لیجا کر برق نے بیہوش کیا شیرین ادا کی صورت بنکر سازندون سے کہا ساز تو درست کرو دیکھین تو شہنشاہ کیا کرتے ہین ہر چند کہ اپنے غم و الم مین ہین دیکھین ہمارا بھی کچھ خیال ہی کہ نہین اپنے کو آراستہ کرکے برق سامنے آزاد عجائب نگار کے آیا جھک کر سلام کیا آزاد سے آنکھ ملی منھ چڑھا دیا آزاد ہنس پڑا کہا بی شیرین ادا آؤ کیسا مزاج تھا برق نے کہا حضور ہمارا مزاج کیا پوچھنا حضور اپنی کیفیت بیان کرین معشوق راضی ہوئی کہ نہین آزاد عجائب نگار نے کہا اے شیرین ادا کیا کہون دل قابو مین نہین نظم

مانے نمانے منع تمنا سے دل کرون   مین غیر تو نہین کہ تمنا سے دل کرون
ہو جان بھی جاکے کچھ تو مداوا سے دل کرون   کب تک مین دل پہ ہاتھ دھرے آہ دل کرون
سو طرح سے زبان ہین رہنے مین اسکے گر   دشمن بھی مفت لے تو مین سوداے دل کرون
چھٹتا ہی جیتے جی کوئی زنجیر زلف سے   دیوانہ ہون کہ چارہ سوداے دل کرون
بیرحم ہرزہ گردیون سے پاؤن گھس گئے   کیا ذکر جوش حوصلہ فرساے دل کرون
کہتا ہون درد دل تو وہ کہتے ہین مجھکو کیا   مین کیا طبیب ہون کہ مداواے دل کرون
اس بت کو ترک دین سے نہین مومن اعتماد   کیونکر نہ مین شکایت اغواے دل کرون

برق نے کہا اے شہنشاہ آپ کو دیوان یاد ہین ایک گھنٹہ بھر کے لیے مجھکو انکو تنہا کر دیجیے مین انکے دل کا حال دریافت کرون اگر نہ راضی کردون تو شیرین ادا نہ کہیے گا مین نے جو انکے تیور دیکھے اس سے صاف ثابت ہی کہ وہ خود آپ کو چاہتی ہین کسی آپ کی بدعت سے انکو نفرت ہوئی ہی آزاد نے خوش ہوکر کہا اچھا شیرین ادا جاؤ اگر تم اسکو راضی کرکے میرے پہلو مین بٹھا دو تو شیرین ادا جو مانگوگی دونگا شیرین ادا نے کہا واری مین ابھی جاتی ہون آپ نے تو کئی دن سے شراب بھی نہین پی آپ کو اسکے ہاتھ سے شراب پلواؤنگی آزاد نے کہا جاؤ بارہ دری مین پنجرہ رکھا ہی برق فرنگی تڑپکر چلا آزاد نے کہا اے شیرین ادا یہ بھی کہنا کہ شہنشاہ فرماتے ہین ملک و مال کا تمکو اختیار ہی جسطرح چاہو انتظام کرو مین راسخ الاعتقاد ہون شمشاد قد کا عاشق موسوم بہ آزاد ہون جو وعدہ کرآؤگی آنکھون سے بجالاؤنگا برق جھپٹکر بارہ دری مین آیا دیکھا بہار قفس مین بند رنگ رو متغیر سرنگون زبان مین سوزن مثل طائر نو گرفتار قفس مین پھڑک رہی ہین برق نے آکر سلام کیا کہا ملکۂ عالم مجھے پہچانا بہار نے کچھ جواب نہ دیا برق نے ہاتھ باندھکر کہا آپ کا تابعدار ہون مین ہون مہتر برق نام برق سنتے ہی ملکہ بہار شگفتہ ہوگئین

ساحر برق کیونکر پہونچے برق نے کہا آپ کے واسطے شکر ہے نا سبب بیقرار ہین اُستاد بھی آئے ہین مین پہونچ گیا
اُستاد فکر مین ہونگے جبتک وہ آئین مین آپ کو لیے چلتا ہون چونکہ بہار کی زبان مین سوزن ہی اشارون
مین کلام کر رہی ہین یہان آزاد نے کہا مین تو چھپ کر سنون کہ شیرین ادا سے کیا باتین ہو رہی ہین یہ کہکر
اُٹھا گوشے مین چھپکر سننے لگا یہان برق نے کہا ای ملکۂ عالم ایک جام اپنے ہاتھ سے پلانا پڑیگا اتنا فقط کہنا
کہ تمھاری بدعت سے مین نے انکار کیا بہار نے کہا یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا وقائع نگار حالات طلسم ہوشربا
لکھ رہے ہین مصنف صاحب بیان قمر قلم اُٹھائے ہر وقت اسی فکر مین رہتے ہین کہ کوئی مضمون عالی ملے کتاب مین
درج کرون اگر خدانخواستہ بادشاہ جمجاہ کے ملاحظے سے گذرا تو کیا فرمائینگے بہار نے اپنی زبان سے کہا کیسی بدنامی
کی بات ہی برائے خدا بچیا مجھکو بدنامی سے بچا لو ادھر میری زبان سے سوزن نکلا اور مین نے اُسکو تنکے چنوا دیے
یہ سب باتین آزاد سن رہا ہی یہ بھی سن لیا کہ یہ برق فرنگی عیار ہے برائے رہائی ملکہ بہار آیا ہی مگر اسی طرح آ کے
مسند پر بیٹھ رہا خدمتگارون سے کہا ہی یارو ان عیارون کے کیا کلیجے ہین کسی مقام پر خوف نہین کرتے کہ برق
بہار کو سمجھا کے خوشی خوشی چلے آتے ہین کہ اب اسکو قتل کرونگا مال بھی لوٹونگا اُستاد کو ابھی تک یہان کا
پتہ بھی نہین ملا اب جو برق نے آزاد کے تیور دیکھے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی خدا خیر کرے آزاد نے پوچھا
کہو بی شیرین ادا کیا گذری برق نے ڈرتے ڈرتے کہا حضور جو مین کہتی تھی وہی ہوا آزاد نے جھلا کر کہا منم
آزاد عجائب نگار ہمکو قتل کرنے تم زندہ بچکر جاؤگے برق اپنے مقام سے اُٹھا کہا حضور اسوقت آپ کا مزاج
برہم ہی مین پھر حاضر ہونگی چاہتا ہی چبوترے سے اُترے کہ آزاد نے ایک دو ہتھڑ مار اگیر کی آواز دی برق کے
پاؤن زمین نے پکڑ لیے ہر چند برق ہان ہان کرتا ہی آزاد نے ایک شعلہ چمکایا منھ پر گرا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی حکم دیا قفس آہنی منگوا کر برق کو بند کیا بہار مشتاق بیٹھی تھین کہ اب برق فرنگی
ہمارا قفس منگوا دیگا رہائی پائینگے کہ دیکھا چند خدمتگار قفس برق لیے ہوئے آتے ہین ملکہ بہار کے ہوش اُڑ گئے
پوچھا ای برق خیر تو ہی یہ کیا ہوا برق نے کہا ای ملکۂ عالم ہم بھی قید ہوئے معلوم ہوتا ہی ہم جو آپ سے باتین
کرنے آئے اُسنے سُن لیا یہان سے جب مین گیا تو تیور بدلے پائے آخر اُسنے گرفتار کیا بے اُستاد کے کچھ نہوگا آزاد
نے یہان وزرا سے صلاح کی ان عیارون سے شہنشاہ عاجز ہو رہے ہین مین نامہ لکھ بھیجون کہ مین نے برق کو
گرفتار کیا شہنشاہ خوش ہو جائینگے مقدمۂ بہار کا چھپانا واجب ہی سُن پائینگے تو آکر بہار کو لیجائینگے سب نے کہا
بہت بہتر اُسی وقت آزاد نے ایک عرضی بخدمت افراسیاب لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ ساحران مین نے

برق

برق فرنگی کو گرفتار کیا قتل کرنا مناسب نہ جانا اگر حکم ہو زندہ بھیجون یا سر روانہ کرون ایک جادوگر اسفل جادو نامے
اُس سے کہا تم سیدھے طرف باغ سیب کے جاؤ ہاتھ مین افراسیاب کے یہ نامہ دینا فوراً جواب بھی لینا
اسفل نامہ لیکر چلا خواجہ عمرو ایک صحرا مین مارے مارے پھر رہے ہین دل سے کہتے ہین نہین معلوم کیونکر برق پر
کیا گذری خدا نخواستہ کسی بلا مین پھنسا وہ تو اسم با مسمی ہی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی اگر چل گئی تو عیار کو مارا کہ دیکھا
ایک جادوگر آسمان پر اڑتا ہوا آتا ہی خواجہ نے ایک ساحر کی صورت بنکر پکار کر آواز دی بھائی جانے والے
ذرا یہان آؤ دھوپ گرمی پڑ رہی ہی ایسا نہو کہ لون لگ جائے ابھی کئی آدمی اسی آفت مین مبتلا ہو چکے ہین
ذرا ٹھہر جاؤ ہم کچھ باتین کرینگے اسفل اتر آیا خواجہ نے کہا بھائی یہ شدت گرمی اور اسطرح نکلنا تمکو اپنی جان کا کچھ
خیال نہین اسفل نے کہا ای برادر نوکری کے مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا ایک کاغذ خدمت مین شاہ کی لیے
جاتا ہون عمرو نے کہا کون شاہ کہا افراسیاب جادو ایک خوشخبری لیے جاتا ہون یقین ہی اسکو طلب کرین عمرو نے
کہا کس مقام سے آتے ہو کہا قلعہ عجائب نگار سے برق فرنگی عیار پکڑا گیا ہی عمرو کا دل ٹکڑے ہو گیا حیران تھا
کہ کیا کرون مین تو کہتا ہی تھا کہ وہ تڑپ کے جا پڑیگا خواہ نخواہ بگڑے اسی جلدی مین پکڑا گیا اسفل نے
کہا دوسری بات یہ ہی کہ ملکہ مہار کو ہمارے آقا نے گرفتار کیا ہی اُسپر عاشق ہین عمرو نے کہا تمھاری باتون سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی ملکہ مہار پر مائل ہو اسفل نے سر جھکا لیا کہا نہین بھائی ذرہ کیا آفتاب سے آنکھ ملا سکتا ہی
مین اتم کو خوب میدانم یہ حال سنکر خواجہ نے اسفل کو باتون مین لگایا گاوری کھلا کر بیہوش کیا نامہ نکال لیا
اُسکی پشت پر طرف سے افراسیاب کے جواب لکھا کہ ای خیر خواہ ما بدولت تمنے بڑا کام کیا کہ برق کو گرفتار کر لیا
یہ وہ بلائے روزگار ہی کہ اسپر کوئی ہاتھ ڈال سکتا ہی اسی اسفل کی معرفت برق کو ما بدولت کے پاس روانہ کرو
اسفل کو وہین درہ کوہ مین ڈالدیا اُسی کی شکل بنکر طرف عجائب نگار کے روانہ ہوئے اسفل یہان پڑا تھا
کچھ گھسیارے گھاس چھیلنے آئے اُنھون نے اسفل کو ہوشیار کیا اسفل کی جو آنکھ کھلی نامے کو اپنے پاس نہ پایا
کمر مین چاندی کی کردھنی تھی انگوٹھیان چھلے سب چیزین خواجہ لیگئے زیر جامہ بھی بمشکل چھوڑا اسفل بیٹھکر رونے لگا
قضائے کار صرصر شمشیر زن پھرتی ہوئی اسطرف آنکلی دیکھا ایک جادوگر بیٹھا ہوا رو رہا ہی صرصر نے آکر پوچھا
کیون ای شخص کیا ہوا اُسنے سب حال رو رو کر بیان کیا کہ مین نامہ لیے ہوے جاتا تھا یہان ایک ٹھگ ملا
اُسنے بیہوش کر کے سب اسباب میرا لے لیا اب مین کیونکر جاؤن صرصر نے جو حال برق و مہار سنا سوچی کہ
افراسیاب نہال کر دیگا مہار پر جان دیتا ہی آج تک دل سے اُسکے مہار کی محبت نہین گئی صرصر نے کہا

ارے عمرو عیار تھا معلوم ہوتا ہے وہ تیری صورت بنکر پہونچا ہوگا صرصر نے کہا میرے ساتھ چلو جسقدر تیرا مال
گیا ہے اُسکا دونا دلوا دونگی ایک تخت سحر تیار کرو سحر کرتے ہوے باغ سیب مین پہونچو شہنشاہ اپنے ساتھ
تمکو لیجائینگے اسفل نے اُسی وقت شاخہاے نخل کا ایک تخت تیار کیا دونون سوار ہوے چاہتے ہین کہ تخت کو
اُڑا کر چلین قضاے کار چالاک بن عمرو تلاش مین خواجہ کی نکلا تھا دور سے دیکھا صرصر اور ایک جادوگر تخت
سحر پر سوار ہو کر تخت کو اُڑایا چاہتے ہین چالاک بتعجیل صبا رفتار بنا آنکھین دوپٹے سے ملتا ہوا مراد یہ ہے
کہ آنکھین چھپاؤن چار آنکھین ہونے پائین وہین سے پکارا اُستانی کہان جاتی ہو صرصر نے جو صبا رفتار
کو دیکھا سوچی اس سے کہون کہ تو جاکر ملکہ حیرت سے اطلاع کر دے ادھر سے افراسیاب پہونچے اُدھر سے حیرت
بھی آجائین ساربان زادہ گرفتار ہو تخت ٹھہرا لیا چالاک نے کہا اُستانی صاحب کہان جاتی ہو صرصر نے
سب حال بیان کیا کہ عمرو بشکل اسفل براے رہائی مہیار و برق گیا ہے مین جاکر شہنشاہ کو بھیجون تم جاکر ملکہ حیرت
سے اطلاع کرو بہت خوب کہکر چالاک پیچھے ہٹا اسفل نے تخت اُڑایا باغ سیب مین افراسیاب بیٹھا تھا
کہ اسفل اور صرصر آکر پہونچے صرصر نے سلام کیا تمام کیفیت افراسیاب سے بیان کی افراسیاب نے اسفل کو
انعام دیا کہا اب مجھکو معلوم ہو گیا تم عقب سے آنا مین اپنے کو جلد پہونچاتا ہون یہ کہکر افراسیاب بلند ہوا ہوا کاٹتا
ہوا چلا میان آزاد منتظر بیٹھا ہے کہ اسفل نقلی آکے پہونچا جھککر سلام کیا کہا حضور شہنشاہ آپ سے بہت راضی
ہوے کہ آپ نے ایسے مکار کو گرفتار کر لیا فورًا برق کو قتل کرینگے نامے کو پڑھکر آزاد نے قفس مہیار و برق منگوایا
مہیار کے جلانے کو کہا اب یہ تمھارا مددگار بخدمت افراسیاب جاتا ہے عمرو جلدی کر رہا ہے کہ برق کا لیجانا تو
ممکن ہے مہیار کو بھی تو رہا کرون کہا اے شہنشاہ غلام نے لاکھون روپیہ حضور کے گھر سے پیدا کیا سب
گوتون کو کھلایا حضور نہین سمجھے کچھ آیا یا نہین آج میان تان ان درازخان سے ملاقات ہوئی تھی وہ تین
تین گھنٹے کی تانین لیتے ہین مین نے سہ کر کی تان لی وہ تو بڑی تعریفین کرتے تھے مہیار سے بھی اشارے کرتے
ہین برق تو دیکھتے ہی پہچان گیا افسوس کر رہا ہے کہ اب یہ کاگ کے جاکے سب کو بیہوش کرینگے ہمکو طعن و تشنیع
دینگے فرمائینگے برق کو کچھ نہین آتا آزاد سے کہدون کہ یہ عمرو عیار ہے گرفتار ہو جائین پھر دلمین کہتا ہے مارے
کوڑون کے کھال گرا دینگے یہ باتین چالاک ہی کو زیب دیتی ہین لیکن خواجہ عمرو نے لنگنا کے سامنے
آزاد کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

سرمگین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو	خاک مین نام کو دشمن کے ملاتے کیون ہو

گرم جولان مرے مدفن پہ تم آتے کیون ہو ‌ ‌ اپنے دل سوختہ کی خاک اُڑاتے کیون ہو

شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیون ہو ‌ ‌ گر ہو دلسوز مرے مجھکو جلاتے کیون ہو

کون ہے سوختہ اختر کا خیال آتا ہی ‌ ‌ سرمہ جب دیتے ہو تم اشک بہاتے کیون ہو

بارگردن تو نہین تیغ ستمگر آخر ‌ ‌ جان نثار و سر مشتاق جھکاتے کیون ہو

جن سے منظور وفا ہی ہو جفا بھی اُنپر ‌ ‌ مجھسے کچھ کام نہین ہی تو ستاتے کیون ہو

اُسنے کیا غیر کو دزدیدہ نظر سے جھانکا ‌ ‌ رخنہ ہائے دریار آنکھ چراتے کیون ہو

دم رفتہ ہم سے ہی لگا جان نکل جائیگی ‌ ‌ دیکھو سینے سے مرے پاؤن اُٹھاتے کیون ہو

کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن ‌ ‌ اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیون ہو

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی آزاد نوچوٹ کھائے ہوئے تھا آنکھون سے اشک حسرت جاری کہ رہا ہی کہ اے اشغل جادو تُنے تو آج دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا حقیقت مین تم کامل ہو عمرو نے قصد کیا کہ شراب کا ذکر کرون زمین کا پنی خواجہ پیچھے ہٹے زمین سے افراسیاب نے سر نکالا آواز دی اے سارباں زادے کہان جاتا ہی عمرو دیکھا گا افراسیاب دوڑا عمرو نے چاہا حبت کرون افراسیاب نے اشارہ کیا زمین نے پاؤن تھام لیے پلٹ کر افراسیاب نے جو مہار کو قفس مین دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا کیون اے نمکحرام تو نے برق کا حال لکھا تھا اور مہار کی اطلاع نہ کی آزاد نے سر جھکا لیا جب افراسیاب نے کئی مرتبہ کہا اور اسنے کچھ جواب نہ دیا اب مہار کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون اے شہنشاہ حسن وخوبی واے سرو خرامان باغ محبوبی ہماری الفت کا یہ انجام ہوا کہ ہمارے خراجگزار نے تمکو قفس مین قید کیا یہ سب تمھارے خراجگزار ہین مناسب یہ ہی کہ ہمارے ساتھ چلو حیرت کی کیا مجال ہی کہ تمسے سرکشی کرے آخر مسلمانون کا کبتک ساتھ دوگی میرے خراجگزار دن سے کہا تنگ لڑوگی اٹھارہ سو ملک کا مالک ہون عمرو کو بھی گرفتار کر لیا اب کیا مین انھین زندہ چھوڑونگا خواجہ ہاتھ باندھے کھڑے ہین کہ رہے ہین مین تو غلام ہون یہی چاہتا تھا کہ زیر قدم اقدس پہونچون گرفتار ہو گیا مجھے آپ سے وہی خصوصیت ہی مجھے حکم ہو مین مہار کو راضی کرون کہا کرتی تھین کہ شہنشاہ مجھکو بلا کر لیجائین مین چلی جاؤن آج مراد پوری ہوئی آزاد کے کلیجے پر چھریان پھر رہی ہین چیبن کہتا ہی مدعائے دلی حاصل نہوا اب یہ مہار کو لیجائیگا جوش عشق مین بول اُٹھا اے شہنشاہ مین نے مہار کو اسواسطے چھپا کر رکھا تھا کہ تنہائی مین لیکر حاضر ہونگا یہ سنکر افراسیاب نے کہا تجھکو کچھ خیال نہ آیا یہ اہتمام تھا کہ مہار پر دست انداز ہو جسدن خبر پا جاتا قیامت برپا کرتا

آزاد کو کچھ بن نہین پڑتا کہ چمنستان سے تالیان بجانے کی آواز آئی کوئی بھاری آواز کا آدمی بھجن سامری و
جمشید کا گا رہا ہی پلٹ کر افراسیاب نے جو دیکھا مرشدزادے میان مصور بند قبا کھلے تاج ڈھلکا ہوا تالیان
بجا بجا کے گنتے چلے آتے ہین نانا جان دادا جان تمھارے صدقے ایسے ہوتے تو خدائی کیونکر کرتے پوتے
دوسو خدا کے افسر مغرور و خودسر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا کہا کیون مرشدزادے خیر تو ہی کہا ای شہنشاہ مین پڑا سو رہا
تھا دادا جان تشریف لائے کہا ای فرزند جلد جاؤ عمرو و برق پکڑے گئے بہار کے واسطے افراسیاب بیقرار ہی
وہ ہمارا بندۂ خاص یہ بندی باختصاص دل پر بہار کے پردہ پڑگیا ہی اسوجہ سے افراسیاب سے انکار کرتی
ہی تم جا کر وہ پردۂ حجاب اُٹھا دو بہار خود افراسیاب پر عاشق ہو جائے مین نے پوچھا پردہ کیونکر اُٹھا دُون
دل کو بہار کے روشن کرون فرمایا ایک جام شراب اپنے ہاتھ سے ہمارا القاب پڑھکر پلا دو جو اسوقت شراب پیئے گا
نام سامری و جمشید لیگا سو برس عمر بڑھ جائیگی سب خدمتگار بھی بیٹھ گئے مصور چونکہ نبیرۂ سامری ہی سب اسے پیر
کہ رہے ہین قدرت اپنے فرزند کے خواب مین آئے مرشدزادے ایک جام ہمکو بھی پلایئے گا عمر بھر دعا دینگے مصور
نے کہا پتلہ اُٹھا کے لاؤ مین القاب دادا جان کا پڑھ دون آزاد نے اشارہ کیا ملازم پتلہ اُٹھا کے لائے مصور
نے اُس پتلے پر القاب سامری پڑھا افراسیاب کہ رہا ہی فصاحت و بلاغت تو دیکھو سب مرشدزادے کو بیوقوف
جانتے تھے آج لیاقت ظاہر ہوئی مصور نے جام بھر اکہا پہلے مین اپنے شہنشاہ کو پلاؤن جنکی زندگی سے ہماری
آبرو ہی یہ کہکر دو تین بھجن گائے کہا شہنشاہ ایک سانس مین جام پیجیے گا آپ کو دو جام پلاؤنگا یہ کہکر افراسیاب
کو جام دیا دوسرا جام بھر اکہا میان آزاد تم اسوقت مغضوب درگاہ شہنشاہی ہو دادا جان نے تمھارا بھی نام لیا تھا
تو تمھاری بھی سو برس کی عمر بڑھی آج دادا جان خواب مین آئے سب کو راضی کرونگا خدمتگار بھی نہ باقی رہین
قدرت کے نزدیک سب برابر ہین خادمون سے اشارہ کیا بھائیو یہ آج خوشی کا دن ہی جس باغ مین خزان تھی
اسمین بہار آئی بعد مدت عاشق و معشوق ملینگے وہ کون نادان ہین کہ بہار کو باغی بتاتے تھے خادم جام بھر بھر
کے پینے لگے بعضون نے لگاوٹ کے دو دو جام پیے اپنے دل مین کہتے ہین دو سو برس عمر بڑھی بعض کہتے ہین
کچے گھڑے کی چڑھی افراسیاب بیٹھے بیٹھے طرف آزاد کے متوجہ ہوا کہا او نمک حرام کچھ تجھکو ہمارا خیال نہ آیا آزاد
نے کہا کیا دمبدم کہتا ہی ہم نا ستے ہین آخر بہار کی شادی کسی کے ساتھ کرتے ہم مین کیا برائی ہی عمرو و برق دیکھ
رہے ہین افراسیاب تیغہ ٹیک کر اُٹھا آزاد نے کہا کیا مین تجھسے دبتا ہون یہ کہکر آزاد بھی اُٹھا مصور نے کہا ای
افراسیاب اس بے ادب کو لینا پہنچنے نہ پائے آزاد سے کہا دبتا نہین دونون بلبلا کے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی

دونون لڑکھڑا کے گرے بیہوش ہوے خدمتگار لینا لینا کہکر اُٹھے سب بر لب فرش فرش ہوے مصور نقلی نے
نعرہ کیا نعرہ چالاک عیاری من آنم چست و چالاک ❊ بچشم دشمن اندازم کف خاک ❊ خدا بد باد گرد تیز گامم ❊
خلیفہ اولم چالاک نامم ❊ اول زبان سے ملکہ بہار کی سوزن کو نکالا برق کو قفس سے رہا کیا خواجہ عمرو کہ سحر مین
افراسیاب کے پھنسے تھے بہار نے سحر اُتارا چھوٹتے ہی عمرو نے تاج افراسیاب لیا بہار نے کہا خواجہ
خدا کے واسطے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے عمرو نے آزاد کی کملی کتھری کہلی تاج اُتار لیا ننگ خاندان کو
برہنہ کیا سر کاٹ ڈالا بہار نے کہا خواجہ اب بھاگو ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو خواجہ و چالاک و برق ایک طرف
بھاگ گئے ملکہ بہار نے پر پرواز پیدا کیے جھونکا ہوا کا چلا یہ لوگ تو بخیر و عافیت نکل گئے ماہیان زرد پوش
پردۂ ظلمات مین بیٹھی تھی بیٹھے بیٹھے کہا میرا دل گھبراتا ہے معلوم ہوتا ہے میرے بچے پر کوئی آفت آئی نقشہ اُٹھا کے
دیکھا منہ پیٹ لیا پر پرواز پیدا کر کے چلی اُس مقام پر آئی جہان افراسیاب بیہوش پڑا تھا زمین پر اُتری افراسیاب
کو ہوشیار کیا کہا ارے یہ کیا ہوا افراسیاب نے لاشہ جو آزاد کا دیکھا کہا اس حیا کی ذات سے سارا فساد
برپا ہوا بہار کو اسنے قید کیا عیارون نے مار باندھ دیا عمرو بھی گرفتار ہوا تھا چالاک مصور بنکر آیا عیاری
کر گیا اس نمک حرام کو قتل کیا بڑا کام کیا مین ابھی جا کر سب کے سر لاتا ہون قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا چاہا پر پرواز پیدا کر کے جاؤن ماہیان نے دامن پکڑ لیا کہا ارے کچھ دیوانہ ہوا ہے نہین معلوم
کس آفت مین پھنس جائے لاکھ لاکھ افراسیاب نے چاہا کہ جاؤن ماہیان نے دامن نہ چھوڑا افراسیاب
تڑپ کر رہگیا ماہیان نے اپنے ساتھ لیا طرف پردۂ ظلمات کے چلی کر انکا ذکر تحریر ہوگا ملکہ بہار قلعۂ مرجان
پر آئین باغبان قدرت واسطے بہار کے بہت پریشان ہو رہا تھا سب حال پوچھا بہار نے سب کیفیت
بیان کی خواجہ و برق و چالاک بھی آئے مرجان سے کہا اب آپ قلعے کو چھوڑیے ورنہ افراسیاب پھر
فوج روانہ کریگا یہان رہنا اچھا نہین اسی وقت مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم زن و شوہر
چالیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر باغبان و بہار کے ہمراہ ہوے باغبان و بہار و مرجان الماس پوش
و ملکہ الماس یاقوت چشم طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوے خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی ساتھ ہین لیکن ہزبر
جو باغبان و بہار کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تھا صحرا مین فروکش ہے ساتھ والون سے کہہ رہا ہے کہ خدمت
شہنشاہ مین کیا منھ لیکر جاؤن فرمائینگے قلعۂ مرجان کو تباہ نہ کیا زن و شوہر کو قید کر کے نہ لائے اب مین
کیا تدبیر کرون ہمین پچیس ہزار جادوگر بھی اسکے ساتھ ہین ایک دن اسنے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ پہلے

تزادل جادوگر ہزارون باز و لیطو قرقرون پر سوار ساتھ ایک تاجدار کے شکار کھیلتے چلے آتے ہین وہ تاجدار
ایک عقاب پر سوار جس طائر کو تاکا ایک ماش کا دانہ پھینک مارا طائر گرا اُسکو اُٹھا کے آرابے پر ڈال دیا
نہایت مغرور عقل و فراست سے دور تمام صحرا کو پرند سحر پرندون سے خالی کر دیا ہزبر اژدر سوار نے جو دور سے
دیکھا ساتھ والون سے کہا یہ تو ہمارا دوست صادق محب واثق میثاق عہد شکن بادشاہ کوہ لاجورد ہی یہ
کہکر اپنے مقام سے اُٹھا اگر میثاق سے ملاقات کی میثاق بھی عقاب سے کود پڑا پوچھا کیا بھائی صاحب
تم بھی برائے شکار آئے ہو ہزبر نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا ای برادر ایسی ذلت فاش اُٹھائی باغبان
وبہار کے ہاتھ سے شکست کھائی ہزارون جادوگر قتل ہوے اب مجھکو بڑا اعجاب ہی حکم شہنشاہ تھا کہ زن و
شوہر کو گرفتار کرکے لاؤ یہ لوگ برائے مدد آگئے اہل اسلام کی رونق دن بدن بڑھتی جاتی ہی میثاق نے
کہا کہ بھائی نہ گھبراؤ مین تمکو کوہ لاجورد پر لیچلونگا زن و شوہر کو گرفتار کرادونگا یہ دونون آپسمین باتین کر رہے
ہین کہ ابر آسمان پر اُٹھا کچھ لکہ ہا سے سرخ و سبز وہ ابر ایک صحرا مین آکے شق ہوا ہزبر نے نگاہ غور دیکھنے لگا
دیکھا باغبان وبہار و مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم چارون ایک تخت پر سوار ایک تخت پر
خواجہ عمرو برق وچالاک اُس تخت کو ساحرہ وش پر اُٹھائے ہوے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر جہان ہزبر و
میثاق فروکش ہین وہان سے تین کوس پر ایک صحرائے سبزہ زار تھا وہان یہ سب اُترے ہزبر نے کہا ای میثاق
زن و شوہر کو باغبان وبہار لیے جاتے ہین میرے کلیجے پر چھری سی پھر رہی ہی زن و شوہر پہ کیونکر قبضہ کرون
یہان باغبان وبہار کو بھی معلوم ہوا کہ ہزبر و میثاق دامنہ کوہ مین اُترے ہین ملکہ بہار نے کہا ای باغبان
ہزبر و میثاق کو ایک نامہ لکھنا چاہیے کہ اگر اسلام قبول کرو اگر اسمین تامل کرو سزا دیجائے باغبان نے کہا
آپ نامہ لکھیے مین ایلچی بنکر جاؤنگا ہر چند بہار نے کہا کسی اور کو بھیجو باغبان نے کہا میثاق میرا ہم مکتب ہی مین
سمجھا کر لے آؤنگا بہار نے بمضمون مذکور نامہ لکھا باغبان نے نامہ دو بلغے سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہوکے
بہ رسم ایلچیگری چلا یہ خبر ہرکارون نے میثاق و ہزبر کو پہونچائی میثاق نے کہا ای ہزبر یہ باغبان میرا ہم مکتب ہی
مجھکو اُس سے کچھ نہ بن پڑیگا ہزبر نے کہا مین کلام کرونگا تم نہ گھبراؤ کہ باغبان بارگاہ مین آکر پہونچا مثل اہل
اسلام کے سلام کیا ایک دنگل پر آکر بیٹھا نامہ ہاتھ مین میثاق کے دیا کہا ای برادر ہمارے تمہارے ہمیشہ رسم و رسم
رہا ہی ملکہ بہار کو منظور ہی کہ تم سے مقابلہ کرین سحر کو بہار کے جانتے ہو مین تمھین سمجھانے آیا ہون بہار کا سحر جب چلیگا
تنکے چنوادیگا بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلو سارے نامے مین صاف صاف مرقوم ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب

اپنی خطا کی سزا پائیگا پس بہتر یہ ہی اُٹھو ہمارے ساتھ چلو قدمون پر چلکر مہار کے گرو خطا معاف کراوینگے میثاق نے کہا
ای باغبان بین نہین جا سکتا مین نے ہنر بر کا ساتھ دیا اب نہین ممکن ہی کہ تمہارے ساتھ چلون جو تمسے ممکن ہو
اُسمین قصور نہ کرو میدان کارزار مین بھی مین تمھارا پاس کرونگا باغبان نے جواب دیا ہم کافر کی محبت کا پاس
نہین رکھتے ہمارے بزرگون نے یہی سمجھا دیا ہی باغبان رخصت ہوا میثاق نے کہا ای ہنر بر اب معرکۂ عظیم
پڑیگا ہنر بر نے کہا مین جان دینے پر آمادہ ہون دو زن صلاحین کر رہے ہین کہ آسمان پر لکۂ ابر نمبر جد ہی پیدا ہوا
میثاق نے کہا ای ہنر بر زبرجد زرین پوش میرا بھائی ہی ہر چند کہ مجھسے چھوٹا ہو مگر سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہی اب
معرکہ پڑیگا زبرجد باغبان و مہار کو گرفتار کریگا باغبان و مہار کی کیا حقیقت ہی یہ باتین کرکے میثاق باہر آیا
ابر کی جانب اشارہ کیا ابر شق ہوا زبرجد آکر اُترا بھائی سے ملاقات کی زبرجد نے پوچھا ای برادر تم واسطے شکار کے
آئے تھے میثاق نے تمام کیفیت بیان کی زبرجد نے کہا باغبان و مہار سے مقابلہ کرونگا اُنکی کیا حقیقت ہی اگر میرے سامنے
آتا مین کان پکڑ کے سامری و جمشید کو سجدہ کراتا مجال ہی کہ ہمارے سامنے لاف و گزاف کر سکین میثاق نے کہا ای ہنر بر
تمنے سنا بھائی صاحب کیا فرماتے ہین اب آمادۂ حرب و پیکار ہو میان باغبان جو واپس آئے مہار سے سب کیفیت
بیان کی مہار نے کہا سمجھا جائیگا میان زبرجد نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہرکارون نے آکر ملکہ مہار و باغبان سے
خبر کی یہ بھی بیان کیا کہ زبرجد زرین پوش آیا ہی بلبلا رہا ہی باغبان نے حکم دیا میان بھی طبل جنگی بجے رات بھر
تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ملکہ مہار طاؤس زرین بال پر سوار پھولون کے دریا مین غوطہ
مارے ہوئے چھپکا موتیے کا سر پر گجرے ہاتھون مین لپٹے ہوئے لگاہ جو زبرجد کی جمال جہان آرائے مہار پر
پڑی کلیجہ تھام لیا کہا بھائی میثاق صورت زیبائے مہار تو دیکھو یہ صورتین کبھی کسی کی نگاہ سے گذری ہین مین
اسکے ساتھ شادی کرونگا بر لے سامری بہ نظر انصاف خیال کرو نظم

آنکھون سے ضیا ٹپکے ہی انداز تو دیکھو	ہر بوالہوسون پر بھی ستم ناز تو دیکھو
اُس بت کے لیے مین ہوس حور سے گذرا	اس عشق خوش انجام کا آغاز تو دیکھو
چشمک مری وحشت پہ ہی کیا حضرت ناصح	طرز نگہِ چشم فسون ساز تو دیکھو
ارباب ہوس ہار کے بھی جان پہ کھیلے	کم طالعیِ عاشق جانباز تو دیکھو
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ	بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
محفل مین تم اغیار کو دزدیدہ نظر سے	منظور ہی پنہان نہ رہے راز تو دیکھو

اس غیرت ناہید کی ہر تان ہے دیپک
شعلہ سا چمک جائے ہے آواز تو دیکھو
دین پا کی دامن کی گواہی مرے آنسو
اس یوسف بیداد کا اعجاز تو دیکھو
جنت مین بھی مومن نہ ملا ہاے بتون سے
جور اجل تفرقہ پرداز تو دیکھو

میثاق نے کہا بھائی اپنے کو سنبھالو ملکہ بہار منظور نظر شہنشاہ افراسیاب ہی ہر چند میثاق زبرجد کو سمجھاتا ہی زبرجد کہتا ہی مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا اگر مین اس محبوب بے مطلوب کو نہ پاؤنگا تڑپ تڑپ کے جان دونگا ہنر ہر نے کہا حضور اب تو میدان کارزار مین آئیے جانبین مین طبل جنگی بج چکے دونون لشکر آمادۂ حرب و پیکار ہین جب میدان کارزار سے پلٹیے گا اس مقدمہ خاص مین صلاح ہو گی میثاق نے کہا مین میدان مین جاؤن ہنر ہر نے کہا مین جاکر نوٹکے لیتا ہون ہر چند سب نے منع کیا ہنر ہر میدان مین آیا سحر کے عجائب وغرائب دکھا پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے مرجان والماس زن وشوہر تخت پر بیٹھے ہین باغبان نے مرکب پر غرّا اڑایا مرجان سے آکر اجازت خواہ ہوا کہا ای شہر یار اجازت میدان مرجان نے کہا ای باغبان قدرت خدا تمکو مظفر ومنصور کرے یہ سب مکار وغدار ہین ذرا سمجھکر انسے مقابلہ کرنا باغبان نے کہا آپ ملاحظہ فرمائینگے انشاء اللہ مہلت نہ لینے دونگا یہ کہکر باغبان گیند پھولون کا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے ہنر ہر کے پہونچا ہنر ہر نے گولہ مارا باغبان نے اشارہ کیا گولہ اُلٹا پلٹا ہنر ہر نے بمشکل اپنے کو بچایا ترنج پھینک مارا باغبان نے انگلی وستک دی ترنج اُلٹا پلٹا ہنر ہر اژدہے پر سوار تھا سر پر اژدہے کے پڑا توڑ کر مقام پر از کے پار گذرا ہنر ہر کانپ گیا جو سحر کرتا ہی وہ پلٹ کر اسی پر آتا ہی برق چمکائی تلوار اسی کے سر پر پڑی سر زخمی ہوا ایک ان تیر مارا تا بہ پیکان نشانہ ہوا باغبان نے پکار کر کہا ای ہنر ہر ہمنے تمھارے سب حربے رد کیے ابھی تک کوئی حربہ ہمنے نہین کیا ہوشیار رہنا ہم بھی سحر کیا چاہتے ہین ہنر ہر نے کہا ای باغبان آج شب کو مین نے سحر تیار نہین کیا اُسکا یہ باعث ہوا کہ سحر ناقص رہے آج مہلت دو کل میرے تمھارے مقابلہ ہو گا میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہی باغبان نے کہا جائیے مہلت دی زخمی ہو کر ہنر ہر لشکر مین آیا کہا ای زبرجد مین نے اپنی جان بچائی زبرجد بلبلا رہا ہی غریق جادو پہلو مین کھڑا تھا کہا ای غریق جاکر باغبان کو پکڑ لے اپنے دریاے سحر مین غرق کر دے غریق بل کرتا ہوا جا پڑا ایک دو پتھر زمین پر مارا ایک دریا جوش مارتا ہوا پیدا ہوا موجۂ آب غریق نے باغبان کی طرف توجہ کی باغبان نے ہنسکر کہا او بے آبرو تجھکو خود ہی پناہ دریا کی مشکل ہوگی ہم تمھاری فکر مین تھے یہ کہکر باغبان نے آواز دی ای نہنگ دریاے غریق غریق کو لینا اسی دریا سے ایک نہنگ خون آشام پیدا ہوا غریق نے چاہا بھاگے

نہنگ نزدیک گرا عریق کو نگل گیا دریا مین جا کر غائب ہوا اور دریا بھی نابود ہوا بھائی اسکا حریق جادو جلکر باغبان پر جا پڑا سحر جو کیا چند شعلہ ہاے آتش باغبان پر گرے باغبان نے اشارہ کیا اے آتش سحر گرمی اپنی دکھا اس جلے ہوے کو جلا وہ شعلہ ہاے آتش پلٹے آکر حریق پر گرے ہر سر مو ہر بن مو سے چنگاریان نکلین حریق کو جلا کر خاک کیا گیارہ ساحر مقابلے مین باغبان کے نکلے ہاتھ سے باغبان کے مارے گئے آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر پلٹے ماہر ہنر برنے آکر سامنے میثاق کے خود دے مارا کہا اے برادر تمنے دیکھا باغبان نے کیا قیامتین برپا کین زبرجد نے کہا اے ماہر ہنر برنہ گھبراؤ مین معشوق کی فکر کرلون ایک دن مین لڑائی فتح کردونگا تم کنارے بیٹھو طبل جنگی نہ بجواؤ یہ کہکر زبرجد اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین معشوق کو لینے جاتا ہون میثاق نے کہا اے برادر تم نہین جانتے ہو ملکہ مہار بلاے روزگار ہی نام پر بادشاہ اسلام کے نثار ہی کوئی شخص اسکی نگاہ مین نہین جچتا اسکا قول ہی کہ بادشاہ اسلام صاحب شوکت وشان نبیرۂ نوشیروان فرزندزادۂ صاحبقران حسین وجمیل اہل اسلام کے کفیل جب ایسے سے واسطہ ہوا تو اور مرد کی کیا ضرورت ہی زبرجد نے کہا بھائی مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا کلیجہ مُنہ کو آتا ہی لیکن مین اس سہولیت مین جاؤنگا کہ کسی کو ذرا خبر نہوگی مین اپنے ہوش مین نہین ہون بقول شاعر

نظم

ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
ہینے دشمن کا گھر جلانے کو
برق کا آسمان پر ہی دماغ
اپنا ہم مقبرہ بنانے کو
کوئی دن ہم جہان مین بیٹھے ہین
چھوڑ اُس بت کے آستانے کو

عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح عشرت ہی وہ نہ شام وصال
پھونک کر میرے آشیانے کو
شکوہ ہی غیر کی کدورت کا
آسمان کے ستم اُٹھانے کو
نقش پاے رقیب کی محراب

ق

سنگ در سے ترے نکالی آگ
ہاے کیا ہوگیا زمانے کو
سنگ سودا جنون مین لیتے ہین
سر مرے خاک مین ملانے کو
چلکے کعبے مین سجدہ کر مومن
نہین زیبندہ سر جھکانے کو

سب نے دیکھا ماہر ہنر مبہوت ہو رہا ہی کسی کی نہین سنتا ہی مہار کو یاد کر کرکے سر دھنتا ہی سب خاموش ہو رہے زبرجد غرق زمین ہو کر چلا یہان باغبان نے مہار نے طبل جنگی کا انتظار کیا جب طبل جنگی نہ بجا باغبان نے کہا اب اُسکے جی چھوٹ گئے اب وہ مقابلہ نہین کریگا صبح کو سمجھا جائیگا سب نے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا مہار کا دستور ہی کہ گرد خیمے کے چمنہاے شگفتہ تیار رکھتی ہین رات دن ایک طور پر عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کیا کرتی ہین اپنے حسب معمول جب آرام کرنے چلی عندلیبان خوشنوا گرد پھرین تصدق ہوئین

ملکہ مہار نے کہا ہوشیار رہنا دشمن سے مقابلہ ہی عندلیبان خوشنوا نے سر ہلائے پہلوے گل مین جا بیٹھین مصروف زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی و زیبائی زبرجد زمین مین نقب دیتا ہوا چلا جب قریب بارگاہ مہار پہونچا دیکھا چند نخل حائل ہین زبرجد سوچا باہر نکلو اگر کنیزین برائے حفاظت بیٹھی ہونگی اُنپر سحر کر کے اندر چلو نگا یہ سوچکر باہر نکلا دیکھا ٹہنیہائے شگفتہ عندلیبان خوشنوا زمزمہ سرائی کر رہی ہین دم محبت ملکہ مہار کا بھر رہی ہین ایک عندلیب نے جو غیر شخص کو سامنے دیکھا پکار کے مثل انسان کے آواز دی ای شخص یہ بارگاہ ملکہ مہار گلعذار ہی سنبھل کے کھڑا ہو ہوشیار ہو جا

نظم

وابستگی سی ہی کسی زلفِ دوتا کے ساتھ
کتبک نباہیے بتِ ناآشنا کے ساتھ
مانگا کرینگے رب سے دعا ہجر یار کی
ہو کسکا انتظار کہ خواب عدم سے بھی
یارب وصال یار مین کیونکر ہو زندگی
اللہ رے سوزِ آتشِ غم بعد مرگ بھی
ہر دم عرق عرق نگہ بے حجاب ہی
دست جنون نے میرا گریبان سمجھ لیا
مومن وہی غزل پڑھو شب جس سے بزم مین

پالا پڑا ہی ہمکو عجب کس بلا کے ساتھ
کیجیے وفا کہان تلک اُس بیوفا کے ساتھ
آخر تو دشمنی ہی اثر کو دعا کے ساتھ
ہر بار چونک پڑتے ہین آواز پا کے ساتھ
نکلی ہی جان جاتی ہی ہر ہر ادا کے ساتھ
اُٹھتے ہین میری خاک سے شعلے ہوا کے ساتھ
کسنے نگاہ گرم سے دیکھا حیا کے ساتھ
الجھا ہی اُسکے شوخ کے بند قبا کے ساتھ
آئی تھی لب پہ جان زہ و حبذا کے ساتھ

اُس عندلیب نے اس رنگ مین یہ اشعار سنائے کہ زبرجد کو سناٹا آگیا ہوش درست نہ رہے خیال مین آیا کہ معشوق کو پکارو وہ غنچہ دہن ہنستی ہوئی چلی آئیگی اُٹھا کے لیجاؤنگا یہ سوچکر پکار کے آواز دی ای ملکۂ عالم آپ کا عاشق صادق مشتاق دیدار در دولت پر حاضر ہی زبرجد نے چلا کر جو آواز دی یا تو ملکہ سوتی تھین یا آنکھ کھل گئی غصے مین اُٹھین پھر زبرجد نے چلا کر یہی کلمے کہے رنگ رو متغیر نہایت غصہ ہی کہ یہ کون بے ادب ہی جب تیسری مرتبہ اسنے پکارا ملکہ نے جواب دیا معشوق آتی ہی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھین زبرجد آواز سنکر جھومنے لگا جیسین کہتا ہی کہ جواب بھی معقول ملا ملکہ مہار نے پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک تاجدار بیقرار اشکبار آنکھین سرخ چہرہ گلنار سیہی دمبدم کیے جاتا ہی کہ عاشق صادق حاضر ہی ملکہ نے جو اس حال سے دیکھا سمجھ گئین کہ چمن کی ہوا انکو لگی یہ اپنے ہوش مین نہین ہین ملکہ مہار نے پوچھا ارے تو کون ہی کہا حضور زبرجد زرین پوش مجھکو کہتے ہین اب عاشق ہون

اسواسطے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو بلاکر لیچلون ملکہ مہار نے کہا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی مجھے چلنے مین کیا عذر ہی
لیکن ایک کام کرو لشکر مین تمھارے کون کون ہی جنکو افسر کہا جاتا ہو کہا حضور ہزبر ازدر سوار و میثاق عہد شکن
یہ دونون افسر موجود ہین ملکہ مہار نے کہا دونون کے سر لاؤ جلد جاؤ اور جلد آؤ دونون بہیا خاص ہمارے دشمن
ہین ایک گجرا اتار کے دیا کہا اسکو پہنو زبرجد نے اُسکو پہن لیا گجرا پہنتے ہی اور زیادہ محو ہوگیا تلوار کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا مہار نے کہا جلد جاؤ بعد اسکے جانے کے دو ہرکارے روانہ کیے کہ خبر لانا دیکھو یہ جاکر کیا کرتا ہی زبرجد جھومتا ہوا
چلا معشوق کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہی جب اندر بارگاہ کے آیا سب کو یقین ہوا
کوئی شرابی ہی میثاق نے پکار کر کہا کیون برادر خیر تو ہی کیون پلٹ آئے معشوق کو نہ لائے زبرجد نے کہا او بہیا
معشوق ہمسے زیادہ مشتاق ہی تمھارے سر مانگے ہین دو طمن بنی بیٹھی ہی تمھارے سر ہو نہین تو وصل معشوق سے
کامیاب ہون میثاق نے دیکھا گلے مین بدھی پڑی ہی سمجھا کہ ہار جیت ہوگئی یہ سحر مین مہار کے پھنسا ہی میثاق و
ہزبر ہاتھ بڑھانے لگے سمجھانے تھے کہ ای زبرجد ہوش مین آؤ دوستون سے فساد نہ کرو ہم کدو کاوش کرکے ملکہ بہار سے
تمھین ملائینگے جو جو یہ سمجھاتے ہین جوش و خروش اسکا بڑھتا جاتا ہی ہزبر نے بڑھکر ٹھوڑی مین ہاتھ دیا کہا ای
زبرجد کیون اپنی آبرو خاک مین ملاتے ہو تم جب معشوق کو لینے چلے تھے تب بھی ہم لوگ مانع ہوے تھے جاکے
آفت مین پھنسے کیا مہار سے مقابلہ ہوا تھا اسطرح جو ہزبر نے سمجھایا زبرجد نے ایک طمانچہ مارا کہا او بہیا نام معشوق کا
بے ادبی سے لیتا ہی ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمکی ہزبر کا سر زخمی ہوا پانچ چار خدمتگارون کے بھی سر اُڑ گئے اب زبرجد نے
تلوار کھینچی منم عاشق مہار کہکر لڑنے لگا چہار جانب سے ساحرون نے گھیرا ہی سحر ہو رہا ہی گولے چل رہے ہین
کئی سو ساحرون کو مار ڈالا چاہتا ہی ان دونون کے سر کاٹ لون مگر یہ دونون دور ہی سے سحر کر رہے ہین قریب
نہین آتے یہان ملکہ مہار جب دربار مین آئین باغبان قدرت نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی ملکہ نے کہا عجب
معرکہ گذرا زبرجد بارادۂ فاسد آیا تھا رنگ چمنستانین سپھسا عندلیبان خوشنوا نے گھیر لیا اُسنے غل مچایا مین بیدار
ہوئی مین نے اُسکو بخوبی سمجھا دیا اب وہ یہان سے گیا یقین ہی لڑ رہا ہو باغبان نے کہا از صدقہ پاپوش گوشت
دندان سگ ہو رہا ہوگا کہ ہرکارے آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی کہ زبرجد اکیلا لڑ رہا ہی اگر مناسب ہو لشکر کفار
پر چڑھکر درہم و برہم کیجیے باغبان نے کہا ای ملکہ عالم آپ تشریف رکھیں مین جاتا ہون مہار نے کہا ہم بھی چلینگے
یہ لوگ اگر باقی رہینگے تو فساد برپا کرینگے باغبان و مہار و مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم
سب ملکہ سوار ہو سے لشکر ہمراہ لے لیا آکے دیکھا زبرجد لڑ رہا ہی میثاق و ہزبر نے گھیرا ہی ہر طرف سے سحر ہو رہا ہین

باغبان نے بڑھکر نعرہ کیا بہار کا گلدستہ چلا زبرجد نے جو ملکہ بہار کو دیکھا اور زیادہ جوش وخروش ہوا پکار رہا ہی ای ملکۂ عالم آپ کو تکلیف ہوئی ملکہ مسکرائین غنچۂ دہن واکیا گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ہر طرف غریو بلند ہوا ہنربر صف سے آگے بڑھا ہوا تھا اسکی جو نگاہ جمال جہان آرای بہار پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی واہ ای سرو خرامان باغ محبوبی مین آپ کا تابعدار ہون زبرجد کا ساتھ دونگا سر حاضر ہی

نظم

اس طرح دیکھو نہ ہر دم بندہ پرور آئنہ — شربت دیدار سے بھر لیگا ساغر آئنہ
یان نہ روغ معنی روشن ہی نیک وبد مین ایک — ایک صورت سب مین ہی جیسے برابر آئنہ
لاکھون کڑیان جھیلی ہین جسنے وہ ہم فولاد مین — ہو گئے ان صیقلون سے صاف ہو کر آئنہ
ہو گیا سکتہ مجھے ای آستانے پر ترے — فتنۂ آدم لگ گیا اب تیرے در پر آئنہ
اہل حیرت پر بھی ہنستا اپنے او پر خندہ ہی — شکل جیسی ہو دکھا دیگا وہی ہر آئنہ
ای مصور کھینچ پشت آئنہ پر میری شکل — دیکھے شاید وہ پری پیکر الٹ کر آئنہ
اس زمانے مین حسینون کی بھی مٹی ہی خراب — جسم پر اپنے اٹھائے پھرتا ہی گھر گھر آئنہ
منھ جو اپنا پھیر لے تو ایسی حسرت ہو کہ بس — عارسی بنجائے ہونٹھ اپنے چبا کر آئنہ
یار کے آئینۂ زانو کا حیران ہون صفیر — اس لیے پیش نظر رہتا ہی اکثر آئنہ

شل زبرجد کے ہنربر کا بھی قلب الٹا اپنے ساحرون کو آپ قتل کرنے لگا میثاق وباغبان سے مقابلہ پڑا باغبان کے ہاتھ سے میثاق مارا گیا فوج اسکی شکست کھاکے بھاگی باغبان نے گھیر گھیر کے فوج کو مارا ہزارون کو جلا دیا دریاے سحر بنایا کچھ ڈوب کر فی النار ہوے کچھ عشق بہار مین بیقرار ہوے ہنربر نے پکار کر آواز دی ای زبرجد ہمکو معشوق کا نام ساتھ ادب کے لینا زبرجد نے کہا تو جھوٹا ہی ہم در دولت پر حاضر ہونے کو محبوب کی فرحت سے جی چاہتا تھا اسی مقام پر بس جائین ہمکو ارشاد ہوا کہ ہنربر ومیثاق کا سر لاؤ تجھکو کچھ حکم نہین ہوا معشوق ہماری مدد کو آئی ہی ہم چاہتے ہین اسکو تکلیف نہ پہونچے تیرا سر کاٹ کے لیجائین ہنربر وزبرجد مین مقابلہ پڑا دو چار سحر ہنربر نے کیے زبرجد نے بڑھکر سحر دفع کر دیے آخر دونون مین تلوار چلی ہنربر مارا گیا زبرجد چاہتا ہی دونون کے سر لیکر پیش کرون ساحر چاہتے ہین اٹھا کر لے بھاگین زبرجد نہین جانے دیتا قضاے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ کان مین ونائے سناٹے کی آواز آئی افراسیاب نے کہا کوئی کہین لڑ رہا ہی انگشتر جمشید کو اچھالا شعلہ بھڑکا آواز آئی ملکہ بہار وباغبان ومرجان والماس نے قیامتین برپا کر دی ہین یہ سنکر افراسیاب اپنے مقام سے اٹھا

کہا مہار کی شامت آئی ہی باغبان کو ایسے مقام پر قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرے یہ کہکر چلا اُسوقت مہونگار
کہ مہار نے زبرجد کو زخمی کیا لڑ رہی ہی گلدستے مار رہی ہی کہ آسمان سے آواز آئی ای مہار گلعذار آگے نہ قدم بڑھا
منم شہنشاہ طلسم ہوشربا او مہار تو نے اسقدر سحر سیکھے سب بیکار ہین رنگ سحر کو مدت رونق دی مہار نے جو افراسیاب
کو دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا مگر گلدستہ مارا افراسیاب نے بہ نگاہِ قہر دیکھا گلدستہ جلکر گرا مہار نے
دوسرا گلدستہ مارا افراسیاب نے ہنسکر کہا کیون دیوانی ہوئی ہی او باغبان کھڑا رہ ہمارا حکم بجا لا مہار کو گرفتار
کرے نگاہ ملا کر باغبان سے جو افراسیاب نے یہ کہا باغبان کا رنگ رو متغیر دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو
بجا لاؤن افراسیاب نے کہا بہار کو گرفتار کر مرجان الماس پوش کو آواز دی بیٹی کو دیکھنے جاتا ہی مین تجھکو جانے دونگا
ہمنے فوجین بھیجین اُن سب کو تمھارے مددگارون نے قتل کیا ای شُلنگ فولاد پوش زن وشوہر کو لینا دیکھا
آسمان سے ایک جادوگر سیاہ رو تیرہ درون آنکھین جام خون خود آہنی پہنے ہوے زرہ لوہے کی زیب جسم حاضر
حاضر کہتا ہوا سامنے آیا مرجان الماس پوش والماس یاقوت چشم کو گرفتار کر لیا دونون کی زبانین بند ہوگئین
باغبان ومہار کی جانب جب نہ گیا تو افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای نہنگ مدہوش باغبان ومہار کو
لینا دوسرا ساحر شلنگ کی شکل کا پیدا ہوا آواز دی حاضر ہوا باغبان ومہار سے آنکھ ملا کر آواز دی منم
نہنگ مدہوش ملازم شہنشاہ ہوشربا حکم شہنشاہی ہی خاموش ہو جاؤ خبردار اب سحر نہ کرنا سامنے شہنشاہ
کے یہ بے ادبی میرے نام کی پیروی کرو مہار لڑکھڑا کر گری بیہوش ہو گئی باغبان کو بھی اسطرح بیہوش کیا
ایک تخت سحر تیار کیا چارون گنہگارون کو اسیر ڈال لیا لشکر والے بھاگے دم بھر مین افراسیاب نے فیصلہ کر دیا
خیمے جلا دیے پڑاؤ لٹوا دیا زبرجد کی جانب دیکھکر آواز دی بس ہوش مین آ جا کیون بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر افراسیاب
قریب آیا زبرجد نے چاہا ہاتھ تلوار کا مارون افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے چشم پر قہر سے اشارہ کیا
تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی ہار جو گلے مین پہنے تھا اُس ہار کو توڑ ڈالا زبرجد کے ہوش درست ہوے اعضا چاک
سست ہوے بھائیون کے لیے بیٹھکر بہت رویا کہا ای شہنشاہ مین اپنے بھائیون کے خون کا بدلا لونگا مہرخ پر
لشکر کشی کر کے جاؤنگا افراسیاب نے کہا وہان بڑے بڑے ساحر ہین اپنے کو بچا کر لڑنا کہا مین سمجھ لونگا سامنے
افراسیاب کے پشت کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر مہرخ کے چلا لیکن خواجہ عمرو وبرق وچالاک جو لشکر مین
مہار کے تھے چند کس جو بچے وہ بھاگ کر آئے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری عین وقت پر افراسیاب آگیا چارون
سردار گرفتار ہوے نہنگ وشلنگ لیگئے زبرجد آپ کے لشکر کی طرف گیا ہی عمرو نے کہا مین جا کر اسکی گردن لون

ایسا نہو غفلت مین کوئی خلل کر بیٹھے ملکہ مہرخ تو غافل ہو گئی ہونگی جاکر خبر کرون یہ کہکر خواجہ بھی اُدھر روانہ ہوئے برق نے چالاک سے کہا خلیفہ جی نہنگ وشلنگ کی فکر کرنا واجب ولازم ہی بڑے سرداروں کو لیے جاتے ہین ایکطرف برق چلا ایک طرف چالاک روانہ ہوے نہنگ وشلنگ تخت سحر پر سوار چارون سرداروں کی زبانون مین سوزن دیے ہوے لیے جاتا ہی دونون بھائی آپسمین باتین کرتے ہوے جاتے ہین کہ کان مین اشعار عاشقانہ کی آواز آئی دونون نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین بھاری لباس پہنے ہوے بہت سج دھج سے لیکن دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے یہ غزل گاتی ہوئی چلی آتی ہی غزل

التماس شکر مین دل رہگیا
ذبح کرتے کرتے قاتل رہگیا
صلح کی امید سے پر گل پڑ گئی
ای اجل دیدار قاتل رہگیا
جلوۂ رخسار نے ساکت کیا
رہگیا جو امر مشکل رہگیا
سر پہ کچھ احسان قاتل رہگیا
تجنے اک بوسہ دیا احسان کیا
سہل ہو کر کار مشکل رہگیا
کاوش صیاد نے فرصت نہ دی
آئنہ ہو کر مقابل رہگیا
پھر طبیعت اپنی گھبرائی نسیم
رحم آیا ناتوانی پر مری
بات میری رہگئی دل رہگیا
تیری جلدی سے نہ بر آئی مراد
دل مین ارمان عنادل رہگیا
غیر ممکن ہی کہ آسان ہو سکے
امتحان فکر کامل رہگیا

نہنگ وشلنگ کی جو نگاہ پڑی بیتاب ہو گئے صاحب کرشمہ وناز شباب آغاز گیسوے عنبرین دوش پر چھوٹے ہوے صاف ظاہر ہو کہ ناگنیان لہرا رہی ہین عارض انور کو دیکھکر یہ مثال سوجھی کہ صبح وشام مل رہے ہین دونون سے تخت اُتارا نہنگ کے مُنھ سے نکلا کہ صاحب میان آؤ اس دشت ہولناک مین پا برہنہ تمھارا پھرنا بہت شاق ہی دل تمسے باتون کا مشتاق ہی اُس نازنین نے بہ نگاہ حسرت طرف نہنگ کے دیکھا ابروے خمدار کسی بیدادگر کی تلوار آنکھین جام خون مغرور عقل وفراست سے دور پیشانی پر گرہ پڑی ہوئی جوان بلند بالا ساکھو کا لٹھا کہون ایسے نامرد کو کس سے مثال دون وہ نازنین سراپا دیکھکر بیتاب ہو گئی ایک چیخ ماری نہین معلوم گھبراہٹ مین کیا کلمات کہے حسرت ویاس بات بات سے ظاہر تھی رمز عشق سے بخوبی ماہر تھی آخر گر کر بیہوش ہوئی ہاتھ مین ایک کاغذ تھا وہ زمین پر گرا نہنگ نے وہ کاغذ اُٹھالیا اُسمین اپنا لکھا پایا اپنے ہی اعضاے نادرست کی تصویر کھنچی ہوئی تھی نہنگ نے کہا بھائی شلنگ یہ تو میرے اوپر عاشق ہی دامن کی ہوا دینے لگا آخر اُس نازنین کو ہوش آیا نہنگ نے کہا کیون صاحب تصویر ہماری کہان سے پائی ایک آہ بھر کر کہا یہ حال کیونکر بیان کرین اب اپنے دولت سرا پر چلیے شلنگ تو غصے مین بیٹھا تھا کہا بھائی نہنگ کیا ماجرا ہی بڑے افسوس کی بات ہی

پہلے میری نگاہ پڑی مجھے ملنا چاہیے تم ہاتھ نہ لگاؤ مجھے ناگوار ہوتا ہے نہنگ نے کہا واہ آپ اُس شخص کے بڑے بھائی ہین میری تصویر پر وہ عاشق ہے مجھے اختیار ہے تمھین کیا کام شلنگ نے کہا نازنین سے پوچھو نازنین سے جو پوچھا اُسنے ٹھنڈھی سانس بھر کے کہا ارے یار کیا پوچھتے ہو نہنگ کے پٹّے پکڑ کر دو طمانچے مارے کہا او نگوڑے اب بھی پوچھتا ہے ایک سوداگر ایک صندوقچہ میرے ہاتھ بیچ گیا بعد عرصۂ دراز کے مین نے ایک دن صندوقچہ کھولا یہ نہ سمجھتی تھی کہ سودا بند ہے جنون کا جوش ہوا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

جب اختیار قید سخن سے نکل گیا	نالہ کلام ہو کے دہن سے نکل گیا
کیا رنج ترک صحبت احباب کا ہوا	دو چار کوس جب مین وطن سے نکل گیا
آئی نظر نہ تربت پروانہ جب کہین	ہر اشک شمع بہ کے لگن سے نکل گیا
کیا حال دل چھپے کہ جہان دو گواہ ہون	روکا نگاہ کو تو دہن سے نکل گیا
باقی رہی صراحی غنچہ نہ جام گل	سامانِ انبساط چمن سے نکل گیا
زلفین ہٹائے بوسۂ رخسار کے لیے	مطلب ہمارا سانپ کے من سے نکل گیا
اے دل ہزار حیف جو مقتل سے پاہٹے	وہ سورہی نہین ہے جو رن سے نکل گیا
رشک اسقدر دیا لب و دندان یار نے	گوہر عدن سے لعل یمن سے نکل گیا
افسون دل فریب سے ہم آشنا نہ تھے	آخر کو یار حیلہ و فن سے نکل گیا
کس دھوم کی پڑھی ہے غزل آپ نے نسیم	تحسین کا شور بزم سخن سے نکل گیا

ارے کمبختو گھر چھوٹا یار چھوٹا ابھی تمکو یہ نہین معلوم کہ ہم کس سے راضی ہین میان شلنگ صاحب آپ تو میرے جیٹھ ہو یہ تخت پر نگوڑے قیدی کون ہین انکو چھوڑ دو ہمین تخت پر سوار کر کے میان نہنگ لیچلو بھیا جلیٹھ صاحب ہماری ننھو لگی ہین ہی اسکو تمھارے واسطے بلا دینگے یہ سنکر شلنگ بہت جھلایا کہا بھائی صاحب عورت کے کہنے پر مغرور ہو جیے آپ اسکو اپنا بزرگ جانیے پہلے میری ہی نگاہ پڑی تھی نہنگ آستینین چڑھا کر اُٹھا کہا بھائی صاحب بس اب نہ کچھ فرمائیے گا مین کیا آپ سے کسی بات مین بند ہون بہار و باغبان دیکھ رہے ہین کہ دونون مین سحر چلنے لگے جب شلنگ سحر کرتا ہے وہ نازنین پکارتی ہے صاحب اپنے کو بچاؤ اس نگوڑے نے تلوار پھینکی تم خنجر پھینک مارو کہ اسکا سر اُڑ جائے نازنین نے بھی ایک تلوار اُٹھا لی کہتی ہے صاحب دیکھو مین لڑونگی یہ کہکر ایک نخل کی آڑ پکڑ کر کھڑی ہو گئی جب یہ سحر کرتا ہے نہنگ دفع کر دیتا ہے نازنین نے قریب آکر کہا ارے دیکھ کون آتا ہے شلنگ پلٹا نازنین نے ہاتھ مارا

پاؤن اسکا کٹا لڑکھڑا کے گرا نہنگ نے جھپٹ کے سر کاٹ لیا گیر و دار کی آواز بلند ہوئی بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی
کشتی ہوا نام میرا شلنگ آہن پوش یو د نہنگ بہت خوش ہوا کہ صاحب تمھاری مدد سے یہ بچیا مارا گیا ورنہ نہین
معلوم کیا ہوتا سحر مین زبردست تھا افراسیاب اسکو اپنا قوت بازو زینت پہلو جانتا تھا جب تو اس کار بزرگ کیواسطے
طلب کیا تھا نازنین نے کہا صاحب میری آرزو سے دل پوری ہوئی کہ ایسا معاند مارا گیا اب میان تو یہ قیدی ہین
کہین تنہائی مین چلو بیٹھ کر باتین کرین نہنگ خوشی خوشی ہاتھ پکڑ کے لیچلا نازنین نے چلتے وقت مہیار کو ایک دو ہتھڑ
مارا کہا نگوڑی تو نے افراسیاب کو کیون ناراض کیا سار بان زادے کا ساتھ دیا کیا نفع ہوا ملکہ مہیار نے کچھ جواب نہ دیا
وہ نازنین نہنگ کو لیکر طرف درۂ کوہ کے چلی درۂ کوہ مین چادر بچھا دیا کہا آؤ صاحب بیٹھو مدت کے ہجران دیدہ
آفت کشیدہ آج آرزوے دل نکلیگی نہنگ آکر بیٹھا کہا صاحب کہین سے شراب لاؤ کہ ذرا دل کا حوصلہ نکلے
نہنگ جاکر ایک بوتل شراب کی لایا کچھ کابلی شرکچا لو وغیرہ بھی لیتا آیا نازنین نے بہ تعجیل جام بھرا نہنگ کو دیا
کہا لو صاحب پیو نہنگ خوش ہو کہ معشوق عاشق خصال ملی کلی آرزو کی کھلی جام پیگیا نازنین ہنستی جاتی ہی کہتی
ہی صاحب آج ساعری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ ہم تمھارے پاس پہونچے نسیم کے چار پانچ شعر تو سنیے **نظم**

ہم تاب سوالِ لب سائل نہین رکھتے
اسواسطے پہلو مین کبھی دل نہین رکھتے

دامن نہ چھڑا یون خفگی سے کہ بجز مرگ
ہم اور تمنا کوئی قاتل نہین رکھتے

انکار یہی ہے کہ جب آئین نہ اُٹھینگی
دل رکھتے ہین پر آپ کے قابل نہین رکھتے

رونے پہ اگر آئین تو عالم کو ڈبو دین
دریا مین بھی ہم دامن ساحل نہین رکھتے

کیون ناز اُٹھا ئینگے نسیم اہل دول کے
حاجت نہین رکھتے کوئی مشکل نہین رکھتے

اس عرصے مین گھبرا کے نہنگ نے کہا صاحب میرا تو عجیب حال ہے کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی نازنین نے کہا
اُٹھکر ٹہلو نہنگ اُٹھا چاہا ٹہلون بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا نازنین نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا نعرہ برق
منم برق رفتار و خنجر گزار + منم یکہ لیکن گران بر ہزار + نعرہ کر کے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک مرنے کی اسکے آواز بلند
ہوئی برق جھپٹ کر قریب باغبان و مہیار کے آیا انکی زبانون سے سوزن کو نکالا مہیار و باغبان نے گلے سے
لگا لیا کہا اے برق بڑا کمال کیا مرجان و الماس رطب اللسان تعریفین کر رہے ہین کہ حقیقت مین برق نے
کیا کارنمایان کیا برق سلام کر کے ایک سمت روانہ ہوا چارون سردار پر پرواز پیدا کر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ
ہوے لیکن خواجہ عمرو جو تلاش مین زرجد کی چلے تھے ملکہ مہرخ اپنے مقام پر فروکش ہین کہ خبر پہونچی زبرجد جادو

بحکم افراسیاب ہمارے مقابلے کو آتا ہی برق لامع نے عرض کی اگر حکم ہو تو مین جا کر روکون ملکہ نے حکم دیا برق لامع
بارہ ہزار جادوگر ہمراہ لیکر واسطے روکنے زبرجد کے چلی زبرجد کو بھی خبر ہوئی کہ برق لامع کو ملکہ مہرخ نے میرے
مقابلے کے واسطے بھیجا ہی ایک صحراے سبزہ زار مین اُتر پڑا کہ اسی مقام پر مقابلہ ہوگا ایک عرضی ملکہ حیرت کو لکھی کہ غلام
کو رنج عظیم ہاتھ سے مسلمانون کے پہونچے اسکو آکر مفصل عرض کرونگا برق لامع میرے مقابلے مین آتی ہی مین اُسکو
گرفتار کرکے حاضر خدمت ہونگا ایک جادوگر کو یہ عرضی دی کہ جا کر ہاتھ مین ملکہ حیرت کے دیتا اُس ساحر نے آکر وہ عرضی
ملکہ حیرت کے ہاتھ مین دی ملکہ حیرت نے پڑھکر ساحر سے کہا تم جاؤ ہم جواب بھیجتے ہین جادوگر گیا ملکہ نے جواب
لکھا کہ اے زبرجد برق لامع بلاے روزگار ہی اس سے سمجھکر مقابلہ کرنا نامہ لکھکر صرصر کو دیا کہ جا کر یہ نامہ پاس زبرجد
کے پہونچا دو اگر ہو سکے تو برق لامع سے بھی ملاقات کرنا صرصر نے کہا بہت خوب کنیز سمجھ گئی صرصر نامہ لیکر چلی گئی
کوس نکلی تھی ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ لشکر برق لامع صحرا مین فروکش ہی بارہ ہزار ساحر ٹہل رہا ہی بارگاہین استادہ
ہو رہی ہین بازارین آراستہ کی جاتی ہین صرصر پہاڑ سے اُتری کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگا کا صورت عمرو
کی بنکر لشکر برق لامع مین آئی مشہور ہوا کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین کنیزین واسطے استقبال کے آئین صرصر
کنیزون کے ساتھ دربار مین برق لامع کے آئی دیکھا تخت زبرجدی بچھا ہی اُسپر ایک تیغہ برہنہ مثل برق جہندہ تڑپ
رہا ہی قبضہ تخت پر قائم دنبالہ جنبش مین آواز آئی خواجہ آپ کہان سے آتے ہین صرصر حیران کہ مین اسپر کیا عیاری کرون
دیکھیے کیا انجام ہو ڈرتے ڈرتے جواب دیا ملکۂ عالم مین برلے مقابلۂ کافران گیا تھا راہ مین تمھارے لشکر کو دیکھا
خیال مین آیا کہ ملاقات کرلین آپ براے مقابلۂ زبرجد جاتی ہین ذرا تنہائی مین چلیے مین آپ سے کچھ کہونگا کہا ہمکو
بارگاہ مین خیمہ استادہ ہی اُسمین تشریف لے چلیے مجھکو بصورت اصلی پائیےگا مین براے مقابلۂ زبرجد جاتی ہون
اسوجہ سے بصورت اصلی ملاقات کم ہوتی ہی لیکن آپ نے فرمایا بجا آوری حکم ضرور ہی صرصر ڈرتی ہوئی اُس خیمے مین
آئی روزن سے دیکھا تلوار مین تڑپن پیدا ہوئی بجھے برق کے جا بجا گرے صرصر کانپ رہی ہی کہ دیکھون تقدیر کیا دکھاتی
آنکھ جھپک گئی اب آنکھ کھول کر دیکھا کہ برق لامع بصورت اصلی مسند پر بیٹھی ہی ایک لٹ سنہری ایک روپہلی مانگ مین
سیندور بھرا ہوا چہرہ آفتاب عالمتاب آنکھین رشک غزال لال ڈورے نشۂ وحشت کے پڑے ہوئے وہ
لال ڈورے براے عاشقان دام تزویر ہین قتل کرنے کو عاشقون کے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار صرصر تھرتھر
کانپنے لگی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا خوف ہوا ایسا تہولٹ ہلادین مین گرفتار دام گیسو ہون برق لامع نے پوچھا
خواجہ کیا فرماتا ہی آپ چپ کیون ہو گئے صرصر لاکھ لاکھ چاہتی ہی کہ مین کام کرون عیارہ طرارہ ہی مگر جلال برق لامع

دیکھکر حوصلہ نہین پڑتا کہ بات کرون ڈرتے ڈرتے کہا اے ملکۂ عالم مین بڑی دور سے آتا ہون شراب نہین پی برق لامع نے آوازدی خواجہ کے واسطے شراب لاؤ کنیزون نے لاکر گلابیان رکھین صرصر نے جام بھر اڈرتے ڈرتے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی طرف برق لامع کے ہاتھ بڑھایا برق لامع مسکرائین ایک برق کڑک کر گری جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی رنگ و روغن عیاری کا بھی چہرے سے صرصر کے اڑ گیا برق لامع نے ہنسکر کہا اے لکاتہ ہم خدمت مین خواجہ عمرو کی رہے ہین جب تو نے کلام کیا تھا جب ہی ہم سمجھ گئے تھے اب کہو تمھارا کیا حال کرین صرصر نے چاہا بھاگون پانؤن زمین تھام چلی تھی اٹھ نہ سکی اپنی صورت کا حال نہین معلوم تھا کہا ذرا ہوش درست کر دیہ جو صرصر نے کہا برق لامع نے آئینہ دکھا دیا اب تو صرصر پشیمان ہوئی برق لامع نے کہا تم منظور نظر خواجہ عمرو ہو ہماری اُستانی اگر وصل خواجہ قبول کرو تو بہتر ورنہ آج تمھارا خاتمہ ہوتا ہی صرصر نے کہا اے ملکہ برق لامع آپ کو قتل کا اختیار ہی مین تو کبھی اُس موش صحرائی کو نہ قبول کرونگی اب ہلڑ ہوا کہ صرصر عیاری کرنے آئی تھی گرفتار ہو گئی سب کنیزین اندر آئین برق لامع نے اشارہ کیا جلاد کو بلاؤ جلاد حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کے کھینچا قضائے کار خواجہ راہ کو طی کرتے ہوے آتے تھے لشکر برق لامع جو دیکھا بلا تکلف چلے آئے سب نے کہا اُستاد آپ کی شکل بنکر بی صرصر آئی تھین برق لامع نے گرفتار کر لیا جلاد قتل کیا چاہتا ہی خواجہ نے کلیجہ تھام لیا بیقرار ہو گئے دوڑے ہوے اندر بارگاہ کے آئے دیکھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہی نرگسی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اداس زندگی سے یاس عمرو نے کہا اے ملکہ برق لامع کیا کرتی ہو اگر صرصر قتل ہوئی مین بھی ابھی جان دیدونگا برق لامع نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کے وصل سے اسکو انکار ہی مین نے پہلے ہی سوال کیا تھا اسکو قتل ہو جانے دیجیے اسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہونگے عمرو نے ایک آہ کی کہا ملکہ برق لامع مین کیونکر اپنے دل کو سمجھاؤن دل نہین مانتا اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

قہر ہی موت ہی قضا ہی عشق
کہ مرے دل مین آچھپا ہی عشق
وصل مین احتمال شادی مرگ
دشمن آشنا نما ہی عشق
ہمکو ترجیح تم پہ ہی یعنے
نام دوزخ کا کیون دھرا ہی عشق

سچ تو یون ہی بُری بلا ہی عشق
بوالہوس اور لاف جانبازی
چارہ گر درد بے دوا ہی عشق
کس ملاحت سرشت کو چاہا
دلربا حسن و جان ربا ہی عشق
قیس و فرہاد و وامق و مومن

آفت جان ہی کوئی پردہ نشین
کھیل کیسا سمجھ لیا ہی عشق
سوجھے کیونکر فریب دلداری
تلخ کامی پہ با مزا ہی عشق
دیکھ حالت مری کہین کافر
مر گئے سب ہی کیا وبا ہی عشق

برق لامع خواجہ کے ان اشعار پڑھنے سے بیتاب ہوگئین کہا حضور آپ کا لشکر آپ مالک فوج جو مناسب جانیے وہ کیجیے اتنا ضرور عرض کرونگی کہ اسکی ذات سے بڑے بڑے فتور برپا ہونگے مین تو آپ کی صحبت مین رہی ہون جیسے ہی اُسنے نام شراب کا لیا مین سمجھ گئی کہ اسمین فتور ہے کئی مرتبہ دل چاہا کہ کڑاک کے گردن انکے دو ٹکڑے کرون آپ ہی کا خیال مانع رہا خواجہ نے کہا اسمین کئی خرابیان ہین اگر ہم صرصر کو قتل کرینگے ہملوگ جو پکڑے جائینگے فوراً افراسیاب بھی قتل کروڈالیگا پھر کوئی عیار نہ بچیگا یہ کہکر حکم دیا صرصر کو قید کرو برق لامع نے کہا خواجہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیے خواجہ نے کہا مین ضرور چلونگا برق لامع کا ایک غلام ہے شفیق جادو حکم ہوا یہی صرصر کو لیکر قید خانے مین قید کرے صرصر کو لیجا کر شفیق نے قید کیا چونکہ اب خواجہ تشریف لائے برق لامع نے جلسہ آراستہ کیا خواجہ گا کے صحبت آراستہ ہی خواجہ نے بصورت اصلی آرام کیا صرصر شمشیر زن کہ حقیقت مین بلاے روزگار ہے شفیق کو جو دیکھا کہ مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھتا ہے پہر رات گئے جب سناٹا ہوا بے اختیار رونے لگی شفیق جادو نے کہا اے شہنشاہ حسینان کیون اسقدر رنجیدہ ہو صرصر نے کہا اے شفیق افراسیاب ہمپر بہت مہربان ہے ہم پروردۂ مہد ناز و نعم ہین یہ رنج و غم ہمسے نہین اُٹھتا ہتھکڑیان بہت ستاتی ہین ذرا میان آؤ تو مین حال دل کہون شفیق محبت مین صرصر کی خود بیقرار ہے صرصر پہچان گئی کہ یہ مجھپر عاشق ہوا ہے اس ناز سے کہا کہ شفیق بیقرار ہوگیا اندر آیا باتین کرنے لگا کہا اے صرصر چونکہ عمرو تمپر جان دیتا ہے ہم زبان سے نہین نکال سکتے ہینے جیب سے تمھین دیکھا بہت بیقرار ہین صرصر نے کہا ذرا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹ دو شفیق جادو نے اُسیوقت ہتھکڑیان ہاتھ سے صرصر کے کاٹ دین صرصر سے باتین بہ محبت کرنے لگا صرصر نے باتون مین لگا کر شفیق کو بیہوش کیا اپنی صورت بنا کر شفیق کو قید خانے مین ڈالدیا آپ بشکل شفیق باہر نکلی ساتھ والون سے کہا ذرا ہوشیار بیٹھنا مین ابھی ابھی آتا ہون یہ کہکر دربارگاہ برق لامع پر آئی دیکھا کنیزین بیٹھی ہین برق لامع و خواجہ اُسی بارگاہ مین سوتے ہین صرصر اندر آئی برق لامع کو دیکھا بصورت اصلی سو رہی ہے پہلے تو خیال مین آیا کہ عمرو کو لیچلو پھر سوچی کہ برق لامع کو لیچلو قریب آکر کانٹے سے دوشالہ ہٹایا روے زیبا دیکھکر دنگ ہوگئی دل مین سوچی ایسا نہو اسکی آنکھ کھل جائے تو غضب ہو بستر سے کھڑے ہو کر برق لامع کو بیہوش کیا پشتارہ باندھا پشت سے سر اُنچے جا ب کر کے لے نکلی راہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے صبح ہوتے ہوتے لشکر مین زبرجد کے پہونچی زبرجد نے پوچھا اے صرصر کیسے لائین صرصر نے کہا مین بڑی بلا مین پھنس گئی تھی لیکن خداوند سامری و جمشید نے بچایا اب انکو قید کرو نامہ حیرت کا پڑھو جب اُسکے کاربند ہونا زبرجد نے برق لامع کو قید کیا حیرت نے لکھا تھا اے زبرجد نہ گھبرانا ہمنے وہ تدبیرین کی ہین جنسے تمھارا بڑا بڑا مطلب نکلیگا خواجہ عمرو جو صبح کو سوکے اُٹھے دیکھا پلنگ برق لامع کا خالی پڑا ہے خواجہ گھبرا گئے

دیکھا صرصر کا پتیرا لگا ہی سمجھے کہ صرصر ملگئی باہر آئے قید خانے مین آکر دیکھا تنفیق کو بصورت صرصر پایا اسکو ہوشیار کیا کہا
اے تنفیق تمنے بڑی غفلت کی صرصر برق لامع کو ملگئی اب تو لشکر مین ہلڑ ہوا سب سردار آکر جمع ہوے خواجہ سے کہا آپ تامل
کرین ہم جاکر برق لامع کو لاتے ہین خواجہ کہ رہے ہین بڑا غضب ہوا میرے کہنے سے قید کیا اُسنے فوراً اپنا کام کیا سب اپنے
تیار ہین لشکر بھی آراستہ ہی مگر زبرجد سنے بعد قید کرنے برق لامع کے کہا لشکر کو چلکر تباہ کرو صرصر تو چلی گئی زبرجد لشکر لیکر
چلا یہان سب سردار آمادہ تھے کہ زبرجد نعرہ کرکے گرا خواجہ تو کنارے ہوے سحر آپس مین چلنے لگے مگر لشکر بے سردار گھبرا رہا ہی
زبرجد نے جیب گولہ مارا سو دو سو کے سینے کو برما کر نکل گیا ہزارون ساحر مارے آخر سب کے پاؤن اُٹھے دو کوس تک
زبرجد نے پیچھا کیا آخر ملازمان ملکہ برق لامع بھاگے زبرجد سب کو بھگا کر پلٹا پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگادی خواجہ
تو چھپ کر ایک جانب روانہ ہو گئے لشکر مہرخ مین آئے سب کیفیت بیان کی سردارون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا
بادشاہ لشکر نے فرمایا کوئی تم مین ایسا ہی کہ جائے برق لامع کو رہا کرکے لائے زبرجد کو قتل کرے ملکہ گلگونہ رنگین پوش
نے کہا ہم جائینگے عمرو نے یہ بھی بیان کیا کہ بہار و باغبان اور تمھارے والدین کو افراسیاب نے آکر گرفتار کیا مگر برق
و چالاک اس فکر مین گئے ہین یہ ذکر تھا کہ ہوا سرد چلی سب دیکھنے لگے دیکھا بہار و باغبان و مرجان الماس پوش
والماس یاقوت چشم آکے پہونچے تمام کیفیت عیاری برق کی بیان کی ملکہ گلگونہ ماں باپ سے ملین بہت خوش ہوئین
اُسی وقت گلگونہ نے اپنے کو آراستہ کیا اسباب سحر جھولی مین رکھا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر چلین کنارے تک لشکر کے
سب سردار ساتھ آئے لشکر حیرت سامنے فروکش ہی سب دیکھ رہے ہین کہ گلگونہ واسطے روکنے زبرجد کے جاتی ہی
کہ صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا کہ زبرجد جادو دریا سے خون مین نہایا ہوا فوج بھی اسکی لڑی بھڑی ہوئی برق لامع
اڑا سیلے پر بڑے زور و شور سے آکے پہونچا ملکہ حیرت کو جھک کر سلام کیا کہا حضور ایک دشمن کو تو آپ کے پکڑ لایا صرصر
نے بڑا کام کیا برق لامع کو گرفتار کرکے لائی حیرت نے کہا اے زبرجد اپنے کو عیارون سے بچانا کہا حضور مین بہت
ہوشیار ہون دیکھیے طبل جنگی بجوا کر کیا قیامتین برپا کرتا ہون یہان ملکہ گلگونہ پلٹ آئین برق لامع کے قید ہونے کا
بڑا قلق ہی زبرجد نے پاس ملکہ حیرت کے کہلا بھیجا کہ طبل جنگی بجوائیے ملکہ حیرت نے نام پر زبرجد کے طبل جنگی بجوایا
ہرکارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ مہرخ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
چار پہر رات گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ملکہ حیرت سوار ہوئین زبرجد ساتھ ساتھ آمادہ حرب و پیکار ادھر سے
لشکر مہرخ بعد کرد فر میدان کارزار مین آیا ملکہ گلگونہ بیقرار ہین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکے ہٹے
زبرجد نے مرکب پرند بڑھایا حیرت سے اجازت لیکر میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان

جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے ملکہ گلگونہ نے اپنا طاؤس بڑھایا زبرجد کی جو نگاہ جمال بیمثال گلگونہ پر پڑی گلگونہ کا جمال عابد کش زاہد فریب زلفین عنبرین عارض انور پر لہرا رہی ہین صاف ظاہر ہو کہ ناگنیان من کو ڈسنے آئی ہین یا شب و روز آپسمین مل رہے ہین سنبل پیچان بہار پر آنکھون کی گردش نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی سفیدی و سیاہی کی نمود صبح و شام کی کیفیت نظر آتی تھی صف مژگان خونریزی پر لبیس دلکو مشتاق کرتی ہین ہلجانا مژگان کا سمند ناز کو تازیانہ ہر جملہ سراپا بے مثل و بے نظیر چہرہ ماہ منیر طاؤس جو چمکا کے صف سے نکلین زبرجد کی آنکھون مین اندھیر آگیا بنگاہ غور جملہ اعضا کو دیکھ رہا ہو کمر نازک جسکو شاعر عدم کہتے ہین آج تو کمر کا ہونا ثابت ہوا قتل عاشقان پر حسبت کمر باندھی ہو ابروے خمدار کو تیغ ہاے اصفہانی سے مثال ہو خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین یا انجم درخشان آسمان جاہ و جلال ہین ملکہ طاؤس بڑھا کر جب سامنے تخت مہرخ کے آئین مہرخ نے پوچھا اے ماہ آسمان خوبی و اے شمع انجمن محبوبی کیا ارادہ ہو عرض کی اس بیحیا نے بندگان عالی کو بہت صدمہ پہونچائے ہین اسکو قتل کرون ملکہ برق لامع رہا ہون تو دل کو خوشی حاصل ہو اگر حیرت آج مقابلے مین آگئین تو یہ بھی یاد کرین کہ سحر کیا چیز ہو اسکو صدمہ پہونچے تو افراسیاب کو قلق ہو ملکہ مہرخ نے کہا بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے ملکہ گلگونہ نے طاؤس زرین بال کو بڑھایا زبرجد نے کسی سے پوچھا یہ نازنین کون ہو حقیقت مین کیا حسن و جمال ہو ماہ آسمان کمال ہو اُسنے کہا ملکہ گلگونہ رنگین پوش نام ہو شہنشاہ اسپر عاشق ہین آرزوے وصل مین کئی سال قید کیا عمرو نے جا کر اسکو رہا کر لیا زبرجد نے کہا کیا ہوا اگر شہنشاہ کو نہین مانا اور کسی کو قبول کریگی جب ملکہ میدان مین آئین زبرجد ہنستا ہوا سامنے آیا کہا ملکۂ عالم آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو گلگونہ نے کہا نام ہمارا ملک الموت ساحران ہو او بیحیا یہ میدان کارزار ہو برق لامع کو قید کرکے بہت پھولا زبرجد نے چپکے سے کہا اے ملکۂ عالم خفا نہو جیسے میرا تو ہاتھ آپ پر نہ اُٹھیگا چاہتا ہون عمر بھر خدمتگزاری کرون کوہ زبرجدی کا بادشاہ ہون سلطنت بنجار چلکر اُس مقام کو ملاحظہ فرمائیے ملکہ نے کہا تمھاری شہنشاہ گردن لینگے اُس بیحیا نے اس خیال پر کئی سال قید کیا خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ اُنھون نے ہمکو زندان مصیبت سے چھڑایا یہ میدان کارزار ہو اب سحر کر زبرجد نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا مین کیا کرون دل نہین مانتا دام زلف عنبرین مین پھنسگیا اب کشاکش مین پڑا ہون

نظم

زلف پر خم مین کیا پھنسا ہی	نوک نوک سے صفیر بولتا ہی	غیرون سے نظر لڑا رہا ہی
اے ہو ظالم یہ کیا کیا ہی	تیری آنکھون مین کھو گیا ہی	اے شوخ یہ طالع حیا ہی

حاجت سرمہ کی تجھکو کیا ہی
ای بت بندے کا بھی خدا ہی
کعبے کی جو ہی صفیر محراب
یہ بھی یارون کا طلسما ہی
ساقی چُن دے گلا ہیون کو
وہ ختم رسل کا نقش پا ہی
تو مجھسے اگر پھرا تو کیا ہی
او وہی او وہی غضب گھٹا ہی

ملکہ گلگونہ نے جھلا کر کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تونے جھگڑا پھیلایا ہی اُسی دام مین پھنسیگا زبرجد نے کہا میرا سحر واپس نہوگا ایسا نہو طبع نازک پر ملال پہونچے یہ کہکر زبرجد نے ایک گولہ جھولی سے نکالا اُسکو اپنے خون مین تر کیا خبردار خبردار کہکر پھینکا ملکہ گلگونہ نے گھنگنیا تراشی قطرے خون کے ہتھیلی پر لیے گولے کو اشارہ کیا لو یہ خون حاضر ہی ہمراہیان حیرت کا بھی خون پیا گولہ ہتھیلی پر گرا قطرات خون پیگیا پی کر بلند ہوا لشکر حیرت پہ جاکر پھٹا کئی سو ہلاک ہوے جسپر ایک ٹکڑا پڑا اُسکا سر پھٹ گیا کسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا وہ ٹکڑے دوڑتے پھرتے ہین جب حیرت نے جھلا کے اشارہ کیا آواز دی اہ خونخوار کیون دیوانہ ہوا ہی یہ لشکر شہنشاہ ہوشربا ہی تب وہ ٹکڑے تھوتھرا کر گرے زمین مین غرق ہوگئے ملکہ گلگونہ نے کہا کیون او زبرجد اوجد وکد کریگا اسنے پھر سحر کیا گچھا پیکان کا پھینکا گلگونہ نے کہا ای طائران تیر حیرت کے ملازمون کو لینا لشکر حیرت پر تیر چلے جب حیرت نے اشارہ کیا برق چمکی تیر لشکر گرے ایسے کئی سحر زبرجد نے کیے حیرت ہی کے لشکر پر آفت آئی حیرت نے اپنے مقام پر کہا آج زبرجد کی خیر نہین معلوم ہوتی بید حسب پھنسا ہی یہان گلگونہ نے مسکرا کر کہا کیون ای زبرجد تم ہمارے عاشق صادق ہو تمھاری جھولی مین خاک قبر جمشیدی ہی ایک رتی پھر اُسے کھاؤ پھر مزا عشق وعاشقی کا ملیگا زبرجد نے فورًا جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی نکالی ایک رتی خاک کھالی کھاتے ہی بیقرار ہوا بے اختیار بلبلا کر پکار اُٹھا نظم

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہو دل مین جاے داغ
اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
کیا دکھو نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ
زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
پہنا ہی کس کا جامہ گلدوز غیر نے
کیون تنگ ہوگئی مرے تن پر قباے داغ
کرتا ہی سخت ناخن غم روخنہ اشیان
دل کو یہ کیسکے چہرے کے چیچک کے بجاے داغ
چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُسنے غیر کا
سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھاے داغ
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
خو کردہ تھا یہ تاب وتپ شعلہ ہاے داغ
تارون کے بدلے گن کے شب تار کاٹ دی
ایام ہجر مین مرے کیا کام آے داغ
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے
مومن غضب ہی آتش لعنت فزاے داغ

یہ اشعار پڑھکر زبرجد کا چہرہ سرخ ہوا کہا ملکہ مین تو غلام ہون ملکہ مسکرائین سفیدی و براقی دانتون کی برق چمکی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے کہا اگر ہماری خواہش ہی اور دل مین کاہش ہی تو دو کام کرو حیرت کا سر لاؤ اور برق لامع کو رہا کرو ہم بھی تمہاری مدد کو موجود ہین بہت خوب کہکر زبرجد پلٹا سب حیران ہین کہ زبرجد کہان آتا ہی ملکہ حیرت نے کہا یہی کہ گلگونہ کے سحر مین مبتلا ہوا اب اسکے لشکر مین نہ آسکے دو اسی کے جادوگر خیمۂ ملکہ برق لامع پر نگہبان تھے زبرجد نے پکار کر آواز دی ای افسر جادو برق لامع کی خطا معاف ہوئی زبان سے سوزن نکال دے افسر جادو نے بڑھکر برق لامع کی زبان سے سوزن کو نکالا حیرت نے تخت پر بیٹھے بیٹھے آواز دی لو برق لامع رہا ہوئی اب تڑپیگی صاحبو ہوشیار ہو جاؤ کسی نے حیرت کی بات کا جواب نہ دیا برق لامع کی زبان سے جو سوزن نکلی اپنے مقام پر تڑپی قید ٹوٹ کے گری اب جو بلند ہوئی آڑی ترچھی گری پہلے افسر ہی کے دو ٹکڑے کیے افسر کا مرنا نگہبان بھاگنے لگے ایک طرف تو برق لامع تڑپ رہی ہی ایک طرف بڑھکر گلگونہ نے سحر کیا لشکر حیرت پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ نے بھی لشکر کو اشارہ کر دیا رعد و برق نے آکر اپنا سحر کیا بہار کا گلدستہ چلا مہرخ کا گولہ اچھلا باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہزارون دیوانے ہوے سرخ موے کاکل کشا نے کاکل کھولی پریشانی سے چہرہ دکھایا ہلال سحر افگن چمکی انگشت نما ہونے لگی ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہی زبرجد حیرت کو تاکے ہوے جاتا ہی چاہتا ہی حیرت کا سر لاؤن معشوق کی خوشی کرون حیرت بھی تڑپنے لگی بہار کے سحر کو مٹایا باغبان کے سحر نے آگ لگا دی ملکہ مہرخ سے سحر چلنے لگا حیرت نے گولہ جو پھینکا طرف مہرخ کے چلا تخت پر گرا تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا حیرت نے چاہا بڑھکر مہرخ کو گرفتار کرون پشت پر سے زبرجد نے آکر ہاتھ مارا حیرت کا سر زخمی ہوا حیرت نے پلنگر زلفین عنبرین کو کھولا اب چرخ مارا یا سامری کہکر چیخی زلفین عنبرین سے چند شعلہ ہاے آتش نکلے زبرجد پر گرے مثل ہیزم خشک جلنے لگا اب حیرت جدھر جاتی ہی آفت کا سامنا برق لامع تڑپکر گری کہ سر کاٹ کے نکل جاؤن حیرت نے دستک دی برق لامع دوسرے غول پر جا کر گری کئی سو کے سر اڑا دیے حیرت سب کے سحر روک رہی ہی مگر دیوانہ وار وحشی مثال سر سے خون جاری عالم بیقراری گلگونہ کے سحر نے بہت تنگ کیا ہی مصور و صورت نگار بھاگ نکلے تمام سردار الامان الامان کرتے پھرتے ہین کئی سو سرداران نامی گلگونہ کے سحر سے مارے گئے حیرت ہر مرتبہ ملکہ گلگونہ پر جاتی ہی جب گلگونہ سحر کرتی ہی حیرت ہٹ جاتی ہی گلگونہ کے سحر سے آگ برس رہی ہی حیرت کی جان پر بنی ہی قضاے کار حیرت تو اس آفت مین مبتلا ہی افراسیاب جادو باغ سلیب مین بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی انیس جلیس حاضر ہین دماغ ترسینان جہان پہلو مین گائنین

گا رہی ہین ایک نازنین شوخ و شنگ موسوم بہ ارچنگ تڑپ تڑپ کر سامنے افراسیاب کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی اشعار

سرمہ ہین اُس چشم جادو فن مین ہم ... خاک ڈالین دیدۂ دشمن مین ہم
ناتوان تھے پر نہ چھوٹا مثل خار ... خود الجھکر رہ گئے دامن مین ہم
پھولے جامے مین سماتے ہی نہین ... وصلِ شوخ چست پیراہن مین ہم
اورِ شبنم دن کو ٹھہرے کیا مجال ... روئے ہین ای مہر وش گلشن مین ہم
کردیا اُس جلوے نے مجنون چلو ... خاک اُڑا دین وادی ایمن مین ہم
دل مین ناصح آئے کیا اپنا خیال ... جا سکے کب یار کے مسکن مین ہم
جوشش وحشت نے اُٹھایا لاش کو ... اپنے پاؤن سے گئے مدفن مین ہم
توڑتا مومن نہ پیمانِ الست ... ہین مسلم عاشقی کے فن مین ہم

افراسیاب ان اشعار آبدار کو سُنکر جھوم رہا ہی کبھی آواز دیتا ہی ای نازنین شوخ و شنگ کس لطف سے یہ اشعار گائے ہین باغ سیب نہایت وسیع قطعدار پُر بہار ہر اشجار بیشمار ایک نخل سوسن جسکو صد زبان بھی کہتے ہین عین نشے مین افراسیاب کی آنکھ اُسپر بھی پڑگئی دیکھا پھول کھلے ہوے غنچے دہن ہاے بستہ شاخین ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتی ہین کہ ای باغبان حقیقی اس باغ مین ہمیشہ بہار رہے خزان کی صورت نہ دیکھین افراسیاب نے جو بہ نگاہ غور اُس نخل کو دیکھا عیش و عشرت کا تار بندھا ہوا ہی یکایک بیچ نخل شق ہوئی ایک طائر سفید رنگ تڑپتا ہوا زمین سے نکلا شاخ پر بیٹھکر افراسیاب سے آنکھ ملائی آواز دی او عیش پسند ذرا الغور سن کہان تک عیش و عشرت مین مصروف رہیگا ایک دن جفاے گردون سہیگا اصل یہ کیفیت ہی

نظم

مر چکے جب پہ کہ مرنا تھا ہمین ... عمر کا پیمانہ بھرنا تھا ہمین
کر چکے جو کچھ کہ کرنا تھا ہمین ... بوسہ گر لیتے تو کھاتے ہان قسم
اشک ریزی بے سبب اپنی نہ تھی ... راستی سے کیا مکرنا تھا ہمین

ای شہنشاہ زمانہ انقلاب ہی دل کو نہایت پیچ و تاب ہی خبر بھیجیے کہ معشوق پریچہرہ پر کیا گذری دشمنون نے اُس پروردۂ مہد ناز و نعم کو گھیر لیا عیش و عشرت نے اُس سے منھ پھیر لیا بہار اپنے سحر کے پھول برساتی ہی خزان مین رنگ بہار دکھاتی ہی باغبان قدرت صاحب شوکت دیباقت اُسنے زمین ہلا دی برق لامع شعلہ ہوا جسکی لڑکی ہزارون کو پامال کردیا بھانجہ اُسکا رعد جادو جب گرجا کسیکا کلیجہ پھٹ گیا کوئی بیہوش ہوا سرخ موے کا گلشن کے سحر کی ناگنیان ہین کہ عاشقون کو ڈستی ہین ہلال کی رعنائی انگشت نمائی کسکی زبان مین طاقت ہی کہ یہ قصہ

بیان کرے آج جورو کو بچاؤ یہ کہکر طائر نے ایک چیخ ماری مُنھ سے شعلۂ آتش نکلا اپنی آگ مین آپ جلکر رہگیا افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا کہا ارے گانا موقوف کرو طائر طلسمی نے ہوش اُڑا دیے کیسے انجمن کے فقرے سنا دیے جلدی بہن افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھال دیا کیا کیا چیزین اس بیچا کو ممکن ہین جیسے ہی انگشتر کو اُچھالا ایک شعلۂ آتش بھڑکا آواز آئی اے افراسیاب آج حیرت پر آفت برپا ہے گلگونہ کے سحر نے رنگ جمایا ہے باغ بیخزان بنایا ہے عمرو عیار فکر مین ہے کہ ذرا غافل ہو پکڑ لون سب سے زیادہ بی مہار فکر مین ہین لیکن حیرت وہ چالاک و چست ہے کبھی ظاہر کبھی باطن سب کو جواب دے رہی ہے لیکن سر زخمی ہو چکا خود سری نہ رہی سراسر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا کھڑی لڑ رہی ہے جسطرح صبح کو شمع سحری لہراتی ہے صورت رخصت دکھاتی ہے چہرہ زرد لب پر آہ سرد دلمین درد عارض انور پُر گرد یہ کلمات حسرت آیات سنکر افراسیاب نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا آج سب لونڈی غلامون کو مار ڈالونگا ایک ذیحیات کو زندہ نہ چھوڑونگا دشمنون کے قتل سے مُنھ نہ موڑونگا کنیزون نے جو افراسیاب کو غصے مین دیکھا دامن سے لپٹ گئین کہا اے شہنشاہ تو ساحر یکتا ہے طلسم ہوش ربا ہے ایسا نہو کوئی آفت برپا ہو جائے افراسیاب نے سمجھا کہ ابا شل بید کانپ رہا ہے اُسی غصے مین آواز دی اے پیراہن نہ قبا جلد حاضر ہو بندوبست کرنا ہوگا کسی کو بے کلی نہو دامن و گریبان کا خیال رہے پردہ پوشی ضرور ہے اگر حکم کے خلاف ہوا تو عقل کا قصور ہے کنیزین حیران کہ یہ نیا آج شہنشاہ نے نام لیا دیکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا ایک سوا ایک کلی کا جامہ سامنے آکر قائم ہوا افراسیاب نے کہا اے پیراہن نہ قبا تم پرستار سامری و جمشید ہو برائے ساحران میخوار جام امید ہو اپنے کو ظاہر نہ کرنا گلگونہ کو گرفتار کرکے کوہ پردہ پوش پر لیجاؤ کسی پر حال ظاہر نہو ورنہ عیار اپنے کو وہان پہونچا دینگے اب مین تدبیر مٹانے کی مسلمانون کے کرتا ہون افراسیاب نے جو یہ بغصہ کہا اُس پیراہن کو جنبش ہوئی اُڑتا ہوا غائب ہو گیا میدان جنگ ہو رہی ہے حیرت لڑتے لڑتے تھکی طرف باغ سیب کے دیکھ رہی ہے سر سے خون بہ رہا ہے گلگونہ لڑتی ہوئی سامنے پہونچی سب طرف سے ساحرون نے سحر کیے حیرت نے نیمچہ پھینک کر چاہا کہ بلند ہون کہ صدائے مہیب آئی کہ اے حیرت نہ گھبرا نام منم ملکہ پیراہن نہ قبا پردہ پوش طلسم ہوشربا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک لباس سامنے معلوم ہوتا ہے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا مہرخ نے جو یہ آواز سنی گھبرا کر کہا اے گلگونہ بچنا دیکھا ایک قفس خودبخود سامنے آکر قائم ہوا آواز آئی اے گلگونہ اب تمھارا یہی مقام ہے چند سے کوہ پردہ پوش کی سیر کرو اب نہ دیر کرو دیکھا سب نے کچھ سنہری پنجے آکر جسم سے گلگونہ کے لپٹ گئے زبان مین سوزن قفس کو دیا اُسی قفس مین گلگونہ کو بند کیا مرجان الماس پوش چلایا ارے غضب ہوا میری دختر کو گرفتار کرلیا ایک چشم زدن مین

لباس وقفس غائب ہوگیا اور ایک آواز آئی ای مسلمانان تمھاری بی ادبی کی انتہا ہوئی جاؤ اپنے مقام پر پہونچو سب مبتلاے بلا ہوگے مہار رالیبی ساحرہ نے اسباب سحر ہاتھ سے پھینک دیا دیوانہ وار حرکات انکو کرنے لگی لڑکھڑا کر گری باغبان نے مہار کو اٹھایا باغبان کی بھی آنکھیں بند لہرایا تھا کہ گلچین نے ہاتھ پکڑ لیا حیرت کے سر کا زخم غائب ہوگیا ہر سر مو و ہر بن مو سے جو خون ٹپک رہا تھا وہ سب نابود ہوا سرداران اسلام اسباب سحر پھینک پھینک کر بھاگ گئے لگے ملکہ مہرخ بھی پیچھے ہٹین برق لامع و رعد و برق نے سرداران کو سنبھالا جسکو عالم غشی مین دیکھا ہوادار پر سوار کر لیا مہرخ نے پکار کر آواز دی صاحبو نکل چلو طبل بازگشت پر چوب پڑی حیرت کو مصور وغیرہ نے بیچ مین لیا تخت پر سوار کیا یہ تو سب خوشی خوشی پلٹے ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سردارونکو عالم غشی مین اٹھا لیا کسی کے سر پر زخم کسیکا نشانہ نشانہ کسی کو یہ بھانا کہ سحر نے دغا دی یا رو یہ گیا مگر تھا اس حال پر ملال مین سب سرداران اسلام بلبلاکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے گلگونہ کے مان باپ کا عجیب حال بیٹی کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم ہماری دختر کا ملنا دشوار ہو کہ پردہ پوش کا کبھی نام نہ سنا تھا نہین معلوم کہ پیراہن نہ قبا کون شخص ہو کہ جسکی آواز سے سب بیہوش ہوے سحر چھوٹنے لگے بہت مناسب ہوا کہ آپ نے طبل بازگشت بجوا دیا ورنہ حیرت ایک کو زندہ نہ چھوڑتی خواجہ عمرو و برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و قران مغل مین موجود ہین انجمن مشاورت منعقد ہو صلاحین ہو رہی ہین مہار و مخمور نے کہا ہم نہین جانتے کہ پیراہن نہ قبا کا کہان مقام ہو کوہ پردہ پوش کسے کہتے ہین کہان تلاش کرنے جائین کیونکر وہانتک پہونچین وہ پہر رات آچکی تھی لیکن یہی چرچا ہو کہ کیا تدبیر کرین کہ زمین شق ہوئی سب نے دیکھا برہمن نے زمین سے سر نکالا سب سردار براے تعظیم اٹھے برہمن آکر دنگل پر بیٹھا کہا ای ملکۂ عالم ہم تہ خاک جمشیدی مین تھے جو سانحہ تمپر گذرا بنگاہ غور دیکھ رہے تھے اتفاق سے ملکہ بران نے فرمایا کہ والد نامدار مرآت واقعہ مین دیکھیے کہ حال جنگ آئینہ ہو ہم اور کوکب و بران مرآت واقعہ مین دیکھ رہے تھے کہ آپ سب صاحبون نے وہ سحر کیے کہ حیرت اپنی جان سے بیزار تھی پیراہن نہ قبا کا آنا دیکھا پلٹنے کو بھی اسکے خیال کیا خدا نے بڑی خیر کی کہ افراسیاب نے یہی کہا تھا کہ گلگونہ کو گرفتار کر لینا اگر یہ حکم ہوتا کہ جاکر سحر کرو اور وہ ملعونہ سحر کر دیتی تو کوئی سردار زندہ نہ بچتا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ بائین جانب روانہ ہو جیسے مقامات ویران ملینگے بیچ مین کئی قلعے ہین ساحرون مین مہار و باغبان و مخمور آپکے ساتھ ہون ہم بھی جاکر فکر مین مصروف ہوتے ہین جس مقام پر موقع پائینگے ہم یا کوکب یا بران بھی آپ کی مدد کرینگے اب آپ دیر نہ کرین خواجہ نے کہا ای برہمن میرا جانا تو ناممکن ہو بقول شاعر مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل

اگر قرضدار نے گھیر لیا میری آبرو مین فرق آگیا مرجان الماس پوش و الماس یاقوت چشم نے دس دس ہزار
روپیہ منگا کر پیش کیے کہا استاد یہ تو حاضر ہی خواجہ نے چادر بچھا دیا کہا سب صاحب موافق اپنی اپنی لیاقت کے نذر
کرین روپیہ اشرفی زیور سردارون نے پھینکنا شروع کیا مبلغ خطیر جمع ہوا خواجہ نے وہ روپیہ اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور
پکار کر آواز دی ای منتظمان زنبیل جو یہ حقیر پہونچائے اُسکو لو اور یہی تدبیر ہوگی یہ کہکر زنبیل کو بند کیا باغبان و
مہار و مخمور سے برہمن نے کہا آپ خود رازدار طلسم ہین افراسیاب نے بڑا جاہ و جلال دکھایا ایک ساحر کو بلایا یہ
شعبدہ دکھایا آپ لوگ طرف مشرق کے جائین مین خواجہ کو ساتھ لیکر آتا ہون برق و چالاک سے کہا آپ لوگ ہمیشہ
خواجہ سے دعوائے ہمچشمی رکھتے ہین کوہ پردہ پوش کو دریافت کر کے تشریف لائیے اور میرے ساتھ جانا مناسب
نہین ہی برق و چالاک نے کہا ہمکو کسی کی احتیاج نہین خدا چاہیگا تو پہونچینگے اول باغبان و مہار و مخمور روانہ ہوگئے
اُسکے بعد برق و چالاک چلے برہمن نے خواجہ کو تخت پر سوار کیا آپ پہلو مین بیٹھا تخت اُڑتا ہوا چلا خواجہ کو لیکر ایک
صحرا مین آیا تخت اُتارا خواجہ نے دیکھا ایک پردہ اُس صحرا مین کھنچا ہوا ہی برہمن نے کہا خواجہ یہ دیکھئے کوہ پردہ پوش
ہی مین سحر کرتا ہون پردہ ہٹیگا اُدھر سے بہت ساحر غل مچائینگے کہ آنے والے اسطرف نہ آنا ورنہ جان جائیگی آپ
اسطور سے داخل ہو جیے کہ اپنے کو ساحرون سے بچائیے جہان محل ہوگا مین بھی حاضر ہونگا خواجہ کمر باندھ کر کھڑے
ہوئے نیچہ ہاتھ مین ایک کاندھے پر گلیم عیاری ایک کاندھے پر جال الیاسی بغلمین کمند آصفائے باصفا کے بازوون
پر لپیٹے ہوئے برہمن نے ایک نخل کی آڑ پکڑ کے سحر کیا جھونکا ہوائے تند کا چلا پردہ اُٹھا خواجہ نے دیکھا کئی ہزار
جادوگر نیزے اور تلوارین ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑے ہین جیسے ہی پردہ اُٹھا اُن جادوگرون نے آواز دی ای برہمن
ہمنے پہچانا تیرے سحر سے پردہ اُٹھا عمر و عیار کو لیکر آئے ہو خبردار اسطرف نہ آنا کبھی کوئی شخص اس پردے مین نہین آیا یہ دامنہ
کوہ پردہ پوش کا نہین ہی کیون دھوکا کھاتے ہو عمرو نے جو یہ غلغلہ سُنا یا تو ارادہ تھا کہ جست کر کے جاؤن لیکن گرکا
پردہ گر پڑا برہمن نے کہا خواجہ غضب کیا مین دو مرتبہ اور سحر کرتا ہون اگر تیسری مرتبہ بھی آپ نہ گئے مین تو کیا ہون
اگر تمام عالم آکر سحر کریگا تو پردہ نہ اُٹھیگا خواجہ نے کہا مین اب کی مرتبہ ضرور جاؤنگا برہمن نے پھر سحر کیا پردہ اُٹھا خواجہ
نے آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو کر جست کی پردے کے اُسپار پہونچے تمام ساحر تیر و تفنگ لیکر دوڑے عمرو نے
گرتے گرتے کسی پر جاب مارا کسی پر حلقۂ کمند مارے حقۂ آتشباری داغ دیا دو چار جادوگر جلے کسی کو خنجر مارا کسی کو تلوار ماردی
جب دس پانچ جادوگر مر کر گرے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا، تماشا کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین خواجہ ایک جانب بھاگے
گلیم عیاری کو اوڑھ لیا ایکا ایکی صدا آئی ہی خواجہ ایک دم کو مین جا کر چھپیے وہان سے دیکھ رہے ہین کہ صدہا جادوگر

چہار جانب دوڑے دوڑے پھر رہے ہین اگر کسی مسافر کو جاتے ہوے دیکھا عمرو جاتا ہی کہکر پکڑ لیا اکثر مسافر گنوار اسی نام پر مارے گئے جب قتل کر چکے دیکھا صورت نہین بدلی آپسمین چرچے ہوتے ہین کہ عمرو عیار نہ تھا مفت مین مسافر مارا گیا شام تک جنگل مین یہی ہنگامہ رہا شام کو وہ جادوگر صحراسے معلوم ہوتا ہی کہ اپنے اپنے مقام پر چلے گئے جب خواجہ نے دیکھا کہ جنگل مین بالکل سناٹا ہی ماہ تابان فلک پر برآمد ہوا خواجہ ایک ضعیفہ کی شکل بنکر نکلے لٹھیا ہاتھ مین کمر مین خم تمام جسم پر جھریان پڑی ہوئین وہ جھریان سطور صفحہ مکاری ہین خم کمر خم کمان کہ ہمیشہ تیر تدبیر پورا بیٹھتا ہی نشانہ نہین چوکتا صحرا طی کرتے ہوے جاتے ہین چہار جانب سناٹا ایک نخل کے سایے مین خواجہ آکر بیٹھے جیسے راہگیر تھک کر بیٹھتا ہی یاد کر رہے ہین برہمن نے ہمسے کیا کہا تھا خیال مین گذرا کہ یہ بھی کہا تھا کہ اول اپنے کو قلعۂ خونچکان پر پہونچانا نہین معلوم کہ وہ قلعہ کہان ہی کہ دیکھا عمرو نے سامنے سے ایک جادوگر دوڑا ہوا آتا ہی جب قریب آیا کہا کیون بڑی بی عمرو عیار تو اسطرف نہین گذرا ملکۂ عالم نے پتہ دیا ہی کہ صحراے رستخیز مین عمرو آیا ہی مجھکو ڈھونڈھتے ہوے عرصہ گذرا کہین پتہ نہین ملتا عمرو نے کہا بیٹا دوست دشمن کو تو مین نہین پہچانتی لیکن ایک شخص دبلا پتلا تانتیا ایک گنوار کے لڑکے کے کپڑے اُتار رہا تھا اُس ساحر نے کہا یہی عمرو کا پتہ ہی بڑی طمع اُسکو دامنگیر ہی کیا گنوار اُسکو پکڑ کر لیگئے عمرو نے کہا ظاہر مین تو وہ دبلا پتلا تھا لیکن بڑے بڑے قد کے گنوار جسپر اُسنے ہاتھ ہلا دیا وہ بیہوش ہوکے گرا پھر اُسنے خنجر مارا دھوتیان سب کی اُتار لین ننگے لاشے کنوئین مین ڈالدیے ادھر بھاگا ہوا گیا ہی وہ جادوگر اُسی جانب دوڑا رات بھی کسی قدر آچکی ہی وہ جادوگر دو تین کوس گیا کہین پتہ نہ پایا دیکھا آسمان سے ایک پتہ اُڑا ہوا آتا ہی وہ پتہ گود مین اُس جادوگر کی آکر گرا اُسپر طرف سے پیراہن کے لکھا تھا ای اقلیم اسوقت بذریعہ علم نجوم جو مین نے دیکھا صاف ثابت ہوا کہ جس بڑھیا سے تو نے پوچھا تھا وہی عمرو عیار تھا جاکر اُسکو پکڑ اے اقلیم اس مضمون کو دیکھکر دوڑا کہ پھر جاکر اُسی سے دریافت کرون یون کرونگا کرون کہ ہزار ٹکڑے اُسکے کرون اُس نخل کے پاس آیا بڑھیا کو وہان نہ پایا سوچا کہ اور کسی طرف چلی گئی اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک آہوے صحرائی جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی لیکن مادہ آہو ہی پستانون مین دودھ بھرا ہوا آدمی کو دیکھکر جست و خیز کرنے لگی اقلیم نے بیٹھے گھاس کے توڑ کر ہاتھ مین لیے چمکارا معلوم ہوا کہ مادہ آہو پالتو ہی ٹھٹکتی ہوئی سامنے اقلیم کے آئی اقلیم نے گلے پر ہاتھ ڈالا مادہ آہو گری تڑپنے لگی اقلیم نے کمر سے چاقو نکالا منظور ہوا ذبح کرون سینے پر گھٹنا رکھا سینہ جو دبا دودھ کی دھار بلند ہوئی منھ پر اقلیم کے دودھ کی دھار پڑی لڑکھڑا کے گرا شکم پر مادہ آہو کے گھنڈیان لگی تھین گھنڈیان کھول کر خواجہ پوست آہو سے نکلے نعرہ کرکے خنجر مارا جادوگر مرا اندھیرا ہوگیا خواجہ عمرو نے کپڑے اُتار لیے کمر ٹٹول رہے ہین انگوٹھیان چھلے اُتار رہے ہین اس عرصے مین

آسمان سے گڑگڑاہٹ کی آواز آئی صدا یہ تھی کہ او ساربان زادے غضب کیا میرے جوان بھائی کو مارا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا عمرو نے چاہا جست کرکے بھاگون اُسنے سحر کیا آواز دی منم سلیم اختر شمار یہ کہکر زمین پر آیا خواجہ کو گرفتار کیا کہا او ظالم تو نے جوان بھائی کو مارا اب تیرے خون کے پیاسے ہین خواجہ منت کرنے لگے کہ بھائی کیا کہنا ہین نے ہزارون جادوگر مارے لیکن تم ایسا ہوشیار ساحر زبردست نگاہ سے نہ گذرا تھا سلیم نے کچھ جواب نہ دیا لاکھ عمرو نے منتین کین سلیم نے کچھ خیال نہ کیا ہمین کہتے ہین کہ خواجہ ابتدائی صحرا مین گرفتار ہوئے سلیم نے پنجہ مکر مین خواجہ کی دبا لیکر چلا اُڑا ہوا جاتا ہی فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی بچھایا ہی ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین اکثر طائرون کو صبح کا دھوکا ہوتا ہی آشیانون سے چہک اُٹھتے ہین بیت رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ٭ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ٭ قضائے کار مالک قلعۂ خونفشان ملکہ آتش فشان جادو بالائے قلعہ فرش معقول بچھائے بیٹھی ہی اُنہین جلیسین جمع ہین اسباب عیش ونشاط موجود شراب وکباب کا چرچا ہو رہا ہی ایک مہ جبین شوخ وطرار موسوم بہ گلعذار تامین بار رہی ہی یہ غزل بصد سوز وگداز گا رہی ہی غزل

مہربان اتنی تمھاری مہربانی چاہیے — شکل موسیٰ چاندسی صورت دکھانی چاہیے
ساقیا جام شراب ارغوانی چاہیے — عیش وعشرت سے بسر ہو زندگانی چاہیے
ضعف سے گیندے کی صورت میری رنگت زرد ہی — اُس گل تر کی قبا بھی زعفرانی چاہیے
فصل گل آئی مگر مینا سے دل خالی رہا — ساقیا مجھکو شراب ارغوانی چاہیے
کہتے سُننے پر رقیبون کے عمل لازم نہین — اپنے عاشق سے نہ تجھکو بدگمانی چاہیے
اے دل بیتاب بلبل کی طرح نالے نہ کر — غیر پر ظاہر نہو راز نہانی چاہیے
اشک خون رویا ہون برسون لعل لب کے دھیان مین — یاد مین دندان کے اب گوہر فشانی چاہیے
شربت قند لب شیرین کا لبس پیاسا ہون مین — چشمۂ حیوان کا مجھکو میٹھا پانی چاہیے
زہر کھائے کوئی عاشق کوئی اپنا خون کرے — تجھکو تو اے لالہ رو پوشاک دھانی چاہیے
ای صنم وہ کشتۂ ابرو ہی عالم ہی گواہ — نور پر اب کیا تجھے تیغ آزمانی چاہیے

آتش افشان جادو دست بیٹھی ہی سر جو طرف آسمان کے اُٹھایا دیکھا کہ ایک جادوگر کسی کو پنجے مین دبائے ہوئے لیے جاتا ہی کنیزون نے پہچان کر کہا کہ سلیم اختر شمار ملازم ملکہ حیرت ہی نہ معلوم کسی کو لیے جاتا ہی ملکہ آتش افشان نے آواز دی ای سلیم الگ الگ کہان جاتے ہو سلیم نے پلٹکر جواب دیا حضور یہ ٹھہرنے کا وقت نہین ہی اسوقت مجکو نذر دیکے

بجالا کار ضروری ہی آتش افشان کو ناگوار ہوا کہ ایک خدمتگار کو ہم جو پکارتے ہین وہ نہین آتا پھر پکارا اُسنے پھر جواب سخت دیا جب تو آتش افشان نے ترنج اُٹھا کر مار دیا سینے پر سلیم کے پڑا توڑکر پشت کو پار گذرا خواجہ پنجے سے چھوٹے زمین پر گرتے گرتے آواز دی ع ہمشبہ دلبر سبحان مبارک باشد آتش افشان نے کہا اے شخص تو کون ہی عمرو نے کہا گویا آپ کا بھک میان سلیم نے گانا سنا چار آنے دینے لگے مین نے کہا حضور مجرے کی رقم دیجیے پانچ روپیہ ہمکو ملتے ہین وہ ایسے خفا ہوے کہا چھوکرے جنگل مین لیجا کر قتل کرونگا آپ کو سامری و جمشید سلامت رکھین کہ آپ نے بچا لیا جو دیجیے گا لے لونگا دو چار اشعار سنیے سازندون کو حکم ہو ساز درست کرین پھر گانا سنیے کیفیت حاصل ہو ملکہ نے کہا سلیم نے بڑی بدعت پر کمر باندھی تھی بیچارے گویے کو قتل کرنے لیے جاتا تھا مردود عالم تعالی اللہ اسکا باہر بھینک دو ساز تیار ہوے عمرو نے سامنے بیٹھکر آتش افشان سے آنکھ ملائی یہ اشعار عاشقانہ اپنے رنگ مین گانے لگے

نظم

آیا ہی خیال بیوفائی
کیا تیری ہی ہو گئی خدائی
چاہا لیکن نہ بچ سکے ہم
برباد ہوئی مری کمائی
تو بیکسی شباب مین کر
آفت کی رات سر پہ آئی

کیون جی وہی گفتگو پھر آئی
صحرا مین ہوئی گہر فشانی
آخر نہ تیغ لگاوہ کمائی
بوسہ ہم آج مانگتے ہین
کب تک اے جان پارسائی
رخصت ہی نسیم جلد دیکھو

اب بھی نہ سُنیگا کوئی میری
کام آئی مری برہنہ پائی
توڑا کانٹون نے آبلون کو
کرتے ہین قسمت آزمائی
کانٹا دن تو تڑپ تڑپ کر
کرو گر ہو سکے بھلائی

عمرو کا گانا حقیقت مین سحر ہی آتش افشان جادو گھڑی ہو گئی کہا کیا کہنا حقیقت مین تمھارا مثل نہین ہی عمرو نے کہا حضور آپ نے ابھی کیا سُنا ملکہ نے کہا اس سے زیادہ بھی کوئی کمال ہی عمرو نے کہا حضور ساقیگری بھی خوب کرتا ہون سر سے شراب پلاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن ہاتھو نسے بتاؤن تب آپ کو میرا کمال ظاہر ہو آتش افشان نے کہا اُستاد یہ تو بہت مشکل ہی عمرو نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی مجھے کلید میخانے کی عنایت ہو آتش افشان نے کنجی ازار بند سے کھولکر دیدی خواجہ میخانے مین آئے بتلون مین بیہوشی ملائی پکار کر آواز دی یاران ہمدم ساقی آیا ہی کوئی باقی نہ رہے شراب پیجاؤ جسقدر چاہو پیو پیلے گلابیان فرابے اُٹھو اُٹھ کر باہر جانے لگے سارے قلعے مین غل تھا کہ آج ایک گویا آیا ہی وہ ساقیگری کریگا کوئی باقی نہ رہیگا سب کو شراب تقسیم ہو رہی ہی جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے خواجہ نے حکم دیا دوکاندارون کو بھی پلاؤ سبکو شراب تقسیم ہوئی جلسہ وسیع تھا ڈیڑھ گلابیان آراستہ کر کے خواجہ محفل مین لائے

جسنے شراب کو اس سلیقے سے دیکھا مُنھ سے رال ٹپک پڑی کہا صاحبو کس سلیقے سے شراب لاتا ہے نہ پیتا ہو اُسکا بھی پینے کو
جی چاہے عمرو نے گھنگھرو پائون مین باندھے جام سر پر رکھا غزل مضمون شراب کی پڑھتے ہوے کبھی جام کو سر سے اچھالا
پھر سر ہی پر روکا سب تعریفین کر رہے ہین سر سامنے آتش افشان کے جھکایا کہا ایسے مالک کو سر سے شراب پلانا
چاہیے آتش افشان نے دونون ہاتھ بڑھاے جام لیکر پیا اب تو عمرو نے دورا باندھا شراب چلنے لگی جام بے پائون
چل رہا ہی تمام محفل مین تعریفین ہو رہی ہین قلعے مین جوتی پیزار چلنے لگی بازار مین ہنگامہ ہی دوکاندار دوڑتے پھرتے ہین
بعض مُنھ کے بھل گرتے ہین ہر گلی کوچے مین جادوگرون کے انبار ہین مکان مین شراب پی ہوا کھانے کو کوٹھے پر چڑھے
مہوشی نے جو تانہر کی کوٹھے پر سے کود پڑے عورتون نے لڑکے گود سے پھینک دیے کہتی ہین ہمکو کوئی آسمان پر
لیے جاتا ہی اب پھینکا چاہتا ہی گلیون مین ہلڑ ہی آج شراب نے بڑا فراد کھایا بعض کو گانے کا شوق ہی جبتک رہ چلتے ہین
نہ گا یہین راستہ نہ کٹے یاد آیا کہ بی لذت بخش نے کیا عمدہ غزل گائی تھی اُسکے چند شعر یاد ہین یہ کہکر گانے لگے سم پر
پائون پڑتا ہی گٹھری کا مقام چوٹا یا گلا ہلا دیا تان جو ماری آڑے ہو گئے لڑکھڑا کر گرے زمین پر پڑے ہین لیکن داغ جوش جلی ہی
بڑے بڑے کہ رہے ہین کہ ہم آسمان پر جائینگے تارے توڑ کر لائینگے دوست احباب کو دکھائینگے آج کی شراب نے بڑا مزا
دیا جیا ہو تو یہ رنگ ہی صحبت مین جو خواجہ نے سب کو شراب پلائی خواجہ کھڑے ہو کر غزل عاشقانہ گا رہے ہین آتش افشان
سے آنکھ ملا کر فرماتے ہین کیون ملکۂ عالم نشۂ شراب کا ہوا آتش افشان کہتی ہی استاد کیا کہین نشہ شراب بڑی عمدہ چیز
ہی اسکا نہ پینے والا بدتمیز ہی کنیزین عمرو کو تاک رہی ہین کہتی ہین استاد تمنے بڑا کمال کیا ایک آدمی اور اسقدر کمال
وہ جادوگر بڑا نامنصف تھا رات بھر گوایا اور پھر قتل کرنے کو لیچلا تھا آخر کتے کی موت مارا گیا اب بھی سامنے چلا آتا ہی اسکی
لکا لدین یہ کہتی ہوئی اُٹھین کہ او جادوگر ست جا استاد سے نہ بولنا ہم لوگ گانا سن رہے ہین دیکھتا ہی خوشی مین
سر دھن رہے ہین کنیزین اُٹھ اُٹھ کر گرنے لگین آتش افشان نے کہا آج میری کنیزون کو کیا ہو گیا آخر کس بات پہ
گرتی ہین آتش افشان کے پاس مصاحبین جو بیٹھی ہین ایک نے دوسری سے کہا لو بوا غضب ہوا تمھین سانپ کاٹنے
آیا ہی جیسے کی جھاڑ کا سر پر عکس پڑا تھا دیکھنے والی نے سمجھا سانپ سر پر بیٹھا ہی جسکے سر پہ بتایا تھا کہ سانپ بیٹھا ہی
جوتی لیکر اُٹھی اُسکے سر پر جوتی ماردی اُسنے کہا واہ لو اسی پر ہمارے جوتیان مارتی ہو دونون مین دانتا کلکل ہونے لگی
لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہو گئین ایک صاحب بڑے پائچون کا پائجامہ پہنے بیٹھی تھین آگے ڈھیر لگا تھا ایک نے بہ نگاہ
غور دیکھا کہا بوا بڑا غضب ہوا تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین وہ نشے کے جوش مین بولی کہا کتیا حرامزادی
نے گھر مقرر کیا وہ سہی نے کہا بوا نہ گھبراؤ مین مارے لیتی ہون اُٹھ کر ایک لات ماری اُسکے پیرو پر لات پڑی بعض

بیٹھے ہوئے مونچھوں کو بل دے رہے ہین نشے کا جوش بیہوشی مین اپنی رعنائی کا ہوش ایک نے کہا بھائی تمہاری
مونچھ پر کوا بیٹھا ہی دوسرے نے کہا نہ گھبراؤ مین پکڑے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھ بڑھایا مونچھ پکڑ کے جھٹکا مارا کہا بھائی
غضب ہوا کوا تو اڑ گیا پونچھ میرے ہاتھ مین رہگئی عجب عجب فقرے اُس صحبت مین ہو رہے ہین خواجہ اس فکر مین
ہین کہ آتش افشان بھی بیہوش ہو تو مین دست اندازی کرون آتش افشان تال سم کی تعریفین کر رہی ہی خواجہ
نے گنگنا کے پھر تان لگائی آتش افشان نے کہا اُستاد تم گاؤ مین بھی ناچونگی دل مین تو مزا بھرا تھا ہاتھ چمکاتی ہوئی
اپنے مقام سے اُٹھی چند قدم چلی تھی پوری گت نہ ہونے پائی تھی کہ انکی بُری گت ہوئی خواجہ نے نعرہ کرکے خنجر مارا
آتش افشان کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا اسکا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا آوازین مہیب آنے لگین خواجہ محفل کو لوٹنے
لگے قتل بھی کرتے جاتے ہین جسے قتل کیا اندھیرا ہو گیا کنیزین پڑی تڑپ رہی ہین کسیکا دوشالہ اُتار لیا کسیکا دوپٹہ اُتار لیا
زیور سب کے اُتار رہے ہین خواجہ تو یہان لوٹ رہے ہین لیکن پیراہن ثمہ قبا قلعۂ پر وہ پوش مین بیٹھی ہی گلگونہ کا
قفس لٹکا ہوا ہی مصاحبین گرد بیٹھی ہین اُنسے کہہ رہی ہی افراسیاب نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا گلگونہ کی قید
میرے سپرد کی عیاران اسلام میری فکر مین چلے ہین مگر کیا مجال جو مجھ تک پہونچین لو مبارک ہو سلیم اختر شمار نے سب
عیارون کے گروہ کو پکڑ لیا لیے ہوئے آتا ہی یہ کہکر مصروف عیش ہوئی انیس جلیسین خوشیان کر رہی ہین کہ واری
آپ سے کون مقابلہ کر سکتا ہی آپ کا سحر تمام عالم مین مشہور ہی آپ کی محبت کا ہمکو بھی جوش ہی آپ کی ذات طلسم
ہوش ربا کی پردہ پوش ہی جیسے سحر آپ نے حاصل کیے کسی کو نہین آتے سامری جمشید زندہ ہوتے تو
آپ کی قدر کرتے پیراہن ثمہ قبا خوش بیٹھی ہی بقول شخصے پیراہن مین نہین سماتی کہ خبر پہونچی سلیم اختر شمار مارا
گیا بذریعہ نجوم کے معلوم ہوا عمر قلعۂ آتش افشان کو لوٹ رہا ہی کہا ہو دامن جادو جلد جاؤ عمر کو گرفتار
کرکے لاؤ اُسنے تو غضب کیا قلعۂ آتش افشان والون کو بیہوش کرکے قتل کر رہا ہی دامن نہایت خوب کہکر روانہ
ہوئی میان خواجہ بارگاہ سے قتل کرتے ہوئے اب بیرون بارگاہ آئے کچھ سبز پوش پڑے تھے خواجہ کے
ہاتھ مین خنجر انکو بھی قتل کیا گھرون مین سب کے گھس جاتے ہین اسباب لوٹتے پھرتے ہین وہان سے جو دامن جادو
بحکم پیراہن چلی تھی خواجہ ایک مکان مین گھسے ہوئے لوٹ رہے تھے دامن جادو نے دور سے دیکھا سمجھی یہی عمر
عیار ہی دیوار پر اگر پاؤن قائم کیے وہین سے سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے دامن جادو زمین پر
آئی کہا او ظالم ہزارون جادوگر مارے گئے کتنے لوگ تیرے ساتھ ہین عمرو نے کہا مین غریب آوارہ دشت ادبار
مجبور و ناچار میرے ساتھ تو کوئی نہین دامن جادو نے کہا او ظالم تو تلاش مین گلگونہ کی نکلا ہی ہماری مالک

علم نجوم مین نہایت کامل و اکمل ہین وہین سے بیٹھے بیٹھے کہدیا کہ عمرو قلعۂ آتش افشان مین ہی آتش افشان کو مار ڈالا قلعے کو لوٹ رہا ہی وہی دیکھا جو ملکہ نے حکم لگایا تھا اب تم اپنی فکر کرو یہ بھی فرمایا ہی کہ چالاک و برق بھی ہماری فکر مین نکلے ہین جسوقت قصد کرینگے انکو بھی گرفتار کرینگے خواجہ نے کہا جو تقدیر مین ہوگا وہ پیش آئیگا دامن نے قلعے کو اسی حال پر ملال مین چھوڑا خواجہ کو لیکر روانہ ہو گئی طرف پیراہن نہ تھا سکے چلی کہ اسکا ذکر وقت پر کیا جائیگا اتنا تحریر کرنا ضرور ہی کہ سحر اسکا مخفی جاتا ہی دامن لیکر خواجہ کو سامنے پیراہن کے آئی پیراہن اُسے چلنے کودنے لگی کہا آج مین نے سارے طلسم ہوشربا پر احسان کیا وہ شخص گرفتار ہوا کہ جسکے مقدمے مین سامری و جمشید بھی عاجز ہو کر لکھ گئے ہین کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی حقیقت مین اسنے ملک کے ملک سیکڑون بنے مٹا دیے غلطی آباد مین کہ سترہ ہزار جادوگر رہتا تھا سب کے قتل کا یہی باعث ہوا خدائی زرہشت کی بڑے زورون پر تھی وہان کے اکثر عجائب و غرائب ہوشربا سے بنتے چکتے تھے اُسکو بھی اسی نے برباد کیا جلد نامے تیار کرو ہمارے خراجگذارون کو بھیجو اسی قلعے پر آکر جمع ہون اُس روز جشن کرینگے اسکا اور گلگونہ کا سر کاٹ کے خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کرینگے شہنشاہ کو بھی معلوم ہو کہ پیراہن نے طلسم ہوشربا کو بچا لیا حکم سامری و جمشید خلاف نکلا کی سے نامے لکھے گئے ساحر لیکر چلے کہ ان سب کا ذکر وقت پر تحریر ہوگا اب یہان سے حال خجستہ مآل برق و چالاک کا لکھا جاتا ہی کہ یہ دونون کئی دن ساتھ رہے ایک دن برق نے کہا خلیفہ صاحب الگ الگ ہو کر چلیے جب یہ وقائع لکھے جائینگے صاحبقران انصاف فرمائینگے کہ خواجہ کو برہمن لیکر گئے ہمکو حکم ہوا کہ وہین آؤ پتے نشان سے خبردار نہین مگر رہبر کامل منزل مقصود پر پہونچائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا اب میری صلاح یہی ہی کہ آپ الگ جائیے مین الگ جاتا ہون حافظ حقیقی ہمکو بھی پہونچا دیگا چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اول حال برق تحریر ہوتا ہی برق کے خیال مین آیا کہ یہ طلسم ہوشربا ہی یہان کے عجائب و غرائب غضب کے ہین ایسا نہو کسی آفت مین پھنس جائین ایک گوشے مین بیٹھکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا ایک مقام پر آکر دیکھا جنگل ہی ایک نخل سرسبز و شاداب اُسپر جھولا پڑا ہی چند نازنینان مہ جبین نہایت حسین خوشرو خوشخو جھول رہی ہین جیسے ہی برق قریب آیا ایک نازنین نے پکار کر آواز دی ای ملکہ صرصر شمشیر زن ذرا یہان آؤ ہمکو پینگ دیدو دیکھو چار طرف آگ لگی ہوئی ہی ایک نے کہا یہ چند اشعار مضمون آگ کے تو سن لو پڑھے اُستاد کے کہے ہوے ہین اشعار

گل دیکھ کے وہ عذار آتش
دل کے ترے اب بچارہ آتش

کیا کیا ہی جلی ہی یار آتش
ہووے نہ مقابل تف دل

بھڑکا نپ غم نے جی کو لگے
بھڑکا سے کوئی ہزار آتش

آف ری تپ گرمی محبت
یان دل مین لگی لگار آتش
مین آہ زبان کش جو کھینچون
لگ اُٹھتی ہی ایک بار آتش

اس نام پہ جان نثار آتش
مت آئیو میری خاک پر تو
باندھے ہی ابھی حصار آتش

تو نے تو وہان لگائی ٹھنڈی
برسے ہی سر مزار آتش
پڑھتا ہی کہین غزل جو مومن

ایک نازنین نے تو صرصر کہکر پکارا ایک نے یہ غزل بہ ردیف آتش پڑھی تیسری نے کہا لو جلدی آؤ پینگ ہمکو دو چوتھی نے کہا پہچانو تو یہ صرصر نہین ہی اب برق کا پانچوین نے کہا لو اودھر کسکا ہی برق فرنگی تلاش مین یہ آہن قبائی نکلا ہی اب کوہ پردہ پوش کی بربادی کا وقت قریب آیا یہ نگوڑا جانے نہ پائے چالاک کہان گیا عمرو قید ہوگیا ہی گلگو قفس مین بند ہین یہ باتین جو ان نازنینان مہ جبین نے کین برق بھاگا جیمین کہتا ہی خدا خیر کرے ہائے اُستاد پکڑ لیے گئے یہ حرامزادیان سچ کہتی ہین خدا ایسا فضل کرے کہ ہم جاکر استاد کو رہا کرین میان برق ہمت نہ ہیچھین کئی کوس بھاگا ہوا گیا وہی آوازین کان مین آرہی ہین کہ برق بھاگا جاتا ہی کوہ پردہ پوش کی پردہ پوشی ساحری جمشید کرین برق کے ہوش درست نہین کبھی کسی پہاڑ پر چڑھ گیا وہان سے گھبرا کر کودا جب کئی پہاڑ طی کیے تب وہ آوازنا موقوف ہوئی ایک درخت کے سایہ مین بصورت صرصر ٹھہرا اُس درخت پر ایک عندلیب خوشنوا نغمہ زمزمہ سرائی کر رہی تھی یکایک پکار اُٹھی میان برق حنا تشریف لائے ہین برق نے پتھر گوپھن مین رکھکر مارا عندلیب نے اُف کی پتھر قطرہ آب بنکر زمین پر گرا عندلیب نے آواز دی بھلا نگوڑے تو بڑا گستاخ ہی یہ صحراے طلسمی بہت فراخ ہی برق وہان سے بھی بھاگا کوس بھر تک یہی آواز کان مین آئی کہ بلبل پکار رہی ہی کبک للکار رہا ہی کہ برق کو پکڑ لو یہ جانے نہ پائے برق پانچ کوس لنگ گیا دوڑتے دوڑتے پسینے پسینے ہر قدم پر یہی یقین ہی کہ اب گرفتار ہو جاؤنگا وہان جاکر ٹھہرا میدان بڑا بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین خیال مین آیا کہ یہان ٹھہرون درہ کوہ سے ایک ساحر نکلا پکار کر آواز دی بی صرصر آج صحراے طلسمی مین کیون آئین برق نے کہا بھیا مین راستہ بھول گئی ہون صحراے طلسمی مین ماری ماری پھرتی ہون اس ساحر نے کہا ہم تمھین خوب پہچانتے ہین شہنشاہ ہو تمھاری ذات سے عیاری کا نام روشن ہی مین تمھین راستہ بتاؤن یہ کہتا ہوا ساحر قریب آیا پان ہاتھ تھام لیا کہا کیون حرامزادے ان حماقون آگیا کوہ پردہ پوش تک نہ پہنچیگا تیرا اُستاد پکڑا گیا دیکھ وہ سامنے راستہ ہی تجھے تیرے اُستاد کے پاس بھیجدون برق نے داہنے ہاتھ سے چپ مارا دماغ پر جادوگر کے پڑا لڑکھڑا کر وہ گرا برق نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک آواز آئی تھا مرا نام مستی سوار جادو برق وہان سے بھاگا تین کوس بھاگ کر آیا تھا کہ صحراے گرد اڑتی دیکھا ایک نازنین

ہوادار پر سوار پشت پر چار سو ساڑھے چار سو کنیزین گلدستے سب کے ہاتھ مین ہنستی ہوئی چلی آتی ہین برق ڈرا کہ ایسا نہو یہ بھی پہچان لیین دل کو پتھر کر کے آگے بڑھا وہ نازنین ہوادار سے اُتری کہا اے صرصر اسوقت تمھارا ملنا عنایت سامری و جمشید ہے کوہ پردہ پوش پر عمرو و گلگونہ کے قتل کی تاریخ مقرر ہو گئی مجھکو تمنے نہ پہچانا ہوگا عشق پیچان میرا نام ہے تم بھی میرے ساتھ چلو یہ بھی سامری نامے مین صاف صاف مرقوم ہے کہ روز قتل عمرو چالاک و برق ضرور آئینگے برق نے کہا اے ملکۂ عالم میری موجودگی مین برق و چالاک کیا آسکتے ہین جس رنگ مین آئینگے پہچان لونگی عشق پیچان نے ایک تخت سحر تیار کیا کہا بو اصرصر اسپر سوار ہو برق اُچک کر تخت پر بیٹھا عشق پیچان بھی تخت پر سوار ہوئی سب جادوگرنیان گرد آگئین عشق پیچان نے تخت اُڑایا طرف کوہ پردہ پوش کے چلی لیکن چالاک نے چار دن اُس صحرائے ہولخیز کی خاک اُڑائی پانچوین دن زیر کوہ آکر ٹھہر گئی جادوگرون کی زبانی سن چکا ہے کہ خواجہ قید ہو گئے اسوجہ سے زیادہ بیقرار ہے بلک بلک کے دعائین مانگ رہا ہے اے پروردگار اے رہبر کامل مجھکو جلد وہان پہونچا اپنے قبلہ و کعبہ کو رہا کرون تیری ذات سے سبطرح کی امید ہے

نظم

گر تو خواہی کہ گردی از غم و حرمان خلاص
سر بسر زین دام دامنگیر کن دامان خلاص

قطع کن سررشتۂ دنیاے فانی قطع کن
شو ازین بند گران اے بندۂ نادان خلاص

عقدۂ این عقدۂ لاحل کی بزودی حل شود
کی بہ آسانی شود محبوس این زندان خلاص

بندہ آزاد گر ہستی میان بندگان
خویشتن را کن ازین بند غم و ارمان خلاص

مرغ جانش تا رہا گردد نہ از دام وجود
کی شود ز اندیشۂ دنیاے سرگردان خلاص

بر سر ما ابر رحمت ہند یا بار دگر
گرود از گوہر فشانی دیدۂ گریان خلاص

چالاک دعائین مانگتے مانگتے ایک درۂ کوہ مین گھس گیا درۂ کوہ کو طی کر کے اُسپار پہونچا نگاہ اُٹھا کر دیکھا سامنے ایک باغ مہشت آئین دروازے پر چند خدمتگار بیٹھے ہین چالاک نے رنگ و روغن عیاری کا لگا صبا رفتار کی شکل بنکر چلا پاس خدمتگارون کے آیا ایک نے کہا بی صبا رفتار کہان سے آتی ہو صبا رفتار نقلی نے کہا مین واسطے خبر کے نکلی تھی بھٹک کر اس صحرا مین آگئی یہ باغ کسکا ہے خدمتگارون نے کہا بی صبا رفتار بھولتی ہو ملکہ سوسن رنگین تو یہان تشریف رکھتی ہین اندر جاؤ ملکہ سے ملاقات کرو چالاک نے کلیجے کو تھم کیا اندر باغ کے آیا دیکھا گلہاے رنگا رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون اشجار بار اثمار سے سر بسجود نہرین سلسبیل آسا فوارے چھوٹ رہے ہین صاف ثابت ہے کہ موتی برس رہے ہین طائران زمزمہ سرا مصروف زمزمہ سرائی باغبان قضا و قدر کی حمد مین مصروف عندلیبان خوشنوا

گلہاے گلشن کی تعریف مین زبان کھولتا بہ خوش الحانی بولتا چالاک سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کنیزین جا بجا پھر رہی ہین جو کنیز ملی اُسنے بہ محبت پوچھا بوا صبا رفتار کیونکر آنیکا اتفاق ہوا چالاک نے وہی جواب دیا کار ضروری کو نکلی تھی صحراے ہولخیز مین آکر پھنس گئی بڑے صدمے اُٹھائے ملکہ عالم کہان ہین کنیزون نے کہا بارہ دری مین ہین چالاک بارہ دری مین آیا دیکھا ایک نازنین نہایت حسین بیٹھی ہی ہر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ ابھی سوکر اُٹھی ہی طشت آگے رکھا ہی ایک کنیز آفتابہ لیے کھڑی ہی ایک کنیز آئینہ دکھا رہی ہی چالاک نے آکر سلام کیا سوسن نے بڑی محبت سے کہا بوا صبا رفتار آج بعد مدت کے تمہارا آنا ہوا تمنے تو ہمارے پاس آنا بھی چھوڑ دیا چالاک نے کہا ای ملکہ عالم جس دن سے قدم مسلمانون کا طلسم ہوشربا مین آیا ہم لوگون کا عیش و آرام ترک ہو گیا آٹھ پہر لڑائی رہتی ہی بڑے بڑے جادوگر مارے گئے عیاران اسلام بلاے روزگار ہین جو قصد کرتے ہین وہ کر گذرتے ہین شہنشاہ عاجز ہو رہے ہین آٹھو پہر دوا دوش کرتے گذرتا ہی سوسن نے کہا بوا صبا رفتار اتفاق سے تمہارا آنا ہوا اب دو چار دن نہ جانے دینگے چالاک نے کہا ای ملکہ عالم ضرورت خبر کی رہتی ہی سوسن نے کہا بوا سب خبرین ہم تمکو منگوا دینگے ہم تمہارے گانے کے بہت مشتاق ہین چالاک خوش ہو گیا کہا ملکہ عالم اگر آپ کی خوشی ہی مین کچھ سناؤن یہ کہکر باجا کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکا چھیڑا اور اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

اشعار

جو سر پر باندھے دلبر چاند سورج
کیا کرتے ہین چکر چاند سورج
نقاب اُٹھے اگر رخ سے مرا یار
خجل ہین ماہ و پیکر چاند سورج

نہ نکلین پھر فلک پر چاند سورج
اگر پڑ جائے عکس روے انور
ابھی گم ہون فلک پر چاند سورج
رخ پر نور سے اُس رشک مہ کے

ترے رخ پر ہین عاشق یہ شب و روز
بنے گردون پہ اختر چاند سورج
تمہارے عارض انور کے آگے
نہین ای نور بہتر چاند سورج

ملکہ سوسن تعریفین کرنے لگین کہا ای صبا رفتار حقیقت مین تمنے اس کمال کو خوب حاصل کیا چالاک نے کہا ای ملکہ عالم گانے کا جو کمال ہی وہ ذات پر عمرو کی موقوف ہی بلاے روزگار خوش آواز آواز مین سوز و گداز اشعار مین تاثیر ہماری اُستانی سے وصل کی تدبیر اصل یہ ہی کہ اُستانی بھی دل سے لگاؤ رکھتی ہین ظاہر مین برا بھلا کہتی ہین باطن مین دریافت کیا بہ محبت فرمایا کہ عمرو کا کوئی مثل نہین افراسیاب ایسے بادشاہ کو عاجز کر رکھا ہی سوسن نے کہا ای صبا رفتار وہ نام اب مٹتا ہی چالاک نے گھبرا کر پوچھا وہ کیا صورت ہی سوسن نے کہا بہن آئینہ قبا کے پاس قید ہی وہ کلفونہ کو بھی گرفتار کرکے لائی ہی آج شب کو سب جمع ہونگے کل یہ دونون قتل کیے جائینگے کیا عجیب ہی کہ ہماری بھی شرکت ہو چالاک یہ سنکر خاموش ہو رہا جب دن قلیل باقی رہا ملکہ نے حکم دیا روشنی کی تیاری کرو الماسین تمام باغ مین نصب ہوئین

چھپر کھٹ سے پر فرش مقول بچھایا گیا اسباب عیش ونشاط مہیا کردیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طرح قرینے سے لگائین جھاڑ کنول مردنگیان لاکر رکھین ملکہ سوسن بہاری جوڑا پہنکر آکر مسند پر بیٹھین گرد کنیزین جمع ہوئین چالاک نے دیکھا عارض انور کی چھوٹ پڑ رہی ہو بڑے ناز وکرشمے سے بیٹھی ہو نازنین غنچہ دہن رشک چمن دریاے جواہر مین غوطہ زن کبک رفتار شیرین گفتار ماہ رخسار ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر اُبھار چالاک مسکرا مسکرا کے باتین کرتا جاتا ہو کبھی کہتا ہو سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین کیا حسن وجمال ہو کیا کسی کے آنیکا خیال ہو سوسن نے ہنسکر کہا جو کوئی آئیگا تمکو حال کھل جائیگا چالاک خاموش ہو رہا دن بہت قلیل باقی تھا روشنی ہوگئی کہ جو ہوا سرد چلی غنچے چٹاک کرکے گل ہوے پھولون نے آنکھین کھولدین غنچے مسکرانے پہلو مین سوسن کے سیمتن دریزادی بیٹھی ہی چالاک اسکو بہ نگاہ محبت دیکھتا ہی سیمتین بھی کہتی ہی ای ملکۂ عالم صبا رفتار شعلۂ جوالہ ہی یقین ہی اسپر افراسیاب کی نگاہ پڑی ہو اس ہوشربا مین حسینان ماہ پیکر کا جمگھٹا ہی افراسیاب نے پردۂ پرستان کو گرد کردیا معشوقان پریچہرہ سے طلسم ہوشربا کو بھر دیا کیا بہار آراستہ ہین شاہزادیون کی حکومت ہی سلطنت کرتی ہین یہ ذکر تھا کہ یا تو ہواے سرد چلی تھی یا آسمان پر ایک ابر آکر محیط ہوا برق چمکنے لگی سوسن مع کنیزون کھڑی ہوگئی وہ ابر آکر پھٹا چالاک کانپ رہا ہی کہ دیکھون کون آتا ہی جب ابر شق ہوا دیکھا ابریق کو شمشیر بڑے تکلف سے آیا لباس فاخرہ پہنے ہوے مندیل وزارت سر پر موتیون کے مالے گلے مین یاقوت احمر کے زیب گلو ابریق نے جو صبا رفتار کو دیکھا پکار کر آواز دی ای صبا رفتار تمہارا کیونکر آنا ہوا چالاک نے کہا صحراے ہولخیز مین آکر پھنس گئی تھی ملکۂ عالم نے مہربانی فرمائی ابریق اُٹھا سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا مسند پر آکر بیٹھا کہا صبا رفتار رہم چھپکر یہان آتے ہین ملکہ سوسن سے رسم ہی افراسیاب کے سامنے اسکا ذکر نہ کرنا اگر اہل خانہ کو خبر ہوگی بڑا رنج وملال ہوگا چالاک نے کہا نہین حضور ہمیں کیا ضرورت ہی کہ ان باتون کا ذکر کرین ابریق نے کہا صبا رفتار گانا اپنا ملکۂ عالم کو سناؤ انکو گانے کا بڑا شوق ہی چالاک نے باجا منگایا یہ غزل گانے لگا غزل

صورت دکھائیے جو کبھو جا کے خواب مین	بیدید آنکھ کھولیے جھنجلا کے خواب مین
شب وہ جو سو رہے ہے مرے پاس آکے خواب مین	جاگے تھے بخت خفتہ تمنا کے خواب مین
وہ ہی بغل مین تو بھی یہان نیند اُڑ گئی	یہ سوچ ہی گیا نہ وعدہ کے خواب مین
نیرنگ عشق سے نہ ہو غافل ہر ایک رنگ	اس دل کے جاگنے مین زلیخا کے خواب مین
اُسکی گلی ہو نالۂ زنجیر عمل نہ کر	یان پاؤن جاگتے ہین کوئی جاگے خواب مین

سوجاؤن روتے روتے کہا ہنس کے طعن سے	کتنا ہی سوتے ہو مرے بن آ کے خواب مین
کیا کفر ہی کہ چھوڑ دے سونا ہی گر کبھی	مومن نظر پڑے بتِ ترسا کے خواب مین

ابریق نے کہا کیون صاحب تمنے سُنا اب چالاک حیران ہی کہ مین کیا فکر کرون رنگ جما ہوا ہی گانے کی سب فرمائش کر رہے ہین لیکن چالاک شراب کا نام نہین لیتا اسی خیال سے کہ انکو بیہوش کرنے سے کیا نفع ہوگا اس خیال مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر کو دیکھا کہ نہایت تیزروی سے اُڑتا ہوا آیا ابریق کو سلام کیا ایک نامہ ہاتھ مین سوسن کے دیا سوسن نے وہ نامہ پڑھکر ابریق کو دیا ابریق نے نامے کو پڑھکر پاس رکھ لیا ساحر کو کچھ انعام دیا کہا جا کر عرض کرنا کہ ہم بھی اور ملکہ بھی فوراً آتے ہین جادوگر کو رخصت کیا کہا ای صبا رفتار سنا تمنے ملکہ گلگونہ جہان قید ہوئین وہان کی مالک پیراہن نہ قبا ہین سحر و ساحری مین یکتاے روزگار سامری و جمشید کی پرستار اُنسنے آج کی تاریخ قتل عمرو و گلگونہ مقرر کی ہی لہذا ملکہ سوسن کو طلب فرمایا ہی ضرور جائینگے کنیزون سے کہو تیاری کرین وقت قریب ہی جو اس جلسے مین شریک نہو بڑا بے نصیب ہی اُسی وقت تخت ہاے سحر تیار ہوے کنیزون نے لباس تبدیل کیے جوڑے زر چھے باندھکے سامنے حاضر ہوئین تخت سحر پر ابریق سوار ہوا پہلو مین سوسن کو جگہ دی صبا رفتار کو بھی پہلو مین بٹھا لیا طرف مکان پیراہن نہ قبا کے چلے یہان پیراہن نہ قبا نے آج کے دن جلسہ آراستہ کیا جادوگر آتے جاتے ہین مسندین آراستہ ایک قفس مین خواجہ ایک قفس مین ملکہ گلگونہ نگہبانی پر جادوگر گرد بیٹھے ہین جلاد حاضر ہین دارین استادہ ہین جو جادوگر آیا پیراہن نہ قبا نے استقبال کیا لا کے اُسکو مقام صدر پر جگہ دی ہزارہا جادوگر صف باندھے کھڑے ہین یکایک ابر سبز چمکا عشق پیچان تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن کنیزین گرد تخت کو گھیرے ہوے وہ تخت آکر زمین پر اُترا ملکہ پیراہن نے تعظیم کی اور کہی تہنیت پیراہن کی جلسے مین موجود ہین گریبان گیر دامن پوش و خلعت آراے شادی و غم یہ نہین نہین مسند پر بیٹھی ہین کہ رہی ہین کہ لوا اب گانا شروع کرو عمرو کا قتل ہونا بڑی سعادت ہی افراسیاب نے کیا کیا رنج و ملال اُٹھائے ہرچند انکو تلاش کیا کہین پتہ نہ پایا لیکن پیراہن نے عشق پیچان سے پوچھا بوا آج تمنے صرصر کو کہان پایا عشق پیچان نے کہا تقدیر کی رسائی ہماری طرف تو صحرا بہت خراب ہین کسی سبب مین انکا گذر ہوا بہت پریشان تھین مین اُدھر سے تمہارے یہان آتی تھی انکو راہ مین پایا اپنے ساتھ لیتی آئی انکا گانا اکثر مین نے سنا ہی حقیقت مین حضور یہ نمک صحبت ہین انکے ہوسے محفل مین رونق ہوتی ہی اور ان کی زبان سے مشہور ہی کہ جبدن عمرو و گلگونہ قتل ہونگے اُسدن عیاران اسلام

بما

ضرور اس صحبت مین آئینگے جب ان ایسی پہچاننے والی موجود ہوگی تو کیا آسکتے ہین اگر آئینگے گرفتار ہونگے پیراہن نے کہا
تمنے خوب کیا یہ ذکر تھا کہ ایک اور ابر اُٹھا سب دیکھنے لگے یہ ابر بڑے زور و شور سے اُٹھا جو شاہزادیان بیٹھی تھین سبکے
منھ سے نکلا کہ ملکہ سوسن تشریف لاتی ہین سب واسطے استقبال کے کھڑے ہوگئے سوسن اُتر پڑی ملکہ پیراہن
کو سلام کیا صبا رفتار نے جو صرصر کو دیکھا ہوش اُڑ گئے ادھر صرصر بھی چھپنے لگین دل کو ٹھہرا کے صرصر نے پکار کر کہا ای
صبا رفتار تمھارا کیونکر آنا ہوا صبا رفتار نقلی اس خیال سے بڑھی کہ صرصر کو باتون مین لگا کر الگ لیچلون وہان انکی مشکین
باندھون یہی ارادہ صرصر کا بھی ہی برق نے بھی پکار کر کہا بوا صبا رفتار میرے پاس آؤ اس صحبت مین بڑی بڑی
شاہزادیان بیٹھی ہین سبکا امتحان ہو یہ کہکر چالاک نے گلابی اُٹھالی اپنے دوپٹے مین چھپا کر چلا برق نے بھی ایک ادھا
اُٹھالیا جب دونون قریب پہونچے صرصر نے جام لبریز کر کے کہا لو بوا تم پی لو اُسکے بعد مین بھی پیونگی صبا رفتار
نقلی نے ہاتھ بڑھا دیا جام لیکر دماغ سے لگایا سبک بیہوشی کی آئی مگر سوچا کہ تمکو پہچانا تو نہین جام دینا باعث
محبت ہی لیکن بہ مجبوری منھ سے لگا کر پی گیا پیتے ہی معلوم ہوا آگ لگ گئی جیب مین ہاتھ ڈال کر سوکھا کباب نکالا
اُسکو کھا لیا وہ کباب دافع داروے بیہوشی تھا بیہوشی دفع ہوئی دوسرا جام بھر کر صبا رفتار نے صرصر شمشیر زن
کو دیا انہین دو جام چلے دونون نے دافع داروے بیہوشی کھا کھالی دونون کے ہوش اُڑ گئے صرصر یعنی برق جانتی
کتنا ہی سوا ے عمرو کے کسکا یہ کلیجہ ہی کہ اتنے بڑے جلسے مین بلا تکلف چلا آئے یقین ہی کہ یہ چالاک ہی آخر
دونون ایک گوشے مین آئے اب برق اس فکر مین ہی کہ صبا رفتار غافل ہو تو مین حلقہ ہاے کمند ماردن چالاک
بھی اسی فکر مین ہی کہ صرصر کو حلقہ ہاے کمند سے گرفتار کرون باتین کرتے کرتے دونون کی آنکھین چار ہوگئین ایک
نے دوسرے کو پہچانا آپہین لپٹ گئے برق نے کہا خلیفہ صاحب اب اس جلسے کی فکر کیجیے قبلہ و کعبہ وگلگونہ کو رہا کرین
دونون صلاحین کر کے محفل مین آئے پیراہن نہ قبا سے کہا ای ملکۂ عالم سب شاہزادیان صحبت مین جمع ہین پکار کر
کہد یجیے کوئی صاحب رنجیدہ ہنون ہم بطور امتحان سب صاحبون کو دیکھینگے زلف لیلا ے شب کمر سے گذر چکی ہی
وقت قتل ہی آپ نے کیا کمال کیا کہات کو ان لوگون کے قتل کا سامان کیا عیار ان اسلام ضرور مکر رہائی عمرو و گلگونہ
مین آئے ہونگے لیکن ہماری موجودگی مین کیا مجال کہ زبان ہلا سکین سر ٹپک ٹپک کر رہجائینگے سب شاہزادیان
اپنے کو دیکھنے لگین ایک کو ایک پر گمان ہی پیراہن نہ قبا نے کہا ای صرصر و صبا رفتار تم عیاری مین کامل و اکمل ہو
کیا مجال کوئی ہماری صحبت مین دخل دے سکے برق نے کہا اب شراب منگائیے ایک ایک جام نوش کر کے عمرو کو خنجر مارے
عمرو نگوڑے موے مونڈھی کاٹے نے مجھکو مطعون بھی کیا ہی مین اپنے ہاتھ سے عمرو کا سر کاٹونگی پیراہن نہ قبا

تو اس بات پر مغرور ہے کہ مجھکو کوئی بیہوشی نہین پلا سکتا برق نے جب دیکھا کنیزین گلابیان لانے لگین جھپٹ کر میخانہ کے دروازے پر آیا دیکھا داروغۂ میخانہ ایک جوان قوی تن قوی من خود و زرہ سر پر قباے قلمکار پہنے ہوے دنگل پر بیٹھا ہے جیسے ہی صرصر صبا رفتار در میخانہ پر آئین پکار کر کہا داروغہ صاحب ہٹجایئے شراب کو ہم درست کر کے صحبت مین لیجاوین داروغہ صاحب نے کہا بس اب زیادہ طراری طراری نہ کرو شراب خوب درست ہے یہ حقیر بھی چالاک و چست ہے اس بات پر برق کے کان کھڑے ہوے آنکھین ملانے لگا قریب آکر کہا داروغہ صاحب آپ نے کیا فرمایا مین نہین سمجھی داروغہ نے کہا جا کر اپنا کام کرو بعد اختتام جلسہ سمجھ جاؤگی برق نے طرف چالاک کے دیکھا مدعا یہ تھا کہ پہچانو تو یہ کون شخص ہے چالاک نے بڑھکر داروغہ سے آنکھ ملائی برق سے کہا کیون گھبراتے ہو مدعاے دلی حاصل ہے اب تو برق نے بڑھکر شراب مین بیہوشی ملائی اُٹھا کے پتیلے سے کے پتیلے محفل مین لانے لگا راہ مین آکر چالاک سے پوچھا کیون خلیفہ یہ داروغہ کون ہے چالاک نے کہا برہمن روئین تن داروغہ بنا ہوا بیٹھا ہے برہمن نے سحر کر رکھا ہے کہ جب صحبت مین شراب بیہوشی ملا کر کوئی پلائے کسی پر بیہوشی تاثیر نہ کرے جام ٹوٹ جاے شراب شعلہ بنکر اُڑے برہمن روئین تن اُس سحر کو روک رہا ہے اب جلدی کرو ایسا نہو کوئی فتور ہو یہ وہ جلسہ نہین ہے کہ شراب پلائی بیہوش کر لیا خدا انجام بخیر کرے اے برق تم جلکر صحبت مین گانا شروع کرو برہمن روئین تن نے اشارہ بھی کیا ہے کہ اب دیر نہو برق تڑپ کر محفل مین آیا کہا کیون ملکہ پیرا ہن دشمنون کے قتل کی خوشی کرین پیراہن نے کہا سب سامان ہمنے درست کر رکھا ہے کیا مجال کہ اس جلسے مین کوئی گستاخی کر سکے برق فرنگی نے کہ بصورت ملکہ صرصر ہو سازندون کو اشارہ کیا جب سازندون نے ساز درست کیے برق نے یہ غزل عاشقانہ گائی

غزل

عدو نے دیکھے کہان اشک چشم گریان سرخ
نہ آستین ہے نہ رومال ہے نہ دامان سرخ

نمود حسن خط یار سے نہو کیونکر
بہار ہے جو تہ سبزہ ہو نمایان سرخ

تمھارے وسمہ کا دست صفا نے کام کیا
ہے زرد رنگ گلو حلقۂ گریبان سرخ

ملی ہین غیر نے پاسے نگار سے آنکھین
سرشک خون سے نہین پنجہ ہاے مژگان سرخ

کمان قہر سے اپنا تو زرد رنگ ہے اور
سیاہ مستی مے سے ہے چشم جانان سرخ

سوا ہون عشق مین گلپیرہن کے واجب ہے
مرا کفن بھی ہو جون جامۂ شہیدان سرخ

نوید مرگ انھین جو ہین زخمی لب یار
کہ رنگ پان سے ہوے اور لعل خندان سرخ

نظارۂ رخ مردم سے کیون نہ غم ہو کہ تھا
ہمارا رنگ بھی پیش از دو روز ہجران سرخ

ہمارے خون کا دھبہ نہ جائے حشر تلک غریق گریۂ خونی رہا نہ کر مومن	وہ لاکھ بدلے قبا پر رہیگا دامان سرخ لباس یعنی پہنتے نہین مسلمان سرخ

اس رنگ مین یہ غزل برق نے گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے برق تو گانے مین سب کو لگائے ہوے ہی جان توڑ توڑ کے گا رہا ہی چالاک بشکل صبا رفتار شراب لا لا کر رکھ رہا ہی پیراہن نہ قبا کو اپنے سحر پر گھمنڈ ہی کہ میری محفل مین کوئی کسی کو بیہوشی نہین پلا سکتا جب بیہوشی شراب مین ملیگی جام ٹوٹ جائیگا انجام بر ہو گا رد قدح نہ کر سکیگا شراب شعلہ بنکر اڑ جائیگی یہ سوچکر سحر پڑھ رہی ہی برہمن درمیخانہ پر بیٹھا ہوا ردِ سحر پیراہن کر رہا ہی اب چالاک نے جام لبریز کیا بہن پیراہن کی دامن دراز ہی اسکے سامنے جام لیکر آیا چند شعر گا کر جام دیا دامن جام بے اندیشۂ انجام پی گئی لباس زرین دوسری بہن برابر بیٹھی اسکو جام دیا وہ بھی پی گئی آدھے جلسے مین شراب چالاک پلا چکا ہی جب لباس زرین کو نشہ ہوا پیراہن کو اشارے سے اپنے پاس بلایا جب پیراہن قریب آئی لباس زرین نے کہا بوا میرے ہاتھ پانون مین رعشہ ہی کوئی مجھکو آسمان پر لیے جاتا ہی صاف ظاہر ہی کہ بیہوشی تے تاثیر کی دیکھو جسنے شراب پی وہ حرکات لغو کر رہا ہی پیراہن نے کہا واہ عجب طرح کا معاملہ ہی مین نے سحر کیا ہی کہ جب شراب مین بیہوشی ملائی جائے اور شراب جام مین آئے جام شکست ہو شراب کے اڑجانیکا بندوبست ہوا اسوقت مین نے خیال کیا اس بیر کو تدبیر کرکے بلایا میرے پاس نہ آیا اب مجھے تردد ہی کہ کوئی ساحر زبردست میری محفل مین آگیا مین افراسیاب کو اطلاع دیتی ہون لباس نے کہا ہان ضرور ضرور یہ کہتے کہتے بیہوش ہوئی پیراہن نہ قبا نے تھوڑی سی خاک اٹھائی سحر سے اسکا طائر بنایا طائر سے کہا ای طائر ساحری جلد اپنے کو پاس افراسیاب کے پہونچا نامے مین مین نے سب کچھ لکھ دیا ہی لیکن زبانی بھی کہنا کہ ای شہنشاہ محفل کا رنگ دگرگون ہی جلد تشریف لائیے طائر فوراً اڑکر چلا چالاک کہ بشکل صبا رفتار ہی حیران ہوا کہ پیراہن کیا کر رہی ہی جسواسطے چالاک نے یہ کام کیا تھا وہ نہوا پیراہن نے پکار کر کہا ای صبا رفتار ذرا تامل کرو ہم ابھی شراب نہ پینگے چالاک کو سناٹا آگیا کہ ہائے اب کیا کرون رنگ جما ہوا مٹتا ہی نہین معلوم اس حرامزادی نے کیا انتظام کیا ہی چالاک وہان سے اٹھا برق نے دامن پکڑا کہا کیون خلیفہ صاحب کیا ہے کہا ای برق معلوم یہ ہوتا ہی پیراہن کو خیال آگیا ہی کچھ انتظام کر رہی ہی چالاک برق سے یہ باتین کرکے پاس برہمن کے آیا برہمن نے کہا کیون چالاک خیر تو ہی چالاک نے کہا عجب طرح کا معرکہ گذرا اور ون نے شراب پی اثر تاثیر کی پیراہن نے منع کیا کہ ہم ابھی شراب نہ پینگے معلوم ہوتا ہی کہ سمجھ گئی یہ سنکر برہمن نے کچھ سحر پڑھا دستک دی زمین سے غبار اڑا آواز آئی ای برہمن ہوشیار ہو جاؤ افراسیاب آیا چاہتا ہی برہمن نے ایک سنگریزہ اٹھا یا نیل کا قلم جھولی سے نکالا

سنگریزے پر کچھ لکیرین کھینچین اور پھینک دیا مگر افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ ایک طائر نے آکر آواز دی ای شہنشاہ آپ کو ملکہ پیراہن نے طلب کیا ہی افراسیاب اُٹھا بقہر و غضب تمام چلا ادھر برہمن نے جو سنگریزہ پھینکا تھا پاس کوکب کے پہونچا کسی نے کان مین کوکب کے کہا جلد جائیے آپ کو برہمن نے بلایا ہی کوکب بھی چلے یہان برق فرنگی نے بڑھکر پیراہن سے کہا ای ملکۂ عالم یہ کیا گھسر پھسر ہو رہی ہی آپ اپنے گھر کی مالک ہین عمرو و گاگلونہ کو قتل کیجیے شراب سے آپ کو شک ہی کوئی شراب نہ پیے عمرو و گاگلونہ کو زیر تیغ بٹھائیے منظور ہی کہ صحبت عیش و جشن ہو ابھی زنی بجائینگے رقص شروع ہو شراب کو پھنکوا دیجیے پیراہن نے کہا عمرو و گاگلونہ کو لاؤ ادھر برق نے خوب صلاح بتائی چالاک نے بہ تعجیل اپنے پاس سے بڑی سی زنی نکالی زنی مین بیہوشی بھری یہ غزل عاشقانہ شروع کی اور ناچنے لگا غزل

آفت جان ہی ترا ای سرو گل اندام رقص — ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہی تماشے سے مجھے — بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
کس طرح کرتا ہی وہ ذلت گوارا آدمی — فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
ای دل پر داغ بیتابی سے کچھ حاصل نہین — ہوسکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
دم فنا ہوتا ہی دامن کی ہر اک ٹھوکر کے ساتھ — خرمن امید کو ہی برق کا پیغام رقص
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہی خراب — بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
سینہ کوبی کی صدا ہی یہ کہ گھنگھرو کی صدا — بیقراری ہی تری یا ای دل ناکام رقص
ایکدن لایا تھا جام مے ترے ہونٹھون تلک — آجتک کرتا ہی یہ گردون مینا فام رقص
چشم سماجت کار ذلت مین خیال خام ہی — عمر بھر رقاص کو رکھتا ہی بے آرام رقص
اپنی صورت سامنے اپنے تماشا گاہ ہی — کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
دل جو اس پہلو مین آتش بیش از ین بیتاب تھا — یہ وہی جا ہی جہان ہوتا ہی صبح و شام رقص

چالاک نے یہ غزل گاکر زنی سے بیہوشی اُڑائی سنئے طور سے زنی بجائی برہمن سحر کر رہا ہی کنیزین قفس عمرو و گاگلونہ اُٹھاکر محفل مین لائین خواجہ تو سمجھ چکے کہ برق و چالاک عیاری کرکے آگئے چالاک زنی سے بیہوشی اُڑا رہا ہی خواجہ و گاگلونہ نے دم اُنمین روک رکھی اب جو بیہوشی اُڑی بارگاہ مین سب پر تاثیر ہوئی پہلے سب کے پیراہن یہ کہکر اُٹھی کہ مین صدیار رفتار کا ساتھ دونگی اُٹھتے اُٹھتے گری اور بھی سب بیہوش ہو کر گرے برہمن نے جھپٹکر گاگلونہ کی زبان سے سوزن کو لیا گاگلونہ نے فوراً قید اپنے جسم کی دور کی برق و چالاک نے خواجہ کو رہا کیا خواجہ عمرو رہا ہوتے ہی بھنون پر پیراہن کی گرے

بقول شخصے جنون کا جوشش لباس کا کسکو ہوش دامن و گریبان کے ٹکڑے اڑا دیے بہنین جو پیراہن
کی مرین ایک دناٹا ہوا افراسیاب جادو راہ مین آتا ہو برہمن کہتا ہے ای خواجہ جلدی کرو لیکن خواجہ
ایسے لوٹ مین پڑے ہین جسکو مارا اُسکا لباس بھی اُتار افرماتے جاتے ہین ۵ پراگندہ روزی پراگندہ دل برہمن
خود بڑھا کہ پیراہن کو چاک چاک کرے کہ زمین شق ہوئی صدائے مہیب آئی کہ ای برہمن آگے نہ بڑھنا اب یکھا
برہمن نے کہ افراسیاب بقہر و غضب تمام زمین سے نکلا گلگونہ کی جانب چلا للکارا کہ ای جان جہان اب کہان
جاؤگی میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے گلگونہ نے بال نوچ کر پھینک مارے صدہا ماران سیاہ افراسیاب پر
گرے افراسیاب نے اُف کی ماران سیاہ جلکر خاک ہوے خواجہ افراسیاب کو دیکھکر گلیم اوڑھ کر غائب ہوے
برق و چالاک ایک گوشے مین چھپے برہمن اور افراسیاب سے سامنا ہوا افراسیاب نے ایک ہاتھ سے
ماران سحر برسایا ایک ہاتھ سے تلوار کھینچکر برہمن پر جا پڑا افراسیاب پر گلگونہ نے تیر برسا دیے افراسیاب
اُن تیرون کو کاٹ رہا ہی پیراہن نے کہا ای شہنشاہ اس گیسو بریدہ پر آپ توجہ نہ کرین آپ برہمن سے مقابلہ
کرین عیار ساتھ شریک ہو کر مکاری کر رہے ہین ملکہ گلگونہ سحر افراسیاب کو دفع کرکے اور جادوگرون
پر گری کئی سو کو قتل کیا برہمن اور افراسیاب سے سحر چلنے لگا پیراہن نے ملکہ گلگونہ کو للکارا او گیسو بریدہ
مجھسے مقابلہ کر یہان تو افراسیاب اور برہمن مین دنا دن سناٹے چلنے لگے کبھی تیر برسے کبھی تلوارین چمکین
برہمن نے جب سحر کیا مکانات کوہ پردہ پوش کے گرنے لگے ہزارون ساحر مرے گلگونہ نے افراسیاب
پر سحر کیا خنجر گرے افراسیاب نے خنجر توڑے افراسیاب ان سحرون کو مٹا رہا ہے برہمن نے پہلو پر سے آکر
ہاتھ مارا سر افراسیاب کا زخمی ہوا ایک طائر نے آکر زمزمہ سرائی کی سر اپنا سر افراسیاب سے مس کیا
سر افراسیاب کا زخم غائب ہوا پھر جھلا کر چلا افراسیاب اور برہمن سے تلوار چلی شعلے بھڑک کر گرے
ہزارون جادوگر جلنے لگے افراسیاب نے چرخ مارا اب مسلمانون کو معلوم ہوگا کہ افراسیاب کیا ذی کمال ہے برہمن
کے ہاتھ سے زخم کھایا فوراً اندمال ہوا اب شعلہ جوالہ بنا ہوا اڑ رہا ہے سحر سے دونون کے اندھیرا جو ہوا پیراہن نے
گلگونہ کو دیکھا کہ سینہ سپر کیے ہوے لڑ رہی ہے پیراہن جا پڑی اندھیرے مین خاک قبر جمشیدی پھینک دی
گلگونہ بیہوش ہو کر گری پیراہن نے کمر مین بنجہ دیا لے اُڑی اس ہنگامے مین نہ ٹھہر سکی گلگونہ کو لیکر نکل گئی
چالاک نے دیکھا جسواسطے ہمنے جانبازی کی یہ اُڑائے دربار مین گھس پڑے اُسی کو لیے جاتی ہے چالاک وہان سے
خود تعاقب مین گلگونہ کے جاتا ہے یہان افراسیاب و برہمن مین خوب سحر ہوے افراسیاب بھی دنگ ہو رہا ہے

افراسیاب برہمن سے سحر چل رہا ہے ایک مقام پر برہمن نے دستک دی ایک پتلا زرین پوش پیدا ہوا افراسیاب نے ایک چیخ ماری فولادی پتلا زمین سے نکلا دونون پتلون مین جنگ ہونے لگی اتنے عرصے مین افراسیاب نے چاہا کہ برہمن کو شکست دون گرفتار کرون برہمن نے کہا اے شہنشاہ یہ حوصلہ ہی رہیگا مگر افراسیاب غصے مین تلوار پکڑ کر جا پڑا پھر تلوار چلی افراسیاب نے ایک چیخ ماری کہ کیا ہوشربا فتح ہو گیا حجرۂ ہفت بلا برباد ہو گئے یہ جو افراسیاب نے کہا سات پتلے فولادی پیدا ہوے افراسیاب نے کہا تمکو کیونکر خبر ہوئی پتلون نے عرض کی ہم صحرا مین تھے سرکار کی آواز سنکر آئے حکم ہوا ورنہ حاضر ہون افراسیاب نے کہا سب ملکر برہمن کو پکڑ لو ساتون پتلے چلے ایک پتلے نے بڑھکر برہمن پر ہاتھ ڈالا برہمن نے ایک طمانچہ مارا سر پتلے کا اڑ گیا ایک طاؤس نے قریب آکر منقار مین سر پتلے کا اٹھایا جسم پر پھر لگا دیا اب یہ ساتون چلے برہمن گھبرایا افراسیاب بھی سحر کر رہا ہے برہمن پریشان ہوا کچھ ماش کے دانے پتلون پر مارے پتلے رک رک کے آتے ہین برہمن نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات اٹھائے بلبلا کر پکارا اے مالک اے خالق یہ بیچارا بادشاہ طلسم ہوشربا ہے مین اس سے پایہ کمی کا نہین رکھتا مگر پتلون نے پریشان کیا ہے

نظم

می پرستد ذات حق را صبح و شام — نیک و بد خرد و کلان و خاص و عام
بندگانش ہر فقیر و ہر امیر — تابع فرمان ہمہ شاہ و غلام
چرخ گردون زیر حکمش چرخ زن — ہر زمان ہر وقت ہر دم صبح و شام
نے بصنع حق مقام اعتراض — نے بوحد اینتش جاے کلام
دیدہ بکشاید ز فرط بیہشتے — از مئے وحدت بنوشد ہر کہ جام
از سر اخلاص بر نام خدا — جان و دل سازد فدا ہر اہل نام

برہمن نے جو بیتاب ہو کے دعا کی تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا از قدرت سبحان لم یزل و عز یزید بدل آسمان سے آواز آئی منم صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تیغہ پکڑ کے کوکب گرا دیکھا ساتون پتلے برہمن پر بلوہ کیا چاہتے ہین کوکب بیچ مین پتلون کے آیا تلوار کھینچکر لڑنے لگا جسے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کوکب نے پکار کر آواز دی او بیحیاؤ تمھاری بھی یہ لیاقت ہے کہ ہمسے مقابلہ کرو جس پتلے کو مارا تھا اسکا سر کٹ کر گرا وہی طاؤس پیدا ہوا چاہا سر پکڑ کر منقار سے تن پر نصب کرون کوکب نے ماش کا دانہ مارا طاؤس کوکب کی طرف پلٹا پر کھولے کہ رقص کرون کوکب نے دونون پانون پکڑکر طاؤس کو چیر ڈالا افراسیاب نے

سرسپٹ لیا چھوٹن چتلے بلوہ کرکے کوکب پر آئے کوکب نے تیغۂ برق تاب سے تیلاون کو قتل کیا مگر افراسیاب
وہ بلائے روزگار ہی کہ کوکب و برہمن دونون کو جواب دے رہا ہی دونون دو طرف سے تلوارین کھینچکر افراسیاب
پر آئے افراسیاب نے دھتکاری اور آواز دی او برق بلا خواران دونون کو لینا ایک برق چمک کر گری دونون
کے سر زخمی ہوے تڑپ کر برق آسمان مین ڈوب گئی برہمن تو پیچھے ہٹا زخم سر باندھنے لگا افراسیاب کوکب پر
جا پڑا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے سایے مین تلوار رکے لیا چاہا کوکب کا سر کاٹ لون کہ بیلوسے آواز آئی اے شہنشاہ
کیا کرتا دونون اُستاد شاگردون کو مار الیٹ کر دیکھا صرصر شمشیر زن حلقہ ہائے کمند ہاتھ مین لیے ہوسے قریب افراسیاب
کے آگئی کہا حضور ہاتھ تلوار کا مارین مین حلقہ ہائے کمند مین گرفتار کرلونگی افراسیاب تیغ خون آلود لیکر بڑھا
صرصر نے پکار کر کہا دیکھیے برہمن نے بھی سحر کیا افراسیاب اُدھر پلٹا صرصر نے حلقہ ہائے کمند گلے مین افراسیاب
کے ڈال دیے افراسیاب نے چاہا پلٹے جھٹکا مار کر حباب مارا افراسیاب چرخ مار کر گرا عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو

عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ نجنگ بہ آختہ ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ دہبرو سبو و ساغر ببرم

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی اے کوکب لینا کوکب و برہمن چلے تھے کہ آسمان سے
نعرہ ہوا منم ماہیان زمرد پوش تڑپ کر گری افراسیاب کی کمر مین پنجہ دیا لے بھاگی کوکب و برہمن نے کوہ پرہ پوش
کو خوب تباہ کیا عمارتین گرا دین مکانات جلا دیے آخر صدائے فریاد بلند ہوئی سب دائرۂ اسلام مین آئے لیکن جب افراسیاب
نے باران سحر برسایا ابر پر کوہ شگاف ہوشیار ہوا زخمی ہوکر بھاگا یہ صحیح و سالم نکل گیا برہمن نے کہا اے شہنشاہ
کوکب بڑا غضب ہوا آپ تشریف لیجائیے مین تلاش مین پیراہن کی جاتا ہون گلگونہ کو بے بس کرکے لیگئی عمرو نے کہا
چالاک گیا ہی کوکب تو اسطرح زخمدار و بیقرار طلسم نور افشان کی طرف روانہ ہوے برہمن تلاش مین پیراہن کی چلا
زخم سر باندھ لیا مگر پیراہن بخوف برہمن گلگونہ کو لیکر بھاگی چالاک بھی برابر پہاڑ کے پھاند اگر وہ ساحرہ تھی تڑپ کر
نکل گئی چالاک جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی نہایت پریشان اس فکر مین کہ جسکے لیے یہ کد و کاوش کی وہ دستیاب نہوئی پیراہن
لیکر نکل گئی چالاک تو اسی فکر مین ہی لیکن پیراہن جو گلگونہ کو لیکر چلی کوہ ہفت رنگ پر آکر چمکی افہام تاجدار اسپر
کوہ پر بیٹھا تھا نوجوان چالیس پچاس ہزار آدمی جا بجا اُترے ہین پیراہن چونکہ گھبرائی ہوئی تھی ساحرون کا جو مجمع
دیکھا سمجھ گئی کہ اس حوالی مین ملازمان افراسیاب ہونگے یہ سوچکر اُتر پڑی افہام نے پیراہن کو پہچانا کہا کیون ملکہ
عالم خیر تو ہی پیراہن رونے لگی کہا اے تاجدار جلیل جو سنا کرتی تھی اُسی کا ظہور ہوا مسلمانون سے جو اُلجھا اُسکا گھر تباہ
ہوا بی گلگونہ پر شہنشاہ عاشق تھے مدتون قید کیا اُسنے شہنشاہ کو نہ قبول کیا عمرو قید ہوکر وہین گیا اُنکو بھی رہا کیا پھر

شہنشاہ نے میرے سپرد کیا عیارون نے آفت برپا کر دی برہمن روئین تن بھی پہونچا مین اس ظالم کو لے بھاگی کو فتح ہو گیا ہوگا گلگونہ کو چادر مین لپیٹے ہوے ہون افہام نے کہا مین تو دیکھون یہان بھی شہنشاہ کی عملداری ہے اسی مقام پر قتل کیجیے پیراہن نے گلگونہ کو چادر سے نکالا ثابت ہوا پردۂ سحاب مین ماہ تابان تھا برق عارض انور چمکی افہام کی آنکھ جھپک گئی بعد عرصۂ دراز نگاہ قائم ہوئی دیکھا ایک نازنین پری پیکر سمن بر عارض رشک قمر ابروے خمدار خنجر آبدار آنکھین نرگس شہلا حُسن وجمال کا جلوہ سراپا خوب معشوق مرغوب سرو قد غنچہ دہن جوبن کا اُبھار بقول مصنف تارپستان کی کیا لکھون تعریف ÷ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا ÷ افہام کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا آثار حضرت عشق کے ہویدا و آشکار مثل طائر بسمل بیچین بیقرار آہ کلیجے سے نکل گئی چاہا گریبان چاک کرون مُنھ پر خاک ملون لہرا کر گرا بیہوش ہو گیا خدمتگار مصاحب شہریار شہریار کرکے دوڑے گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا آنکھ کھولی مصاحبون نے عرض کی کیون حضور مزاج کیسا ہے افہام نے ٹھنڈی سانس کھینچکر کہا یا رو کیا کہون تیر مژگان نے دل کو مشبک کیا یہ نوبت بہم پہونچی نظم

کیجیے برق تجلی کو اشارا اپنا
لا چکا حسن جہان سوز حرارا اپنا

یاد خاطر رہے جنبش ترے مژگانکو صنم
گنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا

کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ
حق تو یہ ہے نہین تقدیر سے چارا اپنا

رنگ زرد ولب خشک و مژہ خون آلود
گنۂ عشق مین بس ہے یہ کفارا اپنا

تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ اے قاتل
ہم بھی دو ٹکڑے ہون دل بھی ہو دو پارا اپنا

آئنہ صاف ہوا دور سکندر آیا
خود پسندون کو مبارک ہو نظارا اپنا

راہ دے صورت موسیٰ ہمین بحر ہستی
کشتی و پل سے نہو ویگا گزارا اپنا

زیر دیوار ہین ہم بام کے اوپر وہ ماہ
ہم زمین پر ہین فلک پر ہے ستارا اپنا

بحر ہستی مین یہ طوفان ہے عدم چھٹنے سے
غوطے کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا

صبح محشر بھی نہون خواب لحد سے بیدار
مُنھ نہ دکھلائے ہمین عمر دو بارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو مین ہے مُدت سے اجارا اپنا

مصاحب گھبرا گئے کہ حضور نے یہ کیا فرمایا طرف ملکۂ گلگونہ کے دیکھکر اشارہ کیا کہ اس قاتل نے مارا شعر
انمست کہ خون کردہ و دل بُردہ بسے را ÷ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسی را ÷ پیراہن نے کہا

اے افہام اپنے کو سنبھالو ایسا نہو کہ زوال دولت ہو اِس معشوق پر افراسیاب عاشق ہوا ہے کئی برس قید کیا اُس
ظالم نے نہین مانا اب تو دشمنی پڑی ہے افہام نے کہا اے پیراہن عمر بھر کو غلام ہو جاؤنگا تم میرے حوالے کر دین
اس معشوق سرکش کو راضی کرونگا پیراہن نے کہا ارے ظالم یہ شریک مسلمانان ہوئی ابھی ابھی ہمارا پہاڑ آلہو ملک
یون تباہ ہوا یقین ہے کہ اب کوئی سامری و جمشید کا نام بھی نہ لیگا مین اسواسطے آئی تھی کہ اپنے ملک پر شکست
کھائی یہان ٹھہر کر آرام لون تم ہائے وائے کر رہے ہو اس ظالم کا رکھتا دوستان جلیل سے دشمنی پیدا کرنا ہے افراسیاب
تو اسپر عاشق ہے کوکب روشنضمیر بہمن روئین تن نور افشان جادو ملکہ مہرخ نامدار عمرو عیار یہ سب
دشمنی کرینگے افراسیاب خاک اڑا دیگا افہام نے ہاتھ باندھکر کہا اے مہربان صاحب جود و احسان افراسیاب
کا ہیکو دشمنی کریگا افراسیاب کو تو اسنے قبول نہین کیا مین خدمتگزاری کرونگا افراسیاب بھی کہدونگا کہ ناراض
معشوق کو رکھکر کیا کیجیے گا پیراہن نے کہا تو اپنی ہی کہے جاتا ہے ہمارے سمجھانے کو نہین خیال مین لاتا تو بکا کرین
لیے جاتی ہون اور کہین جا کر ٹھہرونگی یہ کہکر چاہا ملکہ گلگونہ کو اٹھا لے افہام نے گولہ مارا اور کہا کہ او نالائق
معشوق کو ہاتھ نہ لگانا خون کے دریا بہینگے پیراہن تڑپ کر کنارے ہوئی ورنہ گولہ سینہ توڑ کر نکل جاتا افہام
نے جادوگرون کو اشارہ کیا اسکو پکڑ لو جو نٹے پکڑ کے میرے سامنے لاؤ اب تو پیراہن بھی سنبھلی گاتی باندھکر
پچاس ہزار ساحرون پر گری پچاس ہزار ساحر بلوہ کیے ہوے چاہتے تھے کہ گرفتار کرین پیراہن جب کڑک کر گری
پچاس کے سر اڑا دیے کبھی برق بنکر گری سو کو مار کر نکل گئی ہنگامہ ڈال دیا کبھی خنجر برسائے کبھی ایسا سحر کیا کہ
آندھی سیاہ چلی جادوگر سر ٹکرا کر مرے دریاے خون بہا افہام کہتا ہے یارو سب ملکر گرفتار کرو پیراہن کہتی ہے کیا
تم بھی میرے حق مین مسلمان ہو گئے جس طور سے اُن ظالمون نے بلوہ کیا سواے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا
اے افہام ملک تباہ کر دونگی لاشون سے میدان بھر دونگی اب کچھ جادوگر پہاڑ پر ہین کچھ زیر کوہ مگر پیراہن جب
کڑک کر گری پہاڑ کو جنبش ہوتی ہے پتھر برس رہے ہین افہام بھی سحر کر رہا ہے پیراہن چاہتی ہے لڑ بھڑ کر
گلگونہ رنگین پوش کو لیلون یہان سے لیکر نکلجاؤن کوہ تک اب رسائی نہین ہوتی جادوگرون کے پرے
بندھے ہوے ہین مگر پیراہن کے سحر سے عاجز ہو رہے ہین آپس مین ایک سے ایک کہتا ہے یارو ہمارے
شاہ نے بیٹھے بیٹھے یہ کیا آفت مول لی چین سے بیٹھے تھے اُسمین فرق آیا دنش بارہ ہزار جادوگر مارے گئے
ہواے گرم چل رہی ہے ہر شاخ تر جل رہی ہے تمام صحرا گلابی پوش دریاے خون کا جوش و خروش
قضلے کا رہتر بن مہتر چالاک بن عمرو تلاش مین ملکہ گلگونہ رنگین پوش کے پہونچ گیا دیکھا کہ پیراہن

پچاس ہزار جادوگرون مین گھری ہوئی بڑے جوش وخروش سے لڑ رہی ہی چالاک حیران ہوا کہ یہ یہان کہان آکر گھری ہائے گلگونہ کیا ہوگئی سر اُٹھاکر دیکھا برسر کوہ ملکۂ گلگونہ بیہوش پڑی ہی زبان مین سوزن صدہا جادوگر گرد کھڑے ہین چالاک جادوگر بنکر تیار ہوا ایک ساحر سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی کیسا ہنگامہ ہی اُس جادوگر نے سب حال بیان کیا چالاک سُنکر کنارے ہوا بالاے کوہ پہونچا دیکھا ملکہ بیدار ہین آنکھین کھولے ہوے چار جانب دیکھ رہی ہی چالاک کا دل ٹکڑے ہوگیا کہ ایسی مہ جبین پر یہ آفت ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب پہونچا کہا یارو ذرا ہٹ جاؤ ہمارے تاجدار نے کچھ پیغام دیا ہی وہ ہم ملکہ سے کہینگے یہ کہکر قریب آیا آنکھ ملاکر کہا مین آپ کی زبان سے سوزن لیتا ہون بڑی عقلمندی یہ ہی کہ کسی سے اُلجھو نہین لڑ بھڑکر نکل چلو ملکہ نے اشارہ کیا اے چالاک کوئی مجھکو نہ روک سکیگا خدا چاہے تو لڑ بھڑکر نکل جاؤنگی چالاک جھپٹ کر قریب آیا زبان سے ملکہ کی سوزن لی آپ تو بھاگ کر کنارے ہوا گلگونہ تڑپ کر اُٹھی گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا افہام نے پلٹ کر دیکھا کہ گلگونہ گاتی باندھے ہوے لڑ رہی ہی گھبراکر کہا ارے یارو یہ کیا غضب ہوا اگر اسی طرح ہماری موت ہی تو مجبوری ہی ورنہ کسی کی کیا مجال کہ نگاہ کج سے دیکھے افہام نے کئی سحر کیے گلگونہ نے دفع کردیے پیراہن نے جو دیکھا کہ گلگونہ رہا ہوئی سمجھی کہ عیار یہان بھی آپہونچے نگوڑے بلاے روزگار ہین طرف ملکہ گلگونہ کے چلی کہ جاکر اسکو گرفتار کرون لیکر نکل چلون ملکہ نے گولہ مارا پیراہن نے کاٹا ایک آندھی سیاہ اُٹھی گلگونہ نے اسی واسطے یہ سحر کیا جادوگر سر ٹکرانے لگے گلگونہ ستارہ بنکر چمکی آسمان مین ڈوب گئی افہام و پیراہن دونون چار جانب دیکھنے لگے افہام تو شری ہوگیا سر ٹکراتا پھرتا ہی کہتا ہی ہائے معشوق کیا ہوئی مین اُسکے فراق مین زندہ نہ رہونگا کالی راتین ہجر کی کیونکر بسر کرونگا تڑپ تڑپ کے جیتے جی مرونگا

نظم

ہوتا ہی تیرے عشق مین جل جل کے دل تمام
کرتی ہی روح مرحلۂ آب و گل تمام

حقا کہ عشق رکھتے ہین تجھسے حسین دہر
دم بھرتے ہین ترا بت چین و چگل تمام

ٹپکاتے زخم ہجر پراے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام

دیکھا ہی جب تجھے عرق آگیا ہی یار
غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
گھلوا کے خون کرتا ہی آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے ترے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہی بند بند
اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہی گواہ
تھرون سے ہی لبی ہوا اپنی سجل تمام

کہتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال — الفت سے ہو گئے ہین موافق مخل تمام
تیر نگاہ ناز کا رہتا ہی سامنا — چھلنی ہوا ہی سینہ مشبک ہی دل تمام
ہوتا ہی پردہ فاش کلام دروغ سے — وعدے کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام
خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تمھین — ارباب انجمن ہوے آتش خجل تمام

پیراہن نے جو افہام کو اس حال زار مین دیکھا غصے مین کڑک کے گری افہام کا کام تمام کیا تمام ساتھ والے بھاگے یہ بھی وہان سے چل کھڑی ہوئی ایک صحرا مین جا کر سوچی کہ ای پیراہن گھر بار چھوٹا ملک و مال برباد ہوا گیسو بریدہ بھی نکل گئی افراسیاب بہت رنجیدہ ہوگا لشکر مسلمانان مین گئی ہوگی وہین چلکر آفت برپا کرون پچاس ہزار جادوگرون سے طرف لشکر اسلام کے چلی کوئی دو کوس رستہ طے گیا ہوگا کہ دیکھا ایک مقام پر ساٹھ ستر ہزار جادوگر اترے ہوے ہین بارگاہ زربفتی استادہ ہی ایک نازنین نہایت حسین تخت پر بیٹھی ہی گردا گرد نیسین جلیسین جمع ہین پیراہن نے بنظر غور دیکھا پہچانا کہ میری خالہ زاد بہن ہی یعنے ملکہ سوزن نارشتہ دار پیراہن خوش ہوگئی اتر آئی سوزن نے جو پیراہن کو دیکھا بہت پریشان پایا اسکا ملک بہت وسیع تھا اس سبب سے ساتھ متانت کے کھڑی ہو گئی اور کہا ہمشیرہ خیر تو ہی پیراہن نے قریب آکر کہا بہن کیا کہون عجب مصیبت مین ہون سوزن اسکو لیکر بارگاہ مین آئی مقام صدر پر جگہ دی پیراہن تو اپنے جامے سے باہر تھی حال اپنا رو رو کر بیان کیا اور کہا بوا تم خوب جانتی ہو کہ مقام غار افراسیاب پر ساحران زبردست بڑے امتحان جاتے ہین مین جب وہان گئی سند کمال پائی بڑے بڑے جادوگرون نے اپنا افسر جانا لیکن عیارون نے ایسا تنگ کیا کہ ملک و مال سب چھوٹا ابھی غصے مین افہام کو مار ڈالا اب تلاش مین گلگونہ گیسو بریدہ کے لشکر مسلمانان پر جاتی ہون وہان جا کر اسکی چٹیا لونگی مہرخ و بہار کی بھی قضا میرے ہاتھ سے ہی سوزن نے کہا بوا تم نہ گھبراؤ میرے پاس بھی فرمان شہنشاہی آیا تھا چلو میرے ساتھ چلو یہ سب لشکر تمھارا ہی ہی مین آنکھون سے خدمتگذاری کرونگی چونکہ پیراہن گھبرائی ہوئی تھی سوزن نے بہت تسکین دی پیراہن خوش ہو گئی کہا بوا میرا تو یہ ارادہ تھا کہ یوہین جا کر لشکر مسلمانان پر گرون افسرون کو قتل کر ڈالون گلگونہ کو پکڑ کر لیجاؤن سوزن نے کہا نہین لشکر ساتھ لیجیے بارگاہ و خیمہ سرا پردے سب کچھ حاضر ہین اول تو جسطرح آپ کو منظور ہو طبل جنگ بجوا کر ایسے مسلمانون کے کلیجے مین دھوئین اٹھین بہر نوع پیراہن سوزن کے ساتھ ہوئی لشکر کو ہمراہ لیکر کوچ کیا چالاک اس معرکے سے بھاگ کر ایک صحرا مین آکر ٹھہرا تھکا ماندہ تھا شب کو ایک درخت پر سو رہا صبح کو

نخل سے اُتر اچاہتا ہی کہ لشکر کی طرف روانہ ہون کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا ملکہ گلگونہ آ پہونچین چالاک نے صورت اصلی دکھلا کر آواز دی ذرا حضور ٹھہر جایئے گلگونہ نے چالاک کو دیکھا خوشی خوشی اُتر آئی چالاک کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا تمنے جان بچائی چالاک نے کہا ملکہ ہمارے یہی کام ہین اب چالاک اور گلگونہ ملکر ساتھ چلے صحرا کا مقدمہ ہی مخلع بالطبع صحرا مین بلا تکلف چلے آتے ہین کہ آسمان پر فرّاتا ہوا سر اُٹھا کر دیکھا ایک باز بلند پرواز نے طاؤس کو گھیرا ہی طمانچے مارتا ہوا زمین پر لاتا ہی ملکہ وچالاک بھی تماشا دیکھنے لگے باز نے ایک پنجہ آنکھ پر مارا طاؤس زمین پر گرا باز کُندے باندھ کر سینے پر آیا طاؤس کو نوچنے لگا کہ صحرا سے گرد اُڑی کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک نوجوان تاجدار گھوڑے پر سوار اس خیال مین کہ باز میرا شکار سے باز نہ آئیگا آتے معلوم ہوا دور سے جو اُس تاجدار نے باز کو دیکھا گھوڑے سے کود پڑا چمکار کر باز کو اُٹھا لیا طاؤس کا سینہ چاک کیا باز کو دیا باز کھانے لگا بیلچے قراول میر شکار کچھ سوار پیدل آکر پہونچے اس جوان تاجدار نے جب باز سے اطمینان حاصل کیا پلٹ کر ملکہ گلگونہ کو دیکھا دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا ہائے وائے کرنے لگا چالاک نے کہا ملکہ گلگونہ یہ بھی تمپر عاشق ہوا ملکہ کے تیور پر بل پڑ گئے مگر وہ تاجدار کہتا ہوا دوڑا اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان میری جان جاتی ہی اب میری زندگی اور موت تمھارے ہاتھ ہی دل پر قابو نہین اپنے ملک کا بادشاہ ہون تاج وتخت کا تمکو اختیار ہی مین غلامی کو حاضر ہون کسی مقدمے مین دخل نہ دونگا امیدوار ہون کہ عرض میری قبول ہو سعادت وصال حصول ہو

نظم

روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا
میرا سوال ہی مرے خونکا جواب تھا

ناصح ہو طعنہ زن مری ناکامیون پہ کیا
دلجوئیون سے تیری کبھی کامیاب تھا

پہرنے سے شام وعدہ تھکے یہ کہ سو رہے
آرام شکوۂ ستم اضطراب تھا

کیا کیا شکن دیئے ہین دل آزار کو مگر
اُسکے خیال مین ورق انتخاب تھا

عاشق ہوئے ہین آپ کہین گو اُسی پہ ہون
شب حال غیر مجھسے زیادہ خراب تھا

وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوئے
یون بھی تو ہجر مین غم ورنج وعذاب تھا

وہ چشم انتظار کہان یار بعد مرگ
دیکھا تو ہمنے آنکھ نہ لگنا بھی خواب تھا

بے پردہ غیر سے نہ ہوا ہوگا شب کہ صبح
آنکھون مین شرم تھی نہ نظر مین حجاب تھا

دیکھا نہ ہوئے رشک وحسد وہ بلا کا آج
سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ وتاب تھا

ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہاے شوق
کیا جی لگا ہی تذکرۂ یار مین عبث

جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا

ملکہ نے جھڑک دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی ملازمون نے دیکھا ہمارے آقا کو اس عورت نے کلمۂ سخت کہا سب طرف سے
بلوہ کر کے چلے ملکہ نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی کے سر پھٹ گئے اخلاص تاجدار نے جب دیکھا کہ کئی
جادوگر اس نازنین نے مارے دام جمشیدی مارا ملکہ دام مین پھنسی برق بن کے تڑپی جال کو توڑ کر الگ گری
جال جل گیا معلوم ہوا بے دام کا تھا جال پھیلایا دام گیسو مین خود پھنسا ملکہ نے دیکھا پانچ ہزار جادوگر آگئے
چالاک تو بھاگ کر ایک نخل کے نیچے چھپا جادوگر سنکر نکلا دو چار حقہ ہائے آتشبازی مارے اخلاص تاجدار
کے ساتھ پانچ ہزار ساحر تھے جب ملکہ نے دیکھا اخلاص تاجدار ہر مرتبہ کلمات لاطائل کہتا ہوا میری جانب
آتا ہی ہاتھ جھکا دیا اخلاص کے دو ٹکڑے ہوے پانچ ہزار جادوگرون نے دیکھا کہ اس نازنین نے تھوڑے سے
ہی عرصے مین کئی سو جادوگرون کو مارا افسرون نے فریاد کی طناز شنگ انداز سب کا افسر تھا اسنے پہچانکر
کہا یارو یہ ملکہ گلگونۂ رنگین پوش ہی اسکے سحر سے کوئی نہ بچیگا بہتر یہ ہی کہ اطاعت کرو رومال سے ہاتھ
باندھکر خود سامنے آیا اور کہا اے ملکۂ عالم مین نے آپ کو پہچانا مرجان الماس پوش کی آپ دختر بلند اختر
ہین طناز مع لشکر مطیع اسلام ہوا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ ہوئی ملکہ مقام صدر پر آکر بیٹھین دو دن اُسی صحرا
مین صحبت عیش و نشاط آراستہ رہی تیسرے دن ملکہ نے کوچ کا حکم دیا طرف لشکر اسلام کے چلین اب تھوڑا سا
ذکر لشکر ملکہ مہرخ واجب و لازم ہی ملکہ مہرخ مع سرداران تہمتن و تاجداران صفت شکن کے جلوہ گر
تھین اول خواجہ و برق آکر پہونچے تمام حالات بیان کیے لشکر مین خوشی ہو رہی ہی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما
ہین کہ چرند و پرند ہرکارے آکر حاضر ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی پیراہن نہ قبا و سوزن رشتہ دار مع ساٹھ
ہزار فوج کے بڑے غصے مین آئی ہین جا بجا جو شکست پائی ملکہ حیرت سے عرض کی ہی کہ حضور کنیز کے مقدمے
مین دخل نہ دین سب مسلمانون کی مشکین باندھکر حاضر کرونگی اگر حکم ہو سب کے سر کاٹون ملکہ حیرت نے کہا
تمھین اختیار ہی دونون نے طبل جنگی بجوایا کل انکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرا ہے نبرد ہون آتش کینہ و عناد و فساد
دو بالا کرین ملکہ مہرخ نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی براے مقابلہ پیراہن و سوزن
طبل جنگ بجے غرض یہان بھی طبل رزمی پر چوب پڑی دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سب
عیار بھی موجود ہین جب طبل جنگی بج چکا برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ نے فرمایا کیون جی میان

برق کہان چلے برق نے کہا لشکر کی سیر کرنے جاتا ہون عمرو نے کہا تم عیاری کرنے جاتے ہو کبھی عیاری تمسے
نہ بن پڑی ہی نہ بن پڑیگی جا کے اُسے ہوشیار کردو گے برق نے کچھ جواب نہ دیا باہر آیا جانسوز بن قران
سے ملاقات ہوئی جانسوز نے پوچھا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے اشارہ کیا کہ طرف لشکر سوزن و
پیراہن کے جاتا ہون جانسوز نے سر ہلا دیا برق جا کر لشکر جادوگران مین پہونچا پیراہن ایک
بارگاہ استادہ کرا کے ٹھہری ہی برق پھرتے پھرتے اُسی بارگاہ کے دروازے پر آیا دربانون سے دریافت کیا
معلوم ہوا کہ سوزن بھی اسی بارگاہ مین ہی برق نے کنارے آکر ایک رقعہ تیار کیا صرصر کی شکل بنکر در بارگاہ
پر آیا چوبدارون سے کہا جا کر بی پیراہن سے عرض کرو کہ ملکہ صرصر شمشیر زن فرستادہ ملکہ حیرت در دولت
پر حاضر ہی چوبدار نے جا کر پیراہن سے کہا حکم ہوا بلا لو برق اندر آیا پیراہن کو سلام کیا رقعہ بے تکلف
ہاتھ مین دیدیا پیراہن نے دیکھا لکھا ہی ای پیراہن وہ رنج و ملال تمنے اُٹھائے جسکا بدلہ یہی ہی جو ارادہ تمنے
کیا اگر سوزن کو تھوڑی دیر کے لیے صرصر کے ساتھ کردو پیراہن نے کہا ای سوزن شاید ملکہ حیرت نے
تمھارے لیے کوئی سحر بھیجا ہی جاؤ صرصر سے تخلیہ مین حاصل کرلو سوزن اُٹھی برق سوزن سے باتین
کرتا چلا ایک خیمے مین لایا کہا ایک انگیٹھی مین آگ روشن کیجیے سوزن نے آگ روشن کی صرصر نقلی نے لوبان اپنے پاس
سے نکالا اور کہا ای ملکہ اسے آگ مین ڈالو اُسنے جیسے ہی لوبان آگ مین ڈالا دھوان نکلا سوزن بیہوش ہو کر
گری برق نے نعرہ کیا نعرہ برق منم برق رفتار و خنجر گزار پہ منم یکہ لیکن گران بر ہزار پہ سوزن کی زبان مین
سوزن دی اور پشتارہ باندھکر لے بھاگا پیراہن نے جب دیکھا کہ عرصہ ہوا کہا ارے دیکھو تو سوزن کیا کر رہی ہین
غلام اسکا پردہ پوش کھڑا تھا جھپٹ کر اُسنے دیکھا کہا حضور کوئی عیار تھا ملکہ سوزن کو لیگیا کہا ای پردہ پوش
لینا کنارے پر لشکر کے زیر درخت چنار پشتارہ درست کرکے باندھ رہا ہی یہ غلام چلا حقیقت مین برق کنارے پر
لشکر کے آکر پشتارہ سوزن کو درست کر رہا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم پردہ پوش غلام ملکہ پیراہن
برق نے چاہا پشتارہ چھوڑ کر بھاگون جست کی تھی پردہ پوش نے سحر کیا برق کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے
پردہ پوش اُترا نیمچہ لیکر طرف برق کے چلا برق نے تڑپ کر دعا کی کہ پہلو سے آواز آئی او پردہ پوش
کیا کرتا ہی خبردار قتل نہ کرنا پردہ پوش نے پلٹ کر دیکھا کہ پیراہن چلی آتی ہی کہا حضور آپ نے کیون
تکلیف کی پیراہن نے کہا تو عیار کا لباس عمر قطع کرتا ہی یہان حکم ہی کہ بدون حکم افراسیاب کوئی عیار قتل نہو
یہ کہکر پیراہن نے کہا دیکھ شہنشاہ آتے ہین جیسے ہی پردہ پوش اُدھر پلٹا نعرہ کیا منم جانسوز اور خنجر مارا

پردہ پوش کا پردہ کھل گیا برق کے پانون زمین نے چھوڑ دیے جانسوز نے کہا ای برق پشتارہ اٹھاؤ برق چلا کر پشتارہ اٹھالے یہان پیراہن نے نقشہ دیکھا کہا غضب ہوا پردہ پوش مارا گیا یہ کہکر خود کڑکی جانسوز برق سے کہرہا ہی کہ بھاگو اتنے مین آسمان سے نعرہ ہوا اسم پیراہن نہ قبا جانسوز اور برق دونون چاہتے تھے کہ بھاگ کر نکلین پیراہن نے سحر کیا دونون لڑکھڑا کر گرے اور جادوگر بھی آ گئے تھے لشکر مین غل ہوا کہ برق و جانسوز پکڑے گئے جادوگرون نے آکر دونون کی مشکین باندھین سوزن کو ہوشیار کیا سوزن گھبرا گئی پوچھا ملکہ کیا ہوا کہا تمکو برق گرفتار کرکے لیچلا تھا غلام بھی میرا مارا گیا جادوگرون سے اشارہ کیا ان دونون کو لیجا کر قید کرو ساحرون نے لیجا کر قید کردیا پیراہن اور سوزن آکر ایک ہی مقام پر بیٹھین پیراہن نے کہا ای سوزن ساتھ ہوشیاری کے رات بسر کرو سوزن نے کہا اب مین نے سونا بھی موقوف کیا سب جمع ہوکر بیٹھین صحبت مین شراب چلنے لگی قضاے کار خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوے تھے اتنے مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ برق و جانسوز گرفتار ہوگئے خواجہ گھبرا گئے ایک جانب چلے دیکھا ایک مقام پر خیمہ استادہ ہی صحبت آراستہ ہی پیراہن اُسی خیمے مین مقام صدر پر بیٹھی ہی سوزن پہلو مین متمکن ہی انیسین جلیسین حاضر ہین ایک گائن بصد سوز و گداز یہ اشعار گارہی ہی نظم

کہتے ہین عطر جسکو یہ مردم گلاب کا ۔۔۔ ای ترک دُرد ہی تری جھوٹی شراب کا
خط دیجو بیچھے یار کے ہاتھون مین نامہ بر ۔۔۔ پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا
دیکھا ہی تونے سامنے رکھکر جو اسمین مُنھ ۔۔۔ آئینہ بُرج بنگیا ہی آفتاب کا
کیا کیا طرارے توسن جلادسے بھرے ۔۔۔ بوسہ لیا جو مین نے ترطیب کر رکاب کا
مشق خرام مین عرق افشان ہی روے یار ۔۔۔ چھڑکاؤ ہو رہا ہی زمین پر گلاب کا
ساقی کے دور کھنچنے سے رُکتا ہی دم مرا ۔۔۔ انگور سے خروش آتا ہی کھنچتا شراب کا
حرص و ہوا کو سینے مین غافل جگہ نہ دے ۔۔۔ مطلب کو فوت کرتا ہی کیڑا الکتاب کا
خانہ خرابی پر کمرِ موج بندھ چکی ۔۔۔ باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا
زینت پسند وہ نہین جو ہین شکستہ دل ۔۔۔ محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا
کرتے ہین سجدہ اُسکی طرف کیا سمجھ کے لوگ ۔۔۔ کعبہ ہی نام ایک کنشت خراب کا
رویا کا حال یار کے آگے کہونگا مین ۔۔۔ یوسف کے مُنہ سے لطف ہی تعبیر خواب کا

دریا مین ڈالدو مرے مردے کو دوستو	آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا
اڑتے دکھائی دینگے پرون کی طرح سے تار	کھینچیگا صدمہ دام مرے اضطراب کا
آتش کی آرزو یہی اے شہسوار رہی	اُسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

خوب جلسہ آراستہ و پیراستہ ہی کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار تخت آکر رکھا گیا سب واسطے استقبال کے اُٹھے پیراہن نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کے آنے کا کیا باعث ہوا اُسنے کہا مین نے سُنا کہ تمنے طبل جنگی بجوایا ہی کل مسلمانون سے مقابلہ ہی دل کو آرام نہ آیا مین نے کہا کہ جاکر دیکھون عیار یہان بلائے روزگار ہین پیراہن نے کہا مین نے دو عیار گرفتار کیے افراسیاب نے گلے سے لگالیا کہا ای پیراہن بڑا کام کیا عیار قیامتین برپا کرتے ہین پیراہن نے سب حال بیان کیا افراسیاب نقلی باتون مین رنگ جمارہا ہی لیکن یہان صرصر شمشیر زن پاس حیرت کے بیٹھی تھی اسنے کہا حضور دو عیار پکڑے گئے ہین اب عیارون کا تانتا لگ جائیگا ذرا وہان کی خبر منگوایئے حیرت نے یاقوت سے اشارہ کیا کہ ذرا جاکر خبر تو لے دیکھ تو دربار مین کیا ہورہا ہی یاقوت وزیرزادی چلی قریب بارگاہ پہونچی پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ افراسیاب جادو مقام صدر پر بیٹھا ہی ارے کہکر پیچھے ہٹی چوبدار نے کہا کیون بی وزیرزادی خیر تو ہی یاقوت نے کہا افراسیاب مقام صدر پر جو بیٹھا ہی یہ نقلی ہی چوبدار نے پوچھا تمنے کیونکر جانا اسنے کہا ہمکو ملکہ حیرت نے بھیجا ہی عیار جو پکڑے گئے ہین سب کو فکر ہی کہ اب عمرو پیراہن کو مار ڈالیگا عیارون کو چھڑا لیجائیگا نگوڑا عمرو افراسیاب بنا بیٹھا ہی شراب کا ذکر ہورہا ہی چوبدار نے کہا ای ملکہ اگر یہ عمرو ہی تو چلو ہم تم ملکر اسے گرفتار کرلین ہمارا تمھارا نام ہوگا ادھر نخل کی آڑ مین آؤ مین تدبیر بتلادون یاقوت پیچھے ہٹی چوبدار باتین کرتا ہوا چلا کہ تم سحر کرنا مین ہاتھ پکڑلونگا یہ کہتا ہوا نخل کی آڑ مین لیکر آیا کہا دیکھو سامنے ملکہ حیرت خود آتی ہین وہ پلٹی تھی کہ چوبدار نے حلقے کمند کے مارے اور نعرہ کیا منم ضرغام شیردل اور یاقوت کو بیہوش کرکے زیر نخل ڈالدیا پھر ضرغام جھپٹ کر بارگاہ مین آیا افراسیاب نقلی کو سلام کیا اور اشارون مین سمجھا دیا کہ ای مولیٰ نامدار جلدی کیجیے آپ کی فکر ہورہی ہی عمرو نے کہا ای پیراہن جلد شراب منگواؤ ضرغام بشکل چوبدار کھڑا ہی اشارون مین سمجھا رہا ہی خواجہ جلدی کررہے ہین مگر وہان یاقوت کو ایک ساحر نے ہوشیار کردیا پوچھا کہ ای وزیرزادی یہ کیا معرکہ تھا اُسنے جواب دیا عیار مجھکو بیہوش کرکے ڈال گیا نگوڑے ہر مقام پر موجود رہتے ہین یہ کہکر یاقوت بھاگی ملکہ حیرت کی خدمت مین آئی کہا ای ملکۂ عالم عمرو وہان بصورت افراسیاب رنگ جمارہا ہی

بیٹھا

ضرغام بھی موجود ہوگا آپ جلدی جائیے ورنہ دونون کا خاتمہ ہوا چاہتا ہی یہ سُنکر حیرت جھپٹی برق تڑپ کر آسمان پر چمکی مصوّر و صورت نگار عقب سے چلے ساحرون نے جو خبر سنی سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے چہار جانب سے آکر بارگاہ پیراہن کو گھیر لیا خواجہ یہان گھبرا رہے ہین دل کو دھڑکن قلب کو پھڑکن ضرغام دعائین مانگ رہا ہی ای پروردگار قبلہ و کعبہ کی عیاری کو پورا کر نا ایسا نہو کوئی زوال آجائے ای معبود حقیقی ای رب تحقیقی تیری صفت مین کیا کرون تو مالک بے نیاز ہی تو خالق کارساز و بندہ نواز ہی کنشت و دیر مین تیرا ہما جلوہ ہی چشم وحدت شرط ہی

نظم

کن عبادت با ہزاران اشتیاق — تا شوی زان بندگی حاصل مذاق
سُست باش ای بندہ ہنگام گنہ — در عبادت تندرست و چست و چاق
سرنگون شو در سجودِ بندگے — پیش آن شاہنشہ مالا یطاق
زال دنیا چون زن شوہر کُشست — دہ طلاقش دہ طلاقش دہ طلاق
در تجرد فرد باشے و فرید — گر شوی اندر جہان از جفت طاق
بر کلامت ہندیا تحسین کنند — شاعران ہند و ایران و عراق

خواجہ کو بھی جلدی تھی شراب منگا کر بیہوشی ملائی چاہتا تھا کہ پیراہن کو پلا کر قتل کرے کہ آسمان سے برق چمکی اور آواز آئی او ساربان زادے تو پیراہن کو جامۂ ہستی سے باہر کیا چاہتا ہی ای پیراہن شراب نہ پینا عمرو نے یہ آواز جو سُنی جام کو پھینکا چاہا خنجر مارون حیرت نے وہین سے سحر کیا خواجہ و ضرغام دونون گر پڑے ساحرون نے گرفتار کیا حیرت نے آکر کہا ای پیراہن غضب ہوا تھا اول مین نے تمھاری خبر کے واسطے یاقوت کو بھیجا اُسکو ضرغام نے بیہوش کیا مگر جب کسی طرح وہ ہوشیار ہوئی تو مجھکو خبر دی اب تو بہتر ہوا کہ خواجہ و ضرغام دونون قید ہوے جہان برق و جانسوز ہین وہین عمرو و ضرغام کو بھی لاکر رکھا پیراہن نے کہا عیارون کو قتل کرون حیرت نے کہا کل سردارون سے مقابلہ کرو مین شہنشاہ کو عرضی لکھونگی عیارون کے بارے مین جب حکم آجائیگا تب تمھین اختیار ہی لیکن نگہبان عمدہ مقرر کرو پیراہن نے اُسی وقت در زندانخانہ پر کئی ہزار ساحر مقرر کیے اور سب کو حکم دیدیا کہ شب بھر جاگتے رہنا ملکہ مہرخ دربار مین جلوہ فرما ہین بہار و مخمور آپس مین صلاحین کر رہی ہین سحر تیار ہو رہے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام قید ہو گئے ملکہ مہرخ نے تاج دے مارا کہا خدا خیر کرے

یہ ملعونہ بلاے روزگار ہی دیکھیے سحر مین کیا کیفیت ہوتی ہی جادو مین طاق شہرۂ آفاق ہی سب ساحرا اپنے اپنے مقام پر سحر تازہ تیار کرنے لگے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پیراہن زرین پوش آفتاب عالمتاب شہنشاہ ماہ تابان کا گریبان گیر ہوا ماہ نے شکست فاش کھائی فوج ضیاء شعاع کا بندوبست ہوا پیراہن و سوزن دونون بہنین تخت پر سوار ہوئین ایک طرف ملکہ حیرت جادو کا لشکر بڑے زور و شور سے آکر میدان کارزار مین پہونچا ادھر سے ملکہ مہرخ مع ساحران صف شکن و سرداران تیغزن میدان قتال مین آکر پہونچین صفین آراستہ و پیراستہ ہوئین پیراہن نے قبا تخت سے کودی ملکہ حیرت سے اجازت لی میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا اور چار گولے چار جانب پھینکدیے اور آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ آکر مقابلہ کرے ملکہ ہلال سحر افگن نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت لی جیسے سامنے پیراہن کے پہونچی پیراہن نے آواز دی ای چہار چشم لینا چار جادوگر چار جانب سے پیدا ہوے ہلال کو زبردستی پکڑ لیا زبان مین سوزن دی پھر آواز دی سرخ مو نکلی پیراہن پکار اُٹھی کہ ای زمین گیر اس نازنین کو لینا زمین سے دھوان نکلا آنکھون مین لگا بیہوش ہو کر گری سات ساحر اسی طرح نکلے پیراہن نے اُنکو اسی طرح گرفتار کیا جب تو ملکہ بہار جادو کو غصہ آیا طاؤس کو بڑھایا ملکہ مہرخ سے اجازت طلب کی ملکہ نے کہا بسم اللہ خدا مظفر و منصور کرے بہار نے طاؤس بڑھایا مقابلے مین پیراہن کے پہونچین پیراہن نے آواز دی ای زمین گیر بہار کو لینا زمین شق ہوئی جیسے ہی دھوان زمین سے نکلا بہار نے چند پھول اُس مقام پر پھینکے اور آواز دی ای لالہ تگا زمین گیر کو لینا وہ پھول جو وہان پر گرے دھوان چرخ مار کر زمین مین نابود ہوا جھلا کر پیراہن نے ایک چیخ ماری ای چہار چشم اسے لینا چار جوان گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے بہار نے جو اُن چارون کو آتے دیکھا چند درخت راہ مین حائل کیے آواز دی ای سمنبر ذرا چہار چشم کو روکنا مجھ تک نہ آنے پائین فورًا درختون مین ایک ایک پھل پیدا ہوا چارون جوانون نے درختون کے پھل کھائے درختون کی بیخ مین پانوٗن مار کر غائب ہوے بہار نے پیراہن پر گلدستہ مارا گلدستہ آکر پھٹا ہوا ٹھنڈھی چلی پھول برسے عندلیبان خوشنوا نے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

نظم

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
حق ہی ایجان کہ تجھ سا نہین دلبر ہوتا

گام اول مین قدم کعبے کے اندر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

اسقدر اہل جہان کو ہی محبت زر سے
اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لیجاتا
خال کی بو بھی ہی اُس رُخ کے پسینے کی شریک
توڑتا پانون کو جو تخت کی خواہش کرتے
قابل دید ہی ہر چند صفا سے وہ رُخ
بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
میٹھی باتون کا عجب کیا ہی دہن سے اُنکے
میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی
جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید
گرد پھرتا کبھی آغوش مین لیتا گاہے
تیری فرقت مین شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
عشق ہو بندگیِ حُسن سے کیونکر باہر
ساغرِ مے کا طلبگار نہین ای ساقی
باغ بے یار جو جاتا تو پئے غارت دل
باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہی
سوزش عشق مین یہ دل ہی ہی قائم آتش

پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا
تاجِ ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا
شامل عطر ہی فی الواقعی عنبر ہوتا
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا
آئنہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا
خالی اک لحظہ ہوا سے جو تری سر ہوتا
بسترِ لب تہ ہی آلودۂ شکر ہوتا
نکہت گل کی طرح جامے سے باہر ہوتا
آئنہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا
دونون آنکھون سے تری مست دو ساغر ہوتا
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

حیرت نے دیکھا بہار نے جو گلدستہ مارا طائران نغمہ سرا اپنا رنگ جمانے لگے پکار کر آواز دی پیرہن حیرت کے کہنے سے ہوش مین آئی یا تو صحرا ہرا بھرا ہونے لگا تھا یا تبدل نے صورت دکھائی نخل جلنے لگے طائر پرون کو کھول کر اُچھلنے لگے حدت نیر اعظم نے صحرا کو کُرۂ نار بنا دیا عین بہار مین خزان کا مژدہ سُنایا بہار نے اور گلدستے مارے گرمی مین رنگ نہ جما طائر جلکر کباب ہوے ساکن صحرا شدت گرمی سے بیتاب ہوے رنگ بہار متغیر ہوا سوزن نے بھی اپنے مقام سے سحر خوانی کی دونون بہنون کے سحر سے گجرے پھولون کے کمھلانے لگے چھپکا موتیے کا ٹوٹ کر سر سے گرا بہار اُف اُف کرتی طرف پیراہن کے چلی مخمور نے جو یہ رنگ بہار کا دیکھا بے اختیار آہ کی کہا بڑا غضب ہوا عاشق مزاج پر یہ سختی نہین معلوم شہزادۂ نور الدہر پر کیا گذری

اسوقت دل بہت بیقرار ہی خدا خیر کرے نظم

بلاے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرو ہوا تو اسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شی کی
بہار آئی تو ہر نخل بھی نہال ہوا

دکھاکے چہرۂ روشن یہ کہتے ہین شام
وہ آفتاب نہین ہی جسے زوال ہوا

دکھا نہ دل کو صنم التجا ہی رکھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو عجب تجھے ملال ہوا

سمجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین
خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا

ترے شہید کے جیب وکفن مین ای قاتل
گلال سے بھی ہی رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جبکہ پائمال ہوا

غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی
بنا یا سرو چراغان جسے نہال ہوا

دہان یار کے بوسے کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھر تھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوے ہم جسکو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کون سا وہ ہی جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

وہی ہی لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہو

یہ اشعار پڑھکر ایک جوش پیدا ہوا بہار کی مدد کو چلی پکار کر آواز دی ای بہار ہوشیار پیراہن کے سحر نے ناتیر کی بونڈے گرد کے اڑے زمین تپ رہی ہی چند زاغ و زغن شدت گرمی سے منہ کھول کر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر مرے بہار و مخمور دونون ادھر سے بڑھین پیراہن نے بھی سحر کیا مخمور نے آکر بہار کا ہاتھ پکڑا کہا کہان جاتی ہو اپنے ہوش و حواس درست کرو بہار نے گرمی کا اشارہ کیا کہ شدت گرمی سے دل جل گیا دیکھو زبان مین چھالے پڑ گئے مخمور بھی اف اف کرنے لگی بہار و مخمور قصد کرتی ہین کہ جھولی پر ہاتھ ڈالین سحر کا دفیعہ کرین مگر ہاتھ پانون مین رعشہ ہی اتنے مین پیراہن نے آواز دی ای سنا یہ انداز لینا ان دونون کو دیکھا تو ایک فراٹا ہوا گوشۂ صحرا سے ایک عقاب پیدا ہوا اسنے بہار و مخمور کے سر پر

سایہ ڈالا دونون بیہوش ہوکر گرین پیراہن نے بڑھکر دونون کی زبان مین سوزن دیا ملکہ مہرخ نے آواز دی
کہ صاحبو لینا بہار و مخمور جانے نہ پائین سب سے پہلے کنیزان بہار ایک ایک غنچہ دہن سرو قد جا پڑین حیرت
نے بھی لشکر کو اشارہ کیا حیرت کا بھی لشکر چلا مہرخ نے بھی تخت بڑھایا دونون لشکر مل گئے آپسمین
سحر چلنے لگا جسنے جسکو گولہ مارا سر پھٹ کر گرا کنیزان بہار آپڑین لیکن بیبس و بیکس رنگ چہرے کا متغیر
حربہ ہاے سحر ہاتھون سے گرے جاتے ہین لڑائی پر تلی ہوئین نشان فوج کے کھلے ہوے اسباب سحر
تیار صداے گیر و دار بلند باغبان قدرت چاہتا ہی بہار و مخمور کو چھین لون ساٹھ ہزار ساحر
پشت پر جب جمکر سحر کیا آگ برسا دی مجمع متفرق ہوا کہ حیرت نے پکار کر آواز دی کہ ای پیراہن
ہوشیار ہو جاؤ باغبان قدرت نے جنگ کو روک لیا پیراہن پلٹی پکار کر آواز دی کہ اے
سایہ انداز باغبان کو لینا ایک عقاب گوشۂ صحرا سے پیدا ہوا باغبان پر سایہ ڈالا باغبان
لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا پیراہن بلوہ کرکے چلی برق لامع تڑپ کر گری کسی سردار نامی کو قریب
باغبان نہ آنے دیا گئی سر جادہ گرون کو کاٹ کر نکل گئی سوزن و پیراہن نے ملکر سحر کیا آگ برسنا
موقوف ہوئی ہوا ٹھنڈھی چلی برق لامع جھوکے سے ہوا کے زمین پر گری برق لامع و باغبان
کو بھی پکڑ لیا اب تو پیراہن لشکر اسلام پر گری ملکہ حیرت جادو یا تو دور سے دیکھ رہی تھین یا سحر
کرتی ہوئی بڑھین جسپر کڑک کر گرین اسکو اُٹھالے گئین بلندی پر لاکر چیر کر پھینکدیا ملکہ مہرخ نے کہا
کہ افسوس ایک شہنشاہ اوج عیاری کے نہ ہونے سے یہ آفت برپا ہوئی حاضرین وقت سے صلاح کی
طبل بازگشت بجوا دیا جائے سب نے عرض کی کہ بہت مناسب ہوگا سوزن و پیراہن نے قیامت برپا
کی ہی ابھی وقایع نگار نے خبر دی ہی کہ لاکھ ساحر لشکر اسلام کے مارے گئے ملکہ مہرخ نے مجبور ہوکر
طبل بازگشت بجوایا لشکر علیحدہ ہوے مہرخ کو انتہا کا ملال ہی فرماتی ہین کہ وہ صاحبون کے سبب
سے یہ جفائین اُٹھائین لاکھ جوانون کا مارا جانا لشکر مین برہمی ہوگئی اب کچھ زور نہین چلتا چار ون
عیارون کو بھی پیراہن لیگئی ہی ہمین بڑا افسوس ہی رنجیدہ و کبیدہ اپنی بارگاہ مین آئین کہا صاحبو
آج مین نے بڑا صدمہ اُٹھایا دل چاہتا ہی کہ اپنے کو ہلاک کرون لیکن کیا کرون حکم خدا کے خلاف ہی
ہاے کیا کرون کیونکر اپنے سردارون کو بچاؤن جان دیدون کیون لشکر مسلمانان ہٹ آیا افسوس
کہ مین خواجہ کو کیا جواب دونگی اس فکر مین بیٹھی ہین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ملکہ پیراہن نے

پھر طبل جنگی بجوا دیا بمقدمۂ قتل عیاران افراسیاب کو نامہ بھی لکھا ہی دیکھیے جواب وہانسے کیا آئے
فلک کجرفتار کیا دکھائے ملکہ نے کہا کہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
مالک ہی حیرت نے کہلا بھیجا کہ ای پیراہن وای سوزن آج کی شب اپنی حفاظت کرنا کالیا باقی ہی
وہ کبھی آج تک قید نہین ہوا ایسا نہ ہو کہ کسی کی شکل بنکر چلا آئے بغدہ ماردیگا اُستاد اُسکا قید ہی
پیراہن و سوزن نے یہ سُنکر گرد بارگاہ کے خندق کھُدوائی اُسمین آتش سحر روشن کی بارگاہ
مین بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی ہی کہتی ہی کہ میرا وہ پہاڑ برباد ہوا کہ ابھی تک قلق ہی لیکن مہتر قران نے
جو یہ حالات مفصل سُنے کہ چارون عیار گرفتار ہوے ساحران زبردست گرفتار ہوگئے بغدہ لیکر
اپنے مقام سے اُٹھے ساحر کی صورت بنے ہوے لشکر پیراہن مین آئے جابجا پھرنے لگے سامنے
بارگاہ پیراہن و سوزن کے پہونچے دیکھا گرد بارگاہ کے آگ جل رہی ہی دل ٹکڑے ہوگیا ایک
نخل کے نیچے بیٹھ گئے اس انتظار مین کہ صبح کو جب لشکر لیکر چلیگی سر میدان جان دینگے یہ تو انتظار مین
ہین پیراہن و سوزن نے رات بھر سحر تیار کیے صبح کو بارگاہ سے نکلین ایک طرف سے لشکر حیرت
آتا ہی مہتر قران ایک بوڑھے ساحر کی شکل بنے ہوے ہین حیرت نے صرصر سے کہا کہ ای صرصر
جا کر خبر تو لو صرصر پھرتی پھراتی قریب تخت پیراہن کے آئی نگاہ اسکی پڑی کہ مہتر قران کمر چست اسپر
باندھے ہین کہ دونون جادوگرنیون کو مارلین کہ صرصر نے قریب آکر کہا ارے مہتر قران چلا آتا ہی
سوزن کہان کہکر پلٹی چاہا کہ سحر کردن مہتر قران نے جان پر کھیل کر ایک بغدہ سوزن کو مارا
سوزن کا سر پھٹا اندھیرا ہوا اُسی اندھیرے مین قران بھاگے پیراہن نے سر پیٹ لیا کہا ای
صرصر تو نے چپکے سے نہ کہا سر میدان کہہ بیٹھی صرصر شرمندہ ہوئی کہ مین نے کیون کہا اُدھر سے لشکر
مہرخ حیران و پریشان میدان کارزار مین آکر پہونچا افسران نامی ندار دصفین صف ماتم معلوم ہوتی
ہین بہار و مخمور و باغبان کا نہ ہونا باعث خرابی ہی مگر مجبور و ناچار ہین کہ کیا کرین خیال ہی کہ دیکھین
اب کیا ہو کہ پیراہن تخت سے کودی سامنے تخت حیرت کے آئی کہا کہ واری میرا ملک و مال تباہ ہوا
مقام پیدائش سامری وہان یہ خونریزی آج مسلمانون کو دربدر خاک بسر کردونگی میرے ہاتھ سے
کہان جاتے ہین ملکہ حیرت نے اجازت دی پیراہن جوشان وخروشان میدان مین آئی اور پکار کر
آواز دی کہ ای مہرخ جن سردارون پر کہ تمکو ناز تھا سب کو پکڑ لیا آکر حیرت کے قدمون پر گرو خطا

اپنی معافی کراؤ یہان سے جواب ملا کہ او بیجیا کیا بکتی ہو لڑ بھڑ کر مر جائینگے اطاعت افراسیاب نہ کرینگے پیراہن نے کہا کہ پھر کسی کو بھیجو ملکہ مہرخ چہار جانب دیکھتی ہین کوئی مقابلے مین پیراہن کے نہین جاتا ملکہ مہرخ تخت سے کود ین تاج سر سے اُتار کر تخت پر رکھا کہا لو صاحبو تم سب کو خدا کے سپرد کیا اُس وقت لشکر مین ایک غریو بلند ہوا سبھون نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تڑپ تڑپ کر دعائین مانگ رہے ہین کہ ای پروردگار مدد کر اس بلا کو رد کر ای رب بینیاز و ای خالق کارساز و ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم دعا ہماری قبول ہو سعادت دارین حصول ہو نظم

باید اندر کار حق مصروف دست و پاے تو ۔۔۔ سرنگون در سجدہ ہاے بندگی اعضاے تو
ای مسافر رخت بربند از سراے این جہان ۔۔۔ زانکہ این خانہ نباشد مسکن و ماواے تو
میدہد بے ناغہ روزی مر ترا شام و صباح ۔۔۔ خالق تو مالک تو شاہ تو مولاے تو
کی بدیگر کس بغیر از دلربا گیرد قرار ۔۔۔ طالب دلبر اگر باشد دل شیداے تو
عاشق صادق چو مجنون باش در بیداے عشق ۔۔۔ تا نماید جلوہ خود از ہر طرف لیلاے تو
کس نمی شنود بغیر از حضرت فریادرس ۔۔۔ در زمانہ شور تو فریاد تو غوغاے تو
گاہ اندر کعبہ معبود تو می آید نظر ۔۔۔ رخ نماید گہ ز بتخانہ بت رعناے تو
الغرض در جلوہ گاہ دہر حق آید نظر ۔۔۔ گر نباشد نقص اندر دیدۂ بیناے تو

سب سردار آ کر ملکہ مہرخ کے قدمون سے لپٹ گئے کہا کہ آپ نے اس عدالت سے سلطنت کی کہ ہم سب آپ سے راضی ہین چاہتے ہین کہ جان دین مگر آپ میدان کارزار مین نہ جائین ملکہ مہرخ نے کہا کہ صاحبو بڑے ہتک کی بات ہی کہ وہ ملعونہ پکارے اور ادھر سے کوئی مقابلے مین نہ جائے مین جا کر اسکو جواب دونگی بحول و قوت الٰہی اسکو قتل کرونگی تم سب دعا کرو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون خدا چاہتا ہی تو سر لاتی ہون ہرچند کہ گرفتاری بہار و مخمور سے دل شکست ہو مگر پروردگار مالک ہی یہ کہکر ملکہ مہرخ نے طاؤس زرین بال طلب کیا اُسپر سوار ہو کے براے مقابلہ پیراہن نہ قبا چلین اُس وقت تمام لشکر مین عجب تلاطم ہی کوئی دامن سے لپٹا کوئی گریبان سے ہر ایک کا یہی قول ہی کہ بادشاہ لشکر کا جانا مناسب نہین اگر مغلوبہ کو حکم دیجیے تو ہم سب لڑ بھڑ کر جان دین یا اس حرامزادی کو قتل کرین ملکہ بہت مجبور ہین کہ اہالی لشکر نہین مانتے ای مہرخ کیا کرون ای پروردگار تو کارساز و

بندہ نواز ہی حاکم راز و نیاز ہی سب مشکلین تیرے نزدیک آسان ہین افراسیاب سے مقابلہ تیرے ہی احسان ہین نظم

میکند خُرد و کلان از حضرت داد ار خوف ۔ رعب نیکو کار در دل دارد و بدکار خوف
گل اگر باشد بحالت مہربان ای عندلیب ۔ نیستت اندر بہار بوستان از خار خوف
کن یقین در دل کہ حق بخشد گناہ بندگان ۔ لیک در دل زان جناب لاأُبالی دار خوف
باش اندر دوستی با دوستان ثابت قدم ۔ اندران حالت مدار از دشمنان زنہار خوف
آنکہ از خوفش ہمی لرزد زمین و آسمان ۔ دار در دل زان خداوند جہان ای یار خوف
ہست شہراہ طریقت راست تر از ہر طریق ۔ ہست از رہزن بہر منزل مگر ہر بار خوف
اصل ایمان است ہندی پیش حق خوف و رجا ۔ اہل ایمان دارد امید قوی بسیار خوف

اُس وقت عجب تلاطم ہی سب کا بلکنا تڑپنا کہ آسمان پر ایک لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا برقین لوٹ کر زمین پر گرین رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبتناک مگر جست و چالاک ابر گلنار سے یہ ہویدا ہی کہ یہ ابر خون برسائیگا صنم پرستون کو ایک قطرہ آب سے نرسائیگا وہ ابر لشکر مہرخ پر محیط ہوا آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم و ای بادشاہ لشکر اسلام و ای مقبول خاص و عام اس بھگوڑی کا آپ مقابلہ نہ کیجیے ہمارے ہی مقابلے سے بھاگی ہی جب کنیزین حاضر ہین تو بادشاہ گیتی ستان کو کیا ضرور ہی کہ تکلیف کرین ایسے بھگوڑون کے مقابلے مین جائین ملکہ مہرخ اس صداے محبت آمیز کو سُنکر حیران ہو گئین کہ یکایک ابر شق ہوا دیکھا سب نے کہ ایک شاہزادی والا قدر چہرہ رشک خورشید و بدر تاج شہنشاہی بر سر لباس گلنار زیب جسم انور دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن سیمتن معشوقۂ حور نژاد سحر مین کامل و اُستاد کلائیان شاخ بلور جبڑا تر چہار دستی بخش کوہ طور ابرو خمدار ہلتے ہوے چہرۂ زیبا پر غصہ ظاہر فنون سحر و ساحری سے بخوبی ماہر پہلو مین میان ہنر بن ہنر چالاک بن عمرو با نہالے عیاری سے آراستہ پشت پر پانچہزار جادوگر ابنوہ ہوا ملکہ گلگونہ رنگین پوش آ گئین گورے گورے ہاتھون سے دستک دی کہ ایک طاؤس زرین بال مثال ماہ نو گنڈھا ٹیے ہوے دُم چنور خراماں خراماں قریب ملکہ گلگونہ آیا ملکہ جست کر کے طاؤس پر سوار ہوئین تخت کو اشارہ کیا تخت اور وہ سب ساحر لشکر مین آ کر اُترے چالاک نے جو یہ خبر سُنی کہ سب عیار گرفتار ہو گئے بیقرار ہو کر بھاگا کہ جا کر قبلہ و کعبہ کی صورت رہائی کرون جیرت نے بھی دور سے دیکھا کہ گلگونہ آ گئی

یاقوت و زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا یہ گیسو بریدہ فنون علم سحر سے معمور ہی چہرے پر ظالم کے دیکھو کہ کیا نور ہی پیراہن کا رنگ رو متغیر ہوا اگر ابتو میدان مین کھڑی ہی مقابلہ کرنا پڑا گلگونہ نے غنچۂ دہن کو واکیا گل کلام یون پیشکش کیے کہ کیون او پیراہن پھر لباس غرور پہنکر آئی وہان سے دامن چھڑا کر بھاگی اب سحر کیجیے کہ ہم آپ کے عجائب غرائب دیکھین پیراہن نے پیچھے ہٹکر جھولی سے خنجر نکالا اُسکو اپنے خون سے رنگین کیا کبھی ران حیران ہو کر تراشی کبھی پیشانی پر نشتر مارا اپنے جسم سے کئی مقام کا خون لیا سحر کو خوب پختہ کیا کچھ اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا ملکہ گلگونہ پیچھے ہٹین آسمان پر لکۂ ابر سرخ آیا پیراہن اشارہ کرتی جاتی ہی کبھی دستک دیتی ہی پکار کر آواز دی کہ ای گلنار خونی کفن اپنی تاثیر کامل دکھا ایک لکۂ ابر گلنار سے خنجر برسنے لگے گلگونہ اپنے کو بچاتی ہین ایک پرچہ کاغذ سیاہ کا کاٹ کر پھینکا وہ سپر فولادی بنکر بالاے سر قائم ہوا جو خنجر گرا سپر نے سینہ سپر کیا سیاہی اُسکی بخت کافران یا پردۂ ظلمات کہیے یا سواد دیدۂ مردم پھول دامن مین رنگ بہار گلشن مین خنجر برسنا موقوف نہین ہوتے ملکہ گلگونہ نے صدہا خنجر توڑے وار خالی دیے ایک خنجر طاؤس پر گرا سر طاؤس کا کٹا اس سر سے کون آگاہ تھا گلگونہ نے وہی سر اُٹھا کر ابر پر پھینک مارا ابر لخت لخت ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام اُس ابر سے رہا ہو کر کے نکلا طرف گلگونہ کے چلا گلگونہ نے مسکرا کر کہا کہ کیون بھیجا ہمارا یہ اشتیاق تمھارا یہ زور و شور ذرا الگ رہو دیکھو ہم کیا کہتے ہین نظم

شوقِ وصلت مین ہی شغلِ اشک افشانی مجھے
ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یاد مین آئینۂ رُخ کے ہی حیرانی مجھے
زلف کے سودے مین رہتی ہی پریشانی مجھے

فی الحقیقت تو ہی ای دلبر سزاوار سجود
کوئی دکھلائی نہین دیتا ترا ثانی مجھے

ہون وہ دیوانہ کہ اپنا نام پڑھنے کے لیے
اک پری نے دی ہی تسبیح سلیمانی مجھے

ایک حرف اُسکی عبارت کا پڑھا جاتا نہین
لکھ دیا کس خط مین ہی یہ خط پیشانی مجھے

عشق میرا مہربان ہی حُسن بندہ یار کا
آئینہ سا رُخ ملا ہی اُنکو حیرانی مجھے

کو نسے گلشن مین بلبل چہچہے کرتا نہین
یار کے کوچے مین زیبا ہی غزلخوانی مجھے

ساقیانِ ماہ پیکر پر کیا کرتا ہون حکم
میکدے مین عالمِ مستی ہی سلطانی مجھے

خاک مین ملوا رہا سودا اے زلفِ یار ہی
مثل گردِ راہ رہتی ہی پریشانی مجھے

حُسن کے جلوے سے اُس رُخ کا اشارہ ہی یہی
کافری زلفون کو زیبا ہی مسلمانی مجھے

شہر خوبان مین نہین آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مرجاؤن تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

ملکہ گلگونہ نے جو یہ اشعار سامنے ساحر سیہ فام کے پڑھے مبہوت ہوگیا ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ملکۂ عالم داے شہنشاہ اقلیم حُسن وجمال واے مہرتابان آسمان کمال مین تابعدار ہون جو حکم ہو بجالاؤن اُس پیراہن حرامزادی نے آپ سے لڑدایا بڑا افسوس کرتا ہون مین حضور کی غلامی کو اپنا فخر جانتا ہون مین مشتاق جمال ساحر کہن سال تم اختر برج آسمان خوبی ہو گل گلزار محبوبی ہو میری مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کرون اگر حکم ہو تو اس بجیا ساحرۂ مکارہ بازاری آوارہ کے گریبان سے لپٹ جاؤن سر کاٹ کر خدمت اقدس مین لاؤن غلام جانباز کی یہ کیفیت ہی اب جینے کی کون صورت ہی نظم

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہی رنگ گلستان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین مُنھ مین یار کے دندان نئے نئے

بدتر ہی حال اُس چہ غبغب کے شوق مین
دیتا ہی داغ سیب زنخدان نئے نئے

دریاے قہر یار جو آجاے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے

زخمی تیغ عشق وہ ہون روزگار مین
مُنھ سے لگے ہین جسکے نمکدان نئے نئے

اے ترک جبسے منزل سودا ہی سر مرا
گیسو ترے ہوے مجھے پریشان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رُخ محبوب آئینگے
سوم مین سپرے حافظ قرآن نئے نئے

رہتی ہی فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہی زندان نئے نئے

کیا باغ کوے یار ہی سیر اسکی کیجیے
آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

یہ اشعار پڑھکے وہ ساحر سیہ فام رومال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہی گلگونہ نے کہا کہ اگر ہمارے طالب ہو تو بی پیراہن کا گریبان لو دامن محبت نہ چھوٹے ہمارا تمھارا چولی دامن کا ساتھ ہی تمھارا گریبان ہمارا ہاتھ ہی یہ سُنکر وہ ساحر سیہ فام بقہر و غضب تمام پیراہن پر جا پڑا کہا کہ او بجیا معشوقہ پر پردے سے لڑواتی ہی پیراہن نے گولہ مارا ساحر سیہ فام نے وہ گولہ مُنھ مین لے لیا اسنے ماش کے دانے مارے ساحر نے ہاتھ مین لیکر پھانک لیے جب حیرت نے دیکھا کہ ساحر سیہ فام

پیچھا پیراہن کا نہین چھوڑتا مسکرا کر برق گرائی ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے پیراہن نے تعریف کی گلگونہ
نے ہنسکر کہا کہ واہ بُوا حیرت پیراہن سے تمکو رونا پڑیگا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا گلگونہ نے
بجلی کان سے نکالی پیراہن پر پھینک ماری ایک غبار بلند ہوا پیراہن اُس غبار مین چھپی تھوڑے
عرصے مین ملکہ نے دستک دی وہ غبار شق ہوا پیراہن کھڑی رو رہی ہی گلگونہ نے پوچھا کہ کیون
اپنے جامے سے باہر ہوئی ہین اب راز سحر سے ماہر ہوئی تمکو حکم دیا جاتا ہی کہ رونا پیٹنا موقوف کرو
بی حیرت کا سر لاؤ اگر دیر ہوئی تو پھر مہلت نہ ملیگی کلی آرزو کی نہ کھلیگی گلگونہ نے جو یہ ہنسکر کہا پیراہن
پلٹ کر لشکر حیرت پر جا پڑی پریون کو درہم و برہم کرنے لگی حیرت سحر کر کرکے روکتی ہی پیراہن نہین
رُکتی ہی یا تو لشکر جما کھڑا اتھا یا فوج مین تہلکہ ہوا پرے کے پرے زیر و زبر ہوئے چالاک بن عمرو
بیقرار ہوکر لشکر حیرت مین آیا ایک ساحر کی صورت بنا ہوا ہی دور سے دیکھا کہ ایک خیمے پر بڑا
جماؤ ہی تلوارین برہنہ لیے ہوے جادوگر کھڑے ہین چالاک نے پوچھا کہ اس خیمے مین کیا ہی کسی نے
کہا کہ سب مسلمان یہان قید ہین چالاک کنارے آکر بصورت صرصر تیار ہوا دوڑتا ہوا قریب
اُس خیمے کے آیا کہا یارو دیکھتے ہو مسلمانون نے بلوہ کر دیا پیراہن اپنے جامے سے باہر ہی برائے
قتل حیرت جاتی ہی تم لوگ جا کر شریک جنگ ہو مین قیدخانے مین جا کر سب کے سر کاٹ لون
ملکہ حیرت نے حکم قطعی دیا ہی صرصر کے حکم سے کون گردن تابی کر سکتا ہی سب ساحر جا کر جنگ مین
شریک ہوے چالاک قیدخانے مین آیا پہلے ملکہ بہار کی زبان سے سوزن نکالی پھر باغبان کو
رہا کیا یہ دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے برق لامع و سرخموے کا کلکشا و ہلال سحر انگن
وغیرہ کو بھی رہا کیا خواجہ عمرو کو آکر سلام کیا کہا کہ قبلہ و کعبہ اُٹھیے وقت رہائی آگیا بہار نے سب کے
سحر اُتارے خواجہ و برق و جانسوز و ضرغام چالاک کی تعریفین کرتے ہوے اُٹھے یہی سب کا
قول تھا کہ چالاک عیار بے نظیر ہی کیا کار نمایان کیا بہار نے نکلکر معرکہ دیکھا کہ پیراہن نہ قیامت
لڑ رہی ہی لشکر حیرت نے اُسکو گھیرا ہی جس غول پر جا پڑی درہم و برہم کر دیا حیرت چاہتی ہی کہ اسکو
گرفتار کر دن قتل نہ کر دن بچ جاتا ہی گلگونہ کے سحر مین ہی ملکہ بہار نے باغبان کو اشارہ کیا دونون
نے بڑھ کر سحر کیا بہار نے گلدستہ مارا باغبان نے گیند پھولون کا مارا برق لامع کڑک کر گری کئی
ہزار کے سر کاٹے بہار کے گلدستے سے پھول برسے کئی سو دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین گریبان چاک

چہرون پر خاک ہزارون فریاد کر رہے ہین ہر طرف سے یہی صدا ہی کہ بہار کے گلِ رخسار نے رنگ جمایا ہر طرف غل مچاتے ہین منھ کے بھل گرتے ہین

نظم

دکھاتے آئنہ ہو اور مجھ مین جان نہین ۔ کہوگے پھر بھی کہ مین تجھسا بدگمان نہین
جو یار مصلح پہ ہی اب تو آسمان نہین ۔ وہ مہربان ہوا تو یہ مہربان نہین
ترے فراق مین آرام ایک آن نہین ۔ یہ ہم سمجھ چکے گر تو نہین تو جان نہین
نہ پوچھ کچھ مرا احوال میری جان مجھسے ۔ یہ دیکھ لو کہ مجھے طاقت بیان نہین
یہ گل ہین داغ جگر کے انھین سمجھ کر چھیڑ ۔ یہ باغ سینۂ عاشق ہی گلستان نہین
نہ چاہون روز جزا داد یہ ستم دیکھو ۔ کب آزماتے ہین جب وقت امتحان نہین
نہ پوچھے حال تو جبتک کہ مین بیان نہ کرون ۔ مرے زبان نہین گر ترے وہان نہین
وہ حال پوچھے ہی اور چشم سرگین کو دیکھ ۔ یہ چپ ہوا ہون کہ گویا مرے زبان نہین
نہ کیون نثار ہو جان فرط کین جانان پر ۔ کہ اسکو میرے سوا اور کا دھیان نہین
نکل کے دیر سے مسجد مین جا رہا ای مومن ۔ خدا کا گھر تو ہی تیرے اگر مکان نہین

سیکڑون نے سر ٹکرائے سر خموے کا کلکشانے کا کل کھولی سیکڑون کو پریشان کیا ہلال سحر افگن بھی ایک جانب نمایان ہوئی سیکڑون کو کاہیدہ کرکے مارا حیرت نے جو دیکھا کہ سرداران اسلام نے رہائی پائی گھبرا گئی کہا کہ ای یاقوت و زمرد سرداران اسلام نے رہائی پائی دیکھو بہار کا گلدستہ چل رہا ہی کون سنبھال سکتا ہی سحر بہار کے رنگ جمے ہین اب مین پیراہن کو سنبھالون یا سرداران اسلام سے لڑون چالاک نے غضب کیا کہ عیاری کرکے سب کو چھڑایا کیون صرصر کوئی تدبیر ہو سکتی ہی صرصر نے کہا کہ عین گرمی جنگ مین عیاران اسلام ہی کا کام ہی کہ عیاری کرین دیکھیے کیا جھٹ پٹ رہا کیا حیرت اس تردد مین ہی کہ پیراہن کے سحر نے قیامت برپا کی ہی جہان صورت زیبا سے گلگونہ کو دیکھا اور گلگونہ مسکرائین آواز دی کہ کیون پیراہن وعدہ نہ پورا کریگی پیراہن کا جوش و خروش بڑھا صفون پر جا پڑی ہزار دو ہزار کو ہلاک کیا صفین کی صفین مٹا دین جب حیرت نے دیکھا کہ پیراہن نہین رکتی یہی قصد کرتی ہی کہ حیرت کو جا کر مارون کئی گولے نارنج و ترنج مارے حیرت نے جست کرکے خالی دیے سامنے آکر حیرت کے سحر کرنے لگی حیرت نے جھلا کر ایک گولہ مارا

حیرت نے

پیراہن کا لباس حیات تبدیل ہوا ملک الموت کفیل ہوا مرنے پر پیراہن کے ایک آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آئین آواز آئی کہ کشتی مرا نام من پیراہن جادو بود حیرت نے منھ پیٹ لیا کہا کہ صاجو رکن طلسم گر گیا کچھ زاغ و زغن خاک سے پیراہن کی پیدا ہوے اُنھون نے آسمان پر آکر آواز دی کہ ای حیرت تو نے خوب کیا کہ پیراہن کو مارا اب طلسم ہوش ربا نہ بچیگا حیرت نے غصے مین اُن زاغ و زغن کو بھی جلایا کہا کہ صاجو مین لاکھ پردہ ڈالون اب طلسم برباد ہوگا ملکہ کلگونہ نے چاہا کہ حیرت پر جا پڑون حیرت نے بھی گاتی باندھی سونے کا پاندان کھولا منظور ہوا کہ آپس مین مقابلہ ہو مصور و صورت نگار بیچ مین آگئے کہا کہ ای ملکۂ عالم اس فتنہ پرداز سے نہ مقابلہ کیجیے سامری نامے مین مرقوم ہی کہ جب کلگونہ شریک مسلمانان ہوگی طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوجائیگا یہ مقدمۂ نشان فتح طلسم ہوش ربا ہی سامری و جمشید نے نکتہ نکتہ لکھا ہی بربادی طلسم کا بھی حال لکھ گئے ہین مصور نے کہا کہ ہم پر احسان کیجیے طبل بازگشت بجوا دیجیے حیرت جادو نے ناچار ہو کر طبل بازگشت بجوایا اہل اسلام مین اس فتح کی بڑی خوشی ہوئی ملکہ کلگونہ کو بیچ مین لیا نوبت نقارے بجاتے ہوے پلٹے داخل بارگاہ ہوے چالاک کو بڑا بھاری خلعت ہوا خواجہ نے بیرون بارگاہ آکر چالاک کو گلے سے لگایا کہا کہ ای فرزند تیری وجہ سے میرا نام ہی مگر یہ عطیۂ شہنشاہی گھڑی گھڑی نہین ملتے ہین سواے تمھارے ہماری جائداد کا لینے والا کون ہی ایسے دم دیے کہ آخر چالاک نے خلعت اُتار دیا اہل اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے بڑا جشن عالی ترتیب ہوا اگر اس جشن کو تحریر کرون تو دوسری کتاب نایاب تیار ہو یہ داستان بھی متعلق جلد چہارم تھی ان سب کو مصروف عیش و نشاط رکھا پھر وقت پر ذکر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان جلالت عنوان ملکہ مخمور رنجور کا پھنسنا طلسم کاؤسبہ مین اور فتح ہونا اُس طلسم کا ہاتھ سے شاہزادہ نور الدہر دابرج نوجوان کے و دیگر حالات متعلقہ

داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

پھر اب توسن کلک کی باگ لی
اُٹھی چار جانب سے پھر گرد زرد

یہ ثابت ہوا سب کو آندھی چلی
وحوش و طیور بیابان سے چلے

طرار دن سے صحرا ہوا گرد برد
مجھے لطف باد سحر کا ملے

کہین بلبلون نے کیا ہی جماؤ
ہو ابحر الفت کا ہر دن کو جوش
کھلا حال پھر کبک کی چال کا
گلو ن نے دکھایا ہی رنگ جنون
کہ قیس حزین داخل نجد ہی
کہ قیس ہنر مند مجنون ہوا
کیا بلبلون نے چمن مین خروش
چمن مین جما رنگ اور نگ کا
نہالان گلشن اکڑنے لگے
کہ ہر رنگ پر آج بوے چمن
چہکنے لگے عندلیبان باغ
ہوائے فرح خیز چلنے لگی
لکھون داستان جلالت نشان
کہ پھر غنچۂ آرزو کھل گیا

کہ رنگین ترانہ قمر کو سناؤ
حباب لب جو ہین چشم غزال
کہ ہی چال مین رنگ بھونچال کا
کہین قیس و فرہاد کا ذکر ہی
عبث حال فرہاد پر وجد ہی
جو وادی پر ہول مسکن ہوا
کہ نالون سے اونکے اڑے گل کے ہوش
گل فکر کا ہی چمن جوش پر
کہ صیاد و گلچین بھی اڑنے لگے
لگائی ہین شاخون نے بھی ڈالیان
کہ لالے کا دل ہوگیا داغ داغ
قمر جم گیا رنگ مضمون نو
کہ ہی جوش زن بحر طبع روان
لکھون حال مخمور رنجور کا

ہوا بلبلون کا چمن مین خروش
ہر اک نخل کو کر دیا ہی نہال
مضامین گلشن مین ہین سرنگون
مضامین نو کی مجھے فکر ہی
کرون ذکر لیلی شیرین ادا
ہوا ذکر لیلی تو گلشن ہوا
مرے بلبل دل نے نالہ کیا
پڑی اوس صیاد کے ہوش پر
ہوا باغبان محو روے چمن
ہر اک برگ ہی یا کہ برق طپان
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ ہی جوش پر آج جیحون نو
ثمر باغ عالم سے یہ ملگیا
مرے قلم رنگ دے صور کا

چہرہ آوارگان صحراے پر جفاے جانبازی و شہسواران عساکر معرکہ مضامین فتنہ پردازی اس داستان دلستان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف حسینان بزم جلالت نشان + چنین مینگارد این داستان + جب لشکر اسلام کو بفتح و فیروزی یہ عیش نصیب ہوا بڑے لطف کا جلسہ آراستہ کیا گیا سامان عیش و نشاط جو ہوا طوائف ہندستے اپنا رنگ جمایا مخمور رنجور سحران دیدہ آفت کشیدہ عرصہ دراز سے مبتلاے رنج و مصیبت فراق کے صدمے جو اوٹھائے کلیجہ خون نوبت بجنون صحبت سے جو اوٹھین اپنی بارگاہ مین آئین انیسین جلیسین حاضر ہین سب نے پوچھا کہ کیون واری کیسا مزاج ہی اہل اسلام کو بڑی فتح نصیب ہوئی کہ اس حرامزادی پیرا ہن نے آکر اپنا رنگ جمایا خدا اونکو نہ کہ وقت پر بھیجا ملکہ نے آہ کی کہا کہ صاحبو ہماری فتح یہ ہی کہ کالی راتین ہجر کی کاٹین آٹھ پہر ٹھکا کرین نظم

وعدۂ وصلت سے ہو دل شاد کیا	لیے دشمن کی مبارکباد کیا

کچھ قفس مین اندنون لگتا ہی جی — آشیان اپنا ہوا برباد کیا
نالۂ پیہم سے یان فرصت نہین — حضرتِ ناصح کرین ارشاد کیا
شوخ بازاری تھی شیرین بھی مگر — ورنہ فرقِ خسرو و فرہاد کیا
جب مجھے رنجِ دل آزاری نہ ہو — بیوفا پھر حاصلِ بیداد کیا
پائون تک پہونچی وہ زلفِ خم بہ خم — سرو کو اب باندھیے آزاد کیا
کیا کرون اللہ سب ہین بے اثر — دلولہ کیا نالہ کیا فریاد کیا
دلربائی زلفِ جانان کی نہین — پیچ و تابِ طرۂ شمشاد کیا
گر بہاے خونِ عاشق ہی وصال — انتقامِ زحمتِ جلاد کیا
بتکدہ جنت ہی چلیے بے ہراس — لب پہ مومن ہر چہ بادا باد کیا

کنیزون نے عرض کی کہ واری دل کو قوی رکھیے خدا خواجہ کو سلامت رکھے اب طلسم ہوش ربا فتح ہوگا افراسیاب مارا جائیگا صاحبقران یہان تشریف لائینگے شاہزادۂ نورالدہر بھی ساتھ ہونگے اس کفرآباد مین صداے اذان بلند ہوگی روح سامری دردمند ہوگی مخمور نے کہا کہ صاحبو اگر تم لوگ پردہ پوشی کرو مشہور نہ ہونے پائے تو ہم جاکر کوہ عقیق پر شاہزادۂ نورالدہر سے ملاقات کرآئین سب نے کہا کہ حضور بسم اللہ جس طرح ارشاد ہوگا خیرخواہان دولت وہی بجالائینگے راز حضور کا نہ ظاہر ہونے پائیگا مخمور نے اُسی وقت لباس تبدیل کیا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا شام کو دربار مین آئین جب دربار برخاست ہوا اِسنے چاہا کہ اپنی بارگاہ مین جاؤن بیرون بارگاہ پہونچین شب تیرہ و تار اہالی طلایہ کی آواز آتی ہی اور زیادہ دل کو وحشت ہوئی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا کنیزون کو اشارہ کیا کہ تم بارگاہ مین چلو ہم آتے ہین اگر شاید ہمکو عرصہ ہو مشہور کردینا کہ مخمور کی طبیعت علیل ہی اس وجہ سے حاضر دربار نہین ہوئین مین کل یا پرسون یا شاید اندر ایک ہفتے کے آجاؤنگی کنیزین بارگاہ مین گئین مخمور جوش محبت شاہزادہ نورالدہر مین بیرون لشکر آئین ایک طاؤس تیار کیا اُسپر سوار ہوکر بندون پر طلسم ہوش ربا کے جب پہونچین ستارہ بنکر نکل گئین اس زور و شور سے ملکہ مخمور چلین کہ پہر رات پچھلی باقی تھی کوہ نیرنگ پر آکر اُترین پہاڑ کیا کہ شہر ہی مگر شب تیرہ و تار سر اُٹھا کر چار جانب دیکھا اپنے نزدیک دست راست

جاناتھا ذہن مین آیا کہ طرف دست چپ کے چلو طاؤس کو اُڑا دیا ناگاہ ستارۂ سحری چمکا دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا ہر ایک سمت طائرون نے آشیانون سے سر نکالے ہین بزبان حال تعریف ایزد متعال مین مصروف ہین نہرین جوش مار رہی ہین موجون کا پیچ وخم زلف محبوب کیسے یا سنبل پُرپیچ وتاب سے مثال دیجیے حباب شناوری کر رہے ہین چشمے نے براے سیر صنعت باغبان قدرت آنکھین لگا دین گرداب گویا سپر یا شمشیر یا خنجر برہنہ کہون کس شے سے مثال دون ملکہ مخمور اُس صحرا کی سیر کرنے لگین یکایک چند طائر نخل سرو پر زمزمہ سرائی کرنے لگے منقارین کھولدین پرون کو تول رہے ہین جوش محبت باغبان قضا و قدر مین بول رہے ہین ملکہ مخمور دیکھ رہی ہین وہ طائر بزمزمہ سرائی ان اشعار عبرت آثار کو بڑے جوش وخروش مین گا رہے ہین نظم

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا
تو روشنی عالم ایجاد ہو گیا ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا
سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد مومی ہماری آہ سے فولاد ہو گیا
زلفون کو رکھ کے مایۂ سودا ہوا وہ شوخ دو پر لگا کے یار پریزاد ہو گیا
سائے کی طرح سے مرے پھرتا ہر ساتھ ساتھ عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہو گیا
کپڑے رنگے جو خون احبا سے یار نے مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہو گیا
رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین گلزار رشک خانۂ صیاد ہو گیا
ای سوز عشق نرم دل سخت یار کر اکسیر ہر جو کشتہ یہ فولاد ہو گیا
نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہو گیا
غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف یہ اتفاق بھی ہر خداداد ہو گیا
پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین کوے بتان بھی گلشن شداد ہو گیا
بوسون کے بدلے ملتی ہین آتش کو گالیان شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

ملکہ مخمور کو ایک حیرت ہر کہ زبان سے طائرون کے الفاظ اشعار آبدار بخوبی ثابت ہین معلوم ہوتا ہر کہ کوئی شاعر شعر پڑھ رہا ہر کہ ایک جانب سے فراٹا ہوا دیکھا کہ ایک باز بلند پرواز تڑپ کے گرا وہ طائر جو اشعار پڑھ رہا تھا اُسی کو باز نے پنجے مین دبا یا مخمور کو بہت ناگوار ہوا کہ کمبخت باز چنگل باز کر کے

اُس طائر زمزمہ سرا کو لیے جاتا ہی مسکر کے ہاتھ جو ہلا دیا باز کا سر اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا طائر پنجے سے چھوٹ کر شاخ پر پہونچا اب زمزمہ سرائی مین کہتا ہو کہ بی مخمور مین لے تمھین بچایا تم معشوقۂ شہنشاہ افراسیاب ہو اپنی سرکشی سے خراب ہو افراسیاب بادشاہ جلیل ہو ساحرون کا کفیل ہی کیون ملکہ بہتمنے کیا غضب کیا باز کو کیون مارا آپ کو یہ مناسب نہ تھا مخمور کو یہ کلمات ناگوار معلوم ہوے کہا کہ او نا منصف ہمنے تیری جان بچائی تو یہ کیا کہتا ہی افراسیاب کون مردود ہی ہم تو عاشق دین اسلام ہین پروردگار انجام بخیر کرے طائر نے کہا جو کچھ چاہو کہو جس دن افراسیاب جادو غصہ آئیگا مشکین باندھکر لیجائیگا مخمور نے غصے مین ہاتھ ہلا دیا طائر کا سر اُڑ گیا طائر کا مرنا تھا کہ قیامت برپا ہوئی مخمور کے ہوش اُڑے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آنے لگین زمین کو گردش قلب مین سوزش اُس خاک سے طائر کے آواز آئی کہ ای ملکۂ عالم قید ہونا طلسم کا وسیع مین مبارک ہو اب بچکر کہان جاؤ گی مخمور نے یہ صدا سُنکر دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین لیا زمین جا بجا سے شق ہوئی دریاے آب نے جوش مارا مخمور جس ٹیکرے پر ہین اُس بلندی پر تو خیر و عافیت ہی باقی تمام صحرا عالم آب ہو گیا دریا کا غراٹا موجون کا سناٹا مخمور حیران کہ یہ کیا معرکہ ہی دریا سے ایک مچھلی نے منھ نکالا مچھلی کی پشت پر ایک تاجدار یاقوت پوش دریاے جواہر مین غوطہ زن ملکہ مخمور سے آنکھ ملائی پکار کر آواز دی کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان مین مدت سے تمھارا مشتاق تھا میری تجھ جان جاتی ہی کیا تیری صفت کرون زبان ایسی کہا سے لاؤن

نظم

ای شہ عرش سریر و مہ خورشید عذار
در دولت پہ ترے انجم افلاک نثار

سائلون کا ترے کوچے مین دم فیض ہجوم
جیسے گلزار مین ہنگام سحر جوش ہزار

صرصر عاد سے غالب ہی کہ جنبش نہ کرے
وہ ورق جسمین رقم ہون ترے اوصاف وقار

موسم گل مین سیہ مست جوان تائب ہو
روز باران مین کرے پیر مغان استغفار

شکوۂ غمزۂ سفاک تھین عاشق کو
اُٹھ گئی تیرے زمانے مین یہ رسم آزار

مقتبس ہین مہ و خور راے درخشان سے تری
ہی منجم کو اسی واسطے کشف اسرار

سُنکر افسانۂ یوسف ترے ایام مین گرگ
غم تہمت مین ہوے جنس سے اپنی بیزار

سیل خود دوڑے ہی گل مٹی کے لیے لیکر پانی
کرے تعمیر مکان کا جو ارادہ معمار

کیا اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ تمھارے بیان کرون خاص ہماری ملاقات کے لیے تکلیف فرمائی مین جانتا تھا کہ آپ میری مشتاق ہین آؤ چلی آؤ ایک بوسہ دو گلے ملو پاس ہمارے بیٹھو اتنے محمور کو انتہا کا غصہ آیا دانہ یاقوت احمر کا ہاتھ مین تھا کہا کہ او ملعون نامرد مردان عالم کی پاپوش کی گرد ہم جسکے مشتاق ہو کر آئے ہین وہ شہنشاہ اقلیم جرأت دیکھ تازمیدان جلالت ہی تجھ ایسے گدھون کا وہان سلام بھی قبول نہین ہوتا ہماری کنیزین بھی تیری مشتاق نہ ہونگی دانہ یاقوت کا جو پھینکا مچھلی نے دریا مین غوطہ مارا ماہیت سے اُسکے آگاہی نہ ہوئی کماہی حال تحریر ہوگا مچھلی اور تاجدار تو غائب ایک حلقۂ کمند گلے مین ملکہ محمور کے پڑا آنکھین نکلنے لگین ہڈیان سوز بدعت سے جلنے لگین مگر تڑپ کر ایسا اسم پڑھا کہ ایک سُنہرا پنجہ پیدا ہوا پنجے نے دستگیری کی وہ ریشمی کمند تا استخوان پہونچی تھی قریب تھا کہ آنکھین نکل آئین روح مجروح ہو کر قفس جسم خاکی سے نکل جائے اُس پنجے نے کمند کو توڑا محمور نے چاہا کہ اس صحرا سے چمک کر نکلجاؤن دریا مین شور ہوا کہ ارے یہ بڑی ظالم ہی کمند طلسمی کو توڑا جانے نہ پائے دریا سے جو یہ آواز آئی غراتا پانی کا بڑھا ایک مچھلی اُڑتی ہوئی نکلی مُنھ مثل قعر بلا کے کھولے ہوے تڑپ کر گری کہ محمور کو نگلجاؤن محمور نے دونون کلے پکڑ کے بقوت سحر چیر ڈالا لاشہ ہاتھ سے پھینکا دیکھا کہ وہی تاجدار زیر نخل کھڑا ہوا منتین کر رہا ہی کہ ہمارے پاس آؤ سرکشی نہ کرو ورنہ بڑی خرابی ہوگی محمور نے ہاتھ ہلایا برق گری تاجدار کے دو ٹکڑے ہوے لاشہ اُسکا بے آگ جلنے لگا زمین سے دھوان نکلنے لگا وہ دھوان جو آنکھون مین محمور کی لگا محمور بیہوش ہو کر گری کہ آسمان سے ایک پنجہ پیدا ہوا محمور کو اُٹھا کر لے گیا ناظرین والا مقام پر واضح ہو کہ یہ دہنۂ طلسم کا وُسیع ہی مقام قید محمور اور محمور پر جو راحت یا مصیبت گذری ہی یا گذریگی انشاء اللہ اسکو تحریر کرونگا مگر اب حال حیرت مآل گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ہشتۂ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر اُس زمانے مین لقا کے یہان کوئی جادوگر نہین آیا یہ بہت فکرمند ہی سلیمان عنبرین مو سے کو ہی اکثر کہتا ہی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجواؤ بختیارک کہتا ہی کہ اے پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان اندھے کی ایک ہی لاٹھی ہی اگر آپ پر کوئی زوال آیا

قدرت کہان جائینگے کہین ٹھکانا ہی خرا جگر ارسب مارے گئے دو ہفتے گذرے اسی وجہ سے طبل جنگی نہین بجا ایک شب کو نور الدہر نے جو آکر آرام کیا دیدۂ ظاہری بند ہوے دیدۂ باطنی وا تھے کہ دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم ایک مکان تنگ و تاریک مین قید مین زبان مین سوزن چہرہ اُداس عالم یاس جیسے ہی نور الدہر نے دیکھا بیقرار ہوکر دوڑے پوچھا کہ کیون ملکہ خیر تو ہی آپ کو کس حال مین پاتا ہون میرا دل بیقرار ہوا برائے خدا مفصل بیان کرو ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ ای شہریار اصل یہ ہی نظم

ہی نرالی کشش عشق جفا کار کی راہ — چاہ کنعان مین ملی مصر کے بازار کی راہ
رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم — پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ
کثرت شوق نے از بسکہ کیا عرصہ تنگ — مردہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ
شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا — نکہت گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ
پیشتر رب سے کیا طالع بد نے بیدار — حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ
تنگدستی نے زمانے مین یہ پایا ہی رواج — یوسف اس عہد مین تکتا ہی خریدار کی راہ
نہین مجھسا کوئی دنیا مین سکندر طالع — آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ
لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ — ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ
پیار سے کہتے ہین اُنکو جو مسیحا عاشق — ناز سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ
دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہی — کج ادائی سے ہی اُلٹی ترے رخسار کی راہ
حُسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا — شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ
کھینچ لی ہی تو لگانے مین تامل نہ کرو — گھوٹی ہوتی ہی میان آپکی تلوار کی راہ
غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل — آتش اک دل مین نہین ہوتی ہی دو چار کی راہ

کنیز کی راسخ الاعتقادی بہ نسبت حضور کے واضح ہی قصد کیا تھا کہ آپ سے ملین کوہ نیرنگ تک سیدھے آئے وہان پر آکر راستہ بھولے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے اتنا سُنا کہ یہ طلسم کا وسیع ہی ہمسے کچھ نہ ہو سکا اصل تو یہ ہی شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + تجھے چاہ کے ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے + اس درد و ملال سے ملکہ مخمور نے

ان الفاظ کو بیان کیا کہ کلیجہ نور الدہر کا ہل گیا عاشق صادق ہین فرمایا کہ ملکۂ عالم مین کیا کرون تمسے کیونکر
ملون محمور زار زار روئین کہا حضور مین تو نہ عرض کرونگی کہ آپ یہان تشریف لائیے مقام عجائب
و غرائب ہے مین نے وہ وہ سحر کیے کہ زمین یہان کی ہلادی مگر کچھ نہ بن پڑا آخر گرفتار ہوئی اب ہمارے
آپ کے ملاقات عدم مین ہوگی وہان بھی روح بھٹکیگی اب آرام ہمکو ملنا دشوار ہے نور الدہر چھپٹے
کہ مین ہتھکڑیان بیڑیان توڑ ڈالون ایک سنگ سیاہ پڑا تھا اُسکی ٹھوکر لگی مُنھ کے بھل گرے
محمور نے کہا کہ خدا حافظ اب زندگی مین ملاقات نہ ہوگی روح کو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا آپ
فاتحہ آکر پڑھیئنگے روح کو راحت قلب کو قوت ہوگی سننے والون کو حیرت ہوگی شعر چو آید بہ روت
بعد مردن بر مزار ما + باستقبال تو مستانہ بر خیزد غبار ما + حسرت یہ تھی کہ زندگی مین صحبت عیش و
جلیش ہو تقدیر مین نہ تھا یہ زبان سے نہ نکلا فرد روشن شد از وصال تو شب ہاے تار ما + صبح قیامت است
چراغ مزار ما + اگر خدا نے اپنا فضل کیا تو زندگی مین جمال جہان آرا دیکھا ورنہ خدا حافظ خدمت مین
صاحبقران کی رہیے پروردگار آپ کو رنج و ملال کا مُنھ نہ دکھائے ہمنے کوچۂ عشق مین بڑے ملال
اُٹھائے آنکھ نور الدہر کی کُھل گئی مگر یہ آواز بن کان مین نور الدہر کے آئین آنکھ کھول کر اپنے
مقام کو دیکھا چیخ مار کر روئے شبرنگ بن عمرو عیار بھی در دولت پر حاضر تھا صدا نور الدہر
کی سُنکر اندر آیا دیکھا کہ شاہزادہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رہا ہے پوچھا کہ کیون شہریار خیر تو ہے
نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ ملکہ محمور طلسم کاوسیہ مین قید ہو گئین شبرنگ نے کہا کہ آپسے
کسنے کہا نور الدہر نے کہا کہ بھائی خواب دیکھا اُسی خواب کے خیال مین رو دیا سامنے تصویر خیالی
موجود ہے جو خواب مین صحرا دیکھا وہ صحرا آنکھون کے نیچے پھر رہا ہے خبردار لشکر مین اسکا ذکر نہ کرنا ہم
آج شب کو نکل چلینگے یا اپنی جان دینگے یا اُنکو چھڑا لینگے کیا کہون ای شبرنگ کس عالم یاس مین
مجھسے چند فقرات کہے کلیجے پر چھُریان چلین شبرنگ نے بہت سمجھایا نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ
جانا تو واجب و لازم ہے آج خواجہ زادون سے کسی حیلے سے پوچھو کہ طلسم کاوسیہ کا کون فتاح
ہے اس منازل عجائب و غرائب کا کون سیاح ہے شبرنگ نے کہا کہ غلام آج ہی دریافت کریگا شاہزادہ
نور الدہر خاموش ہو رہے شبرنگ نے مُنھ ہاتھ دھلایا کہا دربار مین چلیے مگر چہرے کی اُداسی موقوف
فرمائیے جو دیکھیگا در دمند جانیگا مین بارگاہ خواجہ زادگان مین جاتا ہون دریافت کرکے حاضر ہونگا

نورالدہر لباس پہنکر بارگاہ سلیمانی مین آئے امیر کو سلام کیا بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر دنگل پر
بیٹھے ایک جانب نقد روح وروان قاسم عالیشان ایرج نوجوان بھی بیٹھے ہین شاپور سر پر مگس پرانی
کر رہا ہی ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج کشتی گیر زادہ ملول و حزین ہی کیا عجب ہی کہ آج رات کو یہ
کہین جائے وہان شبرنگ بارگاہ مین فرزندان بزرجمہر کی گیا سلام کر کے عرض کی کہ حضور ذرا
ملاحظہ فرمائین کہ طلسم کاؤسیہ کا کون فتاح ہی خواجہ زادے ہنسے کہا کہ ای شبرنگ بدون پرسش
ہمنے شب کو جو کتاب دیکھی تو معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان کا آج داخلہ ہو جائیگا نورالدہر بھی پہونچینگے
فتاح خاص نورالدہر ہین اکثر قلعہ جات متعلقۂ طلسم کاؤسیہ ہاتھ سے ایرج کے فتح ہونگے شبرنگ
نے کہا کہ مین نے خیالی بات آپ سے پوچھی ایرج و نورالدہر کا تو ذکر بھی نہین خواجہ زادون نے کہا
کہ بس زیادہ باتین نہ بناؤ تھوڑی دیر مین ظہور ہوگا شبرنگ بارگاہ فرزندان بزرجمہر سے پلٹا
راہ مین شاپور سے ملاقات ہوئی شاپور نے پوچھا کہ کیون شبرنگ آج تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی
شبرنگ نے کہا کہ فضل الٰہی ہی ہرچند شاپور نے پوچھا شبرنگ نے کچھ بیان نہ کیا ایرج نوجوان
نے جب کوئی خبر نہ پائی بارگاہ سے نکلے شاپور سامنے آیا شاپور سے پوچھا کہ ای دوست صادق
وای محب واثق کچھ حال معلوم ہوا شاپور نے کہا کہ کچھ نہ دریافت ہوا فرمایا اگرہ بن اشقر لاؤ ذرا شکار
کو جائینگے ایرج گرہ بن اشقر پر سوار ہوے چند بھیلے قراول بلائے چاہتے ہین کہ واسطے شکار کے
روانہ ہون کہ مرکب ایرج کا نعرا بار پر پرواز پیدا کیے دور سے شاپور و شبرنگ نے دیکھا پریشان
ہوکر دوڑے شاپور نے آواز دی کہ آقا ہوشیار ہو جایئے دیکھیے گھوڑے کے پر پیدا ہوے جب تک
ایرج کودین گھوڑا شاہزادے کو لیکر اڑ گیا شاپور تو اسی جانب بھاگا دربار مین بلڑ ہوا صاحبقران
باہر نکل آئے نورالدہر بھی ساتھ ہین سب نے عرض کی کہ ای شہریار ایرج کے مرکب نے پر پرواز پیدا کیے
آنکھون کے سامنے سے لیکر اڑ گیا شاپور بھاگا ہوا گیا ہی صاحبقران نے سر جھکا لیا فرمایا خدا انکا
حافظ و نگہبان ہی نورالدہر نے شبرنگ سے پوچھا کہ خواجہ زادون نے کیا کہا شبرنگ نے عرض کی
کہ جو خواجہ زادون نے کہا وہ ظاہر ہوا طلسم کے فتاح آپ ہی ہین مگر ایرج کے ہاتھ سے بھی کچھ دربند
فتح ہونگے نورالدہر نے پشت دست کاٹ لی کہا کہ ای شبرنگ تمنے بڑی غفلت کی پیشتر ہمسے اطلاع
نہ کی کہ ہم پہلے نکلجاتے اب یہ تابرر وہ بہت بلبلائیگا اسپ پر پوشش تیار کرو شبرنگ نے گھوڑا

تیار کیا پشت مرکب پر سوار ہوے امیر بجبلۂ شکار روانہ ہوے مگر ایرج نوجوان کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین چمنہاے طولانی باغ ہر بہار ولاثانی ہر اپنے کو ایک مسند پر پایا پہلو مین ایک نازنین چند کنیزین دست بستہ استادہ ہین ایرج نے گھبرا کر کہا کہ کیون صاحب یہ کیا مقام ہر اور تمھارا کیا نام ہر اُس نازنین نے کہا کہ ای شاہزادہ والا قدر ای آسمان جلالت کے بدر یہ سرحد طلسم کاؤسیہ ہر کاؤس نیرنگ ساز یہان کا بادشاہ ہر ملکہ مخمور سرخ چشم منظور نظر افراسیاب اس طلسم مین داخل ہوئین کاؤس اُسکو دیکھکر مائل ہوے علامت طلسم پر خود گئے مخمور کو گرفتار کر کے لائے وزرا سے کہا کہ اسے ہمارے وصل پر راضی کرو ہم لوگون نے جا کر کلام کیا وہ مبہوت بیٹھی ہر تمھاری یاد مین رو رہی ہر تمھارا نام لیکر پکارتی ہر بادشاہ نے کہا کہ اسکے معشوق کو لا کر قتل کر ڈالو میرا نام ہر شمیم سحر بند چار وزیر مرد ہین چار ہم شاہزادیان میرے نام حکم ہوا کہ اسکے عاشق کو لا کر مار ڈالو مین تمکو اُٹھا لائی تمکو دیکھکر محبت ہوئی ایرج نے کہا کہ اونابینا میرا نام ایرج نوجوان ہر وہ شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت نور الدہر ہر وہ ہی مخمور پر عاشق بھی ہر شمیم نے کہا کہ مجھے تو تمسے مطلب ہر اُنکو بھی اُٹھا لاؤنگی اور بہتر ہوا کہ وہ میرے ہاتھ سے بچ گئے اور تمھین بھی اس جاہ و جلال سے رکھونگی کہ شاہان جہان رشک کرینگے ایرج نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتی ہر ہم سحر و ساحری پر لعنت کرتے ہین ایرج نے چاہا کہ تلوار اُٹھاؤن شمیم نے سحر کر دیا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے کنیزون سے کہتی ہر کہ اس جوان کو سمجھاؤ میرا وصل قبول کرے کنیزین عرض کرتی ہین کہ آپ نے فوراً اپنے عشق کا حال کہدیا مردون پر محبت نہین ظاہر کرتے خود عاشق ہو جاتا اب ہم سب سمجھائینگے صحبت عیش و طیش آراستہ کیجیے صحبت رقص و سرود شراب کا چرچا ہو اُس وقت راضی ہو جائیگا شمیم نے قبول کیا صحبت کو آراستہ کیا گائنین بیٹھ کر گانے لگین دورہ شراب کا ہوا ایک حسین و خوش رو گائن یہ اشعار عاشقانہ گانے مین مصروف ہوئی نظم

کوئی غارتگر نہین دیوانون کے اسباب کا ‏ خانۂ زنجیر کو کچھ غم نہین سیلاب کا

ساقیا لا جام مے در پیش ہر جنگ سخن ‏ ہر بجا تیغ زبان پر آج ہونا آب کا

خلق کی پیشانیون پہ ہر یہی مضمون رقم ‏ سجدہ واجب ہر ترے دروازے کی محراب کا

ہر مری دیوانگی کا باعث اک دریاے حسن ‏ سلسلہ ہو موج کا اور طوق ہو گرداب کا

بنگیا ہر روزن دیوار چشم انتظار — شوق ہی کیا اپنے گھر کو آمد سیلاب کا
جس حسین کو دیکھتا ہون مین اُبل آتے ہین اشک — میری آنکھون مین ہی عالم معدن سیماب کا
سیلکشی کرنا نہ برباد ہی تنِ خاکی کی ہو — خاک کو اُڑنے نہین دیتا چھڑکنا آب کا
پاک طینت جو کہ ہین اُنسے تعلق دور ہی — خار سے کیا اُلجھے نقشہ چادر مہتاب کا
ملتی ہی عاشق کو لذت فرقت معشوق مین — اختیاری ہجر ہی سرخاب سے سرخاب کا
ہی تنزل مین ترقی صاف دل کے واسطے — دیکھ لو بنتا ہی موتی خشک قطرہ آب کا
پائون جو رکھتا ہی کھاتا ہی سر اُسکا ٹھوکرین — یہ حریم کوے جانان ہی مقام آداب کا
جور اعدا پہ بھی کر سکتا نہین ترک وطن — دھیان آتا ہی جو نا سخ فرقت احباب کا

لیکن شاپور شبر دل جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا قریب اس باغ کے آکر پہونچا دیکھا مرکب ایرج کا ایک تھان پر بندھا ہی سمجھ گیا کہ آقا اسی باغ مین ہین پشت باغ پر آکر کمند ماری دیوار پر چڑھ آیا دیکھا ایرج مسلسل بیٹھے ہین ایک نازنین مسند پر مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے شاپور ایک گوشے مین آکر ٹھہرا گائن واسطے پیشاب کے اُٹھی شاپور نے گائن کو بیہوش کیا اُسی کی شکل بنکر محفل مین آیا گاتے گاتے کہا کہ ای ملکہ اگر حکم ہو تو اس جوان کو مین راضی کرون شمیم نے کہا کہ ای حُسن آرا اگر تو نے اسکو راضی کیا تو بڑا احسان ہوگا شاپور قریب ایرج کے آیا کہا کہ ای شہریار غلام حاضر ہی آپ ایک کلمہ کہدیجیے کہ مین تجھپر عاشق ہون مین ابھی اسکو مارے لیتا ہون ایرج نو پرورش کردہ خواجہ عمرو ہین ایسی باتین بنائین کہ آخر کو شاپور نے شراب کا چرچا کیا شراب پلا کر تھوڑے ہی عرصے مین ساری محفل کو شاپور نے بیہوش کیا شمیم سحر بند کو قتل کیا ایرج نوجوان کو چھڑا لیا لیکر باہر نکلا مرکب کو اُس تھان سے کھولا شاہزادے کو سوار کیا ایرج و شاپور ایک جانب چلے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا تھا کہ ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے اپنے لشکر کا راستہ خیال کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار سوار و پیدل رہ ہ روی کرتے ہوے آتے ہین فیلاب کوہی قلعہ سیلاب کا حاکم براے مدد لقا چلا ہی نگاہ پڑی جمال جہان آراے ایرج پر شبکر و عیار ساتھ تھا اُس سے کہا کہ دریافت تو کر یہ کون جوان کھڑا ہی شبکر و قریب شاہزادے کے آیا جمال جہان آرا دیکھکر

حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا پوچھا کہ ہمارے آقاے نامدار پوچھتے ہین کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے کہان سے تشریف لاتے ہین کہان تشریف لیے جاتے ہین ایرج کو حرکت پر جادوگرنی کی نہایت غصہ تھا فرمایا جا کر کہدو کہ نقد روح و روان قاسم عالیشان نبیرۂ لقاے بے ایمان ایک ساحرہ گرفتار کر کے لائی تھی اُسکو قتل کیا اب براے سرکوبی لقا جاتے ہین عیار یہ سُنکر بھاگا قیلاب سے سب احوال بیان کیا قیلاب بہت خوش ہوا کہا کہ مین براے مدد خداوند جاتا تھا کچھ نذر کو میرے پاس نہ تھا اسی جوان کو لیجا کر پیش کرونگا یہ کہکر ساتھ والون سے کہا کہ اس جوان کو گرفتار کرلو چہار طرف سے سوارون اور پیدلون نے ایرج نوجوان پر حملہ کیا ایرج نوجوان نے قبضۂ دو دمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا کہ با شیدای کافران بیجا و ای نابکاران پرد غا

ہرکہ دانند و ہر کہ ندانند بشناسد نعرۂ ایرج نوجوان | ملک ایرج آن آفتاب منیر

کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر | اگر تیغ کین برکشم از غلاف | تزلزل فتند درمیان مصاف

منم میر میدان جنگ و جدل | منم نغمت خوانِ جنگ و جدل | منم شیر دل صف شکن پہلوان

منم ابن فرزند صاحبقران | شاپور شیر دل نے بھی نیمچہ سنبھالا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار

چلنے لگی کئی سو سپہ سالاران لشکر ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے قیلاب غصے مین قریب شاہزادہ کے پہونچا فوج والون کو منع کیا کہ صاحبو تم ٹھہر جاؤ مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا بہادر شیر دل صف شکن کامل فنون سپہ گری کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈالکر بقوت صاحبقرانی اُٹھایا قیلاب گھبرایا پکار کر آواز دی کہ ای شہریار الامان شاہزادے نے فرمایا امان بشرط ایمان عرض کی جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا یہ سنون مکر سے مسلمان ہوا ایرج سے کہا کہ ای شہریار اب مین آپ کے ساتھ چلونگا اُسی مقام پر اُترا جلدی بارگاہ استادہ کرائی لشکر بھی اُسی مقام پر اُترا پاے انداز بچھاتا ہوا ایرج کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا شاپور نے کہا کہ ای شہریار یہ مکار معلوم ہوتا ہے ایرج نے کہا یہ مرد سپاہی ہے تم عیار ہو تمکو سب مکار ہی معلوم ہوتے ہین لیکن قیلاب نے شراب مین بیہوشی ملائی ہتھیلی پر رکھکر جام سامنے شاہزادے کے پیش کیا ایرج بے اندیشۂ انجام پی گئے شاپور کو بھی دم دلاسا دیکر

پلایا تھوڑی دیر مین دونون بیہوش ہوے آہنگرون کو بُلایا دونون کو مسلسل و مطوق کیا منظور ہوا
خدمت مین لقا کی پہلوون سب نے کہا کہ آج اسی مقام پر اُتریے کل کوچ کیجیے ایرج و شاپور کو قید خانے
مین چھوڑ آپ بارگاہ مین آکر بیٹھا کہ عیار نے بڑھ کر عرض کی آپ کے بھائی صاحب آفتاب شعلہ مزاج
تشریف لاتے ہین شکار کو آئے تھے خبر جو پائی آپ کی ملاقات کو آتے ہین قیلاب اُٹھا استقبال کر کے
بارگاہ مین لایا آفتاب نے پوچھا کہ کیون بھائی صاحب یہان اُترنے کا کیا باعث ہی قیلاب نے
کہا کہ ای برادر آج عجب معرکہ ہوا مین جو اس طرف گذرا قاسم کا بیٹا جو نبیرۂ رستم کہلاتا ہی گھوڑے پر سوار ملا
مین نے لسبولیت دریافت کرایا کہ آپ کون ہین کہان جاتے ہین جھلا کے کہلا بھیجا کہ سرکوب لقا
مجکو بہت ناگوار ہوا مین جا پڑا مین نے کہا کہ او بیہودہ تو نے یہ کیا کہا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا مین نے
تلوار چھین کے ایک طمانچہ مارا گھوڑے سے گرا مین نے مشکین باندھ لین عیار و سردار لشکر مین
قید ہین آفتاب نے کہا کہ کیا نام ہی کہا ایرج بن قاسم آفتاب نے کہا کہ بھائی یہ تو کہیے کہ اُسنے
طماس کے بیٹے ماسب کو کیونکر زیر کیا میعاد عاد رشک دراز گردن کہ انسانون مین دیو ہی
وہ اُسکا رفیق ہی بھلا تمسے وہ کیا زیر ہوگا ما بدولت ہوتے تو شاید زیر بھی ہو جاتا تمھارے حال کو
تو مین خوب جانتا ہون قیلاب نے کہا کہ بھائی صاحب ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی بُلا کے پوچھ لیجیے
آفتاب نے کہا کہ ضرور بُلاؤ قیلاب نے کہا بھائی صاحب بُلانے سے کیا فائدہ دربار خداوندی
مین چلکر دیکھیے گا کہ مین کس طرح پیش آتا ہون آفتاب نے کہا کہ مین ضرور بلواؤنگا جس دن یہ قلعہ
ذوالامان پر چڑھ گیا ہی مسلمانون کو تنگ کر دیا بادشاہ سلیمان فارسی ایسا کاروان تھا کہ جو اُسنے
ناموس حمزہ کو بچایا جب یلغر کیا قلعہ لے لیا ہر طرف سے مددگار آتے تھے ناموس صاحبقرانی کو
بچاتے تھے قیلاب نے کہا کہ مین یہ جھگڑا نہین جانتا مین نے قید کیا ہی آفتاب نے کہا کہ بلوا دیجیے
قیلاب نے سبکرو سے خفیہ کہا کہ تو جا کر ایرج کو سمجھا دے جب بھائی صاحب پوچھین تو کہدے کہ
قیلاب نے مجکو زیر کیا کہنا کہ مین قید سے چھوڑ دونگا اگر خلاف کروگے تو ابھی قتل کرونگا سبکرو
نے جا کر ایرج سے کہا ایرج نے کہا کہ ہم کہدینگے قیلاب نے ایرج کو بلوایا ایرج نے دربار مین
آکر مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی آفتاب نے کہا کہ ای نبیرۂ صاحبقران آپ بڑا ابل کرتے ہین
ہمارے بھائی صاحب نے آپ کو ایک طمانچے مین زیر کیا آپ کو شرم نہین آتی ایرج نے کہا کہ تمکو

یقین آیا آفتاب نے کہا کہ مجھے تو یقین نہین آتا قیلاب نے جھلاکر کہا کہ او نبیرۂ حمزہ صاف صاف نہین کہتا ایرج نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی آفتاب جو ہنسا قیلاب کو ناگوار گذرا تلوار پکڑکر اُٹھا کہ او نبیرۂ حمزہ ہین تجکو ابھی قتل کرونگا آفتاب ہان ہان کرتا رہا قیلاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہاتھ اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی ایرج نے غصے مین آکر قید توڑ ڈالی تلوار چھین کے قیلاب کی پھینکدی ایک طمانچہ مارا کہ سر قیلاب کا چنبر گردن سے اُڑگیا آفتاب دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ ای شہریار مین تو مدت سے جویا تھا کہ قدمبوسی کرون یہ بھی مجکو یقین تھا کہ یہ جھوٹا ہی یہ کہکر آفتاب بصدق دل مسلمان ہوا دونون لشکر دائرۂ اسلام مین آئے سب سردارون نے بصدق اطاعت کی ایرج اُسی مقام پر فروکش ہوے آفتاب مصروف خدمتگاری ہی ایرج نے کہا کہ ای برادر بیٹھ جاؤ آفتاب نہ بیٹھتا تھا ایرج نے بجبت تخت پر بٹھایا ناچ ہونے لگا نازنینان سمنبر گا رہی ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی ایرج نے پلٹ کر دیکھا کہ آفتاب زار زار رو رہا ہی ایرج نے گانیوالی کو منع کیا فرمایا کہ کیون ای بہادر خیر تو ہی مین تمکو نہایت ملول پاتا ہون کیا رنج و ملال ہی عرض کی کہ ای شہریار حال لائق عرض کرنے کے نہین ہی فرمایا بیان تو کرو عرض کی کہ ایک مشکل سخت ہی اس غلام کو یہ خیال آیا میرا فرزند ارجمند ماہتاب ببر سوار جری و بہادر صف شکن بچپن سے اُسنے فن سپہ گری کو خوب حاصل کیا بڑے بڑے پہلوان اُسنے زیر کیے جس قلعے پر گیا اُسکو فتح کیا یہان سے قریب ایک قلعہ ہی قلعۂ سرحد اُسکو کہتے ہین سرحد طلسم کاؤسیہ کی وجہ سے اُسکو قلعۂ سرحد کہتے ہین بادشاہ کاؤسیہ کا وہ خراجگزار ہی قلعہ دار وہان کا ملک انجم ستارہ شناس بڑا کاہن زبردست ہی اسی واسطے بادشاہ طلسم کاؤسیہ نے اس سرحد پر اُسکو مقرر کیا ہی کہ طلسم کشا کو روکیگا بیٹا میرا اُسکی بیٹی پر عاشق ہوکر چڑھ گیا اُسنے کہا کہ میری بیٹی کا مہر بہت گران ہی جب طلسم کاؤسیہ فتح کرو اُس طلسم مین ایک قصر ہی کہ اُسکو قصر مروارید کہتے ہین مروارید بے بہا سے وہ معمور ہی ایک بار شتر مروارید اُس قصر سے نکالو وہ مہر مین میری بیٹی کے دو یہ اُسکا مہر ہی اور اُسنے غضب یہ کیا کہ یا تو اُسنے نام ہی سُنا تھا اُسنے تصویر کھنچوا کر دیدی اُس تصویر کو دیکھکر اور زیادہ جوش و خروش ہوا ملکہ ممتاز گوہر پوش اُسکا لقب ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک دشت ہی اُس دشت مین ایک کوہ ہی وہ ہی مقام داخلے کا ہی میرا فرزند گیا اُس نے یہان سے ایک شیر پیدا ہوا

اُسے اُٹھاکر لے گیا لشکر پر اُسکے برقین گرین کئی ہزار جوان مارے گئے آخر لشکر بھاگ آیا ایرج نے یہ سُنتے ہی کہا کہ مجھے بھیجو مین فتح کرونگا بیٹے کو تمھارے رہا کرلاؤنگا انشاء اللہ اُسکی بیٹی سے اُسکی شادی کرونگا آفتاب رونے لگا کہا کہ ای شہریار کیونکر عرض کرون کہ حضور وہان جانیکا ارادہ کرین ایرج نے کہا کہ ای برادر مجکو تو جانا واجب ولازم ہی بین خاص کرکے برائے تلاش طلسم کا دسیہ نکلا تھا ہمارے ہمچشم کی معشوقہ اُسمین قید ہی اگر اُسکو رہا کرلیا سب دست راستیون پر احسان ہوگا اگر تم نہ لیجاؤ گے مین خود جاؤنگا اول چلکر ملک انجم سے عہد واثق لین کہ ہم ایک بار شنشر مروارید بھی تمھاری بیٹی کے جہیز مین دینگے اور طلسم بھی فتح کرینگے آفتاب ناچار ہوا دوسرے دن وہانسے کوچ کیا برائے مقابلۂ انجم سرحد دار چلے یہان کیفیت یہ ہوئی کہ جب ملکہ مخمور گرفتار طلسم کا دسیہ ہوئین آنکھ کھولکر اپنے کو ایک مکان مین پایا جادوگرنیان بیٹھی ہین کاؤس اور تاک نشین کہ جو بادشاہ طلسم ہی جب ملکہ مخمور نے صاحب علامت کو مارا اتفاق سے کاؤس اور تاک نشین اُس طرف سے جاتا تھا اسنے اپنا سحر کرکے ملکہ مخمور کو گرفتار کیا رات بھر اشتیاق ملاقات ملکہ مخمور مین تڑپا ہجر کی کالی رات پہاڑ ہوگئی کبھی اُٹھتا ہی کبھی بیٹھتا ہی خادمون نے جو آکر باہر ذکر کیا کہ آج شاہ نے آرام نہین فرمایا مصاحب یہ خبرین سُنکر حاضر ہوے دیکھا کہ کاؤس اور تاک نشین پلنگ پر سر برہنہ بیٹھا رو رہا ہی مصاحبون کو دیکھکر آنسو پوچھ ڈالے مگر رنگ چہرے کا زرد لب پر آہ سرد دل مین درد سب نے عرض کی کہ سرکار کو عجب حال پر ملال مین پاتے ہین نمکخواران شاہی بہت گھبراتے ہین ارشاد تو ہو کہ آپ کو کیا ملال ہی دل کو شہنشاہ کے کس بات کا خیال ہی نمکخواران شاہی پیروی کرین کاؤس اور تاک نشین نے مُنہ پیٹ لیا کہا کہ یارو کیا کہون کیونکر اس راز کو چھپاؤن دیوانہ وار کسی صحرا مین نکلجاؤن نظم

دل لیتی ہی وہ زلف سیہ فام ہمارا ۔ بجھتا ہی چراغ آج سر شام ہمارا
ایسا کوئی گمنام زمانے مین نہ ہوگا ۔ گم ہو وہ نگین جسپہ کھدے نام ہمارا
ہم گو کہ ہین دیوانے مگر غرق یم اشک ۔ یونان کے مانند ہوا نام ہمارا
مے پائی نہ پینے کو تو ہم پی گئے آنسو ۔ اشکون نے بھی ساقی نہ بھرا جام ہمارا
کعبے مین بھی وحشت کی رہی دست درازی ۔ صد چاک کیا جامۂ احرام ہمارا

طفلی مین تھی اک دایہ ہین اب چار کے کاندھے | آغاز سے کیا خوب ہی انجام ہمارا
اک آدھ رہے جسم مشبک مین تراتیر | خالی نہ کبھی صید سے ہو دام ہمارا
کام اور دن کے جاری رہین کام ہین ہم تم | اب آپ کی سرکار مین کیا کام ہمارا
ناسخ کہین جلد آکے کہے قاصد جانان | خط لیجئے دلوائیے انعام ہمارا

مصاحبون نے عرض کی کہ غلامان جانباز اس جلے کو نہین سمجھے کاؤس نے کہا کہ یارو کل میری شامت
تھی کہ مین اُدھرا ہوا جاتا تھا گذر طرف سے علامت طلسم کے ہوا دیکھا کہ علامت پر آفت برپا ہی مجکو جانا
پڑا سحر کیا نگاہ اُس جمال جہان آرا معشوق عاشق کُش پر پڑی چھریان کلیجے پر چل گئین ہر چند کہ اُسکو
قید خانے بھیدیا مگر دید کا مشتاق ہون ایک مقدمہ اور زیادہ نازک ہی دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
کہ نام نامی اس ظالم کا مخمور سُرخ چشم ہی افراسیاب مدت سے اسپر عاشق ہی اس زمانے مین
کوئی باعث ایسا ہوا کہ یہ شریک مسلمانان ہوگئی نبیرۂ صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان کی
مائل ہوئی اسپر افراسیاب سے فساد ہوا افراسیاب درپئے آزار ہی اُسکا قصد ہی کہ طلسم ہوشربا
مین نہ رہنے دون اگر کہین اُسکو معلوم ہوا تو میرے ساتھ ضرور فساد برپا کریگا مین حیران ہون کہ
کیا کرون وزرا نے عرض کی کہ ای شہریار کل اُسے دربار مین بلائیے پیام وصل دیجیے یہ بھی وعدہ
کر لیجیے کہ سلطنت طلسم کا تجھے اختیار ہی اگر قبول کرے لطف سے سلطنت کیجیے مسلمان آپ کا کچھ
نہین کر سکتے اس طلسم کو آپ کے بزرگون نے ایسی ترکیب سے بنایا ہی کہ جو کوئی آنے کا ارادہ کرے
گرفتار بلا ہو کسکی مجال ہی کہ لوح کا نشان پائے لوح کو اور زیادہ سخت کیجیے کاؤس نے سر جھکا لیا
کہا کہ یارو افراسیاب سے کوئی کہے یا نہ کہے وہ خود کامل و اکمل سحر مین طاق فنون و علم کیمیا
و سیمیا و ریمیا مین شہرۂ آفاق کسکی مجال ہی کہ اُس سے مقابلہ کر سکے وزرا نے عرض کی کہ یہ طلسم
وہ مقام ہی کہ اگر آپ پاؤن کھینچکر اندر طلسم کے بیٹھ رہینگے تو افراسیاب نہ آسکیگا لوح ایسے
مقام پر ہی کہ کوئی وہان جا نہین سکتا لیکن ایک امر غلام عرض کرینگے کہ ایک کاہن طلسم اکی مرتبہ
وعظ مین بیان کر چکا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اسکی فکر واجب و لازم ہی کاؤس نے کہا کہ مین نے بھی اکثر
کتب مین دیکھا کہ عمر طلسم تمام ہوئی مگر اسکا مجکو اعتبار نہین کسی کی مجال نہین ہی کہ میرے طلسم مین
داخل کرے یہ طلسم بہت سخت ہی میرے بزرگون نے بنایا ہی مین ہی جانتا ہون اس بات کو چھپاؤ

کہ افراسیاب کو خبر نہ ہونے پائے مصاحبون نے عرض کی کہ کسی کو خبر نہ ہوگی انھین باتون مین شب تڑپ تڑپ کر بسر کی جب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا مصاحبون کو ساتھ لیے ہوے دربار مین آیا حکم دیا کل کے قیدی کو لاؤ اندراس جادو کہ داروغۂ زندانخانہ تھا اُسکے نام حکم ہوا قیدیہ ملکہ مخمور کی لاؤ لیکن یاروا اُس محبوب خوشرو کو کوئی صدمہ نہ پہونچنے پائے بہت احتیاط سے لاؤ اندراس گیا چند کنیزین بھی ساتھ ہین نہایت احتیاط سے ملکہ مخمور کو دربار مین لایا مخمور حجاب سے غرق تھی رنگ چہرے کا فق دل مین قلق سر جھکا کر کھڑی ہوئین کاؤس نے مصاحبون سے اشارہ کیا چند مصاحب اُٹھے قریب ملکہ مخمور کے آئے عرض کی کہ ای ملکۂ عالم یہ طلسم کاؤسیہ ہی بڑے بڑے لوگون نے قصد کیا کہ اسکو فتح کرین مگر فتح نہ کرسکے شہنشاہ ہمارے آپ پر عاشق ہوے ہین طلسم کی سلطنت لیجے آپ کو نیک و بد کا اختیار ہی کوئی آپ کے مقدمے مین دخل نہ دیگا شہنشاہ ہر وقت آپ کی خدمتگزاری مین مصروف رہینگے مخمور کو غصہ آیا چہرہ سُرخ ہوگیا اشارے سے جواب دیا کہ اگر ایسا ارادہ کریگا تو ہمکو زندہ نہ پائیگا بہت پچتائیگا عرصہ دراز تک منت کی کنیزون نے بھی بہت بہت سمجھایا ملکہ نے جواب سخت دیے مشیرون نے کہا کہ ابھی طائر نو گرفتار ہی اُسی نبیرۂ حمزہ کے واسطے بیقرار ہی دو چار دن گذرنے دیجیے ضرور قبول کریگی کاؤس نے مجبوری و ناچاری قبول کیا ملکہ کو قیدخانے مین بھیجکر بیٹھا ہی اپنے دل کا حال کہ رہا ہی دریا چشمۂ چشم سے بہ رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی اوہامِ فلک سیر کاہن طلسم کتاب بغل مین دبائے ہوے آکر پہونچا عرض کی کہ ای شہنشاہ جو عورت آکر قید ہوئی ہی اور سرکار اُسپر مائل ہین یہ اچھی بات نہین ہی اس سے فساد دور تک پہونچیگا دیکھیے صاف صاف لکھا ہی کہ معشوقۂ افراسیاب کا آکر قید ہونا نشان بربادی طلسم ہی ایک جوان اور کل پرسون آکر قید ہوگا اُسکے بعد طلسم کشا آئیگا اُسکے ہاتھ سے بربادی طلسم لکھی ہی سرحددار کو اطلاع دیجیے کہ جو کوئی آئے اُس سے بجرأت مقابلہ کرے طلسم مین نہ آنے دے اب ہر کسی کا طلسم مین آنا بہتر نہین اسی ضمن مین داخلۂ طلسم کشا بھی ہوگا سرکار کو بہت تکلیف پہونچیگی کاؤس مبہوت بیٹھا تھا اچھا اچھا کہکے ایک نامہ سرحددار کو لکھ بھیجا جب کاہن چلا گیا کہا بیہودہ بکتا ہی کتابون کی تحریر کا کیا اعتبار میرے بیان کیا کتاب سامری نہین ہی مراد اس بیان سے یہ تھی کہ سب کو اطلاع ہوگئی کہ طلسم کشا آنیکو ہی اب حال ایرج نوجوان تحریر ہوتا ہی کہ انجم اختر شناس کو خبر پہونچی

آفتاب تاجدار باپ ماہتاب کا نبیرۂ حمزہ کو لیکر آتا ہی چونکہ نامہ پہونچ چکا ہی اب سوچا کہ مقابلہ کرون تو مشکل ہی یہ لوگ صف شکن تیغزن مشہور عالم لقا ایسے سرکش کو در بدر خاک بسر کر دیا بلکہ باختر مین صاحبقران بارہ برس لڑے بدیع وقاسم نے وہ وہ شبخون مارے کہ لقا کو بھاگنے کے سوا کچھ نہ بن پڑا شہنشاہ نوشیروان کہ پردتا جمشید جم کا تھا اُسکو یون مٹایا کہ نوشیروان دربدر خاک بسر ہوا یارد کن کن ملکون کا نام لون جن ملکون اور جن شہرون مین ان مسلمانون کا قدم گیا اُنکو برباد کیا اب تم سبھون کی کیا صلاح ہی میرے نزدیک تو اسی مین فلاح ہی کہ طلسم کی جانب روانہ کر دون وہان جا کر گرفتار ہو جاوینگے ہر چند کہ شاہ طلسم نے تحریر کیا ہی کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور کاہنان طلسم نے بھی حکم لگا دیا کہ اب طلسم کشا آئیگا اور طلسم کشا خاندان صاحبقران سے ہوگا کون پہچانے کہ طلسم کشا کون شخص ہی اسی پردے مین طلسم کشا بھی آئیگا مین اس جوان سے مقابلہ ہی نہین کر سکتا جا کے استقبال کرون دو روز دعوت کر کے عرض کرون کہ مہتاب ببر سوار کو رہا کر کے لائیے مین شادی کر دون وہ رہا کرنے جاوینگے خود گرفتار ہونگے طلسم مین بڑے بڑے جادوگر مین ستارہ شناس کہ زمین کو آسمان پر پہونچا دین ایک شخص کا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی سب وزرا و امرا نے عرض کی کہ بہت بجا ارشاد ہوا جو حضور نے تجویز کیا یہی مناسب وقت ہی یہ سب ذکر کر کے بادشاہ نے سامان استقبال کیا بیرون قلعہ آکر اُترے تیسرے دن دیکھا کہ ایرج نوجوان بفر فریدونی و حشمت جمشیدی آفتاب آگے انتظام کرتا ہوا کئی افسر شاہزادے کو گھیرے ہوے اسی ہزار فوج پشت پر شاپور شیر دل ایک عیار طرار و فرار خنجر گزار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے بادشاہ واسطے استقبال کے بڑھا شاپور نے جو اس طرح بادشاہ کو آتے ہوے دیکھا سراپا پر نگاہ ڈالی عرض کیا کہ ای شہریار یہ بادشاہ مجکو مکار معلوم ہوتا ہی ایرج نے کہا کہ دیکھا جائیگا بادشاہ استقبال کر کے ایرج کو اپنی بارگاہ مین لایا ایرج نے بیٹھتے ہی کہا کہ ای انجم اختر شناس تمنے ماہتاب ببر سوار کے ساتھ کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے اُسنے کہا تھا کہ طلسم کو فتح کر کے آئیے ایک بار دختر مرداریہ لائیے ملکہ ممتاز گوہر پوش کو بیاہ کے لیجائیے وہ برائے فتاحی طلسم گئے پھر پلٹ کے نہ آئے مین مجبور و ناچار ہون ایرج نے کہا کہ مین اُسی تقریب کا مشتاق ہون اگر آپ کو دعوی زور بازو ہو تو بسم اللہ طبل جنگی بجوائیے میدان کارزار مین آئیے ورنہ جو آپ کو منظور ہو وہ فرمائیے مین

بسر و چشم بجالاؤنگا ایرج نے جو بل تیوری پہ ڈال کر یہ کلمات کہے انجم کانپنے لگا دست بستہ عرض کی کہ پہلے دولہا کو لائیے اگر سرکار کو منظور ہو تو مین آپ کے حکم سے گردن تابی نہین کر سکتا وہ کنیز حاضر ہو سوار کر کے لیجائیے طلسم فتح کیجیے وہین شادی بھی کر لیجیے ایرج نے سر جھکا لیا کہا انشاء اللہ ہم طلسم شکست کرینگے ماہتاب ببر سوار کی رہائی کا بندوبست کرینگے یہ کہکر بارگاہ انجم سے اُٹھے اپنی بارگاہ مین آئے کہا کیون بھئی شاپور اُسنے سب باتین معقول کہین ہین اُسکا کیا جواب دون طلسم پر جاؤنگا شاپور نے کہا کہ آقا مجکو سراسر فتور معلوم ہوتا ہے اول تو زبانی شبرنگ کے معلوم ہوا کہ خواجہ زادون نے بلاحظہ نجوم فرمایا کہ فتاح اس طلسم کے نور الدہر بن بدیع الزمان ہین آپکے ہاتھ سے چند در بند فتح ہونگے مین زمانے کو خواجہ زادون کے کیونکر خلاف کہون ایرج نے کہا بیہودہ نہ بکو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی سب شعبدے بیکار ہو جاتے ہین شاپور نے سر جُھکا لیا جانتا ہے کہ یہ آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر لے تاج میری بات کاہیکو مانینگے جو انکے ذہن مین آویگا وہی کرینگے خاموش ہورہا ایرج نے بعد اکل طعام کہ منزلون کے تھکے ماندے تھے آرام فرمایا شاپور شیر دل کو اسکا گمان تھا کہ کسی سے مقابلہ دمبادلہ نہین یہ بھی شام سے جاکر سو رہا آفتاب نے ہر چند کہ بیٹے کے فراق مین بیقرار ہے طلایہ وغیرہ مقرر کیا یہ بھی جاگ رہا یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوگا شب بھر سب نے آرام کیا بوقت سحر شاپور اُٹھا کہ جاکر آقا کو برائے نماز جگاؤن بارگاہ مین جو آیا دیکھا کہ غضب ہو گیا پتا کسی عیار کا معلوم ہوتا ہے زیر پلنگ نقب لگی ہوئی ہے شاہزادہ پلنگ پر ندارد شاپور نے ایک چیخ ماری کہ یار و غضب ہوا آقا پلنگ پر نہین ہین کوئی چُرا لے گیا آفتاب وغیرہ دوڑے شاپور کو دیکھا کہ سر پر ہاتھ رکھے ہوئے رو رہا ہے آفتاب نے کہا کہ کیون اے شاپور تمھاری عقل مین کیا آتا ہے شاپور نے کہا کہ مین جاکر انجم سے پوچھتا ہون کہ یہ حرکت کسنے کی کون ہمارے آقا کو چُرا لے گیا اُسکا پتہ لگائیے ورنہ ہم آپ کے دامنگیر ہونگے آفتاب و شاپور دربار مین انجم کے آئے تمام کیفیت چوری جانے ایرج کی بیان کی انجم تاجدار نے کہا کہ قسم ہے لات و منات کی مین اس حال سے بالکل آگاہ نہین تیز رو میرا عیار ہے مین ابھی اُسکو بُلاتا ہون وہ پتہ لگا دیگا تمام شہر کو چھان ڈالیگا جسنے یہ حرکت کی ہوگی اُسکو سزا ملیگی اس طرح انجم نے بیان کیا شاپور نے آفتاب سے اشارہ کر دیا

کہ اسکے کلمات سے صداقت ظاہر ہے کچھ سختی نہ کیجیے آفتاب کا ارادہ تھا کہ مین اسی وقت انجم سے مقابلہ کرون لڑبھڑ کے اپنی جان دون شاپور مانع ہوا انجم نے اُسی وقت تیز رو عیار کو بلایا کہا کہ ای تیز رو شاہزادہ ایرج کو کوئی فرش خواب سے چُرالے گیا جلد پتہ لگاؤ تیز رو نے کہا کہ غلام ابھی جاتا ہی چالیس ہیک بچون کو ساتھ لیکر گیا شاپور بھی وہان سے نکلا آفتاب سے کہتا ہوا کہ کچھ لڑنے سے مدعا حاصل نہ ہوگا ہمکو خوب یقین ہوا کہ انجم اس مقدمے سے نا واقف ہی مین خود پتہ لگاؤنگا آپ حفاظت لشکر مین آمادہ رہیے آفتاب کو طرف لشکر کے بھیجا شاپور تلاش مین ایرج کی نکلا اب حال ایرج نوجوان کا تحریر کرتا ہون کہ جب ایرج دربار مین انجم کے آگے ممتاز گوہر پوش اسکی ایک بیٹی ہی کہ جسپر ماہتاب عاشق ہوا دوسری دختر بلند اختر شہباز پریچہرہ نہایت حسین و جمیل سرو قد خورشید خد سمنبر عارض رشک قمر غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار شیرین گفتار موے میان نازک اندام خوشخرام اُسنے جو خبر سُنی کہ نبیرۂ صاحبقران جنکی مان ملکہ گیتی افروز ہین وہ آج دربار مین آپ کے باپ کے تشریف لائینگے ملکہ ممتاز تو کسی قدر بیمار تھین ملکہ شہباز کنیزون کو ساتھ لیکر کوٹھے پر آئین جھروکون مین جھککر دیکھنے لگین یکایک آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب حشمت افروز جہانداری شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان آئے کہ خود زرین سر پر لباس پُرتکلف زیب جسم انور زرہ یاقوت نگار پہلو مین تلوار سپر پشت پر ہلال و بدر کا ساتھ چار آئینہ جسم پر آراستہ جس سے دیکھنے والے حیران ہون کیونکر شان و شوکت کے سامان عیان ہون غزال چشم شیر خشم دیکھنے کے ساتھ ہی ملکہ شہباز کو پسینہ آیا قلب تھرایا ہر چند ضبط کیا نہ ہوسکا بیقرار ہوکر اُٹھین چاہا کہ اپنے مقام خاص پر چلی جاؤن سلطان عشق کی کشور دل پر چڑھائی ہوئی لڑکھڑا کر گرین بیہوش ہوگئین کنیزین گود مین لیکر بھاگین بارہ دری مین لائین پلنگ پر لٹایا گلاب کیوڑہ بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھین کھولدین کنیزون نے پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی حضور کو بہت پریشان پاتے ہین کیا کیفیت ہی ملکہ نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا کہ صاحبو کیا بیان کرون جو دل کی حالت ہی نظم

خلق کی تسخیر کو ہر نقش پا افسون ہوا ٭ سایہ دیکھا اُس پری کا جسنے وہ مجنون ہوا
فرقت خال سیہ مین مردہ مین محزون ہوا ٭ موت افیونی کی آئی جبکہ بے افیون ہوا

اس ادا سے دھوئین ہین دست حنائی آپ نے — ہر حباب آب جو اک دیدۂ پرخون ہوا
نکلونگا مثل شرر سنگ صنم سے روز حشر — زیر دیوار حرم گو آج ہین مدفون ہوا
بوسۂ خال سیہ دیتے نہین صاحب اگر — ایک دن سُننا کہ بندہ کشتۂ افیون ہوا
ماہ تابان بھین ہوا ہالہ ہوا مار سیاہ — پیچ دھوئین شب گر خیال کاکل شبگون ہوا
چین کی جا کوئی دنیا مین نہین جز غمکدہ — کیا ہی دانا تھا کہ ساکن خم مین افلاطون ہوا
ہم شہیدون کی جو خاک اُسکی سواری سے اُڑی — ایک دم مین توسن باد صبا گلگون ہوا
طوق ہالے کا پڑا اُسکے گلے مین کسلیے — چاند بھی شاید اُسی کے عشق مین مجنون ہوا
ہر وہ تیغ اُسکی نگہ دیکھی اگر میری غزل — طائر بسمل وہین ہر طائر مضمون ہوا
باغ مین تقطیع اُس سرو رواں کی دیکھکر — سرو کا مصرع مری نظرون مین ناموزون ہوا
کیونکر ای ناسخ خوار عجل دشمن ہو نہ خوار — کیسے موسیٰؑ کا علیؑ شیر خدا ہارون ہوا

کنیزون نے عرض کی کہ لونڈیان اس جملے کو نہین سمجھین مفصل سمجھائیے کہ ہماری سمجھ مین آئے وزیرزادی گل اندام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ حضور کنارے چلین مین کسی قدر سمجھتی ہون اور حضور سمجھا بھی دینگی مین بدل وجان پیروی کرونگی مطلب دلی حاصل ہوگا کنیزون کو ہٹا دیا جب تنہائی ہوئی گل اندام نے کہا کہ میری عقل مین یہ آیا یقین ہی کہ خلاف نہ ہو حضور نبیرۂ صاحبقران پر مائل ہوئین کچھ ہرج نہین ہی شاہ اور شہزادیون کا یہی کام ہی ملکہ گیتی افروز وجہان افروز دختران خداوند زمردشاہ باختری پسران حمزہ پر عاشق ہوکر نکل گئین وہی باعث زوال دولت خداوند کا ہوا دختر نوشیروان ملکہ مہرنگار اس طرح نکل گئین کہ زوال سلطنت نسل کیان ہوا ملکہ نے شرماکر سر جھکا لیا کہا گل اندام خوب سمجھین یہ کہتے تو کہا مگر آنسو آنکھون سے جاری ہوے گل اندام نے دوپٹے سے اشک حسرت پونچھے کہا حضور کیون مایوس ہوتی ہین لونڈی فکر کرتی ہی مین حضور سے اُنکو لاؤنگی یہ کہکے ایک کنیز کو پکارا کہا کہ میرے بھائی خوش آہنگ عیار کو بُلا لا کنیز گئی خوش آہنگ نے جو سُنا کہ ہمشیرہ بُلاتی ہین دوڑا ہوا آیا بچپن سے اسنے محل مین پرورش پائی ہی سامنے ملکہ کے آیا عجب حالت دیکھی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس وزیرزادی سے کچھ سرگوشی ہورہی ہی اسنے دست بستہ عرض کی کہ غلام کو کیون یاد فرمایا ہی

بسر و چشم حاضر ہون جو حکم ہو بجا لاؤن گل اندام نے الگ لیجا کر کہا کہ ای برادر خوش آہنگ تم جانتے ہو کہ ملکہ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہی اگر اُنکے دشمنون پر کوئی افتاد پڑی ہمکو کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان جو تشریف لائے ہین ہماری ملکۂ عالم اُنپر عاشق ہوئین ہو سکتا ہی کہ کسی ترکیب سے اُنکو یہان لے آؤ خوش آہنگ نے کہا کہ مین آج ہی لاتا ہون ہر چند کہ عیار اُنکا بہت کامل و اکمل ہی اگر اُسکے ہاتھ سے بچا اور اُسکو غافل پایا تو آج ہی لایا یہ کہکر خوش آہنگ دن ہی سے چلا لشکر ایرج نوجوان مین آیا شاپور کو دیکھتا ہی کہ یہ کہان رہتا ہی بارگاہ ایرج کے مقامات دیکھے شاپور کو دیکھا کہ شام سے جا کر سو رہا خوش آہنگ ایک گوشے مین آیا نقب کنی شروع کی ٹھہرہ نقب کا توڑا ایرج نوجوان کو بیہوش کرکے لے گیا ملکہ شہباز سے ملاقات ہوئی ایرج بھی معشوق پر عاشق ہوے اُسی باغ مین صحبت آرا ہین تیز رو شاپور براے تلاش نکلے ہین مگر تیز رو عیار طرار و فرار اول تو اسنے عنبر انہیون سے اقرار نامہ لیا کہ جس گھر مین نیا مہمان ہو ہمکو خبر پہونچا تا آپ خود جا بجا دیکھتا پھرتا ہی لیکن شاپور آفتاب تیغزن کو مطمئن کرکے چلا پھرتا پھراتا اُسی باغ کی پشت پر آیا گانے کی آواز سنی سمجھا کہ کیا عجب ہی جو آقاے نامدار یہان ہون یہ سوچ کر بذریعہ کمند دیوار پر آیا دیکھا کہ شاہزادہ والا قدر پہلو مین ایک معشوقہ کو لیے بیٹھے ہین ایک نازنین شعلہ خو خوشرو سامنے ایرج کے بیٹھی گا رہی ہی نظم

وحشیون کو کیا ہی مجھ وحشی سے یارا نہ ہوا / شیر کا پنجہ برابر مووے سر شانہ ہوا
تیرے آگے باغبان نے نوچ ڈالے سب چمن / باغ مین ہر گل برنگ سبزہ بیگانہ ہوا
بزم مین خالی نظر آیا جو ساقی کا مقام / شیشۂ مے کا دہن لبریز پیمانہ ہوا
آتش رنگ حنا سے شمع ہین سب اُنگلیان / دست جانان مین مرا مکتوب پروانہ ہوا
زلف جانان بنگئی ہی گور مین مار عذاب / تھا جو افسون چشم جادو کا وہ افسانہ ہوا
صورت اُسکی دیکھتا ہون ہر در و دیوار سے / اندلون کا شانہ میرا صاف بتخانہ ہوا
رندی اپنی پارسائی سے مبدل ہو گئی / ہجر مین ہر قطرۂ مے سبحہ کا دانہ ہوا
پیش غیر آتا نہین باہر ورق چشم سے / طفل اشک اپنا جو نادان تھا بڑا دانہ ہوا

عشق سے چونکا کے مجکو ہنس کے وہ کہنے لگا / بعد مدت آج کیونکر آپ مین آنا ہوا
ہو گیا ہی غیر کیا سودائی تجھپر ای پری / ہو گیا کتا ترے کوچے مین دیوانہ ہوا
مثل اخگر ہی چراغ خانہ پنہان خاک مین / بام اپنا پستی طالع سے تہ خانہ ہوا
ذکر کیا شبہاے فرقت مین چراغ و شمع کا / آگ لگنے سے کبھی روشن سیہ خانہ ہوا
جانور اچھے کہین ناسخ برے انسان سے / شہر سے وحشت ہوئی مانوس ویرانہ ہوا

شاپور نے جو یہ رنگ صحبت دیکھا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کیا صاحب نصیب ہین انکے واسطے ہر مقام پر عیش و نشاط موجود ہی ہم تو انکے واسطے مارے مارے پھرتے ہین یہ معشوق پریچہرہ کو لیے پہلو مین بیٹھے ہین دیوار سے اترا ایک کنیز کی شکل بنکر سامنے آیا کہا واری ذرا میرا گانا سُنیے یہ گل اندام وزیرزادی پر عاشق ہوا ہی گل اندام نے کہا کہ کیون سوسن یہ زبان درازی تو گانا کیا جانے شاپور نے وزیرزادی کی بلائین لین کہا مین صدقے مین قربان مین نے یہ کمال اپنا کبھی ظاہر نہین کیا آج سماعت تو فرمایے سازندون سے اشارہ کیا ساز درست ہوے شاپور بشکل سوسن سامنے ملکہ کے تانین مارنے لگا نظم

جوش سودا ہی سواد شب ہجران اپنا / نہ ہوئی صبح ہوا چاک گریبان اپنا
نہین ممکن کہ کوئی خار تعلق چبھ جاے / اپنے دامن کو سمیٹے ہی بیابان اپنا
ذکر گل کا ہی تو کیا انجمن آراے چمن / کہ نہ الجھا کبھی کانٹے سے کبھی دامان اپنا
آگ پردے کو لگا دے نہ کہین نالۂ دل / ای پریرو نہ چھپا چہرۂ تابان اپنا
ایسے لاغر جو نہ ہوتے تو سماتے کیونکر / تنگ ہی خانۂ زنجیر سے زندان اپنا
چوندھیا کر ابھی گرتے ہین زمین پر تارے / کیون بدن زیر فلک کرتے ہو عریان اپنا
کچھ جوانی ہی مین ہم مست مے عشق نہین / کہ خمستان کے سوا تھا نہ دبستان اپنا
نعرہ زن مین نہین محفل مین تو کہتا ہی وہ گل / آج بے بلبل نالان ہی گلستان اپنا
ہر ورق بال پری سے ہی مشابہ ناسخ / کہ پریزادون کے ہی وصف مین دیوان اپنا

شاپور نے اس رنگ سے اس غزل کو گایا کہ گل اندام بیقرار ہو گئی کہا سوسن تونے آگ لگا دی تجھکو گانا کسنے سکھایا شاپور نے کہا کہ یہ جو شاہزادہ والا قدر بیٹھے ہین انھون نے سکھوایا روپیہ انکا

مشفقت میری رات کو جو میری آنکھ کھلی دیکھتی ہون پائینتی بیٹھے ہوے پاؤن دبا رہے ہین اُٹھ بیٹھی انکو
ڈھکیل دیا یہ قدمون پر گر پڑے یہ سُننا تھا کہ ملکہ کا چہرہ سُرخ ہو گیا کہا صاحب سوسن تمکو مبارک
ہو مجھے تمھین کیا مطلب اسکو لیجائیے سوسن تو رونے لگی کہا حضور سراسر دروغ ہی میری یہ حقیقت ہی
کہ میرے قدمون پر سر رکھتے ایرج نے قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا دیوانی تہمت لیتی ہی ایک ہاتھ مارون کہ سر اُڑ جائے
شاپور نے قدمون پر سر رکھدیا چٹکی لی عرض کی کہ غلام کو نہین پہچانا غلام قدیم آپ کا شاپور ہی
ایرج نے گلے سے لگا لیا شاپور نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ملاحظہ فرمائیے مین نے پتہ ٹھیک ٹھیک دیا آب
یاد آیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب یہ بے اعتدالیان مجکو نہین پسند آتین بی سوسن کو لیجائیے ایرج
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون پریشان ہوتی ہو یہ میرا عیار طرار تمھاری کنیز کی شکل بنکر آیا ہی شاپور
نے اپنے کو ظاہر کیا اب تو خوشیان ہونے لگین ایرج نے یہ بھی کہا کہ بی گل اندام کو میان
شاپور نے پسند فرمایا ہی گل اندام نے کہا کہ نوج نگوڑے موش صحرائی کو قبول کرون اپنی صورت
کو تو دیکھے کبھی آئینہ تو میسر نہ ہوا ہو گا چینی مین پیشاب کرکے تو اپنی صورت دیکھی ہو گی اب تو
خوشی ہونے لگی شاپور نے کہا کہ ای آقاے نامدار لشکر مین سب پریشان ہین آپ یہان آکر بیٹھ رہے
ایرج نے کہا کہ انشاء اللہ کل لشکر مین چلینگے قضاے کار یہان تو بتکلف جلسہ آراستہ ہی میان
شاپور کا غزلین ٹھریان گانا معشوق رشک غزال کا دام مضمون مین طریقے سے پھنسانا گل اندام
بیچین ہو رہی ہی علم موسیقی مین کمال رکھتی ہی سمجھ سمجھ کے تعریفین کر رہی ہی لیکن تیز رو عیار فرستادہ
انجم تاجدار پھرتا پھرتا اس طرف بھی آنکلا گانے کی آواز جو کان مین آئی خیال مین آیا کہ دیکھون
باغ مین ملکۂ عالم کے کیا چرچا ہی پہلے سوچا کہ یہان جانا کیا ضرور ہی آخر یہی دل مین آیا کہ دیکھ
تو لین کیا ہو رہا ہی یہ سوچ کر دیوار باغ پر آیا بنگاہ غور دیکھا کہ ایرج نوجوان پہلو مین شہزادی کے
بیٹھے ہین شاپور قریب گل اندام مسخرہ پن کر رہے ہین تیز رو جل گیا کہ اس گیسو بریدہ نے غضب کیا
مسلمان کو پہلو مین بٹھایا باپ کی آبرو کا خیال نہ کیا بی گل اندام بھی عیش کر رہی ہین ان سب کو
قتل کراؤن یہ سوچ کے بھاگا در دولت انجم اختر شناس پر آیا محلدار سے کہا کہ شاہ کو جاکر
بیدار کر دو عرض کر دو کہ تیز رو در دولت پر حاضر ہی محلدار گئی شاہ کو جگایا نام عیار کا سُنکر آنکھین
ملتا ہوا انجم باہر آیا تیز رو نے کہا کہ حضور سوار ہون کُل فوج کو حکم ملے ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل سب

تیار ہون انجم نے کہا کہ ای تیز رو مفصل حال تو بیان کر تیز رو نے کہا کہ حضور سوار ہون راہ مین سب کیفیت عرض کرونگا مقدمہ اسی لائق ہی کہ چارون قتل کیے جائین انجم سوار ہوا فوج مین قرنا ہوئی سب فوج تیار ہو کر حاضر ہوگئی کمیدان و رسالدار عرض کر رہے ہین کہ آخر کسپر لشکر کشی ہی دھوئین اُڑا دین شہنشاہ کا حکم ہو رستم و اسفندیار سے مقابلہ کرین انجم نے راہ مین کہا کہ ای تیز رو اب تو مفصل بیان کرو تیز رو نے سب حال مفصل بیان کیا کہا حضور اُس گیسو بریدہ ننگ خاندان نے کچھ آپ کی آبرو کا خیال نہ کیا یہ آگ بی گل اندام نے لگائی عیار کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہین یہ سُنکر انجم بھی آگ ہوگیا کہا کہ ای تیز رو نبیرۂ حمزہ کو قضا لیکر یہان آئی ہی اس طور سے قتل کرون کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُنکے حال پر روئین اور مجبور رحم نہ آئے فوج سے پلٹ کر کہا کہ باغ شہباز کو چار جانب سے گھیر لو کوئی نکل کر جانے نہ پائے کل فوج نے چہار جانب سے باغ کو گھیرا کہ ایک کنیز نے کہا واری کرائے کی سُم ہائے مراکب کی کیسی آواز آتی ہی یہ کہکر کوٹھے پر چڑھ گئی وہان سے ہانپتی کانپتی ہوئی آئی کہا کہ ای شہریار غضب ہوا کہ انجم کو خبر ہوگئی ڈیڑھ لاکھ فوج نے باغ کو گھیرا ہی شاپور نے کہا کہ آقا آپ نکل کر مقابلہ کرین مین چھپ چھپا کر نکل جاؤن فوج سرکاری کو لاؤن ایرج نے کہا کہ کچھ ضرورت نہین کوئی مرکب تیار کرو ایک مرکب بادشاہ نے بیٹی کو دیا تھا شبرنگ تیز رو دریائی اُسکا نام تھا سالہا سال سے بندھا رہتا تھا زمین پر ٹاپین مارتا تھا کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا تھا ملکہ نے کہا کہ صاحب یہ مرکب خونی ہی اُسپر کوئی سوار نہین ہوتا ایرج نے کہا کہ اُسپر ہم سوار ہونگے انشاء اللہ انجم سے سمجھنا ہی یہ کہکر اُسی مرکب کو تیار کرایا ایرج کو دیکھکر وہ مرکب شیہے بھرنے لگا زبان سے سینہ چاٹتا تھا گھوتھنی قدمون پر رکھدی ایرج بسم اللہ کہکر سوار ہوے کنیزون نے کہا کہ واری ماشاء اللہ کیا صاحب اقبال ہین یہ گھوڑا انسے رام ہوگیا مُنہ قدمون پر ملتا ہی خدا انکو مظفر و منصور کرے یہ بلا انکے سر سے دور کرے ایرج دروازے سے باہر نکلے اُسوقت ملکہ کی بیقراری و اشکباری کبھی پکارنا کہ ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار جس طرح پشت دکھا کر جاتے ہین اسی طرح پھر روے زیبا دیکھون اپنی تقدیر سے یہ امید نہین نظم

ای بخیہ گر معاف یہ احسان گر نہین — چھپ جائین مُنہ دکھاکے وہ زخم جگر نہین
گو مژدہ قبول دعا ہی مگر مجھے — احسان بخت بد سے امید اثر نہین

کیا کیا رہی نشیب و فراز نظر مگر | ثابت یہی ہوا کہ دہان و کمر نہین

آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا پائچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ایرج نوجوان نے گھوڑا باہر نکالا فوج کو دیکھکر نعرہ کیا کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پُر دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد

نعرۂ ایرج نوجوان

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتند در میان مصاف
ہنر بر دہان ایرج نوجوان
ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
منم شیر دل صف شکن پہلوان

انجم نے فوج کو اشارہ کیا تلوار چلنے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کوئی بیحیا مُنھ پر نہین چڑھتا دور سے نیزہ و تلوار مارکر بھاگتے ہین جہان کسی نے پشت سے وار کیا ملکہ نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا کہ اے گُل اندام خدا سے دعا کرو اس حربے سے خدا اس شیر کو بچائے بڑھ دے نامرد نے پشت پر سے آکر وار کیا ہے ایرج نے خالی دیکر قبضہ مارا کہ اُس بیحیا کا سر پھٹ گیا ملکہ اچھل پڑین کہا کہ کیون اے گُل اندام تو نے اس جرأت کو دیکھا ماشاء اللہ کس لطف سے اپنے کو بچایا حریف کو مارا مگر چہار جانب سے فوج کا بلوہ ہر کس کس کو روکین کس کسکو ٹوکین ہر طرف سے صدہا وار پڑ رہے ہین تیر پیام قضا لیکر آتے ہین ایرج نوجوان حکم کر رہے ہین طائران تیر کے پر کٹتے ہین کئی تیر اور نیزے جو جسم اطہر پر پڑے فوارے خون کے بلند ہین ملکہ فوارہ خون کا جب دیکھتی ہین دل ہل جاتا ہے بے اختیار پکار اُٹھتی ہین اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز اس مشکل کو آسان کر ہم گنہگارون پر احسان کر **نظم**

اے خداوند خالق دو جہان
دور گردون و گردش دوران
ہمہ مخلوق تست اے خلاق
ہست لاریب بہر تو شایان
ختم بر ذات تست اے باری
بر ہمہ خلق میکنی احسان
قطرۂ آب را گہر سازی

بانیِ خانۂ زمین و زمان
پرتو افگن ز نور تو گشتند
جن و نہ بود ملایک و انسان
توئی خلاق و قادر و قیوم
حرمت و قدر و فخر و عزت و شان
بہ تنِ ناتوان توان تو دہی
نطفہ را صورتِ بشر سازی

بے شک و ریب در حکومت تست
مہر رخشندہ و مہ تابان
خامہ وصفِ تو ہر چہ بنویسد
توئی رزاق و راحم و رحمان
نیک و بد را تو میدہی روزی
تو بہ بخشی بجسم بیجان جان

بیقرار ہو کر جو ملکہ نے دعا کی شاہزادہ لڑتا بھڑتا قریب انجم کے پہونچا للکارا کہ او نامرد مردان عالم کے پاپوش کی گرد یہ دھوکا کیا انجم نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست

بڑھایا کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون انجم نے آواز دی کہ ای شہریار الامان فرمایا امان بشرط ایمان انجم نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا ایرج نے زمین پر رکھدیا انجم نے فوج کو منع کیا خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے بخوشامد و منت ایرج و شاپور کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا کلیجے مین دھوئین اُٹھ رہے ہین کہ اس ظالم نے میرے خاندان مین دھبا لگایا گھڑی دو گھڑی خاطر و مدارات کی ایرج کے خوش کرنے کو یہ کہدیا کہ بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کرونگا کل عقد ہوجائے بعد تھوڑی دیر کے دو جام شربت کے بھر کے لایا کہا کہ حضور ہمارے خاندان کا طریقہ ہی کہ نسبت پختہ کرتے ہین تو دولھا کو اپنے ہاتھ سے جام شربت پلاتے ہین شاپور کے ساتھ گل اندام کو منسوب کیا شاپور بھی خوش ہوگیا ایرج نوجوان نے بخوشی جام لیا بدون رد و قدح پیگئے شاپور نے بھی پیا پیتے ہی سر کو گردش ہوئی شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار بیہوشی ہمکو اور آپ کو دیکھی ہی بڑا دھوکا کھایا گھبرا کے اُٹھے بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے دونون گرے انجم نے حکم کیا کہ آہنگرون کو بلاؤ دونون کو مسلسل و مطوق کیا تیزرو سے کہا کہ پہلے چلکر اُس گیسو بریدہ کو قتل کرون انکی تدبیر تو ہوجائیگی یہ کہکر دس بیس سوار ساتھ لیے برائے قتل ملکہ شہباز چلا یہان ملکہ بعد جانے ایرج کے نہایت پریشان تھین کہ رہی تھین کہ صاحبو شاہزادے نے غضب کیا اُسکے ساتھ دربار مین چلے گئے ایسا نہ ہو کہ وہ بگڑ پیش آئے ایک کنیز سے کہا کہ بڑھ کر خبر تو لے کہ وہان کیا گذری کیا کہکر دل کو سمجھاؤن نظم

وہ بیزار مجھسے ہوا زار مین ہون
وہ میخوار غیرون مین ہی خوار مین ہون

نہین عشق سے زرد اور زار مین ہون
اگر ہی وہ یوسف خریدار مین ہون

ہوئی جمع بیدردی و دردمندی
دل آزار وہ ہی تو بیمار مین ہون

اُسے ہی عداوت مجھے ہی محبت
جو خونخوار وہ ہی تو غمخوار مین ہون

وہ ہی سرو قد طوق سے مین ہون قمری
وہ آزاد ہی تو گرفتار مین ہون

کسی کے مٹائے سے مٹتا ہی کوئی
ترے کوچے مین نقش دیوار مین ہون

وہ کرتا ہی باتین مین کرتا ہون آہین
گہربار وہ ہی شرربار مین ہون

یہ غم ہی نہ کردے جدا کوئی گلچین
وہ گل باغ عالم مین ہی خار مین ہون

وہ ہی بولتا ہی جو مین بولتا ہون
اگر ہی وہ بلبل تو منقار مین ہون

دگرگون ہر ہر آن وضع محبت — کبھی غیر مین ہون کبھی یار مین ہون
کہا حضرتِ درد نے خوب ناسخ — کہ زلفِ بتان کا گرفتار مین ہون

اس پریشانی مین ملکہ ٹہل رہی ہین دل کو آرام نہین آتا کہ جو کنیز خبر کو گئی تھی وہ دوڑی ہوئی آئی عرض کی کہ حضور غضب ہوا آپکے باپ نے دونون کو گرفتار کرلیا اب آپ کی گرفتاری کو آتے ہین ملکہ یہ سُنکر رونے لگی کہا کیون صاحب اب مین کیا کرون اگر باپ لیجائیگا قتل کریگا دیکھیے تقدیر کیا دکھائے کنیز نے کہا کہ حضور جو کچھ کیجیے جلد کیجیے وہ آتے ہی گھس پڑینگے بہت بے ادبی کرینگے ملکہ نے کہا کہ صاحب مین اپنی جان وآبرو کے خوف سے طرف صحرا کے نکل جاؤن شاید پھرتے پھراتے اُنکے لشکر مین پہونچون اُنکے دادا جان سے عرض کرون اس شہریار کے بھائی چچا سب شمشیر زن تیغزن ہین سُنتے ہی آئینگے میان انجم کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا کنیزین بھاگنے لگین گیارہ کنیزین وگل اندام وزیر زادی باقی رہگئین گل اندام نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہین بسم اللہ سوار ہوجیے ملکہ مادیان عربی پر سوار ہوئین بارہ گھوڑے اور تیار کیے اُنپر وہ کنیزین سوار ہوئین کنیزون نے باغ مین چلتے چلتے آگ لگادی طرف صحرا کے روانہ ہوئین ملکہ نے پلٹ کر فرمایا توکلت علی اللہ وہ رہبر کامل منزل مقصد پر پہونچائیگا جب ملکہ نکل گئین بعد تھوڑی دیر کے انجم آگر پہونچا باغ کو دیکھا کہ جل رہا ہی کنیزین بھاگی جاتی ہین ایک کنیز کو پکڑا اُس سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ ملکہ نکل گئین چند سوارون کو انجم نے براے گرفتاری ملکہ روانہ کیا وہ تھوڑی دیر مین واپس آئے کہا حضور کہین پتہ نہین ملتا نہین معلوم کس طرف گئین انجم رنجیدہ وکبیدہ پلٹ کر آیا وزیرون اور مشیرون کو جمع کیا کہا کہ کیون صاحب اب کیا صلاح ہی نبیرہ حمزہ کو قتل کرون سب نے کہا کہ آپ قتل نہ کرین ورنہ غضب ہوجائیگا جو مسلمان خبر پائیگا لشکرکشی کرکے آئیگا جان بچانا دشوار ہوگا بہتر یہ ہی کہ ان دونون جوانون کو ساتھ لیجیے خدمت خداوند مین چلیے وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے یہ صلاح اُسکو پسند آئی ایرج وشاپور کو اژدہے پر سوار کیا ڈیڑھ لاکھ فوج سے انجم طرف لقا کے چلا فوج بہت ہی پہلوان بھی بڑے بڑے ساتھ ہین یہ خبر وحشت اثر آفتاب تیغزن کو پہونچی سب سے صلاح کی کہ کیون یارو اگر تم سب دستگیری کرو تو اسپر شبخون مارون آقا کو رہا کرلون سب نے کہا کہ اُسکے ساتھ فوج بہت ہی شبخون سے کچھ نہ ہوگا ہم لوگ خود گرفتار ہوجائینگے ہم آپ سب صاحب خدمت مین صاحبقران کی چلین اُنسے بیان کرین کہ انجم قید کو ایرج نوجوان کی لیے ہوے آتا ہی مار کر شاہزادے کو چھین لیجیے وہ قصد کرینگے تو سب کچھ بن پڑیگا

اُس شہریار کے والد نامدار جد عالیتبار رستم ذیوقار اور پہلوانان نامی و سرداران گرامی وہان موجود ہین
بہ آسانی رہا کر لینگے اس رائے کو سب نے پسند کیا آفتاب مع بائیس ہزار جوانون کو لیکر دوسرے
راستے سے طرف لشکر صاحبقران کے چلا جبدن سے ایرج نوجوان غائب ہوے شاہزادہ نورالدہر
شبرنگ سے فرماتے ہین کہ ایرج نے جاکر آفت برپا کی ہوگی ایسا نہ ہو کہ مخمور کو رہا کرے عمر بھر طعن و تشنیع کریگا
لشکر مین رہنا مشکل ہوگا شبرنگ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے حسب ارشاد فیض بنیاد خواجہ زادگان
وہ اگر واسطے فتاحی طلسم کا وسیبہ جائینگے صدمہ عظیم اُٹھائینگے شب کو یہ صلاح ہوئی صبح کو یہ شیر بیشۂ
صاحبقران نامور پشت مرکب پر یوش پر سوار ہوے صرف عیار کو ساتھ لیا سردارون نے پوچھا
کہ کہان جانیکا ارادہ ہی فرمایا کنارے پر لشکر کے شکار کھیلین گے شبرنگ نے رکاب پر ہاتھ رکھا
بو قدمے پر مرکب کو ڈالا پشت سے آواز آئی کہ ای آقائے نامدار و ای مولائے قدر شناس یہ غلام
بھی حاضر ہوتا ہی نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا عاشق صادق دیار موافق ہزبر بیشۂ کانگان
صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور مادہ کرگدن کو بڑھائے ہوے
کہتا ہوا آتا ہی کہ غلام تو ہمراہ ہی جہان حضور جائینگے وہین مین بھی چلونگا نورالدہر نے مرکب
ٹھہرالیا طہماس قریب آیا کہا آقا چلیے مین قصد سے حضور کے واقف ہون ہمراہ چلونگا اب
نورالدہر و طہماس و شبرنگ ہمراہ چلے کنارے تک لشکر کے دیکھتے بھالتے آئے اب مرکب کو
بڑھایا طہماس ساتھ ہی کوئی تین کوس یا چار کوس نکلے تھے کہ ایک آہو ملا دور جاکے اُسے شکار کیا
ایک نخل کے سائے مین ٹھہرے اُسکے کباب درست کرنے لگے شبرنگ سب کام کرتا جاتا ہی کہ صحرا سے
گرد اُڑی دیکھا کہ گینڈے پر ایک پہلوان پشت پر تیس ہزار جوان اسی طرف آتا ہی نورالدہر کو دیکھکر
گینڈے سے اُترا آکر سلام کیا عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی شبرنگ نے نام
بتایا بس وہ جوان رونے لگا کہا کہ ای شہریار آفتاب تیغزن میرا نام ہی غلام ایرج نوجوان
انجم نے بمکر اُنکو گرفتار کیا لیے ہوے آتا ہی پاس لقا کے لیجائیگا نورالدہر نے کہا کہ کیا مجال اُٹھکر
گھوڑے پر سوار ہوے طہماس پیچھے پیچھے گھوڑے کو ٹھکرایا دس کوس پر آکر ٹھہرے دیکھا کہ حقیقت
مین ایرج و شاپور مسلسل و مطوق ایک آرابے پر انجم اختر شناس ڈیڑھ لاکھ فوج سے آتا ہی
نورالدہر نے بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر

ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیمش		کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانده
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم ظفر بر یلانِ عرب یافتم	دیگر	لقا را بیکدست بر داشتم شہ نوجوانان لقب یافتم

طہماس نے بھی نعرہ کیا لشکر کفار پر جا پڑے تلوار چلنے لگی ایرج نے جو نعرۂ نور الدہر کی صدا سُنی شرم سے عرق عرق ہو گئے کہا کہ ای شاپور وہ کشتی گیرزادہ آگیا بڑے شرم کی بات ہی کہ ہمکو قید سے چُھڑائے آفتاب بھی فوج کو لیکر پہونچا لڑتا ہوا طرف ایرج کے چلا پرے بندھے ہوے ہین اس بلا کو دفع کرتے ہوے لڑتے بھڑتے آتے ہین لیکن ایرج نے کہا آفتاب نے بڑا غضب کیا اسکو کیا ضرورت تھی کہ کشتی گیرزادے کو اطلاع کی آفتاب طرف انجم کے جاتا ہی منظور یہ ہی کہ آقا کو رہا کرون ایک سپاہی نے بڑھکر ایرج پر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے ہتھکڑی کو اُٹھا دیا ہتھکڑی کٹی ایرج نے قید کو توڑا شاپور کو بھی رہا کیا لڑائی ہونے لگی اپنا مرکب بھی لیا اُسپر سوار ہوے لڑتے ہوے قریب آفتاب کے آئے اُسنے جُھک کر سلام کیا کہا کہ حضور چلین اب یہان رہنا مناسب نہین ایرج نے گھوڑا بڑھایا یہ نامرد نور الدہر سے لڑ رہے ہین ایرج اور انجم سے مقابلہ پڑا ایرج نے انجم کو زخمی کیا گھوڑے بڑھا کر نکل گئے نور الدہر بھی لڑتے بھڑتے آتے ہین پشت پر طہماس ایسا جوان مجمع کفار کو منتشر کرتا ہوا مگر نور الدہر نے اپنے کو قریب انجم کے پہونچایا تلوار اُسکی چھین لی ہاتھ تلوار کا مارا کہ زخم سر اُسکا چوپارہ ہوا چاہا کہ کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لون اُسنے آواز دی کہ مین آپ کا غلام ہون کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا حیران جمال و محو دیدار تھا حیران ہی کہ کیا جرأت و شوکت کا آدمی ہی کیا صورت زیبا ہی یہ جوان جرأت مین بھی یکتا ہی سب کو سب حال شاہزادے سے کہا کہ مہتاب طلسم مین قید ہی اس وجہ سے مین نے ایرج کو بھی پکڑ لیا تھا مین حضور کی اطاعت کرتا ہون فوج کو بھی منع کیا بارگاہ استادکرائی نور الدہر کو لیکر بارگاہ مین آیا طلسم پر چلنے کا اقرار کیا ایک دن اُسی صحرا مین رہے انجم نور الدہر کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے چلا دور سے دکھادیا نور الدہر قریب صحرائے طلسم کے پہونچے دور سے دیکھا کہ ایک طرف دریا ایک طرف صحرا ایک طرف کچھ درخت ہین نور الدہر نے چاہا کہ صحرائے طلسم مین جاؤن شبرنگ نے دامن تھام لیا اور کہا کہ ای شہریار یہ طریقہ

نہین ہی بس اسی مین خیر ہی کہ پلٹ چلیے نورالدہر نے حکم دیا کہ عبادت خانہ درست کرو عبادت خانے مین داخل ہوے بوقت شب حکیم صاحب انکے خواب مین آگئے فرمایا کہ ای شاہزادے یہ جو ارادہ فتح طلسم کیا ہی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا جب بخضوع وخشوع عبادت کی بزرگان دین سے ہدایت ملی ایک مکتوب بھی دستیاب ہوا کہ جب تک لوح نہ ملے اسکی تحریر پر کام کرنا بوقت سحر نورالدہر عبادت خانے سے باہر آئے انجم سے کہا کہ تم اسی مقام پر ٹھہرو ہم طلسم مین جاتے ہین طہماس نے کہا کہ مین بھی ساتھ چلونگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم مین دو شخص نہین جاتے ہم اکیلے جائینگے طہماس نے کہا کہ مین اپنی جان دونگا نورالدہر ناچار ہوے مکتوب کو دیکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ اسم حاشیہ پڑھتے ہوے قریب دریا جاؤ ایک نہنگ سر نکالیگا جب وہ مُنھ کھولے دہن مین اُسکے پھاند پڑو مقام مقصد پر پہونچو گے نورالدہر بڑھے طہماس وشبرنگ پیچھے پیچھے جب دریا کے قریب آئے دریا مین تہلکہ ہوا پانی نے جوش مارا دس مچھلیان دریا سے نکلین ایک مچھلی شبرنگ کو اُٹھا لیگئی ایک مچھلی طہماس پر گری ہر چند کہ طہماس نے چاہا اپنے کو بچاؤن نہ بچ سکا مچھلی اُٹھا لیگئی اسکی ماہیت سے کوئی آگاہ نہین ہوا نورالدہر قریب دریا کے آئے اسم پڑھا نہنگ پیدا ہوا اُسکے دہن مین نورالدہر پھاند پڑے انجم تاجدار بہت رویا کہ اسنے دل سے اطاعت کی تھی نورالدہر کی جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے ہولخیز مین پایا نورالدہر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ او طلسم کشا تجھے قضا لیکر آئی ہی شاہزادے نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو دار ہلاتا ہوا قریب آگیا ہاتھ دار کا مارا نورالدہر نے دار کو قلم کیا ایک ہاتھ تلوار کا دیو کو مارا دیو کے دو ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود نورالدہر نے اپنے کو دوسرے جنگل مین پایا ایک نخل پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے زمزمہ سرائی کر رہے ہین ایک طائر کلان تڑپ کر شاخ نخل پر بیٹھا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا نظم

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی ... وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی
گر کتان اُس سے پھٹے اِس سے جگر ہو چاک چاک ... ماہِ تابان اور ہی رخسار تابان اور ہی
سیر مقتل مت سمجھ گلگشت ای نازک مزاج ... باغ و بُستان اور ہی گنجِ شہیدان اور ہی
ایک یوسف وان گرانمایان گرے دلہاے خلق ... چاہِ کنعان اور ہی چاہِ زنخدان اور ہی
برق اُسپر ہنستی ہی روتا ہی اِسپر اک جہان ... ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہی

[illegible]

خاک جنت مین لگیگا بعد مردن دل مرا
اسمین ہی داغ فراق ای صبح اُسمین آفتاب
دل سے ہی کاوش اُسے تلوون سے ہی اسکو خلش
جانور اُسپر ہی عاشق اسپہ عاشق آدمی
ہوتے ہین خون اسکے دیکھے سے تو اُسکی ضرب سے
گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہی
ناتراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچے مین ڈھلا
باعث ایمان ہی وہ غارت گر ایمان ہی یہ

ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہی
یہ گریبان اور ہی تیرا گریبان اور ہی
خار مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی
سرو بستان اور ہی سرو چراغان اور ہی
جسم عریان اور ہی شمشیر عریان اور ہی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی
شاخ مرجان اور ہی دست حسینان اور ہی
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی

یہ زمزمہ سرائی جو طائر نے کی نورالدہر اُسکی جانب متوجہ ہوے دل کو لطف ملا چاہتے ہین کہ یہ طائر اسی طرح زمزمہ سرائی کیے جائے ہاتھ پاؤن مین رعشہ قلب کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی کبھی ٹھنڈھی سانسین بھرتے ہین کبھی بیٹھ جاتے ہین کبھی اُٹھ بیٹھتے ہین دل چاہتا ہی طائر کی آواز بگوش ہوش سنون اسی کی صدا پر نوحہ کرون کہ پہلو سے آواز آئی کہ ای طلسم کشا وای جوان یکتا بس طلسم کشائی ہو چکی اُستاد تو تمھارے پاس موجود ہی مکتوب کو نہین دیکھتے کہ سب حال واضح ہوا ب جیسے کوئی سوتے سے جاگتا ہی نورالدہر کو خیال آیا کہ مکتوب کو کیون نہ ملاحظہ کیا شاید کسی دوست نے آواز دی جب یہ صدا ے طائر سے مبہوت ہوے تھے ایک درخت کلان پر دیکھا کہ ایک عندلیب خوشنوا زرین بال یا آواز دیگر غائب ہو گئی اُن طائرون نے اُسکی جانب دیکھا آپس مین چاؤن چاؤن کرنے لگے کچھ زور نہ چلتا تھا حیران حیران دیکھ رہے ہین نورالدہر نے بموجب آواز دینے عندلیب زرین بال کے مکتوب کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہی اسکے سینے پر ایک خال سیاہ ہی اگر قادر انداز ہو تو خال سیاہ پر تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا مکتوب قبضے سے نکل جائیگا گرفتار ہو جاؤ گے احتیاط ضرور ہی نورالدہر نے اسم حاشیہ ورد کیا قربان سے کمان اور ترکش سے تیر یازدہ مشتی زرنگ خدنگ سفتہ سوفار زمرد پیکان عقاب پر بجر کمان مین پیوست کرکے مارا تیر دل دوز مقام مذکور پر جا کر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا بجاے خون اُس طائر کے جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے سب طائر جلنے لگے صداے مہیب آئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من طائر شعلہ خیز بود نورالدہر نے اپنے کو ایک صحراے

نشیب مین پایا دیکھا خاک اُڑ رہی ہی نخل جلے ہوے پتے کف افسوس مل رہے ہین ہواے گرم چل رہی ہی ہر شاخ نخل جل رہی ہی نورالدہر پریشان جستجو کا ہواے گرم کا چلا معلوم ہوا کہ چہرہ پھنک گیا یقین ہی کہ آبلے پڑجائین گرمی بیابان کی دیکھکر نورالدہر گھبرائے اُسی پریشانی مین مکتوب کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اس اسم کو پڑھو گرمی نہ معلوم ہوگی پہلوے صحراے ہولخیز مین باغ شعلہ خیز جادوہر وہان جاکر اُسکو قتل کیجیے ابھی گرمی موقوف ہو نورالدہر اسم پڑھتے ہوے طرف اُس باغ کے چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہی جو نشان کہ مکتوب مین لکھے دیکھے تھے وہ نشان پائے بسم اللہ کہکے باغ مین داخل ہوے دیکھا کہ گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون وچمنہاے طولانی سرسبز وشاداب جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی موتیا رشک مروارید بے بہا غنچہ ہاے ناشگفتہ یا طفلان غنچہ کہون دہن معدوم معشوق سے مثال دون پھولون کو عارض انور محبوب مطلوب کہون صبا نشۂ بادۂ محبت سے لڑکھڑاتی ہی ہر میناے شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورہ شراب شبنم سے معمور کیفیت انتظار مین عجب سرور زمزمہ سرا تمام جانور بشکل گلہاے رنگارنگ وخوشرنگ اُنکے پر خوشنما پہلوے گل مین پھول پھول کر بیٹھے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین نظم

گذر کرے سوئے گلشن جو باغبان نگاہ — عجب نہین گل ونسرین بنے گلے کا ہار
عجب نہین جو اُسی دم وہ ہوئے زمزمہ سنج — شبیہ مرغ چمن گر کشند بر دیوار
ہوا نے قوت بالیدگی یہ بخشی ہی — کہ نخل یکشبہ پہونچے ہی تا سر دیوار
چمن کو دیکھ کے دیکھین اگر بدن اپنا — نظر پڑین پر طاؤس کے سے نقش ونگار
مہک رہا ہی جو گلشن بتمام خوشبو سے — یہ غنچے شاخ پہ ہین یا کہ نافہاے تتار
ہر اک شگوفے نے اپنا ہی عطر دان کھولا — شمیم گل کا ہی دوش نسیم پر انبار
ہی نہر مین حلبی آئنے کی خاصیت — تو دیکھتے ہین جوانان باغ اپنا عذار
اگرچہ خود نہین پھرتا ہی سرو گلشن مین — پر اُسکا عکس تو آب روان مین ہی سیار
کہین ہی لالہ کہین جعفری کہین گل سُرخ — لباس پر گل سوسن کے بھی ہی طرفہ بہار
گل وثمر سے درختون کو دیکھکر سرسبز — کھلے ہی پنجہ دست دعا اُٹھا کے چنار
مین بے ثمر ہون مجھے بھی ثمر عطا کیجو — الٰہی حرمت فیض ہوا و فصل بہار

نورالدہر نے جو رعنائی و زیبائی باغ کی دیکھی حیران تھے کہ شعلہ خیز کو کہان تلاش کرون یہان انسان
وحیوان کا نام بھی نہین اس سوچ مین تھے کہ طرف سے بارہ دری کے کچھ عورتون کی آواز آئی سر اُٹھا کے
دیکھا کہ چند نازنینان ماہ پیکر قمر منظر حور مثال مہر جلال آسمان خوبی کی ماہ کمال اُسمین سے ایک نازنین نے
جو سب کے آگے تھی بڑھ کر نورالدہر کو سلام کیا مثل ہلال شب اول خم ہوئی دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار
آپ نے کنیز کو سرفراز کیا طائر جادو جسکو آپ نے مارا اُسی نے مجکو قید کیا تھا ان سب کنیزون سے پوچھیے
مین نے جو آپ کا ذکر کیا اعتقاد مذہب کا ذکر آیا بس مجکو قید کر لیا جب آپ نے طائر جادو کو مارا مین نے
رہائی پائی مین کنیز ہون آپ کو شاہ طلسم تک پہونچا دونگی ورنہ راہ مین بڑی بڑی مشکلین پڑینگی ابھی لوح
آپ کو نہین ملی جب آپ تلاش لوح مین جائینگے بڑی بڑی جفائین اُٹھائینگے یہ کہکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا
طرف بارہ دری کے لیچلی نورالدہر سراپا کو اُسکے دیکھتے ہین حیران جمال محو دیدار ہو رہے ہین وہ بہ ناز و
کرشمہ باتین کر رہی ہی بارہ دری مین شاہزادے کو لائی کنیزون سے کہا کہ ارے کمبختو مہمان عزیز تشریف
لائے ہین انکی خاطر و مدارات کرو شراب و کباب کا چرچا ہو کنیزون نے دوڑ کر ڈالیان میوے کی
گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سامنے لا کر چُن دین اُس نازنین نے جام لبریز کیا اپنے پنجۂ نگارین
پر رکھکر سامنے نورالدہر کے پیشکش کیا عرض کی اسکو نوش فرمائیے کنیز کی آبرو بڑھائیے پھر مین
آپ سے سب حال طلسم بیان کرونگی تا بہ بادشاہ طلسم پہونچا دونگی نورالدہر نے جام ہاتھ سے لیا اُس
نازنین شعبدہ باز نے کچھ گلابیان کچھ ڈالیان میوہ جات کی قریب کھینچین کبھی پہلو سے ملکر بیٹھی آخر تدبیر کرکے
مکتوب کمر سے نکال لیا نورالدہر نے جب جام ہاتھ سے لیا چاہا نوش کرین وہ ہی عندلیب زرین بال
نخل پر ظاہر ہوئی زمزمہ سرائی کرنے لگی اُس زمزمہ سرائی مین یہ آواز تھی افسوس صد ہزار افسوس
اُستاد پاس ہو اور اُس سے ملاقات نہ کرے برائے خدا مکتوب ملاحظہ فرمائیے نورالدہر نے کمر پر ہاتھ
ڈالا کمر مین مکتوب نہ پایا نورالدہر گھبرا گئے جام شراب کو پھینکا وہ نازنین تڑپ کر بھاگی پکار کر آواز دی
کہ منم شعلہ خیز جادو مکتوب لے لیا اب کہان جاؤ گے نورالدہر نے چاہا کہ بارہ دری سے
نکلون دیکھا چہار جانب دیوارین بلند ہین نکلنے کا راستہ نہین ہاتھ پاؤن مین قوت نہین آنکھون
مین بخوبی بصارت نہین حیران ہو کر اُسی مقام پر بیٹھے شعلہ خیز جو بھاگی سیدھی خدمت مین بادشاہ
طلسم کے پہونچی کاؤس ادرنگ نشین تخت پہ بیٹھا ہی وزرا و امرا سب پریشان سب سے صلاح مین

کر رہا ہے کہ یارو اب کیا کرون مکتوب طلسم کشا کو ملگیا جادوگر مارے گئے ایسا نہ ہو کہ اُسکو لوح ملجائے مقام شعلہ خیز پر فساد پڑیگا یہ ذکر تھا کہ شعلہ خیز آکے پہونچی مکتوب پیش کیا کہا کہ ای شہریار مکتوب مین نے لیا جام پلاتی تھی کہ کوئی در انداز شریک ہوگیا آواز دی خبردار شراب نہ پینا بڑی بات یہ تھی کہ مکتوب مین پہلے ہی لے چلی تھی طلسم کشا نے کرٹٹولی مکتوب نہ پایا شراب پھینک کے میری طرف چلے تھے کہ مین نکل بھاگی لیکن سحر کرکے چلی آئی بارہ دری سے وہ نکل نہین سکتے گویا اُسمین بند ہوے کاؤس نے کہا کہ پھر کیا گھبراہٹ ہے بے آب ودانہ ہلاک ہوجائینگے یہ کہہ کے مکتوب شعلہ خیز سے لیا سامنے صندوق رکھا تھا اُسمین مکتوب رکھدیا باطمینان بیٹھا شعلہ خیز سے کہا کہ تم دو چار دن یہین رہو باغ مین نہ جاؤ یقین ہے کہ طلسم کشا ہلاک ہوجائیگا شعلہ خیز ایک بارہ دری مین جاکر بیٹھی مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُس مکان تنگ وتاریک مین مجبور ونا چار آب ودانہ بند انتہا کے دردمند خیال مین ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ نکلنا یہانسے دشوار ہے دن بھر اسی سوچ مین گذرا دیوارون سے سر ٹکراتے ہین انتہا کے گھبراتے ہین یہی سوچ ہے کہ اے نور الدہر دیکھیے یہانسے نکاسی کیونکر ہو معلوم ہوتا ہے کہ قضا لیکر یہان آئی تھی بلک بلک کر دعا مانگتے ہین نظم

مالکِ ملکِ زمین و آسمان	خالقِ خلق و خداوند جہان	مہر و مہ حلقہ بگوش بندگی
تابع فرمان ہمہ دور زمان	جن و انسان ام و دد وحش و طیور	ہر زمان بنہادہ سر بر آستان
کار فرمایان غلامان حضور	بندہ فرمان ہمیشہ بندگان	از فلک ہر وقت ابر رحمتش
ہست بر روے زمین گوہر فشان	خانہ دار خانۂ عالم خداست	حق مکاندار است اندر ہر مکان

دن بھر شاہزادہ مثل طائر نو گرفتار کے تڑپا وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش کو شکست فاش ہوئی فوج ضیا و شعاع لیکر بھاگا قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا شہنشاہ ماہتابان بجمعیت فوج ثوابت و سیارگان سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا شاہزادہ اندھیرے مین سر ٹکرانے لگا بلک بلک کے درگاہ بے نیاز مین عرض کرتا ہے کہ یہ مقام نہایت تنگ وتاریک ہے کاشکے وہ ملعونہ آئے یہانسے ہمکو گرفتار کرکے لیجائے تا قید حیات اس قید سے نجات نہ ہوگی جب طائر روح قفس جسم خاکی سے چھوٹیگا تب ہم بھی نجات پائینگے بس تڑپ تڑپ کر اسی مقام پر مرجائینگے امان نہ پائینگے شاہزادہ بیتابی مین دعائین کرتے کرتے فرش خاک پر گرا بیہوش ہوگیا آنکھین بند ہوش و حواس باختہ کبھی

گھبراکے آنکھین کھولدین اندھیرے کو دیکھکر پھر بند کرلین یکایک دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا ایک مقام پر دیوار مین روزن پیدا ہوا اور وزن بڑھتے بڑھتے مثل دروازے کے ہوا ایک نازنین ماہ رخسار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مگر چوکنا چار جانب دیکھتی ہوئی کہ کوئی آنہ جائے قریب نورالدہر کے آکر کہا کہ ای شہریار افسوس ہمارے کہنے کو خیال نہ کیا اپنے کو اس بلا مین پھنسایا شعلہ رخسار نے مکتوب پہلے ہی لے لیا ایسا آپ کو باتون مین مبہوت کیا کہ آپ نے مکتوب کو خیال بھی نہ فرمایا جب وہ بھجکی تب آپ کو مکتوب کا خیال آیا مکتوب خدمت مین بادشاہ کی پہونچا بادشاہ نے اُسکو بحفاظت رکھا ہی شعلہ خیز نے جو آپ کے قید ہونیکا حال بیان کیا بادشاہ بہت خوش ہوے شعلہ خیز کو انعام واکرام ملا آپ کو براے تلاش لوح لیے چلتی ہون مگر مقام ربط و ضبط ہی ماکہ لوحداران بعد ایک مہینے کے جلسہ کرتی ہین سب شاہزادیان وہان جمع ہوتی ہین آپ کو اپنی وزیرزادی کی صورت بناکر لیچلونگی نورالدہر نے فرمایا کہ ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی اس قدر شفقت کا کیا باعث ہی تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی یہ سُنکر اُس معشوقۂ خوبرو نے آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے ایک دریا تھا کہ آنکھون سے جاری ہوا کہا ای شہریار ملکہ ہماے جواہر پوش میرا لقب ہی طاؤس زرین پوش کی بیٹی ہون کاؤس اورنگ نشین کہ جو اس طلسم کا بادشاہ ہی وہ اسکا بڑا بھائی تھا اُنکے سامنے اسکی کیا مجال تھی کہ تخت پر بیٹھتا اس مکار نے زہر دلواکر میرے باپ کو مارا مین فنون سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق ہوچکی تھی جب یہ بادشاہ ہوا مجکو حکم دیا کہ شہر طلسم مین چلکر بسو جابجا مجکو کام پر بھیجا کرتے ہین جس روز کہ آپ نے طلسم مین آنیکا ارادہ کیا مجھ بدنصیب کو حکم ہوا کہ تم جاکر مرحلے کو قائم کرو مین گئی آپ نے وہ راستہ ہی چھوڑا اور راستے سے آنیکا ارادہ کیا راہ قدیم طلسم چھوٹی ایک اور راستے سے آگئے مین نے جب آتش سحر سے مقامات روشن کیے جمال جہان آرا دیکھکر قلب اُلٹ پلٹ ہوگیا چاہتی تھی کہ آپ مکتوب سے کام کرین آپ نے نہ ملاحظہ کیا خیر اب تو تشریف لے چلیے شاہزادے نے فرمایا بسم اللہ چلو مگر ای ملکہ بقرار نہ ہو یہ مجھپر بہت شاق ہی کہ مین عورت کی شکل بنکر چلون انشاء اللہ لوح حاصل ہوگی اگر یہان یہ کیفیت نہ ہوئی اور لوح نہ ملی تو کیسی خرابی ہوگی مگر خداے نابزرگ است ملکہ نے ایک تخت بنایا اُسپر نورالدہر کو بٹھایا کسی کی صورت نہین بنایا تخت کو اُڑاتی ہوئی چلین راہ مین سمجھاتی جاتی ہین کہ ای شہریار آج مکان پر لوحداران کے سب شاہزادیان جمع ہونگی بہت حفاظت کے

کے

ساتھ چلیے گا۔ جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا مین آپ کو اشارہ کرونگی آپ ڈریے گا نہین اگر قریب لوح
کے پہونچے اور لوح کو پا گئے دشمنی کا مقام ہی اگر ہاتھ لوح پر نہ پڑا تو باعث خرابی ہوگا نور الدہر نے کہا
کہ عورت بننا مجھپر بہت شاق ہی ملکہ نے کچھ نہ کہا تخت پر سوار ہو کر لیچلین کوئی تین کوس باغ سے نکلی تھین
کہ آواز رونے کی کان مین آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ بلک بلک کر رو رہا ہی پکارتا ہی کہ ای پروردگار
مجکو میرے آقا سے ملا دے آج شاید کچھ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہی نہایت بیقراری ہی نور الدہر
نے کہا کہ دیکھو ملکہ یہ کون رو رہا ہی تخت قریب لیچلو ملکہ ہماسر جواہر پوش نے تخت بڑھایا دیکھا
کہ نخل کے سائے مین ایک جوان گرد کا پتلہ بنا ہوا بلک رہا ہی کبھی پکارتا ہی بیت مارا زخاک کوہیت
پیراہن است بر تن + آن ہم زا شک حسرت صد چاک تا بدامن + کبھی پکارتا ہی کہ ہائے کس ساعت
سے جدا ہوے کہ پھر شاہزادے سے ملاقات نہ ہوئی نہین معلوم کہ اُس آفتاب آسمان جرأت
پر کیا گذری ہمارے دل کو بہت بیقراری ہی نور الدہر نے کہا کہ ملکہ کیا عجب ہی کہ میرا عیار ہو
یہ کہکے تخت اُتارا زمین پر آئے نور الدہر نے آواز دی کہ ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار ای دوست
صادق و ای محب وائق ای سرو باغ الفت و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ مودت، ای مہترین مہتر
شبرنگ بن عمرو ہمکو جواب دو یہ سُنکے وہ شخص اپنے مقام سے اُٹھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا
عجب درد سے روتا تھا کہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا نور الدہر نے اپنے عیار کو دیکھا مگر عیار روتے روتے
کئی مرتبہ بیہوش ہوا آخر ضبط کرکے عرض کیا کہ ای شہریار کہان تھے نور الدہر نے کہا کہ ای شبرنگ کیا
بیان کرین بڑی بڑی جفائین اُٹھائین رہبر پاس تھا وہ بھی چھوٹا ملکہ نے کہا کہ ای شبرنگ آج بڑی
ایک مشکل درپیش ہی ہمکو انتہا کا اس وقت پس و پیش ہی لوحدار ان کے مکان پر جاتے ہین انکو تبدیل
ناظر بنائینگے تم بصورت وزیرزادی چلو سب کام بن پڑیگا یہ بشکل خواجہ سرا ہون تم میرے اشارے
پر مقام لوح پر جانا جس طرح ہو سکے لوح کو لے لینا اگر لوح لی اور انکے گلے مین پہنادی مین تو
بھاگ کر نکلونگی شاہزادہ نعرہ کرکے اُس مقام پر لڑے لوحدار ان کو قتل کرے پھر آگے جیسا
لوح حکم دے وہ بجالائے شبرنگ نے کہا کہ مین ابھی آپ کی وزیرزادی کی شکل بنون اور
شاہزادے کو خواجہ سرا بناؤن مگر تصویر دیکھیے ملکہ نے کہا کہ تصویرین دیتی ہون یہ کہکے تصویرین
ہاتھ مین دین شبرنگ نے دیکھا کہ ایک تصویر ناظر کی ایک وزیرزادی کی لیکن ناظر نوجوان شکیل

شملہ سر پر بندھا ہوا وزیرزادی کی یہ صورت ہی کہ سانولی رنگت محبوب سبزہ رنگ شوخ و شنگ
موسوم بہ گلرنگ شبرنگ اُسی محبوب کی شکل بنکر تیار ہوا نور الدہر کو خواجہ سرا بنایا ملکہ تعریفین
کرنے لگین کہ ای شبرنگ بڑا کمال کیا ذرا خال وخط مین فرق نہین کیا کہنا اب ملکہ نے دونون کو پاس بٹھا کر
تخت اُڑایا طرف مکان لوحداران کے چلین مگر حال ایرج نوجوان کا یہ لکھا ہی کہ مغلوبہ سے نکل گئے
پھر نور الدہر کا انکا سامنا نہ ہوا آفتاب تیغزن بیس ہزار فوج سے ساتھ ہی کسی صحرا مین نہین ٹھہرتے
جب کوئی مقام معقول ملا پہر دو پہر کو ٹھہر گئے پھر چل نکلے رواروی کرتے ہوے جاتے ہین فرمایا ای
شاپور میری آرزو یہ ہی کہ مین نور الدہر سے پیشتر طلسم کاوسیہ پر پہونچون مخمور کو قید سے رہا کرون
کنشتی گیرزادے پر احسان ہو کبھی حجاب سے آنکھ نہ چار کرے ہمیشہ شرمندہ رہے اسی سوچ مین جاتے تھے
کہ توپ کی آواز کان مین آئی کہا کہ ای شاپور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی چلین چلکر دیکھین کہ کسنے گھیرا ہی یہ
کہکے اُسی جانب مرکب کو بڑھایا ملک یلمان تاجدار گھرا ہوا ہی شاہور زنگی چلا آتا ہی یہ چاہتا ہی
کہ خراج لون یلمان تاجدار دُہائی دے رہا ہی کہ ای شاہور ہمارے یہان خشک سالی ہوئی
اس سال معاف کرو شاہور کہتا ہی کہ حکم شاہی اسی طرح پر ہی شاہور مع تیس ہزار جوانون کے
یلغر کیے ہوے آتا ہی یلمان تاجدار نے ارادہ کیا کہ پھاٹک کھولکر نکل پڑون لڑ بھڑکر اپنی جان دوان
مشیرون وزیرون نے منع کیا کہا کہ حضور یہ زنگی بہت زبردست ہی جب قلعے مین آئیگا سمجھ لینگے تو بین
مار رہا ہی شاہور زنگی نے گینڈا اپنا صف سے بڑھایا گرز کو ہلاتا ہوا چلا یلمان بیقرار ہوا سامری و جمشید
کو پکار رہا ہی کبھی لات و منات کو پکارتا ہی شاہور نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑون دس بیس قدم خندق
باقی رہگئی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب سہ حبشی
زیر ران صاحب شوکت و شان گھوڑے کو اُڑائے ہوے آتا ہی وہین سے نعرہ کیا کہ او زنگی سیاہ رو
آگے نہ بڑھنا ورنہ بہت پچتائیگا اُسنے کچھ جواب بھی نہ دیا ایرج نے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکی فوج
پر جا پڑو فوج اُدھر گئی دونون لشکر آپس مین مل گئے تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ گیا ایرج
گھوڑے کو اُڑاتے ہوے قریب شاہور کے پہونچے فرمایا کہ او بیحیا ہم منع کرتے ہین تو نہین سُنتا زنگی
نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے حکم دیا ہی کہ یا سر لانا یا خراج ہم کیونکر رُکین ایرج نے کہا کہ تمھارے
بادشاہ نے جھک مارا ہی وہ عذر کرتا ہی کہ ہمارے یہان خشک سالی ہوئی شاہور نے کہا کہ

توکون ہو کہا ملک الموت جان کافران اُسنے نیزہ مارا ایرج سے نیزہ چلنے لگا آخر ایرج نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر رو کا جیسے ہی وہ تلوار بار کر پلٹا کہ ایرج نے بجرأت ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری خرمن حیات کو شاہور کی جلادیا شاہور کا مارا جانا تھا کہ یلمان تاجدار بھی فوج کو لیکر نکل آیا کہا کہ اے شہریار آپ نے بڑا احسان کیا اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائی ورنہ یہ زندہ نہ چھوڑتا ہمارے قتل سے مُنھ نہ موڑتا ایرج یلمان کو ساتھ لیکر فوج زنگیان پر جا پڑے خیمون مین اُنکے آگ لگادی بازارین لوٹ لین زنگی آخر بھاگے یلمان نے عرض کی کہ غلام کو حضور سرفراز کرین آج سرکار کی مع فوج دعوت ہے ایرج نے کہا کہ اے بادشاہ اگر ہمسے رغبت ہے تو ادیان باطلہ پر لعنت کرو دین پروردگار کا اختیار کرو ورنہ ہمارے جانے کی کیا ضرورت ہے یلمان تاجدار ۔ ل ایرج نوجوان پر عاشق ہو ہی چکا تھا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوے قلعے ین آیا ا۔ ج کو مقام صدر پر جگہ دی فوج کو لطف سے اُتارا جب صحبت گرم ہوئی ایک نازنین حور پیکر قمر منظر نازک اندام مقبول طبع خاص وعام سامنے ایرج کے کھڑی ہوئی چونکہ جمال جہان آرا پر مائل ہوئی ہے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی ہے مُسکرا کے باناز وادا یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

روے جانان پہ ہوا خطِ مُعنبر پیدا
ہوگئے حُسن کے پرواز کو شہپر پیدا

آتشین رُخ پہ ہوا خط معنبر پیدا
بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا

سعی سے گوہر مقصد نہین ہوتا حاصل
نہ کبھی آب روان مین ہوے گوہر پیدا

زلف کو دیجیے کیا مار سیہ سے تشبیہ
سایۂ زلف سے ہوجاتے ہین اژدر پیدا

ایک دل کیسا ہو سو دل ترے قامت پہ نثار
شکل دل کیون نہ ہو ہر شاخ صنوبر پیدا

ہون مین وہ صید کہ ہین جزو بدن تک دشمن
تیر دن کے واسطے ہوتے ہین مرے پر پیدا

ہون وہ گریان کہ پس از مرگ مری تربت پر
سبزۂ تر کی عوض ہو مژۂ تر پیدا

سایہ میرے تن پر داغ کا پڑ جائے اگر
مثل ہیزم ابھی گلبن سے ہون اخگر پیدا

کیون نہ آئینہ ہو حیران کہ سکندر تو کہان
نہین ہوتا کہین اب عکس سکندر پیدا

رنگ و داغ گُل لالہ سے یہ معلوم ہوا
حُسن اور عشق ہوے دونون برابر پیدا

حرف سخت اُسنے کیے مجکو لب رنگین سے	جائے حیرت ہی ہوے لعل سے پتھر پیدا
ہی ازل سے وہ مرا قبلۂ ایمان ناسخ	جسکو خالق نے کیا کعبے کے اندر پیدا

اس زور و شور سے وہ نازنین اس غزل کو گا رہی ہی کہ یلمان تاجدار سنائے مین آگیا ہی ایرج بھی خاموش بیٹھے ہین اس خیال مین ہین کہ پروردگار ایسا سامان کرے کہ مین جا کر محمور کو رہا کرون پھر وہ کشتی گیر زادہ حجاب سے سر نہ اُٹھا سکیگا یکایک آسمان پر ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا اُس ابر کو دیکھکر یلمان گھبرا گیا دست بستہ ایرج کے سامنے آیا کہا کہ حضور اب جا کر آرام فرمائین کچھ مقدمہ رازو نیاز ہی کہ حضور کے سامنے عرض نہین کر سکتا صبح کو حضور کے سامنے بعیبہٖ وہ کیفیت عرض کرونگا ایرج نوجوان اُٹھ گئے شاپور نے راہ مین کہا کہ کسی ساحرہ سے اور یلمان سے رسم و راہ ہی اسی واسطے آپ کو ہٹا دیا ایرج نے کہا کہ ہوگا ہمین اس سے کیا مطلب ایرج نے جا کر آرام فرمایا وہ ابر آکے شق ہوا ایک ساحرہ نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار چالیس پچاس کنیزین ساتھ یلمان تخت سے اُٹھا کہا ملکۂ عالم آئیے جلسہ جو جمع ہوا دیکھا ملکہ صبح دلکشا نے کہا کہ کیون ای یلمان تاجدار ہمارے آنے سے قبل یہ جلسہ آراستہ تھا اسکا کیا باعث شاید کسی مہمان کی خاطر ہی یلمان رونے لگا کہا کہ کیا بیان کرون عجب معرکہ گذرا اگر تم یہان آتین ہمکو نہ پاتین خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا نبیرۂ صاحبقران نے آکر شاہور زنگی کو مارا مین نے اُس شیر کی اطاعت کی وہ ہی دربار مین تشریف رکھتے تھے اُنھین کے سامنے جلسہ ہو رہا تھا اُنکو ہٹا دیا حُسن مین یوسف ثانی جرأت مین رستم وقت اگر اسفندیار و سام اس زمانے مین ہوتے حلقہ ہاے غلامی کان مین ڈالتے اس زور و شور سے شاہور زنگی کو مارا کہ زمین تھراتی تھی وہ زنگی دیو تھا ایک ضرب شمشیر مین دو پرکالے کیے اسطرح پر یلمان تاجدار نے جو بیان کیا صبح دلکشا مشتاق جمال بیمثال ہوئین کہا ای یلمان اصل کیفیت یہ ہی کہ آجکل ہمارے بادشاہ کو یہ انتشار ہی کہ طلسم کشا نے داخلہ کیا کاہن بیان کرتے ہین کہ یہی جوان فتاح طلسم ہی لیکن شعلہ خیز نے قید کر لیا ہی کاہن کہتے ہین کہ طلسم کشا کا قتل ہونا بہت دشوار ہی قید سے چھوٹیگا طلسم کو لوٹیگا اور بھی ایک فرزند صاحبقران کی خبر ہی کہ وہ بھی اس طلسم مین داخلہ کرینگے لیکن نور الدہر فتاح طلسم ہین شعلہ خیز نے مکتوب تو لے لیا کاہن نہین قائل ہوتے یہی حکم لگا رہے ہین کہ لوح وہ جوان پا جائیگا لیکن ای یلمان تاجدار جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا اسوقت تمنے اس شیر کو کیون صحبت سے اُٹھا دیا ہم بھی

ملاقات کرتے بلمان نے کہا کہ اب تو مین کہچکا صبح کو تشریف لائینگے صبح دلکشا خاموش ہورہی مگر دمبدم یاد آتی ہی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کبھی گائن کا گانا سنکر خود بھی یہ اشعار پڑھتی ہی نظم

نظر آجاؤ کہین ہم بھی بصر رکھتے ہین
یار جاتا ہی جدھر ساتھ نظر رکھتے ہین

رات دن سوے در و بام نظر رکھتے ہین
گھر مین ہم رہتے ہین پر اُسکی خبر رکھتے ہین

دشمن و دوست جو سنتا ہی وہ خوش ہوتا ہی
مثل بلبل مرے نالے بھی اثر رکھتے ہین

رتبۂ راندۂ درگاہ بھی دیکھ ای زاہد
لوگ قرآن مین طاؤس کا پر رکھتے ہین

بھیجتے ہین جو خط اُس شمع تجلی کو ہم
سر پہ اب پیک بھی پروانون کے پر رکھتے ہین

اُس بھبھوکے کے نظارے سے نہ جل جائے کہین
اسلیے آنکھون کو ہم اشک سے تر رکھتے ہین

نہ چھوئین خاتم جمشید کو ای رشک پری
ہاتھ مین جو کہ ترا حلقۂ در رکھتے ہین

پیر ہونے کا جوانی مین گمان ہی جیسے
ہم شب ہجر مین امید سحر رکھتے ہین

بنتی ہی بازو کی مچھلی بھی وہین ماہی آب
آستین دیدۂ گریان پہ اگر رکھتے ہین

ساقیا پاتے ہین ہم تیغ حوادث سے پناہ
جام پیتے نہین ہم منھ پہ سپر رکھتے ہین

کئی مرتبہ جو ایسے اشعار صبح دلکشا نے پڑھے بلمان نے کہا کہ کیون ملکۂ عالم آج مزاج کیسا ہی آپ کو پریشان پاتا ہون صبح دلکشا نے ٹالدیا کہا صاحب وہی طلسم کے جھگڑے یاد آتے ہین انھین باتون مین رات گذری بوقت سحر بلمان تاجدار صبح دلکشا سے وعدہ کرکے گیا ایرج نوجوان نماز پڑھ کے بیٹھے ہین کچھ وظائف پڑھ رہے ہین بلمان تاجدار نے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار شب کو مین نے اس واسطے حضور کو تکلیف دی کہ ملکہ صبح دلکشا ایک نازنین حور مثال مشیران سلطنت کاؤس اورنگ نشین سے ہی کہ جو بادشاہ طلسم کاؤس ہی کبھی کبھی تشریف لاتی ہین اصل یہ ہی کہ غلام کو کوئی سابقہ بہم نہین پہونچا جانبین مین خواہش ہی لیکن حجاب مانع رہا شب کو مین نے حضور کے احسان کا ذکر کیا شوکت و جلالت و جرأت آپ کی کیا بیان کرسکتا مگر کسی قدر مین نے ذکر کیا وہ آپ کی مشتاق ہین اور طلسم کے حال سے بخوبی واقف ہین طلسم کشا کا داخلہ طلسم مین ہوگیا اس وقت حضور کی ملاقات کی مشتاق ہین حالت طلسم دریافت کیجیے گا تکلیف نہ ہو تو تشریف لیچلیے ایرج نوجوان نے لباس زیب جسم کیا خود زرین سر پہ رکھا زرہ پہنکر سپر و شمشیر آراستہ کی بلمان تاجدار کے ساتھ چلے شاپور شیر دل گمس ہمراہی کرتا ہوا

ساتھ ساتھ دربار مین تشریف لائے صبح دلکشا کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت صاحب جلالت یکہ تاز
میدان ہمت رستم دقار سہراب اطوار صاحب گرز سام بن نریمان صاحب شوکت وشان اس رعب ودبدبے
سے دربار مین جلوہ فرما ہوے سب مشیر و وزیر کھڑے ہوگئے صبح دلکشا جمال بیمثال دیکھکر عاشق ہوئین کہا
تشریف لائیے یہ کہکے تخت سے الگ بیٹھی کہا کہ ای شہریار تخت پر آپ قدم رنجہ فرمائیے ادب و لحاظ سے بعید
ہو کہ ہم آپ کے سامنے تخت پہ بیٹھین ایرج نے مسکرا کر کہا کہ ہم مرد سپاہی ہین تاج و تخت تمکو مبارک ہو خدا
ہمارے تاجدار ذیوقار کو سلامت رکھے یہ فرما کر دنگل پر جلوہ فرما ہوے فرمایا کہ ای ملکہ صبح دلکشا تمکو طلسم
کاؤسیہ سے کیا نسبت ہو صبح دلکشا نے کہا کہ مین مشیران سلطنت سے ہون نورالدہر نے داخلہ طلسم مین
کیا مکتوب دستیاب ہوا مگر فی الحال صورت زوال ہو شعلہ خیز ناک مرحلہ نے باغ مین اُنکو قید کرلیا
مکتوب چھن گیا مگر کاہن کہتے ہین کہ وہ قید سے رہائی پائینگے ایرج نے کہا کہ ہو سکتا ہو ہم چلکر اُنکو رہا کرین
صبح دلکشا نے خوش ہوکر کہا کہ کنیز حضور کو لیچلیگی مگر دیر نہ کیجیے ایرج نے کہا کہ اُنکو رہا کرکے چھوڑ دین
صبح دلکشا نے کہا کہ چلیے ایرج نوجوان خوش ہوگئے صبح دلکشا اپنے مقام سے اُٹھی ایرج کو تخت پر
سوار کیا شاپور نے کہا کہ مین بھی چلونگا صبح دلکشا نے کہا کہ صورت بدل لو ایرج کی بھی صورت تبدیل
کرو تب میرا ساتھ ہو ایرج کی تو صورت نہ بدلی شاپور ایک کنیز کی شکل بنکر ساتھ ہوا صبح دلکشا تخت
اُڑاتی ہوئی چلین قریب اُس باغ کے پہونچین دیکھا کہ طائر زمزمہ سرائی کررہے ہین صبح دلکشا دل سے اپنے
باتین کررہی ہو کہ اس شہریار پر ایسے احسان کرون کہ لوح کا پتہ بتاؤن طلسم فتح ہو کاؤس مارا جائے یقین ہو
کہ مجکو قبول کرینگے عشق اپنا ظاہر نہ کرون کسی کو اس حال سے ماہر نہ کرون ایرج بھی آگاہ ہوے کہ یہ ہمسے
محبت کرتی ہو صبح دلکشا شاہزادے کو لیے ہوے اندر باغ کے آئین قریب بارہ دری کے جو پہونچین دیکھا
دیوار قائم ہو مگر دیوار مین ایک روزن کلان ہو ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین نورالدہر نہین معلوم ہوتے
صبح دلکشا نے بڑھ کر اُس روزن کو دیکھا نشان نقش پا کی مٹی اُٹھائی وہ سونگھی ہنسکر کہا کہ عجب طرح کا
مقام ہو زبان سے کہہ نہین سکتی ای شہریار آپ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اس وقت مجکو یہ ثابت ہوا
کہ ملکہ ہمارے جواہر پوش دختر بادشاہ طلسم نورالدہر کو رہا کرکے لیگئین اُس سے زیادہ کون واقعہ کار
ہوگا بادشاہ کی بیٹی نہین معلوم کہان لیگئی ایرج کو بڑا افسوس ہوا ملکہ نے کہا کہ ای شہریار بیٹھے مین فکر کرکے
لوح پیدا کرونگی تب آپ سے اطلاع کرونگی صبح دلکشا ایرج کو لیکر پلٹی لیکن کاؤس اورنگ نشین

قلعۂ طلسمی مین تخت پر بیٹھا ہی شعلہ خیز حاضر خدمت ہی کہ شعلہ خیز نے عرض کی اگر ارشاد ہو طلسم کشا کی جا کر خبر لون بادشاہ نے کہا کہ ای شعلہ خیز جا کر اور زیادہ سختی کرو کہ جس سے نور الدہر جلد تمام ہو جائین یہ سنکر شعلہ خیز چلی آگر باغ مین پہونچی دیوار مین روزن دیکھا مکان کو خالی پایا قیدی کا نشان نہین دیوار کو سحر سے غائب کیا چہار طرف ڈھونڈھا کہین نشان نہ پایا پریشان ہو کر پلٹی مگر بدحواس کہ یہ کیا غضب ہو گیا جوش و خروش مین جاتی ہی کہ دور سے اسنے دیکھا ایک تخت اڑا ہوا جاتا ہی سمجھی کہ کوئی نور الدہر کو لیے جاتا ہی تڑپ کر بلند ہوئی برق بنکر گری تخت ٹکڑے ٹکڑے ہوا ایرج ایک جانب گرے شاپور ایک جانب صبح دلکشا سنبھلی ایرج و شاپور پر سے سحر اُتارا اب ایک دو ہنتڑ زمین پر مارا شعلہ خیز ظاہر ہوئی صبح دلکشا کو دیکھکر للکارا آواز دی کہ او کسبو بریدہ طلسم کشا کو کہان لیے جاتی ہی مین نے بمشکل جان اپنی مٹا کر کمند لیا تو چھڑا کر لیچلی چونکہ صبح دلکشا نے ایرج کی حفاظت کے واسطے ایک حباب شیشے کا انپر ڈھکا دیا ہی شعلہ خیز سمجھتی ہی کہ یہی طلسم کشا ہی ایرج نور الدہر سے ہم شبیہ بہت ہین زلفین خابلی خال سبز رنگ ہاشمی جھپٹ جھپٹ کر سحر کرنے لگی صبح دلکشا کبھی ستارۂ سحری بنکر گری کبھی تلوار چمکائی کبھی خنجر پھینک مارا شعلہ خیز اپنے کو بچاتی جاتی ہی ہر مقام پر یہی خیال ہی کہ طلسم کشا کو لے نکلون جب طرف ایرج کے چلتی ہی صبح دلکشا سینہ سپر ہوتی ہی قریب ایرج کے نہین جانے دیتی سحر پر سحر ہو رہا ہی آگ جل رہی ہی نخل صحرا پھنک رہے ہین شاپور نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا تھا انگلیون مین حباب دبا کے حلقہ ہائے کمند بازوون پر خنجر برہنہ لیے ہوے غار سے نکلا درختون کی آڑ پکڑتا ہوا دونون کے سحر دیکھ رہا ہی صبح دلکشا نے ایک خنجر کمر سے نکالا اپنے خون سے رنگین کیا شعلہ خیز پر پھینک مارا شعلہ خیز نے لاکھ بچایا نہ بچ سکی سر پر پڑا کہ سر زخمی ہوا شعلہ خیز نے غصے مین خون اپنا چلو مین لیا اُسپر سحر کامل پڑھکر صبح دلکشا پر پھینک مارا صبح دلکشا نے اپنے کو ہر چند بچایا نہ بچ سکی خون جسم پر پڑا خون کی چھینٹین پڑتے ہی بیہوش ہو کر گری ایرج نوجوان نے جو دیکھا کہ ملکہ صبح دلکشا بیہوش ہو گرین دل بیقرار ہو گیا کہ ای ایرج یہ تمھاری معین و مددگار ہی اگر یہ نہ ہوتی تو ابتک قتل ہو گئے ہوتے اسکو بچانا چاہیے بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگے پروردگار اسکو بچالے اگر اسپر کوئی زوال آیا باعث بدنامی کا ہی تو معبود حقیقی حاکم رنگا رنگ عالم مسبب الاسباب سامع الدعوات رحیم و کریم سمیع و علیم ہی نظم

گہر بارد سحاب لطف بر خاک	نہد گر در سجود عجز سر خاک		بیابد آرزو و انسان خاکی

اگر ساید جبینِ عجز بر خاک
شود پاک از کدورت مشت خاکش
نمیسازد نظر این بے خبر خاک
رود یکدم ہواے بد دماغی
کہ ہست این خاک آخر خاک در خاک

شود زر فی الحقیقت خاک انسان
اگر شوید بآب چشم تر خاک
چرا گردد بدنیا خانہ خانہ
چو مرگ افشاندش آخر بسر خاک
رود چون خاک پاک از جسم ہندی

کند خود را تصور او اگر خاک
چرا بر ابتداے حالت خویش
چرا بر باد سازد در بدر خاک
چرا از خاک دارد عار انسان
بہ بندد از جہان رخت سفر خاک

شاہزادہ تلوار کھینچ کر جو قریب شعلہ خیز کے پہونچا شعلہ خیز نے جو صورت زیبا کو دیکھا حیران ہوئی کہ یہ وہ جوان نہین ہی اے شعلہ خیز یہ کیا معرکہ ہوا یہ جوان کیونکر بدل گیا خیر سمجھا جائیگا یہ سوچ کر ایک دو ہتھڑ مار دیا ایرج کے قبضے سے تلوار نکل گئی لڑکھڑا کر گرے شعلہ خیز نیچہ کھینچکر چلی کہ پہلے اسکا سر کاٹ لون صبح دلکشا کو گرفتار کرکے سامنے شاہ کے لیجاؤن شاپور نے جو یہ دیکھا کہ آقا قتل ہوتے ہین ایک ساحر کی شکل بنا صبح دلکشا زمین پہ پڑی تڑپ رہی ہی اُٹھ نہین سکتی کہ شاپور نے نعرہ کیا خبردار اس بیگناہ کو قتل نہ کرنا شعلہ خیز نے دیکھا کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آتا ہی کلمات سخت کہتا ہوا کہ دیکھو تو تیرے باپ نے کیا کہا ہی کسی کو پہچانتی بھی ہی کہ یہ کون شخص ہی کیون بلا وجہ قتل کرتی ہی شعلہ خیز نے کہا کہ آپ کو کسنے بھیجا ہی کہا دیکھ لے اس کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی یہ کہکے قریب آیا کاغذ ہاتھ مین دیا کہا دیکھ بادشاہ بھی آتے ہین اب تجکو حال کھلیگا شعلہ خیز پلٹی شاپور نے خنجر اُسکا شکم چاک قصہ پاک شعلہ خیز گری صبح دلکشا کو ہوش آیا دوڑ کر شاپور کے ہاتھ ملکہ نے چوم لیے کہا کہ اے یار وفادار تمنے بڑا کام کیا خدا نے اپنا فضل شریک کیا اگر یہ گرفتار کرکے لیجاتی حال ہمارا کھل جاتا شاپور نے کہا کہ اے ملکہ خدا نے پردہ رکھ لیا لیکن اُنکا بھی حال معلوم گیا کہ دختر شاہ نکال لیگئی صبح دلکشا نے کہا کہ اے شاپور یہ امر بہت مشکل ہی یہ مقدمہ متعلق تعلیم کہانت ہی ہر شخص اس سے ماہر نہین مین نے اس علم کو بخوبی حاصل کیا تب مجکو ثابت ہوا ورنہ ثابت نہ ہوتا ایرج کو پھر تخت پہ سوار کیا طرف قلعۂ ملمان تاجدار کے چلین یہان ملمان منتظر تھا کہ ملکہ آکر پہونچین ملمان نے پوچھا کہ خیر تو ہی صبح دلکشا نے سب کیفیت بیان کی کہ خدا نے بچا لیا صبح دلکشا نے پھر ایرج سے کہا کہ اے شہریار آپ یہان آرام فرمائین مین خدمت شاہ مین جاتی ہون دیکھون وہان کیا رنگ ہی ایرج نہ مانتے تھے یہی فرمایا کہ ہمکو جانے دو سب چیزون کا پتہ پروردگار بتادیگا صبح دلکشا نے نہ مانا قدمون پہ سر رکھدیا کہا اتنا تامل فرمائیے کہ لونڈی پلٹ کر آجائے ایرج نے کہا کہ ایسا نہو کہ

نور الدہر کو لوح مل جائے ہم محروم رہین صبح دلکشا نے کہا یہ نہ ہوگا لوح بہت سخت مقام پر ہی یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی قلعہ طلسمی مین آئی دیکھا کہ کوہ و برزن مین جابجا یہی ذکر ہی کہ کسی نے شعلہ خیز کو مار ڈالا طلسم کشا کو چھڑا کر لے گیا یہ حال سُنتی ہوئی دربار مین شاہ کے آئی شاہ نے کہا کہ ای صبح دلکشا تمنے دیکھا کہ کیا غضب ہوا کچھ ساحر اُس راہ سے جاتے تھے لاشہ شعلہ خیز کا پڑا ہوا پایا ابھی لاشہ آیا ہی کنیزون نے جاکر باغ کو بھی دیکھا قیدی وہانسے غائب ہوگیا ہم چاہتے ہین کہ تلاش کرو کہ کس دشمن نے یہ حرکت کی اُسکو سزا دیجائے طلسم کشا کو گرفتار کرین ایسا نہ ہو کہ وہ مقام لوح پر پہونچ جائے صبح دلکشا نے پوچھا کہ حضور لوح کس مقام پر ہی بادشاہ نے کہا کہ یہ لفظ اپنی زبان سے نہ کہونگا اتنا کہتا ہون کہ تا بہ لوح کوئی نہین جا سکتا صبح دلکشا نے کہا کہ جو مناسب ہو مگر کنیز واسطے تلاش طلسم کشا کے جاتی ہی باتون مین شاہ کو لگا کر یہ بھی پوچھ لیا کہ باغ زنگار رنگ جسکی حاکم لوحداران جادو ہی اُسی چمن مین لوح طلسمی ہی صبح دلکشا چپ ہو رہی براہ خیر خواہی ایک تخت پر سوار ہوئی عرض کی کہ جب تک کنیز واپس نہ آئے کوئی اور انتظام نہ کیجیے گا مین آپ سے وعدہ کرکے جاتی ہون کہ جس نمکحرام نے یہ حرکت کی ہی اُسکی مشکین باندھ کر لاؤنگی یہ کہکر روانہ ہوگئی یہان ایرج انتظار مین تھے یہی دمبدم فرماتے ہین کہ مین تلاش لوح مین نکلون بے اپنے کیے کچھ نہ بن پڑیگا یہان ایرج مشتاق تھے کہ صبح دلکشا ہنستی ہوئی آئی کہا کہ ای شہریار اب مین لوح لینے جاتی ہون ہرچند کہ ایرج نے چاہا ہم بھی ساتھ چلین مگر صبح دلکشا نے نہ مانا ایرج بہت پریشان ہین لیکن صبح دلکشا چلین طرف باغ زنگار رنگ کے ہمارے جواہر پوش نور الدہر شبرنگ عیار کو ساتھ لیکر چلی ہین نور الدہر بشکل خواجہ سرا شبرنگ بشکل کنیز دل آرام نام آکر باغ زنگار رنگ مین داخلہ ہوا دیکھا کہ ملکہ لوحداران جادو مسند پر بیٹھی ہی شاہزادیان آتی جاتی ہین ایک جانب الماس یاقوت پوش ایک جانب یاقوت رنگین پوش یہ دونون شاہزادیان بیٹھی ہین ملکہ ہمارے جواہر پوش آکر پہونچین سب واسطے تعظیم کے اُٹھے لوحداران نے حیران ہوکر کہا کہ واری آج تشریف لانیکا کیا باعث ہوا آنکھین ہماری مشتاق جمال رہتی ہین لطف جلسے کا ہمیشہ بڑھتا جاتا ہی اب تو سب شاہزادیان تشریف لائی ہین ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ای لوحداران تمنے سُنا کہ آجکل طلسم مین کیا غدر ہی طلسم کشا نے داخلہ کیا سب کا یہی قول ہی کہ یہ شخص طلسم کشا ہی دو ایک جادوگر بھی اُسنے مارے مگر اب کچھ تدبیر بھی ہوگئی طلسم کشا دھرے گئے اب نکلنا اُنکا دشوار ہی شعلہ خیز ایسی ساحرہ نے آگ لگائی مکتوب

لے لیا ہم تمھارے جلسے کے بھی مشتاق تھے لوح کو بھی حفاظت سے رکھو لوحداران نے کہا کہ واری کیسی لوح لوح طلسم کا وسیلہ کہان ہو نظر سے سب کی نہان ہو اس طلسم کے بانی حکماے اشراقین نے طلسم بنایا لوح نہین بنائی میرا نام فقط لوحداران رکھدیا ہو ملکہ چپ ہو رہین کہ اور ایک لکۂ ابر اُٹھا نہایت رعنائی سے پھول برستے ہوے طائران زمزمہ سرا اشعار پڑھتے ہوے ایک ایک طائر رنگ ہجر و وصل سے بخوبی ماہر کوئی پکارتا ہو

نظم

بے سبب کیونکر لب زخم پہ افغان ہوگا
شور محشر سے بھرا اُسکا نمکدان ہوگا

آخر امید ہی سے چارۂ حرمان ہوگا
مرگ کی آس پہ جینا شب ہجران ہوگا

مجمع بستر مخمل شب غم یاد آیا
طالع خفتہ کا کیا خواب پریشان ہوگا

دل مین شوق رخ روشن نہ چھپے گا ہرگز
ماہ پردے مین کتان کے کوئی پنہان ہوگا

درد ہو جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
چارہ گر ہم نہین ہوتے کے جو درمان ہوگا

شومی بخت تو ہو چین سے ای وحشت دل
دیکھ زندان ہی کوئی دن مین بیابان ہوگا

نسبت عیش سے ہون نزع مین گریان یعنے
ہو یہ رونا کہ دہن گور کا خندان ہوگا

بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا
دل بھی شاید اُسی بد عہد کا پیمان ہوگا

چارہ جو اور بھی اچھا وہ کریگا ٹکڑے
پردۂ شوخ جو پیوند گریبان ہوگا

دوستی اُس صنم آفت ایمان سے کرے
مومن ایسا بھی کوئی دشمن ایمان ہوگا

اُن طائرون نے یہ اشعار جو پڑھے سننے والے جھومنے لگے لوحداران نے کہا کہ ملکہ رنگین گیسو کشا آتی ہین ماشاء اللہ کیا آمد کا زور و شور ہو سب کھڑے ہو گئے ملکہ ہما بیٹھی رہین ابر شق ہوا ملکہ رنگین گیسو کشا زلفون کو پیچ و تاب دیتی ہوئین معلوم ہوتا ہو کہ ناگنیان لہرا رہی ہین بڑے ناز و انداز و کرشمہ و ناز سے آکر اتر ین ملکہ ہماے جواہر پوش کو سلام کیا کہا آج تو حضور بھی تشریف لائی ہین ملکہ نے کہا کہ تمھارے مشتاق تھے چلے آئے رنگین آکر بیٹھی ملکہ ہما نے کہا کہ ای رنگین ہمکو خوب معلوم ہو کہ تمکو علم موسیقی مین بڑا دخل ہو آٹھ پہر اسی کے حصول کی فکر رہتی ہو ہماری کنیز دل آرام نے بھی ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے علم موسیقی حاصل کیا ہو ذرا اسے سُنیے رنگین نے کہا کہ ضرور سُنین گے سب شاہزادیان آجائین کہ پھر ابر اُٹھا ابر گلنار کڑکتا ہوا زیر ابر ہزار ہا طاؤس پیسے پر ملائے ہوئے رقص کر رہے ہین ابر شق ہوا ملکہ گلنوش تاجدار

آکر داخل ہوئین نور الدہر و شبرنگ دیکھ رہے ہین پہر پہر مین چالیس شاہزادیان آئین اب جلسہ آراستہ ہوا
سب نے ملکہ ہماے جواہر پوش سے خواہش کی کہ دل آرام کو گوائیے شبرنگ آکر بیچ مین بیٹھا سازندون نے
ساز درست کیے شبرنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہ چالیس شاہزادیان ماہ رخسار کسی کے سر پر برق چمک رہی ہے
کسی کے سر پر ستارے کسی کے سر پر چاند لہرا رہے ہین دل تو شبرنگ کا کانپ رہا ہے مگر یہ غزل شروع کی نظم

ست کہ شب وصال کہ ٹھنڈھا نہ کر چراغ ۔ ظالم جلا ہے میری طرح عمر بھر چراغ
پروانے کیون نہ صدقے ہون اس آگ کے کہ ہے ۔ ہر رشتۂ فتیلۂ زخم جگر چراغ
وہ سوختہ جگر ہون کہ پیمانہ و سبو ۔ بنتے نہین ہین خاک سے میری مگر چراغ
زلفین اٹھاؤ رخ سے کہ دل کی جلن مٹے ۔ بجھ جاے ہے جہان مین وقت سحر چراغ
اس مہروش کے جلوے کے قربان کیون نہون ۔ پروانے کو بھی رات نہ آیا نظر چراغ
کیا بے تکلف آئے صداہاے شمع رو ۔ گر میرے آب اشک سے ہو نوحہ گر چراغ
ہم پیشہ کے ہے سامنے عرض ہنر ضرور ۔ جلتا ہے میرے گھر مین بطرز دگر چراغ
کیا خوب روشنی ہے کہ چہرے کی تاب سے ۔ ہے داغ بوالہوس تری محفل مین ہر چراغ
غمخانہ تنگ و تار ہے اور ہم سیاہ روز ۔ جلتے ہین یعنے چاہیے آٹھون پہر چراغ
ہر شام انتظار تماشاے سوختن ۔ جلتے ہین تا بہ صبح ادھر ہم ادھر چراغ
اس شعلہ رو نے تاکہ پس مرگ بھی جلون ۔ جلوائے دشمنون سے مری گور پر چراغ
مومن یہ شاعرون کا مرے آگے رنگ ہے ۔ جون پیش آفتاب ہو بے نور تر چراغ

اس رنگ مین شبرنگ نے یہ غزل گائی کہ سب اہل محفل دنگ ہوگئے ملکہ رنگین بہت خوش ہوئین کہا حضور
آپ بادشاہ طلسم کی صاحبزادی ہین یہ تحفہ آپ کو لات و منات نے دیا ذی استعداد علم موسیقی کا
ایسا کوئی خوش گلو نہین ہوتا دل آرام مین بڑا تکلف ہے ذی استعداد ہے خوش آواز بتانے مین کرشمہ و ناز
نہایت بے مثل ہے کیا تعریف کرین شبرنگ نے اٹھکر سب کو سلام کیا عرض کیا کہ آپ سب صاحبون کی قدر دانی
ہے یہ کمال حضور نے کیا دیکھا اگر ملکہ ہماے جواہر پوش کے ہوش اڑے ہوے ہین کہ اس مقام بزرگ پر
صدہا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین سحر و ساحری مین طاق شہرۂ آفاق سب جادوگرنیان
بیٹھی ہین علم کہانت و علم رمل مین سب کو دخل ہے اگر ارادہ کرین تو زمین و آسمان کا حال دیکھین ایسی ایسی

کامل و اکمل ہین کہ ہفت آسمان کا ابھی حال ثابت ہوا ایسا نہ ہو کہ شبرنگ کا حال معلوم ہوجائے لیکن شبرنگ
فخر دودمان ہنر مندان صندلی نامے مین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جب عنبر بلاشور فرزندان خواجہ عمرو
کو قتل کرتا تھا تو حال شبرنگ و شاپور کی ذات سے کھل گیا تھا اور انھین دونون نے جابجا بلاشور کو رد کا
مثل خواجہ عمرو کامل واکمل ہین بس دل مضبوط کرکے شبرنگ کہ بیٹھا کہ حضور نے یہ گانا کیا سنا اور کمال
رکھتی ہون ساقی گری بوجہ احسن کرون ہاتھ سے بتاتی جاؤن سر سے شراب پلاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن
ساری محفل کو چشم زدن مین راضی کرون یہ سنکر ملکہ لوحداران و جملہ شاہزادیون نے کہا کہ ای دل آرام
ہم تو اس کمال کے مشتاق ہوے شبرنگ نے کہا کہ کلید میخانہ مجھے دیجیے ابھی تماشا دکھاؤن سب کو راضی کرون
ملکہ ہماے جواہر پوش گھبرائین کہ لوحداران کہتی ہی کہ لوح یہان نہین ہی پس انجام کیا ہوگا اب اسس
عیاری سے مراد یہ ہی کہ سب کو بیہوش کریگا شبرنگ نو کلید میخانہ لیکر میخانے مین آیا شراب کو خراب کرنے لگا
بیہوشی ملاکر آواز دی کہ آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا جسکو شراب پینا ہو لیجائے صاحب خانہ کا یہ
فیض عام ہی شبرنگ نے جو آواز دی ملازمان ملکہ لوحداران و دیگر شاہزادیون کی کنیزین و ملازم دوڑے
پتلے گلابیان قرابے اٹھاکر لیجانے لگے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی کوئی ایسا نہ تھا
کہ شراب لینے نہ آیا ہو دو کا ندار بھی دوڑے شراب لیگئے دوکانون پر بھی شراب چلنے لگی تین سو گلابیان
یاقوت نگار و الماس نگار مئے ارغوانی سے معمور کرکے جس رنگ کی گلابی اسی رنگ کی شراب کٹورے اونکے
تمامی سے باندھ کر طرف محفل کے لیکر چلا ملکہ ہماے جواہر پوش کو انتہا کا انتشار ہی کہ دیکھیے انجام کیا ہو
آخر تاب نہ آئی کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی لوحداران سے کہا کہ تو اسچ بتاؤ لوح طلسمی کہان ہی مجکو بڑا
تردد ہی کہ ایسا نہ ہو میرے باپ کا زوال دولت ہو اگر مقام سخت نہ ہو سحر اپنا قائم کرین لاکھ دو لاکھ آدمی
آئین تو نہ آسکین لوحداران نے ہنسکر کہا کہ حضور نہ گھبرائین مسلمانون نے بڑے بڑے طلسم فتح کیے پہلو پر
جو قصر ہی اسکو قصر مروارید نگار کہتے ہین بزرگان دین نے ایک تختۂ سنگ مقرر کیا ہی اوسپر بائیس گلدستے
رکھے ہین سرسبز و شاداب غنچہ ہاے گل کی رعنائی و زیبائی پھول چشم حیرت سے چہار جانب دیکھ رہے ہین قریب
ایک شجر ہی اوسپر عندلیبان زمزمہ سرا بزبان حال توصیف و تعریف باغبان قضا و قدر مین مصروف ہین انھین کے
اشارون پر لوح ملنے کے طریقے موقوف ہین ای ملکۂ عالم آپ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین مگر آپ کے
دمبدم پوچھنے سے کنیز کو شک ہوتا ہی اب تو مین نے بتا دیا مگر اب مجھسے کچھ نہ پوچھیے گا ورنہ مین بادشاہ طلسم کو

ملکہ بھبھوکا نکلی ملکہ ہما کانپ گئین کہا یون کیون بگڑتی ہو تم تو ہوا سے لڑتی ہو مین اپنے والد سے پوچھ کر آئی ہون اُنھون نے حکم دیا ہو کہ لوح کا انتظام کرو طلسم کشا چھوٹ گیا نہین معلوم کہ ہمارا دشمن کون بیٹھا تھا کہ باغ شعلہ خیز سے جھگڑا کر کے گیا اور اہالی طلسم کو داغ دے گیا شعلہ خیز بھی قتل ہوئی نہین معلوم سامری و جمشید کو کیا منظور ہو قلب ناصبور رہی اس طرح کی باتون مین ملکہ ہما سے جواہر پوش نے لوحداران کو ٹھنڈا کیا ورنہ بہت برہم ہوئی تھی کہ کیون دمبدم آپ نے لوح کا حال پوچھا یہ وہ شی ہو کہ جسقدر بندگان سامری و جمشید اس طلسم مین رہتے ہین سب کی روح روان ہو اگر لوح طلسم کشا پا جائے سب سحر و ساحری بیکار ہو یہ ذکر تھا کہ شبرنگ بنگلہ دل آرام گاہ بیان لیکر پہونچا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھو کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ اگر زاہد صد سالہ ہو تو رال ٹپک پڑے پینے کی خواہش کرے شبرنگ نے لاکر گلابیان رکھین پھر اسی گھنگرو پانون مین باندھے بھاری پیشواز پہنی با ناز و کرشمہ گت شروع کی بقول شاعر نظم

ناچی گت اس طرح وہ مہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا تدرو ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی لی

سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کر دی

کبھی ہاتھ اُٹھا دیا کبھی ٹھوکر کی کبھی چھڑ کی کبھی تیور پر بل سامنے سب کے مچل رہا ہو عرصہ دراز تک ناچا پھر یہ غزل مضمون شراب کی شروع کی نظم

ہو مری ہستی کو عشق ساقی کوثر شراب
رات دن پیتا ہون مین بے شیشہ و ساغر شراب

خون آتا ہو نظر ساون اُس تن نازک سے یون
جس طرح مینائے بلوری مین ہو احمر شراب

ہو دل مجروح کی اُس چشم میگون پر شفا
کام مرہم کا کرے کیونکر نہ زخمون پر شراب

گرچہ ہون میکش پر اے زاہد نکر غیبت مری
گوشت کھانے سے برادر کے تو ہو بہتر شراب

کانپتے ہین اہل عصیان دہشت تعزیر سے
رعشہ دار انسان کو کر دیتی ہو اکثر شراب

لذت عشرت ہوئی بے تلخکامی کب حصول
ذائقے مین دیکھ لو رکھتی ہو تلخی ہر شراب

میکشی سے زاہدون کو اس لیے انکار ہو
تا نہ ان بد باطنون کے کھول دے جوہر شراب

ہین جو عالی ہمت اُنکو میکشی سے عشق ہو
آدمی کی عرش پروازی کو ہو شہپر شراب

ہو نجس ہر چند لیکن پاک کر دیگا وہ ہی
جسکی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہو اطہر شراب

اس غزل کو اس زور و شور سے گایا کہ تمام اہالی محفل دناٹے مین عجب گانے کے رنگ مین لوحداران کو

کھٹکا پیدا ہوا شبرنگ نے جب آکر جام دیا برابر اسکے کنیز بیٹھی تھی سب کی نگاہ بچا کر اُسکو جام دے دیا ہتھ
شبرنگ نے دورہ باندھا نور الدہر بشکل خواجہ سرا پہلوے ملکہ ہماے جواہر پوش مین بیٹھے ہین یہ
سب معاملے دیکھ رہے ہین ملکہ ہماے جواہر پوش کانپ رہی ہین نور الدہر چپکے چپکے کہہ رہے ہین اب سب کو
شبرنگ نے لیا سب بیہوش ہونگے ملکہ کہتی ہین کہ انجام بخیر ہو لوحداران بہت ہوشیار ہر شبرنگ نے
تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پہونچائی بیرون بارگاہ جو شراب گئی تھی سب نے پی آپس مین
دست درازیان ہونے لگین کوئی گا رہا ہر کوئی ہاتھ چمکا رہا ہر بعض شراب پیکر نشہ جو ہوا بیہوشی نے تاثیر کی
ٹہلتے ہوے اُٹھے صحن خانہ مین کنوان تھا جھانک کے دیکھا اپنی صورت نظر آئی ایک چیخ ماری کہ ہاے بھائی
تمکو کسنے قید کیا مین بھی آتا ہون یہ کہکے کود پڑے غرق دریاے لعنت ہوے بعض عورتین طفل شیرخوار کو
گود مین لیے ہوے نشے کے جوش مین کوٹھے پر چڑھ گئین پڑوسن کو پکارا نہ کبھی تو شراب پی چکی تھین پائچے
سنبھال کے کوٹھے پر آئین کہا بُوا کیون پکارتی ہو ہمارے عیش مین خلل ڈالا ہم اپنے میان کے پاس بیٹھے تھے میٹھی
میٹھی باتین کر رہے تھے تمھارے پکارنے نے ہمارے مزے کو کھو دیا دس بیس عورتین کوٹھے پر چڑھ آئین آپس میں
چاؤن چاؤن ہونے لگی آخر جھونٹم جھاٹا کی نوبت پہونچی کوٹھون سے گرین کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہر گلی کوچے
مین ہزار ہا لاشہ پڑا ہر دوکاندار دوکانون پر بلبلا رہے ہین حلوائی پوریان پکار رہا تھا آگ روشن رشک نار جہنم
گلخن نشے کے جوش مین پھاند پڑا اُسکی عورت یہ کہکر کود دی کہ مین ستی ہوتی ہون بیٹا یہ کہکے کودا کہ مان باپ کو
نکال لاؤن ہر چند کہ مقام صدمہ ہر مگر تمام شہر مین غدر ہر یہان رنگ محفل دگرگون ہوا کنیزین گھبرا کے اُٹھین
آپس مین لڑ رہی ہین بعض ناچ رہی ہین کہتی ہین واہ بُوا دل آرام تمھارے شراب پلانے سے دل کو آرام ہی
تھارا اگا نا مقبول خاص و عام ہر شاہزادیان اپنے مقام سے اُٹھین دلون مین مزا بھرا ہوا ہر ہاتھ چمکاتی ہین
کسی کا دوپٹہ گرا کسی نے دوشالہ اُتار کے پھینکدیا کہ لباس مین کون اُلجھے کوئی رابطہ و ضابطہ خاموش کھڑی ہی
غزل کا جو شعر یاد آگیا تان لگائی اُسی کے جھونک مین گری لوحداران یہ سب معرکہ بچشم حقیقت دیکھ رہی ہر مسند
پر سر رکھدیا کہ دیکھون اب کیا ہوتا ہر یہ کیا معرکہ ہوا سب اہالی محفل دیوانے ہو گئے تھوڑے ہی عرصہ مین
سب لب فرش فرش ہوے ظاہر مین لوحداران بھی بیہوش پڑی ہر ملکہ ہماے جواہر پوش نے کہا کہ ای
شبرنگ کیا کہنا خوب سب کو بیہوش کیا نور الدہر سے کہا کہ اب چلکر لوح پر قبضہ کیجیے کوٹھے پر تختہ سنگ ہر
اُسپر بائیس گلدستے رکھے ہین ایک مین لوح ہر بسم اللہ کہکے ہاتھ ڈال دیجیے دیکھیے جو لوح ملجائے یہ سب

باتین لوحداران نے سُنین نورالدہر وہما وشبرنگ کوٹھے پر چلے لوحداران پیچھے پیچھے اب نورالدہر بصورت اصلی ہوے کوٹھے پر جا کے دیکھا کہ حقیقت مین بائیس گلدستے رکھے ہین اُسی مقام پر ایک نخل ہی اُس پر چند طائر بصورت غیر بکرر یا تو سر جھکائے بیٹھے تھے یا زمزمہ سرائی کرنے لگے کبھی غل مچاتے ہین کبھی منقارین کھولکر آواز دیتے ہین کہ ای ملکہ لوحداران جلد آؤ کہ یہ غیر شخص کون آئے ہین لوح لینے کا ارادہ ہی کوئی بچا نہوا لا نہین ایک طائر کہ سب مین کلان ہی منقار کھولکر بزمزمہ سرائی یہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہی نظم

کیا اسیری مین کرین شکوہ ترا صیاد ہم
وان بھی کچھ دامِ رگِ گل سے نہ تھے آزاد ہم

آج کل سے کچھ نہین اپنی زبان معجز بیان
نطق عیسیٰ کی طرح رکھتے ہین ایذا ہم

یہ زمین ہی بیوفا یہ آسمان بے مہر ہی
جی مین ہی اب اک نیا عالم کرین ایجاد ہم

روک لے اک بات کی بات اپنے دست و تیغ کو
دے لین ای قاتل رقیبون کو مبارکباد ہم

قید ہستی تک ہین تیرے دام گیسو مین اسیر
تن سے سر آزاد ہو جائے تو ہون آزاد ہم

جب سے دیکھی ہی گُلِ رخسار جانان کی بہار
ہو رہے ہین صورتِ برگ خزان برباد ہم

خندہ زن ہوتا نہین اپنا دہانِ زخم بھی
کوئی دنیا مین نہ ہوگا جیسے ہین ناشاد ہم

پہلے تیشہ مارتے خسرو کو ای شیرین دہن
جی نہ کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم

پہلے اپنے عہد سے افسوس سودا اُٹھ گیا
کس سے ناسخ اس غزل کی جا کے لین اب داد ہم

اُس طائر کلان نے جو یہ اشعار پڑھے پھولون نے آنکھین کھولدین طفلان غنچہ غوغان کرنے لگے تھے تالیان بجاتے شاخین جھکی جاتی تھین بیچ سے ہر نخل کے دھوان نکل رہا ہی چاہتا ہی کہ بلند ہو جاؤن دھوان پیچیدہ ہو کر بڑھتا جاتا ہی لوحداران جا پڑی مگر خیال یہ ہی کہ بادشاہ کی دختر ہی شاید کسی ضرورت کو آئی ہو دیکھون کہ یہ کیا کرتی ہی نورالدہر نے چاہا کہ گلدستے پر ہاتھ ڈالین جھوکے نے ہوا کے انکا ہاتھ ہٹادیا ملکہ ہما نے بڑھ کر سحر کیا کہ ہوا موقوف ہوئی نورالدہر پھر بڑھے پاؤن پھسلا گرے جب قدم اُٹھاتے ہین لڑکھڑاتے ہین گلدستون کے قریب نہین پہونچتے ہما نے جواہر پوش نے کہا کہ ای شہریار نہین معلوم اس مقام پر کیا شعبدہ ہی کہ سحر جواب دیتا ہی ایک سحر آخر کا کرتی ہون منظور ہی کہ لوح ظاہر ہو جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ سیاہ کا نکالا اُس پر سحر کر کے اُڑا دیا فوراً ایک ابر آکر محیط ہوا پانی برسا دستور ہی کہ پانی سے سرسبزی بڑھتی ہی لیکن قطرے پانی کے جو پڑے گلدستے مرجھانے لگے پھولون نے آنکھین بند کین طفلان غنچہ سر جھکا کے خاموش ہوے

پتیان مثل برگ خزان دیدہ شاخین دست ہوس سب گلدستون کے بیچ مین جو گلدستہ تھا وہ ہرا رہا ایک ستارہ اُسمین
چمک رہا ہی ہماے جواہر پوش نے کہا کہ اے شہریار اس گلدستے مین لوح ہی یہ چمک اُسی کی معلوم ہوتی ہی
مین سحر کرتی ہون آپ پڑھین جیسے ہی نور الدہر پڑھے وہ گلدستہ زمین پر سے معلوم ہوتا ہی کہ طرف طلسم کشا
کے آتا ہی بڑا استقام وسیع ہی دیکھیے کیونکر نتیجہ قابض ہو اب لوحداران کو تاب نہ رہی پلٹ کر ہاتھ ہلا دیا باران سحر
برسے لگا جسپر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا تمام شاہزادیان اُٹھین لوحداران نے آواز دی لو صاحبو مار آستین
گرگ بغل کو دیکھو بیٹی باپ کے گھر کو برباد کرتی ہی مسلمان دکھوے پر مرتی ہی تمام شاہزادیان دوڑین ہماے جواہر پوش
کے ہوش اُڑے شبرنگ تو ایک گوشے مین چھپا ملکہ ہما نے سحر کیا کہ نور الدہر لوح لے لین لوحداران نے
خون اپنا گلدستے پر پھینکا وہ جو ستارہ چمکتا تھا مخفی ہوا ہر طرف سے صداے مہیب آنے لگی لوحداران نے
جو آواز دی کہ اس گیسو بریدہ ظالم کو گرفتار کر لو تمام شاہزادیان بڑھین اُس وقت ملکہ ہماے جواہر پوش
کی بیقراری کہ چالیس شاہزادیان مجبور سحر کرینگی مین کس کس کو روکونگی یہ سحر کیونکر دفع ہوگا ایسے خیال سوچ کر
نہایت بدحواس عالم یاس چالیسون شاہزادیون نے چاہا کہ ملکہ ہما پر سحر کرین شبرنگ نے دیکھا غضب ہوا
ملکہ گرفتار ہو جائینگی ایک حقہ آتشبازی نکالا اُسمین بیہوشی بھری داغ کر پھینکا کہ دغا نہ کرے وہ حقہ جو پھٹا
جسکی ناک مین دھوان گیا وہ بیہوش ہو کر گری وہ گلدستہ جسمین ستارہ چمکتا تھا نظرون سے مخفی ہوگیا
اب وہ سرسبزی و شادابی کہان اور سب گلدستے مرجھائے ہوے ہین ملکہ ہما کو لوح سے یاس ہوئی ایک
گولہ مارا کہ دناتا ہوا زمین کانپی اُسی ہنگامے مین ہما نے نور الدہر و شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا
لے اُڑی چلتے چلتے ایک اور گولہ مار دیا چہار طرف آگ لگ گئی لوحداران وغیرہ آگ بجھانے لگین پانی
برسایا لوحداران نے پکار کر کہا کہ لو صاحبو ظالم نکل گئی طلسم کشا کو بھی لے گئی جب اُسنے لوح کو مجھسے
کھود کھود کے پوچھا مین جب ہی سمجھ گئی تھی ان نوجوانون نے بڑے بڑے گھر برباد کیے لقا ایسا شخص
سلطنت کیسی خدائی کرتا ہی مگر گیتی افروز و جہان افروز و مہر افروز یہ نوجوانین نکل گئین زوال دولت
لقا ہوا بادشاہ کو لکھو کہ ایسا نہ ہو وہان جا کر کچھ آفت برپا کرے یا لوح کا راز پوچھے سب شاہزادیان
کوٹھے سے اُترین نامہ لکھا جانے لگا سب شاہزادیان کہہ رہی ہین کہ ہماری طرف سے بھی لکھو کہ ہمارے
سامنے یہ کل معرکے گذرے اگر راز لوح سے آگاہ ہوتین تو لوح لیجاتین ملکہ لوحداران نے بڑی عقلمندی کی
اپنے اپنے طور پر سب شاہزادیان لکھوا رہی ہین کہ صبح دلکشا جو ایرج سے وعدہ کرکے چلی تھین اسوقت

آکر پہونچین دیکھا کہ کیسا عیش وطیش باغ رنگارنگ مین عجب تلاطم ہی جن کنیزون کے ہاتھ منہ ٹوٹے رونا پیٹنا ہو رہا ہی فرش مین شکن صاف ثابت ہی کہ فرش بھی چین بجبین ہی پردے مکانون کے ہوا سے اُڑ اُڑ کر گرتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ سر ٹکرا رہے ہین عجب طرح کی باغ مین بربادی ہی صبح دلکشا بلا تکلف اوپر آئی لوحداران کو آکر سلام کیا کہا کہ واری آج یہ کیا معرکہ ہی لوحداران نے سب کیفیت بیان کی کہ ای صبح دلکشا بڑی خیر ہوئی حقیقت یہ ہی کہ سامری وجمشید کی خدائی برحق ہی اپنے بندون کو دشمنون کے ہاتھ سے بچالیا مگر صاحبزادی نے بڑا غضب کیا طلسم کے برباد کرنے کی فکر ہی لوحداران نے کہا کہ اب ہم شہنشاہ کو لکھتے ہین اُنکا حکم اتنا آجائے کہ ہمارے جواہر پوش کو گرفتار کرکے لاؤ پھر کہان نکل کے جا سکیگی لوح اب عمر بھر نہ ملیگی اب ہم انتظام کامل کرلین گے نامہ لوحداران نے طرف بادشاہ کے روانہ کیا لیکن صبح دلکشا کو کچھ بن نہ پڑا سلام کرکے اُٹھی کہا کہ مین جا کے شاہ سے عرض کرون یہ کہ کے چلی مگر ملول و حزین جی مین کہتی ہی کہ اب لوح کا ملنا دشوار ہی یہ تو اس حال مین طرف ایرج کے جاتی ہی لیکن ایرج نوجوان پاس ملیمان تاجدار کے فرماتے ہین کہ ای ملیمان ہمپر بڑا اشتیاق ہی کہ ہمکو لا کر لوح بی صبح دلکشا دین الیسی فتاحی سے ہم باز آئے یہ باتین کر رہے تھے کہ ہرکارے نے آکر خبر دی میکال چرم پوش تین لاکھ فوج سے برلے فتاحی قلعہ آتا ہی یہ بھی خبر اُسکو معلوم ہو گئی کہ نبیرۂ صاحبقران یہان ہین اور ملیمان تاجدار مسلمان ہو گیا اس بات پر اسکو بڑا غصہ ہی کہتا ہی دشمن سے کیون ملا بادشاہ طلسم کا خراجگزار ہی آجکل طلسم مین بھی ہنگامہ ہی ایرج نے کہا کہ ای ملیمان کیون گھبراتے ہو اُس سے ہم مقابلہ کرینگے لشکر باہر نکالو دس بارہ ہزار فوج باہر لیکر نکلے دوسرے دن میکال چرم پوش بجمعیت کثیر آکر پہونچا طبل جنگی بجوایا یہان بھی طبل جنگی بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے میکال نے گینڈا نکالا پکار کر آواز دی کہ ای ملیمان یا تو خود آؤ یا نبیرۂ حمزہ کو بھیجو ایرج نے مرکب نکالا ملیمان سے رخصت ہو کر مقابلے مین میکال کے آئے اول نیزہ چلا ایرج نے نیزہ اُسکا نکالا اُسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ گینڈے سے کودا آپس مین کشتی ہونے لگی ایرج اس زور وشور سے لڑے کہ میکال کا جی چھڑوا دیا ہانپ رہا ہی کانپ رہا ہی ایرج شیرانہ لڑ رہے ہین کئی مرتبہ پکڑ لائے ایسے دو چار گھسے مارے کہ میکال چرم پوش کے جی چھوٹ گئے جی چاہتا ہی کہ چت ہو جائیے کہ جان تو بچے بنجھیا بنجھیا کے لڑ رہا ہی بمشکل شام ہوئی ایرج سے اپنے کو چھڑایا کہا بس اب مین نہ لڑونگا شام ہوئی رات

واسطے عیش و آرام کے ہی ایرج نے کہا کہ ہمارا دستور نہین روشنی منگاؤ میکال نے کہا کہ مین مقابلہ نہ کرونگا میرا
دستور نہین ہر چند کہ ایرج نے چاہا نہ جانے دون میکال نے نہ مانا گینڈے کو بڑھا کر روانہ ہوگیا شاپور نے
عرض کی کہ حضور چلیے لشکر والے سب گھبرا رہے ہین زیر کرنے سے بھگانا بہتر ایرج ناچار ہو کر لشکر مین آئے یلمان
خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوے بارگاہ مین آیا ناچ راگ و رنگ شروع ہوا چونکہ تھکے ہوے تھے سویرے سے
آرام فرمایا لیکن میکال جو پلٹ کے آیا کسی کو اپنے ساتھ بارگاہ مین نہ لایا اکیلا بیٹھ کر رونے لگا عیار اسکا
نیرم سبکرو حاضر ہوا میکال سے کہا کہ کیون حضور اسقدر پریشان ہین کہا کیا کہون مین سمجھا تھا کہ نیزۂ حمزہ
کو زیر کرونگا میرا نام ہوگا ای نیرم نہ تو بلاے روزگار ہی مین ہی ایسا تھا کہ جان بچا کر چلا آیا کل فنون مین
طاق شہرۂ آفاق نیزہ بازی مین ایسا ہی کامل شمشیر زنی مین یہ جوہر کشتی مین دنگ کر دیا مجھ ایسا جہان دیدہ
نہ ہوتا تو اُسکے ہاتھ سے نہ بچتا کسی طرح نہ مانتا تھا کہتا تھا کہ لڑے جاؤ رات کو روشنی کراؤ مین نے کہا کہ مین
کل پھر مقابلہ کرونگا بمشکل اُسنے مجکو آنے دیا نیرم نے کہا کہ پھر اب کیا قصد ہی کہا کہ کچھ بن نہین پڑتا اگر بھاگ جاؤن تو
سدراہ ہوگا جانے نہ دیگا شبخون مارون تو بھی مشکل ہی کیا تدبیر کرون نیرم نے کہا کہ مین عرض کرون اگر مناسب ہی
تو یہ تدبیر کیجیے آپ کی آشنا ملکہ سرفراز جادو آپ سے اُنسے مدت سے رسم ہی اُنکو بلوائیے اُنسے یہ سب
معاملہ کہیے وہ سحر کرینگی آپ کا زور بڑھیگا دشمن کا زور گھٹیگا سر میدان زیر کیجیے وہ ایک دن مین لشکر کو
مٹا دینگی یہ سُنکر میکال خوش ہوگیا کہا کہ ای یار وفادار تو نے یہ بات خوب بتائی مین نامہ دیتا ہون تو ہی
لیکر جا سب حال بیان کرنا اپنے ساتھ لیکر آنا مین فوراً طبل جنگی بجوا کر میدان مین جاؤنگا اُنکی مدد سے مشکین
باندھ کر لاؤنگا یہ کہکے اسنے نامہ لکھا مُہر کرکے نیرم کو دیا نیرم نامہ لیکر چلا سرفراز جادو آجکل جو اسنے
یہ خبرین پائین کہ طلسم کشا باغ رنگارنگ مین پہونچا خواہش لوح مین گیا تھا لیکن نہ لے سکا آخر دختر شاہ
کہ طلسم کشا پر مائل ہی پنجے مین دبا کر لے گئی یہ خبر تمام عالم مین مشہور ہی متعلقین طلسم کا وسیہ گھبرا رہے ہین
اسی سوچ مین سرفراز جادو بھی بیٹھی ہی کہ نیرم عیار نے آکر نامہ دیا نامہ پڑھ کر سرفراز بہت جھلائی کہا کہ
ای نیرم میکال نے یہ کیا کیا مسلمانون سے بگڑی اُلجھائی ہر چند کہ یہ لوگ ساحر نہین ہین مگر ساحر کش ہین
اب کیا کرون تم چلکر طبل جنگی بجواؤ مین آتی ہون کہا کہ حضور آپ میرے ساتھ ہی چلیے اب وہ بہت
گھبرائے ہوے ہین ایسا نہ ہو کہ اپنے کو ہلاک کرین سرفراز اُٹھی نیرم کو بھی تخت پر بٹھا لیا تخت
اُڑاتی ہوئی چلی پاس میکال کے آکر پہونچی میکال تنہا بارگاہ مین بیٹھا انتظار کر رہا تھا سرفراز کو دیکھکر خوش ہوگیا

کہا کہ ملکہ تمنے بڑا احسان کیا سرفراز جادو نے کہا کہ تم تو سرفراز ہوے ہمین اپنی جان کی پڑی ہی طلسم مین
آفت برپا ہی اسی جوان کا عزیز دار حصول لوح کی فکر کر رہا ہی دختر شاہ اُسپر عاشق ہی ایسا ہی تیرا خیال تھا کہ
مین چلی آئی اس زمانے مین سب کے پاس نامے پہونچے ہین کہ جس طرح بنے طلسم کشا کو گرفتار کرو صدہا جادوگر
اسی فکر مین نکلا ہی دیکھین تقدیر کیا دکھائے مگر اب تم طبل جنگی بجواؤ مین صبح کو عین وقت پر سحر کرونگی تم اُسپر
غالب آؤگے مگر اس معرکے سے جھٹ پٹ مہلت کرکے فکر مین طلسم کشا کی نکلو مین بھی اس وقت مین کوئی کام
ایسا کرون کہ بادشاہ پر احسان ہو میکال نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ایرج نے بھی خبر سُنکر طبل جنگی بجوایا
دونون لشکرون مین تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے سرفراز جادو اُڑکر
آسمان پر آئی عقاب بنکر سحر کرنے لگی ایرج مقابلے مین میکال کے آئے بعد نیزہ و شمشیر نوبت کشتی کی
آئی ایرج دیکھتے ہین کہ مین ہر چند چاہتا ہون کہ پیچ باندھون مگر کسی نے ہاتھ پائون کی جان نکال لی شاپور
حیران ہو رہا ہی کہ آج آقا کو کیا ہو گیا کس خرابی سے لڑ رہے ہین دوپہر بمشکل لڑے جب زوال آفتاب ہوا
زوال زور بھی شاہزادے کا ہوا اُسنے زور کیا ایرج بیہوش ہوکے گرے اُسنے گرفتار کرلیا شاپور
حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہوا میکال نے پکار کر آواز دی کہ ای ملیان تاجدار کل تمسے سمجھونگا دشمن شہنشاہ
سے ملے دیکھو تو کیا کیفیت کرتا ہون ملیان تاجدار رنجیدہ پلٹا شاپور سے کہتا ہوا کہ ای متر والا گہر
یہ کیا غضب ہوا شاہزادے کو کس زور و شور سے گرفتار کرکے لے گیا مین نے خبر پائی ہی کہ ایک جادوگرنی
اسکی آشنا ہی شاید وہ آگئی ہو اُسی کا یہ شعبدہ ہی شاپور نے کہا کہ ای برادر خوب بات کہی اب مین
تدبیر کرونگا اُسی وقت شاپور نے بانے ہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے لشکر مین میکال کے آیا خدمتگار
کی شکل بنا ہوا پھرتا پھرتا بارگاہ مین میکال کی پہونچا جاکے دیکھا کہ ایک ساحرہ پہلو مین میکال کے
بیٹھی ہی ترغیب دے رہی ہی کہ ای میکال کل ملیان کو بھی گرفتار کرو لشکر کو شکست دو مین ایسا سحر کرونگی
کہ سب بے لڑے بھڑے بھاگین فوراً ان دونون کو قتل کرکے جستجوے کار ضروری مین مصروف ہون
میرے نام بھی حکم آیا تھا کہ طلسم کشا کو تلاش کرو شاپور کھڑا سُنا کیا جب دن تمام ہوا ایک گوشے مین
چھپ کر بیٹھا فقیر کی شکل بنا کے قریب مزبلہ جاکر بیٹھا نقب کھودنے لگا پہر رات رہے مہرہ نقب کا
بارگاہ مین سرفراز کی توڑا دیکھا کہ پڑی سو رہی ہی شاپور نے اُسکو بیہوش کیا پشتارہ باندھا نقب سے
لے نکلا جست و خیز کرتا ہوا چلا ملیان تاجدار مشتاق بیٹھا ہی کہ شاپور سرفراز جادو کو لیکر آیا

یلمان تاجدار نے کہاکہ ای مہتر والا گہر بڑی مشکل یہ ہی کہ آقا ہمارے وہان قید ہین اگر ہم اسکو قتل کرین ایسا نہو
کہ وہ اُنکو آزار پہونچائے شاپور نے کہاکہ یہ بڑی مشکل کی بات ہی اسکو قید کرو یہان تو یہ ذکر ہو رہا ہی میکال
صبح کو اُٹھا خیمے مین سرفراز جادو کے آیا کہ جا کے ملکہ سے عرض کرون مین بر سر لشکر مسلمانان جاتا ہون
آج خاتمہ کر دونگا خیمے مین آکر دیکھا کہ پلنگ خالی پڑا ہی مہرہ نقب کا لگا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا اپنے
عیار کو پکارا عیار آیا کہاکہ ای نیرم دیکھ یہ کیا غضب ہوا کوئی ملکۂ عالم کو چرا لے گیا نیرم نے کہاکہ ایرج کا
عیار شاپور شیر دل فخرود وہان خواجہ عمرو کہلاتا ہی وہی آکر لے گیا ہوگا جلد سوار ہو کر چلیے یلمان
سے تو آپ زور مین کم نہین ہین لشکر بھی آپ کا زیادہ ہی چلکر یلمان تاجدار کو پکڑ لیجیے ملکہ کو رہا فرمائیے یہ سنکر
میکال سوار ہوا مع لشکر چلا یہان شاپور تدبیر اسکے قید کی کر رہا ہی کہ نعرۂ میکال کی آواز آئی لشکر
مین ہنگامہ ہوا شاپور نے کہاکہ لو یلمان تاجدار غضب ہوا میکال مع لشکر آگیا یلمان نے ہتھیار لگائے
باہر آکر دیکھا کہ لشکر گھرا ہوا ہی بارگاہین جل رہی ہین بازارین لٹ رہی ہین ہزارون بندگان خدا
مارے گئے ہین تین لاکھ فوج سے میکال لڑتا بھڑتا آتا ہی یلمان تاجدار نے نعرہ کیا فوج کو بھی کسی قدر
تسکین ہوئی سبھون نے کمر باندھی لڑائی ہونے لگی یلمان تاجدار و میکال چرم پوش سے مقابلہ پڑا
چہار طرف سے اسکے پہلوان لڑتے بھڑتے آتے ہین یلمان تاجدار اتنا کا زخمی ہوا چہار جانب سے
پہلوان ٹوٹ پڑے یلمان تاجدار کو گرفتار کر لیا یا تو ساتھ والے لڑ رہے تھے اب شکست فاش ہوئی
شاپور بھی جان بچاکے ایک طرف بھاگا میکال لڑتا بھڑتا بارگاہ مین پہونچا دیکھا کہ سرفراز جادو
بندھی ہوئی پڑی ہی زبان مین سوزن میکال گینڈے سے کود ا زبان سے اُسکی سوزن نکالی سرفراز
کی آنکھ کھلی جھلا کر اُٹھی سحر کرنے لگی ہزارون کو جلا دیا لشکر یلمان کو شکست فاش ہوئی بھاگنے لگی
سب کو تلاش ہوئی سب بارگاہین قیمتی لوٹ لین خزانہ اپنے قبضے مین کیا بفتح و فیروزی پلٹا شاپور کو کب
آرام آتا ہی آقا قید ہوے لشکر یون برباد ہوا فقیر بنا ہوا لشکر میکال مین پھر رہا ہی اسی فکر مین ہی کہ کیا
تدبیر کرون مقدمہ ساحرہ سے بہت پریشان ہی سوچتا ہی کہ اگر مین نے آقا کو رہا بھی کیا تو ساحرہ پھر گرفتار
کریگی آخر کیا تدبیر کرون اس فکر مین پھر رہا ہی سرفراز جادو نے میکال سے کہاکہ آج ہی میدان خونی
کی تیاری کرو دونون کو دار پر کھینچو میکال نے حکم دیا کہ جلدی میدان خونی کی تیاری کرو داربن استاد
ہونے لگین جلاد آکر موجود ہوے اب شاپور گھبرایا کہ یہ کیا غضب ہوا ایرج و یلمان کو آرا لے پر سوار کرکے

لیے

لائے میکال نے اشارہ کیا جلد انکو دار پر کھینچو سرفراز جادو بھی موجود ہی کہتی ہی کہ ای یلمان اگر تو نے آج انکو قتل کیا مین جانونگی تو بڑا اقبالمند ہی یہ لوگ قتل نہین ہوتے کوئی معین و مددگار پہونچ جاتا ہی۔ شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قتل ہوا چاہتے ہین بلک کے رونے لگا دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے تہ دل سے پکار اُٹھا

نظم

خدائے حافظ و ناصر کند نگہبانی — بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی
بکوہ و دشت و بیابان و چار سوے زمین — سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی
بحال بندۂ ناچیز دمبدم شب و روز — شود عنایت مولائے فضل ربانی
بشرق و غرب دہد تازہ روشنی ہر روز — چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی
بباب دولت خدام بارگاہ آلہ — کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی
خداست مالک و مملوک عالم و دنیا — خداست باقی و جن و بشر ہمہ فانی
چو نقش کاتب قدرت بدید حیران ماند — بشکل آئنہ از حسن خوبیش مانی
چو در عبادت معبود میکند غفلت — شود ز بندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا ہندی — ز مدح گوئی و وصافی و ثنا خوانی

شاپور بلک بلک کر دعائین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو بچالے مین صاحبقران کو کیا مُنھ دکھاؤنگا قبلہ و کعبہ پوچھین گے کہ او نامرد تیرے سامنے ایرج قتل ہوگیا تجھسے کچھ نہ ہوسکا ہاے مین کیا جواب دونگا بلک رہا ہی تڑپ رہا ہی کہ سرفراز جادو نے حکم دیا پہلے ایرج کو قتل کرو جلاد سر پر ایرج کے آیا کوئلے کا خط گردن پر دیا شاپور سے ضبط نہ ہوسکا جیسے ہی جلاد نے چاہا خنجر مارے شاپور نے پتھر مارا کہ سر جلاد کا اُڑ گیا سرفراز نے کہا کہ کیا یہ جلاد دیوانہ تھا کہ خنجر پھرا پھرا کر اپنے سر پر مار لیا مگر برق نیرم عیار نے دور سے دیکھا کہ وہ فقیر سامنے کھڑا ہی اُسنے پتھر مارا الملکہ نے دوسرے جلاد کو اشارہ کیا کہ جلد سر کاٹ لے دوسرا جلاد آگے چلا شاپور نے پھر پتھر مارا ابکی مرتبہ نیرم نے بخوبی دیکھ لیا پکار کے آواز دی کہ اس شخص کو لینا چار جانب سے سپاہی ٹوٹ پڑے شاپور نے تیغ کھینچا شیرانہ لڑنے لگا جب پالٹ کا ہاتھ مارا چار چار کے پائون اُڑا دیے قریب جا کے خنجر مارا چار پانچ کے سر گرائے سو جوان شاپور نے تھوڑی دیر مین مار کر ڈالدیے اور ہر مرتبہ نیرم کو ٹوکتا ہی کہ او نامرد تو مقابلے مین آ غریبون کو کیون

تیل ماش کرتا ہی نیرم ڈر کے مارے سامنے نہین جاتا شاپور اس فکر مین ہی کہ نیرم کو مارون مگر تردد ہی کہ پہلے لینے کیونکر نکلونگا ہزارون آدمی گھیرے ہوے ہین جب نیرم مقابلے مین شاپور کے نہ آیا تو شاپور نے پتھر گوپھن مین رکھکر مارا کہ نشانہ نیرم کا نشانہ ہوا نیرم چیختا ہوا بھاگا کہ لو ملکہ سرفراز جادو سب مجھے اُسکے عیار نے زخمی کیا ذرا ملاحظہ فرمائیے یہ عیار کی جنگ ہی کہ سو جوان مار کر ڈالدیے تلوار چمک رہی ہی برق تڑپ رہی ہی دیکھیے کتنے سر برس گئے مثل حباب دریاے خون مین پیر رہے ہین ایک ماش کا دانہ پھینک مارے ان سب کا خون آپ کی گردن پر ہوتا ہی یہ سُنکر سرفراز جادو کو غصہ آیا ہٹو ہٹو کہکر بڑھی سپاہی جو ہٹے شاپور کا سامنا ہوا للکار کر آواز دی کہ او نا عیار ہتھیار پھینکدے ورنہ آتش قہر وغضب مین پھونک دونگی شاپور نیچہ پکڑ کے جھپٹا جب تک سرفراز سحر پڑھے جب تک شاپور سر پر پہونچا نیچہ سر پر مارا سرفراز نے ہاے کا نعرہ کرکے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر الگ ہوئی قصد کرتی ہی کہ اُڑ جاؤن شاپور برس پڑا کئی نیچے مارے کئی زخم سر کھائے سرفراز نے آخر کو جھلا کے آواز پھیر دی شاپور کے پانون زمین نے پکڑ لیے اب تو شاپور ناچار ہوا کافرون نے بلوہ کر کے چار جانب سے گرفتار کر لیا ہلڑ ہوا کہ عیار پکڑا گیا سرفراز نے کہا کہ اس نگوڑے مونڈی کاٹے کو جلد قتل کرو اسنے مجھے مار ڈالا ہوتا سامری وجمشید نے بچا لیا شاپور کو دار پر کھینچ دیا اور تیر وکمان لیکر سرفراز کھڑی ہوئی ایرج نے جو اپنے یار وفادار کو دار پر دیکھا پکار کر کہا کہ او بھیا کیا کرتی ہی جب کسی نے جواب نہ دیا بیقرار ہو کر آواز دی کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز میرے یار وفادار کو بچالے تو کریم ورحیم ہی **نظم**

		خدا چارهٔ حالت دردمندان
خداوند حامی دل مستمندان	شود وقت مشکل بدو نیاز آسان	که سازد خدا مشکلت زود آسان
خدای جہان کرد بر حال زارت	کرم بے نہایت عنایت فراوان	ربود از درونت غبار کدورت
دلت کرد روشن بانوار عرفان	بعقل و خرد ساختت رہنمائی	نمودت عطا دولت دین وایمان
بشکرانہ کن سجدہ گر بندهٔ تو	ادا کن ادا کن ادا حق احسان	بمخلوق خود اشرف الخلق کردت
خدا کرد پیدا ترا شکل انسان	مشو غافل از سجدہ یک لحظہ ہندی	اگر وصل حق خواہی وقرب یزدان

ایرج کی بیقراری بلمان تاجدار کی اشکباری شاپور کا تڑپنا پھڑکنا سرفراز نے چند کمان کش اپنی پشت پر کھڑے کر لیے کہ جب مین تیر مارون سب کے تیر چلین خطا نہ کرنا سرفراز نے کمان کو کھینچا سب خطا شعار آمادہ ہو کر کمانون کو کھینچنے لگے کشاکش کی صدا بلند ہوئی تیر مارے طائران تیر پر کھول کر چلے قریب تھا کہ تیر

سینے پر شاپور کے پڑین یکایک تیر پلٹے کمان خم ہوئی سرفراز نے اپنے کو بچایا اورون کے سینہ پر کینے کو توڑ کر پار گذرے کئی سو جوان سہم سہم کر گرے بعض چلاتے تھے مثل کمان خم ہوے سرفراز نے کہا کہ ارے یہ کیا سر اُٹھا کے دیکھا کہ بر سر دار ایک لکۂ ابر چھوٹا سا نظر آرہا ہی اُسی ابر سے ہوا چلی اُسنے تیرون کو پلٹایا جھلا کے سرفراز نے ایک گولہ مارا کہ ابر شق ہوا اب تو سب نے دیکھا کہ ایک نازنین خوبصورت قمر طلعت سرو خرامان باغ خوبی و غنچۂ نو دمیدہ حدیقۂ محبوبی ایک طاؤس زرین بال پر سوار سحر کر رہی ہی اور آواز دی کہ او بحیا تیری بھی یہ مجال ہی کہ شاہزادہ والا قدر کو قتل کرے یہ کہہ کے کڑک کر گری دار کے ٹکڑے اُڑا دیے ایرج پر گری قید کو کاٹ کر پھینکدیا ایرج کی جو ہتھکڑیان کثین بیڑیون کو مروڑ کر پھینک دیا دار سے شاپور چھوٹا اب جو ایرج نے رہائی پائی ایک سوار کو مار کر تلوار اپنے قبضے مین کی فوج کفار پر جا پڑے ملکہ صبح دلکشا تڑپ تڑپ کر گرنے لگی غول کے غول تباہ کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے سرفراز جادو گھبرا گئی کہا کہ کیون ای میکال ہمنے نہین کہا تھا کہ ان لوگون کا قتل ہونا دشوار ہی یہ گیسو بریدہ کہان سے آگئی ناک مین دم کر دیا اگر ہو سکے تو نکل چلو میکال ایک طرف گھبرا کر بڑھا کر چلا کہ پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ او نامرد کہان جاتا ہی میکال نے دیکھا کہ ایرج نوجوان دریاے خون مین نہلائے ہوے شمشیر زنی کرتے ہوے آتے ہین میکال نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر روکا ہاتھ کو اُلجھاوے سے نکال کر بقوت صاحبقرانی ہاتھ مارا اُس رو سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر خونریز گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے یا قبۂ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا میکال ایسے دیو خصال کے دو ٹکڑے ہوے کافرون کے رنگ کٹ گئے ہر طرف یہی غل تھا کہ بڑا شخص مارا گیا نبیرۂ حمزہ فخر رستم صاحب شوکت و حشم ہی جسقدر انکی تعریف کرین کم سے کم ہی سرفراز نے جو دیکھا کہ میکال مارا گیا چاہا کہ تڑپ کر نکل جاوے ادہر ملکہ صبح دلکشا نے للکارا کہ خبردار آگے نہ بڑھنا دھگڑے کا مارا جانا بہت شاق ہوا یہ کہکے گولہ مارا سرفراز نے گولے کو کاٹا اُسی گولے سے دھوان نکلا کہ سرفراز نابینا ہو گئی چہار جانب ٹٹولنے لگی حیران تھی کہ کیا کرون جو سحر کیا مٹ گیا آخر صبح دلکشا ستارہ سحری بنگئی کہ سرفراز جادو مثل ہیمۂ خشک جلنے لگی تھوڑے ہی عرصے مین جل جل کر خاک ہوئی لشکر میکال پر بلا نازل ہونے لگی ایک طرف سے ایرج نوجوان قتل کرتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے شاپور حقہ ہاے آتشباز ہی مار رہا ہی ایک جانب صبح دلکشا مثل شیر خشمناک تمام لشکر کو پامال کر رہی ہی چند ملازمان بلیمان جو بھاگ کر رہے کوہ مین چھپے تھے خبر سُنی کہ ہمارے آقا دلیمان بھی رہا ہوے سب تلوارین پکڑ کر آپڑے تلوار چلنے لگی لشکر کفار نے جو اپنا یہ حال دیکھا امان مانگی

ایرج نوجوان نے صبح دلکشا کو منع کیا کہ اب سحر نہ کرو ہمارے واسطے باعث بدنامی ہی ساحرہ قتل ہو چکی صبح دلکشا کہ بڑے زور و شور سے سحر کرتی تھی ایرج کے کہنے سے رُک گئی اب چھپ چھپ کے سحر کر رہی ہی کسی پر نگاہ سحر آگین ڈالدی کہ وہ لوگ دیوانے ہو گئے سر ٹکراتے پھرتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین کبھی پکارتے ہین کہ یارو اس مطلع کو سمجھو مطلع بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین + چاہیے منقار چٹکی لے دل صیاد مین + حرکت ان نالائقون نے بہت خلاف کی یہ مناسب نہ تھا بعض کہتے ہین کہ یارو اپنی جان بچاؤ اب تیغ بے دریغ سے ایرج کے بچنا دشوار ہی ہماری کدوکاوش بیکار ہی آخر سب فوج والون کو سمیٹ کر ایرج نوجوان نے صبح دلکشا کو ایک محل مین پہونچایا آپ دارالامارہ شاہی مین آئے جلسہ آراستہ ہوا نازنینان پریچہرہ گا رہی ہین شراب چل رہی ہی ہنگامہ عیش و نشاط پر جوش ہر طرف صدائے نوشا نوش اُسوقت ملکہ صبح دلکشا آئین کہا کہ ای شہریار باغ رنگارنگ مین نورالدہر پہونچ گئے تھے لوحداران جادو نے ایسا انتظام کیا ہی کہ لوح نہ پائی اُسپر کہ دختر شاہ ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین مثل نہین رکھتی ملکہ ہمائے جواہر پوش بصد جوش و خروش ساتھ تھین مگر کچھ نہ چلی اتنا کیا کہ نورالدہر و شبرنگ کو لے گئین یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ہم باغ رنگارنگ مین جانے کا ارادہ کرین شاپور نے بڑھکر عرض کی کہ ای ملکۂ عالم شاہزادے بجا ارشاد فرماتے ہین لیکن لوحداران جادو بلاے بد ہی اُسنے صبح کردی کسی کا سحر نہ چلتا تھا وہان جانا دشوار ہی صبح دلکشا نے کہا کہ آپ تشریف لے چلیے کنیز فکر کریگی ایرج نے کہا کہ مین تیار ہون بلیمان تاجدار نے لشکر تیار کیا ایرج سوار ہوے مع لشکر طرف باغ رنگارنگ کے چلے صبح دلکشا نگاہ طرف آسمان کے ڈالے ہوے جاتی ہین انکو تو اس حال پُر ملال مین چھوڑیے اب حال نورالدہر بن بدیع الزمان لکھا جاتا ہی کہ انکو ہمائے جواہر پوش اُٹھالے گئی تھی ہوا پر پرواز پیدا کیے ہوے لیے جاتی ہی قضائے کار ایک مقام ہی کہ اُسکو کوہ نیلم کہتے ہین وہانکی حاکم و ناظم سیمائے نیلم پوش اپنے باغ مین بیٹھی ہی کئی سو کنیزین گرد باغ پُر بہار سیمائے نیلم پوش کی نگاہ جو پڑی بغور دیکھا کہ ہمائے جواہر پوش دو شخصون کو پنجے مین دبائے ہوے آتی ہی پریشانی چہرے پر ظاہر دوپٹہ ڈھلکا ہوا بال پریشان عارض انور رشک قمر صبح شام کا ساتھ ملکہ سیما کھڑی ہو گئی پُکار کے آواز دی کہ ای ملکۂ عالم آئیے ملکہ ہمائے جواہر پوش تھک گئی تھین اس باغ پُر بہار کو دیکھکر غنیمت جانا اُتر آئین سیما و ہما مین بڑی محبت ہی ہما مسند پر بیٹھین نورالدہر کو ایک دنگل پر بٹھادیا اور شبرنگ بن عمرو کو جو ہوش آیا اپنے کو اُس باغ پُر بہار مین پایا نورالدہر کی پشت پر رومال

لیکر گھبراہوا مگس پرانی کرنے لگا سیماے نیلم پوش کی جو نگاہ جمال جہان آراے نورالدہر پر پڑی اسیر طرۂ گیسو
و ذبیح خنجر ابرو ہوئی شرماکر سر جھکالیا پوچھا کہ کیون ہمشیرہ کہانسے آتی ہو یہ کون صاحب ہین ملکہ ہماے جواہر پوش
نے کہاکہ بہن کیا کہون کہان لوگون کو جستے دیکھا وہ مائل ہوا نورالدہر بن بدیع الزمان یہی ہین سیمانے کہاکہ
طلسم کشائی آپ ہی کے نام پر ہی تمام طلسم مین غلغلہ پڑا ہوا ہی کاہن نجومی حکم لگارہے ہین کہ اب انقلاب بدیہی
ہوگا ساحر مارے جائینگے تیغ بیدریغ طلسم کشا سے بچنا مشکل ہی لیکن سُنا ہی کہ باغ رنگارنگ مین عجب طرح کی
بات ہوئی تمھارے نام پر مشہور ہی کہ طلسم کشا کو بصورت مبدل باغ رنگارنگ مین لے گئین لوحدار ان
سے جو لوح کا حال پوچھا اُسکو کھٹکا ہوا انتظام کر دیا لوح نہ ملی مگر آپ نکل آئین یہ سُنتا تھا کہ ملکہ ہماے
جواہر پوش نے ٹھنڈھی سانس کھینچی کہا بُوا کیا کرون فلک درپے آزار ہی شکایت بیکار ہی
کوئی ساعت ایسی نہین گذرتی کہ صورت عیش و آرام دیکھین راحت سے بیٹھین اصل کیفیت یہ ہی نظم

پہونچا سنان پہ اُسکی ابھی میرا سر کہان ۔۔۔ نخل مراد عشق نے پایا ثمر کہان
طول شب فراق کے شکوے سے فائدہ ۔۔۔ ہین جان بلب ہون مجکو امید سحر کہان
ترکیب کو کمال ہی تا شیر زاہدا ۔۔۔ بے بادہ ہی دعاے قدح مین اثر کہان
جاتا ہی صیدگاہ مین وہ چھوڑ کر مجھے ۔۔۔ ای مرغ روح تیرے گئے بال و پر کہان
آنکھون مین منتظر ہین عبث پارہاے دل ۔۔۔ آتا ہی ناوک نگہ یار ادھر کہان
ہو خاک کوئی منعم ظالم سے منتفع ۔۔۔ حلقوم آب تیغ سے ہوتا ہی تر کہان
حاصل نہین ہی دست تمنا کو غیر یاس ۔۔۔ اس باغ مین چنار نے پایا ثمر کہان
ظالم سے اہل فیض کو ہوتا نہین گزند ۔۔۔ ہی نخل میوہ دار کو رنج تبر کہان
نفرت شب وصال سحر سے نہ کر دلا ۔۔۔ اک دن شب فراق مین ہی یہ سحر کہان
ہمسکو تری کمر کی صنم ہی عبث تلاش ۔۔۔ جسکو خدا چھپائے وہ آئے نظر کہان
عاشق ہی پر ابھی نہین فرقت ہوئی نصیب ۔۔۔ ہی اضطراب کی تجھے ناسخ خبر کہان

سیماے نیلم پوش نے کہاکہ بُوا تمھین بڑا جوش و خروش ہی ملکہ ہماے جواہر پوش نے کہاکہ بُوا
اس بلا مین پھنسے ہوے عرصہ ہوا کیا کہین کہ کیا کیا صدمے اُٹھائے چونکہ ملکہ سیماے نیلم پوش نورالدہر پر
عاشق ہوئی ہین حیران ہین کہ کیا کرون یہ تو ضرور خیال آیا کہ حسن مہر اُحسن ہماے جواہر پوش سے

کم نہین ضرور اس شیر نے بھی مجکو بنگاہ محبت دیکھا ہوگا کیونکر اسکا امتحان کرون کچھ اور تو نہ کہا یہ بول اُٹھی کہ بُوا
افسوس کا مقام ہی کہ بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہوراز و نیاز لوح سے نہین آگاہ ہم چاہینگے تو لوح مل جائیگی
ورنہ ہزار برس کوشش کرو گی تو لوح نہ ملیگی لوح کا ملنا آسان بھی ہی اور مشکل بھی ہی ہم پیروی کرینگے شگوفہ نام
ایک کنیز بیٹھی ہی یہ مضمون سُنکر چلی گئی سوچی کہ اگر طلسم کشا لوح پائیگا سب جادوگر مارے جائینگے مذہب سامری
و جمشید کا کون نام لیگا جا کر شاہ طلسم سے اطلاع کرو کہ یہ دو نون نوجوانین جمال ظاہری طلسم کشا کا دیکھکر
مبہوت ہوئی ہین انکو سزا ملے یہ سوچ کر پیچھے ہٹی مگر سوچتی ہی کہ تا بہ قلعۂ طلسمی مین جاؤن پھر دہانسے آؤن بڑا
عرصہ ہوگا ساحرہ ہی اُڑ کر چلی سب ہی طرح کے خیال ہین کوس بھر نکلی ہی کہ ایک پہاڑ پر دیکھا کہ قتال جادو
وزیر شاہ طلسم اکیلا پہاڑ پر بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی کنیز اُتر آئی قتال کو سلام کیا قتال نے کہا کہ تو کون ہی
اسنے کہا کہ مین سیمائے نیلم پوش کی کنیز ہون بی ہمائے جواہر پوش طلسم کشا کو لیکر اُنکے باغ مین آئی ہین
حصول لوح کی تدبیر ہو رہی ہی اگر آپ چلیے دونون کو مع طلسم کشا گرفتار کیجیے یہ سُنکر قتال اُٹھا کہا کہ مین
ابھی چلتا ہون نیز اوہ مرتبہ کراؤنگا کہ شاہان در بندر رشک کرین شگوفہ ساتھ ہوئی قتال نے ایک شیشہ
پانی کا بھر کے ہاتھ مین لے لیا کہا کہ اسی پانی سے سب کو بیہوش کرونگا دو کون چلے یہان سیمائے نیلم پوش
و ہمائے جواہر پوش سے صلاحین ہو رہی ہین شاہزادہ نور الدہر جو بات کرتے ہین سیمائے
نیلم پوش نہال ہو جاتی ہی باتون مین چھیڑتی بھی جاتی ہی کبھی کہتی ہی کہ حضور اگر ملکہ ہمائے جواہر پوش
آپ پر عاشق نہ ہوتین عمر بھر لوح طلسمی نہ ملتی نور الدہر نے غصے مین جواب دیا کہ ہم تکیہ پروردگار پر
رکھتے ہین آپ لوگ کد و کاوش نہ کرین ہمکو جانے دین دیکھین لوح طلسمی ملتی ہی یا نہین ملکہ ہمائے
زانو پیٹ لیا کہا کہ اے شہریار یہ تو ہمسے کبھی نہ ہوگا کہ آپ کی خیر خواہی سے ہاتھ اُٹھائین آپنے دل کا
تو یہ حال ہی قلب پہ ہجوم غم و ملال ہی نظم

پونچھتا اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا — چاک کرتا مین جنون مین جو گریبان ہوتا
مال ملتا جو فلک سے ضرر جان ہوتا — سر نہ ہوتا جو میسر مجھے سامان ہوتا
نازک ایسا ہی وہ کافر وہین ہوتا بد مست — گذر اُسکا جو کبھی زیر مغیلان ہوتا
سنگ چقماق بھی بنتا تو مرا ضبط یہ ہی — نہ مری قبر کا پتھر شرر افشان ہوتا
ہون وہ وحشی کہ اگر دشت مین پھرتا شب کو — آگے مشعلچی وہین غول بیابان ہوتا

نکہت کاکل پیچان سے جو دیتے تشبیہ — عطر مجموعہ کا ہر جنس و پریشان ہوتا
کی مکافات شب وصل خدانے ورنہ — کسلیے مجھپہ عذاب شب ہجران ہوتا
ایک دم یار کو بوسون سے نہ ملتی فرصت — گردہن دیدۂ عالم سے نہ پنہان ہوتا
کسکی پریان شہ جنات کو بھی آٹھ پہر — ہی یہ حسرت کہ سگ کوچۂ جانان ہوتا
ای اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہی ولے — آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا
کون ہی جو نہین مرتا ہی ترے قامت پر — کیون نہ ہر سرو چمن قالب بیجان ہوتا
کیا قوی ہی یہ دلیل اُسکی پریزادی کی — ربط انسان سے کرتا جو وہ انسان ہوتا
ای بتو ہوتی اگر مہر و محبت تم مین — کوئی کافر بھی نہ واللہ مسلمان ہوتا
حسرت دل نہین دیتا ہی نکلنے ناسخ — ہاتھ شل ہوتے میسر جو گریبان ہوتا

ملکہ سیماے نیلم پوش کہتی ہین کہ اس جفا سے خدا سب کو بچائے کہ آسمان پر نعرہ ہوا باش او سیماے
نیلم پوش و ہماے جواہر پوش دشمن کو اپنے گھر مین جگہ دی لوح ملنے کی صلاح ہو رہی ہی تم قتال
آبر نیزاب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگی سب حال مجکو معلوم ہوا سیمانے یہ بھی دیکھا کہ کنیز ہماری شگوفہ ساتھ ہی
سمجھ گئین کہ اسی نے جاکے سب کچھ کہا سب حال کُھل گیا دیکھین تقدیر کیا دکھائے دونون شاہزادیان اپنے مقام
سے اُٹھین شمشیر بن عمرو نے جو جادوگر کو آتے ہوے دیکھا ایک جانب بھاگا نخل کی آڑ مین چھپا جب دونون
شاہزادیان اُٹھین چاہا کہ قتال آبر نیز پر سحر کرین قتال نے وہ شیشہ پھینک مارا جسپر قطرہ پانی کا پڑا وہ
بیہوش ہو گیا سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش سحر بھی نہ کرنے پائین پناہ پانی مشکل ہوئی آبر و مٹی
لڑکھڑا کر دونون گرین بیہوش ہو گئین آنکھین کُھلتی نہین ہاتھ پاؤن بیکار ہین کنیزون کی یہ کیفیت ہی کہ کسی کا
سر اُڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا کوئی بیہوش ہوئی باغ مین لالہ زار کھل گیا دریاے خون بہنے لگا نور الدہر تلوار
کھینچکر اُٹھے چاہا کہ اُس ساحر پر جا پڑون قتال آبر نیز نے اشارہ کر دیا یہ بھی گرے بیہوش ہو گئے ہاتھ
پاؤن بیکار مجبور و ناچار تلوار الگ جا کر گری سپر نے پشتیبانی نہ کی تلوار نے اپنا جوہر نہ دکھایا کمان مین
خم خنجر بیہرم تیر طائر پر بند ترکش مین در دمند قتال بڑھا کہ سب کی مشکین باندھون گرفتار کرکے خدمت
شاہ مین لیجاؤن اس خیر خواہی مین رتبۂ جلیل پاؤن بل کرتا ہوا چلا اس بات پر بہت خوش ہی کہ میرے
ایک سحر مین سب بیہوش ہوے بی سیماے نیلم پوش و ہماے جواہر پوش کو اپنے سحر پر بڑا ناز تھا آج

کچھ نہ چلی یہ سب اوصاف اپنے سامنے شاہ طلسم کے بیان ہونگے بڑے بڑے ساحر خدمت مین شاہ کے حاضر رہتے
ہین سب زجد کرینگے کہینگے کہ ای قتال یہ تمھارا ہی کام تھا دشمنان شہنشاہ کو ایسا جلدی بیہوش کیا بیٹی
شاہ کی جو سامنے شاہ کے جائیگی تمام اہالی دربار کو عبرت ہوگی کہ بیٹی باپ کا گھر مٹاتی ہی ایسے مقدمات
کہتے ہوئے شرم آتی ہی ایسے ایسے خیال کرتا ہوا دم سحر و ساحری کا بھرتا ہوا کہ ان سب کی مشکین باندھون
چند قدم چلا تھا کہ پہلوے باغ سے رونے کی آواز آئی کسی نے پکارا کہ ای وزیر اعظم و ای دستور معظم فریاد ہی
وقت امداد ہی قتال آبر یزنے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین شباب کا عالم جوانی پھٹی پڑتی ہی بقول شخصے
کہ اپنے سائے سے لڑتی ہی بھبوکے بھبوکے گال گلوری کلے مین دبی ہوئی شکم صاف و شفاف کھلا ہوا تختۂ بلور
حالت نور کی نازک اندام مقبول طبع خاص و عام ایک چڑھتی پاؤن مین ایک چمن مین چھوٹ گئی جوانی مین
اسکی خبر نہین پامال ہونے والون پر نظر نہین عجب سج دھج سے آتی ہی کہ دیکھکر طبیعت گھبراتی ہی جیسے ہی قتال
سے چار آنکھ ہوئی ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی پکار کے کہا کہ ذرا ادھر تو آؤ تم گھورنے والے غارت ہو جاؤ
نگاہون مین کھائے جاتا ہی ارے تیری آنکھین پھوٹین گھٹنے ٹوٹین سر نہ جھکا میری بات کا جواب دے ارے
جلدی یہان آ ڈر کے جو عیار بھاگ گیا تھا وہ سامنے نخل کے کھڑا ہی بی شگوفہ کو بھی ساتھ لیتے آؤ شگوفہ
و قتال دونون دوڑ کے چلے وہ نازنین ہاتھ سے اشارہ کیے جاتی ہی کہ ارے قدم اٹھا کر چلو ورنہ حریف
بھاگ جائیگا عیار طرار چھلاوہ ہی نگوڑے عمرو کے سب تعلیم کردہ ہین یہ کہکے آپ ہی اپنے منھ مین طمانچے
مارنے لگی کہ ہم ہی ہین نے کسکا نام لیا کچھ نگوڑے کے نام مین تاثیر ہی سامری و جمشید جان بچاوین
قتال نے اشارہ کرکے کہا کہ اری پیاری عیار کہان کھڑا ہی اسنے اشارہ کرکے کہا کہ نخل کے
سائے مین بیٹھا کپڑے بدل رہا ہی الو لہنگا پہنا پھریا بھی پہن لی ارے اس نگوڑے کو خدا غارت کرے
چھاتیان بنا رہا ہی قتال حیران ہی کہ اسکی زبان کیا قینچی چل رہی ہی شگوفہ نے کہا کہ عالم یاس ہی
عیار نے کچھ اسکو صدمہ پہونچایا ہی اسی وجہ سے بیتاب ہی دونون جب قریب پہونچے قتال نے
اُس نازنین کا ہاتھ پکڑ لیا اُسنے ہاتھ جھٹک کر کہا کہ الگ رہو مجھسے لپٹے نہ جاؤ پہلے دشمن کو تو مار لو پھر
مجھسے بات کرنا مین کوئی خبطہ دیوانی نہین ہون قتال نے کہا کہ ارے عیار کہان ہی اسنے ہاتھ اُٹھا کر
کہا کہ ارے وہ سامنے بیٹھا ہی چھوٹے کپڑے پہن رہا ہی قتال اُدھر جھکا کہا کہ بی شگوفہ ذرا تم بھی دیکھو
یہ تو فقط مجکو گھورنا جانتے ہین آنکھون کے آگے ناک سرجھے کیا خاک مین تو انکی ناک کٹوا ڈالونگی

قریب کا آدمی نہ سوجھتا ہوگا جیسے ہی قتال و شگوفہ جھکے کہا کہ ارے کہان ہو اُس نازنین نے دونون کے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کہا کہ اب تو سوجھا دونون نے چاہا کہ پلٹین حلقے کمند کے گلے مین پیچ چکے تھے ایک جھٹکا مارا دونون مُنھ کے بھل گرے لپٹ کر خنجر مارا قتال کا شکم چاک شگوفہ کا بھی قصہ پاک ان دونون کے لاشے تڑپنے لگے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قتال و شگوفہ بود ہاے حسرت لیکر پردۂ دنیا سے گئے سیماے نیلم پوش و ملکہ ہماے جواہر پوش کو بھی ہوش آیا نور الدہر بھی اُٹھے کنیزین بھی ہوشیار ہوئین پھر وہی صلاح ہونے لگی ہما و سیما کہ رہی ہین کہ اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین بڑا شخص مارا گیا اگر کہین شاہ طلسم کو ثابت ہوا فوراً فوج آئیگی بھاگنا مشکل ہوگا قتال آبرو کا مارا جانا بڑا غضب ہوا وزیر شاہ طلسم تھا کوئی نہ کوئی خبر پہونچا ئیگا ہاے اب کیا کرین ہم یہ سمجھے تھے کہ اس مقدمۂ خاص مین سمجھکر صلاح کیجائیگی یہ نہ سمجھے تھے کہ فوراً آفت آجائیگی ہاے تقدیر کی خوبی عشق کی نیرنگی کیا جلد یہ سامان دکھایا اب تو یہ کیفیت ہی نظم

ایک عالم ہی مری غفلت و ہشیاری کا — خواب دیکھا نہ کبھی بخت کی بیداری کا
کام خونریزی ہی اُس یوسفِ بازاری کا — جان بیچے جو کرے قصد خریداری کا
وصف خط ہی کہین دیوان مین کہین وصف کمر — ساتھ ہی جدول زنگار کے اک باری کا
کور آنکھین ہون کسی طور سے روتے روتے — اور چارہ ہی نہین دیدہ کی بیماری کا
معنیِ شعلۂ آواز مین شک ہی جسکو — دیکھے عالم مرے نالون کی شرر باری کا
ہی یہ وہ راہ کہ تا عرش پہونچتا ہی بشر — دل مین دروازہ ہی اس گنبد زنگاری کا
نشے مین جز قدم یار نہین گرتا ہون — بیخودی مین بھی مجھے دھیان ہی خودداری کا
ہی وہ نخلِ چمنِ حُسن یہ ہین پھول اُسکے — جسم محبوب مین کرتا نہین پھلکاری کا
شہسواری کا جو اُس چاند کے ٹکڑے کو ہی شوق — چاندنی نام ہی شب بز کی اندھیاری کا
تو وہ خورشید ہی چہرے سے اُٹھائے جو نقاب — ہو ہر اک ذرے مین عالم وہین چنگاری کا
روے گلرنگ اگر حوض مین ہو عکس فگن — طور فوارے کا ہو رنگ کی پچکاری کا

بلک بلک کر سیماے نیلم پوش رو رہی ہین کبھی طرف نور الدہر کے متوجہ ہو کر کہتی ہین کہ آپ کے حُسن عالم سوز نے تمام دنیا کو جلا دیا یہ شگوفہ حرامزادی کیونکر گئی وزیر کو کہان پایا کیونکر لیکر آئی اب کیونکر

دریافت کرون لیکن اب تدبیر یہ ہی کہ جرأت کا کام ہی اسی مین نام ہی میرے باغ سے نقب لگی ہی جہان گلدستے رکھے ہین وہین مہرہ نقب کا ٹوٹا ہی جس وقت آپ پہونچین گے ایک دیو آکر حملہ کریگا آواز دیناکہ او خونخوار کیون تیری قضا آئی ہی اگر آپ نے اُسکو مار لیا گلدستے شگفتہ ہونگے بسم اللہ کہکر ایک گلدستے پر ہاتھ ڈالیے گا لوح ہی پر ہاتھ پڑیگا اپنا قبضہ کیجیے ہم بھی پہونچ جائینگے لوحداران سے لڑائی سخت پڑیگی اگر اُسکو مارا پھر مقامات مین لوح آپ کو خود تعلیم کریگی خلاف لوح قدم نہ اُٹھانا بُوا ہما آپ کو نقب مین روانہ کرو ہم تم سحر تیار کرکے بالاے آسمان چمکین قتل خونخوار مین کوشش کرین جو ہونا تھا وہ ہوا لیکن ای طلسم کشا ہماری ہدایت پر عمل کرنا ہو تو اسطرح کاربند ہو اور لوح دستیاب ہو لوحداران کو ہم ہی پر ناز تھاکہ جب تک سیما شریک نہ ہوگی لوح نہ مل سکیگی آپ کے اقبال نے ہمکو شریک کر لیا یہ کہکے سیما و ہما اُٹھین نور الدہر کو لیکر بارہ دری مین آئین آپ ستارۂ سحری بنکر بلند ہو گئین یہ کہ گئین کہ جو سامنے کمرہ ہی اُسمین نقب پختہ ہی بسم اللہ کہکر اُسمین داخل ہو جیسے عیار کو حکم ہوا کہ تم الگ سے جاؤ ساتھ جانا تمھارا مناسب نہین طریقہ کہتا ہی کہ طلسم کشا اکیلا جائے شبرنگ تو ایک جانب چلا یہان نور الدہر بسم اللہ کہکے نقب مین داخل ہوے دیکھا کہ نقب پختہ اسقدر بلند ہی کہ ایک سوار جا سکتا ہی رہروی کرتے ہوے واسطے لوح کے جاتے ہین لیکن بعد جانے ملکہ ہما کے لوحداران نے کنیزون سے کہا اور جو شاہزادیان مہمان آئی ہین اُن سب سے کہاکہ آپ لوگون نے انقلاب دیکھا بیٹی چاہتی ہی کہ باپ کا گھر برباد کرے اگر مین نے یہ انتظام نہ کر رکھا ہوتا تو لوح ہاتھ سے گئی تھی بکرای منتظم جادو تم کوٹھے پر جاکے بیٹھو جب تک ملکہ سیماے نیلم پوش نہ شریک ہونگی طلسم کشا یہانتک نہ پہونچیگا لیکن فکر ضرور ہی طلسم کشا صاحب اقبال ہی پہلے ہی اُسکو یہ شرف ملا کہ دختر شاہ طلسم شریک ہو گئی اسقدر درپے آزار ہو کہ چاہتی ہی طلسم برباد ہو منتظم جادو بالاے بام آئی گلدستون کو دیکھ رہی ہی گلدستے اپنی حالت اصلی پر ہین شگفتہ ہونے لگے ہواے سرد چلی ایک طائر پیدا ہوا اُسنے زمزمہ سرائی کرکے آواز دی کہ ای منتظم تو نے اب تک کچھ کام نہ کیا طلسم کشا آیا چاہتا ہی آیا اور لوح لے لی سیماے نیلم پوش شریک ہو گئی سب تدبیرین بتا دین یہ ذکر تھا کہ زمین شق ہوئی آواز آئی کہ با شیدای کافران سیمیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نبیرۂ صاحبقران نعرۂ نورالدہر

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش

کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده

دیگر		
ز طفلی بجرأت ہنر داشتم	دیگر	لقا را بیکدست بر داشتم
ظفر بر یلانِ عرب یافتم		شہِ نوجوانان لقب یافتم

منتظم جادو دوڑی ایک دوہتڑ مارا نور الدہر لڑکھڑا کر گرے منتظم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون آسمان پر دونون شاہزادیان چلا رہی تھین سیمائے نیلم پوش نے کہا کہ ملکہ ہما غضب ہوا شاہزادہ قتل ہوتا ہی ملکہ ہمائے جواہر پوش نے کلیجہ پکڑ لیا کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا شاہزادہ بجیس و حرکت پڑا ہی منتظم قتل کرنے جاتی ہی ملکہ سیما نے کہا کہ بوا جلدی کرو ورنہ قتل کیا چاہتی ہی سیمائے نیلم پوش دعا کرنے لگی ہمائے جواہر پوش ستارہ بنکر گرین منتظم کے دو ٹکڑے ہوئے منتظم کے مرتے ہی نور الدہر اٹھ کھڑے ہوئے نعرہ کیا کہ او خونخوار کہان ہی کیون ہماری نظرون سے نہان ہی کہ زمین کانپی ایک ساحر زبردست قوی ہیکل قوی تن دار شمشاد ہاتھ مین غصہ بات بات مین للکارتا ہوا زمین سے نکلا کہ او طلسم کشا منتظم کو مارا دونون جادوگرنیان تیری شریک ہین انکی بھی فکر ہو جائیگی شاہ طلسم کو خبر کیجائیگی قیامت برپا ہوگی نمکحرامون کو سزا دیجائیگی یہ کہکے شاہزادہ نور الدہر پر حملہ کیا نور الدہر نے گرز کا کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالدیا گرز چھین کر پھینکدیا خونخوار لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دونون شاہزادیان آسمان سے دیکھ رہی ہین کہ دونون سے کشتی ہو رہی ہی نور الدہر نے لڑتے لڑتے نعرۂ شیرانہ کیا ایک ہکہ مارا کہ سر خونخوار کا زمین سے ملا دیا کمر زنجیر مین ہاتھ دیکر بقوت صاحبقرانی اٹھا لیا اگھبڑ کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی خونخوار نے بقہر و غضب جواب دیا کہ او طلسم کشا مین تیرا مذہب نہ اختیار کرونگا نور الدہر نے اٹھکر ایک پانون دونون پانون سے دبایا ایک پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کے خونخوار کو چیر کر پھینکدیا ملکہ لوحداران مسند پر بیٹھی ہی چالیسون شاہزادیان یہ انقلاب دیکھکر ابھی تک نہین گئین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ اس ہنگامے کی اطلاع بادشاہ طلسم کو کیجیے لوحداران نے کہا کہ مین نامہ لکھ چکی کچھ جواب نہین آیا جب تک سیمائے نیلم پوش نہ شریک ہوگی طلسم کشا یونہی بھٹکتا پھریگا اگر ہم قبل سے واقف ہوتے گرفتار کر لیتے مگر شاہ کا پاس تھا کہ انکی دختر بلند اختر ہی کیونکر دست اندازی کرتے دربار شاہی مین ذکر ہوتا کہ باپ کی نوکر بیٹی کا پاس نہ کیا افسوس کا مقام ہی یکایک کان مین منتظم کے مرنے کی آواز آئی لوحداران نے گھبرا کے کہا کہ ارے کسی نے منتظم کو قتل کیا آگے آگے لوحداران پیچھے پیچھے چالیسون شاہزادیان سر برہنہ پریشان حال بیتاب و بیقرار طرف کوٹھے کے چلین راہ مین آواز آئی طائرون نے آواز دی کہ خونخوار بھی مارا گیا یہ صدا سنکر

لوحداران اور زیادہ گھبرا گئی کہا لو صاحبو خونخوار بھی مارا گیا یہان نور الدہر نے خونخوار کو مار کر طرف
گلدستون کے دیکھا سب گلدستے مرجھا گئے جو گلدستہ بیچ مین ہی وہ نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگا رنگ
غنچہ ہائے گلدستہ درج گہر مثال دہان معشوق پری پیکر چہار جانب حسرت سے دیکھ رہے ہین نرگس شہلا
کی آنکھین سوجی ہوئین گیسوان سنبل پریشان بیچ مین ایک شی مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی آسمان
سے دونون شاہزادیون نے آواز دی کہ ای شہریار جلدی کیجیے لوح پر قبضہ فرمائیے لوحداران آتی ہی
لڑائی پڑیگی یہ آواز سنکر نور الدہر پڑھے بسم اللہ کہکر ہاتھ مارا لوح طلسمی پر ہاتھ پڑا اب اٹھایا
پیشانی پر مرقوم تھا کہ لوح طلسم کا وسیہ نور الدہر نے لوح کو گلے مین ڈالا کہ لوحداران مع صدہا
کنیزون اور چالیس شاہزادیون کے بالائے بام آکر پہونچی دیکھا کہ نور الدہر کا قبضہ لوح پر ہو گیا کہا کہ
ارے مارلو ابھی یہ حکم لوح سے آگاہ نہین ہوا چہار طرف سے جادوگرنیان حربہ ہائے سحر لیکر نور الدہر کی
طرف متوجہ ہوئین کسی نے آگ برسائی کسی نے سحر کیا دریائے آتش پیدا ہوا کسی نے خنجر برسائے کسی نے تلوارین
گرائین ملکہ سیمائے نیلم پوش و ہمائے جواہر پوش نے جو آسمان سے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہی مگر
تلوار کھینچ کر جا پڑا جادوگرنیان بھاگتی پھرتی ہین نور الدہر نے جسپر ہاتھ مار دیا اُس جادوگرنی کے دو ٹکڑے
ہوئے مگر جادوگرنیان پیچھا نہین چھوڑتین لوحداران پکار رہی ہی کہ اگر طلسم کشا بچکر نکل جائیگا تو طلسم کا وسیہ
مین کوئی نام مذہب سامری و جمشید کا نہ لیگا جادوگرون کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا اس بات پر جادوگرنیان
اور جان دے رہی ہین جانتی ہین کہ طلسم کشا پر غالب ہونگے یہی قصد ہی کہ لپٹ کر بوٹیان کاٹ کے کھالین
طلسم کشا کو زندہ نہ چھوڑین یہ ہمارے قبیلے کا دشمن ہی جادوگرون کے واسطے رہزن ہی سیمائے نیلم پوش
و ہمائے جواہر پوش نے جو یہ ہنگامہ شاہزادے پر دیکھا ایک آہ کی کہا کہ صاحبو ہمکو کیونکر چین آئے
شہریار کس آفت مین پھنسے ہین افسوس صد ہزار افسوس نظم

میرسد ہر دم بخاص و عام فیض عام عشق — میشود تقسیم بر ہر نیک و بد انعام عشق
تا دم آخر بماند دم بخود از بیخودی — بسملِ تیغ محبت کشتۂ صمصام عشق
روز گی گردد شبِ فرقت بحال انتظار — گر شود صبح مسرت اندران غم شام عشق
وحشت و خواری و بدنامی است فخر عاشقان — ہست رسوائی و ذلت عزت و اکرام عشق
عیش و آرام است بروے اندرین دنیا حرام — ہر کہ باشد بندۂ زار محبت رام عشق

طالب دنیا کند بنیاد دنیا پائدار
ہندی از عشق و محبت در زمانہ رو متاب

عاشق حق خواہد از حق صرف استحکام عشق
تا شود حاصل ترا در نام داران نام عشق

دونون بیقرار ہوکر آسمان سے گرین سحر کرنے لگین خنجر توڑے آتش سحر بجھائی تلوارون کو توڑا کچھ سپرین سر پر نورالدہر کے حائل کین کبھی خود شاہزادے کے سامنے آکر سینہ سپر ہوتی ہین لوحداران جب جا پڑی دونون کو ایک ایک زخم لگا یا کسی کا سر زخمی ہوا کسی کا شانہ نشانہ کیا جب نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا کہ لوحداران نے دونون کو زخمی کیا لوحداران پر جا پڑے لوح کو گردش دی جسپر عکس پڑا وہ اندھا ہوگیا اوپر سے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اسقدر جادوگرنیون کا بلوہ ہے کہ لوح نہین دیکھ سکتے ہین چاہتے ہین کہ احکام لوح دیکھکر جنگ کرین موقع نہین ملتا لوحداران نے سحر کرکے اندھیرا کردیا ہے ایک ساحرہ نے بڑھکر ہمائے جواہر پوش پر سحر کیا پانون ملک کے زمین نے تھام لیے چاہا کہ بیچہ مارون کہ سر اڑ جائے نورالدہر نے بڑھکر لوح کو چمکایا گلنار زعفران پوش آئینہ دار حیران لشکل گیسو پریشان خاموش کھڑی تھی کہ سیما نے بڑھ کر ہاتھ مارا دونون پانون گلنار کے اڑ گئے پانون کے کٹتے ہی اسنے ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی کہ ای لوحداران لینا انھین کچھ شرم و حجاب نہین لڑائی مین مصروف ہین ہر طرف ہنگامہ گیر و دار بلند ہے کہ طلسم کشا کو پکڑ لو ایسا نہو کہ بچ کر نکل جائے بڑی بدنامی ہوگی یہی لوگ کہین گے کہ طلسم کشا نکل گیا وہ حرکت نہو کہ اس طلسم مین بدنامی ہو سب جادوگرنیون نے ملکر بلوہ کیا ہے کہ نورالدہر کو گرفتار کرلین سیما و کہما برق جہندہ بنی ہوئی لڑ رہی ہین جسپر جا پڑین اسے قتل کیا کسی کو گولہ مارا نورالدہر نے لوح چمکا کر سیکڑون کو نابینا کیا اوپر سے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے اس طرح پر صدہا جادوگرنیون کو مارا کنیزین چلی ہی آتی ہین جان دینے پر آمادہ ہین ہزارون نے لڑ بھڑ کر جان دی نورالدہر لڑتے بھڑتے قریب لوحداران کے پہونچے لوحداران نے آگ برسائی انکے پاس لوح طلسمی ہے آگ نے تاثیر نہ کی جو شعلہ قریب آیا بجھ کر گر پڑا یا پانی ہوکر نابود ہوا ہر طرف سے لینا لینا کی صدا بلند ہے نورالدہر شیرانہ لڑ رہے ہین لوحداران نے کئی سحر کیے نورالدہر پر تاثیر نہ ہوئی پکار کر آواز دی کہ یارو بداقبالی کا وقت ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی اب کیا کرسکتے ہین سحر تاثیر نہ کریگا بلکہ عکس لوح سے سحر فراموش ہوا دریاے حیرت کا جوش ہوا دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے چلکر بادشاہ طلسم سے فریاد کرو وہ بادشاہ ہین فوج بھیجین گے یا کچھ اور تدبیر کرینگے یہ کہکے تڑپی سب جادوگرنیون نے بیچ مین لیا ارادہ ہوا کہ قندیل فلک ہو جاوین نورالدہر کی نگاہ لوح پر پڑی ہے اتنے برق بھی چمکائی مضمون صاف صاف لکھا پایا کہ اگر لوحداران نکل گئی فساد برپا کریگی نورالدہر نے بتعجیل تمام قربان سے کمان ترکش سے تیر نکال کمان مین

پیوست کرکے تا کاسیسر کمان کا کڑکا عقاب تیر پرکھولکر چلا بڑے مقام پر جا کر پڑا گدی کو توڑکر پار گذرا بجائے خون
کے شرارے آتش کے نکلے اور جادوگرنیون پر گرے مثل ہیمۂ خشک سب جلنے لگین لوحداران زمین پر گری تڑپ
تڑپ کر جان دی پاس سامری وجمشید کے پہونچی اور سب جادوگرنیان جلنے لگین تھوڑی دیر مین آواز آئی
کشتی مرا نام من لوحداران جادو بود اور سب جادوگرنیون کے مرنے کی آوازین بلند ہوئین جو جادوگرنیان
گرفتار ہوئی تھین وہ بھی قتل ہوئین ایک عجب ہنگامہ ہر کئی دن اسی مقام پر جنگ مین گذرے اسی شیر کا
کلیجہ تھا کہ ایسی جنگ کو سر کیا ساحرون کو زبر وزبر کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا صاف ہوئی سب کے لاشے
پڑے ہین دفن وکفن کا کون سامان کرتا نور الدہر وہان سے اُترے ایک ایک سے پوچھتے ہین کہ لوحداران
کی بہن موسوم بہ ہبران جادو وہ کس مقام پر رہتی ہی جب کسی نے مفصل نہ بتایا بارہ دری مین آئے سنبر تاک
کے جویا ہین کہ سیماد ہما دونون آکر پہونچین کہا کہ ای شہریار اسی باغ مین زندانخانہ ہی اس ملعونہ کا یہ دستور تھا
کہ جو تاجر ادھر سے نکلا رات کو سحر کرکے پانی برسایا سوداگر گھبرایا اُسی وقت جاکے لوٹ لیا اُسکو لاکے قید کیا
کئی ہزار بندگان خدا اسی طرح قید ہین اُنکو رہا کیجیے نور الدہر یہ سنکر اُٹھے ایک سمت چل نکلے گوشۂ باغ مین آکر
دیکھا کہ ایک قصر سیاہ بنا ہی اُسین قفل لگا ہی لوح طلسمی کو قفل سے مس کیا قفل ٹوٹ کر گرا اندر مکان کے آئے دیکھا کہ
کئی ہزار بندگان خدا ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان پہنے ہوے بیٹھے ہین آمد نور الدہر جو ہوئی ماران
سیاہ ان سبھون کے گرد بیٹھے تھے جب لوحداران قتل ہوئی ماران سیاہ پانی ہوکر بہ گئے قیدیان بلا آپس مین
چرچے کر رہے تھے کہ یارو آج نئی بات ہی کہ ماران سیاہ ہلاک ہوے شاید کسی نے لوحداران کو مارا ایک نے
کہا کہ یارو سالہا سال ہمکو اسی قیدخانے مین گذرے مگر کوئی صورت رہائی ممکن نہ ہوئی لیکن آج معاملۂ عجیب و
غریب پیش آیا ہی یہ ذکر تھا کہ دروازہ کھلا شاہزادے کو دیکھکر سب خوش ہوگئے نور الدہر نے فرمایا کہ یارو
خوشی کرو کہ جسنے تمکو قید کیا تھا وہ واصل جہنم ہوئی اب وقت رہائی ہی سب سلام کرنے لگے نور الدہر نے اُن
سب کو رہا کیا ہتھکڑیان بیڑیان کاٹین تین ہزار جوان تھے سب کو ساتھ لیکر نکلے دوسرے پہلو مین ایک قصر دیکھا
اُسکو بھی کھولا اُسمین اسباب بہت نکلا نور الدہر نے اُسکو نکال کر انبار کرایا تین ہزار جوان آکر اُترے ایک بارگاہ
استادہ ہوئی اُسمین شاہزادہ داخل ہوا کچھ جادوگرنیان جو بھاگ کر چھپین تھین جب نور الدہر چلے آئے تو وہ
نکلین لاشہ لوحداران کا اُٹھایا لیکر طرف طلسم کاوسیہ کے چلین یہان کاوس اورنگ نشین تخت پر
بیٹھا ہی گرد دبیران سلطنت و وزیران ابہت تمام سردار آج کل جمع ہین نامے لکھکر سب کو بلوا لیا ہی پہلوان

ساحران زبردست کاہن نجومی سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ در بارگاہ سے رونے پیٹنے کی صدا آئی کاؤس نے کہاکہ ارے یارو یہ کون روتا ہی چوبدارون نے باہر نکل کر دیکھا کہ چند جادوگرنیان دریاے خون مین نہائی ہوئین لاشے اُنکے افسرون کے لدے ہوے گریان ونالان اندر بارگاہ کے آئین لاشے سامنے رکھدیے کہاکہ ای شاہ غضب ہوا اسماے نیلم پوش بھی شریک طلسم کشا ہوئین اول قتال وزیر آپکا مارا گیا بعد اُسکے آزلوح لی آپ کی صاحبزادی ملکہ ہماے جواہر پوش وسیما ان دونون نے آپس مین ملکر لوحداران کو قتل کرایا باغ کے قیدی چھوٹے در باغ زنگار رنگ پر طلسم کشا مع تین ہزار جوانون کے فروکش ہی کوچ کرکے آپ پر آئیگا قاعدہ بتانے والیان طلسم کشا کے ساتھ ہین یہ سُنکر کاؤس بہت گھبرایا کہاکہ یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے لوح طلسمی بھی چھین لے عیوق وزیرانہ نشین پہلوان زبردست بادۂ کبر ونخوت سے مست اپنے مقام پر بیٹھا تھا جھومتا ہوا اُٹھا کہاکہ ای شہنشاہ عالیجاہ فرزندان حمزہ کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی مین جاکر مقابلہ کرونگا اول تو لوح طلسمی چھین لونگا بعد اُسکے اُنکی مشکین باندھونگا کاؤس اورنگ نشین نے خلعت رخصتی دیا عیوق ساٹھ ہزار جوان لیکر براے مقابلۂ نورالدہر چلا قضاے کار راہ مین اسکا بھائی ساروق اژدرسوار رہتا ہی اُسنے جو خبر سُنی کہ بھائی صاحب آتے ہین براے استقبال نکلا عیوق سے ملاقات کی پوچھا کہ بھائی صاحب کہان جاتے ہو اسنے سب حال بیان کیا ساروق نے کہاکہ آج تو مین نہ جانے دونگا بعد مدت آپ کا آنا ہوا ہی دو دن نہ جانے دونگا بیرون قلعہ بارگاہین استاد کرائین بازار بین درست ہوئین بڑے تکلف سے عیوق کو ساروق نے اُتارا طائفے جمع ہوے نازنینان مہ جبین نے مجرا شروع کیا ایک نازنین شوخ وطرار موسوم بہ گلعذار سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی

نظم

ناز بیجا سے سوا شرم کے حاصل نہ ہوا — غیر پر ظلم کیے میرے مقابل نہ ہوا
خود گلا کاٹ موا جبکہ مین بسمل نہ ہوا — اُنکو آسان نہ ہوا جو مجھے مشکل نہ ہوا
کس طرح بزم مین وہ آنکھ چُراتے مجھسے — دل کو کھو کر یہ ڈرا تھا کہ مین غافل نہ ہوا
خود چھپانے کو مری لاش سے کہتا ہی وہ شوخ — مجکو یہ غم ہی کہ مین کیون ترا قاتل نہ ہوا
یاد کاکل مین بھی خود رفتگی اپنی نہ گئی — جوش وحشت سے مین پابند سلاسل نہ ہوا
دل دہی کیسی وہ دم دیتے ہین ہوا ای دشمن — کیا نہ دیتے مجھے مین آپ ہی سائل نہ ہوا

خون مرا ہا گلے کا نہ ہو کیون اے قاتل
دست رنگین مری گردن مین حمائل نہ ہوا
آتشِ سینۂ تفتیدہ کو کیا مین روؤن
اشک جانب کرۂ آب کے مائل نہ ہوا
دیتے تکلیف شبِ ہجر مین آہ اپنے پاس
نقد جان پیشکشِ مرگ کے قابل نہ ہوا
بے حجابی کا گلہ کیجے تو کہتا ہے ترے
پردۂ چشم کی تقصیر کہ حائل نہ ہوا
کیا گلے ہوتے گر اور دن یہ بھی رحم آجاتا
شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل نہ ہوا
مرگیا جسپہ نہین گھر مین رسائی اُسکے
تھا تو مومن مین و لے خلد مین داخل نہ ہوا

سب کافر جمع ہین دورۂ شراب بے اندیشۂ انجام سب مست بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا کہ ایک جوان نہایت حسین وجمیل مرکب سہ چشمی پر سوار پشت پہ ساٹھ ہزار سوار و پیدل فوج کے دل کے دل بارگاہین خیمے چھکڑون پہ لدے ہوے آسمان پر لکۂ ابر گلنار چھایا ہوا وہ جوان آکر اُسی صحرا مین فرودکش ہوا عیوق وساروق نے ہرکارون سے کہا کہ دریافت کرو یہ کون شخص ہے کہان جاتا ہے عیوق نے کہا کہ مین نے تصویر طلسم کشا کی دیکھی ہے خال وخط کچھ قدو قامت مین فرق ہے مرکب بے نظیر حسن مین رشکِ ماہ منیر کیا عجب ہے کہ یہی طلسم کشا ہو ہرکارے گئے آکر خبر دی کہ طلسم کشا کا عزیز دار ایرج نامدار فکر طلسم کشائی مین یہ بھی جاتا ہے کئی قلعے فتح کیے یہ سُنکر عیوق نے کہا کہ اے برادر اس جوان سے کہلا بھیجو کہ ہمارے صحرا مین نہ اُترے ورنہ ہم لڑوالینگے یہ حکم لیکر ہرکارہ لشکر اسلام مین گیا گذر ہونا بارگاہ تک دشوار تھا شاپور سے ملاقات ہوئی ہرکارے نے تمام کیفیت شاپور سے کہی شاپور نے کہا کہ جاکے اپنے آقا سے کہو کہ غرور اپنے دماغ سے نکالو ہم مسافرانہ جاتے ہین مقام معقول دیکھا اُتر پڑے صبح کو چلے جائینگے اگر یہ نہین منظور ہے بسم اللہ طبل جنگی بجوائین صبح کو میدان کارزار مین آئین سب حال کھل جائیگا یہ سُنا تھا کہ ہرکارہ غصّے مین پلٹا آکر عیوق کے سامنے بیان کیا کہ حضور یہ لوگ بڑے سرکش ہین عیوق نے یہ سُنتے ہی طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی انھون نے بھی طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاریان رہین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب لقابت کرکے ہٹے کڑکیتون نے پڑھکر اشعار عبرت آمیز پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے

بند

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہلِ نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اُسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر
زادِ رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ایست و ما بیخبریم

کڑکیتون نے جو یہ اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ لڑین بھڑین نام کرین عیوق اُدھر جھوم رہا ہے جب نقیب ہٹے عیوق نے گینڈا نکالا میدان مین آکر نعرہ کیا کہ کہان ہین نبیرۂ حمزہ مقابلے مین مابدولت کے آئین تو حال معلوم ہو مگر شب کو جو اس مقام پر اُترے تو صبح دلکشا نے ایرج سے کہا کہ دو دن آپ اسی مقام پر قیام کیجیے مین جا کر حال لوح دریافت کرون صبح دلکشا اس تلاش مین چلی گئین یہان جب عیوق نے نعرہ کیا ایرج نوجوان نے مرکب عربی بڑھایا کرہ بن اشقر بہار ہے اور مرکب پر سوار ہوے مقابلے مین عیوق کے آئے عیوق نے جو جمال جہان آرا دیکھا حیران ہو گیا کہا کہ اے شہریار مجھے آپ کے شباب پر ترس آتا ہے اس وقت مین آپ نے کیون قصد کیا مین نے جس سے مقابلہ کیا اُسکو مارا اگر آپ میرے ہاتھ سے مارے گئے بڑا قلق ہوگا ایرج نے کہا کہ کیون غرور کی باتین کرتا ہے یہ میدان کارزار ہے زبان تیغ سے سوال و جواب ہو زبانی کلام ہونا مناسب نہین مگر عیوق سمجھا رہا ہے جب ایرج نے نہ مانا کہا کہ اے جوان مین ناچار ہون مجبوری سے تجھسے مقابلہ کرتا ہون حربہ تو کر لے کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہجائے ایرج نے کہا کہ یہ اپنا دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچا ئیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے اُسنے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کس زور و شور سے نیزہ چل رہا ہے سب طرف سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہین گرمی جنگ ہے کہ صحرا سے جھناٹے کی آواز آئی کہ جسکی صدا سے گوش گردون کر ہو سب نے دیکھا کہ ایک دیوانہ ژولیدہ مو کمر مین لنگر بندھا ہوا ایک زنجیر پانون مین اُسکو کھینچتا ہوا آتا ہے بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوے کمر سے نیچے تک ایک چوبدست گران سنگ آہنی کئی ہزار من کی اُسکو چرخ دیتا ہوا اُپکارتا ہوا کہ او جہان تو جہان مابدولت رہتے ہین تم یہان مقابلہ کر رہے ہو مثل برق جھپٹ کر آیا اس جلدی مین چوبدست لگائی کہ ایرج تو معروف نیزہ بازی تھے چوبدست اُسکی چل گئی ہر چند کہ ایرج نے چاہا بچون چوب پڑی شانہ جھول گیا بایان ہاتھ مارا گھوڑے کے سر پر چوبدست آئی گھوڑے کا سر پھٹا ایرج اُس حال مین گرے پانون زیر شکم مرکب دبا شاہزادہ بیہوش ہو گیا عیوق کو تاب نہ آئی ڈانٹا کہ او بیحیا یہ تو نے کیا کیا میرے معشوق کو مارا دیوانے مبہوت نے وہی چوبدست سر پر عیوق کے ماری عیوق مع گینڈے پر اٹھا ہو کے رہگیا اس ضرب دست کو دیکھکر سب تھرا گئے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسکے مقابلے مین جائے دیوانے نے ایرج کو اُٹھا لیا اُسی طرح جھومتا ہوا طرف اپنے بیشے کے روانہ ہوا شاپور بھی چلا مگر چھپتا ہوا جاتا ہے جنگل مین آکر دیوانے نے ایک چیخ ماری کئی سو ملازم اسکے دوڑے ہوے آئے کہا کہ اس

جوان کو لو علاج کرو جب صحت پائیگا اسکو اپنا رفیق بنائینگے ملازمون نے ایرج نوجوان کو ہاتھون ہاتھ لیا کنارے لاکر مرہم پٹی کی ایک مکان مین فرش بچھا دیا علاج مین مصروف ہوے سرشار دیوانہ ہر روز آ کے ملازمون سے پوچھتا ہی کہ اُس جوان نے صحت پائی ملازم روز عرض کرتے ہین کہ حضور اب وہ جوان اُٹھنے لگا ہی اب جلد صحت پائیگا قضاے کار ایک ہفتہ ایرج نوجوان کو اس مقام پر گذرا ہی سرشار دیوانے کو اپنے زور و طاقت پر اسقدر گھمنڈ ہی کہ ایرج نوجوان کو مسلسل و مطوق بھی نہین کیا شاہزادہ اُسی طرح اُس مکان مین بیٹھا رہتا ہی پہلو مین اُس مکان کے ایک قصر بلند ہی کہ دوپہر رات گئے ایرج نوجوان کی آنکھ کھل گئی شاہزادہ اپنے حال پر رو دیا بے اختیار یہ اشعار عبرت آثار زبان سے نکل گئے نظم

نماند رستم و اسفندیار روئین تن	نماند دولت دارا و حشمت بہمن
نماند پیر و جوان و نماند خرد و کلان	نہ طفل ماند نہ بالغ نہ مرد ماند نہ زن
نماند وقت خزان و نماند فصل بہار	نہ گل بماند نہ بلبل نہ سبزہ و نہ چمن
نماند عابد و زاہد شریف و نیکوکار	نماند جاہل و غافل رذیل و تردامن
نماند ہمت بازوے زور سرپنجہ	نماند قوت جسم و نماند طاقت تن
ہر آنکہ بندۂ حق شد شد از بلا آزاد	ز درد و رنج و محن گشت در جہان ایمن
ز ہر تعلق و ہر رشتہ بے تعلق شو	علاقہ دار بحق لاتخف و لاتحزن
مدہ بخاطر خود دخل حرص دنیا را	ز چار سمت برین خانہ بند کن روزن
قباے عشق و محبت بقد موزون دوز	ز ذوق و شوق الہی تلاش کن سوزن
بہ بند رخت سفر زین سراے فانی دہر	کہ نیست جاے قیام تو اندرین مسکن
بدوستان صفاکیش دوست شو ہمدمی	مدار در دل غمگین خود غم دشمن

شاہزادہ بیقرار ہو رہا ہی کہ دیکھا کوٹھے سے ایک سیاہ پوش بذریعۂ کمند اُترتا چلا آتا ہی جب زمین پر آیا اُسنے کمند ہاتھ سے رکھدی ایرج نے اپنی آنکھین بند کرلین وہ برقع پوش قریب آیا سر ایرج کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے عارض پر ایرج کے آنسو گرے ایرج نے آنکھین کھولدین دیکھا کہ ایک نازنین ماہ پیکر نیک سرشت فخر حور بہشت گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار سینے پر اُبھار نار پستان موے میان حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال عارض النور ماہ آسمان کمال ناز و ادا مثل

کنیزان کمترین دست بستہ ہمراہ ایرج کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پوچھا کہ ای ماہ رخسار کیونکر یہان آنیکا اتفاق ہوا آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اُس نازنین نے شرماکر سرجھکا لیا کہا صاحب مجھ سوختہ بخت کا کیا نام پوچھتے ہو مین سرشار دیوانے کی دختر بلنداختر ہون نام میرا نمکین شیرین کلام ہی جسدن وہ آپکو لیکر آیا مجھ سوختہ بخت نے دیکھا بیقرار ہوئی برچھی عشق کی دل کے پار ہوئی نظم

ناز و ادا ہی تجھسے دل آرام کے لیے
یہ جامہ قطع ہی ترے اندام کے لیے

وحشت مین کعبے کو جو گیا کوے یار سے
لتے جنون نے جامۂ احرام کے لیے

عاشق ہون ہرطرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت قصور کی نہین الزام کے لیے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقتِ مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کے لیے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اک دن شکست فاش ہی بادام کے لیے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہوگا سفید صبح ہی ہر شام کے لیے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہی
وہ نان کے لیے مرے یہ نام کے لیے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر
ای قصر یار بوسے لب بام کے لیے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل
پیدا کیے ہین کشمکش دام کے لیے

دل مین سواے یار جگہ ہو نہ غیر کی
خلوت سراے خاص نہین عام کے لیے

آتش جو چاہے پاسے توکل کو محکمی
جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لیے

کیا اپنی کیفیت عرض کرون آپ کی غربت کا بھی خیال ہی کیون صاحب یہ کیا نادانی تھی کہ ایسے زبردست دیوانے سے مقابلہ کیا کہ اس حوالی مین جسقدر پہلوان تھے سب کو اسنے مٹایا کوئی پہلوان اس حوالی مین باقی نہ رہا ایرج نے کہا کہ مین تو عیوق سے لڑرہا تھا یہ زبردستی جاپڑا غفلت مین ہاتھ مارا ورنہ اس دیوانے کو ہوشیار کردیتا ستارۂ سحری آسمان پر چمک چکا ہی نگہبانون نے جو دوسرے کی آواز سُنی دروازے سے دیکھا کہ بیٹی پہلوان دوران کی ایرج سے باتین کررہی ہی ڈر کے مارے کانپ گئے آپس مین کلام کیا کہ یارو اگر دیوانہ سُن پائیگا سب کو مار ڈالیگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک نے کہا کہ مین جاکر اطلاع کرتا ہون ہم تو جرم سے بری ہوجائین ایک شخص دوڑا ہوا اس سرشار دیوانے نے پہونچا دیو نے اُدھر شلنگین لگا رہا ہی گویا کثرت کا وقت ہی پہاڑ کے پتھر اُٹھا اُٹھا کے پھینک رہا ہی جو بدست ہلا ہلا کے

درختوں کو گرا رہا ہی جس درخت پر چوبدست ماردی پرزے پرزے کردیا کبھی پہاڑ پر چوبدستین مارتا ہی پہاڑ تھرا جاتا ہی
وہ شخص جاکر ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہا کہ میان دیوانے صاحب آپ کی بیٹی گنہگار سے باتین کر رہی ہی ہم کچھ نہ کہہ سکے
اطلاع کرنے آئے ہین یہ سُنتے ہی دیوانے کو غصہ آیا اُس شخص کو ایک چوبدست ماری کہ ہمارے سامنے ایسی بات
بے ادبی کی کہتا ہی وہ تو پرا اُٹھا ہو کر رہگیا دیوانہ چوبدست لیکر چلا کہتا ہوا کہ میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اس آقاے سُرخ
کو اپنا رفیق بناؤن سر پر مکان بناکے اُسمین بٹھاؤنگا لیے لیے پھرونگا اسنے نرزک پر نگاہ ڈالی بٹھیا باتین کر رہا ہی
یہان ایرج باتین کر رہے ہین نمکین شیرین کلام سے کہ زنجیر کے جھناٹے کی آواز آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او آقاے
سُرخ باہر تو نکل نرزک کو لیکر بیٹھا ہی یہ آواز جو ملکہ نے سُنی تھراگئی کہا لو صاحب غضب ہوا ایرج نے کہا کہ آنے دو
آج اس دیوانے کو ہوشیار کردونگا ملکہ رونے لگی ایرج نے دروازہ کھولدیا اور ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکر
ایک بوسہ لیا اب تو دیوانہ بہت جھلایا ایرج جست کرکے باہر آئے دیوانے نے چوبدست کو چرخ دیکر ہاتھ لگایا
ایرج نے خالی دی ملکہ زار زار رو رہی ہین سٹ پر ہاتھ رکھے دیکھ رہی ہین چوبدست جو زمین پر پڑی تتق گرد بلند
ہوا دیوانے نے آواز دی اِرہ دم دبست کردم مارا اور کام تمام کیا ایرج نے پہلو پر سے آواز دی کہ او بیچیا کسے مارا
مین موجود ہون دیوانہ پلٹ پڑا چوبدست پھینک کر ایک چنگل مارا کہ پیراہن ایرج مع گوشت و پوست نوچ کے رگیا
ایرج کے زخم سے خون جاری ہوا ایرج نے لپک کر ایک طمانچہ مارا تراقے کی آواز ہوئی دیوانے نے چرخ کھایا
لپٹ پڑا ایرج سے کشتی ہونے لگی دیوانے نے شانے پر ایرج کے ایک چکٹ مارا بوٹے کا بوٹا کاٹ کے رگیا ایرج نے
ایک گھونسا مارا مُنہ سے بوٹی نکل پڑی دیوانہ کانپ گیا اشارہ کرتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا کشتی لڑ رہا ہی ملکہ بیقرار ہی
کشتی ہو رہی ہی پہر بھر کامل کشتی ہوئی آخر ایرج نے اُکھیڑ کر مارا چارون شانے چت کو دکر چھاتی پر سوار ہوے
دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہتا ہی کہ آقاے سُرخ خواب مین بڑے آقا آئے تھے آپ کی صورت دکھا گئے تھے آپ کا
نام نامی کیا ہی آپ صاحبقران کے پوتے ہین ایرج نے بزرگون کا نام بتایا دیوانہ قدمون پہ گرا کہا کہ آقا
مین مسلمان ہوتا ہون ایرج نے کلمہ پڑھایا دیوانے نے دوڑ کر بیٹی کو کاندھے پر سوار کرلیا شلنگین لگانے لگا کہتا ہی کہ
ای نرزک تیری وجہ سے مجھے دولت ایمان ملی تو نے خوب نین مٹکا کیا آقا کو کہان دیکھا تھا وہ بیچاری کیا بولے سر جھکالے
جب ہی ایرج نے جھپٹ کر ہاتھ پکڑا کہا کہ او دیوانے بس مکان پر چل دیوانے نے کہا کہ آقا اس نرزک کو آنکھوں کے
اندر رکھونگا تو نے اسے سرفراز کیا مین اسکا غلام ہون اور مین تجھسے ابھی زیر نہین ہوا میرا پاؤن پھسل گیا گر پڑا ایرج نے
ملکہ کو کاندھے سے اُتار لیا دیوانہ لپٹ گیا ایرج نے پھر اُکھیڑ کر مارا چھاتی پر سوار ہو کر زانو سے دبایا دیوانہ بولا کہ آقا

میرے سینے مین درد ہوتا ہی اب بھی میرا دل نہین بھرا تو کیا کر دیتا ہی کہ مین گر پڑتا ہون ایرج نے کہا پھر آئیے سات
مرتبہ ایرج نے زیر کیا اب دیوانہ راضی ہوا ایرج کو ساتھ لیکر چلا راہ مین جو دوکاندار ملا کہا بھائی خوشی کرو ہم آقا کے
شریک ہوے آج ہمکو بڑی خوشی ہی مکان کھولا فرش مشجر بچھایا ہاتھ باندھکر سامنے ایرج کے کھڑا ہوا خوشامد مین
گر رہا ہی اپنے سائے پر نگاہ جو پڑی اکڑنے لگا ایک چھ بہت سائے پر ماری عکس کو کچھ تاثیر نہوئی چوب پھینک کے
زمین سے لپٹ گیا ایرج ہان ہان کرتے ہین کہتے ہین ارے دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول یہ کیا کرتا ہی دیوانہ
کہتا ہی آقا یہ دشمن میرا اچھا نہین چھوڑتا ایرج نے کہا تم چھوڑ دو ہم ابھی مار ڈالینگے جیسے ہی دیوانہ اٹھا ایرج نے
دیوانے کو دھوپ سے ہٹا کر سائے مین لے آئے اب دیوانے نے دیکھا تو کوئی نہ معلوم ہوا کہا آقا یہ کہان گیا ایرج
نے کہا کہ ہمنے اُسے مار ڈالا دیوانہ بہت خوش ہوا کہا آقا یہ دشمن رات دن ستاتا تھا یہ باتین کرکے لاکر ایرج کو مسند پر بٹھایا
نوکرون سے کہا خوشیان کرو آقا سے سرخ آئے ہین ملکہ نمکین شیرین کلام کو پردے مین داخل کیا ایرج نے
کہا کچھ ٹوپیان کچھ لباس ہو سکتے ہین دیوانے نے کہا کہ آقا سب کچھ ہو سکتا ہی بہت سی کوٹھریان بند ہین کسی مین غرض
کسی مین بیلدار و تبردار وغیرہ بند ہین کسی مین کسبیان بند ہین وہ سب ایرج سے فریاد کرنے لگے کہ ہمکو ناحق بند کیا ہی
ایرج نے کہا کیون بھئی یہ کیا حرکت ہی زمیندار نے آکر عرض کی دیوانہ جب گاؤن مین آتا ہی ان سب کو جاکر زبردستی
پکڑ لاتا ہی کام لیکر کوٹھری مین بند کر دیتا ہی دیوانے نے کہا آقا مین مزدوری دونی دیتا ہون جہان اُنھون نے
مجھے آتے دیکھا بھاگ جاتے ہین اسواسطے قید کر رکھتا ہون سب نے کہا ہم اب کبھی نہ بھاگینگے ایرج نے سب کو
رہا کیا ایرج نے گانے کا حکم کیا ناچ ہونے لگا دیوانے نے ایرج کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کیا کئی دن تک
دعوت و ضیافت رہی بعد کئی دن کے ایرج نے کہا اب ہم رخصت ہونگے نہین معلوم ساروق پر کیا گذری دیوانے
نے کہا آقا مین بھی ساتھ چلونگا ایرج اشرار دیوانے کو ساتھ لیکر مع محافہ نمکین شیرین کلام کوچ کرکے چلے مگر
عیوق جو مارا گیا اسکے ساتھ کے چند کس خدمت مین شاہ طلسم کی پہونچے تمام کیفیت بیان کی کاؤس اورنگ نشین
نے جھلا کر مستحق جادو کو حکم دیا کہ تم اپنے تئین جلد پہونچاؤ لشکر ایرج کو جاکر تباہ کر دو اگر ایرج ملجائے تو شکنجہ
باندھکر لاؤ مستحق جادو بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر چلا ساروق سے آکر ملاقات کی ساروق نے
کہا میرا خود ارادہ تھا کہ طبل جنگی بجوا کر مقابلہ کرون آپ آگئے اور بہتر ہوگیا یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفتاب تیغ زن
کو خبر پہونچی اسنے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین
آئے مستحق کا قصد ہی کہ مین غیر ساحر بنکر نام پیدا کرون گینڈے کو تھکا کر میدان مین آیا [illegible] آواز دی

جسے تمام رگ کی ہو نکلے آفتاب تیغ زن نے چاہا نکلون کہ صحرا سے گرد اڑی ایرج نوجوان مع اشترار دیوانے کے
آکر پہونچے صفین درست ہونے لگین مستحق نے جو دوسری آواز دی ایرج نے مرکب مہمیز کیا آسمان پر برق چمکی صبح دلکشا
آکر پہونچین مگر حیران و پریشان مقام لوح کو ویران دیکھا حیران کہ یہ کیا ہوا اب مستحق للکار رہا ہی ایرج اُسکے مقابلے
مین جایا ہی چاہتے ہین وہین سے آواز دی کہ ای شہریار تامل فرمائیے یہ ساحر ہی ایرج رُکے صبح دلکشا نے آکر مقابلہ
کیا آپسمین سحر ہونے لگے مستحق عرصہ دراز تک لڑا ایک مرتبہ ملکہ صبح دلکشا نے کاردِ سحر جھولے سے نکالی مستحق کے
سینے پر کھینچ ماری مستحق کے سینے کو توڑ کر پار گذری جب یہ مرکر گرا صبح دلکشا نے پکار کر آواز دی او ساروق اور کسی کو بھیج
ورنہ آکر اطاعت کر ساروق نے دیکھا اشترار دیوانہ مثل چاکران کمترین کے ساتھ آیا ہی بجز اطاعت کچھ نہ بن پڑا آگے
شریک ہوا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اگر دل مین بناوٹ ہی کہ ملکہ ان لوگون کو مارون کہ حال اُسکا لکھا جائیگا ایرج ان
سب کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجاتے ہوئے پلٹے آکر داخل بارگاہ ہوئے ملکہ صبح دلکشا بھی آکر بیٹھین کہا ای
شہریار مین تلاش لوح مین گئی تھی عجب معرکہ دیکھا مقام لوح ویران پڑا ہی وہان کسیکا نشان بھی نہین شاید لوح
طلسم کشا کو ملگئی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی کسی طرح مل ہی جائیگی اب طرف بادشاہ طلسم کے کوچ کرو صبح دلکشا
نے کہا راستے بند ہین اگر لوح پاس ہوتی تو راستہ ملتا اُس راہ پر جانا دشوار ہی ساروق نے کہا مین راستہ بتاؤنگا
صبح دلکشا نے ہرچند منع کیا ایرج نے نہ مانا کوچ کرکے چلے صبح دلکشا نے دیکھا کہ ایک محافۂ زرین بھی ساتھ ہی
حیران ہوئین کہ اسمین کون ہی لوگون سے دریافت جو کیا معلوم ہوا کہ نمکین شیرین کلام بیٹی دیوانے کی شاہزادے کے
ساتھ اُسکا عقد ہوا ہی صبح دلکشا کو بہت ناگوار ہوا خیال تھا کہ ہم ہی خدمت مین رہینگے اور یہ بھی دیکھا کہ ایرج رات کو
خیمے مین نمکین کے جاکر آرام کرتے ہین راتون کو صبح دلکشا کو نیند نہین آتی جب خیال آتا ہی کہ معشوق پہلو سے غیر مین
بیٹھا ہوگا تڑپ جاتی ہی بہت گھبراتی ہی ایک دن ایرج دربار مین جلوہ فرما ہین باتین ہورہی ہین یہی صلاح ہی کہ
جلد تا بہ قلعۂ کاؤسیہ پہونچین صبح دلکشا نگاہ بچا کر اُٹھی غرق زمین ہوکر چلی کچھ سحر بناتی ہوئی جاتی ہی ہر کلمہ یہی قول ہی
کہ اپنی سوت کو مٹاؤن اپنے کو نہ ظاہر کرون یہ سوچکر قریب خیمۂ نمکین شیرین کلام نکلی چھپکر دیکھا کہ نمکین شیرین کلام
بھاری کپڑے پہنے بیٹھی ہی پھر غرق زمین ہوگئی ملکہ نمکین شیرین کلام بیٹھی ہین کہ دیکھا زمین سے ایک طائر سیہ فام پیدا ہوا
اُسنے منہ سے شعلۂ آتش چھوڑے چند کنیزین جلین باقی ملکہ کو چھوڑکر بھاگین ملکہ نے چاہا مین بھی اُٹھکر بھاگون طائر نے ایک
چیخ ماری ملکہ لڑکھڑا کر گرین طائر نے کمر مین پنجہ دبا کے اُڑا آسمان پر جاکر غائب ہوگیا کنیزین فریاد کرتی ہوئی خدمت ایرج
مین آئین سب کیفیت بیان کی کہ ایک طائر ملکہ کو اُٹھا کر لیگیا ایرج نے گھبرا کر کہا کہ صبح دلکشا کو بلاؤ لوگ ڈھونڈھنے لگے

صبح دلکشا کو راہ مین پایا سب حال بیان کیا صبح دلکشا نے کہا یہ کام تو کسی ساحر کا ہی یہ کہتی ہوئی دربار مین آئین دیکھا ایرج کا عجیب حال ہی گریان و نالان حیران و پریشان صبح دلکشا کو دیکھکر کہا ملکہ تمنے سنا اسنے کہا ای شہریار یہ کام کسی جادوگر کا ہی کنیز تلاش کریگی پہلو مین ایرج کے آکر بیٹھین سمجھاتی جاتی ہین ایرج نہایت بیقرار ہین ہر مرتبہ ارادہ کرتے ہین کہ گریبان چاک کرون طرف صحرا کے نکل جاؤن سب سردار گھیرے بیٹھے ہین جب ایرج قصد کرتے ہین سردار قدمون سے لپٹ جاتے ہین کہ ای آقا نہ گھبرائیے معشوق سے ملاقات ہوگی ایرج فرماتے ہین مین دل کو کیا کہکر سمجھاؤن کبھی ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین فرماتے ہین اب تو میری یہ کیفیت ہی سودائیون کی سی حقیقت ہی

نظم

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا — غیرت سے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا
کالی ہوئی شوخی سے تیرے ہاتھو کی مہندی — یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا
سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر — گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا
باہین شین اللہ کی مشتاق تھے جسکے — مطلب جو کچھ اپنا تھا وہ قرآن سے نکالا
جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ — کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا
گردن مری ای دست جنون تو نے جھکائی — آزاد کیا بند گریبان سے نکالا
وحشت نے کیا خانۂ زنجیر سے باہر — صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا
مستی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر — ظلمت نے ہی سر چشمۂ حیوان سے نکالا
دیوانہ ہوا دیکھکے پریون کی ادائین — وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا
نالان رہے ہم کوچۂ محبوب سے آتش — بلبل نے سنجادا اپنا گلستان سے نکالا

صبح دلکشا نے عرض کی کہ حضور اپنے کو پریشان نہ کرین کنیز آپکی ابھی جاتی ہی دم بھر مین پتہ لگاکے آئیگی ایرج نے فرمایا خدا کو اختیار ہی ساروق نے ایک عرضی بادشاہ طلسم کو لکھی کہ ای شہنشاہ میرے قلعے تک عیوق آیا تھا ایرج نے سب کو قتل کیا غلام بخوف جان ایرج کے ساتھ ہی فلان مقام پر لشکر فروکش ہی یہ جوان بوصبح دلکشا قتل کرتا ہوا آتا ہی اگر یہ دونون ایک مقام پر ہونگے تو بہت سرکار کو انتشار ہوگا لہذا روکنا اسکا اسی مقام پر بہتر ہی اسنے اپنے وزیر سے حکم دیا کہ تم کوہ ویران پر جاؤ جاکر آواز دینا ای منظور نظر سامری وجمشید تمکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی ایک جادوگر تمھارے سامنے آئیگا یہ نامہ ہمارا اُسکو دینا پڑھکر جو وہ تمکو جواب دے بموجب اُسکے کام کرنا وہ ساحر کوہ ویران پر گیا اُسی طرح آواز دی پہاڑ شق ہوا ایک ساحر قوی تن قوی تن سیہ فام بدانجام اکڑتا ہوا سامنے آیا

اسنے وہ نامہ دیا اُس ساحر نے پڑھکر قہقہہ مارا خوب ہنسا اُسی وقت ایک آواز دی کہ کوئی نہ سمجھا کچھ آثار نظاہر ہوسے پھر اُسنے ایک آواز دی ارے جلد حاضر ہو حکم شہنشاہی نافذ ہوا ہی کہ براے مقابلہ مسلمانان چلنا چاہیے اُسی ہر گوشے سے دس دس بیس بیس ہزار جادوگر پیدا ہوسے بارگاہین اژدران آتش فشان پر بار ساحر اسباب سحر سے درست چالاک وچست تھوڑے ہی عرصے مین ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا لشکر آکر جمع ہوگیا وہ ساحر موسوم بہ ویرانۂ صحرا نشین فوراً ایک اژدر مہیب پر سوار ہوا براے مقابلۂ ایرج نوجوان چلا ملکہ صبح دلکشا نے جو ملکہ نمکین کو ایک طائر بنکر بارگاہ سے اُٹھایا ایک درۂ کوہ مین لاکر رکھا منظور ہی کہ یہ نازنین تڑپ تڑپ کر مرجائے لیکن ایرج کو جو زیادہ پریشان پایا گھبرا گئین کہ ایسا نہو شاہزادہ اپنے کو ہلاک کرے اب اُسی درۂ کوہ مین آئی ملکہ کو ہوشیار کیا کچھ کھانا پانی کھلایا کہا ای ملکۂ عالم آپ کو ایک ساحر عاشق ہو کر یہان اُٹھا لایا ہی مین تلاش کرتی ہوئی یہان پہونچی اُسنے سحر کر دیا ہی بے اُسکے مارے مین آپ کو لیکر نکل نہین سکتی نہین معلوم کیا آفت برپا ہوگی اگر مین بھی قید ہو جاتی تو عجب نہین مین بڑی سختی سے یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے کہا تمھین اختیار ہی اُسنے ایک قفس مین بند کر کے ملکہ کو لٹکا دیا کہا مین پھر حاضر ہونگی ایسا نہو وہ ساحر آجائے تو مجھکو نکلنا مشکل ہوگا ملکہ کو تو یہ دم دیکر صبح دلکشا نکل آئی ایرج سے آکر کہا حضور مین نے پتہ لگایا ہی آپ نہ گھبرائین دو ایک دن مین لے آؤنگی چاہتی ہو کہ وہ ہلاک ہو جائے لیکن ویرانۂ صحرا نشین منزلین طی کرتا ہوا قریب اُسی کوہ کے پہونچا لشکر اُترنے لگا خود ویران ٹہلتا پھرتا ہی کہ کان مین آواز آئی کوئی مصیبت زدہ آفت کا مارا مجبور اپنے عاشق صادق سے دور بیتاب بیکل کے یہ اشعار پُر سوز و گداز پڑھ رہا ہی

اشعار

اللہ ری روشنی مرے سینے کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

بخت سیہ نے کام کیا پیڈ مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہی منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہی کام خاک کبھی عالی دماغ کی

سوتا اُسے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہی دیوار باغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالے کو کیا خبر نہین ہی چار داغ کی

ابر کرم کے فیض سے ایسا کیا ہی سبز
مہندی کی ٹٹی ہوگئی دیوار باغ کی

جلتی ہی شوق آتش رخسار یار مین
ہر شمع سوختہ اُسی چشم و چراغ کی

پاتے نہین زمانے مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہوا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

ویران صحرانشین نے جو یہ صداے دردناک سُنی بیقرار ہو کر اندر درۂ کوہ کے آیا دیکھا ایک قفس آہنی مین ایک نازنین
مہ جبین ماہ ملک سے بڑھی ہوئی ہی یہ دیکھتے ہی عاشق ہوا قریب قفس کے ٹہلتا ہوا آیا کہا کیون اے گل گلزار خوبی وامی
ماہ آسمان محبوبی کسنے تجھکو اس بلا مین مبتلا کیا مجھسے تو حال بیان کیجیے اُس شخص کو خاک مین ملا دون مشیران سلطنت
طلسم کاؤسیہ سے ہون براے گرفتاری مسلمانان چلا ہون ملکہ نے اپنا مُنھ چھپا لیا بے اختیار رونے لگی کہا اے شخص
تو نامحرم ہی میرے پاس سے ہٹجا مین کیا اپنا حال بیان کرون میری کیفیت لائق سننے کے نہین ہی فلک کجرفتار درپئے
آزار مجبور و ناچار نہ ہو تو نفس نہ شگسار ہو تیرے ہاتھ سے اپنی رہائی نہین چاہتی یا تو قضا لیکر اس مقام پر آئی ہی
یا شاید تقدیر مین رہائی ہو ویران صحرانشین عاشق ہو چکا ہی چاہتا ہی کہ ضبط کرون لیکن دامن صبر دشت استقلال سے
چھوٹا جاتا ہی ملکہ نے جو بے رُخی سے یہ باتین کین ملکہ اسکا سامنے چلا آنا ناگوار ہوا ہر مرتبہ یہی فرماتی ہین کہ تو سامنے
سے ہٹجا اسنے کہا کہ اے جان جہان اگر چھوڑ کر جاؤنگا زندہ نہ رہونگا جان تمھارے ساتھ ہی ملکہ نے کہا اے شخص
کیا زبردستی کی باتین کرتا ہی ایک ہاتھ تلوار کا مار دے کہ ہمارے دو ٹکڑے ہون یہ باتین تیری سُنی نہین جاتین قتل کا
تجھکو اختیار ہی ہنسے خون اپنا بحل کیا بار سر سے اُتار دے یہ سُنکر ویران صحرانشین کو بہت غصہ آیا قفس اُتار لیا ہرچند
ملکہ نے غل مچایا اسنے نہ سُنا قفس کو اپنے دامن مین چھپائے ہوے اپنے لشکر مین آیا بارگاہ مین جا کر قفس لٹکا دیا
اسی وقت وہان سے کوچ کر کے روانہ ہو گیا یہان ایرج نوجوان پریشان ہین صبح دلکشا سمجھاتی ہی حضور نہ
گھبرائین مین ملکہ کو ڈھونڈھ کر لاؤنگی ایرج خاموش ہو رہتے ہین بیٹھے ہوے ہین پردہ بارگاہ کا اُٹھا ہوا ہی شاپور
نگسرانی کر رہا ہی جب صبح دلکشا نے بہت سمجھایا اور اُٹھکر باہر گئی شاپور نے کہا اے شہریار میری عقل مین آتا ہی کہ
یہ فعل صبح دلکشا کا ہی یہ باتین کر رہے ہین کہ صحراے گردآوری ویران صحرانشین بجمعیت کثیر آکر پہونچا مقابلے
مین شاہزادہ ایرج کے اُترا شاپور شیردل سے ایرج نوجوان نے کہا اس مقدمے کو دریافت کرو مین صبح دلکشا
پر دباؤ ڈالون شاید اسی نے یہ حرکت کی ہو ورنہ شاید تو اسکو بہت تھا لیکن صبح دلکشا ڈھونڈھنے کو کہیلے سے اُس
درۂ کوہ مین آئی قفس نہ پایا اب گھبرائی چہار جانب ڈھونڈھا کہین نشان نملا آخر پلٹکر اپنی بارگاہ مین آئی شاپور نے
ایک کنیز کو صبح دلکشا کی بیہوش کیا کہ اسکو تقرب زیادہ تھا اُسی کی شکل بنکر خیمے مین صبح دلکشا کے آیا دیکھا تو
سر جھکائے بیٹھی ہی دل مین سوچ رہی ہی کہ اے صبح دلکشا اب کیا کرون ابتک تو مجھکو یہ گمان تھا کہ مین ملکہ سے
وعدہ کر چکی ہون لا کر ایرج کے پاس پہونچا دونگی یہ کیا ستم ہوا کوئی درۂ کوہ سے اُسکو لیگیا کہ کنیز نے آکر سلام کیا کہا
کیون واری آج مزاج کیسا ہی مین آپ کو بہت متغیر پاتی ہون کنیز تو خیر خواہ دولت ہی مجھسے تو فرمائیے کہ کیا صدمہ دل نازک پر

کہ رنگ رو متغیر ہی آج خاصہ بھی نہین نوش فرمایا دل تو اسکا بھرا ہوا تھا بے اختیار رونے لگی کہا ای نسرین کیا کرون
بقول شخصے خود کردہ را درمان نیست مین نمکین شیرین کلام کو اُٹھا کر لیگئی تھی یہی خیال تھا کہ اُس سے عہد و پیمان لونگی
لا کر ملا دونگی کل تک تو اسی طرح درۂ کوہ مین تھی آج درۂ کوہ سے قفس غائب ہو گیا ایرج نوجوان نہایت بیقرار ہین
اب مین کیا کرون شاپور یہ سنکر خاموش ہو گیا سوچا کہ اگر اسوقت مین ایرج سے کہکر کسی طرح کا اسپر دباؤ ڈالون
ایسا نہو خوف جان سے بھاگ جائے ساحر سے مقابلہ ہونے کو ہی ایرج اپنی بارگاہ مین آ کے بیٹھے شاپور بھی
حاضر ہوا ایرج نے فرمایا کیون شاپور کچھ پتہ ملا شاپور نے کہا غلام فکر کر رہا ہی عرض کریگا ایرج نوجوان خاموش ہو
ویران صحرا نشین نے طبل جنگی بجوایا ایرج کو خبر ہوئی صبح دلکشا دربار مین آتے شرماتی ہی یہی خوف ہی کہ اگر شاہزادہ کو
معلوم ہو گیا کہ صبح دلکشا ملکہ کو اُٹھا کر لیگئی تو بہت ناگوار ہوگا اسی فکر مین حیران رہتی ہی جب ایرج کو خبر ہوئی کہ لشکر
ویران صحرا نشین مین طبل جنگی بجا فرمایا ای شاپور ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے دونون
لشکرون مین تیاریان ہونے لگین شاپور کو بڑا تردد ہی کہ یہ ساحر بڑا زبردست ہی گھبرا کر لشکر سے نکلا اسی فکر مین ہی کہ
اس ملعون کو جا کر گرفتار کرون اپنے آقا کو اسکی بدعت سے بچاؤن پھرتا پھرتا ایک بڑھیا کی شکل بنا ہوا لشکر مین
ویران صحرا نشین کے آیا اسی تردد مین پھر رہا ہی کہ اپنے کو تابہ افسر پہونچاؤن دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلان خیمے مین
ہی اُسکے دروازے پر آکر ٹھہرا دیکھا خادم خدمتگار کوئی اندر نہین جاتا چوبدار کی شکل بنا ہوا تھا ایک سے پوچھا آقا کس
کام مین ہین اُسنے جھلا کر جواب دیا جنگل سے ایک عورت کو لائے ہین اُسپر جان دیتے ہین وہ قبول نہین کرتی اُسی کو بیٹھے
سمجھا رہے ہین شاپور کو خیال ہوا شاید ملکہ نمکین شیرین کلام کو پا گیا خدا اُسکی آبرو بچائے یہ سنکر الگ ہوا کہ اندر سے
آواز آئی نیرنگ خدمتگار کو بھیجدو چوبدار پکارنے لگا ارے نیرنگ کہان گیا شہنشاہ یاد فرماتے ہین شاپور نیرنگ
خدمتگار کی شکل بنکر سامنے آیا کہا مین حاضر تو ہون کہا اندر جاؤ شاپور اندر آیا دیکھا ساحر تو مسند پر بیٹھا ہی سامنے قفس
ملکہ نمکین شیرین کلام کا رکھا ہی شاپور ملکہ کو دیکھکر بیقرار ہو گیا جی مین کہتا ہی کہ یہ کیا غضب ہوا ملکہ کہہ رہی ہین کہ تو مجھے
قتل کر ویران نے کہا بہت خوب ذرا مین مقابلہ اہل اسلام سے مہلت پاؤن تو تمہاری تدبیر کرونگا ایسا سحر کرون کہ مثل میرے
تمہارا بھی حال ہو شاپور نے دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو تو غلام سمجھائے ویران نے کہا اختیار ہی شاپور قفس کو لیکر
الگ آیا کہا ای ملکۂ عالم مین ہون شاپور شیردل آقا کا عجیب حال ہی آٹھ پہر آپ ہی کو یاد کیا کرتے ہین ہمکو بھی دریافت
ہوا کہ بی صبح دلکشا نے یہ فساد برپا کیا ملکہ نے کہا ای شاپور کیا کہون وہ ناحق کو میری دشمن ہو گئین مین نے اُنکی
کیا خطا کی تھی شاپور نے کہا کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا لیکن اب رہائی کی صورت ہونا چاہیے اسی حیلے مین اُسے قتل کرون

آپ رہا ہون شہریار بہت بیقرار ہین ملکہ نے کہا بھیا جو مناسب جانو وہ کرو مگر میری عصمت پر زوال نہ آنے پائے شاپور
نے کہا آپ اتنا کہدیجیے کہ مین خود تجھپر مائل ہون پھر مین سمجھ لونگا ملکہ نے کہا بھیا یہ تو میرے منھ سے نہ نکلیگا شاپور
نے کہا فقط اتنا ہی کہدیجیے کہ جو یہ خدمتگار کہتا ہی مجھے بدل وجان منظور ہی ملکہ نے کہا بھیا اچھا جو تمھاری خوشی ہو
شاپور قفس رکھکر ہٹا کہ اب مین گانے کا رنگ جماؤن قضاے کار نیرنگ خدمتگار اصلی دروازے پر آیا خدمتگارون نے
کہا تم تو ابھی اندر گئے تھے باہر کہان سے آئے نیرنگ جھپٹکر اندر آیا دیکھا میری شکل پر ایک خدمتگار کھڑا ہوا شاہ
سے باتین کررہا ہی پکارکر آواز دی حضور یہ کوئی جعلساز ہی غلام حاضر نہ تھا اب خبر سنکر حاضر ہوا شاپور نے جو یہ معرکہ
دیکھا گھبرایا لیکن اب حیران ہی کہ کیا کرون بڑھکر عرض کی حضور یہ کوئی مکار معلوم ہوتا ہی میری صورت بنکر آیا ہی آپ
یہ کہتا ہوا باہر چلا مین سب کو بلا لاؤن سب گواہی دینگے کہ مین شام سے در دولت پر حاضر تھا حضور آگاہ ہو جائینگے
ویران صحرانشین نے کہا تو کہان جاتا ہی شاپور نے کہا مین حاضر ہوتا ہون مین اس مقدمے کو اچھی طرح روبرو
سرکار ظاہر کردون کہ مین خدمتگار قدیم ہون یہ نیا میری شکل بنکر آیا ہی ویران ہان ہان کرتا رہا شاپور جست کرکے باہر
آیا کہا یارو تم سب اندر چلو مجھے ناحق بدنام کرتے ہین مین دوکاندارون کو بلا لاؤن یہ کہتا ہوا نکلگیا یہان نیرنگ
پکڑے گئے ہلڑ ہوا انھو ہاتھو ڈھیلا پاگیا اب بخوبی ثابت ہوا کہ وہ کوئی عیار تھا ویران صحرانشین گھبرا گیا ملکہ کا قفس
لٹکا دیا شاپور اس فکر مین ہی کہ اب کیونکر جاؤن بازار مین جاکے دیکھا دوکان پر ہر ایک تاجر بیٹھا ہی شاپور نے
ایک دوکاندار کو سلام کیا کہا تاجر صاحب آپ نے کیا کیا اسباب منگایا ہی تاجر بیان کرنے لگا شاپور نے کہا
ذرا کنارے چلیے تو مین آپ سے بیان کرون کہ مالک کو کیا کیا چیز کی ضرورت ہی یہ کہکر تاجر کو کنارے لیگیا کنارے
لیجاکر بیہوش کیا آپ اسی تاجر کی صورت بنکر دوکان پر آیا کچھ اسباب کشتی مین لگایا طرف در دولت ویران کے چلا دروازے
پر آیا خدمتگارون سے کہا عرض کرو فلان تاجر در دولت پر حاضر ہوا لائق پسند سرکاری اشیا لایا ہون خدمتگار نے
اگر ویران صحرانشین سے کہا اسنے حکم دیا بلالو شاپور اندر آیا جھک کر سلام کیا کشتی پیش کش کی ساحر ان سب
چیزون کو دیکھنے لگا شاپور نے عرض کی کہ آج حضور نے شراب نہین نوش فرمائی مین نے حضور کے واسطے
خاص ولایتی شراب منگائی ہی یہ کہکر ایک ادھا نکالا جام لبریز کرکے کہا نوش فرمایے ویران صحرانشین نے جام
ہاتھ مین لیا کچھ سحر پڑھنے لگا شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام ٹوٹا شاپور نے چاہا اٹھکر بھاگون اسنے سحر کیا شاپور کے
پانون زمین نے تھام لیے ویران نے گرفتار کرلیا رنگ و روغن عیاری کا سحر کرکے اڑادیا اب تو پہچانا گیا ویران نے
مسلسل و مطوق کرکے قید خانے مین بھیجدیا ملکہ نے دیکھا کہ شاپور پکڑا گیا بیتاب ہوکے رونے لگین فرماتی ہین

که ہماری بدنصیبی تھوڑی دیر مین اُسنے دو عیاریان کین آخر گرفتار ہوا یہ خبر ہرکارون سنے ایرج سے کہی صبح دلکشا بیٹھی تھی گھبرا کر اُٹھی ایرج نے کہا ای ملکہ کہان چلین کہا حضور سحر تیار کرنے جاتی ہون صبح کو دشمن سے مقابلہ پڑیگا یہ کہکر باہر آئی سوچی کہ ای صبح دلکشا اب حال کھل جائیگا ایرج تیرے دشمن ہو جائینگے مقابلہ بھی ساحر زبردست سے ہی صبح کو مقابلہ پڑیگا وہ گرفتار کریگا یہ سوچ کے بھاگی مگر عشق مین ایرج کے بیقرار ہی یہ تو ایک پہاڑ مین جا کر چھپی کہ اسکا حال کھل جائیگا یہان چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ساحر زرین پوش بصد جوش و خروش ہو کر خانہ مغرب سے باہر آیا چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا فوج ضیا و شعاع ہمراہ دونون لشکر میدان کارزار مین آکر پہونچے ویران صحرا نشین میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ایرج نے مرکب بڑھایا ساحر نے ایک دو ہاتھ مارا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا ہتھیا کھل کر گرے اُس بیقراری مین اسنے گرفتار کر لیا اب جو گولہ لیکر لشکر پر چلا ملازمان ایرج نے بھی بلوہ کیا جب اسنے گولہ مارا دو سو چار سو بیہوش ہو کر گرے چار گھڑی کے عرصے مین سب لشکر کو بیہوش کر دیا چالیس سرداران نامی چنکر گرفتار کر لیے سبکو اڑا لے پر ڈالا لیکر طرف طلسم کے چلا قفس ملکہ کا بھی ساتھ ہی باتون کو جلسہ آراستہ کرتا ہی منتین خوشامدین کیا کرتا ہی ملکہ کا وہی قول ہی کہ تم ہمین قتل کر ڈالو ہم تیرا کہنا نہ مانینگے ویران صحرا نشین کیسا کیسا جھلاتا ہی چار منزلین طی کر کے ایک صحرا مین آ کے اترا ہی قضا کار شیرنگ بن عمرو کا اُسطرف سے گذر ہوا اسکو جو معلوم ہوا کہ ساحر ایرج کو گرفتار کیے لیے جاتا ہی نہایت پریشان بھاگا کہ جا کر شاہزادہ نورالدہر کو خبر کرون نورالدہر دربار رنگارنگ پر فروکش تھے کہ شیرنگ آکر پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ ویران صحرا نشین ایرج کو مع سردارون کے گرفتار کر کے لیے جاتا ہی یہ سنکر نورالدہر بیقرار ہوئے اُسی وقت پشت مرکب پر سوار ہوئے تین ہزار جوانون کو ساتھ لیکر طرف ویران صحرا نشین کے چلے یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ملکہ سے منتین کر رہا ہی کہ نعرہ نورالدہر کی آواز کان مین آئی گھبرا کر اُٹھا قفس ملکہ کا اسی مقام پر چھوڑا یہ جو خبر پائی کہ طلسم کشا صاحب لوح آگیا حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرون نکلتے ہی فرنا کرائی گھوڑے پر سوار ہوا دیکھا نورالدہر قتل کرتے ہوے آتے ہین ساحرون کا بلوہ ہی جسنے سحر کیا نورالدہر نے لوح کو چمکایا وہ سحر اُسی ساحر کے سینۂ پر کینہ پر پڑا توڑ کے پشت تو پار گذر گئی ہزار ساحر تھوڑے عرصے مین مارے گئے ویران صحرا نشین الگ الگ سحر کرتا ہی قریب نورالدہر کے نہین جاتا دور سے ایسے ایسے سحر کیے کہ چند کس ہمراہیان نورالدہر مارے گئے ڈیڑھ لاکھ ساحرون کا بلوہ مگر ایرج نے جو صدا سے نورالدہر سنی کہا ای شاپور اس رہائی سے تو موت بہتر ہی کوئی تدبیر کرو ہم تو مبتلاے سحر نہین ہین شاپور نے جمعدار کو بلایا کہا کیون جمعدار صاحب کس سے لڑائی ہو رہی ہی جمعدار نے کہا

طلسم کشا آپڑا شاپور نے کہا کہ اگر ہمکو رہا کر دیجیے تو مین ایک بات عرض کرون ایسی تدبیر بتاؤن کہ طلسم کشا سے لوح لے لیجیے جمدار نے خوشی خوشی قید توڑی شاپور نے باتین کرتے کرتے حباب مار کر بیہوش کیا بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا آپ اصلی شکل بنکر نکلا ایرج کی قید کاٹی سب سرداروں کو قید سے رہا کیا سب کو لیکر نکلا کہا اے شہریار کچھ خبر ہے کہ صبح ملکشا کہان گئین ایرج نے کہا کئی دن سے انکا پتہ نہین ہے شاپور نے کہا انھین کی وجہ سے ملکہ پر آفت آئی ملکہ بارگاہ ویران صحرا نشین مین موجود ہین چلکر رہا کر لیجیے ایرج شمشیر زنی کرتے ہوے قریب بارگاہ آئے وقت وہ ہے کہ ملکہ نمکین شیرین کلام رنجیدہ و کبیدہ روے عشق نادیدہ ملک بالک سے گر رہی ہین کبھی بے اختیار ہو ہو کے پکارتی ہین

نظم

کیسے ہی چھیڑین ہمکو غیر سے گر سب ہون مرے ہمسین ... نہ دون ملنے کسی معشوق اور عاشق کو آپس مین
اگر مشہور ہوا افسانہ اپنی بت پرستی کا ... برہمن کیا عجب ایمان لے آوین بنارس مین
نہین دم لینے کی طاقت فلک ورنہ بتا دیتے ... کہ یہ تاثیر ہوتی ہے فغان آسمان رس مین
ترن کا سجدہ سے اپنے مین خوش ہون اس تقصیر ... کہ الدن آئے تیرے صرف عشرت خانۂ حس مین
رقیب بوالہوس نے رونما مین تیری کب جان دی ... وہ نو وارد ہے کیا جانے طریق عشق کی رسمین
نہین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری ... اثر کس کس کی ہو وے ہے مگر فریاد بیکس مین
کہون گر غیر سے مت مل تو کہوے طعن سے رک کر ... یہ کیون کس واسطے ہم اپنے تیرے ہو گئے بس مین
ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر پہ ہر دم ... مری جان کون ہے یہ کس کی جھوٹی کھاتے ہو قسمین
در میخانۂ عشق بتان اور آپ اے مومن ... یہ حضرت آ گئی اکبار کیا طبع مقدس مین

یہ صداے دردناک سنکر ایرج بیقرار ہو گئے بارگاہ مین جاکر دیکھا ملکہ کو قفس مین پایا فوراً رہا کیا ایک مادیان پر سوار کرکے لے نکلے کہا کیون اے شاپور اب اس مقام پر ٹھہرنا مناسب نہین ہے لڑتے بھڑتے نکل چلو اور خضر بند پر جاکر ٹھکانا ڈالو اگر اسکو لوح طلسمی مل بھی گئی تو ہم جاکر بادشاہ کو قتل کرینگے شاپور نے کہا بہت مناسب ہے ایک جانب لڑتے بھڑتے چلے یہ خبر ہرکارون نے ویران صحرا نشین کو پہونچائی کہ قیدی چھوٹ گیا ملکہ کو ساتھ لے لیا یہ سنکر ویران صحرا نشین گھبرا گیا چاہا کہ جاکر روکون کہ سامنے سے نور الدہر لڑتے بھڑتے آئے للکارا دیکھا کہان جاتا ہے ویران صحرا نشین پلٹ پڑا آگ برسا دی نور الدہر نے لوح کو دیکھا یا سحر باطل ہوا اسکی سحر اسی طرح کیے آخر تلوار پکڑ کے جا پڑا تلوار کا ہاتھ مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنا نے کی صدا بلند ہوئی اُٹھاوے سے ہاتھ نکال کے

لوح کو چمکایا اوپر سے ہاتھ مارا ویران صحرا نشین کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری اور غبار می ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ویران صحرا نشین بود تمام ساحر یہ صدا سنکر گھبرا گئے بھاگنے لگے چند ساحرون نے پکارکر آواز دی کہ الامان مضراب جادو دس ہزار جادوگرون کا افسر تھا دس ہزار جادوگرونکو لیکر حاضر خدمت ہوا مطیع اسلام ہوا نورالدہر نے سب کو ساتھ لیا آکر بارگاہ مین لوٹین ایرج کا کہین پتہ نہ ملا شبرنگ بن عمرو نے عرض کی حضور وہ لڑتے بھڑتے نکل گئے احسان آپ کا ناگوار ہوا نورالدہر نے کہا انکو رہائی ہوئی ہمین مطلب اسی امر سے تھا یہان اس جادوگر کے مارے جانے سے ملازمان ایرج جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار ہوے کہ ایرج آکر پہونچے اس لشکر ظفر اثر کو ساتھ لیکر کوچ کیا یہان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بعد فتح اس جنگ کے اپنے مقام پر آئے لوح کو ملاخطہ کیا نوشتہ پایا ای طلسم کشا جب لوح طلسمی حاصل ہو مرحلے پر وقواق بن اشفاق بن مرواق کے جانا چاہیے یہ مرحلہ جان طلسم کاؤسیہ ہی یہ ساحر نہایت مکار و غدار ہی قدم بقدم لوح دیکھنا اس مرحلے پر جانیکی یہ صورت ہی کہ باغ رنگارنگ مین بیٹھکر اسم حاشیہ لوح پڑھو ایک طائر ہفت رنگ پیدا ہوگا اسکی پشت پر سوار ہوکر جاؤ نورالدہر سب سے رخصت ہوے باغ مذکور مین آئے بیٹھکر اسم حاشیۂ لوح کو پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑے عرصے کے طائر ہفت رنگ آسمان سے پیدا ہوا زمزمہ سرائی کرتا تھا اسکی زمزمہ سرائی مین یہ اشعار مفہوم ہوتے تھے

اشعار

آجائے موت بلبل ناشاد کے لیے
تکلیف رحم بھی نہو صیاد کے لیے

جاتے ہین جسطرف دل شوریدہ لیچلے
اب قید کیا ہی بندۂ آزاد کے لیے

عہد سکوت توڑ دیا ہجر یار نے
منھ کھولنا پڑا ہمین فریاد کے لیے

ای چرخ ڈھونڈھکر کوئی تسکین دلپذیر
رکھ چھوڑنا مری شب فریاد کے لیے

اترے ملک فلک سے حسینون کی دید کو
کیا مرتبے ہین حسن خداداد کے لیے

گھبرا گیا کشاکش ہستی سے اپنا دل
کچھ ہمنے راستے عدم آباد کے لیے

ہر رنگ مین نظیر تمھارا ہمین نسیم
زیبا ہی رشک حاسد ناشاد کے لیے

یہ اشعار پڑھتا ہوا طائر زمین پر آیا نورالدہر کو صدائے عشق آمیز طائر کی بہت پسند آئی طائر آکر سامنے بیٹھ گیا اشارہ کرتا تھا کہ میری پشت پر سوار ہو جبیہ منقار سے زمین پر لکھا کہ مین آپ کو مرحلے پر وقواق بن اشفاق بن مرواق کے لیچلونگا راستہ طلسم کا جب ہی ملیگا جب یہ ساحر مارا جائیگا نورالدہر پشت پر طائر کی سوار ہوے طائر لیکر نورالدہر کو بلند ہوا

ایک صحراے سبزہ زار نظر آیا طائر نے عرض کی ای شہریار اس صحرا مین چلکر چند ساعت ٹھہرئیے مین اپنے کو آب و دانہ سے
سیر کرلون پھر حضور کو لیچلون نور الدہر اُترے زیر نخل زین پوش بچھا دیا اُسپر بیٹھے سیر صحرا دیکھنے لگے طائر ٹہلتا ہوا ایک
جانب گیا گر کاؤس اور زنگ نشین تخت پر بیٹھا تھا کہ چند ساحر روتے پیٹتے آئے کہا حضور ویران صحرا نشین مارا گیا
کاؤس نے کہا طلسم کشا مجھ تک نہین آسکتا بیچ مین صحراے مصیبت خیز ہی بھٹک بھٹک کر وہین رہیگا کاہن نے عرض کی
طائر ہفت رنگ کمیل جنی لاکر آپ کے سر پر پہونچا دیگا وہ کہین رکنے والا ہی کمیل جنی ہمیشہ سے دشمن ہی اب طلسم کشاے
اصلی ملا اسکو راہ بتائیگا مرحلۂ وقواق بن اشتقاق بن مرواق پر پہونچا دیگا یہ مرحلہ فتح ہوا اور راستہ کھلا ایسی تدبیر
کیجیے کہ کمیل جنی مارا جائے پھر طلسم کشا مرحلۂ مذکور پر نہ پہونچ سکیگا صحراے مصیبت خیز مین پھنسیگا یہ کہکر کاہن نے
قرعہ پھینکا شکلین دیکھکر سر پیٹ لیا کہا لیجیے طلسم کشا جل چکا صحراے مینو سواد تک آگیا اسوقت یہان سے کوئی جائے
کمیل جنی مارا جائے طلسم کشا وہین رہجائیگا ریگستان کو نہ طی کرسکیگا کیا عجب ہی کہ ہلاک ہو یہ سُنکر کاؤس نے ایک
چیخ ماری کہ ارے کوئی حاضر ہی ایک دیو سامنے آیا نعرہ کیا منم آدمخوار جادو بادشاہ نے کہا ای آدمخوار کمیل جنی
طلسم کشا کو صحراے مینو سواد تک لایا ہی خود بھی وہان پھر رہا ہی تو جاکر کمیل جنی کو کھائے طلسم کشا سے متعرض نہونا
وہ جوان دیو بند و دیو کش ہی یہ سنکر آدمخوار چلا کمیل جنی بشکل طائر ہفت رنگ ایک نخل کے سائے مین کھڑا ہوا
پھل کھا رہا ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم آدمخوار طائر بھاگا آدمخوار تعاقب مین چلا نور الدہر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے
سے طائر بھاگا ہوا چلا آتا ہی پکارتا ہوا کہ ای شہریار غلام کو بچائیے نور الدہر تلوار کھینچکر اُٹھے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہی
مگر آدمخوار کب مانتا ہی لپک کر ایک چنگل مارا کہ طائر اُسکے ہاتھ مین آیا گولی بناکر پھانک گیا نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا
یہ بھی خیال ہی کہ اس صحرا سے کون لیجائیگا لوح نے بھی خبر دی ہی کہ راہ مرحلۂ مذکور مین صحراہاے حیرت خیز و عبرت انگیز
ہین جست کرکے برابر دیو کے پہونچے دیو نے چنگل مارا نور الدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے گھونسہ مارا دیو تھرا گیا
ایک ہی چیخ ماری کہ او آدمزاد چھوڑ دے نور الدہر کو نہایت غصہ ہی دو تین گھونسے مارے بال پکڑ کے ہکہ مارا کہ سر زمین
سے ملگیا دیو لپٹ پڑا موہاے جسم دیو نے جسم شاہزادے کا غربال کردیا مگر کشتی لڑ رہے ہین آخر کو لے پر لاد کے ملا
چارون شانے چت گرا چھاتی پر سوار ہو کر کہا او ملعون تو نے غضب کیا کہ طائر کو کھا گیا اب شناخت مین خدا کی کیا کہتا
ہی دیو نے کہا لاکھ جانین میری خداوند راس الشیاطین پر نثار ہین تیرہ کابت باتین کرتا ہی سب دیوزاد اسکو سجدہ کرتے
ہین نور الدہر نے غصے مین ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر چرخ دیکر ہکہ مارا مع نرخرے گردن
کھینچلی لاشہ اُسکا تڑپ تڑپ کر سرد ہوا اب نور الدہر مجبور ہو کر چار ناچار ایک چشمۂ آب پر آئے وضو کرکے لوح کو ملاحظہ کیا

مرقوم تھا کہ اگر کسی جنی ۔۔ آگیا مصیبت کا سامنا ہے صحرائے مصیبت خیز ہول انگیز راہ میں پڑیگا اُسکا طے کرنا بہت دشوار
ہے لیکن طرف مشرق کے جاؤ رہبر کامل ہے مشکل آسان کریگا فوراً الٰہ ہزار سمت چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ صحرائے
ریگستان ملا بگولے گرد کے برائے تعظیم اُٹھنے لگے ہوائے گرم چلی معلوم ہوا کہ جسم پھنک گیا سبزہ صحرا میں ندارد زاغ
کا پیاس سے عجیب حال ہے نخل خارستان طعن و تشنیع دیتے ہیں اگر کوئی طائر بھٹک کر آگیا خارستان میں چھپا پھڑک
پھڑک کر تمام ہوا دھوپ تھراتی ہوئی معلوم ہوتی ہے زمین ناہموار شاہزادہ شدت تپش سے مضطر و بیقرار ہے اُس
دھوپ میں برائے تلاش آب دوڑ دھوپ کر رہے ہیں کوسوں پانی نہیں معلوم ہوتا سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب
نایاب اگر کسی مقام پر کوئی چشمۂ آب ملا پانی قلیل پینے کی کیا سبیل پانی کھول رہا ہے کبھی دور سے دیکھا پانی موج مار رہا
ہے بیتاب ہوکر وہاں پہونچے دیکھا دریائے ریگ رواں ہے حیران و پریشان وہاں سے پلٹے پسینہ خشک ہوگیا دھوپ
تمام صحرا میں محیط ٹھیک دوپہر کا وقت ہے آفتاب تمازت دکھا رہا ہے سایہ بیخ سے درختوں کی لپٹا ہوا تمام صحرا
تپ رہا ہے شاہزادہ اپنی جان سے بیزار اکثر درختوں کے نیچے بیٹھا کہ سائے میں آرام ملے سایہ خود چاہ سے پانی کی
کنوئیں میں اُترا ہے ہوا کا سنّاٹا صحرا کا ویرانہ پن دھوپ کی جلن شاہزادہ ایک جانب بیقرار ہوکر دوڑا کہ شاید دور جاکر
پانی دستیاب ہو ایک مقام پر ٹھوکر لگی شاہزادہ منہ کے بل زمین پر گرا زمین کرۂ نار ہو رہی ہے شاہزادہ شدت تپش سے
بیہوش ہوگیا قضائے کار ملکہ مرحلہ دقواق پنہا اشتقاق بن مرواق کہ جو اس سرزمین کا حاکم و ناظم ہے اُسکی دختر
بلند اختر ملکہ صمصام جوہر وار اپنے قصر میں بیٹھی تھی خود بخود بیٹھے بیٹھے گھبرائی کنیزوں سے کہا آج کیا ماجرا ہے کہ خود بخود
دل گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے ایک طاؤس لاؤ کنیزوں نے طاؤس زرین بال حاضر کیا سحر میں طاق شہرۂ آفاق
حُسن میں بے نظیر رشک ماہ منیر طاؤس پر سوار ہوکے چلی اول صحرائے لالہ زار ملا گل لالہ کو دیکھکر اور دل پر داغ
ہوا وہاں سے پھری پلیٹ کے دیکھا کہ چراغ لالہ روشن داغوں سے اپنا سینہ رشک گلشن اُس صحرا کو ترک کیا مگر
دل کو آرام نہ آیا اور وحشت بڑھ گئی صحرائے پربہار میں آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا نرگس شہلا آنکھیں لڑا رہی ہے
سنبل پیچان برائے عاشق دام بچھا رہا ہے سوسن صدزبان کی زبان درازی بلبلوں کی پھولوں سے غمازی
ہوا کی ہوا بندھی ہے اتراتی پھرتی ہے کبھی نشۂ بادۂ سرجوش مودت سے لڑکھڑا کر گرتی ہے غنچے چپ سادھے ہیں
غنچوں کا ہنسنا کبھی مسکرانا ہوا کو ہوا بتانا عرصہ دراز تک ملکہ وہاں بھی ٹھہری غنچۂ پژمردۂ خاطر کو شگفتگی حاصل
نہ ہوئی تسکین دل نہ ہوئی خیال میں گذرا چلو صحرائے ریگستان کی کیفیت دیکھیں یہ سوچکر بڑھیں تھوڑی دور
چلی تھیں کہ جھونکا ہوائے گرم کا آیا گل سا چہرہ مرجھا گیا اور آگے بڑھیں دیکھا ریت کا دریا موج مار رہا ہے پریشان ہوکر

اور آگے بڑھیں دیکھا بیچ صحرا میں ایک ستارہ چمک رہا ہے حیران ہے کہ اے صمصام یہ کیا شے ہے اسکو دیکھنا چاہیے کچھ سحر کیا
فراخنگی حاصل ہوئی ہوا بھی ٹھنڈی چلی حیران و پریشان اُس مقام پر آئیں دیکھا ایک جوان رشک ماہ کنعان بیہوش
بیہوش پڑا ہے چہرہ گرد آلود کوئی اُٹھانے والا نہیں جمین کہتی ہے کہ اے صمصام اس مسافر پر کیا مصیبت پڑی
کہ اس صحرائے پر آفت میں یون آکر بیہوش ہوا آنکھوں میں آنسو بھر آئے دل بیتاب ہو گیا اُتر آئیں طاؤس کو الگ
ٹھہرایا آپ قریب نور الدہر کے آئیں سر زانو پر اُٹھا کر رکھ لیا ایسا ایک سحر کیا کہ ایک نخل سایہ دار پیدا ہوا اُس سے
ٹھنڈی ہوا آنے لگی برف بھی برسائی دھوپ اُس مقام پر معلوم نہیں ہوتی آنکھوں سے اشک حسرت گرے حیران
ہے کہ میں کیا کروں کیونکر یہ شخص بیدار ہو لیکن اشکوں نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین جو دماغ میں پہونچی اُسنے
کام لخلخے کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دیکھا ایک نازنین خوبصورت صاحب شان و
شوکت دونوں عارض گلاب کے پھول انکھڑیاں نرگس شہلا ہونٹھ مسیحائی میں طاق ناز و کرشمے میں شہرۂ آفاق
قد دلجو سرو لب جو ماہ رو مہر منظر حسن میں رشک قمر میرا حال دیکھکر رو رہی ہے نور الدہر اُٹھ بیٹھے ملکہ نے شرماکر
سر جھکا لیا ایک طرف راز ایکطرف نیاز ادھر کشش اُدھر کوشش ایک دام محبت میں اسیر ایک کو شرم دامنگیر
ایک کے کشور دل پر سلطان عشق کی چڑھائی ایک مصروف رعنائی و زیبائی ہونٹھوں کی مسیحائی مردہ دلوں کو
زندہ کرتی ہے چار آنکھیں جو ہوئیں جانبین سے تیر چلے تیر ہاے مژگان تودہ ہاے دل پر لب معشوق ہوے بقول
قمر انکھڑیاں رہزن نگاہ یار بھی شمشیر ہے ✣ ہر اشارے میں ہمارے قتل کی تدبیر ہے ✣ آخر نور الدہر نے
ضبط کرکے کہا اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال واے ماہ آسمان کمال اس صحرائے ویران میں تجھ ایسی پریزاد کے آنیکا
کیونکر اتفاق ہوا اُس نازنین نے سر جھکا کر کہا آپ کا اقبال محبت کا خیال ہمکو کشان کشان یہاں تک لایا
اب تو بشارت گرمی نہیں ہے ہوا بھی ٹھنڈی چل رہی ہے خاص اس مقام پر کس قدر رعنائی و زیبائی ہے نور الدہر
نے دیکھا حقیقت میں ایک شجر سر سبز و شاداب سر پر سایہ فگن ہے پھولوں کی حساب غنچوں کی چٹاک مقام پر بہار ہے
کہا اصل میں کیا بات ہے آپ کا ارشاد کرامات ہے اس نخل نے جان بخشی کی حضرت خضر نے آکر جان بچائی پانی اس مقام
پر ممکن نہیں ملکہ نے کہا پلٹ کر دیکھیے نور الدہر نے پلٹ کے دیکھا ایک چشمہ پانی کا جوش مار رہا ہے نور الدہر نے
پانی پیا منھ ہاتھ دھویا ملکہ نے کہا آپ اپنا احوال بیان فرمایئے کہ آپ یہاں تک کیونکر آئے نور الدہر نے کہا اے
ملکۂ عالم میں برائے طلسم کشائی چلا تھا راہ میں کمیل جنی کو ایک دیو کھا گیا میں آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں گرفتار
ہوا اس صحرا تک پہونچا شدت تپش سے یہاں بیہوش ہوا آپ نے آکر جان بخشی کی بقول شاعر اشعار

گردش چشم سے سُرمے کا ضرر کیا ہوگا ۔ دیکھ لوگے جو ادھر ایک نظر کیا ہوگا
ہم بھی اپنے دل بیتاب کو سمجھا لینگے ۔ پھیر لے ہنسے وہ سبے دید نظر کیا ہوگا
خالق اُس رشکِ مسیحا کو سلامت رکھے ۔ مین اگر جان بھی دونگا تو ضرر کیا ہوگا

مین اپنی کیفیت کیا بیان کرون کیونکر خاموش رہون ملکہ نے کہا جس مرحلے پر آپ چلے ہین وہ میرے باپ سے متعلق ہی وہان جانا بہت دشوار ہی کئی صحرا راہ مین ملینگے اُن جنگلون سے گذرنا مشکل ہوگا بڑے بڑے ساحرون کا پہرا ہی نورالدہر نے کہا میرے پاس لوح موجود ہی ملکہ نے کہا ہزار ہا دھوکے پڑینگے یہ ساحر بڑے مکار و غدار ہین بادشاہ کے نامے سب کے پاس آگئے ہر ایک کے نام حکم ہی جسطرح بنے لوح طلسم کشا سے لو سب آمادہ ہین اس مرحلے پر بڑے گھمنڈ ہین آخر بعد گفتگوے بسیار ملکہ نے کہا یہان سے قریب ایک میرا خانہ باغ ہی وہان جاکر تشریف رکھیے جسمدان مین عرض کرون ان جنگلون سے گذر کیجیے نورالدہر ملکہ کے ساتھ ہوے اُس باغ مین آئے چند کنیزین بھی وہان تھین شاہزادے کو وہان رکھا کہا آپ یہان تشریف رکھین مین جاکر دریافت کرون یہ کہکر ملکہ روانہ ہوئی کنیزین خاطر داری مین مصروف ہین شاہزادہ اُسی باغ مین جلوہ فرما ہی رات کو جو خیال آیا شاہزادہ صحن باغ مین آکر بیٹھا گل بوٹے کو دیکھکر خیال روے محبوب آیا بیقرار ہو کے پکار اُٹھے

نظم

گلگون نے کپڑے پھاڑے ہین قبا سے یار پر کیا کیا ۔ حنا پس پس گئی ہی دست و پاے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفاے یار پر کیا کیا ۔ رہا ہی دل مرا راضی رضاے یار پر کیا کیا
گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے ۔ لہو کے گھونٹ گھونٹے ہین خفاے یار پر کیا کیا
خیال آتا ہی اُس خورشید رو کو جو صورت نمائی کا ۔ ہوے ہین آئنے حیران صفاے یار پر کیا کیا
کیا ہی ٹکڑے ٹکڑے آئنے کو بیشتر ہنسنے ۔ ہوا ہی رشک صورت آشناے یار پر کیا کیا
سمجھا رکھا ہی احوال قیامت ہنسنے آنکھون کی ۔ بندھیگی ٹکٹکی اپنی لقاے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقانِ بے تحمل کا ۔ اڑے مفلس در دولت سراے یار پر کیا کیا
کیا ہی خوشخط اُس نازک عالم جو دکھلا کر ۔ ملی ہین ہنسنے آنکھین پشت پاے یار پر کیا کیا
کیا ہی اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے ۔ گریبان چاک ہوتے ہین قباے یار پر کیا کیا
قباے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہی ۔ ہماری جان نکلی ہی اداے یار پر کیا کیا
نہین آتا میرے لبد شانے کا خیال آتش ۔ پڑینگے پیچ گیسوے رساے یار پر کیا کیا

یہان شاہزادے کو یہ جستجو ہے وہان ملکہ کی بھی یہی کیفیت ہے کہ رات پہاڑ ہو گئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین جاکر
باپ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص یہان آنیکا ارادہ کرے تو کیونکر آسکے باپ نے جواب دیا بی بی ان باتون کا ذکر نہ کرو
فی الحال طلسم کشا آیا ہے صحرائے ریگستان مین تباہ ہے شاہ نے لکھ بھیجا تھا کہ کمیل جنی کو طلسم کشا سے جدا کیا اب
طلسم کشا یہان آنیکی فکر کریگا مین نے ساحرون کو نامے لکھ بھیجے اپنے اپنے مقام پر رہینگے مگر حسب جرأت جیسا
موقع ہوگا ویسا کرینگے طلسم کشا کو آنے نہ دینگے بروز منگل وہ صاحب برائے شکار جاتے ہین دن بھر شکارگاہ مین رہتے
ہین سامری و جمشید ایسا کرین کہ طلسم کشا اُس روز نہ قصد کرے ورنہ سنا ہوگا مین اپنے مقام پر آفتین برپا کرونگا
کیا مجال ہے کہ یہان سے طلسم کشا گذر جائے ہرچند ملکہ نے باتون مین چاہا کہ دریافت کرون مگر وقواق نے کوئی
صورت نہ بیان کی ملکہ رنجیدہ کبیدہ اپنے مقام پر آئین بوقت سحر پاس نورالدہر کے آئین کہا صاحب سب خبر
والد کو ہو گئین وہان انتظام بھی ہو گئے سوائے منگل کے ممکن نہین کہ آپ گذر کرین ہر طرف سے بلوے ہونگے
ساحر دام مکر پھیلاوینگے جان بچانا مشکل ہو گی میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ منگل کو سویرے سے سوار ہو جیئے گا
انشاءاللہ مقام خاص پر پہونچ جائیے گا جنگ عظیم واقع ہو گی ملکہ دن بھر صحبت آرا رہین شام کو قصد کیا کہ جاؤن نورالدہر
نے کہا ملکہ تمھارے بعد جانے کے یہ شب تیرہ و تار کیونکر کٹیگی ملکہ نے کہا صاحب میرا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین
ایسا نہو کہ والد کو خبر پہونچے تو فساد عظیم ہو نورالدہر نے نہ مانا ملکہ تو رات کو یہین رہین لیکن ایک کنیز بے تمیز
نرگس نام بقول شخصے آنکھون کی اندھی اسکو بہت ناگوار ہوا دل مین کہتی ہے موئی نرگس اگر یہ حال کسی طرح
کھلا بادشاہ ہمارے ساتھ بہ بدی پیش آئینگے فرمائینگے تمنے ہمین اطلاع نہ کی یہ سوچکر کسی کام کے حیلے سے
بھاگی قضائے کار بھائی ملکہ کا اقلام اژدر سوار کہ پہلوان زبردست ہے اسنے سحر نہین سیکھا ہے برائے شکار گیا
تھا وہان سے پلٹا ہوا آتا ہے راہ مین اسنے کنیز کو دیکھا پوچھا کیون نرگس ہمشیرہ کا مزاج کیسا ہے نرگس تو بھری
ہوئی تھی اُبل پڑی کہا واری آپ کیا پوچھتے ہین آپ کی ہمشیرہ نے بڑا غضب کیا دشمن کو گھر مین جگہ دی اب روانہ
کیا جائیگا خود بھی برائے مدد جائینگی راہ کے مقامات فتح کرائینگی آپکے والد کا بچنا دشوار ہوگا یہ تدبیرین ہو رہی
ہین عشق کا جوش ہے دیکھیے یہ عشق کیا کرے یہ سنکر اقلام غصے مین کانپنے لگا کہا والد سے کیون اطلاع کردون
چلکر سمجھا دونگا مشکین باندھ کر لیجاؤنگا یہ کہکر پلٹا کنیز پیچھے پیچھے چلی یہان صبح کا وقت ہے نورالدہر ملکہ بیٹھے ہین
خمار شکنی کے واسطے ایک ایک جام پیا ہے کہ ایک کنیز نے آکر خبر دی آپ کے بھائی صاحب تشریف لائے ہین دروازے
پر محلدار کو مار ڈالا اُسی جوش مین آتے ہین ملکہ گھبرا گئین نورالدہر نے کہا آنے دو اگر بے ادبی کریگا تو سزا پائیگا

کہ سامنے سے نعرہ ہوا او برباد کن خانمان ساحران عالم تو یہان تک آگیا اُس بیجیا نے مجھکو جگہ دی اب دونون کو قتل کرونگا تلوار کھینچکر چلا نورالدہر کودکر سامنے آئے اقلام نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا وہ لپٹ پڑا نورالدہر نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑکر مارا چارون شانے چت گرا نورالدہر کودکر چھاتی پر سوار ہوئے کہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی اقلام نے کہا جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا غلام کا یہی عہد تھا کہ جو مجھکو زیر کریگا اُسکی بدل وجان اطاعت کرونگا آپ مجھپر بہ جرأت غالب آئے جمال جہان آرا دیکھا کون ایسا کورظاہر وکورباطن ہوگا کہ آپ ایسے بہادر سے محبت نکرے مین جان ودل سے آپکا شریک ہون مگر کیا اقبالمندی ہی لوح پر اس طلسم کی بڑی سختی تھی آپنے لوح پائی نورالدہر نے کہا لوح میرے پاس موجود ہی اقلام کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا ملکہ کے قدمون پر گرا کہا ہمشیر تمھاری وجہ سے یہ نعمت پائی دولت لازوال ہاتھ آئی اپنے ساتھ والونکو لیکر درباغ پر اُترا نرگس نے جو یہ معاملہ دیکھا بہت گھبرائی ملکہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی نرگس رات کو یہین باغ مین رہی پڑے پڑے سوچی کہ اگر حال میرا ملکہ کو معلوم ہوگا نہین معلوم کیا سزا دینگی یقین ہی کہ قتل کرین شراب پی کر دونون سوئے ہین لوح طلسمی لیکر خدمت شاہ مین چلون بڑا مرتبہ ملیگا یہ سوچکر دبے پاؤن اُٹھی جہان عاشق و معشوق سورہے تھے وہان آئی دیکھا چاندسورج ایک برج مین یا دوگوہر بے بہا ایک درج مین خوف سے کانپی مگر مقراض سے لوح کا ڈورا کاٹا لوح لے لی پلٹ کے الگ ہوئی دیوار باغ پھاند کر باہر آئی کسی قدر سحر بھی جانتی ہی اب بھاگا بھاگ چلی کوئی دو دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی اُس گانے کی جانب متوجہ ہوئی دیکھا زیر سایۂ شجر ایک نازنین مہ جبین بیٹھی ہوئی یہ غزل گا رہی ہی غزل.

لگایا آپ پتھر اسنے مجھ شوریدہ مجنون کو ۔۔۔ رکھون کیونکر نہ سر پر داغ سودا سے ہمایون کو
خیال اُس صید افگن کا ہی یون ہر صید ہامون کو ۔۔۔ تمنا آمد لیلی کی تھی جس طرح مجنون کو
خدا نے کیا دیا ہی رنگ اُسکے روے گلگون کو ۔۔۔ کہ ہی اُسکے پسینے سے خجالت قطرۂ خون کو
کیا ہی کیا ہی وحشت نا مری وحشت نے ہامون کو ۔۔۔ کہ سایہ بھاگتا ہی چھوڑکر اب بید مجنون کو
غزالان حرم کا کیون نہ شک ہونے سے مفتون کو ۔۔۔ جو دیکھے طاق ابرو مین تری چشمان میگون کو
یہ اوج نشۂ می ہی کہ بد مستی مین گر جاہون ۔۔۔ پٹک ماروں زمین پر مین ابھی میناے گردون کو
پسینہ اپنے ماتھے کا نہین جھاڑا ہی اُنگلی سے ۔۔۔ یہ اُس بیقدر نے توڑا ہی سلک دُر مکنون کو
کوئی بیدردگل ایسا نہوگا باغ عالم مین ۔۔۔ سمجھتا ہی گل لالہ وہ میری چشم پر خون کو

جو اُس خورشید رو کے عشق مین ہاتھ آئے ای ناسخ	تو ذرون کی طرح دم مین اُڑا دون گنج قارون کو

نرگس بیقرار ہو گئی وہ نازنین اسطرح تانین مار رہی ہی کہ طائر آشیانون سے سن رہے ہین طائرون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین نرگس نے پوچھا کیون حضور آپ کا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی اُس نازنین نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ہم آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار ادھر بھی نکل آئے دل گھبرایا کچھ بکنے لگے ہماری باتون کا خیال نہ کرو اپنا راستہ لو ہمارے پاس ٹھہرنے سے سوائے رنج و غم کے کیا حاصل ہوگا لہذا کیا ضرور ہی کہ ہمسے کلام کیجیے مفت اپنے کو بدنام کیجیے نرگس بیقرار ہو گئی کہا بی بی سامری و جمشید نے آپ کو یہ صورت زیبا عطا کی ہی کہ اگر دشمن بھی دیکھے پروانۂ شمع جمال ہو ایسا آپ کو کیا غم و الم ہی کہ جسکو آپ ظاہر نہین کرتین جب نرگس نے بہت کہا اُس نازنین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچا کہا ای بی عالم خواب مین ایک قتال عالم کو دیکھا اُسی نے برباد کیا پھرتے پھراتے یہان پہونچے گھربار چھوٹا نہ یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار ناز و نعم مین پرورش پائی اس دشت نوردی کی خبر بھی گلگونہ گلگون پوش میرا نام ہی افتخار شاہ کی بیٹی ہون جب سے عشق نے دامن پکڑا برسون ضبط کیا آخر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت الفت سے ٹوٹا آوارہ دشت ادبار اپنون مین خوار و زار ہوئے آج اس صحرا مین گذر ہوا تمنے حال زار پوچھا بیان کرنا پڑا تم اپنا راستہ لو زیادہ تعرض نکرو شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ✤ ہلجائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ✤ نرگس یہ سنکر رونے لگی کہا ای بی بی تمھارے حال پر ملال نے کلیجے کے ٹکڑے کر دیئے مین نے ایک کار نمایان کیا ہی کہ طلسم کشا طلسم کاؤسیہ کو فتح کرتا ہوا جاتا تھا ہماری بی بی ملکہ صمصام جوہر دار اُسپر عاشق ہوئین اپنے باغ مین جگہ دی مین نے جو پہلو پایا لوح چرا لیے ہوے خدمت شاہ مین جاتی ہون میرا بڑا مرتبہ ہوگا تمھارے واسطے بھی سفارش کرونگی میرے ساتھ چلو سب اہل طلسم پر میرا احسان ہوگا ملکہ گلگونہ گلگون پوش رونے لگی کہا بوا یہ کب ممکن ہی کہ ہم تمھارے ساتھ چلین جنون ہمارا دامنگیر بربادی کی تدبیر اب فکر بیکار ہی نرگس نے کہا میرا دل نہین چاہتا کہ مین تمھارے پاس سے جاؤن نازنین نے کہا اگر مہربانی فرمائی ہی تو ایک جام شراب کا بھی پلا دو دل بہت بیقرار ہی نرگس نے کہا مین ابھی لائی یہ کہکر دوڑی گئی بھٹی پر سے ایک بوتل لائی کہا لو صاحب پیو اُس نازنین نے جام بھرا جوش مین آکر چند اشعار پڑھے نرگس نے کہا پہلے تم پیو نازنین نے تمانا کہا اگرچہ مین نے کئی دن سے نہین پی مگر تمھارے بعد پیونگی نرگس جام پی گئی نازنین نے کہا وہ مارا نرگس تو جام پیتے ہی اُبلنے لگی کہا بی بی میرا دل چاہتا ہی ناچتی ہوئی آسمان پر جاؤن یہ کہکر اُٹھی چاہا کہ گت ناچوت بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری بیہوش ہوئی یا تو وہ نازنین دبلی پتلی معشوق پریچہرہ تھی یا جلاد جنگی نعرہ کیا مین ہون شبرنگ بن عمرو یہ کہکر خنجر مارا نرگس کے دو ٹکڑے ہوے لوح لیکر شبرنگ بھاگا چمن کہتا ہی کہ بڑا غضب ہوا تھا

کہ لوح سحلی تھی اگر مین اُسوقت اس تدبیر سے نہ بیٹھتا تو یہ لیگئی تھی میان صبح کو باغ مین ہلڑ ہوا ملکہ سے شاہزادے نے کہا لوح طلسمی کوئی لیگیا ملکہ رونے لگین کہا صاحب بڑا غضب ہوا مجھکو گمان یہ تھا کہ لوح ہوتے پر آپکو بڑی سختیان پڑینگی دیکھیے میرے باپ تک کیونکر پہونچتا ہو آخر یہ تو دریافت ہو کہ اس باغ مین ہمارا کون دشمن تھا جو یہ حرکت کر گیا اقلام اندر آیا اُسنے کہا ای شہریار نرگس کنیز نے مجھسے بیان کیا تھا کہ آپ یہان تشریف لائے ہین مین یہی سنکر یہان حاضر ہوا تھا شکر ہی کہ مطیع سرکار ہوا اُسوقت مجھے خیال نہ آیا کہ حضور سے ذکر کردون کہ نرگس خلاف ہر گل ہی سزا ہو جاتی نرگس کی آنکھین نکلواتے اب تلاش کرو کہ نرگس ہی کہ نہین کنیزون نے ڈھونڈھا کہین نہ پایا پشت باغ پر کمند کا نشان پایا گیا اب تو باغ مین ہلڑ ہوا کہ نرگس لوح لیگئی اب شاہزادے کو پریشانی ملکہ کو حیرانی اقلام اژدر سوار کہتا ہی کہ جب تلوار غلامان سرکار کھینچینگی ساحر بھاگتے پھرینگے آپ تردد نہ کرین شاہزادہ فرماتا ہی کہ ای اقلام اژدر سوار خدا کی عنایت سے ایسے ہنگامے اکثر ہوئے ہین مگر پروردگار نے مدد کی بچپن مین طلسم گوہر نگار کو فتح کیا مکلل خان جادو اُسکا حاکم تھا خداوند طلسم باغی ہو گیا مگر عنایت سے خدا کی اُس طلسم کو فتح کیا اسی طرح اس لوح کا بھی پتہ ملیگا پھر غنچۂ آرزو کھلیگا دیکھو تو کیا ہوتا ہی اقلام اژدر سوار دیکھ رہا ہی کہ شاہزادے کو بالکل انتشار نہین مگر ملکہ یہی کہہ رہی ہین اگر بادشاہ کو لوح پہونچ گئی فوراً ساحر روانہ کریگا یا تو سب اہالی طلسم بے دست و پا ہو رہے ہین یا شیر ہونگے بڑی مشکل ہوگی کنیز سحر کرنے کو موجود ہی جو جو حاکمان دربند ہین سب میرے دیکھے بھالے ہین مگر ہان جب باپ سے مقابلہ ہوگا مشکل پڑیگی وہ بڑا ساحر زبردست ہی شاہزادے نے اُسیوقت ہتھیار لگائے کہا لو ملکہ ہم تمھارے باپ ہی سے مقابلہ کرنے جاتے ہین اگر قتل ہو جائین تو فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار خدا نہ کرے کہ آپ کے دشمنون کا ملال دیکھون مین نے جبھی سے دامن دولت کو تھاما ہی یہی آرزو ہی کہ آپ بخیر و عافیت طلسم فتح کرکے تشریف لیجائین کنیز براے خدمتگاری ساتھ ہو اپنے دل کی کیفیت آپ سے کیا عرض کرون بقول شاعر نظم

رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو ۔ بدتر ہی عشق عیب سے جب آشکار ہو
حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو ۔ مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو
رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو ۔ خون شہید مہر و وفا سا نہ دار ہو
یا رب اسیر زلف دل داغدار ہو ۔ طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو
زاہد فریب نرگس جادو سے یار ہو ۔ بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو
کج رکھکے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پر ۔ گردن پر اُنکی خون ہمارا سوار ہو

مستِ شرابِ عشق کب آتے ہین ہوش مین | یہ نشہ وہ نہین ہو کہ جسکا خمار ہو
ای آفتابِ حسن یہ حسرت ہو بعدِ مرگ | ہر ذرہ میری خاک کا تجھپر نثار ہو
بلبل کو مول لیکے حوالے کرون چمن | کوچے مین یار کے جو مرا اختیار ہو
کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے | دیکھون کدھر سے تیرِ نگہ کا گذار ہو
چنگاریان جھڑین عوضِ قطرہ ہاے اشک | برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو
دھوکا جو تیرے آتشِ رخسار کا نہ کھائے | سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو
گلگشت کا خیال جو آجائے آپ کو | تم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو
لازم نہین ہو وصل کی شب مین نہین نہین | ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو
آتش ہو دل دو نیم سخن چین اگر سنے | اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

شاہزادے نے فرمایا ملکہ کیون اسقدر بیقرار ہوتی ہو ہم انشاء اللہ طلسم فتح کرکے پلٹینگے انشاء اللہ لوح لیکر آئینگے پروردگار سب سامان کردیگا شاہزادہ یہ جرأت فرما رہا ہو کہ ایک کنیز نے آکر عرض کی دربارِ باغ پر عیار آپ کا حاضر ہی نورالدہر نے فرمایا بلاؤ شبرنگ اندر آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کیون شہریار خیر تو ہو نورالدہر نے اشارے سے کہا لوحِ طلسمی ایک کنیز لیگئی شبرنگ نے لوح کمر سے لگائی گلے مین نورالدہر کے ڈالدی ملکہ نے کہا ای عیار طرار تمنے لوح کہان سے پائی کہا حضور نرگس کو قتل کیا لوح اُس سے لے لی اب تو خوشی ہونے لگی کہ خدا نے اپنا فضل شریک کیا اقلام کا اعتقاد اور زیادہ ہوا کہا ای شہریار آپ کی جرأت کے نثار بیشک آپ کا اعتقاد کامل ہی جو آپ فرماتے تھے وہی ہوا ملکہ نے بڑی خوشی کی اور بڑی دھوم سے روشنی وغیرہ کا سامان کیا ایک کنیز نے آکر عرض کی کہ صحرا سے گردِ عظیم اُڑ رہی ہو لشکر ساحرون کا آتا ہو آپ کی بغاوت کی خبر شاید حاکمِ صحراے لالہ زار کو پہونچ گئی داغدار جادو کہ جو منتظمِ صحراے لالہ زار ہو تیس ہزار ساحران غدار کی جمعیت سے مشہور ہو کہ آتا ہو نورالدہر نے اقلام اژدر سوار سے کہا لشکر تیار کرو ہمارا اور بھی لشکر آتا ہو باغ سے آگے بڑھکر مقابلہ ہو ملکہ نے کہا ای شہریار وہ ساحر غدار بڑا مکار ہو نورالدہر نے کہا سمجھا جائیگا شبرنگ نے کہا ای ملکۂ عالم آپ نہ گھبرائیے جلساز کا ہم انتظام کرلینگے اُسی وقت شاہزادۂ والا قدر لشکر کو لیکر باہر نکلے وہ تین ہزار جوان جنکو قید سے چھڑایا تھا وہ بھی آکر پہونچے لشکر کو آراستہ کیا بارگاہ استادہ ہوئی نورالدہر بیرون بارگاہ بیٹھے ہین کہ آمد لشکر ساحران شروع ہوئی داغدار جادو ایک اژدر پر سوار پشت پر تین لاکھ ساحران غدار بازو لیط و قرقرے پر سوار بڑے زور و شور سے آکر پہنچا

لشکر اُترا واغدار نے لشکر نورالدہر کو دیکھا نظرون مین حقیر معلوم ہوا کیا یہی طلسم کشا کا لشکر ہی صمصام نے بڑا انتظام
کیا حکم شہنشاہی صادر ہو چکا ہی کہ بی صمصام کو روانہ کرو کل ہم قید روانہ کر دینگے ساتھ والون نے کہا حضور طلسم کشا
کے پاس لوح ہی وہان کوئی کیونکر جائیگا ملکہ پر کیونکر قبضہ ہوگا واغدار نے کہا ہم تو لے آوینگے تم ان باتون مین
دخل نہ دو واغدار جاکر داخل بارگاہ ہوا بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی پہر دن رہے دیکھا کہ ملکہ صمصام جوہر دار طاؤس زرین بال
پر سوار ساتھ ہی نازنینان مہ جبین پشت پر نہایت چاک و مک سے آکر پہونچین داخل بارگاہ نورالدہر ہو گئین واغدار نے
دیکھا کیا ہرکارے مقرر کیے کہ خبر لاؤ صمصام کس بارگاہ مین رہینگی ہرکارون نے خبر دی کہ پہلوے بارگاہ طلسم کشا
مین جو بارگاہ زر نفتی استادہ ہے اُسمین صمصام تشریف رکھینگی لیکن طلایہ اُنھین کی صلاح سے مقرر ہوا ہی
سب حال دریافت کرکے پہر رات گئے واغدار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی نورالدہر کو خبر ہوئی
اُنھون نے بھی طبل جنگی بجوایا مگر واغدار سب خبرین دریافت کر چکا یہ بھی اسنے سُنا کہ ملکہ صمصام نے طلایہ مقرر کیا
خود بھی اعوجدار تک پہرا کین پہر رات گئے داخل بارگاہ ہوئین جب واغدار کو خبر پہونچی کہ ملکہ صمصام داخل خیمہ
ہوئین یہ بھیا غرق زمین ہو کر چلا بارگاہ مین صمصام کی پہونچا ایک گوشے مین نکلا دیکھا ملکہ صمصام چھپر دار
چھپر کھٹ پر آرام فرما رہی ہین چند کنیزین گرد حاضر ہین چند سو رہی ہین واغدار نے کھڑے ہو کر سحر کیا سب کنیزین گرگئین
واغدار آگے بڑھا اور ملکہ پر بھی سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہو گئین کمر مین بقچہ دیکر اسی طرح غرق زمین ہوا صبح ہو چکی
تھی کہ اپنے خیمے مین آکے پہونچا ملازمون سے اپنے پکار کے کہا جلد حاضر ہو ایک ساحر زبردست تجویز کیا جائے کہ ملکہ
کو قید لیکر بخدمت وقواق بن عرواق بن اشغاق پہونچا دے ساحر تجویز ہونے لگے دیوث جادو کہ سب
ساحرون مین زبردست ہی اسنے بڑھ کر عرض کی کہ یہ کام غلام کریگا مجھسے شہنشاہ فرماتے تھے کہ اے دیوث ہماری
دختر باغی ہو گئی ہی اُسے گرفتار کرکے لاؤ یہان تو یہ تدبیر ہو رہی ہی واغدار کہ رہا ہی جتنا لشکر جی چاہے لیجاؤ
دیوث نے کہا مجھے زیادہ لشکر کی کچھ ضرورت نہین ہی مین اکیلا کیسے تو قید لیجاؤن لیکن وہان شاہزادہ نورالدہر
جو بیدار ہوے بعد نماز صبح سلاح جسم پر آراستہ کیے فرمایا اے شبرنگ ابھی تک ملکہ نہین آئین شبرنگ کچھ جواب
دیا چاہتا تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی پہونچین عرض کی ملکہ کو کوئی چُرا کر لیگیا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے جو لشکر کفار مین
تھے وہ حاضر ہوے عرض کی اے شہریار ملکہ عالم کو واغدار چُرا کر لیگیا اب ارادہ ہی کہ قید روانہ کرے اقلام بھی
حاضر ہو عرض کی حضور ابھی تامل فرمائین غلام جاکر اپنی سعی کو رہا کرکے لاتا ہی نورالدہر نے فرمایا کہ اے برادر
مقام افسوس ہی کہ تم جاؤ اور ہم نہ جائین ہم بھی چلتے ہین یہ کہکر فوراً نورالدہر سوار ہوے طرف لشکر کفار کے چلے

پتے

افلام اژدر سوار بھی ساتھ ہی اب تو لشکر مین غل ہوا کہ شاہزادہ جاتا ہی ساتھ دینا چاہیے یہ عقب مین چلا یہان دیوث
چاہتا ہی کہ ملکہ کو اراپے پر سوار کرے کہ لشکر مین تہلکہ ہوا ہرکارون نے بڑھکر عرض کی ای شہریار غضب ہوا طلسم کشا لشکر
کو قتل کرتا ہوا آتا ہی یہ سنکر واغدار نے کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کو یہان تک لائے اسنے دیوث کا بھائی
کاؤس کھڑا ہو گیا کہا مین جاکر ابھی لاتا ہون چاہتا ہی کہ باہر نکلے دربارگاہ پہنچی ہنگامہ ہوا شیرون کے نعرے کی آواز آئی
نعرہ نورالدہر ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی ٭ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانده ٭ پناه
لشکر اسلام نورالدہر گرہ بیش ٭ عدو ور رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانده ٭ باہر سے جادوگر بھاگ کے
اندر آئے کہا ای شہریار طلسم کشا دربارگاہ تک لڑتا بھڑتا آگیا جادوگر بھاگ رہے ہین نہیب شمشیر شیر دلاور سے کانپ رہے
ہین کئی ہزار جادوگر مارے گئے نورالدہر نے ستون بارگاہ پر ہاتھ رکھکر یکبارگی بارگاہ لڑکھڑائی نورالدہر نے ستون
چھوڑ دیا بارگاہ گر پڑی کئی ہزار جادوگر دبے اسوقت عجب ہنگامہ ہوا کہ طلسم کشا کو غصہ آیا بارگاہ گرادی کچھ جادوگر دوڑے
کہ نورالدہر کو پکڑ لین نورالدہر شیر نر ہے ہین تمام ملکون مین پھرتے ہوے یہ کب دھوکا کھاتے ہین جب کسی نے
قصد کیا کہ مکر کرے نورالدہر تاک کر اسی کو مارتے ہین واغدار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نورالدہر کو گرفتار کرلون مگر بسبب لوح
کے قریب نہین پہونچتا شبرنگ بھی ایک سپاہی کی صورت بنا ہوا اسیر رہا ہی اسنے جو دیکھا کہ ملکہ کا ستارہ اب گوشے مین
رکھا ہی بیقرار ہو گیا ایک ساحر کی شکل بنکر قریب واغدار کے آیا کہا کیون ای شہنشاہ کوئی ایسی حرکت کرتا ہی ملکہ کو قتل
کر ڈالا ہوتا واغدار نے کہا تجھسے ہو سکتا ہی کہ جاکر سر کاٹ لے تیرا نام ہوگا شبرنگ چلا تلوار کھینچے ہوے ہٹو ہٹو کرتا ہوا
قریب ملکہ کے آیا سب جادوگر ہٹ گئے شبرنگ نے کہا شاہ نے حکم قتل دیا ہی برقع منھ سے اٹھایا ملکہ نے آنکھ مار کر کہا
تجھکو کچھ خوف نہ آیا اپنے بزرگون سے برگشتہ ہوئی یہ کہکر سر جھکایا کہا ای ملکہ عالم منم شبرنگ بن عمرو آپ ہی کیواسطے
آقا بھی آئے ہین شبرنگ نے ملکہ صمصام کی زبان سے سوزن کو نکال لی سوزن کا نکلنا تھا کہ ملکہ آن مین سب قید توڑ کر
گری اب جو تڑپ کے گرین کئی سو کے سر قلم کیے جھولی مین ہاتھ ڈالا ماش کے دانے لگائے مٹھے کا مٹھا پھینک مارا
کئی سو ساحر جلکر خاک ہوے برقین چمک چمک کر گرنے لگین نورالدہر نے سر اٹھاکر دیکھا ملکہ صمصام جوہردار نے
تلوارین برسائین خنجر گرائے دریائے آب نے جوش مارا ہزارہا آدمی ڈوب کر ٹھنڈے ہوے شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان دیکھ رہے ہین کہ ملکہ نے لشکر کو تہ و بالا کردیا جس غول پر گرین ہزارون کو قتل کیا عجب زور و شور سے
تحیر ہو رہا ہی کسی افسر کو للکارا اسکا سامنا کیا لگاد سحر آہنین ڈالدی پوچھا مزاج مبارک کیسا ہی اسنے ہاتھ باندھکر
عرض کی ای ملکہ عالم کیا گذارش کرین اصل کیفیت یہ ہی نظم

تار تار پیرہن میں بھر گئی ہے بوے دوست مثل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوے دوست
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر حسن مطلع ہے مسین مطلع ہے صاف ابروے دوست
ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت ہے دراز دوش سے نیچے نہین اُترے ابھی گیسوے دوست
دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روے دوست
واہ ری شانے کی قسمت اسکو یہ معلوم تھا پنجہ شل سے کھلینگے عقدہ ہاے موے دوست
داغ دل پر جو گذری تو غنیمت جانیے دشمن جان ہین جو آنکھین دیکھتی ہین سوے دوست
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم جب اُڑاتی ہے ہوا سے تند خاک کوے دوست
اس بلا سے جان ستاتش دیکھیے کیونکر بنے دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

ایسے اشعار پڑھکر وہ سردار ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے اشارہ کر دیا داغدار کا سر لاؤ وہ سردار سحر کرتا ہوا داغدار پر جا پڑا آخر داغدار کے ہاتھ سے مارا گیا اسطرح کئی سردارون کو مارا سیکڑون دیوانے ہو کر مر گئے کئی ساحر ہاتھون سے داغدار کے مارے گئے بعض نے تڑپ تڑپ کے جان دی بعض روتے پیٹتے طرف صحرا کے نکل گئے کسی چشمے یا چاہ مین ڈوب گئے اب جو داغدار نے بغور دیکھا کوئی افسر باقی نہ رہا ایک طرف سے صمصام نے دبا ڈالا ایک طرف سے نورالدہر نے روکا اب داغدار گھبرایا سبھون سے کہا کہ یارو مین نے بڑے بڑے ساحرون سے مقابلے کیے مگر ایسا مقابلہ کبھی نہین پڑا تھا جان بچنا دشوار ہے لوح طلسم کشا کے قبضے مین ہے اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اس قتال عالم نے قیامت برپا کر دی لاکھون جادوگر مارے گئے اب مین کیا کرون نہ پاے رفتن نہ جاے ماندن سب نے کہا حضور آپ نے تو خوب انتظام کیا تھا کہ صمصام بد انجام کو پکڑ لیا اسی کی وجہ سے تدبیر لوح کی بھی ہو جاتی یہ کہتا ہوا داغدار جاتا تھا کہ پہلو سے نورالدہر کی آواز آئی قصد ہوا بھاگ جاؤن غیرت نے دامن پکڑا کہ ساتھ والے ہنسینگے آوازے کسینگے یہ سوچ کر ٹھہر گیا نورالدہر پر سحر کیا تلوارین برسین خنجر گرے لیکن کسی نے تاثیر نہ کی غصہ جو آیا تلوار کھینچکر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے لگائے نورالدہر وار کو اسکے روک رہے ہین روکتے روکتے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا ہاتھ مارا اُسنے سپر کو اُٹھا دیا سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے سر پر گری یا تو قبضہ سپر پر جھکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا مگر داغدار سے ایک غبار بلند ہوا بیرون نے غل مچایا ہزار ہا تدبیرین کین کچھ نہ بن پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من داغدار جادو بود

جادوگرون نے جو یہ سنا بھاگنے لگے ہر طرف یہی غل تھا کہ یا سو نکل چلو بعض بھاگے بعض رومال سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہوئے تھوڑے عرصے مین لڑائی فتح ہوگئی مال و اسباب کافرون کا قبضے مین مسلمانون کے آیا بارگاہین اکھڑوائین جب بارگاہ مین آکر بیٹھے ملکہ صمصام نے عرض کی اب شہریار حاکم صحرائے لالہ زار مارا گیا اب آپ لوح ملاحظہ فرمائین جیسا حکم ہو وہ کیجیے اب دیر کرنا مناسب نہین شاہزادہ نورالدہر نے تیاری کا حکم دیا شبرنگ بھی تیار ہے کہ مین ساتھ جاؤنگا ملکہ بھی آمادہ ہین سب افسر مسلح کھڑے ہین کہ شاہزادہ چلے تو ہم بھی ساتھ دین نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا نوشتہ پایا کہ اے فتاح ابن طلسم وامی سیاراین عجائبات اگر خدا فضل کرے اور واغدار تمھارے ہاتھ سے مارا جائے جس مقام پر اسکی بارگاہ استاد تھی اُس مقام پر کھڑے ہو کر اسم حاشیہ لوح ورد زبان کرو طبقہ زمین شق ہوگا ایک اژدر مہیب قامہ آتشین منھ سے چھوڑتا ہوا ظاہر ہوگا کچھ خوف نہ کرنا اُسکے دہن مین سما جانا پڑ انجام ہو جائے گا غذاران مین پہونچوگے نورالدہر بالغ باغ ہوگئے یہی لکھا تھا وہ کسکی مجال ہے کہ تمھارا ساتھ دے تم صاحب لوح طلسم ہو نورالدہر نے لوح کو جیب مین ڈالا سب سے کہا آپ لوگ سب با اطمینان آرام کرین کوئی میرے ساتھ نہین جا سکتا ملکہ صمصام یہ حال سنکر گھبرائین کہا کنیز ضرور ساتھ چلیگی اُن ساحرون سے مقابلہ ہے کہ جو کُل علوم مین کامل جہاندیدہ کار آزمودہ ہین ہیچ نہین معلوم کیا کیا مکر کرینگے نورالدہر نے اسم پڑھا اژدر پیدا ہوا دہن اژدر مین داخل ہوئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی بلندی سے کودا ہون ادھر تو شاہزادہ گیا اُدھر ملکہ صمصام پر پرواز پیدا کر کے اُڑ گئین شبرنگ بن عمرو بھی ایک جانب روانہ ہو گیا کہ جا کر اپنے آقا سے ملون لشکر مین رہنے سے کیا فائدہ مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا ہر نخل پر ہزارہا طائران بے زبان بزبان حال تعریف مین ایزد منان کی معروف ہین منقارین کھولتے ہین پر تولتے ہین نورالدہر کو دیکھکر سب طائرون نے بر سر کوہ مجمع کیا ایک طائر خوش آواز بصد کرشمہ و ناز بول اُٹھا اے طلسم کشا بڑی تکلیف اُٹھائی یہانتک کیونکر پہونچے یہ عجب مقام ہے گلزار طلسم اس صحرا کا نام ہے

نظم

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

تیشے سے جب کریگی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دیگی نہ اے کوہکن درست

سجدے کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیالی میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

رکھتے ہین آپ پانون کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہیں — مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست
پرچھاویں انکا عاشق و معشوق پر پڑے — برسوں رہا معاملۂ روح و تن درست
غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے — ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست
مستون کے حلقے سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا — اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست
مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی — سچ ہو یہ بات کرتی ہو ورزش بدن درست
قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹیے گلا — آراستہ ہو گور ہماری کفن درست
وہ رشک باغ سیر کو آتا ہو باغ مین — کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست
پانی نہ نکلے جسمین سے ناقص ہو وہ کنوان — نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست
آتش وہی بہار کا عالم ہو باغ مین — تاحال ہو دماغ ہوا سے چمن درست

یہ آواز جو شاہزادے نے سنی صدا طائرون کی بہت پسند ہوئی کھڑے ہوے سن رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ صمصام طاؤس پر ظاہر ہوئین آواز دی ای شہریار اسقدر تساہل صدا مین ان طائرون کی نہ سنیے ہوش اڑینگے جلد لوح کو ملاحظہ کیجیے نور الدہر نے لوح کو دیکھا مرقوم تھا کہ یہ طائر کلان جو زمزمہ سرائی کر رہا ہو جسوقت یہ دہن کھولے حلق مین اسکے ایک تیر مارو اگر اور مقام پر پڑا اور تیر نے خطا کی لوح قبضے سے نکل جائیگی نور الدہر نے فورًا کمان کیانی دوش سے اتاری شست و مشت کو درست کر کے نشانے کو تاکا حلق مین طائر کے تیر مارا نور کر شیشہ کو بار گذر اسب طائر جلکر خاک ہوے آواز آئی ای صمصام کیون گھر کو برباد کرتی ہو صمصام تڑپ کر آسمان مین ڈوب گئی مگر نور الدہر کو سمجھا دیا کہ ملاحظۂ لوح سے غافل نہو جیے گا نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ سر کوہ جاکر آواز دو ای طلمنال جنی برادر کمیل جنی جلد آ کہ بھائی تمھارا مارا گیا اُسکے عوض کا کام کرو نور الدہر بر سر کوہ آئے آواز دی پہلوے کوہ سے ایک جوان قوی تن قوی مشت گرز ہاتھ مین لیے ہوے پیدا ہوا اس جلدی مین آیا کہ شاہزادہ سنبھلنے نہ پایا اُسنے گرز ملا شاہزادے نے گرز کو گرز پر روکا شاہزادے کے پاؤن زمین مین غرق ہو گئے وہ جوان غائب ہو گیا شاہزادے نے اپنے کو بمشقت تمام زمین سے نکالا کہ پھر وہی جوان اُسی زور و شور سے آیا اُبکی گرز مارا شاہزادہ گھٹنے تک زمین مین غرق ہوا خیال مین تھا کہ اگر اسنے ابکی ضرب لگائی تو مین پیوند زمین ہو جاؤنگا کہ پھر وہ جوان پیدا ہوا ابکی اسی زور و شور سے آتا ہو کہ تاب نہین ہوتا ابکی نور الدہر نے جان دینے کا ارادہ کیا جیسے اُسنے گرز مارا نور الدہر نے آڑے کھڑے ہو کر کلاۂ عمود پر ہاتھ ڈالدیا ایک جھٹکا مارا ہر چند کہ ہاتھون سے

خون ٹپکنے لگا مگر کلمۂ عمود کو ہاتھ سے نہ چھوڑا دو تین جھٹکے جب مارے گرز کو چھینکر پھینک دیا وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی
اُس جوان کو زیر کیا جب زیر کیا تو وہ قدمون پر گرا کہا حقیقت مین آپ طلسم کشا ہین جرأت و شوکت مین یکتا ہین فرزند
صاحبقران صاحب عظم و شان غلام کا خلخال جنی نام ہی اکیل جنی میرا بھائی مارا گیا غلام پر طلسم بندھا ہی جو ارشاد
ہو بجا لاؤن نورالدہر نے لوح کو دیکھا فرمایا ہمکو مقام پر وقواق بن اشفاق بن مرداق کے پہونچا دو خلخال جنی
نے عرض کی وہ فوج بہت رکھتا ہی وہان سے گذرنا دشوار ہی غلام کو یقین کامل ہوا کہ آپ طلسم کشا ہین لیکن یہ مقام بہت
سخت ہی خدا حضور کی آبرو رکھے نورالدہر نے کہا ہم کیا کرین یہی راستہ ہی ضرور اسی طرف سے جائینگے خلخال نے عرض کی
غلام چاہتا ہی کہ وہ لوگ مجھکو نہ دیکھین اگر آگاہ ہوگئے تو میرے بھی دشمن ہو جائینگے یہ کہکر تڑپا ایک طائر کی شکل بنکر تیار ہوا
نورالدہر پشت پر اُسکی سوار ہوے جب پہاڑ سے اترے تو خلخال جنی نے عرض کی کہ غلام مرکب بنتا ہی خوف سے دل
لگا گیا میری پشت پر سوار ہو جیے مین خاص شہر مین پہونچا دونگا اگر آپ نے اُسکو مارا بادشاہ طلسم کی کمر ٹوٹ جائیگی کیا
عجب ہی کہ بخوف مذہب آپ کا اختیار کرے مگر اس بیجا کی وجہ سے شاہ طلسم کو بڑی تقویت ہی یہ کہکر خلخال جنی مرکب
کی شکل بنکر تیار رہا شاہزادہ سوار ہوا گھوڑا ہوا سے باتین کرتا ہی طرارے بھرتا ہوا چلا کنوان گڑھا کھائین خندق سب
سامنے اُسکے برابر ہی پہاڑ کو فرا کے نکل جاتا ہی مگر یہ شہسوار بھی نہایت عمدہ سوار ہونے والے ہین جمی ہوئی مرکب
اڑاتے ہوے جاتے ہین منھ پھیر پھیر کر مرکب زبان جنی مین باتین کرتا جاتا ہی لیکن وقواق بن اشفاق بن مرداق
داغدار کو بھیجکر مطمئن بیٹھا ہی وزرا امرا جمع ہین کہتا ہی کہ داغدار بڑے بڑے کار نمایان کریگا مگر صمصام کو کیا ہوا کہ
تیر یک مسلمانان ہوئی مقام افسوس ہی اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا وہ تو ابتک رو کے روئی مانگتی تھی مین کیونکر کہون کہ ایسا
امر ہوا دشمنون نے یہ خبر مشہور کی ہی وہ بھی ڈر کے سبب سے نہین آئی داغدار کے آنے پر سب حال کھل جائیگا یہ ذکر تھا
کہ ایک ساحر آکے پہونچا روتا ہوا گریبان چاک منھ پر خاک آتے ہی عرض کی غلام نے فکر کر لی تھی پرواز جادو
مارا گیا اگر تھوڑی دیر طلسم کشا لوح کو نہ دیکھتا تو مین گرفتار کر لیتا آسمان سے برق چمکی آواز آئی اے طلسم کشا ہوشیار ہو جا
بس غضب ہوگیا پرواز کو تیر مارا غلام بھاگ آیا اب طلسم کشا آتا ہی قریب شہر پہونچ چکا غلام فکر معقول کریگا اگر حضور
آمادہ ہو جائین کسی طور لوح لے بیجائے پھر طلسم کشا کو گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی مگر صف شکن تیغ زن صاحب جاہ و
جلال حسن مین رشک ماہ کمال کسی مقام پر طلسم کشا نے کمی نہین کی ہر فن مین طاق جرأت مین شہرۂ آفاق وقواق نے
حکم دیا لشکر تیار ہو قلعے کا پھاٹک بند ہوا انتظام ہونے لگا خود وقواق قلعے پر آکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہی کہ دوسرے ہرکارے
پہونچے اُنھون نے آکر خبر دی کہ داغدار جادو مارا گیا اب طلسم کشا کو کوئی روکنے والا نہین وقواق نے کہا ہم سمجھ لینگے

یہ کہکر اُٹھا کہ یار و طلسم کشا آ پہونچا یہ کہکر بالاے قلعہ آیا آکر ٹہلنے لگا کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان
جلالت شاہزادہ نور الدہر والا قدر آسمان خوبی کے بدر پشت مرکب پر سوار یکہ و تنہا اسطرف آتے ہین وقواق نے کہا
آنے دو زندہ بچکر کہان جا سکتا ہی بوچھار تیرونکی گرداب جانے نہ پائے یار و تم لاکھون ہو وہ یکہ و تنہا اسطرف آنا
انھین کا کام ہی جب تو تمام عالم مین نام ہی وقواق نے ایک چیخ ماری اور آواز دی توپین پڑین گولہ اندازون نے
توپون کو جھکایا نہین معلوم کان مین اُنکے کیا پھوکا توپین کڑکین گرجین آگ اُگلنے لگین مگر شاہزادہ گرز گران سنگ ہاتھ
مین لیے ہوے گولون کو روکتا ہوا آتا ہی جب گولہ داہنے پر گیا تعرض نہ کیا بائین پر بھی جانے دیا جب گولہ سامنے آیا گرز کا
طمانچہ مارا گولہ اُدھر اُلٹا پلٹ گیا اسطرح گولے طی کرتے ہوے برابر خندق کے پہونچے خندق مین بھی آگ روشن ہی گھوڑا خود
قصد کرتا ہی کہ برسر قلعہ پہونچون اشارے پر کام کرتا ہی جب نور الدہر برابر خندق کے پہونچے پکار کر آواز دی او مکار
غدار ایسے فریبون سے کیا ہوتا ہی مین آیا پھاٹک کھولدے ورنہ گرز سے پھاٹک کو توڑکر آؤنگا وقواق نے کہا او طلسم کشا
یہ کیا خیال خام تصور ناتمام ہی پلٹ جا یہ وہ مقام نہین ہی کہ یہان آسکے بادشاہ طلسم نے بھی کبھی خلاف مرضی ہماری
ان راستون کو طی نہین کیا نور الدہر نے جواب دیا او بیحیا دیکھ ہم آتے ہین وقواق ماتا مستولا وغیرہ پھینک رہا ہی نور الدہر
سپر پر سب روک رہے ہین برابر خندق کے جو لوح کو چمکایا با نور نگاہ خلیل الرحمن ہین اسم حاشیۂ لوح پڑھکر جو دم کیا
خندق کی آتش سرد ہوئی اور غلغال جنی مرکب بنا ہوا زیر ران ہی اب جو ایڑ کرتے ہین گھوڑا طرارہ بھرکے خندق کے اُسپار
پہونچا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پھاٹک پر مارا پھاٹک اُڑا اُڑا کے گرا نور الدہر اندر پہونچے دیکھا کئی لاکھ
ساحر جمع ہین وقواق نے آواز دی یار و طلسم کشا کا داخلہ ہوا چہار جانب سے بلوہ کرکے گرفتار کرلو تین لاکھ ساحرون نے
حربہ ہاے سحر پھینکے عجب ہنگامۂ عظیم برپا ہوا آگ مین تلوارون مین خنجرون مین نور الدہر چھپ گئے غلغال جنی نے کہا
لوح چمکائیے اسماے الہی ورد زبان رہین لوح ملاحظہ ہوتی رہے نور الدہر نے لوح کو دیکھا اسماے حاشیۂ لوح پڑھے
لوح کو گردش دی آگ بجھگئی تلوار و خنجر ٹوٹے کئی ہزار ساحر مرکر گرے صدا مرنے کی ساحرون کے بلند ہوئی وقواق
نے پکار کر کہا یارو سحر نہ کرو بجرأت طلسم کشا کو گرفتار کرلو چہار جانب سے بلوہ کرکے پکڑلو نیزے اور تلوار لیکر ساحر چلے
اسقدر حربے پڑے کہ ہرچند نور الدہر ستمانہ جنگ کر رہے ہین مگر پشت و پہلو پر زخم آئے جنگ ایک طور سے ہو رہی ہی
سب طرف سے راستے ساحرون نے بند کیے ہین دروازے کی جانب مقام خالی کردیا مطلب یہ ہی کہ طلسم کشا نکل جائے
قلعے مین نہ رہے نور الدہر کو لوح خبر دیچکی ہی کہ جسطرح بنے وقواق کو قتل کرو ہر مرتبہ اسیکی جانب جاتے ہین وقواق
دور سے سحر کر رہا ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی تلوارین چل رہی ہین نور الدہر لڑتے بھڑتے غول تک پہونچے سب ساحرون

کے

ہ ڈیکا کر لیا ہی تلوارین مار رہے ہین ہزار ہاتھ ایک مرتبہ چلتا ہی ایک ساحر نے دوڑکر گرز مارا نور الدہر کے شانے پر
پڑا شاہزادہ غصے مین گھوڑے پر سے کودا بیدل شاہزادہ لڑنے لگا جس ساحر نے گرز مارا تھا بڑھکر اُسکو قتل کیا چاہا
سبھون نے مرکب کو پکڑ لیا مرکب زمین مین غائب ہو گیا ایک غل ہوا کہ یارو گھوڑا طلسم کشا کا غائب ہو گیا لیکن مخصم دو
لئے کہ دس ہزار سوارون کا افسر ہی سب سے اشارہ کیا کمندین رسیان زنجیرین پڑنے لگین نور الدہر کس کس کو کاٹین برکت
سے لوح کی بچتے تھے وقواق نے سحر کر کے اپنی صورت شیر ناگ بن عمرو کی بنائی پہلو سے روتا ہوا سامنے آیا کہا ای شہریار
میرے کلیجے مین درد ہی ساحرون نے سحر کامل کر دیا ہی ذرا لوح طلسمی مجھے دیجیے اُس پریشانی مین نور الدہر نے لوح
دیدی لوح کا قبضے سے نکلنا تھا کہ ساحرون نے گرفتار کر لیا وقواق کہتا ہی جلدی قید روانہ کرو کشتے اُٹھوا ڈالا شے
ہٹاؤ بلا سے اتنے ساحر مارے گئے طلسم کشا کو تو گرفتار کر لیا کیون یارو تمنے دیکھا مین نے کیا تدبیر کی سب ساحر تعریفین
کر رہے ہین کہ سلطنت کاؤس اور رنگ نشین آپ کے دم سے قائم رہی ورنہ طلسم کشا کے ہاتھ سے کوئی نہ بچتا اب چلکر
لشکر کو بھی گرفتار کرینگے تین ہزار قیدیان بلا بھی ساتھ ہین اُن سب کا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی جلد عرضی تحریر کرو مضمون یہ ہو
کہ ای شہنشاہ طلسم کاؤ سیہ غلام نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح بھی لے لی لوح اور طلسم کشا کو آپ کے پاس بھیجتے ہین قتل کا
آپ کو اختیار ہی اُسی وقت عرضی تیار ہوئی مستین جادو کو حکم ہوا کہ قید طلسم کشا و لوح لیکر جاؤ اب دربار مین سب ساحر
جمع ہین یقین ہی کہ مستین روانہ ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک نامہ دار فرستادہ شہنشاہ طلسم حاضر ہی وقواق
نے خوش ہو کر کہا بلا لو چوبدار نے جا کر کہا جائیے ایک ساحر قوی تن قوی من سامنے آیا نامہ ہاتھ مین وقواق کے دیا
وقواق نے دیکھا سر نامے پر مہر شاہ طلسم کی ہی کھول کر پڑھا اُسمین لکھا تھا ای وقواق بن اشفاق بن مرداق کیا کمال
کیا طلسم کشا کو پکڑا لوح بھی لے لی تمکو ہمنے نائب اپنا قرار دیا اب تمھین طلسم کا اختیار ہی لیکن قید طلسم کشا و لوح طلسمی ہمراہ
جبار جادو روانہ کرو یہ جبار ہمیشہ ہمیشہ تمھارے یہین رہتا ہی مناسب ہی کہ اسکو اپنا افسر جانو ہمیشہ خدمت مین سامری کی
جمشید کی جاتا ہی ساحرن کے بھی پیغام لاتا ہی یہ وہ جبار ہی کہ جسکو ساحرن پر اختیار ہی ایک دن ساحران پر رے سے
نکلین جبار کھڑا تھا ساحرن سے اشارے ہونے لگے سامری نے جو دیکھا برہم ہوے یہ کہدیا کہ اب زمین پر رہنا
آسمان پر نہ آنا جب سے زمین پر آیا صرف مصارف اسکو طلسم سے ملتا ہی یہ پڑھکر وقواق بہت ہنسا کہا کیون ای جبار تم ایسے
جوان ایسے ایسے کام کرتے ہین محبت پر قدرت کی مرتے ہین یہ کہکر قید نور الدہر حوالے کی جبار نے مژدہ دیکر مشکین باندھین
کہا لوح کسی اور کے ہاتھ بھیج دیجیے گا وقواق نے کہا لوح بھی تمھین کو لیجانا ہوگی تم ایسا معتبر کہان ملیگا یہ کہکر لوح طلسمی
بھی دیدی جبار نے بکراہت تمام لوح لی لوح لیکر باہر نکلا ہیجے ساحرون کا بلوہ ہی کہ جبار طلسم کشا کو سے لیے جاتا ہی لوح تو

بادشاہ کو دیگا طلسم کشا کو چیر پھاڑ کے کھا جائیگا اسکا بھی پیٹ بھرے ہمارا بھی مطلب ہو جبار جب ڈیوڑھی مین آیا سب کو ہٹا دیا
کہا یار دور ہٹ جاؤ سب ہٹے جبار نے لوح طلسمی گلے مین نور الدہر کے ڈالدی جھک کر سلام بھی کیا اور کہا غلام کو حضور نے
پہچانا منم خلخال جنی آپ نے بڑی غفلت کی اگر لوح دم بدم دیکھتے تو یہ آفت نہ برپا ہوتی نور الدہر نے خلخال کا بڑا احسان
مانا قید کو توڑ کر پھینک دیا خلخال نے ایک تلوار بھی ہاتھ مین دی کہا بسم اللہ بارگاہ مین چلیے میان وقواق بہت خوشی خوشی
بیٹھے ہین اپنے ساتھ والون سے کہ رہے ہین کہ ہماری لیاقت دیکھی اب بادشاہ طلسم ہمسے دیگا کل طلسم پر ہمارا اختیار ہوگا
جسکو چاہین موقوف کرین جسکو چاہین بحال کرین سب کہ رہے ہین بہت بجا ہے آپ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے یہ ذکر تھا کہ زمین
تھرائی نعرۂ شیر کی آواز آئی

نعرۂ نور الدہر تصنیف مصنف

بہ پیشم نگون شد سر کافران | منم حامل رایت سروری | منم سہر کین لشکر کافران
منم فخر برزو و سہراب و گیو | زقہرم فتد بر زمین نرہ دیو | بہ فوج عدو میزنم ابتری
جدا کردم از باغ این خار را | منم قاتل کافران جہان | شکستم طلسم گہربار را
منم ابن فرزند صاحبقران

وقواق نعرۂ نور الدہر سنکر گھبرا گیا بعض ساحرون کو غش آگیا حیران تھا کہ کیا غضب ہوا کیونکر رہا ہوا پہلو مین نور الدہر
کے خلخال جنی تلوار کھینچے ہوئے نعرے کر رہا ہے کہتا ہے کیون بے وقواق تو نے مجھے قید کیا تھا مین نے کیسا چونا لگا
جبار رہنما آیا کیسا قہر دکھایا وقواق نے کہا یارو اسے مار لو اسنے بڑا غضب کیا طلسم کشا کو رہا کر لیا چہار طرف سے جادوگر
چلے سحر تو کر نسکے خوف تھا کہ لوح طلسم کشا کے پاس ہے نیزے تلوارین لیکر چلے نور الدہر بن بدیع الزمان شمشیر بکف جسکو ہاتھ
تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے خلخال جنی یون لڑ رہا ہے کہ ہاتھ تلوار کا مارا جادوگر قتل ہوا آپ غرق زمین ہو گیا ساحر
حیران ہوتے ہین کہ خلخال جنی کہان غائب ہو گیا دور جا کر ظاہر ہوا جھکر ہاتھ مارا دو چار کے پاؤن قلم کیے دس بیس
جادوگر جو مارے گئے وقواق گھبرایا چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن نور الدہر برابر پہونچ گئے تھے آخر اسنے ناچار ہو کر
ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دوسرے ہاتھ نکال کر سر کو بتا کے کمر پر ہاتھ مارا وقواق کے
دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من وقواق بن
اشفاق بن عمرواق بود صدہا مکان گرے باغات اسکے سحر کے چلے قید خانہ بھی میان تھا کئی ہزار جوانون کو رہا کیا
وہ سب دائرہ اسلام مین آئے فوج نور الدہر بھی آکے اُس مقام پر جمع ہوئی مال بھی اس قلعے مین بہت نکلا مال
صحن قلعہ مین جمع ہے نور الدہر شمار کر رہے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی فضا سے کار نقابدار زرین پوش
بصد جوش و خروش تخت زرجدی پر سوار فوج دیوان پشت پر عیار طرار نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے پشت پر کھڑا

گلس برانی کر رہا ہی کہ عیار کی نگاہ پڑی کہ صحن قلعہ مین بہت سا مال جمع ہی اور نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاید اس قلعے کو فتح کیا ہی یہ سنکر نقابدار نے کہا آج کل فوج کی تنخواہ بہی چڑھی ہی ہان یارو مال اٹھالو دیوزاد تڑپ کر گرا ستّرہ لاکھ نعرہ ہاے دیو کا گرنا ایک ایک شتر اٹھالی اور لیکر بلند ہوے نورالدہر تلوار کھینچکر دوڑے کہا ای دیوان بیحیا یہ کیا بے ادبی کرتے ہو کہ نقابدار زرین پوش نے آسمان سے نعرہ کیا او جوان بس اپنے مقام پر کھڑا رہ ایسے ایسے مال غازیون کے واسطے ہین ہماری فوج کی تنخواہ چڑھی ہی ہمین خواہش ہی اپنے دادا جان سے کہدینا کہ بانہ ہا صاحبقرانی حوالے کر دین ورنہ سر میدان مقابلہ کرونگا اب تامل نہو گا ین بزرگان دین سے دریافت کر چکا نورالدہر گگے نقابدار زرین پوش کے بیان سے شوکت و جلالت آشکار ہی باز سفید سر انور پر سایہ فگن سرداران تہمتن جوانان صف شکن ہمراہ اس فصاحت و بلاغت سے فرمایا کہ نورالدہر ولیسا جوان شیر دل رستم زمان صاحب شوکت و شان نبیرۂ صاحبقران کچھ جواب نہ دلیسکا نقابدار نے سب مال لیا تختون پر لدوا کر نوبت نقارے بجاتا ہوا نکلگیا اب نورالدہر نے کچھ لوٹے اور جو باقی تھے انکو کھلوایا خزانہ دار کی معرفت جو مال ملا اسکو اپنے قبضے مین کیا تین لاکھ فوج سب ساحر و غیر ساحر جمع ہوے انکو ساتھ لیکر نورالدہر نے کوچ کیا طرف قلعہ کاؤسیہ کے روانہ ہوے خلخال جنی بعہدۂ مصاحبت ساتھ ہی تیسری منزل ہی نورالدہر کو سامنے سے ایک قلعہ معلوم ہوا اس قلعے کو دیکھکر خلخال جنی رونے لگا نورالدہر نے فرمایا کیون خیر تو ہی خلخال جنی نے کہا کیا عرض کرون جو کچھ کیفیت ہی زندگی دشوار عشق سر پر سوار کسکے سامنے اپنا حال بیان کرون راتین ہجر کی سختی سے کٹتی ہین بقول شاعر

نظم

حال بیتابی دل پردہ نظر کرتا نہین — ہجر مین کس شب تڑپ کر مین بسر کرتا نہین
دیر پہچانے مین خط کے نامہ بر کرتا نہین — یہ کبوتر وہ ہی اڑنے مین کمر کرتا نہین
ہجر گل مین حال کب نوع دگر کرتا نہین — چاک دامن صورت جیب سحر کرتا نہین
پیٹتے روتے ہین کیون میرے جنازے پر عزیز — کون ہی جو دار دنیا سے سفر کرتا نہین
گل پہ بلبل شیفتہ ہی سرو پر قمری فدا — عشق بہی کس کس جگہ اپنا گذر کرتا نہین
درد دل بیچین رکھتا ہی سحر تک شام سے — کونسی شب ہی جو آہین رات بھر کرتا نہین
حسن ہی مشہور عالم مین حسینون کا عبث — صورت آئینہ کوئی دل مین گھر کرتا نہین
ای مسیحا پہنک رہا ہی آتش فرقت سے دل — کچھ دوا سے سوزش داغ جگر کرتا نہین
پھنسے دام مصیبت مین کہان بستے ہین یار — قفس مین بھی بسمل بے بال و پر کرتا نہین

آج کل نشو و نما پر ہی گل داغ فراق ۔۔۔ اُس چمن کی سیر وہ رشک قمر کرتا نہین
آگیا تمپر جو میرا دل تعجب کیون ہوا ۔۔۔ کیا کوئی الفت کسی سے ای قمر کرتا نہین
ایک بھی سنتا نہین عاشق کی اللہ رے غرور ۔۔۔ شنتین مین شام سے کب تا سحر کرتا نہین
بت تو کیا ہین منعم و دولت سے ملتا ہی خدا ۔۔۔ یہ غلط سمجھے ہو ہر جا کام زر کرتا نہین
کیا ہوا وحشت مین مین نے چھو لیا گر زلف کو ۔۔۔ بیخودی مین سانپ کا انسان ڈر کرتا نہین

نور الدہر نے کہا ای برادر صاف صاف کہو ابھی میرے ذہن مین نہین آیا خلطخال رونے لگا کہا ای شہریار کیا بیان کرون جب مین پردۂ قاف مین تھا ملکہ دُردانہ گوہر پوش پریزاد بادشاہزادی پردۂ چہارم قاف کہ اُسکی محبت مین سالہا سال دیوانہ رہا بعد عرصۂ دراز اُسکو میرے حال پر رحم آیا ملاقات ہونے لگی درانداز ون نے اُسکے باپ غفور جنی کو خبر کی اُنھون نے جنات مقرر کیے کہ جہان کہین ایک ساتھ ان دونون کو دیکھو گرفتار کرکے لاؤ برسون ہم وہ دونون چھپتے پھرے یہ بھی خبر غفور نے سنی اپنے وزیر ملیوش جنی کو واسطے میری گرفتاری کے مقرر کیا کوہ بلور پر میرے اُسکے ملاقات ہوئی رو رو کے مجھسے اُسنے کہا کہ جسطرح بنے پردۂ قاف سے نکل جاؤ ای شہریار اُسی روز ہمراہ دُردانہ پری پردۂ قاف سے نکلے یہان کے صحرا مین آکے پہونچے جادوگرون نے آکے گھیرا سواری بادشاہ کی آگئی اُسنے ساحرون سے کہکر مجھے گرفتار کرا لیا شاہور جادو اُسکا وزیر ساتھ تھا اُسکے سپرد کیا اور یہ بھی کہدیا کہ پریزاد کو ہمارے واسطے راضی کرو شاہور ملعون نے مجھپر طلسم باندھدیا کہ بندگان خدا کو بھٹکایا کرون اور بادشاہ سے باغی ہوکر اس قلعے مین آکے رہا ہم کبھی اسطرف آنے بھی نہ پاتے تھے اسوقت جو اس قلعے کو دیکھا دل قابو مین نہ رہا اب حضور جب سے آپ تشریف لائے اور لوح طلسمی دستیاب ہوئی سب کو اپنی اپنی جان کی پڑی ہی یقین کامل ہی کہ اب زندہ نہ چھینگے شاہور نے بادشاہ سے میل لیا اور کہا مین جاکر طلسم کشا کو قتل کرون وہ آپکے مقابلے مین گیا آپکے ہاتھ سے مارا گیا بیٹا اُسکا منظور مردار خوار اب دُردانہ پر عاشق ہی قلعے کو قبضے مین کیا اس غلام کو یاد آگیا کہ اُس محبوب جانی یار جادو دانی پر کیا گذرتی ہوگی نور الدہر نے فرمایا کہ ای برادر اگر تمام عمر یہین صرف ہوجائے تو بدون لیے دُردانہ گوہر پوش کے یہان سے قدم آگے نہ بڑھینگے مقدمۃ الجیش کے نام حکم ہوا اسی جانب لشکر پھیرو اُسی جانب لشکر چلا لشکر جو فرد کش ہوا نقاسے وغیرہ جو بھیجے منظور مردار خوار بارگاہ مین بیٹھا تھا گھبرا کے کہا دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہی چند پاسی سامنے حاضر تھے اُنسے حکم ہوا کہ دریافت تو کرو یہ معرکہ کیا ہی کسکا لشکر آیا ہی پاسی گئے دم بھر مین پلٹ کر آئے عرض کی حضور طلسم کشا ثانی یان فتح کرتا ہوا آتا ہی وقواق بن اشفاق بن مرواق کو مارا

قیدیون کو چھڑالیا خلخال جنی اُنکے ساتھ ہو ادھر سے جاتے تھے قلعے کو دیکھکر خلخال نے تمام کیفیت بیان کی طلسم کشا
کو رفیق پروری کا بڑا خیال ہی فوراً الٹ پڑے خواہش رکھتے ہین کہ ملکہ دُردانہ کو آپ سے لین ورنہ طلسم کشا صاحب تیغ ہی
بلند کریگا خود جری و بہادر ہی وقواق ایسے کا جب قلعہ لیلیا اور گھسکر اُسکو مارا تو اس قلعے کی کیا حقیقت ہی یہ سنکر
منظور مردار خوار نے کہا مین سمجھ لونگا رفیقون کو بلاکر کہا فوج کتنی تیار ہی عرض کی موافق اس قلعے کے دو دو ہزار آدمی
ملازم ہین منظور نے کہا مین ایسی تدبیر کرونگا اسقدر فوجین یہان آئین کہ گاوزمین بار نہ اُٹھا سکے ایک عرضی بادشاہ
کو لکھو مضمون یہ ہو کہ طلسم کشا با فوج قاہرہ آپ کی جانب آتا تھا مین نے اس قلعے پر روکا ہی اگر مدد سرکار سے ملے تو
مین طلسم کشا کو گرفتار کرکے روانہ کرون باپ نمکحرام تھا مین نے دُردانہ کو آپ کے واسطے راضی کیا ہی لیکن طلسم کشا
سے مہلت پاؤن تو خدمت مین لیکر حاضر ہون خاص آپ کے واسطے راضی کرچکا لیکر آنے کو تھا کہ طلسم کشا آگیا اس مضمون
مذکور کی عرضی روانہ کی کاؤس سنکر بہت گھبرایا فوراً پکار کر آواز دی یارو تمنے سنا طلسم کشا آپہونچا وقواق ایسا
جانباز مارا گیا منظور مردار خوار کہ خیرخواہ ما بدولت ہی اُسنے چھوٹے سے قلعے پر روکا ہی کوئی ایسا ہی کہ جاکر اُسکی مدد
کرے اتفاق سے سہاگی اُسکی ملکہ فیروزہ گوہر پوش بیٹھی ہی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی کہا لونڈی جائیگی طلسم کشا کو
گرفتار کرکے لائیگی بادشاہ نے دو لاکھ فوج ساتھ کی کہا ای فرزند ایک خیال رکھنا پسران حمزہ بہت خوبصورت ہین
صاحبزادی نکل جاچکین ایسا نہو تمھین بھی یہی خیال ہو تو بڑی مشکل پڑے فیروزہ نے کہا بی صمصام کو ہمیشہ سے
گانے بجانے کا شوق تھا مجھے حصول علم کا خیال رہا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان قلعے
سے منظور مردار خوار دو تین ہزار جوانون کو لیکر باہر نکلا ہی لشکر طلسم کشا دیکھ دیکھ کر گھبرا رہا ہی اتفاق سے جب قلعہ
وقواق فتح ہوا ملکہ صمصام جوہر دار اس فکر مین چلی تھین کہ اپنے کرتا یا طلسم کشا پہونچاؤن نورالدہر نے یہان قلعہ
فتح کیا ہی ابھی عرض کرچکا ہون ملکہ صمصام جو پھرتی پھراتی اسطرف آئین قلعے کو اسلام آباد دیکھا اور خبر پائی کہ طلسم کشا فتح کرکے
گئے اب بادشاہ سے مقابلہ ہی اسوقت آکر پہونچین دیکھا نورالدہر کا لشکر اُترا ہوا ہی طاؤس سے اُترین نورالدہر سے
ملاقات ہوئی مبارکباد دی کہ حضور نے بڑے مقام کو فتح کیا کنیز کو امید نہ تھی بیرون بارگاہ کرسیان بچھین ایک کرسی پر
نورالدہر آکر بیٹھے ایک کرسی پر ملکہ صمصام جلوہ فرما ہین جملہ سردار گرد بیٹھے ہین کہ لکہ ابر آسمان پر اُٹھا ملکہ صمصام
نے جو لکہ ابر کو دیکھا کہا ای شہریار طرف سے شاہ طلسم کے کوئی مددگار آتا ہی ہر چند کہ منظور مردار خوار مخصوص
درگاہ شہنشاہی تھا مگر اب اسنے میل کیا ملکہ دُردانہ گوہر پوش پر زیادہ منظور نظر شہنشاہی یہان قید ہی نہین معلوم کہ
کیا گذری کہ وہ ابر آکر اُترا ملکہ فیروزہ گوہر پوش مع اس ابر سے ظاہر ہوئین پانچ چار کنیزین گرد دو لاکھ ساحرون کا لشکر

علماے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے آٹھاے بارگاہون کے اژدران آتش فشان پر لدے ہوے کہ کنیزون نے ملکہ فیروزہ سے عرض کی ملکہ صمصام کیا خوشی خوشی پہلوے طلسم کشا میں بیٹھی ہین طلسم کشا بھی جلوہ فرما ہی ملبٹ کر فیروزہ نے دیکھا ملکہ صمصام جوہر دار لباس فاخرہ پہنے ہوے دریاے جواہر مین غوطہ زن کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین ایک کرسی پر آفتاب عالمتاب بسطوت وشوکت ماہ چرخ جلالت ولیاقت صاحب شوکت وشان نورالدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ تابان گرد سی دار مانند ثوابت وسیارگان خود زرین سر پر ندہ جواہر نگار زیب جسم انور سپر وشمشیر پہلو مین کمان کیانی دوش پر ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر لٹک رہا ہی تیر دلدوز اُس ترکش مین کہ سینۂ دشمن کو فگار کرین یہ جاہ وحشم جو نورالدہر کا بہ نگاہ غور دیکھا ماشاءاللہ حسن وعشق نے پیش قدمی کی آنکھون کے آگے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا ہر چند ضبط کیا مگر نہو سکا تھرا کر زمین پر گرین بیہوش ہو گئین کنیزین دوڑین سر اُٹھا کے اپنے زانو پر رکھا گرد وغبار پاک کیا گلاب کیوڑہ بید مشک روے زیبا پر چھڑکا بمشکل تمام ہوش آیا رنگ رو متغیر حیران وپریشان چہرہ اُداس عالم یاس کنیزون نے دست بستہ عرض کی داری یہ کیا حال ہی فورًا رنگ رو متغیر ہو گیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا کہون کیونکر خاموش رہون

نظم

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل
نیند آنے کا ہوا اُسکو بہانہ شب وصل

نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری
خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل

حسرت جلوۂ دیدار رہت ہی مجھکو
چاہیے میرے لیے آئنہ خانہ شب وصل

صبح ہوتے ہوے اُس بت نے قدم رنجہ کیا
نہ رہا شکر وشکایت کا زمانہ شب وصل

مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح
درد سر کا جو کیا اُسنے بہانہ شب وصل

مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب
شور کرتا ہی جو پازیب کا دانہ شب وصل

یار کیا مجھکو ملا دولت پائندہ ملی
ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل

چاندنی آئنے مین مین نے اُسے دکھلائی
سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل

خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہی
آجکل تیر دعا کی ہی نشانہ شب وصل

دونون مہمان دم چند ہین رکھیون پہلے
جان جاتی ہی کہ ہوتی ہی روانہ شب وصل

آتش اس گل کو ہی لیجا کے چمن مین رکھتا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

کنیزین گھبرا گئین کہا حضور لیکا یک اسقدر متغیر ہو نا کیا باعث ہی لونڈیان نہین سمجھین کہ حضور نے کیا فرمایا ملکہ صیب ہو رہین

بنا

خوف ہوا ایسا نہو کہ راز عشق ظاہر ہو شاہ کے سامنے ذکر آچکا ہی بادشاہ نے فرمایا تھا کہ مثل صمصام نہ کھنچنا وہی جو ظاہر ہوا خاموش ہو رہیں کسی کو کچھ جواب نہ دیا اُٹھکر اپنی بارگاہ میں آئیں لیکن بڑا سوچ ہی کہ کیا انجام ہوگا دیکھوں فلک کیا دکھائے لیکن منظور مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا نورالدہر کو خبر ہوئی ملکہ صمصام نے فرمایا اے شہریار حضور اس مقام کو فتح کرکے آئے کہ جہان کوئی قدم نہ رکھ سکتا تھا خود بادشاہ طلسم کو ناز تھا کہ اگر قلعۂ وقواق پر کوئی لشکر کشی کریگا اور لشکر حریف مثل فوج دارا و اسکندر رہے تو سالہا سال لڑائی پڑے وہ قلعہ ایک دن میں فتح ہوا اس قلعے کی کیا حقیقت ہی بی فیروزہ صاحب تشریف لائی ہیں اُنسے بھی مقابلہ پڑیگا آپ دخل نہ دیں میں فتح کرلونگی نورالدہر نے طبل جنگی بجوایا کہا ملکۂ عالم ہمارے یہان عورتوں پر جہاد ساقط ہی آپ اپنی بارگاہ میں آرام کریں ہم سمجھ لینگے دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں مگر فیروزہ تڑپتے تڑپتے رات کو اپنے مقام سے اُٹھی خیال محال دل میں بھرا ہوا جی میں کہتی ہی کہ اے فیروزہ کیا تدبیر کروں اگر صبح کو میں نے مقابلہ کیا اور طلسم کشا کو کوئی آزار پہونچا تو بھی باعث خرابی ہی اور اگر یہ خبر بادشاہ کو پہونچیگی کہ فیروزہ نے جاکر کیا کیا حال عشق کھلا تو بری بات ہی ماموں جان فرمائینگے کہ جو ہمنے کہا تھا وہی ہوا مگر صمصام کیا صاحب نصیب ہی اپنے معشوق کے قریب ہی میرے مقدمے میں ضرور دست انداز ہوگی فتور ڈالیگی یہ سوچکر لشکر میں نورالدہر کے آئی دیکھا لشکر میں گھما گھم روشنی ہو رہی ہی ملکہ صمصام کی ایک کنیز گلعذار نازک بدن چالیس کنیزوں کو ساتھ لیے ہوئے گرد بارگاہ طلسم کشا پھر رہی ہی خیال میں گذرا گلعذار کی کیا حقیقت ہی کہ جو مجھکو روکے اسکو بیہوش کرکے طلسم کشا سے ملاقات کروں شاہزادے کو آگاہ کردوں کہ ہمارے ہاتھ سے کوئی آزار نہ پہونچیگا یہ سوچکر عقاب کی صورت بنکر چلی گلعذار نازک بدن کرسی پر بیٹھی ہی کنیزیں صدائے حاضر باش و ناظر باش دے رہی ہیں ایک شاخ نخل پر دیکھا کہ ایک عقاب آکر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی جیمین کہتی ہی کہ اے گلعذار عقاب کے جسم میں یہ گرانی شاید کوئی ساحر ہی احوال کھل جائیگا جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک ترنج نکالا آسپر اسم سحر پڑھا اب جو ترنج مارا ملکہ فیروزہ غفلت میں آکر بیٹھی تھیں ترنج پھٹا فیروزہ شاخ سے گریں گلعذار نے دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین سرو قد خورشید خد غنچہ دہن زمین پر کھڑی ہی گلعذار کے منھ سے نکلا اسکو لینا جانے نہ پائے شاید ہمارے آقا کی فکر میں آئی تھی چالیسوں کنیزوں نے سحر کیا گلعذار نے بھی ماش کے دانے مارے خنجر برسے تلواریں گریں فیروزہ بلائے روزگار ہی ایک دستک جو دی وہ سحر اُلٹے اپنے تلواریں چپ کر گریں سب کے سر کٹ گئے گلعذار کا بھی سر کٹکر گرا ملکہ صمصام بڑی سو رہی تھیں کان میں جو آواز آئی کشتی مرا نام من گلعذار نازک بدن بود ملکہ صمصام کی کنیز مقرب تھی دل بیقرار ہوگیا گھبرا کر اُٹھیں کہتی ہوئیں کہ ارے کسنے میری کنیز کو مارا یہاں کچھ لوگوں نے فیروزہ کو

گھیرا ہی فیروزہ مثل برق چمک رہی ہین جسنے سحر کیا اُسکے سحر کو اُلٹا پلٹا دیا کسیکا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسیکا سر اُڑ گیا کہ ملکہ صمصام باہر نکلین دیکھا چالیس لاشین کنیزون کی پڑی تڑپ رہی ہین ستارے زمین پر پڑے تڑپ رہے ہین ملکہ صمصام کو نہایت ناگوار ہوا یہ بھی اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فیروزہ نے کئی سحر جوانون کو ہمارے سامنے جلا دیا لکپار کر آواز دی کہ او فیروزہ کیا کرتی ہی خبردار اب آگے نہ بڑھنا فیروزہ نے جو صمصام کو بہ شوکت و شان دیکھا جلگئی یقین کامل ہو کہ یہ ہر وقت صحبت مین رہتی ہی کسقدر اپنے بناؤ سنگار کا خیال ہی ترقی پر جاہ و جلال ہی اسکی عزت و آبرو مٹاؤن جادہ راہ عدم دکھاؤن یہ سوچکر سحر کیا ہاتھ ہلایا مسکرائی دو پتھر زمین پر مارا آواز دی ای عجائب نگار لینا جہان صمصام کھڑی تھین سب نے دیکھا ایک نازنین گلدستہ ایک ہاتھ مین دوسرے ہاتھ مین ایک کاغذ وہ کاغذ پڑھ رہی ہی اُسکا مضمون یہ ہی کہ ای صمصام ہوشیار ہو جا ورنہ بڑی ذلت اُٹھائیگی وہ نازنین کاغذ پڑھتی جاتی ہی اور گلدستہ کا غذ کا ہلاری ہی مگر اہالی قلعہ حیران حیران دیکھ رہے ہین اُس نازنین نے جو ہنس ہنسکر کلام کیے پھولون نے اپنا رنگ جمایا غنچہ ہا گل نے اپنا طور دکھایا ملکہ صمصام کو محویت ہو گئی وہ جو نازنین پھولون کا گلدستہ لگا رہی تھی ارادہ کیا پیچھے ہٹون کہ صمصام کے پہلو سے زمین شق ہوئی ایک اور مہ جبین ظاہر ہوئی لپکار کر آواز دی او کنیز تو نے ہماری ملکہ کو دیوانہ بنایا اب چاہتی ہی پلٹ جاؤن مین تجھکو نہ جانے دونگی مین تیرے ساتھ بدلہ کرونگی یہ کہکر آگے بڑھی چاہا پلٹ جاؤن فیروزہ نے آواز دی ارے کوئی حاضر ہی صمصام بول اُٹھی کہ خاموش رہ چپ ہو کے فیروزہ گوہر پوش کھڑی ہوئی پہلو سے دیکھا ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی پیدا ہوئی

اشعار

مجھکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی ... کاش عیسٰی کے عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہو شمع تو معدوم ہین پروانے بھی ... تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہردم ... کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی
اُسکی ہر دم کی نصیحت سے مین تنگ آیا ہون ... کاش ناصح سے کبھی آنکھ اُسنے لڑائی ہوتی
ہون وہ غمدوست کہ سب اپنے ہی دلمین بھرتا ... غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی
خط کے آغاز مین تو مجھسے ہوا صاف تو کیا ... لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری ... کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی
دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ ... سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

یہ اشعار پڑھکر جس نازنین کے ہاتھ مین گلدستہ ہی اُسکو اشارہ کیا گلدستہ پھینکدے یہان رنگ نہ جمیگا یہ لشکر طلسم کشا ہی

ملکہ صمصام منع کرتی ہین تلوار کھینچ سر قدمون پر نثار کر فیروزہ وہان سے منع کرتی ہی او عجائب نگار لیا تیری تقدیر کا نوشتہ بُرا ہی کیون جان دیتی ہو مانتی نہین چاہتی ہی کہ بھاگے جسکو صمصام نے طلب کیا ہی جھپٹ کر اُسنے ہاتھ پکڑ لیا کچھ مُنہ سے کہا وہ جلنے لگی جل جلکر خاک سیاہ ہوئی آندھی سیہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من عجائب نگار بود فیروزہ بہت جھلائی آواز دی او صمصام تیری قضا آئی ہی یہ کہتی ہوئی فیروزہ نیچہ لیکر بڑھی قریب صمصام کے پہونچی آئینہ نیچہ چلنے لگا ملکہ صمصام ہنستی جاتی ہین کہ بی فیروزہ کیون قضا آئی ہی فیروزہ جوش مین نہین ماتی بڑا رشک ہی کہ ہائے یہ پہلو سے طلسم کشا مین بیٹھی ہی یہ سوچکر نیچہ مارا صمصام نے نیچے کو نیچے پر روکا جھنا کے کی صدا بلند ہوئی ہر کارون نے یہ خبر منظور مردار خوار کو پہونچائی کہ بی فیروزہ لشکر مسلمانان پر جا پڑین اسنے سارے لشکر مین ہلکر کیا کہ صاحبو چلو ملکہ فیروزہ لشکر طلسم کشا پر جا پڑین رات ہی کو لڑائی شروع ہوگئی سب لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر منظور پہونچا لشکر اسلام قتل ہونے لگا صمصام نے دیکھا کہ مین تو فیروزہ سے لڑ رہی ہون ایسا نہو لشکر پر شکست واقع ہو یہ سوچکر مسکرائین کہا بی فیروزہ تمکو مجھپر کیون غصہ ہی عیش و آرام ہمارا حصہ ہی فیروزہ نے کہا مجھکو تمھارا بن ٹھنکر بیٹھنا پہلوے طلسم کشا مین ناگوار ہوتا ہی صمصام نے کہا پلٹ کر دیکھو شہریار کیا فرماتے ہین فیروزہ پلٹی دیکھا نورالدہر کھڑے نہایت آن بان سے فرمارہے ہین کہ کیون فیروزہ تمکو گوارا ہی کہ منظور مردار خوار لشکر کو لیکر آیا ہی وہ ہمکو قتل کرے اور تم آنکھون سے دیکھو اگر تمکو ہمسے محبت ہی تو منظور کا سر لاؤ ننگ عشق نہو نظم

عشق ہی تازہ کار و تازہ خیال | ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال | کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خونچکان حکایت ہی | گہ نمک اسکو داغ کا پایا | گہ تپنگا سراغ کا پایا
کہین طالب ہوا کہین مطلوب | دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

تم کبھی ہماری چاہنے والی ہوجاکر اسکو مارو پھر ہمارے پاس آؤ جو کہوگی وہ کرینگے شربت وصل سے سیراب ہوگی اسقدر نہ بیتاب ہوگی یہ جو نورالدہر نے کہا فیروزہ مبہوت ہوگئی چہرہ گلنار رنگ روشتیر کہا صاحب تمھارا حکم آنکھون سے منظور ہی ابھی منظور مردار خوار کا سر لاتی ہون پلٹ کر ملکہ صمصام سے کہا اب آپ جاکر بیٹھین مین سمجھ لونگی یہ کہکر پلٹی لشکر منظور پر جا پڑی صمصام نے اپنے ساحرون کو منع کیا اب تم کد و کوشش نہ کرو فیروزہ سمجھ لیگی یہان اصل مین شاہزادہ نورالدہر پڑے ہوے سو رہے تھے ہڑبڑا کر ہوا آنکھ کھلی شبرنگ سے پوچھا یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ نے تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اپنے مقام سے اُٹھے ہتھیار جسم پر لگائے تیغہ خارا شگاف سلیمانی کھینچکر بارگاہ سے نکلے دیکھا تلوار چل رہی ہی ملکہ صمصام کھڑی ہنس رہی ہین نورالدہر کو دیکھکر عرض کی فیروزہ آپ کو گرفتار کرنے آئی تھی مگر خدا نے بچا لیا

دیکھیے اب فیروزہ اپنے لشکر کو قتل کررہی ہی آپ نہ دخل دیجیے بلکہ قلعے کے لینے کی فکر کیجیے نور الدہر یہ سنکر دس ہزار سوار ساتھ لیے ہوے دوسرے پہلو سے طرف قلعے کے چلے جو لوگ قلعے پر تھے اُنھون نے فریاد کی اے منظور طلسم کشا قلعے پر آتا ہی ملکہ دُردانہ گوہر پوش پریزاد ایک مکان مین مثل قیدیون کے مسلسل و مطوق بیٹھی ہی نگہبانون نے ہلڑ مچایا کہ او صاحبو غضب ہوا خلخال جنی طلسم کشا کا رفیق ہی منظور وہان لڑائی مین پہنچا ہی خلخال جنی و طلسم کشا اسطرف آتے ہین دُردانہ نے جو سُنا اپنے عاشق کو دعائین دینے لگی کہ خلخال کو ہماری فکر ہی خوب سلسلہ نکالا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے مدتین ہمکو اسی قید خانے مین ہوگئین ای خالق بے نیاز وای رب کارساز اس قید سے ہمکو جلد نجات دے اب صدمات قید نہین اُٹھتے نظم

خداست منبع الطاف و معدن اشفاق
خداست مخزن اعطاف و مصدر اخلاق

خدا عظیم و خدا اعظم و خدا خلّاق
خدا رحیم و خدا راحم و خدا رزّاق

خداست مونس و ہمراز و محرم و دمساز
رفیق و ہمدم و دلدار و ارفق و رفاق

خداپرست نکوکار باشد اندر دہر
بہ نیکنامی و اخلاق شہرۂ آفاق

یلک بلک کے دعائین کررہی ہی نگہبانون نے کہا اب رہائی غیر ممکن ہی منظور مردار خوار ہمارا افسر نامدار سب کو قتل کرکے پلٹیگا ملکہ نے کہا او بیحیاؤ کیا خدا کو بھول گئے ہو کہانتک جفا اُٹھائین پروردگار اپنا رحم کریگا اب وہ شیر بیشۂ جرأت آتا ہی ہمکو آکے چھڑاتا ہی نظم

یار آیا تو ہوے دیدۂ ناکام سفید
جیسے ہون آمد سلطان مین در و بام سفید

پڑے عکس اُسکے لب سرخ کا گر ساغر مین
ہو خجالت سے وہین بادۂ گلفام سفید

دیدہ اُس چشم سیہ کی نہ میسر ہووے
دیدۂ غیر ہون مثل گل بادام سفید

بلا بے طول شب فرقت نہوئی اب تک صبح
ہو گئے آہ مرے موے سیہ فام سفید

سوجھے مضمون بیاض رخ جانان جو مجھے
ہو گیا رنگ مرکب دم ارقام سفید

سرخ پوش آئے نظر شوخ یہ ہی رنگ بدن
پہنے پوشاک جو وہ سرو گل اندام سفید

گو پہنتا نہین جز جامۂ رنگین تو آج
کفن اک روز ملیگا تجھے خود کام سفید

غرۂ حسن دو روزہ پہ نہ ہو سیم اندام
رنگ سب رنگون مین ہوتا ہی بہت خام سفید

اپنے رخسار پہ چھوڑے نہ کبھی تو جو نقاب
ہو ابھی صبح امید ابلق ایّام سفید

حرفِ مطلب جو لکھون صاف نہ دیتا ہی جواب / بھیجتا ہی مجھے کاغذ وہ دلارام سفید
تیرے محبوب کے قاصد نے کہا کیا ناسخ / ہو گیا مُنھ ترا سنتے ہی جو پیغام سفید

ملکہ اسی بیقراری مین دعائین مانگ رہی ہین کہ دروازہ قلعے کا نور الدہر نے آکر توڑا کوہ و برزن مین تلوارین چلنے لگین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی نگہبان ہاتھ ٹیکا بھاگے خلخال حبشی لڑتا بھڑتا قریب قیدخانے کے آیا معشوق کو جو گرفتار زنجیر دیکھا دیوانہ ہو گیا جھپٹ کر قریب پہونچا جاکر زنجیرین توڑین دُردانہ کو قید سے چھڑایا اپنے قبضے مین کیا اڑتے بھڑتے باہر نکلے منظور کو یہ خبر پہونچی کہ نور الدہر نے قلعہ فتح کر لیا دردانہ کو قید سے رہا کر لیا یہ فتح و فیروزی آتے ہین میان فیروزہ کو وہی جوش و خروش ہی سیکڑون جادوگرون کو مارا منظور پہ جا پڑی منظور نے کئی سحر کیے ملکہ فیروزہ نے سب سحر رد کے ایک گرز مارا منظور کے سینے کو توڑ کر پار گذر اثر کرا گرا آوازا ئی کشتی مرا نام مین منظور مردار خوار بد منظور کا مارے جانا فوج بھاگنے لگی ملکہ صمصام نے دیکھا کہ فیروزہ کا وہی جوش و خروش ہی پکار کر آواز دی بی فیروزہ منظور کو تو مارا اللہ کشا سے دعوی عشق کا ہی فیروزہ نے ہاتھ باندھ کر کہا مین تو کنیز ہون میرا تو یہ حال ہی قلب پر کوہ غم و ملال ہی

نظم

غم نہین گر رو سیاہی ہو خدا کے سامنے / سرخرو ہون اُس بتِ ناآشنا کے سامنے
ہون تصور مین کسیکے بادپا کے سامنے / ہی چراغِ زندگی میرا ہوا کے سامنے
داغ ہو طاؤس اُس گلگون قبا کے سامنے / سانپ ہی رسّی سے کم زلفِ دوتا کے سامنے
سجدہ کرتا ہون بتِ ناآشنا کے سامنے / بندے ہین کیا چیز مین کہدون خدا کے سامنے
مین نہ فریادی بتون کا ہون خدا کے سامنے / آشنا کا کیا گلا ناآشنا کے سامنے
زلف ہو یا خال ہو یا چشم ہو یا ہو مژہ / ہاے ہو جاتا ہون ہر کالی بلا کے سامنے
بوسے کا سائل ہون کیون مجھکو نہ کیجے دور دور / قدر کیا محتاج کی حاجت روا کے سامنے
مجھسے ٹھہرے رہے رقیبون کہ اگر ہنگام موت / کیا بڑا یہ کام ہی پیک قضا کے سامنے
مجھکو جام نرگس بیمار کا دھیان آگیا / کیون طبیب لائے تم کاسے دوا کے سامنے
خط ہوا خواہون کے لیتا جا سینگے راہ مین / کہتے ہین رو رو کے ہم پیک صبا کے سامنے
لبریا مین ہی کشش آہن ربا مین جذب ہی / دل بچے کیونکر ہمارا دلربا کے سامنے
جسم ناسخ خاک سرداب مین ہو مرنیکے بعد / التجا ہی بادشاہ کربلا کے سامنے

صمصام نے کہا مین تمکو عشق مین صادق جانتی ہون شہریار فرماتے ہین جانبازی دکھاؤ فیروزہ نے تلوار کھینچی
اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالا فیروزہ کا مرنا آگ برسنے لگی آواز آئی کشتی مرا نامم من فیروزہ گوہرپوش بود بادشاہ
طلسم کاؤس اورنگ نشین تخت پر بیٹھا تھا اتفاقات قضا و قدر سیران رنگین پوش مان فیروزہ کی آئی ہی
اور بادشاہ سے پوچھ رہی ہی کہ میری بیٹی کہان گئی کاؤس کہ رہا ہی کہ براے مقابلۂ طلسم کشا بھیجا ہی قلعۂ منظور
پر ہنگامہ ہی ملکہ فیروزہ کو براے مدد بھیجا ہی مان اُسکی گھبرا گئی کہا اے شہنشاہ غضب ہوا جو مسلمانون کے مقابلے
مین جاتا ہی وہ زندہ نہین پلٹتا کاؤس کہ رہا ہی ایسا نہوگا وہ واپس آئیگی سامنے میز پر گلدستے سب
سردارون کے نام کے رکھے ہین یکایک گلدستہ فیروزہ کے نام کا جلگیا سیران نے کہا دیکھیے حضور غضب
ہوا کسی نے اُسکو مارا کاؤس کو سناٹا آگیا اب کیا جواب دے سیران نے کہا حضور مین جاؤنگی قاتل کو اپنے فرزند
کے قتل کرونگی یا جان دونگی ہرچند کاؤس نے روکا سیران نے کہا میرا گھر برباد ہوگیا جوان بیٹی حسین جمیل
مین کیونکر صبر کرون مین اکیلی جاتی ہون لشکر طلسم کشا کو اُلٹ دونگی یہ کہکر اکیلی ایک عقاب پر سوار ہوئی طرف
لشکر نور الدہر کے چلی یہان نور الدہر فتح کرکے پلٹے ہین قلعے پر منظور مردار خوار کے فروکش ہین خلخال جنی کی
شادی ساتھ ملکہ دُردانہ کے کی خلخال جنی کہتا ہی اے آقاے نامدار آپ نے بڑا احسان کیا بعد کئی برس کے
غلام کا دل شاد ہوا اُس روز لشکر مین جشن بھی ہوا خلخال دمبدم عرض بھی کرتا ہی اب حضور جلدی کرین بادشاہ طلسم
سے بھی فیصلہ ہو نور الدہر نے فرمایا کل انشاء اللہ کوچ ہوگا خلخال بھی تیاری لشکر مین مصروف ہی کہ کل شاہزادہ
کوچ کریگا پلٹنون رسالون مین تیاریان ہو رہی ہین سردار جاگ رہے ہین جانتے ہین کہ سویرے کوچ ہوگا
زلف لیلاے شب کمر سے گذری ہی کہ پہلے ایک آندھی سیاہ اُٹھی دس بیس آدمی اُسمین پامال ہوے کچھ خیمے گرے
تھوڑے عرصے کے بعد ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا پانی برسنے لگا ملازمون نے گرد خیمے کے پشتے بناے بعد تھوڑی دیر کے
یہ نوبت پہونچی کہ پشتے بیکار ہوے خیمے گرنے لگے پانی بڑھتا چلا آتا ہی نور الدہر جس بارگاہ مین ہین اُسمین
پانی ابھی تک نہین آیا نور الدہر گھبرا کے باہر نکلے دیکھا ہزارون بندگان خدا ڈوب رہے ہین جدھر بھاگ کر
جاتے ہین گرے اور ڈوبے فریاد و فریاد کی صدائین بلند ہین نور الدہر نے کہا اے شبرنگ یہ کیا آفت آئی شبرنگ
نے کہا جس بارگاہ مین حضور ہین اسطرف پانی کم آیا مجھکو سحر معلوم ہوتا ہی آپ لوح چمکائیے اسماے لوح پڑھیے
کیا عجب ہی کہ یہ بلا دفع ہو نور الدہر بموجب کہنے شبرنگ بن عمرو کے لوح چمکاتے ہوے چلے جدھر عکس
ایک دناٹا ہوا پانی غائب ہوگیا اسماے الہی پکار کر پڑھے پانی غائب ہونے لگا اب تو نور الدہر تمام لشکر مین

دوڑنے لگے مگر ایک طرف مٹائے جاتے ہین جب ہٹ جاتے ہین پھر ویسا ہی پانی ہو جاتا ہی جتنی دیر عکس لوح رہا
اور نور الدہر کھڑے رہے اتنی دیر وہان پانی موقوف رہتا ہی اب تو نور الدہر حیران و پریشان چار جانب
دوڑتے پھرتے ہین شبرنگ نے جب دیکھا کہ آقائے نامدار ایسا نہو کسی مقام پر گر پڑین یا دشمنون پر کوئی افتاد
پڑے یہ سوچکر شبرنگ بھاگا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہو کے دیکھا کہ پانی کدھر سے آتا ہی اُسی جانب چلا
دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہی ایک پہاڑ پر ابر جمع ہوتا ہی بعدہ طرف لشکر اسلام کے جاتا ہی اب تو شبرنگ کو یقین
کامل ہوا کہ کسی ساحر کا یہ فتور ہی ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ایک نخل پر چڑھ کر دیکھا ایک ساحرہ سن رسیدہ
بال سر کے سفید زندگی سے ناامید روئی کے گالون پر پانی کے چھینٹے دے رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی لکہ ہاے
ابر کو جو سمت پایا اور زور دے رہی ہی ابر تڑپ تڑپ کے لشکر نور الدہر پر جاتا ہی پانی زور و شور سے
برستا ہی شبرنگ نخل سے اُترا ساحر کی شکل بنا ہوا اپنے کو آراستہ کرکے طرف پہاڑ کے چلا صحرا اُجاڑ راہ چلنا
پہاڑ گھاٹیون کو طی کرتا ہوا جب قریب پہونچا تو آواز دی کہ او بچیا ذرا ہوشیار ہو جا اسی منہ پر دعوی کیا دیکھ
لکہ ہاے ابر سمت ہین بعض پلٹے آتے ہین جس لشکر مین طلسم کشا موجود ہی صاحب لوح وہان یہ فریب کیا
کام آئیگا کیون اپنی آبرو ریزی کرتی ہی چل تجھکو بلایا ہی یہ کہتا ہوا شبرنگ قریب پہونچا سیران نے کہا میان
ساحر تمھین کسنے بھیجا ہی کلمات سخت نہ فرمائیے شبرنگ نے کہا اری تجھے کسنے بھیجا ساحرہ کے منہ سے نکل گیا
کہ مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی شبرنگ نے کہا ہمکو بھی بادشاہ نے بھیجا ہی کہ تو نے اتنی دیر کیون کی اول تو تجھکو
مناسب تھا کہ طلسم کشا سے لوح لیتی بعد اُسکے سحر کرتی سیران نے کہا کہ لوح لینا کیا کھیل ہی خلخال جنی ایسا
واقف کار وہان موجود ہی بغیر فریب کے کام نہ چلتا میان تو شبرنگ یہ رنگ جما رہا ہی لیکن کاؤس اورنگ نشین
تخت پر بیٹھا ہی رئیس امیر جمع ہین ساحرون نے کہا حضور سیران بہت غصے مین گئی ہی لشکر طلسم کشا پر آفت برپا
کر گئی ایک ساحر کے منہ سے نکلگیا کہ ذرا نقشے مین تو ملاحظہ فرمائیے سیران پر کیا گذری کسی عیار نے مار نکالا
ہو یہ سنکر کاؤس گھبرایا کہا ای رفیق سچ کہتا ہی نقشہ اُٹھاکر دیکھا کہا ای شہباز جادو جلد جاؤ عیار طلسم کشا
بشکل ساحر رنگ جما رہا ہی جاتے ہی گرفتار کرے شہباز چلا میان شبرنگ نے بھلا کیسے رنگ جما چکا ہی اب
منظور ہی کہ کچھ کھلا پلا کے قتل کرون ایک سیب اپنے پاس سے نکالا کہا ای ملکہ سیران اس سیب کو کھاکر سحر گرد
کبھی تہ آسیب نہ ہوگی یہ سیب باغ سامری کا ہی سامری و جمشید اس سیب کے درخت مین خود پانی دیتے تھے
یہ کہکر چھیلنے لگا چاہتا ہی کہ تراش کر کھلائے کہ آسمان سے نعرہ ہوا خبردار ای سیران کوئی شی نہ کھانا مین شہباز جادو

شبرنگ نے دیکھا ایک جادوگر آسمان سے آتا ہی دونون پیر جاکر پہاڑ سے کود پڑا لنگڑاتا ہوا بھاگا شہباز نے
پیچھا کیا ساحران سے پکار کر کہا کہ اے ساحران مین بھیجا ہوا شاہ کا آیا ہون تم اپنے کام مین مصروف رہو مین اس
نا عیار کو لاتا ہون شبرنگ درختون مین چھپتا ہوا جاتا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان کو راہ مین بھی دوا دوش
مین گذری کہ اکناف لشکر مین اسماے لوح پڑھتے پھرتے ہین لوح کا عکس سب پر ڈالتے ہین اسوقت کنارے
پر آکر کھڑے ہوئے چار جانب دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک شخص کو دیکھا کلاہ سر پر دھرے بھاگا ہوا آتا ہی
جیسے ہی نورالدہر سے آنکھ ملی پکار کر آواز دی اے شہریار مین ہون شبرنگ شہباز جادو میری فکر مین آتا ہی
نورالدہر بڑھے شبرنگ چاہتا ہی کہ جھپٹ کر پاس آقا کے پہونچون کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہباز جادو
تڑپ کر گرا شبرنگ کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا نورالدہر نے جلدی مین کمان کیانی دوش سے اتاری تیر جگر
کمان مین پیوست کرکے مارا شہباز کے پاؤن پر پڑا پاؤن زخمی ہوا اور تڑپ کر بلند ہوگیا نورالدہر نے جو نعرہ
کیا غلغال جنی وغیرہ دوڑے عرض کی آقا خیر تو ہی فرمایا شبرنگ کو ایک ساحر لیگیا مجھکو بھی جانا چاہیے ایسا ہو
اسکو قتل کرڈالے بڑے صدمے اہل طلسم نے اٹھائے ہین یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا اے فتاح طلسم داہی
سیار این عجائبات جسوقت منظور مردار خوار مارا جائے فوراً اپنے کو قلعہ طلسمی مین اس صورت سے پہونچاؤ
کہ غلغال جنی بصورت مرکب بنے اسپر سوار ہوکر بہ تعجیل جاؤ دربار مین مقابلہ پڑیگا جب تک کاؤس نہ قتل ہوگا
ہزارون بلا مین نازل ہونگی نورالدہر نے غلغال جنی سے اشارہ کیا غلغال جنی بصورت مرکب تیز رفتار بنا
نورالدہر اسپر سوار ہوے لشکر مین ظاہر ہوا جن لوگون نے پانی سے مہلت پائی تھی وہ جھپٹ کر ساتھ ہوے ساٹھ ہزار
جوان ساتھ ہوگئے نورالدہر طرف قلعہ کاؤسیہ کے چلے لیکن ایرج نوجوان جو چند سردارون کو لیکر
ہٹ گئے تھے اپنے لشکر کو جمع کیا خبر پائی کہ قلعہ کاؤسیہ پر ہنگامہ ہی اب فقط قلعہ طلسمی باقی ہی شاپور نے عرض
کی کہ وہان بادشاہ طلسم ہی بلا کہ سحر کریگا ایرج نے کہا جب تلوار کھنچی سب سحر و ساحری معدوم ہوئی ہی کل
لشکر کو لیکر ایرج چلے راہ مین ایک قلعہ ہی آفاق قلعہ دار وہان کا حاکم و ناظم ہی اسنے جو خبر سنی کہ نبیرۂ صاحبقران
طرف قلعہ کاؤسیہ کے جاتے ہین بیس ہزار ساحرون کا لشکر لیکر آفاق قلعہ دار قلعہ سے باہر نکلا دیکھا لشکر ایرج
کا آتا ہی ایک نخل کے سایے مین کھڑا ہوکر سحر کرنے لگا لشکر ایرج پر تباہی آئی کوئی دم کے بیل گرا کسی کے جسم سے
آگ پیدا ہوئی کوئی جھونکے مین ہوا کے اڑگیا شاپور نے جو یہ آفت دیکھی لشکر سے نکلکر بھاگا دیکھتا ہوا چلا یہ تو
آگاہ ہوچکا تھا کہ لشکر ساحران سے آگ برس رہی ہی اسی جانب چلا ایک گوشے سے آکر دیکھا کہ سب ساحر تو

سحر کر رہے ہین اُنکے سحر سے بھی آفت برپا ہی مگر ایک ساحر تاج پہنے ہوے بلا کے سحر کر رہا ہی جب دو ہتھڑ مارا آگ برسنے لگی شعلے بھڑکے لکہ ہاے ابر کڑکے شاپور نے کنارے آکر اپنی صورت ایک رسالہ دار کی بنائی جھنڈا ہوا چلا قریب تاجدار کے پہونچا پکار کر آواز دی اس لشکر کا کون مالک ہی آفاق نے کہا مین بادشاہ قلعہ ہون تمھارا کیا مطلب ہی شاپور نے کہا ہمکو ایرج نوجوان نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ ہم تمسے مصالحہ کرتے ہین تمھارا مذہب بھی اختیار کرینگے آفاق یہ سُنکر خوش ہو گیا شاپور نے کہا سحر موقوف کیجیے آفاق نے ہاتھ روکا شعلے بھڑکنا موقوف ہوے شاپور باتین کرنے لگا کہ شرطین کر لیجیے ایسا نہو کہ بعد فتور ہو اب رنگ جما رہا ہی لیکن ملکہ صبح دلکشا درہ کوہ مین اس خیال مین ٹھہری تھین کہ ایسا نہو ایرج نوجوان کو شاق گذرے کئی دن اُسی مقام پر رہین ایکدن شب کو پڑی سو رہی تھین عالم خواب مین دیکھا کہ ایرج نوجوان چلے آتے ہین ملکہ اُٹھین جمال جہان آرا دیکھکر جھکین سلام کیا کہا حضور کا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا ایرج نے کہا ملکہ تمھارے مشتاق تھے تمھین ڈھونڈھتے ہوے آتے ہین تمھارا مزاج کیسا ہی صبح دلکشا نے کہا اے شہریار کیا کیفیت عرض کرون کیونکر خاموش رہون اصل مین یہ صورت ہی عجب حالت ہی بقول شاعر نظم

تن سے بارِ سرِ آمادہ سودا اُترا | شکر ہی خنجر قاتل کا تقاضا اُترا
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ | ساربان آج ہی کیون چہرۂ لیلا اُترا
اسقدر اپنے پیم اشک نے کی موج زنی | آخر کار نظر سے مری دریا اُترا
دردِ سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا | جل کے جن تجھسے نہ اے آتش سودا اُترا
وصل کے بعد نکسطرح سے ہو رنج فراق | دردِ سر ہوتا ہی جب نشۂ صہبا اُترا
چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہی یہی | روتے روتے جو مُوا عشق کا دریا اُترا
ذقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا | چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اُترا
کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ بت | بیشتر کوہ کے اوپر سے ہی دریا اُترا
باغ سے بادِ بہاری نکلی ہی آمد آمد | طاق میخانہ سے ہی ساغر مینا اُترا
دہن یار کا رہتا ہی تصور اسمین | شیشۂ دل مین پری بنکے ہی عنقا اُترا
شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہر | خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اُترا

ایرج نوجوان نے کہا ملکہ تم صاحب اختیار ہو اگر قصد کرو تو ملاقات کر سکتی ہو تمھارے چلے جانیکا کیا باعث ہوا

صبح دلکشا نے چاہا کچھ عذر کرے کہ آنکھ کھل گئی وہی کوہ ویران سنسان میدان ملکہ گھبرا کر اُٹھین جہین کہتی ہین
خود شاہزادے نے کلمۂ اشتیاق فرمایا اب چلکر تلاش کرنا چاہیے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلین مگر اشتیاق
مین ڈوبی ہوئی خواب کی باتون کا خیال دل پر ہجوم غم و ملال آسمان پر چلتی ہوئی جاتی ہین یہان شاپور نے
باتین کرتے کرتے جب دیکھا کھلانے پلانے کا موقع نہین ہے کہا دیکھیے مسلمان کیسے جل رہے ہین جیسے ہی آفاق پلٹا
شاپور نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے آفاق اُف کر کے گرا حلقے کمند کے جلے شاپور گرا آفاق نے
خنجر کھینچا کہا ارے تو کون شاپور نے کہا تمھین قتل کرنے کو آیا تھا تمھاری موت ابھی نہین ہے آفاق نے چاہا
خنجر ماردن کہ سر اُڑ جائے شاپور ہان ہان کرتا ہے دور سے ایرج نے دیکھا ایک ساحر شاپور کو قتل کیا چاہتا
ہے کئی تیر مارے اُسنے سحر کر کے جلا دیے اسیوجہ سے قتل مین دیر ہوئی کہ صبح دلکشا نے آسمان سے دیکھا ایک
ساحر شاپور کو قتل کرتا ہے سب جادوگر لشکر پر ایرج کے آگ برسا رہے ہین بیقرار ہو کے ایک گولہ پھینکا کہ آگ
برسنا موقوف ہوئی برق بنکر آفاق پر گری یہ تو ایرج کی جانب دیکھ رہا تھا آفاق کے دو ٹکڑے ہوے نعرہ کیا
منم صبح دلکشا ساحرون پر کڑک کڑک کر گرنے لگی سیکڑون کے سر اُڑا دیے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی لشکر پر ایرج
کے پانی برسا دیا ساحرون نے دُہائی دی کہ ہم اطاعت کرتے ہین ایرج نے تلوار روکی ملکہ صبح دلکشا کو منع کیا باہم ہزارہا
جادوگر مطیع اسلام ہوے افسر انکا سراب جادو سبکو لیکر حاضر خدمت ہوا ایرج نے سراب کو سردار کیا صبح دلکشا
سے حال پوچھا صبح دلکشا نے سب کیفیت اپنی بیان کی رشک کا ذکر نہین کیا الگ غضب ایرج نوجوان
اسی مقام پر رہے اس قلعے پر مفصل حال سُنا کہ نورالدہر نے سب مرحلے فتح کیے اب صرف قلعۂ کاؤس پر جانا
ہے دوسرے دن لشکر کو ہمراہ لیکر بہ عظم و شان تمام چلے کاؤس اور رنگ نشین کو خبر پہونچی کہ طلسم کشا آتا ہے تمام
قلعہ جات تسخیر ہوے کہا سب لشکر جمع کرو چار لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع کر کے کاؤس اور رنگ نشین قلعے سے
باہر نکلا لشکر کو اُتارا ساحر کہ رہے ہین کہ حضور نہ گھبرائین ایک سحر مین زمین ہلا دینگے کاؤس نے کہا اے برادران
سحر کا آگے طلسم کشا کے کیا زور ہے صاحب لوح کچھ مکر کچھ حیلہ کچھ جرأت اگر کی تو فبہا ورنہ جان دینا ہے صبح کا وقت ہے
کاؤس اور رنگ نشین بارگاہ مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے ہر ایک کا قول ہے کہ حضور مرنے والا بہت برا ہوتا ہے
مرتے مرتے ہزارون کو مار کر مرینگے طبقے زمین کے آسمان پر پہونچا دینگے یہ باتین تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت
نقارے کی آواز آئی سب دیکھنے لگے دیکھا آگے آگے شاہزادہ ایرج نوجوان پشت پر لشکر گران نوبت نقارے
بجتے ہوے ملکہ صبح دلکشا تاج سر پر لباس فاخرہ زیب جسم انور طاؤس کو اُڑاتے ہوے پچاس ہزار ساحرون کی

ایک طرف غیر ساحر جمے ہوئے آتے ہین اس لشکر کو دیکھکر کاؤس گھبرا گیا ہرکارون سے کہا دریافت تو کرو یہ کون شخص ہی
ہرکارے گئے خبر لیکر آئے کہ طلسم کشا کے ہمچشم بعد قہر وخشم دربندون کو فتح کرتے ہوئے آتے ہین راہ مین آفاق جادو
کو مارا کاؤس نے زانو پیٹ لیا کہا یارو میرا قصد تھا کہ اگر یہان شکست ہوگی تو مین قلعے مین آفاق کے چلا جاؤنگا
افسوس وہ بھی برباد ہوا ایرج سامنے آکر اُترے بازار بن آراستہ ہوئین شاپور شیر دل ایسا منتظم طلب فوج مین
بارگاہ زرلفتی استاد کی اُسمین ایرج داخل ہوئے ملکہ صبح دلکشا در بارگاہ پر بعہدہ نگہبانی آکر بیٹھین مہر جلا یہ
مقرر کیا ہیمن جادو پانچہزار ساحرون کو لیکر گرد لشکر پھرنے لگا کاؤس نے رفیقونسے کہا کیا یہ بھی میرے واسطے
طلسم کشا ہی میا درو یکتا ہی طبل جنگی بجے صبح سب کو پھونک دونگا ایک زندہ نہ بچیگا طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر
ہرکارون نے ایرج کو پہونچائی ایرج نے بھی حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی
گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر خیل خیل
طرف میدان کارزار کے چلے جب دونون لشکر میدان مین پہونچ گئے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کر کے تھک گئے
کاؤس اورنگ نشین چاہتا ہی کسی کو حکم دے کہ صحرا سے گرد اُڑی نوبت نقارے کی آواز آئی لکہ ہائے ابر سیاہ
چمک رہے ہین چونکہ ایرج کے لشکر مین سُن پایا تھا کہ صبح دلکشا ساحرہ ہی اسپر بہت خوش تھا کہ صبح دلکشا کی کیا
مجال ہی جو ہمسے مقابلہ کر سکے خوشی خوشی کاؤس کھڑا دیکھ رہا ہی کہتا ہی کہ ایک سحر مین اس لشکر کو پامال کر دونگا
وہ گرد عظیم جو اُٹھی تھی قریب آکر شق ہوئی ابرہائے سیاہ جو اُٹھے تھے وہ بھی پھٹے ابر سے بڑے بڑے ساحران
غدار اژدران آتش فشان پر سوار بڑے کر وفر سے آکر پہونچے ایک ایک کو ناز ہی کہ ہم طلسم کشا کے ساتھ ہین بادشاہ
طلسم کو قتل کرینگے روپیہ و مال لوٹینگے گرد سے طلسم کشا ظاہر ہوئے کمیدان رسالہ دار گرد گھیرے ہوئے مرکب پری پیکر
پر سوار پشت پر لاکھون سوار و پیدل فوج کے دل کے دل آگے آگے سب کے شاہزادۂ نورالدہر لوح طلسمی
گلے مین سرداران صف شکن جوانان تیغزن چپ و راست نورالدہر مرکب باد رفتار کو بڑھائے ہوئے آتے ہین کاؤس
نے نورالدہر کو پہچانا گھبراکر کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا آگیا اب مشکل ہوگی مین اس جوان کو سمجھا تھا کہ اسکا گرفتار
کرنا کتنی بڑی بات ہی مگر غنیمت طلسم کشا کرامات ہی ساحر بھی بیحساب ساتھ ہین لیکن ایرج نے نورالدہر کو دیکھا
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا کہا اے شاپور دیکھا تو نے کتنی گیرزادے کو کچھ خوف نہ آیا ہمارے سامنے اکڑ رہے ہین
مرحلہ حیات توڑ کے آئے ہین شوکت و شان دکھاتے ہین یہ کہکر مرکب کو بڑھا دیا لپکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ ہمارے سامنے آئے خواہ مسلمان ہو خواہ کافر ہم سب سے موجود ہین جسقدر ملک فتح کیے اُنکے بادشاہ ہمراہ

ہین ابھی آفاق جادو کو مارا بڑے بڑے کافرون کو للکارا ایرج نے جو طرف ساحرون کے رخ کیا نور الدہر
بیتاب ہوگئے کہ ایسا نہو کہ کوئی ساحر نکل کر سحر کردے تو اس تاجر زادے کو جان بچانا مشکل ہوگا یہ سوچکر گھوڑا بڑھایا
پکار کر آواز دی اے یکہ تاز میدان جلالت واے صاحب سطوت و شوکت آپ ایسے ہی مبادر ہین رستم و اسفندیار کا
نام مٹا دیا مگر اسوقت موقع جنگ و جدل کا تمھارے نہین ہو تامل کرو ایرج کو اور زیادہ غصہ آیا طرف نور الدہر
کے بڑھے کہا بس کنارے رہیے میرے قریب نہ تشریف لائیے گا ورنہ بڑے قبلہ و کعبہ سے شرمندگی ہوگی نور الدہر
نے کہا مین آپ سے جنگ نہین کرسکتا مگر طلسم کی فتاحی میرے نام تھی آپ کو ملال ہونچیگا نور الدہر یہ عذر کرتے
ہوے قریب پہونچے منظور یہ تھا کہ انکو سمجھا کر پھیر دون مین لشکر کاؤس سے جنگ کرون ایسا نہو بادشاہ طلسم ہی
خدا نخواستہ دشمنون پر انکے کوئی خرابی آئے جب قریب ایرج کے پہونچے ایرج نے تلوار کھینچکر ہاتھ مارا کہا
لوح پا جانے پر بڑا ناز ہے خبردار اب کبھی دنگل رستم کا نام نہ لینا ورنہ زبان کاٹ ڈالونگا ہر چند نور الدہر نے اپنے
کو بچایا مگر پھلہ تلوار کا سر پر پڑا کسی قدر زخم آیا نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا تلوار کھینچی اور غصے مین منھ سے نکلگیا
کہ اے تاجر زادے دنگل رستم ہمارا حق ہے ہمارے قبلہ و کعبہ نے تمھارے دادا کی جا بجا مدد کی تب انھون نے دنگل
رستم دیا اب جو نگاہ ڈالی تو آنکھ پھوڑ ڈالونگا ہم سمجھاتے ہین آپ اپنے آپ سے باہر ہوے جاتے ہین یہ کہکر
ہاتھ مارا ایرج کا سر زخمی ہوا دونون جوانون سے تلوار چلنے لگی لشکرون مین ہنگامہ ہوا آپسمین لگئے سحر بھی
ہونے لگا تلوارین کھنچ گئین طائران تیر اُڑنے لگے جسکے سینے پر پڑے پشت کو توڑکر پار گذرے نیزون نے
سرکشی دکھائی سنان ہاے نیزہ چلین سینے غربال ہونے لگے کاؤس اورنگ نشین نے جو یہ معرکہ دیکھا کل
فوج کو اشارہ کیا کہ مسلمانون کو مار لو تمام فوج کفار لشکر ایرج و نور الدہر پہ جا پڑی اب تینون لشکر مل گئے
کاؤس نے جب سحر کیا ہزار ہزار دو دو ہزار جوان غربال ہوے جا بجا پامال ہوے طرف سے ایرج نوجوان
کے ملکہ صبح دلکشا نے اپنے طرف والون کو بچانا شروع کیا طرف سے نور الدہر کے ملکہ صمصام جانبازی کر رہی
ہین جب کاؤس کا سحر چلا سینہ سپر کردیا اپنے اوپر زخم کھائے مگر لشکر نور الدہر کو بچایا بڑے زور و شور سے لڑ رہی
ہین یہ بھی خیال ہے کہ لشکر کو شاہزادے کے بچاؤن ایک مقام پر ملکہ صبح دلکشا سحر کر رہی ہین بی صمصام سحر
کرتی ہوئی آئین آپسمین ملاقات ہوئی صمصام نے کہا کیون بوا ایسے جاہل بھی کہین دیکھے ہین آپسمین لڑ رہے
ہین دونون شیر زخمی ہوے کاؤس کا زور بڑھا ہزارہا بندگان خداے بے خطا مارے گئے بادشاہ طلسم کے سحر کو ان
روکے دونون جوان جھوم رہے ہین صبح دلکشا نے کہا کیون بوا دنگل رستم کیا چیز ہے جس پر یہ جھگڑا ہے صمصام ۳۰

نے کہا بجا بلا جانے کہ دنگل رستم کیا چیز ہے کچھ آپس کا جھگڑا ہے یہ کہکر ملکہ صمصام کا قصد ہوا کہ مین بادشاہ طلسم سے مقابلہ کرون جیسے ہی سامنے پہونچین کاؤس دیکھکر جلگیا کہا او گیسو بریدہ ننگ خاندان تو نے طلسم کشا کو راستہ بتایا مرحلۂ و قواق ایسا مقام تھا کہ اسکو کوئی فتح کرسکتا لیکن وہ بھی کتے کی موت مارا گیا یہ کہکر سحر کیا صمصام کا سر زخمی ہوا کئی تیر بھی مارے صمصام نے کچھ خالی دیے کچھ جسم پر پڑے جسم سے خون جاری ہوا صبح دلکشا نے جو دور سے دیکھا کہ صمصام زخمی ہوئین تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہے نعرہ کرکے جا پڑین ملکہ صمصام جو ہر جا رتو کنارے ہوئین صبح دلکشا دکاؤس اور نگ نشین سے مقابلہ ہونے لگا کئی سحر ملکہ صبح دلکشا نے کیے کاؤس کب مانتا ہے سحرون کو دفع کرکے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی برق گری سر ملکہ صبح دلکشا کا بھی زخمی ہوا ساحران نامی لشکر نورالدہر کے سب زخمی کیے کئی ہزار ساحرون کو مارا قریب ہے کہ لشکر ایرج و نورالدہر کو شکست ہو نورالدہر کوشش کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند اہل اسلام دردمند کاؤس بہت خوش ہے کہ مین نے فوج مسلمانان کو شکست دی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے طلسم کشا زخمدار بیقرار ہے پہلے اور سب کو گرفتار کرلون پھر طلسم کشا سے سمجھا جائیگا ہر طرف دوڑتا پھرتا ہے جہان ساحر نامی کو پایا قتل کر ڈالا یا زخمی کیا عجب رنگ ہے ہزار ہا لاشہ پھڑک رہا ہے ساحرون کے مرنے کی صدا بلند فلان مارا گیا فلان مارا گیا نورالدہر کا جوش و خروش بڑھتا جاتا ہے سر کے زخمی ہونے سے شاہزادہ تہمتن کے لڑ رہا ہے ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرے تماشا جنگ کا دیکھ رہے ہین جب کاؤس نے گولہ مارا یا سو دو سو گر گئے عجب آفت برپا ہے جب نورالدہر نے دیکھا گھبرا گئے ساتھ والون سے فرمایا بڑا غضب ہوا کس مصیبت سے طلسم توڑا جا بجا ساحرون کو مارا قلعۂ وقواق پر کیا کیا مصیبتین پڑین یہ انقلاب نہین ہوا کہ ہزار ہا مسلمان مارے گئے اسی کی گردن پر خون ہے ای پروردگار اپنا رحم شریک کر یہ لڑائی فتح ہو ای معبود تیرے نزدیک سب آسان ہے تیرا اس بندۂ خاکی پر سراسر احسان ہے

نظم

خدا مستظہر دنیا و دین است
بہر مسند خدا مسند نشین است
خدا وند جہان در حسن و خوبی
کہ حق پروردگار عالمین است
گہے پیدا گہے پوشیدہ باشد
گہے خاقان چین گہ خوشہ چین است

خدا مسترجع صدق و یقین است
خدا پاک از چنین است و چنان است
جمیل است و شکیل است و حسین است
بہ پیش بارگاہ لایزالش
گہے شادان گہے اندوہگین ہست
ز ہر صورت خدا صورت نماید

بہر کشور خدا وار د تسلط
نہ ہر جا از جہان است و جہان است
ز لطفش نیست کس محروم و مایوس
زمین و آسمان سر بر زمین است
گہے دریوزہ گر گہ شاہ آفاق
نقاب از چہرۂ انور کشاید

شاہزادہ بیقرار ہوکر یہ دعائین مانگ رہا ہی ایرج نوجوان بھی بیقرار ہین شاپور سے کہہ رہے ہین ای شاپور
اب شکست ہوا چاہتی ہی شاپور کہتا ہی آقا آپ نے غضب کیا لڑائی مین فتور پڑا وہ بادشاہ طلسم ہی اُسکے سحر کو کون
روک سکے آج شکست ہوئی شاپور نے پھر کہا آقا آپ کا غصہ بعض مقام پر خرابی کرتا ہی آج بڑا غضب ہوا دیکھیے
کیا ہوتا ہی مگر نورالدہر نے دعا کرتے کرتے لوح کو چمکانا شروع کیا کبھی لوح چمکاتے ہین کبھی گھوڑا بڑھاتے ہین
جس ساحر کے سامنے لوح چمکائی وہ نابینا ہوا اوپر سے ہاتھ مارا صدہا جادوگرون مارے مگر کاؤس کے سحر نے
قیامت برپا کی ہی ہزارہا بندگان خدا مارے گئے اور قتل ہو رہے ہین جہان کاؤس نے سحر کیا ہزار دو ہزار بیکار ہوے
ہاتھ تلوار کا نہین چلتا سپر پشتیبانی نہین کرتی طائران تیر بے پر گرے پڑے ہین ایرج کو بھی نہایت انتشار ہی کہ
آج کی حالت نے بندگان خدا کو قتل کرایا یہ بھی دعا مانگ رہے ہین جو سردار بیبس و بیکس ہو رہے تھے بلک بلک
کے دعائین مانگ رہے ہین کہ آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی قضائے کار نقابدار زرین پوش سیر کرتا
ہوا چلا آتا ہی فوج ترہ ہلے دیو بھی ہمراہ بارہ ہزار جوانان صف شکن دیوزادون کی گردنون پر سوار مرکب ان سبھون کے
اُنکی بغل مین دبے ہوے نقابدار نے جیسے ہی دیکھا کہ ایرج و نورالدہر زخمدار اُنپر یورش ساحران غدار ہی دیکھتے
ہی کمال غصہ آیا دیوزادون سے کہا کہ تم طرف صحرا کے جاؤ خبردار شریک جنگ نہونا اور باز سفید ہر وقت سر پر
سایہ فگن رہتا ہی نقابدار بارہ ہزار جوانون سے آگر گرا آتے ہی صفون کو درہم و برہم کرنے لگا جس غول پر پہونچا اُنکو
تاک کر مارا ایرج و نورالدہر کی جانب پکارکر آواز دی کہ ای جوانان صف شکن و ای شیران تیغزن یہ کیا حالت ہی
کہ کفار کو زور دیا بندگان خدا قتل ہوے یہ کیسا عذاب ہوا خبردار اب کبھی ایسی حرکت نہو یہ کہتا جاتا ہی اور مصروف
جنگ ہی اسم اعظم بآواز بلند پڑھ رہا ہی باز سفید جسپر سایہ ڈالتا ہی وہ جلکر رہجاتا ہی کسی پر منقار ماردی کسی کو پنجے سے
غربال کیا لوگ حیران ہین کہ یہ کیسا طائر ہی صف شکنی کررہا ہی اپنے آقا کو بچاتا جاتا ہی ساحر کو قریب نہین آنے دیتا
نقابدار لڑتا بھڑتا بہا جاتا ہی نورالدہر کو بڑی شرم آئی ایرج کی جانب دیکھا کہا کیون برادر آپس کے منافقے کا
انجام دیکھا جان بچانا مشکل پڑا آئندہ و یکھین کیا ہو ایک طرف سے ایرج ایک طرف سے نورالدہر شمشیر زنی کرتے
ہوے چلے جدھر جا پڑے قیامت برپا کردی اگر ایرج کسی کے سحر مین پھنسے نورالدہر نے بڑھکر لوح چمکائی پھر
ایرج جا پڑتے ہین اسطرح جنگ ہورہی ہی گنار تنگ ہین تین شیر آمادہ جنگ ہین نورالدہر لڑتے بھڑتے لوح کو
چمکاتے ہوے جاتے ہین اُدھر سے کاؤس اور رنگ لشکین آگ برساتا ہوا آتا ہی نورالدہر نے للکارا او نامرد ازلی
و ابدی غربا کو کیا قتل کرتا ہی مردان عالم سے لگاوہ چار کر اُسنے بڑھکر ایک ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار کو تلوار پر روکا

سامنے نقابدار کے شوکت نمائی بھی منظور رہی جیسے ہی اُسنے دوسرا وار کیا نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا غصے مین طمانچہ مارا سر کاوس کا اُڑگیا مرنا کاوس کا کہ ساحر دہائی دینے لگے ہر طرف سے آواز فریاد فریاد کی بلند ہوئی نقابدار سب ساحرون کو خدمت مین نورالدہر کی لائے کہا انکو امان دیجیے نورالدہر نے سر جھکالیا ساحرون کو امان ملی مطیع اسلام ہوے نقابدار موجود ہی اپنی بارگاہ استادکرائی نورالدہر طہرج کو ساتھ لیکر اپنی بارگاہ مین آیا دونون کی اپنے ہاتھ سے زخم دوزی کی شب بھر بالین پر انکے بیٹھا سام ہرہم سلیمانی کی بتیان چڑھائین بس صبح کو زخم اچھے تھے جب دونون جوان اُٹھکر بیٹھے نقابدار نے اشارہ کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز حاضر ہوے جام گردش مین آیا ایک پری وش مشتری خصال زہرہ جمال سامنے کھڑی ہوکے بہ خوش الحانی یہ غزل گانے لگی

غزل

تصور ہر نفس ہی پیش چشم اُس روے روشن کا
نگہبان برق کو مین نے کیا ہر اپنے خرمن کا

مجھے مقصود دل پردہ دری ہی عیب پوشی مین
گریبان پھاڑ کر کرتا ہون مین پیوند دامن کا

تواضع دشمن جان کی زیادہ قتل کرتی ہی
خم شمشیر معشوقون کا موڑنا ہی گردن کا

گرایا دل نے لیجا کر مجھے تعزر زنخدان مین
تلف تھا ڈوبنا قسمت مین میری چاہ گلشن کا

سبک وضعون کا احسان کھینچتا ہو داغ پیشانی
نشان مٹتا ہی ہوے زخم سے کب تار سوزن کا

کیا قتل اُسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا

چمن کا عالم آتا ہو نظر گنج شہیدان مین
قدم یاد مبارک ہی مرے قاتل کے توسن کا

عجیب بے مروت سے ہی عرض حال لاحاصل
تجھے نفع ہرگز کوٹنا کچھ سرد آہن کا

رِہ چلاؤ تلکتا ہون زبس مین میرے زندان مین
نظر آتا ہی چشم منتظر ہر چشمہ روزن کا

فروغ ظاہری کو داغ روشن دل سمجھتے ہین
چراغ بادہ ای آتش نہو محتاج روغن کا

جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا نقابدار طرف نورالدہر کے متوجہ ہوا کہا ای شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت ایرج سے کہا آپ بھی سماعت فرمایئے ایرج بھی متوجہ ہوے نقابدار نے کہا آپس کا مناقشہ اچھا نہین تم لوگون کی جرأت کے سکے ہین جو کارہاے نمایان تمہارے ہاتھ سے سرزد ہوے اگر اُسکا ذکر کرین سالہا سال مین ختم نہو کوئی تمہاری جرأت پر حرف گیر ہوسکتا ہی مال جو اب طلسم سے نکلے اُسکے تین حصے کیجیے ایک حصہ کو مرحمت ہو دو حصے آپ دونون صاحب لیجیے اور لشکر ظفر اثر صاحبقران مین جایئے میری جانب سے صاحبقران

زمان سے دست بستہ عرض کیجیے کہ ای شہریار برائے خدا مجھسے مقابلہ نہ کیجیے بانہ ہائے صاحبقرانی مجھکو دیجیے اگر آپکو انکار ہی بزرگان دین سے دریافت فرمائیے جنکے حکم سے مین آیا ہون یہ راز بھی وقت پر کھلیگا اور آپ لوگون سے بتاکید کہتا ہون کہ راہ مین آپسمین فساد نہو صاحبقران کو آپکے نہونیکا نہایت غم والم ہوا ہے ہر گز کرنا مناسب نہین ایرج و نورالدہر کہتے ہین کہ نقابدار سا دہر نے اس فصاحت و بلاغت سے کلام کیے سوائے بہت خوب کے کچھ جواب نہ دیسکے نقابدار نے یہ بھی کہا کہ اب میرا رکنا مناسب نہین ہی میرے ملک پر بھی جنگ و جدل کا سامان ہی دیوزاد چڑھ گئے ہین تہمتن قصہ سہ چشمی بڑی فوج لیکر آیا ہی اُس سے مقابلہ پڑیگا یہ کہکر نقابدار اُسی وقت سوار ہوا فوج دیوان حاضر ہوئی نقابدار بصد کر و فر رخصت ہوکر روانہ ہوا بعد جانے نقابدار کے ایرج و نورالدہر قلعے مین آئے مال طلسمی جمع کیا ملازمان نقابدار کو ایک حصہ دیدیا تھا ایک حصہ نورالدہر نے لیا ایک ایرج کو بصد منت و خوشامد دیا لیکن ایرج صاف نہوے کئی دن اسی قلعے پر دونون شیر رہے بعد کئی روز کے اس قلعے سے ایرج و نورالدہر نے بکر و فر فریدونی و بحشمت جمشیدی کوچ کیا نقابدار ایسا سمجھا گیا تھا کہ دونون جوانون مین میل ہو یہ بھی خیال ہی کہ آپسمین فساد کرینگے تو نقابدار آکر پھر تنبیہ کریگا یہی آپسمین ذکر رہتا ہی کہ نقابدار حقیقت مین صاحبقران ہی سطوت و صولت رعب و دبدبہ سب سامان ظاہری اُسکو خدا نے دیا ہی اُسکا دعوی سچا ہی جس مقام پر اُترتے ہین منزلون خبر جاتی ہی کہ طلسم کاؤسیہ فتح کیے ہوے شاہزادہ نورالدہر جاتا ہی طلسم سے مال بہت پایا ہی قضائے کار نملاق کوہی کہ اسکے پاس نامہ لقا کا آچکا ہی تین لاکھ فوج سے اسکا قصد ہی کہ کوچ کرے ون عیار اسکا مسمار سبکر و دوڑا ہوا آیا عرض کی ای شہریار ہم آپ سے کہا کرتے تھے کہ اس حوالی مین طلسم کاؤسیہ ہی کہ اُسمین مال بحساب ہی آپ نے تساہل کیا فرزندان حمزہ نے آکر فتح کر لیا مال لیے ہوے جاتے ہین فوج کچھ بہت ساتھ نہین ہی دونون شیر کمسن دو چار پہلوانون کو جو زیر کیا ہی بلبلائے ہوے ہین آپ سے کیا مقابلہ کرسکینگے آپکے شاگرد اُنسے بہتر ہین نملاق کوہی ایک تو مغرور تھا ہی عیار نے جو تعریفین کین پھولا ہو گیا کہا لشکر تیار کرو یہ مال مفت مین جاتا ہی چلکر لینا چاہیے تین لاکھ کا لشکر تیار رہا نملاق کوہی چلا کہتا ہوا اس مال طلسم پر ہم قبضہ کرینگے یہان نورالدہر و ایرج ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترے ہین دونون جوانون مین باتین ہو رہی ہین کہ دادا جان یاد کر رہے ہونگے دونون عیار بھی حاضر ہین کہ رہے ہین کہ اب سرکار جلد چلین لشکر مین انتشار ہوگا کہ صحرا سے گرد اُڑی نملاق کوہی مع تین لاکھ لشکر کے آکر پہونچا سامنے اُتر پڑا کہلا بھیجا کہ ای جوانو تمنے طلسم کاؤسیہ فتح کیا بڑی بے ادبی کی وہ طلسم ہماری عملداری مین تھا مال اُس طلسم کا

جو تمھارے ساتھ ہو اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ورنہ آفت برپا کرونگا ایرج و نور الدہر بیٹھے تھے کہ سُرخاب کوہی
نے آکر یہ پیغام دیا ایرج تو غصے مین بیٹھے تھے ساتھ نور الدہر کا بہت ناگوار ہو مگر حکم نقابدار سے ساتھ جاتے
ہین جب سُرخاب نے یہ مضمون بیان کیا ایرج نے کہا نملاق جھک مارتا ہو وہ کیا طلسم شکست کریگا فتح طلسم
ہماری ذات پر موقوف ہو سرخاب نے کہا ای جوان کان پکڑکے لیجاؤنگا اُستاد مہربانی فرماتے ہین آپ اُتراتے
ہین مین خالی پیغامبر نہین ہون گرفتار کرکے لیجاؤنگا سب مال حساب کرکے لونگا ایرج نے کہا کیون دیوانہ ہوا
ہو سرخاب نے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے تلوار چھین لی اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر کہا کیون بچیا ہو شرط
کہ سر کھینچکر پھینکدون سرخاب منتین کرنے لگا ایرج نے کہا جا دور ہو خبردار جو اب کبھی مال طلسمی کا نام لیا تو گھسکا
مار ڈالونگا سرخاب کوہی جھاڑ پونچھکر اُٹھا گینڈے پر سوار ہو کر بھاگا پاس نملاق کوہی کے آیا کہا حضور
مسلمان تو بڑے سرکش ہین دس بیس آدمی میرے لپٹ گئے مین اپنی جان بچا کر چلا آیا ورنہ مجھے قتل کرتے
نملاق سنکر جلگیا کہا ابھی طبل جنگی بجے طبل جنگی بجگیا بلبلا رہا ہو کہ صبح کو قیامت برپا کرونگا ان مسلمانون نے
بڑا صدمہ دیا ابتک تو مجھے یہ خیال تھا کہ مال لیلونگا مگر جان انکی چھوڑ دونگا اب مال بھی لونگا اور جان بھی لونگا
اُنھون نے میرے ساتھ فساد برپا کیا اب مین نہ مانونگا نور الدہر نے ایرج سے کہا بھائی تمنے کیون
تکلیف کی کفار کے یہی طریقے ہین ہمیشہ مکر و حیلے کے پابند رہتے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی حضور اُسنے طبل جنگی
بجوایا ہو نور الدہر نے کہا ہمکو تو جلد ہی ہو کہ لشکر مین پہونچین اسنے فساد برپا کیا اب دیر ہوگی ایرج نے کہا بھائی صاحب
آپ دخل نہ دیجیے مین سمجھ لونگا یہ کہکر حکم دیا طبل جنگی بجے یہان بھی تیاریان ہونے لگین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار
مین آئے نملاق نے میدان مین نکلکر للکارا وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے شاگرد کو حقیر کیا ایرج نے
گُرہ بن اشتغر کو بڑھایا ہرچند نور الدہر نے کہا تم نہ جاؤ ایرج نے کہا ہمنے آپ سے کہا تھا کہ آپ اس مقدمے مین
دخل نہ دیجیے آپ پھر ویسا ہی فرماتے ہین ایسا نہو کہ آپ سے فساد ہو بڑے قبلہ و کعبہ کا مجھکو خیال ہو فرمائینگے میرے
فرزند کو کیون ذلیل کیا ہرچند کہ نور الدہر کو بہت ناگوار ہوا مگر سر جھکا لیا کہا بسم اللہ آپ کو اختیار ہو اب مین کبھی آپکے
مقدمے مین دخل نہ دونگا ایرج مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین پہونچے بعد گفتگو اُسنے نیزہ مارا ایرج نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا غصہ انتہا کا تھا گیارھوین طعن مین ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا
غصے مین آکر اُسنے تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا ایرج نے غصے مین کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اُسنے بھی
گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون جوان گھوڑے سے کود پڑے آپسمین کشتی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین

کہ نملاق سے کشتی ہو رہی ہی ہر چند ایرج چاہتے ہین کہ جلدی زیر کرون مگر ممکن نہین ہوتا چار پہر ایک طور پر کشتی
ہوئی کشاکش کے زور ہو رہے ہین کبھی ایرج ریل کر لیگئے کبھی نملاق کو ہی ریل کے لیجاتا ہی ایک مقام پر نملاق
ایرج کو ریل کر لیچلا تھا دو تین مرتبہ جو زور ہوے ایک مقام پر نملاق نے ہاہ مارا ایرج نے دونون پیر بڑھا گئے
وہان پر موش خانہ تھا ایرج کا گولہ اُتر گیا نملاق کو ہی باندھ کر لیگیا نورالدہر کو بڑا قلق ہوا نملاق نے لاکر زنگہ
گولہ درست کرایا کہا لیجا کر قید کرو صبح کو دربار سجھا جائیگا نورالدہر نے اپنے مقام پر فرمایا بارگاہ مین نملاق کی دریائے
خون بہا دونگا شاپور کو بڑا قلق ہی جیبین کستا ہی اگر آقا کو انھون نے رہا کیا ایرج کو بڑا رنج ہوگا ایسے شیر بیشۂ
جرأت پر مصیبت جان دون مگر آقا کو جا کر رہا کرون یہ سوچتا ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر لشکر نملاق مین آیا دیکھا
جا بجا چوکی پہرا ہی ایک گوشے مین آیا فربلے پر بیٹھ کے نقب کھودنے لگا پہر رات رہے منہ نقب کا قید خانے
مین جا کر توڑا دیکھا شاہزادہ سرنگون بیٹھا ہی شاپور نے آکر سلام کیا کہا غلام حاضر ہی ایرج خوش ہو گئے کہا ہی
شاپور بڑا کام کیا شاپور نے کہا لشکر بہت ہی یہان سے کیونکر نکلنا ہوگا ایرج نے کہا مین لڑتا بھڑتا نکل جاؤنگا
مگر کشتی گیر زادہ میری مدد کو نہ آئے شاپور نے قید ایرج کی کاٹی تیغچہ ہاتھ مین دیا ایرج باہر نکلے دروازے
پر قید خانے کے تلوار چلنے لگی شاپور نے کئی چُھتّے آتشبازی کے مارے اندھیرا ہوا ایرج نے اُس تاریکی مین ایک
جوان کو مار کر گھوڑا لیا نہنگانہ لڑتے ہوے چلے جب کئی سو جوان مارے گئے ہرکارون نے یہ خبر نملاق کوہی کو
پہونچائی یہ نکلکر گینڈے پر سوار ہوا للکار کے آواز دی ای کوہیان صف شکن وای جوانان تیغزن یہ جوان نکلکر جانے
نہ پائے چہار جانب سے گھیر لو مین ابھی کان پکڑ کے لاتا ہون قید مردان عالم کی جسم سے دور کی بڑی خطا سرزد ہوئی
یہ کہتا ہوا چلا مشعلین سبھی روشن کی گئین کل فوج نے ایرج پر بلوہ کیا شبرنگ نے یہ خبر نورالدہر کو پہونچائی نورالدہر
اسی فکر مین پڑے تڑپ رہے تھے نیند کب آتی ہی دمبدم یہی خیال ہی کہ اگر ایرج پر کوئی آفت آگئی یا موے جسم
اُسکا میلا ہوا مین چھوٹے قبلہ وکعبہ کو منھ نہ دکھا سکونگا فرمائینگے تمنے ایرج کی خبر نہ لی جیسے ہی خبر سُنی کہ ایرج رہا
ہوے جنگ ہو رہی ہی نکلکر گھوڑے پر سوار ہوے کہا یارو ایرج نے رہائی پائی سب کو چلنا چاہیے کل لشکر کو
لیکر چلے اُسوقت آکے پہونچے کہ ایرج پر کل فوج کا بلوہ ہی مگر ایرج اُس حال مین بھی سردارون کو ٹوک
ٹوک کر قتل کر رہے ہین نملاق کوہی کے جو نعرے کی آواز سنی پشت مرکب پر پھریری جاگی لڑتے بھڑتے چلے کہ نعرہ
نورالدہر کی آواز آئی ایرج چمکے کہا اے شاپور دیکھا تمنے اس کشتی گیر زادے نے پھر شوکت دکھائی آج میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا مین سب سے سمجھ لونگا بڑے قبلہ وکعبہ جب شکایت کرینگے اُنکو بھی جواب دے لونگا کہ تم پہر

منھ پر چڑھتے تھے مین ایسون کی مدد نہین چاہتا شاپور نے ہرچند کہا جانے دیجیے آپ اسکا خیال نہ کیجیے ایرج
نے غصے مین کچھ جواب نہ دیا طرف نملاق کے چلے جیسے ہی نملاق پر نگاہ پڑی للکارا او نامرد ہم تیرے مشتاق مین
نملاق بھی پلٹ پڑا ہو ہو کرتا ہوا قریب آیا نور الدہر نے جو دور سے دیکھا کہ ایرج نوجوان کے جسم مین لباس
نہین خود سر پر نہ دار اکثر تیر پڑتے ہین خون جسم سے جاری نور الدہر کا دل بیقرار ہوگیا سوچے کہ ایسا نہو نملاق
پہلوان زبردست ہے ایرج کے واسطے کچھ خرابی ہو یا کوئی زخم کاری آجائے وہین سے للکارا او نملاق ہمسے مقابلہ
کر یہ کہکر مرکب کو جھکایا ایرج نے پکار کر آواز دی او کشتی گیر زادے میرے حریف سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ ہاتھ قلم
کرونگا نور الدہر نے کہا اے برادر تمھارے سر پہ خود نہین زرہ نہ دار زخم بھی کسی قدر کھائے ہین مین مقابلہ کرلونگا
ایرج نے کہا ہم خود و زرہ کے بھروسے پر نہین لڑتے یہ ہاتھ کافی ہین مردان عالم کو کیا پروا ہے نور الدہر مقابلے
مین نملاق کے جا پڑے سمجھے کہ جاہل کی بات کا کیا جواب دون نملاق نے نور الدہر پہ ہاتھ مارا نور الدہر نے
تیغۂ خارا شگاف پر روکا بہ قہر و غضب تمام جواب مین ہاتھ مارا کہ نملاق کے دو ٹکڑے ہوے ایرج کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا فرمایا کیون کشتی گیر زادے پھر شوکت دکھائی یہ کہا اور تلوار جھکا کر جا پڑے نور الدہر نے کہا دیکھو ایرج
اب تمکو ملال ہوگا ہم بزرگون سے شرمندہ ہونگے ایرج نے کہا آج تمھارے ہاتھ کاٹونگا لشکر دشمن کو تو انکے
ساتھ والون نے تار تار کردیا دونون شیر چاہتے تھے کہ ہمبر د ہون کہ نقابدار زرین پوش یکہ و تنہا گھوڑا اڑاتا ہوا
بیچ مین آگیا کہا بھائیو پھر وہی حرکت کی دونون کو جنگ سے محفوظ رکھا کہا خبردار اگر راہ مین کسی مقام پر فساد کیا
تو دونون صاحبون کو ملال ہوگا اب نور الدہر و ایرج اسوقت تو کچھ جواب نہ دے سکے جب نقابدار چلا گیا
تو مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگے کہا اس نقابدار کی شامتین آئی ہین ہر مرتبہ آکے اپنی شوکت دکھاتا ہے ایکدن
مارا جائیگا غرض بہ فتح و فیروزی یہ دونون شیر آکے داخل لشکر ظفر اثر ہوے اب یہ داستان یہان پر چھوڑی جاتی
ہے پھر ذکر لشکر لقا تحریر کیا جائیگا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو آنا ملکہ لیلائے محمل نشین کا براے ملاقات
افراسیاب و آمد قیس بادیہ گرد و عاشق ہونا لیلائے محمل نشین پہ فساد آپس کے و عیاری
خواجہ عمرو و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامۂ مصنف

کدھر ہی مرے ساقیِ خوش ادا
سراسر ترا سر پہ احسان ہی
لکھون راز بستۂ عاشقان
کہ پھر حال دل کا شتابی سے کھلے
قسم تجھکو جام و صراحی کی ہی
کہ دے جام صہبائے لطف و کرم
تجھے غمزہ و ناز کی دون قسم
پئے خنجر ابرو گلعذار
پئے بیقراری آشفتگان
سُنانا نہ عاشق کو غم کی خبر
شراب مضامین کا ذکر آگیا
کہ لکھتا ہون پھر لطف کی داستان
نہال مضامین ہوئے سبز پوش
دھوان پھر اُٹھا جان بیتاب سے
ہوئی نغمۂ عندلیبان کی دھوم
تو اس باغ کی سیر کی کد ہوئی
قمر طبع روشن بھی بیباک ہی

مجھے جام صہبائے حیرت پلا
پلا دے مجھے جام صہبائے عشق
گلابی اُٹھا جلد اے مہربان
مرے حال سے تو تو آگاہ ہی
کہ یہ منزل سخت کر جلد طی
قسم گیسوِ مشک بو کی تجھے
دکھا دے مجھے آج سیر ارم
پئے آہ جانکاہ الفت پسند
پئے تار زلف جلالت نشان
سلامت رہے ساقیِ عشوہ گر
کہ مضمون نو کلک سے لکھدیا
خبر لے مری ساقیِ مہربان
ہوا فکر کو بحر الفت کا جوش
جو قمری کی کوکو سے سر پھر گیا
کہ جاری ہوے رنگ گل کے رسم
مضامین نو کی ہوئی دھوم دھام
تو یہ توسنِ کلک چالاک ہی

فدا تجھ پہ یہ جان و ایمان ہی
مرے دل مین آکر جگہ پائے عشق
نگاہین لڑی ہین گلابی سے کھلے
مرا ساقیِ مہروش ماہ ہی
تجھے ناز پیرمغان کی قسم
دکھا سیر دشت ختن کی مجھے
پئے تیر دلدوز مژگان یار
پئے زخم خندان محنت پسند
نہو میکدے مین کبھی شور و شر
پلاتا ہی جام شراب ہنر
چلے جام صہبائے وحشت نشان
کہ آئی ہی پھر رنگ پر داستان
کھلی چشم نرگس کی پھر خواب سے
تو سرو چمن آنکھ سے گر گیا
بہارِ مضامین کی آمد ہوئی
کیا کلک نے غنچۂ گل کا کام
چہرہ عاشقان آشفتہ تار گیسو

زد بیان خنجر آبدار بر داس داستان محبت عنوان کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف راقمان فسانہ ہائے عجیب + می نگارند داستان غریب + شہنشاہ افراسیاب بصد شوکت و جلالت باغ سیب مین تخت حکومت پر بیٹھا ہی تمام رئیسان سلطنت و مشیران ابہت گرداگرد بیٹھے ہین ذکر لشکر مہرخ ہو رہا ہی افراسیاب کہتا ہی ان مسلمانون کو تڑپا تڑپا کر مار ڈالونگا جسدن قصد کیا اُسی دن خاتمہ کر دونگا تمام سرداران عرض کر رہے ہین لونڈی غلامون کی کیا مجال کہ سرکار سے لڑ سکین مگر حضور نے عیارون کو بہت سر چڑھایا ہی بہت گستاخیان کرتے ہین افراسیاب نے کہا جسدن تک مابدولت کو خیال نہین ہی خیریت ہی جسدن قصد کیا

اسیدن بھاگتے راستہ نہ ملیگا عمرو کا تو وہ حال کرونگا کہ عیاری سے توبہ کرے کبھی نام عیاری کا نہ لے یہ باتین تھین کہ ہوا سے سرد آئی طفلان غنچہ نے بہ حیرت تمام طرف آسمان کے دیکھا پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کو دیدہ و بازی کا شوق ہوا گلچین و باغبان کو آپسمین لڑنے کا ذوق ہوا تمام باغ پر بہار ہو گیا مصاحبون نے کہا حضور یہ کسکی آمد ہے افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا ملکہ لیلاے محمل نشین تشریف لاتی ہین چند کنیزین مصاحبین واسطے استقبال کے کھڑی ہو گئین ابر گلنار شق ہوا دیکھا تخت نقرئی پر ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش تاج کج سر پر جواہر بیش قیمت زیب جسم انور گرد کنیزان ماہ رخسار گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار بارہ چودہ ہزار کنیزین تخت کو گھیرے ہوئے تخت زمین پر آیا وہ نازنین اُتری افراسیاب کو سلام کیا افراسیاب سراپاے لیلا کو بہ حسرت دیکھنے لگا کہا کیون اے لیلا کہان سے آتی ہو لیلاے محمل نشین نے عرض کی کنیز دشت نجد مین براے شکار آئی تھی وہان خبر سُنی کچھ لونڈی غلام سرکار کے بےادبی کر رہے ہین جابجا مغلطے پڑے ایک خبر وحشت اثر ایسی سُنی کہ اسکو عرض نہین کر سکتی ہرکارون نے خبر بیان کی کہ حضور رو جدہ حضور کی قبضے مین عمرو کے آگئے تھے افراسیاب نے کہا اے لیلا مین نے رحم کیا کہ لونڈی غلامونکو کیا قتل کرون نانی جان نے عہد بھی کر لیا تھا اسوجہ سے تامل کیا ورنہ ایک اشارے مین سب کے سر کٹکر گر پڑتے لیلا ہاتھ باندھکر بجا و درست کہ رہی ہے افراسیاب اس ادا پر مر گیا ہاتھ پکڑ کے اپنے پاس بٹھا لیا کہا اے لیلا اسوقت تمھارے آنے سے دل باغ باغ ہو گیا اب دو چار دن نہ جانا ہمارے باغ مین رہنا لیلا نے کہا لونڈی براے سرکوبی مسلمانان آئی ہے ایسی ایسی بے ادبیان سُنی ہین کہ لونڈی کو بڑا غم ہے جا کر بی بہار کو سزا دون بی مخمور کی مشکین باندھکر لاؤن بی بہار عزیزدار سرکار کی اور ایسی بےادبی کرین بی مخمور پر سرکار کی کیا پرورش تھی تمام خراج گزار انسے دبتے تھے کیا سمجھ کر یہ حرکت کرتی ہین انکو یہ مناسب نہ تھا بخوبی سمجھاؤنگی اگر مان لیا تو خیر ورنہ گوشمالی کرونگی افراسیاب نے کہا اے لیلا تمھارا جانا مناسب نہین جانتا عیار بڑے غضب کے ہین ایسا نہو تمھارے واسطے کچھ خرابی ہو لیلا نے عرض کی حضور کیا مجال عیارون کی بھی یہ حقیقت ہے کہ ہم تک آسکین افراسیاب نے کہا یہ نہ کہو عیار چھلاوہ ہین کہ جدہ کو پھنسا لیا لیلا یہ باتین کر رہی ہے افراسیاب ہنستا جاتا ہے کہتا ہے کہ مین عیارون کے نام سے خائف ہون وہ بلا کے ہین سب جگہ پہونچ جاتے ہین یکایک دوسرا ابر تیرہ و تار اُٹھا برقین چمک گرگر نے لگین ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا ایک تاجدار گرد اسکے بارہ چودہ ہزار ساحران غدار طاؤسان سیہ پر سوار علمہاے سیہ کے پھریرے کھلے ہوے افراسیاب نے کہا ہمارا جان نثار قلیمہ باد یہ گرد بھی آپہونچا قلیس نے آتے ہی سلام کیا کہا اے شہنشاہ غلام نے بے اعتدالیان

مسلمانون کی شنین غلام کو بہت ناگوار ہوا مین ابھی جاکر عمرو کو لاتا ہون اسی دو دن مین اگر مین نے سب عیارونکو نہ قتل کیا تو مجھکو قیس بادیہ گرد نہ کہیے گا مین مجنون و دیوانہ نہین ہون افراسیاب نے کہا یک نہ شد دو شد ملکہ لیلا کو عرصے سے سمجھا رہا تھا تم سب ہمارے دوست صادق مہب واثق ہو تمکو حال سنکر ناگوار ہوا لیکن عیارون کا قتل ہونا نہایت دشوار ہے ملکہ لیلا کو روکا تہ یہ کہکر ہاتھ جو اٹھایا طرف لیلا کے اشارہ کیا اب جو نگاہ قیس کی جمال جہان آرائے لیلا پر پڑی ایک معشوق طناز صاحب کرشمہ و ناز بڑی بڑی انکھڑیان ابروے خمدار نمچۂ اصفہانی موے ابرو جوہر شمشیر بے پناہ اداء کرکے عاشق مرے عارض انور رشک شمس و قمر قیس بیتاب ہو گیا ساتھ والون نے جو رنگ رو متغیر دیکھا ایک مصاحب نے بہ حیرت پوچھا حضور کا عجیب حال ہے ایکایک کیا ہو گیا اپنے مصاحبون کی طرف قیس متوجہ ہو کہا بھائیو کیا کہون کچھ کہا نہین جاتا کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مگر بہوش ٹھنڈی سانس بھر کے کہا بیت مجھ مین ہے نہ بنا تا ہے یار دل میرا + یہ کیا ہوا مجھے پروردگار دل میرا + کبھی بیقرار ہوکر اپنے مقام سے اٹھا پھر بیٹھ گیا کبھی کہتا ہے شمع جگر کو جبر قاتل دیکھتا تھا ما جرا پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا + یار عجیب اُفتاد پڑی ساتھ والے حیران ہین کہ ہمارے شاہ کو کیا ہو گیا دیوانہ وار وحشی مثال کبھی خاموش کبھی دریائے محبت کا جوش لیلا کو دیکھ رہا ہے یہی دل مین آرزو ہے اس کی جستجو ہے کہ پروانہ وار گرد شمع جمال پھرون کلام کرنے کی بھی صورت نہین افراسیاب ایسا بادشاہ قاہر دریا برابر بیٹھا ہے چپکے چپکے اپنے مصاحبون سے قیس بادیہ گرد کہ رہا ہے کہ یارو دیکھا کرون **نظم**

زخمہ کاری کے جو کھانے کو مرا دل دوڑا	سو گمنے مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا
ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے	دو قدم مین جو چلا ن سیکڑون منزل دوڑا
نہوئی لب منا بھی مجھے آفت سے نجات	پچھاڑ کھانے کو سنگ کوچۂ قاتل دوڑا
اے نسیم سحری دھیان کدھر ہے تیرا	تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا
دشت پرخار مین تا چند رہون سرگردان	بس زیادہ نہ اب اے دوری منزل دوڑا
رونق بزم تجمہ کیجیے ترے بینے کو	تا در رستا نہ ہے اک صاحب محفل دوڑا
بیخبر دل کو کیا یون ضعف نزاکان نے خراب	دور ہے جیسے کسی رہ پہ سیہ عامل دوڑا
منزل عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم	نکلے قزاق ہر اک حور شمائل دوڑا
ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا	کشت بخیتہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

رفقا کہتے ہین حضور دربار افراسیاب ہے قتل مسلمانان کی فکر ہو رہی ہے اور کسی تدبیر سے فکر کیجائیگی یا افراسیاب کے سامنے

کچھ ایسے کارنمایان کیجیے اور وہ آپ کے عشق سے آگاہ ہو بادشاہ صاحب اختیار ہی کیا عجب ہی کہ گفتگو کر کے شادی کرا دے مصاحبون کی یہ باتین سنکر قیس طرف افراسیاب کے پلٹا کہا اے شہنشاہ غلام کو عیار دن پر بڑا غصہ ہی تمام عالم مین مشہور ہو گیا کہ آپ کو گرفتار کر لیا تھا نانی جان نے آ کے بچایا مین ضرور عمرو کو لاؤنگا اتنا کلمہ تو اسنے کہا کہ ابھی تو ملکہ لیلا تشریف رکھینگی افراسیاب نے کہا یہ ہمارے باغ کی رونق ہین اب انکو نہ جانے دینگے قیس نے کہا غلام جاتا ہی عمرو کو گرفتار کر کے لاؤنگا تلوار سے سر نہ کاٹونگا کوڑے مار مار کے مار ڈالونگا افراسیاب نے کئی مرتبہ منع کیا جب اسنے نہ مانا تو افراسیاب نے کہا تمھین اختیار ہی لیکن سمجھ کر جانا قیس نے کہا حضور غلام گیا اور عمرو کو لایا بڑا خیال یہ ہی کہ مین عمرو کو قتل کرون شہنشاہ لیلا کو راضی کر کے میرے ساتھ کر دین ورنہ زندگی دشوار ہی آخر نہ ضبط ہو سکا بے اختیار پکار اٹھا اے شہنشاہ حال غلام کا نہایت ابتر ہی کیا گذارش کرون نظم

اپنی زبان کو مثل بلبل اندر دہن جلا
یا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکا یا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے نہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری اشک آتشین
مشعل کی طرح سے تو مری آستین جلا

دنیا مین ہم سا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل ناتوان مین جلا

لیلی کی بعد سا ہر دھوان کچھ نہ آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روئے صبیح یار کا دھوکا نہ دل کو دے
وہ نازکی کہان نہ سمجھے یا سمین جلا

کس لعل آتشین کا ہر دل اپنا شیفتہ
تب پہ ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا

آہ شرر فشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھائے جسم پر
نایاب پوستین ہی نہ ہو پوستین جلا

اندھیر ہو نہ ہو وے اگر دل مین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

افراسیاب نے کہا اے قیس یاد یہ گردمین تمھارے مطلب کو نہین سمجھا قیس نے دست بستہ عرض کی کہ حضور کو سمجھا دونگا اب تو عمرو کو ڈھونڈنے جاتا ہون جب سے غلام نے سنا کہ خاص سرکار کے ساتھ بے ادبی کی جھکو بڑا صدمہ ہی بغیر عمرو کو گرفتار کیے مجھے چین نہ پڑیگا یہ کہکر قیس چلا چلتے چلتے ملکہ لیلا سے کہا ابھی آپ تشریف لیجائیے گا ملکہ لیلا نے کہا شہنشاہ فرماتے ہین مین ابھی دو چار دن رہونگی اتنی بات کرنے سے قیس نہال ہو گیا

فورًا یکہ وتنہا لشکر باغ سلیب مین چھوڑکر روانہ ہوگیا آگر لشتۂ رنگین حصار پر اترا خیال مین آیا کہ ملکہ حیرت سے
ملاقات کرلون اپنا حال دل بھی عرض کرون یہ سوچتا ہوا لشکر مین آیا دیکھا لشکر مین ہر طرف ساحر ٹہل رہے ہین
اژدہان آتش فشان منھ سے قلابہ ہاے آتشین چھوڑ رہے ہین دیکھتا بھالتا دربارگاہ پر آیا دربان سے کہا
ملکۂ عالم سے عرض کرو کہ در دولت پر قیس بادیہ گرد حاضر ہی حیرت نے سنکر کہا بلالو قیس اندر آیا ملکہ کو سریر
جہانبانی پر پایا اتفاق سے پانچون عیار چیان بھی حاضر ہین مصور وصورت نگار اور سرداران نامدار گرد اگرد بیٹھے
ہین حیرت نے کہا اے قیس کیونکر آنے کا اتفاق ہوا قیس نے کہا ایک عرض لیکر سرکار کے پاس آیا ہون کل مقابلہ
مسلمانان کا اجارہ لیتا ہون تیسرے دن سب کا خاتمہ کردونگا آج تو عمرو کو لینے آیا ہون صرصر نے کہا اے قیس
یہ کیا غضب کیا بھلا اب عمرو کیا گرفتار ہوگا سر دربار پکار کر کہدیا تمھاری جان ہی بچ جائے تو بڑی بات ہی کوئی
عیار اسوقت بھی دربار مین ضرور ہوگا تم پلٹ جاؤ میان زہے شہرۂ قیس نے کہا بی صرصر کیا بکتی ہو کوئی عیار سُنیگا
تو کیا کریگا جبدن سے ہمنے سُنا کہ شہنشاہ کے ساتھ بے ادبی کی آب ودانہ حرام ہوگیا ہم ایسے ملازم جسکے موجود
ہون اُسپر عیار دست اندازی کرے اور پھر اُسکو ہم زندہ دیکھین میرے مقدمے مین کوئی صاحب دخل نہ دین عمرو
کا تو وہ حال کرونگا کہ کبھی کسی کو ایسی سزا نہ ملی ہوگی مگر اے ملکۂ عالم میری عرض یہ ہی کہ بی مخمور وبہار کا بازو درد
شوہر یون گرفتار کرون کہ ماہیان دریا ومرغان ہوا اُنکے حال پر گریہ وزاری کرین میان باغبان بھی جاکر
شریک ہوگئے ہین دیکھیے اُنکا کیا حال کرتا ہون مگر اے ملکۂ عالم دوسری عرض یہ ہی کہ ملکہ لیلائے محمل نشین
سرکار کی خدا جگزار ہین اُنپر غلام مائل ہوا سب مسلمانون کے سر مجھسے لیجیے اور لیلا کی میرے ساتھ شادی کردیجیے
ملکہ حیرت نے سر جھکاکر کہا اے قیس ماننے نہ ماننے کا لیلا کو اختیار ہی ہم تو سبب ضرور کرینگے قیس نے کہا آپ
تدارک ضرور کرین حیرت نے کہا بہتر لیکن اے قیس بقول صرصر تمنے برائے گرفتاری عمرو پکار کر کہا ضرور اُسکو خبر ہوگئی
ہوگی دور بھاگ جائیگا قیس نے کہا حضور آپ کچھ نہ فرمائیے مین ڈھونڈھ کر گرفتار کرلونگا یہ کہکر باہر نکلا ٹہلتا ہوا
چلا لشکر حیرت نہایت اوج پر ہی بڑے بڑے ساحر فرد کش ہین اپنے اپنے خیمون کے دروازون پر بیٹھے ہوے عجائب
وغرائب دکھا رہے ہین قیس دیکھتا بھالتا جاتا ہی کہ پہلو سے آکر ایک ساحر نے سلام کیا کہا حضور کہان جاتے ہین
قیس نے کہا مین برائے گرفتاری عمرو چلا ہون ساحر نے کہا حضور نے بڑا غضب کیا پیدل جاتے ہین اگر کوئی
عیار آیا ہوگا فورًا مار ڈالیگا آپ پر پرواز پیدا کیجیے اُڑکر چلے جائیے قیس نے کہا تجھے کیا دخل ہی مجھسے کوئی نہین
بول سکتا ساحر نے کہا جو مین عرض کرون اُسکو کیجیے عمرو کو پکڑ لیجیے لشکر سے باہر زرغۂ نخلستان مین بیٹھا ہوا

لنگا پھر یا ہین رہا ہی قیس خوش ہوگیا ساحر کے ساتھ چلا ساحر باتین کرتا ہوا قیس کو بہلاتا ہوا کہ وہ سامنے
جو زرغنہ نخلستان معلوم ہوتا ہی اُسمین عمرو بیٹھا ہی آپ سحر کیجیے گا مین مشکین باندھ کرلے آؤنگا قیس جب لشکر سے تھوڑی
دور چلا آیا ساحر نے کہا وہ سامنے دیکھیے ظالم بیٹھا ہوا لھنگا پہن رہا ہی قیس نے مُنھ پھیرا ساحر نے حلقے کمند کے گلے
مین ڈالدیے اور نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی قیس پلٹا برق نے حباب مارا قیس بیہوش ہوا برق مشکین باندھنے لگا
وہان افراسیاب سے لیلاے محمل نشین نے پوچھا کیون شہنشاہ قیس اب عمرو کو گرفتار کرکے لائیگا ملاحظہ تو فرمایے
کہ قیس کیا کر رہا ہی افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا اب جو دیکھا تو صاف معلوم ہوا کہ برق فرنگی میان قیس
کی مشکین باندھ رہا ہی افراسیاب نے کہا ای نگہبان آؤ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولادی پیدا ہوا کہا ای شہنشاہ
کیا حکم ہوتا ہی افراسیاب نے کہا کہ مہتر برق فرنگی قیس بادیہ گرد کی مشکین باندھ رہا ہی جلد جا خبردار دونون کو لانا
وہ پتلہ مثل شعلہ جوالہ چلا یہان برق فرنگی نے پشتارہ باندھا چاہا لیکر بھاگون دل دھڑکا برق نے کہا خدا خیر کرے
یہ سوچکر ایک غار مین کود پڑا وہان سے دیکھ رہا ہی کہ آسمان سے ایک پتلہ آیا اُسنے قیس کو اُٹھا لیا چار جانب گھبرا
گھبرا کر دیکھتا ہی اور زبان سے کہتا بھی جاتا ہی یا خداوند سامری برق عیار کہان گیا شہنشاہ پوچھینگے تو مین کیا کہونگا
قضاے کار ایک ساحر لشکر حیرت کا اُدھر سے نکلا پتلے نے اُسکو پکڑ لیا دونون کو لیکر روانہ ہوا برق غار سے نکلکر بھاگا
یہان افراسیاب بیٹھا تھا کہ پتلہ لیکر دونون کو آیا قیس بیہوش تھا افراسیاب نے ہوشیار کیا افراسیاب نے ساحر کو
دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے کہا مین لشکر حیرت کا رہنے والا ہون افراسیاب نے پتلے سے کہا ارے برق کہان گیا
پتلے نے کہا مین نے سب طرف ڈھونڈھا یہ ساحر ملگیا اسکو لے آیا افراسیاب نے کہا یہ برق فرنگی نہین ہی مُنھ ہاتھ دھلا کر
اُسے رخصت کردیا قیس اُٹھتے ہی بہت بگڑا کہا ای شہنشاہ مین نادانستہ تھا اب کوئی مجھپر عیاری نہ کرسکیگا اب مین کسی
سے بات ہی نہ کرونگا افراسیاب نے کہا ای قیس عیار بڑے بلا کے ہین قیس نے کہا مین اپنی جان دونگا مین تو مُنھ
سے کہہ چکا بے قتل کیے عمرو کے نہ مانونگا ملکہ لیلاے محمل نشین نے کہا ای قیس کیون ضد کرتے ہو جو کچھ شہنشاہ فرماتے
ہین اُسکو قبول کرو اگر شہنشاہ مدد نہ کرتے برق پکڑ کر لیچلا تھا پتلے نے جاکر تمکو بچایا اگر دیکھا کیا ہوشیار تھا پتلے کو آتے
دیکھا بھاگ گیا قیس تو بدحواس ہو رہا تھا کہا ای جان جہان وا ای آرام دل مشتاقان تمھارے واسطے ساری پیروی
کر رہا ہون ملکہ حیرت سے بھی کہہ چکا اب شہنشاہ سے عرض کرتا ہون کہ مجھے آپ کے قدمون پر گراوین مجھکو اپنی غلامی
مین قبول فرمایے لیلا نے کہا قیس تو تمام ہوکچھ دیوانہ ہوا ہی ای شہنشاہ انکو منع کیجیے ایسے خیالات فاسد دل سے
نکالڈالین مین خدمت شہنشاہ مین حاضر ہوئی یہ کیا کلمات بیہودہ کہتا ہی قیس رونے لگا کہا ای شہنشاہ خوب ہوا

ہوے گل حدیقۂ محبوبی مین سب طرح پر حاضر ہون جو کچھ شہنشاہ فرمائین اسی وقت مین براے جانبازی موجود ہون
اے ملکۂ عالم آپ میرے حال دل سے آگاہ نہین سنشہاے تاریک کی کیا کیفیت کہون جی چاہتا ہی تڑپ تڑپکر اپنی جان دون نظم

ہاے اہر بحر مین ہی چشم دریا بار کا — کیا عجب ڈوبے سفینہ گر مرے اشعار کا
کردیا موقوف خط نے جور زلف یار کا — خط نہ سمجھو یہ لکھا ہی کوئی افسون مار کا
عالمون نے اُسپہ آسیب پری ثابت کیا — پڑگیا جس شخص پر سایہ تری دیوار کا
اُتنی راحت طالع داژون کی قسمت مین نتھی — لیگیا ہی خواب میرے دیدۂ بیدار کا
خوف کیا مجھکو ہو آسیب بلاے ہجر سے — ڈنڈ پر تعویذ کے بدلے ہی نامہ یار کا
کیون نکھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان — آبلے کی شکل اُسمین مجھو مین عالم خار کا
رات بھر ہر ایک اختر سے لڑا کی میری آنکھ — تھا تصور دل مین تیرے رخنۂ دیوار کا
تیرے رستے سے جو گذرا اے پری مجنون ہوا — داغ سودا ہی فقط سودا ترے بازار کا
دور سے ریگی دکھائی روشنی جاے سواد — یاد رکھو قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا
مانع صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین — دل دُکھا دیتا ہی میرا ٹوٹ جانا خار کا
بنگیا ہی دیدہ کے آزار سے تار نگاہ — دیکھنا ممکن نہین ناسخ کے جسم زار کا

یہ غزل جو قیس نے پڑھی اور باتین عشق آمیز کین لیلا کو بڑا غصہ آیا کہا او بیہودہ کیا بکتا ہی خبردار اب کبھی جو ایسا کلمہ زبان سے نکالا زبان گدی سے کھینچ لونگی افراسیاب نے بھی منع کیا کہا ہی قیس عورت کے سامنے یون خلاصہ اشعار پڑھنا بہت خلاف ہی خبردار یہ خیال خام تصور ناتمام اپنے دل سے دور کر قیس نے دیکھا کہ اسوقت خاموش ہو رہنا بہتر ہی مگر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ہاتھ باندھکر عرض کی حضور معاف فرمائین یہ خیال تھا کہ مجھکو ملکہ قبول فرمائینگی لیکن آپ کی راے اقدس کے خلاف ہی جو مناسب وقت مگر غلام وعدہ کرتا ہی ان مسلمانونکو بہ ذلت و رسوائی قتل کرونگا مین لشکر مین ضرور جاؤنگا افراسیاب نے کہا جیسا مناسب ہو قیس نے اُسی وقت سب لشکر تیار کیا گینڈے پر سوار ہو کے روانہ ہوگیا یہان لیلاے محمل نشین نے عرض کی کنیز کو خالی رہنا سبب شاق ہی کنیز بھی ملاقات ملکہ حیرت کی مشتاق ہی ہرچند افراسیاب نے منع کیا لیلا نے نہ مانا کل لشکر کو تیار کیا افراسیاب سے رخصت ہوکر طرف پشتۂ رنگین حصار کے چلی یہان قیس اول آیا لشکر اپنا کنارے پر لشکر حیرت کے اُتارا آپ براے ملاقات ملکہ حیرت آیا آکر سلام کیا حیرت نے پوچھا اے قیس کیا ہوا قیس نے سب کیفیت اپنی بیان کی کہا شہنشاہ نے حضور بجا لیا

اب مین سمجھ گیا حضور تین دن میرے مقدمے مین دخل نہ دین مین سب کو گرفتار کر لاؤن اور بی لیلا مجھسے الکار کرتی ہین بعد فتح جنگ مسلمانان اُنپر بھی قبضہ کرونگا ملکہ حیرت نے کہا اچھا جاؤ مگر سمجھ کر مقابلہ کرنا قیس اپنی بارگاہ مین آیا دربارگاہ پر بیٹھ کر لشکر مسلمانان کو دیکھنے لگا سوچ رہا ہی کہ راتون کو جاؤنگا ملکہ مخمور و مہیار کو گرفتار کرکے لے آؤنگا میان باغبان بھی غفلت ہی مین گرفتار ہونگے ورنہ یہ بڑے بڑے ساحر ہین علم نیرنج و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ سوچ رہا تھا کہ طرف سے باغ سیب کے لکۂ ابر مرواریدی پیدا ہوا بڑی چاک و ملک سے آیا ہی قیس بیقرار ہو گیا قریب آکر ابر شق ہوا دیکھا ملکہ لیلا ے محمل نشین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن شیرین سخن کبک رفتار اعجاز گفتار گرد کنیزان زرین پوش کئی لاکھ ساحر پشت پر اژدران آتش فشان پر اٹھائے بارگاہ کے لدے ہوے اس جاہ وحشم سے ملکہ لیلا آکر پہونچین لشکر قیس سے اپنا لشکر الگ اُتارا اول حیرت کی ملاقات کو گئین بعد اُسکے اپنی بارگاہ مین آئین اس خیال مین کہ اب طبل جنگی بجواؤنگی مسلمانون سے مقابلہ کرونگی لیکن قیس بادیہ گرد نے جو ملکہ لیلا کو اس آن بان سے دیکھا اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آیا مصاحبون سے منع کیا کہ کوئی ہمارے پاس نہ آئے تنہا آکر بیٹھا سوچنے لگا کہ قتال عالم آگئی کیونکر اسپر قبضہ کرون کیونکر جان بچیگی تقدیر نے یہ کیا سامان دکھایا راتین ہجر کی کیونکر کٹینگی تڑپ تڑپ کے جان جائیگی کیونکر ضبط کرون نہ کوئی مونس نہ غمگسار کیا کرون نظم

جسم اپنا خشک فرقت مین سراسر کیجیے
چشم تر کو بھی مثال درج گوہر کیجیے

جیبن ہی ہو جائیے اس سرو قامت پر فقیر
بس کسی آزاد کے تکیے مین بستر کیجیے

بیوفا ہین کو دکان سنگ زن کو چھوڑیے
وادی وحشت کو چلیے دل کو پتھر کیجیے

اپنے دل سے کیجیے اُنس اُس سہی قد کے عوض
چھوڑ کر اب سرو کو عشق صنوبر کیجیے

اُڑ چلین صحراے وحشت سے بلایا ہی ہمین
پھر پر واز اب خط جانان کو شہپر کیجیے

اور شاعر سرو سے تشبیہ دیتے ہین تو دین
کیا درختون کو ترے قد کے برابر کیجیے

لعل خندان سے ذرا دانت اپنے چمکا دیجیے
دُرج مروارید کو اب دیدۂ تر کیجیے

جلوۂ خورشید سے ذرّے اگر چمکے تو کیا
آپ اپنے پرتوے سے ریزۂ زر کیجیے

شہر مین کیا کاٹیے ایام گردش اے جنون
گرد بادون کیطرح صحرا مین چکر کیجیے

دفتر عالم بجاے گنجفہ ہی آپ کو
کیجیے ترتیب دم مین دم مین ابتر کیجیے

اپنے حال زار پر بہت رویا آخر خیال مین گذرا کہ پہلے معشوق پریچہرہ پر قبضہ کرون پھر مسلمانون سے مقابلہ کرون

یہ سوچکر خاموش ہو رہا شب گذرنے کا انتظار کر رہا ہی چونکہ شب فرقت ہی گھڑیال دیر مین بجتا ہی کبھی گھبراکر اٹھا
کبھی بیٹھا کبھی سوچتا ہی کہ جاکر قدمون پر گرون پھر آپ ہی کہتا ہی وہ معشوق سرکش قبول نہ کریگی وہی باتین سرکشی
کی ظاہر ہونگی لیکن چرندو پرند ہرکارون نے آکر ملکہ مہرخ کو خبر پہونچائی کہ قیس بادیہ گرد و ملکہ لیلاے محمل نشین
آپ کے مقابلے کو آئے ہین یہ خبر سنتے ہی میان برق اپنے مقام سے اُٹھے خواجہ نے کہا آپ کہان چلے ساحرونکی
خبر سنی اور تمنے قصد کیا عیاری مین تمکو دخل نہین جاکر ہوشیار کردیتے ہو برق نے کہا مین وہان نہین جاؤنگا اپنے
لشکر کی حفاظت کرونگا یہ کہکر برق نے چالاک سے اشارہ کیا چالاک بھی باہر آیا دونون مین صلاح ہوئی
کہ ملکہ لیلا و قیس براے بربادی لشکر اسلام آئے ہین چلکر عیاری کرین اُستاد تو بارگاہ مین تجسس کر رہے ہین برق
سے چالاک نے کہا تم بڑھو مین بھی آتا ہون آپسمین اشارے کنائے ہو گئے برق ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
لشکر قیس مین آیا جابجا پھرتے پھرتے دربارگاہ قیس تک پہونچا دیکھا خادم خدمتگار در دولت پر حاضر ہین ایک
سے پوچھا شہنشاہ کیا کر رہے ہین ایک ساحر نے خبر دی کہ عشق مین مبتلا ہین اکیلے بیٹھے ہوے اشعار پڑھ رہے
ہین برق نے پوچھا کسپر عاشق ہوے ہین ساحر نے کہا لیلاے محمل نشین پر مرتے ہین وہ خیال بھی نہین کرتی
شہنشاہ کو جواب سخت دیے اب کچھ اور سوچ رہے ہونگے یہ سنتے ہی برق کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا
لگاکر صبا رفتار کی شکل بنا دوڑا ہوا در بارگاہ پر آیا خدمتگارون سے کہا ہمین ملکہ حیرت نے بھیجا ہی کچھ عرض کرنا منظور
ہی ساحرون نے کہا جائیے برق تنتا ہوا اندر آیا جھککر سلام کیا کہا کیون حضور مزاج کیسا ہی حیرت جادو
نے فرمایا ہی کہ آج طبل جنگی کیون نہین بجوایا قیس نے کہا آج غلام سحر تیار کر رہا ہی کل طبل جنگی بجواکر لڑیگا وہ سحر
لشکر مسلمانان پر بھیجون کہ تڑپ تڑپ کر جان دین برق بیٹھ گیا کہا تعجب کی بات ہی کہ آج حضور کے دربار مین
شغل مینخواری نہین قیس نے کہا اے صبا رفتار برق عیار نے بڑا دھوکا دیا برابر ہوشیاری مین نے یہ قرار دیا
ہی کہ جب مقابلہ مسلمانان پر رہونگا کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز نہ کھاؤنگا مین سامنے شہنشاہ کے وعدہ کرچکا ہون
کہ سب کا خاتمہ کرونگا بی بہار و مخمور کہ منظور نظر شہنشاہی ہین اُنکو گرفتار کرکے لاؤنگا باغبان و برق لامع
سے معرکۂ عظیم پڑیگا مین نے اُنکی بھی تدبیر کی ہی برق سوچا کہ شراب و کباب کے ذکر کرنے سے تو یہ انکار کرتا ہی
کچھ اور تدبیر کرون کہا حضور ایک سحر ملکہ حیرت نے دیا ہی اُسے تو قبضے مین کر لیجیے قیس تنہا بیٹھا تھا بیرون بارگاہ
اسکے مصاحب وغیرہ فروکش ہین برق نے آگ منگائی کوئلے سلگاکر انگیٹھی مین سلگائے لوبان اپنے پاس سے
نکال کر دیا کہا یہ لوبان آگ پر ڈالیے بغور دیکھتے رہیے ایک پری پیدا ہوگی سب حال ظاہر کریگی قیس نے لوبان

ہاتھہ مین لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بلند ہوا قیس بادیہ گرد محبت مین ملکہ لیلاے محمل نشین کی مبہوت ہو رہا ہی جیسے ہی دھوان نکلا دماغ مین پہونچا لڑکھڑا کر قیس گرا برق نے خنجر کھینچا ہاتھہ مارا سر قیس کا کٹ گیا برق نے چاہا جست کر کے بھاگون کہ پہلو سے زمین شق ہوئی نعرہ ہوا او ناعیار منم قیس بادیہ گرد یہ کہکر ایک دو ہتڑ مارا برق لڑکھڑا کے گرا اسنے گرفتار کر لیا کہا او بچہ جب تو دربارگاہ پر آیا تھا میرے سحر نے مجھکو خبر دی کہ برق عیار آتا ہی مین چاہتا جب ہی گرفتار کر لیتا مگر سوچا کہ دیکھون یہ کیا کرتا ہی اپنے غلام کو اپنی صورت بنا کر بٹھا دیا مین غرق زمین ہو گیا مگر حقیقت مین بلاے روزگار ہو اب تمکو خدمت شہنشاہ مین روانہ کرونگا ہاے غضب دو پہر رات گذر چکی نظارۂ جمال جہان آراے ملکہ لیلا سے محروم ہون دیکھیے تقدیر کیا دکھائے برق کو تو مشکین باندھکر ایک گوشے مین بٹھا دیا آپ سحر کر کے غرق زمین ہوا نقب کاٹتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ لیلا پہونچا کنج بارگاہ مین جا کر نکلا دیکھا ملکہ لیلا پڑی ہوئی سو رہی ہین شباب کی نیند زلفین عنبرین عارض انور پر پسینہ جو آیا صاف ثابت ہوتا ہی کہ ماران سیہ اوس چاٹنے آئے ہین ساق بلورین کھلی ہوئی ہاتھہ کہین پاؤن کہین سینہ صاف و شفاف کھلا ہوا دو حباب دریاے نور کے یا دو گنبد بلور کے یا دو نقابدار سرکش عجب آن بان سے وہ مہوش سو رہی ہی قیس بیقرار ہو گیا جی چاہتا تھا گرد پھرون پروانۂ شمع جمال بنون پتھر چھاتی پر رکھا سحر کرنے لگا دو چار کنیزین جو جابجا جاگ رہی تھین تاثیر سحر سے وہ بھی بیہوش ہو گئین قیس قریب آیا پہلے بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین سحر سے بیہوش تو کر ہی چکا ہی یہ بھی خوف ہی کہ ساحرہ زبردست ہی بادۂ حسن و جمال سے سرمست ہی پہلے زبان مین سوزن کو دے لیا بہ احتیاط تمام پشتارہ باندھا اسی نقب سحر مین کود اپنی بارگاہ مین آیا لا کے مسند پر بٹھایا سامان عیش و نشاط لا کر رکھا اب اسنے ملکہ کو ہوشیار کیا ہاتھہ باندھکر عرض کی مین غلام ہون غلام کو اپنی خدمت مین قبول فرمائیے ملکہ لیلا غصے مین کانپنے لگین زبان مین سوزن مجبور ونا چار اشارے سے جواب دیا کہ او بچہ قتل کر ڈال مگر ہماری عصمت کا نام نہ لے تو اس لائق ہی کہ ہم تجھکو قبول کرین قیس نے تاج قدمون پر رکھدیا کہا ای ملکۂ عالم مین زندہ نہ بچونگا میرا عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اگر آپ نے مجھکو نہ قبول فرمایا تو آپ کے واسطے بڑی خرابی ہو گی ہاے کیا کہون جو میرا حال ہی

نظم

پھر قیامت زا ہوا ہلنا لب خاموش کا — پھر نظر آئیگا موسم جنون کے جوش کا
شوق عریانی نے پھر کھینی ہین دامن کی دھجیان — پھر اتروایا جنون نے بوجھ میرے دوش کا
لگ گئی ہی پھر جوان روز دمین چپکی سی مجھے — آگیا ہی دھیان پھر اگ کا نسخہ خاموش کا

نعرہ زن جا جاکے گلزارونمین پھرتا ہون جو مین — برگ گُل پر پھر گمان ہونے لگا ہی گوش کا
پھر پڑا رہتا ہون مین بیہوش بدمستون کیطرح — پھر تصور بندھ گیا مجھکو کسی میخوش کا
آئے پھر ایام سرما پھر ہوا شوق وصال — چادر تربت پہ پھر عالم ہی بالاپوش کا
آگئی ہی یاد مجھکو وصل کی پھر میکشی — پھر ہوا میرے لہو مین طور مَی کے جوش کا
کرگیا ہی پھر کوئی خالی مری آغوش کو — پھر خیال آیا ہی مجھکو گور کی آغوش کا
اُس مسیحا نے کیا پھر قبر پر آنے کا قصد — پھر جنازہ بار ہوگا دوستون کے دوش کا
پھر جدائی سے ہوئی منظور روپوشی مجھے — پھر ستاتا ہی نہ ملنا اک بتِ روپوش کا
ساحل دریا مرے رونے سے پھر آغوش ہی — رونا یاد آتا ہی پھر اک طفل ہم آغوش کا
پھر کھلونے کی طرح بیدم ہی میرا کالبد — کھیلنا یاد آیا پھر اک طفل بازی گوش کا
پھر ہوا ضبط فغان دشوار ہی ناسخ مجھے — پھر قیامت زا ہوا ہلنا لب خاموش کا

ہزار طرح سے قیس نے لیلا کی منتین کین لیلا نے نہ قبول کیا یہی کہا کہ تجھکو قتل کرنے کا اختیار ہی ترا کہنا ہم نہ قبول کرینگے قیس نے ملکہ کو تو اپنی بارگاہ مین چھوڑا غصے مین کانپتا ہوا پاس ملکہ حیرت کے آیا کہا حضور کچھ سُنا کہ سرداران سرکار کے کیا حال ہین ظاہر مین بی لیلا برائے مقابلۂ مسلمانان آئین باطن مین یہ منظور تھا کہ آپ کو گرفتار کرکے لیجائین مین خبر پاگیا گرفتار کرلیا رات کو برق فرنگی عیار کو بھی گرفتار کرلیا دونون میرے پاس قید ہین اب اسوقت دربار عام مین بلوائیے اُنسے سوال اپنی اطاعت کا کیجیے حیرت کو یہ سنکر بڑا غصہ آیا کہا بی لیلا و برق کو دربار مین لاؤ ملازم گئے لیلا و برق کو دربار مین لیکر آئے لیلا کو بہت ناگوار ہوا حیرت نے کہا بی لیلا تم مسلمانون سے مل گئین مقام افسوس ہی تمنے کچھ ہمارے نمک کا خیال نہ کیا لیلا کو یہ کلمہ نہایت ناگوار گذرا ولین کہا اول تو سر دربار اس ذلت سے بلایا اُس ناہنجار کا کہنا مانا حیرت نے ہمارا کچھ خیال نہ کیا قدر شناسی مسلمانون ہی پر موقوف ہی جب تو ہمار ایسی غریزدار مخمور معشوقہ سرکار کہلاتی تھین کچھ تو صدمہ پہونچا کہ جا کر شریک مسلمانان ہوگئین انھین کے چلکر ہم بھی شریک ہون تو مناسب ہی یہ مذہب بھی خلاف معلوم ہوتا ہی دل مین یہ باتین کرکے کہا بی حیرت صاحب آپ بادشاہ ہنکر بیٹھین ایک نالائق کے کہنے سے ہماری آبرو کا خیال نہ کیا ہم جان و دل سے شریک مسلمانان ہین جو ہوسکیگا وہ کرینگے ایسی آپ عادل و منصف ہین کہ بہن کا بھی پاس نہ لیا وہ بھی نکل گئین برق تو پہلو مین بیٹھا ہی کہا ای برق افسوس ہمسے تو خواجہ عمرو سے ملاقات نہوئی یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے تم ہمارا اسلام خدمت مین

خواجہ عمرو کی پہونچانا برق نے پکار پکار کر کہنا شروع کیا حیرت نے بے سبب لیلا کو کلمات سخت کہے لیلا نے بہ آواز بلند کہا کہ سب حاضرین وقت آگاہ رہین مین نے سامری و جمشید پر دل سے لعنت کی اور مذہب خواجہ قبول کیا مگر افسوس ہی کہ اُس باغ بنجزان مین نہ پہونچی کہ ملکہ مہرخ کو دیکھتی حقیقت مین کیا دربار ہو گا ہماری تقدیر نے رسائی نہ کی بے اختیار ہو کر مارے جاتے ہین برق نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ پروردگار فضل کریگا کیا عجب ہی کہ رہائی ہو برق تڑپ تڑپ کر دعائین مانگنے لگا کہ ای خالق لیل و نہار روای پروردگار تو رحم اپنا اسوقت شریک کر تیرے نزدیک سب آسان ہی

نظم

زیک حکم کُن گشت پیدا جہان
منور شد از مہر و مہ آسمان
کسی گشت محکوم و فرمان گزار
کسی شد بر آن حافظ و پاسبان
بہر وقت د ہر موسم و ہر بہار
گہے ابر باران گوہر فشان
شد از گل بگلزار روشن چراغ

مکین و مکان و زمین و زمان
وجود جہان رخ نمود از عدم
کسی شد شہنشاہ دور زمان
کسی شد جوان کسی گشت پیر
گل تازہ بشگفت در بوستان
گہے گل ز صحن چمن رخ نمود
جہان شد ز نظارہ اش باغ باغ

زانسان زمین زینت تازہ یافت
عیان گشت از بے نشانی نشان
کسی مالک ملک و گنجینہ دار
کسی خرد گشت و کسی شد کلان
گہے برق شد خندہ زن بر چمن
گہے بلبل آمد بشور و فغان

ملکہ لیلا آنکھوں مین آنسو بھرے بیٹھی ہین کہ رہی ہین کیون ای برق بی حیرت جادو کی بے اعتدالی تمنے دیکھی انھین حرکتون سے ہین انکی نکل گئین برق کہتا ہی انشاء اللہ پروردگار اپنا فضل کریگا کہ حیرت نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہی ذرا سمجھ بوجھ کر دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حیرت نے کہا ہمنے سو حکمون کا ایک حکم دیا ہی پہلے برق پر ہاتھ مار پھر شاہ سے کہ لینگے جیسے ہی جلاد نے چاہا کہ برق پر خنجر مارون ایک پتھر سر پر پڑا سر اُڑ گیا اب تو ہلڑ ہوا کہ جلاد کو کسنے مارا حیرت نے دوسرے جلاد کو اشارہ کیا ایک جلاد صف سے نکلا پکارتا ہوا حضور مین قتل کرونگا لیکن پہلے نمکحرام ہی کا قتل کرنا واجب ولازم ہی یہ کہتا ہوا قریب لیلا کے پہونچا جھک کر کوئلے کا خط گردن پر کھینچا اور کہا ای ملکہ عالم آپ نے دم محبت اسلام کا بھرا ہم حاضر ہین چالاک بن عمرو میرا نام ہی آپ کو رہا کرنے آیا ہون ملکہ مہرخ دمبار آمادہ ہین آپ کی مدد کو آیا چاہتی ہین ہین زبان سے سوزن نکالتا ہون ملکہ لیلا نہال ہو گئین چپکے کہتی ہین وہان سب قدردان جمع ہین ایسی جگہ رہنا مناسب ہی خوش ہو کر کہا زبان سے سوزن نکالو واضح رہے کہ قیس

کبھی بیٹھا ہوا ہی ملکہ حیرت کے سامنے دوستی کا دم بھر رہا ہی کہتا ہی اے ملکۂ عالم ہم خیرخواہان دولت سے ہین اگر ہمارے سر پر آرے بھی چلین تو کبھی شریک مسلمانان نہون اگر مین شب کو نہ گرفتار کرلاتا اب تک خدمت مین مہرخ کی پہونچ جاتین یہ برق فرنگی اسی واسطے آیا تھا اتنی جو حیرت کی پلک جھپکی چالاک نے سوزن زبان سے لیلا کی لگائی سوزن کا لگنا کہ لیلا تڑپی تمام قید آہن کنگر گری ایک پنجہ لگا اُسنے برق کی قید توڑی یہ سحر لیلا کا تھا برق بھی تڑپ کر اُٹھا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی

کہ اُستاد مین خواجہ نامدار | تڑپنے مین مین برق رفتار ہون | مرا نام ہی برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی | ارسطوے ذی علم شاگرد ہی | کہے کون مکار وغدار ہون
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا | بزیر قدم غرب ہی شرق ہی | ورکمر پر میرا سپر ا رہا
| | چھلاوا ہون مین نام بھی برق ہی

برابر ایک جادوگر کھڑا تھا اُسکو خنجر مارا وہ مرکر گرا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا برق نے حقہ آتشبازی کا مارا لیلا جو تڑپ کر اُٹھی کئی سو کے سر اُڑا دیے برق و لیلا لڑتے ہوے باہر نکلے اُسی تاریکی مین جاتے ہین کہ نکل جائین کہ قیس نے اُٹھکر سحر کیا برق تو لڑکھڑا کے گرا ملکہ لیلا پر آگ برسنے لگی ایک خنجر گرا سب سحر تو ملکہ لیلا نے مٹائے آگ پانی سے اپنے کو بچایا خنجر نے سر زخمی کیا لیلا لڑکھڑائین برق ہرچند قصد کرتا ہی کہ زمین سے اُٹھون مگر ممکن نہین ہوتا زمین نے پیر تھام لیے جادوگر چلے کہ برق کا سر کاٹ لین لیلا بدحواس ہی کہ میرے واسطے برق مارا جاتا ہی مجھکو کیسا لوگ بدنام کرینگے ہرچند کہ زخم سر سے حال ابتر ہی مگر ہاتھ ہلاتی جاتی ہین کسی جادوگر کو قریب برق کے آنے نہین دیتین قیس نے پکار کر کہا مین ابھی اسکو بیکار کرتا ہون یہ کہکر بڑھا جھولی مین ہاتھ ڈالکر ایک طائر نکالا طائر کو چھوڑا طائر نے اُڑ کر گرد سر لیلا چرخ مارا چرخ مار کر ایک چیخ ماری آہ کرکے جلگیا خاک سر پر لیلا کے گری خاک کا گرنا کہ غبار بلند ہوا لیلا تھرائی ہاتھ ٹیکدیے اب تو قیس تلوار کھینچکر چلا اشارون سے کہتا ہی اب بھی راضی ہو تو جان بچا لون لیلا نے پکار کر آواز دی او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نکر ہم اپنی جان دینگے مگر تیرا کہنا نہ مانینگے قیس نے کہا مین آتا ہون سر کاٹے لیتا ہون یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ جا کر ہاتھ مارون کہ زمین شق ہوئی رعد جادو زمین سے نکلا نکلتے ہی ایک چیخ ماری کہ زمین کانپی قیس لڑکھڑا کے گرا ناک سے خون نکلنے لگا شہر تھر کانپا کئی سو جادوگر دہل کے گرے سر اُنکے پھٹ گئے ناک کان سے خون نکلنے لگا وہ جو گرے ہوے تڑپ رہے تھے آسمان سے نعرہ کرکے برق جادوگری اُن سبھو نکے سر کاٹ کے چمکی لیلا کے بھی ہوش درست ہوے لڑنے لگی رعد و برق گرد پھر رہے ہین لیلا سے محمل نشین باغ باغ ہوگئی جمین

کہتی ہین کہ سبحان اللہ کیا جانباز ہین کیا سرفروش ہین انکو جرأت کے جوش ہین رعد و برق لڑ رہے ہین حیرت نے جو رعد و برق کو دیکھا آواز دی اے شمشیر بران دونون کو لینا ایک تلوار گری کہ اُس سے سر رعد و برق کا زخمی ہوا دونون ڈگمگا ئے لیلا مسعود نے جانبازی ساحرزن کو قتل کر رہی ہین جو ساحر قریب آیا اسکو مار کر گرا دیا حیرت نے کہا ارے بلوہ کر کے پکڑ لو مین نے دونون کو زخمی کیا جادوگر بلوہ کر کے چلے چاہتے ہین کہ رعد و برق کو پکڑ لین ان دونون کی اُسوقت بتھرا رہی کہ آسمان سے ہواے سرد چلی پھول برسنے لگے غنچے چٹکے پھول شگفتہ ہوے شاخون نے ہاتھ بڑھائے پتے تالیان بجانے لگے ہرسمت سے آواز آئی مطلع اٹھیو ان رکھیو بیابان مین سواری تیار ٭ اندنون چلنے کو ہر باد بہاری تیار ٭ دیگر نسیم صبح جا جا کر گلستان مین پکار آئی ٭ مبارک بلبلو تمکو بہار آئی بہار آئی ٭ سب نے دیکھا ملکہ بہار گلعذار تاج زرین سر پر رکھے ہوے دریا مین پھولونکے غوطہ زن غنچہ دہن رشک چمن آتے ہی گلدستہ مارا گلدستہ جو پھٹا پھول برسنے لگے جسپر پھول گرا پھول گیا یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا

اشعار

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
یہ تو نہ جانے کہین وہ تو گیا
مین وہ سیہ رو ہون کہ وہ شمع رو
ملک عدم سے نہ پھرا جو گیا
شوخی قاتل کے مین قربان ہون
جس سے کہ بیزار تھے تم سو گیا
زلف کی بو آئیگی ہمکو اگر
خیرہ ہی مومن تمھین کیا ہو گیا

جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
اُٹھنہ جلدی سے پلنگ دو کہین
شام کو آیا تھا سحر کو گیا
ساتھ نہ چلنے کا بہانہ تو دیکھو
کہتے رہے سب یہ گیا وہ گیا
رشک اثر تھا گلۂ دشمنان
غنچہ کے گھر دستہ شبو گیا

دل نہ پھرا جان تو ٹھہرے خدا
دل ہی نہین ہاتھ سے دیکھو گیا
طالع برگشتہ مرے کیا پھرین
آکے مری نعش پہ وہ رو گیا
صبر نہین شام فراق آپکو
نالہ مرے کام سے یارو گیا
ہاے صنم ہاے صنم لب پہ کیون

ہر طرف ہنگامہ ہے پھول برس رہے ہین ملکہ حیرت بہار کو دیکھکر جل گئین بہار نے لیلا کا بازو تھاما تھا ہی لیلا نہ ٹھہرانا ایک طرف سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا نعرہ ہوا ایک طرف سے باغبان قدرت کا نعرہ ہوا آتے ہی گیند پھولون کا مارا کئی ہزار جوان بیکار ہو کر گرے اب تو آمد مسلمانان شروع ہوئی جو سردار آیا اُسنے لیلا کا ہاتھ تھام لیا اور کہا اے ملکۂ عالم نہ گھبراؤ تھوڑے ہی عرصے مین سردارون کا جماؤ ہو گیا سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن و برق لامع وغیرہ آکر پہونچین لیلاے محمل نشین کو بچا لیا ایکطرف سے نقارے پر چوب پڑی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار گرد سرداران نامدار مع فوج ظفر موج

آکر پہونچو یہ نعرہ کیا اے لیلاے محمل نشین تمھارے واسطے سب حاضر ہین لیلاے محمل نشین کی خوشی قیس کا جلنا لیکن جیسے ساحر پر جا پڑا اُسکو زخمی کیا اکثر سردار اس ملعون کے ہاتھ سے مارے بھی گئے سحر مین بلاے روزگار عجائب وغرائب سب طرح کے تیار بڑے زور وشور سے سحر چل رہا ہی حیرت گھبرائی مصور وصورت نگار بھی زخمی ہوے مصور نے کہا بی بی نکل چلو یہان ٹھہرنا مناسب نہین میان بی بی بھاگے مصور کا بھاگنا کئی ہزار جادوگر بھاگ نکلے حیرت نے پکار کر کہا ارے نامردو تیرے بھاگنے سے لشکر پر شکست ہوئی مصور نے جواب بھی نہ دیا آخر حیرت نے جھلا کر طبل بازگشت بجوایا ملکہ مہرخ لیلاے محمل نشین کو ساتھ لیے ہوے بہ فتح وفیروزی پلٹین لیکن حیرت کا پلٹنا اور لیلیٰ کا نکل جانا قیس کو بہت ناگوار ہوا کہا اے ملکۂ عالم آپ نے کیون جلد ہی طبل بلند بجوا دیا غلام سب سے سمجھ لیتا آپ نے ذرا تساہل فرمایا ہوتا مین سب سردارون کو سزا دیتا حیرت نے کہا اے قیس تم کیا جانو عیاریان ہوتی ہین ساربان زادہ بلاے روزگار ہے یہ میان برق جو رہا ہو کر گئے ہین یہ بڑے تیز ہین یہ بھی عیاری کرتے ہین تم نے جو مناسب جانا وہ کیا تم کنارے بیٹھو یہ سنتے ہی قیس رونے لگا کہا اے ملکۂ عالم مین اپنا حال کیا کہون مجھسے اب صبر نہین ہو سکتا میری جان پہ بنی ہے مین جان دیتا مگر لیلاے محمل نشین کو نکلنے دیتا اُس ظالم کا دامن تھام کر عرض کرتا

نظم

برہم ہین وہ غیر بھیا سے
جاؤ جاؤ جی بلا سے
تونے کانٹے تو زخم ہوئے
ایسے بیدرد ہو فنا سے
رولین آؤ گلے لپٹ کر
اتنا کہد بھیو صبا سے
دیکھا سب کو نسیم دیکھا

مانگین کچھ اور ہی خدا سے
کیا حال کہین دل و جگر کا
آنسو ٹپکے خراش پا سے
مطلوب وہی کہ جس سے فریاد
زیست پھر ہو نہو قضا سے
گذری گیا جس سے جان دیدی
خاموش بیان دعا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
ٹکڑے ٹکڑے ہو جا بجا سے
راحت طلبی سمجھ کے اے دل
نکلیگا کام کیا دعا سے
ہم تک بھی کوئی نسیم گیسو
پوچھو تو اسپنے مبتلا سے

لہذا حیرت نے کہا اے قیس اتنا نہ گھبراؤ قیس نے کہا حضور غلام کو ایک ہفتے کی مہلت ملے مین سحر کامل تیار کر کے حاضر ہونگا ملکہ نے کہا اختیار ہے قیس بادیہ گرد اُسی وقت کل فوج کو ساتھ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوا صحرا مین آ کر اُترا ملکہ مہرخ جو لیلا کو لیکر بارگاہ مین آئین پہلو مین ملکہ ہلال سحر افگن کے جگہ ملی کئی سو کنیزین واسطے خدمت کے مقرر ہوئین ایک بارگاہ عمدہ استادہ کرا دی ملکہ لیلاے محمل نشین ان سردارون مین آ کر بہت خوش ہوئین ملکہ مہرخ سے کہا حضور کی

قدمبوسی میرے واسطے بڑا فخر ہوا ملکہ مہرخ نے کہا اے لیلا یہاں رہنا ہر وقت موت کا سامنا ہے جسوقت افراسیاب آتا ہے جان پر بنجاتی ہے کبھی بھاگتے ہیں کبھی لڑتے ہیں خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ یہ جان بچا لیتے ہیں کفار کو شکست دیتے ہیں لیلا نے کہا اسکا کچھ خوف نہیں شکر ہے کہ مذہب حق میں تو پہونچے لات و منات پر لعنت کی سامری و جمشید کیا مسخرے تھے خداے حقیقی کے قائل ہوے عجب نصرت حاصل ہوے اب حکم ہو تو کنیز اپنی بارگاہ میں جائے ملکہ مہرخ نے کئی سو کنیزیں ساتھ کین ملکہ لیلا سے محمل نشین اپنی بارگاہ میں آئین آپ حال مصیبت مآل قیس بادیہ گرد کا لکھا جاتا ہے کہ یہ بیابان جو صحرا میں پہونچا ایک مقام پر باتر پڑا رات کو جو بیٹھا یاد میں ملکہ لیلا سے محمل نشین کی رونے لگا ہر چند مصاحب سمجھاتے ہیں یہ کہتا ہے یارو تمسے حال دل کیا کہوں تم کیا مجھے سمجھاتے ہو

نظم

ہاں تو کیونکر نہ کرے ترک بتاں اے واعظ / ایسی حوریں تری قسمت میں کہاں اے واعظ
منتظر ہو کسی بت کا تو نہیں تو کیوں ہے / مجلس وعظ میں ہر سو نگراں اے واعظ
اب ذرا سننے دے تو کوے بتاں کی باتیں / ہو چکا تذکرہ باغ جناں اے واعظ
سچ ہو کا منہ تری تقریر سے کیونکر جلین / شعلۂ آتش دوزخ ہے زباں اے واعظ
حور کی مدح میں کیا ترک صنم کا مذکور / یہی باتیں ہیں مرے دل پہ گراں اے واعظ
ڈر مری آہ سے ظالم نہ جلا جی کر نہیں / یہ جہنم سے تو کم شعلہ فشاں اے واعظ
دل جنت سے کر دلبری حور کا ذکر / ایسی باتیں کوئی سنتا نہیں یاں اے واعظ
جو ملیں تجھسے بصد شوق وہ کیا ہو نگے نکر / بس مرے سامنے حوروں کا بیاں اے واعظ
کیسے آرام پس مرگ مگر کافر تو / اہل اسلام کا ہے دشمن جاں اے واعظ
شر کی بات نہیں ہے یہ اثر ہو کیونکر / نہ میں مومن ہوں نہ تو پیر مغاں اے واعظ

یارو مجھے کیوں سمجھاتے ہو جب تک میں اس معشوق سے نہ ملونگا میرے دل کو آرام نہ آئیگا میرا ارادہ اب یہ ہے کہ لشکر مسلمانان میں جاؤں اس ظالم کو گرفتار کرکے لاؤں بعد اسکے سمجھا جائیگا سب نے کہا حضور لشکر مسلمانان میں جانا اتنی بڑی ساحرہ کو لیکر آنا ایسا نہو کوئی خرابی ہو قیس نے کہا میں سطرح سے جاؤنگا کہ کوئی مجھکو نہ دیکھ سکے کیا مجال کسی کی کہ مجھے روک سکے یہ کہکر اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر مسلمانان چلا لشکر میں آکر پہونچا بصورت مبدل پھرنے لگا پھرتے پھرتے ایک جادوگر سے پوچھا کہ ملکہ لیلا سے محمل نشین کا

خیمہ کونسا ہی ساحرہ نے کہا خیمہ کیسا وہ سامنے جو بارگاہ زر بفتی استادہ ہی اُسمین اُس شاہزادی کا داخلہ ہی ملکہ مہرخ نے بڑی قدر کی قیس یہ سنکر چلگیا جہین کہتا ہی کہ مسلمانون نے بڑی خاطر کی خبر کہان جاتے ہین یہ کہکر سحر کرتا ہوا ایک نخل پر آیا جو کنیزین دروازے پر تھی تھین اُنپر سحر کیا ہوا سے سرد چلی وہ سب سو گئین قیس درخت سے اُترا ٹہلتا ہوا اندر آیا دیکھا وہ آرام جان چھپرکھٹ پر آرام فرما رہی ہی پکارا اُٹھا ای آرام جان وای نور دیدہ مشتاقان تمہارا اشتیاق یہانتک کھینچ لایا ہی جب تک تم سے نہ ملینگے غنچۂ آرزو نہ کہلینگے دیر تک سرھانے کھڑا ہوا اُسکا کیا صورت زیبا دیکھکر وجد مین ہی بعد اُسکے کچھ سحر کیا ملکہ سوتی تھین بیہوش ہوئین اوّل اسنے زبان مین سوزن کو دیا پر پرواز پیدا کیے ملکہ کو لیکر اُڑگیا اپنے لشکر مین آکے پہونچا صحبت شراب وکباب درست کرکے ملکہ کو ہوشیار کیا ملکہ کی جو آنکھ کھلی اپنی زبان مین سوزن پائی قیس بادیہ گرد کو دیکھا کہ برہم بیٹھا ہی کہہ رہا ہی کیون ملکہ دیکھا تمنے مین تمکو لے آیا مسلمانون مین نہ رہنے دونگا بہتر اسی مین ہی کہ مجھکو قبول کرو ملکہ نے تیوری پر بل ڈال کے وہی جواب دیا کہ اگر ہمارا دشمن ہی تو قتل کر مگر ہماری عصمت کا نام نہ لے خبردار اب ہمسے سوال وجواب نہ کرنا قیس عرصۂ دراز تک منت خوشامد کیا کیا کبھی کہتا ہی ای شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو باغ محبوبی آپکے غصہ کرنے سے میری زندگی نہوگی امیدوار ہون کہ خطا معاف فرمائیے ملکہ نے جواب دینا موقوف کیا قیس بیقرار ہوکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگا اشعار

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا ۔ لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوے ہم پیدا
ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری ارہ ہی ۔ ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبردم پیدا
مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین ۔ شادی وغم سے کیا ہی مجھے توام پیدا
درد سر مین ہو کسی کے تو مرے دل مین ہو درد ۔ واسطے میرے ہوا ہی غم عالم پیدا
زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے ۔ شادمانی مین ہی یان حالت ماتم پیدا
آسمان شوق سے تلوارون کا مینھ برسادے ۔ نہ تو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا
کام اپنا نہوا جب کجی ابرو سے ۔ گیسو یار ہوے درہم وبرہم پیدا
چپ رہو دور کرو منھ نہ مرا کھلواؤ ۔ غافل زخم زبان کا نہین مرہم پیدا
قلزم فکر مین ہرچند لگائے غوطے ۔ در مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا
دوست ہی دشمن جان ہو گیا اپنا آتش ۔ نوشش دارو نے کیا یان اثر سم پیدا

۲۴۰؟

قیس سامنے ملکہ کے یہ اشعار پڑھکر بہت رویا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا تب اسنے ملکہ لیلا کو ایک قفس مین بند کر دیا
چند کنیزونکے وہ قفس سپرد کیا آپ باہر آیا مشیرون وزیرون کو جمع کرکے کہا یارو یہ غم میرے واسطے جانکاہ
ہی حال میرا فراق مین بہت تباہ ہی مین اُس سرکش کو پکڑ لایا مگر اُسکی زبان پر وہی بات جاری ہی میری صورت
سے بیزار ہی ہی اب کیا صلاح ہی پاس افراسیاب کے لیچلون دیکھین شہنشاہ کیا فرماتے ہین سب نے کہا
شہنشاہ کا پرائے دل پر کیا اختیار ہی غصہ کرینگے دباؤ ڈالینگے اُسکا قبول کرنا بہت دشوار ہی ایک امر ہم سب کے
ذہن مین آتا ہی اگر وہ حضور کرین تو کچھ عجب نہین کہ آہوے وحشی رام ہو خوش ہوکر قیس بادیہ گرد نے کہا بیان
کرو بھائیو میری تو جان پر بنی ہی وہ ظالم اپنی ہی کہے جاتی ہی سب نے کہا ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ ملکہ لیلا
کو خدمت خداوند لقا مین لیچلیے اُنھون نے سب کو پیدا کیا ہی وہ دل پھیر دینگے یہ آپ پر مائل ہو جائیگی اگر قدرت
پوچھین تو بیان کر دیجیے گا کہ مین مسلمانون کو قتل کرنے آیا ہون ایک غرض اپنی بھی لایا ہون اگر قدرت کہین کہو
تو سب حال مفصل بیان کر دیجیے گا وہ فوراً قلب پر سے قفل کھول دینگے یہ فوراً آپ پر مائل ہو جائیگی مصاحبون نے
جو اسطرح سمجھایا قیس بہت خوش ہوا کہا یارو تمنے خوب صلاح بتائی قدرت نے سب کو پیدا کیا دل کا پھیر دینا
اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات ہی اس بات پر قائم ہوا دو دن اُسی صحرا مین رہا کنیزین مصاحب دن بھر ملکہ لیلا
کو سمجھاتے رہے لیلا کا وہی سوال وہی جواب آخر کو یہ صلاح ہوئی کہ اب کوچ کیجیے تمام لشکر کو قیس نے تیار کیا
ملکہ کا قفس ایک تخت پر رکھا چند کنیزین گرد متعین کین بڑے زور و شور سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
روانہ ہوا یہ تو منزلین طی کرتا ہوا جاتا ہی ناظرین کو یاد ہو گا حقیر نے اکثر داستانین شاہزادہ غضنفر بن اسد کی تحریر
کی ہین طریقہ غضنفر کا یہ ہی کہ اسی ہزار دیوانے اُنکو قزاق بنایا قواعد سکھائے اب وہ دیوانے برق جستہ ہین
اشارون پر کام کرتے ہین جہان کوئی علاقہ آباد دیکھا زمیندار سے کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمھارے مہمان دعوت ہی
اگر اُسنے نمانا جاکر لوٹ لیا پس فرزند طلسم کشا لوٹ مار کرتے پھرتے ہین نسیم جالندری ساحرہ اُنکے ساتھ ہی اور
قمر پیکر ایسی معشوقہ ہمراہ ایک قریہ آکر لوٹا ہی وہان فرو کش ہین زمیندار سامنے بندھے ہوئے ہین روپیہ مانگا
جاتا ہی دیوانے درختون کے سایے مین فروکش ہین ناچ جا بجا ہو رہے ہین دیہات کی کسبیان ناچ رہی ہین
دیوانے خود بھی گاتے ہین غضنفر سب کے بیچ مین بیٹھا ہی چہرہ آفتاب عالمتاب گرد مصاحب ہرکارے واسطے خبر کے
مقرر کیے ہین کہ مالدار کا پتہ لگاؤ ناگاہ دو ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ایک
ساحر چار لاکھ ساحرون کی جمعیت سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی بڑا ساحر زبردست مشہور ہی

لشکر خواجہ عمرو سے بھی لڑا تھا اب براے ملاقات لقا جاتا ہی یہ سنکر شاہزادہ غضنفر نے مونچھون پر تاؤ دیکر پوچھا کہ یہان سے کتنی دور ہی عرض کی یہان سے بارہ کوس پر اُترا ہوا ہی کہا آج شب کو اُنکی فکر ہو جائیگی قزاقون نے بھی خبر سنی کہ ہمارے شہریار شہنشاہ قزاقان براے شبخون تشریف لیجائینگے ہل کرنے لگے ایک کو ایک مژدہ خوشخبری دیتا ہی کہ چلکر مال لوٹینگے اب کہین اور ناچ راگ ورنگ ہوگا زمینداروں کو یہ کہکر چھوڑ دیا تمسے پھر سمجھا جائیگا زمینداروں مین جان آگئی لیکن حیران ہین کہ چار لاکھ پر اسی ہزار سے جائینگے کیونکر فتح پائینگے دیوانون نے کہا ایک ایک ہم مین کا ہزار ہزار سے لڑیگا اسی ہزار بہت ہین جاتے ہی بدحواس کر دینگے لعشون سے میدان بھر دینگے جاتے انکی دیہہ زمینداروں سے غضنفر نے کہا اب ہم تمہارے علاقے سے جاتے ہین مگر خبردار جب کبھی بادلست اسطرف آئین اور کہلا بھیجین کہ ہماری دعوت ہی فوراً کل سامان لیکر حاضر ہونا اگر تامل ہوا تو یہی حال کرینگے گھربار جلا دینگے مکانون کو پھونک دینگے عورتون پکڑ لیجائینگے زمیندار ہاتھ باندھے سامنے کھڑے ہین کہ رہے ہین کہ گستاخ جو آپ فرماتے ہین جب ادھر سے آپ کا لشکر نکلیگا ہم دعوت لیکر حاضر ہونگے غضنفر نے کہا اگر ایسا کروگے عزت و آبرو پاؤگے دو پہر رات گئے سوار ہوے بوق ترکی بجا یا ای قزاقان تیار شوید گھوڑے جو صحرا مین چر رہے تھے دوڑ دوڑ کر اپنے اپنے سوار کے پاس آئے سر جھکا کر کھڑے ہوے مراد یہ تھی کہ ہمین تیار کرو زین وغیرہ ڈالو کہ افسر نے دوسری آواز دی زین پڑ گئے تیسری آواز مین سب قزاق تیار ہوکر صفین جمائے ہوے سامنے آئے مسلح و مکمل آمادہ حرب و پیکار قتل دشمنان پر تیار یہی دل مین ہی کہ اگر صفین لوہے کی ہون تو توڑکے نکل جائین ملکہ نسیم جالندری بارہ ہزار کنیزین ساتھ لیے ہوے طاؤس زرین بال پر سوار سامنے آکے پہنچی [illegible] سامنے مین ملکہ قمرپیکر نسیم نے عرض کی اگر خلاف مزاج نہو تو کچھ عرض کرون غضنفر نے کہا فرمائیے نسیم نے کہا شہنشاہ قزاقان قیس بادیہ گرد بلا کا ساحر ہی علم نیرنج و شعبدہ سے بہت ماہر ہی اگر حکم ہو تو لونڈی سحر کرکے [illegible] مین سب کو تباہ کر دیگی غضنفر نے فرمایا ای نسیم خدا چاہیگا تو وہ سحر نہ کرنے پائیگا یہ کہکر گھوڑے اٹھا دیے یلغار روی کرتے ہوے صبح پہونچنا انکا گذارش کیا جائیگا یہان قیس بادیہ گرد اسی صحرائے سبزہ زار مین فروکش ہی اس خیال پر کہ ملکہ سے منت و خوشامد پھر کہون شاید ہمین راضی ہو جائے تو قدرت کے پاس جانا کیا ضرور ہے جلکہ جلسۂ شراب و کباب درست کیا کنیزین مصاحب سب جمع ہوئین ملکہ لیلا سے محمل نشین کا قفس منگا کے رکھا ہی سب سجا رہے ہین قیس عرض کر رہا ہی ای ملکۂ عالم مجھپر ہجر مین بہت سختی گذرتی ہی کس زبان سے عرض کرون اصل مین یہ کیفیت ہی

نظم

ہین ہر سر مژگان سے چکان اشک تر ایسے — جان دیتا ہون قیمت مین اگر ہون گہر ایسے
اُڑکر بھی اُنھین پا نہ سکے طائر ادراک — پنہان ہین نزاکت سے دہان و کمر ایسے
بیفائدہ خوفِ قفس کہنہ ہی صیاد — طاقت ہی نہ بازو مین نہ ہم تیز پر ایسے
پیغام قضا ہین یہ بلا خیز لگا ہین — وقفہ کہین دیتے ہین خدنگ نظر ایسے
تعلیم تبسم ہی ہر ایک غنچۂ گل کو — پیہم ہین مرے خندۂ زخم جگر ایسے
کروٹ بھی نہ لی راحت آغوش لحد مین — بند آنکھ کے ہوتے ہی ہوے بیخبر ایسے
ہم بوسۂ خنجر لب ہر زخم سے لینگے — دل مین ہین بھرے شوق اجل کے اثر ایسے
طی کیجیے گام مرحلہ ہاے عدم وحشر — باقی ہین ابھی اور بھی ای دل سفر ایسے
بچپن ہی سے اشکون کو ٹپک جانیکی خو ہی — طفلی ہی سے بگڑے مرے نور نظر ایسے
جمشید نہ دارا نہ سکندر نہ فریدون — دنیا سے نسیم اُٹھ گئے دیکھو بشر ایسے

اشعار پڑھ پڑھ کے ملکہ لیلا کے سامنے رو رہا ہی کہ ملکۂ عالم مجھے سرفراز فرمائیے کبھی جھلا کر کہتا ہی ای ملکۂ عالم یہ بھی خوب خیال رکھیے اگر آپ نے غلام کا کہنا نہ مانا تو قید سے نہ چھوڑونگا آپ کی جان جائیگی مین بھی جان دیکر نہ بچونگا یہ وہ سودا نہین ہی کہ اُتر جائے سر مین سودا ہاتھ پاؤن مین رعشہ زندگی سے بیزار مجبور و ناچار ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ ای قیس تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کر خواہ بخش ہم جان دینے پر آمادہ ہین قیس نے کہا اب تمکو خداوند لقا کے پاس لیے چلتا ہون وہ تمھارا دل پلٹ دینگے خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی وصل حاصل کرونگا ملکہ لیلا نے کہا اگر وہ ساحر ہی اور سحر کردیگا تو جب کبھی ہوش آئیگا اپنی جان دیدینگے آئندہ تجھے اختیار ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسی ہزار دیوانون نے بوق ترکی بجایا صاف ثابت تھا کہ صور اسرافیل پھنک رہا ہی تمام لشکر مین ہنگامہ ہی ساحرون کے قتل ہونیکی آواز آنے لگی یہ سنتے ہی قیس دیوانہ ہو گیا مجنون کی حرکتین کرنیلگا کہتا تھا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہی کیسی آوازین آ رہی ہین سات لاکھ ساحرون کا لشکر اُسپر لیکا یک یہ آفت مصاحبون سے کہا جا کر دیکھو تو کسکی شامت آئی ہی جو میرے لشکر پر اسوقت آیا مصاحب باہر نکلے آکر عرض کی ای شہنشاہ ساحران شہنشاہ قزاقان یعنی فرزند اسد نوجوان شبخون آیا ہی لشکر لٹ رہا ہی ہزار ہا بارگاہین جل گئین لاکھون ساحر بھاگ گئے نسیم جالندری ایسی ساحرہ ساتھ ہی اُسنے آگ برسادی بازارین سب لٹ گئین بقال قتل ہوے مہاجنونکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر گرفتار کرلیا خزانے پر قبضہ ہوا مہتمم خزانہ گرفتار ہو گیا اُسکو ساتھ لیجائینگے

کہتے ہین اسکی پشت پر سولہ لکھی بنائینگے یہ سُنکر قیس بارگاہ سے خود نکلا کہتا ہوا آفراقون کی کیا حقیقت ہی کہ بادیت کے لشکر کو لوٹین ایک سحر مین سب کو مٹا دونگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ملکہ لیلا نے جو یہ سنا کہ فرزند طلسم کشا نے شبخون مارا خوش ہوگئین قفس مین تڑپ رہی ہین بیقرار ہین کہ مین فرزند طلسم کشا کو کیونکر دیکھون قضائے کار قیس جو باہر نکلا دیکھا لاکھون جادوگر بھاگ گئے کئی لاکھ قتل ہوئے خون کے دریا بہ رہے ہین تزاقون نے جو گھوڑے دوڑائے کئی ہزار کو پامال کیا جو خیمہ راہ مین ملا یا طناب کاٹ دی یا آگ لگا دی ہر طرف خیمے جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین قیس نے نعرہ کیا ای ساحران غدار کہان بھاگے جاتے ہو یہ سب غیر ساحر ہین سحر کرکے گرفتار کرلو بھاگے ہوئے ساحر پلٹے غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین تیغۂ روئین شگاف کھنچا ہوا جس کسی کو بڑھکر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جادوگرون کا یہ حال ہی کہ سحر کی بوچھار کر رہے ہین جب غضنفر بن اسد نے ہاتھ ہلا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر ساحرون کے باطل ہوئے جادوگرون نے سحر کا دریا بنایا اسپ بادپا دریائے سحر کو طے کرکے نکل گیا تیغۂ روئین شگاف مثل برق چمک رہا ہی مرکب طرارے بھرتا پھرتا ہی قیس بادیہ گرد یہ معاملہ حیرت افزا دیکھکر پریشان ہوگیا کہ یہ کیا معرکہ ہی غضنفر پر سحر تاثیر نہین کرتا ہلکہ اگر کوئی قزاق سحر مین کسی کے پھنسا گرا یا مرکب بدلگامی کرنے لگا غضنفر بن اسد نے بڑھکر ہاتھ چمکایا انگشتر مہر و ماہ کا عکس پڑا سحر ساحر کا باطل ہوا وہ قزاق پھر اُٹھکر جنگ مین مصروف ہوا اسطرح اپنے ساتھ والون کو بھی بچاتا پھرتا ہی اور آپ تو ہزارون ساحر قتل کیے قیس بادیہ گرد کو بڑی حیرانی ہی مثل زلف پریشانی ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی قضائے کار یہ تو اس حیرانی و پریشانی مین ہی مگر بھائی اسکا لیس جادو جبدن سے قیس ملکہ لیلا کو لایا تھا یہ دل ہی دل مین ملکہ کو دیکھکر پیتا تھا کوئی صورت نہ بن پڑتی تھی آج جو قیس بادیہ گرد باہر نکلا لیس جادو آنکھ بچا کر اندر خیمے کے پہونچا ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کہا ای جان جہان و آرام دل عاشقان بھائی صاحب تو میرے دیوانے ہین نام ہی قیس ہی اُنکی بات کا کیا اعتبار مگر مین نے جبسے آپ کو دیکھا جان جاتی ہی روح جسم مین گھبراتی ہی کیا کہون

نظم

پیسے مجھسے بگڑے تم اللہ اکبر رات کو — ذبح کرتے ہی جو ہوتا پاس خنجر رات کو
پی آواز قدم سے بھی وہ ڈر کر رات کو — مڑکے پیچھے دیکھتا تھا ہر قدم پر رات کو
ہم مین کیا باقی رہا تھا ای ستمگر رات کو — جان لب تھے بچ گئے قسمت سے مگر رات کو
ن جو تو ای مہروش تھا جلوہ گستر رات کو — چھُٹ رہی تھی کیا ہوائی مہ کے مُنھ پر رات کو

پھر صراہ و فغان اور شعلہ زن طوفان اشک — جمع سامان خرابی تمھارے گھر رات کو
بوے گل کا ای نسیم صبح اب کس کو دماغ — ساتھ سویا ہی ہمارے وہ سمنبر رات کو
بزم دشمن مین نہو وہ نغمہ گر آتی رہے — ہر فغان کے ساتھ لب پر جان مضطر رات کو
روز ہجران سے شب فرقت نہو کیون سخت تر — گاہے گاہے دن کو ملتے تھے وہ اکثر رات کو
رہگئے ہم جھانکنے سے بھی یہ کیا اندھیر ہی — بند کسنے کر دیے تھے روزن در رات کو
بن ترے پیش نظر تھی یہ اندھیری چھا گئی — جائین آنکھین پھوٹ گر دیکھے ہون اختر رات کو
کود کر گھر مین تو پہونچا مین ترے پر کیا کرون — دم نکلجاتا تھا کھٹکے کے برابر رات کو
کیا کہون تم جو نہ آئے کیا قیامت آ گئی — میہمان تھا میرے گھر مین روز محشر رات کو
کیا اسی تنہا نے کو فرمانے ہو ظلمت کدہ — حضرت مومن جہان جاتے ہو چھپکر رات کو

لیکن ای ملکۂ عالم میرا کچھ زور نہ چلتا تھا جب وہ آپ کو صحبت مین بلا کر دباؤ ڈالتا تھا جی چاہتا تھا چھاتی پر چڑھ بیٹھون لیکن مجبور تھا کہ وہ بڑے بھائی کہلاتے ہین افراسیاب نے مجھی کو ساتھ کر دیا ہی رتبے مین مین زیادہ ہون میرا عہدۂ مصاحبت ہی میرے ہی واسطے ملک کی سلطنت ہی باج و خراج سب میرے ہی پاس آتا ہی سب ناظم چکلے دار میرے حکم سے کام کرتے ہین غلام کی آپ پر جان جاتی ہی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے تمام ملک و مال کا آپ ہی کو اختیار ہی بھائی صاحب تو یہان مصروف جنگ ہین مین آپکو لیکر کل چلون کسی کو خبر بھی نہوگی ملکہ جی مین کہتی ہین کہ ای لیلا گھر بھر عاشق ہوا ہی نہین معلوم یہ بھیا کیا سمجھا ہی مگر انکے جو نہ لگانا چاہیے کہ عمر بھر یاد کرے یہ سوچکر جواب دیا کہ ای لیس قیس بدصورت ہو تم البتہ ہمکو پسند آئے ہم روز ہی دیکھتے تھے کہ اگر تم خواہش کرو تو ہم قبول کرین آج آرزوے دل پوری ہوئی لیکن کیسے جھوٹے عاشق ہو تمھارا دل کیونکر گوارا کرتا ہی کہ ہم مثل طائرون کے قفس مین بند ہین کیسے دردمند ہین زبان مین سوزن قلب پہ ہجوم غم و محن ہی ہمین قفس سے نکالو بیٹھکر باتین کرین دل کا حوصلہ نکلے اسطرح جو ملکہ نے کہا لیس کی رال ٹپک پڑی کہا حضور مین تو غلام ہون حقیقت مین فرزند طلسم کشا اس زور و شور سے لڑ رہا ہی کہ تمام لشکر تہ و بالا کر دیا لاکھون جادوگر مارے گئے مین اسی واسطے یہان آکر چھپا ہون آپ سے کلام کرنے کی بھی آرزو تھی قدمبوسی کی جستجو تھی لات و منات کا شکر کرتا ہون کہ آپ نے مجھے قبول فرمایا ملکہ نے کہا مین تو خود تم پر مرتی ہون مگر مجھسے بیوفائی نکرنا اب عمر بھر تمھارا ساتھ رہیگا دل جفاے فراق نہ سہیگا جلدی سے لیس نے قفس کھول کر ملکہ کو قفس سے نکالا

ملکہ نے اشارے سے کہا کہ زبان سے سوزن تو نکال لبیس نے سوزن کو بھی نکالا زبان سے سوزن کا نکلنا ملکہ نیچے بیٹھ گئی بیٹھیں فرمایا ذرا الگ رہیے جب زبان نے ذرا آرام پایا ملکہ نے کہا کیون او بیحیا کیا جھک مارتا ہی ہم بعنایت خدا سامری و جمشید پر لعنت کرتے ہین تم ایسے بیحیاؤن کا سامنے بھی بیٹھنا ناگوار ہی لبیس گھبرا گیا کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ملکہ نے کہا ہم کئی دن صحبت مین خواجہ عمرو کی رہے اپنے کو رہا کرا لیا اگر اپنی جان بچانا منظور ہو تو ہٹ جاؤ ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگی تمکو تنکے چنوا دونگی لبیس سوچتا ہی کہ اب کیا کرون ملکہ لیلا نے گانٹھ باندھی ملکہ کا اُٹھنا تھا کہ لبیس نے سحر کیا ملکہ نے کہا خدا کی قدرت آپ سحر بھی کرنا جانتے ہین اُسنے سحر کیا تھا کہ ملکہ پر آگ گری ملکہ منہین منھ پر سنے لگا آگ بجھی بارگاہ مین جھولی قیس کی رکھی تھی ملکہ نے وہ جھولی اُٹھالی ہاتھ جو ڈالا کارد سحر ہاتھون آگئی کچھ اسم سحر پڑھکر پھینک ماری لبیس کے سینے پر پڑی اپشت کو توڑکر پار گذری خیمہ جلنے لگا ملکہ تڑپ کر نکلین قیس یہان سحر کر رہا تھا کہ کان مین بھائی کے مرنے کی آواز آئی گھبرا گیا پلٹ کے دیکھا آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ لیلائے محمل نشین قیس نے گھبرا کے کہا ہارے میرے بھائی کی خبر لاؤ خادم گئے دم بھر مین روتے ہوئے آئے کہا حضور آپ کے بھائی صاحب کا لاشہ پڑا ہوا تڑپ رہا ہی گھبرا کے کہا یہ کیونکر مارا گیا اس سرکش کو کسنے رہا کیا ایک خدمتگار نے بڑھ کر بیان کیا کہ حضور آپ کے بھائی صاحب ملکہ لیلا پر مرتے تھے اس وقت ملکہ کو قفس سے نکالا سوزن بھی نکالا گیا معلوم ہوتا ہی کہ انھین کے ہاتھ سے قتل ہوے یہان تک حال غلام نے دیکھا تھا نہین معلوم مقابلہ کیونکر ہوا قیس گالیان دینے لگا بیحیا نامرد میرے پاپوش کی گرد میرا بھائی کاہے کو تھا کلچین لونڈی گھر مین تھی اسپر باپ جان جا پڑے اُسی لونڈی سے یہ پیدا ہوا گھر بار اسکا پھونک دو یہ سنتے ہی خادمون نے کہا حضور معاف فرمائین جیسا اُنھون نے کیا ویسا پایا اب ملکہ لیلا کے سحر کو دیکھیے انکے گرفتار کرنے کی تدبیر ہو قیس باد بہ گرد نے کہا مین ابھی تدبیر کیے لیتا ہون یہ کہکر یہ تو پیچھے ہٹا غضنفر لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ لیلائے محمل نشین کی نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک نوجوان کمسن آتش رخسار بے دود قدرت رب ودود محراب ابروے خمدار برائے عاشقان مقام سجود چہرہ آفتاب عالمتاب شہریاری خال چہرہ انور کوکب بلند اختری جرأت مین سب سے بہتری خود سر انور پر کج رکھا ہوا زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم سپر و شمشیر ہاتھون مین گرز ہلال و بدر کا ساتھ ہی کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہی کہ ماہ تابان برج قوس مین آگیا نشست مرکب باد رفتار پر پڑی جمی ہوئی گھوڑا طرارے بھر رہا ہی سبزہ فوج کو پامال کر رہا ہی چاہتا ہی

اگر مالک اشارہ کرے تو ہر حد دنیا سے گذر جاؤن سبزۂ فلک کو پامال کرون آنکھین رشک چشم غزال ماہتاب بدر کامل آسمان جلال ملکہ لیلا حیران جمال و محو دیدار ہو گئین آنکھون مین آنسو بھر آئے قصد ہوا کہ اپنے کو سامنے پہونچاؤن شاہزادہ مجھے دیکھے ایک مقام پر چند سرداران غضنفر پر ساحر سحر کر رہے تھے ملکہ تڑپ کر گرین کسی کا سر اڑا دیا کسیکا ہاتھ کٹا کسی کے دو ٹکڑے ہوے کسی کی جانب دیکھکر مسکرائین وہ دیوانہ ہو گیا کئی جادوگر نگاہ سحر آگین دیکھکر دیوانے ہوے کوئی غل مچاتا ہی کوئی چیخ رہا ہی کوئی پکارتا ہی ای جان جہان وای آرام دل عاشقان ہم مرتے ہین دن زندگی کے بھرتے ہین ایک اور نگاہ محبت ادھر بھی ہو جائے ہم تو نگاہ محبت کے خواہان ہین طالب دیدار عاشق صادق محب واثق خواہش ہی کہ قدمبوسی کرین سر قدمون پر دھرین ہنگامہ جو ہوا غضنفر نے نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک نازنین شیرین ادا ماہ آسمان شرم و حیا گلگون قبا رنگ روے زیبا پر پھول فدا چہرہ ماہ آسمان حسن و جمال ابرو رشک ہلال گلوے نازنین صراحی بادۂ جان بخش کی ہونٹھون مین مسیحائی ہر بات مین رعنائی و زیبائی گل اعضا درست معشوق چالاک و چست سینے پر ابھار سنا نہا سے سینہ سے دل عاشقان فگار کباب رفتار شیرین گفتار کمان ابرو معشوق خوش خو غضنفر کا عجب حال ہو گیا دیوانہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج تلوار کو رو کا آئینہ رخسار کو دیکھ رہا ہی ملکہ لیلا نے شرما کر سر جھکا لیا غضنفر بن اسد سے ضبط نہو سکا بے اختیار پکار اٹھے نظم

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہی
ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہی

رخ ترا بے داغ ہی روے قمر مین داغ ہی
دیکھلے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہی

عشق کی دلسوزیون سے بحر و بر مین داغ ہی
یہ وہ آتش ہی کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہی

رنج کل ہوتا ہی ہم آغوش وہ رشک بہار
بوے گل دیتا ہی جو جو اپنے بر مین داغ ہی

اشک کے پانی سے نہلا دے مجھے ای چشم تر
گرمیون سے سوزش دل کے جگر مین داغ ہی

اشتیاق گور مین دیتی ہی ایذا طول عمر
منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہی

کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم
آبلہ پائی کے ہاتھون منزل سر مین داغ ہی

زلف و خال یار پر جیسے پڑی ہی اپنی آنکھ
مشک چین و عنبر سارا نظر مین داغ ہی

وان تلاش ابذا ہی دیتی اور یہان شوق وصال
زخم با ہر اپنی قسمت کا ہی گھر مین داغ ہی

ناگوارا اپنے سوا ہی یار دل کو دخل غیر
سائے کا بھی ساتھ تیرے رہگذر مین داغ ہی

کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہی خال سیاہ — خوشنما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہی
داغ کھانے نے مزہ ایسا دیا ہی عشق مین — دوڑتی ہی روح اُسپر جس ثمر مین داغ ہی
عیب شاعر کو لگا دیتا ہی آتش نقص شعر — داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہی

ملکہ لیلاے محمل نشین نے سر اُٹھا کر ہاتھ سے کچھ اشارہ کیا غضنفر دور سے یہ سب معرکہ دیکھ رہا ہی اسکو بھی تماشا ہوا کہ لیلا غضنفر پر عاشق ہوئین جبران جیران جمال بمثال غضنفر کو دیکھ رہی ہین اُسوقت قیس بادیہ گرد نے سحر کیا برق چمک کر سر پر ملکہ لیلاے محمل نشین کے گری کہ سر غفلت مین زخمی ہوا سر سے خون جو جاری ہوا نگاہ غضنفر کی پڑی خون کو دیکھکر اور سودا بڑھا گھوڑے کو چمکا کر نعرہ کیا او بیحیا ہمسے مقابلہ کر عورت کو زخمی کرکے بہت مغرور ہوا اسیر تجھسے قصور ہوا قیس بادیہ گرد غصے مین پلٹ پڑا کہا او جوان دیوانہ کرکے تجھے مارونگا یہ کہکر کوئی دو پتھر مارے خنجر برسے تلوارین چمکین آگ کے شعلے بھڑکے قیس سمجھا سحر نے تاثیر کی تلوار کھینچے ہوے قریب پہونچا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ رویین شگاف پر رو کا انگشتر مہر و ماہ بھی چمکی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا سپر سحر کٹی سر پر تلوار پڑی قیس نے ہاے کہکر اپنے تئین گرا دیا کہتا ہی ہاے یہ کیا ہوا روح سامری و جمشید مین تاثیر جاتی رہی جیسے ہی یہ زمین پر گرا غضنفر بن اسد گھوڑے پر سے پھاند پڑا چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھون قیس بادیہ گرد لوٹ مار کر بھاگا اسکا بھاگنا کل فوج کے پانون اُٹھ گئے قزاقون نے بوق ترکی بجایا ساحر بھاگے ملکہ لیلاے محمل نشین ٹھہر گئین غضنفر بن اسد کے سامنے آئین غضنفر نے قزاقون سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ زر لفتی استادہ ہوئی قزاق مال و اسباب لوٹ کے اپنے مقام پر آگئے اُترے جا بجا ناچ ہونے لگا غضنفر نے ملکہ لیلا کے ہاتھو مین ہاتھ ڈال دیا مقام صدر پر لا کے جگہ دی لیلاے محمل نشین سے غضنفر نے پوچھا ای شہنشاہ خوبی وای رنگ و بوے گل حدیقۂ خوبی آپ اس لشکر مین کس طور سے تھین ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا ای شیر بیشۂ جرات وای یکہ تاز میدان جلالت مین کیا اپنا حال بیان کرون فلک در پی آزار ہی اس بیحیا نے میرے ساتھ بڑے بڑے فساد برپا کیے افراسیاب نے اسکو براے مقابلۂ مسلمانان بھیجا مین بھی لشکر کشی کرکے آئی اسنے فتور شروع کیے مین نے جو ملکہ مہار کو لشکر اسلام مین دیکھا وجد ہوا کہ اہل اسلام نے کیا قدر دانی کی جب مین نے دیکھا مہار بن جبرت کی مقابلۂ افراسیاب جادو مین فروکش ہین مجھکو بھی کسی قدر مذہب اسلام کا اعتقاد ہوا اس ملعون نے مجھے پیغام ذلیل دیا مین نے جواب سخت دیکر کہا کہ خبردار کبھی ایسا خیال فاسد کرنا اُستے مجھکو گرفتار کر لیا

ملکہ حیرت سے کہا یہ اہل اسلام سے ملگئین وہ آیسی نامنصف کہ آمادۂ قتل ہوئین خدا اہل اسلام کو سلامت رکھے میری مدد کو آئے رہا کرکے مجھکو لیگئے وہان سے یہ ملعون چرا لایا یہان خدا نے آپ کو پہونچایا کہ مین رہا ہوئی مگر آپ کیا کرتے پھرتے ہین غضنفر نے فرمایا نسیم جالندری میرے ہمراہ ہین مجھکو مکان افراسیاب نہین ملتا مین نے قریات و دیہات سب ویران کردیے ملکہ نے سر جھکالیا سمجھین کہ دیوانہ مزاج ہین کہ ملکہ نسیم جالندری بھی آکر پہونچین ملکہ نسیم نے جو ملکہ لیلا کو قریب غضنفر کے دیکھا جل گئین نہایت رشک ہوا بلکہ ملکہ لیلا نے یہی کہا کہ حضور افراسیاب بادشاہ طلسم ہی اُسکے مقام کو آپ کیا پوچھتے ہین ہر مقام پر موجود ہی لشکر حیرت مین آتا ہی ہر مقام پر ملسکتا ہی غضنفر نے کہا اے ملکہ لیلا مین کئی سال سے تباہ ہون قریات و دیہات لوٹتا پھرتا ہون ہزارون جادوگر قتل کیے قریے کے قریے خالی کردیے اگر افراسیاب ملجائے تو مین اُسکا سر لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی جاؤن کچھ لشکر کا حال بیان کرو ملکہ لیلا نے کہا خواجہ عمرو عیاران اسلام وہ وہ کارہای نمایان کررہے ہین کہ مین نے افراسیاب کی زبانی سُنا کہ وہ کہتا تھا اگر کسی نے عیارون سے اپنی جان بچائی تو سردارون کو مار لینا کچھ بات نہین مجھپر دمبدم یہی تاکید تھی کہ اپنے کو عیارون سے بچانا سر دربار آکر چالاک نے عیاری کی مجھکو اور برق فرنگی کو رہا کرلیا غضنفر نے کہا اے سرداران تہمتن واے جوانان صف شکن اب چلکر افراسیاب کو مارینگے قبلہ و کعبہ کو کچھ نہ بن پڑا تقید ہوکے بیٹھ رہے غضنفر نے حکم دیا واسطے ملکہ لیلاے محمل نشین کے ایک بارگاہ الگ استادہ کرو چند کنیزین واسطے خدمت کے مقرر کیجائین جب ملکہ لیلا اُس بارگاہ مین گئین ملکہ نسیم نے آکے کہا اے ملکہ لیلا یہ آپ نے کیا غضب کیا کیا ہم مقام افراسیاب کو نہ جانتے تھے یہ جاہل مزاج دیوانون کے سر کا تاج نہ جاننے کے واسطے انکے یہ کلمہ کہا کرتے تھے کہ مکان افراسیاب نہین ملتا انکے پاس یہ تحفہ ہی کہ اسپ بادپا پر سوار ہوتے ہین انگشتر مہر و ماہ ہاتھ مین تیغۂ روئین شگاف پر قبضہ یہ چیزین تحفہ جات ساختۂ ساحر ششمش طلسم بند ہین انپر سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا مگر افراسیاب جادو ان چیزون کو مٹا سکتا ہی اب جو دربار مین سامنا ہو تو کہیے گا کہ مین مکان افراسیاب دریافت کراؤن تو مفصل عرض کرون ایسا نہو کہ وہ جا پڑین کوئی عالم مین ہمسر افراسیاب نہین ہی اور یہ ایسے بادشاہ کو پکڑ لیا سلطنت پر قبضہ کیا جو کچھ فرمائیے گا سمجھکے فرمائیے گا ورنہ اُسی وقت یہ قصد کرینگے پھر کسی کے روکے نہ رکینگے نسیم نے لیلاے محمل نشین کو خوب سمجھایا مگر طبیعت کو رشک ہی کہ نیا نیا عشق ہی دیکھیے کیا رنگ لاتا ہی عرصہ دراز تک لیلا و نسیم سے باتین رہین بعد اُسکے نسیم وہان سے چلی آئین شب کو

غضنفر نے جلسہ آراستہ کیا نسیم و قمر پیکر کو نہ بلایا کہا ملکہ لیلاے محمل نشین کو بلا لو لیلا صحبت مین آئین با ہمین ہونے لگین ملکہ نسیم جالندری کی پریشانی کنیزون سے فرماتی ہین دیکھین اب تقدیر کیا دکھائے افسوس صد ہزار افسوس نظم

میرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا

اس روانی سے ذرا خنجر بیداد رہا
بارے اک دم اثر نالہ و فریاد رہا

بیکسی نے نہ دیا ہاے تہ خاک بھی چین
تا قیامت الم گریہ جلاد رہا

نقد جان تھا نہ سزاے دیت عاشق حیف
خونِ نہ رہا دستہ گردن نہ رہا

لذت جور سے دم لینے کی فرصت نہ رہی
کیا اثر منتظر دعوت فریاد رہا

یاد سہوا اُسے ای غیر ہو نسیان عمداً
یاد رکھ بھول گیا جسکو وہی یاد رہا

سر پٹکنے نے مرے سنگ در اُسکا توڑا
یہی سودا ہی تو گھر کا ہیکو آباد رہا

کرہ خاک ہی گردش مین قفس سے میری
مین وہ مجنون ہون کہ زندان مین بھی آزاد رہا

چھوٹنا دام شکستہ سے بھی آسان نہین
مین گرفتار خم گیسوے صیاد رہا

لیچلا جوش جنون جانب صحرا افسوس
جب مرے کوچے مین آکر وہ پریزاد رہا

گہ غم حور گہے عشق بتان ای مومن
مین سدا سوختۂ حسن خداداد رہا

کنیزون نے کہا حضور آپ کیون گھبراتی ہین آپ کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا آپ نے جو جانبازی و سرفروشی اس شہریار کے ساتھ کی کسی کی مجال ہی کہ اسقدر جانبازی کر سکے حقیقت یہ ہی کہ آپ کا قدم اگر درمیان مین نہوتا تو ابتک نہین معلوم کیا آفت برپا ہوتی آپ نے شہریار کو شہرون مین نہین جانے دیا دیہات و قریات سے واسطہ رکھا یہان تو یہ کیفیت ہی مگر غضنفر بن اسد اس فکر مین ہین کہ افراسیاب جادو پر جا پڑون یہان سے کوچ طرف لشکر حیرت کے کرون لیکن فنبس بادیہ گرد جو بھاگا تھا دو ہزار جادوگر اسکے ساتھ ہین جہان اُترا کہتا ہی یارو مین مقام محبوب سے جدا ہوتا ہون اب آگے نہ بڑھونگا ساتھ والے کہتے ہین ای شہریار ایسا نہو اُس دیوانے کو خبر ہو جائے وہ بلاے روزگار ہی پھر شبخون مارے تو کیونکر جان بچیگی فنبس بادیہ گرد کہتا ہی اب مین اور فکر کرونگا جو تھا دن ہی قریب ایک درہ کوہ کے اُترا ہوا ہی مگر تردد مین ہی کہ کیا کرون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر چار لاکھ سوار وہ پہلوان

نیزہ ہلاتا ہوا گھیٹڑا چمکاتا ہوا آتا ہی قیس بادیہ گرد نے پہچانا کہا ای اقبال صف شکن پہلوان بیغزن کہانسے آتے ہو اُسنے جو قیس بادیہ گرد کو بیٹھے دیکھا گھیٹڑے سے کود پڑا قیس کے قریب آیا کہا ای شہنشاہ آپ یہان کیون بیٹھے ہین قیس نے سب حال اپنا رو رو کے بیان کیا اقبال یہ حال سُنکر بلبلانے لگا کہا ای شہنشاہ ساحران وہ دیوانہ مجہول کون ہی جسنے سرکار کے ساتھ یہ حرکت کی مین اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا آپ مجھے دکھا دیجیے اب تو قیس بہت خوش ہوا کہا میرے ساتھ چلنا مین دکھا دونگا مگر سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جوان صف شکن پہلوان بیغزن ہی سنتا ہون طلسم کشا کا بیٹا ہی دیہات افراسیاب لوٹتا پھرتا ہی ہزارہا قریات اُسنے ویران کر دیے افراسیاب نے اکثر ناظمون کو بھیجا اُسنے اُنکو بھی لوٹ لیا میری سات لاکھ فوج تھی سب تباہ کردی تمام مال و اسباب لوٹ لیا صرف دو ہزار جوان میرے ساتھ اب باقی ہین اور میری معشوق اُسی کے پاس ہی اگر تمہین یہ جرأت اُس سے مقابلہ کرو تو مین اپنی معشوق کو بھی لے آؤن معشوق کے نکل جانے سے بہت بدحواس ہون اقبال نے کہا آپ کیون گھبرائے ہین مجھسے بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کر سکتا ایک قلعے کا حاکم میرا خراجگزار تھا اُسنے کئی سال سے خراج نہین بھیجا اُسکو سزا دینے جاتا تھا اب آپ کے ساتھ چلونگا ابھی وہان نہ جاؤنگا پہلے آپ کی مشکل آسان ہو آپ کے مجھپر بڑے بڑے احسان ہین شاید کسی قدر سبکبار ہون قیس بادیہ گرد نے کہا مین خود تمہارا ممنون و مشکور ہونگا فراق محبوب مین عجیب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی ای بھائی کیا کہون عجب آفت مین مبتلا ہون

نظم

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہگیا	دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہگیا
بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یاد صنم	توبہ مرکی و لیکن داغ دامان رہگیا
ہوش وحشت مین بیابان کو گیا مانند روح	جسم خاکی کی طرح سے میرا زندان رہگیا
ای صبا جا دے چمن مین تو تو کہیو یار سے	باغ مین جا کر تو ای سرو خرامان رہگیا
پہلے ہی پرزے اُڑا ہوتے نہ پایا سینہ چاک	یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہگیا
پستیان ہی پستیان ہین گنبد افلاک مین	سیکڑون فرسنگ مجنون سے بیابان رہگیا
حال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ	ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا
کرکے آرائش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل	بند آنکھین ہوگئین آئینہ حیران رہگیا
راہ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند	گر کے کب یوسف میان چاہ کنعان رہگیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز / مرگ صاحب خانہ ہو فاقہ جو مہمان رہگیا
میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے / آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہگیا
کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھکو نہ قتل / شکر ہو گردن تک آتے آتے احسان رہگیا
کاروانِ نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ / صورتِ نقش قدم گلزار حیران رہگیا
شام ہجران صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل / سانپ کو کھلا پر آتش گنج پنہان رہگیا

اقبال نے کہا بھائی اسقدر نہ گھبراؤ خداوند لات ومنات رحم کرینگے معشوق کو آپ سے ملائینگے صلاح مشورہ کر کے مع لشکر کوچ کیا طرف لشکر غضنفر کے روانہ ہوے یہان غضنفر اپنے مقام پر فروکش ہین لشکر قزاقان بعد عظم وشان فروکش ہی غضنفر کی صحبت آٹھ پہر ملکہ لیلاے محمل نشین سے گرم رہتی ہی اکثر تنہائی مین اختلاف ظاہری بھی ہوا جب صحبت تخلیہ مین ملکہ لیلا جاتی ہین جہان ملکہ لیلا نے حکایت و شکایت کی باتین کین غضنفر بن اسعد نے دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا ای جان جہان دا ی آرام دل مشتاقان میری خود تمہپر جان جاتی ہی جسدن سے تمکو دیکھا معشوقان قدیم سے بات کرنا ترک کر دی لیلاے محمل نشین ان حالات پر غضنفر کے ہنستی ہین دل مین کہتی ہین اچھے دیوانے سے سابقہ پڑا دیکھین انجام کار کیا ہو ایک دن دو پہر رات گئے صحبت سے غضنفر کی ملکہ لیلاے محمل نشین اٹھین لڑکھڑاتی ہوئی چلین خواہ نشۂ شباب خواہ نشۂ شراب پیر ڈالتی ہین کہین پڑتا ہی کہین دام کمند گیسو مین دل الجھا ہوا حیران و پریشان چند کنیزین پشت پر پہلو مین دل مضطر تڑپ رہا ہی لیکن قیس بادیہ گرد نے جب کئی منزلین ساتھ اقبال پہلوان کے طی کین ایک دن رات کو بہت گھبرایا بیتابی مین کہنے لگا یالات ومنات یا تو میری معشوق ملے یا حکم ہو ملک الموت کو کہ آکے قبض روح کرے اب دل میرے قابو مین نہین قرار وچین کسی پہلو مین نہین آپ پر سب روشن ہی نظم

حلقۂ دام ہین وہ نرگس فتان مجھکو / چار دیوار قفس ہین صف مژگان مجھکو
دور کر چہرۂ روشن سے نقاب ای محبوب / داغ دیتا ہی چراغ تہ دامان مجھکو
شادی وصل مین جامے سے ہون باہر ہر آن / مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجھکو
دیکھ کون بہار کے انگنہ مین ای دست جنون / رہنے دون زیب جو دے چاک گریبان مجھکو
یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے / دل سمجھتا ہی مرا حافظ قرآن مجھکو

پھر نہ نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح
خاک مین ملکے بھی لپٹونگا ترے دامن سے
فکر اشعار کو لازم ہی دماغی قوت
موسم گل نہین آتا ہی اجل آتی ہی
دست رنگین کی تری بیعت اُسے کرواتا
لب محبوب کی سرخی ہون مین اُسمین سفتا
کم ہی جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز
ہمہ تن ہو کے جو دل اُسمین گرون ای آتش

غنچۂ گل ہون کبھی دیکھو کے خندان مجھکو
اپنے کوچے کی سمجھ گرد پریشان مجھکو
سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجھکو
گور سے تنگ ہوا جاتا ہی زندان مجھکو
ہاتھ آتا جو کوئی نخبہ مرجان مجھکو
لعل کو دیکھے جاتا ہی بدخشان مجھکو
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجھکو
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجھکو

جب انتہا کا فراق محبوب مین بیقرار ہوا اپنے مقام سے اُٹھا باہر نکلا لشکر اقبال کا اترا ہوا ہی چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا آخر سوچا کہ لشکر غضنفر مین چلون شاید نظارہ جمال محبوب ہو جائے کہ دل تردد منزل تسکین پائے یہ سوچکر پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا چلا رات قلیل باقی تھی ایک صحرا مین آکر صبح ہوئی زمین پر آیا دل مین جوش ہی کہ ایک نگاہ دیکھ لون سوا اسکے کوئی صورت تسکین کی نہین قضائے کار جوش محبت مین راستہ بھولا طرف لشکر مہرخ کے جا نکلا لشکر مہرخ تین کوس پر تھا صبح کا وقت ہی مہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار عمرو بن اُمیہ ضمری نامدار مسافرون کی تلاش مین نکلے ہین ایک درخت کے سائے مین کھڑے ہوے انتظار کر رہے ہین لبون پر یہی دعا ہی کہ کوئی مالدار گذرے دو چار کوڑی کا روزگار ہو جائے قرضدارون نے بہت حیران کیا ہی اب تقاضائے شدید ہی اس سوچ مین کھڑے تھے کہ دیکھا سامنے سے ایک ساحر چلا آتا ہی تاج زرین سر پر جوشن سونے کے بازوون پر اور بہت سا اسباب جواہرات پہنے ہوے ہی جلدی جلدی چلا آتا ہی خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہتے ہین کہ اگر اس سے معاملہ ہو جائے ایک مہینے کا سود تو نکل آئیگا یہ کہکر کنارے آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا لا ایک جادوگر کی صورت بنکر سر راہ آئے پکار کے آواز دی کہ بھائی صاحب کہان جائیے گا دل مین یہ بھی خیال ہی کہ لشکر حیرت کا جانے والا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی جب کئی مرتبہ خواجہ عمرو نے پکارا تو اُسنے جواب دیا کیون بھائی صاحب کیا ہی خواجہ نے کہا کہ ہم طرف سے شہنشاہ افراسیاب کے اس صحرا کے حاکم ہین ساحرون کی حفاظت کرتے ہین عیاران اسلام بلاے روزگار ہین جسکو پایا مار ڈالا برائے رفاہ عام شہنشاہ نے

مجھکو مقرر کیا کہ کوئی کسی کو ستانے نہ پائے آپ اسوقت کہان تشریف لیجائینگے قیس بادیہ گرد نے کہا مین لشکر غضنفر بن اسد مین جاؤنگا اب تو خواجہ گھبرائے فرمایا لشکر غضنفر سے کیا واسطہ ہی قیس بادیہ گرد نے گھبرا کر کہا میری معشوقہ وہان موجود ہی اب خواجہ سوچے کہ وہ تو قزاق ہی معشوقہ بھی اسکی لوٹ لی ہوگی ایسا نہو یہ وہان جا کر آفت برپا کرے اب اس سے ملاقات ہوئی ہی اُنکی گردن لیتا واجب و لازم ہی یہ سوچکر اُسکے ساتھ باتین کرتے ہوے چلے تھوڑی دور پر آگے کہا دیکھیے وہ سامنے غضنفر بن اسد یکہ و تنہا کھڑا ہی اسوقت تو کوئی قناط بھی اُسکے ساتھ نہین ہی آپ سحر کرین مین جا کر گرفتار کرلون قیس بادیہ گرد نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے قیس اُلٹا خواجہ عمرو نے حباب مارا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر چند رشیدا ہوا
مرا گھر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا ری گردیا پرچش کا
ہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمر زی حشم مہتر مہتران
اڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا اسم و تخشیر نامدار
لگا رہتا ہمارا جا نگہبان ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار
قیس بادیہ گرد بیہوش ہوا خواجہ

نے تلاش لیا جو جواہرات پہنے تھا اُسپر بھی قبضہ کیا لباس بھی اُتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کر کے زبانین سوزن کو دیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگے خواجہ عمرو چاہتے ہین کہ اسکو لیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی پہونچون قضا کار اُدھر سے ملکہ مہر چہر شمشیر زن و صبا رفتار دو عیار بچیان لشکر افراسیاب سے آئی تھین منظور ہوا کہ لشکر خواجہ دیکھلین مہر چہرکی دوست خواجہ عمرو پر نگاہ پڑی صبا رفتار سے کہا دیکھو عمرو کسی ساحر کو لیے جاتا ہی اکیلا ہی جانے نہ پائے صبا رفتار نے بڑھکر للکارا خواجہ صاحب کہان جاتے ہو ذرا ٹھہر جاؤ عمرو نے پلٹ کر کہا بیٹا تیرے واسطے میرا خلیفہ مہتر قران بہت بیقرار ہی ایک دن زبردستی پکڑ لیجائیگا کہ دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم ملکہ مہر چہر شمشیر زن اور سارا بان زادے بتا پشتارے مین کسے لیے جاتا ہی خواجہ عمرو نے جو مہر چہر کو دیکھا آنسو جو رنے لگے کہا ای جان جہان وای آرام دل عاشقان اب تو بہت بیتاب ہین ہجر مین تمھارے بے خور و خواب ہین دو چار دن مین کسی پہاڑ پر چڑھ کے دریا مین پھاند پڑینگے تمپر جان دیدینگے تم بدنام ہو جاؤگی ہم ایسا چاہنے والا کہان پاؤگی مہر چہر نے کہا آج تمھاری قضا لیکر آئی ہی دونون عیار بچیان تیغے کھینچکر آ پڑین خواجہ عمرو پر وار کرنے لگین نیچے بھی مارتی ہین کمند مین بھی مار رہی ہین

خواجہ جست وخیز کرکے اپنے کو بچاتے ہین پیچھے ہٹتے جاتے ہین چاہتے ہین کوئی مقام ملے تو اپنے کو مخفی کرین
مگر دونون عیار بچیان اسطرح خواجہ کو گھیرے ہوے ہین کہ نکلنے نہین دیتین کچھ چل رہا ہی خواجہ فرماتے
ہین دیکھو ملکہ صرصر مجھسے بھی بے ادبی ہوگی ایسا نہو ہاتھ چل جائے چاکی کا ہاتھ ماردونگا ناک اڑجائیگی
جدھر جاوگی ہنسی ہوگی لڑکے کھیچنگے نکٹی آئی ہی صرصر گالیان دیتی جاتی ہی کہ او ساربان زادے یہ تو بتا کہ پشتارے
مین کسکو لیے جاتا ہی خواجہ عمرو نے کہا بی صاف صاف کہدون گھر کی عورت سے چھپانا کیا ضرور ملکہ صرخ
کا ایک غلام ہی کچھ خطا کی حکم ہی اسے جنگل مین لیجاکر قتل کرو براے قتل اسے جنگل مین لیے جاتا ہون صرصر کہتی
ہی او ساربان زادے تو جھوٹا ہی کسی کو لیے جاتا ہی ہمارے شہنشاہ کا خراجگزار ہوگا صرصر نے باتون مین لگا
صبار فتار نے حلقے کمند کے مارے خواجہ لڑکھڑاکے گرے صرصر نے حباب مارا بیہوش کرکے مشکین باندھین
اب جو پشتارہ کھول کر دیکھا قیس بادیہ گرد کو پایا حیران ہوکر کہا ارے یہ کہان گیا تھا شہنشاہ اکثر اسکا ذکر
کیا کرتے تھے صرصر نے اسکی زبان سے سوزن کو نکالا قیس بادیہ گرد کو ہوشیار کیا قیس نے ہوشیار ہوتے
ہی صرصر وصبار فتار سے اپنا حال بیان کیا کہا اس ساربان زادے کو ہمارے حوالے کرو مین لیجاکر
اپنے لشکر مین قتل کرونگا مین نہین معلوم کس ضرورت کو نکلا تھا ادھر پہونچ گیا اس ساربان زادے نے
مجھے دھوکا دیا مین اسکو لیجاکر سامنے غضنفر بن اسد کے قتل کرونگا اسی لشکر مین میری معشوقہ ہی اسپر بھی
قبضہ کرونگا صرصر شمشیر زن نے کہا اے قیس بادیہ گرد تم جاؤ عمرو کا دشمن افراسیاب جادو ہی وہ انکو
قتل کریگا مین تمھین دے نہین سکتی مین اسے خدمت مین افراسیاب کی لیجاؤنگی انکو قتل کرنے کا اختیار ہی
ہرچند قیس بادیہ گرد نے اصرار کیا مگر صرصر نے کہا مین عمرو کو ندونگی صبار فتار سے کہا تم جاکر ملکہ حیرت
کو اطلاع کرو کہ باغ سیب مین تشریف لائین مین وہین لیکر عمرو کو جاتی ہون صبار فتار طرف لشکر
حیرت جادو کے روانہ ہوئی قیس بادیہ گرد ایک جانب چلا مگر اسی فکر مین ہی کہ جاکر ملکہ لیلا سے محمل نشین
کو یون طبیعت کو تسکین دون یہ سوچکر چلا گیا صبار فتار ادھر گئی صرصر نے عمرو کو ہوشیار کیا پشتارہ
باندھ کر چلی راہ مین خواجہ عمرو سے باتین ہوتی جاتی ہین خواجہ فرماتے ہین کیون صاحب اب کہان ہمین
لیجاوگی ذرا انصاف تو کرو اگر آجتک وصل ہوا ہوتا تو کئی لڑکے ابتک ہوتے عیار طرار مکار غدار
سرہنگ نامی افراسیاب پر عیاریان کرتے لاشہ ہاے ساحران سے میدان بھرتے صرصر بھی ہنستی جاتی
ہی کہتی ہی خواجہ اس ہوس مین عمر بھر رہوگے کبھی یہ دن نصیب نہوگا قضاے کار ملکہ قیطون بنت غران تو شغل

مصاحب افراسیاب اُڑی ہوئی آسمان پر جاتی تھی صرصر کو جو نشتارہ بدوش دیکھا آسمان سے اُتر آئی ٹہلتی
ہوئی قریب صرصر کے پہونچی صرصر نے سلام کیا کہا ملکہ قیطوس کہان سے آتی ہو قیطوس نے کہا اسوقت
جاکر ملکہ حیرت کو خبر دو کہ کئی ساحران زبردست پردۂ ظلمات سے چلے ہین وہ آتے ہی مسلمانون کو قتل کرینگے
اُنکی بخوبی خاطر کرنا تمکو نشتارہ بدوش دیکھا اُترآئی تمنے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا حضور مین ہون انکا چاہنے والا
میرا اُنکے نام پر دم نکلتا ہی حضور نے سنا ہوگا کہ مین نے لاکھون روپیے کھلا دیے انھین کے اشتیاق مین
اپنے آقاے نامدار سے چھوٹا برسون جنکے ساتھ پرورش پائی اُنسے جدا ہونا بہت شاق ہوا یہ باتین جو عمرو
نے کین قیطوس زعفران پوش نے کہا اے صرصر ذرا نشتارہ رکھدو ہم اس مکار سے باتین کرین صرصر
نے کہا واری اس دغا باز جعلساز کے مکر سے ساری دجمشید بچامین باتون مین جال پھیلائیگا آپ براے
ملاقات ملکہ حیرت جادو جائیے میری طرف سے بعد آداب و تسلیمات کے عرض کر دیجیے گا کہ آپ باغ
سیب مین آکر روبروے افراسیاب عمرو کو قتل کیجیے صبا رفتار سے بھی مین نے یہی کہلا بھیجا ہی مگر آپ
بھی بہ تاکید کہدیجیے گا قیطوس نے کہا میرے ساتھ نگوڑا کیا مکر کریگا مشکین تو بندھی ہوئی ہین ایک سحر مین
تو بہار کے مہار گر پڑتے ہین اسکی کیا حقیقت ہی کہ میرے ساتھ کچھ مکر و حیلہ کر سکے مگر تمنے اسکا کچھ جواب نہ دیا
کہ وہ کہتا ہی مین نے لاکھون روپیے کھلا دیے صرصر نے کہا واری یاوہ گوئی کرتا ہی نگوڑا فاقون سے مرتا ہی
مین ایسے کی بات کا کیا جواب دون یہ بھی سارے طلسم مین مشہور ہی کہ تمام عالم مین مین پھرتی ہون مگر کبھی
آجتک کسی نے کوئی بات میری نہین سُنی بڑی بڑی شاہزادیان وزیرزادیان پردے کی بیٹھنے والیان
مین مکا کرکے نکل گئین کسی نے اُنکا کیا کیا قیطوس نے کہا کیون صرصر تو بڑی بدزبان ہو گئی ہی تو نے
پردہ نشینون کو کیا سمجھ کے کہا خبردار اب کبھی ایسی بات زبان سے نہ نکالنا تیرے منہ پر تو عمرو نے جوتی
ماردی لاکھون روپیے اُسکے کھا گئین اسکا جواب نہ دے سکین صرف یہی آتا ہی کہ یہ مکار و غدار ہی مین تیرا منہ
توڑ ڈالونگی جو کبھی کسی شاہزادی کو ایسی بات کہی بی مہار و مخمور نکل گئین بڑا ہی طعنہ ہی تمکو کہنے کو فرصت
ہوگئی ہمارے کبھی دامن سے گرد بدنامی نہین لپٹی صرصر نے کہا بی بس بس مہربانی فرمائیے جو جسنے
کیا ہوگا مین ضرور کہونگی کبھی خاموش نہ رہونگی مین بدکار نہین ہون قیطوس زعفران پوش نے کہا اور تو
کسکو بدکار سمجھا ہی یہی تیرا آشنا ہی عمرو پکار اٹھا او ملکۂ عالم یہ جسکو جو جی چاہتا ہی وہ کہتی ہی مین نے بڑے
بڑے جادوگرون کو مارا مال لوٹ کے کیا سب انھین کو کھلا یا اب اسوقت جو چاہے کہین اور مین تو ۲۰

فاقے کرتا ہون کیا عرض کرون کہ جو میری اب نوبت ہی

نظم

آسمان پر سکے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی — پانون پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
خود بخود دیکھ دل شیدا کو ہی اندوہ و ملال — کس جبین کے لیے درکار ہی چین تھوڑی سی
کونسا گل ہمین گلزار جہان مین منظور — کسکے چہرے مین ہی یان چین جبین تھوڑی سی
میہمانون مین ہین اس خوان فلک کے ہم بھی — اپنی قسمت کی بھی ہی نان جوین تھوڑی سی
ہرگز ان دانتون سے کرتا نہ صفا کا دعوی — آبرو تیری ہی اے دُرِ ثمین تھوڑی سی
عفو ہو جائینگے ہر چند کہ لاکھون ہون گناہ — یہ عطا ہی تری رحمت سے قرین تھوڑی سی
چارون اپنے جو مجنون سے محبت کرتے — لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی
اے جنون تنگ نہو وسعتِ کونین کو دیکھ — یہین تھوڑی سی جگہ ہی نہ وہین تھوڑی سی
چند پریان بھی کرون مثل سلیمان تسخیر — یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی
توبہ کرلی ہی گناہون سے تو کرلے غافل — ورنہ فرصت ہی دم بازپسین تھوڑی سی
مدت العمر ہی اک چشمزدن کا وقفہ — کرلین ہو حق یہ خرابات نشین تھوڑی سی
فکر رنگین سے لگا دین بھی اک باغ آتش — ربع مسکون سے الگ ہی یہ زمین تھوڑی سی

پھر کہا ملکہ قیطوس زعفران پوش اسکے عشق مین فقیر ہو گیا گھر خرچ جانا موقوف ہوا یہ ظالم نہایت سرکش ہی مگر معشوق مہوش ہی آپ میری سفارش کیجیے کبھی کہنا مانتی ہی کبھی سرکشی دکھاتی ہی آجتک اس ظالم کے مزاج کو نہ پہچانا قیطوس نے کہا او بی صرصر تمنے جو شاہزادیون کو کہا تمھارا ابھی عیب کھلگیا اب کس منہ سے انکار کروگی صرصر نے کہا بس اب خاموش رہیے ایسا نہو میرے منہ سے بھی کچھ نکل جائے قیطوس نے کہا او شفتل تیرے منہ سے کیا نکلیگا مین جوتیون سے تجھے سمجھاؤنگی یہ کہکر جوتی اُتارنے لگی صرصر سوچی کہ ایسا نہو یہ مارہی بیٹھے سنبھلکر سامنے کھڑی ہوئی قیطوس سمجھی یہ عیارہ ہی ایسا نہو حلقہ ہائے کمند مار دے یہ سوچکر اسنے ہاتھ ہلا دیا صرصر ڈگمگا کے گری قیطوس نے کہا او شفتل اب بتا تیرا کیا حال کرون عمرو نے پکار کر کہا ملکہ عالم اب ذرا میرا ہاتھ کھولدیجیے تو مین آج کا حال مفصل بیان کرون کہ مجھے کسواسطے باندھا ہی مین آپ کے ساتھ بخدمت شہنشاہ افراسیاب چلونگا میری صفائی کرادیجیے مین چاہتا ہون قدمون پر شاہ کے گرون ایک دن مین مسلمانون کا خاتمہ کردون قیطوس نے کہا خواجہ اس شفتل کا حال بیان کرو خواجہ عمرو نے کہا

میرا ہاتھ کھولدو آج کا حال مفصل عرض کرون قیطوس نے بڑھکر ہاتھ عمرو کے کھولدیے صرصر نے کہا بی قیطوس آپ نے بڑا غضب کیا عمرو کے ہاتھ سے آپ کی موت معلوم ہوتی ہی خواجہ نے کہا ای صرصر اب سب حال صاف صاف کہونگا آج کا معاملہ مفصل بیان کردونگا اور ہم قتل بھی کرینگے تیری بات کا کیا اعتبار ہی ہم تو اب خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کی رہینگے صاف تو یہ ہی کہ ابتک کوئی صفائی کرانے والا نملا تھا اب مصاحب شاہ سے ملاقات ہوئی اب ہم برق و قران کو قتل کرائینگے سامنے شہنشاہ کے اپنا رنگ جمائینگے صرصر شمشیرزن خاموش ہی جی مین کہتی ہی کہ دیکھیے کیا غضب ہوتا ہی عمرو نے کہا بی قیطوس آپ صاحب سنیے اپنے قید ہونے کا حال بیان کرتا ہون بی صرصر آج مجھکو جنگل مین ملین مین نے ایک مسافر کو مارا تھا ہیرے کے کڑے اُسکے پاس سے نکلے تھے مین نے انکے سامنے پیش کیے کہ لو بی صرصر تھوڑی سی تکلیف ہی یہ تمھارے واسطے لایا ہون یہ راضی ہوئین مین نے کڑے دیے کڑے لیکر انھون نے اصل بات کو نمانا مجھکو دھوکا دیا کہا دیکھ مسافر آتا ہی مین اُدھر پلٹا اس مکارہ نے گلے مین میرے حلقے کمند کے ڈالدیے نہ کڑے دیے اور نہ اصل مطلب ہی پر راضی ہوئی دینے کا یہ شرف ملا کہتی تھین آج تمکو قتل کراؤنگی اونکی تو ہمیں ایسا اتفاق ہوا یہ دھوکا دیتی ہین رقم لے لیتی ہین ہاے مین تو کوڑی کوڑی کو محتاج ہوگیا دیکھیے کیسی سواری آتی ہی ہاتھی گھوڑے سب ساتھ ہین قیطوس زعفران پوش اُدھر پلٹی خواجہ عمرو نے قریب آکر حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے وہ ارے کہکر ادھر پلٹی لپٹ کر عمرو نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک جیسے ہی قیطوس زعفران پوش گری صرصر اسکے سحر سے چھوٹی اُٹھ کھڑی ہوئی کہا او ظالم اسکی قضا ہی لیکر یہان آئی تھی عمرو نے ہاتھ پھیلائے صرصر نے کہا جا دور ہو تو نے رہائی پائی بی قیطوس کی قضا تیرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا اُسکو اسواسطے مار ڈالا کہ تمکو کلمات سخت کہے تھے مجھکو نہایت ناگوار ہوا تھا صرصر شمشیرزن ایک جانب بھاگی خواجہ عمرو کو بھی رہائی غنیمت ہوئی یہ بھی ایک جانب روانہ ہوے لیکن قیس بادیہ گرد جو یہان سے چھوٹ کے بھاگا عشق ملکہ لیلاے محمل نشین مین مبہوت جنگل جنگل پھرتا ہوا آنکھون مین آنسو سینے پر ہاتھ مارتا ہی کبھی بیقرار ہو کے پکارتا ہی

نظم

ناے کا بتکدے مین کیا ہم خیال کرتے — سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے
ہنسکر کلام ہمسے یوسف جمال کرتے — کانون کو آشنا ے فرخندہ خال کرتے
حسن شباب اُنکا موسم بہار کا ہی — بوٹا سا قد دکھاتے جسکو نہال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جوئے مین — دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے
آزردہ دل سے جان ہی جانے دکھا ہوا دل — تم درمیان پڑکر رفع ملال کرتے
منظور ہوتی ہمکو محبت جو اس دہن مین — اندیشے کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے
لٹکاتے دوش سے کبھی تھوڑا سا انکو صاحب — بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے
ہمچشمی آہوون سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر — چشم سیہ کو کیف مے سے زلال کرتے
سودا زدہ جو تیرے خالون کا جا نکلتا — قربان مشک نافے اسیر غزال کرتے
رخ یار کا نہوتا تو چاند چودھوین کا — اندھیر ابروون کے دونون ہلال کرتے
سودا زدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین — مجنون سے بھی ہین وحشت تمہی غزال کرتے
فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا — ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے
فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہماری — بالش بخیہ ذکر روز وصال کرتے
خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش — مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

گوشے مین بیٹھ کر بہت رویا آخر یہی خیال مین آیا لشکر غضنفر مین چلین معشوق کو لے آئین اس جھگڑے مین کئی دن گذر گئے اب شب کا مشتاق ہوا کہ رات ہولے تو جاؤن ایک گوشے مین آکر بیٹھا وہان صبح کو جو اقبال سو کے اٹھا خادمون سے کہا دیکھو تو قیس بادیہ گرد کیا کر رہا ہی خدمتگار گئے واپس آکر خبر دی وہ اپنے مقام پر نہین ہین اقبال تیغزن نے کہا قیس مرد دیوانہ ہی کہین چلا گیا ہوگا لشکر تیار ہو راہ مین کسی مقام پر ملجائیگا یہ کہکر سب لشکر کو تیار کرایا وہان سے کوچ کرکے ایک منزل پر آکے اترا اب یہان سے بارہ کوس پر لشکر غضنفر ہی وہان غضنفر ملکہ لیلا سے صحبت آرا ہین آٹھو پہر جشن رہتا ہی ملکہ نسیم جالندری پر بہت شاق ہی مگر صحبت مین حاضر ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی اے شہریار قیس بھاگ کر پاس اقبال تیغزن پہلوان کے پہونچا چار لاکھ فوج سے آپ کے مقابلے کے لیے آتا ہی یہان سے بارہ کوس پر فروکش ہی یہ سنتے ہی غضنفر نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت اسی ہزار قزاقون کا لشکر تیار ہوا غضنفر بھی پشت مرکب بادپا پر سوار ہوے لیلاے محمل نشین نے پوچھا بھی کہ اے شہریار کیا ارادہ ہی غضنفر نے کچھ جواب نہ دیا لیلا بھی ساتھ ہین اسی زور و شور سے جو طریقہ ہی چلے تمام قزاق سمجھ گئے کہ کسی سے لڑنے کا سامان ہی اقبال تیغزن اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہی دو پہر سے شب گذر چکی ہی

کھوا سرافیل کی آواز کان مین اقبال تیغزن کے آئی لشکر مین ہاہا ہوا ساحرون کے مرنے کی آوازین آنے لگین اقبال گھبرا کر باہر نکلا دیکھا آگ برس رہی ہی ہزارون بھاگے جاتے ہین ہنگامہ گیرودار بلند ہی اقبال تیغزن گینڈے پر سوار ہوا اپنی فوج کو جو بھاگتے ہوے دیکھا نعرہ کیا خبردار یارو کہان بھاگے جاتے ہو اب جو اسنے نعرہ کیا فوج والے پلٹے نسیم و لیلا سر کوہ سے یہ تماشا دیکھ رہی ہین شاہزادے کا حکم ہی کہ غیر ساحرون کے مقدمے مین تم دخل نہ دیا کرو جب کوئی ساحر آئے اُسوقت تمھین اختیار ہی دونون بہ نگاہ حسرت بالاے کوہ سے دیکھ رہی ہین لیلاے محمل نشین ہر مرتبہ فرماتی ہین کس جاہل سے مقابلہ پڑا ہی ہو ایک سحر مین سب کو تباہ کردون مگر وہ نہین مانتے یہان اقبال تیغزن نے جو نعرہ کیا اور اہالی فوج کو جو غیرت دلائی کہ یارو قزاقون سے بھاگے جاتے ہو چہار جانب سے ان سب کو گھیر لو فوج والے پلٹ پڑے اب جھکڑ تلوار چلنے لگی غضنفر بن اسد آگے بڑھے ہوے شمشیر زنی کر رہے ہین اقبال تیغزن بھی آگے بڑھا ہوا سب کو ترغیب دے رہا ہی کہ یارو یہ جوان جانے نہ پائے ہر طرف سے فوج اقبال نے ہلوہ کیا قصد ہی کہ غضنفر کو پکڑ لین لیکن غضنفر شعلۂ جوالہ شیرانہ مہنگامہ لڑ رہا ہی جو جوان سامنے اسکے آیا پکار کر آواز دی اسکا سر کاٹ لے وہ سمجھا میرے پیچھے کوئی آگیا جو پلٹا غضنفر نے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے اس زور و شور سے یہ شیر دلیر لڑتا ہوا جاتا ہی اقبال تیغزن دیکھکر حیران جمال محو دیدار ہو گیا کبھی سراپا کو دیکھتا ہی کبھی جمال جہان آراے غضنفر کو دیکھتا ہی کبھی یہ خیال کرتا ہی کہ اس کمسنی مین یہ جرأت ہی حقیقت مین کیا لیاقت ہی اگر یہ میری رفاقت اختیار کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون یہ سوچتا ہوا گینڈے کو ٹھکرا کے قریب آیا پکار کر آواز دی کہ او طفل ذرا ٹھہر جا مجھے کچھ تجھسے کہنا ہی غضنفر نے مرکب کو روکا گھوڑا رانون مین تڑپ رہا ہی اقبال نے پیشانی پر ہاتھ رکھا غضنفر نے علیک السلام کہا اقبال نے کہا ای جوان یہ جواب سلام کیسا غضنفر نے کہا شرعی صاحب سلامت ہمارے یہان یہی ہی اقبال تیغزن نے کہا ای جوان تیری جرأت پر ناز کرتا ہون بڑے بڑے پہلوان تیرے ہاتھ سے مارے گئے مین نے ابتک شمشیر زنی کا ارادہ نہین کیا ہی مین چاہتا ہون اگر تو میری اطاعت کرے تو تجھے اپنے لشکر کا بادشاہ کرون تجھ ایسا بادشاہ مجھ ایسا سپہ سالار خوب عملداری ہو گی تمام دنیا مین گرز و سکہ تیرے نام کا جاری کرونگا کسکی مجال ہی کہ سرکشی کر سکے غضنفر نے کہا اب زیادہ یاوہ گوئی نہ فرمائیے نیزہ اُٹھائیے زبان تیغ سے سوال و جواب ہو اگر تو میری اطاعت کرے اور لات و منات پر

لعنت کرے نوکل قزاقون کا سپہ سالار گردن اقبال تیغ‌زن جلگیا کہا ای جوان مین تجھے سمجھانے آیا تھا یا تجھے
دیکر کہتا ہون نیزہ گرز تلوار تیر تبر خنجر سب طرح کے حربے مجھپر کرلے کوئی دل مین حوصلہ نہ رہے مین ایک ہی ضرب
مین خاتمہ کر دونگا تجھکو قتل کرکے بہت پچھتاؤنگا غضنفر نے کہا پیش دستی ہمارا دستور نہین ہی اگر تیرے
حربے سے خدا بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے حال کھل جائیگا یہ سنکر اقبال تیغ‌زن نے نیزہ مارا غضنفر سے نیزہ
چھینے لگا ناگاہ شہنشاہ فلک چہارم نے فوج ثوابت و سیارگان کو شکست دی تاج زرین آفتاب سر پر نیزہ خطوط شعاعی ہاتھ مین
تیغۂ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا یہان غضنفر و اقبال سے چند طعنین رد و بدل ہوئی ہین
کہ غضنفر نے نیزہ گینڈے کی آنکھ پر مار دیا اور نیزے کو ہاتھ سے چھوڑ دیا گینڈے نے ہلک کر جست کی ہرچند
اقبال تیغ‌زن نے چاہا کہ اپنے کو پشت کرگدن پر قائم رکھون مگر نہو سکا گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار
کھینچی پہلے سے خود سر گرا یا اوپر سے سر برہنہ پر ہاتھ مارا سر اقبال کا زخمی ہوا اتو غضنفر برس پڑے اسقدر
ہاتھ تلوار کے مارے کہ اقبال تیغ‌زن بھاگا غضنفر نے نعرہ کیا او نامرد ازلی ٹھہر ابھی اب کہان بھاگا جاتا
ہی برق شمشیر چاپ رہی ہی کیونکر ٹرکے لیگا ایک لشکر غضنفر مین ہنگامہ ہوا قزاقون کے سر کٹکے گرنے لگے
ایک طرف سے دریائے قہار نے جوش مارا ایک طرف سے شیران صحرا ادھر ہو کے مارتے ہوے آکر گرے
ہزارہا قزاق پامال ہوے پہاڑ سے ملکہ لیلائے محمل نشین نے دیکھا ایک لکہ ابر لشکر اسلام پر چھایا
ہوا ہی اُسمین سے یہ آفتین برپا ہین لشکر غضنفر پامال ہو رہا ہی دریا بھی جوش مار رہا ہی شیر بھی پیدا ہوے
آگ بھی برس رہی ہی ملکہ لیلا نے نسیم سے کہا دیکھو بی بی سحر ہونے لگا اب مجھسے دیکھا نہین جاتا تھوڑے
ہی عرصے مین کئی ہزار قزاق کشتہ ہوکر گرے کچھ ڈوبے کچھ طعمۂ دہان شیر ہوے یہ کہکر ملکہ لیلا نے ایک گولہ
اُٹھا کر اُسی ابر پر مارا ابر پھٹا دیکھا قیس بادیہ گرد عقاب پر سوار بڑے زور و شور سے سحر کر رہا ہی اُسی کے
سحر سے یہ آفت برپا ہی ملکہ لیلائے محمل نشین نے للکارا او نامرد میدان کارزار مین آ تو حال معلوم ہو کیا مخفی
ہوکر سحر کرتا ہی لیلا نے جو غصے مین یہ کہا قیس کی تو جان جاتی ہی بے اختیار پکار اُٹھا ای لیلائے محمل نشین
تمھاری محبت نے ہمکو مارا اب دیکھیے کیونکر زندگی ہو بقول شاعر نظم

سب ستم سارے وہ سامان مصیبت یاد ہین — ہم ابھی کنج قفس سے مرغ نوآزاد ہین
جوش خون کیسا یہان تن خشک ہی مانند بید — اور دیوانے ہین وہ جنکے لیے فصاد ہین
تا کجا منکر اسیری رحم اے صیاد کر — مورد بیداد ہین جو صاحب بیداد ہین

طامعانِ پر ہوس خیل مگس سے کم نہین — وو نہ دو کچھ پاسبان خانۂ قناد ہین
حکم ہی مرنے نہ پائین بسمل تیغ جفا — اُس ستم ایجاد کے کیا کیا نئے ایجاد ہین
ہم اسیران قفس کیا جانین لطف بوستان — مدتون سے مبتلاے زحمت صیاد ہین
ایک سی رہتی نہین ہی گردش لیل و نہار — ساتھ ویرانی ہی اُنکے جو یہان آباد ہین
آسمان و عرش و کرسی ایک بھی خالی نہین — ہر جگہ دو چار اپنے مسکن فریاد ہین
ایک جا بیتابی دل سے نہین ہمکو قرار — صورت خاک پریشان رات دن برباد ہین
کونسا وہ گل ہی جسکی دید ہم کرتے نہین — عندلیب نغمہ سنج گلشن ایجاد ہین
کب یقین ہی تمکو بے آغوش آئی ہو گی نیند — رات سے کیا کیا گمان خاطر ناشاد ہین
کس تمنا پر کسی کے بار خاطر ہو جیے — چند دن کو وارد دنیا سے بے بنیاد ہین
ہاتھ کھینچا جب جہان سے بینیازی بڑھ گئی — کب کسی کے ہم بھلا منت کش امداد ہین
خاکسارون کو غرور طبع بیجا ہی نسیم — اپنے منھ سے کب کہا ہنے کہ ہم اُستاد ہین

اے جان جہان و اے آرام دل عاشقان تمھارے فراق نے ہمارا عجیب حال کر دیا ہی ملکہ لیلا نے برق چمکائی کہ دریا غائب ہوا شیرون کو قتل کیا آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ لیلا و قیس سے سحر چلنے لگا اقبال تیغزن زخمدار بیقرار کئی زخم پشت پر ہین سر بھی زخمی تمام جسم سے خون ٹپکتا ہوا گوشۂ لشکر پر آیا زخم سر باندھا کہتا ہی یارو اس لڑکے نے تو قیامت برپا کر دی گینڈا مار گیا زمین پر آنا تھا کہ وہ برس پڑا اگر مین نہ بھاگتا تو جان کیونکر بچتی دوسرے گینڈے پر سوار ہوا دور سے تماشاے جنگ دیکھنے لگا کہ ملکہ لیلا و قیس سے سحر ہو رہے ہین قیس گھبرایا ہوا ہی کبھی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اے ملکۂ عالم مین تو آپ کے واسطے تباہ و برباد ہوا قلعہ میرا ویران پڑا ہو گا افراسیاب جادو سے کیا وعدہ کر کے چلا تھا اُسکا یہ انجام ہوا کہ راتین ہجر کی نہین بسر ہوتین ملکہ لیلا اے محمل نشین شرماتی ہین کہ ایسا نہوا سکے کلمات مہمل کو شاہزادہ سن لے تو کیسا پریشان ہو گا کبھی ہٹ جاتی ہین مگر سحر برابر چلا جاتا ہی اُدھر سے شاہزادہ غضنفر اقبال تیغزن کو بھگا کر پلٹے ہین دور سے دیکھا کہ قیس تلوار کھینچکر طرف ملکہ لیلا کے چلا ہی ملکہ اپنے کو بچاتی ہین ہر مرتبہ سحر ایسا کیا کہ قیس نے کئی زخم کھائے غضنفر نے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا کہا او نامرد عورت سے کیا لڑتا ہی مردان عالم پر وار کر تو حال معلوم ہو قیس نے دیکھا اس جوان کا

مار لینا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچکر ہاتھ تلوار کا مارا اسم سحر بھی پڑھے صد ہا تلوارین شاہزادے پر گرین مگر بسبب انگشتر مہر و ماہ کے کچھ تاثیر نہوئی غضنفر نے اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا آئینۂ روئین شگاف کا وار کیا اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا آئینۂ روئین شگاف نے سپر کو کاٹا سر پر گری زمین پر آکے بوسہ دیا اُدھر تو قیس مر گئے گرا اندھیرا ہو گیا آوازین آنے لگین کشتی مرا نام من قیس بادیہ گرد بود اقبال نے جو یہ آوازسنی سر پیٹ لیا کہا یارو برادوست میرا مارا گیا اب میرے ہاتھ سے یہ لڑکا کہان جائیگا غضنفر نے ملکہ لیلا سے کہا اب آپ پہاڑ پر جاکر ٹھہریے سحر کا قصد نہ کیجیے گا ملکہ لیلا رنجیدہ و کبیدہ ہوئین پہاڑ پر پاس نسیم کے آئین کہا اے نسیم تمنے دیکھا مین دو حملون مین لشکر کا خاتمہ کر دیتی مجھکو منع کیا مین چلی آئی اب خدا اُنکو دشمنون کے ہاتھ سے بچائے الشاہزادۂ غضنفر نے بڑھتے سامنے اقبال تیغزن کے پہونچے للکارا او بھگوڑے کہان جاتا ہی للکار کر جا پڑے اقبال کو مرنے کا قیس کے بڑا قلق ہی دل نہین چاہتا کہ غضنفر کا سامنا کرے دن پشت کے زخمون سے اب بھی کراہ رہا ہی فوج نے بھی بلوہ کیا غضنفر نے آکر لگا ور لگائی کہ مدلگاور کے اقبال تیغزن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے روکتے روکتے سپر کو تاکر کمر پر ہاتھ مارا اقبال کے دو ٹکڑے ہوے اقبال تیغزن کا مارے جانا علم فوج کو بھی غضنفر نے قلم کیا علمدار کو مارا چار لاکھ تھے تین لاکھ مارے گئے خستہ شکستہ جو بچے جانبازی کرکے لاشہ اقبال تیغزن کا اُٹھایا اس خیال سے کہ اسکی وجہ سے قلعے مین امان پائینگے راہ مین بھی تاجدار اسکی لاش کو روکین تو عجب نہین یہ سوچکر لاش کو لیکر بھاگے غضنفر نے مال و اسباب لوٹ لیا بہ فتح و فیروزی داخل بارگاہ ہوے سامان عیش و نشاط مہیا ہوا اقزاق خوشیان کر رہے ہین درختون کے نیچے بیٹھے ہین دائرے بج رہے ہین باہر مقام پر دیہاتنے ڈھیلی ڈھیلی وضع گلبدن کے پائجامے مطول کی گوٹ لگی ہوئی زیور موٹا موٹا گلے مین طوق چاندی کا جوشن بازوون پر ڈھلکے ہوے ہر بستر کے قریب ایک رنڈی ناچ رہی ہی میہان دربار مین شاہزادۂ غضنفر مقام صدر پر بیٹھے ہین ایک پہلو مین ملکہ نسیم قدیم ندیم ایک جانب ملکہ قمر پیکر ایک جانب ملکہ لیلائے محمل نشین سامنے ایک نازنین پریچہرہ بصد سوز و گداز و بہ کرشمہ و ناز

یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی غزل

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچے ہوے بوے گل صبا نے دی
دکھائے روے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو پیغمبری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے ابتک پھری نہین شاید
کفن کی فکر ہمارے لیے بھی واجب ہے
دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا
لڑاتے آنے تجھے آنکھین غزال چین ختن
جہان سے حسرت منزل کا داغ لیکے گیا
محال کیا کوئی سودہ زدہ جو دم مارے
فقیر ہو کے جو تجھپر موا ہے اے شہ حسن
گیا ہے عشق نے بالاے یار کے بیخود
رہ عدم مین سب آوازا پنی بھول گئے
ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
عزیز داغ محبت کو رکھتے ہو آتش

در قبول سے کے اوپر پڑھی دعانے دی
نقاب کی جو تمھین مشورت حیانے دی
طرف کو کعبے کے کروٹ مجھے قضانے دی
شکست انکو تری چشم سرمہ سانے دی
تمھاری راہ مین جان اک شکستہ پانے دی
گلو مین پھانسی ہے اُس کا کل رسانے دی
جگہ ہے سائے مین اپنے اُسے ہمانے دی
پری کے سائے کی ایذا ہے اُس بلانے دی
صدا نہ قافلۂ اشک مین درانے دی
دعا نہ اُس شہ خوبان کو کس گدانے دی
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبانے دی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ملازمان اقبال لاشۂ اقبال لیے ہوے جاتے ہین قریب کوہ بلور کے پہونچے تھے اُدھر سے ملکہ صرصر شمشیر زن آتی تھین دور سے دیکھا کہ ایک لاشے کو چند کس اُٹھائے ہوے روتے پیٹتے لیے جاتے ہین صرصر نے بڑھ کر ان سبھون سے ملاقات کی پوچھا صاحبو یہ پہلوان کہان مارا گیا کس کے ہاتھ سے قتل ہوا اُن لوگون نے کہا حضور قیس بادیہ گرد ہمارے آقا کو براے مقابلۂ فرزند طلسم کشا لیگیا وہان بی لیلا بھی موجود تھین قیس و اقبال دونون ہاتھ سے فرزند طلسم کشا کے مارے گئے ہمنے اُڑتی اُڑتی خبر سُنی کہ فرزند طلسم کشا پر بی لیلا مائل ہین ہر وقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہتا ہے دن عید رات شب برات فرزند طلسم کشا نے علاقے کے علاقے برباد کر دیے ہزار ہا زمیندار مارے گئے یہ سُنکر صرصر کو بُرا ملال ہوا سوچی کہ بی لیلا نے بڑی آفت برپا کی وہ لوگ تو روتے پیٹتے چلے گئے صرصر بیٹھکر سوچنے لگی کہ ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ بی لیلا صاحب نکل گئین کچھ اُنکو سزا نہوئی یقین ہے کہ ملکہ حیرت بہت خوش ہون چلکر لیلا کو گرفتار کر لاؤن لشکر قزاقان مین جانا کتنی بڑی بات ہے سب دیوانے عیش پسند ہین اپنے اپنے مقام پر عیش کر رہے ہونگے جاتے ہی لے آؤنگی یہ سوچکر صورت تبدیل کی طرف لشکر غضنفر کے چلی ایک ضعیفہ کی صورت بنی ہوئی لشکر غضنفر مین آئی عجب طرح کا لشکر دیکھا درختون کے نیچے قزاق

اُترے ہوئے ہین ناچ ہر مقام پر ہو رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط ہر مقام پر گرم ہی ایک طرف دیکھا بارگاہ زنبقی
استادہ ہی بیچ مین غضنفر ایک سمت بی لیلا بیٹھی ہین ایک طرف تسیم جالندری ایک جانب ملکہ قمر پیکر بیٹھی
ہین نازنینان مہ جبین ناچ رہی ہین دور جام شراب بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی نوجوان مصاحب دربار مین
جمع ہین ہنسی ذل لگی ہو رہی ہی برق رف تیز پا عیار پشت پر غضنفر کی کھڑا ہوا مگس رانی کر رہا ہی یہ محفل
عیش و نشاط دیکھکر صرصر کو بڑا رشک ہوا جی مین کہتی ہی یہ دیوانہ بڑے عیش کرتا ہی ایکطرف قزاق ڈفلیان ہاتھ
مین لیے ہوئے تانین اُڑا رہے ہین صرصر کنارے آکے ٹھہری جب دربار برخواست ہوا ملکہ لیلا اپنے
خیمے مین اُٹھکر چلین صرصر نے پیچھا کیا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسی کنیز کی شکل بنکر ساتھ لیلا
کے چلی انکی بارگاہ مین آئی دیکھا بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہی ملکہ لیلاے محمل نشین نے بیٹھکر
خاصہ نوش کیا چھپر کھٹ پر آکے آرام فرمایا صرصر کنیزون مین ملکر چھپی پر آئی اور کنیزون کو تو گلوریان کھلا کر
بیہوش کیا آپ تڑپ کے اُٹھی لیلاے محمل نشین کے چہرے سے دوشالہ ہٹایا جیسے آفتاب پردۂ ابر سے
نکل آیا دماغ مین بیہوشی دیکر بیہوش کیا پشتارہ باندھا چاہا سراچہ چاک کرکے نکل جاؤن دیکھا صدہا قزاق بارگاہ
کو گھیرے ہوئے ہین دروازے پر برق رف عیار بیٹھا ہی صرصر حیران ہوئی کہ اب کسطرف سے نکلون آخر کسی طرف
راستہ نہ ملا نقب کھودتی ہوئی چلی مہرہ نقب کا سایے مین ایک نخل کے توڑا وہان جاکے نکلی اب تڑپتی ہوئی
چلی کسی مقام سے تڑپ کر نکل گئی کسی مقام پر پہنچ گئی پہر رات پچھلی باقی ہی قزاق اب بھی جابجا بیٹھے ہوئے
جاگ رہے ہین گانے سے فرصت نہین بڑی مشکل مین صرصر لشکر سے نکلی اب تو میدان پکڑا چپت و خیز
کرتی ہوئی چلی راہ مین صبح ہو گئی اور خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہین بھوریا وغیرہ آتا ہو گرتی پڑتی اُٹھتی بیٹھتی بعد
خرابی بسیار لشکر حیرت مین پہونچی غلغلہ ہوا کہ صرصر کسی کا پشتارہ لائی حیرت نے سنتے ہی کہا جلد اسکو
ہمارے سامنے لاؤ صرصر لیلا کا پشتارہ لیے ہوئے سامنے حیرت کے پہونچی کہا حضور گنہگار کو لائی ہون حیرت
نے کہا کون ہی صرصر نے کہا حضور بی لیلاے محمل نشین نے جاکر طلسم کشا کے بیٹے کے ساتھ آشنائی کی
مین اُسطرف گئی تھی خبر سُنی انکو چرا لائی ہر چند کہ حضور لشکر مسلمانان بہت بڑا لشکر ہی مگر فرزند طلسم کشا کے لشکر مین
عجب چہل پہل ہی شہرون سے نفرت ویرانے سے رغبت جنگل کو منگل بناتے ہین بڑی مشکل سے انکو لائی
ہون چوکی پہرے کا وہ انتظام ہی کہ ہوا بھی نہین گذر کر سکتی حیرت نے کہا آج انکو قید کرو شہنشاہ کے
پاس عرضی بھیجی جائیگی جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے اس حال کی عرضی لکھکر طرف افراسیاب کے روانہ کی لیلا کو

مسلسل کرکے قید کیا کئی سو جادوگرنیان قیدخانے پر مقرر کین یہان شاہزادہ غضنفر بن اسد صبح کو دربار مین آئے سرداران نامی آنے لگے نوجوانون کا مجمع ہوا کہ رونے پیٹنے کی آواز آئی غضنفر نے سر اُٹھا کر کہا ارے خیر تو ہی دیکھا کنیزان ملکہ لیلا روتی ہوئی سامنے آئین عرض کی فرش خواب سے کوئی ملکہ لیلا کو چُرا لیگیا مہرہ نقب کا بارگاہ سے شروع ہوا ایک نخل کے سائے مین جاکر ٹوٹا ہی لیجانے والا بڑی تدبیر سے لیگیا یہ سنکر غضنفر نے طرف رف رف عیار کے بہ نگاہ غضب دیکھا فرمایا کیون ای رف رف تم اب ایسی غفلت کرتے ہو کہ غیر ہمارے لشکر مین آیا اور ملکہ کو چُرا کر لیگیا ذرا تمکو خبر نہوئی جلد پتہ لگاؤ ورنہ تمہارے واسطے بہت خرابی ہوگی ہمنے تمہارے واسطے عہدہ سرہنگی تجویز کیا تمکو کچھ خیال نہین جلد پتہ لگا کر ہمسے خبر کرو کہ فلان مقام پر ہین رف رف یہ سنتے ہی کانپتا ہوا بارگاہ ملکہ لیلا مین آیا اول ایک کنیز کو کنارے بیہوش پایا یقین کامل ہوا کہ اسی کنیز کی شکل بنکر کوئی آیا اُسی نقب مین پھاند پڑا اُدھر پر نقب کے آیا نشان نقش پا دیکھا پہچانا کہ یہ پیر اکسی عورت کا ہی دیکھتا ہوا نشان نقش پا کو چلا نشان نقش پا پر آنکھین لگادین دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک صحرا مین پہونچا وہانتک نشان پایا صحرا مین ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی رف رف نے ساحر سے پوچھا تم کہان رہتے ہو اُسنے کہا مین لشکر حیرت مین نوکر ہون اب تو رف رف نے اُس سے گھل ملکر باتین کرنا شروع کین پوچھا کیون بھائی آج کل لشکر مین حیرت کے کسطرح لڑائی ہی مسلمان بھاگتے پھرتے ہین یا لڑنے پر آمادہ ہین شہنشاہ نے کس کسکو قید کیا ہی لیلا اُدھر گر نکل گئین تھین اُنپر کیا گذری یہ سنکر اُس ساحر نے کہا لیلا تو پکڑی آئین عرضی خدمت مین شہنشاہ گئی ہی برائے سزاے ملکہ لیلا حکم آیا ہوگا سب حال رف رف نے پوچھا اب یقین کامل ہوا کہ ملکہ لیلا لشکر حیرت مین ہین چلکر دیکھی آئین شہنشاہ قرافان ضرور شبخون مارینگے لیلا کو رہا کرنے آئینگے مقام دیکھ لینا ضرور ہی رف رف بہ شکل مبدل لشکر حیرت جادو مین آیا دیکھا لشکر مین ہنگامہ ہی ساحر جابجا ذکر کر رہے ہین کہ ملکہ لیلا کے قتل کا حکم آگیا کل اُنسے وجہ بغاوت دریافت کی جائیگی پہلوے بارگاہ حیرت مین ایک خیمہ استادہ ہی اُسمین ملکہ لیلا قید ہین رف رف یہ سب خبرین دریافت کرکے بھاگا لشکر غضنفر مین آیا خبر سُنی کہ شاہزادے نے شب سے خاصہ نہین نوش فرمایا ہی رف رف گھبراگیا بارگاہ مین غضنفر کی آیا لیکن کانپتا ہوا زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ قرافان ملکہ صرصر آپ کے لشکر مین آئین ملکہ لیلا کو چرا لے گئین

افراسیاب کا حکم برائے قتل ملکہ لیلا آگیا کل قتل کا ارادہ ہی یہ سنکر غضنفر نے قبضۂ تیغۂ روئین شگاف پہ ہاتھ ڈالا قفراقون کی جانب متوجہ ہوے کہا بھائیو سنا تمنے ہم تو فکر قتل افراسیاب مین ہین اور میان افراسیاب کو یہ اختیار ہوا کہ قتل ملکہ لیلا کا حکم دیا ہی سب نے کہا آج رات کو چلکر شکار کھیلیے غضنفر نے کہا ای برادران صف شکن وای قفراقان تیغزن خدا فضل کرے تو بی بی حیرت زوجۂ افراسیاب کی آج کچھ خدمتگزاری ہو قفراقون نے کہا ای شہریار تمنا مین کاٹ دین بارگاہ گرے پھر اُسمین آگ لگا دی جائے بعد اُسکے سر کار کھڑے ہو کے تماشا دیکھین غضنفر نے سب کو آفرین کہی دن گذرنا پہاڑ ہو گیا ملکہ نسیم نے آکر بہت دلدہی کی لیکن غضنفر شگفتہ نہوے ملکہ قمر پیکر نے کہا ای شہریار آپ کو بہت پریشان پاتی ہون گائنون کو بلائیے گانا سنیے ذرا دل بہلے یہ سنکر غضنفر نے ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا کس منہ سے مین بیان کرون کہ دل پر کیا گذر رہی ہی لیلا کے قید ہونے نے نہایت پریشان کیا ہی نظم

مین تو دیوانہ تھا اُسکی عقل کو کیا ہو گیا — قیس کہتا ہی مجھے ناصح کو سودا ہو گیا
جوش عشق وحسن نے کیا رنگ بدلا دیکھنا — اشک خونی سے مرے منہ زرد اُسکا ہو گیا
سینہ زن یا جامہ در ہوتا ہی بن ماتم کوئی — آپ اپنے ہاتھ سے مین ہاے رسوا ہو گیا
صور تھی منقار مرغ صبح پہلو سے مرے — وہ قیامت قد جو اُٹھا حشر برپا ہو گیا
زخم کھایا زہر کھایا تو بھی کچھ ہوتا نہین — دیر گذری مرگ کو کیا جانیے کیا ہو گیا
یہ کسی سے ہو کہ ان لطفون پہ گستاخی نہو — غیر ہمسا کب ہوا ہرچند ہمسا ہو گیا
یون لب خنجر کے بوسے متصل لیتے نتھے — زخم کاری کی ہنسی مین کام میرا ہو گیا
سر تسخیر سے ہم خود مسخر کیون نہون — آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
نو فلک ہین کیا کرے یہ نالۂ آتش نشان — ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا
کفر ہی بے گلرخ ترسا تماشاے چمن — گلشن اپنے حق مین ای مومن کلیسا ہو گیا

مجھکو گرفتار ہونا ملکہ لیلا کا بہت شاق ہوا مین کہانا پلٹ کر کھاؤنگا غضنفر نے تڑپ تڑپ کے دن کاٹا رات کا ہوتا کہ غضنفر نے بوق ترکی بجایا نسیم کانپتی پھرتی ہی کئی مرتبہ آکر عرض بھی کی ای شہریار اگر حیرت پر آفت ہو گی تو افراسیاب ضرور آئیگا وہ بلاے روزگار ہی ان تحفہ جات کو مٹا دیگا حضور بہت سمجھکر چلین ایسا نہو دشمن کسی بلا مین پھنسجائین غضنفر نے کہا ہم براے رہائی ملکہ لیلا جاتے ہین اگر افراسیاب آئیگا

اُس سے بھی مقابلہ کرینگے ملکہ نسیم کی ہوا نہ بندھی کہا ای شہریار قمر پیکر کو تو یہین چھوڑ دیجیے ایسا نہو کہ افراسیاب دیکھ لے تو آپ کا تعاقب کرے وہ مدت سے اسیر عاشق ہی غضنفر نے مُنھ پھیر لیا کہا ناموس کا ساتھ رہنا ضرور ہی دو پہر سے شب گذر چلی تھی کہ غضنفر سوار ہوے اسی ہزار دیوانون کو لیکر چلے شب تیرہ و تار لشکر حیرت چودہ لاکھ ساحر فروکش ہین لشکر مصور و صورت نگار ایک جانب فروکش ہی اور بہت ساحر مدد کیواسطے جابجا سے آئے ہین دو پہر رات گئے غضنفر آکر گرا خیمون کی طنابین کاٹین اور آگ لگادی غضنفر خیمۂ قید خانۂ لیلا پر پہونچے کئی ہزار جادوگرنیان خونکهبان تھین اُنھون نے سحر کیا غضنفر نے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے جب کئی سو جادوگرنیان قتل ہوئین ایک کنیز تلوار کھینچکر چلی کہ لیلا کو قتل کر ڈالون لیلا نے پردہ اُٹھاکر کہا ای شہریار کنیز رخصت ہوتی ہی افسوس ہی کہ یہ کنیز خدمت سے مشرف نہوئی نظم

مست کس درجہ نگاہِ ساقیِ مستانہ ہی — گردشِ سر ہمکو مثلِ گردشِ پیمانہ ہی
اسقدر بیہودہ دیکھو عادتِ پیمانہ ہی — آشنا ہر لب سے اور ہر ایک سے بیگانہ ہی
جو سخن مُنھ سے نکلتا ہی مرے مستانہ ہی — ہر دہن مینائے مے ہر لب لبِ پیمانہ ہی
اشکِ محرومی سے کیا امید رکھین بدنصیب — آبِ رحمت سے نہو سرسبز یہ وہ دانہ ہی
پردۂ عصمت نہین ہوتا حسینون کا حجاب — شمع کا فانوس مین بھی حسن معشوقانہ ہی
آجتک باقی وہی ہی مجھ مین تاثیر جنون — کھائی جس کتے نے ہڈی وہ سگ دیوانہ ہی
ساکن مسجد کبھی گہ معتکف ہی دیر کا — ملت و دین نسیم دہلوی رندانہ ہی

غضنفر آواز ملکہ کی سنکر گھوڑے سے کود پڑے اندر خیمے کے پہونچے اُس کنیز پر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے جھپٹکر زبان سے لیلا کی سوزن کو نکالا ملکہ لیلا تڑپ کر اُٹھین تمام قید آہن ٹوٹ کر گری ملکہ لیلا نے بتاکید کہا ای شہریار نکل چلیے آپ نے غضب کیا لشکر حیرت پر شبخون مارا ایسا نہو کہ حیرت کو خبر ہو جائے زوجہ افراسیاب سحر اُسکے نایاب بلکہ انتخاب ولاجواب غضنفر نے کہا اُنکی بھی خدمت کرلین تو چلتے ہین لیلا کہتی ہین ای شہریار حیرت سے مقابلہ کرنا اچھا نہین غضنفر کب مانتے ہین گھوڑا اُڑاتے ہوے قریب بارگاہ حیرت پہونچے لیلا ابھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگین جس غول پر گرین اُس غول کو پامال کیا کئی بارگاہین جلادین غضنفر نے قریب بارگاہ حیرت پہونچکر طناب کاٹی کئی ستون قلم کیے بارگاہ لہرائی حیرت پڑی سورہی تھی کہ کنیزون نے غل مچایا کہ حضور بارگاہ گرا چاہتی ہی حیرت آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ایک دستک دی کچھ نیچے سنہری

پیدا ہوے بارگاہ کو روک لیا حیرت نے کہا یہ کیسا آتا ہی کنیزون نے عرض کی حضور فرزند طلسم کشا نے آکر شبخون مارا لیلا کو چھڑا لیا حیرت غصے مین باہر نکلی نکلکر دیکھا ہزارون بارگاہین جل رہی ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی قزاقون نے زمین تہ و بالا کر دی حیرت نے قزاقون پر سحر کیا کئی سو قزاق گرے حیرت نے بڑھکر جادوگرون سے کہا ان سب کے سر کاٹ لو غضنفر غول پر ساحرون کے جا پڑا کئی سو جادوگرون کو مار گرادیا حیرت ہان ہان کر رہی ہی مگر کون سنتا ہی لاکھون جادوگرون کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہین حیرت نے سحر کیا گولہ پھینکا وہ گولہ سر پر غضنفر کے پھٹا گھوڑا پایا تو طرارے بھر رہا تھا یارک گیا غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا عکس انگشتر پڑتے ہی گھوڑا طرارے بھرنے لگا حیرت نے دیکھا کہ کس شے نے سحر باطل کر دیا یہ بھی حیرت دیکھ رہی ہی غضنفر نے جسکے ہاتھ مارا وہ ساحر نہ بچا سحر کی بوچھار ہی غضنفر پر کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا حیرت نے پکار کر ایک آواز دی ارے کیا ہوشربا فتح ہو گیا اتنا تو بتاؤ کہ اس شخص پر کیون سحر تاثیر نہین کرتا حیرت کے پکارتے ہی ایک طائر پیدا ہوا طائر نے مثل انسان کے آواز دی ای ملکۂ عالم اسپ باد پا انگشتر مہر و ماہ و تیغہ روئین شگاف ساختۂ ساحر شمشش کہ وہ ان چیزون کو طلسم بند کر گیا ہی وہ اسکے پاس ہین ان چیزون پر کبھی سحر تاثیر نہ کریگا ہم تو جانتے ہین کہ اب انکو جانے دیجیے حیرت نے کہا یہ میرے لشکر پر شبخون کیون آیا کیا اس دیوانے نے مجھکو مثل ساحران قربات سمجھا ہی یہ کہتی ہوئی حیرت بڑھی کئی قزاقون کو مارا دو چار کے مرنے کی جو خبر غضنفر نے سنی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا چلا راہ مین حیرت کا سامنا ہوا لیلا نے جو دیکھا کہ غضنفر مقابلۂ حیرت مین جاتے ہین راہ مین ہزارہا جادوگرون نے بلوہ کیا ہی ہر طرف سے سحر کی بوچھار ہو رہی ہی تڑپ کر گرین ساحرون کو قتل کرنے لگین حیرت کی جو نگاہ لیلا پر پڑی للکارا او گیسو بریدہ اس لونڈے پر تو عاشق ہوئی ہی لیلا نے چاہا صف کاٹ کر پلٹون بڑے زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چل رہی ہی غضنفر لڑتا بھڑتا سامنے حیرت کے پہونچا حیرت نے چاہا تڑپ کر لنگوٹ کہ غضنفر نے ایک تیر مارا شانہ حیرت کا زخمی ہوا وہی خون حیرت نے چلو مین لیکر لیلا پر پھینک مارا لیلا لڑکھڑا کر گری بدن پر آبلے پڑ گئے کنیزون نے دوڑکر ملکہ لیلا کو گرفتار کر لیا غضنفر نے چاہا چھڑاؤن حیرت نے ایک دستک دی دیوار آہن بیچ مین حائل ہو گئی غضنفر نے دیکھا حیرت آنکھون سے مخفی ہو گئی لیلا گرفتار ہوئین غضنفر نے بڑا افسوس کیا کہ جس کام کو آئے وہ مطلب نہوا حیرت نے ظاہر ہو کے پھر ایک دستک دی اُس سے ایک غبار بلند پیدا ہوا غضنفر کو اندھیرا معلوم ہوا بعد تھوڑے عرصے کے غضنفر نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا بہت پریشان ہوے

رف رف سے کہا ہم براے رہائی ملکہ لیلا آئے تھے یہان صحرا مین کیونکر پہونچے ہو سکتا ہی کہ جا کر خبر لاؤ رف رف بھاگا کہا حضور مین خبر لاتا ہون غضنفر ایک درۂ کوہ کے قریب آکر اُترے مگر نہایت قلق ہی یہی فرماتے ہین کہ لیلا کا گرفتار ہونا مجھپر بہت شاق ہوا کیا کہون کہ کیا میرے دل کی کیفیت ہی **نظم**

پھر اُسکے پھندے مین جا رہے ہین کہ جسکے پھندے مین جا چکے تھے — وہی مصیبت اُٹھا رہے ہین کہ جو مصیبت اُٹھا چکے تھے
کہو جو بیجا بجا ہی مجھکو سزا ہی جو نا سزا ہی مجھکو — گر اُنکا رونا پڑا ہی مجھکو جو مدتون تک رُلا چکے تھے
جو اُنکی خو تھی سو اُنکی خو ہی جو گفتگو تھی سو گفتگو ہی — پھر اُنپہ مٹنے کی آرزو ہی جو ہر طرح سے مٹا چکے تھے
عدو کا مین ہون عدو مقرر برابر آکے ہوے برابر — بھلا بدلتا نہ رنگ کیونکر وہ رنگ اپنا جما چکے تھے
کسی سے کوئی نہ دل لگائے نسیم کیا کیفیت بتائے — وہی اب آنسو بہاتے آئے لہو جو میرا بہا چکے تھے

سردار عرض کر رہے ہین اے شہریار بہتر غضب کو شبخون مار لیے غلامان جانباز وعدہ کرتے ہین کہ حیرت کی مشکین باندھ لائینگے نسیم روتی ہوئی سامنے آئی کہا اے شہریار خدا نے بڑا فضل کیا کہ حیرت نے آپ کو ہٹا دیا آپ کو گرفتار نہ کیا اگر گرفتار کرنے کا ارادہ کرتی سرکار کو نکلنا مشکل ہوتا سب سرداروں نے غضنفر کو سمجھایا کہ اب شبخون جانا لشکر حیرت پر بہتر نہین غضنفر رف رف کا راستہ دیکھ رہے ہین رف رف آکر لشکر حیرت مین داخل ہوا صورت بدل کر پھرنے لگا دریافت کیا کہ ملکہ لیلا ایک خیمے مین قید ہین کئی ہزار نگہبان مقرر ہین رف رف دن بھر پھرا کیا اسی فکر مین ہی کہ رات ہو تو خیمۂ ملکہ لیلا مین پہونچون پانچون عیار بھی نگو بھی دیکھا کہ جا بجا پھر رہی ہین رات کو رنگ و روغن عیاری کا لگا کر رف رف صبا رفتار کی صورت بنا طرف سے خیمۂ قید خانے کے نکلا گلفام رنگین پوش جو نگہبانون کی افسر ہی اُسنے پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان سے آتی ہو رف رف نے کہا ملکہ حیرت نے فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو سب جاگ رہے ہین نگہبانی مین فرق تو نہین ہی گلفام رنگین پوش نے کہا اے صبا رفتار ملکۂ عالم سے عرض کرنا کہ ہم رات بھر جاگتے ہین کیا مجال کہ نگہبانی مین فرق ہو لیکن ہمارے واسطے آج شراب نہین آئی صبا رفتار نقلی نے کہا ہم شراب پہونچا جائینگے یہ کہکر رف رف وہان سے ہٹا شراب کی بھٹی پر آیا ایک تپلہ شراب کا خریدا مزدور کے سر پر رکھوا کے لایا کہا لو ملکہ گلفام یہ حاضر ہی ملکہ حیرت نے کہا اسوقت میخانے مین ہاڑ ہی تم کسی بھٹی پر سے شراب خرید کر کے لیجاؤ خرچ سرکار سے ملجائیگی سب شراب کی بھوکی ہو رہی تھین آپسمین شراب تقسیم ہونے لگی رف رف نے کہا آج ہم بھی تمھارے ساتھ شریک ہونگے شراب جو تقسیم ہوئی صبا رفتار نقلی نے

گنگنا کے سامنے گلفام رنگین پوش کے یہ غزل گائی غزل

عناب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے
کیا کیا نگہ پھسلتی ہی رخسار یار پر
کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے
اللہ نے کیا ہی کسے بادشاہ حسن
کیا رنگ لا رہی ہی حنا کچھ نہ پوچھیے
کیا شی ہی وہ کمر جو گذرتا ہی یہ خیال
کتنی ہی زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

کس درد کی ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے
خوشبو سے ہو رہا ہی معطر دماغ جان
کیسا یہ آئینہ ہی صفا کچھ نہ پوچھیے
آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
سر پر ہی کسکے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے
ناگفتنی ہی عشق بتان کا معاملہ
آتی ہی غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے
آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہون
چلتی ہی کس طرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے
جامے سے باہر اپنے جو ہو تین عجب نہین
ہمسے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے
رنگین کیے ہین یار نے جیسے کہ دست و پا
ہر حال مین ہی شکر خدا کچھ نہ پوچھیے
کوتاہ خال روے منور ہی کسقدر
مشفق جو کچھ ہی اسکی سزا کچھ نہ پوچھیے

اس رنگ مین رف رف نے یہ غزل گائی کہ تمام کنیزین تعریفین کرنے لگین بیہوشی نے تاثیر جو کی تو آپسمین دست درازیان ہونے لگین کسی نے کسی کی چٹیا پکڑی کسی نے کسیکا دوپٹہ کھینچا گر گر کر بیہوش ہونے لگین گلفام نے پکار کر کہا آج کنیزون کو کیا ہو گیا یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی ایک نے کہا تمکو کیا ہوا ہی کس بات پر گھمنڈ ہی جو تمھارے پاس وہ ہمارے پاس گلفام نے چاہا کھینچکر اسکو سزا دون دو قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوئی رف رف اُٹھا کنیزون کو تو ہاتھ نہ لگایا خیمے مین آکر ملکہ لیلا کو سلام کیا لیلا نے کہا تو کون عرض کی غلام آپ کا رف رف سرکار نے بھیجا ہی کہ ملکہ کو رہا کرکے لاؤ لیلا نے کہا میری زبان سے سوزن نکالو مین آپ تڑپکر نکل جاؤنگی رف رف نے سوزن کو نکالا عطر بیہوشی سنگھا دیا لیلا بیہوش ہوئین رف رف پشتارہ باندھکر رے نکلا قضاے کار ملکہ صرصر پھرتی پھراتی اسطرف آنکلی دیکھا سب کنیزین بیہوش پڑی ہین خیمے مین ملکہ لیلا ندارد صرصر گھبرا گئی کہ صبح کو بڑی خفگی ہوگی نشان نقش پا دیکھتی ہوئی چلی دل کو بڑا تردد ہی مگر رف رف لشکر حیرت سے نکلکر ایک صحرا مین آکے پہونچا ایک جھیل پر پشتارہ ملکہ لیلا کا ایک تختہ سنگ پر رکھدیا آپ خود پانی پیا اپنے کو آراستہ کر رہا ہی کہ صحرا سے گرد باریک اُڑتی دیکھا صرصر شمشیر زن دوڑی ہوئی آتی ہی رف رف نے چاہا چھپون لیکن صرصر نے دیکھ لیا دہین سے للکارا او ناعیار خبردار یہ پشتارہ کہان لیے جاتا ہی رف رف نے بھی ہنجہ کھینچا یہ بھی صرصر شمشیر زن نے دیکھ لیا کہ کوئی نیا عیار ہی برق و قران وغیرہ سے ڈرتی ہی اور کسی کو کب مانتی ہی یہ بغور دیکھکر

نیچہ کھینچکر جا پڑی دونون مین نیچہ چلنے لگا رُف رُف فرزند خواجہ عمرو بلاے روزگار کب کسی سے دبتا
ہی سینہ سپر کرکے لڑنے لگا کبھی چاہتا ہی حلقہ ہاے کمند ماردون کبھی قصد ہی کہ اگر یہ ذرا پیچھے ہٹے تو مین
پشتارہ لے بھاگون مگر صرصر شمشیر زن بھی دم نہین لینے دیتی اگر رُف رُف نے حلقہ ہاے کمند مارے
صرصر سبک ہوکے نکل جاتی ہی اپنے کو ہر طرح پر بچاتی ہی یہی حال رُف رُف کا بھی ہی رُف رُف کے
خیال مین آیا کہ ملکہ لیلاے محمل نشین کو ہوشیار کردون لڑتے لڑتے یہ خیال جو آیا کئی نیچے بیٹھ بیٹھ کر
مارے ذرا جو صرصر شمشیر زن پیچھے ہٹی رُف رُف نے پلٹ کے حباب دافع دارو ے بیہوشی مُنھ پر ملکہ
لیلا کے ماردیا لیلا ہوشیار ہوئین صرصر نے جو دیکھا کہ عیار نے صاحب پشتارہ کو ہوشیار کردیا چاہتی ہی
جست کرکے نکل جاؤن لیلا نے اُٹھتے اُٹھتے سحر کیا پکار کر کہا ای رُف رُف تم ہمکو بیہوش کرکے کیون
لائے ہم اُڑ کے نکل جاتے رُف رُف نے کہا مین سوچا کہ شاید کوئی آفت نہ آجائے اسواسطے مین آپ کو یون
لیچلا تھا مگر صرصر پر جو لیلا نے سحر کیا تھا بی صرصر لڑکھڑا کے گرین لیلا نے اشارہ کیا کہ اسکی مشکین باندھلو
ای رُف رُف تم جانتے ہو کہ یہ کون صاحب ہین آپ کے والد ماجد انپر عاشق ہین اِنکو اُنکے پاس بھیجدینگے
وہ وزیر بار سمجھو لینگے رُف رُف نے کہا مین ملاقات کا قبلہ و کعبہ کی مشتاق تھا اسی حیلے سے جاکر قدمبوسی
کرونگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی معدوم مردار خوار دس ہزار فوج کو ساتھ لیے ہوے یہ خدمت ملکہ
حیرت جاتا ہی لیلا نے کہا ای رُف رُف غضب ہوا خراج گزار افراسیاب آگیا اب صرصر کا لینا دشوار ہی
تم چلے جاؤ مین لڑ بھڑ کر نکل آونگی معدوم نے جو دور سے دیکھا کہ صرصر زمین پر پڑی ہی لیلا کو تو سب جانتے ہین
وہین سے آواز دی کیون بی لیلا شہنشاہ سے بغاوت کی تمھاری سب خبرین ہمنے سُنین پہلے تو اسنے سحر کیا کہ
صرصر ہوشیار ہوئی جست کرکے یہ تو الگ ہوگئی معدوم نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ لیلا کو گرفتار کرلو
چہار طرف سے ساحرون نے بلوہ کیا لیلا نے وہ سحر کیا کہ ساحر سر ٹکرانے لگے معدوم پر جا پڑی خنجر کمر سے
نکال کر پھینک مارا معدوم کا سر زخمی ہوا رُف رُف ایک گوشے سے دیکھ رہا ہی کہ لیلا نے سب کو اپنے سحر مین
پھنسا لیا معدوم کا سر زخمی ہوا بھاگا کا بھاگا پھرتا ہی چاہتا ہی مقابلے مین لیلا کے نہ جاؤن لیلا نے لشکر کو
اُسکے ویران کردیا کئی ہزار جادوگر مارے جس غول پر جا پڑی کسی کو صورت دکھا کر دیوانہ کیا کسی کو دیکھکر
غنچہ دہن وا کیا مسکرا دین سیکڑون جھومنے لگے کوئی اپنا گلا کاٹتا ہی کوئی چیخین مارتا پھرتا ہی کوئی جوش
مین عشق کے منھ کے بھل گرتا ہی ہر طرف سے لشکر مین معدوم کے ہنگامہ بلند ہی معدوم انتہا کا دردمند ہی

ساتھ والون سے کہتا ہی رف رف الگ کھڑا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا ہی معدوم مردار خوار کی جان پر بنی ہی بعض
سردارون سے کہتا ہی کہ یارو مین کس آفت مین پھنسا لیلا کا سحر بلا کا ہی سیکڑون کو دیوانہ کر دیا ہزارون کو صورت
دکھا کر لیلا نے مجنون بنایا اب کیا تدبیر کرون صرصر ایک جانب کھڑی رو رہی ہی قضائے کار افراسیاب جادو
باغ سیب سے سوار ہوا طرف کوہ مقناطیس کے جاتا ہی خبر سُنی ہی کہ ساحران ظلمات آتے ہین منظور ہی
کہ اُنکو جا کر دیکھون اکیلا تخت پر بیٹھا ہوا جاتا ہی کہ کان مین ساحرون کے مرنے کی آواز آئی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
طرف جنگل مین شعلہائے آتش بھڑک رہے ہین افراسیاب اُس طرف پلٹا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھتا ہی ایک طرف صحرا مین
لیلائے محمل نشین ہزارون جادوگرون سے لڑ رہی ہی چہار طرف سے سحر پڑ رہا ہی لیلائے محمل نشین
سب کے وار روکتی ہی جب اپنا وار کیا سو دو سو کے سر اُڑا دیے کسی کو دیوانہ کیا کسی کے دو ٹکڑے کیے افراسیاب
کو بہت ناگوار معلوم ہوا سابق مین اسیر عاشق بھی ہوا تھا جمال جہان آرا بھی دیکھ رہا ہی کہ معشوق خوبرو سحر مین
بجو بی ناز و عشوہ محبوبی پکار کر آواز دی کہ ای لیلا خبردار اب آگے نہ بڑھنا لیلا نے جو سر اُٹھا کے دیکھا شہنشاہ
افراسیاب کو جو بقہر و غضب آتا ہی گھبرا گئی ہونٹھ کانپنے لگے سحر فراموش ہونے لگا مگر ربط و ضبط کو کام فرما کے
جیسے ہی افراسیاب زمین پر آیا لیلا نے زیور اپنا اُتار کر پھینک مارا افراسیاب پر برقین گرین تلوارین
چمکین خنجر گرے سیکڑون آفتین افراسیاب پر آئین لیکن افراسیاب ان سحرون کو کب مانتا ہی اشارون
مین دفع کر دیا معدوم مردار خوار کو آواز دی کہ خبردار سحر نہ کرنا تجھے کیا غرض ہی کہ جو تو نے اس معشوقۂ پریچہرہ کو
گھیرا معدوم علیحدہ ہوا افراسیاب اکڑتا ہوا پاس ملکہ لیلا کے پہونچا افراسیاب نے آواز دی کہ ای
لیلا مین نے تیری کیا خطا کی تھی کہ جو تو شریک مسلمانان ہوئی لیلا نے خوف کے مارے کچھ جواب نہ دیا
افراسیاب نے ہاتھ پکڑ لیا لیلائے محمل نشین کچھ بول نہین سکتی افراسیاب نے تخت پر بٹھایا کہا کہ
چلو تمکو باغ سیب مین لیچلین جب لشکر معدوم چلا گیا افراسیاب نے چاہا کہ تخت اُڑاؤن پہلو سے
آواز آئی کہ لونڈی بھی حاضر ہوتی ہی افراسیاب نے دیکھا کہ صرصر سامنے آئی کل کیفیت افراسیاب کے
سامنے بیان کی کہ لونڈی انکو گرفتار کر لائی تھی عیار غضنفر چھڑا کے لیچلا تھا مین نے آکے یہان گھبرا اُسی وقت
معدوم بھی آگیا اب مین ملکہ حیرت سے کہدونگی کہ شہنشاہ لیلا کو لے گئے افراسیاب لیکر چلا صرصر
کو رخصت کیا رف رف یہ سب معرکہ دیکھتا تھا جب افراسیاب چلا گیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے بیٹھا
بھی مین کہتا ہی کہ مین شاہزادے سے جا کر کیا کہونگا اس سوچ مین جاتا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا آفتاب عالمتاب

آسمان عیاری وکوکب درخشان برج مکاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جست وخیز کرتے ہوے آتے ہین رف رف نے جھک کر سلام کیا دوڑ کر عمرو نے گلے سے لگا یا کہا بیٹا کہانسے آتے ہو رف رف نے عرض کی کہ کیا گزارش کرون مین لیلاے محمل نشین کو چرا کر لا یا تھا صرصر نے مجکو گھیرا اُس سے تو مین لڑا کسی مقام ہمکمی نہ کی معدوم مردار خوار جادوگر آگیا مین نے لیلا کو ہوشیار کر دیا لڑائی ہو رہی تھی کہ افراسیاب آگیا ملکہ کو پکڑ کر ابھی لے گیا عمرو نے کہا کہ بیٹا جاؤ مین لیلاے محمل نشین کو رہا کر کے لشکر مین لیجاؤنگا رف رف نے کہا کہ قبلہ وکعبہ مین غضنفر سے کیا کہون اُنکی اُسپر جان جاتی ہی ضرور فرمائینگے کہ کیون نہ لایا عمرو نے کہا کہ ہماری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ بیٹا تا بہ رہائی اسد صبر کرو جو ملکہ بران و ملکہ مخمور و ملکہ بہار پہ گذریگی وہی تدبیر تمھاری بھی ہوگی بیٹا اب جاؤ افراسیاب دور نکل جائیگا رف رف طرف لشکر غضنفر کے چلا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری جھپٹے دور سے دیکھا کہ تخت افراسیاب کا اُڑا ہوا جاتا ہی عمرو نے باد مہرے اپنے پاؤن مین باندھے صورت اپنی تبدیل کی سفید مہرہ ہاتھ مین لیکر جست جو کی پچاس گز زمین سے بلند ہوے آواز دی کہ او افراسیاب خانہ خراب کہان جاتا ہی منم معلم خدا وند اب جو پلٹ کر افراسیاب نے دیکھا کہ ایک شخص قوی تن قوی من سر ہی کہ کچی گڑھی کا برج دہن اقدس مروارید ناسفتہ کا درج دونون ہاتھ درخت کے ٹھنٹے پٹکا زربفتی کمر سے بندھا ہوا گدھے کے سم سونے چاندی کے کمر مین لگے ہوے ایک جامہ زیب جسم ہی کہ رنگ بدل رہا ہی کبھی سبز ہوا کبھی سُرخ ہوگیا جتنے پیوند ہین اُتنے ہی رنگ بدلتا ہی ہوا پر پاؤن مارتے ہوے اس طرح کی آواز دی کہ افراسیاب ایسا ساحر کانپ گیا تخت اُتارا پوچھا کہ یہ عورت کون ہی افراسیاب نے کہا کہ میری ملازم خرا جگزار ہی شریک مسلمانان ہوگئی کہا کہ ہمارے شاگردون کو سجدہ نہین کرتی افراسیاب نے کہا کہ سجدہ کیسا پونے دوسرے خداؤن کو بُرا کہا جو مسلمان ہوتا ہی پہلے خداوندون کو بُرا کہنا ہوتا ہی تب مسلمان اپنے ساتھ لیتے ہین یہ سُنکر معلم صاحب نے ایک چیخ ماری زمین کانپ گئی اور دوڑ کر پشت پر لیلاے محمل نشین کے ہاتھ رکھا کہا کہ او زن حسین کیا شامت آئی کہ تو نے مسلمانون کا ساتھ دیا اور کان مین جھک کر کہا کہ منم عمرو عیار جلد سجدہ کر لیلاے محمل نشین تھر تھر کانپنے لگی فوراً سجدے کے واسطے جھکی کہا کہ میری آنکھون پر پردے پڑے تھے معلم صاحب کے دیکھتے ہی وہ پردے اُٹھ گئے معلم صاحب صاحب کشف وکرامات ہین افراسیاب خوش ہوگیا لیلاے محمل نشین منتین خوشامدین کر رہی ہی یہ بھی کہدیا کہ اے شہنشاہ آپکے حکم سے انکار نہین ہی معلم صاحب نے جیب مین

ہاتھ ڈالکر ایک سیب نکالا کہا کہ یہ خاص باغ سامری کا ہے سامرن نے اس درخت کو سینچا تب یہ سیب پیدا ہوا یہ خاص تیرے واسطے ہے یہ کہکے سیب تراشا ایک پھانک افراسیاب کو کھلائی کھاتے ہی افراسیاب نے کہا کہ میرا دل گھبراتا ہے کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہے کہا کہ ارے خون بڑھتا ہے افراسیاب تخت سے اترا اور ٹہلنے لگا دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا کہا کہ ای لیلا بھاگو لیلا پر پرواز پیدا کر کے بھاگی عمرو نے پہلے تاج افراسیاب لیا قصد ہوا کہ اسکو جلا دو ن آسمان سے نعرہ ہوا کہ باش اے عمرو کیا کرتا ہے عمرو نے دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش آ کر گری افراسیاب کو اٹھا لیا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی ماہیان نے دیکھا کہ عمرو غائب ہوا ناچار ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی ادہر لیلاے محمل نشین و خواجہ عمرو بخیر و عافیت داخل لشکر اسلام ہوے ملکہ مہرخ نے بڑی خوشی کی برق سے فرمایا کہ کیون مہتر دالا گہر حیرت نے کئی دن سے طبل جنگی نہین بجوایا خبر تو لاؤ کیا سبب ہے برق ٹڑپتا ہے واسطے خبر کے چلا لشکر مین لیلاے محمل نشین کے آنیکا بڑا جشن ہے اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے

یہ داستان متعلق جلد سوم ہے

دو کلمۂ داستان رنگین بیان آمد ساحران از پردۂ ظلمات براے مدد حیرت و ذکر عیاری عیاران اسلام باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامۂ مصنف

پلا ساقیا ساغر امتحان — کہ آئی ہے پھر رنگ پر داستان
ترے دور مین لطف عشرت ملا — گلابی اٹھا ساقی مہ لقا
گھرون سے چلے رند باصد خوشی — کہ ساقی ہوا دورۂ خوش دلی
کہ رندون سے یہ حکم بھی عام ہے — جو صحبت مین میخوار آنے لگے
چلا دورۂ جام باصد خوشی — کہ رندون کی اک جا پہ صحبت ہوئی
یہ یاران صحبت نے مژدے سنے — کہ ہے آج گلشن مین سامان عیش
صراحی اٹھا ساقیِ مہ لقا — کہ رندون کا صحبت مین مجمع ہوا
عجب رنگ پر ہے گلِ داستان — کہ ہر غنچۂ دل شگفتہ ہوا
اسی باغ مین قصد ہے ساقیا — کہ ہو وصل معشوق سے بر ملا

یہ پیر مغان سے اشارہ ہوا
قمر پر تری مہر ہے ساقیا
ترے دور مین سب کو آرام ہے
تو لطفِ محبت اٹھانے لگے
حسینون کے ہر جا پہ ہین جمگھٹے
رہین بلبلین بھی نگہبان عیش
چلے دورۂ جام لطفِ بیان
تو باغ ریاضِ مضامین کھلا
پریوش ہے معشوق غنچہ دہن

کہون اُسکو یوسف کہ سرو چمن
صدا ازنگ کی قیس نے جب سُنی
بپا ہت خدا جان و ایمان من
ترے عشق مین جان کھوتا ہون مین
پھرا ہون ترے ہجر مین کو بکو
قمر ہجر اور وصل کا ذکر کیا

ہر اک نخل گلزار ہر وجد مین
کلی آرزو کی شگفتہ ہوئی
محبت مین مجنون لقب ہو گیا
ہنسی کی جگہ ہر کہ روتا ہون مین
نہ لیلی نے مجنون کی خواہش سُنی
لکھو داستانِ مسرت فزا

کہ لیلی کا ناقہ گیا نجد مین
صدا دی کہ ای جان و جانان من
مری عرض سُن لیلیِ مہ لقا
مری جان تجھپر فدا ماہ رو
تڑپتا رہا دل کو کاہش ہوئی

چہرہ ساحران ہو خانہ شعبدہ بازی و ماہران نیرنگ و رموز سر بازی اس داستان سحر عنوان کو بہ تکلف تمام یون تحریر فرماتے ہین شعر تہمتن توانِ رستمِ داستان + چنین داد رخشِ سخن را عنان + مہتر برق فرنگی بحکم ملکہ مہرخ لشکر حیرت مین آیا پھرتا پھراتا در بارگاہ حیرت پر پہونچا ایک کنیز کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا اُسکی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ملکہ حیرت تخت شاہی پر بصد شوکت جلوہ فرما ہو گردا نیسن جلیسن کہ آسمان پر تڑا قا ہوا دیکھا کہ ایک طائر سُرخ رنگ آسمان سے آیا کاندھے پر حیرت کے آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین

یہ صدا تھی طائر کی آواز حیرت افزا تھی نظم

وصل کے نام سے آزردہ جو تو ای جان ہی
منفعل ہون کہ مرے دل مین وہی ارمان ہی

آج سمجھے ترے کہنے سے کہ لے شکر تو کر
جس سے مرجاتے ہین عاشق وہ ستم احسان ہی

کہنے سننے سے بدل جاے نہ کیونکر زاہد
کیا ہمارا دلِ بیتاب ترا ایمان ہی

بیخودی مین ترے صدقے اُنھین راضی کردے
سمجھین عاشق نہ مجھے دل مین کہین حیران ہی

ای حیا آج تو ملتہ کنارہ کرجا
مختصر وصل کی ہر رات صنم مہمان ہی

طائر نے عرصۂ دراز تک زمزمہ سرائی کی حیرت نے کہا کہ بس اصل مطلب تو بیان کر طائر نے پکار کر آواز دی کہ ای ملکۂ عالم ظلمات تیرہ بخت رئیس پردۂ ظلمات سات لاکھ فوج سے بحکم ملکہ ماہیان زمرد پوش آپہونچا یہانسے بارہ کوس پر فروکش ہی حکم شہنشاہ ہی کہ کسی کو براے استقبال بھیجو ملکہ نے یہ سُنکر طائر کو اُڑا دیا یاقوت و زمرد کو حکم ہوا کہ جلد آؤ براے استقبال ظلمات تیرہ بخت جاؤ لیکن جادوگر بڑا آبرو دار ہی بہت لطف سے لانا بارہ ہزار جادوگرون کو ساتھ لیکر واسطے استقبال کے روانہ ہوئین یہان برق فرنگی یہ خبر سُنکر بارگاہ مہرخ مین آیا عرض کی کہ غلام آپ کو اطلاع کرنے آیا ہی مین بھی جاکر دیکھون کہ ظلمات کا

لشکر کیسا ہی خواجہ نے کہا کہ میان برق صاحب آپ نہ جائیے یہان آنے دو سمجھا جائیگا تم جاکے ہوشیار کردوگے
برق نے کہا کہ مین کچھ عیاری نہ کرونگا دیکھکر چلا آؤنگا خواجہ تو خاموش ہوے برق نکلا راہ مین چالاک سے
ملاقات ہوئی چالاک نے کہا کہ بھائی برق کہان چلے برق نے کہا کہ میان ظلمات کی فکر مین جاتا ہون یہ سنکر
چالاک نے کہا کہ ہم بھی چلینگے چالاک و برق الگ الگ روانہ ہوے اول برق فرنگی گرتا پڑتا سامنے
لشکر ظلمات کے پہونچا دیکھا کہ لشکر کا ہیکو ہر ایک دریاے قہار موج مار رہا ہی لاکھون جادوگر صورتین ہیبتناک
لباس سیاہ پہنے ہوے ہر ایک شخص گھوڑے پر سوار لشکر مین ٹہلتا پھرتا ہی بعض مقام پر اژدران آتش فشان
شعلہاے آتش منھ سے چھوڑ رہے ہین ناندے جابجا گڑے ہین اسمین دانہ بھرا ہوا ہی ہر مرتبہ اژدر آتے ہین
دانہ کھاکے چلے جاتے ہین کسی جانب شیر صحرائی ڈکارتے پھرتے ہین ایک درخت پر ہزارہا طائر بیٹھے ہوے
زمزمہ سرائی کر رہے ہین بڑا لشکر مین سامان ہی بیچ مین بارگاہ استادہ ہی ظلمات تیرہ بخت اپنے مقام پر بیٹھا ہی
چند ساحر گرد اس رعب و دبدبے سے ظلمات تیرہ بخت بیٹھا تھا برق نے ہرچند ارادہ کیا کہ مین بارگاہ مین جاؤن
حوصلہ نہ پڑا لشکر سے باہر نکلا خیال مین ہی کہ ای برق اسپر عیاری بڑی مشکل سے ہوگی برق یہ سوچ کے
نکلا کہ چالاک کو ڈھونڈھ کے لاؤن دونون ملکے عیاری کرینگے یہ سوچتا ہوا چلا آتا ہی کہ راہ مین دیکھا
کہ ایک طرف سے گرد اڑی برق ایک درخت کی آڑ پکڑ کر دیکھنے لگا کہ ملکہ یاقوت و زمرد وزیرزادیان
حیرت کی جو براے استقبال چلی تھین اسی صحرا مین آ ہین آکر اتری ہین برق ٹھہر گیا ایک بڑھیا کی شکل بنکر
چلنے کا ارادہ کیا پھر سوچا کہ اس صورت کی کیا ضرورت ہی رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صرصر کی شکل بنکر
تیار ہوا لشکر مین جو آیا غل ہوا کہ بی صرصر آئین برق دربارگاہ پہونچا یاقوت و زمرد نے کہا کہ بلاؤ برق
نے جاکر سلام کیا یاقوت نے کہا کہ صرصر کہان سے آتی ہو برق نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ملکۂ عالم نے
فرمایا تھا کہ ہماری وزیرزادیون کی حفاظت کرنا مین آتی تھی کہ مین نے دیکھا برق فرنگی جنگل مین پھر رہا ہی
مجکو خوف ہوا مین نے کہا کہ چلکر دیکھ لون مجھے کچھ تنہائی مین بھی عرض کرنا ہی یاقوت کا ہاتھ پکڑکر برق فرنگی
ایک خیمے مین لایا باتین کرنے لگا باتین کرتے کرتے گلوری کھلاکے بیہوش کیا اب کہان لیجائے ایک صندوق مین
بند کر دیا یاقوت کی شکل بنکر باہر نکلا زمرد نے پوچھا کہ صرصر کہان گئی یاقوت نقلی نے کہا کہ ملکۂ عالم
کو ہماری بڑی فکر ہی صرصر کو واسطے انتظام کے مقرر کیا ہی جنگل مین اسنے برق کو دیکھا ہمکو ہوشیار کرکے
تلاش مین برق کے گئی ہوگی زمرد خاموش ہو رہی تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ برق بشکل یاقوت بیٹھا ہوا ہی

یہ تو یقین کامل ہے کہ آج سفر نہ ہوگا کہ ایک کنیز نے بڑھ کر عرض کی کہ در دولت پر صبا رفتار حاضر ہے امیدوار
باریابی ہے یاقوت نقلی کے تو کان کھڑے ہوئے زمرد نے کہا کہ بلالو صبا رفتار اندر آئی برق نے جو
آنکھ ملا کر دیکھا پہچان گیا کہ چالاک بن عمرو ہے چالاک آکر بیٹھا یاقوت سے دمبدم کہتا ہے کہ الگ چلو
مین کچھ کہونگی برق دمبدم کہتا ہے کہ صبا رفتار ذرا مجھسے آنکھ ملاؤ جب چالاک نے آنکھ ملائی تو پہچانا کہ
ہمارے بھائی برق بیٹھے ہوئے ہین آپس مین اشارے ہوے برق نے اشارے سے کہا کہ مین نے تو یاقوت
کو پکڑ لیا اب زمرد کو لیجاؤ اسکو تم گرفتار کرو صبا رفتار نقلی نے زمرد کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ الگ چلو
مین کچھ کہونگی الگ لاکر چالاک نے زمرد کو بیہوش کیا ایک صندوق مین انکو بھی بند کر دیا اب چالاک
و برق مقام یاقوت و زمرد پر آکے بیٹھے لشکر کو تسخیر کرنے لگے رات بھر اُسی مقام پر رہے صبح کو کوچ کیا
اب دونون کی صلاح ایک ہے دونون وزیرزادیون کو ایک صندوق مین بند کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلے
بارہ چودہ ہزار کنیزین ساتھ ہین اس گروہ سے طرف لشکر ظلمات تیرہ بخت کے چلے ظلمات اپنے مقام پر
بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی ملکہ یاقوت و زمرد آتی ہین ظلمات نے چند سردارون کو حکم دیا کہ ملکہ حیرت
کی وزیرزادیان آتی ہین استقبال کر کے لاؤ لیکن صاحبو اتنا خیال رکھنا کہ جب مین نے آنیکا قصد کیا ہے تو
ملکہ ماہیان نے فرمایا تھا کہ عیارون کا خیال رکھنا ہر مقام پر ہوشیاری رہے سردارون نے کہا کہ حضور
آپ کے یہان کوئی عیار نہین آئیگا کئی سردار بیرون لشکر آکر ٹھہرے چالاک و برق کو بھی خبر ملی کہ کئی سردار
ظلمات کے برائے استقبال بیرون لشکر کھڑے ہین سردارون نے یاقوت و زمرد کو دیکھا بڑے تکلف سے
لیکر چلے برق و چالاک پریشان ہین کہ دیکھین تقدیر کیا دکھائے یہ سوچتے ہوے بارگاہ ظلمات مین آئے برق تو
بلائے روزگار ہے بڑھ کر ظلمات کو سلام کیا اس ناز و کرشمے سے سامنے آیا کہ ظلمات بیتاب ہو گیا چہرہ زیبا طلعت
جہان آرا لباس یاقوت نگار سینے پر اُبھار کرشمہ و انداز مثل کنیزان کمترین پشت پر عارض رشک قمر نازنین
سیمبر مسکرا کے جو ظلمات سے بات کی گوہر دندان سے برق چمکی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا ظلمات کھڑا
ہو گیا کہا کہ ملکہ یاقوت آئیے برق سمجھا کہ اب مجھپر مائل ہوا پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے ظلمات کنکھیون سے
دیکھتا ہے جی مین کہتا ہے کہ کیا نازنین ماہ پیکر ہے شیرین ادا وضع مین لیلی مرا جاتا ہے یاقوت نے زانو پر
ہاتھ رکھکر کہا کہ کیون میان ظلمات مزاج کیسا ہے ملکۂ عالم نے یاد فرمایا ہے آج شب کو اسی مقام پر رہیے
رات کو جلسۂ عیش و نشاط قائم ہو صبح کو یہانسے کوچ کرو ملکۂ عالم کے لشکر مین پہونچ جاؤ گے ظلمات کہ رہا ہے کہ

ای شہنشاہ مالک اقلیم حسن وجمال وای آسمان خوبی کی ہلال جس طرح فرمائیے گا بجا لائینگے اُسی وقت سے حکم ہوا کہ صحبت شراب وکباب آراستہ کرو گائنون کو حکم پہونچا کہ در دولت پر حاضر رہین ملکۂ عالم کی وزیرزادیون نے سرفراز فرمایا ہی آج شب کو دعوت ہی سب سامان مہیا رہے ظلمات دوڑا دوڑا پھر رہا ہی مصاحبون سے کہتا ہی کہ جس مالک کی وزیرزادیان ایسی ہین وہ مالک کیسا ہوگا جو صاحب واقف کار ہین عرض کرتے ہین کہ حسن وجمال ملکہ حیرت کا ایسا ہی کہ طلسم ہوشربا مین شہرہ ہی حسن مین کوئی اُنکا مثل نہین افراسیاب بڑا صاحب نصیب ہی معشوقہ ایسی ملی طلسم ہوش ربا پر کس دھوم سے قبضہ ہوا سب وزیرون کو ملا لیا کارندون نے نمک حرامی کی شہنشاہ لاچین گرفتار ہوگئے معشوقہ دختر حیات جادو محبوب خوشنخو ظلمات کلیجہ پکڑے پکڑے پھرتا ہی برق نے جو لگاوٹ کی باتین کین مصاحبون سے کہتا ہی کہ آج معشوقہ پر قبضہ کرونگا دل بیقرار ہی دن بھر تو یہ سامان رہے شب کو جلسہ آراستہ ہوا ساقیان سیمین ساق ومطربان خوش آواز جام عشرت انجام گردش مین ملکہ یاقوت نے اُٹھکر کئی مرتبہ بتلون کو شراب کے چھوڑا گلابیان بھی اُٹھائین شراب کی تعریف کرنے کے حیلے سے اُٹھا اُٹھا کے رکھدین ظلمات تیرہ بخت بیٹھا ہی کئی گائنین گا چکین سب نے تعریف کی ملکہ یاقوت نے کچھ نہ کہا ملکہ منہ بنا لیا ظلمات نے کہا کہ کیون ملکہ عالم ہماری گانے والیان اچھی ہین ملکہ یاقوت نے کہا کہ صاحب کیا کہنا مرد نقلی نے زانو دبا کر کہا کہ بیٹا مجھسے پوچھو ہمشیرہ ایسی گاتی ہین کہ زہرۂ فلک کو سکتہ ہو ملکہ حیرت جادو وافراسیاب جادو انکے گانے کے قدردان ہین یہ سُنکر ظلمات منتین کرنے لگا کہ ملکۂ عالم سب مشتاق ہین ایک چیز تو آپ بھی گائیے ملکہ یاقوت نے ظاہر مین بہت انکار کیا بہن نے بھی کہا کہ بوا یہ تمھارے مہمان ہین اپنے مہمانون کی سب خاطر کرتے ہین ملکہ یاقوت کا چہرہ سُرخ ہوگیا جب ظلمات نے انتہا کی منت کی سب اہل دربار نے بھی کہا کہ ملکہ ضرور گائیے مجبور ہوکر ملکہ یاقوت نقلی اپنے مقام سے اُٹھین سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھین جانتی ہین کہ ظلمات تیرہ بخت اسیر طرۂ گیسو وذبیح خنجر ابرو ہو چکا ہی اسی سے آنکھین ملا کے یہ غزل عاشقانہ شروع کی

نظم

ظہور آدم خاکی سے یہ ہمکو یقین آیا — تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا
گیا بلقیس تک مکتوب شرقیہ سلیمان کا — قران مشتری وماہ کا دورہ قرین آیا
ہنسین تیرے کرم سے جام مثل برق ای ساقی — مبارک ہو زمانہ ابر و باران کا قرین آیا
پری شیشے مین اُتری کیسے یا قالب مین روح آئی — عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون / ستارہ نیک ہی برا تو وہ زہرہ جبین آیا
حنا دیکھی تو پیش چشم تیرے دست نازک تھے / تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا
نہ گھبرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین / گیا جب اس مکان سے پھر نہین اسکا مکین آیا
نہایت تشنۂ دیدار ہین خوب اُسکو چوسین گے / اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا
نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور ہین نیچے / سمجھ زیر زمین اُسکو جو بالائے زمین آیا
گریبان تک ہمی دامن سے جنون ہور ہنا اسکا / بغل سے ہوکے دامن تک جو چاک آستین آیا
مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو / مقام گیسوئے مشکین و خال عنبرین آیا
رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے / گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

جتنی دیر مین یاقوت نقلی نے یہ غزل گائی اُتنے عرصے مین چالاک نے گلابیون مین بیہوشی پہونچائی اب سب سامان تیار ہی برق کا ارادہ یہ ہی کہ اب بیہوشی ملی ہوئی شراب پلاؤن اپنا رنگ جماؤن کہ بیٹھے بیٹھے ظلمات گھبرایا کہا کہ ملکۂ عالم تھوڑی دیر مجھے معاف فرمائیے مین ابھی حاضر ہوتا ہون یہ کہکے اُٹھا ایک خیمہ تخلیے کا ہی کہ سب اشیائے سحر وہان موجود رہتے ہین اور چار پتلیان سُنہری میز پر رکھی رہتی ہین جیسے ہی ظلمات اُس خیمے مین پہونچا ایک پتلی ہنسی دوسری نے کہا کہ بوا کیا ہنسین تیسری نے کہا کہ بوا مجھسے پوچھو چوتھی نے کہا کہ تم کیا جانو جو پہلے سب کے ہنسی تھی اُسنے کہا کہ بوا اتنا کافی ہی کہ آج کل انقلاب ہی ساحرون کی مٹی خراب ہی کن کن خرابیون سے جا بجا مارے گئے ہر مقام پر مشہور ہی آج ہمارے مالک یہان آئے ہین ای بوا تمنے غزل بھی سُنی تیسری نے کہا کہ بوا مین تو کان لگائے سن رہی تھی ظلمات کے کان کھڑے ہوے بگوش ہوش سننے لگا چوتھی نے کہا کہ بوا نام تو بتاؤ جو پہلے ہنسی تھی وہی بول اُٹھی کہ بوا نام کون بتائے اتنا بڑا ساحر زبردست رہنے والا پردۂ ظلمات کا اسکی آنکھون پر یہ پردے پڑے ہین ہماری بلا کو کیا غرض ہی کہ ہم نام بتائین شراب بھی خراب ہو چکی اب مالک ہمارے چراغ سحری ہو رہے ہین ایک نے کہا کہ بوا او غضب ہوا یاقوت پر عاشق ہوے ہین اُس عشق مین سب مطلب ہو گیا یہ باتین ہو رہی تھین کہ پھرتی پھراتی صبار فتار بھی آئی در دولت پر اسنے پہونچکر پوچھا کہ کیون صاحبو محفل مین کیا ہو رہا ہی سب چوبدارون نے کہا کہ ناچ گانا ہو رہا ہی بی یاقوت نے خوب لعل اُگلے کیا غزل گائی ہی خوب رنگ جما صبار فتار نے کہا کہ یاقوت گانا کیا جانے خادمون نے کہا کہ بی صبار فتار صاحب آپ نے نہین سُنا ملکہ یاقوت کا وہ گانا ہی آج کسی کو کیا لیاقت ہی کہ مثل

اُنکے گائے صبا رفتار نے کہا کہ سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی کہ عیار پہونچگئے یہ باتین صبا رفتار کر رہی ہی کہ ارے کمبختو مجکو جانے دو مین جا کر پہچانون کہ دیکھا سامنے سے ظلمات غصے مین کانپتا چلا آتا ہی پھر کر صبا رفتار نے کہا کہ اے شہنشاہ مین حضور کی خیر و عافیت دریافت کرنے آئی تھی گانے کی کیفیت سنکر دل کو شک ہوا ہی یاقوت گانا کیا جانے معلوم ہوتا ہی کہ عیار پہونچگئے ظلمات نے کہا کہ مین پہلے ہی دریافت کرچکا چار کنیزان سامری بزرگون کے وقت سے میرے ساتھ رہتی ہین مین نے اُنسے پوچھ لیا ہی جا کے اُنکی گردن لیتا ہون یہان برق و چالاک نے جو دیکھا کہ ظلمات گیا دیر کیون ہوئی آپسمین کچھ اشارے کر کے اُٹھے کہتے ہوے کہ شہنشاہ نے کیون عرصہ کیا ساحرون نے کہا کہ حضور آتے ہین تامل فرمایئے ایک ساحر کے پہلو مین برق کھڑا ہی ایک کے پہلو مین چالاک کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ آگے آگے ظلمات پیچھے پیچھے صبا رفتار انکو جو دیکھا کہ ایک مقام پر کھڑے ہین وہین سے پکار اُٹھا کہ او مکارو کہان جاتے ہو منم ظلمات تیرہ بخت جس جادوگر کے پہلو مین دونون کھڑے تھے ایک کو برق نے مارا اور ایک کو چالاک نے خنجر سے ہلاک کیا دونون نے اپنے نام کے نعرے کیے نعرۂ چالاک

بچشم دشمن اندازم کفِ خاک	نہ آید باد گرد تیز گامم

بہ عیاری منم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم

برق نے بھی اُسی اندھیرے مین اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق

کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار	تڑپنے مین مین برق رفتار ہون	مرا نام ہی برق خنجر گزار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے	ارسطوے ذی علم شاگرد ہی	کہے کون مکار و غدار ہون
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا	بزیر قدم غرب ہی شرق ہی	وریکمر پہ میرا اپھرا رہا
		چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

اُسی اندھیرے مین دونون نکلے باہر آکے کئی جادوگرون کو مارا ساحر حیران کہ یکایک یہ کیا آفت آگئی کیا سبب ہوا کہ ساحر یون مارے گئے جب یہ دونون جست و خیز کرتے ہوے نکل گئے ظلمات نے زانو پہ ہاتھ مارا کہا کہ یارو حقیقت مین مجھسے بڑی غلطی ہوئی مین نے دور سے کیون نعرہ کیا وہ تدبیر سے کھڑے تھے کارہاے نمایان کر کے نکل گئے ارے تلاش کرو باہر نکل کے دیکھا کہ کئی جادوگرون کے لاشے پڑے ہین ظلمات کی آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا ساحر جو چہار طرف دوڑے تھے پلٹ پلٹ کے آئے کہا کہ حضور سب طرف تلاش کیا مگر وہ نکل گئے کہین پتہ نہ ملا غلامون نے جا بجا تلاش کیا ظلمات کو بڑا قلق ہی یاقوت و زمرد کو صندوق سے نکالا ان دونون سے سب حال کہا یاقوت و زمرد نے کہا کہ حضور برق و چالاک بلا کے عیار ہین

انکا مثل نہین عمرو کو ان دونون پر بڑا ناز ہے اب تشریف لیچلیے ملکہ عالم آپ کا انتظار کر رہی ہین سامری و جمشید
نے ہماری جان بچائی ظلمات نے کہا کہ سب شراب خراب کر گئے شراب پھنکوا دو سب شراب پھینک دی گئی
یاقوت و زمرد کو اب جلدی ہے کہ لشکر مین ملکہ حیرت کے پہونچین ملکہ فرماتی ہونگی کہ کیون عرصہ ہوا ایسا ان
کمبخت عیارون نے یہ آفت برپا کی صبح ہوتے ہی ظلمات نے سب لشکر آراستہ کیا یاقوت و زمرد کو ساتھ لیا
نوبت و نقارے بجاتا ہوا چلا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ مین بیٹھین کہ اول چرند و پرند نے آکر خبر دی کہ چالاک و
برق نے جاکر عیاری کی تھی حال انکا کھل گیا مگر یہ بھی سنا کہ نکل آئے گرفتار نہین ہوئے یقین ہے آتے ہون یہ ذکر
تھا کہ چالاک و برق آکر پہونچے عمرو نے کہا کہ کیون بے ہمنے تجکو منع کیا تھا مگر تو نے کہنا نہ مانا آخر جا کے
اسکو ہوشیار کر دیا برق نے کہا کہ استاد مار لیا ہوتا صبا رفتار نے جاکر آفت برپا کر دی آخر غلام لڑ بھڑ کے
نکل آئے عمرو نے کہا کہ ارے بیجیا مین تو جانتا تھا کہ تو اُسے ہوشیار کرنے جاتا ہے جو منظور تھا وہ کر آئے برق نے
سر جھکا لیا کہا کہ اب وہ آتا ہے حضور عیاری کرینگے عمرو نے کہا کہ ابے ہم تو اُسے مارینگے یہ کہکے خواجہ اُٹھے
کہ برق کی گوشمالی کرون برق نکل کر بھاگا کہ ہرکارے حاضر ہوے عرض کی کہ ملکہ یاقوت و زمرد ظلمات کو
لیے ہوے آتی ہین سب سردار باہر نکل آئے آگے آگے ملکہ مہرخ سب سردار ملکہ مہرخ کو گھیرے ہوے ایک
جانب بہار گلعذار ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم اور ایک جانب باغبان قدرت ایک جانب
ملکہ لیلاے محمل نشین و رعد و برق و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ ملکہ مہرخ آکر باہر ٹھہرین سائبان
زربفتی کھنچ گیا ملکہ مہرخ آکر تخت پر بیٹھین گرد سرداران لشکر تمام فروکش ہین سب کو خبر ہو گئی کہ ساحر ظلمات آتا ہے
سب مشتاق ہین اُسی جانب دیکھ رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی لکہ ہاے ابر نمایان ہوے آگے آگے ملکہ یاقوت
و زمرد با اہتمام سواری کرتی ہوئین ظلمات تیرہ بخت تخت پر سوار سات لاکھ کا لشکر پشت پر بڑے زور و شور
سے آکر پہونچا ملکہ حیرت کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین آمد ظلمات کا انتظار ہے کہ ظلمات آکر پہونچا ابھی
ملکہ حیرت کے قریب نہین پہونچا تھا کہ اسنے پلٹ کر لشکر اسلام کو دیکھا قضاے کار خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما
ہین تمام عیار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو کی کرسی پایہ تخت پر بچھی ہے ظلمات نے ملکہ یاقوت
سے پوچھا کہ یہ کون شخص بیٹھا ہے یاقوت نے سر جھکا لیا کہا کہ حضور اس شخص کا نام نہ پوچھیے اسکا نام لیتے
خوف آتا ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آجاے ظلمات نے وہین تخت روک لیا کہا ملکہ جب تک نام نہ سن لونگا آگے
نہ بڑھونگا کل ہی تو مسلمانون کا خاتمہ کر دونگا نام کیون نہین بتاتین یہ کیا کوئی بڑا ساحر زبردست ہے جو اسکے

نام لینے مین خرابی ہی زمرد نے کہا کہ حضور یہ وہی شخص ہی کہ جسکا لقب ہی سر برندۂ جادوگران وریش تراشندۂ
کافران بس زیادہ نہ پوچھیے ایسا نہ ہو کہ کچھ خرابی آجائے ظلمات نے بگڑ کر کہا کہ ابدولت موجود ہین کیا آفت
آسکتی ہی کیا کوئی بڑا ساحر ہی آخر یاقوت نے جھلا کے کہا کہ عمرو عیار اسکا نام ہی یہ سُنتے کے ساتھ ہی ظلمات
نے کہا کہ واہ اسنے بڑے بڑے ساحر مارے اسی کی گردن پر سب کا خون ہی ملکہ زمرد نے کہا کہ حضور ساحر شمشش
کو دریاے قلزم مین جا کر مار ا سنے نامی جادوگر مارے گئے اسی ظالم نے قتل کیے اس ہوشربا مین بھی ہرچند کہ
قتل نہین کیا مگر تاریک شکل کش پر بھی عیاری کر کے گیا گنبد تاریک مین بھی پہلے عمرو ہی پہونچا وہان بھی
جا کے عیاری کی ایسا جا کر گا یا کہ ملکہ تاریک گانے پر عمرو کے عاشق ہوئین اور بڑے بڑے ساحرون کو مارا
مشعل ایسا شخص کہ جو مقبول بارگاہ سامری تھا اُسکے چراغ حیات کو گل کیا یہ سُنکر ظلمات غصے
مین کانپنے لگا اور کھڑا ہو گیا کہا کہ عمرو کو ابھی لاتا ہون زمرد نے کہا کہ ای شہنشاہ ایسا ارادہ نہ کیجیے
یاقوت و زمرد نے ہرچند سمجھایا ظلمات کب مانتا ہی فوراً پکار کر آواز دی کہ ہمارے مشیر خوش تدبیر
آفت آدمخوار کو بلاؤ ہڈیان عمرو کی سامنے ملکہ حیرت کے پیش کیجائینگی یہان ملکہ حیرت حیران ہین
کہ ظلمات کا تخت کیون رُک گیا ظلمات بلبلا رہا ہی دیکھا کہ ایک جادوگر قوی تن قوی ہیکل سیاہ فام
بدانجام تنتنا ہوا سامنے آیا ظلمات نے کہا کہ کیون ای آفت آدمخوار کچھ بھوک لگی ہی آفت آدمخوار
نے کہا کہ آدمی کے گوشت کی خواہش ہی اگر ایک آدمی کا گوشت ملتا تو کلہ گرم ہو جاتا ظلمات نے کہا کہ
مین عمرو کو لاتا ہون تو کھا جانا گوشت اُسکے جسم مین بہت کم ہی ہڈیان بھی چبا لینا آفت آدمخوار
نے کہا کہ حضور لائین تو ہڈیان کھانا میرا کام ہی ظلمات اپنے مقام سے اُٹھا تڑپ کر بلند ہوا یہان
کسی کو خبر نہین خواجہ عمرو کرسی پر سے اُٹھے ٹہل رہے ہین ظلمات اُتر کر ایک نخل کے سائے مین آیا
کسی نے دیکھا بھی نہین عمرو کو تاک کے جو گرتا ہی کمر مین پنجہ دیکر لے اُڑا ہلڑ ہوا کہ عمرو کو ساحر لیے جاتا ہی
بہار و باغبان نے قصد کیا کہ برق فرنگی نے اشارہ کر دیا کہ کوئی صاحب نہ جائین کچھ انتظام
ہو چکا ہی سب سردار کفِ افسوس ملکر رہگئے یاقوت و زمرد نے دیکھا کہ ظلمات عمرو کو پنجے مین
دبائے ہوے عمرو بیہوش و مدہوش عیار بچیون نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ ظلمات عمرو کو لے آیا بھاگین کہ
جا کر ملکہ حیرت سے خبر کرین یہان ظلمات نے آواز دی کہ اس ساربان زادے کو لے خبردار ہڈیان تک
نہ چھوڑنا ساحر شمشش خداوند ساحران کا خون اسکی گردن پر ہی آفت آدمخوار نے عمرو کی کمر مین

پنجہ دیا بدن ٹٹول کے کہا کہ گوشت کا تو اسکے جسم مین نام نہین ظلمات نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ ہڈیان بھی تیرا ہی حصہ ہی آفت آدمخوار نے کہا کہ حضور دیکھیے تو تھوڑی دیر مین کیا ہوتا ہی یہ کہتا ہوا عمرو کو لیکر چلا ظلمات نے کہا کہ بی یاقوت و زمرد اسی شخص کا یہ غلغلہ تھا آج ہی خاتمہ کر دیا ایسے عیاری کا تو اختتام ہوا یاقوت و زمرد کہتی ہین کہ حضور آپ نے تو کار نمایان کیا لیکن عمرو کو ہمنے کبھی مرتے نہین دیکھا ہمین ڈر ہی کہ ایسا نہ ہو کہ آفت آدمخوار مارا جائے تو عجب نہین ظلمات نے کہا کہ آفت آدمخوار کو کون قتل کر سکتا ہی مر لیکے عمرو کا آتا ہوگا یہان تو انتظار ہی آفت آدمخوار عمرو کو لیے ہوے جاتا تھا کنارے پر لشکر کے آکر پہونچا عمرو کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ساحر مجکو لیے جاتا ہی منتین کرنے لگے کہا کہ بھائی مجھسے کیا مطلب ملکہ مہرخ کو پکڑو کہ کچھ مطلب حاصل ہو آفت آدمخوار نے کہا کہ او ساربان زادے خود ظلمات تجکو گرفتار کر کے لائے میرے پیٹ مین آج تیری جگہ ہی سیکڑون آدمی کھا گیا ایک نخل کے سایے مین یہ باتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو منتین کر رہے ہین آفت نہین مانتا کہتا ہی کہ مجھے تیرے کھانے کی خواہش ہی تو قاتل بزرگان دین ہی تیرا کھانا ثواب ہی جب آفت آدمخوار عمرو کے کھانے پر آمادہ ہوا عمرو بیقرار ہو کر دعائین مانگنے لگا کہ ای رحیم و کریم میرے تیرے وعدہ ہو چکا ہی مین نے اُس بڑی چیز کا خیال بھی نہین کیا یہ بیجا مجکو کھانا چاہتا ہی تو ہی بچائیگا

نظم

توبہ گر عاصی کند بعد از گناہ
شیر را روبہ کند آن زورمند
سروران دہر عالی پاگاہ
ہندی مداح میدارد امید

ذرۂ ناکارہ گردد آفتاب
کوہ را سازد بیکدم مثل کاہ
لاشریک و بے مثال و بے نظیر
صرف بر فضل کمالت یا الہ

حق بہ بخشد جرم ہر نامہ سیاہ
گر کند آن مہربان بروے نگاہ
سرنگون دارند بر خاک نیاز
ذات مولی بیشک و بے اشتباہ

عمرو کے رونے پر آفت آدمخوار ہنستا ہی کہ پہلو سے آواز آئی کہ او آفت آدمخوار تو نے اس دشمن کے کھانے مین کیون دیر لگائی بڑا گنہگار ہوا سامری و جمشید خفا ہوتے ہین آفت آدمخوار نے پلٹ کر دیکھا کہ ظلمات خود دوڑا ہوا آتا ہی قریب پہونچا تاج کو سنبھالتا ہوا کہا کہ ارے غضب ہوا عمرو کے نام پر سب ساحر جان دیتے ہین مہرخ و بہار اٹھ رہی ہین جلد عمرو کا سر کاٹ لیجاؤن مسلمانون کو دکھاؤن تو نے اسقدر دیر کیون کی یہ کہتا ہوا قریب آیا کہا کہ دیکھ برق لامع آتی ہی اسکو بھی کھائیگا یہ سنکر آفت آدمخوار پلٹا مہتر قران نے بغدہ مارا اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ قران
منم مہتر گرد میدان کین
ز عیاری من بلرزد زمین

منم مہتر ذبحشم نامدار	لقب گشت مہتر قران ذیوقار
ہمہ دشمنان را کنم گرد برد	چو بغدہ کشم در میان نبرد

آفت کا سر اُڑ گیا خواجہ چھوٹ کر بھاگے یہان ظلمات کا تخت آہستہ

آہستہ چلا آتا ہی منظور یہ ہی سر عمرو کا لے لون جا کر ملکہ حیرت سے لون سر عمرو بطور نذر پیش کرون دیر جو ہوئی کہا
جا کر دیکھون تو کہ آفت آدمخوار عمرو کو کہان لے گیا سر جلد لائے ملکۂ عالم بابدولت کی مشتاق ہین کنارے پر
لشکر کے کھڑی ہین مجھے تکلیف ہوتی ہی چند ساحر گئے جا کر دیکھا کہ جنگل مین لاشہ آفت آدمخوار کا پڑا ہی سر
پھٹا ہوا لباس تار تار لاش اُٹھا کر لائے کہا کہ حضور عمرو کا تو نشان بھی نہین انکا لاشہ پڑا تھا اُٹھا لائے
ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا لشکر مین ہلڑ ہوا کہ آفت آدمخوار کو مار کر عمرو چھوٹا کثافت
مردارخوار بھائی آفت کا روتا پیٹتا سامنے آیا کہا کہ حضور میرا بازو ٹوٹ گیا اب حضور دخل نہ دین مین
معاوضۂ خون برادر مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ہزارون کا خون کرونگا غلام پر بہت شاق ہوا اب مین قتل
مسلمانان کا مشتاق ہو ظلمات کو بڑا افسوس ہوا کہا کہ ای کثافت صبر کرو کیا مین معاوضۂ خون آفت
نہ لونگا چل کے ملکہ حیرت سے تو ملاقات کرو ظلمات کبیدہ و رنجیدہ چلا ملکہ حیرت کو آکر سلام کیا ملکہ
حیرت نے دیکھا کہ ظلمات مُنھ پھلائے ہوے ایک ساحر سیاہ فام ہاے بھائی ہاے بھائی کہکے روتا ہوا اپنا
مُنھ اشکون سے دھوتا ہوا حیرت بارگاہ مین لیکر آئی کہا کہ کیون ای ظلمات کیا ہوا ظلمات نے کہا کہ
حضور مین نے سُنا کہ عمرو کی ذات سے بڑا فتور ہی مین پکڑ لایا آفت آدمخوار کو دیا کہ اسکو کھالے تھوڑی
دیر کے بعد اُسکا لاشہ آیا غلام کو حیرانی ہوئی کہ یہ کیا معرکہ ہوا بھائی اُسکا کثافت رو رہا ہی اگر میدان
مین نکلا بہار وغیرہ کو چیر پھاڑ کر پھینکدیگا حیرت نے کہا کہ ای ظلمات عیار قیامت کے پرکالے ہین پہلے تو
اُنسے جان بچاؤ بعد اُسکے پھر کسی کو قتل کرنا کثافت نے عرض کی کہ حضور ملاحظہ فرمائینگی ہر چند کہ
ملکہ حیرت نے منع کیا کثافت نے نہ مانا ملکہ حیرت نے کہا کہ تمھین اختیار ہی ظلمات دربار سے ملکہ
حیرت کے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آکر داخل ہوا کثافت نے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے آخر کثافت کے
نام طبل جنگی بجا اہل اسلام کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا تیاریان ہونے لگین لیکن مہتر برق فرنگی یہ
خبر وحشت اثر سُنکر لشکر سے نکلا فوج ظلمات مین آیا دیکھا کہ بڑی تیاریان ہو رہی ہین جابجا ساحرون میں
سحر تیار کرنیکا حکم ہی ہر خیمے مین ساحر بیٹھے ہوے سحر تیار کر رہے ہین لکہ ہاے ابر بنائے ہین اُسمین چھریان
کٹاریان بھری ہین اُس ابر کو اُڑا رہے ہین سحر نئے نئے بنا رہے ہین برق کنارے آکر ایک نازنین کی

شکل بنکر تیار ہوا دروازے پر آیا دروازے پر آکر کہا کہ میان کثافت سے عرض کرو کہ شہنشاہ ہوش ربا نے اپنی کنیز کو بھیجا ہی خدمتگارون نے جاکر کثافت سے کہا کثافت نے کہا کہ جلد بلالو برق اندر پہونچا تن کر سلام کیا سینہ اُبھار مُسکرا کر کہا کہ کیون صاحب مزاج کیسا ہی آپ سپہ سالار ظلمات تیرہ بخت ہین شہنشاہ نے یہ کاغذ دیا ہی ادائے معشوقانہ دیکھکر کثافت ٹھنڈھی سانسین بھرنے لگا کہا کہ آئیے تشریف لائیے کیا حکم ہی کنیز نے جھولی سے نامہ نکالا ہاتھ پر رکھکر کثافت کو نذر دیا اور کہا صاحب جو راز و نیاز کی بات ہی وہ الگ کہونگی اُسمین مُہر افراسیاب پائی نامے کو پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای کثافت تمھارے بھائی کا حال سُنکر ہمکو نہایت قلق ہوا جب تم مقابلے کو میدان مین جاؤگے مابدولت بھی تشریف لاوینگے تمھاری عین وقت پر مدد کرینگے اور کنیز جو راز و نیاز مین بیان کریگی اُس حکم کے بھی کاربند رہنا کثافت اُٹھ کھڑا ہوا چاہتا ہی کہ اسکے ساتھ لگاؤ کرون اپنی معشوقہ بناؤن کم سن غنچہ دہن سیمتن سرو باغ حسن و جمال ماہ آسمان کمال ایسی معشوقہ کسکو میسر ہوتی ہی ساتھ ساتھ چلا تنہائی مین آیا کنیز بھی پاس آکر بیٹھی باتین میٹھی میٹھی کرنے لگی کثافت مرا جاتا ہی دل مین کہتا ہی کہ کیا پیاری باتین ہین افراسیاب نے کس ظالم کو بھیجا ہی اسکی باتین سُن سُنکر مرا جاتا ہون کبھی سینے پر ہاتھ مارتا ہی کبھی کفِ افسوس ملتا ہی کبھی اس خیال مین کہ کیونکر راضی کرون پشت پر ہاتھ رکھا کنیز نے ایک اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا کہ ادب سے نہین بیٹھتا اتنو برق نے دھول دھپے پر رکھ لیا کبھی مسخرہ پن کرتا ہی کبھی مُنھ چڑھا دیا کبھی انگوٹھا دکھا دیا کبھی چھاولی بنا کر اُٹھا کہ صاحب مین جاتی ہون شہنشاہ سے کہدونگی کہ اصلی بات میری نہین سُنی کبھی گھبرا کے کہتا ہی کہ او نامرد ازلی مجھے کیون چھیڑتا ہی مین شہنشاہ کے سامنے فریاد کرونگی یقین ہی کہ ہر شخص کو خوف ہو میرے ساتھ ایسی باتین نہ کرو مجھے کیا چھیڑو گے مین واہیات بات نہ گوارا کرونگی شہنشاہ سے کہونگی مجھے ایسے مقام پر نہ بھیجا کیجیے نگوڑے بازار کے پھرنے والے اُنکے سامنے بہو بیٹیون کے جانے کی کیا ضرورت ہی کثافت ہاتھ باندھ کر بٹھاتا ہی کہتا ہی کہ ای ملکہ خفا نہ ہو دم بھر اور بیٹھو اصلی بات کہو میرے دل کی عجب کیفیت ہی اب تو یہ حالت ہی

نظم

کہان وطن سے ہون مین خانمان خراب جدا — ہوا بیاض سے کب شعر انتخاب جدا
ہوا ہی آج جو وہ رشکِ ماہتاب جدا — بدن کو جان سے کرتا ہی اضطراب جدا
ہوا نہ پیری مین بھی ساغر شراب جدا — یہ وہ ہی صبح نہ ہو جس سے آفتاب جدا

نہین ہی غم جو بدن سے ہو سر جدا ساقی | اگر نہ ہاتھ سے ہو ساغر شراب جدا
ہمارے دیدۂ تر سے ہو کیا جدا رومال | کہ روے یار سے ہوتی نہین نقاب جدا
جو چشم حال سے دیکھے وہ دانت ہیرے کے | گہر سے ہو عرق شرم بنکے آب جدا
کرے شراب سے کیا ربط وہ مہِ تابان | کہ آفتاب سے رہتا ہی ماہتاب جدا
کہا جو مین نے کہ پاس آ تو بول اُٹھا چل دور | مرا سوال جدا ہی ترا جواب جدا
کہان یہ پیک اجل ای فلک کہان قاصد | جواب نامہ جدا نامے کا جواب جدا
پہونچ رہینگے برابر ہی حشر مین بد و نیک | رہِ خطا سے کہان ہی رہِ ثواب جدا
ہی اصل ایک مین عاشق ہوا ہون تو معشوق | مرا خطاب جدا ہی ترا خطاب جدا
کہا ہی خوب ہی دیوان تو نے او ناسخ | کسی کے ہاتھ سے ہوگی نہ یہ کتاب جدا

نازنین نے کہا کہ آپ اسقدر کیون گھبراتے ہین ایک جام شراب تو پیجیے دوڑ کر گلابی اُٹھا کے لایا برق نے جام لبریز کیا مسکرا کر کہا کہ نوش فرمایے مسکرانے پر کثافت نثار ہو گیا جام لیکر بے اندیشۂ انجام پی گیا برق نے وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ بلبلا کے کھڑا ہو گیا کہا کہ ای جان جہان شراب مین کیا ملا تھا کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی برق نے کہا کہ ٹہلیے کثافت ٹہلنے کو چلا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا برق نے نعرہ کرکے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک نعرہ برق فرنگی تصنیف مصنف

مرا نام ہی برق خنجر گزار | کہ استاد ہین خواجہ نامدار
تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون | لیے کون مکار و غدار ہون
تڑپ سے مری چرخ بھرا رہا | در مکر پر میرا پہرا رہا
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی | چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

مرنے سے کثافت کے ایک غبار اُٹھا آندھی سیاہ چلی ظلمات اپنی بارگاہ مین پڑا سو رہا تھا کہ آوازین مہیب کان مین آئین گھبرا کے اُٹھا آنکھین ملتا ہوا باہر نکل آیا سر اُٹھا کر دیکھا کہ کثافت کا خیمہ جل رہا ہی تڑپ کر بلند ہوا دیکھا کہ آگ برس رہی ہی آندھی سیاہ اُٹھی قبۂ بارگاہ اڑ گیا لاشہ کثافت کا تڑپ رہا ہی ایک عیار کو دیکھا کہ خنجر برہنہ خون ٹپکتا ہوا ہاتھ مین ٹٹولتا پھرتا ہی اندھیرے مین راستہ نہین ملتا یہ جو دیکھا ظلمات جل گیا کہ اس عیار نے میرے رفیق کو مارا تڑپ کر گرا برق کو پکڑ لیا خنجر ہاتھ سے چھین لیا کھینچتا ہوا برق کو بیرون بارگاہ لایا آندھی جو سیاہ چلی اور مرنے کی آواز کثافت کے آئی جسقدر ساحر قریب بارگاہ تھے بھاگ گئے کہتے ہوے کہ یا ر دکسی نے آقا کو مارا ظلمات

اکیلا کھڑا ہوا برق پر غصہ کر رہا ہی ہر مرتبہ خنجر گلے سے ملاتا ہی چاہتا ہی کہ سر کاٹ لون برق ہاتھ باندھ کر
عرض کرتا ہی کہ حضور سُنیے تو عمرو کا بیٹا تھا چالاک قتل کر کے بھاگ گیا مجھے حضور چھوڑ دین مین ابھی پکڑ لاؤن
کہ پہلوے بارگاہ سے زنگ کی آواز آئی دیکھا کہ ملکہ صرصر شمشیر زن جھپٹی ہوئی آئین کہا کہ حضور ہمنے
چالاک کو بھی پکڑ لیا دونون نے ملکہ کثافت کو مارا آپ مجھے دیجیے جلاد تلوار کھینچے کھڑے ہین دونون کے
سر کاٹ کے پھینک دیے جائین حقیقت مین آپ کا بڑا رفیق مارا گیا ان دونون ظالمون نے بڑا غضب کیا ملکہ
حیرت کھڑی فرما رہی ہین کہ ہم شہنشاہ سے بھی نہ پوچھین گے قاتلان کثافت کو فوراً قتل کرینگے یہ کہکے جواب
مارا برق بیہوش ہوا پشتارہ باندھ کر کہا کہ آپ بھی تشریف لائیے گا آپ کا انتظار کرین یا نہ کرین ظلمات نے
کہا کہ مین آکر کیا کرونگا میرے دونون سردار ایسے مارے گئے کہ میرے دونون بازو ٹوٹے سر کاٹ کے انکے
خدمت شاہ مین بھیجدو صرصر نے چلتے وقت ایک پرچہ کاغذ کا ظلمات کے ہاتھ مین دیا کہا کہ اسکو پڑھ لیجیے گا
ملکہ حیرت نے لکھا ہی ظلمات تو پرچہ کھولنے لگا صرصر پشتارہ لیکر بھاگی جنگل مین آکر برق کو چالاک نے
ہوشیار کیا کہا کہ برق بھاگو برق نے چالاک کا شکریہ ادا کیا دونون باتین کرتے ہوے طرف لشکر کے
چلے یہان ظلمات نے پرچہ پڑھا اُسمین لکھا ہی کہ منم چالاک بن عمرو تیری آنکھون مین خاک ڈال کے اپنے بھائی
کو لے گئے اب رات تمام ہو چکی ہی بڑے بڑے ستارے آسمان پر نمایان ہین چھوٹے چھوٹے چھپ گئے ہین نسیم عنبر شمیم
چل رہی ہی طائر آشیانون سے نکل نکل کر تعریف مین اپنے معبود کی مصروف ہین صدائین دے رہے ہین کہ تو
علیم و خبیر ہی تو سمیع و علیم رحمن و رحیم ہی تو رب کریم ہی لیکن ظلمات نے جو یہ فقرہ پڑھا کہ تیری آنکھون مین
خاک ڈال کر برق کو لے گیا غصے مین کانپنے لگا تڑپ کر چلا چند جادوگرون نے دیکھا کہ آقا خود جاتے ہین وہ
جادوگر بھی چلے ہلڑ ہوا کہ کثافت کو برق نے مارا چالاک برق کو رہا کر کے لے گیا خود شہنشاہ جاتے ہین
جسنے سُنا وہ چلا ملکہ ہلال سحر افگن طلایہ دیکر کنارے پر لشکر کے کھڑی ہین تاجرون کی دوکانون کو
دیکھ رہی ہین تاجرون سے پوچھ رہی ہین کہ خیر و عافیت تو ہی تاجر دست بستہ عرض کرتے ہین کہ حضور ملکہ
مہرخ کی سلطنت مین شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین دزد حنا کا سر دست ہاتھ باندھا جاتا ہی
معشوق آنکھ نہین چُراتے آپ کی عنایت سے سب طرح خیر و عافیت ہی کہ دیکھا سامنے سے برق و چالاک
دوڑے ہوے آتے ہین ہلال نے پکار کر پوچھا کہ ارے خیر تو ہی برق نے پکار کر کہا کہ ملکہ مین نے کثافت کو مارا
لیکن فوج آتی ہی ہلال نے کہا کہ آنے دو اسباب سحر ہاتھ مین لیکر آمادہ ہو گئین کہ ظلمات آسمان سے تڑپڑا

برق وچالاک کو پنجے مین دبالیا اور لیکر چلا ہلال نے گولہ مارا کلائی پر ظلمات کی پڑا برق وچالاک ہاتھ سے چھوٹے ہلال نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ ارے ان عیارون کو بچانا کنیزین دوڑین ظلمات کڑک کر ملکہ ہلال پر گرا یا ان شانہ نشانہ ہوا کنیزون نے برق وچالاک کو ہوشیار کرکے علیحدہ کیا ظلمات کو گھیر لیا ظلمات اُنکے روکے سے کب رُکتا ہی کنیزون کو قتل کرنے لگا لشکر ظلمات بھی آگیا ملکہ سُرخ موے کا کلکشا طرف دربار کے جاتی تھین انھون نے جو سُنا کہ ملکہ ہلال وظلمات سے مقابلہ پڑگیا اُس وقت آکر پہونچین کہ کنیزان ہلال کو شکست ہوا چاہتی تھی سُرخ مو نے آکر بلوے کو روکا دونون بہنین لڑنے لگین افسران لشکر ظلمات کوئی دس ہزار سے آیا کوئی افسر کلان بیس ہزار سے آیا مجمع بڑھنے لگا ملکہ لیلاے محمل نشین اپنی بارگاہ سے نکلی ہین بلرا جو ہوا کہ مغلوبہ ہوگئی ملکہ لیلا بھی پہونچین لیکن دیکھا کہ ظلمات بڑے زور وشور سے لڑرہا ہی کئی افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے اب ہنگامہ ہوا ملکہ مہرخ وبہار بھی اپنی بارگاہ سے نکلین کُل لشکر مین قرنا ہوئی ادھر ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ ظلمات لشکر مسلمانان پر جاپڑا حیرت سوار ہوئی مصور وصورت نگار اور جسقدر افسر تھے سب ملکہ حیرت کے ہمراہ ہوے حیرت جب پہونچین کہ دونون لشکر مل چکے ہین اسنے اپنے لشکر کو اشارہ کیا یاقوت و زمرد وزیرزادیان مصور وصورت نگار صمصام وقمقام وشبدیز وخونریز یہ سب سردار فرداً فرداً آکر پہونچے مغلوبہ ہونے لگی ظلمات قیامتین برپا کررہا ہی ملکہ حیرت بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہین کہ ظلمات نے صفین کی صفین درہم وبرہم کردین جس غول کو گراتہ وبالا کردیا ملکہ حیرت تعریفین کررہی ہین کہ ای ظلمات کیا کہنا کیا مزے سے لڑرہے ہو تمھاری جرات ہمکو معلوم ہی تمھاری شوکت ولیاقت کی پردہ ظلمات مین دھوم ہی ظلمات خوشی مین پھولا ہوا ہی مصروف جنگ ہی ایک طرف سے ملکہ لیلاے محمل نشین لڑتی ہوئی آتی ہین ظلمات نے جو دیکھا پکار اُٹھا کہ ای لیلی حُسن وجمال وای آفتاب عالمتاب چرخ جلال وکمال ادھر تو نگاہ اُٹھاؤ مشتاقان جمال کو چہرہ بینظیر دکھاؤ مدت سے تمھارا مشتاق تھا آج اچھی طرح سے تمھارا جمال وکمال دیکھا چاہتا ہون مین کہ سر جھکاؤن اپنے ہاتھ سے وارکرو بار سر اُتار دو روح کو راحت قلب کو قوت ہو ملکہ لیلا نے جو یہ سُنا پلٹ کر آواز دی کہ کیا قیس کا حال نہین سُنا کس ذلت سے مارا گیا کیا تم بھی قیس کے پاس جاؤگے ظلمات نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھپر تو نگاہ مہر ووفا چاہیے ایک نگاہ محبت کے مشتاق ہین بقول شاعر نظم

دل مین ساکن ہی خیال اک بت بے پروا کا | آشیانہ مرے ویرانے مین ہی عنقا کا

جب لگا نبض مری دیکھنے ظاہر یہ ہوا — نور ہی دستِ مسیحا مین کفِ موسیٰ کا
کسکے گیسو کے تصور مین ہی طوفان سرشک — حلقۂ زلف ہی گرداب مرے دریا کا
شجرِ طور ہی قد اور ہی رُخ شعلۂ طور — دستِ دلدار مین عالم ہی یدِ بیضا کا
کیون ملین عالمِ بالا سے نہ مضمون بلند — ہی دمِ فکر خیال اُسکے قدِ بالا کا
ہو گیا سیلیِ اُستاد سے تغییرِ جو رنگ — چہرۂ یار مین عالم ہی گُلِ رعنا کا
تو وہ خورشید ہی اُلٹے جو گلستان مین نقاب — چہرۂ گُل مین تلون ہو وہین حربا کا
کیا جنون کم ہو مرا سنگِ ملامت سے بھلا — جو پڑا نیل وہ اک داغ ہوا سودا کا
باغبان اپنے گُل و میوے سے رکھ خاطر جمع — مین تو مشتاق چمن مین ہون چمن آرا کا
بعد مردن بھی جو ہی نرگسِ میگون کا خیال — گنبدِ قبر مین ہی جوش خمِ صہبا کا
جاتے ہین عالمِ بالا کو جو نالے سید سے — ہی خیال آج مجھے ایک سہی بالا کا
دین و دنیا کی عبث فکر ہی تجکو ناسخ — وہی ہوگا جو ارادہ ہی مرے مولا کا

ملکہ لیلا ہنسین فرمایا کہ ارے کیون دیوانہ ہوا ہی قیس کا سا تیرا بھی حال ہوگا بڑے بڑے صدمات اُسنے بھی اُٹھائے آخر بڑی ذلت و رسوائی سے مارا گیا ظلمات نہین مانتا بڑھتا چلا آتا ہی ملکہ حیرت نے دور سے دیکھا کہ ظلمات لیلا کے تعاقب مین جاتا ہی تیور کو دیکھا کہا کہ ای یاقوت و زمرد غضب ہوا ظلمات ملکہ لیلا پر عاشق ہو گیا اور لیلا مذہب قدیم سے بیزار ہی ہم لوگون کو بُرا جانتی ہی ای صرصر بڑھ کر دیکھ ایسا نہو کہ کوئی عیار دیکھ لے یہ تو عیارون کا ادنی شعبدہ ہی لیلا کو چھپا دینگے اُسی کی شکل بنکر اسکی فکر کر لینگے ای صرصر ذرا فکر رکھنا ملکہ حیرت یہ فرما رہی ہین اور ظلمات تعاقب مین لیلا کے دوڑا دوڑا پھرتا ہی کبھی منت کبھی خوشامد کبھی غصہ بھی کرتا ہی کہتا ہی کہ ایسا نہو مجھسے بے ادبی ہو ایک سحر مین گرفتار کر لونگا ملکہ لیلا فرماتی ہین کہ مین تو تیرے سحر کی مشتاق ہون بہت سمجھ کے آنا یکایک ہواے سرد چلی خوشبو آئی صاف ثابت تھا کہ صحراے ختن قریب ہی ہزارہا مشک نافہ کھل گیا بوے خوش ہر طرف سے آنے لگی رنگ گلہاے خودرو کا اسقدر تیز ہوا کہ عکس سے زمین رنگین ہو گئی غنچون نے مسکرا کر دہن معشوق کا پتہ بتایا سوسن صد زبان قصد کرتی ہی کہ زبان درازی دکھاؤن سنبل پیچان چاہتا ہی کہ دام زلف براے گرفتاری عاشقان پھیلاؤن نرگس شہلا نے خوش نگاہی آغاز کی عندلیبان خوشنوا

زمزمہ سرائی کر رہے ہین یادالٰہی مین دم بھر رہے ہین ایک عندلیب نے زبان اپنی اشعار عاشقانہ مین کھولی نظم

اپنے ابرو آئنے مین دیکھکر بسمل ہوا
کھینچکر تلوار اپنا آپ وہ قاتل ہوا

بھاگ کر کب تجھسے جانبر کوئی ای قاتل ہوا
اُڑ چلا گر ہوش اپنا طائر بسمل ہوا

ہر بہ غم جانکاہ خالِ ابروِ خمدار کا
کعبے مین کاہیدہ ہو کر سنگِ اسود دل ہوا

دھوئے ہین دھوبی نے دریا مین جو کپڑے یار کے
آج کوسون تک معطر دامنِ ساحل ہوا

بجھ گیا میرا چراغ داغ وصلِ یار مین
نور مہ نزدیکِ خورشید سے زائل ہوا

جو پری رو بیٹھتا ہی آکے اُٹھ سکتا نہین
اب تو نقشِ بوریا کا خوب مین عامل ہوا

جذب جنسیت بہم رہنے نہین دیتا فراق
گُل بنا جو جسم خاکی آج گل در گل ہوا

ہاے کس قاتل ادا سے کی شروع اُسنے نماز
نکلی جب تکبیر اُسکے منھ سے مین بسمل ہوا

کہتے ہین زاہد مری دیوانگی کو دیکھکر
بت پرستی کے سبب قہر خدا نازل ہوا

جب تصور یار کا باندھا ہم آپ آئے نظر
سامنے آنکھون کے آئینہ ہمارا دل ہوا

عاشق بے ننگ سے ہوتا ہی معشوقون کو ننگ
پیرہن مجنون کا پھٹکر پردہ محمل ہوا

روح ناسخ ہی اُسی کی روح اقدس پر نثار
بار ہا جسکے لیے روح القدس نازل ہوا

ظلمات یہ رنگ بہار دیکھ کر بند قبا کھولنے لگا غنچہ و گُل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ کبھی صفت باغبان قدرت کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی آمد فصل کو دیکھکر ایسا پھولا نعاقب لیلا کو بھولا اس حیرانی مین کھڑا تھا کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا ہزار ہا کنیزین گلعذار ماہ رخسار کبک رفتار شیرین گفتار عارض پھول سے غنچہ دہن نایاب پیشانی رشک گُلِ گلاب رنگ کھیلتی ہوئی چلی آتی ہین جب پچکاریان چلین پھول سے عارض گلنار ہو گئے آب روان کے دوپٹون پر جو رنگ پڑا سینے کا اُبھار اور کھلا بیچ مین ایک گلعذار چھپکا موتیے کا بدھیان آڑی ترچھی پڑی ہوئین گجرے پھولون کے ہاتھون مین شیرینی و نمکینی بالون مین بوٹا سا قد باغ باغ مسکراتی ہوئی جو ظاہر ہوئی ظلمات کے ہوش اُڑ گئے بدحواس ہوا چیخین مارنے لگا پکارا کہ ای گلرو ای معشوق خوشخو یک نظر خوش گذر چاہنے والون سے نگاہ ملاؤ ذرا ادھر بھی تشریف لاؤ عاشقون کو نہ جلاؤ ملکہ بہار نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا گُل کلام اس رنگینی سے پیش کیے کہ ای عاشق صادق کیا چاہتا ہی ظلمات نے ہاتھ باندھ کر عرض کی غلام جانباز ہون چاہتا ہون قدمبوسی کرون

ہر دانہ دار گرد شمع جمال بھرون ملکہ بہار نے کہا کہ ای گلبدن یہ تحفہ تو لیجا ہمارے بیچا ہٹنے والے کے پاس پہونچا ایک
کنیز حسین و جمیل کشتی لیکر چلی قریب ظلمات کے آئی تو سر پوش ہٹایا ظلمات نے دیکھا کہ ایک طرہ اور ایک
بدھی کشتی میں رکھی ہی طرہ یہ کہ طرہ کان مین لگایا بدھی گلے مین پہنی ہار پہنتے ہی ہار جیت ہوئی بلبلانے لگا کبھی
پکارتا ہو کہ ای ملکہ عالم حکم قضا شیم سے آگاہ فرمائیے مین بجالاؤن ملکہ بہار نے کہا کہ ای ظلمات ملکہ حیرت
ہماری دشمن ہین جلد اُنکا سر لاؤ یہ سنکے ظلمات بلبلاتا ہوا چلا صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا جاتا ہی جسنے راہ
مین روکا یا ٹوکا اُسکو مار کر نکلا ہزار ہا جادوگر ہاتھ سے ظلمات کے مارے گئے حیرت نے جو دور سے دیکھا یاقوت
و زمرد سے کہا کہ بڑا غضب ہوا ظلمات سحر مین بہار کے پھنس گیا میرے قتل کو آتا ہی اگر بن پڑے تو اسے
روکو یاقوت و زمرد اسباب سحر لیکر بڑھین حیرت نے یہ بھی کہا کہ اگر ظلمات پہ کوئی زوال آیا تو افراسیاب
کو ناگوار ہوگا اُسنے بڑے زور و شور سے اسکو بھیجا ہی یہ وعدہ کرکے آیا تھا کہ مین مسلمانون کا خاتمہ کردونگا
سحر مین بہار کے پھنس کر دیوانہ ہوا یہ ذکر تھا کہ یاقوت و زمرد نے آگ برسائی ہر چند روکا لیکن ظلمات
نڈر کا حیرت کے تخت کے قریب آیا نعرہ کیا کہ او حیرت تو نے غضب کیا کہ ملکہ بہار کے دل نازک کو
صدمہ پہونچایا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہان جائیگی حیرت گھبرائی کہ ہو سکتا ہی اسکو قتل کرون لیکن یہ
ہوش مین نہین ہی شہنشاہ کہینگے کہ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا کیون اُسے قتل کیا اگر قصد ہو کہ گرفتار کرلون ساحر
زبردست ہی گرفتار نہ ہوگا صرصر نے کہا کہ لونڈی جاتی ہی عیاری کرکے اسکو گرفتار کرتی ہی حقیقت مین اگر
قتل ہوگا تو بڑی بدنامی ہوگی شہنشاہ دامنگیر ہونگے فرمائینگے کہ ظلمات ایسے ساحر کو کیون قتل کیا یہ
کہتی ہوئی صرصر چلی کتراتی ہوئی جاتی ہی حلقہ ہاے کمند ہاتھ مین لیے ہوے ارادہ ہی کہ جاکر ظلمات پر
عیاری کردن کمند و حباب مار کر بیہوش کرون کہ پہلو سے ایک کنیز نے آواز دی کہ ملکہ صرصر کہان جاتی ہو
صرصر نے پلٹ کر کہا کہ چپ رہ مین براے گرفتاری ظلمات جاتی ہون کنیز نے کہا کہ مین بھی آئی جھپٹ کر قریب
صرصر کے پہونچی کہا دیکھیے ملکہ نے سحر کیا ظلمات جھوم گیا صرصر اُدھر پلٹی کنیز نے کمند مار کر حباب مار دیا
صرصر بیہوش ہو کر گری کنیز نعرہ کرکے بھاگی کہ منم مہر سپہر عیاری دور سے صبا رفتار نے دیکھا کہ صرصر
بیہوش ہو کر گری صبا رفتار بھی چلی کہ جاکے اُستانی کو ہوشیار کرون یہ کہتی ہوئی چلی کہ کیا عیار بلا کے
ہین صرصر چلی تھین ظلمات پر عیاری کرنے کہ عمرو نے صرصر کو بیہوش کردیا مین جاکے اُستانی کو اُٹھادون
کہ پہلو سے آواز آئی لو اتم نہ جاؤ عیار پھیلے ہوے ہین مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی دیکھو صرصر کو کوئی گرفتار کر رہا

جیسے ہی صبار فتار لپٹی منم برق فرنگی کھلکے حباب وحلقے کمند کے مارے صبا رفتار بھی بیہوش ہوئی حیرت نے تخت سے دیکھا کہ برق نے صبار فتار کو بیہوش کیا صرصر کو عمرو نے جادوگرنیان گئین صرصر وصبار فتا کو اُٹھا لائین اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے جس طرف سے گذرتا ہی ساحر رو گئے ہین کہ تابہ حیرت نہ جانے دین یہ مبہوت عشق بہار ہو لب پر مُہر سکوت جم کر سحر کرتا ہی ہزارون لاکھون سے لڑتا جھڑتا بڑھا حیرت کا نام جو بہار نے لے دیا ہی اُسی نام پر گالیان دیتا ہوا جاتا ہی یہی قصد ہی کہ ملکہ حیرت کو قتل کرون سر لیکر خدمت مین بہار کی جاؤن حیرت ناچار ہو رہی ہی صرصر وصبار فتار کو ہوشیار کیا ان دونون نے کہا کہ حضور کیا کرین ان عیارون نے وہانتک نہ جانے دیا آپ نے ملاحظہ کیا کہ کیا گیا کام کرتے ہین جو اُنکی مراد تھی وہ پوری ہوئی اتنے عرصے مین ظلمات نے کئی ہزار جادوگر مارے حیرت بہت پریشان ہو رہی ہی صرصر وصبار فتار کا حوصلہ نہین پڑتا کہ تا بہ ظلمات جائین حیرت نے بیقرار ہو کر دستک دی اور آواز دی کہ اے شہنشاہ آپ کیا کر رہے ہین نگہبانان طلسم شہنشاہ کو نہین خبر کرتے کہ میری جان آفت مین ہی قتل کرون تو مشکل صورت گرفتاری ناممکن سحر بہار کا رنگ جم گیا یہ جو حیرت نے پکار کر کہا افراسیاب جادو باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہی کنیزین حاضر ہین کہ حیرت کی آواز کان مین آئی کہ پکار رہی ہی شہنشاہ کیا کرتے ہین ایک طائر بھی سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ ملکہ عالم پر عجب وقت ہی ظلمات سحر بہار مین پھنسا ہی وہ سحر نہین اُترتا یہ سُنتے ہی افراسیاب اُٹھا منھ دھو رہا تھا آفتابہ پھینکا طشت کو لات ماری سحر کر کے بلند ہوا اُس وقت پہونچا کہ ظلمات قریب تخت ملکہ حیرت پہونچ چکا ہی چاہتا ہی کہ ہاتھ تلوار کا مارون کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ او ظلمات خبردار یہ کیا بے ادبی ہی اے مہرخ وبہار وغیرہ تمھاری کیون شامت آئی ہی اپنی جان بچاؤ ورنہ ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ظلمات چرخ کھا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا مہرخ وبہار وغیرہ یا تو بڑے زور وشور سے لڑ رہی تھین یا سحر ہاتھ سے پھینک پھینک کر بھاگین باغبان قدرت ایک جانب سب سردار بھاگے افراسیاب یا تو غصے مین آیا تھا سب کے بھاگنے سے خوش ہو گیا ملکہ حیرت کو لیکر پلٹا حیرت نے کہا ابھی کہ مسلمانون کو چشم نمائی تو ہو جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرین افراسیاب نے کہا کہ جانے دو وہ سب دیکھتے ہی مجلو بھاگ گئے حیرت خاموش ہو رہی افراسیاب ظلمات کو لیکر بارگاہ مین آیا تخت پر لٹا دیا طرہ کان کا نکالا بدھی توڑنے لگا خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو رشتۂ حیات ٹوٹ جائے آواز دی

کہ ارے گل فروش حاضر ہی دیکھا کہ ایک بادوگر پھولون مین لدا ہوا شگفتہ مزاج غنچے کا سر پر تاج ہنستا ہوا افراسیاب کے سامنے آیا کہا کہ کیا حکم ہوتا ہی کہا ہار کا رشتہ توڑ لے اُس ساحر نے بڑھ کر ہار جو گلے مین ظلمات کے پڑا تھا اُسکو توڑا پھول پانون سے مل ڈالے ظلمات کو ہوش آیا قدمون سے لپٹ کر افراسیاب کے رونے لگا کہا کہ شہنشاہ میرے واسطے بڑی ذلت ہوئی اب مین پردہ ظلمات مین کیونکر جاؤنگا وہانکے ساحر مجھپر ہنسین گے آوازے کسین گے مین بہار کو زندہ نہ چھوڑونگا افراسیاب نے کہا کہ ای ظلمات بہار سے بگڑی نہ اُلجھاؤ بہار بلاے روزگار ہی اگر اُس سے مقابلہ پڑ گیا یہی تیرا پھر حال ہوگا ای ظلمات یہ گمان نہ تھا کہ بہار ہمسے یون باغی ہونگی سحر کتابون سے تلاش کرکر کے تعلیم کیے اپنے سامنے امتحان لیے اب وہ ہمپر حرف گیری کرتی ہین بقول سعدی بیت کس نیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + ہر چند کہ افراسیاب نے سمجھایا ظلمات نے کہا کہ مین اپنا گلا کاٹ ڈالونگا حضور دخل نہ دین افراسیاب نے کہا کہ تم جانو ہمین پھر تکلیف ہوگی افراسیاب تو چلا گیا ظلمات سامنے حیرت کے بلبلانے لگا کہا کہ ای ملکۂ عالم شہنشاہ نے مسلمانون کو سر چڑھایا ہی اُنکا پاس کرتے ہین بی بہار کا وہ حال کرونگا کہ خود گلا کاٹ کر مر جائین یاقوت و زمرد نے اشارہ کیا کہ ای ظلمات بس اب کلمات سخت نہ کہو نہین جانتے کہ ملکہ بہار ملکہ حیرت کی بہن ہین ایسا نہ ہو کہ اُنکو ناگوار ہو اسی سے شہنشاہ منع کرتے تھے کہ بہار پر قصد نہ کرو فصل کا مٹنا ناممکن ہی باغبان قضا و قدر نے بہار و خزان مقرر کی ہی ظلمات غصے مین بارگاہ حیرت سے اُٹھا اپنی بارگاہ مین آیا ساحرون سے سب حال بیان کیا دن بھر تو تامل کیا رات کو اپنے مقام سے اُٹھ کر براے گرفتاری بہار چلا ہر چند کہ اپنے ہوش مین ہی لیکن صورت زیباے بہار آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی جنگل کا سناٹا جو دیکھا دل مین خیال ہی کہ جس وقت ملکہ بہار کو لاؤنگا پہلے وصل حاصل کر لونگا اگر وصل نہ حاصل ہوا تڑپ کر جان دونگا

ای فلک کجرفتار و ای گردون غدار ہمپر یہ آفت عشق کی مصیبت **نظم**

سر پر پہاڑ اُنکے نہ ای آسمان گرا — جو برگِ گل کو سمجھین کہ سنگِ گران گرا
ساقی کے ہاتھ سے جو گرا شیشۂ شراب — سمجھا مین بادہ کش کہ خم آسمان گرا
مٹی وہان کی لے گئے عطار بہرِ عطر — اُس رشک گل کے رُخ سے پسینا جہان گرا
رشکِ چمن ہوا ہی ہر اک سروِ نونہال — کنگٹ کے تیرے عشق مین کیا کیا جوان گرا

پائی شکست دل نے برنگ شکستہ رنگ
بالائے سنگ شیشہ مرا بے فغان گرا

آزاد ہین قیود سے افتادگانِ خاک
اُڑتا پھرا شجر سے جو برگِ خزان گرا

عالم کو تیرے چاہِ زنخدان سے عشق ہے
یوسفؑ بھی اس کنوئین مین مع کاروان گرا

پامال جو کرے گا مجھے پائیگا سزا
شیشے کی طرح خاک پہ مین ناتوان گرا

لغزش رہِ سلوک مین افتادون کو ہو کیا
ٹھوکر نہ کھا کے ایک دن آبِ روان گرا

کیا مال رعب فقر کے آگے ہے سلطنت
رویا مین سر سے افسرِ نوشیروان گرا

ناسخ نگاہِ مست سے دیکھا جو یار نے
مانند مست ہر شجرِ بوستان گرا

کبھی پکارتا ہے کہ یا سامری و جمشید بہار مجھے دستیاب ہو اور وصل حاصل کرون وصل بہار سے دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہو یہ باتین دل سے کرتا ہوا قریب لشکر پہونچا پھرتا پھراتا اول تو بارگاہ شاہی کو دیکھا وہانسے پلٹا بارگاہ باغبان قدرت دیکھی کہ دو شیر صحرائی اٹھارہ اٹھارہ ہاتھ کے دروازے پر ٹہل رہے ہین وہانسے آگے بڑھا دیکھا بارگاہ زربفتی قبۂ بارگاہ سنہرا کلس مثل آفتاب چمک رہا ہے گرد بارگاہ چمنہائے طولانی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون طائران زمزمہ سرا ہر چند کہ وقت شب ہے مگر طائران زمزمہ سرا کا حمد الٰہی سے مطلب ہے چمک سے پھولون کی صاف ثابت ہے کہ ستارہ ہائے سحری چمک رہے ہین ہوا ٹھنڈھی جو چلی ظلمات کو اور زیادہ اشتیاق ہوا کہ ملکہ بہار کو دیکھون کوئی کنیز انیس جلیس پہرے پر نہ تھی نہ طلایہ اُس مقام پر نہ کوتوال خود سر چلمنین پڑی ہوئی ہین پردہ اُٹھا کر ظلمات اندر آیا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شبِ اول آراستہ ہے چھپر کھٹ پر ملکہ بہار آرام فرما رہی ہین سرہانے ایک نخل پھولون کا بڑے تکلف سے آراستہ ہے شاخین اُس نخل کی خم کھا کر سر پر ملکہ بہار کے سایہ فگن ہین ایک طائر خوشرنگ ایک شاخ پر خاموش بیٹھا ہے جیسے ہی ظلمات قریب چھپر کھٹ کے پہونچا طائر نے سر اُٹھایا منقار کھول کر آواز دی کہ او آنے والے مؤدب باش قریب نہ آنا ورنہ بہت پچھتائیگا بجز حسرت کچھ ہاتھ نہ آئیگا نظم

کیا بحرِ حُسن کی ہے کمر پیچ و تاب مین
یہ پیچ و تاب کب ہین بھلا موج آب مین

صدمے دیے ہین مجکو یہ اک رشکِ حور نے
مصروف ہین ہزار دن فرشتے حساب مین

تعبیر ہے کہ یار کی پڑجائیگی نگاہ
بجلی گری ہے رات کو کل مجھ پہ خواب مین

سب سے زیادہ صبح ہماری ہوئی سیاہ
جو شیب مین کیا نہ کیا تھا شباب مین

نسبت ہی کیا ہلال کو اُسکی رکاب سے
خالی ہلال پاے حنائی رکاب مین

ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
اک دن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین

سودا اے چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل
خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب مین

بحرِ فنا مین مجھسے ہی سائل زبانِ موج
ہی روح جسم مین کہ ہوا ہی حباب مین

صبح شبِ وصال کے ہوتے ہی ہم کہان
ہی زہر سا قیا قدح آفتاب مین

کیا پڑگیا ہی عکس تری چشم مست کا
نرگس کی شاخ بنگئی ہر موج آب مین

بحرِ فنا مین ضد ہی تعین سے بلند گر
پانی جو موج مین ہی وہی ہی حباب مین

ای کاکؔ فکر ایسی غزل اس زمین مین لکھ
چھانٹا نہ جائے شعر کوئی انتخاب مین

جب طائر نے یہ اشعار عبرت آثار پڑھے ظلمات وجد مین آکر جھومنے لگا چہرہ سُرخ آنکھون مین لال لال ڈورے بڑھا کہ ملکہ بہار پر دست انداز ہون طائر نے بقہر و غضب آواز دی کہ ای آنے والے کہان آتا ہی یہ بہت ادب کا مقام ہی ظلمات نے سر اُٹھاکر طائر سے آنکھ ملائی طائر نے مسکرا کر کہا کہ ذرا ہوش مین رہو وہی حال قدیم بہتر ہی جاکر سرِ حیرت لاؤ ملکۂ عالم کو سوتے مین نہ جگاؤ ظلمات یہ سُنتے ہی پیچھے ہٹا کچھ کھڑا ہوا سوچا کیا اور کہا کہ ای طائر مین تیری بات کو سمجھا ابھی جاتا ہون سر حیرت کا لیکر آتا ہون یہ سُنکر طائر خاموش ہوا ظلمات ہنستا ہوا باہر نکلا سوار و پیدلون نے دیکھا چاہا کہ اسکو ٹوکین ایک آواز آئی کہ ای ملازمان ملکہ مہرخ یہ اپنے حال مین ہی اسکو جانے دو نہ روکو اب ظلمات نے پر پرواز پیدا کیے اُڑتا ہوا لشکر حیرت مین آیا اپنی بارگاہ مین نہ گیا دربارگاہ ملکہ حیرت پر پہونچا نگہبانون نے کہا کہ کون آتا ہی ظلمات نے آواز دی کہ منم ظلمات تیرہ بخت برائے ملاقات ملکۂ عالم آیا ہون ملکہ سے کچھ کہنا ہی یہ کہکے بڑھا ایک چوبدار نے قصد کیا کہ ہاتھ تھام لون ظلمات نے ایک طمانچہ مارا کہ چوبدار جل کر خاک ہوگیا اب ظلمات نے چاہا کہ پردہ اُٹھاکر اندر جاؤن کئی ساحرونے بڑھ کر روکا ظلمات نے اشارہ کیا کئی برقین گرین اُن سب کے سر کٹ کے گرے غلغلہ سُنکر ملکہ حیرت اُٹھین آنکھین مل رہی ہین پکار کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہلڑ ہی ایک نگہبان نے بڑھ کر کہا کہ ظلمات آپکے پاس آتے ہین ہمنے جو روکا کئی نگہبانون کو قتل کیا حیرت اُٹھکر دوڑی دیکھا کہ ظلمات تیرہ بخت

نگہبانون کو قتل کر رہا ہی حیرت نے للکارا کہ کیون ظلمات تو نے ہمارا کہنا نہ مانا آخر بلا مین مبتلا ہوا ظلمات تیغہ کھینچکر چلا حیرت نے زمین پر دو ہتھڑ مارا زمین شق ہوئی ظلمات زمین مین سما گیا ملکہ حیرت نے کہا کہ صاحبو یہ رات کو کہان گیا کہ جو آفت مین مبتلا ہو کر آیا ہر کارون نے خبر دی کہ برائے گرفتاری بہار گیا تھا وہ سو رہی تھین مگر ایسا سحر کرکے سوتی ہین کہ یہ دیوانہ ہوا کہا کہ مبہوت ہوا ملکہ حیرت نے کہا کہ ایک کنیز خدمت مین شاہ کی جائے سب کیفیت عرض کرے اُسی وقت ایک کنیز روانہ ہوئی یہان افراسیاب جادو سو کر اُٹھا ہی کہ کنیز نے آکر سب کیفیت عرض کی کہ ظلمات برائے گرفتاری ملکہ بہار گیا تھا وہان سے دیوانہ ہو کر آیا ملکہ حیرت نے سحر کرکے ظلمات کو غرق زمین کر دیا حضور کو تکلیف فرمانا چاہیے جو مناسب ہو اُسکے مقدمے مین کیجیے بس افراسیاب جادو غصے مین اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ لونڈی غلامون نے بہت حیران کیا ہی پرواز پیدا کرکے چلا لکہ ابر ہفت رنگ نے افراسیاب کو ہر طرف سے گھیر لیا یہان ملکہ حیرت بیٹھی تھین کہ آمد افراسیاب ہوئی ملکہ حیرت واسطے اقبال کے اُٹھین افراسیاب ابر سے نکلا بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے سب کیفیت بیان کی افراسیاب چُپ بیٹھا سُن رہا ہی وہان وہ وقت ہی کہ ملکہ بہار سو کے اُٹھی ہین طائر جو زمزمہ سرائی کر رہا تھا اُس طائر نے پکار کر آواز دی کہ آپ کے چھپر کھٹ کے نزدیک ایک شخص آیا تھا مین نے اُسکو دیوانہ کرکے پھیر دیا برائے قتل حیرت گیا ہی یہ سُنکر بہار گھبرا کر اُٹھین مُنھ ہاتھ جلدی دھویا نشان نقش پا کی خاک زمین سے اُٹھائی پتلہ بنا کے پوچھا کہ ارے ہمارے سوتے مین کون آیا تھا کہا کہ حضور ظلمات جادو ملکہ بہار بارگاہ مہرخ مین آئین سب سردار جمع تھے ملکہ بہار نے سب کیفیت بیان کی کہ ظلمات پھر دیوانہ ہو کر گیا ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے عرض کیا کہ افراسیاب جادو آیا ہی حیرت نے ساری کیفیت بیان کی افراسیاب سُن رہا ہی ملکہ مہرخ نے کہا کہ جاکر دریافت کرو افراسیاب نے کیا کہا ہرکارے دوڑے وہ وقت ہی کہ افراسیاب نے دستک دیکر ظلمات کو پکارا ظلمات کانپتا ہوا زمین سے نکلا اتنی دیر مین نیم بسمل ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اُترا ہوا تھر تھر کانپتا ہوا افراسیاب نے کہا کہ کیون اے ظلمات تمنے ہمارا کہا نہ مانا آخر کیا نوبت ہوئی ظلمات نے کہا کہ اے شہنشاہ ابتو نوبت بجان و کارد بہ استخوان ہون ملکہ حیرت نے اس حال مین مجکو قید کیا کہ تمام جسم کا خون خشک ہو گیا افراسیاب نے کہا کہ ابتو بہار کا نام نہ لوگے ایک کنیز سے کہا کہ اسکا مُنھ بھی دُھلا دے کنیز نے جیسے ہی چاہا کہ مُنھ دُھلائے ظلمات نے مُنھ پھیر لیا

کنیز کو ایک تھپڑ مارا کہ سر کنیز کا اُڑ گیا اور جھوم جھوم کر کہا کہ مین تو برائے قتل حیرت آیا ہون کیا زندہ چھوڑونگا کلمات سخت کہتا ہوا بڑھا چاہا کہ ملکہ حیرت پر ہاتھ مارون افراسیاب نے کلائی پہ ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ ظلمات کا سر اُڑ گیا لاشہ جو تھرا کر گرا سر شق ہوا اُسمین سے ایک طائر پیدا ہوا اُسنے آواز دی کہ او افراسیاب یہ بھی بنائے بربادی طلسم ہر عمر طلسم تمام ہوئی جو بد عتین تمنے بادشاہ سابق پہ کین اُنھین کا اب تمپر بھی سامنا ہر افراسیاب نے ایک ماش کا دانہ مارا کہ وہ طائر بھی جل کر خاک ہوا دوسرا طائر اُس خاک سے پیدا ہوا اُسنے بھی یہی آواز دی افراسیاب نے اُسکو بھی جلایا مصنف عرض کرتا ہر کہ سات طائر پے در پے پیدا ہوے اور سب نے یہی آواز دی افراسیاب نے اُنکو جلا کر خاک کیا جون جون طائر جلے اور دوسرا طائر پیدا ہوا عمر طلسم کا نام لیا ایک طائر نے تو یہ کہا کہ او افراسیاب اپنی جان کی خیر منا کہ کیا ہونیکو ہر بیوجہ غصہ کرتا ہر بس افراسیاب نے ساتوین طائر کو جلا کر آواز دی کہ یا سامری اب طائر نہ پیدا ہو ہمارا مرکب پرند مشکین لاؤ افراسیاب کے کہتے ہی ایک مرکب مشکین اُڑتا ہوا آسمان سے آیا اور افراسیاب نے غصے مین یہ کہا کہ سامری و جمشید اس طلسم مین بڑے بڑے عجائب بنا گئے ہین ایک ایک ذلیل و حقیر کلمات ناشائستہ ہمارے سامنے کہتا ہر آج ہم مسلمانون کو مٹائے دیتے ہین جس وجہ سے نالائقون کو یہ حوصلہ ہوا لونڈی غلامون نے بہت سر اُٹھایا یہ کہتا ہوا افراسیاب سوار ہوا طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا غصے مین کف تو مُنہ سے جاری ہر تیغ برہنہ ہاتھ مین چرندو پرند ہرکارون نے جو یہ معرکہ دیکھا بھاگے کہ جا کر ملکہ مہرخ کو خبر کرین کہ افراسیاب خود آتا ہر یہ کہتا ہوا کہ آج ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا ملکہ مہرخ نے جو یہ خبر سُنی آواز دی کہ صاحبو تیار ہو جاؤ باہر نکل کر نفیر بجائی لشکر مین قرنا ہوئی تمام لشکر تیار ہوا سردار سب جمع کر کھڑے ہوے کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو سنگریزے اُٹھاتا ہوا تلوار ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ سب سردار جمع کھڑے ہین افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ باشید اے مسلمانان نابدولت کا اختیار دیکھنا چاہتے ہو یہ کہکر ایک دستک دی کہ ایک سیاہ آندھی چلی آگے آگے ایک شخص سیاہ فام اُسکے پیچھے ہزارہا بلکہ لاکھون سُنہرے پنجے پنجون مین خنجر برہنہ ہاں لینا کہکے جو افراسیاب نے نعرہ کیا ہر سردار کے گلے پر خنجر رکھا ہوا تھا ہر چند سحر کرتے ہین کچھ ممکن نہین ہوتا وہ جو ساحر سیاہ فام سب کے آگے تھا اُسنے خنجر گلے پہ ملکہ مہرخ کے رکھا پکار کر افراسیاب نے آواز دی حکم دون پنجے خنجر کھینچ لین سب کے سر

کٹ کر گرین ملکہ مہرخ نے اُس حال پر ملال مین بھی آواز دی کہ او افراسیاب تجھے اختیار ہی ہم کیا تیرے
ہمسر ہین ہم جانتے ہین کہ یہ مقام طلسم ہوش ربا ہی تو بیشک ساحر یکتا ہی ہم کیا جواب دے سکتے ہین لیکن
ہنسنے جو کیا وہ کیا سامری و جمشید پر لعنت کی بس افراسیاب نے غصے مین آکر اشارہ کیا کہ ای
جلاد طلسمی بکش ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ جسقدر لشکر ملکہ مہرخ کا ہی ایک ایک سنہرہ پنجہ
سب کے گلے پر خنجر رکھے ہوے ہی اور وہ جلاد سیاہ فام گلے پر ملکہ مہرخ کے خنجر رکھے ہوے تیار لب کہے ہوے
کھڑا ہی جیسے ہی افراسیاب نے آواز دی بکش حیرت لشکر کو لیکر آئی ہی سب لشکر جا کھڑا ہی جیسے ہی
افراسیاب نے بغیظ و غضب آواز دی جلاد نے خنجر کھینچا آسمان سے ایک صدائے مہیب آئی برق
تڑپ کر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے سب پنجے جل گئے خنجر زمین پر گرے ایک آواز تراقے کی ہوئی کہ کئی
ہزار ملازمان افراسیاب کا سر کٹ کر گرا یہ شعبدہ جو افراسیاب نے دیکھا ایک چیخ ماری آواز دی
کہ ارے یہ کون بے ادب ہی سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر تھا اُسی سے برق گری کہ جلاد
مرا اُسی سے شعلۂ آتش گرے کہ سب پنجے جل کر خاک ہوے اُسی سے تلوار بھی چمکی کہ ملازمان افراسیاب
کے سر کٹے افراسیاب نے اُس ابر پر گولہ مارا دیکھا کہ ابر پھٹا نور افشان جادو کھڑا ہوا ہاتھ چمکا رہا ہی
افراسیاب نے کہا کہ ای نور افشان مین نے تجسے بھی کچھ حاصل کیا ہی آج تمنے بڑا غضب کیا کہ جلاد
طلسم کو مارا بہتر یہ ہی کہ سامنے سے چلے جاؤ مین آج کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا نور افشان نے جواب دیا
کہ ای افراسیاب یہ تو تو بخوبی جانتا ہی کہ ہم ان سب کے دل و جان سے شریک ہین مجھے بھی تیرا ایسی
ہی بچپن مین تو کتاب بغل مین دبا کر آتا تھا وہی خیال اب بھی دل مین ہی ہر چند کہ تو ملکہ ام کامل ہوا مگر
ہمارے خیال مین وہی ہی افراسیاب نے کہا کہ اب آپ پلٹ جائیے مین جلاد طلسمی کے بھروسے پر
نہین ہون ایک سحر مین سب کا خاتمہ کر دونگا نور افشان نے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ تو بادشاہ
طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین بھی یکتا ہی طائران سحر نے ہکو بھی خبر پہونچا دی اب تو آئے انکی
مصیبت کیونکر دیکھین آج پلٹ جاؤ آیندہ تمھین اختیار ہی یہ سُنکر افراسیاب نے چند سنگریزے لشکر
اسلام پر پھینکے نور افشان نے دستک دی لشکر افراسیاب پر پتھر برسنے لگے بارہ ہزار جادوگر
مر کر گرے افراسیاب نے کہا کہ ای نور افشان آج مین قیامت برپا کرونگا تمھارے ان شعبدون
سے نہ ڈرونگا یہ کہکر افراسیاب نے پکار کر کہا کہ ارے لا ایک پریزاد آکر پہونچی اُسنے ایک گولہ

افراسیاب کو دیا افراسیاب نے وہ گولہ طرف لشکر مہرخ کے پھینکا نور افشان نے بڑھکر ایک
تھپکی دی وہ گولہ اُلٹا پلٹا لشکر حیرت پر جاکر پھٹا دناتا ہوا کئی ہزار آدمی لشکر حیرت کے بھر مرکر
گرے افراسیاب تیغہ کھینچکر خود چلا کہ لشکر مہرخ پر جا پڑے دن نور افشان بھی زمین پر آئے کہا کہ ای
افراسیاب مین تجکو نہ جانے دونگا مجھسے مقابلہ کرے تو اُنپر جا افراسیاب کب مانتا تھا نور افشان
پر وار کیا تلوارون کے جھنا ٹے ان دونون کے سحر کے سناٹے ہنگامۂ گیرودار بلند ہی اب تو نور افشان کو
بھی غصہ آیا کہا کہ ای افراسیاب اگر مین تیرا کچھ نہین کرسکتا تو تو بھی میرا کچھ نہین کرسکتا دیکھ بہتر اسی مین
ہی کہ پلٹ جا کیون اپنے کو رسوا کرتا ہی افراسیاب نے کچھ سحر تلوار پر کیا چلا تھا کہ ہاتھ مارون کہ آسمان
سے برق چمکی ماہیان زمرد پوش آکر پہونچی آواز دی کہ او افراسیاب کیا کرتا ہی آگے نہ بڑھنا
افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان آپ چلی جایئے مین آج نور افشان کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان
نے اشارون مین کہا کہ ای افراسیاب نور افشان سے مقابلہ بہتر نہین تو بادشاہ طلسم ہی نور افشان
کچھ تیرا کر نہین سکتا اگر تو بھی اُسکا کچھ نہین کرسکتا کیونکہ نور افشان بھی تعلیم یافتہ صحبت سامری و جمشید
ہی ہر طرح کے عجائب و غرائب سے آگاہ ہی بڑی بڑی مشکلین پڑینگی اور اگر تجکو آج مسلمانون کا مارہی لینا
منظور ہی تو مین خود افشان کو ہٹائے لیے جاتی ہون تو اپنے کو مخفی کر افراسیاب نے ایک چٹکی خاک کی
سر پہ ڈالی اُسی مقام پر غائب ہوا ماہیان زمرد پوش بھی دونون پاؤن زمین پر مار کے غرق زمین ہوئی
نور افشان حیران ہی کہ یہ دونون نانی نواسے کہان گئے اس خیال مین دیکھ رہا تھا کہ صحرا سے نوبت دلفگار
کی آواز آئی نور افشان دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک برات گنوارون کی آتی ہی بیچ مین محافہ آگے آگے دولھا
سر پہ کاغذ کا مور رکھے ہوئے چند گنوار بڑے بڑے لٹھ کاندھون پہ نفیری ڈھولہ بجتا ہوا آدھا میدان برات
نے طی کیا تھا کہ دوسری طرف سے کچھ پاسی تیر کمٹھے لیے ہوئے پیدا ہوئے ڈیوہڑ تیرون کی ماری کہ کئی سو
جوان اُن تیرون سے گرے باقی بھاگے پاسی کچھ مال لوٹ کر طرف صحرا کے گئے افسر پاسیون کا سب پاسیون کو
بھگا کر طرف محافے کے دوڑا جیسے ہی قریب محافے کے پہونچا اُسمین سے دلھن نکل کر طرف نور افشان کے چلی
پکارتی ہوئی کہ ای بزرگ مجکو اس ظالم سے بچالے یہ میری عصمت پر نگاہ ڈالتا ہی نور افشان نے بڑھکر
اُس گنوار کو ایک طمانچہ مارا کہ سر گنوار کا اُڑگیا گنوار کا لاشہ جو زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا آوازین مہیب
آئین کچھ نخل جلے تھوڑی دیر کے بعد نور افشان نے دیکھا کہ لشکر اسلام اور لشکر حیرت کا نشان نہین

اپنے کو تنہا کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اور نازنین یہ کہتی ہوئی چلی آتی ہی کہ ای مرد بزرگ خدا تجکو سلامت رکھے تو نے بڑا احسان کیا میری بہن کی ان دشمنون کے ہاتھ سے آبرو بچائی یہ اشعار سن لیجیے کہ آپ کی روح کو راحت ہو قلب کو فرحت ہو یہ کہکر یہ اشعار بالحان پڑھنے لگی **نظم**

کیا کہین مرگِ احبا مین جو ہمکو غم ہوا — گر ہوا دشمن کوئی اُسکا بھی اک ماتم ہوا
بخل جتنا ہی زیادہ جود اُتنا کم ہوا — آج تک پیدا نہ کوئی دوسرا حاتم ہوا
خاکسارون سے ملا کرتے ہین جھک کر سربلند — آسمان پیشِ زمین بہرِ تواضع خم ہوا
ناتوانی سر اُٹھانے دیتی ہی سجدے سے کب — سنگِ در تیرا نگینِ حلقۂ خاتم ہوا
زیست بھر سودا نہ مجکو چارۂ سودائے عشق — بارے کافور حنوط اب داغ کو مرہم ہوا
ہو گیا گور غریبان مین عیان حال جہان — کاسۂ سر جو نظر آیا وہ جام جم ہوا
اپنے سر کو ٹھوکرین لگتی ہین اپنی راہ مین — قد ہمارا ناتوانی سے نہایت خم ہوا
سبز آتے ہین نظر اشجار سمومون کی طرح — فرقت جانان مین آنا فصل گل کا سم ہوا
نام ہی روشن زمانے مین مرا اشعار سے — سر جھکایا فکر مین زانو پہ جب حاتم ہوا
یاد ان مین اُس پاکدامن کے تصدق سے نجات — جسکی پابوسی کو پیدا پنجۂ مریم ہوا
نقد جان مانگے جو سائل کوئے جانان کا تو دون — اندنون مین عشق کی دولت بڑا حاتم ہوا
رازپوشی مین ہوا ناسخ مجھے ایسا کمال — یار بھی ہرگز نہ تیرے عشق سے محرم ہوا

نور افشان کھڑے ہوے ان اشعار عبرت آثار کو سن رہے ہین وہ نازنین ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہتی ہی کہ ای مرد بزرگ تو نے بڑا احسان کیا میری ہمشیرہ کی عصمت بچائی براے چند ساعت مجھے سرفراز فرمایئے جو کچھ کچھ آش اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہی تناول فرمایئے نور افشان جادو اس حال مین کھڑے ہین دل کہین آپ کہین حیران و پریشان یہ بھی یاد نہین کہ مین کس واسطے آیا تھا اب کہان پہونچا اُس محبوب دلفریب کے چہرۂ زیبا کو بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہی بھولی بھولی صورت آفتاب جمال خورشید مثال سرو قد نخل کی سرکشی ہونٹون کی مسیحائی کلام فرحت انجام مین رعنائی و زیبائی نور افشان نے اُسکا ہاتھ تھام لیا کہا کہ آپ کا دولتخانہ کہان ہی نازنین پتہ نشان بتاتی ہوئی نور افشان کو اپنے ساتھ لیے جاتی ہی دہان افراسیاب جادو یہ شعبدہ کرکے زمین سے نکلا مہرخ نے قصد کیا تھا کہ لشکر لیکر پلٹ جاؤن کہ

افراسیاب زمین سے پیدا ہوا پکار کر آواز دی کہ ای مہرخ و بہار اب میرے ہاتھ سے کہان جاؤ گی تلوار کھینچ کر چلا کہ جا کر مہرخ کو مارون کچھ پتھر برسائے آواز دی کہ ای صحیحہ جوہر کشا ان سب کو لینا تلوارون کے جوہر مٹا دے پکتا ہوا دوڑا چلا آتا ہی ہر چند کہ سردارون نے روکا مگر افراسیاب کب رُکتا ہی لکہ ہاے ابر آسمان پر پیدا ہوے سامنے آکر شق ہوے جن سردارون کو افراسیاب نے مخفی کر دیا تھا وہ ظاہر نہ ہوے لکہ ابر سے ایک جوان تاجدار تاج کلان سر پر اسباب سحر سامنے رکھا ہوا پشت پر لاکہ جادوگر افراسیاب سے کہا آپ ٹھہر جائیے غلامان جانباز موجود ہین یہ سُنتے ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی کہ ای مذبوح اس وقت کسی کی ضرورت نہین مذبوح شعلہ مزاج نے کہا کہ مین نہ مانونگا اب تو مین اپنے ملک سے آچکا بے کام کیے نہ جاؤنگا طائران سحر نے مجکو خبر دی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تبنگ ہین خود شہنشاہ آمادۂ جنگ ہین اسی وجہ سے حاضر ہوا کیا مین کھڑا ہو کر تماشا دیکھون افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا کہا کہ ای مذبوح آج مجکو منظور ہی کہ مسلمانون کا خاتمہ کر دون لاشون سے میدان کارزار بھر دون میرے تساہل کی وجہ سے رازداران طلسم باتین نکالتے ہین کہتے ہین کہ عمر طلسم تمام ہوئی ہوش ربا کی عمر دس ہزار سال کی ہی ابدولت کے سامنے کسی کا رنگ نہین جم سکتا ہی اگر قصد کرون طناب ہین آسمان کی زمین پر کھینچون مذبوح دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اب اگر سرکار سحر کرینگے تو اپنے کو ہلاک کرونگا مین بھی کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا بمنت افراسیاب کو ہٹایا افراسیاب ناچار ہوا حیرت سے پکار کر کہا کہ لشکر پھیر کر لیجاؤ مذبوح شعلہ مزاج سمجھ لیگا حیرت لشکر کو لیکر پلٹی مذبوح نے ایک دستک دی لشکر سے اشارہ کیا سارا لشکر لشکر مسلمانان پر جا پڑا سحر ہونے لگے لیکن مذبوح نے جو دستک دی تھی اُسکی یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ مار آتشین آسمان سے برسنے لگے مارنے جسکو کاٹا وہ ہلاک ہوا بڑے بڑے سردار بیہوش ہوے ملکہ بہار نے جو یہ ہنگامہ دیکھا پیچھے ہٹ کر گورے گورے ہاتھون سے دستک دی ایک مدھی پھولون کی پھینکی ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوا چہار جانب غلغلہ ہوا بیت تند و پر شور و سیہ مست زکہسار آمد + می کشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد + زیر ابر کئی سو طاؤسان زرین بال منقارین کھولے ہوے آوازین لگاتے ہوے مصروف رقص مست آوازین آکے جو گرے ماران آتشین کو نگلنا شروع کیا مذبوح اس جواب کو دیکھکر ملال ہو گیا ایک برق چمکائی اپنے ابر کو آپ مٹایا ملکہ بہار نے بھی طاؤسان زرین بال کو غائب کیا مذبوح نے بڑھ کر آواز دی کہ ذرا پلٹ کر دیکھو

بہار نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک نخل سایہ ندارد بے برگ و بار تھے خشک شاخین پریشان بیخ سے دھوان نکل رہا ہی بہار نے ایک طرہ پھینک مارا نخل زمین پر گرا ہیزم خشک تھا ایک نخل اور تر و تازہ پیدا ہوا تھے سبز شاخون مین مثل دست حسینان رعنائی ایک شاخ مین پھول نرگس کا مثل چشم محبوب رنگ خوب اُس پھول سے آواز آئی کہ ای بہار ہمارے پاس آؤ بہار نے کان سے دوسرا طرہ نکالا تھا کہ اسم سحر پڑھ پھول طرہ پھینک مارون کہ جھوکا ہوائے گرم کا چلا رنگ روے بہار متغیر ہوا سب نے دیکھا کہ ملکہ بہار غائب ہو گئین اُس پھول کی گردش بڑھتی جاتی ہی اُس گردش کو دیکھکر باغبان بھی پکارتا ہوا دوڑا بموجب مضمون مطلع قمر مطلع اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو + ہر سفر موجب ضرر کا مردم بیمار کو + باغبان بھی قریب نخل کے جا کر غائب ہوا نخل مین ایک پھول اور پیدا ہوا برق لامع نے دور سے دیکھکر آواز دی کہ یہ سحر بدعت ہی جا ہا کہ کون اس نخل کے ٹکڑے اُڑا دون جیسے ہی برق لامع قریب نخل کے پہونچین تڑپ کر گرین شاخ نخل قلم ہوئی برق لامع بھی غائب ہوئین ایک پھول سبز پیدا ہوا اتنو تانتا بندھ گیا جو سردار قریب نخل کے پہونچا جا کر غائب ہوا کئی سو سردار قریب نخل کے جا کر غائب ہوے پھول بڑھتے جاتے ہین جتنے سردار غائب ہوے اُتنے ہی پھول درخت مین بڑھ گئے دور سے جو ملکہ مہرخ نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ صاحبو یہ مذبوح کا سحر ہی جو اسکے قریب جائیگا اُسپر یہی جفا ہوگی مذبوح نے اب ایسا سحر کیا کہ اس نخل کے سوا جا بجا اور نخل پیدا ہوے لشکر والے اُن درختون مین غائب ہونے لگے ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ لشکر مین بربادی پانچون عیار بصورت مبدل درۂ کوہ مین کھڑے ہین جب قصد کرتے ہین کہ ہم واسطے عیاری کے جائین جھوکا ہواے گرم کا چلتا ہی اُف کرکے درۂ کوہ مین چلے آتے ہین عیاری کے واسطے جا نہین سکتے حیران ہین کہ ارادے مین ہمارے کیون فرق آتا ہی خود بخود قلب ٹھہراتا ہی کیونکر عیاری کرین مہتر قران بھی حیران کھڑے ہین لیکن نور افشان جادو ساتھ اُس نازنین کے باتین کرتے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک قصر ظاہر ہوا وہ نازنین نور افشان کو اُس قصر مین لائی ایک تخت بچھا تھا اُسپر فرش معقول گسترده مسند آراستہ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی اُس نازنین نے نور افشان کو مسند پر بٹھایا جام لبریز کر کے کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مین مدت سے آپ کی مشتاق تھی میری آرزو پوری ہوئی اصل کیفیت یہ ہی نظم

دل سے لونگا مین کام رہبر کا		کیا پتا چاہیے ترے گھر کا		حال لکھتا ہون دیدۂ تر کا

موج دریا ہی تارِ مسطر کا
مُرغ دل داغ کھائیگا جو یہین
بادشہ ہو وہ ہفت کشور کا
مثل مینا ملون نہ کیون جھک کر
کہ نہ مصرع ملا برابر کا
ہی شبِ ہجر تا ابد نہین صبح
طور ہی تربتون کی چادر کا
جب ہوا گور مین عذابِ فشار
حُسن محتاج کب ہی زیور کا
تھا جو یوسفؑ ہوا نہ وہ بھی عزیز
شبہہ ہوگا گلی کبوتر کا
مست کہتے ہین جسکو ابرِ بہار
آج ہی دور دورِ ساغر کا
مرغ دل تب سے آپ کا ہی صید
نہ رہا خوف روزِ محشر کا
رشک ہنال پر ہی کیا اُسکو
دھیان آیا کنارِ مادر کا
کیا ہی ناسخ جوابِ خط کا ذکر
کیا برادر کو غم برادر کا
کرے یاد خدا جو اک ہفتہ
گوشہ ہی میرے دامنِ تر کا
کیون نہ مصرع رہے قدِ موزون
جب کبوتر اُڑاتے تھے پر کا
ہجر مین چاندنی سے کیا خوش ہون
رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا
یدِ بیضا سے ہاتھ آئی یہ بات
نہ ملا ایک پر کبوتر کا

نور افشان نے کہا کہ مجھے بھی تیرا دل سے اشتیاق ہی نازنین نے جام شراب لبریز کیا دست نگارین پر رکھکر سامنے نور افشان کے پیش کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحران دل اس صحبت کا مدت مدید سے خواہان تھا آج آرزوے دل بر آئی ایسی ایسی باتین کہکے جام پیش کیا نور افشان نے ہاتھ بڑھایا کہ قہقہے کی آواز آئی صدا یہ تھی کہ اے شہنشاہ یہ غفلت پہچانو تو کہ یہ کون ہی دشمن جان تشنۂ خون بادشاہ پردۂ ظلمات وہ نازنین چہار جانب دیکھنے لگی کوئی آواز دینے والا نہ معلوم ہوا پھر نور افشان نے قصد کیا کہ جام پی جاؤن آسمان سے ایک برق گری اُس نازنین نے اُف کر کے مُنہ پھیر لیا نور افشان نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش پہلو مین بیٹھی ہوئی باتین بنا رہی ہی نور افشان جادو نے نعرہ کیا کہ او بیحیا مین نے تجکو پہچانا یہ دریاے مکر کا جوش وخروش کہان جائیگی ماہیان نے چاہا کہ چمک کر نکلون نور افشان کو اپنی غفلت پر بہت شرم آئی کہ مین جنگ افراسیاب سے اسکے ساتھ چلا آیا نہین معلوم افراسیاب نے لشکر اسلام کا کیا حال کیا ہوگا ہاتھ پر ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے کچھ کہا نور افشان کے ہاتھ مین آبلہ پڑ گیا ضبط کر کے ایک طمانچہ مارا ماہیان کے مُنہ سے نکل گیا کہ تپھر پر کیون ہاتھ مارتا ہی اگر یہ لفظ نہ کہتی تو ماہیان کا سر اُڑ جاتا تپھر پر ہاتھ پڑا کہ اُنگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑے ماہیان تڑپ کر بلند ہوئی نور افشان غصے مین چلے اُس وقت آکر پہونچے کہ مذبوح شعلہ مزاج نے آفت برپا کر دی ہی صدہا نخل جابجا پیدا ہوے اُس نخلستان مین سردار وغیر سردار غائب ہو رہے ہین اور ہر نخل سے

کراہنے کی آواز آتی ہی جیسے کسی پر کوئی بدعت ہو یہ جو نور افشان نے دیکھا للکارا کہ او نامرد تو نے غضب کیا
اہل اسلام کو غارت کیا ہو تا خدا میرے فرزند کو سلامت رکھے کہ برہمن روئین تن نے بچایا عین وقت
پر اُسکو خبر پہونچی کہ ماہیان لگا کر ہمکو لے گئی ہو خدا نے اُس مکارہ کے مکر سے ہمکو بچایا اب کہان جاؤگے
یہ کہکر نور افشان زمین پر آئے جس نخل کے قریب پہونچے اُسے جڑ سے اُکھیڑ ڈالا پھولون پہ پانی برسایا
جس پھول پر قطرہ آب گرا ملکہ سُرخ مو دہلال سحر افگن وغیرہ ظاہر ہونے لگین جو سردار ظاہر ہوا
لڑائی مین مصروف ہو گیا نخل سیکڑون کاٹ کر گرا دیے سحر نور افشان کو کون روک سکتا ہی ہر ایک
ساحر کو سکتا ہی مذبوح نے جو یہ ہنگامہ دیکھا للکار کر آواز دی کہ اے نور افشان افراسیاب نے
بڑا دھوکا کھایا مین کیا تمسے کم ہون سحر و ساحری مین محکم ہون یہ کہکر نور افشان پر گولہ مارا نور افشان
نے فورًا ہاتھ ہلا دیا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا اب تو مذبوح نے تار باندھ دیا چاہتا ہی کہ کوئی ایسا سحر کرون
کہ نور افشان زمین پر گرین مین سر کاٹ لون لیکن جو اسنے سحر کیا نور افشان نے اشارون مین دفع کر دیا
اتفاق سے لشکر حیرت بھی آ پڑا تھا جب حیرت نے خبر شکست لشکر اسلام سُنی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ملکہ بہار و باغبان وغیرہ سحر مین مبتلا ہوے مذبوح نے سب کو گرفتار کر لیا تب حیرت نے کہا کہ اب
چل کے مہرخ کو گرفتار کرین لشکر حیرت کو جو نور افشان نے دیکھا پکار کر آواز دی کہ اے حیرت
تم تو پلٹ جاؤ بی ماہیان نے آج میرے ساتھ شعبدہ کیا ملین تو حال معلوم ہو بھاگ کر پردۂ
ظلمات مین چلی گئین ایک ہلکا سا طمانچہ کھایا حیرت نے دیکھا کہ ایسا نہ ہو نور افشان مجھپر آ پڑے
حیرت نے تخت اپنا ہٹایا یاقوت و زمرد بھی بھاگین مگر مذبوح اُسی طرح سحر کر رہا ہی نور افشان
لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جو شجر راہ مین ملا تبر سحر سے قلم کیا یا کوئی اسم دم کیا صدہا نخل کاٹ کر گرا دیے
مذبوح نے جو یہ زبردستی دیکھی اسی طلسم کا رہنے والا ہی نام سے نور افشان کے خوب آگاہ ہی دیکھا کہ
رنگ سحر تباہ ہی چاہا کہ بھاگ کر نکل جاؤن نور افشان نے کہا کہ اے مذبوح اب تم ذبح ہوے تمھارے
ارادے کو ہم سمجھے طوق اجل گریبان گیر ہی تمھارے قتل کی تدبیر ہی مذبوح پیچھے ہٹا تھا کہ نور افشان
نے آواز دی کہان جاؤگے اب شجر سحر نہ بناؤگے بوڑھا شیر لڑتا ہوا آتا ہی کون روکے کون ٹوکے
جھپٹ کے قریب مذبوح کے پہونچے مذبوح نے بڑے بڑے سحر کیے نور افشان نے دفع کیے مذبوح
نے ہاتھ تلوار کا مارا نور افشان نے بلا تکلف کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ایک طمانچہ مارا کہ سر مذبوح کا اُڑ گیا

مرنا مذ لوح کا جو سردار کہ گم تھے وہ سب اُسی صحرا مین ثابت ہوے وہین پر موجود تھے آکر نورافشان سے
ملاقات کی لشکر مذ لوح نے فرار پر قرار کیا نورافشان اہل اسلام کو ساتھ لیکر بفتح و فیروزی سب باتین
سب کے ساتھ باتین کرتے ہوے جاتے ہین خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام وغیرہ بھی حاضر ہین خواجہ
نے نورافشان سے کہا کہ اُستاد آج تمنے بڑا کام کیا کہ یکایک زمین شق ہوئی ایک ریگ ماہی زمین سے
نکلی خواجہ کو لپٹ گئی اتنی جلدی نکلی کہ سب کی آنکھین جھپک گئین خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ ای نورافشان
مجکو بچانا نورافشان نے پلٹ کر دیکھا کہ خواجہ کو مچھلی لیکر غرق زمین ہوگئی کوئی سردار فکر نہ کرسکا نورافشان
نے کئی دو ہتھڑ زمین پر مارے زمین شق ہوئی کچھ مدعا حاصل نہ ہوا نورافشان نے کہا کہ خیر بی ماہیان
ہمارے ساتھ پھر شعبدہ کر گئین سمجھا جائیگا خواجہ کو کوئی قتل نہین کرسکتا سب سردار بارگاہ مین آئے
ملکہ مہرخ نے کہا کہ اُستاد کچھ خواجہ کی تدبیر ہونا چاہیے نورافشان نے جھولی سے ایک ورق نکالا
اُسکو دیکھکر کہا کہ کوہ نیرنگ کے آگے ایک صحرائے خارستان ملیگا وہان خواجہ کو لیجاکر قید کیا ہی
وہین سے رہائی ہوگی برق تڑپ کر اپنے مقام سے اُٹھا نورافشان نے کہا کہ برق تم نہ جاؤ تمپر کوئی
افتاد پڑیگی برق نے کچھ جواب نہ دیا نورافشان نے چالاک سے اشارہ کیا کہ ای چالاک وہ مقام
پُر آشوب ہی تم فرزند خواجہ عمرو ہو سب عیارون سے بہتر ہو طرف سے کوہ نیرنگ کے جانا اپنے
قبلہ و کعبہ کا پتہ لگانا لیکن جو کام کرنا وہ سمجھ بوجھ کے کرنا ورنہ گرفتار ہو جاؤ گے چالاک سب سے
وعدہ کرکے نکلا نورافشان طرف اپنے قصر نورافشانی کے روانہ ہوگئے سب سردارون نے چالاک
سے کہا کہو ہم بھی ساتھ چلین چالاک نے کہا کہ کسی کی ضرورت نہین برق فرنگی چالاک کی نگاہ
بچاکر نکل گیا چالاک باہر نکلا برق کو تلاش کیا نہ پایا جست و خیز کرتا ہوا چلا آتے آتے کوہ نیرنگ
کے قریب پہونچا درۂ کوہ مین داخل ہوا درۂ کوہ کو طی کرکے بیرون کوہ نیرنگ آیا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے
دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک صحرائے خارستان کانٹون کے جابجا درخت زمین سخت صدائین مہیب آرہی ہین
اکثر طائر کانٹون مین اُلجھ گئے ہین پھڑک پھڑک کر مر گئے خواجہ عمرو ایک عرقی باندھے ہوے اُس جنگل مین
دوڑتے پھرتے ہین اسقدر خواجہ کو پسینا آتا ہی کہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہین تھالا بن بن جاتا ہی
خواجہ پھر گھبراکر وہانسے بھاگتے ہین خواجہ کو ڈر معلوم ہوتا ہی کہ ایسا نہ ہو اپنے پسینے مین خود غرق
ہو جاؤن اس خوف سے دوڑتے پھرتے ہین چالاک یہ حال خواجہ کا دیکھکر ایک غار مین چھپ گیا

مگر بہت رویا حیران حیران دیکھ رہا ہی وہ جو نور افشان نے کہا تھا کہ ای چالاک جو کام کرنا سمجھ کے کرنا
اب چالاک سوچ رہا ہی کہ کیا سبب ہی قبلہ وکعبہ اپنے ہوش مین ہین اس صحرا سے نکل کیون نہین جاتے لباس
جسم پر نہ ہونے کا کیا باعث ہی کہ برہنہ پھر رہے ہین چالاک یہ باتین سوچ رہا ہی کہ پشت سے گرد اُڑی
دیکھا کہ میان برق تڑپتے ہوے چلے آتے ہین چالاک سوچے یہ خواجہ کو دیکھکر رُک گیا لیکن برق بھاگا
ہوا آیا تھا ہانپ رہا ہی جیسے ہی خواجہ کو دیکھا بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی کہ اُستاد یہ کیا حال ہی مین بھی
آؤن آپ کس حال مین ہین عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ مجھسے بات نہ کرو برق نہ سمجھا پکارے ہی گیا ایک
برق چمک کر برق پر گری چالاک نے دیکھا کہ برق غائب ہو گیا چالاک حیران دیکھ رہا ہی کہ
یہ کیا غضب ہو گیا واللہ منع کرتے تھے برق نے نہ مانا چالاک اس حیرانی مین تھا کہ دیکھا برق فرنگی کو
ایک جادوگر کشان کشان لاتا ہی جس حال سے خواجہ تھے اُسی طرح برق کو بھی لاتا ہی اُسی جنگل مین لاکر
چھوڑ دیا برق پیچھے پیچھے خواجہ کے دوڑتا پھرتا ہی وہی پسینے کا برق کے بھی حال ہی چالاک نے یہ بھی
خیال کر کے دیکھا کہ جون جون پسینا جسم سے نکلتا ہی اعضا گھُلتے جاتے ہین چالاک بدحواس ہو گیا کہ
دو چار روز مین یہ دونون آدمی بہ جائینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی یہی سوچ رہا ہی کہ کیا کرون اسی سوچ
مین چالاک کو دن بھر گذرا جب دن قلیل باقی رہا تو دیکھا کہ برق و عمرو کے ہاتھ پاؤن مین ہتھکڑیان
بیڑیان ہین جب بالکل شام ہونے لگی ہواے سرد چلی وہی صحراے خارستان نمونہ گلستان ہونے لگا
نخل پھولنے پھلنے لگے کانٹون کے نخل جلنے لگے برق و خواجہ غائب ہو گئے اب چالاک حیران ہوا کہ
یہ کیا غضب ہوا دونون صاحب کہان غائب ہوے اب کہان تلاش کرنے جاؤن دل سے اپنے یہ
باتین کرتا ہی سرنگون بیٹھا ہی اب جو سر اُٹھایا اُسی صحراے خارستان کو رشک باغ جنان پایا جوانان چمن
سبز پوش میخواران گلستان کو بیہوشی مین ہوش جام گلہاے رنگین شراب شبنم سے معمور کیفیت آمد بہار مین مسرور
بر سر سرو لب جو قمریون کی کوکو فاختہ قلندر مشرب آمادۂ عیش وطرب دلق خاکستری زیب جسم عاشق
عارفان باغ آیسمین حق سرہ کی صدا بلند کر رہے ہین یاد الٰہی مین دم بھر رہے ہین کانٹون کی اُنگلیان اُٹھی ہین
جوش بہار کا نشان بتا رہی ہین پھولون نے جشن کیا ہی پھولون نہین سماتے عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ
وقت شب ہی کیونکر زمزمہ سرائی کرین یاد الٰہی مین دم محبت کا بھرین مفتی بہار مسند رنگارنگ پر جلوہ فرما
صبا آکر مژدۂ آمد بہار قاضی صاحب کو سُناتی ہی مقدمات شرعی در پیش ہین ہر رنگ مین پس و پیش ہین

چالاک حیران ہوگیا کہ یا تو وہ خارستان یا پُر بہار گلستان لیکن خواجہ و برق کہان غائب ہوگئے ہائے کہان تلاش کرون لیکن دیکھا کہ نخل سرو پر ایک طائر ہفت رنگ زمزمہ سرائی کر رہا ہی کس لطف سے غزلخوان یہ اشعار حیرت انگیز ورد زبان

نظم

ہی دلا کسکو دوام اس گردش افلاک مین | خاک کے پتلے ہزارون الگئے ہین خاک مین
زاہدا ہی فرق جتنا جود اور امساک مین | جان اُتنا ہی تفاوت می مین اور تریاک مین
کیا ہی چالاکی ہی تیرے توسن چالاک مین | مرغ دل اپنا فلک پرواز ہی فتراک مین
دیکھکر دانتون کی ترانی جو غش آیا مجھے | عالم انگشت حیرت ہی تری مسواک مین
فاقہ مستی پر قناعت ہو جو تمکو میکشو | ہی لبالب بادۂ عشرت خم افلاک مین
کہہ رہی ہی یہ لب جو پُر زبان موج ہی | پاک مین ہی کب وہ کیفیت جو ہی ناپاک مین
گریہ ہی تیرے قدم سے باغ کی بالیدگی | دانۂ انگور ہونگے شیشۂ می تاک مین
مست عالم کو کیا چشم سیاہ یار نے | ساغر می کا ہی عالم ساغر تریاک مین
مقبرے کو جائے شادی سمجھے وہ دیوانہ ہی | دفن لاکھون ہوگئے اس گنبد افلاک مین
دور سے دونون کا نظارہ ہی نزدیکی محال | فرق کیا ہی آفتاب اور روئے آتشناک مین
اُسکے ہوتے آنے دے حمام مین مجکو اگر | ڈالدون مین نقد جان کو کیسۂ دلاک مین
کیون اُٹھا لائے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل | چین سے لاشہ پڑا تھا کوچۂ سفاک مین

چالاک نے دیکھا کہ طائر کے غزل پڑھتے ہی باغ مین روشنی ہوئی طائر غائب ہوا روشنی ہوتے ہی چبوترے پر فرش بچھا چند کنیزین دست بستہ حاضر ہین بیچ مین مسند شاہانہ شراب و کباب رکھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کنیزین کسی کی منتظر ہین تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش تخت زرین پر سوار تخت اُڑاتی ہوئی چلی آتی ہی تخت آکے اُترا چالاک بن عمرو نے دیکھا کہ ماہیان مسند پر آکے بیٹھی بیٹھتے ہی ایک کنیز سے اشارہ کیا کہ میرے بچے کی تو خبر لاؤ کیا کر رہا ہی کہنا کہ بیٹا اگر فرصت ہو تو برائے چند ساعت صحرائے رنگارنگ مین آکر بیٹھو کہ اسی کو صحرائے خارستان بھی کہتے ہین وہ کنیز روانہ ہوئی تھوڑے عرصے کے بعد دیکھا کہ افراسیاب جادو بکبر و نخوت بصد شوکت تخت پہ سوار آکر پہونچا تخت سے اُترا ماہیان نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا ماہیان نے پوچھا کہ ای

افراسیاب کہان گیا تھا مین شام سے تیری مشتاق تھی اتنا عرصہ کیون ہوا افراسیاب نے کہا کہ مین سب حال آپ سے عرض کرونگا یہ فرمایئے کہ عمرو کا کیا انتظام ہوا ماہیان نے ہنسکر کہا کہ یہ قیدی تا قید حیات یہاں سے نہین چھوٹ سکتا ای افراسیاب وہ تدبیر بن پڑی کہ عمرو تڑپ تڑپ کر مریگا اُس جنگل مین اسقدر پسینہ نکلتا ہی کہ طبیعت کو فرحت ہوتی ہی لیکن پسینہ نکلنے سے جسم گُھلتا جاتا ہی گیارھوین دن صرف ہڈیان باقی رہجائینگی سولھوین دن ہڈیون پر مینھ برسے گا کہ ہڈیان مثل تار عنکبوت ہوجائینگی بائیسوین دن وہ ہڈیان تنکا ہوکر ہوا سے صحرا مین اُڑتی پھرینگی پچیسوین دن خاک ہوکر اُڑ جائیگا میان سبق فرنگی عیاری کرنے آئے تھے وہ بھی گرفتار ہوے اُستاد و شاگرد کا ایک حال کرونگی افراسیاب خوش ہو رہا ہی مگر چالاک ایک غار مین بیٹھا ہی یہ سب معاملہ دیکھ رہا ہی افراسیاب نے کہا کہ ای نانی جان جب عمرو کا خاتمہ ہونے لگیگا نور افشان و برہمن و کوکب سب اسکی مدد کو آئین گے ماہیان نے کہا کہ اسکی بھی تدبیر کرونگی چالاک غار سے نکلا اندھیرے مین ٹہل رہا ہی ایک کنیز ماہیان کی براے پیشاب بولائی ہوئی آئی جس مقام پر بیٹھی چالاک جھپٹ کر پہونچا جیسے ہی کنیز پیشاب کرکے اُٹھنے لگی چالاک نے حلقہ ہاے کمند مارے حباب مار کر بیہوش کیا اُسکو کنارے ڈالدیا اُسی کا زیور و لباس پہنکر اُسی کی صورت بنا اب چالاک ناز و کرشمہ دکھاتا ہوا محفل مین آیا جُھک کر شہنشاہ کو سلام کیا افراسیاب کی نگاہ پڑی کہ ایک کنیز نہایت حسین سینہ اُبھار اُبھار دکھا رہی ہی افراسیاب نے جو آنکھ ملائی انگوٹھا دکھا دیا مُنھ چڑھا دیا افراسیاب ہنسنے لگا ماہیان نے پوچھا کہ ای فرزند کیا ہنسے کہا یہ کنیز جو سامنے کھڑی ہی اسکا کیا نام ہی ماہیان نے کہا کہ مین نے اسکو بچپن سے پالا ہی سحر مین طاق حُسن مین شہرۂ آفاق ہی اس طرح کی نازنین نگاہ سے نہین گذری بڑی شوخ و شنگ ہی کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ نانی امان ابھی میرے کمال سے آپ آگاہ نہین ہین مین نے لاکھون روپئے خرچ کرکے گویون سے گانا سیکھا ہی ماہیان نے کہا کہ کچھ ہمکو بھی سُناؤ کنیز سازندون کے بیچ مین آکر بیٹھی اور یہ غزل شروع کی

نظم

ہوگیا بیتاب سُنکر آہ مجھ بیتاب کی
میرے سیم اندام کی حالت ہوئی سیماب کی

شغل رونے کا ہی تیرے عشق مین ای بحر حُسن
رات دن بیٹھا گنا کرتا ہون لہرین آب کی

ہونٹھ دونون صورت عناب آتے ہین نظر
آپ کی مسواک گویا شاخ ہی عناب کی

زخمی اُس مہ نے کیا تیغ ہلالی سے مجھے — چاہیے پٹی کو دھجی چادر مہتاب کی
ہمکو بھولینگے نہ دنیا کے تماشے بعد مرگ — یاد بیداری مین آئینگی یہ باتین خواب کی
ہوگیا اک رنج میری جان کو عیش وصال — آگئی جس رات آواز حزین سُرخاب کی
حضرت غم آگئے ہین فرقت ساقی مین آپ — بھیجیے کوئی پیالی پیجیے خوننا ب کی
دیدۂ تر سے مژہ پر لخت دل آتے نہین — رہتی ہین قالب ہین بہ کر مچھلیان تالاب کی
آپ ویران ہی نہ لاؤ بھر ساقی مین شراب — خانۂ دل کے لیے حاجت نہین سیلاب کی
ہون وہ سرگشتہ جو دیکھا مین نے مُنھ اپنا کبھی — آئینے مین صاف صورت ہوگئی گرداب کی
زاہد آجائے نہ یان مسجد کے دھوکے سے کہین — میکشو میخانے مین حاجت نہین محراب کی
وادی غربت مین ناسخ ہی وطن میرے حضور — خود فراموشی مین بھی ہی مجھکو یاد احباب کی

اس طرح چالاک نے یہ غزل سامنے افراسیاب کے گائی اور دوسرا کمال چالاک یہ کررہا ہی زیادہ چھل بل نہین کرتا جب خیال کیا افراسیاب جادو کی تیوری پر بل آئے اس طور سے اپنے کو چھپاتا ہی تیور پر بل افراسیاب کے نہین آنے دیتا جب افراسیاب کو ذرا بدگمانی ہوتی ہی کہ عیارون کی یہی حرکت ہی چالاک شرماکر سر جھکالیتا ہی بھولی بھولی باتین کرتا ہی کہ افراسیاب کے مُنھ سے نکلا کہ نانی امان عمرو اور برق کو رات کو آپ کہان رکھتی ہین ماہیان نے کہا کہ اے افراسیاب جادو وادی آبلہ پا میرا مصاحب قدیم اُسکو اسی کام پر مقرر کیا ہی کہ دن بھر حفاظت کرے اور وقت شب باغ گلفام جادو مین لیجائے ایک ہفتے کی تکلیف ہی کہ دن بھر دھوپ مین عمرو و برق دوڑے دوڑے پھرتے ہین آخر گھل جائینگے یہ مقام وہ ہی کہ کبھی سامری و جمشید نے آرام نہین پایا گوشۂ پردۂ ظلمات کہلاتا ہی بڑے بڑے ساحر آئے چاہا کہ اس تاثیر کو مٹادین زندگی مین وادی آبلہ پا کے ممکن نہ ہوا بڑے بڑے ساحرون نے قصد کیا کہ اس عہدے پر رہین مین نے جواب یہ دیا کہ یہ ہمیشہ سے اس عہدے کو کرتا ہی مین نے اسکو تبدیل نہین کیا افراسیاب خاموش ہورہا اب چالاک حیران ہی کہ باغ گلفام کہان ہی کیا تدبیر کرون جب تک وادی آبلہ پا نہ قتل ہوگا تب تک رہائی قبلہ وکعبہ غیر ممکن ہی کہ ہاتھ باندھ کر چالاک نے سامنے افراسیاب کے عرض کی کہ میری بہنین ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہوئین مین عمرو کو حال خراب مین دیکھا چاہتی ہون نانی امان نے بڑا کمال کیا کہ عمرو کو اس حال سے رکھا ماہیان نے

کہا کہ مین ابھی بلواتی ہون یہ کہکے ماہیان نے دستک دی اور نام لیکر پکارا کہ ای وادی آبلہ پا شہنشاہ یاد فرماتے ہین کہ ایک آندھی سیاہ چلی ایک جادوگر کو دیکھا کہ سر جھاڑ منہ پہاڑ سامنے ماہیان کے آیا جھک کر سلام کیا عرض کی کہ ای ملکۂ عالم خلاف وقت غلام کو کیون طلب فرمایا کہا کہ شہنشاہ فرماتے ہین عمرو و برق کو لاؤ کنیز نے اُٹھکر وادی کو سلام کیا کہا کہ میان میری کئی بہنین ہاتھ سے ساربان زادے کے قتل ہوئین مین نے آپ کو تکلیف دی ہی چاہتی ہون کہ حال خراب سے اُستاد و شاگرد کو دیکھون کہ میرے دل کو ہوس ہی کہ اپنے ہاتھ سے ساربان زادے کو کچھ سزا دون بوٹیان اُنکی کاٹ کاٹ کے کھاؤن مین سب بہنون مین بدصورت ہون وہ نہایت حسین و جمیل تھین وادی آبلہ پا سے جو آنکھون مین آنسو بھر کے کنیز نے باتین کین اور جمال عابد کش و زاہد فریب پر اُسکی نگاہ پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی کشتۂ تیغ ابرو گرفتار طرۂ گیسو ہوا جیسے ہی چالاک سے اُسنے آنکھ ملائی اشارے سے کہا کہ ہمکو باغ گلفام مین لیچلو کہ اُن دونون کو تمھارے سامنے سزا دین تنہائی مین گانا سنائین وادی آبلہ پا نے ملکہ ماہیان سے کہا کہ دن کو عمرو و برق کو تو قید سے رہا کر دیتا ہون کہ صحرائے خارستان مین دوڑے دوڑے پھرین اعضا اُنکے حدت و تمازت نیر اعظم سے گھلین رات کو قید کر دیتا ہون کہ قید آہن سے اُنکو صدمہ پہونچے دو دو روٹیان خشک اور ایک ایک آبخورہ پانی کا شب کو پہونچاتا ہون شدت تشنگی سے دونون بیقرار رہتے ہین آٹھ پہر جفائین سہتے ہین اگر آپ کا حکم ہو تو بی گلپوش کو اپنے ساتھ لیجاؤن باغ گلفام کے عجائب و غرائب دکھاؤن مگر افراسیاب نہ چاہتا تھا کہ آنکھون کے سامنے سے یہ نازنین ہٹے لیکن نگاہ محبت سے دیکھنا افراسیاب کا گلپوش کو ماہیان کے خلاف گذرا جانتی ہی کہ یہ سفلہ مزاج ہی ایسا نہ ہو کہ یہ گلپوش پر بھی دست انداز ہو وادی آبلہ پا سے کہا کہ اچھا گلپوش کو اپنے ساتھ لیجاؤ لیکن تھوڑے ہی عرصے مین یہان پہونچا دینا افراسیاب کچھ نہ کہ سکا وادی آبلہ پا نے ایک تخت بنایا اُسپر گلپوش کو سوار کیا طرف باغ گلفام کے لیچلا اب جو چالاک نے راہ مین وادی کو تنہا پایا ناز و غمزے کی ترقی کی کبھی پٹے پکڑ لیے کبھی گورے گورے ہاتھون سے بلائین لین کہا صاحب مین تو تمھارے اشتیاق مین چلی آئی لیکن مجکو ہاتھ نہ لگانا مین اور باتون سے آگاہ نہین ہون الگ سے باتین کرو کبھی پہلو سے پہلو ملا دیا کبھی ہنسایا کبھی رُلایا بوٹا سا قد کبھی اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ دیکھو صاحب تم مجکو گھورتے ہو میرا خون گھٹا جاتا ہی مین تخت سے کود پڑونگی وادی آبلہ پا نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ صاحب ایسا ارادہ نہ کرنا

ماہیان زمرد پوش پوچھینگی کہ میری کنیز کو کیا کیا مین شرمندہ ہونگا چالاک نے راہ مین سر جھکا کر کہا کہ صاحب اگر تمھارا دل نہین مانتا ہی مجکو شراب پلا کے بیہوش کر نا خنجر میرے گلے پر پھیر دینا مجکو تمھاری بدعت کی خبر نہ ہو ورنہ تڑپ کر مر جاؤنگی تجھ ایسے ظالم سے کیون کر جان بچاؤنگی وادی آبلہ پا نے کہا کہ گلفام جادو میری آشنا ہی تمکو دیکھکر بہت جلیگی لیکن مین تدبیر کرونگا اُسکو خبر نہ ہونے پائیگی اُسکو شراب پلا کے بیہوش کرینگے ہم تم مزے اڑائینگے تم کیون گھبراتی ہو دیکھو میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی مگر تمھین ملال نہ پہونچے چالاک نے راہ بھر مین وادی آبلہ پا کو خوب شیشے مین اُتارا تھوڑے عرصے کے بعد باغ گلفام دکھائی دیا چالاک نے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہی وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر گستردہ ہی گلفام مع کنیزون کے بیٹھی ہی صحبت شراب و کباب آراستہ کنیزون سے کہ رہی ہی اس وقت ملکہ عالم نے اپنے خدمتگزار کو کیون طلب فرمایا کنیزین عرض کرتی ہین عمرو و برق کے بارے مین کچھ تاکید فرمائی ہوگی کہ سب نے کہا دیکھیے تخت آتا ہی ایک نازنین بھی خوبصورت ساتھ ہی گلفام نے سر اُٹھا کر دیکھا مگر تیور پر بل پڑ گئے جب تخت زمین پر آیا چالاک نے تخت سے کود کر جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے کنیز کو پہچانا گلفام نے کہا کہ صاحب مین نے تمکو کبھی دیکھا نہین چالاک نے کہا کہ مین کنیزان ملکہ ماہیان زمرد پوش مین منسوب ہون اس وقت گانے کا چرچا تھا آپ کا بھی ذکر آیا مین نے کہا کہ مین ملکۂ عالم کے سامنے جا کر گاؤنگی مین نے ملکہ ماہیان کا لاکھون روپیہ صرف کیا کچھ آئین بائین شائین حاصل ہو گیا حضور بھی سُنین عمرو و برق کو دیکھنے آئی ہون میری بہنون کے یہ عیار قاتل ہین مین بھی اُنھین تکلیف پہونچاؤن جب اس طرح چالاک نے سامنے گلفام کے رو رو کر باتین کین اپنی بہنون کا بھی غم کیا گلفام نے کہا کہ بُوا بیٹھو ہم تمھارے دشمنون کو بلواتے ہین چالاک سر جھکا کر بیٹھا دل مین پیچ و تاب ہی کہ کیونکر انکو قتل کرون کہ قبلہ و کعبہ و برق رہا ہون سامنے گلفام کے بیٹھ گیا بھولی بھولی باتین کر رہا ہی گلفام نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ ارے ساز درست کرو ساز آراستہ ہوئے آپس مین ساز کیا در عیش و عشرت باز ہوا چالاک نے سامنے گلفام کے یہ غزل عاشقانہ گنگنا کے شروع کی

نظم

اس ابر مین یار سے جدا ہون	بجلی کی طرح تڑپ رہا ہون	گلبن ہون اگرچہ ہون مین بے برگ
بلبل ہون اگر تو بے نوا ہون	دن رات تصور پری کا ہی	دیوانہ مین اندلون بنا ہون
گو بیٹھ رہا ہون ایک جا لیک	پامال بسان نقش پا ہون	افتادۂ خاک ہون ولیکن

مین سایۂ شہپر ہما ہون
ای ابر شب فراق دے ساتھ
مین سرو قدون کا خاک پا ہون
سر رکھ کے کبھی وہ سو گیا تھا
کانٹون پر اُسکو کھینچتا ہون
ثابت ہی گناہ خشکی زہد
توبت ہی مین بندۂ خدا ہون

چلتا نہین آپ گرچہ اک گام
رونے پر مستعد ہوا ہون
تو رنگِ چمن مین ہوش بلبل
اب تک زانو کو سونگھتا ہون
آئینۂ دل مین ہی ترا عکس
تر دامنِ موج بوریا ہون
ہی مہر و وفا سراسر اُسمین

پر میل کی طرح رہنما ہون
کیونکر مری خاک بھی نہ ہو سرو
تو نکہتِ گل تو مین صبا ہون
وحشت نے نکالا اُس گلی سے
دن رات مین تجکو دیکھتا ہون
ممکن نہین اجتماع ضدین
ناسخ کیونکر اُسے نہ چاہون

گلفام جادو وجد کرنے لگی کہا بی گلپوش کیا کہنا ارے عمرو و برق کو بلاؤ بی گلپوش اُنکو سزا دین لیکن بُوا گلپوش اُنکو سزا کیا دوگی آٹھ پہر مبتلاے رنج و مصیبت دن کو دوا و دوش رات کو زنجیر و طوق کی کشاکش صرف دو روٹیان بعد آٹھ پہر کے ملتی ہین چالاک نے کہا کہ ذرا بلوائیے تو میری بہنون کو کس حسرت و یاس سے قتل کیا اُنکی صورتین آنکھون کے سامنے پھرتی ہین برا ے مدد ملکہ حیرت گئین ایسا ساعت بد سے نکلین کہ پھر زندہ پلٹ کر نہ آئین ان لوگون کا یہی دستور ہی کہ جو انکے قبضے مین آیا فوراً اُسے قتل کر ڈالا آپ کے یہان یہ کیا دستور ہی کہ اگر گرفتار کیا قید کیا ابھی انکو قتل کیجیے وادی آبلہ پانے سر پیٹ لیا کہا کہ ای گلپوش اصل یہ ہی کہ یہ طلسم ہی نہین ممکن ہی کہ بے دلیل کسی کو قتل کرین ایک صورت تو وہ ہی کہ جس طرح اسد غازی قید ہین سات برس کی میعاد مقرر ہی سات برس کے اس طرف نہین قتل کر سکتے ایک صورت یہ ہی کہ کسی کو گرفتار کر لائے اب اُسکو ایسے صدمات پہونچائین کہ خود تڑپ تڑپ کر مر جائین عمرو و برق کو دن کی مشقت شب کو یہ مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجون کی برہمی یہ کہکر حکم دیا عمرو و برق کو لاؤ یہ سُنکر حبشنین گئین عمرو و برق کو کشان کشان لائین یہ حال پر ملال عمرو و برق کا دیکھکر چالاک کا قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا دیکھا کہ زنجیرون مین جکڑے ہوے ہونٹھ خشک شکم و پشت ملا ہوا نحیف و زار نالان و بیقرار فریاد فریاد کی صدا دیتے ہوے اُن حبشنون نے سامنے لا کر بٹھا دیا چالاک اُٹھا نیمچہ لیکر چلا کہ مین اپنی بہنون کے خون کا بدلا لون گلفام نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بی گلپوش یہ مناسب نہین ہی قانون کے سراسر خلاف ہی گلپوش کہتی ہی کہ مجھے چھوڑ دو مین اپنی بہنون کے قاتلونکو قتل کر دون میری آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا ہی

گلفام نے کہا کہ اے گلپوش اگر یہ اختیار ہوتا تو اب تک کبھون نہ قتل کرتے لیکن ایسے صدمات پہونچائینگے کہ یہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے چالاک کا کرنگ تو جما چکا ہی کہا کہ بی گلفام صاحبہ آپ قتل نہین کرنے دیتی ہین ایک کام تو کیجیے سب صاحب ملکر شراب پئین نشے مین آکے پھر صحبت کرین کہ یہ اپنی جان سے بیزار ہون وادی آبلہ پا سے اشارہ کیا شراب کی ترقی ہو سب نشے مین ہونگے ہمارا تمھارا مطلب نکل جائیگا دل آرام پائیگا اتنے عرصے مین چالاک نے گلابیان قرابے الٹ پلٹ کرکے بیہوشی ملائی جام بھر کے ہاتھ پر رکھا پچکار کر آواز دی کہ ہمارے ہاتھ سے کون شراب پئے گا مطلع قمر بھی پڑھا مطلع ساقی شراب شوق سے دل چور چور ہی + اس چشم مست کا مجھے اب تک سرور ہی + اس خوش الحانی سے یہ مطلع پڑھا کہ گلفام نے ہاتھ بڑھا کر کہا کہ اے گلپوش پہلے ہمکو پلاؤ چالاک نے گلفام کو جام دیا گلفام کے بعد کنیزون پر دورہ باندھا وادی آبلہ پا سے اشارے ہین کہ صاحب نہ گھبراؤ ہین سب کو بیہوش کر دونگی پیر تمھارا مطلب نہ جانے پائیگا وادی آبلہ پا نہایت خوش ہی کہ اب سب بیہوش ہونگے میرا مطلب حاصل ہوگا چالاک نے گلفام کی آنکھ بچا کر کہا کہ اے وادی آبلہ پا تم بھی پی لو آنکھون سے اشارہ کیا مراد یہ تھی کہ تمکو مشقت پڑیگی اب تو وادی آبلہ پا خوش ہی پھولا نہین سماتا جام نگاہ بچا کر گلفام سے پی گیا چالاک نے اسمین بھی بیہوشی ملائی ہی وہ بیہوشی ہی کہ اگر دریا مین ڈالدین تو مچھلیان بلبلا کر نکل آئین وادی آبلہ پا پیتے ہی بیٹھ گیا عمر و برق دیکھ رہے ہین دعائین کر رہے ہین کہ خداوندا عیاری کو چالاک کی پورا کرنا یہان تو چالاک نے دورہ شراب کا ہنگامہ کیا ہی افراسیاب نے ماہیان زمرد پوش سے کہا کہ آج گلپوش ایسی گائی مجکو گمان ہوا ہی کہ کسی عیار کا فعل ہی عمر و برق قید ہین شاید چالاک آیا ہو ذرا گلپوش کو تو دریافت کرو یہ سنتے ہی کنیزین دوڑین جا کر ایک نخل کے نیچے دیکھا کہ گلپوش بیہوش پڑی ہی کنیزین روتی پیٹتی سامنے افراسیاب کے آئین عرض کی کہ اے شہنشاہ گلپوش کو کسی نے بیہوش کرکے ڈالدیا افراسیاب نے کہا کہ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا ہر چند کہ آج چالاک نے اس طور سے گفتگو کی کہ میرا گمان ہوتا تھا اور پھر پلٹ جاتا تھا نانی اماں جلد چلو نہین معلوم باغ گلفام مین کیا قیامت برپا ہو گی افراسیاب و ماہیان اپنے مقام سے اٹھے یہان چالاک سب کو شراب پلا رہا ہی کہ ایک پرچہ گود مین آکے گرا اسمین لکھا تھا کہ اے چالاک ہوشیار ہو جا کہ ماہیان و افراسیاب آتے ہین منہم نور افشان جادو گری بھی راہ مین

روکونگا لیکن دونون بلاے روزگار ہین انکار دکنا دشوار ہی چالاک نے جو یہ مضمون دیکھا بدحواس ہوگیا
ہاتھہ پانون مین رعشہ آیا جلدی مین کنیزون سے کہا کہ اپنے اپنے ہاتھہ سے شراب پیو مین اکیلی کس کس کو پلاون
کنیزین پینے لگین جب چالاک نے دیکھا کہ سب شراب پی چکے خود اپنے مقام سے اٹھا اُسکے اُٹھتے ہی
گلفام بھی اپنی جگہ سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ بوا کچھ گاؤ گی نہین ایک چیز اور سناؤ گلفام اُٹھتے ہی گری
وادی آبلہ پا بھی اُٹھا یہ بھی بیہوش ہوا کنیزین سب اُٹھ اُٹھ کر گرین چالاک خنجر پکڑ کر اُٹھا وادی آبلہ پا پر
خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے افراسیاب و ماہیان زمرد پوش جو اڑے ہوے آتے تھے کان مین
آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین وادی آبلہ پا بود افراسیاب و ماہیان نے جو یہ آواز سنی کہا لو غضب ہوا
وادی آبلہ پا مارا گیا چالاک چلا کہ گلفام کو بھی قتل کردن جب وادی آبلہ پا کو مارا تھا عمرو و برق
بھی رہا ہوے تھے برق فرنگی تو بلاے روزگار ہی کنیزون کو لوٹنے لگا خواجہ عمرو کھڑے دیکھہ رہے ہین
بہت ناگوار گذرا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوش ربا خواجہ نے تو گلیم اوڑھہ لی
پکار کر کہا کہ ارے کمبختو بھاگو چالاک و برق چلے تھے کہ ماہیان نے سحر کیا آواز دی کہ خبردار کہان
جاتے ہو برق و چالاک لڑکھڑا کے گرے خواجہ تو گلیم اوڑھہ کر غائب ہوگئے ہین سب معرکہ دیکھہ رہے ہین
کہ افراسیاب و ماہیان زمین پر آئے لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھکر بڑا افسوس کیا یاران سحر پرسا نے
گلفام کو ہوشیار کردیا سب کنیزین اُٹھنے لگین گلفام نے جو لاشہ وادی آبلہ پا کا دیکھا بہت افسوس
کیا افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئی کہا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا وارث میرا مارا گیا نہایت قلق ہی
ترقی غم و الم سے کلیجہ شق ہی افراسیاب نے تسکین دی کہا کہ ای گلفام ان دونون کو قید رکھو ہم
قتل کا حکم بھیجینگے یہ کہکے افراسیاب و ماہیان روانہ ہوے گلفام نے چالاک و برق کو قید کیا
آپ مسند پر آکے بیٹھی لاشہ وادی آبلہ پا کا جلوایا غصے مین کہہ رہی ہی کہ ساربان زادے کا نکل جانا مجھہ پر بہت
شاق ہوا مین لشکر سے گرفتار کرلاؤنگی میرے ہاتھہ سے زندہ نہ بچیگا اس فکر مین بیٹھی ہی مگر قتل ہونے کا
وادی آبلہ پا کے بڑا غم ہی کہتی ہی کہ صاحبو مین نے اپنی عمر اُنکے ساتھہ ضایع کی اپنی زوجہ سے چھپ کر
آتے تھے صحبت مین رونق ہوجاتی تھی افسوس ہی کہ ہماری صحبت ویران ہوئی نظم

سرو مثل جادہ ہی پامال تیری چال کا ... صید ہی کبک دری نقش قدم کے جال کا
ہی طلب سے اسقدر نفرت کہ رہتا ہی خیال ... آنہ جائے لفظ لب پر باب استفعال کا

رونگٹا بھی مین نے سر سے پاؤن تک دیکھا نہین
سرو ہی باغ جہان بین وہ صنم نامِ خدا
تُو کبھی کافر کی زلفون سے جدا ہوتی نہین
طوق ہر گرداب ہی ہر موج ہی زنجیر پا
تو شراب آتشین پیتا ہی وہ کھاتا ہی آگ
حادثاتِ دہر سے محفوظ ہین اربابِ فکر
عالمِ حیرت ہوا عالم دکھا اپنا جمال
پھر نہ میرے پاس آیا جا کے ای جانِ جہان
ایسی اپنے لاشۂ سوزان سے گرمائی زمین
جنگ مین غالب امیرون پر نہ ہون کیونکر فقیر
ہی قوی تر دوست ای ناسخ جو دشمن ہی قوی

افترا تیرے بدن پر ہی کمر کے بال کا
ہی بجا اُسکو پسند آئے جو کپڑا اچھال کا
طائرِ نکہت بھی قیدی ہو گیا اس جال کا
ہی ہر اک آبِ روان دیوانہ تیری چال کا
بس یو نہین ہوگا مُقلد کبک تیری چال کا
غم نہین ہرگز زمین شعر کو بھونچال کا
منتظر آئینہ خانہ ہی تری تمثال کا
طور کیا سیکھا ہی تو عمرِ روان کی چال کا
بنگیا گنبد ہماری قبر پر تبخال کا
زور چل سکتا نہین کمل کے آگے شال کا
ساتھ مہدی کے ہون مین کچھ غم نہین دجال کا

گلفام اس طرح بیقراری کر رہی ہی کنیزین سمجھاتی ہین کہ حضور اس طرح غم نہ کرین کہ کنج باغ سے آواز آئی کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان مین زندہ موجود ہون مین کیا نادان تھا کہ عیارون کو قید کر کے اصلی صورت پر بیٹھتا ایک بیر مبیرا مارا گیا میرا کیا خرچ ہوا گلفام نے پلٹ کر دیکھا کہ وادی آبلہ پا تنتناہوا چلا آتا ہی گلفام دوڑی پکار کر کہا کہ صاحب بڑا کمال کیا ان مکارون سے کیونکر جان بچائی بس جاتے ہی ہاتھ تھام لیا وادی آبلہ پا ہنستا ہوا آکے مسند پر بیٹھا سب کنیزین خوش ہو گئین جلسہ آراستہ ہی وادی آبلہ پا کہ رہا ہی صاحب مجکو یقین تھا کہ عمرو قید ہی اُسکے عیار ضرور آئین گے وہ ہی ہوا اگر یہ فکر نہ کرتا کیونکر جان بچتی گلفام کو بڑی خوشی حاصل ہی کہا بی چالاک و برق کو بلاؤ ہم اُنکو قتل کرین کہ دل کو خوشی ہو گلفام نے کہا کہ شہنشاہ فرما گئے ہین کہ مین حکم قتل بھیجونگا تب انکو قتل کرنا وادی آبلہ پا نے کہا کہ ہم اُنکے حکم کو کب مانتے ہین انکو قتل کرلون تو جا کے عمرو کو لاؤن وہ ہی دونون جبشنین چالاک و برق کو کشان کشان لائین وادی آبلہ پا نے آنکھین ملا کر کہا کہ کیون مکارو اب تمکو کس عذاب الیم سے قتل کرون تمھارے گروہ کو بھی جا کر لاتا ہون کیا عمرو میرے ہاتھ سے بچیگا کہان جا کر چھپیگا پھر کہا صاحب خوشی کرو تم بلک بلک کے روتی تھین مین گوشے سے سُن رہا تھا شراب منگاؤ گانیون سے کہو

گائین ساحری وجمشید نے غم والم کو دفع کیا یہ کہکے جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا گلفام سے کہا کہ پی نوش کرو طبیعت کو فرحت ہو روح کو راحت ہو یہ کہکے جام پلایا کنیزون سے کہا کہ تم بھی شراب پیو آج روز عید ہی بلکہ روز سعید ہی کنیزین بھی پینے لگین تھوڑے ہی عرصے مین سب کو شراب پلائی آپس مین دست درازیان ہونے لگین کنیزین اُٹھ اُٹھ کے دوڑین چمنستان مین جا جا کر گرین بعض سراسیمہ دوڑی دوڑی پھرتی ہین نہر مین جا کر گرتی ہین گلفام نے جھلا کر کہا کہ ارے ان کمبختون کو کیا ہو گیا پھولون کی چھڑی ہاتھ مین لیکر گلفام اُٹھی چند ہی قدم چلی تھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری کنیزین بھی بیہوش ہوئین نعرہ ہوا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری نعرۂ عمرو

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین ہوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پہ غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل وقال
نشان ہمارا گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

عمرو نے پہلے گلفام کو خنجر مارا کنیزون کو لوٹنے لگے برق وچالاک نے رہائی پائی عمرو نے سب کنیزون کو لوٹ لیا باغ مین اسباب بھی لوٹتے پھرتے ہین تمام باغ کو ویران کر دیا ہی کئی مکان جل گئے کئی قصر گرے چمنہاے طولانی مین آگ لگی شاخین جل رہی ہین غنچہ ہاے ناشگفتہ منہ کھول کر فریاد کرتے ہین جھوکے ہواے گرم کے چل رہے ہین یہان خواجہ برق وچالاک لوٹ رہے ہین قضاے کار افراسیاب جادو و ماہیان زمرد پوش پردۂ ظلمات مین بیٹھے شراب پی رہے ہین آپس مین اختلاط ظاہری ہو رہا ہی افراسیاب نانی امان کہتا ہی ماہیان فرزند کہکے گلے مین ہاتھ ڈال دیتی ہی کنیزین شرماتی ہین کہ افراسیاب نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ نانی امان میرا دل گھبراتا ہی برق وچالاک تو قید ہوے وہ بلاے روزگار نکل گیا ایسا نہ ہو کہ گلفام پر عیاری کرے ماہیان نے کہا کہ گلفام کیا نادان ہی افراسیاب نے کہا کہ پہلو عیاری کا سامنے موجود ہی ہزارون عیاریان عمرو کی نگاہ مین ہین اب میرے سامنے عیاری نہین کر سکتا جو بات وہ سوچیگا اُسکا توڑ میرے پاس موجود ہی ذرا خبر منگاؤ کہ باغ گلفام مین کیا گذری ایک کنیز پر پرواز پیدا کر کے چلی سو پچاس قدم وہ باغ باقی تھا کہ کنیز کے کان مین آواز آئی اور گلفام کے مرنے کی خبر پہونچی

کنیز اُلٹی بھاگی افراسیاب کے سامنے آکر کہا کہ ای شہنشاہ گلفام قتل ہوگئی کنیزین بھی ذبح ہوئین باغ گلفام عمرو نے لوٹ لیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی افراسیاب نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یہ تو مین جانتا تھا کہ گلفام کا بچنا دشوار ہی ہم لوگون مین سے کسی کی شکل بنکر مارا ہوگا لیکن یہ عیار کہان جاتے ہین یہ کہ کے افراسیاب نے آواز دی کہ ای گردش صحرا النورد عمرو و برق و چالاک کہین نہ جانے پائین یہان تو افراسیاب نے یہ کہا عمرو و برق و چالاک باغ کو لوٹ کر نکلے ہین صحرا کو طی کرتے ہوے جاتے ہین کہ غبار بلند ہوا صدا آئی کہ ای عیاران اسلام اب چندے اسی مقام پر مقام کرو آگے نہ بڑھو یہی تمھارے واسطے مقرر ہی آب و دانہ بند ہوا تینون عیار گھبرا گئے اب جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو صحرا ویران تھا اب جابجا نخل دیکھے پہاڑ بڑے بڑے ظاہر ہوے طائر جابجا زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طرف سے آواز آتی ہی کہ ای آیندہ و روندہ یہ مقام گردش جمشیدی ہی یہانسے گذرنا دشوار ہی یہ کد و کاوش بیکار ہی عمرو نے کہا کہ یارو نکل چلو جھپٹ کر جدھر جاتے ہین وہ ہی بڑے بڑے پہاڑ پاتے ہین عمرو نے برق کو ایک لات ماری کہ تیری بدنصیبی سے راستہ رُک گیا میرے ساتھ سے جاؤ چالاک نے کہا کہ قبلہ و کعبہ آپ بھی آفت مین مبتلا ہین اس وقت مین ساتھ رہنا ضرور ہی صلاح کرکے عیاری کرینگے عمرو نے کہا کہ مین کسی کی صلاح نہین چاہتا ہر چند کہ چالاک و برق نے منت کی خواجہ نے نہ مانا اپنے ساتھ سے رخصت کیا یکہ و تنہا ایک جانب چلے برق و چالاک ایک درۂ کوہ مین گھس گئے دیکھا کہ درے مین اندھیرا ہی برق نے چالاک سے کہا کہ الگ الگ چلیے اُستاد نے تو کہنا نہ مانا چالاک ایک گوشے مین سے ہو کر بیرون درۂ کوہ آیا برق نے دیکھا کہ صحرا سرسبز و شاداب ہی سبزۂ خوابیدہ بیدار طائردن کی ہر طرف زمزمہ سرائی نرگس شہلا کی آنکھون مین خمار ہوا ٹھنڈھی چل رہی ہی برق دیکھتا بھالتا ایک طرف چلا حیران و پریشان ہی کہ کہان جاؤن اُستاد سے بھی چھوٹے کہ ایک طرف سے گانے کی آواز آئی کوئی خوش آواز بعد سوز و گداز یہ غزل گا رہا ہی نظم

آئینہ داری اسکو سوجھی ہی
دل نہ گھر کا ہوا نہ باہر کا
چاہیے مجکو شربتِ دیدار
سینہ نکلا اسی سے خنجر کا

آزمانا ہی اُنکو خنجر کا
دیکھنا مُنہ ذرا سکندر کا
نکہتِ کاکلِ معنبر سے
کون پیاسا ہی آبِ کوثر کا
دل بھر آتا ہی یاد ساقی مین

درد جاتا رہیگا اب سر کا
رہگیا راہ کوے جانان مین
درد کافور ہوگیا سر کا
تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل
دیکھتا ہون جو دور ساغر کا

اُنکے رخسار پر دمِ گلگشت
کھول دیتے ہین پر کبوتر کا
زلف سے زلف بل کی لیتی ہی
شور ہی میرے دیدۂ تر کا
خواب مین شب کو یار آیا تھا
خیر لکھا مرے مقدر کا

صاف دھوکا ہوا گلِ تر کا
غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے
کب گوارا ہی کبر ہمسر کا
جیسے دریا سمائے کوزے مین
رنگ بدلا ہوا ہی بستر کا
نعشِ رعنا تک آ مسیحا دم

عاشقون کے حضور وہ دہن تنگ
سایہ تک ہی عدو برابر کا
جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
اب یہ عالم ہی دیدۂ تر کا
مرکے بایا جواب نامۂ یار
کام یان ہی بس ایک ٹھوکر کا

برق اس آواز کو سنکر اُسی جانب چلا تھوڑی دور آکر دیکھا کہ ایک مقام پر چند نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بیٹھی ہوئی غزلین گا رہی ہین مگر ایک ایک حسین و مہ جبین سب کو خوبصورت دیکھکر برق پیچھے ہٹا خواہش ہوئی کہ ان سب مین جاکر ملون کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک مہ جبین کی شکل بنکر تیار ہوا گنگناتا ہوا اٹھریان اُڑاتا ہوا برق چلا اُن سب نے جو دیکھا کہ ایک مہ جبین گاتی ہوئی جاتی ہی اُن سب نے پکار کر کہا کہ تو ایہان آؤ ہمارے پاس بیٹھ کے گاؤ برق تو یہ چاہتا تھا جھپٹ کے اُن سب کے قریب آیا ڈھول اپنے آگے کھینچا لنگڑے باندھنے لگا اُن سب نازنینون سے آنکھین ملائے ہوے یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہی

نظم

کس سے کہون کٹی ہی تڑپ کر شبِ فراق
ای ماہرو جو تجکو نہین دیکھتا ہون مین
یارو تڑپ تڑپ کے بسر کی ہی شامِ ہجر
تو کیون ہی بیقرار گذرتی ہی دل پہ کیا
جنبش اُن ابروون کی جو یاد آگئی مجھے
یاد آئیگا ترا قدِ موزون جو باغ مین
جب دیکھتا ہون ماہ شبِ چاردہ کو مین
رویا لہو جو دستِ حنائی کی یاد مین
آئی نہ مجکو نیند نہ چین ایک دم ملا
اُس ماہ وش کے دانت جو یاد آگئے مجھے

دکھلائے پھر نہ مجکو مقدر شبِ فراق
واللہ کاٹتا ہی مجھے گھر شبِ فراق
موت آئیگی جیونگا نہ دم بھر شبِ فراق
پوچھا نہ ایک دوست نے آکر شبِ فراق
دو چل گئے کلیجے پہ خنجر شبِ فراق
نالے کرونگا زیرِ صنوبر شبِ فراق
آتا ہی یاد عارضِ دلبر شبِ فراق
تر خون سے ہو گیا مرا بستر شبِ فراق
پوچھو نہ کچھ بسر ہوئی کیونکر شبِ فراق
تا صبح مین گنا کیا اختر شبِ فراق

پہلو سے نکلون مین جو مجھے رو گیے نہ آپ	کہتا ہی مجھ سے یہ دلِ مضطر شبِ فراق
اُس شمرو کی یاد مین سطوت بیان ہو کیا	کس طرح مین نے کاٹی ہی رو کر شبِ فراق

سب نازنینان مہ جبین تعریفین کر رہی ہین برق بھی کھپا ہوا گھلا ملا ہوا ڈھول بجا بجا کر اُنکے ساتھ گا رہا ہی گاتے گاتے کہا کہ بُوا اس وقت کیا ہوا سنک رہی ہی طبیعت پھڑک رہی ہی دل تو یہ چاہتا ہی کہ کوئی معشوق جوان ہوتا اُسکے ساتھ ہنسی دل لگی کرتے لطف زندگی ملتا غنچۂ آرزو بھی کھلتا وہ تو ممکن نہین مگر دور شراب تو ہو معشوق کا نام جو برق نے لیا وہ سب رونے لگین کہا بُوا بانیان طلسم نے مرد کو ہمپہ حرام کیا ہی اسی جنگل مین مارے مارے پھرتے ہین کوئی دن ایسا بھی ہو کہ بادشاہ طلسم افراسیاب جادو ہمارے واسطے کسی کو مقرر کرے لیکن اپنے بخت واژگون وطالع نگون سے امید نہین نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی کہ سامری وجمشید نے ہمکو یہ جمال بمثال دیا لیکن مرد ممکن نہین تمنے اس وقت ذکر کر کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو غم والم سے بھر دیا لیکن شراب وکباب ابھی منگاتے ہین یہ کہکے آواز دی کہ ای انجام جادو شراب وکباب لاؤ دیکھا طرف سے نخلستان کے ایک کنیز کریہ صورت نے کئی قرابے ایک کشتی مین رکھے ہوے کچھ کباب لا کر سامنے رکھے جسنے انجام کہکے آواز دی تھی اُسنے کہا کہ تم اتنی شراب کیون لائین دوسری نے کہا کہ جسقدر ہی کافی ہی ایک نے کہا کہ بُوا ایک بات کا خوف ہی اُسکا خیال رکھنا برق نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہی جو شراب لائی تھی اُسنے کہا کہ یہ حال نہ پوچھو اُسمین بڑا راز و نیاز ہی برق حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہی ہر چند پوچھتا ہی کوئی نازنین نہین بتاتی برق سوچا کہ کوئی بات ہوگی اب ان سب کو شراب پلا کر بیہوش کرون اور قتل کر کے نکل جاؤن اس سوچ مین قرابے اسنے آگے کھینچ لیے بیہوشی ملائی جسنے انجام جادو کو پکار کر شراب منگائی تھی برق نے پہلے اُسی کو جام دیا اُسنے کہا کہ مین پیون برق نے کہا کہ نوش فرمائیے اُسنے دوسری کو دیا برق ڈھول بجانے لگا دیکھا کہ کوئی شراب نہین پیتی برق نے جسکو شراب دی تھی نہین معلوم وہ کیا انجام سوچی بدون ردو قدح دوسری کو دے دیا اب جام بے پاؤن چل رہا ہی کوئی پیتا نہین برق حیران کہ یہ کیا کیفیت ہی ان سب کو مبہوت کرون سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑ رہا ہی یہ غزل عاشقانہ بہ ردیف شراب سب کو سنا کے گانے لگا

نظم

بے یار کیا مزا مجھے دیگی بھلا شراب	مجھکو پلا رہا ہی جو تو ساقیا شراب

خون جگر فراق مین پیتا ہون جاے مے
بے یار مجکو دیگی نہ لذت ذرا شراب

ابر بہار آکے چلی ہی ہواے سرد
گلشن مین جلد چل کے پلا ساقیا شراب

جی چاہتا ہی ساقیِ مہوش کے ہاتھ سے
تجکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب

ہوگا ہر ایک قطرہ مے رشک آفتاب
مجکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب

گردون وقار ہی مرا محبوب ساقیا
ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب

ہی عشق چشم مست صنم کا جو دور دور
پیتے ہین رند بھٹیون پر بر ملا شراب

موقوف ہی اسی پہ مری زیست ناصحا
کس طرح چھوڑون ہوگئی میری غذا شراب

افسوس اپنے دست نگارین سے ایک روز
تو نے پلائی مجکو نہ ای دلربا شراب

اُس رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن
خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب

خمخانۂ غدیر کا میکش ہون ساقیا
ہی میرے حق مین عشق علی خدا شراب

سطوت ہی مست ساقیِ کوثر کے عشق سے
میخانۂ جہان مین پیے کیا بھلا شراب

جب برق نے غزل گائی اور کہا کہ صاحب یہ جام دوڑتا پھرتا ہی کوئی صاحب پیتی نہین ایک نے کہا کہ بُوا کیونکر پئین مسرور جادو جو ہمارے افسر ہوتے تو پیتے تم مہمان ہو تمھاری خاطر مد نظر ہی جام دوڑا دوڑا پھریگا آخر شراب کو پھیر دینگے مسرور جادو ہوتے تو ہم لوگ پیتے برق نے کہا کہ یہ بھی پہلو سے آواز آئی کہ او مکار خبردار کہان جاتا ہی ای حسینان مہ جبین اسکے جال مین نہ پھنسنا شراب نہ پینا ورنہ غضب ہوگا او برق مین نے تجھے پہچانا برق نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک جادوگر نہایت قوی تن سر جھاڑ مُنہ پہاڑ جھومتا ہوا آتا ہی اُن نازنینان مہ جبین نے کہا کہ او مکار اب کہان جائیگا ایک نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈالا برق نے اُسکو خنجر مارا جست کر کے بھاگا مرتے ہی اُس نازنین کے اندھیرا ابھی ہوا برق نے اپنے کو ایک غار مین گرا دیا کچھ پتے وغیرہ اپنے اوپر ڈال لیے مسرور دوڑا ہوا آیا اُن سب سے کہا کہ ای کمبختو ہم تمکو خبر سُنا چکے تھے کہ تین عیار آوارہ ہوے ہین اس صحرا سے اُنکو نکلنے کا حکم نہین ہی پھرتے پھرتے اِدھر ضرور آئین گے جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو قطرہ زن کی قضا آئی تھی وہ ماری گئی مسرور نے اُسکا لاشہ اُٹھا کے ایک طرف پھینک دیا وہ سب نازنینان مہ جبین اُسی صحرا مین غائب ہو گئین مسرور جادو جھومتا ہوا ایک طرف چلا گیا برق حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ ہی راستہ ہمیشہ بند ہوا اب اس صحرا سے نکلنا

دشوار ہی یہانسے قریب کوہ پر ایک قصر بنا ہی اُسمین مسرور رہتا ہی بحکم گردش صحرا النور دہر وقت بیٹھا ہوا نقشۂ سامری دیکھا کرتا ہی جس سے ہر وقت معلوم ہوتا ہی کہ عیار فلان مقام پر ہین وہ نقشہ دیکھکر دوڑا ہوا آیا تھا جب برق نکل گیا تو یہ پلٹا اپنے مقام پر جاتا ہی کہ کان مین رونے کی آواز آئی کہ کوئی فلک کا ستایا ہوا بلک بلک کے پکارتا ہی کہ ای فلک کجرفتار وای گردون غدار کہان تک کجروی کریگا یا سامری وجمشید ملک الموت کو حکم ہو کہ میری قبض روح کرے اب یہ مصیبت مجھسے نہین اُٹھتی یہ صحراے ویران نہ کوئی دوست نہ مونس نہ غمگسار دیکھین تقدیر کیا دکھائے سب عزیزون نے ساتھ چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا اب تو روح جسم مین گھبراتی ہی اور کبھی اُس بیقراری مین یہ اشعار مصیبت خیز وحشت انگیز کی آواز آتی ہی

نظم

دل عبث شیفتۂ حُسن پریزاد ہوا — مجکو برباد کیا آپ بھی برباد ہوا
دوست دشمن ہوے رسوا ہوا برباد ہوا — جب سے عاشق مین ترا او ستم ایجاد ہوا
مرمٹا ہجر مین ہین غم سہے برباد ہوا — گو مجھے رنج ہوا اُنکا تو دل شاد ہوا
ہار پھولون کے قفس پر مرے ڈالے لاکر — مہربان سُنکے کہانی مری صیاد ہوا
ہاے پہلو مین کسی روز نہ آکر بیٹھے — جان جان تمسے نہ اک دن مرا دل شاد ہوا
ای صبا جاکے مرے رشکِ پری سے کہدے — دشتِ ویران ترے دیوانے سے آباد ہوا
عمر بھر رنج دیے ہجر کے غم مین گذری — خوش کبھی تجھ سے نہ میرا دل ناشاد ہوا
فائدہ عشق مین کوئی نہ ہوا جز نقصان — غم سہے جان گئی مفت مین برباد ہوا
باہین گردن مین مری ڈال کے سطوتؔ شوخ — ہنس کے کہتا ہی کہ اب تو ترا دل شاد ہوا

یہ اشعار سُنکر اور صداے دردناک سُنتا ہوا سر دھنتا ہوا مسرور جادو پلٹا جون جون قریب جاتا ہی الفاظ دردآمیز وحسرت انگیز کان مین پہونچتے ہین جی چاہتا ہی کہ اپنے کو چُھری مارلے دور سے دیکھا کہ ایک شخص درخت کی بیخ مین سر ڈالے ہوے پلنگ پوش اُوڑھے ہوے بیٹھا ہی مگر آواز سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی عورت ہی کیسی بلک بلک کے رو رہی ہی مسرور قریب پہونچا پہلے تو اسنے آواز دی کہ کیون صاحب تم کون ہو رونے کا کیا سبب ہی کچھ اُسنے جواب نہ دیا تب اسنے قریب آکر پلنگ پوش چہرے سے ہٹایا کہا کہ ای کشتۂ تیغ حسرت وای گرفتار دام مصیبت جواب تو دے تیری بیقراری نے میرے دل پر تاثیر کی جیسے ہی

مسرور نے پلنگ پوش اُٹھایا صاف ثابت ہوا کہ لکۂ ابر روے ماہتاب ان سے ہٹا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب روان کا پائجامہ اطلس کا بیل اُسپر بنی ہوئی گوٹ اُسمین پڑا ستے کی مگر خار خار ہو رہی ہی بنج نخل مین سر ڈالے ہوے رو رہی ہی آنکھون سے جو آنسو بہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدف کا مُنھ کُھلا ہی گوہر آبدار اشک ٹپک رہے ہین لڑیان بندھی ہوئین اس ہیئت سے مسرور نے دیکھا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا آتش عشق کی گرمی ہاتھ پاؤن مین رعشہ قلب تھرایا کلیجہ مُنھ کو آیا اُسی مقام پر بیٹھ گیا کہا کہ ای مہ جبین تو کون ہی کس مصیبت کا سامنا ہی لات و منات کو پکارتی ہی کیا مصیبت پڑی ہی اس صحراے ہولخیز مین کیونکر پہونچی اُس مہ جبین نے مُنھ تو اپنا چھپا لیا کہا کہ ای شخص کیا پوچھتا ہی فلک درپئے آزار ہی مجبور رونا چاہ ہون بیت چہ گویم از سر و سامان خود عمریست چون کاکل + سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بر دوشم + ہمارا شوہر ہمکو بیاہ کے لیے جاتا تھا جنگل سے کچھ شیر نکلے شوہر نامرد سب کے پہلے بھاگا مین کمبخت بدنصیب اس طرف نکل آئی کچھ گنوارون نے لوٹا بھی کئی طرح کی مصیبتین پڑین کئی شبانہ روز گذر رے اسی صحرا مین ماری ماری پھرتی ہون کوئی شیر بھیڑیا ایسا نہ آیا کہ مجھ بدنصیب کو کھا جاتا اس کشاکش سے چھوٹتی اب تو صدمات نہین اُٹھتے تین فاقے بھی گذر رے ہین آب و دانہ بھی میسر نہین ہوا مگر دم نہین نکلتا اس طرح اُس نازنین نے رو رو کر بیان کیا کہ دل مسرور کا ہل گیا کہا کہ صاحب میرے مقام پر چلو سامنے پہاڑ پر مقام ہی وہان سب کچھ ممکن ہی اُس نازنین نے کہا کہ صاحب تم نامحرم ہو مین کیونکر تمھارے ساتھ جاؤن مرد عورت کا ایک مقام پر ہونا بہتر نہین دنیا کے لوگ کیا کہین گے میری تو بھوک پیاس سے عجب نوبت ہی تین شبانہ روز ایک طور پر گذر رے کیا سخت جان ہی سواے پیدا کرنے والے کے حال دل کس سے کہون صدمہ بھوک پیاس کا کیونکر اُٹھاؤن

نظم

پیدا ہی یون جہان مین وہ جان جہان روح
پنہان ہی جس طرح سے بدن مین نشان روح

فرقان مین جب قلیل ہی راز نہان روح
کیا خاک پھر سُناؤن تجھے داستان روح

کثرت مین یون ہی جلوۂ وحدت کہ جس طرح
بو بوستان مین جسم مین جیسے نشان روح

اس مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہی دیکھ
دل ہی اگر زمین تو داغ آسمان روح

آکر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین
روح القدس سے بھی ہی کہین بڑھ کے شان روح

ہی جسم مین کہ عالم ارواح مین مکین
رہتا نہین جہان مین راز نہان روح

ہی روح کے حدوث و قدم کا یہ ماجرا	گر ہی مکان وجود عدم لامکان روح
ادراک و علم خاصۂ ارواح ہی نظام	حُسنِ عشرت کے ہاتھ مین ہی پر عنان روح

مسرور نے قدمون پر سر رکھدیا کہا کہ صاحب پہاڑ پر چلو مین سب طرح پر تمھاری خاطر کرونگا جان تک تم پر نثار ہی نازنین ناچار ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی کسی مقام پر گر بھی پڑی مسرور نے ہاتھ تھام لیا کہا کہ صاحب نہ گھبراؤ کبھی قد کو دیکھتا ہی کبھی روے زیبا پر نگاہ پڑتی ہی کبھی عالم شباب پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ اس طرح لیکر بالاے کوہ آیا نازنین نے کہا کہ صاحب غیرون سے مکان کو خالی کرو مسرور نے کہا کہ چند غلامان جانباز ہین سب صاحبان راز و نیاز ہین میرے پرورش کردہ آپ نہ گھبرائین گھاٹیون کو طی کرکے بالاے کوہ آیا دیکھا کہ قصر عالی بنا ہوا ہی اُس قصر مین نازنین کو لیکر مسرور جادو آیا چند غلام حاضر ہین اُنھین نے فورًا اشارے سے مالک کے شراب کی گلابیان لاکر رکھین مسرور نے جلدی مین دست بستہ عرض کی کہ ای ملکۂ عالم نوش فرمائیے غلامون نے بڑھکر عرض کی کہ نازنینان صحرائی حاضر ہین مسرور نے کہا کہ بُلا لو وہ ہی نازنینان مہ جبین جو جنگل مین برق کو ملی تھین وہ آکر حاضر ہوئین نازنین نے اشارے سے پوچھا کہ صاحب یہ کون ہین کہا کہ انکا نازنینان صحرا النور لقب ہی دن بھر صحرا مین پھرتی ہین شب کو یہین آکر رہتی ہین نازنین نے سر جھکا لیا وہ بھی آکر بیٹھین اُن سب نے مسرور سے پوچھا کہ کیون صاحب انکا کیا نام ہی مسرور نے کہا کہ حال انکا لائق ذکر کے نہین ہی صحرا مین آوارہ ہوئین عزیزون نے ساتھ چھوڑا ایک نے اُنمین سے اشارہ کیا کہ ای افسر اُن مکارون مین سے کوئی نہ ہو اور ہمنے خبر پائی ہی کہ مہتر برق فرنگی ایک غار مین چھپا تھا اب جنگل مین پھر رہا ہی حکم دیجیے تو لائین مسرور نے اُسکو اشارہ کیا آپ پلٹ کے نقشے پر نگاہ ڈالی نقشہ دیکھتے ہی عجب حال ہوا غصے سے کانپنے لگا نعرہ کیا کہ او مکار خوب رنگ جمایا میرے گھر مین چلا آیا چالاک نے چاہا جست کرکے نکلون مسرور نے ایک دوہتھڑ مارا چالاک لڑکھڑا کے گرا ایک شعلۂ آتش بھڑکا رنگ و روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی وہان برق فرنگی جو غار سے نکلا صحرا مین آوارہ پھر رہا ہی خیال تھا کہ جب کسی مقام پر عیاری کرنا ہوگی تو صورت بدلونگا اصلی صورت پر پھر رہا تھا کہ کنیز وقت پر پہونچی دیکھا کہ برق فرنگی صورت اصلی پر پھر رہا ہی کنیز تڑپ کر گری برق کی کمر مین پنجہ دبا برق کو لے بھاگی ہر چند کہ برق چیخا پیٹا کہ ارے مجکو کہان لیے جاتی ہی مین عیار نہین ہون ٹھہر تو جا دو چار باتین تو کرلے مین بیچارہ مسافر آفت کا مارا یہان پھر رہا ہون مجھے کیون لیے جاتی ہی اُسنے

جواب دیا کہ او جعلساز و مکار تو نے ہم سبھون کو مارا ہوتا ہماری بہن کو مار کر نکل گیا اب اُسکا بدلہ ہوگا اس صحراے خارستان مین سب جانتے ہین کہ تین عیارون کو آوارہ کیا گیا ہی ایک اُنمین سے تم ہو برق چخیتے چخیتے بیہوش ہوگیا یہان چالاک پر مسرور غصہ کر رہا ہی چالاک کہ رہا ہی کہ آپ میری بات تو سُنیئے مسرور کہتا ہی کہ او ظالم تو نے وہ رنگ جمایا کہ مجھ ایسا جہاندیدہ مبہوت ہوگیا جی چاہتا تھا کہ تیرے نام پر جان دون حقیقت مین بلاے روزگار ہو تمھارے دام مکر سے نکلنا کمال دشوار ہی فرزند عمرو ہر ایک مکار و غدار ہی یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی کہا حضور برق کو لائی برق نے چالاک کو دیکھا چالاک نے برق پر نگاہ ڈالی اپنی حسرت پر دونون روئے چالاک بلبلا کے خوب رویا اُس بلکنے مین اور بیتابی مین یہ چند اشعار زبان سے نکل گئے

نظم

کھو چلے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم — پہونچے آغاز محبت ہی مین انجام کو ہم
لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سُنکر — دیکھتے روز ہین آ آ کے تہ بام کو ہم
بیخود الفت عارض تھے اور اب بندۂ زلف — صبح کے بھولے ہوے آئے مگر شام کو ہم
خوب انصاف ہی سرکار مین ماشاء اللہ — مہربانی کے لیے غیر ہین دشنام کو ہم
مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہین — توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم
جلوۂ کثرت و وحدت ہی حقیقت مین ایک — خاص کو عام کہین خاص کہین عام کو ہم
دیر مین یار ملا کفر ہوا دین رعنا — کیون سلام اب نہ کرین کعبۂ اسلام کو ہم

ان اشعار کو سُن سُنکر مسرور بیتاب ہوتا ہی مگر کہتا ہی کہ صاحبو ان کمبختون کی باتین نہ سُنو طبیعت کو پریشانی ہوتی ہی جلد انکو قتل کرو اُسی وقت جلاد سامنے آکر موجود ہوا پکار کر آواز دی کہ ای مسرور آج کس پر غصہ ہی مسرور نے کہا کہ ای جلاد صحرائی آج غضب ہوا تھا بیٹا عمرو کا عورت بنکر میرے پاس چلا آیا بہاڑ تک پہونچا بڑی بات یہ ہوئی کہ کنیزان صحرا نورد آگئین اُنھون نے مجکو ہوشیار کیا ورنہ مین اس ظالم کے مکر مین گرفتار ہوتا قتل ہی کر چکا تھا اب میان برق و چالاک دونون گرفتار ہوے انکو جلد قتل کرو شہنشاہ نے گردش صحرانورد سے کہکر تین عیارون کو پھنسایا یہ دونون گرفتار ہوے جلد انکو قتل کر جلاد شلنگین لگانے لگا دونون کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اب حکم کا منتظر ہی مسرور کہ رہا ہی کہ جلد قتل کر جلاد دلائل جلادی ختم کر رہا ہی کہ حضور حکم اول ہی سمجھ بوجھ کے دیجیے جون جون یہ حکم دیتا ہی

برق و چالاک بلک بلک کے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت ناگہانی سے بچا لے اس مصیبت آسمانی سے نجات دے تیری ذات سے سب طرح کی امید ہی نظم

ای خداوند جہان پروردگار
ای بہنگام مصیبت دوستدار
یافت انسان از تو تاج اقتدار
لطف بے حد و عنایت بیشمار
مبتلاے رنج و غم لیل و نہار
بیدل و بیدست و پا بے اختیار
ہست این ناچیز عاجز خاکسار
ای تسلی بخش اہل اضطرار
قصر عالم را تو کردی استوار
عز و حرمت بندگان جان نثار
بندۂ زارت منم ای کردگار
مضطرب غمگین پشیمان بیقرار
بندہ تنہا دشمن جان صد ہزار
بر کمال فضل تو امیدوار
ای بوقت محنت و غم غمگسار
خاک را بردی باوج افتخار
میکنی بر خلق عالم بار بار
منفعل نادم نہایت شرمسار
لاغر و بے طاقت و زار و نزار
اندرین رنج و ملال و حال زار

مسرور انکے رونے پر ہنس رہا ہی کہتا ہی کہ کیون ای مکارو کل ایک کنیز صحرا نورد کو مارا آج میری فکر مین آگے اپنے حال زار پر روتے ہو شرمندہ نہین ہوتے ہو یہ ذکر تھا کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی کوہ و صحرا کو اُس آندھی نے سیاہ کر دیا صدہا نخل اُکھڑ اُکھڑ اکے گرے پتے اُڑتے پھرتے ہین مسرور پکارنے لگا یا سامری و جمشید میری مدد کو آؤ اس آندھی مین برباد ہونے کا ڈر ہی بالاے کوہ میرا گھر ہی ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اُڑ جائے بڑے غضب کی آندھی چل رہی ہی پتھر ٹکرا رہے ہین ایسا نہ ہو کہ پہاڑ اُڑ جائے مسرور مع کنیزون کے کانپ رہا ہی کنیزون کے ہوش اُڑے ہوے ہین سب کو یہی خوف ہی کہ پہاڑ نہ اُڑ جائے زندگی دشوار ہی ہر خُرد و کلان بیقرار ہی آندھی شق ہوئی ہوا تھمی مسرور نے دیکھا کہ گردش صحرا نورد ایک تخت پر سوار چند ساحر مصاحب ہمراہ ہنستا ہوا چلا آتا ہی مسرور نے جھک کر سلام کیا گردش صحرا نورد مع مصاحبون کے تخت سے کود امسرور کو گلے سے لگا لیا کہا کہ ای مسرور ہم تمسے بہت خوش ہوے تمنے ان دونون مکارون کو گرفتار کر لیا یہ صحرا مین غدر ڈالدیتے زندگی دشوار ہوگئی یہ دونون بلاے روزگار ہین عمرو کو مین گرفتار کرونگا جب مجکو معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہوگئے قریۂ صحرائی مین آیا دریافت ہوا کہ ایک مہاجن کو عمرو لوٹ کے لے گیا وہ پیٹ رہا تھا کہ ایک شخص چور بنکر آیا پانچ سیر چاندی کا اسباب بیچ کر چلا گیا وہ سب جستے کا بنا ہوا نکلا مین نے سمجھایا کہ نہ گھبرا مین اُس مکار کو پکڑ کر لاتا ہون صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُس ظالم کا کہین پتہ نہین ملتا کئی خوانچے والون کو لوٹ لیا چورن کے روپئے دیے مٹھائی پوریان کچوریان تھال تک لے گیا وہ خوانچے والے بھی روتے پیٹتے ہین

اگر تمھاری صلاح اس مقدمے مین ہو انکو ابھی قتل نہ کرو عمرو بھی گرفتار ہو جائے تینون کو ساتھ قتل کرین
مسرور نے کہا کہ آپ مالک ہین معطل رکھیے مین کیا اور میری صلاح کیا جیسا مناسب وقت ہو گردش
صحرا نورد نے مسرور کو اپنے ہاتھ کا بنا ہوا نقشہ دکھایا کہا کہ دیکھو صاف صاف سامری و جمشید لکھ گئے ہین
کہ ساحر کے ہاتھ سے عیارون کی قضا نہین ہی جو انکے قتل کا ارادہ کریگا خود قتل ہو جائیگا مسرور
کانپنے لگا کہا کہ ای شہنشاہ ساحران مجکو خوف پیدا ہوا آپ کے دم سے یہ صحرا ے ویران آباد ہین اگر آپ پر
کوئی افتاد پڑی ہم لوگ بے سروپا ہو جائین گے ہمکو کون پوچھیگا شہنشاہ نے اس بلا کو ہمارے اور آپکے
سپرد کیا اپنے سر کی آفت ہمپر ٹالی ہم لوگ کیونکر اسنے مہلت پائین گے گردش صحرا نورد نے کہا کہ ای
مسرور کیون گھبراتا ہی مین حکم سامری و جمشید مین رخنہ ڈالونگا عمرو کو ڈھونڈھ کر قتل کر دونگا آج
اسی فکر مین نکلا ہون اُستاد و شاگرد آپس مین باتین کر رہے ہین گردش صحرا نورد کا ارادہ ہی کہ تلاش
عمرو مین جاؤن ڈھونڈھ کر گرفتار کرلون چالاک و برق مسلسل و مطوق بیٹھے ہین کہ آسمان پر
سناٹا ہوا دیکھا کہ افراسیاب جادو تاج زرین سر پر رکھے ہوے اکیلا تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی مگر کمال غضب
تیور پر بل پڑے ہوے پہاڑ کے سامنے آکر نعرہ کیا کہ منم ساحر یکتا شہنشاہ طلسم ہوشربا سب نے
جُھک کر سلام کیا کنیزین تھرا کر پیچھے ہٹین مسرور و گردش سامنے جم کر کھڑے ہوے جُھک جُھک کر سلام
کر رہے ہین گردش کہتا ہی کہ ای شہنشاہ اس وقت آپ کا آنا بہت غنیمت ہوا برق و چالاک کو
گرفتار کیا ہی کیا حکم ہی قتل کرین یا عمرو کی بھی فکر کرین سامری و جمشید تو صاف صاف لکھ گئے ہین کہ
عیارون کی قضا ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی افراسیاب نے اُن دونون کے ہاتھ سے نقشے لے لیے اُنکو پھاڑ
کر پھینک دیا کہا کہ اس جہل کو نہ دیکھو مجھے نام سے سامری و جمشید کے نفرت ہوتی ہی جو جاہل لکھ گئے
دونون نے کہا کہ حضور نقشے کیون پھاڑ ڈالے افراسیاب نے کہا کہ اسمین احکام سامری مرقوم تھے
انکا سالم رہنا مناسب نہین مین اپنے طور کے نقشے بنا دونگا تمکو حال آیندہ و گذشتہ دکھا دونگا دونون
نے سر جھکا لیا افراسیاب نے کہا کہ ابد دولت کے آنیکا اس وقت یہ باعث ہوا کہ باغ سیب مین تشریف
رکھتے تھے از روے کتاب سامری معلوم ہوا کہ چالاک و برق گرفتار ہوے یہ بھی اُس کتاب مین لکھا تھا
کہ گردش صحرا نورد و مسرور کی قضا بہت قریب ہی عیار قتل نہ ہونگے دونون پر آفت آجائیگی مابدولت
اُٹھ کر باغ سامری مین گئے دیر مین جا کر دعا کی وہان سے حکم ملا کہ پہلوے دیر مین ایک بڑا پارکھ ہی اسکو

جلد لیجاؤ شراب مین ملاکر دونون کو پلاؤ کنیزین بھی محروم نہ رہین ہزار ہزار سال کی عمر انکی بڑھ جائیگی گردش صحرا نورد و مسرور افراسیاب کے گرد پھرنے لگے کہا شہنشاہ نے بڑا احسان کیا یہ تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا کہ شراب لاؤ یہ بھی افراسیاب کہتا جاتا ہے کہ بعد شراب پلانے کے نقشے بھی بنادونگا و مبدم حال دریافت کرنا آج سب باتین پختہ کردونگا شراب آگے رکھی گئی افراسیاب نے شراب مین پڑیا ملائی مسرور و گردش صحرا نورد افراسیاب کی مہربانی پر وجد کررہے ہین کہ یہ عنایتین اور یہ پرورشین شہنشاہ لاچین مین کہان تھین اپنے ملازمون کی پرورش فرمائی ہماری زندگی مین یہ کوشش کی جام لبریز کرکے اپنے ہاتھ سے گردش صحرا نورد کو دیا گردش نے اٹھکر سلام کیا جام بے اندیشۂ انجام پیگیا افراسیاب نے مسرور کو بھی جام دیا اور کہا کہ اے مسرور خوش ہو مین القاب سامری بھی پڑھ رہا ہون یہی چاہتا ہون کہ تم لوگ قوت بازو زینت پہلو رہو مسرور نے جھککر سلام کیا جام پیگیا کنیزین سرنگون کھڑی تھین کہا ارے تم کیون پریشان ہو عمر دو دو ہزار برس بڑھیگی عاقبت کے بورے بھر تھین سمیٹو گی کنیزین جھک جھک کے سلام کرنے لگین بلائین لیتی ہین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دیتی ہین جام لے لے کے سبھون نے پیے چالاک برق سے کہہ رہا ہے کہ قبلہ و کعبہ آگئے انشاء اللہ وقت رہائی قریب ہے گردش صحرا نورد بدنصیب ہے اب ہماری لیاقت ظاہر ہوگی برق اسباب محفل تاک رہا ہے کہ چھوٹتے ہی لوٹونگا چالاک کہتا ہے کہ ارے قبلہ و کعبہ خفا ہونگے برق کہتا ہے خفا ہونے دو وہ خوش کب ہوتے ہین یہان تو یہ کیفیت ہے کہ دست درازیان ہونے لگین کنیزین ہاتھ جھمکا رہی ہین چاہتی ہین کہ اٹھکر ناچین ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ اورنگ افراسیاب کی طرف نگاہ ملاکے یہ غزل گانے لگی نظم

دل کسی سے لگے خدا نہ کرے
کب ہے معشوق جو جفا نہ کرے
یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
خاک عاشق کو کیمیا نہ کرے
آج آیا نہین وہ غیرت گل
شور محشر کہین بپا نہ کرے
خون بہایا ہے تمنے رعنا کا

کہین اللہ مبتلا نہ کرے
خضر اللہ موت دے لیکن
بے وفا آپ ہون خدا نہ کرے
خاک خاک شفا ہو جب پس مرگ
باغبان منھ ادھر صبا نہ کرے
موت آجائے تو غنیمت ہے
کیون وہ دعوائے خونبہا نہ کرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نہ کرے
بحر الفت کا آشنا نہ کرے
عشق ممکن ہے جو نہ ہو اکسیر
کیون یہ دل قصد کربلا نہ کرے
تیری خلخال پا کا کھٹکا ہے
پرصنم سے خدا جدا نہ کرے

افراسیاب نقلی کہہ رہا ہے کیہ

نازنینان مہ جبین گاتی ہین دل لبھاتی ہین مگر افراسیاب اصلی باغ سیب مین بیٹھا ہی نازنینان مہ جبین ومہ جبینان پُر تمکین کے ساتھ عیش کر رہا ہی کہ کسی کے مُنہ سے نکلا جو عیارون کو حضور نے آزاد کیا تھا اُنپر کیا گذری افراسیاب جیسے سوتے سے ہوشیار ہوا کہا کہ بدولت نے فراموش کیا تھا یہ شخص اُنپر نگہبان ہی گردش صحرا نورد بالیقین معتقد سامری وجمشید ہی دل کو امید ہی کہ اُسکی عملداری سے نہین نکل سکتے دوڑا دوڑا کر مار ڈالیگا یہ کہکر افراسیاب نے کتاب اُٹھائی کتاب کو دیکھتے ہی تاج دے مارا کہا کہ یارو غضب ہوا میری صورت بنا ہوا عمرو سب کو شراب پلا چکا ہی اب قتل کیا چاہتا ہی یہ کہکر خود اُٹھا کہا کہ جا کے سار بان زادے کو لاتا ہون ملکہ گلعذار جادو بیٹھی تھی اُسنے عرض کی کہ سرکار کیون تکلیف کرتے ہین لونڈی جاتی ہی ابھی تینون عیارون کو لیکر آتی ہی یہ کہکے گلعذار چمکی ہوا کو کاٹتی ہوئی جاتی ہی یہان عمرو نے کہا کہ ای گردش صحرا نورد ذرا اُٹھکر ٹہلو گردش صحرا نورد جیسے ہی اُٹھا لڑکھڑا کے زمین پر گرا مسرور بھی اُٹھا اور بیہوش ہوا کنیزین لینا لینا کر کے دوڑین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی سب لڑکھڑا کے گرین عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرۂ عمرو تصنیف مصنف

مری نسل سے لکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل وقال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح ونصرت کی تدبیر ہی

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفا کے مین دھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

عمرو نے جھپٹ کر گردش صحرا نورد کو خنجر مارا اندھیرے مین کنیزون کو قتل کرنے لگا ذرا روشنی ہوئی تھی عمرو نے مسرور کو خنجر مارا فوراً مسرور کا بھی سر کاٹ لیا اسباب محفل کا لوٹنے لگے برق نے کنیزون کے کپڑے اُتارے کسی کے چھڑے کڑے کسی کے چھلے اُتارے عیار مجلس کو لوٹ رہے تھے راہ مین گلعذار نے آواز سُنی کہ گردش صحرا نورد مارا گیا ہی سب کے چلا رہے تھے غل مچا رہے تھے گلعذار سنکر دوڑی اُس وقت آکر پہونچی کہ تینون عیار اسباب محفل کا لوٹ رہے ہین عمرو نے جال مارا تمام اسباب کھینچکر داخل زنبیل کیا برق نے جو دیکھا کہ تمام اسباب غائب ہو گیا چھت پر دے کاٹنے لگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ای ناعیاران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچوگے منم ملکہ گلعذار جادو عمرو نے جو دیکھا کہ گلعذار قریب آگئی برق وچالاک تو ایک جانب بھاگے گلعذار نے سحر کیا چالاک و برق دونون گرے عمرو نے

اپنے کو مردون مین گرادیا گلعذار چہار جانب دیکھتی ہے وہ دبلا پتلا تا منتیا کیا ہوا وہی سب کا اُستاد ہے صاحب ظلم وبیداد ہے پھرتے پھرتے اُس مقام پر پہونچی کہ جہان عمرو مردے سے لپٹا پڑا تھا نعش مردہ اپنے اوپر لے لیا گلعذار دیکھتی ہوئی بڑھی عمرو نے اُٹھکر حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے کہا کہ او ملعونہ اب کہان جائیگی جھٹکا مارا جاب مارکے بیہوش کیا جھپٹکر خنجر مارا گلعذار کا شکم چاک قصہ پاک آندھی سیاہ اُٹھی عمرو کودکے بھاگا یہان افراسیاب کے سامنے گلدستۂ سحر گلعذار رکھا تھا وہ جلا افراسیاب نے کہا کہ غضب ہوا گلعذار کو بھی مارا میرا گھر تباہ کردیا ایسی ساحرہ ناممکن ہے نہین معلوم کس فریب مین پھنسی یہ کلمات حسرت کہکے افراسیاب خود چلا اُس پہاڑ پر آکر پہونچا دیکھا لاشے سب کے پھڑک رہے ہین مکان سب لٹا پڑا ہے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا دیر تک اُنکی لاشون پہ کھڑا ہوکر رویا بعد اُسکے سوچا کہ آج عمرو کو مار ڈالونگا یہ سوچ کر افراسیاب تلاش عمرو مین چلا ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ یہ داستان حیرت عنوان متعلق جلد سوم تھی جانا افراسیاب کا ملنا عمرو کا یا نہ ملنا ناظرین پر ظاہر ہوگا اس داستان کے آگے داستان عجائب عنوان شعلہ خوار آتشخو کہ شیطان بچہ ہے ظاہر ہوگا

دوکلمۂ داستان جلالت عنوان شعلہ خوار آتشخو کہ شیطان بچہ رازدار طلسم ہے سوائے تحفہ جات طلسمی کے بہت سے تحفہ جات ایسے ہین کہ جابجا افراسیاب نے رکھے ہین بلکہ زمانۂ لاچین سے جو شی جس مقام پر ہے وہان سے منتقل نہین ہوئی اُن سب کا یہ شیطان بچہ رازدار ہے یہ حال بتصریح تحریر ہوگا باقی حالات متعلقۂ داستان ہذا۔ ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقیِ ارجمند ادائین تری دل سے آئین پسند ملی آنکھ اور مست ہین دل چلے
ہوئی جبکہ گردش تو ساغر چلے وہ دست بلورین کہ مینائے مے کہون شاخ مرجان تکلف یہ ہے
جو عارض کو ماہ دو ہفتہ کہا کمال ہنر کا بھی رتبہ بڑھا مضامین نو کا تجسس ہوا
قد یار کو سرو گلشن کہا یہ کب کبک کے ناز و انداز ہین عجب چال مین اُنکی اعجاز ہین
نہ ہو کبک کے ذکر مین قیل وقال کہ مردے بھی ہونے لگے پائمال دہن غنچۂ گلشن مدعا
بڑھی آبرو دُرج گوہر کہا سخن مین سراسر کرامات ہے صفت کیا لکھون راز کی بات ہے

وہ زلف سیہ نافۂ مشک ہے
خطا و ختن بھی معنبر ہوا
صبا کوے گیسو مین جب آگئی
مجھے عطر فتنہ سنگھانے لگی
دل غمزدہ غم سے پامال ہے
پھرے ہجر جانان مین ہم کو بکو
مجھے رہ روِ راہ الفت کیا
کہ شاہِ طلسمات ہے جنگ پر

رہ تار کرنا پڑی ہمکو طو
یہ مضمون نو ہے سراسر پسند
یہ خوشبو جو سونگھی تو اترا گئی
شب ہجر کا ذکر کیون آگیا
سنایا جو کچھ ہجر مین حال ہے
کبھی سوے صحرا روانہ ہوا
ستم چرخ نے ہجر کا بھی دیا

دماغ مضامین معطر ہوا
کہے مشک تر زلف کو یا کمند
ہوئی ابتری رنگ لانے لگی
دل غمزدہ غم سے بھر اگیا
مضامین نو کی ہوئی جستجو
کہ دل تیر غم کا نشانہ ہوا
قمر داستان آگئی رنگ پر

چہرہ شقہ کشایانِ علم ہاے جنگ سازی و پرچم نمایان رایت عساکر جانبازی لشکر ظفر اثر بیان حیرت عنوان کو یون آراستہ کرتے ہین شعر مصنفت ترنم طراز فصاحت مقال + چنین مینگارد ز کلک خیال + گزارش کرچکا ہون کہ افراسیاب جادو بصد قہر و غضب تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا ہے افراسیاب تخت پر سوار ابر گلنار کا سر پر سایہ طائران امر پیرا نغمہ سنجی کرتے ہوے نشان سواری افراسیاب ظاہر قضاے کار ملکہ احسن حُسن آرا کو وہ فتنہ پر مع اپنی انیسون اور جلیسون کے صحبت آرا ہین صحبت شراب و کباب درست نازنینان پری پیکر چالاک و چست ایک ایک عنبرین مو ماہ رو قد سرو لبِ جو خال ہندو چشم جادو شعر بہر خندہ دکز لب برانگیختی + نمک بر دلِ خستگان ریختی + بہ ناز و ادا سامنے اپنے مالک کے یہ غزل گا رہی ہین نظم

ہم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
لختِ جگر سے لطف اُٹھاتے کباب کے
مثلِ حباب ہستی ہے موہوم بے ثبات
بحر جہان ہین نقش ہین ہم روے آب کے
افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
ذرے ہین سب یہ خاک درِ بوتراب کے
کچھ لائے تھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر ہین وسوسے نہین ہمکو حساب کے
پیاسے ہوے جو رند پلائی سبیل مے
پیر مغان نے کام کیے ہین ثواب کے
ہے لذت وصال کا فتراک واسطے
نخچیر بوسے لیتے ہین جھک کر رکاب کے
کرتے نہین وہ بات تلک بھی شبِ وصال
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے
رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندے ہین بارگاہ رسالت مآب کے

ملکہ احسن حُسن آرا مسند پر جلوہ فرما ہین صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو کہ ملکہ نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک ابر گلنار سے موتی برس رہے ہین زیر ابر طائران خوش الحان پروں کو کھولے ہوے مصروف زمزمہ سرائی ابر گلنار کی رعنائی و زیبائی ملکہ احسن حسن آرا نے کہا کہ شاید شہنشاہ تشریف لاتے ہین اُٹھ کھڑی ہوئین کہ ابر پہلوے کوہ مین پہونچا ملکہ نے پکار کر عرض کی کہ ای شہنشاہ عادل سخی و باذل ہمارے کوہ کے قریب سے جانا اور کنیزان راسخ الاعتقاد کو سرفراز نہ کرنا عنایت بے نہایت سے بعید ہو افراسیاب نے پلنگ سے دیکھا کہ ملکہ احسن حُسن آرا دریاے جواہر مین غوطہ زن گرد کنیزان ماہ رو شعلہ خو کھڑی پکار رہی ہین حقیقت مین عجب ناز و انداز سے پکارتی ہو جی مین کہتا ہو کہ ای افراسیاب معشوق قیامت خیز ہی مسدس

چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہو میرے اسوار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کے ہین ہار
آہو چشم ہوے دام مین کاکل کے شکار
مانگ چوٹی ہو نہ کنگھی ہو نہ سرمہ نہ سنگار

بوے کاکل سے دماغ اپنا اُڑا جاتا ہو
طائر حُسن بھی جنجال مین گھبراتا ہو

دم اُلجھتا ہو اگر زلف مین اُلجھا شانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُردانہ
تاب سے ہو دلِ سودہ زدہ بیتابانہ
ہو صدا گوش بر آواز دلِ دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون بسکر جو گن

سراپا خوب معشوق محبوب دل عاشق کو مرغوب افراسیاب نے فوراً تخت کو اُتارا ابر غائب ہوا طائر مخفی ہو گئے افراسیاب نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اس محبوب مطلوب کو دیکھکر ایسا بھولا مقدمہ عمرو کو بالکل بھولا ملکہ نے پوچھا کہ اس وقت حضور کہانسے تشریف لاتے ہین کیا کسی کار ضروری کو جاتے ہین افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ اقلیم حُسن و جمال والی اورنگ نشین ممالک جاہ و جلال اس وقت تلاش مین عمرو کی چلا تھا کئی سردار اُسنے ایسے مارے کہ دل پر داغ ہو ملکہ احسن حُسن آرا نے کہا کہ عمرو کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو نامہ حضور کا میرے پاس بھی پہونچا تھا مین تیاری مین مصروف تھی امروز فردا مین خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوتی حضور تشریف رکھین اگر حکم ہو تو مین خود جاؤن ساربان زادے کو گرفتار کرلاؤن افراسیاب نے کہا کہ جسوقت جی چاہیگا اُس ساربان زادے کو گرفتار کرلونگا میرے

ہاتھ سے کہان جائیگا آخر دام مکر مین پھنسے گا تم تکلیف نہ کرو تمھاری تکلیف مجھپر بہت شاق ہی دل تمھاری سحر بیانی کا مشتاق ہی احسن حسن آرا نے سر جھکا لیا کہا کہ مین حضور کی رفع تکلیف کے لیے عرض کرتی تھی یہ سنکر افراسیاب نے کہا کہ مین نے تنہا قصد کیا تھا ابر سحر سر پر لہرایا طائرون نے تمھارے کوہ کا راستہ بتایا احسن حیران ہی کہ مین کیا کرون یہ تو جھاڑ کا کانٹا بن گیا لا کر مسند پر بٹھایا شراب و کباب کا چرچہ ہوا گائنین سامنے موجود ہین رقص و سرود کا چرچہ ہوا افراسیاب تو یہان مصروف عیش و نشاط ہی جمال جہان آرائے احسن کو دیکھ رہا ہی یہی خیال ہی کہ آج شب کو بھی یہین رہون اس معشوقہ سے مزے اڑاؤن لیکن خواجہ جو کوہ کو لوٹ کر ساحران مذکور کو قتل کر کے چلے تھے چالاک و برق تو الگ نکل گئے مگر خواجہ عمرو یکہ و تنہا صحرا کی سیر کرتے ہوے مال و اسباب جو بہت لوٹا ہی دل مین حساب کر رہے ہین اڑے ہوے چلے آتے ہین کان مین آواز گانے کی پہونچی سر اٹھا کر دیکھا کہ شہنشاہ افراسیاب ایک معشوقہ کو پہلو مین لیے بر سر کوہ بیٹھا ہی ناچ گانا ہو رہا ہی دیکھتے ہی خوش ہو گئے خیال مین گذرا کہ اس جلسے کو بھی درہم و برہم کرین طرف کوہ کے چلے دیکھا کہ گھاٹی پر ایک کنیز بیٹھی ہی غیرون کے آنے جانے کی روک ٹوک ہی خواجہ بلا تکلف گھاٹیون کو طی کرتے ہوے چلے ایک بڈھے سپاہی کی شکل بنے ہوے کنیز نے جو دیکھا کہ ایک بڈھا آتا ہی پکار کر آواز دی کہ بڑے میان کہان آتے ہو خواجہ نے سر جھکا لیا کنیز نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہ ملا جب قریب آئے تو کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ بالائے کوہ نہ جاؤ خواجہ نے کہا کہ گھڑی بھر سو گئے اسپر یہ غصہ کنیز سمجھی بڈھا بہرا ہی کان سے منھ ملا کر کہا کہ پہاڑ پر نہ جاؤ شہنشاہ بیٹھے ہین ملکہ احسن نے منع کیا ہی خواجہ یہ سنکر بہت ہنسے کہا کہ بی بی اب مین سمجھا ہم نہ جائین ابھی یہاں سے پلٹین نوکری کا خیال تھا اس وجہ سے چلے آئے ابھی تمھارے سامنے سے گئے بھول گئین ہمارا خزانے پر پہرا ہی ہم پلٹے جاتے ہین مگر خزانے کا تمکو اہتمام کرنا ہوگا دیکھو یہ ڈبا جواہرات کا ہی ایسا نہ ہو مین کوئی پکڑ لیجائے اسے کیونکر دیکھو گی کروڑ روپئے کا جواہرات ہی شہنشاہ کو میرا بڑا اعتماد ہی مین اسکو لیے لیے پھرتا ہون کنیز نے ڈبا ہاتھ مین لیا خواجہ کہہ رہے ہین کہ ملاحظہ فرمائیے جیسے ہی کنیز نے ڈبا کھولا اسمین سے دھوان نکلا کنیز بیہوش ہو کر گری خواجہ اسے کھینچ کر کنارے لائے کپڑے اتار لیے اسی کنیز کی صورت بنکر جلسے مین آئے دیکھا کہ افراسیاب کس محبت سے احسن حسن آرا کو دیکھ رہا ہی کہ رال ٹپکی پڑتی ہی چاہتا ہی کہ گلے مین ہاتھ ڈال دون اختلاط ظاہر کرون احسن اپنے کو کھینچے ہی کبھی کہتی ہی کہ ای شہنشاہ کہ حیرت جادو سن پائینگی تو کیا فساد

بجا ئینگی مجھسے اُسنے بڑی محبت ہی افراسیاب کہتا ہی کہ وہان کون کہنے جائیگا ان باتون کا خیال نکرو احسن خاموش ہو رہتی ہی گائن جو سامنے گا رہی تھی بولا کر اپنے مقام سے اُٹھی واسطے پیشاب کے ایک گوشے مین آئی عمرو بھی جھپٹ کر وہین پہونچا حباب مارکر اُسے بیہوش کیا گائن کی شکل بنکر محفل مین تنتے ہوے آئے افراسیاب پر جو نگاہ ڈالی تنکے جو صورت دکھائی افراسیاب بھی اس طرف دیکھنے لگا کہا کہ ای احسن حُسن آرا تمھاری گائن بڑی طرار معلوم ہوتی ہی اس سے کہو کہ کوئی غزل گائے خواجہ کو اشارے کی دیر تھی ساز تیار ہی گنگنا کے یہ غزل شروع کی

نظم

دامنِ صحرا لیا دامانِ دربان چھوڑ کر
جیسے آیا قیس ناحق کوے جانان چھوڑ کر

رنج و غم درد و قلق حرمان و حسرت پاس تھے
جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑ کر

کر دیا عالم تہ و بالا سمندِ یار نے
خاک اُڑا یا کیجیے گورِ غریبان چھوڑ کر

جذبِ الفت لے گیا یوسف کو ورنہ مصر مین
بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑ کر

کیجیے کیا عشق گیسو عشق ابرو کرکے ترک
دیر کب جاتے ہین کعبے کو مسلمان چھوڑ کر

لیگئی قسمت بیابان مجکو کوے یار سے
ورنہ بلبل بھی کہین جاتی ہی بستان چھوڑ کر

بزمِ جانان مین مجھے لایا مرا بختِ رسا
جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑ کر

پاکے فرصت خانۂ محبوب مین جاؤن ابھی
جائے دم بھر بھی درِ جانان جو دربان چھوڑ کر

ہی بیابان کوچۂ محبوب کے آگے بہشت
کون جاتا ہی بیابان کو گلستان چھوڑ کر

واسطہ بس روح کا ہی ورنہ دیکھو بعد مرگ
جاتے ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑ کر

کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات
چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑ کر

اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ افراسیاب نے کہا کہ احسن حُسن آرا اس وقت تمھاری گائن کا گانا اس طور کا ہی کہ جیسے عمرو گاتا ہی اگر وہ ظالم دشمن جان و تشنۂ خون نہ ہوتا تو اس لائق تھا کہ اُسکو تعویذ بازو بنا کے رکھتے کس کس طرح مین نے چاہا کہ عمرو کو تسخیر کرون اُسکے دل سے ہماری دشمنی نہین جاتی مکاری اُسکے رگ و ریشے مین بھری ہی احسن نے کہا کہ میری پرانی گائن ہی ہمیشہ سے خوب گاتی ہی افراسیاب جادو خاموش ہو رہا عمرو اشارے کنائے کیے جاتا ہی افراسیاب پسا جاتا ہی نگاہ سے نگاہ مل رہی ہی اُبھر اُبھر کے اپنے کو دکھاتا ہی کبھی دوپٹہ سینے سے ہٹا لیا شکم صاف و شفاف دکھایا افراسیاب بھی

اشارے کرنے لگا گائن اپنے مقام سے اُٹھی دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ آج صحبت بے نمک کیون ہی
شراب کا چرچہ نہین افراسیاب نے احسن کی جانب دیکھا کہا کہ ملکہ سنتی ہو تمھاری گائن کیا کہتی ہی
احسن نے کہا کہ کیون شگوفہ کیا چاہتی ہی عمرو نے دست بستہ عرض کی اتفاق سے شہنشاہ کا آنا اس طرف
ہوا آج روز سعید ہی بلکہ بہتر از عید ہی میخانے مین حکم دیجیے آج تو کنیز انتظام کرے قرابے نکال کر لاؤن
گلابیان درست کرون ملکہ احسن نے کنجی میخانے کی شگوفہ کو دی شگوفہ شگفتہ ہو گئی میخانے مین پہونچی
کہا کہ داروغہ صاحب آپ اطمینان سے بیٹھے ہین آج شہنشاہ تشریف لائے ہین عمدہ عمدہ شراب نکالو
دعوت کا سامان کرو عمرو نے قرابے نکالنا شروع کیے داروغہ صاحب بھی شریک ہین سب طرح کے اسباب
ٹھیک ہین یہان افراسیاب نے احسن سے کہا کہ اس وقت اس گائن نے وہ حرکت کی کہ جو خاص
عیارون کی ہی مجکو شک ہوتا ہی ذرا سمجھ لون یہ کہکر انگشتر جمشید انگلی سے اُتاری یہان خواجہ عمرو
کا کلیجہ دھڑکا داروغہ صاحب سے کہا کہ قرابے محفل مین لیجاؤ دیکھو تو کہ کیا چرچہ ہو رہا ہی داروغہ قرابے
لیکر آیا یہان افراسیاب نے انگشتر جمشید کو اُچھالا یہ کہکے کہ شگوفہ گائن کون ہی شعلہ بھڑکا آواز آئی
کہ شگوفہ گائن نہین ہی عمرو عیار شراب لینے گیا ہی افراسیاب نے کہا کہ ملکہ خاموش ہو رہو جب وہ
شراب لیکر آئے گرفتار کر لون مین اُسکی تلاش مین تھا وہ خود میری فکر مین ہی داروغہ نے یہ سب باتین سُنین
افراسیاب تو انتظار کر رہا ہی کہ عمرو آئے تو گرفتار کرون داروغہ نے آکر عمرو سے کہا کہ شگوفہ تمنے کچھ
اور بھی سُنا افراسیاب تمکو عمرو سمجھا ہی عمرو سمجھا کہ کلیجہ دھڑکنے کا یہی باعث تھا عمرو نے فوراً گلیم اوڑھی
افراسیاب یہان انتظار کر رہا ہی کہ اگر عمرو آئے تو گرفتار کر لون داروغہ گلابیان لے کے آتا ہی جب
کئی مرتبہ داروغہ ہی آیا تو افراسیاب نے کہا کہ ارے شگوفہ کہان ہی داروغہ نے کہا کہ گلابی لیکر آتی ہی
افراسیاب نے کہا کہ تلاش تو کرو سب لونڈیان ڈھونڈھنے لگین چہار طرف ڈھونڈھا کہین شگوفہ کا پتہ
نہین لگا افراسیاب نے کہا کہ ساربان زادہ نکل گیا حقیقت مین کیا بات ہی اُسکی عیاری کرامات ہی
مین نے یہان کہا انگشتر جمشید کو اُچھالا اُسکو کیونکر خبر ہو گئی اب داروغہ بیچارہ اہتمام کر رہا ہی شراب
لا لاکے رکھی تیسری مرتبہ خود داروغہ میخانے مین آیا دیکھا کہ شگوفہ کھڑی رو رہی ہی داروغہ نے کہا کہ ای
شگوفہ تیری تلاش ہی شگوفہ نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ داروغہ صاحب مجھے بچائیے ایسا نہ ہو کہ مجھے
قتل کرین باتین کرتے کرتے عمرو نے حباب مارا داروغہ بیہوش ہوا داروغہ کو تو عمرو نے کونے مین ڈال دیا

اُسکی شکل بنکر محفل میں آیا کہا کہ حضور شگوفہ دیوار کود کر بھاگ گئی ہین اگر جانتا کہ یہ عمرو عیار ہی تو اُسکو پکڑ لیتا
مین آگاہ نہ ہوا وہ نکل گیا افراسیاب نے کہا کہ اب جو کہین دیکھنا تو پکڑ لینا داروغہ نے کہا کہ حضور ایسا ہی ہوگا
وہ مجکو دھوکا دینے آئیگا یہ کہتا جاتا ہی اور گلابیان رکھ رہا ہی جب گلابیان آراستہ ہو چکین داروغہ نے
دست بستہ عرض کی اب حضور نوش فرمائین شراب محفل مین چلنے لگی پہلے افراسیاب ہی نے پی احسن حسن آرا
کو بھی شراب پلائی کنیزون کو اشارہ ہوا کہ تم بھی پیو کنیزون نے بھی شراب پی تھوڑے ہی عرصے مین بیہوشی
نے اپنی تاثیر کی افراسیاب تو ضبط کرتے کرتے مسند پر سر ڈال کے رہگیا ملکہ احسن حسن آرا بھی بیہوش
ہوئین عمرو نے لوٹنا شروع کیا خوب محفل کو برباد کیا عمرو نے ملکہ احسن حسن آرا کو جو نہایت حسین و
جمیل پایا اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا افراسیاب کا تاج کمند پھینک کر کھینچ لیا افراسیاب کو چاہا کہ آزار
پہونچاؤن آسمان سے نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے کیا کرتا ہی منم ماہیان زمرد پوش خواجہ
پہاڑ سے کود پڑے ماہیان افراسیاب کو لیکر پردۂ ظلمات مین آئی پردۂ ظلمات مین لا کر ہوشیار کیا
ہوشیار ہوتے ہی افراسیاب جھلانے لگا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین مین تو عمرو کی تلاش مین تھا
یا جان دونگا یا عمرو کو پکڑونگا ہر چند ماہیان نے منع کیا مگر افراسیاب نے نہ مانا برائے تلاش
خواجہ عمرو چلا یہان خواجہ عمرو احسن حسن آرا کو لیے ہوے اپنے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے
ملے ملکہ مہرخ نے سب حال پوچھا عمرو نے کہا کہ ایک نازنین مہ جبین کو لایا ہون ملکہ مہرخ نے کہا کہ
خواجہ نکالو خواجہ عمرو نے عین بارگاہ مین احسن حسن آرا کو زنبیل سے نکالا ملکہ مہرخ نے پکار کر
آواز دی کہ ای ملکہ احسن حسن آرا خدا کی قدرت دیکھو کہ ہم مقابلۂ افراسیاب مین لشکر لیے ہوے اُترے ہین
برابر مقابلے ہو رہے ہین ہر روز خدا بچا لیتا ہی عمر طلسم تمام ہو چکی انشاء اللہ اسد غازی چھوٹیگا قاتل
افراسیاب وہی جوان ہی کتاب سامری ہر جگہ موجود ہی ملاحظہ فرمائیے اسد کی تصویر بانیان طلسم
ہر جگہ کھینچ گئے ہین جب گنبد نور پر ملکہ حیرت نے اسد کو گرفتار کیا شعلہ بن شرارہ تند خوے
جنگ جو جو ہاتھ سے اسد کے ذلیل ہوئی ملکہ حیرت نے کتاب منگوا کر تصویر اسد نامدار دیکھی ہوش و
حواس اُڑ گئے یہی کلمہ فرمایا کہ طلسم کشاے اصلی آگیا دیکھین اب کیا ہو صحراے حیرت مین جا کر قید ہوئے
دختر افراسیاب عاشق ہوئی ملکہ مہرخ نے پھر فرمایا کہ ہم آکر شریک ہوے اُسی دن سے سردارونکا
تانتا بندھ گیا آج ہمنبرد افراسیاب کہلاتے ہین آیندہ پروردگار مالک ہی یہ وہی سزا ہی کہ

افراسیاب نے بوجہ سلطنت لاچین بے لی اُس مقدس کو قید کیا وہ بھی اب قید سے چھوٹیگا اِی
احسن حسن آرا وہ معرکہ دکھیو گی کہ جسپر عقل کو رسائی نہو حسن نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا بہار گلعذار
بسن ملکہ حیرت کی بیٹھی ہین تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ مین جمع ہین دیکھکر دل
خوش ہوگیا دل مین اپنے کہتی ہے اگر ان سب کو افراسیاب قتل کریگا ہم بھی ان سب کے ساتھ
قتل ہوجائینگے اگر یہ سب بچینگے ہم بھی بچینگے حقیقت مین عمرو بلائے روزگار ہے افراسیاب نے وہان
انگشتر کو پوچھا احال عمرو کا کھلا پھر عمرو کیونکر غائب ہوگیا کسنے ہمکو بیہوش کیا ایسے صاحبان فراست
کمان ہوتے ہین ایسی الیسی باتین سوچکر اشارہ کیا کنیز اطاعت کرلی ہے ملکہ مہرخ نے اپنے ہاتھ سے
اُٹھکر سوزن نکالا احسن قدمون پر گری ملکہ مہرخ نے گلے سے لگا لیا سب سردارون سے
ملی دل سے مطیع اسلام ہوئی یہان حیرت جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ افراسیاب آکے
پہونچا حیرت نے تعظیم کی افراسیاب تخت پر آکے بیٹھا حیرت با ناز و کرشمہ سامنے موجود ہے مگر
افراسیاب کسی بات پر توجہ نہین کرتا کہ صرصر و صبا رفتار آکر پہونچین عرض کی اے شہریار احسن
دل سے مطیع اسلام ہوگئین آج تو اہل اسلام مین بڑی خوشی ہے یہ سنکر افراسیاب جلگیا کہا ارے
احسن نے بوجہ احسن اطاعت کی صرصر نے عرض کی اب تلک ملی ہوئی بیٹھی ہین لیلا سے بڑے رسم و
مراسم ہین آپسمین باتین ہورہی ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا ساربان زادے نے کلیجہ پکا دیا
دیکھو جاکر کیا آفت برپا کرتا ہون سب فتور ساربان زادے کی فطرت کے ہین یہ کہکر افراسیاب
اپنے مقام سے اُٹھا ایک چٹکی خاک کی اپنے اوپر ڈال لی بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا یہان دربار آراستہ
ہے ناچ ہو رہا ہے سب سردار احسن سے گھلے ملے باتین کر رہے ہین خواجہ عمرو بھی کرسی پر جلوہ فرما
ہین ذکر دربار افراسیاب ہو رہا ہے خواجہ عمرو فرماتے ہین افراسیاب کی بدعت سے خدا بچائے
کہ دیکھا افراسیاب جادو صفون کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے جو جادوگر سامنے آگیا کسی کو طمانچہ
مار دیا کسی کو پامال کیا کبھی تلوار چمکا دی سو دو سو کے سر اُڑ گئے بڑے زور و شور سے آتا ہے لشکر والے
بھاگنے لگے خواجہ عمرو تو کرسی سے اُٹھکر بھاگے افراسیاب نے دیکھا کہا او ساربان زادے کہان
جاتا ہے عمرو نے کچھ جواب نہ دیا سب سردار بارگاہ سے نکل آئے افراسیاب پر سحر کرنے لگے افراسیاب نے
تہر و غضب تمام آواز دی جاؤ سامنے سے میرے دور ہو سب ساحر سحر کرکے بھاگے افراسیاب نے

کسی کا تعاقب نہ کیا جدھر عمرو گیا تھا اُسی طرف گیا خواجہ عمرو جو بھاگے ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرے
مگر گلیم اوڑھے سر کوہ پر کھڑے ہین افراسیاب ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہر ا ران پر ہاتھ رگڑ کر
دیکھا معلوم ہوا عمرو اُس پہاڑ پر کھڑا ہی افراسیاب نے آواز دی ای طاؤس ہفت رنگ جلد حاضر ہو
ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طاؤس ہفت رنگ سامنے سے پیدا ہوا قریب افراسیاب کے
آکر رقص کرنے لگا افراسیاب نے کہا اس پہاڑ پر جاؤ عمرو کو سامنے لاؤ طاؤس اُڑ کے پہاڑ
پر پہونچا چہار جانب دیکھتا ہی کچھ معلوم نہین ہوتا حیران ہی کہ عمرو کو کیونکر گرفتار کرون اتنی سحر کی
تاثیر ہی کہ جہان خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے کھڑے ہین اُسی مقام پر طاؤس آتا ہی منقار بڑھاتا ہی
کہ دامن پکڑ لون خواجہ ہٹ جاتے ہین دو گھڑی کامل طاؤس نے اُسی مقام پر منقار بڑھائی گرد
پھرا آخر ناچار ہوکر پلٹا افراسیاب کے سامنے آکر رونے لگا کہا ای شہنشاہ مجھکو مدت گذری جہان
گیا اُسکو گرفتار کر لایا بڑے بڑے ساحر گرفتار کیے کبھی کسی سے نہین دبا غلام بہ سختی پہاڑ پر پہونچا یقین
کامل ہوا کہ عمرو اسی مقام پر کھڑا ہی لیکن دکھائی نہین دیتا دو گھڑی کامل اُسی مقام پر ٹھہرا یہ مجھکو یقین
کامل ہی کہ گرد عمرو کے پھرا پشت و پہلو کوئی مقام نہین چھوڑا لیکن عمرو نہ دکھائی دیا غلام قدیم آپکا
ناچار ہوا اب جو فرمائیے وہ بجا لاؤن افراسیاب نے کہا کیا باعث کہ نہین دکھائی دیا طاؤس
ہفت رنگ نے طرف آسمان کے دیکھا کہا ای شہنشاہ عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوے ہی
افراسیاب نے کہا ای طاؤس ہفت رنگ ہم تجھکو اسی مقام پر مقرر کرتے ہین عمرو کو گرفتار کرکے
لانا کبتک ساربان زادہ گلیم اوڑھے رہیگا جب ظاہر ہو گرفتار کر لینا طاؤس نے کہا غلام فوراً گرفتار
کر لیگا کہان عمرو کو لیکر آؤن افراسیاب نے کہا کوہ لاجور روبرو آنا ملکہ لاجور دزمرد پوش نے
مجھکو نامہ لکھا تھا مین اُسی مقام پر جاتا ہون طاؤس نے کہا غلام فوراً لیکر آئیگا افراسیاب جادو
تو روانہ ہو گیا طاؤس اُسی صحرا مین ٹہلتا پھرتا ہی جدھر خواجہ جاتے ہین اُسی طرف طاؤس پہونچتا
ہی چاہتا ہی کہ مجھے دکھائی دین تو گرفتار کرون خواجہ گلیم اوڑھے ہوے ہین طاؤس ڈھونڈھتا
پھرتا ہی خواجہ نے زنبیل سے ایک مار سیاہ نکالا پیٹ تین اور منھ مین اُسکے بیہوشی بھر دی اُسکو
چھوڑ دیا مار سیاہ لہراتا ہوا چلا طاؤس مار کو دیکھنے لگا اب جو طاؤس اُسکی طرف بڑھا مار سیاہ بھاگا
مگر طاؤس سے کب بھاگ کر جا سکتا ہی طاؤس دوڑ کر قریب پہونچا دم کو پنجے سے دبا یا کچھ اُسکا منھ مین

رکھا نگلنے لگا نصف نگلگیا مارسیاہ کے مُنھ کی بیہوشی پیٹ مین طاؤس کے پہونچی دوڑنے لگا
بدحواس ہوکر چاہتا ہی کہ مارسیاہ کو اُگل دون آدھا مارسیاہ باہر آدھا طاؤس کے شکم مین جست
کرکے طاؤس چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوگیا خواجہ نے جھپٹ کر خنجر مارا طاؤس کا سر کٹا اندھیرا
ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من طاؤس ہفت رنگ بود عمرو نے دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ پڑا ہوا
ہی خواجہ عمرو اُسکے کپڑے اُتار چکے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی چار زنگی سیاہ رو جو آکے
پہونچے لاشہ طاؤس جادو کو لیکر روتے پیٹتے طرف کوہ لاجورد کے چلے خواجہ عمرو بھی
پیچھے پیچھے چلے نخلستان کی آڑ پکڑے ہوے چھپتے ہوے جاتے ہین جب وہ چارون زنگی کوہ
لاجورد پر آکے پہونچے خواجہ نے سر اُٹھا کر دیکھا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی پہلو مین ایک
مہ جبین سر جھکائے ہوے دریاے جواہر مین غرق گرد کنیزان زرین پوش اپنے اپنے عہدے پر
موجود ہین کہ وہ زنگی قریب افراسیاب کے پہونچے فریاد کی ای شہنشاہ صحرا ہو نخچیر مین طاؤس
مارا گیا عمرو نے عجب تدبیر سے اسکو مارا ہمنے لاشہ جو دیکھا خدمت سرکار مین لائے افراسیاب
نے جو لاشہ طاؤس کا دیکھا کانپ گیا کہا لیجا کر اسکو جلاؤ کئی سو جادوگر واسطے تلاش عمرو کے روانہ
کیے خواجہ نے رات کو اُسی صحرا مین قیام کیا وہ سب جادوگر آکے پہونچے خواجہ کو ڈھونڈھ رہے
ہین خواجہ گلیم سر سے نہین اُتارتے افراسیاب نے کوہ لاجورد سے انتظام کیا ہی دم بدم
یہی حکم ہی کہ عمرو کو لاؤ جادوگر جاتے ہین اور پلٹ آتے ہین کئی جادوگر طائر بنکر گئے اور پلٹ
آئے عرض کی حضور سارے جنگل مین تھانا کہین پتہ نہ ملا آخر ایک جادوگر یہ کہکر اُٹھا کہ غلام عمرو کو
لیے ہی کے آئیگا طیران تیز پر نام ہی اُڑکر چلا اُسی جنگل مین آیا خواجہ نے دیکھا ایک طائر اُڑکے
نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھکی خواجہ سمجھ گئے کہ یہ ساحر ہی شاخ نخل تھرا رہی ہی خواجہ گلیم اوڑھے
ہوے زیر نخل آئے زنبیل سے ایک بانس نکالا اُسمین پھندہ موے دُم مرکب کا آراستہ تھا عمرو
نے اُس بانس کو بڑھایا پھندہ گلے مین طائر کے ڈالا جھٹکا مارا طائر گرا عمرو نے خنجر مارا سر جدا
ہوگیا صورت تبدیل ہوئی معلوم ہوا ایک ساحر سیہ فام بد انجام پڑا ہوا تڑپ رہا ہی خواجہ
نے شکر پروردگار کیا کہ یہ ساحر میرے گرفتار کرنے کو آیا تھا خدا نے اپنا فضل شامل کیا
ورنہ گرفتار کرکے لیجاتا یہان افراسیاب جادو طیران کو بھیجکر خوش بیٹھا ہی خیال جو آیا

کتاب اُٹھا کر دیکھا مُنھ پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا اس جادوگر کو بھی عمرو نے مارا کوئی ساحر
تیز رو ایسا ہی کہ اپنے کو جلد پہونچائے عمرو نے جو اس جادوگر کو مار الاچی تو انتہا کا ہی کپڑے اُتار رہا
ہی کوئی اتنی جلد ہی پہونچے کہ کپڑے نہ اُتار نے پائے جا کر گرفتار کرے منصور جادو و فغفور جادو
ایسے ایسے گیارہ جادوگر اُٹھے کہا ای شہنشاہ عمرو کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو صحرا کو اُٹھا لاوین
افراسیاب نے کہا بغیر مابدولت کے گئے ممکن نہین کہ عمرو گرفتار ہو مابدولت خود جاتے ہین
یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے بہ قہر و غضب تمام چلا یہان خواجہ کپڑے اُتار چکے ہین کہ آسمان پر سناٹا
ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی افراسیاب نے آکر دیکھا لاشہ اسی ساحر کا برہنہ پڑا ہی عمرو کا نشان
نہین افراسیاب کو نہایت شرم آئی سوچا اب اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا صحبت نشین طعن و تشنیع
کرینگے اب بے عمرو کو لیے نہ جاؤنگا خواجہ گیارہ دن برابر اُسی صحرا مین پھرے کلیجہ حضرت خضر کا
کھایا اُسی مشکیزے سے پانی پیا سوچے کہ اب افراسیاب نہوگا کئی مرتبہ یہ بھی دیکھا کہ ساحران
لشکر ہمکو ڈھونڈھنے آئے مثل ہلال سحر افگن وغیرہ جنگل مین جابجا پکارتے پھرے کہ ای شہنشاہ
اوج عیاری آپکے نہونے سے لشکر مین پریشانی ہی ایسا نہو کہ حیرت جادو ہمپر دباؤ ڈالے
ملکہ مہرخ آپ کی مشتاق ہین خواجہ نے کسی کو جواب نہ دیا سوچے کہ ایسا نہو اسمین بھی فریب
ہو گیارھوین دن لشکر مین آئے دیکھا جابجا ہمارا ہی ذکر ہو رہا ہی سب ساحرون کو تشویش ہی فوجون
مین جابجا یہی پکار ہی کہ خواجہ عمرو آج گیارھوان دن ہی کہ تشریف نہین لائے خدا خیر کرے
افراسیاب اُنکی فکر مین گیا ہی خواجہ نے سب کی باتین سُنین یہ بھی دل کو یقین ہوا کہ سب کو
ہمسے محبت ہی بارگاہ مین تشریف لائے گلیم نہین اُتاری دیکھا ملکہ مہرخ رو رہی ہین ملکہ بہار
فرماتی ہین خواجہ کا نہونا باعث خرابی ہی آج ہم تلاش کو جائینگے ایسا نہو خواجہ عمرو گرفتار ہو گئے
ہون باغبان نے کہا مین جاؤنگا ہر سردار تکرار کر رہا ہی کہ ہم خواجہ کو ڈھونڈھنے ضرور جائینگے
ملکہ مہرخ اپنے مقام سے اُٹھین کہا ای باغبان بعد خدا کے لشکر تمہارے سپرد ہی اگر خواجہ
پر کوئی افتاد پڑی لشکر کا جمنا مشکل ہوگا جب ملکہ مہرخ تیار ہوئین خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا
کہا ملکہ نہ گھبراؤ آج مجھکو گیارہ دن گذرے جنگل مین بسر کی ہی ملکہ افراسیاب میری فکر مین ہی
کئی سو جادوگر تلاش مین آئے دو کو تو مین نے مارا ای ملکہ مہرخ مو جب تم جنگل مین گئی ہو

اور مجھکو پکارتی پھرتی تھین مین نے سنا اسی خوف سے جواب نہ دیا کہ شاید یہ بھی کوئی شعبدہ ہو خواجہ یہ باتین کر رہے تھے نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ صرصر ایک کنیز کی صورت بنی ہوئی کنیزون کی پشت سے دیکھ رہی ہی عمرو نے مہرخ سے اشارہ کیا کہ آپ مجھکو رخصت کرین مین صرصر کو پکڑون میری ہی فکر مین آئی ہی ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ جا کہ خاصہ نوش فرمایئے روز آپ کا انتظار رہتا تھا خواجہ کترا کے چلے صرصر نے بھی سمجھ لیا کہ عمرو نے مجھکو دیکھ لیا یہ پیچھے ہٹی خواجہ نے تعاقب کیا جب صرصر باہر نکلی عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان کہان جاتی ہو صرصر بیرون لشکر آئی خواجہ جھپٹ کے برابر پہونچے صرصر سے نیچے چلنے لگا صرصر ہٹتی جاتی ہی جب صحرا مین پہونچی کہا خواجہ آج تمھاری قضا لیکر آئی ہی یہ کہکر آواز دی ای شہنشاہ آیئے دیکھا درہ کوہ سے افراسیاب کا نعرہ ہوا کہ خبردار او ساربان زادے صرصر پہ ہاتھ نہ ڈالنا جیسے ہی خواجہ نے افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا گھسکر ایک نیچہ صرصر کو مارا صرصر تو جست کر کے بھاگی عمرو نے گلیم اوڑھ لی ذرا پلک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ دیکھا عمرو ندارد کہا ای صرصر کسطرح یہ ساربان زادہ غائب ہو جاتا ہی خواجہ سب باتین سُن رہے تھے صرصر نے کہا مین تو اسواسطے لگا کے لائی تھی کہ یہان آپ گرفتار کرینگے میرے پکارتے ہی وہ سمجھ گیا افراسیاب نے کہا ای صرصر آج مجھکو گیارہ دن گذرے کہ دن بھر صحرا مین مارا مارا پھرتا ہون شب کو باغ سیب مین جاتا ہون اگر عمرو کو نہ گرفتار کرونگا تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی سردارون کے سامنے بے اختیار کہہ دیا اب مجھکو شرم آتی ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ عمرو کا ملنا بہت دشوار ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر مین تو عہد کر چکا ہون کہ عمرو کو بغیر لیے نہ جاؤنگا قید کے لیے ایسا مقام تجویز کیا ہی کہ تڑپ تڑپ کر مرے موت مانگے اور موت نہ آئے صرصر سے باتین کر کے افراسیاب تو غائب ہو گیا صرصر طرف لشکر کے گئی خواجہ بھی ایک طرف بھاگے خواجہ ایک جنگل مین پھر رہے تھے دیکھا ایک مسافر آتا ہی خواجہ عمرو ڈر کی وجہ سے گلیم نہین اُتارتے جب وہ مسافر قریب آیا تو عمرو نے حباب مار کر اُسکو بیہوش کیا اپنی صورت تو مہیب مثل ملک الموت کے بنائی مسافر کو اپنی صورت بنایا ویسا ہی لباس پہنایا لمبی ٹوپی اور جامہ کیئی سی کلی کا پہنا کر اُسکو ہوشیار کیا اُسنے اپنے قریب ملک الموت کو پایا تھر تھر کانپنے لگا عمرو نے کہا ای شخص تجھپر سامری و جمشید مہربان ہوئے عمرو عیار کی صورت تجھکو مرحمت فرمائی یہ کہکر آئینہ دکھایا اب تو وہ مسافر بھی تننے لگا عمرو نے کہا قدرت نے فرمایا ہی جو کوئی قصد کریگا کہ تجھکو گرفتار کرے

قدرت اُسکا عہدہ تجھکو دینگے تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہوگا بہت سی باتین سمجھاکر مسافر کو رخصت کیا یہ
سنتا ہوا چلا خواجہ الگ سے گلیم اُوڑھے دیکھ رہے ہین جیسے ہی مسافر کو افراسیاب نے دیکھا دور سے
للکارا او ساربان زادے کہان جاتا ہی منم شہنشاہ طلسم ہوشربا ساحر یکتا مرد مسافر نے آواز دی
منم عمرو بن اُمیہ ضمری ہین ساحرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگرون کو قتل کیا افراسیاب
نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا او ظالم اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا وہ مقام تیرے لیے تجویز کیا ہی کہ خود موت کا
خواہان ہو اور موت نہ آئے مرد مسافر یہی کہے جاتا ہی مین تو عمرو عیار ہون ساحرون کو جوتیان مارتا
ہون افراسیاب کمر مین ہنچہ دیکر لے اُڑا باغ سیب مین آیا صرصر بھی ذکر کر رہی ہی کہ شہنشاہ ناحق
تکلیف اُٹھاتے ہین اب مشہور ہو چکا کہ شہنشاہ عمرو کی فکر مین ہین ہر وقت اسی ذکر مین ہین وہ اپنے کو
ظاہر نہ کریگا کہ دیکھا شہنشاہ عمرو کو لیے ہوے آتے ہین سب مصاحب کھڑے ہو گئے باغ سیب مین
ہلڑ ہو گیا کہ شہنشاہ عمرو کو لاتے ہین صرصر بھی موجود ہی عمرو کو لاکر افراسیاب نے ڈالدیا کہا اس
ساربان زادے نے بہت پریشان کیا صرصر نے کہا ہوشیار رہیے افراسیاب نے اشارہ کیا پانون
زمین نے تھام لیے عمرو نقلی نے آنکھین کھولین وہ باغ سیب مملو از عجائبات نخل سرسبز و شاداب
چمن ہاے طولانی جواہرات کے طائر لاثانی زمزمہ سرائی کر رہے ہین ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط گرم
ہی ایک طرف ایک طائر ہفت رنگ بصد خوش الحانی منقار کھولے ہوے یہ اشعار بہاریہ گا رہا ہی
حسینان باغ کو سُنا رہا ہی

اشعار

فصل گل آئی ہی ہر سو شور نوشانوش ہی
عاشقون کے جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے
گل جو میخانے مین جاکر اتفاقاً سیر کی
ہی کہین ساغر کہین شیشہ صراحی ہی کہین
آتش خمخانہ سے گرمی مستان ہی تیز
ساقی و پیر مغان میخوار اور سب مغبچے
راز کرتا ہون یہ اے غافل مین تجھپر آشکار
خانۂ دنیا تو میخانہ ہی اور غفلت شراب

جوش گل سے بادۂ گلگون کا بڑھکر جوش ہی
پھر وہی وحشت ہی سودا ہی جنون کا جوش ہی
ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہی
خُم تو ہی لبریز اور اُترا ہوا سرپوش ہی
ہر سبو ہی مے سے پُر اُسمین عجب اک جوش ہی
ہی ہر اک مخمور ہر سو شور نوشانوش ہی
غور سے سنلے اگر تجھکو ذرا بھی ہوش ہی
نفس امارہ کا یہ پیر مغان بیہوش ہی

آئیگی جب موت ہو جائینگے سب نشّے ہرن
ورنہ آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی
کہہ وا مشب بند کرے دیدۂ انجم فلک
مار گیسو نے ہنین دل کو ڈسا گرا ہی نظام

ہوش مین اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہی
گور مین حسرت ہی تو حسرت سے ہم آغوش ہی
عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہی
کس لیے ایسا یہ بیخود بیخبر بیہوش ہی

نخل سر کشیدہ جوانان سبز پوش نشۂ باد بہاری سے مدہوش باغ وسیع عمارت ہاے رفیع تخت پر افراسیاب بیٹھا ہوا گرد ہزارون جادوگر کا فران بے ہنر اب میان مسافر صاحب کے ہوش اُڑے ساحرون نے جو پکار کر کہا عمرو گرفتار ہو کر آیا اسکو قتل کرو دشمن شہنشاہ ہی مسافر گھبرا گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگا افراسیاب نے پکار کر آواز دی او ساربان زادے اب کس حال مین اپنے کو پاتا ہی مگر وہ جو عمرو نے سکھا دیا ہی مسافر وہی پکار اُٹھا منم خواجہ عمرو جادوگرون کو جوتیان مارتا ہون ہزارون جادوگر مین نے قتل کیے افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تجھکو حال اس گستاخی کا معلوم ہوگا ایسا مقام تیرے واسطے تجویز کیا ہی کہ تو موت مانگے اور موت نہ ملے تڑپ تڑپ کر مرے مسافر نے پھر وہی جواب دیا صرصر نے بڑھکر کہا ای شہنشاہ یہ تو عمرو عیار نہین معلوم ہوتا افراسیاب نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی مابدولت خود گرفتار کر کے لائے بارہ دن جنگل مین مارے مارے پھرے اس ظالم کی تلاش مین سب عیش و آرام اپنا ترک کیا صرصر نے کہا حضور اسکا مُنھ دھلوائیے سب حال کُھل جائیگا افراسیاب نے کہا گرم پانی لاؤ گرم پانی آیا مُنھ دھلوایا دیکھا ایک مسافر مصیبت کا مارا سیہ فام مردود خاص و عام اب تو ظاہر ہوا صرصر نے کہا ہنسے حرکات دیکھکر کہا تھا مصاحبان افراسیاب جو ہنسے افراسیاب کو بہت ناگوار ہوا جھلا کے کہا ارے تو کون ہی وہ اب بھی وہی کہے جاتا ہی کہ مین تو ساحرون کو جوتیان مارتا ہون افراسیاب نے کہا اب تو تیری صورت اصلی ہو گئی اب کیون مکرتا ہی آئینے قد آدم سامنے لگے تھے آئینے پر جو نگاہ پڑی اب میان مسافر کی قلعی کُھلی صورت اصلی دیکھکر رونے لگا کہا حضور مین مسافر غریب واسطے نوکری کے نکلا تھا اس آفت مین پھنس گیا افراسیاب نے کہا ہمارے کارخانے مین اسکو چھوڑ دو کھانا بھی کھائیگا اور کچھ نقدی بھی ملجائیگا مسافر کو تو کارخانے مین بھیجا افراسیاب جادو یہ کہکر اُٹھا کہ اب مابدولت بدون گرفتاری عمرو واپس نہونگے سرداران اُٹھکر قدمون سے لپٹ گئے کہ ای شہنشاہ آپ کا ایسا فرمانا مناسب نہین ہی غلامان جانباز جائین جسطرح بنے

عمرو کو گرفتار کرکے لائین جب کئی سو سردار قدمون سے لپٹ گئے تو پھر افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا سر جھکا کر تخت پر بیٹھا اغلال کوہ پیکر مصاحبان افراسیاب مین سے ہی اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ اگر عمرو کی مشکین باندھکر نہ لایا تو مجھکو غلام شہنشاہی نہ فرمائیے گا صرصر نے کہا ای اغلال جب شہنشاہ ایسے جلیل نے دھوکا کھایا تو تمھارا دام مکر عمرو مین پھنسنا کیا بڑی بات ہی جب مین اُسکو لگا کے لاؤن اور عمرو سے مقابلہ ہونے لگے اُسوقت عمرو گرفتار ہو جائے تو کچھ عجب نہین اغلال اسپر راضی ہوا آپسمین صلاحین ہو گئین پہلے صرصر روانہ ہوئی بعد اُسکے اغلال کوہ پیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو مسافر کو اپنی صورت پر روانہ کرکے لشکر مین آئے ملکہ مہرخ وغیرہ سے ملے کہا اب کئی دن کو فرصت ہو گئی ایک عمرو بگڑ گیا سب نے حیران ہوکر پوچھا خواجہ کیا ہوا خواجہ عمرو نے سب کیفیت بیان کی سردار ہنسنے لگے خواجہ عمرو سردارون سے ملاقات کرکے برائے انتظام لشکر نکلے بازارون کو دیکھتے ہوے جاتے ہین کہ دیکھا صرصر ایک ضعیفہ کی شکل بنی ہوئی بازار بزازان مین پھر رہی ہی خواجہ عمرو نے للکارا او صرصر کس فکر مین ہی صرصر بھاگی خواجہ عمرو نے پیچھا کیا اُدھر سے برق فرنگی آتا تھا اُسنے دیکھا اُستانی بھاگی جاتی ہین اُستاد دوڑے ہوے آتے ہین برق نے چاہا صرصر کو پکڑلون صرصر نے پیچھے ہٹکر جاب مارا کہ برق فرنگی لڑکھڑا کے گرا صرصر پھر بھاگی جب جنگل مین خواجہ پہونچے صرصر نے کہا او ساربان زادے جا کیون قضا آئی ہی خواجہ یہ کہکر دوڑے کہ مین تو غلام ہون ذرا قدمبوسی کرون گرد پھرون تصدق و نثار ہون صرصر ہان ہان کرتی جاتی ہی خواجہ عمرو چاہتے ہین دوڑکر لپٹ جاؤن کہ اغلال آسمان سے کڑک کے گرا نعرہ کیا منم اغلال کوہ پیکر او مکار و غدار اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا یہ کہکر عمرو کو لے اُڑا صرصر ایک جانب چلی وہان برق کو کسی نے ہوشیار کردیا راہ مین صرصر سے ملاقات ہوئی صرصر نے کہا تمھارے اُستاد گرفتار ہوے افراسیاب کو بڑا غصہ ہی ایسے مقام پر قید کریگا کہ اپنی زندگی سے بیزار ہونگے برق یہ سُنکر بھاگا مطلب تو برق سمجھ گیا کہ صرصر لگا کے لیگئی اغلال نے گرفتار کرلیا برق فرنگی صورت بدلتا ہوا جاتا ہی تھوڑا راستہ طی کرکے آگے بڑھا نقشہ کھینچا ہوا پاس ہی صرصر کی صورت بنکر تیار ہوا اغلال آہستہ آہستہ جاتا تھا دل مین سوچتا ہوا کہ مین نے شہنشاہ سے کچھ وعدہ نہ کرلیا اب انعام معقول نہ ملیگا کچھ ہزار دو ہزار دیدینگے یہ وہ ظالم ہی

کہ اسکی ذات سے جنگ طلسم ہوشربا قائم ہوئی لاکھ دو لاکھ لینا چاہیے ایک پہاڑ کے درے مین آکر ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ عمرو کو کہین رکھدون تو شہنشاہ سے جاکر وعدہ پختہ کرون جو کہونگا وہی دینگے یہ سوچ رہا تھا کہ دیکھا سامنے سے صرصر آتی ہی صرصر کی آن بان دیکھکر دل بیقرار ہوتا ہی جی چاہتا ہی گرد پھرون خاک اسکے قدمون کی آنکھون سے لگاؤن صرصر نقلی چار جانب دیکھتی ہی کہ اغلال کہان گیا اغلال کوہ پیکر نے پکار کر آواز دی اے شہنشاہ اقلیم خوبی وای سرو خرامان باغ محبوبی کسکی تلاش مین ہو برق فرنگی نے جو اغلال کوہ پیکر کو دیکھا دوڑا پکار کے آواز دی اے شہنشاہ ساحران ہم تو تمھاری تلاش مین تھے اب کسی مقام پر ٹھہرو نہین جلد اپنے کو خدمت شہنشاہ مین پہونچاؤ شہنشاہ تمھارا انتظار کر رہے ہونگے اس سارہان زادے کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہونگے یہ وہ ظالم عیار ہی کہ صدہا گھر ویران کر دیے دمامہ ایسی ساحرۂ زبردست کو مارا یہ بھی برق نے دیکھا کہ مجھکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہی چٹکی لیکر کہا اب جلد جاؤ ہم بھی اپنے دل کو سمجھا لینگے تم لوگون سے محبت کرنا سراسر حماقت ہی تم شاہ کے مصاحب ہو تمھارے بڑے مرتبے ہین ہم بازاری لوگ ہین ہمارے تمھارے کون نسبت یہ جو مسکرا کر صرصر نقلی نے کہا اور میان برق کے لگاؤ کبھی ہنسے مسکرا کر چٹکی لے لی کبھی ٹھنڈی سانس کھینچی کبھی پٹون پر ہاتھ ڈالدیا کہا کیون مجھے گھورتا ہی کیا آنکھون مین مجھکو کھا جائیگا میرا خون بہت ہلکا ہی مین تیری صورت دیکھکر سہمی جاتی ہون اور مجھکو سب باتین تمھاری جھوٹی معلوم ہوتی ہین بقول شاعر

نظم

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط ۔۔۔ ہو گئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط
خود غلط ہی جو کہے ہوتی ہی تقدیر غلط ۔۔۔ کہین قسمت کی بھی ہو سکتی ہی تحریر غلط
زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے ۔۔۔ اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط
روبرو اُسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہی ۔۔۔ سامنے مہر کے ہی ماہ کی تنویر غلط
لب معشوق نہو تیر نظر کیون اُنکا ۔۔۔ قادر انداز کے ہوتے ہین کہین تیر غلط
ماہ واشیہ کے عوض مصر کا زندان دیکھا ۔۔۔ خواب یوسف کی مگر ہو گئی تعبیر غلط
دخل اغیار کا ممکن نہین اُنکے گھر مین ۔۔۔ ہون رقیبون سے کبھی وہ شکر و شمشیر غلط
حاشیہ مصحف رُخ سے قلم انداز کرو ۔۔۔ دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا — پھر ہوس راہ سے راہِ درِ شبیر غلط
جذب اُلفت کا تماشا اُسے دکھلا دیتا — گرگیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط
پیر میخانہ سے ہی رندون کو بیعت زاہد — افترا ہی جو اُنھین کہتے ہین بے پیر غلط
قبر مین بات بھی مجھسے نہ نکیرین نے کی — دھیان مین یار کے کی مین نے جو تقریر غلط
سحر ہی یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہی — یار کے سامنے تاثیرِ مزامیر غلط
محفلِ یار مین موقع نہ رہا اب رعنا — آپ کو ہی ہوس عزت و توقیر غلط

ے لبس جاؤ ایسا نہو کہ کہین کوئی عیار آجائے تمھاری میری دونون کی گردن لے عیاران اسلام بلاے روزگار ہین اغلال کوہ پیکر ان باتون پر مرگیا کہا ای صرصر تونے مار ڈالا مین تو میان سے جاکر زندہ نہ رہونگا شہنشاہ جو مجھسے پوچھینگے کہ تونے کارنمایان کیا عمرو ایسے عیار کو گرفتار کرکے لایا کیا مانگتا ہی مین عرض کرونگا ای شہنشاہ ہوشربا ای ساحر یکتا صرصر شمشیر زن کے ساتھ میری شادی کردیجیے صرصر نقلی نے ہنسکر کہا دور بھی ہو کیا بیہودہ بکتا ہی مین کیا شہنشاہ کی لونڈی ہون اگر وہ مجھسے یہ کہین مین اُسی وقت انکار کردون نوکری چھوڑ دون اغلال کوہ پیکر و صرصر نقلی سے باتین ہونے لگین برق فرنگی نے باتون مین دیوانہ کردیا کہ اغلال کوہ پیکر منتین کرنے لگا کبھی ہاتھ باندھتا ہی کبھی قدمون پر گرتا ہی کمر سے چادرہ کھول کے بچھا دیا کہا ملکہ صرصر اچھی طرح بیٹھو صرصر نقلی نے کہا مین بیٹھی ہون کیا مجھے کھا جاؤگے یہ کہکر تیتے پڑے منھ پر منھ رکھدیا کہا او ظالم کیا تیری آنکھون مین مُوہنی ہی جسوقت سے تجھسے آنکھ ملی اُس وقت سے دل کو آرام نہین روح کو راحت نہین قلب مین قوت نہین جی چاہتا ہی گریبان پھاڑکر طرف صحرا کے نکل جاؤن اغلال کوہ پیکر نے کہا مین خدمت مین ہر وقت حاضر ہون ای ملکہ صرصر شمشیر زن کبھی مجھسے خلاف مرضی نہوگی صرصر نقلی نے ہنسکر کہا او ظالم کیا چاہتا ہی اغلال کوہ پیکر نے کہا چاہتا ہون کہ تصدق ہون نثار ہون شربت وصل سے بھی سیراب ہون برق نے کہا او ظالم ایک گلابی شراب کی کہین سے لا بڑے عرصے سے شراب نہین پی اغلال دوڑا ہوا گیا بھٹی پر سے ایک بوتل شراب کی لایا برق فرنگی نے گلابی لیکر اپنے آگے رکھ لی کہا سب شراب تو مین پیونگی ایک جام تجھکو بھی دیدونگی اغلال کوہ پیکر نے ہاتھ باندھکر کہا ای ملکۂ عالم مین ایک ہی جام کا امیدوار ہون کہ ایک جام تو آپ کے ہاتھ سے پیون برق فرنگی نے کہا

مُنھ کھولو جتنی ہماری جی چاہیگا اُتنی پلا دینگے اغلال کوہ پیکر نے مُنھ کھول دیا خواجہ بیہوش پڑے ہین صرصر نقلی نے بوتل کی بوتل مُنھ مین اغلال کوہ پیکر کے اُنڈیل دی اغلال شراب پیتے ہی گھبرا گیا معلوم ہوتا ہی کلیجے مین آگ لگ گئی شعلے بھڑکنے لگے گھبرا کر کہا اے ملکہ صرصر میرے کلیجے مین تو آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آسمان پر لیے جاتا ہی صرصر نے ہنسکر کہا کیون گھبراتا ہی اُٹھکر ٹہل کیا کم ظرف ہی ذرا نشہ جو ہوا گھبرا گیا اغلال گھبرا کر اُٹھا دو قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا برق نے نعرہ کیا نعرۂ برق تصنیف مصنف

لقب ہی مرا برق خنجر گزار
کہے کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا پہرا رہا
چھلاوا ہون ہین نام بھی برق ہے

کہ اُستاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طے
تڑپ سے مری چرخ بہرا رہا

تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
ارسطو ے ذلیل شاگرد ہے
بزیر قدم غرب ہی مشرق ہے

برق نے نعرہ کرکے اغلال کوہ پیکر کو خنجر مار دیا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے اغلال کے خواجہ عمرو کو ہوش آیا اُٹھتے ہی اغلال کے کپڑے اُتارنے لگے برق کہتا ہی اُستاد اب بھاگ چلیے کئی دن سے لشکر مین آپ کی تلاش ہی بھلا خواجہ کب مانتے ہین برق تو نکلکر بھاگا اور کہتا ہوا کہ اُستاد چلے آیئے ایسا نہو کوئی آفت آجائے خواجہ لیے تسہولت کپڑے اُتارے چاہتے ہین کہ درۂ کوہ سے نکلکر بھاگون قضائے کار افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہی اُسوقت ذکر کر رہا ہی کہ مصاحب میرا اغلال کوہ پیکر برائے گرفتاری عمرو گیا ہی مجھے یقین نہین کہ عمرو کو گرفتار کر سکے لیکن صرصر شمشیر زن بھی گئی ہی شاید وہ لگالائے تو گرفتار ہو جائے مصاحبون نے کہا ذرا کتاب تو دیکھیے افراسیاب نے کتاب سامری اُٹھائی اب جو کتاب کو دیکھا تاج دے مارا اپنا سر پیٹنے لگا کہا یارو غضب ہوا اغلال کوہ پیکر عمرو کو لے نکلا تھا راہ مین برق فرنگی نے صرصر کی صورت بنکر مارا عمرو اُسکے کپڑے اُتار رہا ہی یہ کہکر افراسیاب جادو چلا جست کرکے بلند ہوا کچھ ستارے چمکے کچھ شعلے بھڑکے طائرون نے زمزمہ سرائی کی ہر طرف سے ہنگامہ ہوا شہنشاہ جاتے ہین خواجہ عمرو اغلال کے کپڑے اُتار کے درۂ کوہ سے نکلا چاہتے ہین کہ اب بھاگ کر نکل جاؤن ایک نخل پر نگاہ پڑی ایک طائر نے مثل انسانون کے آواز دی او عمرو کہان جاتا ہی آگے نہ بڑھنا عمرو نے چاہا گلیم اوڑھ لون یہ سمجھ گئے کہ تاثیر سحر ہی زنبیل پر ہاتھ ڈالا کہ گلیم نکالون ہاتھ مین رعشہ آیا زنبیل تک ہاتھ نہ پہونچا طائر تڑپ کے گرا پاؤن عمرو کے زمین

تھام یے دیکھا پہلو سے افراسیاب چلا آتا ہی نعرہ کرتا ہوا او ساربان زادے اب میرے ہاتھوں سے بچکر کہاں جائیگا اب تجکو ایسے مقام پر قید کرونگا کہ موت مانگے اور موت نہ آئے خواجہ عمرو ہنس پڑے کہا ای شہنشاہ مجھے آپ سے بڑی امید ہی آپ مجھپر پرورش فرمائینگے میں تو ہمیشہ سے تابعدار ہون خاص سرکار کی ملاقات کو ٹھہر گیا یہاں لڑائی پڑگئی غلام سب طرح پر حاضر ہی افراسیاب جادو نے کہا او ساربان زادے تیری سب باتیں مکر ہیں یہ کہکر کمر میں عمرو کی افراسیاب نے پنجہ دیا لے اڑا خواجہ عمرو باتیں کرتے جاتے ہیں افراسیاب اسقدر بلند ہوا کہ برابر کہکشان فلک کے پہونچا عرصۂ دراز تک عمرو کو افراسیاب لیے ہوے اڑا متوجہ ہوا سے کبھی خواجہ ہوشیار ہو جاتے ہیں کبھی آنکھ بند ہو جاتی ہی افراسیاب کو لاشہ اغلال کوہ پیکر کا دیکھکر نہایت غصہ ہی اب بلندی سے طرف پستی کے مائل ہوا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہرا خواجہ عمرو نے دیکھا تمام صحرا میں ہزارہا جوان جمع ہیں میلے کا سا سامان معلوم ہوتا ہی کہیں ڈھول بج رہے ہیں کسی طرف سے جھانجھ کی آواز آتی ہی عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی سب گنوار آوازیں دے رہے ہیں یا خداوند شعلہ خوار آتش خو جلد ہماری مرادیں پوری کیجیے کوئی ہاتھ باندھے ہوے کھڑا ہی بیچ میں صحرا کے ایک شوالہ ہی اُسی کے سب گرد پھر رہے ہیں ایک جانب ہزارہا فقیرون کا جماؤ ہی کسی نے ایک ہاتھ اُٹھا دیا وہ ہاتھ خشک ہو گیا ہی کسی کے دونون ہاتھ خشک ہیں بعض نے اپنے کو درخت میں لٹکایا ہی بعض نے تخت کو بچھایا ہی اسمیں ہزارہا کیلیں نصب ہیں اُنھیں کیلون پر لیٹے ہیں نام خداوند شعلہ خوار آتش خو گا رہے ہیں کہ ایک طرف سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک زمیندار ایک دزد کو لیکر آیا مشکیں اُسکی بندھی ہوئیں زنجیرون میں جکڑا ہوا سامنے شوالے کے لاکر کھڑا کیا زمیندار کا مہبوت زنگی نام ہی اُسنے پکارکر آواز دی یا خداوندا اسنے چوری کی اسکو سزا ملے دیکھا سب نے شگون سے ایک برق چلی وہ برق اُسی دزد پر گری دزد کے دو ٹکڑے ہوے اسی طرح کئی گنہگار آئے اور مارے گئے خواجہ عمرو حیران یہ سب معاملات دیکھ رہے ہیں افراسیاب نے خواجہ عمرو کو تو اُسی پہاڑ پر ڈالدیا آپ ٹہل رہا ہی کہہ رہا ہی ای خواجہ یہ سب تماشا دیکھ لو اب اسی شوالے میں تمکو رہنا ہوگا بڑی مصیبت پڑگئی خواجہ نے کہا ای شہنشاہ معلوم ہوا کہ اس شوالے کی بربادی کا وقت آگیا اور جو کوئی اسمیں رہتا ہی اُسکی بھی اب قضا آئی ہی کوئی ساحر زبردست ہوگا یا کوئی دیو ہوگا

افراسیاب نے کہا او ساربان زادے ان خداوند کی کیا بات ہی سب طریقون مین کرامات ہی عمرو نے کہا مین سب کرامتون کو مٹا دونگا تب حال کھلیگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا ساری خدائی خاک مین ملا دونگا افراسیاب ہنستا ہی کہتا ہی خواجہ وہ حال تمھارا ہوگا کہ یاد کروگے افراسیاب نے عمرو کو بہت بہت ڈرایا دل تو خواجہ کا کانپ رہا ہی مگر بجرأت باتین کر رہے ہین یہ نہ افراسیاب کو ثابت ہو کہ عمرو ڈرتا ہی افراسیاب عرصۂ دراز تک کھڑا رہا بعد تھوڑی دیر کے وہ زمیندار گیا مجمع متفرق ہوا جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ صبح کو یہان جماؤ ہوتا ہی پوجا پاٹ کرنے سب آتے ہین خداوند بھی کرامت دکھاتے ہین جب مجمع متفرق ہو چکا افراسیاب عمرو کو کھینچتا ہوا دروازے پر شوالے کے لایا پکار کر آواز دی یا خداوند شعلہ خوار آتش خو ہر چند کہ مجھکو آپ کا اعتقاد نہین ہی مین معتقد سامری و جمشید ہون لیکن اس طلسم سے آپ کو بھی تعلق ہی دشمن کو طلسم کے لایا ہون اس شوالے مین قید کرتا ہون اسکو کھا جائیے اندر سے شوالے کے آواز آئی ای افراسیاب ہمکو بھی معلوم ہی کہ طلسم پر وقت زوال ہی جیسی تو نے لاچین پر بدعت کی اُسیکا یہ بدلا ہی مگر خبردار اب کبھی ایسا نام نہ لینا کہ ہمین آپ کا اعتقاد نہین ہی ہم سارے طلسم کو سنبھالے ہوے ہین اگر ہمارا قدم درمیان مین نہوتا تو طلسم تمام ہو جاتا افراسیاب نے کہا جسدن اسد کو قتل کرون اور سب سردار میری اطاعت کرین وہی سلطنت کا رنگ و ڈھنگ ہو تو مین تمھاری نذر چڑھاؤن تمکو خداوند طلسم ہوش ربا بناؤن اس دشمن کو کھا جائیے اب یہ زندہ نہ نکلے آواز آئی اپنا سحر اُتار لے اندر شوالے کے پھینکدے ہڈیان بھی نہ باقی رہینگی افراسیاب جادو نے اپنا سحر اُتار لیا عمرو کے ہاتھ پاؤن قابو مین کر کے آواز دی کدھر سے پھینکون یہ کہتا تھا کہ ایک دروازہ شوالے مین پیدا ہوا آواز آئی دیکھو یہ بھی ایک کرامت ہی کہ دروازہ ظاہر ہوا اب تو ہماری خدائی سے ماہر ہوا یہ سُنکر افراسیاب نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ عمرو کو اندر شوالے کے پھینک دیا عمرو نے گرتے گرتے گلیم اوڑھ لی دروازہ غائب ہو گیا افراسیاب تو عمرو کو پھینک کر چلا گیا عمرو نے دیکھا ایک لڑکا نہایت خوبصورت سامنے کھڑا ہی جب ہاتھ چمکاتا ہی ایک شعلۂ آتش نظر آتا ہی آواز دیتا ہی منم خداوند شعلہ خوار آتش خو مگر حیران اس بات پر ہی کہ افراسیاب جادو نے جسکو اس شوالے مین پھینکا تھا مین نے دیکھا ایک شخص دبلا پتلا تانتیا تھا گرتے گرتے غائب ہو گیا یہ کیا معرکہ ہوا

خواجہ عمرو کو ہاتھون سے ٹٹولتا پھرتا ہی کبھی چیخ مارتا ہی شوالہ ہل جاتا ہی خواجہ کانپ رہے ہین اور ارادہ کرتے ہین کہ اسکو گرفتار کرلون مگر دل قابو مین نہین تین چار مرتبہ وہ لڑکا سب طرف پھرا آخر تڑپ کے اُنہین شبکون سے نکلگیا خواجہ نے دیکھا جابجا اسباب بھی بہت پڑا ہی شیرینی کا انبار لگا ہوا ہی خواجہ سمجھ گئے کہ اب رات کو یہ نہین آئیگا مگر حیران ہین کہ اس گنبد بے در سے نکاسی کیونکر ہوگی شیرینی تو خوب نوش فرمائی اسباب اُٹھا کر داخل زنبیل کیا اب اس سوچ مین بیٹھے ہین کہ کیونکر اب اس شوالے سے نکلون کسی قدر رات باقی ہی گلیم کو زنبیل مین رکھ لیا ہی بہ اطمینان خواجہ بیٹھے ہین مٹھائی جو بہت کھائی پیٹ پھول گیا ہی پیٹ سہلا رہے ہین کہ شیشگے سے برق چمکی خواجہ نے چاہا گلیم اُوڑھلون خواجہ گلیم اوڑھنے نہ پائے تھے کہ وہ طفل زمین پر آکے پہونچا جیسے ہی عمرو کو دیکھا ایک چیخ ماری کہ شوالہ ہلگیا آواز دی کہ او تانتیے کل افراسیاب نے تجھکو پھینکا تھا تو کہان غائب ہو گیا تھا خواجہ عمرو نے چاہا بھاگون اُسنے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ کسی نے انگارہ رکھدیا ہڈیان جلنے لگین ہر اعضاے جسمی سے چنگاریان نکلنے لگین خواجہ ہر چند غل مچاتے ہین مگر وہ ہاتھ نہین چھوڑتا کبھی چلت مار دیتا ہی بوٹیان خواجہ کی نوچ رہا ہی خواجہ اپنی جان سے بیزار ہین فریاد فریاد کر رہے ہین مگر شیطان بچہ ہاتھ نہین چھوڑتا عمرو کی بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا رہا ہی خواجہ حیران ہین کہ پروردگار کیونکر جان بچیگی کبھی وہ کہتا ہی او تانتیے بتا کل سے تو کہان غائب ہو گیا تھا صاف مجھے بتا دے خواجہ فرماتے ہین آپ میرا ہاتھ چھوڑ دیجیے تو مین آپ کو بتا دون کہ مین کہان چھپا تھا مین آپ کو سجدہ کرونگا شعلہ خوار آتش خو کبھی آنکھین نکالتا ہی کہ خواجہ عمرو اُسکی آنکھون کی وحشت دیکھکر بیقرار ہو جاتے ہین بڑی بڑی آنکھین صورت وحشت خیز جسم مین عجب گرمی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ جملہ اعضاے جسمی سے انگارے نکل رہے ہین عمرو نے ہاتھ باندھکر کہا حضور کا نام نامی کیا ہی مین نادیدہ سجدہ کر چکا ہون خداوند گنبد نشین کہتا ہون اُس لونڈے نے کہا او ساربان زادے قدرت کو تیری چالاکی سے خوف آتا ہی اُن بڑے بڑے ساحرون کو تو نے کیونکر مارا اور نام قدرت کا شعلہ خوار آتش خو ہی جسقدر گرمی سارے عالم مین ہی وہ ذات سے قدرت کی ہی اگر قدرت اسقدر گرم مزاج نہوتے سب بندے ہمارے برودت سے مرجاتے اسوجہ سے قدرت نے اپنے کو شعلہ خوار آتش خو بنایا ہی اور

جب قلم قدرت سے قدرت نے صفحۂ قدرت پر تصویر کھینچی ساری فطرت عقلمندی اُسی مقام پر جمع تھی قدرت کو دھوکا کھانے کا خوف ہی عمرو نے کہا میری کیا مجال کہ جو قدرت کے سامنے کوئی مکر کرون جس مقام پر کسی بلا مین پھنستا ہون آپ ہی کو پکارتا ہون عمرو نے خیال کیا کہ باتین کرنے سے بوٹیان تو جسم کی بچین مگر ہاتھ پکڑے ہوے ہی یہ عمرو کو ثابت ہوتا ہی کہ ہڈیان جلکر خاک ہوجاینگی دل سے کہتے ہین کہ یہ مین کیا جانتا تھا ورنہ مین گلیم اوڑھے رہتا باتون مین خواجہ نے لگایا خوشامدین شروع کین دست بستہ عرض کی چوبے مین لقا کے آپ ہی کو دیکھا فرعون شاہ وزیر جدید شاہ ان سب کی خدائی کے آپ ہی بانی تھے اگر مجھکو حکم دیجیے تو حمزہ کو بلا کر لاؤن وہ بھی سجدہ کرین سمجھا دون کہ خداوند حقیقی یہی ہی اس بات پر شیطان بچہ بہت خوش ہوا کہا ای عمرو اُسکو تو قدرت نے بہت سرفراز کیا پردۂ قاف مین اُسکو پہونچایا دیوزادون کو اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا عمرو نے کہا جب ہی حمزہ اپنے کو قاتل سمندون وعفریت بتاتا ہی آپ بیشک حمزہ کے ساتھ تھے شیطان بچہ خوب ہنسا جب ہنستا ہی تو ایک شعلہ بھڑک جاتا ہی عمرو کو ڈر ہوتا ہی کہ ایسا نہو مین پھکنے لگون خدا اسکی قید سے بہت جلد رہائی دے لیکن باتون مین مصروف ہی یکایک سحر ہوگئی شعبدہ باز اقلیم چہارم شعبدۂ ادویات شعاع وضیا تیار کر کے تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تماشہ گنوار شوالے کے قریب آکر جمع ہوے یا خداوند یا خداوند کی آوازین آئین گھنٹ وناقوس بجنے لگے آوازین آرہی ہین یا خداوند شعلہ خوار آتش خو یہ چور گنہگار حاضر ہین چوری بھی کی کئی آدمی بھی قتل کیے اسکو سزا دیجیے گنوار دیکھ رہے ہین کہ آج شکون سے برق نہین چمکتی ہلڑ کر رہے ہین کہ شاید خداوند سوتے ہین عمرو نے کہا یا خداوندان سبھون کی داد دیجے ایسا نہو کہ یہ بندے آپ سے پھر جائین مین آپ کے پاس سے کہان جاؤنگا ایک دن قدرت شب کو خواب مین تشریف لائے علم موسیقی کا مجھکو بادشاہ کیا میرے گلے پر ہاتھ پھیرا اور کہا آج سے ہمنے تجھکو علم موسیقی کا بادشاہ کیا ایک غزل تو سنیے

غزل

تو نہائے اگر اے رشک چمن پانی مین — اُڑکے مرغان چمن آئین معاً پانی مین
آپڑی زلف دم غسل جو اُسکے رخ پر — مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین
دم رفتن جو بندھا گوہر دندان کا خیال — آگیا صاف نظر دُرِّ عدن پانی مین

قرۃ گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت
موج ہو موجۂ بوے گل تر آب گلاب
چاہیے لوث سے یونس کی طرح دامن پاک
پوچھو دریا سے تجسس مین ہی کسکے بیتاب
بلبلے پانی مین اُٹھتے ہین بجاے بلبل
خون فنرہاد مگر گردن خسرو پہ رہا
خسرو بین سے ہی عجب قدرت خالق ظاہر
گل پہ شبنم نہین آغوش مین بلبل کے مگر
ضبط گریہ کے سے نمود اسکی ہی رعنا ورنہ

مردم چشم کا ہی جیسے وطن پانی مین
ہو جو وہ غیرت گل عکس فگن پانی مین
گو رہے نام کو اک عمر وطن پانی مین
آبلے موج کے پا مین ہین شکن پانی مین
پھونک دیتا ہی جو وہ غنچہ دہن پانی مین
اشک شیرین سے یہی جوے لبن پانی مین
اک جہان کا نظر آتا ہی وطن پانی مین
عرق شرم مین ڈوبا ہی دلھن پانی مین
غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی مین

باتون سے تو شیطان بچہ مبہوت ہو ہی چکا تھا گانا تو خواجہ کا سحر ہی اس رنگ مین غزل گائی کہ وہ شیطان بچہ جھومنے لگا کہا اے بندۂ من قدرت تجھکو اپنا نائب کرینگے تعویذ بازو بنائینگے عمرو نے کہا پہلے قدرت بندون کی داد فریاد سن لین ہین تو خدمتگزار ہون شیطان بچے نے کہا اے عمرو یہان لاکھون روپیہ کا مال رکھا ہوا تھا وہ تو نے لیا اچھا کیا اور تجھکو ہزارون روپیہ کا مال دلواؤنگا عمرو نے کہا مین اب عمر بھر خدمت مین رہونگا شیطان بچے نے ہاتھ چھوڑ دیا خواجہ عمرو کو معلوم ہوا کہ جان مین جان آگئی شیطان بچے نے باہر آکر موجب قاعدۂ قدیم ہاتھ چمکانے بڑہین گر یہین گنہگار کچھ قتل ہوے کچھ جلکر رہگئے خواجہ عمرو پشت پر کھڑے دیکھ رہے ہین حلقے کمند آصفاے یاصفا کے ہاتھ مین لیے ہوے جال الیاسی کاندھے پر شیطان بچہ منھ پھیرے ہوے ہاتھ چمکا رہا ہی عمرو نے چھو دمتے حلقے کمند کے گلے مین اُسکے ڈالدیے اُسنے چاہا تڑپ کے نکلون عمرو نے جھٹکا مارا جیسے گرگٹ تڑپتا ہی بہت تڑپا پھڑکا مگر نہ نکل سکا کمند تحفۂ بزرگان دین ہی استخوان تک پہونچ گئی عمرو نے حباب مارکر بیہوش کیا جال الیاسی مین لپیٹا کمند سے مشکین باندھین اُس شیطان بچے کو نذر زنبیل کیا اب منظور ہوا کہ دو چار کوڑی کا روزگار بھی کرلین سفید مہرہ نکال کر آواز دی اے بندگان من سب قریب شوالے کے آکر جمع ہو قدرت کو اپنے بندون پر پرورش منظور ہی مبہوت زنگی زمیندار و وڑا سب گنوارون کو اپنے ہمراہ لیکر جب قریب شوالے کے پہونچا پکار کے آواز دی قدرت کیا فرماتے ہین

عمرو نے اُسی سفید مہرے مین آواز دی قدرت کو منظور ہو کہ تم سب کو امیر کر دینگے اب تو غربا نے غل مچایا قدرت کی پرورش اور عنایت ہو شوالے کے اندر سے آواز آئی اب سے شام تک شوالے کے سامنے لا کے جسقدر مال ہو جمع کرو آج شب کو قدرت تشریف لائینگے سب مال کو دونا کر دینگے ہم چاہتے ہین کوئی کسیکا دست نگر نہو سب دعائین دینے لگے کہ کیا پرورش ہو خداوند کی اب کوئی کسیکا محتاج نہوگا سب کے پہلے میان مہوت زمیندار دوڑے روپیہ اشرفیان جورو کا سب گہنا بڑی ایک چاندنی مین باندھ کر لائے قریب شوالے کے رکھدیا غربا لوگ اپنی اپنی عورتون کا زیور لے لیکر چلے آتے ہین بعض جنکو نہین میسر ہو وہ پڑوس مین دوڑے گئے کہا ہمین اپنے جوشن اور چوڑیان ذرا مانگے دیدو اُنھون نے کہا واہ بھائی اچھے دن مانگنے آئے ہو آج کا تو وہ دن ہو کہ اگر ہمین کو اور مل جائے تو خدمت خداوند مین لیکر جائین صبح کو دونا کر کے لائین گانون مین ہلڑ پڑا ہوا ہو جنکو اور کچھ نہین میسر ہو اُنھون نے تانبے کے ظروف ہی لا کے رکھدیے بعض شخصون نے اناج لا کر رکھا ہو شام تک انبار عظیم ہو گیا شام کو خواجہ عمرو نے نکلنے کی تدبیر کی سارے شوالے مین دوڑے دوڑے پھرے مگر راستہ نکلنے کا نہ ملا بہت حیران ہوے کہ کیا کرون شگلے اسقدر مختصر ہین کہ انمین سے نکاسی نہین ہو سکتی آخر خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا نقب کھودنا شروع کی نقب کھود کر باہر نکلے مال کو دیکھا جال لگا لا آواز دی اے جال جنجال ہو گر مٹی تک یہان کی نہ چھوٹے تمام کھینچکر زنبیل مین رکھا اب خواجہ یہان سے طرف لشکر کے بھاگے قضائے کار صرصر نے افراسیاب سے کہا حضور نے عمرو کو کہان قید کیا افراسیاب نے پتہ دیا کہ بیابان گرد آباد مین جو شوالہ ہو وہان چھوٹے خداوند خدائی کرتے ہین وہان کے لئی ہزار آدمی اُنھین کے معتقد ہین مین نے اُسی شوالے مین عمرو کو چھوڑ دیا وہ خداوند عمرو کو نوچ نوچ کر کھا جائینگے اپنی آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے شعلہ خوار آتش خوار خداوند کا نام ہو سامری و جمشید سے چھوٹے اور خداوندون سے بڑے ہین وہان سے اب عمرو زندہ نہ نکل سکیگا صرصر شمشیر زن نے کہا شہنشاہ آپ نے غضب کیا معلوم ہوتا ہو کہ اُس شوالے کے بھی خاتمے کا وقت آگیا مین برائے خبر جاتی ہون کسی ساحر کو حکم دیجیے کہ مجھے وہان پہونچا دے نسیم تیز رو ایک ساحر قریب کھڑا تھا افراسیاب جادو نے کہا اے نسیم تیز رو صرصر کو بیابان گرد آباد مین پہونچا دے

نسیم تیز رو نے صرصر کی کمر مین پنجہ دیا اے اُڑا گویا ہوا ے تیز چلی نسیم نے تھوڑے ہی عرصے مین صرصر کو بیابان گرد آباد مین پہونچا دیا یہان گنوارون کو از حد خوشی ہے رات بھر نیند نہین آئی کہ مال ہم اپنا دونا اُٹھینگے بوقت سحر سب اہالی قریہ ڈھول جھانجھ بجاتے ہوے اپنے اپنے گھرون سے نکلکر قریب شوالے کے آئے دیکھا مال نذار وا ایک طرف سے نقب لگی ہوئی ہے شوالے سے جو برق چمکا کرتی تھی آج اُس برق کا بھی نشان نہین گنوار پکارتے ہین یا خداوند مال ہمارا دیدیجیے لاکھ پیٹتے ہین چیختے ہین کچھ آواز نہین آتی سب کہرہے ہین خداوند کا تو پتہ ہی نہین ہمارا مال لیکر بھاگ گئے کہ صرصر شمشیر زن آکے پہونچی صرصر نے کہا ارے کمبختو کیون غل مچاتے ہو دیکھو نقب لگی ہوئی ہے مال وہ سب لیگیا آؤ دیکھو نقب کی راہ سے کئی گنوارون کو اندر شوالے کے لیگئی دیکھا شوالہ خالی پڑا ہے گنوار رونے لگے گریبان پھاڑ ڈالے سر پیٹتے تھے کہ قدرت ہمکو لوٹ کر لیگئے صرصر نے کہا تمھارے خداوند پر بھی آفت آئی نہین معلوم کہ اب کیا کیا آفت برپا ہوگی گنوارون نے کہا اگر ہم کو نشان ملے تو ہم ساربان زادے کی بوٹیان کاٹ کر کھاجائین صرصر نے کہا چلو ہم بتادین مبہوت زمیندار نے اپنی گنہار جمع کی بارہ ہزار گنوارون کو لیکر چلا یہی خیال مین ہے کہ جاکر لشکر مسلمانان کو تباہ کرون ادھر سے تو مبہوت زمیندار جاتا ہے اُدھر ہلال سحر افگن جب کئی دن خواجہ کو گذرے اور برق فرنگی بھی دریافت کرکے آیا کہ خواجہ کو افراسیاب گرفتار کرکے لیگیا زبانی صبا رفتار کی یہ بھی معلوم ہوا کہ افراسیاب نے پکار کر یہ کلمہ کہا تھا کہ ایسے مقام پر قید کرون کہ عمرو تڑپ تڑپ کے اپنی جان دے ملکہ ہلال سحر افگن بیتاب ہوکے یکہ و تنہا بہ تلاش خواجہ عمرو نکلین ایک مقام پر آکے دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے پانچ سات ہزار جادوگرنیان نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین پھر رہی ہین جابجا چھوٹے چھوٹے خیمے استادہ ہین مالک اس لشکر کی ملکہ گلشن جادو چھوٹی بہن ہلال کی دربار گاہ پر بیٹھی ہے گلشن نے دیکھا ایکطرف سے آسمان پر ہلال چمکا بہ نگاہ غور جو دیکھا پہچانا کہ ملکہ ہلال سحر افگن آتی ہین کئی سال کے بعد جو دیکھا پکار کے آواز دی بوا ہلال مہر و وفاے قدیم کو بالکل فراموش کیا کہان اسوقت جاتی ہو ہلال نے جو چھوٹی بہن کو دیکھا اتر آئین گلشن بہت خاطر سے پیش آئی مقام صدر پر جگہ دی پوچھا بوا کہان تھین ہمنے سنا تھا کہ تم مسلمانون کی شریک ہوگئین ہلال نے کہا شکر ہے کہ مذہب

حق مین پہونچے خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو کہ اُنکی ذات سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے ملکہ گلشن نے کہا بو انکو کیونکر اعتقاد ہوا ہلال نے جواب دیا اپنی جس کتاب کو معتبر جانو اسی کتاب کو نکالو حال حق و ناحق کا کھل جائے ہلال نے کہا سامری نامہ رکھا ہی یہ تو خداوندگی کہی ہوئی کتاب ہی ہلال نے کہا ابھی تمپر حال کھلیگا سامری نامہ جو اُٹھایا پہلے یہی مضمون نکلا کہ عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب جادو قتل ہوگا اسد غازی قاتل افراسیاب ہی جرأت مین لاجواب ہی گلشن گھبرا گئی کہا بوا یہ تو عجب مضمون دل خراش ہی ہلال نے کہا تحقیقات مذہب مین ایک لفظ کافی ہی کہ پُونے دو سی خداوند خدائی نہین کر سکتے وہ وحدہ لا شریک اکیلا پروردگار ہی جو مناسب جانتا ہی وہ کرتا ہی اکیلے کو سب طرح کا اختیار ہی گلشن اُسی وقت مطیع اسلام ہوئی ملکہ ہلال سحر افگن کو اپنی بہن کے مسلمان ہونے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اب دونون بہنین ملکر بیٹھین بیرون بارگاہ سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی دونون بہنین تخت پر بیٹھی ہین گرد کنیزان زرین پوش جمع ہین ایک گائن عمدہ سامنے ان دونون شاہزادیون کے بعد ناز و کرشمہ یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

غزل

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین ۔ کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین ۔ جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہی جو تجھون غارت دل کے لیے ۔ جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان ۔ عذر ہی معقول ہین ای مہربان ملتا نہین
باہمہ رفعت تصدق روز ہی ہر صبح و شام ۔ کون کہتا ہی زمین سے آسمان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر ۔ ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے دلہن کیا گلشن مین جا باقی نہین ۔ عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھُری ۔ بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین
ڈھیر پر آتا ہی ناحق خاکسارون کے ہما ۔ خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب ۔ اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین
دشت وحشت مین ہون اک مدت سے سرگرم تلاش ۔ حسین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین
داہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد قتل ۔ کہکے پچھتاتے ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

ملکہ ہلال سحر افگن فرما رہی ہین ای گلشن ہم کیا کہین دل پر داغ ہی ہمارے مالک ہمارے جان بخش
خواجہ عمرو نامدار کو افراسیاب گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم بجیانے کہان لیجا کر قید کیا مین صبح سے
انھین کی تلاش مین نکلی ہون تمسے ملاقات ہونا بدی تھی اب حیران ہون کہ کہان جاؤن ہوشربا
وہ مقام ہی کہ جہان اٹھارہ سحر ملک کی بستی ہی پہر بھر مجھکو ہو چکا اُڑتے اُڑتے بازو تھک گئے اب تک
کہین نشان نہ ملا زبانی صبا رفتار کی دریافت ہوا کہ افراسیاب جادو نے یہ کلمہ کہا تھا کہ ا یکی
ایسے مقام پر لیجا کر قید کرونگا کہ خود تڑپ تڑپ کر جان دے تا قید حیات رہائی ممکن نہو گلشن
کہ رہی ہی بوا وہ تمھارے جان بخش ہین ہلال نے مکرر اپنے شوہر کے قید ہونے کا اور خواجہ عمرو
کے سنی ہونے کا سامنے گلشن کے بیان کیا یہ سنکر گلشن کے ہوش اُڑ گئے یہ بھی افسوس کر رہی
ہو کہ بوا ہمکو بھی اُنکی زیارت کا اشتیاق ہوا ملکہ ہلال سحر افگن رونے لگین کہا بوا خدا اُنکو اس
آفت سے بچائے اپنا فضل اُنکے شریک حال کرے اور وہ رہائی پاکر تشریف لائین تم اُنکی زیارت سے
مشرف ہو جاؤگی بوا مین نے اپنے شوہر کا قید ہونا ایک ادنی جملہ بیان کیا گلشن کہتی ہی بوا مین سنی
ہونے کا حال سنکر مبہوت ہون سارے لشکر کا بیہوش کرنا انھین کا کام تھا ہلال سحر افگن نے
کہا بوا ایسے ہزار ساحر گذرے قمر صاحب نے جو جلدین لکھی ہین اُنکو ملاحظہ کرو ایسا مورخ کوئی
نہین گذرا خود مصنف ہین یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا خواجہ عمرو بھاگے ہوے چلے آتے
ہین ہلال سحر افگن اُٹھ کھڑی ہوئی کہا بوا دیکھو ہمارے شہنشاہ آتے ہین ہلال سحر افگن نے
پکار کے آواز دی ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان اسطرف تشریف لائیے خواجہ عمرو نے
جو ہلال کو دیکھا پلٹ پڑے ہلال قدمون سے لپٹ گئی کہا ای خواجہ آپ نے کیونکر نجات پائی
خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا اور جسم کے داغ دکھائے کہ یہ بوٹیان اُسنے کاٹ ڈالین
ملکہ ہلال رونے لگین خواجہ عمرو نے کہا ای ہلال یہ جہاد راہ خدا ہی ہروقت غم والم کا سامنا ہی
ہلال نے لاکر خواجہ کو مقام صدر پر بٹھایا ملکہ گلشن اپنی بہن کے مسلمان ہونے کا ذکر کیا خواجہ
یہ سنکر بہت خوش ہوے قضاے کار ملکہ بران شمشیر زن اپنے باغ نگارین مین بیٹھی ہین کہ ایرج
نوجوان کی تصویر پر نگاہ پڑی ہروقت تصویر میز پر رکھی رہتی ہی تصویر کو دیکھکر آنکھون مین آنسو
بھر آئے شگوفہ سحر ساز وزیر زادی ہی اسنے جو ملکہ بران کو پریشان دیکھا عرض کی واری

خبر تو ہی اسوقت رنگ رو متغیر ہو گیا صورت زیبا کی عجب کیفیت دیکھتی ہون ملکہ بران شمشیر زن نے آہ کی کہا شگوفہ کیا پوچھتی ہو فلک کجرفتار در پی آزار ہی بلاے ناگہانی سر پر سوار ہی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے ہاے کیا کہین کیونکر ضبط کرین نظم

دل کو پسند سیر ریاض جنان نہین — جسکی ہوا ہوس مین یہ وہ بوستان نہین
وہ دل نہین ہی جسمین خیال بتان نہین — ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین
آئے ہین ایک روے نکو کی تلاش مین — کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین
شام و سحر فراق مین ہی زلف و رخ کی یاد — کسوقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین
کاکل کا قصہ ہجر کی شب سکے آئی نیند — کیا کہیے قصہ گو کو کہ جادو بیان نہین
تازہ رہینگے داغ جگر اپنے عمر بھر — یہ وہ سدا بہار ہی جسکو خزان نہین
دل ہم بھی کر چکے اُسی سفاک پر فدا — عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہین
صدمے اُٹھائین صبر کرین راہ عشق مین — لازم یہ آہ و نالہ و شور فغان نہین
وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہی — ہی سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین
اُس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین — پھولون کی میرے سینے پہ یہ بدھیان نہین
دل مین کر دکھاتے ہم الفت کی انتہا — خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین
جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین ای نظام — افسوس اُنکا نام کو باقی نشان نہین

ملکہ شگوفہ نے عرض کی واری حقیقت مین آپ کا غم و الم ایسا ہی ہی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اب زندگی مین ملاقات ہونا بہت دشوار ہی ای غم مین تڑپ تڑپ کر مرینگے ای شگوفہ اگر تمھاری خوشی ہو تو ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہو آئین شاید شاہزادے سے ملاقات ہو جائے یقین تو ہی وہ بھی ہمکو یاد کرتے ہون شگوفہ نے کہا واری جب مین نے ذکر سنا تو یہی سنا کہ اُنکو بھی آٹھ پہر آپ ہی کی یاد رہتی ہی لیکن ایسا نہو آپ کے والد کو یہ خبر معلوم ہو جائے تو غضب ہو گا ملکہ بران نے فرمایا سربازی ہی عشق و الفت کی حیلہ سازی ہی مجھے بھی ہر وقت یہی خوف رہتا ہی کہ والد نامدار ہمہ دان و ہمہ گیر ہین صاحب جاہ و توقیر ہین جسوقت خیال کرین اور معاملۂ اصلی کو سمجھ لین تو اُنکے دل پر جو گذرے وہ گذرے مگر سواے میرے قتل کے اُنکو کیا چارہ ہی میرے قلب محزون کو تو یہ بھی گوارا ہی

لیکن اُنکے واسطے کوکب کیا کریگا مجھکو خوف یہ ہے کہ اُنکے کُل لشکر کی تباہی و بربادی نہ کرے گُل لشکر پہ نہ جاپڑین خدا آبرو کا بچانے والا ہے اُنکی آبرو و جان سب پروردگار کے ہاتھ ہے ہزار طرح کے خوف درپیش ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے شگوفہ سحر ساز کہتی ہے کہ حضور جانا بہتر نہین ایسا نہو راز کھل جائے تو بڑی خرابی ہو ملکہ بہاران نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچکر فرمایا اے شگوفہ اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل آج نہین مانتا مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کیا کہون فقدان طاقت ربط و ضبط ہے
اس عشق خانہ خراب مین سراسر خبط ہے

نظم

بیقراری مین مری یا رو اثر پیدا ہو — سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو
خوش جمالون سے زمانہ نہین رہتا خالی — مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو
ابر نیسان کے کرم سے دُر یکتا لاکھون — گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو
شعر گوئی مین مری طبع کو دقت ہے پسند — خشک دو لب ہون تو اک مصرعۂ تر پیدا ہو
بے نمودون کو بھی ہے شوق نموداری کا — ناف کی طرح وہ معدوم کمر پیدا ہو
مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی — مین تو پوشیدہ رہا گرد سفر پیدا ہو
ایک دم مین مین لٹا دون ابھی نشے مین ہے — مجھکو دولت سے اگر نشۂ زر پیدا ہو
باغ عالم مین ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز — صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو
عہد پیری مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین — خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو
حلقۂ زلف سے وہ چہرۂ روشن نظر آئے — ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو
میرے اشعار گل اندام پڑھین اے آتش — فکر رنگین مین مری رنگ اثر پیدا ہو

شگوفہ سحر ساز نے دیکھا کہ آج بہلانے سے کچھ نہو گا ملکہ ضرور جائینگی بہر الہنا نہ مانینگی آخر عرض کی حضور کو اختیار ہے بسم اللہ جائیے ملکہ بہاران شمشیر زن شگوفہ کو سمجھا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئین سب کی نظرون سے مخفی ہو کر چلین سناٹا بھرے ہوے جاتی ہین دل مین محبت ایرج کا جوش ہے راہ مین خیال آیا کہ اگر خواجہ عمرو ملتے تو اُنسے بھی ذکر کر دیتے کہ ہم کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جاتے ہین ذرا خیال رکھیے گا شاید کوئی نیکی بدی ہو گی تو وہی خبر لینگے سوا اُنکے اور کوئی پوچھنے والا نہین اُنکی ذات سے طلسم ہوش رُبا مین رونق ہے طرف سے ایک صحرا کے جو گذر ہوا کان مین خواجہ عمرو کے گانے کی

آواز آئی حیران حیران چہار جانب دیکھنے لگین اور طاؤس کو ٹھہرایا سر جُھکا کر دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہی بیچ مین اُس صحرا کے ایک بارگاہ استادہ گرد دو ہزار کنیزین کھڑی ہوئی ہین بیچ مین دو شاہزادیان اور خواجہ عمرو بیٹھے ہوے گا رہے ہین ملکہ بران خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہو گئین طاؤس اُتار آ کے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے کہا اے فرزند آؤ اسوقت کہان سے آتی ہو کہان جانے کا قصد ہی ملکہ نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اسوقت ملکہ بران مبہوت ہو رہی ہی گلے سے لگا لیا پاس اپنے بٹھایا اب ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ ملکہ ہلال سحر افگن و گلشن جادو بہن ہلال کی مع مصاحبین ایک جانب ملکہ بران ایک طرف خواجہ کے گانے کی آواز سنکر سب کنیزین قریب آگئین خواجہ عمرو اُن سب کے بیچ مین بیٹھے ہوے یہ اشعار گا رہے ہین **اشعار**

فقیری سلطنت ہی خاکسار کوے جانان کو
مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو

مذاق اُسکو ہی جو چُوسے لب شیرین جانان کو
دماغ اُسکا ہی جو سُونگھے کسی سیب زنخدان کو

خم ابروے قاتل پھر گیا ہی اپنی آنکھو نمین
لیا ہی بوسہ دیکھا ہی جو ہمنے تیغ عریان کو

تمھارے چہرۂ پرنور کے بیداغ ہونے نے
نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو

غم الفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا
یہ وہ نعمت ہی بھوکا رکھتی ہی جو اپنے مہمان کو

اُنھین سے جوہری فریاد کرنے اُنکی آتے ہین
پسے جاتے ہین موتی پیستے ہین جب وہ دندان کو

محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا
تماشا تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو

کیے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی
ہوئی ہین جان کا جنجال ہندو و مسلمان کو

خیال آتا ہی صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین
بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

زہے اقبال سیم و زر رہے غو شرف آتش
تمام آرائشون مین سے حنا اُس رخ نے افشان کو

تمام کنیزین تعریفین کر رہی ہین ہر ایک کا یہی قول ہی خواجہ عمرو گانے مین عدیل و بے نظیر ہین گانا ان کا دل کو کھینچتا ہی طائر آشیانون سے اُتر آتے ہین آہوان صحرا جنگل سے دوڑے ہوے آئے ہین گرد خیمے کے سر ٹکرا رہے ہین قضائے کار مبہوت زنگی زمیندار جو تلاش مین خواجہ عمرو کی چلا تھا سوار ہو کر کے آیا ہی صرصر شمشیر زن ساتھ ہی دور سے صرصر کے کان مین خواجہ کے گانے کی آواز پہونچی

صرصر نے ٹھہر کر کہا عمرو کمین گار ہا ہے اے مہبوت تم بڑے صاحب نصیب ہو اب بلوہ کر کے عمرو کو گرفتار کر لینا یہ کہتی ہوئی صرصر آگے بڑھی دیکھا ایک بارگاہ استادہ ہے اُسمین عمرو بیٹھا ہوا گا رہا ہے مہبوت سے کہا دیکھو وہ سامنے عمرو بیٹھا ہے یہ کہکر آپ ہٹکر کنارے ہوئی مہبوت نے جو عمرو کو دیکھا وہین سے دوڑا اور ساتھ والون کو آواز دی ہان بھائیو لینا وہ ساربان زادہ بیٹھا ہے مہبوت نے جو اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا چہار جانب سے گنوار لینا لینا کر کے دوڑے پاسیون نے تیر کمٹھے سنبھالے مہبوت زنگی زمیندار نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے خداوند کو کیا کیا غشوالہ خالی پڑا ہے ملکر چہ ہوا خواجہ عمرو نے طرف بران کے دیکھا کہا تمنے دیکھا یہ لوگ میرے گرفتار کرنے کو آئے ہین ہلال سحر افگن نے کہا انکی کیا مجال جو آپ کو ہاتھ لگا سکین گلشن بھی اپنے مقام سے اُٹھی جب گنوارون نے تیر مارے ملکہ بران نے اشارہ کیا یا ہاتھ ہلا دیا تیر اُلٹے پلٹے اُنھین پاسیون کے سینے پر پڑے توڑ کر سینون کو پار گذر ے کنیزون کو جو ملکہ گلشن نے اشارہ کیا کنیزون نے سحر کرنا شروع کیا کنیزان گلشن نے باغ لگا دیا بلبلین چہکنے لگین پھولون نے آنکھین کھولین طفلان غنچہ مسکرائے ہر طرف موسم بہار طائرون کی پکار زیر نخل پھولون کے انبار طائرون کی زمزمہ سرائی چمنستان کی رعنائی و زیبائی سحر گلشن نے اسپر ترقی کی کچھ پھول اُٹھا کر پھینکے ملکہ بران نے بھی سحر کیا ہلال نے اپنا سایہ مہبوت زنگی پر ڈالا ہر طرف سے میان مہبوت پر سحر کی بوچھار ہوئی مہبوت زمیندار اڑتے لڑتے مبہوت ہوا سحر کرنے مین سکوت ہوا ایکا یک جھوم کے پکار اُٹھا اے شہنشاہ خوبی وا ے سرو خرامان باغ محبوبی اے نازنینان مہ جبین وا ے مہ جبینان مہر تمکین مین سب کا دل و جان سے مشتاق ہون ذرا میرے سامنے آؤ صورت زیبا دکھاؤ تم سب کی یاد مین میر البون پر دم ہر دلبر ہجوم غم و الم ہے اب سے کیا دل کی کیفیت کہون نظم

چھٹکے اُس در سے جو کھوے ہوے ہین گھر اپنا
چپکے بیٹھے ہین لپیٹے ہوے بستر اپنا

دونون ہاتھونسے بلائین لونمین کیونکر اے شوق
رکھکے سوئے ہین عدے ہاتھ پہ وہ سر اپنا

پاس رکھ لیجے گر بد نظر ہے مرا قتل
دیکھ لیجے نگہ غیظ سے خنجر اپنا

خواب کی بات تھی یا تھی شب وصلت یا رب
صبح کو ہم ہین وہی اور وہی بستر اپنا

ساتھ ہر سانس کے آتی ہے صدا دھڑکن کی
آج دم توڑ رہا ہے دل مضطر اپنا

کسی گردن نے ہین کنگے ہین یہ ٹوٹے ہوے ہار — بیخودی جنکو بنائے ہوے زیور اپنا
کیون ہمین دیکھکے سب روتے ہین ای بیخبری — آج کس در سے اُٹھایا گیا بستر اپنا
اسقدر گردش قسمت نے پھرایا ہی ہمین — کہ نظر آتا ہی پھرتے ہوے سب گھر اپنا
شرم بھی قہر کی ہی حسن پہ مغرور بھی ہین — آنکھ نیچی ہی اُٹھائے ہین مگر سر اپنا
آئنے مین مری آہون کا اثر دیکھتے ہین — نظر آتا ہی جو چہرہ متغیر اپنا

اسطرح بلبلایا کہ اپنے ساتھ والون کو قتل کرنے لگا ملکہ بران نے پکار کر کہا او مہبوت یہ کیا بے ادبی ہی جا کے افراسیاب خانہ خراب کا سر لا مہبوت زمیندار جھوما ساتھ والون سے کہا سنتے ہو معشوق پریچہرہ نے کیا حکم دیا مین ابھی سر افراسیاب لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا قضائے کار یہان وہی سب شاہزادیان بیٹھی ہین مہبوت کے لڑنے کا کچھ خیال بھی نہین ہوا ایک ایک سحر کر دیا وہ پلٹ گیا یہان وہی جلسہ پھر آراستہ ہوا گانا خواجہ عمرو کا ہونے لگا خواجہ جی توڑ توڑ کے گا رہے ہین یہ بھی خیال ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو نہ جانے دون گانے مین بہلائون اسوجہ سے خواجہ بھی دل توڑ توڑ کے گا رہے ہین مہبوت زنگی زمیندار جو چلا دو تین ہزار گنوار اسکے ساتھ ہین برہے گاتے ہوے چلے جاتے ہین مگر ملکہ شعلہ جوالہ کہ ساحران پردۂ ظلمات سے ہی برائے مقابلہ مسلمانان جاتی ہی اس صحرا سے تین کوس پر اُتری ہوئی ہی افراسیاب جادو برائے ملاقات ملکہ شعلہ جوالہ آیا ہی بیٹھا ہوا سمجھا رہا ہی کہ ای ملکۂ عالم پردۂ ظلمات مین تمھارا شہرہ ہی عیارون سے اپنے کو بچانا عیاران اسلام بلائے روزگار ہین ملکہ شعلہ جوالہ بھڑک کر جواب دیتی ہی نگوڑے عیار میرے پاس آ کے کیا کرینگے اگر دکھائی دین تو مین آتش قہر و غضب مین پھونکدون افراسیاب نے کہا بھائی کے سامنے بھائی بنکر آتے ہین باپ کے سامنے بیٹے کی صورت بنکر دھوکا دیتے ہین اُنکو کون پہچان سکتا ہی افراسیاب جادو و ملکہ شعلہ جوالہ سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی یہ غزل گا رہا ہی نظم

کمی کرتا ہی ای شوق شہادت جذب کچھ دل کا — یہ کھینچ رہنا ستم ہی کھنچکے ہم پر تیغ قاتل کا
نکلنا ہو گیا دشوار تن سے جان بسمل کا — مگر کیون ای فلک یہ بھی کوئی ارمان ہی دل کا
مرے پاس آئے ہین گو سونے لیکن دور ہین دل سے — ابھی تک مجھ مین انمین فاصلہ ہی ایک منزل کا

کسی کو کھینچ لائیگا اگر یون ہی نہین ہادل مین
ذرا نہ جذب ناقص کا نتیجہ تھا شوق کامل کا

کوئی شوخی کوئی رنگین ادائی چلتے چلتے بھی
جتاتے جاؤ رنگ اُکھڑا ہوا عاشق کی محفل کا

وصال یار کی حسرت کو دم سینے سے نکلا
اسی کا کام تھا آسان کرنا ایسی مشکل کا

گلا کاٹیگی اک دن آرزو نے ذبح خود اپنا
رگ گردن مین پوشیدہ ہی خنجر میرے قاتل کا

وہ حیران ہون ادھر ہی دیکھتے ہین جتنے بیٹھے ہین
بنایا ہی ہمین آئینہ اُسنے اپنی محفل کا

ادھر آ اس دل گمراہ سے کہتی ہی آنکھ اوسکی
دیا کرتا ہی میل سُرمہ دھو کا میل منزل کا

کسی کا مجھکو ہورہنا ضرور ہی درد الفت تھا
جگر کا جان کا سینے کا پہلو کا مرے دل کا

جلال آتا ہی کیا کوئی اُدھر سے میرے لینے کو
غبار اُٹھ اُٹھ کے کسکو دیکھتا ہی آج منزل کا

افراسیاب جادو نے کہا ارے یہ کون غزل گا رہا ہی اتنا مُنھ سے نکلنا تھا کہ لینا لینا کا غل ہوا **افراسیاب** نے دیکھا کہ ایک زمیندار کالی ٹٹوی پر سوار چار ہزار گنوار ڈھال پھپلے باندھے ہوے انگوچھے سرون پر لپیٹے ہوے لشکر ہی آگے گرے جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے اور **افراسیاب** کا نام لیکر گالیان دیتے ہین کہ او نمکحرام بد انجام کہان ہی ہم اُسکا سر کاٹینگے **افراسیاب** حیران ہوگیا کہا ای ملکہ شعلہ جوالہ کہین بہار سے اور اس سے سامنا پڑ گیا بہار کی اب قضا آئی ہی یہ بہت بلبلائی ہی **شعلہ جوالہ** نے کہا ای شہنشاہ یہ نشان سحر بہار نہین معلوم ہوتا یہ تو اُسکا مہوت ہو رہا ہی اپنی جان دینے پر آمادہ ہی **افراسیاب** نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا حقیقت مین یہ نشان سحر بہار نہین ہی لیکن اسقدر ولولہ ہی کہ اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی افراسیاب کہان گیا اُسکو پکڑ لاؤ مین سر کاٹ کے لیجاؤن معشوق کے آگے سُرخ رو ہون ساتھ والے کہتے ہین دیکھیے وہ سامنے **افراسیاب** بیٹھا ہی چلیے سر کاٹ لین حکم معشوق مین تامل نہ کرین ہم سمجھون سے ملکۂ عالم نے فرمایا تھا کہ ہمارے عاشق کا ساتھ دینا **مہوت** کالی ٹٹوی سے کود پڑا کنیزان **شعلہ جوالہ** لڑ رہی ہین چاہتی ہین کہ گنوارون کو نہ آنے دین گنوار نہین مانتے سرکشی کر رہے ہین چند کنیزین جو **شعلہ جوالہ** کی قتل ہوئین **افراسیاب جادو** کو غصہ آگیا اپنے مقام سے اُٹھا للکارا او نامردین آ پہونچا اب کسکی مجال ہی کہ زبان کھول سکے **افراسیاب جادو** نے بائین دیکھتا ہوا چلا جو گنوار ملگیا کسی کو طمانچہ ماردیا کہ اسکا منہ پھر گیا

کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ہزارہا سر مثل کاسۂ گدائی ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین ہاتھ
جو کٹکر گرے ہین معلوم ہوتا ہی کہ دریاے خون مین مچھلیان پھڑک رہی ہین ہر طرف ہنگامہ برپا ہی
افراسیاب صفون کو درہم و برہم کر کے برابر مہبوت زمیندار کے پہونچا مہبوت نے للکارا او نمکحرام تیری
نمکحرامی کا یہ اثر ہوا کہ خداوند شہزادے کو چھوڑکر غائب ہو گئے ہماری سرحد مین خاک اُڑ رہی ہی ملک
ہلال و گلشن و بران کا حکم ہی کہ نمکحرام کا سر لاؤ ہم بغیر سر لیے تیرا نہ جا ئینگے یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا
افراسیاب ایسون کو کب مانتا ہی اُف جو کی تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی افراسیاب نے کلائی
پر ہاتھ ڈال کر ایک طمانچہ مارا کہ سر مہبوت کا اُڑ گیا مہبوت کو مار کر ہاتھ جو ہلایا ایک برق چمکی سب
گنوارون کے سر اُڑ گئے سب گنوارون کو مار کر پلٹا ہی لیکن بڑی شرمندگی ہی کہ ایک گنوار نے مجھکو نمکحرام
کہا شعلۂ جوالہ نے سُنا یہ ذکر پردۂ ظلمات تک پہونچیگا کہ صرصر آگے پہونچی صرصر نے کہا اے شہنشاہ
عمرو وہان سے چھوٹ گیا وہان کے خداوند کو بھی لیگیا یا مار ڈالا وہان سناٹا پڑا ہی یہ سب اُنکے
پرستار تلاش مین عمرو کی نکلے تھے عمرو صحراے نیلوفر مین مع ہلال و گلشن و بران بیٹھا ہوا گا رہا تھا
بلکہ اب بھی وہین بیٹھا ہی اُن سب کے سحر سے یہ دیوانہ ہوا یہ سنتے ہی افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھا
کہا دیکھو ابھی جاکے سب کو سزا دیتا ہون بی بران کو بھی یہ حوصلہ ہو گیا ہمارے سر کے لیے مہبوت کو
بھیجا یہ کہکر افراسیاب چلا شعلۂ جوالہ نے عرض کی اے شہنشاہ مین بھی ساتھ چلونگی افراسیاب نے
کچھ جواب نہ دیا شعلۂ جوالہ نے آواز دی سب لشکر تیار ہو اُسی وقت سب لشکر تیار ہوا نقارے پر چوب
پڑی بارہ ہزار نازنینان مہ جبین ساتھ چلین افراسیاب بقہر و غضب تمام گھوڑے کو اُڑائے ہوئے
جاتا ہی اگر کوئی نخل راہ مین ملگیا اشارہ کر دیا نخل گرا افراسیاب نکلگیا اس زور و شور مین گھوڑے کو
بڑھائے ہوئے جاتا ہی اگر کوئی پہاڑ ملگیا اُسپر کوڑا مار دیا بیچ سے دو ٹکڑے ہوا اُسمین گھوڑے کو ڈال کر
نکلگیا یہان سب گا نا خواجہ عمرو کا سُن رہے ہین ملکہ بران شگفتہ بیٹھی ہین کہ یکایک لشکر پر پتھر
برسنے لگے بارگاہون مین آگ لگی دریاے قہار نے جوش مارا خواجہ عمرو نے کہا لو یارو غضب ہوا
افراسیاب آگیا یہ کہکر خواجہ اُٹھے اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھلی بی بران و ہلال و گلشن یہ تینون
شاہزادیان اُٹھین دیکھا افراسیاب صفون کو پامال کر رہا ہی اور اسکا لشکر بھی ہمارے لوگون کو قتل
کر رہا ہی ان تینون نے بھی بڑھکر سحر کیے جنگل مین آگ لگ گئی لشکر شعلۂ جوالہ کو جلانا شروع کیا

شعلۂ جوالہ نے بڑھکر آگ بُجھائی بران شمشیر زن نے سحر افراسیاب کو روکا تپھرون کو ہٹا کے
لشکر شعلۂ جوالہ پر گرایا ہزارون کے سر پھٹے سیکڑون کے ہاتھ پاؤن ٹوٹے کہ لڑنے سے بیکار ہوے
افراسیاب نے دیکھا ہزار ہا ہمراہیان شعلۂ جوالہ تباہ ہوے افراسیاب پر جو بلین گرین اسنے
اشارون مین دفع کردین افراسیاب ان تینون شاہزادیون کی جانب جھپٹا ہو کنیزین سینہ سپر کرتی
ہین افراسیاب کو روکتی ہین کئی کوس تک جنگل مین شعلے بھڑک رہے ہین لکہ ہائے ابر آتش فشان
آسمان پر لہرا رہے ہین طائران زمزمہ سرا کی زمزمہ سرائی پھولون کی رعنائی و زیبائی گلشن نے ذمی
سحر ایسے کیے کہ افراسیاب کو صدمہ پہونچا تمام جادوگر باش کے دانے پھینک رہے ہین کلوا
بھبرون نار سنگھ کو یاد کرتے ہین افراسیاب جادو لڑتا بھڑتا سحر کرتا قریب اُن تینون شاہزادیون
کے پہونچا یہ تینون شاہزادیان بخوف آبرو سامنے سے بھاگین لشکر سے نکل گئین افراسیاب جادو
نے پیچھا نہ چھوڑا تعاقب کیے ہوے چلا آتا ہے ملکہ بران نے جو دیکھا کہ افراسیاب پیچھا نہین چھوڑتا
کانون سے بجلیان و بالیان نکال کے افراسیاب پر پھینک مارین افراسیاب پر برقین گرین
تلوارین خنجر برسے یہ سوچ کر سب چیزین پھینک مارین کہ مین نکل جاؤن افراسیاب نے سب کو دفع
کیا لیکن ایک خنجر شانے پر گرا افراسیاب کے شانے پر زخم آیا افراسیاب جادو نے غصے مین خون
اپنا چلو مین لیا یا سامری و جمشید کہکے بران و گلشن و ہلال پر پھینک مارا آسمان پر گڑگڑاہٹ
ہوئی ایک گنبد سیاہ رنگ آسمان سے گرا اُسکے اندر بران و گلشن و ہلال بند ہوگئین کنیزون
نے لاکھ لاکھ سحر کیا لیکن اُس گنبد کو خبر بھی نہ ہوئی افراسیاب نے بڑھکر دستک دی اور آواز دی
اے گنبد قہر سامری ان بے ادبون کو لینا سب کنیزین بھی غائب ہوگئین اُس صحرا مین سناٹا ہوگیا
خواجہ عمر و گلیم اوڑھے یہ سب معاملہ دیکھ رہے تھے حیران ہوگئے افراسیاب نے کھڑے ہو کے
گئی دستکین دین تین شیر جنگل سے آئے افراسیاب جادو نے کہا اے نبرد آتشبازتمکو اس گنبد کا
نگہبان کیا اور یہ بھی پکار کر آواز دی ساربان زادہ ضرور دیکھ رہا ہوگا اُسکو آگاہ کرتا ہون کہ جاکر اپنے
سرداروں اور انکے والد نا ہنجار سے اطلاع کرے کہ آکے مہان سحر کرین اپنی بیٹی کو چھڑا لیجائین
تو دیکھون اب تا قید حیات انکی رہائی ممکن نہین یہ کہکر افراسیاب نے ملکہ شعلۂ جوالہ کو حکم دیا
کہ تم بھی اپنا لشکر لیکر اسی مقام پر اُترو ای شعلۂ جوالہ یہ سحر بھی دیکھو رکھو بعد سامری کے کسی نے

ایسا سحر نہ کیا ہوگا شعلۂ جوالہ بھی اُسی مقام پر اُتر پڑی خواجہ عمرو یہ معاملہ دیکھکر بھاگے ملکہ بران
کے واسطے دل بیقرار رہی کہ ہائے کیا غضب ہوگیا ملکہ بران یون قید ہوگئین پلٹ کر خواجہ لشکر مین آئے
سب حال رو رو کر بیان کیا ملکہ مہار فوراً اپنے مقام سے اُٹھین کہا ہم جا کر ملکہ بران کو چھڑا ئینگے
ملکہ بہار کے ساتھ رعد و برق و برق لامع اور کئی سرداروں نے ساتھ دیا ملکہ لیلائے محمل نشین
بھی ساتھ ہوئین یہان شعلہ جوالہ بھی فروکش ہے کہ دیکھا ملکہ بہار وغیرہ آکے پہونچین مہار نے دیکھا
شعلہ جوالہ اُتری ہوئی ہی تین شیر صحرائی دہن کھولے ہوے غرش کر رہے ہین اُنکے تیور سے
یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر جو کوئی قریب گنبد آئے اُسکو چیر پھاڑ کر پھینک دین ملکہ بہار نے جوان شیرون کو
دیکھا مسکرا کر فرمایا اُف اسباب دیوانہ ہی یہ شیر کیا کر سکتے ہین کل حال کھلیگا شعلۂ جوالہ ایک طرف اُتری
ہوئی ہی ملکہ بہار نے پکار کر کہا اے شعلۂ جوالہ تم گنبد مین جانے کو ہو کر دوگی عین وقت پر دشمن کو لڑو گی
شعلۂ جوالہ نے تہرا کے جواب دیا مین صرف معاملہ دیکھنے پر مامور ہون بہار خاموش ہو گئین شام کو
طبل جنگی بجوایا ہو مخانہ بھی آراستہ ہوا رات بھر سحر تیار کیے لیلائے محمل نشین نے بھی اپنے خیمے مین
بیٹھکر دو چار سحر ایسے تیار کیے جنیر تازہی چار پہر رات اسی ہنگامے مین بسر ہوئی بوقت سحر بعد گرد فر
ملکہ بہار گلعذار طاؤس زرین بال پر سوار گرد سرداران نامی و نازنینان گرامی میدان کارزار مین آکر
پہونچین شعلۂ جوالہ ایک جانب آکر کھڑی ہوئی جسکے طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ صرف تماشا دیکھنے آئی
ہی جب صفین بحکم چکین ملکہ بہار نے قصد کیا کہ مین میدان مین نکلون لیلائے محمل نشین نے
اپنا اژدہا بڑھایا بہار کو آکے سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ میرے سامنے حضور نہ جائین مین جاکر
گنبد کو توڑتی ہون تینون شاہزادیون کو اگر نہ رہا کیا تو نام اپنا لیلائے محمل نشین نہ رکھا
ہر چند ملکہ بہار گلعذار نے کہا کہ آپ لوگ تماشا دیکھین کہ کیا معرکہ گذرتا ہی لیلا نے کہا ہمارے
حوصلے سے باہر ہی یہ شہنشاہ نے نمونہ برج غضب کا بنایا ہی گنبد قہر سامری اسکا نام رکھا ہی یہ کہکر
لیلائے محمل نشین اژدہے کو بڑھاتی ہوئی سامنے گنبد کے پہونچین شیرونکو دیکھا جیسے کھڑے ہین
ایک شیر ملا ہوا دیوار گنبد سے کھڑا ہی ساحرون کا یہ حال ہی کہ بنگاہ غور دیکھ رہے ہین کہ لیلا
نے ایک دستک دی صحرا سے ایک آہوے دشتی پیدا ہوا وہ شیر جو سب کے آگے کھڑا تھا وہ آہو
حسبت کر کے سامنے اُسی شیر کے آیا شیر پر حملہ کیا شیر نے ایک طمانچہ مار دیا کہ آہوے صحرائی کا سر اُڑ گیا

مہرآہو کا اُڑتے ہی ایک اندھیرا سا اُس جنگل مین معلوم ہوا چار غزال صحرائی اُس شیر پر آ کر حملہ کرنے لگے
شیر اُنکے حملون کو روک رہا ہی ایک آہو نے سینگ جھکا کر شیر کے پیٹ مین ماردیے کہ شیر کا شکم چاک ہوا
شیر لڑکھڑا کے زمین پر گرا دوسرا شیر جو بیچ مین کھڑا تھا وہ جا پڑا چارون آہوون نے ملکر اُس شیر کو بھی
مارا تیسرا شیر جو دیوار گنبد سے لپٹا ہوا کھڑا تھا بڑے جوش وخروش سے غراتا ہوا چارون آہوون پر آپڑا
آہوون وشیر صحرا مین حملے ہونے لگے اسقدر حملے ہیے کہ آخر اُس شیر کو بھی چارون آہوون نے ملکر مارا اب
چارون آہو جست کرتے ہوے طرف گنبد کے چلے قریب گنبد کے پہونچکر دیوار گنبد پر سینگ مارنے لگے
شگون سے برق پیدا ہوئی جس آہو پر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے لیلاے محمل نشین نے جب
دیکھا کہ چارون آہو مارے گئے اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھایا تھوڑی دور جا کر اژدہے سے کود مین
تازیانہ مار آتشین کا اژدر پر مارا اژدہا تڑپ کر قریب دیوار گنبد کے آیا ایک ٹکر ماری کہ گنبد ہلگیا
ایک کنگرہ گنبد کا گرا کہ اژدہا دب کر مرا مرنے سے اژدہے کے اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا
کہ کنگرہ اپنے مقام پر قائم ہی اب تو ملکہ لیلاے محمل نشین نے بڑھکر سحر کیے گاتی باندھی پانچون مین
گرہ دی جہک کر بلند ہوئین اس زور وشور سے گنبد پر گرین سب کو یقین ہوا کہ گنبد کو اُڑادیا لیکن
گنبد پر ملکہ لیلاے محمل نشین لڑکھڑا کے گرین بیہوش پڑی ایڑیان رگڑ رہی ہین کہ گنبد مین
خود بخود دروازہ پیدا ہوا ایک شیر نکلا ملکہ لیلاے محمل نشین کو اُٹھا کر اندر گنبد کے لیگیا ملکہ
برق لامع نے جو یہ معرکہ لیلا کا دیکھا در کا خودبخود ظاہر ہونا اور ایک شیر کا نکلنا اور ملکہ لیلا کو لیجانا
بہت ناگوار ہوا ملکہ بہار سے بھی پوچھا اس زور وشور سے گنبد پر جا کر گری کہ گنبد ہلگیا تین مرتبہ
برق لامع تڑپ تڑپ کر گری چوتھی مرتبہ اس زور وشور سے ٹکر ماری کہ خود لڑکھڑا کر گری بیہوش
ہوگئی رعد وبرق نے چاہا کہ جا کر اُٹھالین گنبد مین خودبخود دروازہ پیدا ہوا ایک عقاب اندر سے گنبد
کے آیا برق لامع کو اندر گنبد کے لیگیا یہ حال مصیبت مآل دیکھکر رعد وبرق جا پڑے مان بیٹے نے
بڑے بڑے زور مارے رعد نے کئی چیخین ایسی لگائین کہ گنبد ہل ہل کر رہگیا آخر یہ دونون مان بیٹے
بھی بیہوش ہوکے گرے اندر سے گنبد کے ایک عقاب نکل آیا دونون کو اُٹھا کے لیگیا دروازہ نابود
ہوگیا چالیس سرداران نامی وساحران گرامی ملکہ بہار کے اسی طرح فرداً فرداً گئے جا کے گنبد مین غائب
ہوگئے بہار گلعذار کو کسی نے جانے نہ دیا ناچار ہوکر پلٹین اپنی بارگاہ مین آئین دنگل نشینان

بارگاہ کو نہ پایا کلیجہ بھر آیا بیقرار ہو کر رونے لگیں کہا صاحبو ہمارے پہلو نشین کیا ہوے افسوس ہین کو آپ لوگون نے نہ جانے دیا اگر اب کل کوئی صاحب ہمکو روکینگے تو بہت پچتائینگے ادھر ہم اپنے حال مین مبتلا ہین نہین معلوم ظل الہ کس حال مین ہین جی یہ چاہتا ہی کہ اپنی جان دین اس کشاکش غم و الم سے چھوٹین اس مصیبت سے مہلت پائین نظم

اے قضا احسان تجھپر کر چلے — ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے
کوچہ جانان مین جانا ہی ضرور — چاہے اترے سر پہ یا خنجر چلے
بس یہ ہی کوے بتان کی سرگذشت — سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے
کوے جانان کا نپایا کچہ نشان — خضر کے ہمراہ ہم دن بھر چلے
سیر نیرنگ جہان کیا خاک کی — کشمکش مین آکے ہم ششدر چلے
دیکھیے دکھنلگے کیا روز جزا — یان بشر آئے وہان باشر چلے
ہو خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار — جب یہان بعد صبا صرصر چلے
خون تری ترچھی نگاہون نے کیا — لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے
فرش پر ہی یون خرامان رشک ماہ — عرش پر جیسے کوئی اختر چلے
دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جاے — ناز سے گروہ پری پیکر چلے
کب ہوئی سوداے مژگان سے شفا — نشترون پر سیکڑون نشتر چلے
طی نہو ہرگز رہ ظلمات زلف — دل مرا گو بنکے اسکندر چلے
دیکھنا ہمراہ ہوئیگا نظام — سوے رب جب شافع محشر چلے

بہار نے یہ اشعار پڑھکر کہا ہمارے دل کو آرام نہ آئیگا کل اس گنبد پر سرزنش ہی جان دینے کی کوشش ہی خواجہ عمرو بھی بیٹھے ہوے ہین مگر سرنگون کلیجہ خون کہ آسمان سے پھول برسنے لگے ہوا بھی ٹھنڈی چلی نخل جھومنے لگے شاخون نے ہاتھ پھیلائے بہار نے بے اختیار کہا صاحبو کسی ذی کمال کی آمد ہی سب نے سر اٹھا کر دیکھا باغبان قدرت پشت مرکب پرند پر سوار عقب مین ساٹھ ہزار فوج گویا دریا کی موج آپ آگے بڑھا ہوا چلا آتا ہی چند ملازمان بہار قریب باغبان کے پہونچے باغبان نے حال پوچھا وہ سب بیان کر رہے ہین کہ چالیس

سردار گنبد مین جا کے غائب ہو گئے ملکہ شعلہ جوالہ مقابلے مین اُتری ہوئی ہی مگر اُسنے دخل نہین دیا گنبد کے عجائب و غرائب بہت بڑھے ہوے ہین ایک دروازہ گنبد مین پیدا ہوتا ہی اُسمین سے کوئی جانور پیدا ہوا اور سردار کو اُٹھا کے لیگیا وہ دروازہ پھر معدوم ہو جاتا ہی بڑی بڑی جادوگرنیان مجبور و ناچار ہو کر بیکار ہو گئین ورنہ ایسے ایسے سحر کیے کہ گنبد ہل ہل گیا باغبان نے کہا خیر دیکھا جائیگا سب حال زبانی ملازمان مہار کے سُنکر باغبان پاس ملکہ مہار کے آیا سب حال رو رو کے ملکہ مہار نے بھی بیان کیا باغبان نے کہا بہت خوب کل سمجھا جائیگا نقارۂ رزمی بج چکا ہی ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی تیاریان ہو رہی ہین ساحر سحر تیار کر رہے ہین غیر ساحر ہتھیار درست کر رہے ہین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ملکہ مہار لشکر کو ساتھ لیکر مع باغبان قدرت میدان کارزار مین آئین شعلۂ جوالہ بھی آراستہ ہو کر کھڑی ہوئی جب لشکر جم چکے نقیبون نے نقابت کی کرکیت یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے اشعار

اے مقیمان تہِ سقف سپہر غدار　　تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو　　ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا　　جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
رات دن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین　　عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
قصر کو جانے دو باشندون کو وان کے دیکھو　　تکمیۂ گور و گو زن آج ہی ہر اک کا مزار
سینہ لبریز تمنا و لب مہر سکوت　　نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ خود آرائی ہی　　کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ اشعار عبرت آمیز حسرت خیز جو نقیبون نے پڑھے سردارون کے دل کانپ گئے آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی نقیبون نے کیا اشعار پڑھے زندگی کا خاتمہ ہوا مگر آنکھین نہین کھلتین آٹھ پہر خواہش عیش و عشرت مین دنیاے بیوفا کی محبت مین مصروف رہتے ہین اپنے پیدا کرنے والے کو نہین یاد کرتے مگر باغبان قدرت نے اپنا مرکب باد رفتار صف سے نکالا سامنے مہار گلعذار کے آ کے کہا اے ملکۂ عالم اجازت میدان ملکہ مہار نے فرمایا اے باغبان قدرت یہ تو کبھی نہوگا باغبان نے کہا اے ملکۂ عالم

اپنی زندگی مین مین آپ کو کبھی نہ جانے دونگا ملکہ مہار نے کہا اے باغبان گل مین نے محبت
رنج اُٹھائے ہین اب قلب مین صدمات اُٹھانے کی طاقت نہین ہی باغبان گھوڑے سے کود پڑا
کہا ملکہ تمھاری وجہ سے باغ لشکر مین بہار ہی ہم تمکو کیونکر جانے دین ہمارے بعد آپ کو اختیار ہی باغبان
نے بہ منت و خوشامد ملکہ بہار سے اجازت لی بڑے زور و شور سے طرف گنبد کے چلا جیسے ہی قریب
پہونچا گیند پھولون کا مارا وہ گیند گنبد پر جا کر پھٹا آواز ہیبت ناک آئی اور ایک برق چمک کر گری
کہ سر مرکب باغبان کا اُڑ گیا باغبان پیدل ہوا اب اسنے دونون پاؤن زمین مین مارے
غرق زمین ہو گیا بہار وغیرہ سب دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے ایک جانب کھڑے
ہوئے ہین کہ عرصہ ہوا باغبان کو غرق زمین ہوئے یکایک بعد عرصۂ دراز قریب دیوار گنبد کے
شعلہ ہائے آتش زمین سے نکلنے لگے ملکہ بہار نے کہا باغبان پہونچ گیا حقیقت مین باغبان
نے برابر دیوار گنبد کے سر نکالا دیوار ہاتھ پر لیے ہوئے چاہا کہ بلند کرون کوئی ہاتھ بھر دیوار کو بلند
کیا تھا کہ سب نے دیکھا کل سردار ملکہ بران ایک طرف ہلال ایک جانب گلشن و رعد و برق و
برق لامع وغیرہ سب مبہوت بیٹھے ہین ایک سے ایک بات نہین کرتا جیسے کوئی سوچ مین بیٹھا ہوتا
ہی اسطرح سب بیٹھے ہین بال سبھون کے پریشان حیران و مضطر بیقرار و ششدر سب دیکھکر حیران
ہو گئے بہار گلعذار نے کہا قیدی بڑی مصیبت مین ہین سحر سب کو فراموش ہین دریاے حیرت
کے جوش ہین ہر خرد و کلان مثل تصویر خاموش سب کو بیہوشی کا ہوش لشکر مین بہار کے ایک
غریو بلند ہوا کہ یارو عجب حال مین قیدیان بلا کو دیکھا باغبان چاہتا ہی کہ دیوار کو ہاتھ پر لیکر بلند
ہون کہ زمین سے ایک شیر نے سر نکالا باغبان پر دھڑکا مارا دونون پنجے اُٹھا کر چاہتا ہی کہ
باغبان پر مارے کہ باغبان کے ہاتھ کانپے دیوار ہاتھ سے چھوٹی شیر باغبان کو اُٹھا کر
لیگیا گنبد پھر اُسی طرح زمین پر قائم ہو گیا ملکہ بہار کا قصد ہوا کہ جا پڑون کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا
کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مرکب باد رفتار پر سوار تاج سر پر ڈھلکا ہوا بند قبا کھلے ہوئے چند
سواران زرین پوش پشت پر بطور چار دست رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے اس جاہ و حشم
سے کوکب آکر پہونچا ملکہ بہار نے سب حال بیان کیا کوکب نے گھوڑا بڑھایا ہر چند بہار
نے کہا کنیز کا تماشا دیکھیے کوکب نے گھوڑا بڑھایا گولہ جیب سے نکالا کچھ اسم پڑھکر گولہ گنبد پر مارا

وہ صدائے ہیبت ناک آئی کہ زمین تھرائی کئی سو جادوگر بیہوش ہو گئے خوف ہوا کہ کان کے
پردے نہ شق ہو جائین اسقدر اندھیرا ہوا کہ پردۂ ظلمات معلوم ہوتا تھا آوازین مہیب آئین کئی
سو نخل صحرا کے زمین پر لہرا کے گرے طائرون کے کلیجے پھٹ گئے ہزارہا زاغ و زغن کا ہجوم لینا لینا
کی دھوم اُسی اندھیرے مین ایک برق چمکی کہ سر اسپ کوکب اُڑ گیا کوکب زمین پر چو آیا اندھیرا
دفع نہین ہوتا غصے مین کانپنے لگا چہرہ سرخ ہو گیا آستینین چڑھائین تاج سر پر درست کیا اپنے کو
چالاک و چست کیا اب گنبد نہین معلوم ہوتا اُس مقام پر اندھیرا ہی غبار زمین سے اُڑ رہا ہی تلوار
جو کوکب نے کھینچی برق چمکی مگر گنبد نہین معلوم ہوتا سب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہے ہین
جس مقام پر گنبد تھا ایک نخل سرو معلوم ہوتا ہی گنبد کا نام و نشان بھی نہین کوکب نے اپنے
نام کا نعرہ کیا چاہا جا پڑون کہ ایک برق دست راست سے چمکی ادھر ایک دست چپ سے دیکھا
برہمن روئین تن و نور افشان جادو دونون نے کوکب کے ہاتھ تھام لیے کہا اے
شہنشاہ یہ غصے کا مقام نہین ہی آپ نے وہ سحر کیا کہ اگر سامری و جمشید ہوتے تو داد دیتے
ہر ایک کا یہی قول ہوتا کہ آپ نے سحر کرکے گنبد غائب کیا اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا جسطرح
گھوڑے کا سر اُڑ گیا تھا آپ کا بھی یہی حال ہوتا آپ ایسا جلیل کہ اُس برق سے بچا یہ طلسم
ہوشربا ہی اگر آپ جانے کا قصد کرینگے اسوقت ساعت خراب ہی ایسا نہو واسطے دشمنون کے
کوئی خرابی ہو جسکا سنبھالنا مشکل ہوگا گنبد غائب ہوا نخل ظاہر ہوا اب کل فساد اور قیدیان بلا
اسی نخل کے سائے مین ہین جب خدا فضل کرے اور یہ نخل قلم ہو تب رہائی بران وغیرہ کی
ہوگی کنشا درخت کا ممکن نہین ہم لوگ علم ستارہ شناسی سے بخوبی دیکھ آئے ہین وقت پر پہونچیے
اگر آپ جا پڑتے باعث رسوائی تھا افراسیاب نے سحر طلسمی کیا ہی اسکا دفعیہ جسطور سے ہوگا
وہ ظاہر کیا جائیگا اب پلٹ چلیے کوکب نے کہا بڑے شرم کی بات ہی کہ مین بدون رہائی بران
وغیرہ پلٹون نور افشان نے کہا تمھارے ہاتھ سے رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی
یہ کہکے آواز دی خواجہ عمرو بھی تشریف رکھتے ہین جلد یہان آئین کوکب کو سمجھائین خواجہ
گلیم اوڑھے کھڑے تھے اپنے کو ظاہر کیا پاس کوکب کے آئے کہا اے شہنشاہ یہ دونون خیرخواہ
دولت ہین انکے کلام سے انحراف کرنا مناسب نہین پلٹ چلیے حقیقت مین آپ کے سحر نے

صورت بدلدی یا تو گنبد سیاہ تھا یا صرف نخل سرو معلوم ہوتا ہی نورافشان نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ازروے علم ستارہ شناسی جو کچھ ثابت ہوا ہی اُسکو زبان پر نہین لاسکتا یہ سحر کائنات ہوشربا ہی نورافشان و بہمن و خواجہ نے اسطرح کوکب کو سمجھایا کہ کوکب کو کچھ بن نہ پڑا غصے مین یہ تو جواب دیا کہ آپ لوگ ناحق گھبراتے ہین مین ابھی نخل کو قلم کر کے آتا ہون مگر جو آپ لوگ فرمائین بجا ہی اُستاد کے قول سے گردن تابی کرنا روا نہین ہی کوکب ان سب کے ساتھ پلٹا سب بارگاہ مین آکے بیٹھے مہار نے جو تعریف کی کہ ای شہنشاہ طلسم نورافشان آپ کے سحر کے مزے ہمنے اُٹھائے حقیقت مین عجب سحر کیا تھا یہان تو صلاحین ہونے لگین نورافشان جو اصلی بات ہی اُسکو زبان پر نہین لاتے دمبدم کہتے ہین خواجہ مین تمسے تنہائی مین کہونگا خواجہ فرماتے ہین آپ فرمائیے مقدمہ اصل ظاہر کیجیے صورت رہائی بران وغیرہ سے ماہر کیجیے مین تدبیر کرونگا نورافشان کہتے ہین آپ ہی کی ذات پر سب مقدمات موقوف ہین مین کہونگا جلدی نہ کیجیے ایسا نہو کوئی خرابی ہو دل کو زیادہ بیتابی ہو لیکن ملکہ شعلۂ جوالہ یہ سب معاملہ دیکھکو پلٹی ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ ہوشربا وہ ساحر یکتا یہان یہ معرکہ گذرا کہ چالیس سرداران نامی مسلمانون کے پکڑ گئے گنبد سیاہ مین قید ہوے شہنشاہ کوکب روشنضمیر عین وقت پر آئے وہ سحر کیا کہ زمین تھرائی تھی الامان الامان کی آواز آتی تھی عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا ایک برق چمکی سر مرکب کوکب اڑ گیا اب جو روشنی ہوئی گنبد سیاہ تو غائب ہوا ایک نخل سرو ظاہر ہوا ہی کوکب کو نورافشان و بہمن پھیر کر لیگئے بارگاہ مہار مین صلاحین ہو رہی ہین ایک کنیز کو نامہ دیکر روانہ کیا کنیز نے لاکر وہ نامہ افراسیاب کے پاس پہونچایا افراسیاب مصروف عیش و نشاط ہی نازنینان مہ جبین جمع ہین ایک مہ جبین بہ صد ناز و نیاز و بہ سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی گا رہی ہی

غزل

آہ فلک فگن ترے غم سے کہان نہین — ہو فتنہ خیز اب ہی زمین آسمان نہین
کہتا پڑا مجھے پئے الزام پند گو — وہ ماجرا جو لائق شرح و بیان نہین
ڈرتا ہون آسمان سے بجلی نہ گر پڑے — صیاد کی نگاہ سوے آشیان نہین
اظہار دوستی کی خوشی کیا شب وصال — دشمن سے سُن چکا ہون کہ تو مہربان نہین
باتین تری وہ ہوش رُبا ہین کہ کیا کہون — جو کوئی رازدان ہی مرا رازدان نہین

ناامیدی جواب ہی کیون اتنے شوق پر
بیتش عدو سمجھ کے ذرا حال پوچھنا
لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
ہر ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا
نالے کے ساتھ دم کے نکل جانیکا ہی خوف
مین جانتا ہون نعش پہ آنے کا مدعا
اُس بت کی ابتداے جوانی مراد ہی

یہ کیا ہوا کہ مین پس قاصد روان نہین
قابو مین دل نہین مرے بس مین زبان نہین
تا صبح ہی کوئے آہ گر افسانہ خوان نہین
بس اے خرام ناز کہ تاب و توان نہین
پر کیا علاج طاقت ضبط فغان نہین
آسودگی پسند تری شوخیان نہین
مومن کچھ اور فتنۂ آخر زمان نہین

کنیز اپنے دل مین کہتی ہی شہنشاہ ہر وقت مصروف عیش و نشاط رہتے ہین عیش پسند ہین اسی وجہ سے مقابلۂ مسلمانان مین دردمند ہین یہ سوچ کے عرضی پیش کی افراسیاب نے نامے کو پڑھا ہنسکر کہا خیر خواہان دولت سے کہدینا تم نہ گھبراؤ اگر گل طلسم نورافشان ملکر صلاح کرے تو مطلب اصلی نہ حاصل ہوگا کچھ مجھکو تردد نہین اگر کوکب سحر کریگے خود بھی جاکر بلا مین پھنسینگے نورافشان بیچارے کیا کر سکتے ہین بس بڑا کام یہ کیا کہ کوکب کو پھیر کر یگے پشت پر نامے کے اتنا لکھدیا کہ اے خیر خواہ تم تردد نہ کرو اُسی طرح فروکش رہو جو معاملہ ہو اُسے دیکھو ہمسے اطلاع ضرور کرنا کنیز نے جاکر وہ جواب شعلہ جوالہ کو دیا وہ تو اس جواب سے بہت مطمئن ہوئی یہان انجمن مشاورت منعقد ہی خواجہ دمبدم فرماتے ہین اے نورافشان والا مقام آخر تمھاری کیا صلاح ہی کس امر مین فلاح ہی نورافشان نے کہا خواجہ کیا کہون طائران سحر نے مجھکو خبر پہونچائی تھی کہ افراسیاب نے ملکہ بران کو گنبد قہرسامری مین قید کر لیا مین اُسی دن سے فکر مین تھا کہ کمبخت کہانت اُلٹ ڈالین وہ سختیان تحریر پائین کہ جنکو زبان پر نہین لا سکتا کیا اپنی زبان سے کہون اے کوکب ایک بات عرض کرتا ہون کہ آئندہ و گذشتہ غصے کو کام نہ فرمائیے گا قریب اس نخل کے نہ جائیے گا ورنہ کسی بلا مین مبتلا ہوجیے گا عمرو نے کہا آخر رہائی بران بھی ممکن ہی یا نہین نورافشان نے کہا خواجہ کیا بیان کرون کتاب مین مرقوم ہی کہ اگر افراسیاب سحر گنبد قہرسامری کرے جو اُسکے قریب جائیگا گرفتار رہوگا کوکب کے سحر سے گنبد غائب ہو جائیگا ایک نخل سرو نمایان ہوگا اُسکے قطع ہونے کی یہ صورت ہی کہ اول شعلہ خوار آتش خو شیطان بچہ تسخیر ہو وہ تدبیر قطع نخل سرو کرے طرف مشرق کے ایک کوہ عظیم الشان ہی کہ اُس کوہ کا کوہ غرائب

نقب ہو رہان کا حاکم غرائب جادو بڑا بے ادب ہی چالیس کوس کے گرد ے مین اُسکی عملداری ہی
اول وہ قتل ہو بعد اُسکے وہی شیطان بچہ اُس کوہ پر جائے اندر کوہ کے ایک قصر ہی اُس قصر مین ایک
صندوق کلان ہی اُس صندوق مین تیغہ جوہر بار سامری رکھا ہی اُس تیغے کو لائے یہ بھی لکھا ہی کہ قریب
نخل اُسدن ہنگامۂ عظیم ہوگا خواجہ عمرو اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچائین ہاتھ تیغہ جوہر بار سامری کا اُس
نخل پر لگائین جب وہ نخل کٹیگا تب قیدیون کو ہوش آئیگا سوائے اس تدبیر کے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر
سحر کرین تو رہائی بران وغیرہ کی ناممکن ہی یہ سنتے ہی خواجہ قہقہہ مار کر ہنسے کہا ای نورافشان ناحق کا
دل پر پیچ و تاب ہی لقب پاک اُس کریم کا مسبب الاسباب ہی مین جا کر اُس شوالے مین قید ہوا تھا وہ
شیطان بچہ میرے پاس قید ہی مین نے آجتک اُس سے کلام بھی نہین کیا یہ ہنگامے دیکھتے ہوے
انتہا کے پس و پیش ہوے ای نورافشان اُس شیطان بچے کو نکالتا ہون اُسے تسخیر کرو وہ مجھے ساتھ
لیچلنے پر راضی ہو خدا چاہیگا تو غرائب جادو کو قتل کرونگا نکالنا تیغے کا اُسی کی ذات پر موقوف ہی خدا
چاہیگا تو وہ ضرور ساتھ چلیگا نورافشان نے کہا بسم اللہ نکالیے وہ شیطان بچہ کُندۂ اصفات با اصفاین
بندھا ہی جال الیاسی مین لپٹا ہی خواجہ نے اُسکو زنبیل سے نکالا کوکب و نورافشان وغیرہم کہ یہ تینون
ساحران زبردست ہین نشۂ بادۂ جرأت سے مست ہین اپنے اپنے سحر تیار کرکے بیٹھے خواجہ نے اُسے
ہوشیار کیا شیطان بچہ ہوشیار ہوتے ہی مثل برق کے تڑپا مگر دام بزرگان دین مین ہی کیونکر نکل سکتا ہی تڑپ
تڑپ کے ساکت ہوا نورافشان وغیرہ نے دیکھا ایک لڑکا نہایت خوبصورت منھ سے اُسکے دھوان
نکل رہا ہی ناک کان سے شعلہ ہاے آتش بھڑک رہے ہین ہمہ تن شعلۂ جوالہ معلوم ہوتا ہی آنکھین اُسکی
چنگاریان آگ کی نورافشان نے پکار کر آواز دی او شعلہ خوار آتش خو تو نے قدرت پروردگار کو دیکھا
خواجہ عمرو نے تجھکو کسطرح گرفتار کیا اب بہتر یہ ہی کہ اہل اسلام کے شریک ہو ایسے کارہاے نمایان کرو
کہ افراسیاب دنگ ہو اپنی زندگی سے تنگ ہو جب عرصۂ دراز تک نورافشان و کوکب نے سمجھایا یہ ہمتن
و ملکہ بہار گلعذار بھی ایسے ایسے کلمات کہ رہے ہین بعد عرصۂ دراز اُس شعلۂ جوالہ سے آواز آئی کیا رو مین
خیرخواہان طلسم سے ہون کیونکر مٹانے کی فکر کرون یہ صورت بربادی طلسم ہی مین برائی افراسیاب
کی نہین چاہتا اُن قیدیون سے ہاتھ اُٹھائیے نورافشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خو عمر طلسم تمام
ہوئی تم تو کیا ہو اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھکر آئین تو یہ طلسم اب نہ بچیگا خیال تو کرو کہ ملازمان افراسیاب

افراسیاب سے برابر لڑ رہے ہین ہر مرتبہ افراسیاب کے ملازم قتل ہوتے ہین ساکنان طلسم اپنی بدنصیبی پر روتے ہین جب نورافشان دکوکب نے اسطرح سمجھایا اور عمرو نے جھلا کر دو تین تازیانے مارے تازیانہ حضرت اسحاق کا جو پڑا ملک گیا تڑپنے لگا کہا خواجہ فریاد کرتا ہون جو کہو گے وہ کرونگا سب طرح خدمت مین حاضر رہونگا مگر براے خدا کمندون سے مجھکو کھولو میری ہڈیان ٹوٹی جاتی ہین خوف ہی کہ اعضا شکست نہو جائین مین کبھی مجسم گرفتار نہوا تھا اس کمند مین پھنسا اب تمھاری اطاعت کرتا ہون صحراے غائب مین پہونچا دونگا اُسکے سحر سے بھی تمکو بچاؤنگا تیغہ جوہر بار سامری نکال لاؤنگا تا بر فتح طلسم حاضر خدمت رہونگا اور کسی ملک مین جا کر دعوی خدائی کرونگا عمرو نے کہا او کمبخت براے خدا دعوی یکتائی سے باز آ اور نہ مغضوب بارگاہ رب اکبر ہوگا شیطان بچے نے کہا آٹھو پہر جلتا ہون جلنا ہماری تقدیر مین ہی جلتا ہون اور جلونگا نورافشان نے کہا اگر اطاعت دین اسلام کروگے جلنے سے باز رہوگے خنکی حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی اطاعت رب اکبر خالی از لطف نہوگی اسطرح کوکب دلنورافشان نے سمجھایا کہ زنگ کفر دل سے شیطان بچے کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا خوش ہو کر کہا خواجہ ان باتون کو مجھکو نہ سمجھایئے مین ہر حال مین آپ کا مددگار ہون آپ کی خدمتگزاری سے گردن تابی نہ کرونگا اور یہ بھی اُسنے کہا کہ موے سر میرے تراش کر اپنے پاس رکھیے جسوقت انکو آپ پیچ وتاب دینگے فوراً مین حاضر خدمت ہونگا جب بخوبی اقرار صادق وعہد واثق لے لیا اور موے سر بھی خواجہ نے تراش لیے تب کمند اصفاے باصفا سے شیطان بچے کو کھولا شیطان بچہ رہا ہوتے ہی قدمون سے خواجہ عمرو کے لپٹ گیا کہا چند شعر جو آپ نے میرے سامنے گائے تھے وہ لطف ابتک باقی ہی اگر مہربانی فرمایئے تو چند اشعار سنایئے مین اُس صداے جگرسوز کا عاشق ہون خواجہ عمرو نے اُسی تخلیے مین جلسہ آراستہ کیا کہ وہان صرف ملکہ بہار و نورافشان دکوکب وبرق تہمتن ہین اور وہ شیطان بچہ سامنے بیٹھا ہوا ہی عمرو نے زنبیل سے نے نکالی نئے طور سے یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی — صبح تک شام سے یا ہو کے سوا بات نہ تھی
التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی — تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی
اب ملاقات ہوئی ہی تو ملاقات رہے — نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی
غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے — چھوٹے سے منھ کے سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین — میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نتھی
ای نسیم سحری مہر اسیران قفس — تحفۂ نکہت گل سے کوئی سوغات نتھی
جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر — کونسی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نتھی
کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے — ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نتھی
جسنے باندھے ہوے گائی تجھے دیکھا بڑھکا — دلربا شئے تھی مری جان تری گات نتھی
خاک مین ملگئے ای شاہ سوار اہل نیاز — نازمعشوق تھا توسن کی ترے لات نتھی
لب کے بوسے کا ہی انکار تعجب ای یار — پھیرے سائل سے جو مُنھکو وہ تری ذات نتھی
کمر یار تھی از بسکہ نہایت نازک — سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نتھی
جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش — روز روشن سے کم ای مہر لقا رات نتھی
بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش — نکتہ سنجون کے لطیفے تھے تری بات نتھی

خواجہ کے گانے پر شیطان بچہ جھوما کیا خواجہ سے کہا اسی آواز پر عاشق ہون جہان طلب کروگے وہان حاضر ہونگا نور افشان نے کہا ای شعلہ خوار آتش خوار اگر تیری خوشی ہو تو مین بھی ساتھ چلون مین نے زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ حد کوہ غرائب نہایت سخت مقام ہی شعلہ خوار نے جواب دیا کسیکی احتیاج نہین اصلی کام تو ذات پر خواجہ کی موقوف ہین مین ہر مقام پر اپنے کو پہونچاؤنگا اب مین آپ لوگون سے صاف مفصل عرض کرتا ہون اول کوہ دخان ملیگا ملکہ دخان سیہ رو ایک ساحرہ وہانکی حاکم ہی قوم کی زنگن مسلمانون کے نام سے بدظن خدا اسکی صورت کسیکو نہ دکھائے اگر شب تیرہ و تار مین کوئی دیکھلے تو غش آجائے اول سرحد کوہ دخانیہ پر چلیے جب دخان سیہ رو قتل ہو جلیگی تب کوہ غرائب کا راستہ کھلیگا وہان کے عجائب و غرائب سے آپ خود آگاہ ہونگے مین بھی وقتاً فوقتاً حاضر خدمت ہونگا آپ لوگ مقابلے مین ملکہ شعلہ جوالہ کے فروکش رہین اب مین خواجہ کو لیکر جاتا ہون نور افشان نے کہا بسم اللہ کوکب تو اُسی مقام پر داخل بارگاہ ہین یہی ذکر ہو رہا ہی کہ خدا خواجہ کو بخیر و خوبی پہونچائے شعلہ خوار آتش خوار خواجہ عمرو کو پنجے مین دبا کر بلند ہوا کبھی کاندھے پر سوار کر لیتا ہی باتین محبت آمیز خواجہ سے کرتا ہوا راہ کو طی کر رہا ہی بعد عرصہ دراز کے دور سے ایک پہاڑ معلوم ہوا کہ اُسمین سے دھوان نکل رہا ہی شیطان بچے نے کہا وہ کوہ دخانیہ سامنے معلوم ہوتا ہی مین آپ کو اُتارتا ہون آپ کسی طور سے

اُس سے ملاقات کرین اگر آپ نے مار لیا فبہا ورنہ مین آپہونچونگا موے سر پیر سے آپ کے پاس موجود ہین کوہ دخانیہ سے چند قدم پر خواجہ عمرو کو شیطان بچے نے اُتارا خود تو غائب ہوا خواجہ تنہا آگے بڑھے ایسا مقام پُر آشوب ہی کہ خوف آتا ہی ہر طرف سناٹا صدائے جغد و بوم آتی ہی بونڈے گرد کے اُٹھ رہے ہین صبا خاک اُڑاتی ہی ہر نخل نشان نخل ماتم تنہائی سے ہر مقام پر ہجوم غم و الم کسی طرف نخل مغیلان سراپا کانٹون سے بھرے ہوے گویا اُنگلیان اُٹھاتے ہین کہ اے آئندہ و روندہ طرف کوہ دخانیہ کے نہ جانا یہ مقام دخان سیہ رو بیہودہ قوم کی زنگین انسان کے نام کی دشمن ہی حیران حیران چہار جانب خواجہ دیکھ رہے ہین آخر مجبور ہو کر قریب کوہ آئے رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک پیر کلاونت کی صورت بنکر تیار ہوے طنبورہ ہاتھ مین لیا ایک نخل خاردار کے نیچے بیٹھ کر طنبورے کو چھیڑا اور بعد سوز و گداز یہ غزل مومن دہلوی کی گانے لگے غزل

ہم ہین اور نزع شب ہجر مین جان ہونے تک	صبر آتا ہی کوئی تاب و توان ہونے تک
آسمان فتنہ کچھ ایسا نہین اے اہل جہان	کوئی باقی نہین رہنے کا امان ہونے تک
شمع سان اپنی تپش ہی تو سُنے یا نہ سُنے	طی نہو دیگا یہ افسانہ زبان ہونے تک
اس چمن زار کا حسرت سے نظارہ کرے	آہ نگہ دیدۂ ہر سو نگران ہونے تک
کون جیتا ہی لگا ہون مین سبک ہونے کو	سخت جانی ہی ترے دل پہ گران ہونے تک
گر یہی نالۂ جانکاہ کے ہین شور و شغب	دم رہا کاہیکو تاثیر فغان ہونے تک
ہاتھ شاید کہ وہ سرمایۂ حسن آجائے	کچھ نہ کچھ فائدہ ہی جی کے زیان ہونے تک
غم و غصے سے ہی خلقت مری جون طفل شکر	نہین کرنے کی وفا عمر جوان ہونے تک
ضد ہوئی محتسب و پیر مغان مین مومن	عید ہر روز ہی اب کے رمضان ہونے تک

گانے کی جو خواجہ کے آواز بلند ہوئی دخان سیہ رو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی ہی چند زنگنین جمع ہین ہلڑ ہو رہا ہی شراب اسقدر پی کہ اوک رہی ہی ڈکار رہی ہی شغال زنگی آشنا اسکا ہی اُسکے پیٹے پکڑے ہوے اُسکو مار رہی ہی کہتی ہی کہ چھچھوندر انی کو تو نے آج کیون گھورا بتا دہ تیری کون ہی مین نے خود دیکھا کہ تو اُسکو آنکھون مین پیے جاتا تھا زنگی اپنی جان سے عاجز ہی چاہتا ہی کہ اس سے کسی طرح پیچھا چھڑاؤن مگر ممکن نہین ہوتا یکایک کان مین گانے کی آواز آئی شغال کو چھوڑ دیا کہا جا کنارے بیٹھ دیکھو یہ کون گا رہا ہی دل

اُبھارہا ہی شغال نے کہا یہ تو کوئی مقبول بارگاہ سامری معلوم ہوتا ہی کنیز سے کہا باہر نکلکر دیکھ تو اس صحرائے ویران مین کون ایسا شگفتہ مزاج ہی کہ بیان گارہا ہی غزل کے اشعار ہین کہ سنانین دل کے پار ہین دخان نے کہا ارے کیا دریافت کراتا ہی تجھے نہین معلوم کہ افراسیاب بیحیا نے سحر قہر گنبد سامری کیا ہی اب ہماری تلاش ہوگی شوہر نے اسکے کہا یہان کسکی مجال ہی جو آسکے کیون بیہودہ بکتی ہی تو خود جاکے دیکھ دخان سیہ رو جھومتی ہوئی چلی ایک حیدربا کا کونہ سر پر ایک زمین پر لوٹتا ہوا نشے مین منھ سے کف جاری جھومتی ہوئی پہاڑ پر آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا ایک نخل کے سائے مین ایک بڈھا بیٹھا ہوا تانین لگا رہا ہی دخان نے آواز دی او گانے والے ہمارے پاس آ ہم اس مقام کے حاکم ہین طرف سے افراسیاب کے ناظم ہین عمرو نے سر اُٹھایا ایک دیونی کو دیکھا کہ پہاڑ پر اتر رہی ہی عمرو نے پھر سر جھکا لیا معلوم ہو کہ بہرے ہین گویا سنا نہین جب دخان نے دو تین آوازین دین اور عمرو نے کچھ جواب نہ دیا دخان جھلاکر گری عمرو کی کمر مین پنجہ دیا اُٹھاکر اپنے قصر مین لائی قصر مین لاکر بٹھا دیا کہا شغال یے گویا آیا گانا سُن مگر دو بوند شراب مین فرق نہ آئے گویا تو نگوڑا بڈھا ہی شاید اس سے بھی کوئی مطلب نکلے شغال نے کہا او بیہودہ آٹھ پہر تجھکو یہی فکر ہی دخان نے کہا ارے مسخرے یہی دنیا کا آل ہی تو ناحق گھبراتا ہی تجھکو پھل شجر مراد کے کھلاؤنگی آٹھ پہر دیوانہ رہیگا تجھکو انگلیون پر نچاؤنگی مگر کیا کرون وہ شجر خشک ہوگیا ثمر اسمین نہین ہوتا یہ تیری بدنصیبی شاید کوئی لڑکا پیدا ہوتا تیری جان کو بیٹھکر روتا یہ کہکر شراب پینے لگی کہا ہان بڑے میان صاحب کچھ گاؤ خواجہ نے دو چار شعر گائے مگر اس محفل کو دیکھکر گھبرا رہے ہین ہر ایک زنگن اُچھل کود رہی ہی دخان سیہ رو سب سے زیادہ گھڑے کے گھڑے شراب کے پیے جاتی ہی چیختی ہی غل مچاتی ہی خواجہ کے ہوش پراگندہ ہین لیکن مجبور ناچار دو تین غزلین گائین دخان رونے لگی کہا مین اپنے خداوند سے جاکر پوچھون کہ وقت انقلاب دور ہوا یا ابھی زمانہ خرابی کا باقی ہی خواجہ یہ سنکر گھبرائے ایک طرف ایک چوکی ٹوٹی سی رکھی تھی اُسپر ایک بت پتھر کا رکھا تھا اُسکے آگے کچھ ہار پھول رکھے تھے دخان اُچکتی ہوئی سامنے بت کے آئی کان سے منھ لگا کر آواز دی کیون خداوند اب کیا منظور ہی بت نے منھ پھیلایا منھ سے کچھ دھوان نکلا اسقدر دھوان منھ سے نکلا کہ خواجہ گھبرا گئے بسبب دھوئین کے آنکھون سے آنسو نکلنے لگے خواجہ رومال سے منھ پونچھنے لگے یہ خبر نہین کہ رنگ و روغن عیاری کا دور ہوا جاتا ہی سامنے ایک آئینہ رکھا تھا اُسپر نگاہ جو خواجہ عمرو کی پڑی

دیکھا مین تو بہ صورت اصلی بیٹھا ہون گھبرا کر اُٹھے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن زمین نے پاؤن تھام لیے
دخان سیہ رو نے پلٹ کر آواز دی او ظالم اس قصر کی یہی تاثیر ہی دشمن کے مٹانے کی تدبیر ہی اب
کہان جائیگا مین نے بھی سنا تھا کہ عمرو عیار میری فکر مین آئیگا اب تو خواجہ گھبرائے طنبورہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا جان سے بیزار یقین کامل ہوا کہ موت قریب آگئی دخان سیہ رو نشے مین اُچھل رہی ہی
گا رہی ہی ہر مرتبہ منھ کھول کے آتی ہی کہ عمرو کو کھا جاؤن خواجہ ہاتھ باندھتے ہین کہ مین تو غلام ہون
ہمیشہ خدمت گزاری کرونگا مین عیاری مکاری کیا جانون کبھی دل کو رجوع کرتے ہین کہ ای پروردگار
اس جلاد کے ہاتھو سے بچائے ایسا نہو کہ یہ ملعونہ کھا جائے ایک طرف سے شغال زنگی یہ کہتا اُٹھا کہ
او ساربان زادے میری معشوقہ کو مارنے آیا تھا مین تجھکو بڑے مزے سے بھون بھون کر کھاؤنگا
کیون صاحب مجھکو حکم دو کہ تمھارے دشمن کو کھا جاؤن دخان سیہ رو نے کہا ہم تم تقسیم کرکے کھائینگے
آگ تو روشن کرو شغال زنگی آگ روشن کرنے لگا نمک مرچ لا کر رکھا اور کارد بھی لایا اب عمرو نے
دل کو اپنے طرف خدا کے رجوع کیا بلک بلک کے خواجہ دعا کرنے لگے کہ ای رحیم و کریم وقت مدد ہی تو اگر
رحم کرے تو یہ بلا ابھی رد ہی

نظم

بندہ ام پابند صد رنج و الم
نفس و شیطان میکند بر من ستم
وای صد حسرت کہ در دنیای دون
بر طریق بندگی ثابت قدم
نیست اندیشہ ز بد خواہان مرا
گردنم در سجدۂ اخلاص خم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار

عاجز و مسکین اسیر درد و غم
ز آتش غم سینہ سوزد مثل برق
نقد عمر خویشتن ضایع کردہ ام
بر مآل کار خود واحسرتا
تو کنی بر من اگر فضل اتم
کن عطا ای مصدر جود و عطا
بر کمال فضل تو امیدوار

ای پناہ فریاد رس فریاد رس
دیدہ ہم مثل ابر گریہ و میدمم
از رجوع دل نماندم ای دریغ
در دل اندیشہ نہ کردم بیش و کم
دارچون گردون نہ دون ای کردگار
کن کرم ای صاحب لطف و کرم

جب آگ روشن ہوئی اور شغال
شوہر دخان سیہ رو کا شراب پیا اُٹھا اُسوقت عمرو کو موے سر شیطان بچہ یاد آئے فوراً کمر پر ہاتھ
ڈالا اُن بالون کو جو پیچ و تاب دیا دروازے سے آواز آئی اے شغال ملعون خبردار ہمارے مہربان پر
ہاتھ نہ اُٹھانا شغال نے پلٹ کر دیکھا دروازے سے ایک دیو مثل قہر بلا کو سلے ہوے آتا ہی شغال
نے چاہا بھاگون دیو شغال پر آپڑا دخان سیہ رو چلائی یا خداوند میرے شوہر کو بچائیے

یہ کیا بلا نازل ہوئی اُس دیو نے دخان کو ایک لات ماری شغال کو چیر پھاڑ کر کھا گیا ہڈیان تاک چبالین دخان سیہ رو نے سحر کیا گولہ اُٹھا کر مارا وہ دیو آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گیا گولہ اسکا ایک زنگن کے سر پر پڑا کہ زنگن کا سر پھٹا دخان سیہ رو نے دیکھا وہ دیو میرے پہلو مین کھڑا ہی چاہا کو دکر بھاگون وہ کب جان چھوڑتا ہی ایک تھپکی ماردی گولی بنا کر نگل گیا کنیزین پیٹنے لگین دیو نے منہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑے حبشنین جلنے لگین اب اُس دیو نے نعرہ کیا منم شعلہ خوار آتش خو کیون خواجہ اپنے دوست کو ایسا بھولے مین صحرا مین پھر رہا تھا اور کہتا تھا کیا سبب ہی کہ خواجہ نے مجھکو یاد نہین کیا خواجہ عمرو نے جو مکان کو خالی پایا اسباب لوٹنے لگے تمام مکان کو لوٹ لیا شعلہ خوار حیران ہی کہ یہ اسباب خواجہ کہان رکھ لیتے ہین عمرو نے کہا ای شعلہ خوار زنبیل دیکھو گے شعلہ خوار نے کہا مہربانی فرمایئے اب طرف کوہ غرائب کے تشریف لیچلیے جیسا مقام ہوگا اُسی صورت پر اُڑ لگا خواجہ کو ساتھ لیکر شیطان بچہ پہاڑ کے نیچے اُترا طرف کوہ غرائب کے چلا غرائب مردار خوار بادشاہ کوہ غرائب اپنے مقام پر بیٹھا ہی مصاحب جمع ہین کہ قصر کا ایک کنگرہ گرا غرائب نے کہا ارے یہ کیا ہوا ذرا دخان سیہ روکی تو خبر لاؤ شہنشاہ ہوشربا نے غضب کیا سحر گنبد سامری مین براں وغیرہ کو پھنسایا ہم لوگون کے اختتام کا وقت قریب ہی ہرچند کہ یہ وہ مقامات ہین کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین تو نہ آسکین مگر عمرو وہ بلا کا عیار ہی کہ جسنے ملکہ آفات وافراسیاب کو گرفتار کر لیا تھا نانی جان وقت پر پہونچ گئین اُنھون نے سب کو بچایا ورنہ اُسی دن خاتمہ تھا یہ تو ہمین معلوم ہی کہ عمرو نے اسطرف کا رخ کیا ہی ایک جادوگر کو حکم دیا کہ خبر لاؤ ہماری طرف سے دخان کو سلام محبت التیام کہنا ملراہی قیطوس جادو راہ مین جو کوئی ملجائے اُسے مار ڈالنا صاف صاف مرقوم ہی کہ سواے عمرو کے اس سرحد مین کوئی اور نہ آئیگا قیطوس چلا غرائب انتظار مین ہی لیکن کوہ دخان سے تھوڑا راستہ طی کرکے شیطان بچہ خواجہ سے کہنے لگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ساتھ چلنا مناسب نہین اگرچہ یہ مقامات طلسم ظاہر ہین مگر شعبدے یہان کے طلسم باطن سے سخت ہین آپ اپنے کو اب کوہ غرائب پر پہونچا یے خواجہ لرزان و ترسان طرف کوہ غرائب کے چلے ایک مسافر نوجوان کی صورت بنالی جب بازار کے نکڑ پر آئے اور آگے بڑھے وہان ایک لڑکا کھڑا تھا عمرو نے کہا میان صاحبزادے صاحب غرائب جادو کا کونسا مقام ہی یہ سُننا تھا کہ اُس لڑکے نے ایک چیخ ماری آواز دی او ظالم ہمارے شہنشاہ کا نام پوچھتا ہی عمرو لڑکھڑایا یقین ہوا کہ گر پڑو نگا عمرو نے گرتے گرتے اپنے کو سنبھالا گلیم اوڑھلی

وہ لڑکا حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی اور پکارتا ہی کہ او مکار تو کہان گیا مجھے کچھ نہین سوجھتا خواجہ گلیم اوڑھے کھڑے ہین مگر حیران کہ یہ حال مکاری اسے کیونکر معلوم ہوا کیونکر پوچھون ایسا نہو کہ پوچھنے مین کچھ خرابی ہو وہ لڑکا گلیو نمین دوڑتا پھرتا ہی عمرو نے کنارے ہٹکر ایک ضعیفہ کی صورت بنائی مٹھائی ہاتھو مین لیکر دوسرے گوشے سے نمایان ہوے لڑکے نے بڑھکر آواز دی بڑی بی صاحب اسطرف کوئی مسافر گیا ہی عمرو نے کہا بیٹا مین نے نہین دیکھا اس مٹھائی پر سامری و جمشید کی نذر دیدو نواسی میری ماندی ہو گئی تھی مین نے نذر مانی کہ سامری و جمشید کی نذر دلاؤنگی اب اُسنے صحت پائی یہ کہکر لڑکے کے ہاتھ مین دونہ مٹھائی کا دیا لڑکے نے سامری و جمشید کی نذر دی عمرو نے دو ڈلیان بڑی بڑی نکال کے لڑکے کو دین کہا بیٹا یہ تم کھاؤ اُسنے وہ ڈلیان کھالین کھاتے ہی گھبرایا کہا او مکار تو نے مجھکو بیہوشی کھلا دی یہ کہکر عمرو کی طرف دوڑا کہ جا کر لپٹ جاؤن خواجہ پیچھے ہٹے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے کین و ھوئین
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا حبا نگیر ہی

مری نسل سے ہی پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شہ پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پہ عندر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تمہاری گرد پا پوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

چاہا پیچہ لڑکے کو ماروں کہ پہلو سے آواز آئی او مکار کیا کرتا ہی میرے بچے نے کیا خطا کی عمرو نے پلٹکر دیکھا ایک بڑھیا ہی کہ نانی ساحرہ لاٹھی ٹیکتی ہاتھو مین دوڑتی ہوئی آتی ہی خواجہ عمرو نے چاہا بھاگین اُس بڑھیا نے سر زمین پر دست مارا پکار کر آواز دی یا سامری یہ گنہگار جاتا ہی میرے بچے کو کیا خطا دیا کہ وہ بیہوش پڑا ہی خواجہ لڑکھڑا کے گرے بڑھیا نے آکے اول لڑکے کو ہوشیار کیا لڑکے نے ہوشیار ہوتے ہی عمرو کی مشکین باندھین لڑکا اور بڑھیا لیکر چلے عمرو نے کہا بڑی بی صاحب مجھکو کہان لیے جاتی ہو کہا نگوڑے تو عمرو عیار ہی ایسی جگہ قید کرون کہ تا قید حیات رہائی نہ پائے خواجہ منتین کرنے لگے کہا بڑی بی صاحب مجھکو چھوڑدو اب مین ادھر کبھی نہ آؤنگا بڑھیا نے کہا تو میان کیونکر آیا خواجہ نے کہا یہان گانون مین ایک زمیندار کی برات تھی رات کو وہان رہا خوب مال لوٹا غلہ کھر یا مین جمع تھا وہ بھی مین نے اُٹھا لیا بڑھیا نے کہا وہ غلہ کہان ہی عمرو نے زنبیل دکھائی کہا اسی مین سب کچھ

رکھا ہی یہان بیٹے دونون مشتاق ہوے عمرو نے کہا دونون صاحب ایک ہی مرتبہ دیکھ لین یہ کہکر چور آئی گھنڈیان کھولین کہا میرے ہاتھ پاؤن تو کھولدیجیے وہ تماشا دکھاؤن کہ کبھی نہ دیکھا ہو بڑھیا نے ہاتھ پاؤن خواجہ کے کھولدیے بیٹے سے اشارہ کر رہی ہی کہ جب یہ مال و اسباب دکھائے زبردستی کرکے لے لینگے یہ دبلا پتلا ناتنیا کیا کرسکتا ہی جب خواجہ کے ہاتھ پاؤن کھلے یہ بھی دیکھا کہ ہین اپنے قابو مین ہون زنبیل کا منھ کھولا اول بڑھیا جھکی دیکھا جواہرات انبار ایک طرف دریائے قہار موج مار رہا ہی بجرے لگے ہوے ہین کچھ شاہزادیان سوار ہو رہی ہین کچھ شاہزادیان اُتر رہی ہین کچھ سوار ہین بجرون پر ناچ ہو رہا ہی ایک طرف باغات کے دروازے کھلے ہین نازنینان مہ جبین باغ مین مجمع ہین یہ ہر جگہ جلسے جمے ہوے گانے والیان خوش گلو تانین لگا رہی ہین نظم

یہ دھیان تمکو ذرا نہین ہی کہ جور ہمپر روا نہین ہی
ہین سخت جان غیر مجھسے بڑھکر رہین نہ کیونکر وہ ہاتھ دیکر
کیا نہ کیون چارہ گر نے درمان بتایا کیونکر چورہین اسکی
وہ نیند جس سے کہ سوگئے اب وہ غیظ جسمین کہ ہم سے مطلب
ہی ناخن غم عبث پریشان ہی اسکا کھلنا کمال آسان
کدھر گئے وہ تمھارے چھل بل نہ ترچھی چتون نہ آڑی ہیکل
نگہ لڑاتی ہی گو کہ شوخی یہ شرم چھائی ہوئی ہی اب کی
شباب آیا گیا لڑکپن اب اور نام خدا ہی چتون
غضب ہی ترچھی نظر کا ایما گمان دلکا ہی دلکو بھالا
شرر جدائی مین ہی یہ جاسکت ہی ہمین نہ دل مین طاقت

برائے الفت سزا نہین ہی وفا کا بدلہ جفا نہین ہی
ٹھہر ٹھہر کر لگا نہ خنجر یہ طرز مشق جفا نہین ہی
جو میرے زخم جگر مین پنہان تمھارا دزد حنا نہین ہی
رسیلی آنکھو نمین وصل کی شب بجز مروت کیا نہین ہی
کہ میرا ہی موت رشتہ جان کسیکا بند قبا نہین ہی
یہ کیا کہ جسپر غرور تھا کل وہ آج بانکی ادا نہین ہی
یہ کیا کہ وقت جدل بھی خالی نیام تیغ حیا نہین ہی
تری جوانی کا اُف رے جوبن کہ دل پہ قابو ذرا نہین ہی
ہی عکس زخم جگر یہ میرا وہ پتہ مسکا ہوا نہین ہی
ہوئی ہی صد مون سے زرد رنگت یہ سب ہی لیکن قضا نہین ہی

ایک جانب قصرہائے عالیشان ایک طرف ہزارہا تلج رکھے ہوے ہین ایک طرف باورچی خانہ ہزارہا دیگ چڑھی ہوئی ہی کھانا تقسیم ہو رہا ہی ایک جانب ہزارہا مزدور ٹوکریان سر پر رکھے ہوے مٹی ڈھو رہے ہین میت اُنکے پیچھے سونٹا لیے ہوے ساتھ ہی کوئی مزدور رکا اور سونٹا پڑا بڑھیا اور لڑکا دونون مبہوت ہو گئے سر نکال کر کہا خواجہ یہ ہمنے کیا دیکھا عمرو نے کہا دونون صاحب بغور دیکھیے جو پسند ہو وہ لیجیے تکلف نہ فرمائیے یہ سب مال آپ ہی کا ہی اب بڑھیا اور لڑکے نے آدھا آدھا جسم زنبیل مین ڈالدیا

چاہتے ہین تاج اُٹھالین بڑھیا کہتی ہی بیٹا ایک صندوقچہ جواہر کا اُٹھالو دونون نے ہاتھ بڑھائے عمرو نے
دونون کے چوتڑون مین ہاتھ دیکر زنبیل مین ڈالدیا بڑھیا کو تو دوڑ کر کالی کالی لونڈیون نے پکڑ لیا اور
کہا چل باورچی خانہ مین آگ سُلگایا کر جلد کپڑے اُتار ہمین حساب دینا پڑیگا لڑکے کو مزدورون نے پکڑ کر ٹوکری
سر پر رکھی کپڑے اُتار لیے میٹ نے پکار کر کہا دیوان جی صاحب ایک نیا مزدور اور آیا ہی نام لکھ لیجیے مگر آج کا
دو ہی پیسے لکھیے گا گارہ اُٹھایا کریگا دونون چیختے ہین پیٹتے ہین یہان کون سنتا ہی خواجہ ان دونون کو زنبیل
مین ڈال کر آگے بڑھے کہ پہلو سے آواز آئی اُستاد کیا کہنا عمرو نے پلٹ کر دیکھا شیطان بچہ چلا آتا ہی کہتا ہوا
خواجہ پیران جادو و اطفال جادو یہ دونون اس صحرا کے نگہبان تھے کیا مزے سے انکو لیا خواجہ
نے کہا ابھی مجھکو تو کوئی نہین ملا شیطان بچے نے کہا انکار نہ کیجیے مین سب کھڑا دیکھ رہا تھا اب آسے جائیے
یہ کہکر شیطان بچہ غائب ہوا خواجہ آگے بڑھے لیکن غرائب جادو نے جو قیطوس جادو کو براے خبر
کوہ دخان روانہ کیا تھا سنے کوہ دخان پر آکے دیکھا سناٹا پڑا ہوا ہی مکان کا فرش فروش تک ندارد تمام
کنیزون کے لاشے تڑپ تڑپ کر سرد ہوے ہین یہ سب حال قیطوس دیکھکر گھبرا گیا حیران تھا کہ کس سے حال
پوچھون کنیزین تک قتل ہو گئین عرصہ دراز تک اس مکان مین پھرا کہ کوئی بھی زندہ ہو تو اُس سے حال پوچھون
جب کوئی مکان مین زندہ نملا سر پیٹتا ہوا چلا ان سب سے ملاقات و محبت تھی ایک ایک کا نام لیکر روتا ہوا
پہاڑ سے بہ سختی اُترا خاک اُڑاتا ہوا جاتا ہی خواجہ کوہ غرائب سے پاؤ کوس الگ ایک مقام پر کھڑے ہوے ہین
کہ کان مین رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سر برہنہ خاک اُڑاتا ہوا آتا ہی خواجہ بھی بہ تعجیل
ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوے پکار کر پوچھا بھائی صاحب خیر تو ہی قیطوس نے پوچھا ای شخص تو کون ہی
اس صحرا مین کیونکر پہونچا عمرو نے کہا مین مفلوک غریب مانگتا کھاتا ادھر بھی چلا آیا ارادہ ہی خدمت مین شہنشاہ
غرائب جادو کی جاؤن اپنی مصیبت بیان کرون تمھارا حال زار دیکھکر گھبرا گیا قیطوس نے کہا ای
شخص کیا پوچھتا ہی ہم سبھون کی راحت و آرام مین خلل آیا عمرو سا عیار اس حوالی مین آگیا مالک کوہ
دخان کو مارا وہ لوگ تو بڑے ہوشیار تھے تعجب ہی کہ کیونکر قتل ہوے کوئی ذیحیات نہین بچا کہ جس سے
حال دریافت ہوتا عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا دیکھو ایک زنگن آتی ہی جیسے ہی قیطوس پلٹا خواجہ نے
حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر بیہوش کیا قیطوس کی شکل بنکر تیار ہوے طرف کوہ غرائب
کے چلے غرائب جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ یارو میرا دل گھبراتا ہی نہین معلوم کوہ دخان پر

کیا گذری مصاحبون نے جو دیکھا کہ آج شہنشاہ بہت پریشان ہین جی بہلانے کو ایک گائن سے اشارہ کیا وہ گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی غزل

پنجۂ پرنور کو زلفون مین شانہ کیجیے
شمعون سے روشن کبھی زنجیر خانہ کیجیے

موت بندے کی جو صاحب آپ کو منظور ہی
آج بھی کوئی نہ آنے کا بہانہ کیجیے

نقش شیرین کو ہوس ہی آپ کے پابوس کی
بس اُسی پتھر کو اپنا آستانہ کیجیے

لکھیے تیرے خال مشکین کے مضامین بعینہٖ
سارے حرفون کے نقط کو مشک دانہ کیجیے

پرتو عارض سے ہی ہر تار مو تار شعاع
پنجۂ خورشید سے زلفون مین شانہ کیجیے

ہم بیابان مرگ ہین یارو ہماری قبر پر
دامن دشت جنون کا شامیانہ کیجیے

آپ دل مین ڈر گیا ہی توسن عمر روان
توڑ کر تار نفس کو تازیانہ کیجیے

قصد رکھتا ہی یہ اُس صیاد کا تیر نگاہ
جسم کیا ہی مرغ جان کو بھی نشانہ کیجیے

کوے جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
کوئی اے جوش جنون پیدا ٹھکانہ کیجیے

سر کے بدلے شوق سے سر لیجیے عشاق کا
گنجفے کے طور سے برہم زمانہ کیجیے

رات دن غربت مین ناسخ بس یہی رہتی ہی فکر
کوئی خط لکھیے کوئی قاصد روانہ کیجیے

غرائب کہتا ہی کہ میرا دل نہین ملتا نہین معلوم کہ وزخان پر کیا گذری یہ ذکر تھا کہ رونے کی آواز کان مین آئی سب گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا قیطوس جادو روتا ہوا آتا ہی کہ ہاے ملکہ دخان سیہ رو تیری خوبصورتی ہاے شغال زنگی ایسی زوجہ سے بسر کرنا تیرا ہی کام تھا مردون مین تیرا نام تھا ملکہ وخان کے لاشے کو دیکھکر کلیجہ پھٹ گیا کون ایسا صاحب بیداد تھا کہ جسنے تجھ ایسی معشوقۂ پریچہرہ کو قتل کیا کیونکر ایسی حسین پر ہاتھ اُٹھا غرائب نے کہا اے قیطوس کیا ہوا جلد مفصل بیان کرو تمھارے رونے سے دل ہلتا ہی پتہ رنج والم کا ملتا ہی قیطوس نے سر پیٹ کر کہا حضور دریا مین کود پڑینگے اپنی جان دیدینگے ہم کذاب زندہ نہ رہینگے اے شہریار لطف زندگی اُٹھ گیا کسی نے زن وشوہر کو مار ڈالا اور کنیزون تک کو قتل کیا مکان تک لوٹ لیا یہ سُنکر غرائب نے کلاہ دے ماری کہا ساربان زادہ آگیا سب جو رونے لگے کوہ غرائب کو جنبش ہوئی غرائب نے کہا یارو غضب ہوا پہاڑ کو جنبش ہی معلوم ہوتا ہی کہ عمرو کوہ غرائب پر آگیا ملازمون نے کہا یہ بات مقرر تھی سامری و جمشید نگہ لئے ہین

کہ جب کوہ غرائب پر عمرو آئیگا تو کوہ کو جنبش ہوگی غرائب جادو نے ملازمون سے کہا کوہ تو پہلو تے قصر
مین ہی ذرا جاکر تلاش تو کرو اگر ملجائے تو گرفتار کر لاؤ یہ بھی علامت بربادی کوہ غرائب مرقوم ہی کہ
بعد تباہی کوہ دخان اس پہاڑ پر بھی بربادی آئیگی جادوگر دوڑے خواجہ تو سر جھکائے بیٹھے ہین
یہ باتین سن سنکر پریشان ہو رہے ہین جی مین کہتے ہین کہ یہ بڑا ہوشیار ہی چند ساحر گئے تھوڑے
عرصے مین پلٹ کر آئے ایک جادوگر نے کان مین غرائب کے کچھ کہا غرائب طرف قیطوس نقلی
کے پلٹا کہا ای قیطوس آزردہ نہو تو ایک بات کہین عمرو نے گھبرا کر کہا فرمائیے غرائب نے کہا ای قیطوس
سارے پہاڑ پر تلاش کرایا کہین پتہ نہ ملا لیکن جب سے تم آئے ہو اُسوقت سے کوہ غرائب کو جنبش ہی
عمرو نے گھبرا کر کہا مین پہاڑ سے اُتر جاؤن غرائب نے جادوگرون سے کہا دروازے کو بند کردو کیا
ہم کسی بات مین عاجز ہین خواجہ نے دیکھا کہ سدّ باب ہوا غرائب نے ایک دوہتھڑ زمین پر مارا آواز دی
یا خداوند سامری و جمشید ہمکو قیطوس پر دھوکا ہوتا ہی یہ مقام تو آپ کے تشریف لانے کا ہی اپنی
کرامت ظاہر فرمائیے جیسے ہی غرائب نے یہ کلمہ زبان سے کہا ایک شعلہ بھڑک کر جسم عمرو پر گرا رنگ و
روغن عیاری کا جلا دیا صورت اصلی ظاہر ہوئی پاؤن بھی عمرو کے زمین نے پکڑ لیے غرائب نے آواز دی
او مکار منم غرائب عجائب لگا رقص مین ہاؤ ہو اسب جادوگرون نے کہا حضور بڑے تعجب کی بات
ہی پیران جادو و اطفال سے یہ کیونکر بچا غرائب تلوار کھینچکر اُٹھا عمرو نے بلک کر دعا کی کہ ای
پروردگار میرے تیرے وعدے مین فرق آتا ہی یہ بیچارا قتل کرنے پر دھمکاتا ہی سب جادوگر تیغے کھینچ
کھینچ کر چلے کوئی نیزہ دکھاتا ہی کوئی چھری سے ڈراتا ہی کوئی سامری و جمشید کی تعریفین کر رہا ہی کوئی
کہتا ہی او ساربان زادے تو نے ملکہ دخان سیہ رو کو کیونکر مارا ایسی حسینہ پر کیونکر ہاتھ اٹھا جلاد
کا تو نے کام کیا غرائب نے چاہا دوڑ کے ہاتھ تلوار کا مارون عمرو کو موے شعلہ خوار آتش خو باد آئے
فوراً کمر سے لگا لے جیسے ہی اُنکو پیچ و تاب دیا چھت شق ہوئی ایک زنگی قوی تن زمین پر گرا سب جادو
گھبرا گئے کہ یہ کون ہی کہان سے آیا دروازہ بند تھا چھت توڑ کے پہونچا خوف کا مقام ہی اُس زنگی
نے زمین پر آتے ہی غرائب پر حملہ کیا غرائب جادو نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگی نے سب
تلوارین سر پر کھائین لیکن کوئی خط بھی نہ پڑا دونون پاؤن غرائب کے پکڑ کر زنگی نے جھٹ اٹھا مارا
چیر کے پھینک دیا اندھیرا ہو گیا سنگباری و برفباری ہوئی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من

غرائب جادو بود اُسی زنگی نے سب جادوگرون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑے ہی عرصے مین سب کا
خاتمہ کر دیا خواجہ نے دیکھا ایک مکان مین قفل لگا ہوا ہی اُس قفل کو کاٹا دیکھا اُس مقام پر توڑے روپیون
کے چُنے ہوے ہین خواجہ خوش ہو گئے سب توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے اب شعلہ خوار آتش خو کہا ای
خواجہ مقام تیغہ جوہر بار سامری تلاش کرو جسواسطے آئے ہو وہ مطلب حاصل ہو خواجہ نے اور قصر بھی
کھولے کہین روپیہ نکلا کہین ظروف مسی کہین کپڑے اسباب مختلف ہر مقام پر ملے خواجہ نے وہ
سب اسباب نذر زنبیل کیے مگر صندوق تیغۂ جوہر بار سامری نہین ملتا خواجہ نے کہا ای شعلہ خوار
ان مکانون مین تو تیغۂ مذکور نہین ہی شیطان بچے نے کہا خواجہ یہ وہ تحفہ ہی کہ بانیان طلسم نے اسکے رکھنے
مین بڑے بڑے اہتمام کیے ہین اگر غلام آپ کے ساتھ نہوتا اور آپ یہان کے مکان کھود کر پھینک دیتے
تو تیغے کا پتہ نہ ملتا یہی قصر جو سامنے ہی وسط مکان مین ستون نصب ہی یہی قید ہی کہ لینے والا تیغے کا
اس ستون کو اُکھیڑے تب قصر ظاہر ہوگا صندوق بھی ملیگا مین نے آپ سے عہد واثق کیا ہی آپ کے
ساتھ مجھکو اُس مجمع عام مین چلنا ہوگا جہان نور افشان و افراسیاب سب جمع ہونگے جسوقت
آپ نخل کو قلم کرینگے اُسوقت میری جانبازی ملاحظہ فرمائینگے خواجہ عمرو نے اُس ستون کے اُکھیڑنے کو
کمند آصفاے باصفا کو نکالا ایک حلقہ ستون مین باندھا ایک سرا ہاتھ مین لیکر کھڑے ہوے معجز طلب
کیا کمند کھینچی وہ ستون گرا مہرہ نقب پختہ کا ظاہر ہوا شعلہ خوار آتش خو نے کہا خواجہ اب آپ اس
نقب مین داخل ہوجیے خواجہ مع شیطان بچے کے نقب مین داخل ہوے چند سیڑھیان طی کی تھین کہ
دیکھا ایک مختصر سا حجرہ ہی اُسمین ایک صندوق کلان رکھا ہی بجاے قفل کے مارسیہ لپٹا ہوا ہی پاؤن کی
آہٹ پاتے ہی کفچہ بلند کیا شعلہ خوار نے بڑھ کر اُس مارسیہ کو ہاتھون سے کل ڈالا اب صندوق کو
کھولا تیغہ نکالا تیغہ برق مثال خواجہ نے اُس تیغے کو اپنے پاس رکھا اب شیطان بچے نے خواجہ کو
اپنے کاندھے پر سوار کیا لیکر چلا یہان افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا ہی صرصر نے عرض کی ای
شہنشاہ خود کوکب مقابلۂ شعلہ جوالہ مین اُترا ہوا ہی عمرو نے اس شوالے سے رہائی پائی ایسا نہو کہ
شیطان بچہ تسخیر ہوجائے عمرو اگر نخل سرد کو قلم کرے سب کو رہا کر کے لیجائے اُس سے کسی بات کا تعجب
نہین ہی آپ لشکر کشی کرین کوکب کو وہان سے ہٹا دین یا کوکب ملکہ شعلہ جوالہ پر جا پڑے اُسکو قتل
کر کے قطع نخل کی تدبیر کرے افراسیاب نے کہا ای صرصر تیغۂ جوہر بار سامری کا ملنا بہت دشوار ہی

بلکہ ناممکن مگر مین لشکرکشی کرتا ہون سب وزرا و امرا نے اس راے کو پسند کیا افراسیاب نے ایک نامہ
ملکہ حیرت کو لکھا کہ لشکرکشی کرکے صحراے گرد آباد مین جاؤ مقابلہ کوکب مین لشکر کو اتارو مابدولت بھی
آتے ہین ایک نامہ ماہیان زمردپوش کو لکھا ایک نامہ آفات چاردست کو تحریر کیا یہ سب نامے
روانہ کرکے افراسیاب جادو بھی سوار ہوا لیکن یہان شہنشاہ کوکب مقابلۂ شعلۂ جوالہ مین فروکش
ہین ملکہ شعلۂ جوالہ نخل سرو کو گھیرے ہوے اُتری ہوئی ہی آٹھو پہر حفاظت کرتی ہی طائر بھی کوئی نخل پر
آکر نہین بیٹھتا ایک قمری طوق محبت بہ گلو خوش آواز صدا مین سوز و گداز بوقت سحر وہ قمری نخل پر آکر بیٹھتی ہی
زمزمہ سرائی کرکے چلی جاتی ہی اور کیا مجال کسی طائر کی کہ جو نخل سرو کے قریب بھی آسکے صبح کو کوکب
دربارگاہ پر بیٹھے ہین ایک جانب ملکہ بہار گلعذار یاد مین اپنے سردارون کی غمگین و ملول کوکب سے
فرما رہی ہین کیون ای شہنشاہ اس نخل کا کیا انجام ہوگا ہمارے دل مین یہی حوصلہ ہی کہ ایک دن ہم بھی
اس نخل پر سحر کرین کوکب کہتے ہین جب تمھارا دل چاہے سحر کرو مگر شعلۂ جوالہ ضرور حائل ہوگی اسکی تدبیر
چاہیے بہار نے کہا اُنکو مین تنکے چنوا دونگی خدا چاہے تو یہ خود پکار کر کہین کہ نخل کو قلم کرو ہرکارون نے
یہ خبر شعلۂ جوالہ کو پہونچائی ملکہ بہار کا یہ ارادہ ہی کہ نخل پر سحر کرین شعلۂ جوالہ نے اپنے مقام پر بھڑک کر
کہا ملکہ بہار اُسکے سائے مین بھی نہین آسکتین اگر قصد کرینگی تو بہت پچھتائینگی مین خود طبل جنگی بجواتی ہون
نخل کے گرد چوکی پہرے مقرر کیے چونکہ گرم مزاج ہی جاہلون کے سر کا تاج ہی طبل جنگی بجوا ہی دیا ہرکارون نے
آکر کوکب و بہار کو یہ خبر پہونچائی بہار نے شگفتہ ہوکر کہا ای شہنشاہ یہ نیا گل پھولا گل کیفیت ظاہر
ہوگی آپ بھی طبل جنگی بجوائیے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین
شب تیرہ و تار طلایہ دارون کی پکار جانبین کے ساحر آمادۂ حرب و پیکار ملکہ شعلۂ جوالہ آج بذات خود
طلایہ دے رہی ہی سامنے لشکر کوکب کے آکر جیب مُنھ کھول دیا دھوان نکلا دس بیس نابینا ہوے
دس بیس جلکر خاک ہوے کئی مرتبہ ملکہ بہار کو یہ خبر ہوئی کہ بی شعلۂ جوالہ یہ بدعتین کر رہی ہین کئی ہزار
آدمی بیکار ہوے ملکہ بہار نے فرمایا شب تیرہ و تار مین وہ اپنی گرمی دکھائین صبح کو سمجھا جائیگا جس گھڑی
بہار پیراے عالم نے باغ جہان کو شگفتہ کیا شاخ شفق پھولی گل خورشید بصد زیب و زینت گلشن فلک مین
رنگ دکھانے لگا ہواے سرد چلی طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی بموجب عادت قدیم قمری خوش آواز
بصد سوز و گداز زمزمہ سرائی کر رہی ہی دونون لشکرون کو یہ غزل عاشقانہ سُنا رہی ہی غزل

جلتا ہون ہجر شاہد و یاد شراب مین
شوق شراب نے مجھے ڈالا عذاب مین

کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین
سارے گلے تمام ہوے اک جواب مین

پھیلی شمیم یار مرے اشک سرخ سے
دل کو غضب فشار ہوا پیچ و تاب مین

ہم کچھ تو ہدسے تھے جب نہ کیا یار نے پسند
ای حسرت اسقدر غلطی انتخاب مین

رہتے ہین جمع کوچۂ جانا نمین خاص و عام
آباد ایک گھر ہی جہان خراب مین

آنکھ اسکی پھر گئی تھی دل اپنا بھی پھر گیا
یہ اور انقلاب ہوا انقلاب مین

بدنام میرے گریۂ رسوا سے ہو چکے
اب عذر کیا رہا نگہ بے حجاب مین

مطلب کی جستجو نے یہ کیا حال کر دیا
حسرت بھی اب نہین دل ناکامیاب مین

ناکامیون سے کام رہا عمر بھر ہمین
پیری مین یاس ہی جو ہوس تھی شباب مین

ہی اختیار یار مین سود و زیان مگر
فاضل تھے ہم جہان سے قضا کے حساب مین

کیا جلوے یاد آئے کہ اپنی خبر نہین
بے بادہ مست ہون مین شب ماہتاب مین

بسیم سجو دیا ے صنم پر دم وداع
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین

کوکب مرکب پر سوار ہوے پشت پر تمام لشکر ایک طرف ملکہ بہار گلعذار گرد کنیزان ماہ رخسار جیسے ہی قمری نے یہ غزل گائی کوکب نے دیکھا رنگ روے بہار متغیر ہونے لگا زلفون کو پریشانی آئینۂ رخسار پر حیرانی کوکب نے جو بہار کا یہ حال دیکھا کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کیون بہار مزاج کیسا ہی بہار نے غنچۂ دہن وا کیا کہا ای شہنشاہ کوکب صداے قمری سنکر دل کانپ رہا تھا جی چاہتا تھا نخل سرو کے گرد پھرون آپ کی صدا سے روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی کوکب نے کہا ای ملکہ بہار ہوشیار ہو اسوقت سحر کی بو چھا رہی مین نے طائران سحر کو اُڑتے ہوے دیکھا تھا تمہین نہین معلوم ہوتے اور تمہاری ہی فکر ہی شعلۂ جوالہ بلا کی ساحرہ ہی تمہاری فکر رہی ہی بہار نے کہا اب مین ہوشیار ہون آپ مطمئن رہین کہ صفین جمین لشکر آراستہ ہوا نقیب نقابت کر کے ہٹے شعلۂ جوالہ بھڑکتی ہوئی میدان مین آئی کان سے شعلۂ آتش ناک سے چنگاریان مُنھ سے دھوان نکلتا ہوا ایک طاؤس پر سوار پکار کر آواز دی ملکہ بہار گلعذار کہان ہین آج نکلین تو احوال معلوم ہو تو سہی کہ غنچۂ آرزو شگفتہ نہو گل حیات کو پژمردہ کرون باغ عالم مین بے ثمر رہین اپنی سحر و ساحری پر بہت پھولی ہین

مین عندلیب خوشنواے باغ سحر و ساحری ہون یہ کہکر جواسنے پکارا ملکہ بہار نے اپنا طاؤس زرین بال بڑھایا شہنشاہ کوکب سے اجازت لی میدان مین آکے پہونچین شعلۂ جوالہ نے منھ کھول دیا دھوئین نے تمام میدان کو گھیر لیا کنیزان بہار مین غریو بلند ہوا چنگاریان آگ کی یون چمکتی تھین جس طرح شب تیرہ و تار مین جگنو چمکتے ہین بہار دھوئین مین بند ہو گئین شعلہ جوالہ نے پکار کر آواز دی وہ مارا بعد تھوڑی دیر کے دھوئین سے ایک برق چمکی کچھ بوندیان پڑین تمام دھوان غائب ہوا دیکھا ملکہ بہار شگفتہ طاؤس اُڑا رہی ہین آواز دی نسیم سبکرو کمان چلی گئی وقت سحر تیرا ہی کام ہی یہ کہکر دستک دی ایک گجرا پھولون کا ہاتھون سے کھول کر طرف شعلہ جوالہ کے پھینکا شعلۂ جوالہ نے منھ کھول کر دستک دی ایک خنجر چمک کر گرا اُسنے گجرے کو کاٹا پھول مرجھا کر زمین پر گرے ہواے گرم چلی ملکہ بہار کا چہرہ متغیر ہوا شعلۂ جوالہ بڑھی ملکہ بہار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک آبخورہ پانی بھرا ہوا نکالا طرف شعلۂ جوالہ کے پھینکا آواز دی بوا ہوشیار ہو جاؤ ہوا ٹھنڈی چلی وہ گجرا کٹا ہوا جو زمین پر پڑا تھا وہ پھول پھر شگفتہ ہوے ہوا نے اُسکو اُڑایا بارش پھولون کی ہونے لگی نسیم کے جھوکون سے آواز آئی او شعلۂ جوالہ

گوش ہوش سے سن

نظم

کشتہ اک عالم ہی چشمِ لعبتِ خود کام کا — استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا
ہی تپِ غم گور مین کیچل جوانی مین مجھے — دوپہر ہی موسم گرما مین وقت آرام کا
تختۂ میت فراق یار مین معراج ہی — وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا
بادشاہی ہی گدائی کوچۂ دلدار کی — زیر پا ہر اک قدم ہی یان محل آرام کا
ہی صنم عاشق سے ملتی ہی نہین آنکھین تری — نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا
طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیے — سیر گلشن کو ہی عزم اُس سرو سیم اندام کا
داخلِ کعبہ ہوا کشتہ عدم سے برہنہ — پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا
گیسوؤن نے کر دیا وہ چند حسن روے یار — نور ہوتا ہی زیادہ تر چراغ شام کا
ہی سیہ مستی مین اچھی عالم دیوانگی — حلقۂ چشم پری خط ہی ہمارے جام کا
سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہی شکست — ٹوٹتا ہی نخل پر انجام خشت خام کا
باد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ — حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

یہ صدا جو کان مین شعلۂ جوالہ کے پہونچی جھومنے لگی آنکھین بند ہونے لگین کہ زمین شق ہوئی ایک پتلی زمین سے نکلی اُسنے چھینٹا پانی کا مُنھ پر شعلہ جوالہ کے مارا کہا بی بی ہوشیار ہو چھینٹا دیکر وہ زمین مین غائب ہوگئی شعلۂ جوالہ ہوش مین آئی کہا ای مہار اب کہان جاؤگی چاہا کہ دستک دون ملکہ مہار نے موتیے کا چھپکا سر سے اُتارا آواز دی کہ او شعلہ جوالہ ذرا ہوشیار ہو جا جیسے ہی چھپکا ٹوٹا پھولون نے اپنے رنگ دکھائے غنچے ناشگفتہ شگفتہ ہوے شعلۂ جوالہ کی بیقراری بڑھی ایسی پھولون کی بارش ہوئی کہ گرد شعلۂ جوالہ کے پھولونکا انبار ہوگیا اُٹھا اُٹھا کر پھولون کو شعلۂ جوالہ سونگھنے لگی ایک طرف سے آواز آئی مین بھی حاضر ہون تحفہ لیکر آئی ہون باغ عالم کے عجب رنگ ہین ہمارے یہی ڈھنگ ہین شعلۂ جوالہ نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین مہ جبین پھولون مین لدی ہوئی سامنے آئی گلے سے اپنے ایک ہار اُتار کر دہ گلے مین شعلۂ جوالہ کے پہنا دیا کہا بو اعشق مہار مین بڑے مزے ہین ہمیشہ شگفتہ رہوگی گوش ہوش واکرو بدل یہ اشعار سُنو

اشعار

کانون مین ترے دیکھکے سونے کے کرنپھول
ای سرو روان بھول گئے مرغ چمن پھول

پیدا کرے سو رنگ کے گو خاک چمن پھول
ممکن نہین رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول

ساقی یہ بہار چمنستان ہی دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق من پھول

دل سادگی یار کے اوپر ہی نکلتا
جھمکا ہی نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول

زلفون کی لٹک دیکھکے سودائی ہو سنبل
نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول

سنتے ہین جو شہرت تری ناوک فگنی کی
ہوتے ہین خوشی ایسے کہ جاتے ہین ہرن پھول

عشرت کدہ عاشق و معشوق نہین باغ
دو روکھا بنی بلبل نہ تو اک شب نہ دلہن پھول

بلبل سے جو کی ہی کبھی اُس شوخ نے گُر گی
جھنکوائے گئے بھاڑ مین ہیہ سیکڑان من پھول

بیفائدہ تیری کا ہی یہ دردسر عشق
پھل ہی نہ تو ر کھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول

آنکھون کو نہ دکھلائین ترے غصے کی صورت
ماتھے پہ جبین پر کی گرین چین و شکن پھول

بیوجہ یہ انکار رسم آغوشی کا کیا
کیا شانہ تن اپنا ہی نہ انکا ہی بدن پھول

قرآن کے عوض چھنکے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کہے ہین ای اہل سخن پھیلا

اُس نازنین نے یہ غزل سامنے شعلۂ جوالہ کے گائی اور سب پھولون کا زیور اُتار کے شعلۂ جوالہ کو پہنا دیا

کہا بوٗ تو تجھین پھولی پھلی رہو کبھی بیکلی نہو بہار پیرایۂ عالم کی ضمانت مین تمکو دیا بہار سے مُنھ نہ پھیرنا یہ کہکر وہ نازنین غائب ہوئی شعلۂ جوالہ چپ کھڑی ہی پھولون کو سونگھتی جاتی ہی بعد عرصۂ دراز میدان سے بڑھی چٹکیان بجاتی ہوئی کچھ چپکے چپکے گاتی ہوئی زیور پھولون کا جو اپنے بدن مین دیکھا پھول گئی پکار اُٹھی ای ملکہ بہار گلعذار یہ کنیز مشتاق جمال ہی آپ کی شگفتگی سے یہ دعاگو بھی نہال ہی ذرا سامنے تو آئیے رنگ روے انور دکھائیے ملکہ بہار ہنستی جاتی ہین کئی مرتبہ سامنے آکر چہرۂ بے نظیر دکھایا اب بیقراری شعلۂ جوالہ کی اور بڑھی چاہتی ہی خدمت مین ملکہ بہار کی حاضر ہون گرد پھرون تصدق ہون نثار ہون ملکہ بہار اشارہ کر رہی ہین کوکب نے پکار کر آواز دی ای بہار کیا کہنا کیا رنگین سحر کیا دشمنون کو خار دیا شعلۂ جوالہ بھڑکتی ہوئی آتی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی دیکھا سب نے ملکہ حیرت جادو تخت یاقوت نگار پر سوار گرد شاہزادیان وزیرزادیان تخت ملکہ حیرت کو گھیرے ہوے یاقوت و زمرد پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے پانچون عیاریان خواص خمسۂ لشکر ملکہ حیرت آگے آگے اہتمام کرتی ہوئین صرصر کی جو نگاہ شعلۂ جوالہ پر پڑی کہا ای ملکۂ عالم غضب ہو آپ کی ہمشیرہ نے شعلۂ جوالہ کو کس رنگ مین پھنسایا دیکھیے تو اُسکا کیا حال ہی سات لاکھ جادوگرون کا لشکر حیرت کی پشت پر سب نے شعلۂ جوالہ کو دیکھا مبہوت لب پر مہر سکوت جوش و خروش مین ملکہ بہار کی جستجو کر رہی ہی کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی حضور کس مقام پر ہین لونڈی کو جلد اپنے پاس بلائیے زیادہ نہ ترسائیے نظم

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے — بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہین وہ ماہ نہین تو کہتا — رات بھر کے لیے گھر مین مرے مہمان چلیے
پانؤن مین تار ہے رفتار کی طاقت باقی — پیچھے پیچھے ترے ای عمر گریزان چلیے
زلف مین لعل لب یار کا مشتاق ہی دل — ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہی تو کہتا ہی جنون — تیغ کی طرح سے میدان مین عریان چلیے
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
کافر عشق فرشتے کی نہین سنتے ہین — کس سے کہتا ہی وہ غارتگر ایمان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہین جب سے — قصہ رہتا ہی یہی پانؤن کو یان وان چلیے
رہنما جوش جنون سا ہی بہار گل مین — طوق و زنجیر مین بیجیے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش | بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

جیرت نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ملکہ بہار رنگ سحر دکھا رہی ہین جیرت کو بہت غصہ آیا پکار کر آواز دی کیون بہار تمھاری بے ادبی نہین جاتی یہ کہکر آواز دی ای طائر رنگین شعلۂ جوالہ کو بچانا دیکھا ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اگرد شعلۂ جوالہ کے چرخ مارا زمزمہ سرائی کی منھ سے شعلۂ آتش نکلے طائر جلگیا وہ خاک شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا ملکہ جیرت کو دیکھکر بہت شرمائی لشکر کو اپنے آواز دی ارے ملکہ بہار کو مارلو یہ باغی جانے نہ پائے تمام لشکر شعلۂ جوالہ کا جا پڑا اُدھر سے بہار کی بھی کنیزین آپڑین جب تک لشکر جیرت پہونچے یہ دونون لشکر آپس مین ملگئے سحر ہونے لگے بہار نے گلدستے مارے پھول برسائے ہزارون کو دیوانہ کردیا شعلۂ جوالہ کو زخمی بھی کیا ہزارون جادوگر شعلۂ جوالہ کے سر ٹکرا رہے ہین غل مچا رہے ہین کوکب روشنضمیر یہ سب معاملے دیکھ رہے ہین تخت ملکہ جیرت بصد شوکت جو قریب آکر پہونچا دیکھا لشکر بہار زوال مین ہی شعلۂ جوالہ پر وہ آفت ہی جہان پھولون کا انبار دیکھا پلٹ پڑی پھول اُٹھا کر سونگھنے لگی جوش وخروش بڑھتا جاتا ہی جیرت کو نہایت ناگوار ہوا آواز دی کیون. بو اے بہار ہم سب باتون کو ٹالتے ہین تمھاری بے ادبی بڑھتی جاتی ہی بس اب سحر نہ کرنا ورنہ تمکو ملال ہوگا تمھارا سحر تمھاری ہی گردن پر سوار ہوگا بہار کے مزاج مین جوش وخروش ہی بوٹا سا قد سائے مین نخل کے کھڑی ہوئی ہاتھ ہلا رہی ہین رنگ رو سرخ پکار کے آواز دی او شعلۂ جوالہ کیون نہین بھڑکتی انجام سحر کا ذرا دکھا دے کچھ ہمکو بھی سنا دے ہم تو تیرے مدت سے مشتاق ہین یہ جو پکار کے بہار نے کہا شعلۂ جوالہ کا اور زیادہ چہرہ سرخ ہوا بیتاب ہوکر پکار اُٹھی حضور مین سمجھی ہین سمجھی اصل کیفیت یہ ہی

نظم

اُڑ جاتے ہوش سنتے جو دم بھر فغان دل | قینچی کی طرح چلتی ہی فر فر زبان دل
کیونکر مزے اُڑائین نہ اُس سرو ناز سے | ہر برگ گل زبان تو غنچہ دہان دل
اے بُت خدا کے سامنے فردائے حشر مین | کہتا تمھارا ظلم جو ہوتا دہان دل
باتین شب فراق مین کرتا ہی رات بھر | جیرت یہ ہی نظر نہین آتا دہان دل
لیتا لبون کے بوسے دکھا کر رقیب کو | ہوتا اگر تمھارے جو چشم و دہان دل
آتا نظر نہین کمر یار کی طرح | شاید ہی تنگ صورت غنچہ دہان دل

کیا مصلحت تھی اسمین خداے قدیر کی — دل تو بنایا پر نہ بنایا وہان دل
حسرت ہی کیا نشانہ تیر نگاہ کی — سوفار کی طرح جو کھلا ہو وہان دل
کرتا ہی نالہ صورت بلبل یہ کس طرح — ظاہر بہ رنگ گل تو نہین ہی دہان دل
ہوتا ہی تخلیے مین یہ پھر ہمکلام کون — سنتے تو ہین یہی کہ نہین ہی دہان دل
آتی ہی بے دہن جو صدا دل سے آہ کی — ثابت ہی اس دلیل سے ہی پر دہان دل
اے نور ایک قافیے مین ہی غزل تمام — موزون ہزار طرح کیے ہین دہان دل

یہ اشعار پڑھکر پنجے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا حیرت نے دیکھا کہ خاتمہ ہوتا ہی اب شعلۂ جوالا اپنی جان دیدیگی میری بات نہ سنیگی غصے مین تخت سے کود پڑی ایک دستک دی کہا اے گلفروش لینا ایک برق چمک کر شعلۂ جوالہ پر گری اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ایک سنہری پنجہ چمکتا ہوا گرا اُسنے زیور پھولون کا جسم شعلۂ جوالہ سے نوچکر پھینک دیا اُسی سنہرے پنجے نے شعلۂ جوالہ کا مُنھ دھلایا شعلۂ جوالہ کو ہوش آیا شرمندہ ہوکے کھڑی ہوئی حیرت کو جھک جھک کر سلام کرنے لگی حیرت نے پھر دستک دی اور آواز دی بی بہار کو لینا ایک پنجہ چمک کر طرف بہار کے چلا بہار نے ہرچند روکا نہ رُکا بہار کے مُنھ پر پنجے نے ایک چھینٹا پانی کا مارا بہار بیہوش ہوئی طرف حیرت کے چلی اور پکار کر آواز دی ہمشیرہ مجھے تمسے کیا عذر ہی مین نے تو کبھی سرکشی نہین کی دیکھو شعلۂ جوالہ کا سحر اُتار دیا اپنے ہوش مین ہی مین بھی حاضر ہون مجھے کب خدمت سے عذر ہی یہ کہکر بہار دوڑی جھک جھک کر کئی سلام کیے اب تو کوکب کو بہت ناگوار ہوا پکار کر آواز دی او حیرت بس کہانتک سرکشی کریگی یہ کہکر گھوڑا بڑھایا حیرت نے ایک گولہ کوکب کے بھی مار دیا وہ گولہ کوکب نے جو آتے دیکھا ایک چٹکی ماردی گولہ پھٹ کر زمین پر گرا کہا حیرت دیکھو اُسی گولے سے ایک عورت نکلی اُس عورت کے ہاتھ مین پچکاری تھی وہ پچکاری مُنھ پر بہار کے ماری بہار کو ہوش آیا کوکب گھوڑا بڑھاکر حیرت پر جا پڑا حیرت نے سحر کی بوچھار کردی کوکب ہنس رہا ہی جب گوہر دندان نمایان ہوے سحر پلٹ جاتا ہی حیرت کو دفع کرنا مشکل ہوتا ہی جب دس پانچ سحر حیرت نے کیے تو کوکب نے کہا او حیرت مین بھی کوئی سحر کرون گھبرا جائیگی امان نہ پائیگی شعلۂ جوالہ کی اب جو شامت آئی اسنے اپنا سحر تیار کیا کوکب پر برق چمکائی وہ برق کاندھے پر کوکب کے گری زرہ کو کاٹا کوکب نے پلٹ کر اُسی برق کو اشارہ کیا وہ برق کڑک کر شعلۂ جوالہ پر گری شعلۂ جوالہ کے دو ٹکڑے ہوے

شعلۂ جوالہ کا مرنا کہ پھر حیرت سے کوکب نے کہا بس میرے سامنے سے ہٹ جا مجھکو خیال آتا ہی کہ افراسیاب
مجھسے شکایت کریگا حیرت کب مانتی ہی کوکب پر سحر کیے ہی جاتی ہی بہار ہر مرتبہ فرماتی ہین ای شہنشاہ
آپ ہٹ جائیے مین اسکو جواب دونگی کوکب نے کہا تمھارے روکے سے نہ رکیگی حیرت نے کارد سحر
پھینک ماری کوکب نے کارد پر ہاتھ مارا کارد تڑپ کر سر پر حیرت کے گری سر حیرت کا زخمی ہوا
کوکب نے چاہا حیرت پر جا پڑون کہ آسمان پر ابر ہفت رنگ پیدا ہوا افراسیاب اُسمین مخفی ہی زیر ابر
طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر رنگ سرخ و سبز و زرد بہ صد رعنائی بدلتا ہوا پشت پر کنیزان زرین پوش
بصد ناز و ادا رنگ رلیان کرتی ہوئی پکارتی ہین آمد شہنشاہ افراسیاب کی یہی صورت ہی انقلاب کی
یہ جو سب نے دیکھا کہ اس دھوم سے افراسیاب آتا ہی ہوائے سرد گھی چلی غنچے چٹکے پھولون نے رنگ
پکڑے شاخون نے ہاتھ بڑھائے نخل سر سبز و شاداب وجد مین آئے وہ ابر قریب آ کر شق ہوا دیکھا افراسیاب
تاج پہنے ہوے گرد مصاحبان دمساز نغمہ سرائی کرتے ہوے کیا مجال ہی کہ کوئی جانور قریب افراسیاب
آسکے طائران ابر طائر غیر کو پر مارتے ہین کئی طائر اُڑتے ہوے اُس غول مین آئے طائران ابر نے چیر پھاڑ
کر انکو پھینک دیا افراسیاب نے جو حیرت کو زخمی دیکھا غصے مین آواز دی کیون او کوکب تو نے
ہمارا پاس نہ کیا کوکب نے کہا مجمع عام ہی جب اسنے سحر کی بوچھار کی تب مین نے بھی ہاتھ ہلایا اسکا سر
زخمی ہوا شعلۂ جوالہ کا لاشہ دیکھکر افراسیاب بہت گرم ہوا طرف کوکب کے چلا کہا ای کوکب آج امتحان
سحر ہی شعلۂ جوالہ کو مارا حیرت کو زخمی کیا اب کوکب نے بھی آستینین اُلٹین کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی
او افراسیاب کیا کرتا ہی آپسمین لڑیگا ہزار ہا بندگان سامری مارے جائینگے سب نے دیکھا کہ ماہیان
بصد جوش و خروش آ کر پہونچی برابر افراسیاب کے آ کر کھڑی ہوئی کہا ای کوکب اپنی جان کو غنیمت جانو
اور چلے جاؤ اگر ہم دونون ملکر سحر کرینگے تمھین جان بچانا مشکل ہوگی کوکب نے کہا ای افراسیاب شرم کر
نانی امان تمھاری زبان درازی کر رہی ہین مین سحر کرون تو زبان کٹ کر گر پڑے ماہیان نے کہا کیا مجال
ای کوکب مین بادشاہ پردۂ ظلمات ہون وہ سحر کرون کہ راستہ نہ ملے نکلنا دشوار ہو ادھر سے ماہیان
بڑھی اودھر سے کوکب نے قصد کیا کہ ماہیان پر جا پڑون کہ پہلو سے نعرہ ہوا ای شہنشاہ طلسم نور افشان
تمھارا یہ مرتبہ نہین ہی کہ اس فاحشہ سے مقابلہ کرو مین آ کے اسکی گردن لیتا ہون سب نے دیکھا کہ برہمن
روئین تن جوان صف شکن بڑے زور و شور سے آ کے پہونچا گھوڑے پر سوار زنار زیب گلو

جوان خوش رو سپر پشت پر تیغہ برقتاب قبضے مین کئی سو جوانان زناردار بہ صد شوکت و وقار نیزے ہلاتے
گھوڑے چمکاتے پیدا ہوے برہمن طرف ماہیان کے متوجہ ہوا کوکب نے افراسیاب پر قصد کیا
طرف سے کوہ زبرجدی کے ابر تیرہ و تار اُٹھا اُسمین برق کی چمک رعد کی گرج عورتون کی باتون کی آواز
سب اُسی طرف دیکھنے لگے دیکھا آفات چہار دست بدست تخت اُڑاتی ہوئی لال چھتری سر سے
ڈھلکی ہوئی چندیا چمکتی ہوئی چالیس پتلیان سنہری چہار طرف سے اسکو گھیرے ہوے چائون چائون
کرتی ہوئین خبر آئندہ و گذشتہ زبان پر جاری ایک کہتی ہوئی کہ لو اب زمانۂ انقلاب ہی دل بہت بیتاب ہی
دوسری کہتی ہی لو ہمارا کوئی کیا کرسکتا ہی تیسری کہتی ہی لو جب زوال آیا سب اُسمین مبتلا ہونگے ایک
کہتی ہی ہم خدمت سامری مین جائینگے جفا و مصیبت نہ اُٹھائینگے اپنے اپنے طور پر خبر آئندہ و گذشتہ
بیان کر رہی ہین آفات منع کرتی ہی بیبیو یہ باتین نہ کرو میرے بچے کو ناگوار ہوتا ہی جو ہونا ہوگا وہ
تو ہوگا سب حالات میرے ناخنون پر لکھے ہین لیکن بیان کرنے سے کیا فائدہ آفات جو آئی کمر
افراسیاب کی مضبوط ہوئی پکار کر آواز دی کیون کوکب تو نہین مانتا آ پڑون کنیزان سامری کو
حکم دون کہ تجھکو چیر پھاڑ کر پھینک دین کوکب طرف آفات کے پلٹے تھے کہ طرف سے قصر نور افشانی
کے ایک ابر گوہر فشان پیدا ہوا اور آواز ہیبت ناک آئی او آفات خبردار اگر ایک موے جسم کوکب کم ہوا
سب پتلیون کو جلا دونگا نیر اعظم و شان خاک مین ملا دونگا سب نے دیکھا شہنشاہ نور افشان
بہ صد شوکت و شان تخت یاقوت احمر پر سوار کچھ پتلے سنہرے گرد تخت کے نیمچہ ہاے برہنہ ہاتھ
مین لیے ہوے کہتے ہین اُستاد آج کنیزان سامری پر جا پڑین ان شقلون کو چیر پھاڑ کر پھینک دین
نور افشان نے آفات کو للکارا آفات نے طرف نور افشان کے رُخ کیا نور افشان طرف
آفات کے متوجہ ہوے برہمن مقابل ماہیان مین کوکب بہ مقابلۂ افراسیاب نور افشان سامنے
آفات چہار دست کے پہونچے جانبین مین لشکر ہاے بیشمار آسمان پر لکہ ہاے ابر چمک رہے
ہین ہزار ہا طائر اُڑ رہے ہین زمین سے غبار زرد اُٹھتا ہی نخلہاے صحرا کانپ رہے ہین معلوم ہوتا ہی
کہ تھر اگر گرینگے عجب طرح کا ہنگامہ ہی اُس ہنگامے مین آفات نے ایک سنہری پتلی کو اشارہ کیا اُدھر سے
نور افشان نے حکم دیا سنہرا پتلہ پتلی پر جا پڑا دونون مین جنگ ہونے لگی شعلہ ہاے آتش دونون
منھ سے چھوڑ رہے ہین اسپچے چھناٹے کے ساتھ چل رہے ہین آفات بھی اشارہ کر رہی ہی نور افشان نے

ابروے خمدار ہلائے گویا خنجر چمک کر پتلی پر گرے پتلے نے ہاتھ جما کر طمانچہ مارا پتلی نے سر آگے کر دیا طمانچہ اُچٹ گیا نور افشان نے کہا او ظالم قتل مین اس شغل کے اتنی دیر کیون خوف کرتا ہی پتلہ یہ سنکر پتلی سے لپٹ گیا آپس مین کشتی ہونے لگی پتلی اپنے کو بچاتی ہی پتلا پیچھا نہین چھوڑتا کبھی چاہتا ہی کمر مین ہاتھ دون ریل کرے دوڑون کبھی طمانچہ مار دیا تڑاقا ہوا سب نے آواز سنی آفات نے کہا او شغل کیون دیتی ہی پتلے کی کیا حقیقت ہی تو ساکن کوہ زبرجدی ہی پتلی تڑپ کر پتلے سے لپٹنے لگی پتلے کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا نور افشان کا بھی کچھ اشارہ ہوا پتلے نے دونون پانون پتلی کے تھامے چیر اٹھا مارا پتلی کو چیر کر پھینک دیا پتلی کا مرنا صورت انقلاب تو ظاہر تھی کہ غبار زرد بلند ہوا پتلی کا مرنا غضب ہوگیا وہ اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا ظلمات بنگیا آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی کشتی مرا نام من کنیز سامری بود افراسیاب کوکب پر جا پڑا ماہیان زمرد پوش پر برہمن روئین تن جا پڑا آفات و نور افشان سے سحر چلنے لگا اسوقت کا ہنگامہ کیا تحریر کرون زمین کو جنبش آسمان پر لکہ ہاے ابر لہرا رہے ہین طائر غل مچا رہے ہین چالیس منزل کے گرد مین وہ صحرا اُسمین یہ ہنگامے افراسیاب کے ہاتھ سے گولے چل رہے ہین ماہیان زمرد پوش کے عجائب و غرائب آفات علم کے شعبدے ہر خرد و کلان مصروف سحر سازی ساحرون کی شعبدہ بازی ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ہر کس و ناکس دردمند ہی لاکھون لاشے زمین پر لوٹ رہے ہین بڑے زور و شور سے سحر چل رہے ہین نخلہاے صحرا مثل شمع کافوری جل رہے ہین ان چیدہ ساحرون کے سحر قیامت کے ہین طائرون کے اڑنے کے سناٹے برق خاطف کی چمک بہار کے پھولون کی مہک جب گلدستہ مارا گورے گورے ہاتھون سے دستک دی ہزار دو ہزار جادوگر پھولون کی بو سونگھکر مست ہوے

ردیف بہار مین یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگے اشعار

شاخ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغان بہار	شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہی سامان بہار	عندلیبون کو ہی لازم شکر احسان بہار
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم	طشت گل مین دھوئے شبنم پاے مہمان بہار
گل ہی شاغر بادہ ہی شبنم تو ساقی ہی صبا	میکدہ ہی صحن گلشن بہر مستان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنون کیونکر نہ ہون	نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہی چمن — نرگس و گل کا لقب ہی حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہین آراستہ — تختۂ گلزار ہی اورنگ سلطان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہین خار تک زیر نگین — کشور گلزار مین جاری ہی فرمان بہار
عندلیبون کو گلون سے ہی ہم آغوشی نصیب — وصل اب بیواسطہ ہی ہمبر مرغان بہار
فصل گل مین تو یہ گل سے ہی رعنا کو الم — بے مے و ساقی ہی سب برباد احسان بہار

افراسیاب نے جو دیکھا رنگ سحر بہار جما دو ہزار جوان سر ٹکراتے ہوے آئے ہین ہزارون نے جان دیدی سیکڑون جان دینے پر آمادہ ہین کوئی مجنون کو پکار رہا ہی کوئی فرہاد کا نام لیکر للکار رہا ہی کوئی کہتا ہی ہمنے قصۂ عشق یوسف و زلیخا خوب سنا ہی ایک کہتا ہی ہمنے قصۂ لیلی و مجنون کتابون مین دیکھا ہی ایک کہتا ہی مین دیوانہ ہو جاؤنگا افراسیاب نے اشارہ کیا درۂ کوہ سے ایک نازنین مہ جبین پیدا ہوئی ان سبھون کے سامنے یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی نظم

نہ دیا شربت وصلت بہت ترسا ہو کر — خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہو کر
کھو کے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب — پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہو کر
پھر ہی عشق پُر آشوب کا طوفان دیکھو — دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہی دریا ہو کر
عشق صادق مین نہین نام کو کچھ ننگ کا کام — چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہو کر
رات کو اُس در دندان کا تصور جو بندھا — چرخ پر مجھکو نظر آگیا تارا ہو کر
بعد گیسو کے بندھا ہی مجھے ابرو کا خیال — خانۂ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہو کر
شوخ چشمی تری اللہ ری چشم بد دور — پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہو کر
خیر ہو بزم سے وہ آفت جان اُٹھتا ہی — فتنے کر دے نہ قیامت کہین برپا ہو کر
قتل کرتے ہو کرو شوق سے اب بسم اللہ — یہ کہے دیتے ہین بچتاؤ گے رسوا ہو کر
دین بھی نذر بتان کرتے ہو ای حضرت دل — دم نہ دو مہر خدا ہمکو مسیحا ہو کر
یہ دل آثار تو ہین نام کے دلدار فقط — دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہو کر

جب اُس نازنین نے یہ اشعار گائے اُن سب کے ہوش درست ہوے ہر مرتبہ سحر بہار کا رنگ جمتا ہی افراسیاب اُسے مٹا دیتا ہی ایک ہنگامہ برپا ہی افراسیاب کہتا ہی آج یقین ہی کہ فوجین نہ باقی رہین

لاکھون کے خون ہونگے آفات کہتی ہو آج کوکب کو زندہ نہ جانے دونگی ہر مرتبہ آفات چہار دست نورافشان کے سامنے سے بھاگتی ہو کوکب کی طرف قصد کرتی ہو برہمن روئین تن جوان صف شکن کوکب پر سینہ سپر ہو جس کسی نے کوکب پر سحر کرنیکا ارادہ کیا برہمن پہلے آگے بڑھ جاتا ہو سینہ سپر کرتا ہو کوکب کو بچاتا ہو لپکارکر افراسیاب کو یہ سُناتا ہو کہ او بے غیرت تجھکو شرم نہین آتی نانی دادی کے بھروسے پر دعوی سلطنت ہوشربا ہو ہم کبھی کسی مقام پر نہین رکتے مستورات کا میدان مین آنا تجھکو مبارک ہو یہ سُنکر افراسیاب اور زیادہ جھلایا جھپک جھپک کے لڑنے لگا عین گرمی جنگ ہو نخل سرو سے لڑتے ہوے الگ آگئے ہین وہی قمری جو روز مرہ نخل پر زمزمہ سرائی کرتی تھی وہ قمری بھی زمزمہ سرائی کررہی ہو مگر نہایت ملول و حزین رنجیدہ و غمگین زمزمہ سرائی مین وہ مزا نہین کہ پہلوے سرو سے نعرے کی آواز آئی کہ باشید اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم ماہر بر دشت طراری منم نہنگ بحر عیاری ماہ آسمان جلالت و جرأت یکہ تاز میدان سطوت و شوکت بنعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا بکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

امر و ذی حشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہون کفار کے مین دھوئین
مری چال سے ہر صبا پائمال
مرا افسر ذی حشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہون دشمن کو ہر دم کنوئین
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا عمرو ایک دیو کی گردن پر سوار آسمان سے اترتا ہوا آتا ہو افراسیاب نے چاہا ہلئون نورافشان نے جھپٹ کر گولہ مارا کہ افراسیاب پر آگ برسنے لگی افراسیاب اُسکو دفع کرنے لگا اتنے عرصے مین عمرو قریب نخل پہونچا آفات و ماہیان بھی مجبور ہین برہمن و نورافشان و کوکب کے سحر سے تلوارین برس رہی ہین کچھ پتلے سنہری پیدا ہوے تھے لڑائی مین مصروف تھے افراسیاب اُن سبکا علاج کررہا ہو جیب و ستاک دی پالی پڑا انگارے برسائے خنجرون کو سپر سے روکا سپرین فولادی گرد سر پھرا رہی ہین جو خنجر اُن سپرون پر گرا خنجر ٹوٹا پتلے کے سر پہ تاثیر نہوئی افراسیاب نے جھلاکر تاج سر کا عکس ڈالدیا پتلہ جلکر خاک ہوا اسطرح سحرون کو مٹا رہا ہو مگر مہلت نہین ملتی کہ قریب نخل سرو جائے کوکب و برہمن و نورافشان بڑے زور و شور سے لڑرہے ہین عمرو نے قریب نخل پہونچکر

قمری پر ہاتھ ڈالا قمری تڑپ کر اُڑی اُس دیو نے چنگل مار کر کھا لیا قمری کا مرنا ایک آواز مہیب آئی
کہ زمین تھرائی یہ آواز تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب قمری قتل ہوئی اب کیا کرون سوائے اسکے کہ
اپنی جان دون اب بھی آ جا مجکو بچا تو بڑی بات ہے لیکن افراسیاب نہین جا سکتا کہ عمرو نے دوڑ کر
تیغہ جوہر بار سامری کمر سے کھینچا افراسیاب گھبرا گیا کہ یہ تیغہ عمرو نے کیونکر پایا ہر چند چاہتا ہے کہ نکلون
کوکب و نور افشان نکلنے نہین دیتے عمرو جھپٹ کر برابر نخل سرو کے پہونچا جیسے ہی تیغے کا عکس نخل پر
پڑا پتیان سوکھ گئین شاخین تھرائین عمرو نے ہاتھ مارا اُسوقت صدائین ہیبت ناک از حد آئین نخل
کے کٹتے ہی ایک وتاتا ہوا طبقات زمین ہلگئے بیخ نخل سے ایک طائر نکلکر آسمان پر آیا پکار کے
آواز دی ای ساکنان طلسم آگاہ ہو کہ بنائے بربادی طلسم ظاہر ہوئی اس گنبد کا مٹنا خاص صورت
بربادی طلسم ہے اب افراسیاب بھی ہاتھ سے اسد کے مارا جائیگا افراسیاب نے جھلا کر ایک دانہ
آتش کا طائر پر پھینک مارا طائر جلگیا گرد نخل کے اندھیرا ہوا پہلو سے نعرہ ہوا شیدائی کافران پُر دغا
دای حکمرانان طلسم ہوشربا منم باغبان قدرت ایک طرف سے نعرہ ہوا منم صفدر وصف شکن ملک
بران شمشیر زن ایک طرف سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ گلشن وغیرہ
کا نعرہ ہوا چالیس سردار چھوٹ کر جو لشکر افراسیاب پر گرے کئی لاکھ ساحر مارے گئے آفات نے
دیکھا زور لشکر مسلمانان کا بڑھتا ہے ہمارے لشکر پر تباہی افراسیاب پریشان ایک طرف سے وہ شیطان بچہ
عمرو کو کاندھے سے اُتار کر لڑائی مین مصروف ہوا ہزارون کو چیر کر پھینک دیا خواجہ عمرو گلیم اوڑھے
ہوے لوٹتے پھرتے ہین ہزارون مردے جادوگرون کے برہنہ پڑے ہین کمر ٹٹولی اور برہنہ کر دیا سب
عیار بچیان سر پٹکتی پھرتی ہین آفات جبار دست نے ماہیان سے کہا دیکھا تو نے کہ عمرو نے
جا کر اقلیم کوہ غرائب کو غارت کیا شیطان بچے کو تسخیر کر لیا اسکی ذات سے بڑے بڑے کام نکلینگے
ہزارون جادوگر مر رہا ہے شیطان بچے نے بڑے بڑے افسرون کو چنگل مارا ایسا نہو کہ افراسیاب
کو کوئی صدمہ پہونچائے تم افراسیاب کو لیجاؤ مین حیرت کی حفاظت کرونگی ماہیان بھی اپنی
جان سے عاجز ہو رہی تھی کہتی تھی کیا لڑائی بگڑی بیشک ٹکرامی نے اب رنگ دکھایا بہت کچھ
افسوس کر کے افراسیاب پر گری کمر مین پنجہ دیا اُڑی افراسیاب گالیان دیتا ہے کہ ارے
مجکو کہان لیے جاتی ہے گنبد تہر سامری برباد ہوا مین آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ماہیان

ہکہ مارکر جو بلند ہوئی افراسیاب بیہوش ہوگیا جب آفات نے دیکھا کہ افراسیاب لنگ گیا جھپٹ کے دو تین گولے ایسے مارے کہ اندھیر ہوگیا اُس اندھیرے مین ملکہ حیرت وچند سرداران نامی کو دام جمشیدی مارکر کاندھے پر لیا اور ایک آواز دی کہ خبردار اب کوئی جنگ نہ کرے لشکر علیحدہ ہو جائین نور افشان وغیرہ نے چاہا آفات کو روکین مگر آفات نہ رُکی نکل گئی لشکر والے الگ ہوے کوکب وبہار کے خیمے بارگاہین وغیرہ اپنے قبضے مین کین کوکب بران سے ملے غنچۂ آرزو کھلے کوکب و نور افشان وبرہمن خواجہ عمرو سے ملے نور افشان نے کہا خواجہ کیا کمال کیا سرحد کوہ غرائب وہ مقام تھا کہ کبھی کسی نے اُس طرف قدم نہین رکھا افراسیاب نے جب طلسم ہوشربا پر قبضہ کیا یہ نہو سکا کہ بادشاہ کوہ غرائب کو بلائے یہ بھی خوف رہا کہ ایسا نہو باغی ہو جائے تو باعث خرابی ہو اسکا تو غرور اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ جواب مین لکھا ہمکو بخوبی معلوم ہوا کہ شہنشاہ لاچین نے انتقال فرمایا افراسیاب کو اپنے مقام پر بخوشی بٹھا گیا ہم بھی بعد صرف جو کچھ بچیگا بطور خراج روانہ کرینگے افراسیاب خاموش ہو رہا کہ ایسا نہو بگڑ جائے آج تک اُسنے افراسیاب کو خراج نہ دیا تھا یہ باتین کرتے ہوے بارگاہ مین آئے ناچ راگ رنگ شروع ہوا نازنینان مہ جبین حاضر ہوئین غزلین اُستادان سخنور کی گانے لگین ایک گائن سامنے کھڑی ہوکر یہ غزل گانے لگی نظم

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین — کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین
ڈھونڈھتے ہین پر نشان بے نشان ملتا نہین — جان جسپر دی ہی وہ جان جہان ملتا نہین
عشق لاتا ہی جو شبخون غارت دل کے لیے — جز شکیب وصبر کوئی پاسبان ملتا نہین
آپ میرے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان — عذر ہی معقول ہین اے مہربان ملتا نہین
باہمہ رفعت تصدق روز ہی ہی صبح وشام — کون کہتا ہی زمین سے آسمان ملتا نہین
جان شیرین کا مجھے دینا بہت آسان تھا پر — ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین
جوش گل سے دلمین کیا گلشن مین جا باقی نہین — عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین
روز مجھ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہی چھری — بوالہوس کیا تمکو بہر امتحان ملتا نہین
ڈھیر پہ آتا ہی ناحق خاکساروں کی ہما — خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین
دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب — اب فراغ حضرت پیر مغان ملتا نہین

دشت وحشت مین ہون اک مدت سے سرگرم تلاش
واہ ری قسمت کھلے قاتل کو جوہر بعد قتل

حسین یوسف ہو مراوہ کاروان ملتا نہین
کھکے پچھتاتے ہین رعنا ساجوان ملتا نہین

بڑے لطف سے جشن ہوا رات بھر جلسہ رہا صبح کو کوکب ولنور افشان و برہمن ملکہ بران کو اپنے ساتھ لیکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوے خواجہ بیٹھے ہین صبح کا وقت ہی جو سردار جانے والے ہین رخصت ہوتے جاتے ہین باغبان وہلال وغیرہ آئے خواجہ نے کہا باغبان تیاری کرو ملکہ مہرخ گھبراتی ہونگی ہلال وغیرہ آئین ملکہ لیلا ابھی آئین سب سردارون کی سواریان تیار ہین باغبان نے لشکر آراستہ کیا نوبت نقارے بجنے لگے طاؤسان زرین بال واژدران آتش فشان ٹہل رہے ہین دمبدم خواجہ فرماتے ہین ملکہ بہار نہین تشریف لائین کہ ایک طرف سے رونیکی آواز آئی خواجہ گھبرا کے دیکھنے لگے دیکھا چند کنیزان بہار مرجھائی ہوئی سامنے خواجہ کے آئین کہا ای شہنشاہ اوج عیاری ملکہ بہار بستر خواب پر نہین ہین خواجہ نے کلیجہ تھام لیا کہا پوچھا جو غضب ہوا دوڑے ہوے خیمے مین آئے خواجہ کے ساتھ باغبان وغیرہ بھی موجود ہین خیمے مین آکر دیکھا ملکہ بہار کا پلنگ خالی پڑا ہی نقب بھی نہین لگی قبہ بھی نہین پھٹا سراچہ بھی چاک نہین عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا معرکہ ہی باغبان نے کہا خواجہ یہ کسی ساحر کا کام ہی عیار کا طریقہ نہین ہی عمرو نے کہا ای باغبان دریافت تو کرو باغبان نے کہا کسی ساحر نے ایسے تکلف سے سحر کیا ہی کہ کوئی شی سحر کی نہین چھوڑی اگر کوئی ماش کا دانہ ہوتا یا کوئی شی اشیاے سحر سے ہوتی تو اُس سے شناخت کرتا اُسی شی سے قبر لوتا کہ تو کسکا سحر ہی ایسے تکلف سے اُسنے سحر کیا کہ کوئی شی نہ چھوڑی اب تو خواجہ حیران ہوے سب کی صلاح یہ ہوئی کہ اُس شیطان بچے سے دریافت کیا جائے کہ ملکہ بہار کو کون لیگیا خواجہ نے اُسی وقت اُسکے موے سر کو پیچ وتاب دیا فوراً شیطان بچہ حاضر ہوا خواجہ نے کہا ای شعلہ خوار آتش خو بتا کہ بہار کو کون لیگیا شعلہ خوار نے کہا مین تو آپ سے رخصت ہوکر اپنے بھائی بندون مین گیا تھا مین نے بھی جشن کیا مجھے خبر نہین مگر مین دریافت کرتا ہون یہ کہکر غائب ہوا بعد تھوڑے عرصے کے ہنستا ہوا آیا کہا خواجہ عجب معرکہ گذرا ملکہ سمن بنت یاسمن اس راہ سے جاتی تھین تین لاکھ کا لشکر ساتھ تھا جب افراسیاب کو ماہیان پردۂ ظلمات مین لیگئی افراسیاب جب ہوشیار ہوا اپنی بدنصیبی پر بہت رویا کہا تا نی امان ساربان زادے ۲۰

نے ایسا کام کیا کہ عقل مین نہین آتا رات کو ماہیان کو دھوکا دیکر افراسیاب چلا کہ جاکر لشکر مسلمانان پر مخفی سحر کرون لاکھ دو لاکھ کو مٹا دون آپ کا لشکر پانچ کوس پر باقی تھا وہان پر ملکہ سمن فرو کش تھین افراسیاب کو دیکھکر بہر تعظیم اُٹھین شب ماہ مین لاکر اپنی بارگاہ مین بٹھایا افراسیاب ایسا رنجیدہ تھا کہ شگفتہ نہوا ملکہ سمن بنت یاسمن نے پوچھا شہنشاہ کو بہت رنجیدہ پاتی ہون آپ کی پریشانی سے ازحد گھبراتی ہون افراسیاب کو اُسوقت ملکہ مہار کا خیال تھا آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا اے ملکہ سمن بنت یاسمن قلب پر ہجوم غم و الم ہی آٹھ پہر یاد رہتی ہی مہار و مخمور دونون نکل گئین مہار کے نکل جانیکا داغ ہی کب غم سے دل کو فراغ ہی کیا اپنی کیفیت بیان کرون باغ سیب مین سناٹا ہی ہر پھول مرجھایا ہوا ہی جب غنچے چٹکتے ہین آہ کی آواز آتی ہی پھولون کا رنگ متغیر نہرون کو دیکھکے دل بھر آتا ہی بحر غم و الم کے جوش آٹھ پہر یہ فراق دیدہ خاموش ہر وقت رویا کرتا ہون باغ سے دل گھبرایا کرتا ہی اب یہ کیفیت ہی

نظم

موے پہ مجھسے وہی رنج یار باقی ہی   ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہی
رہا نہ کوئی غم یار کے سوا ہمراہ   بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہی
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشئے ہرن   تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہی
اڑائین دامن صحرا کی دھجیان اگرچہ   کہان ہمارے گریبان مین تار باقی ہی
تمھارے تیر نگہ نے جہان کو صید کیا   اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہی
عدم وجود برابر ہی ملک ہستی کا   فنا جہان کو ہی پروردگار باقی ہی
اڑائی خاک یہ مقتل مین آکے کشتونکی   نشان تک نہین اک شہسوار باقی ہی
خدا کا ڈر ہی تو ڈر جور و ظلم عاشق سے   کسی پہ جبر نہ کر اختیار باقی ہی
کسی کی حسرت دیدار مین مو ار عنا   کھلی ہی آنکھ ابھی انتظار باقی ہی

رنجیدہ و کبیدہ ہو کر جو افراسیاب نے یہ غزل پڑھی سمن بنت یاسمن نے کہا حضور تردد نہ کرین کنیز اُسکو نے آئیگی آپ کے سامنے کیا مجال ہی کہ سرکشی کر سکین حضور آپ کے سامنے مجال ہی کہ لفظ انکار زبان پر لائین مدت مدید سے کنیز یہ حالات سن رہی ہی مجھکو اشتیاق تھا کہ بی بہار سے مقابلہ کرون جب یہ ثابت ہوا کہ منظور نظر سرکار ہین تو اب مقابلہ نہ کرونگی مگر اُنکو لے آؤنگی سمجھا کر

خدمت مین شہنشاہ کی پہونچا دونگی یہ سُنکر افراسیاب باغ باغ ہوگیا کہا اے سمن اگر یہ کام تمسے بن پڑا
توتمکو نائب طلسم کرونگا ملکہ سمن نے افراسیاب کو سمجھا کر رخصت کیا آپ شب کو نقب سحر دیکر آئی ہر چند
کہ انتظام بہار تھا لیکن سمن سحر کرکے پہونچی ملکہ بہار کو گرفتار کرکے لیگئی ایسا اُسکو اشتیاق تھا کہ رات ہی
کو ملکہ بہار کو ہوشیار کیا اور سمجھایا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اب تو تو گرفتار
کرلائی ہے شیطان بچے نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین تلاش کرنے گیا ملکہ بہار کو دیکھ آیا اب
سمن نے افراسیاب کو نامہ لکھا ہے یقین ہے کہ افراسیاب آئے آپ اپنے کو قبل آنے افراسیاب کے
وہان پہونچائیے جسطرح مناسب ہو رہا کرلائیے غلام کے جانیکا موقع نہین ہے یہ سب حال بہار کا
شیطان بچے نے بیان کیا باغبان وغیرہ آمادہ ہوے کہ ابھی جاکر سمن سے مقابلہ کرین بہار کو
رہا کرکے لائین خواجہ نے سب کو منع کیا کہا مین جاتا ہون جاکر بہار کی فکر کرتا ہون اگر مناسب ہو وقت
پر آنا شیطان بچہ رخصت ہوا خواجہ عمرو طرف لشکر سمن کے روانہ ہوے دور سے آکے دیکھا لشکر ملکہ
سمن کا فروکش ہے دربارگاہ پر سمن بیٹھی ہے گرد کنیزین مصاحب یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بہار سرکشی کرتی ہے
مین نے شہنشاہ کو بلوایا ہے وہ آکر سمجھا لینگے خواجہ عمرو نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا
ملکہ صرصر کی صورت بنکر تیار ہوے ٹہلتے ہوے سامنے ملکہ سمن کے پہونچے سمن نے پکار کر آواز دی
ملکہ صرصر کہان جاتی ہو خواجہ پلٹ پڑے سمن نے بلا لیا سب کیفیت بیان کی کہا ملکہ صرصر بیٹھو مین نے
شہنشاہ کو نامہ لکھا ہے وہ بھی تشریف لایا چاہتے ہین صرصر نقلی نے کہا آپ بہار کی مزاج دان نہین ہین
ہم کہین سے مزاج دان رہے ابھی سمجھا دینگے سمن نے کہا اے ملکہ صرصر اگر بہار کو راضی کیا مجھپر احسان
ہوگا شہنشاہ مجھسے بڑا وعدہ کرگئے ہین خواجہ اندر خیمے کے چلے سمن باہر بیٹھی ہے خواجہ نے اندر جاکے
ملکہ بہار سے ملاقات کی کہا اے ملکہ عالم مین آپہونچا اب تمکو رہا کرونگا بہار نے کہا آپ میری زبان
سے سوزن لگایے مین نکل چلونگی خواجہ نے کہا ہم بھی تو دو چار گھڑی کاروزگار کرین ملکہ سمن سے
اتنا کہدو کہ جو تم کہوگی مین قبول کرونگی مسلمانون کو چھوڑا شہنشاہ کے ساتھ رہونگی بہار نے سر جھکالیا
خواجہ نے آکر سمن سے کہا ملکہ بہار راضی ہین شہنشاہ کو بلوائیے صرف اس بات کو ڈرتی ہین کہ شہنشاہ
مجھکو سزا نہ دین میرا مرتبہ مجھکو ملے سمن نے کہا ایسا ہی ہوگا اے صرصر جاکر بہار کو لاؤ خواجہ عمرو تو اندر
گئے سمن باہر بیٹھی ہے دیکھا سامنے سے صرصر چلی آتی ہے سمن گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہے ایک صرصر اندر اور

صرصر

دوسری صرصر باہر ایسی ہوا بگڑی پکار کر آواز دی ملکہ صرصر ذرا میرے پاس آؤ جیسے ہی صرصر قریب آئی
سمن نے بیان کیا ایک صرصر تمھاری شکل کی اندر خیمے کے مہار کو سمجھانے گئی ہے صرصر نے کہا وہ
عمرو عیار ہی ہے مین جب چھپ جاؤن تم اسکو بلا کے گرفتار کر لیجیے یہ کہکر صرصر ایک گوشے مین جا کر چھپ رہی
خواجہ مہار کو لیکر باہر آئے سمن نے للکارا او ساربان زادے اب کہان جائیگا مین نے تجھکو پہچانا
خواجہ حیران کہ یہ کیا انقلاب ہوا اتنی دیر مین ہوا بدل گئی صرصر مصیبت چل گئی چاہا جست کرکے
نکل جاؤن سمن نے سحر کیا خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا افراسیاب
یکہ و تنہا آکر پہونچا صرصر اصلی نے بھی اپنے کو ظاہر کیا سمن خواجہ و مہار پر بہ عتاب خطاب کر رہی ہے
کہ ملکہ مہار بڑا ملال اٹھاؤگی اب یہان سے چھوٹ کر کیونکر جاؤگی عمرو کے آنے کو بڑا غنیمت جانا
تھا اسکو بھی ہمنے گرفتار کر لیا کبھی خواجہ سے کہتی ہے او ساربان زادے تجھکو اپنی مکاری پر بڑا ناز ہے
کہ افراسیاب زمین پر آیا ملکہ سمن نے بڑھ کر سلام کیا کہا اے شہنشاہ مین ملکہ مہار کو گرفتار کر لائی
خواجہ عمرو چھڑانے آئے تھے لونڈی نے انکو بھی گرفتار کر لیا افراسیاب نے کہا ذرا ساربان زادے
کو میرے سامنے لاؤ مجھے اس سے کچھ کہنا ہے کنیزین عمرو کو کشان کشان افراسیاب کے سامنے
لائین افراسیاب نے کہا او ساربان زادے اب تیرا کیا حال کرون عمرو نے کہا آپ کو اختیار ہے
مین تو آپ کا تابعدار ہون مین آپ کی نوکری کرنے آیا تھا آپ نے مجھسے لڑائی آغاز کی مین ناچار
ہوا افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو تا بہ کوہ غرائب کیونکر پہونچا عمرو نے کہا آپکا اقبال
آپ کی عنایت و پرورش آپ ہر جگہ پہونچا دیتے ہین جب افراسیاب نے بہت پوچھا عمرو نے
سب حال بیان کیا افراسیاب کے ہوش اڑ گئے عمرو نے کہا مہار کو بھی بلوائیے مین آپ کے
واسطے راضی کر دون مہار کو بھی لا کر قریب عمرو کے بٹھایا عمرو نے افراسیاب کو باتون مین لگا کر
ہوے سر شیطان کمر سے نکالے انکو پیچ و تاب دیا افراسیاب باتین کر رہا ہے کہ ایک دیو سامنے سے
پیدا ہوا وہ صورت ہیبت ناک تھی کہ افراسیاب ایسا ساحر زبردست جھجک گیا اس دیو نے
بڑھ کر ایک پنجہ کمر مین عمرو کی اور ایک پنجہ کمر مین مہار کی دیا آواز دی او افراسیاب خانہ خراب عمرو
میرا مہربان ہے مین اسکو لیے جاتا ہون افراسیاب اٹھا اور نعرہ کیا او شیطان بچے مین نے تجھکو
پہچانا ہر چند افراسیاب چیخا چلایا شیطان بچہ نہ رکا جب جانے کا ارادہ کیا سمن نے نہ چھوڑا لپکا حضو

آرام کرو ہین پختہ وعدہ کرتی ہون کہ بہار کو تسخیر کرکے لاؤنگی افراسیاب کو سمن نے سمجھا کے رخصت کیا مگر افراسیاب یہ کہہ گیا کہ اے سمن یہ بڑا غضب ہوا کہ شیطان بچہ عمرو کے شریک ہوا جس مقام پر عمرو قید ہوگا یہ آکر چھڑا لیجائیگا اور کسی کے روکے نہ رکیگا یہ کہکر افراسیاب چلا گیا راہ مین سوچتا ہوا جاتا ہے کہ مین کوہ حیلہ سازان پر جاؤن وہان شیاطین جمع ہوتے ہین اُنسے کہکر اسے گرفتار کراؤن مگر ملکہ سمن نے اُسی وقت لشکر تیار کیا برائے مقابلۂ مسلمانان چلی شیطان بچہ عمرو دو بہار کو لیے ہوے لشکر مین آیا یہ سب نوبت نقارے بجاتے ہوے آکر ملکہ مہرخ سے ملے مہرخ نے ان دونون کے آنے کی بڑی خوشی کی تیسرے دن دربار جما ہوا ہے سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی ملکہ سمن بنت یاسمن برائے مدد ملکہ حیرت آتی ہے یہ سنتے ہی برق اپنے مقام سے اُٹھا خواجہ نے کہا ابے تو پھر چلا عیاری کو خراب کریگا برق نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا بصورت مبدل لشکر مین سمن کے آیا دیکھا ایک خیمہ استادہ ہے گھیرا ہوا پہرہ رہا ہے بیقرار ہے کہ کیونکر اندر جاؤن یہ بھی خبر سُنی کہ سمن تنہا بیٹھی ہوئی سحر تیار کررہی ہے اور بچشم خود دیکھا کہ اُس خیمے سے شعلے آگ کے نکل رہے ہین پھرتا پھرتا دن دہاڑے ایک گوشے مین آیا نقب کھودتا ہوا چلا اُسی نقب مین اپنی صورت ایک ساحر کی بنالی ملکہ سمن بنت یاسمن اپنے خیمے مین بیٹھی ہوئی سحر تیار کررہی ہے ایک ابر سحر بنایا اُسمین چھریان کٹاریان بھرین وہ ابر بلند ہوا ہے اُسکو زور دے رہی ہے کہ برق خاک مین اٹا ہوا زمین سے نکلا زمین سے ظاہر ہوتے ہی آواز دی منم فرستادہ شہنشاہ افراسیاب اے سمن کیا سحر تیار کررہی ہے سمن جھجک گئی اپنے کو روک کر کہا اے شخص شہنشاہ نے کیا فرمایا ہے تو زمین سے کیون آیا برق نے کہا اے سمن شہنشاہ نے فرمایا تھا جو ساحر ظاہر مین جاتا ہے عیار اُسکو عیاری کرکے مار لیتے ہین اسواسطے مین زمین سے آیا کہ مجھکو کوئی نہ دیکھے آپ کے پاس تو پہونچ گیا شہنشاہ نے فرمایا ہے عیارون سے اپنے کو بچانا جو سحر کرنا سمجھ کے کرنا سمن ہوشیار بیٹھی ہے دیکھا برق نے ایسا نہو پہچان لے کہا بس مین رخصت ہوتا ہون ملکہ سمن نے کہا شہنشاہ سے آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ مین نے سحر ابر آتشبار تیار کیا ہے رات کو اسکو اور زور دونگی لشکر مسلمانان پر جاکر آگ برسائیگا برق نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ شراب کی بوتل سامنے رکھی ہے کسی حیلے سے اسکو شراب پلاؤن بیہوش کردون مگر حوصلہ نہ پڑا ایک باعث اور بھی ہوا کہ برق نے صرصر کی آواز سُنی کہ کنیزان سمن سے

کر رہی ہی کہ ملکہ اکیلی بیٹھی ہین حفاظت کرنا برق گھبراگیا نقب مین کود کر بھاگا خوف ہوا کہ صرصر یہان نہ آجائے برق تو نکل گیا صرصر پاس سمن کے آئی کہا ملکہ تم کس سے باتین کر رہی تھین سمن نے کہا ایک ساحر فرستادہ شہنشاہ آیا تھا یہ کہہ گیا کہ ملکہ عیارون سے اپنے کو بچانا بہت ہوشیاری سے سحر تیار کرنا صرصر نے کہا ملکہ غضب ہوا تمسے کوئی عیار حال ابر کا پوچھ گیا اب اس ابر کی خیر نہین ملکہ سمن نے کہا اگر کوئی حال پوچھ گیا تو کیا کر سکتا ہی برق جو نکل کر بھاگا لشکر مین اپنے آیا کنارے پر لشکر کے باغبان قدرت کھڑا تھا برق نے کہا ای باغبان مین اسوقت پاس ملکہ سمن کے گیا تھا ایک بات دریافت کر آیا ہون وہ جو آسمان پر ابر تڑپ رہا ہی تمھارے لشکر پر سمن نے بت یاسمن گرائیگی مین نے اُستانی کی وہان آواز سُنی بھاگ آیا باغبان نے کہا ای برق بڑا کام کیا مین ابھی تدبیر کرتا ہون برق تو علیحدہ ہوا پھر فکر مین چلا چالاک نے جو یہ فقرہ سنا کہ برق سمن سے باتین کر کے آیا ہی چالاک بھی چلے کہ اب تو عیاری آسان ہی برق رنگ جما آیا ہی چالاک تو اس فکر مین روانہ ہوئے سمن دربارگاہ پر ٹہل رہی ہی ابر آسمان پر تھرا رہا ہی برق سے جو باغبان نے یہ سُنا تڑپ کر بلند ہوا قریب ابر کے آکر ایک گیند پھولون کا مارا کہ ابر تڑپا دوسرا گیند مار کر باغبان تو کنارے ہوا سحر ابر ادھر ہوا طرف اپنے لشکر کے چلا مگر وہ ابر لشکر مین سمن کے برسنے لگا چھریان کٹاریان گرین کئی ہزار جادوگر مرے فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی کچھ جادوگر نیان دوڑی ہوئی پاس سمن کے آئین کہا ای ملکہ عالم یہ کیا غضب ہوا ابر سے آگ برس رہی ہی کئی ہزار جادوگر پامال ہو چکے جسپر چھُری پڑی سینے کے پار گذری برای سامری و جمشید جلد ابر کو روکیے ایسا نہو سب لشکر تباہ ہو جائے سمن دوڑی کہا صرصر سچ کہتی تھی برق جو دریافت کر کے گیا اُسی نے یہ آفت برپا کی سمن نے آکر دیکھا کہ ابر برس رہا ہی چھُریان گر رہی ہین ہزارون جادوگر قتل ہو چکے لاشے اُنکے تڑپ رہے ہین سمن نے سحر کیا اپنے ابر کو آپ مٹایا مٹتے مٹتے ابر کے کئی ہزار جادوگر اور پامال ہوئے جب ابر مٹ گیا سمن سر پیٹتی تھی اور کہتی تھی کہ صرصر نے مجھسے کہا تھا مین نے نہ مانا افراسیاب ہی کا کام ہی ان سب سے مقابلہ کرنا کیسے کیسے ساحران زبردست شریک مسلمانان ہوئے مین نے کس مشقت سے ابر تیار کیا ایک لمحہ بھر مین اُسنے اُلٹی تاثیر دکھائی لشکر میرا تباہ ہوا کل میدان کارزار مین سمجھ لونگی لیکن صرصر شمشیر زن کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی تھی دیکھا باغبان قدرت سحر کر کے پلٹا ہی کنارے اگر

رنگ و روغن عیاری کا لگا کر برق کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑی ہوئی سامنے باغبان کے آئی سمجھو تو چکی
تھی پکار کر آواز دی ای باغبان مطلب حاصل ہوا باغبان نے کہا ای مہتر برق مین نے جا کر سحر کر دیا
ابر لشکر پر ہیمن کے برس رہا ہی صرصر نے کہا بڑا کام تمنے کیا آخر اپنا سحر اُسنے آپ ہی مٹایا یہ باتین کرتی ہوئی
باغبان سے چلی باغبان شگفتہ ہو کر کلام کر رہے ہین صرصر چاہتی ہی کوئی پہلو ملے تو باغبان
کو بیہوش کرون کہ قریب ایک نخلستان کے آکر پہونچے صرصر نے کہا ای باغبان اُسنے پھر سحر تیار کیا
بڑے زور و شور سے ابر اُٹھا ہی باغبان پلٹا صرصر نے حلقہ ہاے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مار کر
بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی صرصر پشتارے کو لیے جاتی ہی مگر ابھی تک برق کی صورت
بنی ہوئی ہی اُدھر سے چالاک آتا تھا دور سے دیکھا کہ برق پشتارہ بدوش آتا ہی سمجھا اُسنے ہیمن
کو گرفتار کیا پکار کر آواز دی بھائی برق کسکو لائے صرصر نے ہاتھ ہلایا مراد یہ تھی کہ ادھر نہ آنا
چالاک پیچھے ہٹا صرصر پشتارہ باغبان کا لیے ہوے داخل لشکر ہیمن ہو گئی چالاک حیران
ہی سمجھا تھا کہ برق ادھر آئیگا جب ادھر نہ آیا تب چالاک کو خیال آیا کہ ای چالاک یہ عیاری ہوئی
یقین ہی صرصر تھی اب یہ تردد ہوا کہ آخر کسکو لیگئی اس فکر مین کھڑا تھا کہ دیکھا برق پھرتا ہوا آتا ہی
چالاک نے پکارا بھائی برق کہان سے آتے ہو برق قریب آیا کہا مین فکر مین ہیمن کی پھر رہا
ہون چالاک نے سب حال بیان کیا برق نے کہا شاید باغبان قدرت تھا اُستانی گرفتار
کر کے لیگئین اب تو برق و چالاک بخوبی آگاہ ہوے کہ باغبان پر اُفتاد پڑی یہ دونون بصورت
مبدل لشکر ہیمن مین آئے سنا کہ جابجا باہر ہی کہ ملکہ صرصر شمشیر زن باغبان کو گرفتار کر لائین برق
و چالاک کف افسوس ملتے ہین پھرتے پھراتے دونون بشکل ساحر دربارگاہ ہیمن پر آئے دیکھا ہیمن
کرسی پر بیٹھی ہی آگاہ ہی کہ باغبان گرفتار ہوے باغبان سامنے ہیمن کے سرنگون بیٹھا ہی ہیمن بنت
یاسمن بعتاب خطاب کر رہی ہی کہ کیون ای باغبان تمنے شہنشاہ کے نمک کا پاس نہ کیا باغبان
غصے مین کچھ جواب نہین دیتا قضاے کار ہرکارے لشکر اسلام کے چرند و پرند جو لشکر کفار مین
موجود رہتے ہین یہ خبر دریافت کر کے بھاگے باغبان قدرت ملکہ گلچین سے کچھ رنجیدہ ہو کے
نکلے تھے گلچین پریشان ہو کر بارگاہ سے نکلی ہی ایک ایک سے پوچھتی ہی کہ باغبان کو دیکھا تھا
کسی نے بیان کیا باغبان سے کچھ برق نے آکر کہا باغبان طرف لشکر ہیمن کے گئے ہوے ہین

گلچین گھبرا کر کنارے پر لشکر کے آئی دیکھا چرند و پرند ہرکارے گھبرائے ہوئے آتے ہین گلچین نے
جھپٹ کر پوچھا ارے کیا خبر لائے دونون نے عرض کی باغبان قدرت گرفتار ہوگئے سمن
بہ عتاب خطاب کر رہی ہی اسکو اپنے شوہر سے نوبت عشق کی پہونچی ہی بدحواس ہوگئی ہائے میرا شوہر
کہکر چلی آسمان پر آکے جھکی دیکھا اسنے شوہر میرا زمین پر بیٹھا ہی ہزارون جادوگرون کا جماؤ ہی اپنے
اپنے طور پر سب برا کہہ رہے ہین گلچین کو تاب نہ رہی نعرہ کرکے گری آواز دی یا شیدای کافران
بیحیا منم گلچین اس زور و شور سے گری کہ کئی سو ساحرون کے سر کٹے باغبان پر گری گرتے
گرتے باغبان کی زبان سے سوزن کو لیا باغبان اکڑ کے اٹھا اُٹھتے اُٹھتے زمین سے سنگریزے
اُٹھا کر مارے کئی ہزار جادوگر گرے اُنکے کام تمام ہوئے اب زن و شوہر شانہ بہ شانہ پہلو بہ پہلو
لڑ رہے ہین سمن چاہتی ہی بلوہ کرکے ان دونون کو گرفتار کرلون مگر باغبان و گلچین مثل
برق جہندہ لڑ رہے ہین چار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہی یہ دونون زن و شوہر سنگریزے
اُٹھا اُٹھا کر مار رہے ہین جب سنگریزہ مارا سو دو سو کے سر پھٹے ہلڑ جو ہوا حیرت نے پوچھا
ارے یہ کیا ہنگامہ ہی ہرکارون نے خبر دی صرصر باغبان کو پکڑ لائی تھی گلچین نے آکے
شوہر کو رہا کیا اب دونون بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین یقین ہی کہ سمن ماری جائے نصف
لشکر کو دونون نے قتل کیا کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی ملکہ حیرت فوراً تخت پر سوار ہوئین
کہاریون نے تخت اُٹھایا باہر جو نکلین جسنے سنا وہ چلا مصور صورت نگار و یاقوت و زمرد
کئی سو سردار ملکہ حیرت کو گھیرے ہوئے بڑے زور و شور سے ملکہ حیرت آکر پہونچین حیرت
نے دیکھا دونون زن و شوہر بیچ مین لشکر کے لڑ رہے ہین ہرچند کہ جادوگرون کا بلوہ ہی لیکن
باغبان مثل فیل مست جھوم رہا ہی حیرت نے آواز دی لینا بارہ لاکھ جادوگرون نے آکر
چار جانب سے گھیرا سحر چلنے لگا باغبان نے دیکھا گلچین نے کئی زخم کھائے باغبان نے
گلچین کا ہاتھ پکڑ کر سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو جاؤ گلچین نے سر اُٹھایا دیکھا فوجون کے
بلوے ہین اب باغبان کو یہ مشکل ہی کہ زوجہ کو سنبھالے یا ساحرون سے لڑے مگر جدھر باغبان
رُخ کرتا ہی پرے کے پرے ساحرون کے بھاگتے ہین مگر گلچین کا سنبھالنا باعث خرابی ہی
کئی مرتبہ گلچین نے کہا صاحب تم میرا خیال نہ کرو بڑھ کر لڑو بلکہ اگر بن پڑے تو نکل جاؤ مین کسیطرح

آجائونگی مین اگر گرفتار بھی ہو جاؤنگی خدا تمکو سلامت رکھے میری رہائی کی تدبیر کرنا باغبان نے کہا مجھسے نہو سکیگا کہ تمکو اکیلا اس حال پرملال مین چھوڑ جاؤن حیرت نے جو دیکھا کہ باغبان کسی کے روکے نہین رُکتا تخت سے کودی سامنے آکر نعرہ کیا ای نمکحرامو تمکو خوف شاہ نہین باغبان چھینٹا کہ حیرت پر سحر کرون لئی ہی کنیزین حیرت کی بیچ مین تھین باغبان اُنکو مارکر آگے بڑھا گیند پھولونکا حیرت پر مارا حیرت نے ہاتھ مارا گیند پھٹ کے زمین پر گرا حیرت نے دوپٹہ سر سے ہٹایا بالون کو کھول کر جو چرخ مارا باغبان اور گلچین کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیسری گردش مین حیرت کی زن و شوہر لڑکھڑا کر گرے حیرت نے کہا ان دونون کو گرفتار کرلو کنیزون نے دونون کی زبانمین سوزن کو دیا حیرت نے زن و شوہر کو مسلسل و مطوق کرلیا ارابے پر ڈال کر طرف اپنی بارگاہ کے لیچلی ہیمن بنت باہمن نے عرض کی کہ یہ دونون گنہگار میرے ہین مجھکو مرحمت ہون تو مین اُنکو قتل کرون حیرت نے کہا ای ہیمن باغبان قدرت وزیر اعظم ساحر محترم و محتشم بدون حکم افراسیاب نہین قتل ہو سکتا حیرت نے لاکر دونون کو ایک خیمے مین قید کیا ایک عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی چاہتی تھی کہ روانہ کرے کہ ایک برق چمکی طائر ہفت رنگ کاندھے پر آکر حیرت کے بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا اُس زمزمہ سرائی مین یہ اشعار حیرت جادو کو سُنائے

اشعار

ہاتھون مین یار کے نہین ساغر شراب کا
دست مسیح مین ہی قدح آفتاب کا

آنکھون مین تیرے چاہنے والونکی داغ ہی
شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا

دو نعمتین یہ میری ہین مین ہون فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

چاہیے شکست جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہی لوح کتاب کا

اُس ترک تک پہونچنے کی تدبیر ہی یہی
تعویذ خط ہی بازو مرغ کباب کا

پروانے سے لڑایا ہی بلبل کو رات بھر
شمعون مین عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترک نوجوان نے کیا ہی یہ شوق تیر
چھٹتا ہی بازوون سے ہر اک پر عقاب کا

حد سے نکل چلا ہی بہت سر یہ پونچھیے
لگتا ہی داغ موے مژہ کو خضاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لیے اُترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہیں لکھ لیں کاتب اعمال چار دن | دیکھوں گا روز حشر میں کاغذ حساب کا
بیخود ہو سُنکے مدعیِ شور و شر پسند | افسانہ اپنا شعر ہے فتنے کے خواب کا
آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علی | صدمہ نہو فشار لحد کے عذاب کا

یہ زمزمہ سرائی کر کے کچھ کان مین حیرت کے کہا اور اُڑ کر چلا گیا حیرت نے کہا حکم شہنشاہ آیا ہے کہ اے ملکہ سمن باغبان و گلچین کو لیکر تم ہمارے پاس جلد آؤ طائر یہی کہنے آیا تھا سمن نے کہا واری مجھے تو عین آرزو ہے کہ نمکحراموں کو لیکر خدمت شاہ مین جاؤن اپنے ہاتھ سے قتل کرون تب میرے دل کو آرام ہو اُسی وقت حیرت نے ارابہ تیار کرایا باغبان گلچین کو اُسپر سوار کیا سمن بنت یاسمن تین لاکھ فوج اپنے ساتھ لیکر طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی بوقت سحر یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی کہ باغبان و گلچین کو گرفتار کر کے حیرت نے طرف باغ سیب کے روانہ کر دیا سمن بنت یاسمن لیکر گئی ہے یہ سنتے ہی ملکہ بہار اپنے مقام سے اُٹھین کہا مین برائے رہائی باغبان ضرور جاؤنگی ملکہ مہرخ نے منع بھی کیا کہ ہم اور کسی کو بھیجینگے خواجہ عمرو و برق و چالاک نے کہا ہم جاتے ہین ملکہ بہار گلعذار نے فرمایا صاحبو باغبان و گلچین کو رنج ہوگا کہ بہار ہماری مدد کو نہ آئین باعث شکایت ہوگا یہ کہکر ملکہ بہار روانہ ہوئین بعد جانے ملکہ بہار کے برق و چالاک و خواجہ بھی چلے کنارے پر لشکر کے خواجہ نے کہا مین کسی کے ساتھ نہین جاتا اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ چالاک نے کہا ہم آپ کے ساتھ کب جاتا ہون یہ کہکر چالاک الگ چلا برق بھی الگ روانہ ہوا خواجہ ایک جانب چلے مگر ملکہ سمن بنت یاسمن قید باغبان و گلچین لیکر چلی ہے چند منزلین طی کین ایک صحراے سبزہ زار مین لشکر اسکا اُترا ہوا تھا کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمناک زنگی کہ خود بھی ساحر ہے بجمعیت بارہ ہزار ساحران واسطے شکار کے نکلا تھا دور سے جو لشکر ساحرون کا دیکھا ادھر پلٹ پڑا ملکہ سمن نے جو اسے آتے ہوے دیکھا جانتی ہے کہ بڑا جگردار افراسیاب ہے اور ساحر زبردست بھی ہے نکلکر استقبال کیا بیچ بارگاہ سے نکلی چند کنیزین پشت پر دریاے جواہر مین غوطہ زن سہمناک نے جو ملکہ سمن کو دیکھا بیقرار ہو گیا ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سمن کو ناگوار بھی ہوا مگر سمجھی کہ مہمان ہے بارگاہ مین لائی مقام صدر پر جگہ دی سہمناک نے بہ تعجب کہا ملکہ آئیے میرے پاس تشریف رکھیے ملکہ سمن نے جو خیال کر کے دیکھا سہمناک ٹکٹکا پڑتا ہے سمن ہٹکر بیٹھی سہمناک نے پھر کہا میرے

پاس آکے بیٹھیے سمن نے کہا مین اچھی بیٹھی ہون سہمناک نے پوچھا ملکہ کہان کا قصد ہی سمن نے کہا قید باغبان وگلچین لیکر بخدمت شہنشاہ ہوشربا جاتی ہون سہمناک ہر مرتبہ لگاو کرتا ہی کبھی بہ منت کہتا ہی میرے پاس آکر بیٹھیے سمن نے جھلاکر کہا صاحب مین اچھی طرح بیٹھی ہون تم بھی تو اب جاوگے برائے شکار آئے تھے سہمناک نے کہا حضور برائے شکار آیا تھا مین خود شکار ہوا کیا کیفیت عرض کرون ملکہ نے منھ پھیر لیا سہمناک نے کہا مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا مجھے بڑا قلق ہی آپ توجہ نہین فرماتین میرا جی چاہتا ہی میرے پاس بیٹھیے آپ سے باتین کرون اب دو چار دن یہین رہونگا جب حضور کوچ کرینگی اُسدن مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا سمن نے کہا کیا ضرورت ہی تم واسطے شکار کے آئے تھے جنگل مین جاکر شکار کھیلو مجھسے کیا واسطہ ہی سہمناک نے دست بستہ عرض کی مین تابعدار ہون اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون میرے حال زار پر رحم فرمائیے

نظم

آتے نہین ہین آپ یہ کیسا تپاک ہی — مدت سے انتظار مین عاشق ہلاک ہی
گلشن سے کوچ کی کسی گلرو کے ہی خبر — بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہی
سنکر مری فغان پس دیوار سن ہوا — بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہی
تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اُگے — اکسیر جسکا نام ہی وہ میری خاک ہی
عصیان سے دامن اپنا مکدر ہی غم نہین — دامان دل تو کفر کے دھبے سے پاک ہی
آتا ہی میکدے کو بہانے سے محتسب — در پردہ دخت رز کی شب و روز تاک ہی
سیر چمن مین ہمکو ہی بلبل سے اتفاق — گلگشت اس بہار مین بالاشتراک ہی
ہمنام ہی جو شیر خدائے جلیل کا — بزدل عدو یہ اسلیے رعنا کی دھاک ہی

یہ اشعار جو سہمناک زنگی نے سامنے ملکہ سمن کے پڑھے اور خلاصہ الفاظ کہے سمن نے غصے سے جواب دیا ہی سہمناک تم اپنے ہوش مین ہو یا نہین مین عشق وعاشقی کے رنگ سے آگاہ نہین دو چار دن میہان رہونگی آپ تشریف لیجائیے ایسا نہو میرے آپ کے فساد ہو سہمناک رنجیدہ بارگاہ سمن سے اُٹھکر باہر آیا لشکر تواتنے ملاکر اُتارا بارگاہ الگ استادکرائی بارگاہ مین آیا سر جھکاکر بیٹھا ساتھ والون نے پوچھا کیون حضور باعث انتشار کیا ہی سہمناک نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی

گما مین تو براے ملاقات ملکہ سمن آیا تھا تیر مژگان تو دۂ دل پر لب معشوق ہوے اپنے ہوش مین نہین ہون مین نے جو سوال کیا اور پردہ در پردہ کہا ملکہ سمن بت یاسمن بہت رنجیدہ ہوئین آمادۂ حرب و پیکار ہین مین رنجیدہ ہو کر چلا آیا مگر اسکا انجام بہتر نہو گا ساتھ والون نے کہا حضور کیا ضرور ہی فساد برپا ہو گا آخر کو شہنشاہ سنینگے بہت رنجیدہ ہونگے سہمناک نے کہا میرے دل پر کیا قابو ہی ہر چند دل کو سمجھاتا ہون مگر دل نہین مانتا نظم

دل جلے تو رنگ مانند طلا پیدا کرون
گر ہو یہ سیماب کشتہ کیمیا پیدا کرون

مضطرب ہون یا د زلف دلربا پیدا کرون
درد جسد ل مین ہی اس دل ہی کو نا پیدا کرون

کاروان اشک خون دل سے کہے حب الرحیل
اس سر خالی سے مین بانگ درا پیدا کرون

بندۂ بت ہی یہ اب مانگون دعا اللہ سے
دل کوئی اس قلب کافر سے جدا پیدا کرون

وہ کرین انکار مین کہہ اور مین پھر سکون
معنی اثبات اور تکرار لا پیدا کرون

لذت غم ہی یہ خواہان ہون تڑپکر جان دون
خلق یار با وفا مین بیوفا پیدا کرون

لنترانی بھی نہین سنتے بلانے پر مرے
مشق کرتا ہون کہ موسیٰ کی صدا پیدا کرون

جان سے رکھی ہی دل کی اک صنم کی یاد مے
اور آفت لون جو فکر ماسوا پیدا کرون

خضر لے چلتے نہین رستہ بتاتے ہین مجھے
اپنے مطلب کا کوئی اب رہنما پیدا کرون

تیرے تو طالب ہزارون ہین بجا ہی کبر و ناز
مین کہان سے اور تجھسا دوسرا پیدا کرون

بے اثر میرے مضر اور با اثر انکے خلاف
ہی تر و د آہ سے کیا کھودون کیا پیدا کرون

سجدے آئینے پہ کرتا ہی وہ کافر خود پرست
ضد یہی تھی اپنی صورت کا خدا پیدا کرون

مصاحبون نے عرض کی یہ مناسب نہین ہی ہر چند سب نے سمجھایا مگر سہمناک کا سودا بڑھتا ہی جاتا ہی سہمناک ہر چند اپنے کو سنبھالتا ہی مگر نہین سنبھلتا دن گذرا شب فراق کا سامنا ہوا اور زیادہ گھبرایا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین مگر اسکو اندھیرا معلوم ہوتا ہی گھبر اکر کبھی بیرون بارگاہ جاتا ہی کبھی اندر آتا ہی ولولہ جنون دل پر طاری ترقی پر بیقراری آنکھون سے اشک جاری اوج پر گریہ و زاری ادھر ادھر ٹہلتا پھرتا ہی دونون ہاتھون سے کلیجے کو دبائے ہوے ہی کبھی شکوۂ فلکی کرتا ہی کہ اے فلک کجرفتار روا ہی گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے میرے ساتھ کی جی چاہتا ہی طرف کوہ نجد کے جاؤن استاد

قیس کی قبر پر فقیر ہو کر بیٹھوں شاید خواب مین تشریف لائین کچھ تعلیم کر جائین کہ عشق مین کیونکر بسر کرین یا سر ٹکرا ٹکرا کر مرین یہ جفائین ہمسے اٹھائی نہین جاتین جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری رات کی مزاج کی برہمی بیٹھے بیٹھے سوچا کہ جستجو واجب و لازم ہی دل دیکھنے جمال بیمثال کا عازم ہی یہ سوچکر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا اندر بارگاہ سمن بنت یاسمن کے جا کر سر نکالا دیکھا ملکہ سمن پڑی سو رہی ہین شباب کی نیند ہاتھ کہین پانون کہین سینہ کھلا ہوا سہمناک کو یہ حال دیکھکر یقین تھا کہ غش آجائے مگر اپنے کو بمشکل تمام سنبھالا قریب پلنگ کے آیا سوتے مین سحر کیا ملکہ سمن سو تو رہی تھین بیہوش ہوئین چونکہ خوف ہی کہ یہ ساحرہ ہی زبان مین سوزن کو دید یا بخیہ کمر مین دیکرے بھاگا اُسی نقب سے اپنی بارگاہ مین پہونچا اُسوقت رات کا سناٹا بیتابی دل ترقی پر مضطر و متفکر سمن کو مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی گرد چن دین ملکہ سمن کو ہوشیار کرکے آپ دست بستہ بیٹھا سمن کی جو آنکھ کھلی دیکھا گرد اسباب عیش و نشاط مہیا ہی زبان مین سوزن سامنے وہ دشمن گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی سہمناک زنگی نے دست بستہ عرض کی مین تابعدار ہون بیقراری نے نہ مانا آخر اسپر قرار ہوا کہ آپ کو لے آیا اب امیدوار ہون کہ مجھکو غلامی مین قبول فرمائیے ای ملکۂ عالم مدت سے تمھارے حسن جہان سوز کا طالب تھا اب جو جمال جہان آرا دیکھا اپنے ہوش مین نہ رہا آخر عقل نے یہی صلاح دی کہ آپ کو لے آیا حال دل اپنا عرض کیا ملکہ سمن بنت یاسمن نے بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ یہ خیال خام و تصور تا تمام دلسے دور کر گرفتار کرکے لایا ہی قتل کر ڈال سہمناک زنگی بہت رویا قدمون پر گرا اور دست بستہ عرض کی

نظم

از دل شدگان حجاب تا کے
گردہ ترک ثواب تا کے
ساقی برخیز و جام می دہ
ای دختر رز حجاب تا کی
وادی ہمہ باد دین و ایمان
این بوسہ بحساب تا کی

رخسار تہ نقاب تا کے
تو یہ ز شراب ناب تا کے
در موسم گل حجاب تا کی
مغرور جمال و حسن تا چند
ای دل دگر اضطراب تا کی
از آتش ہجر جان و تن سوخت

ساقی ز صبح ست خواب تا کے
این نقش بروے آب تا کی
در شیشہ ز چشم شوق زندان
نادان عہد شباب تا کے
او گفت شب وصال با من
بر سوختگان عذاب تا کے

از دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تا کی

در وصل آخر حجاب تا کے
رعنا رہ یار گیر و بنشین

بر من نظرے فگن خدارا
آخر خانہ خراب تا کی

ملکہ سمن نے جواب دیا ارے سہمناک کیون دیوانہ ہوا ہے تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین میان تو رات بھر یہ معاملہ رہا سہمناک کے اصرار ملکہ سمن کے انکار صبح کو لشکر مین سمن کے غل ہوا کہ کوئی ملکہ کو چرا لے گیا گلعذار طرف سے سمن کے لشکر کی افسر ہے سب کنیزین روتی ہوئین سامنے گلعذار کے آئین سب حال بیان کیا گلعذار نے ہرکارے روانہ کیے کہ جا کر تلاش کرو کئی ہرکارے لشکر سہمناک مین پہونچے وہان لشکر مین مشہور ہے کہ سہمناک ملکہ سمن بنت یاسمن کو چرا لایا ہرکارے یہ خبر سنا بھاگے آکر گلعذار سے بیان کیا گلعذار نے اسی وقت قرنا کرائی کہا سہمناک کی بھی یہ مجال ہے کہ ہماری مالک کو گرفتار کرکے لیجائے سب لشکر فوراً تیار ہوا جسنے سنا کہ ملکہ گرفتار ہوگئین بلا تکلف برائے رہائی چلا لشکر سہمناک نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا یہ بھی تیار ہوے آپس مین گولہ رنج و ناسنج چلنے لگا ہزارون جادوگرون کے لاشے گر گئے جانبین مین بڑے زور و شور سے سحر چل رہا ہے سہمناک کو خبر پہونچی کہ لشکر سمن ہمارے لشکر پر آپڑا سحر چل رہا ہے یہ بھی جھلا کر نکلا ملکہ سے یہ کہکر چلا کہ تمھارے لشکر کو جا کر ابھی مٹائے دیتا ہون بی گلعذار کا سر کاٹ کے لاتا ہون باہر آ کے سحر کرنے لگا جہان باغبان و گلچین قید ہین سب سپاہی یہان کے بھی جا جا کے شریک جنگ ہونے لگے ایک جمعدار بھی انمین تھا جب دو دو چار چار سپاہی جانے لگے تو جمعدار نے پکار کر کہا ارے مجھکو اکیلا چھوڑے جاتے ہو انکے منھ سے نکلا کہ قیدیون کے ایسے وقت مین سر کاٹ لو اور آکے شریک جنگ ہو جمعدار تلوار کھینچکر طرف گلچین کے چلا باغبان نے للکارا او ملعون ہمارے سامنے زوجہ کا سر کاٹتا ہے ادھر آ پہلے ہمارا سر کاٹ وہ ادھر پلٹا یہ کہکر باغبان پر ہاتھ مارا او گنہگار تو ہی لے ہماری افسر سے وہان تلوار چل رہی ہے ہم جا کر شریک ہون باغبان نے ہتھکڑی اٹھادی ہتھکڑی کٹی باغبان نے وہی ہتھکڑی اس جمعدار پر پھینک ماری اسکا سر پھٹ گیا اسی ہاتھ سے گلچین کی زبان سے سوزن کو نکال لیا گلچین جو تڑپی قید آہن جسم سے ٹوٹ کر الگ گری گلچین نے اٹھتے اٹھتے باغبان کی زبان سے سوزن کو لیا دونون زن و شوہر طرف لشکر سہمناک کے چلے گلعذار نے جو دیکھا کہ سہمناک تڑپ تڑپ کے لڑ رہا ہے کئی سو جوان مار گرادیے فوج والون سے

کہاتم جہکر لڑو مین ملکہ سمن کو رہا کر کے لاتی ہون یہ کہکر غرق زمین ہو گئی اُسی بارگاہ مین آئی جہان سمن قید ہی دیکہا ملکہ سمن کی زبان مین سوزن سرنگون بیٹھی ہوئی رو رہی ہین گلعذار نے نکلتے ہی زبان سے سوزن کو لیا کہا واری پہلے سہمناک نے ہزارون کو قتل کیا لونڈی سے صبر نہو سکا مین بھی مع لشکر آ پڑی سمن بھی اپنے مقام سے اُٹھی گلعذار پشت پر دونون باہر نکلین سمن نے نعرہ کیا تمام لشکر والے عاجز ہو رہے تھے سب اسکی پشت پر آئے جہکر لڑنے لگے اب تو سہمناک گھبرایا سمن کے سحر سے بھاگتا پھرتا ہی سمن نے کئی مرتبہ للکارا کہ او زنگی سیہ رو اپنے ہوش سے باہر ہوا اب کہان جائیگا بحکم سامری و جمشید مہلت نہ پائیگا سہمناک طرف سمن کے چلا ہی کہ نعرہ ہوا ہم گلچین و باغبان سہمناک نے پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم میری کیا مجال ہی کہ آپ سے مقابلہ کر سکون مگر قید ہی آپ کے چھوٹ گئے ہین یہ دونون زن و شوہر بلاے روزگار ہین ہم آپ ایک طرف ہو کے انکو پکڑ لین سمن نے کچھ جواب نہ دیا کہ باغبان و گلچین سحر کرتے ہوے نمایان ہوے گلچین نے کچھ شاخہاے نخل توڑ کے پھینکین باغبان نے درختون کو اشارہ کیا جو نخل تہرا کر گرا سو دو سو اُسمین دبے گلچین نے اُسی نخل کے پتے توڑے کافرون پر پھانیک مارے کئی سو جوان جلکر خاک ہوے دونون زن و شوہر لشکرون کو پامال کر رہے ہین اب دونون لشکر ملکے باغبان و گلچین پر سحر کرنے لگے باغبان لڑتا بھڑتا سامنے سہمناک کے پہونچا للکارا او سیہ رو کہان جاتا ہی سہمناک نے باغبان پر سحر کیا باغبان نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا سر پر سہمناک کے پڑا اُسکا سر پھٹ گیا لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ سہمناک مارا گیا فوج والے بدحواس ہو گئے کہ ہمارا افسر قتل ہوا سمن نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گئی کہ باغبان نے سہمناک کو مارا دیکھیے میری جان کیونکر بچتی ہی قضاے کار خواجہ عمرو برق و چالاک نے بصورت مبدل براے رہائی باغبان و گلچین آ کر دور سے یہ تماشا دیکھا کہ باغبان نے سہمناک کو مارا اب سمن کی فکر مین دونون زن و شوہر جاتے ہین الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے خواجہ ایک ساحر کی شکل بنے ہوے ہین چاہتے ہین اپنے کو پاس باغبان کے پہونچاؤن مگر وہ فوج کا بلوہ ہی کہ باغبان تک نہین پہونچ سکتے گلچین لڑتی ہوئی قریب سمن کے پہونچی سمن نے ساحرون سے اشارہ کیا جادوگرون نے آگ برسا دی گلچین سب کے سحرون کو دفع کر رہی ہی سمن نے خنجر پھینکا مارا خنجر سے برق چمکی

سر گلچین کا زخمی ہوا سمن نے اشارہ کیا گلچین کا سر کاٹ لو سمن نے زخمی کر دیا گلعذار تلوار کھینچکر چلی
کہ گلچین کا سر کاٹ لون گلچین زخمی ہونے سے لہرا رہی ہے دور سے باغبان نے دیکھا کہ گلچین زخم
سر سے بیتاب ہے آگ برس رہی ہے گلچین آگ سے اپنے کو بچاتی ہے گلعذار تیغ کھینچکر پہونچی ہے کہ گلچین
کا سر کاٹ لون باغبان فوراً جھپٹا اپنے کو قریب گلعذار کے پہونچایا نعرہ کیا او شغل کہان جاتی ہے
گلعذار پلٹ پڑی وہی تیغ اسنے باغبان پر مارا باغبان نے بخوف کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا ایک
طمانچہ مارا کہ سر گلعذار کا اڑ گیا گلچین کو ہاتھ پکڑ کے سنبھالا کہا صاحب ہوشیار ہو گلچین نے آنکھین
کھولدین شوہر کو اپنے قریب پایا دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا سر کو باندھ کر لڑائی مین مصروف ہوئی
باغبان لڑتا ہوا قریب سمن کے پہونچا سمن نے گولہ مارا باغبان نے وہ گولہ کاٹا سمن نے سحر کی
بوچھار کر دی مگر باغبان لڑتا بھڑتا سحر کرتا پاس سمن کے پہونچا سمن کو بھاگنا بن نہ پڑا تیغ اٹھاکے
سر باغبان پر مارا باغبان نے الٹا ہاتھ لگا دیا کہ سمن کے ہاتھ سے تیغ چھوٹا وہی تیغ باغبان
نے اٹھا لیا نعرہ کر کے وہی تیغ سمن پر مارا سمن کے دو ٹکڑے ہوئے مرا سمن بنت یاسمن کا اندھیرا
ہو گیا آوازین ہیبت ناک آنے لگین بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من سمن بنت یاسمن بود فوج
سمن کے جی چھوٹ گئے چاہتے ہین کہ اپنی جان بچائین بھاگ کر نکل جائین مگر ممکن نہین ہوتا
باغبان و گلچین نے گھیر ڈالدیا ہے سر نخل سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین جدھر گئے مارے گئے
قضائے کار افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین بیٹھا تھا حیرت کا نامہ دار پہونچا افراسیاب نے
پڑھا مرقوم تھا کہ گلچین و باغبان کو بدست سمن بنت یاسمن روانہ کیا ہے خدمت مین پہونچا چاہتے
ہین افراسیاب نے کہا کیا باعث ہوا کہ نامہ دار پہونچ گیا اب تک سمن نہین پہونچی پلٹ کر دیکھا
منبر پر گلدستہ ہاتھ کا سمن کے رکھا تھا وہ گلدستہ مرجھایا ہوا ہے افراسیاب نے کہا غضب ہوا سمن
تو قتل ہو گئی اٹھا کے کتاب کو دیکھنے لگا کتاب مین یہ مضمون دیکھا کر ریش نوچنے لگا غصے مین
اٹھا تیغہ ہاتھ مین لیکر افراسیاب خود چلا اسوقت آکر پہونچا کہ باغبان و گلچین نے ہزارون کو
قتل کیا جدھر بھاگ کر جاتے ہین سزا پاتے ہین زمین سے بھی شعلے آتش کے نکل رہے ہین آسمان
پر سے نعرہ کیا او باغبان کیون غریبون کو قتل کرتا ہے منم شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب
کو دیکھکر زن و شوہر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا افراسیاب زمین پر آیا ایک سحر کیا کہ فوج والے

الگ ہوئے زن و شوہر نے اپنے کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہین افراسیاب سامنے سے چلا آتا ہی باغبان نے جی داری کر کے بڑھکر تیغے کا وار کیا افراسیاب نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا کچھ منھہ سے کہا تھا کہ زن و شوہر چیخ کھا کر زمین پر گرے افراسیاب نے موے سر توڑا سحر کر کے زنجیر بنائی دونون کو اوسی زنجیر مین باندھا لیکر چلا خواجہ عمرو برق و چالاک نے یہ معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا الگ الگ فکر مین چلے افراسیاب تخت پر سوار ہی ان دونون کو تخت پر ڈال لیا ہی لیے ہوے جاتا ہی خواجہ کسی مقام پر پہلو نہین پاتے کہ عیاری کرین کوئی پانچ کوس افراسیاب نکلا ہی وہان سوچا کہ ان دونون کو کہان لیجاؤن دیکھا ایک مقام پر صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا ہی وہان ایک لشکر اترا ہوا ہی ابدوس دریاشکن تین لاکھ فوج لیے اترا ہی اسکے پاس نامہ افراسیاب کا پہونچا تھا برائے مدد لقا چلا ہی لشکر کو آراستہ کر رہا ہی کہ کوچ کرونگا اسکی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ تخت پر سوار گلچین و باغبان کو گرفتار کیے ہوے لیے جاتے ہین ابدوس نے ہاتھ باندھکر سلام کیا پکار کر آواز دی حضور کے حکم سے مین برائے مدد لقا جاتا ہون غلام کو سرفراز کیجیے بلند ہو کے پایۂ تخت پر ہاتھ بھی ڈالدیا افراسیاب نے تخت اوتارا بارگاہ مین ابدوس کی آیا باغبان و گلچین کو الگ ڈالدیا آپ آکر مقام صدر پر بیٹھا ابدوس نے پوچھا اے شہنشاہ ان گنہگارون کو کہان سے پایا افراسیاب نے سب کیفیت بیان کی سمن کے مرنے کا حال جو افراسیاب نے کہا ابدوس چیخین مار مار کر رونے لگا کہا اے شہنشاہ کیا گذارش کرون سالہا سال مشقت کر کے مین نے اوس سے رسم بڑھایا تھا اب وہ معشوق پری وش تسخیر ہوئی تھی یہ سون راتین ہجر کی جھیلین سالہا سال حکایتین شکایتین رہین اب چندے سے آمد و رفت کا سامان ہوا تھا مدتون تحفہ جات لیکر جانا خدمت مین پیش کرنا اکثر بدمزاج پایا منت خوشامد کر کے تسخیر کیا کبھی قدمون پر گر کر راضی کیا

ہائے اسوقت دل کو بڑا صدمہ پہونچا

نظم

دار و کعبہ اگر وہ بت پرفن ہو جائے ۔۔۔ شیخ بھی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے

کار شمشیر کرے جنبش ابروے صنم ۔۔۔ دل مین تیر نگہ ناز سے روزن ہو جائے

مسی مالیدہ دہن غنچۂ سوسن ہی اگر ۔۔۔ ہنس پڑین آپ تو گل غنچۂ سوسن ہو جائے

حسرت خلد برین ہی نہ تمنائے ارم ۔۔۔ کوچۂ یار مین یارب کہین مسکن ہو جائے

دل مین بھڑکی ہوئی ہی آتش غم ڈرتا ہون
جو مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہو جائے

ایک لٹ بالون کی لٹکا کے اگر دو جنبش
حلق مین عشاق کے اڑتی ہوئی ناگن ہو جائے

تیغ ہاتھون سے سنبھالی نہین جاتی ہی اگر
حکم دیجیے تو سلامی ابھی گردن ہو جائے

ہو خزان فصل بہاری سے مبدل یارب
شاخ گل پر کہین بلبل کا نشیمن ہو جائے

وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو
دور ہی تھا نہ خفا وہ بت پرفن ہو جائے

اسطرح کے اشعار پڑھکر ابدوس خوب رویا کہا اے شہنشاہ آج میری جان پر بنی ہی قاتلون کو مجھے دیجیے زن و شوہر کو اس حسرت سے قتل کردن کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر روئین اور غلام کو ترس نہ آئے افراسیاب نے بہت سمجھایا کہا اے ابدوس ہمکو یہ حال معلوم نہ تھا ابدوس نے کہا آج غلام مٹ گیا باغبان و گلچین کو افراسیاب سے ابدوس نے لیا افراسیاب تو چلا گیا بہت سمجھایا کہ اے ابدوس تم برائے مدد خداوند لقا جاؤگے وہ پھر زندہ کردینگے یہ سنکر ابدوس خوش ہوگیا بعد جانے افراسیاب کے دونون کی زبان مین اسنے سوزن کو دیکر ہوشیار کیا کہا کیون اے باغبان تمکو کچھ رحم نہ آیا ایسی معشوقۂ پریچہرہ کو قتل کیا باغبان نے کہا لڑائی مین کیا پان پھول بٹتے ہین اسنے سحر کیا ہم بچے ہمارے سحر سے وہ نہ بچی اب جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کو تاہی نکر معشوق کا بدلہ لے خواجہ عمرو گلیم اوڑھے ہوے یہ سب معرکہ دیکھ رہے تھے جب افراسیاب چلا گیا خواجہ صرصر کی شکل بنکر سامنے ابدوس کے آئے تن کر سلام کیا کہا شہنشاہ نے مجھکو بھیجا ہی فرمایا ہی میرے یہ دونون دشمن ہین باغبان و گلچین نے جاکر لشکر مسلمانان کو سرسبز و شاداب کیا مجھے خار دیا انکو ایسے طور سے قتل کرو کہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو ایک ایک جام شراب کا ہاتھ مین ہو اور انکے سر پر تلوار پڑے تب میرے دل کو خوشی حاصل ہو اور تسکین دل ہو اور مین بیٹھکے غزلین گاؤن یہ دشمنان شہنشاہ قتل ہون تمھارے غم کا شہنشاہ کو بڑا رنج ہی فرماتے تھے اگر مین ایسا جانتا سمن کو نہ روانہ کرتا مگر نہ گھبراؤ خداوند زندہ کردینگے یہ کہکر پایان کھینچا کہا لیجیے صحبت عیش کا آغاز ہوتا ہی سیدھا سیدھا ٹھیکا بجا کے کہا اے ابدوس دریا شکن یہ اشعار دل لگا کے سنو تا رنج تردد ہو

اشعار

بات کرنے کو ہی چپ رہنے کی عادت مانع
جنبش لب کو ہی اس لب کی نزاکت مانع

رخ بے پردہ کا جلوہ کبھی نہ ہم دیکھ سکے / ہوئی نظارۂ محبوب کی حیرت مانع
بارہا لیگئی بیتابی دل تا در یار / غیر سے بڑھکے ہوئی کچھ مری غیرت مانع
وہ تو آتے تھے کہ نظرون مین سما جائین مری / پڑگئے آنکھو نمین پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی مرا کیا تھا جو پھر آنہ سکے / پانون کی مہندی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
تیری آنکھون مین حیا آگئی کیونکر شب وصل / آج شوخی ہوئی مانع نہ شرارت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرا اب تک / ہو مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
ہمنے جب وادی غربت سے کیا قصد وطن / سد رہ ہوگئے آہو ہوئی وحشت مانع
سحر وصل نے جب لی مرے کاشانے کی راہ / وہین روکا ہوئی بڑھکر شب فرقت مانع
سبب منع فغان ضبط سے پوچھا جو کبھی / ضبط بولا کہ ہی تا خیر قیامت مانع
ای جلال آتش دوزخ مین جلانیکو گناہ / لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

ابدوس بیقرار ہوگیا کہا ملکہ صرصر تمنے دل کو بیقرار کردیا خانہ دل کو دولت غم والم سے بھر دیا
ارے صحبت عیش ونشاط آراستہ کرو ملازمون نے گلابیان لاکر رکھنا شروع کین خواجہ شراب
مین بیہوشی ملاتے جاتے ہین گلابیان شراب کی رکھی ہین کشتیان کباب کی آتی جاتی ہین خواجہ
سب کو اپنے قاعدیسے درست کررہے ہین قضاے کار صرصر شمشیر زن اصلی پھرتی پھراتی اسطرف
آئی پوچھا لشکر مین کیا خوشی ہی ساحرون نے کہا ملکہ آپ کے آنے سے خوشی ہوئی ہی بڑا تعجب ہی
کہ ایک صرصر اندر اور ایک باہر صرصر سمجھ گئی کہ میری صورت پر کوئی عیار آیا ہی چلکر اسکا رنگ مٹاؤن
ابدوس مسند پر خوش بیٹھا ہی دیوث بھائی ابدوس کا جمال صرصر دیکھکر عاشق ہوا ہی قریب ہی
بیٹھا ہی کبھی زانو پر ہاتھ رکھدیا کبھی کہتا ہی ای ملکہ صرصر تمھارے گانے نے دل کو بیقرار کردیا آپ یہین
تشریف رکھیے مین الگ بارگاہ استاد کرادون خواجہ سمجھ گئے کہ یہ مجھپر مائل ہی خواجہ بھی گھل مل کے
اس سے باتین کررہے ہین کہ صرصر اصلی نے پردہ اُٹھاکر دیکھا کہ عمرو اپنا رنگ جمارہا ہی پکار اُٹھی
ای ابدوس لینا یہ ساربان زادہ ہی اس شراب کو کوئی نہ پیے براے رہائی باغبان گلچین آیا
ہی ابدوس نے کہا لینا عمرو نے دیکھا دربارگاہ سے صرصر آتی ہی ابدوس نے جو کہا لینا عمرو
نے دیوث کو خنجر مارا اسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا اندھیرا ہوگیا اُسی اندھیرے مین خواجہ نے

گلیم اوڑھ لی جست کرکے بھاگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا دیوٹ کے مرنے کا ایسا اندھیرا ہوا کہ خواجہ
اور کئی جادوگرون کو مار کر نکل گئے ابدوس گھبرا گیا صرصر نے خواجہ کا پیچھا کیا برق فرنگی
بیرون لشکر کھڑا تھا صرصر کو جو دیکھا مسافر کی شکل بنکر دوڑا قریب صرصر کے پہونچکر حلقے کمند کے مارے
صرصر نے چاہا پلٹون برق نے حباب مار کر بیہوش کیا ایک نخل سے صرصر کی مشکین باندھ دیا
کہا اُستانی اب تم یہان ٹھہرو صرصر کی بیتابی و بیقراری برق نے سامنے صرصر کے رنگ و روغن
عیاری کا توبڑے سے نکالا صورت صرصر کی بن رہا ہی پوچھتا جاتا ہی کہ کیون اُستانی کوئی
فرق تو نہین ہی جو نقص ہو بتا دیجیے صرصر جھلا کر جواب دیتی ہی میری پاپوش جانے برق
ہاتھ باندھتا ہی کہتا ہی اُستانی خفا نہو جیسے برق دم بھر مین صورت صرصر کی بنکر تیار ہوا
صرصر سے رخصت ہو کر چلا صرصر نے کئی مرتبہ کہا او بدنصیب مجھے تو کھولدے برق نے کہا
اُستانی تم اسی لائق ہو اب برق ٹہلتا ہوا چلا صرصر بحسرت دیکھکر رہگئی برق کو راستے مین
ایک مسافر ملا برق نے بڑھ کر اُسے بیہوش کیا ایک گینڈ حلق مین مسافر کی ٹھونس دیا
عمرو کی صورت بنا کر پشتارہ پشت پر لادا طرف لشکر ابدوس کے چلا جب خیال ابدوس
کو اپنی معشوقہ کا آتا ہی باغبان و گلچین کو دیکھتا ہی اور جھلاتا ہی چاہتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑے ون
مصاحب سمجھا رہے ہین کہ حضور عیارون سے جان بچے تو بڑی بات ہی عمرو صرصر کی شکل بنکر آیا کون
پہچان سکتا تھا صرصر نے آکر رنگ سنایا ورنہ وہ سب کو قتل کرکے نکل جاتا صرصر تعاقب مین
گئی ہی یقین ہے ہی کہ آئے ابدوس نے کہا یارو میرے دل پر عجب رنگ گذر رہا ہی یاد نے

ملکہ سمن بنت یاسمن کی مار انظم

گیا دل مفت ہاتھون سے مجھے رہ رہکے یہ غم ہی — غضب کا ماجرا ہی او قیامت کا یہ ماتم ہی
چمن کا رنگ ہی بڑھکر جو رنگ باغ رضوان سے — بتا اے باغبان یہ آج کس گلرو کا مقدم ہی
مرا گریہ غم فرقت مین طوفان خیز ہی ایسا — سمندر سامنے جسکے بقدر اشک شبنم ہی
تمناے ورم فردوس کیا ہو مجھکو ای زاہد — در دولت سراے یار کیا فردوس سے کم ہی
تعجب کچھ نہین اسکا جو بیجانون مین جان آئی — تری ٹھوکر نہین ہی معجز عیسی مریم ہی
خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ ای رعنا — اُسے غیرون نے بھڑکایا ہی ظالم گل سے برہم ہی

مصاحب کہتے ہین حضور شہنشاہ فرما گئے ہین کہ خداوند لقا زندہ کرینگے یہ باتین تھین کہ زنگ کی آواز آئی سبھون نے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن عمرو کا پشتارہ لیے ہوے آتی ہین وہین سے پکارتی ہوئی ای شہنشاہ مین نے بڑی مشقت سے اس ساربان زادے کو گرفتار کیا ابدوس خوش ہوگیا کہا اس ظالم نے میرے بھائی کو بھی مارا برق نے پشتارہ سامنے ڈالدیا ابدوس جھلا کر اُٹھا ایک نیمچہ مارا کہ سر کٹ کے الگ ہوگیا باغبان نے جو یہ معرکہ دیکھا روح قالب مین تھرائی کہا ہاے خواجہ عمرو یون مارے گئے گلچین بھی رو رہی ہی ابدوس مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی مین نے عمرو ایسے عیار کو مارا اب برق حیران ہی کہ کیونکر رنگ جماؤن شراب کا ذکر ہو چکا ہی اب کیا تدبیر کرون ابدوس سے کہا ای شہنشاہ اب باغبان گلچین کو بھی قتل کیجیے مگر جسطرح عمرو کو قتل کیا اسطرح انکو قتل کیجیے اگر آپ کی خوشی ہو عیش و جشن ہو اُس ہنگامے مین انکو قتل کیا جائے یہ سنکر ابدوس نے کہا جو تمھاری خوشی برق نے جھپٹ کر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا کہا حضور عمرو کا تو گانا آپ نے سنا مجھسے تو ذرا ایک غزل سنیے جام میرے ہاتھ مین ہی آپ بہ گوش ہوش یہ غزل سماعت فرمائیے

غزل

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہی میخوارون کو
آنے دیتا تھا نہ میخانے مین ہشیارون کو

غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجھکو
لیگئے غیر گلی سے جو ترے یارون کو

ناامید اہل خرابات نہین رحمت سے
بخشدیگا وہ کریم اپنے گنہگارون کو

تمکو غیرون سے ہی صحبت جو شب و روز تو خیر
پیار کر لینگے کہین ہم بھی طرحدارون کو

نخل قامت ہی زنخ پھل ہی تو گیسو شاخین
منھ کو غنچہ کہین اور گل ترے رخسارون کو

دھیان مین رخ کے نظر رکھتے ہین دن بھر سو کبھی
یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تارون کو

گھر ترا گلشن فردوس ہی ای رشک چمن
حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجیے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پردارون کو

نقد دل لیکے وہ ہو جائین نہ کیون بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہی زردارون کو

قصد اُس یوسف ثانی کا ہی اب جانب مصر
دو خبر یوسف کنعان کے خریدارون کو

ابروا پنجل ہین نہ دوپٹے کے چھپانا ہی بجا
ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

سدرہ ہوتا ہی دربان جو درِ جانان پر | پھاند جاتا ہمین آسمان ہی دیوارون کو
قُم باذنی مرے حق مین ہی صدائے جان بخش | سنکے جی اُٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو
شب فرقت مین کسی رشک قمر کی رعنا | شام سے تا بسحر گنتے رہے تارون کو

اس رنگ مین برق نے یہ غزل گائی کہ ابدوس تعریفین کرنے لگا گلچین و باغبان سامنے ہین اُسی جوش مین برق نے ابدوس کو جام دیا یہ بھی خوشی مین پی گیا اب تو برق نے دورا باندھا کہا سب صاحبون کو جب خوب نشہ ہو تب باغبان و گلچین پر تلوارین پڑین شراب سب پی رہے ہین برق نے دیکھا ابدوس تو پی چکا بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی برق نے دو پتلے اُٹھا کر فوج مین بھیجدیے باہر بھی شراب چلنے لگی صحبت مین بھی سب پی رہے ہین تھوڑے عرصے مین برق نے سب کو شراب پہونچائی پکار کر آواز دی اب باغبان و گلچین پر تلوارین چلین پہلے آپ نیمچہ لیکر دوڑا کہا اول باغبان کو مین قتل کرون گلچین کا بھی سر کاٹون باغبان پہچان گیا تھا کہ یہ برق فرنگی ہی نیمچہ چمکا کر برق نے کہا ای باغبان سر جھکا کر بیٹھو مین تمکو قتل کرون مگر خواجہ عمرو جو بھرے جنگل مین دور سے دیکھا کہ صرصر تخل سے بندھی ہوئی ہی سمجھ گئے کہ یہ کام برق کا ہی جی مین کہتے ہین کہ یہ بڑا تیز ہو گیا ہی ہم بھاگ کر نکل گئے اُسکی عیاری بن پڑی یہ سوچکر طرف لشکر ابدوس کے چلے لشکر مین آکے دیکھا ہنگامہ ہو رہا ہی سب نے شراب پی ہی ناچ رہے ہین گا رہے ہین کوئی دوڑا دوڑا پھرتا ہی کوئی مُنھ کے بھل گرتا ہی بعض رابط و ضابط سر جھکائے ہوے جاتے ہین تھوڑی دور جا کر لڑکھڑائے مُنھ کے بھل گرے اپنی پرچھائین کو دیکھکر لکار رہے ہین مین نے حریف کو مارا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا ہی خواجہ سمجھے کہ برق کا رنگ جمگیا سب شراب پی چکے بارگاہ مین اپنا کام کر رہا ہوگا چلکر تماشا دیکھین خواجہ چھپے ہوے شرابیون کے بیچ سے نکلتے ہوے دربارگاہ پر پہونچے چوبدارون کو دیکھا بیہوش پڑے ہین خواجہ اندر آئے دیکھا برق نے باغبان کی زبان سے سوزن کو نکالا باغبان نے اُٹھتے اُٹھتے گلچین کی زبان سے سوزن نکال لی زن و شوہر تڑپ کر اُٹھے برق نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی تصنیف مصنف

مرا نام ہی برق خنجر گذار | کہ اُستاد ہین خواجۂ نامدار | تڑپنے مین ہین برق رفتار ہون
کہے کون مکار و غدار ہون | کرون سیکڑون کوس کی راہ طی | ارسطوئے دعلم شاگرد ہی

درِ مکر پر میرا پھیرا رہا
اچھلا وا ہوں میں نام بھی برق ہی
تڑپ سے مری چرخ پھر رہا
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

جیسے ہی عمرو نے برق کا نعرہ سنا خواجہ نے بھی اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو تصنیف مصنف

عمرو ذیحشم مہتر مہتران
اُڑاتا ہوں کفار کے میں دھوئیں
مری چال سے ہی صبا پائمال
مرا افسر ذیحشم نامدار
کہ آقا ہمارا جہانگیر ہی

مری نسل سے مکر پیدا ہوا
جھکاتا ہوں دشمن کو ہردم کنوئیں
فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
امیر عرب شیر پروردگار

مرا نام ہی خواجۂ خواجگان
مرے نام پر غدر شیدا ہوا
مرا مکر ہی گلشن قیل و قال
نشان تھا مری گرد پاپوش کا
یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہی

خواجہ بھی لوٹنے لگے ابدوس ولازمان ابدوس سب پڑے ہیں برق نے جھپٹ کر ابدوس کے خنجر ماردیا ابدوس کا سر کٹکر الگ ہوا اندھیرا ہو گیا برق نے اندھیرے میں تاج ابدوس کا لے لیا سمجھا کہ اگر اُستاد دیکھینگے تو چھین لینگے اُسی اندھیرے میں بھاگا خواجہ لوٹ بھی رہے ہیں اور قتل بھی کرتے جاتے ہیں باغبان وگلچین نے سحر کرکے ہزاروں کو جلادیا جیسے پھونک دیے تھوڑی ہی دیر میں سب کا خاتمہ ہوا باغبان نے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا لشکر بہت دور ہی آپ میرے ساتھ چلیے گا خواجہ نے جو تاج ابدوس کا نہیں پایا بڑا غصہ ہی فرماتے ہیں اے باغبان برق کا پاجی پن تمنے دیکھا تاج ابدوس کا لیکر بھاگ گیا باغبان نے کہا جانے دیجیے خواجہ نے کہا جانے کیونکر دیں آپ ہی لوگوں کی باتوں نے ان لونڈوں کو دلیر کیا ہی اُسکی بھی یہ حقیقت تھی کہ تاج لیکر بھاگ جائے باغبان نے ایک تخت سحر تیار کیا باغبان گلچین اُسپر سوار ہوے خواجہ کو بھی زبردستی تخت پر بٹھا لیا باغبان وگلچین تخت کو اُڑاتے ہوے روانہ ہوے مگر لشکر اسلام پر یہ معرکہ گذرا کہ ملکہ حیرت بیٹھی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی ملکہ شاہین بلند پرواز آئی ہیں ملکہ حیرت نے کہا شاہین تو ساحرہ بڑی مغرور ہی وہ کیونکر آئی ہرکاروں نے عرض کی شہنشاہ کا نامہ پہونچا تھا اقلیم حیرت افزا سے کوچ کرکے آئی ہی حیرت نے یاقوت وزمرد کو براے استقبال روانہ کیا ملکہ شاہین بڑے زور وشور سے آکر پہونچیں بڑی حسین وجمیل ساحرہ ہی آتے ہی ملکہ حیرت کو سلام کیا حیرت نے پہلوے تخت میں کرسی دی شاہین آکے بیٹھی کہا میں نے بڑی خبریں خراب سنی ہیں ملکہ حیرت نے

سب حال بیان کیا شاہین نے سنکر کف افسوس ملے کہا حضور جو بہار نے سحر کیے وہ تو خیر سامری و
جمشید نے سحر کو بھی تاثیر دی ہی عیارون کی عیاری کیسی کہ غیر ساحر نے ساحرون کو مارا یہ میرے
ذہن مین نہین آتا ملکہ حیرت نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای شاہین ساحرون کے رد سحر کی تدبیر ہو جاتی
ہی عیارون کی عیاری نہین رُکتی اب آئی ہو حال معلوم ہوگا شاہین بہت جھلائی بارگاہ سے
ملکہ حیرت کی اُٹھی اپنی بارگاہ مین آکر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ملکہ مہرخ کو ہوئی زانو پر ہاتھ مار کر کہا
خواجہ و برق و چالاک کا پتہ نہین یہان لڑائی درپیش ہی نہین معلوم باغبان و گلچین پر
کیا گذری مگر حکم دیا کہ طبل جنگی بجایا جائے شاہین اُٹھکر باہر آئی اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا
بیرون لشکر آکر اہل اسلام کے لشکر پر پاش کے دانے پھینکے لشکر اسلام پر بھی حصار کیا کہ کوئی لشکر
سے نہ نکل سکے رات بھر تیاری رہی صبح کو جو اہل اسلام اُٹھے چاہا واسطے رفع حاجت کے جائین
دیکھا گرد لشکر ایک نشان سنہرا پڑا ہوا ہی معلوم ہوتا ہی کہ شعلہ ہائے آتش بھڑک رہے ہین
کوئی بیرون لشکر نہین جا سکتا لشکر مین ماہر ہوا یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچی کہ گرد لشکر حصار سحر ہی
کوئی باہر نہین جا سکتا ملکہ بہار اُٹھ کر آئین چاہا کہ حصار کو دفع کرون شاہین لشکر لیکر میدان
مین پہونچی ملکہ مہرخ نے خبر سُنی کہ شاہین فوج لیکر آگئی طاؤس اپنا مہیر کر رہی ہی مبارز طلبی ہی
ملکہ مہرخ اُسی وقت تخت پر سوار ہوئین سردارون کو ساتھ لے لیا بہار بھی پلٹ پڑین باہر
نہین جا سکتین اُسی حصار کے اندر سب کا لشکر ہی باہر کوئی نہین آسکتا ملکہ بہار نے چاہا مین
حصار کو دفع کرون کہ شاہین نے بڑھ کر چار گولے اسطرف مارے حصارون کے مقام سے دھوان
پیدا ہوا تمام لشکر مین وہ دھوان پھیل گیا جون جون شاہین سحر کرتی ہی دھوان بڑھتا جاتا
ہی ملکہ بہار و رعد و برق تڑپ تڑپ کر چاہتے ہین کہ دھوئین سے نکلین مگر ممکن نہین ہوتا جب
قریب دھوئین کے پہونچے دھوان آنکھ مین لگا نابینا ہو کر زمین پر گرے اسی طرح کئی سو سردار
نابینا ہو چکے ہین سب سے پہلے ملکہ بہار کہ یہ بلند ہو گئین کئی گلدستے دھوئین پر مارے گا بیتے
پھٹے جلکر گرے ایک گلدستہ جو بہار نے مارا دھوان متفرق ہو کر قریب آیا آنکھون مین لگا نابینا
ہو کر زمین پر آئین ہر چند اپنے کو بچایا لیکن نہ بچ سکین ملکہ ہلال سحر افگن و مہرخ مہ وغیرہ نے
بھی بڑے بڑے زور مارے مگر دھوان شکست نہوا یہ بھی دونون سردار نابینا ہو کر زمین پر آئے

نابینا ہوکر غل مچارہے ہین اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر سحر کررہے ہین مگر سحر تاثیر نہین کرتا کئی
سحر سردار اسی طرح نابینا ہوے جانسوز و ضرغام درۂ کوہ مین کھڑے ہوے یہ سب معاملہ دیکھ
رہے ہین کہ شاہین کھڑی ہوئی سحر کررہی ہی اور پکار کر کہتی ہی کہ ہمنے سنا تھا کہ بہار کا سحر تنکے
چنواتا ہی مگر ہمکو تنکے نہ چنوائے عجائب و غرائب سحر نہ دکھائے ملکہ بہار آنکھون کو بند کیے کھڑی ہین
کنیزین گرد گھیرے ہوے ہین جسقدر زیور پھولون کا پہنے ہوے تھین سب مرجھا گیا گجرے توڑ کے
پھینکدیے جانسوز و ضرغام نے آپسمین صلاح کی کہ بھائی بڑی بدنامی کی بات ہی چالاک
و برق و اُستاد لشکر مین نہین ہین افسوس ہی کہ عیاری نہو جانسوز نے کہا مین ابھی جاتا ہون
اگر بنتا ہی تو اسکی مشکین باندھ کر لاتا ہون بڑی قیامت کا سحر ہی تمام لشکر پریشان ہورہا ہی دھوئین
نے سارے لشکر کو گھیر لیا ہی جانسوز نے صورت بدلی ایک جادوگر کی شکل بنکر چلا شاہین ٹہل رہی
ہی سحر کی بوچھار کردی چاہتی ہی سب لشکر کو ایک حال مین کردون ایک گولہ سحر کا پھینکا وہ گولہ جاکر
پھٹا ایک دناتا ہوا کئی ہزار آدمی اُسکی آواز ہیبت ناک سے کر و گنگ ہوگئے اسی طرح کئی گولے
پھینکے وہ جاکر پھٹے کوئی گونگا بہرا ہوگیا کوئی نابینا ہوگیا کوئی لڑکھڑا کر گرا کہ ایک طرف سے آواز آئی
ای ملکۂ عالم کیا کہنا مین جانتا تھا جسدن شاہین آئیگی تمام لشکر مٹا دیگی شاہین نے پلٹکر دیکھا ایک
جادوگر شلنگین لگاتا ہوا آتا ہی ایک کاغذ بڑا سا ہاتھ مین قریب آکر سلام کیا کہا ای ملکہ شاہین کیا
کہنا شہنشاہ ہوشربا باغ سیب مین تمھاری تعریفین کررہے ہین مجھکو بھیجا ہی کہ یہ نامہ ملکۂ عالم کو
دینا جو منظور تھا اسی کاغذ مین لکھ دیا ہی شاہین نے نامہ ہاتھ مین لیا زمین شق ہوئی ایک طائر پیدا
ہوا اُڑ کر گرد سر شاہین چرخ مارا جلکر زمین پر گرا ہڈیان بھی جل گئین خاک مین ملگیا طائر کا نکلنا
جلنا شاہین نے چاہا تھا کاغذ کھولون طائر پر یہ سحر کہ گذرا ملٹ کر آواز دی او نا عیار جا دور ہو
یہ کہتے ہی ایک شعلہ بدن مین جانسوز کے لپٹ گیا کھینچکر سر حد لشکر مین پہونچا دیا جانسوز نے اپنے
کو دیکھا رنگ و روغن عیاری کا دور ہوگیا بہ صورت اصلی نابینا قریب تخت ملکہ مہرخ لوٹ رہا ہون
حیران حیران نام باغبان قدرت لیکر پکار رہا ہی کسی ساحر نے جواب دیا کہ ای جانسوز باغبان
کہان ہین باغبان کے گرفتار ہوتے ہی باغ اسلام پر خزان آئی ضرغام نے جو دیکھا کہ جانسوز
گرفتار ہوا ایک کنیز کی شکل بنکر ضرغام بھی چلا سامنے آکر شاہین کو سلام کیا کہا ای ملکۂ عالم

آپ کا سحر بے نظیر ہی ایک سحر مین سب کو پھنسا لیا مجھکو ملکہ ماہیان زمرد پوش نے بھیجا ہی کچھ کان مین عرض کرد نگی شاہین نے انگوٹھی ہاتھ سے اُتار کر پھینکدی کہا اسکو اُٹھا لا جیسے ہی ضرغام نے انگوٹھی اُٹھائی انگشتر نے دست گیری نہ کی ایک شعلہ بھڑک کر لپٹ گیا رنگ و روغن عیاری کا جلا صورت اصلی ظاہر ہوئی شاہین نے اشارہ کیا ای شعلۂ سحر اس عیار کو بھی مجمع عام مین پہونچا دے ایک زنجیر کمر مین لپٹی کھینچکر ضرغام کو اُسی مجمع مین ڈالدیا جانسوز و ضرغام ایک ہی مقام پر دونون پڑے تڑپ رہے ہین کئی ہزار اہل اسلام اسی حال پر ملال مین نابینا سحر فراموش دریاے حیرت کا جوش بیتاب و بیقرار ہو کر پکار رہے ہین ای خالق لیل و نہار وای پروردگار ہمکو اس آفت ناگہانی سے بچالے عجب بلا مین مبتلا ہین

نظم

ناتوانان را تو می بخشی توان	خفتہ جانان را دہی آرام جان	خاکبوس در گہت شاہنشہان
سرنگون در سجدہ ات گردن کشان	گاہ از نطفہ بشر پیدا کنی	گاہ از قطرہ کنی دریا روان
مہر و مہ حلقہ بگوش بندگی	تابع فرمان ہمہ دور زمان	حالت سوز دل این خستہ حال
کی رقم گر دو ز کلک دو زبان	مشکلم حل کن توای پروردگار	چون توئی عقدہ کشای بندگان
حامی ام ہستی بوقت بیکسی	وقت تنہائی محافظ پاسبان	در زمانہ واقف حالم توئی
ہر زمان اندر عیان و در نہان	ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو امیدوار

ہر طرف سے صدائین آتی ہین یارب یا مستغیثاہ اس آفت سے بچالے شاہین نے سحر کی بوچھار کر دی دھوئین کا زور بڑھتا جاتا ہی چنگاریان دھوئین سے نکل رہی ہین اہل اسلام کی فریاد شاہین کی بیداد حیرت تعریفین کر رہی ہی کہ ای شاہین کیا کہنا کیا مضبوط سحر کیا ہی شاہین نے کہا ان عیارون کا حال آپ نے دیکھا حیرت نے کہا ای شاہین کیا کون وہ ظالم نہین ہی کہ جسکی عیاری کرامات ہی مگر سامری و جمشید تمکو بچائین حقیقت مین کمال کیا ہمارے ایسی کو مبتلاے سحر کیا شاہین جھک جھک کر سلام کر رہی ہی مصنف عرض کرتا ہی کہ شام تک شاہین نے سحر کو مضبوط کیا ملکہ حیرت سے بڑھ کر عرض کی اب دو روز یہ مسلمان تڑپین پھر لیکن تیسرے دن آکے ان سب کو قتل کرونگی مین نے سحر کو خوب زور دے دیا ہی اب اسمین سے کوئی نہ نکل سکیگا حیرت نے تخت سے اُتر کر شاہین کو گلے سے لگا لیا کہا بوا تمنے بڑا کمال کیا اب یہ دو دن خیر و عافیت سے گذرین شہنشاہ کو مخمور و بہار کا بڑا خیال ہی

مین چاہتی ہون دونون قتل ہو جائین ان دونون کی ذات سے مجھے بڑے رنج و ملال پہونچے نوبت نقارے بجاتی ہوئی شاہین کو حیرت لیے ہوے پلٹی واسطے شاہین کے الگ بارگاہ استادہ کرادی شاہین نے اپنی بارگاہ کے گرد حصار سحر کیا اور داخل بارگاہ ہو گئی خوشیان ہونے لگین یہان اہل اسلام مبتلاے آفت سارے لشکر پر دھوان چھایا ہوا ہی اہل لشکر گر رہے ہین جو نابینا ہونے سے بچے ہین وہ اب نابینا ہو رہے ہین دعائین کر رہے ہین رو رہے ہین اسی ہنگامے مین گذرین بوقت سحر حیرت سے شاہین نے کہلا بھیجا ہی ملکہ عالم میدان کارزار مین آئیے تماشاے قتل مسلمانان دیکھیے سب کے پہلے مخمور و بہار کو قتل کرونگی مجھے تو آپ کی ذات سے واسطہ ہی شہنشاہ نے مجھے یہی کہا تھا کہ جاکر کل مسلمانون کو قتل کر دو ہی مین نے کیا یہ سنکر حیرت نے لباس فاخرہ پہنا تاج مرصع سر پر رکھکر تخت پر سوار ہوئی سب سردار تخت کو گھیرے ہوے مصور و صورت نگار ساتھ یاقوت و زمرد آگے آگے اہتمام سواری کرتی ہوئی شاہین بلند پرواز سب کے آگے بڑھی ہوئی اپنے گھمنڈ مین پھولی ہوئی کہتی ہی ملکہ عالم لونڈی نے آج خاتمہ کر دیا کئی سال لڑائی مین گذرے کنیز کو اب تک خبر نہ کی مین حاضر ہوتی یہ تکلیف نہو نے پاتی ملکہ حیرت نے کہا وقت پر موقوف ہی تمھارے ملک کے قریب کے کئی ساحر آئے جو آیا مارا گیا مگر اب مسلمانون کا وقت بربادی آگیا شاہین کہتی ہی واری ملاحظہ تو فرمائیے اب مین اس دھوئین مین دروازہ پیدا کرونگی آپ کے ملازم جاکر سب کو قتل کرینگے اس سحر مین یہ کمال ہی کہ دشمن پر تاثیر کرے دوست سے تعرض نہو یہ کہتی ہوئی میدان کارزار مین آکر پہونچی نیسان جادو اسکی وزیرزادی سامنے حاضر تھی شاہین نے کہا ای نیسان جاؤ بارہ ہزار جادوگرنیان ساتھ لو دھوئین مین دروازہ پیدا کرو ان سب اندھون کو گرفتار کرکے لاؤ ملکہ حیرت کو تماشا دکھاؤ نیسان نے بارہ ہزار جادوگرنیون کو ساتھ لیا چاہتی ہی کہ جاکر دھوئین مین دروازہ پیدا کرون گولہ دیا ہوا شاہین کا ہاتھ مین اسم سحر پڑھتی ہوئی چلی لیکن باغبان و گلچین و خواجہ عمرو ساتھ ہین لشکر اہدوس کو تباہ کرکے آتے ہین باغبان کو بڑی جلدی ہی کہ جلد اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن لیکن چونکہ خواجہ ساتھ ہین باغبان کو منظور ہی کہ بحفاظت انکو لیجاؤن رات جہان ہوتی ہی فوراً پہاڑ پر اتر پڑتے ہین خواجہ آرام فرماتے ہین باغبان و گلچین جاگ کے بسر کرتے ہین جس صبح کو یہان یہ آفت برپا ہوئی کہ شاہین برائے قتل مسلمانان آئی ہی اس شب کو

خواجہ نے ایک کوہ پر آرام کیا ہی باغبان و گلچین جاگ رہے ہین دیکھا خواجہ سوتے سوتے چیخ اُٹھے باغبان نے ہاتھ پکڑکر کہا کیون شہنشاہ اوج عیاری خیر تو ہی خواجہ گھبرا کر اُٹھے کہا اے باغبان وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا اس خواب کو جھوٹ کرے مین نے کل لشکر کو دھوین مین مبتلا دیکھا مہیار و مخمور بھی مبتلائے آفت ہین تمام سردار نابینا ہوگئے ہین ملکہ مہرخ کا تخت زمین پر رکھا ہی ہاتھون سے ٹٹول رہی ہین بابا کے پروردگار کو پکارتی ہین سارے لشکر کا یہی حال ہی سب کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی باغبان نے کہا خواجہ مین نے بھی شام سے ایسے ایسے خواب پریشان دیکھے گلچین نے کہا جب میری آنکھ بند ہوئی سب کو نابینا پایا لشکر مین عجب آفت برپا ہی خواجہ نے کہا باغبان اسی وقت چلو یہ رویاے صادقہ ہی باغبان نے اُسی وقت تخت تیار کیا سوار ہوکر چلے بڑے زور و شور سے باغبان سحر کر رہا ہی تخت مثل ہوا کے جاتا ہی ایک کوہ فلک شکوہ کے برابر پہونچے تھے کہ کان مین آواز گانے کی آئی کوئی نی بجا بجا کر نئے طور سے اس غزل کو گا رہا ہی ساز بھی بج رہے ہین

نظم

یا خدا اُنکو میان سے جاگے نیند آئی نہو	ایک شب کے جاگنے والے کی رسوائی نہو
غیر نے اُنکو کہین یہ بات سمجھائی نہو	آپ کے اسوقت وان جانے سے رسوائی نہو
بہر تسکین مجھکو مضطر دیکھکر بولے تو یہ	وہ محبت چاہیے جسمین کہ رسوائی نہو
وعدہ آنے کا وہ کرتے ہین ابھی لو اس شرط سے	کہتے ہین اقرار یہ کرلو کہ تنہائی نہو
سینے مین گھٹ گھٹ کے مرجائے دل ایذاپسند	میری مونس گر شب فرقت کی تنہائی نہو
کہتے ہین وہ خواب مین آیا ہون ایسی رات کو	جسمین تو بھی خوش ہو اور میری بھی رسوائی نہو
ہو اسے اک صاحب عصمت تصور سے غرض	کسطرح پردہ نشین آنکھونسے بینائی نہو
کچھ سمجھائی دے نہ جسمین نام اُسکا ہی شباب	آنکھ وہ ہی آنکھ ہی جسمین کہ بینائی نہو
تیرہ بختی سے مری شبخون کا ہی خوف اسے	شام فرقت کسطرح گھبرائی گھبرائی نہو
ضبط پردہ پوش راز عشق ہی یہ کیا کرے	درد کے آنے کی دل مین جب خبر پائی نہو
جو ادا سے بے تعلق اُس جوانی کے نثار	اُسپہ صدقے جان تاب جو آنکھو شرمائی نہو
چاہتے ہین وہ بھی ایسی کسی تدبیر سے	دلکا دل ملجائے رسوائی کی رسوائی نہو

خواجہ حیران ہوے کہ کون گا رہا ہی اے باغبان سُنتے ہو خاص کوئی میری نقل کر رہا ہی سب تعریفین کر رہے ہین سارنگس لطف سے گھلا ملا بج رہا ہی باغبان نے کہا پہاڑ بہت بلند ہی ہزار ہا شعلہ چمک رہا ہی باغبان نے تخت بلند کیا بر سر کوہ آکر پہونچے دیکھا خواجہ نے ہمارا دوست صادق محب واثق شعلہ خوار آتش خوار ایک تاج مکلل بہ جواہر سر پر بھاری لباس الماس دوز پہنے ہوے نی ہاتھ مین جھوم جھوم کے غزلین گا رہا ہی ساز رکھے ہین سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان پر پہونچتی ہی مجیرے ابھی بج رہے ہین خواجہ نے پکار کر آواز دی بھائی شعلہ خوار مزاج تو اچھا ہی خواجہ کو شیطان بچے نے دیکھا کھڑا ہو گیا کہا اُستاد آیئے جلسہ جما ہوا ہی اور یہ بھی پکار کر آواز دی ارے بھائیو اپنے کو ظاہر کرو ہمارے شہنشاہ آگئے اپنی صورت دکھاؤ مین انھین کا غلام ہون انکے گانے کی نقل کر رہا تھا اب اصل کو سنو شعلہ خوار نے جو پکار کر کہا ہزار ہا شعلہ جو گرد تھا ایک طور سے بھڑکا زمین پر آکر چمکا اب جو عمرو نے دیکھا ہزار ہا طفل ظاہر ہوا ایک ایک لنگوٹی باندھے ہوے تنگ خاندان بالکل ننگے سر منڈے ہوے ایک ایک چٹیا لمبی سب کے سرون پر منھ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے ہوے پرا باندھ کر سب نے خواجہ کو سلام کیا ہر چند کہ باغبان ساحر زبردست ہی مگر ان سب کو دیکھکر ہوش اُڑ گئے مثل بید کانپ رہا ہی وہ سب شیطان بچے خواجہ کے گرد پھر رہے ہین کوئی ہاتھ چومتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی کوئی بلائین لیتا ہی شعلہ خوار نے کہا خواجہ کچھ گائیے مین آپ کے گانے کی نقل کر رہا تھا سب خوش تھے اب آپ کا گانا سنکر محظوظ ہونگے عمرو نے کہا اے شعلہ خوار مین عجب مصیبت مین ہون عمرو نے سب حال اپنا باغبان کے قید ہونے کا سامنے شعلہ خوار کے بیان کیا کہا آج مین نے خواب پریشان دیکھا ہی شعلہ خوار نے کہا مین ابھی خبر منگائے دیتا ہون اے شہنشاہ اوج عیاری یہ سب لشکر آپ کے ساتھ چلیگا ایک کی طرف دیکھکر کہا کہ جاکر خبر لاؤ ایک وہین ننگا بہت خوب کہکر روانہ ہوا شعلہ خوار نے نی خواجہ کے ہاتھ مین دی کہا حضور اب گائیے سارا لشکر میرا آپ کے گانے کا مشتاق ہی ہر چند کہ خواجہ عمرو بہت پریشان ہو رہے ہین مگر یہ بھی خیال ہی کہ یہ سب جو میرے ساتھ چلینگے لشکر حیرت پر بڑی آفت آئیگی سب کے بیچ مین آکر بیٹھے نہایت تکلف سے یہ اشعار سامنے شعلہ خوار کے گائے

نظم

ہر دم یہ دعا مانگتے ہین اپنے خدا سے
اللہ بچائے شب فرقت کی بلا سے

بیمار محبت ہون بچونگا نہ دوا سے / چارہ نہین اب مجھکو کسی طرح قضا سے
اُلجھی سحر وصل جو اُس زلف رسا سے / گیا کیا مہوا دست وگریبان ہین صبا سے
چلمن جو اُٹھائی بھی تو کس شرم وحیا سے / دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز وادا سے
لاتا ہی بلا راہرو ون پہ یہ دورا ہا / اُلجھے دل دشمن بھی نہ گیسوے دوتا سے
بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج / بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے
وصلت کا ہمین شکر نہ فرقت کی شکایت / تابع ہین ترے کام ہی تسلیم ورضا سے
جیتے فلک اور بعد فنا ارض نے پیسا / دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض وسما سے
اللہ ری یہ گمرہی فرط محبت / بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا ہین خدا سے
تو گرم عنان شوق سے ہوا ہی بت طناز / پامال ہون عشاق کے دل تیری بلا سے
اُس شوخ کی آنکھون پہ لشکر کیون نہون عاشق / مشتاق چلے آتے ہین آہو بھی خطا سے
جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہی جلوہ / اکبار شک نظام آیا ہی محشر مین خدا سے

سب شیطان بچے چپ بیٹھے ہین گانے پر خواجہ کے جھوم رہے ہین بعضے چیختے ہین غل مچاتے ہین بعضے خوش ہو کر ناچنے لگتے ہین شعلے بدن سے نکل رہے ہین بعض بلند ہوے بڑے بڑے شعلے ہو گئے پھر لڑتے ہوے زمین پر آئے وجد کرتے ہین تالیان بجاتے ہین کبھی خود بھی کچھ گاتے ہین آواز مین طنین ناک سے دھوان کان سے شعلے نکل رہے ہین جب منھ کھول دیتے ہین تمام جسم شعلۂ آتش بنجاتا ہی وہ شیطان بچہ جو واسطے خبر کے گیا تھا دوڑا ہوا آیا خواجہ کے گرد پھرا کہا آپ ہمارے افسر کے مالک ہین قدمبوسی ضرور ہی جو خواب آپ نے بیان کیا وہ سب حقیقت مین سچ ہی شاہین ایک ساحرہ آئی ہی تین شبانہ روز گذرے کہ سب اہل اسلام دھوئین مین گرفتار ہین شور فریاد بلند ہی کس وناکس دردمند تمام لشکر نابینا ہو گیا ایک ساحرہ نیسان نامے بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر چلی ہی کہ سب کو جاکر قتل کرے یہ سُنکر خواجہ کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے شعلہ خوار نے کہا اُستاد آپ کیون گھبراتے ہین شاہین کو چیر پھاڑ کر پھینک دونگا یہ غلام آپ کے دو ہزار ہین دس لاکھ پر غالب آئینگے ایک جاکر تخت حیرت اُلٹ دیگا ہمکو کوئی نہ دیکھیگا ہم سب کو دیکھ دیکھکر اڑینگے حیرت کو ایسا پریشان کرینگے کہ وہ سب سحر کرنا بھول جائے اے خواجہ عمر واگر افراسیاب آگیا

اُسکا تاج اُتار کر آپکو دیدونگا حیرت کا دوپٹہ اُتار لونگا بی یاقوت و زمرد پر طمانچے پڑینگے ایک تو غزل اور سنا دیجیے عمرو نے کہا دہان جنگ نہ آغاز ہوجائے شعلہ خوار قدمون سے لپٹ گیا خواجہ نے خاطر سے شعلہ خوار کی چند شعر عاشقانہ اس زور و شور سے گائے کہ سب شیطان بچے چیخین مارمار کر رونے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین خواجہ علم موسیقی کے آپ بادشاہ ہین آسمان عیاری کے ماہ ہین آپ کے گانے نے ہم سب کو بیقرار کردیا کبھی ایسا گانا نہ سُنا تھا دو ہزار شیطان بچے اُچھل رہے ہین کود رہے ہین کوئی خواجہ عمرو کے ہاتھ چومتا ہی کوئی قدمون کو بوسہ دیتا ہی خواجہ نے کہا اے شعلہ خوار اب جلد چلو ایسا نہو شاہین جا پڑے تو مجھکو بڑی شرمندگی ہوگی شعلہ خوار نے کہا آپ چلیے مین حاضر ہوا خواجہ و باغبان گلچین تخت پر سوار ہوکے چلے کوہ سے چند قدم ہٹے تھے صدائین ہیبت ناک کان مین آنے لگین ہزار شعلہ پہاڑ سے چمکا خواجہ دیکھتے ہوے بڑھ گئے باغبان سے کہا تخت کو جلد بڑھاؤ اے باغبان مجھے شگون کا اعتبار نہین آتا باغبان نے کہا اگر یہ مع فوج آپڑا لشکر حیرت مین مہلکہ پڑجائیگا حیرت کو بھاگتے راستہ نہ ملیگا باتین کرتے ہوے خواجہ و گلچین باغبان چلے باغبان بڑے زور و شور سے تخت اُڑائے ہوے لیے جاتا ہی یہان نیسان بارہ ہزار جادوگرون کو لیکر اُس مقام پر آئی کہ جہان دھوئین نے تمام لشکر مہرخ کو گھیرا ہی اندر سے آہ آہ کی صدا آرہی ہی شاہین بلند پرواز تین لاکھ جادوگرون کا لشکر لیے ہوے کھڑی ہی اس امید پر کہ نیسان جاکر دروازہ پیدا کرے سرداران مسلمانان قتل ہونے لگین تو مین بھی جا پڑون سرداران نامی کو گرفتار کرلاؤن ملکہ حیرت تخت پر سوار خوب بناؤ کیے ہوے مع لشکر تماشا دیکھ رہی ہی کہ نیسان جادو نے بڑھ کر گولہ مارا قصر دود مین در پیدا ہوا شاہین بلند پرواز بھی لشکر لیکر بڑھی منظور ہوا کہ ملکہ بہار و مخمور کو پکڑ لاؤن سامنے حیرت کے لاکے قتل کرون حیرت بھی بلبلا رہی ہی ہر مرتبہ پکارتی ہی اے شاہین بلند پرواز جلدی کرو ایسا نہو کوئی انکا مددگار آجائے بعد انکے خاتمے کے صاحبان طلسم نور افشان سے مقابلہ پڑیگا کوکب بھی آکے لڑیگا بران نے بڑے بڑے کمال کیے دریاے خون روان مٹایا پل پر یزادان کو توڑا آخر کو عشاق سبز رنگ نے سحر سے مارا پھر وہ بھی مارا گیا بی بران اچھی ہوئین ابھی تھوڑے دن ہوے شہنشاہ نے غصے مین آکے گنبد قہر سامری گرایا ساربان زادے نے اُسکو بھی فتح کیا شاہین بلند پرواز نے کہا حضور مین سب سے

سمجھ لونگی مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتی ہون کوکب کی کیا حقیقت ہی بران کو بھی قتل کرونگی سب پھیرے
دیکھے بھالے ہین یہ کہتی ہوئی شاہین بڑھی ملکہ حیرت نے بھی لشکر کو بڑھایا اب سب اسی فکر مین
ہین کہ مسلمانون کو جاکر لوٹ لین اور شاہین بلند پرواز اس فکر مین ہی کہ مہار و مخمور کو جاکر گرفتار
کرلون نیسان نے گولہ مارا قصر دود مین دروازہ پیدا ہوا نیسان نے چاہا کہ اندر قصر دود کے قدم
رکھون کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او نیسان کہان جاتی ہی خبردار آگے نہ بڑھنا منم باغبان
خواجہ تو تخت سے کود کر الگ ہوے باغبان و گلچین سینہ سپر کرکے لڑنے لگے نیسان نے آگ
برسا وی چاہا باغبان کو مبتلاے سحر کرون باغبان نے گیند پھولون کا مارا کہ نیسان کا سر اڑگیا
اسکے ساتھ والون نے چاہا ملازمان مہرخ کو قتل کرین گلچین بڑھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کئی
ہزار جادوگرون کو مارا شاہین بلند پرواز نے جو یہ معرکہ دیکھا کل لشکر کو لیکر جا پڑی حیرت جادو
نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا جمیل جادو برابر تخت حیرت کے کھڑی تھی حیرت نے اُس سے کہا
جاکر مہار کا سر کاٹ لے باغبان و گلچین لشکر مین گھرے ہوے لڑ رہے ہین کہ جمیل جادو
تڑپ کر قریب مہار کے آئی چاہا کمر مین پنجہ ڈیکرے اُڑون باغبان نے جو دور سے دیکھا گھبرا گیا کئی
گولے پھینکے لیکن تا بہ جمیل جادو نہ پہونچے لاکھون جادوگر باغبان کو گھیرے ہوے ہین نکلنا
مشکل ہو گیا چلاکر آواز دی ای گلچین مہار کا خاتمہ ہوتا ہی اگر مہار نہین تو باغبان و گلچین کو پھر
کون پوچھیگا گلچین نے چاہا مجمع سے نکلون جادوگرون نے نہ نکلنے دیا باغبان و گلچین کو بڑی کد
یہ ہی کہ کوئی ملازم مہرخ قتل نہو لاکھون مین جاکر گھر گئے جیسے ہی جمیل نے ملکہ مہار کی کمر مین پنجہ
دیا اور قصد کیا کہ لے اُڑون کہ پہلو سے آواز آئی منم شعلہ خوار آتش خوار جمیل کیون قضا آئی ہی
جمیل گھبرا گئی پلٹ کے دیکھا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا آتا ہی اسنے ملکہ مہار کو چھوڑ دیا جھپٹ کر ایک گولہ
مارا شعلے کے اندر سے ایک ہاتھ کالا کالا پیدا ہوا گولے پر چٹکی ماردی گولہ پھٹکر زمین پر آ گیا ملازم
شاہین بلند پرواز کے جلے جمیل حیران ہی کہ یہ کیا معرکہ تھا نہ کوئی سحر تھا نہ کوئی شعبدہ تھا یہ کیا
بات تھی پھر طرف مہار کے پلٹی کہ شعلہ قریب آیا جمیل کا ہاتھ کسی نے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہ جمیل کا
سر اڑ گیا جمیل مر کر زمین پر گری وہی شعلہ گرد مہار کے آکے پھرا منھ پر ہاتھ بھی پھیر دیا مہار کی
آنکھین کھلین اب مہار نے دیکھا کہ ہزار ہا لڑکے ننگے لشکر شاہین بلند پرواز مین دوڑے

دوڑے پھر رہے ہین کسی کو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا کسی کو پکڑ کے چیر ڈالا کسی کے سامنے جا کے
مُنھ کھول دیا شعلۂ آتش نے ساحر کو جلا دیا حیرت نے جو تخت پر سے دیکھا گرد مسلمانون کے شعلہاے
آتش پھر رہے ہین کسی ساحر کو قریب نہین آنے دیتے حیران ہو گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی آخر کو بھڑک کے
نعرہ کیا منم حیرت جادو وای مسلمانون کہان جاتے ہو مین آپہونچی اب میرے ہاتھ سے نہ بچوگے
حیرت جادو نے چاہا تخت بڑھاؤن ایک شعلۂ کلان بھڑک کر زیر تخت آیا اُسنے تخت حیرت
اُلٹ دیا ملازم دوڑ پڑے کنیزون نے ملکہ حیرت کو سنبھالا ملکہ حیرت حیران کہ یہ کیا معرکہ تھا کچھ
ذہن مین نہ آیا کہ یہ شعلۂ آتش کون چمکا تا ہی کنیزون نے پھر تخت کو درست کیا ملکہ حیرت پھر تخت پر
سوار ہوئین اپنے نام کا نعرہ کیا جیسے ہی تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے پھر تخت کو گرا دیا کئی مرتبہ
ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ تخت پر سوار ہون جب تخت پر سوار ہوئین ایک شعلے نے تخت کو اُلٹ دیا
آخر تخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا حیرت ناچار ہو کر پیدل چلی ہر جادوگر کے سر پر ایک شعلہ چمکا اُسکو جلا دیا
ایک شعلے نے دو دو ہزار جادوگرون کو مارا شعلۂ کلان افسرون پر جا کر گرتا ہی مصور کو ایک شعلے
نے آ کے ڈھکیل دیا اوپر سے صورت نگار کو گرا دیا دونون زن و شوہر لپٹے ہوے پڑے ہین
اُٹھتے ہین تو اُٹھ نہین سکتے جب اُٹھتے ہین شعلۂ آتش پھر گرا دیتا ہی مصور و صورت نگار لڑکھڑا کر
پھر گر پڑتے ہین مانی و بہزاد بھی تلے اوپر گر رہے ہین ہزارہا سردار نامی و گرامی زمین مین پڑے
لوٹ رہے ہین شعلۂ آتش سب کے سرون پر چمک رہے ہین ایک طرف سے نعرہ خواجہ عمرو کی
صدا بلند ہی لوٹتے پھرتے ہین زندون کی کمر ٹٹول رہے ہین مُردون کے لباس اُتار لیے ایک شعلہ
کلان طرف شاہین کے چلا ایک آواز ہیبت ناک آئی کہ او شاہین کہان جاتی ہی شاہین
نے پلٹ کر دیکھا ایک شعلۂ کلان میری جانب آتا ہی چاہا کہ بھاگون اپنی جان بچاؤن ایک شعلۂ
خُرد نے شاہین کو ڈھکیل دیا اوپر سے ایک کنیز کو گرا دیا شاہین اُٹھ نہین سکتی جب اُٹھتی ہی لڑکھڑا کر
گر پڑتی ہی شعلۂ کلان قریب پہونچا شاہین کی دونون ٹانگین پکڑین چیر کر پھینکدیا شاہین کے
مرتے ہی اندھیرا ہو گیا ابر لخت لخت ہوا ٹوٹ کر زمین پر گرا کچھ روئی کے گالے تھے کہ زمین پر اُڑتے
پھرتے ہین مرنے سے شاہین کے سب سردار بینا ہوے سب کو از حد غصہ تھا مہار کا گلدستہ جیلا مخمور
نے دانہ یاقوت احمر کا مارا ہلال چمک چمک کر گرنے لگی سرخ موے کاکل کشا نے بال کھولدیے

رعد و برق تڑپ تڑپ کر گرنے لگے برق لامع بھی آڑی ترچھی گر رہی ہی ساحران حیرت حیب دیکھتے ہین کہ کسی سردار نے پھر گولہ اُٹھایا اُسنے جھولی سے ترنج نکالا چاہا پھینک مارون کہ ایک شعلۂ خرد پیدا ہوا ہاتھ پر تھپکی ماری اُسکے ہاتھ سے ترنج گرا ملازم مہرخ نے گولہ مارا اُس ساحر کا سر پھٹ گیا دھوان جو لخت لخت ہوا ملکہ بہار نے حیرت سے کہا ہوا کہان جاتی ہو حیرت نے چاہا کہ سحر کرون ایک شعلۂ آتش نے حیرت کو گرا دیا کنیزون نے آکر سنبھالا اب کئی کنیزین صف باندھ کر کھڑی ہوئین مہار نے گلدستہ مارا وہ گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہواے سرد چلی درختون نے اُن سب پر سایہ ڈالا بلبلا کے پکار اُٹھین ای ملکۂ عالم ہماری جان پر بنی ہوئی ہی ہم تو آپ کے عاشق ہین ہمکو اپنی خدمت مین قبول کیجیے نظم

پاس رسوائی جانان دل ناشاد رہے — بے صدا مثل اثر نالہ و فریاد رہے
وان بھی ہر لحظہ جو بیداد مین ایجاد رہے — یان بھی ہر دم نئے انداز کی فریاد رہے
ہی قضا تا بہ کجا طاقت فریاد رہے — ہم رہین دہر مین اب یا دل ناشاد رہے
راز دل منھ سے نکل جائے جو بیتابی مین — اپنے دامن مین چھپائے ہوے فریاد رہے
چند اشکون کا جو محتاج پس مرگ بھی ہو — ایسے بیکس کی نہ کیون لاش بھی برباد رہے
ساتھ اُسکے رہے یہ جان حزین مثل خیال — ننگی شمشیر لیے ہاتھ مین جلاد رہے
خون آنکھون سے اُبل جائے جو فصل گل مین — پھوڑا ہی جوش جنون حاجت فصاد رہے
مردے جاگ اُٹھین صدا صور کی ہو نالہ مین — دامن حشر دلا دامن فریاد رہے
وہی وہ تصویر مصور نے جسے کھینچا تھا — آپ ہر رنگ مین جلاد کے جلاد رہے
عالم فکر و مسرت مین سدا مثل ہوا — قید کے قید ہم آزاد کے آزاد رہے
دل بیتاب کو گر برق فنا چاک کرے — ذرے ذرے مین کی چمک نکلے تری یاد رہے
تنتین کرنے لگے شام سے جاتے ہی شریر — واہ کیا خوب لگے اُنکے ہمین یاد رہے

ہزارہا کنیزین غزلین گاتی پھرتی ہین کوئی سر ٹکراتی ہی کوئی غل مچاتی ہی اسیطرح ہزارون جادوگرنی مرے حیرت عجب آفت مین ہی کہ جب سحر کرنے بڑھتی ہی ایک شعلہ ڈھکیل دیتا ہی حیرت جھاڑ پونچھ کر پھر اُٹھتی ہی ایک شعلۂ آتش قریب آیا جھولی شانے سے حیرت کے اُتار کر پھینکدی اور کان حیرت کا

مروڑ دیا کہاں رہی جاتی نہین ورنہ پکڑ کر لیجاؤنگا درۂ کوہ مین لیجا کر ڈالدونگا پڑے پڑے سڑ جائیگی
یہ صدا سنکر حیرت پیچھے ہٹی جب پیچھے ہٹتی ہی خیر و عافیت ہی جب آگے بڑھی وہی مصیبت ہی جھولی ندارد
لباس پارہ پارہ کنیزین عرض کرتی ہین واری فوج مسلمانان کا بلوہ ہی بی مہار سحر کرتی ہوئی آتی
ہین انکو بہ جلد ہوگئے ایک سحر ایسا کیجیے کہ انکا گلدستہ جلے حیرت نے کہا مین خاک سحر کرون جب سحر کرنے کا
ارادہ کرتی ہون کوئی نہ کوئی ڈھکیل دیتا ہی تمام لباس پارہ پارہ جھولی پاس نہ رہی کاہے
سے سحر کرون آخر کو حیرت بھاگی یہ جنگ شیطان کبھون کی بہت طولانی تھی حقیر نے اسکو کم کر کے
لکھا کہ ناظرین ملول نہون حیرت و مصور و صورت نگار پر یہی آفت رہی کہ وہ میان بی بی
تلے اوپر گرتے ہین حیرت صدہا مرتبہ زمین مین گری یاقوت کو کسی نے زمرد پر پھینک مارا مگر کوئی
گرانے والا معلوم نہین ہوتا جب ملازمان حیرت گیند دھڑ کا ہونے لگے اور صدہا کے سر پھٹے
ہاتھ منھ ٹوٹے سب سرداران اہل اسلام سحر کر رہے ہین ملازمان حیرت سحر نہین کر سکتے سحر کرنے
چلے اور منھ کے بل گرے شعلۂ آتش نے جلادیا یا ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا ایسے کیسے سحر حیرت نے کیے
مگر کچھ نہ ہوسکا آخر کار شکست فاش ہوئی بھاگنے کی تلاش ہوئی طبل امان بجوا کر پلٹی سرداران
اسلام تو رک گئے مگر شعلے بھڑکتے ہوے چلے آتے ہین بارگاہون کو شعلہ ہاے آتش نے جلادیا
اسباب لٹنے لگا حیرت حیران ہی کہ سرداران اسلام تو رک گئے لیکن یہ شعلۂ آتش نہین رکتے
آخر حیرت پڑاو پر سے بھی بھاگی دیکھا بارگاہین جل رہی ہین خزانہ لٹ گیا اسباب بھی جابجا کا لٹا
حیرت نے پلٹ کے دیکھا شعلۂ آتش ساتھ چلے آتے ہین آخر حیرت جادو گھبرا کر چیخ اٹھی کہ ارے
ہمارے مددگار مر گئے کوئی معین و مددگار باقی نہین رہا ایک پتلۂ فولادی پیدا ہوا اسنے حیرت
کی کمر مین پنجہ دبایا اڑا دو پتلے فولادی مصور و صورت نگار کو اٹھا لیگئے انکا لشکر سے نکلنا
تمام لشکر سر پر پاؤن رکھکے بھاگا کوئی درۂ کوہ مین جا کر چھپا کوئی شخص دامن صحرا کو مثل دامن مادر
جانکر چلا گیا کوئی آبرو کے خوف سے دریا مین گرا کسی کو پناہ پانی مشکل ہوئی چاہتا تھا بچون کنوئین
مین گر کر جان دی ہزارون یون مرے یہان افراسیاب جادو اپنے مقام پر باغ سیب
مین بیٹھا ہی صحبت راگ و رنگ آراستہ ہی گانا ہو رہا ہی کہ پتلہ فولادی حیرت کو لیے ہوے پہونچا
دو پتلے مصور و صورت نگار کو لائے افراسیاب نے دیکھا حیرت کا لباس پھٹا ہوا

چہرہ گرد آلود رنگ رو متغیر متردد و متحیر مصور و صورت نگار کا عجب نقشہ ہی زن و شوہر کے سر سے
خون ٹپک رہا ہی بیان مصور آہ آہ کر رہے ہین صورت نگار کہتی ہی خداوند تجھکو غارت کرین نگوڑا جب
گرا میرے ہی اوپر گرا میری ہڈیان ٹوٹ گئین مصور ہاتھ باندھکر کہتا ہی بی بی کیا مین آپ سے گرا
کوئی مجھکو گرا دیتا تھا کمبخت نے پہلے تمکو ڈھکیلا پھر مجھکو دھکا مار دیا مین مجبور و ناچار تھا مجھکو معاف
کرو صورت نگار نے ایک طمانچہ مارا افراسیاب یہ کہکر اٹھا کہ قدرت کی بہو یہ کیا کرتی ہو ایسے
غریب شوہر کے ساتھ یہ بدعت یہ کہکر مصور کو الگ کیا صورت نگار کا ہاتھ پکڑ لیا حیرت
سے پوچھا صاحب یہ کیا معرکہ گذرا حیرت چیخین مار مار کر رونے لگی کہا ای شہنشاہ کیا بیان کرون
آج مجھپر وہ مصیبت گذری کہ جسکا حد و پایان نہین یہ کہکر حیرت نے سب حال بیان کیا نیسان
کا مارے جانا ہاتھ سے باغبان کے پھر شعلہ ہاے آتش کا چمکنا شاہین کا مارے جانا اپنا تخت
سے گرنا مسلمانون کا بینا ہونا تمام خرابیان حیرت نے بیان کین اور یہ بھی کہا کہ جب مین نے
سحر کا قصد کیا کوئی گرا دیتا تھا شعلے بھڑک رہے تھے مین نہ سمجھی کہ کیا شعبدہ تھا اب دیکھین تقدیر کیا دکھاے
اسقدر حیرت نے بیقرار ہوکر یہ معاملہ بیان کیا کہ افراسیاب یہ حال مصیبت مآل سنکر دنگ
ہو گیا فوراً کتاب سامری اٹھائی عرصہ دراز تک کتاب کو دیکھا کیا زانو پر ہاتھ مارا گھبرا کر کھڑا
ہو گیا پھر بیٹھا کہا ای حیرت مین بادشاہ طلسم ہوشربا ہون کوئی شی دنیا کی ایسی نہین کہ جسکو مین نہین
جانتا بڑا خلل پڑا یہ فوج شیطان بچے کی تھی اب مین قبر سامری پر خود جاؤنگا فوج شیاطین جمع کرکے
شیطان بچے اور فوج شیطان بچے کو پکڑ لونگا یہ کہکر افراسیاب اٹھا کہا صاحب اب تم مقابلے مین
مسلمانون کے جاؤ مین جاتا ہون تسخیر کرکے فوج شیاطین کو لاتا ہون اگر شعلہ خوار کو نہ گرفتار کرونگا
تو بڑی خرابیان درپیش ہونگی ما بدولت سب علوم سے آگاہ ہین یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ روانہ ہون
اُسوقت نامہ کوہ عقیق گلزار سلیمانی سے لقا کا آیا یہ مضمون تھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد بھیج
افراسیاب نے جھلا کر طرف باغ کے دیکھا غنچہ چٹکا ایک شعلہ بھڑکا سب نے دیکھا ایک ساحر سامنے
افراسیاب کے آیا جھک کر سلام کیا کہا غلام کو کیون طلب فرمایا افراسیاب نے کہا ای غنچہ آتشبار
کوہ عقیق پر جاؤ مگر خبردار غرور نہ کرنا صدہا جادوگر اسی غرور مین مارا گیا غنچہ آتشبار نے کہا ای شہنشاہ
غلام جاتے ہی سب کو گرفتار کریگا قدرت کو بالاے قبطول پہونچا دونگا افراسیاب نے کہا ای غنچہ آتشبار

اگر تمنے یہ کام کیا تو خداوند تمکو مشیر قدرت قرار دیگے غنچۂ آتشبار نے آواز دی پھول پتون سے شعلۂ آتش نکلے تھوڑے ہی عرصے مین ساٹھ ہزار جادوگر مع کل سامان لشکر حاضر ہوے غنچۂ آتشبار اُسی وقت ان سب ساحرون کو ساتھ لیکر تخت سحر پر خود سوار ہوا طرف کوہ عقیق کے روانہ ہوگیا یہان خواجہ جب لڑائی فتح کر کے پلٹے بڑی خوشی حاصل ہوئی شعلہ خوار نے اپنے کو ظاہر کیا بیرون بارگاہ ہزارہا شعلہ چمک رہا ہی خواجہ نے کہا سب کو اندر بارگاہ کے بلا لو سب اپنے کو ظاہر کرین ملکہ مہرخ وغیرہ سب مشتاق ہین سب شعلۂ آتش اندر بارگاہ کے آئے شعلہ خوار نے ایک چیخ ماری سب ظاہر ہوے ملکہ مہرخ وغیرہ نے دیکھا دو ہزار کالے کالے لڑکے لنگوٹیان باندھے ہوے چٹیان سرون پر سب کے مُنھ سے دھوئین نکلتے ہوے ملکہ مہرخ کو سب نے سلام کیا سب سردار کانپ گئے مہرخ نے کہا خواجہ انکو رخصت کیجیے شعلہ خوار نے کہا ایک تنکہ شراب کا سب کو مرحمت ہو ملکہ مہرخ نے دو دلوا دیے شیطان بچون نے بیرون بارگاہ خوب شراب پی بعد تھوڑی دیر کے خواجہ سے عرض کی غلام اب رخصت ہوتے ہین جسوقت ضرورت ہو ہمکو طلب فرمایئے گا آج جنگ مین اگر افراسیاب آتا تو اُسکی بھی یہی حالت کرتے اُسکو بھی بھاگتے بنے کچھ نہ بن پڑتا جسوقت طلب فرمائیے گا یہ سب حاضر ہونگے آج آپ کے بادشاہ کو دیکھکر بہت خوش ہوے یہ کہکر شیطان بچے رخصت ہو کر روانہ ہوے کہ انکا ذکر وقت پر تحریر ہوگا کہ دیکھیے افراسیاب انکے ساتھ کیا کرتا ہی اس داستان کو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہی انشاءاللہ جلد دوم مین ان شیطان بچون کی داستان بہ کیفیت تمام تحریر کرونگا یہ جلد اس مقام پر ختم کی جاتی ہی انشاءاللہ جلد ثانی مین حال کیفیت تا آل ناظرین پر بخوبی واضح ہوگا اور طلسم ہفت پیکر کے بھی ناظرین والا مقام مشتاق رہین جب وقت اُسکی تحریر کا آئیگا تو پڑھنے والا لطف اُٹھائیگا۔ والسلام فقط

تمت

داستان امیر حمزہ با تصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمۂ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔

بوستان خیال۔ مصنفۂ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے۔ آخر انھون نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کر کے اُس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصہ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کے واسطے دیا۔ یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اُردوے معلی کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ سواے اُردو کے فارسی کا درس و تدریس کم بلکہ کالعدم ہی تو اتنی بڑی کتاب کا اپنی ہی زبان مین شایع ہونا مناسب تھا لہٰذا ان اجلاد کے ترجمے اور طبع کرانے مین کارخانہ اودھ اخبار نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہی پہلے دہلی مین خواجہ امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمے کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۰ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدیں

الف لیلہ با تصویر۔ دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہی اسکا ترجمہ اُردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم منجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام شایان مرحوم نے کیا تھا بہ مزید نظر ثانی مولوی محمد حامد علیخان متخلص بہ حامد مع تصاویر کے

فسانۂ عجائب جلی قلم با تصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔

الف لیلہ با تصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی مترجمۂ مولانا محمد حامد علیخان صاحب مطبوعہ ۱۸۹۴ء عیسوی

قصہ سند باد جہازی۔ ماخوذ از قصہ الف لیلہ۔

کامروپ کا جادو اُردو۔

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حمید علیخان صاحب

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ از مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم۔

ایضاً۔ بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا۔

سروش سخن با تصویر۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا

طلسم حیرت۔ افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون۔

باغ و بہار معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر

ایضاً بلا تصویر حسب مراتب بالا۔

طلسم فصاحت - قصہ عجیب وغریب از سید محمد حسین جاہ مرحوم -

آرائش محفل - قصہ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش -

ایضاً بلاتصویر حسب مراتب بالا -

مقتول جفا - معروف بہ فسانہ غم آمود - از حافظ امیر الدین -

نوطرز مرصع - از محمد عوض -

بستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان -

سیراب باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم مغفور -

فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان تائب دلچسپ فصیح وبلیغ کلام مرصع رزم بزم دونوں عمدہ -

فسانۂ جمیل - مترجمہ منشی حامد حسین -

قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ تخلص قیس

فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر

فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب -

قصۂ زاہد شمسی - مصنفہ شیخ برہان الدین احمد

سنگاسن بتیسی -

ناٹک نل دمنی - مولفہ منشی نبایک پرشاد -

قصہ موتی دہبولہ - ذخیرۂ سید خرد مند انہ -

بیتال پچیسی بالتصویر - قصہ مشہور -

گل بکاولی - از منشی نہال چند -

طوطا کہانی بالتصویر - از سید حیدر بخش تھادر و جدید

قصہ گل صنوبر - از منشی ہیم چند -

ایک روسی زمیندار کا قصہ - مترجمہ مسٹر ہنری فانتوم صاحب کاغذ سفید چکنا -

نور تن - قصہ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -

قصہ اگر گل - قصہ مشہور -

سیر معقول - فسانۂ نادر - از سید غلام حیدر خان بہادر

قصۂ گوپی چند بھرتھری -

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ دیبی پرشاد

قصہ سور جہور حصہ اول - از منشی چرنجی لال

قصہ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال -

ریاض تحقیق نادر شرح سکندر نامہ بری مصنفہ مولوی عبد المجید صاحب متوطن پیلی بھیت -

ناول مرغوب دل

خدائی فوجدار - ترجمہ کتاب ڈان کوئکساٹ ڈی لامان جلد اول ودوم یکجائی - مترجمہ پنڈت رتن ناتھ صاحب لکھنوی -

فسانہ آزاد کامل - ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی یہ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہی -